بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخاری و مسلم کا انتخاب اور رسول اللہؐ کے کلماتِ طیبہ کا لبِّ لباب

۲۲۷۲ قولی احادیث کا گرانمایہ مجموعہ

# مشارق الانوار

(عربی معہ اردو)

## فقہی ترتیب والا ایڈیشن

مؤلفہ:۔ امام رضی الدین حسن صغانی رحمہ اللہ

ترجمہ و فوائد از حضرت مولینا خرم علی رحؒ

مرتب:۔ مولانا محمد عبد الحلیم چشتی

---

ناشر

نور محمد۔ اصح المطابع و کارخانہ تجارت کتب آرام باغ۔ کراچی

# عنواناتِ کتاب کی اجمالی فہرست

## کچھ ترتیب کے بارے میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

امام حسن صغانی لاہوری رحمہ اللہ نے "مشارق الانوار" کو عوامل نحویہ پر مرتب کیا تھا، ہم نے اس کی ترتیب فقہی ابواب پر کی ہے۔

فقہی ابواب میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ترتیب و تبویب ہی کو اصل الاصول قرار دیا ہے اور جہاں تک ممکن ہو سکا، شیخین (امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ) کے ابواب کی اتباع کی ہے۔ چنانچہ حدیث کو اسی باب کے تحت بیان کیا ہے جس باب اور عنوان کے تحت شیخین نے صحیحین میں اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔

ہم نے ترتیبِ ابواب میں صحیح مسلم کے ابواب کو پہلے ذکر کیا ہے۔ اور اس میں ان حدیثوں کو بیان کیا ہے جن کی تخریج امام مسلم رحمہ اللہ نے صحیح مسلم میں کی ہے۔ اس کے بعد ان حدیثوں کو ذکر کیا ہے جن کو شیخین نے صحیحین (صحیح بخاری و صحیح مسلم) میں روایت کیا ہے، مگر ایسی تمام حدیثوں کو صحیح مسلم کے فقہی عنوانات کے تحت ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد صحیح بخاری کی حدیثوں کو بیان کیا ہے اور ان کو صحیح بخاری کے فقہی ابواب اور عنوانات کے تحت ذکر کیا ہے۔

گرچہ "مشارق الانوار" قولی حدیثوں کا ایک نہایت مستند ذخیرہ ہے مگر اس میں بھی حدیث کے ہر ہر جز کو بیان کرنے کا التزام نہیں کیا گیا ہے، اس لئے ابواب بندی میں کہیں کہیں ہمیں نیا عنوان قائم کرنا پڑا ہے مگر جہاں ایسا کیا ہے وہاں اس امر کی فٹ نوٹ میں تصریح کر دی ہے اور یہ بتا دیا ہے کہ امام مسلم اور امام بخاری رحمہما اللہ نے اس حدیث کو کس عنوان میں ذکر کیا ہے۔

ہم نے ایسا کیوں کیا؟ اس کے وجوہ اور اسباب، اس کے فوائد اور اغراض اور ترتیب ابواب میں شیخین کی ترتیبِ فقہی کی رعایت اور پھر اس ترتیب میں صحیح مسلم کے ابواب کی ترجیح وغیرہ، اس قسم کی معلومات کے لئے "مقدمۂ مرتب" ملاحظہ فرمائیں۔

محمد عبد الحلیم چشتی

۱۹ ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ

# مقدمۂ مترجم



اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ حمد اور نعت کے بعد دریافت کیا چاہیے کہ علم حدیث اشرف العلوم ہے اس واسطے کہ اشرف الناس کا کلام ہے۔ مثل مشہور ہے کہ کَلَامُ الْمُلُوْکِ مُلُوْکُ الْکَلَامِ اور سب علوم دینی اس کے محتاج ہیں۔ علم تفسیر بدون حدیث کے معتبر نہیں اور علم عقائد اور علم فقہ اور علم سلوک اور علم تاریخ بدون اس کے کچھ مستند نہیں۔ لیکن باوجود اس کے ہندوستان میں اس علم شریف کا چرچا نہیں۔ عوام کا تو کیا ذکر ہے اکثر علماء کو خبر نہیں۔ اس واسطے نہایت مناسب معلوم ہوا کہ کسی حدیث کی کتاب کا ترجمہ عوام فہم اردو زبان میں کیجئے، سو سب کتابوں سے "مشارق الانوار" حسن صغانی کی نہایت پسند آئی، اس واسطے کہ مختصر کتاب ہے اور اس کی احادیث کی صحت پر اتفاق ہے، کوئی اس کی ایسی حدیث نہیں جو غیر معتبر ہو۔ بخلاف مشکوٰۃ کے کہ اس ہر جنس کی روایت ہے صحیح بھی اور ضعیف بھی۔ بارے الحمد للہ کہ بارہ سو انچاس ہجری ۱۲۴۹ میں حسب دلخواہ ترجمہ تمام ہوا اور تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار اس کا نام مقرر کیا۔ حق تعالےٰ اپنے کرم سے اس کتاب کو مقبول کرے اور اہل اسلام کو فائدہ عام بخشے اور بھول چوک کو معاف فرمائے، آمین۔ **مقدمہ** اس میں چند اصطلاحات حدیث کا اور فضیلت امام بخاری اور مسلم اور کتاب مشارق الانوار اور اس کے مصنف کا حال بیان کرنا ضرور ہوا تاکہ ناواقفوں کو بصیرت حاصل ہو، حیرانی نہ رہے

**فصل** اصطلاحاتِ حدیث میں۔ **حدیث** اس کو کہتے ہیں جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان مبارک سے فرمایا، یا خود کیا یا جو حضرتؐ کے سامنے ہوا اور حضرتؐ نے اس کو درست رکھا۔ سو جو زبان سے فرمایا اس کو حدیث قولی کہتے ہیں اور جو کیا اس کو حدیث فعلی کہتے ہیں اور جو حضرتؐ کے سامنے ہوا اس کو حدیث تقریری کہتے ہیں۔ اول اسلام میں مدت تک علم حدیث میں کسی نے کتاب نہیں تصنیف کی۔ زبانی سب یاد رکھتے تھے۔ پھر اول ابن جریج اور امام مالکؒ اور ربیع نے تصنیف شروع کی۔ پھر تو تصنیف کا بہت چرچا ہوا۔ علمائے حدیث نے جو متن حدیث کو شمار کیا ۱۰ لاکھ حدیثیں پائیں۔ **فائدہ** حدیث ۲ دو قسم ہے متواتر اور آحاد۔ متواتر وہ ہے جس کو ہر زمانے میں اتنا بکثرت لوگوں نے روایت کی ہو کہ عقل ان کے جھوٹ بولنے کو محال جانے۔ اور آحاد وہ ہے جس کی روایت میں اکثریت نہ ہو۔ آحاد کی تین ۳ قسمیں ہیں۔ مشہور، عزیز اور غریب۔ مشہور وہ ہے جس کو ہر زمانے میں تین ۳ یا زیادہ راویوں نے روایت کی ہو اور عزیز وہ ہے جس کو ہر زمانے میں دو ۲ راویوں سے کم نے روایت نہ کی ہو اور غریب وہ ہے جس کی روایت کسی زمانے میں ایک ۱ ہی راوی سے ہو۔ سو متواتر سے ہر ایک کو یقین کامل حاصل ہوتا ہے خواص کو

بھی عوام کو بھی اور آحاد روایت سے علمِ ظنی حاصل ہوتا ہے اور بعضی صورت میں کثرتِ قرائن سے اہلِ علم کو یقین بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ سو آحاد میں بعضی روایت تو مقبول ہے اور اُس پر عمل واجب ہے، اگر راوی کی دیانت اور راستی معلوم ہو۔ اور بعضی روایت مردود ہے اگر راوی کی دیانت اور راستی نہ ثابت ہو۔ **فائدہ** مقبول آحاد کی دو قسم صحیح اور حسن۔ **صحیح** اس کو کہتے ہیں، جس کو دیندار پرہیزگار خوب یاد رکھنے والے لوگوں نے ہر زمانے میں برابر روایت کیا ہو نہ اُس میں کوئی چھپا عیب ہو نہ اور معتبر لوگوں کے مخالف ہو۔ سو صحیح حدیث کی سات قسمیں ہیں۔ اوّل عمدہ قسم تو وہ ہے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں ہو، اس کو حدیث متفق علیہ کہتے ہیں۔ اس کے بعد دوسری قسم وہ ہے جو صرف بخاری میں ہو۔ تیسری وہ ہے جو فقط مسلم میں ہو۔ چوتھی وہ جو بخاری اور مسلم کی شرط اور ان کے طور پر ہو۔ پانچویں وہ جو صرف بخاری کے طور پر ہو۔ چھٹی وہ جو فقط مسلم کے طور پر ہو۔ ساتویں وہ جو بخاری اور مسلم کے سوائے اور اہلِ حدیث نے اس کو صحیح جانا ہو۔ **حسن** اس حدیث کو کہتے ہیں جو صحیح حدیث کی طرح ہو لیکن اس کے راویوں کے حفظ اور یاد صحیح کے راویوں کے برابر نہیں، ہر چند مقبول اور حجت اور واجب العمل دونوں ہیں لیکن صحیح حسن سے نہایت مقدم اور افضل ہے، حسن، صحیح سے رتبہ میں کم ہے **فائدہ** مردود قسم آحاد کی جو لائق حجت کے نہیں، سو ضعیف ہے **ضعیف** حدیث اُس کو کہتے ہیں جو صحیح اور حسن کے مخالف ہو خواہ اس کا کوئی راوی درمیان سے ساقط ہو یا مطعون ہو سو اگر ابتدائے سند سے راوی ساقط ہو اُس کو معلّق کہتے ہیں اور اگر انتہا سے ساقط ہو یعنی صحابی مذکور نہ ہو تو اُس کو مُرسل کہتے ہیں اور اگر دو راوی برابر ساقط ہو گئے تو اس کو معضل کہتے ہیں اور نہیں تو منقطع اور طعنہ راوی کا یہ کہ وہ جھوٹا ہو تو اس کی حدیث کو موضوع کہتے ہیں یا اُس پر جھوٹ کی تہمت لگی ہو تو اس کو متروک کہتے ہیں یا راوی غلطی بہت کرتا ہو یا غافل ہو یا کثیر الوہم ہو یا اُس کی روایت معتمد لوگوں کے مخالف ہو یا فاسق یا بدعتی ہو تو اس کی حدیث کو منکر کہتے ہیں۔ **فائدہ** علم حدیث میں بہت کتابیں ہیں لیکن چھ کتابیں نہایت مشہور ہیں جن کو صحاح ستہ کہتے ہیں۔ اوّل صحیح بخاری دوسری صحیح مسلم تیسری ابو داؤد چوتھی ترمذی پانچویں نسائی چھٹی ابن ماجہ۔ سوائے بخاری اور مسلم کے باقی چار کتابوں میں ہر قسم کی حدیث ہے صحیح بھی اور حسن بھی اور ضعیف بھی، چنانچہ ان کے مصنفوں نے بیان کر دیا ہے۔ صحیح حسن اور ضعیف کا دریافت کرنا ہر کسی کا کام نہیں، خدا نے محدثین کو عقل اور شعور ایسا دیا ہے کہ وہی ان کو خوب پہچان جاتے ہیں جیسے صرّاف کھوٹا یا کھرا روپیہ اشرفی پرکھ لیتے ہیں، بدون ان کے بتلائے ہر شخص نہیں جان سکتا۔ ہر چند اصطلاحاتِ حدیث کی تفصیل بہت ہے لیکن عوام کی فہم میں نہیں آسکتی اس واسطے اسی قدر اجمال پر کفایت کی گئی اتنا بھی اس ترجمہ دریافت کرنے کو کافی ہے **فصل** صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے ذکر میں ان دونوں کتابوں کو صحیحین کہتے ہیں۔ علمِ حدیث کی سب کتابوں سے صحیحین منتخب ہیں، ان کی صحت پر اتفاق ہے امت کا خصوصاً صحیح بخاری، کہ بعد قرآن کے اصح الکتب ہے ان دونوں کتابوں میں سوائے صحیح حدیث کے حسن حدیث بھی نہیں ضعیف کا تو کیا ذکر ہے۔ امام بخاری اور مسلم ایسے استاد کامل ہوئے علمِ حدیث میں کہ یہ رتبہ کسی کو حاصل نہیں فی الحقیقۃ یہ دونوں بزرگ آسمانِ تحقیق کے آفتاب اور ماہتاب ہیں اور حق تعالیٰ نے ان کے فضائل اور کمالات کو اور ان کی کتابوں کو ایسی شہرت دی کہ کچھ بیان کی حاجت نہیں۔ لیکن کچھ مجمل ان کا حال برکت کے واسطے مذکور ہوتا ہے تاکہ

ناواقفوں کو آگاہی حاصل ہو **فائدہ** نام اور نسب امام بخاری کا ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن المغیرہ ہے۔
ایک سو چورانوے ہجری میں پیدا ہوئے، طفلی میں اندھے ہو گئے تھے ان کی ماں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ
فرماتے ہیں۔ کہ خوش ہو کہ حق تعالیٰ نے تیری دعا و زاری سے تیرے بیٹے کی آنکھوں میں روشنی عنایت کی۔ صبح کو دیکھا تو
بینا پایا۔ دس برس کی عمر سے بخارا میں حدیث یاد کرنا شروع کیا جب سولہ برس کے ہوئے تو عبداللہ بن مبارک اور وکیع
کی تصنیفات یاد کر چکے۔ پھر حج کے واسطے گئے اور عرب میں علم تحصیل کرنے لگے۔ جب اٹھارہ برس کے ہوئے تو فضائل اصحاب
اور تابعین میں تصنیف شروع کی، آخر اس سب مجموعہ کی مدینہ میں حضرتؐ کی قبر مبارک کے پاس تاریخ بخاری بنائی۔ حامد
بن اسمٰعیل محدث سے روایت ہے کہ میں اور بخاری استادوں سے ساتھ ہی علم حدیث تحصیل کرتے تھے ایک روز میں نے بخاری
سے کہا کہ تمھارے پاس قلم دوات نہیں، تم احادیث کو نہیں لکھتے یاد رہنا مشکل ہے تم کو ایسی تحصیل سے کیا فائدہ ہوگا ؟
سولہ روز کے بعد بخاری نے کہا کہ تم نے مجھ کو بہت تنگ کیا، لاؤ اپنی تحریر کو میری یادداشت سے مقابلہ کرو اور میں اس
مدت تک پندرہ ہزار حدیث لکھ چکا تھا۔ اتنی سب حدیثوں کو بخاری نے مجھ کو زبانی سُنا دیا اور ایسا خوب یاد تھا کہ میں نے
اپنی حدیثوں کو ان سے صحیح کر لیا۔ پھر بخاری نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ میری یہ محنت اور سرگردانی محض بے فائدہ ہے اسی
روز میں جان چکا تھا کہ یہ شخص سندی ہے اس کے برابر کوئی نہ ہو سکے گا۔ اور صحیح بخاری تصنیف کرنے کا یہ سبب ہے کہ،
ایک روز اسحٰق بن راہویہ کی مجلس میں ذکر ہوا کہ اگر کوئی صرف صحیح حدیثوں کو علیحدہ جمع کرے تو خوب فائدہ ہو کہ بے دغدغہ
لوگ اس پر عمل کریں۔ بخاری کے دل میں یہ بات اثر کر گئی۔ چھ لاکھ حدیثیں ان کے پاس تھیں ان کا انتخاب شروع کیا جس
حدیث کی صحت کمال مرتبہ میں ثابت تھی اس کو لکھتے اور باقی کو ترک کرتے اور معمول یہ کیا تھا کہ ہر حدیث کی تحریر کے واسطے
غسل کرتے اور دو رکعت نماز پڑھتے اور دعا اور استخارہ کرتے کہ الٰہی مجھ سے خطا نہ ہو۔ آخرش کو اسی طرح سولہ برس کی
محنت سے مدینہ میں حضرتؐ کی مسجد کے اندر منبر اور حضرتؐ کی قبر مبارک کے درمیان صحیح بخاری تمام ہوئی۔ صرف صحیح حدیثوں
کو ایک کتاب میں جمع کرنا اول بخاری سے شروع ہوا۔ سب حدیثیں صحیح بخاری کی سات ہزار دو سو پچھتر ہیں اور اگر مکرر
کو حذف کیجئے تو چار ہزار ہیں۔ ان کی خوش نیتی کے سبب سے یہ کتاب ایسی مقبول ہوئی کہ ان کی حیات میں ستر ہزار آدمیوں
نے بلا واسطہ ان سے یہ کتاب سندی۔ امام بخاری سے روایت ہے کہ فرماتے تھے کہ مجھ کو یہ امید ہے کہ قیامت میں مجھ سے
غیبت کا سوال نہ ہوگا اس واسطے کہ میں نے کبھی کسی کی غیبت نہیں کی۔ اسی کلام سے ان کے تقوے اور پرہیزگاری کو
خیال کیا چاہئے۔ جب بخاری بخارا میں آئے تو وہاں کے حاکم نے کہا کہ تم اپنی تصنیفات میرے مکان میں آکر میرے بیٹے
کو پڑھاؤ۔ بخاری نے کہا کہ یہ حدیث کا علم ہے اس کو میں ذلیل نہیں کرتا اگر تجھ کو غرض ہو اپنے بیٹے کو میرے مکان میں
بھیجا کیجیے اور لوگ سیکھتے ہیں وہ بھی سیکھا کرے۔ حاکم نے کہا تو جب میرا بیٹا آئے تو اور کوئی طالب علم تمھارے پاس
نہ رہا کرے ہمارے چوبدار دروازے پر کھڑے رہیں گے کسی کو نہ آنے دیں گے، ہم نہیں چاہتے کہ عوام خلقت ہمارے
بیٹے کے برابر بیٹھے۔ بخاری نے یہ بات نہ مانی اور کہا کہ حدیث کا علم پیغمبر صلعم کی میراث ہے اس میں تمام امت محمدی
شریک ہے اس میں کسی کی خصوصیت نہیں ہو سکتی۔ حاکم نہایت ناخوش ہوا اور بعض دنیادار خوشامدی عالموں نے
بخاری پر طعن و تشنیع شروع کر کے حاکم کو فساد پر مستعد کیا۔ آخرش امام بخاری بخارا سے تنگ ہو کر نکلے اول نیشاپور
میں گئے وہاں کے حاکم سے بھی ناموافقت ہوئی۔ پھر وہاں سے سمرقند گئے اور دعا کی کہ " الٰہی زمین باوجود کشادگی

کے مجھ پر تنگ ہوگئی اب مجھ کو زندگی سے نجات دے" پھر دو سو چھپن ہجری (۲۵۶) میں وہیں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ تاریخ

بہر احوالِ بخاری ضبط کردم از ثقات　　صدق (۱۹۴) تاریخ تولد نور (۲۵۶) تاریخ وفات

عبدالواحد طوسی اس زمانے میں بڑے ولی کامل تھے، انھوں نے خواب میں دیکھا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم معہ چند اصحاب کے راہ میں منتظر کھڑے ہیں۔ عرض کی یارسول اللہؐ! آپ کس کے انتظار میں ہیں فرمایا کہ محمد بن اسمٰعیل کا میں منتظر ہوں۔ پھر تحقیق ہوا تو وہی وقت بخاری کا انتقال ہوا تھا۔ اور بہت بزرگوں نے خواب میں دیکھا کہ حضرتؐ نے صحیح بخاری کو اپنی طرف نسبت کیا۔ چنانچہ محمد بن احمد مروزی نے بیت اللہ کے پاس خواب میں دیکھا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اے ابو زید! تو کب تک شافعی کی کتاب کا درس کہا کرے گا ہماری کتاب کو تو کیوں نہیں پڑھتا؟" میں نے کہا یارسول اللہؐ! آپ کی کون کتاب ہے؟ فرمایا کہ جامع محمد بن اسمٰعیل یعنی صحیح بخاری۔ اور اسی طرح امام الحرمین کا بھی خواب مشہور ہے۔ شدّت اور خوف اور سختیٔ مرض اور قحط وغیرہ مصائب میں صحیح بخاری کا ختم تریاق مجرب ہے۔ چنانچہ حرمین شریفین میں اب تک معمول ہے کہ جب روم کے بادشاہ پر سخت جنگ درپیش ہوتی ہے وہاں کے علماء بخاری شروع کرتے ہیں حق تعالیٰ فتح نصیب کرتا ہے۔ **فائدہ** امام ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم قشیری نیشاپوری دو سو چار (۲۰۴) ہجری میں پیدا ہوئے اور دو سو اکسٹھ (۲۶۱) ہجری میں انتقال ہوا تمام اہلِ حدیث اُن کی بزرگی اور کمال کے قائل ہیں اور بڑے عمدہ محدثین ان کے شاگرد ہیں، جیسے ابو حاتم رازی اور ترمذی علمِ حدیث میں بہت کتابیں ان سے تصنیف ہیں خصوصاً صحیح مسلم میں عجائب رنگا رنگ علمِ حدیث کے دقائق ہیں کہ اہلِ حدیث ان کو جانتے ہیں۔ تین لاکھ حدیث سے اس کتاب کو منتخب کیا ہے اور اس میں کمال ہوشیاری اور احتیاط کی ہے۔ سب احادیث اس کتاب کی بارہ ہزار ہیں امام مسلم نے کبھی کسی کی غیبت نہیں کی اور نہ کسی کو مارا اور نہ کسی کو گالی دی۔ ابو حاتم رازی نے مسلم کو خواب میں دیکھا، اُن کا حال پوچھا کہ خدا نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا مسلم نے کہا کہ حق تعالیٰ نے بہشت کو میرے واسطے مباح کر دیا ہے جہاں چاہتا ہوں وہاں رہتا ہوں۔ ابو علی ایک بزرگ تھے جب وہ مرگئے تو کسی نے ان کو خواب میں دیکھا تو پوچھا خدا نے تمہاری کس سبب سے نجات کی؟ انھوں نے کہا ان جزوں کی برکت سے، اور وہ جزو صحیح مسلم کے تھے۔ **فائدہ** کتاب مشارق الانوار اور اس کے مصنف کے ذکر میں۔ اس کتاب کے مصنف کا نام رضی الدین حسن بن حسن صغانی ہے چغانیان ماوراء النہر کی ولایت میں ایک شہر کا نام ہے وہاں پیدا ہوئے۔ بغداد اور مکہ میں علم تحصیل کیا، اپنے وقت یعنی سات سو (۷۰۰) ہجری میں تمام علوم دینی خصوصاً علمِ حدیث اور لغت میں اُستاد بے نظیر تھے۔ تصنیفات اُن کی بہت ہیں ازاں جملہ کتاب مصباح الدجیٰ من صحاح احادیث المصطفیٰ اور کتاب شمس المنیرہ من الصحاح الماثورہ اور کتاب مشارق الانوار النبویہ من صحاح الاخبار المصطفویہ اور کتاب عقلۃ العجلان اور کتاب وفیات صحابہ اور کتاب زبدۃ المناسک اور کتاب فرائض اور کتاب درجات العلم والعلماء اور کتاب التکملہ لغت میں کہ جو صحاح جوہری میں غلطی تھی اس کی اصلاح کی اور جو لغات کہ اس میں نہ تھے ان کو داخل کیا اور کتاب مجمع البحرین لغت میں کہ نہایت کامل کتاب ہے کہ تمام لغت عرب کو شامل ہے ان کے سوائے اور تصنیفات بھی ہیں کہ مصنف کے کمالِ علم پر دلیل ہے **فائدہ** مشارق الانوار میں مصنف نے عجیب و غریب نکات اور لطائف کی رعایت کی ہے۔ اوّل یہ کہ صحیحین کی احادیث سے صرف

قولی حدیثوں پر کفایت کی ہے۔ حدیث فعلی اور حدیث تقریری کو مطلق نہیں لایا اور دونوں کتابوں میں طرفہ خوض اور
تلاش کی ہے کہ ان کے اصولِ حدیث کو لایا شواہد اور متابعات اور روایات بالمعنی کو ترک کیا اور یہ نہیں کہ بے سبب
بعضی حدیث کو لایا اور بعضی کو چھوڑا، اس دریافت اور تمیز کو کمالِ فہم اور بڑا علم چاہیے ہر عالم کا یہ کام نہیں، اسی
سبب سے مصنف نے دیباچہ کتاب میں کہا ہے کہ " یہ کتاب صحت اور متانت میں میرے اور خدا کے درمیان حجت
ہے وہی خوب جانتا ہے کہ کس قدر محنت میں نے اس میں اٹھائی ہے" اور اس کتاب کی خوبی اور بزرگی ہر شخص نہیں دریافت
کر سکتا اس کو علماء جانتے ہیں اور علماء میں سے بھی وہی عالم جانتے ہیں جن کو علمِ حدیث میں بڑا ملکہ اور کمال مہارت
ہے دوسرے یہ کہ مصنف نے اس کتاب کو بارہ ۱۲ باب کیا ہے لیکن بابوں اور فصلوں میں بطور اور کتابوں کے اتحادِ
مضمون کی رعایت نہیں کہ مثلاً صلوٰۃ کی احادیث یکجا ہوں اور صوم اور حج کی یکجا بلکہ الفاظ اور حروف پر مرتب کیا ہے
مثلاً جن حدیثوں کے سرے پر مَنْ ہے اول باب میں لایا اور اِنَّ کی حدیثوں کو دوسرے باب میں اور جن پر لَا ہے،
اُن کو تیسرے باب میں اور باوجود اس کے پھر حروفِ تہجی کی رعایت کی ہے جیسے لغت کی کتابوں میں ہوتی ہے خلاصہ
یہ کہ اس میں ترتیبِ معنوی نہیں ترتیبِ لفظی ہے عجب محنت اور استادی کی ہے کہ احادیث کو رنگا رنگ ترتیب سے
مرتب کیا ہے جو اس کو غور سے دیکھے وہ اس کا لطف پائے۔ ہر چند معنوی ترتیب میں یہ بڑا فائدہ ہے کہ جس مضمون کی
حدیثوں کو چاہا ان کے باب اور فصل سے دیکھ لیا۔ لیکن لفظی ترتیب میں بھی عجب لطف ہے کہ جس حدیث کا سرا معلوم ہوا
بے تکلف اس کو نکال لیا۔ علاوہ اس کے قرآن کی طرح رنگ برنگ کے مضمون ہر وقت دریافت ہونا کمال نشاط انگیز
ہوتا ہے گویا یہ کتاب گلدستہ ہے جس کی ہر تحریر تو یک رنگ ہو اور خوشبو ہر قسم کی۔ تیسرے یہ کہ مصنف بعضی حدیث
کو ٹکڑے کر کے اپنی ترتیب کے موافق چند مقام پر لایا ہے اور یہ کام عالم عارف کو درست ہے بشرطیکہ معنی میں خلل نہ
پڑے چنانچہ مصنف نے ایسا ہی کیا۔ چوتھے یہ کہ بقول شارح گازرونی کے سب احادیث مشارق الانوار میں دو ہزار
دو سو چھیالیس ۲۲۴۶ ہیں **فائدہ** معلوم کیا چاہیے کہ اس کتاب کے ترجمہ میں چند امور کی رعایت کی ہے۔ اولؔ یہ کہ مصنف
نے اختصار کے واسطے احادیث کی اسناد یعنی راویوں کے نام کو حذف کیا۔ فقط صحابی کا نام جو اس حدیث کا اول راوی
ہے مذکور کیا اس طرح کہ ہر حدیث میں اول کتاب کا اشارہ کیا پھر صحابی کا نام لیا پھر حدیث کو بیان کیا اور اختصار کے
واسطے ہر حدیث پر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہا، لیکن مترجم نے ہر حدیث کے ترجمہ میں کہہ دیا ہے کہ حضرت
نے یوں فرمایا اور کتاب کا نام ہر حدیث میں لے دیا ہے تاکہ عوام کو شبہہ نہ پڑے۔ دوسرے یہ کہ حدیث کا ترجمہ تحت لفظ
نہیں کیا اس واسطے کہ عرب کا محاورہ ہند کے محاورے سے اکثر مطابق نہیں بلکہ محاورہ مقدم رکھا ہے مرادی مطلب
جابجا لکھا اور باوجود اس کے حتی المقدور تحت لفظ ترجمے کی بھی رعایت کی ہے۔ تیسرے یہ کہ اصلی غرض اس سے یہ
ہے کہ اہلِ اسلام کو فائدہ عام ہو، یہاں تک کہ حرف شناس اور عوام بھی محروم نہ رہیں، اس واسطے نہایت مشکل
مسائل نہیں لکھے۔ چوتھے یہ کہ اس کتاب کے خطبے کا ترجمہ نہیں کیا کہ عوام کو اس سے کچھ فائدہ نہ تھا۔ خطبے کا خلاصہ
مطلب یہ ہے کہ مصنف نے کہا کہ جب زمانہ بگڑا اور اہلِ علم مرگئے اور کم علم و فہم جن کو صحیح اور ضعیف کی تمیز نہیں
عالم اور پیشوا مشہور ہوئے، تو میں نے اس کتاب مشارق الانوار میں اپنی تصنیف دو کتاب مصباح الدجیٰ اور
شمس منیرہ کی صحیح احادیث جمع کیں اور کتاب النجم اقلیشی اور کتاب الشہاب قضاعی سے جو صحیح روایت تھی وہ

بھی اس میں ملائی تاکہ صحیح احادیث مختصر کتاب میں یکجا ہو جائیں۔ صحیح بخاری کی علامت خ اور صحیح مسلم کی م، اور جو دونوں میں متفق ہو اس کی علامت ق مقرر کی یعنی مصنف نے اس کتاب میں صرف صحیحین کی احادیث لکھیں مگر جابجا اقلیشی اور قضاعی کا کوئی لفظ بھی لایا ہے۔ چنانچہ وہاں اطلاع بھی کر دی ہے اور وہ لفظ بھی صحاح ستہ سے خالی نہیں۔ پانچویں یہ کہ مصنف نے کمال اختصار سے ہر جگہ قصہ حدیث کا نہیں بیان کیا کہ حضرتؐ نے یہ حدیث کس وقت اور کس تقریب سے فرمائی تو اس کا مطلب بخوبی نہیں معلوم ہوتا۔ اس واسطے حدیث کے ترجمہ کے بعد فائدہ میں اس کا پورا قصہ لکھ دیا اور جہاں مطلب مجمل اور مشکل تھا اس کو مفصل کر دیا اور چاروں اماموں کے مذہب جابجا مناسب مقاموں میں بے تعصب لکھے۔ شیعہ اور اہلِ بدعت کے شبہات جابجا مجملاً دفع کئے۔ غرض کہ بحمداللہ یہ کتاب اہلِ اسلام کے واسطے عجیب تحفہ ہے۔ اکثر مطالب دینی کو شامل ہے جس کے دریافت سے جاہل، عالم بنے اور عالم تازہ لطف اٹھائے حضرت مولانا عبدالقادر دہلویؒ کی ہندی تفسیر اور یہ کتاب طالبِ خدا کے واسطے کافی ہیں۔ دیندار کے حق میں یہ دونوں کتابیں گویا دو آنکھیں ہیں جن سے دونوں جہاں کا انجام نظر پڑے یا دو پر ہیں جن سے عرش تک اُڑ سکے۔

## مثنوی

| | |
|---|---|
| کیا تجھ سے کہوں حدیث کیا ہے | دُر دانۂ درجِ مصطفےٰ ہے |
| صوفی عالم حکیم دینی | کرتے ہیں اس کی خوشہ چینی |
| بابا کے یہاں سے کون لایا | جس نے پایا یہیں سے پایا |
| یہ شاہرہ محمدی ہے | گنجینۂ رازِ احمدی ہے |
| مشعل افروز راہِ سنت | برہم زنِ بیخ و شاخِ بدعت |
| ہوتے ہوئے مصطفےٰ کی گفتار | مت دیکھ کسی کا قول و کردار |
| جب اصل ملی تو نقل کیا ہے | یاں وہم و خطا کا دخل کیا ہے |
| اب زیادہ تو جھ سے کرنہ کل کل | خورشید کے آگے کیا ہے مشعل |
| بالفرض فلاں تھا مردِ کامل | اُس نے تھا کیا کہاں سے حاصل |
| وہ بھی اسی در کا اک گدا تھا | گو غوث و امام و مقتدا تھا |
| ملفوظ بہت ہیں تو نے دیکھے | ملفوظِ محمدی کو اب لے |
| ناحق تجھے اور کچھ ہوس ہے | قرآن و حدیث تجھ کو بس ہے |
| حق ہو گا حدیث خواں سے خرم | اور شاد رسولِ فخرِ عالم |
| تھا علمِ حدیث سخت مشکل | اور ہند کے لوگ اس سے غافل |
| چاہا کہ رہیں نہ یہ بھی محروم | ہوا ترجمہ اس سبب سے مرقوم |

مقبول ہو یہ کتاب یارب
مشتاق ہوں اس کے اہلِ دین سب

---

کتاب کے اتمام پر مترجم ؒ نے یہ مثنوی تحریر فرمائی ہے:-

شکر کہ انجام کو پہنچی کتاب — علمِ احادیث کی لب لباب

جو کہ مطالب تھے بر اَوجِ فلک — ترجمے سے آئے او تمارض تک

یعنی کہ اُردو کی پہن کر قبا — شاہدِ تازی ہوا جلوہ نما

گنجِ خفی دست بدست آگیا — کیا ہی ہوا رازِ نہاں برملا

دوستو اَب اِس کا ادا حق کرو — خلق کو سمجھاؤ خود اس کو پڑھو

اس کو نہ جزدان میں رکھ چھوڑیو — ہاں کہیں ایسا نہ ستم کیجیو

پَیرو سنت ہی کا رہو بجان — دل میں نہ بدعات کو دینا مکان

اب بھی تو بدعت میں رہا گر پھنسا — مُنہ تو محمدؐ کو دکھلائے گا کیا

نور کو لے نار کی گم کر ہوس — عاقلِ دیندار کو نکتہ ہے بس

یارب اِن اوراق کو مقبول کر — ہند کو اس فیض سے کر بہرہ ور

خرمِ افسردہ کو پُر درد کر — الفتِ دنیا سے لے سرد کر

تیری ہی دُھن روح کو ہر دم رہے — تیرے غمِ عشق میں خرم رہے

یارب اس عاجز کی دُعا کر قبول
خاتمہ بالخیر بحقِ رسولؐ
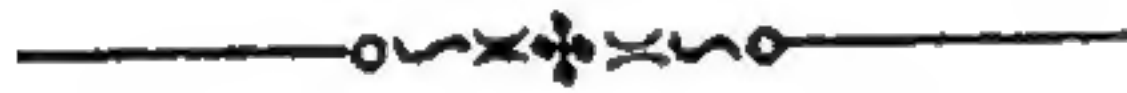
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# فہرست مضامین مشارق الانوار مترجم

ناشر

نور محمد، کارخانہ تجارت کتب، آرام باغ، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## معتبر لوگوں سے روایت کرنا

(۱) م سَمُرَةُ بْنُ جُنْدَبٍ وَالْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ مَنْ حَدَّثَ عَنِّيْ بِحَدِيْثٍ وَّهُوَ يَرَى اَنَّهٗ كَذِبٌ فَهُوَ اَحَدُ الْكَاذِبِيْنَ۔

مسلم میں روایت ہے سمرہ بن جندبؓ اور مغیرہ بن شعبہؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو میری طرف سے روایت کرے اور وہ جانتا ہو کہ وہ جھوٹی حدیث ہے تو وہ دو جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔

ف دو جھوٹے یعنی مسیلمہ کذاب اور مختار یا اسود عنسی جنھوں نے پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا یا یہ مطلب کہ ایک جھوٹا وہ جس ناپاک نے حضرتؐ پر جھوٹ باندھا، دوسرا جھوٹا یہ کہ اس جھوٹی حدیث کو روایت کرتا ہے جان بوجھ کے۔ اکثر لوگ جو علم حدیث سے ناواقف ہیں واہی تباہی حدیثیں نقل کیا کرتے ہیں جن کی کچھ اصل نہیں۔ مسلمان کو لازم ہے کہ حدیث میں بہت احتیاط کیا کرے ہر ایک کتاب کی حدیث کو سچا نہ جانے جو حدیث کی معتبر کتابوں میں ہو اس کو مانے جیسے کہ یہ کتاب مشارق الانوار ہے کہ سب علمائے اہل سنت اس کو بہت صحیح جانتے ہیں۔

## حضورؐ پر جھوٹ باندھنا

(۲) ق اَلْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ اِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلٰى اَحَدٍ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔

بخاری اور مسلم میں مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میرے اوپر جھوٹ باندھنا اوروں پر جھوٹ باندھنے کے برابر نہیں جو مجھ پر جھوٹ باندھے گا جان بوجھ کر سو اپنی بیٹھک ٹھہرا لیوے دوزخ میں۔

ف جھوٹی حدیثیں وضع کرنے کا گناہ اور صحیح حدیثوں کی جستجو اور تلاش کرنے کی تاکید۔

ف یہ حدیث متواتر ہے یعنی اتنے لوگوں نے روایت کی کہ اس کے سچ ہونے کا یقین کامل ہوا۔ بچاس سے بھی زیادہ حضرتؐ کے اصحاب نے اس کو روایت کیا ہے۔ ہر چند ہر ایک پر جھوٹ باندھنا حرام ہے لیکن حضرتؐ پر جھوٹ باندھنا نہایت حرام ہے اور سخت گناہ کبیرہ کہ انجام اس کا دوزخ ہے اس واسطے علمائے حدیث نے حدیثوں کے پرکھنے میں بڑی محنتیں اور جاں فشانیاں کیں موضوع حدیثوں کو جانچ کر علیحدہ کر ڈالا صحیح اور ضعیف کو جدا کیا جیسے صراف کھرے اور کھوٹے کو پہچان جاتا ہے ویسے علمائے حدیث بھی پہچان گئے تو مسلمان پر فرض ہے کہ جب کسی سے حدیث سنے یا کسی کتاب میں دیکھے اس حدیث کو سچا نہ جانے ... کہ اس کو حدیث کی مشہور کتابوں میں نہ دیکھے یا علمائے حدیث سے اس کی صحت نہ سنے۔

(۳) ق عَلِيٌّ لَا تَكْذِبُوْا عَلَيَّ فَاِنَّهٗ مَنْ يَّكْذِبْ عَلَيَّ يَلِجِ النَّارَ۔

بخاری اور مسلم میں علی مرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مجھ پر جھوٹ نہ باندھیو سو مقرر یہ بات ہے کہ جو مجھ پر جھوٹ باندھیگا وہ دوزخ میں جاوے گا۔

## سنی سنائی بات بلا تحقیق بیان کرنا

(۴) م اَبُوْ هُرَيْرَةَ كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مرد کو

اَنْ یُّحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ دَرِیْ وَایَۃِ الْقَضَاعِیِّ اِثْمًا۔

اتنا جھوٹ کفایت کرتا ہے کہ جو سنے اس کو ذکر کرے اور قضاعی کی روایت میں یوں ہے کہ آدمی کو اتنا گناہ کفایت کرتا ہے کہ جو سنے اس کو بیان کرے۔

**ف** یعنی اکثر اخبار اور حکایات جھوٹ سے خالی نہیں ہوتے تو اگر ہر ایک بات کو بیان کرنے لگا تو یہ شخص بھی منجملہ دروغ گو ٹھہرا یعنی دروغ کا مددگار رہا۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ جب تک بات کو خوب تحقیق نہ کر لیوے ہرگز زبان پر نہ لاوے۔

(۵) **م** اِبْنِ مَسْعُوْدٍ بِحَسْبِ الْمُؤْمِنِ الْکَذِبُ اَنْ یُّحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ[۱]

مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ایماندار کو اتنا جھوٹ کفایت کرتا ہے کہ جو بات سنے اسی کو کہنے لگے۔

**ف** یعنی جھوٹ صرف اسی چیز کا نام نہیں کہ اپنی طرف سے بات بناوے اور جھوٹ باندھے بلکہ یہ بھی جھوٹ میں داخل ہے کہ جو خبر سنے بدون تحقیق کئے اس کو کہنے لگے اس واسطے کہ اکثر اخبار جھوٹ مشہور ہو جاتے ہیں تو مومن عاقل کو اس کی تحقیق لازم ہے، بے تحقیق کسی بات کو زبان سے نہ نکالے اسی واسطے علمائے اہل سنت نے حدیث کی تحقیق میں بڑی محنت کی ہے اور خوب چھانٹ پھوڑ کر کے صحیح حدیث کو ضعیف اور موضوع سے جدا کر دیا ہے حق تعالیٰ ان کے درجے بلند کرے تو عاقل مسلمان کو لازم ہے کہ جو کسی سے حدیث سنے یا کسی کتاب میں دیکھے تو اس کو نہ مانے جب تک کہ علم حدیث کی معتبر کتابوں میں اس کی سند نہ پاوے۔

## ناقابلِ اعتبار لوگوں کی روایت سے احتراز

(۶) **م** اَبُوْھُرَیْرَۃَ سَیَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ اُمَّتِیْ اُنَاسٌ یُّحَدِّثُوْنَکُمْ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَاؤُکُمْ فَاِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا عنقریب میری پچھلی امت میں کچھ لوگ ہوں گے جو حدیثیں ظاہر کریں گے اور وے باتیں تم سے کہیں گے جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے نہیں سنیں سو دور بھاگو تم ان سے۔

خلافِ اجماع باتوں پر کان نہ دھرنا چاہیے

**ف** اس حدیث میں اہلِ بدعت کا ذکر ہے جو اسلام کے مخالف نئے کاموں کو رائج کرتے ہیں برخلاف اجماع مسلمین کے خواہ جھوٹی حدیث بنا کر خواہ اولیاء اللہ کی طرف نسبت کر کے خواہ اماموں کی طرف اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ بے تحقیق کسی بات کو نہ ماننا چاہیے کہ اس میں دین بگڑتا ہے اور اسی سبب سے ہزاروں بدعتیں عالمگیر ہو گئیں۔

## ایمان کا بیان

(۷) **ق** عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِیْمَ الصَّلٰوۃَ وَتُؤْتِیَ الزَّکٰوۃَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ

بخاری اور مسلم میں عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تو اس کی گواہی دے کہ سوائے خدا کے کوئی بندگی کے لائق نہیں اور محمد خدا کا رسول ہے اور یہ کہ نماز کو ٹھیک پڑھے اور زکوٰۃ دیوے اور رمضان کا روزہ رکھے اور خانہ خدا کا حج کرے

---

[۱] مسلم کی روایت میں حضرت ابن مسعودؓ سے بحسب المرء من الکذب کے الفاظ مروی ہیں۔ (رحشتی)

الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ لَهٗ لِجِبْرِيْلَ حِيْنَ جَآءَهٗ عَلٰى صُوْرَةِ رَجُلٍ فَقَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِيْمَانِ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِحْسَانِ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنْ اَمَارَاتِهَا قَالَ اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا وَاَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ۔

اگر تجھکو اس کی راہ کی طاقت ہو یعنی بشرط خرچ اور سواری کے۔ یہ حضرتؐ نے جبرئیلؑ سے کہا جبکہ جبرئیلؑ حضرتؐ کے پاس مرد کی صورت پر آئے تھے۔ سو انھوں نے کہا کہ تم نے سچ کہا۔ جبرئیلؑ نے کہا تو مجھکو ایمان کی حقیقت بتلائیے۔ حضرتؐ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو دل سے مانے اللہ کو اور اسکے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور اس کے پیغمبروں کو اور پچھلے دن کو یعنی قیامت کو اور تقدیر کو مانے بھلی یا بری جبرئیلؑ نے کہا تم نے سچ کہا جبرئیلؑ نے کہا تو احسان اور اخلاص کی حقیقت فرمایئے حضرتؐ نے فرمایا کہ احسان یہ ہے تو اللہ کی ایسی طرح عبادت کرے جیسے کہ اسکو دیکھ رہا ہو سو اگر اس طرح کا دیکھنا تجھ سے نہ ہو سکے تو یوں جان کہ وہی تجھکو دیکھتا ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا تو اب قیامت کا حال فرمایئے کہ کب ہوگی حضرتؐ نے فرمایا کہ جواب دینے والا پوچھنے والے سے اسکو کچھ زیادہ تر نہیں جانتا یعنی قیامت کی ناواقفی میں تم اور میں دونوں برابر ہیں۔ جبرئیلؑ نے کہا تو اسکے پتے ہی بتلایئے۔ حضرتؐ نے کہا کہ قیامت کی نشانی یہ ہے کہ لونڈی اپنے مالک اور مربی کو جنے یعنی مالکوں کے نطفے سے لونڈیاں جنیں تو ان کی اولاد بھی اپنے باپ کی طرح لونڈیوں کی مربی ٹھہری خلاصہ مطلب یہ کہ قیامت کے قریب کنیزک زادوں کی کثرت ہوگی۔ اور دوسری نشانی قیامت کی یہ ہے کہ تو دیکھے ننگے پاؤں ننگے بدن خارج بکریاں چرانیوالوں کو کہ بڑا بن مارینگے عمارت میں یعنی کمینے اور بے حقیقت لوگ دولتمند ہونگے۔ اور بڑی بڑی عمارتیں بنا کر فخر کریں گے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام کی حدیث میں اسلام اور ایمان کی حقیقت مذکور ہے اور احسان کی وضاحت ہے جس سے مراد تصوف اور درویشی ہے

∴ ∴ ∴ ∴ ∴ ∴ ∴ ∴ ∴ ∴ ∴ ∴ ∴ ∴ ∴ ∴ ∴ ∴ ∴ ∴ ∴ ∴ ∴ ∴

**ف** پوری روایت اس حدیث کی یوں ہے کہ عمر فاروقؓ نے کہا کہ ہم حضرتؐ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک مرد نمودار ہوا نہایت سفید کپڑے اور کمال سیاہ بال والا کہ اس پر کچھ سفر کا اثر نہ معلوم ہوتا تھا اور ہم میں سے کوئی اس کو نہ پہچانتا تھا۔ سو چلا آیا یہاں تک کہ حضرتؐ کے پاس بیٹھا زانو کو حضرتؐ کے زانو سے ملا کر اور اپنی دونوں ہتھیلیاں حضرتؐ کے زانو پر رکھیں اور کہا کہ اے محمدؐ مجھکو اسلام کی حقیقت بتلایئے حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ عمر فاروقؓ نے کہا کہ وہ مرد چلا گیا اور میں دیر تک بیٹھا رہا پھر مجھ سے حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عمر تو جانتا ہے کہ یہ پوچھنے والا کون تھا میں نے کہا کہ خدا اور اس کا رسول ہی زیادہ تر دانا ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ جبرئیل تھا تمہارے پاس آیا تھا تم کو دین سکھلانے کو۔

**ف** اس حدیث کو حدیث جبرئیل کہتے ہیں اس واسطے کہ سائل اس کے جبرئیل تھے۔ اور ام الاحادیث اور ام الجوامع بھی اس کا نام ہے یعنی سب حدیثوں کی جڑ یہ حدیث ہے اس واسطے کہ جو مطلب اور احادیث

میں ہیں وے سب اس حدیث میں مجمل موجود ہیں۔ جیسے سورۂ فاتحہ کو ام الکتاب کہتے ہیں کہ سب قرآن کے مطالب پر شامل ہے۔ حضرت جبرئیلؑ نے چار چیزیں حضرتؐ سے پوچھیں۔ اولٰی اسلام کی حقیقت۔ دوسرے ایمان تیسرے احسان چوتھے قیامت۔ سو فرمایا کہ اسلام کی حقیقت پانچ رکن ہیں توحید اور رسالت کی گواہی اور نماز اور زکوٰۃ اور رمضان کے روزے اور حج۔ معلوم ہوا کہ اسلام ظاہری اعمال کا نام ہے اور ایمان تصدیق قلبی اور اعتقاد دلی کو فرمایا۔ یعنی خدا کا یوں اعتقاد کرے کہ وہ سب عیب اور نقصان سے پاک ہے اور سب خوبیوں سے موصوف ہے اور فرشتوں کا یوں اعتقاد کرے کہ وے نوری خدا کے بندے ہیں رنگ برنگ صورت بدلنے پر قادر ہیں بموجب حکم کے سارے عالم کا انتظام کرتے ہیں گناہوں سے پاک ہیں، نہ مرد ہیں نہ عورت اور کتابوں کا یوں اعتقاد کرے کہ خدا کا قدیمی کلام ہے جو ان میں ہے سو سچ ہے۔ کہتے ہیں کہ خدا کی ایک سو چار کتابیں ہیں دس حضرت آدمؑ پر اتریں اور پچاس حضرت شیثؑ پر اور تیس حضرت ادریسؑ پر اور دس حضرت ابراہیمؑ پر۔ باقی چار کتابیں تو تمام عالم میں مشہور ہیں توریت اور انجیل اور زبور اور قرآن۔ لیکن قرآن سب سے افضل ہے۔ قرآن کے سوا اب کسی کتاب پر عمل کرنا درست نہیں اس واسطے کہ ان پر اول تو اعتماد نہیں اور دوسرے یہ کہ وے منسوخ ہیں اور تیسرے یہ کہ جو اگلی کتابوں میں مطلب تھے سو سب قرآن میں موجود ہیں تو ہوتے قرآن کے دوسری آسمانی کتاب کی کچھ حاجت نہیں اور پیغمبروں کا یوں اعتقاد کرے کہ وے سب سے افضل اور پاک لوگ ہیں خدا نے ان کو اپنی کمال رحمت سے آدمیوں کی طرف بھیجا تاکہ ان کو نیک راہ بتلا دیں اور ان کا دین اور دنیا سنواریں اور ان کو قسم قسم کے معجزات دیئے کہ ان کی راستی میں کوئی عاقل آدمی شک نہ لاوے۔ وے سب گناہوں سے پاک ہیں صغیرہ ہوں یا کبیرہ نبوت سے پہلے بھی اور بعد بھی اور یہی مذہب ٹھیک ہے اور حضرت آدمؑ کا گیہوں کھانا بقصد نہ تھا بھول چوک تھی اسی طرح اور پیغمبروں کو بھی قیاس کرنا چاہئے اور سب پیغمبروں سے ہمارے حضرتؐ افضل ہیں جو کمالات ظاہری اور باطنی کہ انسان میں ممکن تھے وے تمام ہمارے حضرتؐ پر ختم ہو گئے اسی واسطے ہمارے حضرتؐ کے بعد کسی پیغمبر کے آنے کی حاجت نہ رہی۔ خلافت اور امامت کا اعتقاد نبوت کے اعتقاد میں داخل ہے ایمان کا یہ جدا رکن نہیں جیسا کہ شیعہ کہتے ہیں۔ اور پچھلے دن کا یوں اعتقاد کرے کہ بعد موت کے قیامت تک دوزخ اور بہشت کے داخل ہونے تک جو حضرتؐ نے فرمایا ہے سو درست ہے یعنی عذاب قبر اور قیامت کی نشانیاں اور صور کا پھنکنا اور مُردوں کا جینا اور حساب کتاب اور عمل کا بدلا اور ترازو عمل تولنے کی اور پل صراط اور حوض کوثر اور دوزخ اور بہشت یہ سب چیزیں حق ہیں ان میں کچھ شک نہیں۔ اور تقدیر کا یوں اعتقاد کرے کہ جو عالم میں ہوا اور ہوتا ہے اور ہوگا بھلا یا بُرا سو سب تقدیر سے ہے، بدون اس کی خواہش نہ پتی ہلے نہ کوئی بوند ٹپکے لیکن باوجود اس کے آدمی کو کچھ اتنا اختیار دیا ہے کہ اس کے سبب سے انسان تعریف یا مذمت ثواب یا عذاب کے لائق ہوتا ہے۔ تقدیر کا اعتقاد اسی طرح مجمل رکھنا چاہئے زیادہ اس میں غور اور گفتگو کرنا بدعت اور گمراہی ہے اس واسطے کہ عقل ہماری میں اتنی کہاں طاقت ہے کہ کارخانۂ خدائی کے بھید سمجھے اسی واسطے حضرتؐ نے تقدیر کی بحث اور تکرار سے منع فرمایا۔ یہ ایمان مفصل کی حضرتؐ نے حقیقت بیان کی اور ایمان مجمل کی یہ حقیقت ہے کہ یوں اعتقاد کرے کہ جو حضرتؐ نے فرمایا اور بتلایا سو ٹھیک اور درست ہے نجات کے واسطے

اتنا بھی کفایت ہے۔ پھر حضرتؐ نے احسان یعنی اخلاص کے دو درجے فرمائے۔ اعلیٰ درجہ تو یہ ہے کہ عبادت میں ایسا حضور ہو کہ گویا خدا کو دیکھتا ہے اس کو مشاہدہ کہتے ہیں اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ یہ تصور کرے کہ خدا مجھ کو دیکھتا ہے اس کو مراقبہ کہتے ہیں اس تصور میں بھی کمال تعظیم اور نہایت ادب اور رجا اور شوق اور حضوری حاصل ہوگی۔ ممکن نہیں کہ اس تصور میں آدمی ادب چھوڑ دے یا ادھر اُدھر التفات کرے جیسے بادشاہ اگر کسی کو دیکھتا ہو تو کیا ممکن ہے کہ وہ ہاتھ پاؤں ہلائے یا نظر کو اٹھائے معلوم ہوا کہ تصوف اور درویشی احسان کا نام ہے ظاہری اعمال کو اسلام کہتے ہیں اور باطنی اعتقاد کو ایمان کہتے ہیں اور حضوری اور اخلاص کو احسان کہتے ہیں اور دین اور شریعت اسلام اور ایمان اور احسان کے مجموعے کا نام ہے اور گاہے اسلام اور ایمان کو ایک کہتے ہیں اس واسطے کہ اسلام بدون ایمان کے درست نہیں اور ایمان بدون اسلام کے کامل نہیں۔ اور بعضے لوگ احکام ظاہری کو شریعت اور تصفیۂ باطن کو طریقت اور مشاہدے اور مراقبے کو حقیقت کہتے ہیں۔ معلوم ہونا چاہیے کہ دین کی بنیاد فقہ اور کلام اور تصوف پر ہے سو اس حدیث میں حضرتؐ نے تینوں مقام کو بیان فرمادیا۔ اسلام اشارہ ہے فقہ کا اور احسان اشارہ ہے تصوف کا جس میں حق الیقین اور مشاہدہ اور مراقبہ مذکور ہے۔ معلوم ہوا کہ دین میں کامل وہی ہے جو فقہ اور کلام اور تصوف کا جامع ہو اور جس میں ان تینوں میں سے بعض ہو اور بعض نہ ہو وہ ناقص اور کچا ہے اس واسطے کہ درویش بے فقہ کے شیطان ہے کہ احکام الٰہی سے غافل رہا حرام اور حلال کو نہ سمجھا اور فقہ بے درویشی کے زاہد خشک اور قالب بے روح ہے اس واسطے کہ عمل بدون نیت خالص اور بے شوق اور حضور دل کے ناتمام ہے۔ یہی راہ مستقیم ہے اور باقی گمراہی۔

(۸) خ عُمَرُ اَتَدْرِیْ مَنِ السَّائِلُ قُلْتُ اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّہٗ جِبْرَئِیْلُ اَتَاکُمْ لِیُعَلِّمَکُمْ دِیْنَکُمْ۔ [۱]

بخاری میں عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عمرؓ تو کیا جانتا ہے کہ یہ پوچھنے والا کون ہے میں نے کہا اللہ اور اس کا رسولؐ زیادہ تر دانا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ جبرئیل تھا تمہارے پاس آیا کہ تم کو تمہارا دین سکھلائے۔

**ف** اس حدیث کا پورا قصہ اسی باب کے اور حدیث جبرئیل میں مفصل ہو چکا۔

## نماز پنجگانہ کا بیان

(۹) ق طَلْحَۃُ بْنُ عُبَیْدِ اللّٰہِ خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَۃِ قَالَہٗ لِرَجُلٍ سَاَلَہٗ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ ھَلْ عَلَیَّ غَیْرُھُنَّ فَقَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ وَصِیَامُ شَھْرِ رَمَضَانَ فَقَالَ ھَلْ عَلَیَّ

بخاری اور مسلم میں طلحہ بن عبید اللہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ پانچ نمازیں ہیں ایک رات اور دن میں، یہ حضرتؐ [illegible] اس مرد سے کہا جس نے حضرتؐ سے اسلام [illegible] پوچھا تھا اس مرد نے کہا کیا میرے اوپر ان پانچ کے سوائے اور بھی نماز ہے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں مگر اس طرح کہ تو نفل نماز پڑھے تو درست ہے حضرتؐ نے فرمایا اور رمضان کے مہینے کے روزے۔ بقیہ

[۱] یہ روایت صحیحین میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے بخاری میں جاء کم ہے اور مسلم کی روایت میں اتاکم یعلمکم دینکم کے الفاظ ہیں۔ (حشتی)

غَيْرُهُ فَقَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ وَذَكَرَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّكٰوةَ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا فَقَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَا أَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ وَيُرْوٰى أَفْلَحَ وَأَبِيْهِ إِنْ صَدَقَ أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَأَبِيْهِ إِنْ صَدَقَ۔

اس نے کہا کیا میرے اوپر اس کے سوا اور بھی روزہ ہے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں مگر یہ کہ تو نفل روزہ رکھے اور حضرتؐ نے اس سے زکوٰۃ کا ذکر کیا تو اس نے کہا کیا مجھ پر زکوٰۃ کے سوا اور بھی دینا فرض ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں مگر یوں کہ تو بطور نفل دیوے۔ پھر پلٹ چلا وہ مرد اور وہ کہتا جاتا تھا کہ قسم خدا کی کہ اس پر نہ بڑھاؤں گا اور نہ اس میں کچھ گھٹاؤں گا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ مراد کو پہنچا اگر یہ سچا ہے۔ اور دوسری روایت یوں ہے کہ مراد کو پہنچا اس کے باپ کی قسم اگر وہ سچا ہے یا یوں فرمایا کہ بہشت میں داخل ہوا اس کے باپ کی قسم اگر وہ سچا ہے۔

**ف** حضرتؐ نے حج کا ذکر نہیں کیا اس واسطے کہ اس کا سوال سب اسلام کے ارکان سے نہ تھا اور یہ جو اس نے کہا کہ میں نہ بڑھاؤں گا نہ گھٹاؤں گا یعنی ان فرض چیزوں میں اپنی طرف سے زیادتی کمی نہ کرونگا اور یہ مطلب نہیں کہ فرض کے سوائے سنت نفل نہ ادا کروں گا اور حضرتؐ نے جو اس کے باپ کی قسم کھائی تو عرب کی عادت کے موافق حضرتؐ کی زبان سے نکل گئی تعظیم منظور نہ تھی یا غیر خدا کی قسم اس کے بعد منع ہوئی۔

## ارکانِ اسلام

(۱۰) **م** أَنَسٌ لَئِنْ صَدَقَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ قَالَهُ لِضِمَامِ بْنِ ثَعْلَبَةَ۔

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر سچا ہے تو مقرر بہشت میں جاویگا یہ حضرتؐ نے ضمام بن ثعلبہؓ کے حق میں فرمایا۔

**ف** اصحاب بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا ضمام بن ثعلبہ اس کا نام تھا اس نے اسلام کے فرض حکم پوچھے حضرتؐ نے اس کو پانچوں وقت کی فرض نماز اور رمضان کے روزے اور حج اور زکوٰۃ بتلائی تو اس نے کہا اس خدا کی قسم جس نے تجھ کو سچا پیغمبر کیا کہ میں اس میں نہ زیادتی کروں گا نہ کمی۔ جب وہ گیا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ ضمام کے کلام کا یہ مطلب نہیں کہ سوائے فرض کے میں سنت اور نفل نہ کروں گا بلکہ یہ مطلب کہ فرض چیزوں میں کچھ کمی زیادتی اپنی طرف سے نہ کروں گا اور دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ شخص اپنی قوم کی طرف سے ایلچی ہو کر آیا تھا تو مطلب یہ کہ اپنی قوم کو اس پیغام رسانی میں میری طرف سے کچھ کمی زیادتی نہ ہوگی۔ جیسا کہ حضرتؐ سے سنا ہے ویسا ہی ان سے کہوں گا۔

## اسلام کے بنیادی اصول

(۱۱) **ق** ابْنُ عُمَرَ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ عَلٰى أَنْ يُّوَحَّدَ اللّٰهُ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَصِيَامِ رَمَضَانَ وَالْحَجِّ فَقَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عُمَرَ

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیز پر بنی۔ خدا کو ایک جاننے پر اور نماز قائم کرنے پر اور زکوٰۃ دینے پر اور رمضان کے روزے پر اور حج پر۔ سو ایک مرد نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہا حج اور رمضان کے

الْحَجِّ وَصِيَامِ رَمَضَانَ قَالَ لَا صِيَامِ رَمَضَانَ وَالْحَجِّ هٰكَذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَيُرْوٰى شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ۔

روزے پر عبداللہ نے کہا نہیں رمضان کے روزے اور حج پر یونہی میں نے حضرت سے سنا ہے اول روزہ بعد اس کے حج اور دوسری روایت یوں ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیز ہے اس کی گواہی کہ سوائے خدا کے کوئی معبود برحق نہیں اور محمد اس کا بندہ اور اس کا رسول ہے اور نماز قائم کرنا اور زکوۃ دینا اور بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

## اللہ اور رسول پر ایمان لانا

(۱۲) ق ابْنُ عَبَّاسٍ اٰمُرُكُمْ بِاَرْبَعٍ وَّاَنْهَاكُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اَلْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءُ الزَّكٰوةِ وَاَنْ تُؤَدُّوْا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَاَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّآءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيْرِ وَالْمُقَيَّرِ قَالَهٗ لِوَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں تم کو حکم دیتا ہوں چار چیز کا اور منع کرتا ہوں چار چیز سے۔ پہلا حکم اللہ کا ایمان لانا یعنی اس طرح گواہی دینا کہ کوئی لائق بندگی کے نہیں خدا کے سوائے اور محمد رسول ہے اللہ کا۔ اور دوسرا حکم نماز کا قائم کرنا اور تیسرا حکم زکوۃ کا دینا اور چوتھا حکم یہ کہ جو غنیمت کا مال پاؤ پانچواں حصہ اس کا ادا کرو۔ اور منع کرتا ہوں تم کو کدو سے اور سبز گھڑے سے اور نقیر اور مقیر سے یہ حضرتؐ نے عبدالقیس کے گروہ سے فرمایا۔

ف اس وقت میں شراب کے چار طرح کے برتن رائج تھے ایک تو کدو اور تونبا اور دوسرے سبز گھڑا جیسے سبز مرتبان تیسرے نقیر یعنی کھجور کی لکڑی کا کریدا برتن چوتھے مقیر یعنی روغن دار برتن جس میں روغن قیر ملا ہو جب شراب حرام ہوئی تو حضرتؐ نے اس کے برتنوں کا بھی استعمال کرنا منع کیا تاکہ شراب نوشی نہ یاد پڑے جبکہ شراب کی عادت چھٹ گئی تو آخر کو ان برتنوں کے استعمال کی اجازت دی چنانچہ اور حدیث میں یہ آیا ہے۔

علم اور تحمل کی تعریف۔

(۱۳) ق اَبُوْ سَعِيْدٍ اِنَّ فِيْكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ الْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ قَالَهٗ لِاَشَجِّ عَبْدِ الْقَيْسِ۔

بخاری اور مسلم میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر تجھ میں دو خوبیاں ہیں جن کو خدا دوست رکھتا ہے ایک تو غصے کا بچاؤ دوسرے گرداؤ۔ یہ حضرتؐ نے اس آدمی سے کہا جس کا نام عبدالقیس میں اشج لقب تھا۔

ف عبدالقیس ایک قوم کا نام ہے وہ قوم حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس کے سب لوگ اپنی سواریاں چھوڑ جلدی سے حضرتؐ کی ملاقات کو آئے لیکن اشج نے پہلے سواری کو باندھا [illegible] پہلے باندھا کپڑے پہن کے حضرتؐ کے پاس خاطر جمع سے حاضر ہوا تب حضرت نے یہ حدیث فرمائی اور اس کی تعریف کی۔ ذرا سی خلاف مرضی بات میں غصے میں لال ہو جانا اور ہر کام میں بدون غور کے شتابی اور جلد بازی کرنا جانوروں کی خو ہے اسواسطے خدا کو غصے کا بچاؤ اور گرداؤ پسند ہے۔

(۱۴) ق ابْنُ عَبَّاسٍ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ

اَذْبِالْوَفْدِ غَیْرَ خَزَایَا وَّلَا نَدَامٰی قَالَہٗ لِوَفْدِ عَبْدِ الْقَیْسِ حِیْنَ قَالَ لَھُمْ مَّنِ الْقَوْمُ اَوْ مَنِ الْوَفْدُ فَقَالُوْا رَبِیْعَۃُ۔

حضرتؐ نے فرمایا کہ خوشا بحال قوم یا یوں فرمایا کہ خوشا بحال ایلچیاں نہ ذلیل ہوں نہ شرمندہ ۔ یہ حضرتؐ نے عبد القیس کے ایلچیوں سے فرمایا جب کہ ان سے پوچھا کہ تم کون قوم یا کون ایلچی ہو۔ تو انھوں نے جواب دیا کہ ہم ربیعہ کی قوم سے ہیں۔

**ف** عبد القیس ربیعہ کی قوم سے گروہ کا نام ہے جب وہ حضرت کی خدمت میں مسلمان ہونے کو آئے تب حضرتؐ نے یہ حدیث سنا کر ان کی توقیر کی۔

## شریعت اسلامی کی دعوت دینا

(۱۵) **ق** ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّكَ سَتَأْتِیْ قَوْمًا اَھْلَ كِتَابٍ فَاِذَا جِئْتَھُمْ فَادْعُھُمْ اِلٰی اَنْ یَّشْھَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ فَاِنْ ھُمْ اَطَاعُوْا لَكَ بِذٰلِكَ فَاَخْبِرْھُمْ اَنَّ اللّٰہَ فَرَضَ عَلَیْھِمْ صَدَقَۃً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِیَاءِ ھِمْ فَتُرَدُّ عَلٰی فُقَرَآئِھِمْ فَاِنْ ھُمْ اَطَاعُوْا لَكَ بِذٰلِكَ فَاِیَّاكَ وَكَرَائِمَ اَمْوَالِھِمْ وَاتَّقِ دَعْوَۃَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّہٗ لَیْسَ بَیْنَھَا وَبَیْنَ اللّٰہِ حِجَابٌ

بخاری اور مسلم میں عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے جب معاذ بن جبلؓ کو یمن کا حاکم کر کے بھیجا تو فرمایا کہ البتہ تو عنقریب اس قوم کے پاس آئیگا جو کتاب والے ہیں یعنی یہود اور نصارٰی تو جب تو ان کے پاس جانا تو اُن کو بُلا اس طرف کہ گواہی دیں اس کی کہ کوئی خدا کے سوائے لائق پوجنے کے نہیں اور مقرر محمدؐ خدا کا رسول ہے۔ سو اگر وے اس بات میں تیرا کہنا مانیں تو ان کو خبردار کر اس سے کہ خدا نے ان پر ہر ایک دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں سو اگر وے اس میں بھی تیرا کہنا مانیں تو ان کو خبردار کر اس سے کہ خدا نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے کہ ان کے مالداروں سے لی جاوے سو اُن کے محتاجوں پر پھیر کر دی جاوے سو اگر وے اس کو بھی مانیں تو الگ رہنا اُن کے عمدہ مال سے یعنی زکوٰۃ میں جانور چن چن کر عمدہ قسم نہ لینا اور ڈرا کیجیو مظلوم کی بد دعا سے۔ سو بات یوں ہے کہ مظلوم کی دعا میں اور خدا میں کچھ آڑ نہیں یعنی مظلوم کی دعا جلد قبول ہوتی ہے۔ کسی پر ظلم نہ کرنا۔ شعر

بترس از آہِ مظلوماں کہ در وقت دعا کردن
اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

(۱۶) **م** طَارِقُ ابْنُ اَشْیَمَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَكَفَرَ بِمَا یَعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَرُمَ مَالُہٗ وَدَمُہٗ وَحِسَابُہٗ عَلَی اللّٰہِ۔ [1]

مسلم میں طارق بن اشیم سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس نے زبان سے لا الٰہ الا اللہ کہا اور جو چیز کہ سوائے خدا کے پوجی جاتی ہو درخت ہو یا پتھر یا قبر اس سے انکار کرے تو اس کا مال اور خون حرام ہے اور اس کا حساب اللہ پر ہے۔

[1] یہ روایت مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے حضرت طارق ابن اشیم سے نہیں۔ (چشتی)

ف یعنی جو مسلمان ہوا اس کا جان اور مال بچ گیا اور اگر اس نے مکر کیا ہوگا اپنے بچنے کے واسطے تو خدا اس کو سمجھ لے گا یعنی دل کا حال دریافت کرنا ہمارا کام نہیں ہم کو ظاہر کا حکم ہے لا الہ الا اللہ پڑھنا یہ اسلام کا حضرت کے وقت جو لا الہ الا اللہ کہتا وہ محمد رسول اللہ بھی کہتا تھا۔ قیامت اور ضروریات دین کو مانتا تھا اور یہ اس حدیث کا مطلب نہیں کہ جو صرف لا الہ الا اللہ کہے وہ مسلمان ہے خواہ حضرت کو اور قیامت کو ملنے یا نہ ماننے اس واسطے کہ ایمان اس کا نام ہے کہ دین کی سب ضروریات کو ملنے اگر ایک بات کا بھی منکر ہو تو کافر ہے۔

(۱۷) ق اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ وَجَابِرٌ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَصَمَ مِنِّیْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ۔

بخاری اور مسلم میں ابو بکر صدیق رضی اور عمر فاروق رضی اور جابر رضی سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ مجھکو لوگوں سے لڑنے کا حکم ہوا یہانتک کہ وے لا الہ الا اللہ کہیں سو جس نے کہ لا الہ الا اللہ کہا اس نے اپنا مال اور جان بچایا مگر دین کی حق تلفی کا بدلا ہے اور اس کا حساب خدا کے ذمے پر ہے۔

ف یعنی جب آدمی مسلمان ہوا اور کلمہ پڑھا تو اس کا جان اور مال لینا حرام ہے لیکن اگر ناحق خون کریگا تو مارا جاویگا یا مال ضامن ہوگا تو اس سے مال دلایا جاویگا اور اگر وہ خوف سے ظاہر میں مسلمان ہوا اور دل میں کافر رہا تو اس سے خدا حساب کر لے گا۔ دلوں کے حال دریافت کرنے کا حاکم اور قاضی کو حکم نہیں۔

## ایمان لانا حالتِ نزع سے پہلے پہلے تک معتبر ہے

(۱۸) ق اَلْمُسَیَّبُ بْنُ حَزْنٍ اَیْ عَمِّ قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کَلِمَةً اُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ قَالَهٗ لِاَبِیْ طَالِبٍ عِنْدَ وَفَاتِهٖ۔

بخاری اور مسلم میں مسیب بن حزن رضی سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اے چچا کہہ لا الہ الا اللہ۔ کہہ لے اس کلمہ کو، خدا کے نزدیک اس کلمہ کہنے کے سبب سے تیرے واسطے میں جھگڑوں گا۔ یعنی تیرے اسلام کی گواہی دے کر تجھکو بخشاؤں گا۔ یہ حضرت نے ابوطالب سے کہا ان کے مرتے وقت۔

ف ابوطالب کی وفات کے وقت ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ موجود تھے جب حضرت نے یہ حدیث فرمائی تو ان کمبختوں نے کہا اے ابوطالب کیا تو عبدالمطلب کے دین کو چھوڑتا ہے حضرت بار بار کلمہ کہنے کو فرماتے تھے اور وہ شیطان اسی طرح ورغلاتے تھے آخرش کو ابوطالب نے کہا کہ وہ شخص عبدالمطلب کے دین پر مرتا ہے اور کلمہ نہ کہا۔

(۱۹) ق اَلْمُسَیَّبُ بْنُ حَزْنٍ اَمَا وَاللّٰهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ اُنْهَ عَنْكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِلٰی قَوْلِهٖ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ قَالَهٗ لِاَبِیْ طَالِبٍ عِنْدَ وَفَاتِهٖ

بخاری اور مسلم میں مسیب بن حزن سے روایت ہے [illegible] فرمایا کہ خبردار ہو خدا کی قسم میں تیرے واسطے مانگے جاؤں گا جب تک مجھکو تیری بخشش مانگنے سے روک نہ ہوگی پھر خدا نے یہ آیت اتاری کہ پیغمبر اور ایماندار وں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کے واسطے دعا کریں مغفرت کی اگرچہ ان کے قرابتی ہوں حالانکہ ان پر ظاہر ہو چکا ہے کہ مشرک دوزخی لوگ ہیں یہ حضرت نے ابی طالب مرتے وقت [illegible]

منسوخ ہونا چچا ابوطالب کے حق میں دعاء مغفرت کرنے کی ممانعت

**ف** ابوطالب کے مرتے وقت حضرتؐ نے کہا کہ اے چچا لا الٰہ الا اللہ کہہ لے تو میں خدا سے تیری مغفرت کے واسطے حجت کرلوں گا ابوجہل نے کہا کہ اے ابوطالب اپنے باپ دادا کا دین مت چھوڑنا۔ دیر تک حضرتؐ کلمہ کہنے کو فرماتے رہے اور ابوجہل وغیرہ ورغلاتے رہے آخر کو ابوطالب نے کہا کہ میں عبدالمطلب کے دین پر مرا ہوں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی پھر حضرتؐ کو طلب مغفرت بھی منع ہوئی ابوطالب حضرتؐ کے چچا حضرتؐ پر نہایت فدا رہتے تھے اس واسطے حضرتؐ کو ان کی مغفرت کی بہت آرزو تھی۔

## جو توحید پر مریگا جنت میں داخل ہوگا

(۲۰) م عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ۔

مسلم میں عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو گواہی دے اس بات کی کہ سوائے خدا کے کوئی بندگی کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیغمبر ہے اللہ کا تو اللہ نے اس پر دوزخ حرام کی۔

(۲۱) ق عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّ عِيْسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَالْجَنَّةَ حَقٌّ وَالنَّارَ حَقٌّ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ۔

بخاری اور مسلم میں عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو گواہی دے اس بات کی کہ سوائے اللہ کے کوئی لائق بندگی کے نہیں اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور گواہی دے کہ محمدؐ اس کا بندہ ہے اور اس کا پیغمبر اور گواہی دے کہ عیسیٰؑ اللہ کا بندہ ہے اور اس کا پیغمبر اور اللہ کی بات سے بنا ہے جو مریمؑ کی طرف ڈالی تھی یعنی صرف حکم خدا سے بنا اس کا کوئی باپ نہیں۔ اور عیسیٰؑ اللہ کی بنائی روح ہے اور گواہی دے کہ بہشت اور دوزخ سچ سچ ہے خدا اس کو بہشت میں لیجائیگا کیسے ہی اسکے کام ہوں۔

**ف** یعنی جس مسلمان کے عقیدے قرآن اور حدیث کے موافق درست ہوئے وہ مقرر بہشتی ہے نیک کام اس کے ہوں یا بد خواہ حق تعالیٰ اپنے کرم سے یا حضرتؐ کی شفاعت سے اس کے سب گناہ معاف کر دے خواہ بقدر گناہ دوزخ میں پڑ کے بہشت میں جاوے۔ مسلمان سدا دوزخ میں نہ رہے گا آخر اس کو نجات ہے کلمے کی برکت سے۔

(۲۲) م اَبُوْ هُرَيْرَةَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اِذْهَبْ بِنَعْلَيَّ هَاتَيْنِ فَمَنْ لَّقِيْتَ مِنْ وَّرَاءِ هٰذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهٗ فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اے ابوہریرہؓ لیجا میرے ان دونوں جوتوں کو سو جس سے تو ملے اس باغ کے اس طرف کہ وہ گواہی دیتا ہو اس کی کہ سوائے خدا کے کوئی بندگی اور پوجنے کے لائق نہیں اسکی گواہی دیتا ہو دل یقین والا ہو کر تو اس کو بہشت کی بشارت دے۔

**ف** ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اصحاب حضرتؐ کو ایک بار تلاش کرتے پھرتے تھے کسی کو معلوم نہ تھا کہ حضرتؐ کہاں ہیں۔ میں نے دیکھا کہ ایک انصاری کے باغ میں ہیں میں خدمت میں حاضر ہوا تب حضرتؐ

یہ حدیث فرمائی پھر ابوہریرہؓ حضرتؐ کی جوتیاں لیکر بشارت دینے کو چلے تو اول عمر فاروقؓ سے ملاقات ہوئی پوچھا کہاں جاتے ہو ابوہریرہؓ نے قصہ نقل کیا عمر فاروقؓ نے ابوہریرہؓ کو دھکا دیا کہ یہ بات لوگوں کو مت سنا۔ ابوہریرہؓ نے عمر فاروقؓ کا گلہ حضرتؐ سے جاکر کیا حضرتؐ نے عمر فاروقؓ سے کہا کہ تونے ابوہریرہؓ کو بشارت دینے کے واسطے کیوں نہ جانے دیا۔ عمر فاروقؓ نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہؐ میرے نزدیک یہ بات مصلحت نہیں میں ڈرتا ہوں کہ لوگ اس بشارت سے کہیں عمل کرنا نہ چھوڑ دیں یا حضرت لوگوں کو چھوڑ دیجئے کہ عبادت کریں۔ آخر ش حضرتؐ نے عمر فاروقؓ کی مصلحت پسند کی۔ معلوم ہوا کہ عوام خلقت کو ایسی بات نہ سنادے جس سے ان کے عقیدے اور عمل میں خلل پڑے اور حضرتؐ نے اپنی جوتیاں ابوہریرہؓ کو اس واسطے دیں تھیں کہ تا لوگ ان کی بات کو سند جانیں حضرتؐ کی نشانی دیکھکر۔ معلوم ہوا کہ عمر فاروقؓ کی حضرتؐ کے نزدیک بڑی عزت اور قدر تھی کہ ان کا صلاح اور مشورہ قبول ہوتا تھا اس حدیث میں صرف توحید پر بہشت کی بشارت ہے رسالت اور قیامت کا ذکر نہیں کیا اس واسطے کہ لا الٰہ الا اللہ کہنا دین اسلام کا پتا ہے یعنی ایمان سبب ہے نجات کا اور ایمان میں سب ضروریات دین کے عقیدے داخل ہوگئے۔

(۲۳) م عُثْمَانُ مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ

مسلم میں حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو مرگیا اس حالت پر کہ وہ جانتا تھا کہ بیشک یہ بات ہے کہ خدا کے سوائے کوئی نہیں جہان کا مالک لائق بندگی ور پوجنے کے وہ بہشت میں گیا۔

ف اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ اس زمانہ میں جو اکثر عوام خلقت منہ سے لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں اور بتوں کو پوجتے ہیں اولیاؤں کی قبروں کو سجدہ کرتے ہیں مصیبت میں ان کو نفع ضرر کا مختار جان کر پکارتے ہیں وے مشرک ہیں پورے مسلمان نہیں اس واسطے کہ حضرتؐ نے اس حدیث میں صاف فرمادیا کہ جو دل سے سوائے خدا کے کسی کو مالک پوجنے کے لائق نہ سمجھے وہ بہشتی مسلمان ہے اور یہ نہیں کہ زبان سے تو کلمہ کہیں اور مسلمانی کا دم ماریں پھر شرک بھی کریں تو لازم ہے مسلمان کو کہ جیسا زبان سے کہے ویسا دل میں عقیدہ رکھے ویساہی کیا کرے تب محمدی مسلمان ہو۔

(۲۴) ق مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ اَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا يَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ

بخاری اور مسلم میں معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اے معاذ بن جبل بھلا تو جانتا ہے کہ کیا اللہ کا حق ہے بندوں پر معاذ نے کہا میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے حضرتؐ نے فرمایا سو مقرر خدا کا حق تو بندوں پر یہ ہے کہ اس کی بندگی کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ اے معاذ بن جبل بھلا تو جانتا ہے کہ کیا حق ہے بندوں کا خدا پر جبکہ وہ اس کو کریں یعنی

إِذَا فَعَلُوا ذَٰلِكَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ۔

عبادت کریں لاشریک جان کر۔ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا بندوں کا حق خدا پر یہ ہے کہ ان کو عذاب نہ کرے۔

ف خدا کا حق بندوں پر واجب ہے اور بندے کا حق خدا پر کچھ بھی نہیں لیکن اس کے فضل و کرم کی راہ سے البتہ ہر طرح کی امید ہے۔

(۲۵) م۔ أَبُو هُرَيْرَةَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ لَا يَلْقَى اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرَ شَاكٍّ فِيهِمَا إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے کوئی بندگی کے لائق نہیں اور مقرر میں خدا کا رسول ہوں نہ ملے گا خدا کو کوئی بندہ اس کلمہ کے ساتھ نہ شک لانے والا ان دونوں میں مگر کہ داخل ہوگا بہشت میں۔

ف یعنی جو کلمۂ شہادت پڑھے اور توحید اور رسالت میں اس کو کچھ شک نہ ہو سو وہ بہشت میں داخل ہوگا اگرچہ بقدر گناہ کے سزا پاوے۔

(۲۶) ق أَنَسٌ أَلَيْسَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ يَعْنِي مَالِكَ بْنَ دُخْشُمٍ قَالُوا إِنَّهُ يَقُولُ ذَٰلِكَ وَمَا هُوَ فِي قَلْبِهِ قَالَ لَا يَشْهَدُ أَحَدٌ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ فَيَدْخُلَ النَّارَ أَوْ تَطْعَمَهُ۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا وہ اس کی گواہی نہیں دیتا کہ سوائے خدا کے کوئی معبود برحق نہیں اور اس کی کہ میں خدا کا رسول ہوں مراد اس سے مالک بن دخشم ہے۔ اصحاب نے کہا وہ تو یہ کہتا ہے لیکن اس کے دل میں اس کا اعتقاد نہیں یعنی وہ منافق ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی ایسا نہیں جو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دیوے پھر دوزخ میں پیٹھے یا یوں فرمایا کہ اس کو دوزخ کھاوے۔

ف حضرتؐ کے اصحاب منافقوں کا ذکر کرتے تھے مگر زیادہ تر نفاق کی نسبت مالک بن دخشم کی طرف کی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی جس نے توحید اور رسالت کی گواہی دی وہ بہشتی مسلمان ہے اور اگر اس کے دل میں اس کا اعتقاد نہ ہوگا تو خدا اس کو سمجھے گا ہم کو اس کی تفتیش کچھ ضرور نہیں ہم کو ظاہر کا حکم ہے۔

## خدا اور رسول کا ماننے والا مومن ہے

(۲۷) م الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ذَاقَ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا۔

مسلم میں عباس بن عبد المطلب سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس نے ایمان کا مزہ چکھا جو راضی ہوگیا خدا کی خدائی پر اور اسلام کے دین پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری پر۔

ف خدا کی خدائی پر راضی ہونے کی یہ نشانی ہے کہ اس کی قضا و قدر پر راضی رہے رنج اور تکلیف اور مصیبت میں اس کا گلہ شکوہ نہ کرے۔ اور دین اسلام پر راضی ہونے کی یہ علامت ہے کہ اسلام کے احکام

پر مضبوط ہو جاوے کفر کی رسومات کے گرد نہ پھٹکے۔ اور حضرتؐ کی پیغمبری پر راضی ہونے کی یہ پہچان ہے کہ حضرتؐ کی سنت پر چلے اور بدعت سے عداوت رکھے اور جس کو یہ بات حاصل نہیں اسکو ایمان کے مزے سے خبر نہیں۔

## ایمان کے بعض شعبے

(۲۸) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ اَلْاِيْمَانُ بِضْعٌ وَّ سَبْعُوْنَ شُعْبَةً وَّالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ بِرِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ وَسَبْعُوْنَ بِرِوَايَةِ مُسْلِمٍ سَبْعُوْنَ اَوْ سِتُّوْنَ عَلَى الشَّكِّ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ایمان کی ستر اور کئی شاخیں ہیں اور حیا ایک شاخ ہے ایمان کی بخاری کی روایت میں ستر ہیں اور مسلم کی روایت میں شک ہے راوی کو کہ حضرتؐ نے ستر شاخیں فرمائیں یا ساٹھ۔

ف یعنی ایمان بمنزلہ درخت کے ہے اور جتنی نیکیاں اور خوبیاں ہیں جیسے علم اور صبر اور شجاعت اور سخاوت اور زہد اور قناعت اور شوق اور عبادت سو وہ اس کی شاخیں ہیں اور حیا ان میں بڑی عمدہ شاخ ہے، اس واسطے کہ شرع میں حیا اس حالت کو کہتے ہیں جو گناہ سے روکے اور اگر تقصیر ہو جاوے تو بیقرار کر دیوے۔ یہ جو حضرتؐ نے فرمایا کہ ایمان کی ستر شاخیں ہیں یا ساٹھ سو کثرت مراد ہے اس واسطے کہ نیکیوں کی کچھ حد سوائے خدا اور رسول کے ان کو کوئی نہیں گھیر سکتا جیسے ایمان، تمام نیکیوں اور خوبیوں کی جڑ ہے ویسے ہی کفر سب گناہوں اور برائیوں کی جڑ ہے سو اگر کافر میں کوئی نیک بات ہو تو آخرت میں اس کے کچھ کام نہ آوےگی اس واسطے کہ شاخ بدون جڑ کے سرسبز نہیں رہ سکتی آخر کو خشک ہو جاتی ہے۔

(۲۹) ق اَنَسٌ وَّ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ اَلْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهٗ۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ اور عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ حیا سب کی سب بہتر ہے۔

(۳۰) خ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ اَلْحَيَاءُ لَا يَاْتِيْ اِلَّا بِخَيْرٍ۔

بخاری اور مسلم میں عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ حیا سوائے خوبی کے کچھ نہیں لاتی۔

ف یعنی حیائے شرعی کا ہر حال میں نیک ہی ثمرہ ہوتا ہے۔

(۳۱) ق اِبْنُ عُمَرَ اَلْحَيَاءُ مِنَ الْاِيْمَانِ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ حیا ایمان سے ہے۔

ف یعنی شرم ایمان کی عمدہ شاخ ہے کہ اس کے سبب سے آدمی برے کاموں سے بچتا ہے جتنی شرم زیادہ اتنا ایمان زیادہ اور جتنی شرم کم اتنا ایمان کم۔

## اسلام کی سب اچھی باتیں

(۳۲) ق اِبْنُ عُمَرَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَ تَقْرَاُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ قَالَهٗ لِرَجُلٍ قَالَ اَيُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تو کھانا کھلاوے اور سلام کرے اس کو جس کو تو پہچانے اور جس کو نہ پہچانے۔ یہ حضرتؐ نے اس مرد سے کہا جس نے حضرتؐ سے کہا کہ یا حضرتؐ اسلام کی کونسی عمدہ خصلت ہے۔

ف معلوم ہوا کہ احسان کرنا خواہ مال سے خواہ زبان سے خلاصہ اسلام ہے اور معلوم ہوا کہ مسلمان کے

سلام کرنے میں آشنائی ضرور نہیں مسلمان سے خواہ آشنا ہو خواہ اجنبی سلام کرنا افضل ہے کہ حق ہے اسلام کا اور محبت کا سبب ہے۔

## وہ باتیں جن سے اسلام کی حلاوت نصیب ہوتی ہے

(۳۳) ق انسؓ ثَلٰثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَاَنْ يُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ وَاَنْ يَّكْرَهَ اَنْ يَّعُوْدَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُّقْذَفَ فِي النَّارِ۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تین خصلتیں ہیں کہ جس میں وے ہونگی وہ ایمان کی شیرینی کا مزہ پاویگا ایک وہ شخص جس کے نزدیک اللہ اور اس کا رسول تمام عالم سے زیادہ تر محبوب ہو۔ دوسرے یہ کہ محبت کرے مرد سے اس طرح کہ نہ چاہتا ہو اس کو مگر خدا ہی کے واسطے یعنی محبت میں دنیا کا کچھ لگاؤ نہیں تیسرے یہ کہ بُرا جانے کفر میں پھر پلٹ جانے کو بعد اس کے کہ خدا نے اسکو کفر سے نکالا جیسے اسکو بُرا لگتا ہے آگ میں ڈالا جانا یعنی کفر سے ایسا ڈرے جیسے آگ سے ڈرتا ہے۔

ایمان کی حلاوت تین چیزوں میں ہے جسکی علامت خدا اور رسول سے محبت کرنا ہے۔

ف تمام عالم سے خدا اور رسول کو زیادہ چاہنے کا یہ پتا ہے کہ خدا اور رسول کی رضامندی کو سب کی رضامندی پر مقدم رکھے خلاف شرع کام میں کسی کی رعایت نہ کرے خواہ پیر ہو خواہ آقا۔

## ہر مومن میں حضورؐ کی محبت ہر ایک سے زیادہ ہونا ضروری ہے

(۳۴) ق انسؓ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں پورا ایمان دار ہونے کا تم میں سے کوئی جب تک میں اس کے نزدیک زیادہ تر دوست نہ ہو جاؤں اس کے باپ اور بیٹے اور سب آدمیوں سے۔

حضورؐ کی محبت والدین اور اولاد کی محبت سے بھی زیادہ ہونی چاہئے

ف یعنی جب مجھ کو سب سے زیادہ چاہے اور سب کی رضامندی پر میری رضامندی مقدم رکھے تب پورا ایمان دار ہو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس نے اپنے جی کی ہوا اور ہوس سب مٹائی اور شریعت محمدی کی بہ تعظیم اطاعت کی اور ظاہر اور باطن سے حضرت پر فدا ہو گیا وہی پورا ایماندار ہے اور اسی کا نام ولی ہے اور وہی فقیر کامل ہے اور سچا مسلمان ہے اور جس کو یہ بات حاصل نہیں وہ شغال رنگین ہے مولوی ہو یا فقیر۔ الٰہی ہم کو سچا مسلمان اپنے کرم سے کرلے۔ آمین۔

## ایمان میں یہ چیز بھی داخل ہے کہ جو اپنے لئے پسند کرے وہی غیر کیلئے

(۳۵) ق انسؓ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی بندہ پورا ایماندار نہ ہوگا یہاں تک کہ اپنے بھائی مسلمان کے واسطے وہی بات چاہے جو اپنی جان کے واسطے چاہتا ہے۔

ف اس حدیث میں حق اسلام کا بیان ہے یعنی جیسے اپنی جان کو بلا اور مصیبت سے بچاتا ہے ویسے ہی دوسرے کو بھی بچاوے اور جو بہتری اور خوبی اپنے واسطے چاہتا ہے ویسی ہی دوسرے مسلمان کے واسطے

چاہیے۔ اس حدیث پر عمل اس صاف دل سے ہووے جس کے دل میں کینہ اور حسد نہیں۔

(۳۶) م ر انسٌ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی یُحِبَّ لِجَارِہٖ اَوْ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ۔

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اس کی قسم جس کے قابو میں میری جان ہے کہ پورا ایماندار بندہ نہ ہوگا جب تک کہ محبت کرے اپنے ہمسائے سے یا یوں فرمایا کہ اپنے بھائی مسلمان سے دوستی رکھے جیسے اپنی جان سے دوستی رکھتا ہے۔

## پڑوسی کو ایذا دینا حرام ہے

(۳۷) م ر انسٌ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ عَبْدٌ لَا یَاْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ

مسلم میں انسؓ سے روایت کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بہشت میں وہ بندہ نہ جاویگا جس کا ہمسایہ اور پڑوسی اس کی بدی اور ظلموں سے امن نہ پاوے۔

ف ہمسائے کو رنج دینا ایسا حرام ہے کہ بہشت سے محروم رکھتا ہے۔

## نیکی کی دعوت دیتے رہنا اور برائی سے روکتے رہنا فرض ایمانی ہے

(۳۸) م ر ابُوْسَعِیْدٍ مَنْ رَّاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ۔

مسلم میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو تم لوگوں میں سے بری بات خلاف شرع کو دیکھے تو چاہیے کہ اس کو اپنے ہاتھ سے بگاڑ دے اور جو ہاتھ سے بگاڑنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو زبان سے اس کی برائی لوگوں کے روبرو بیان کرے اور جو زبان سے بھی نہ کہہ سکے تو اس کو دل میں برا جانے اور دل میں برا جاننا بہت بودا ایمان ہے یعنی خلاف شرع کام کو اگر دل میں بھی برا نہ جانے تو اس میں کچھ بھی ایمان نہیں۔

بری باتوں سے روکنے کے طریقے

ف ایک بار مروان نے اپنی حکومت میں خطبہ عید کی نماز سے پہلے پڑھا تو ایک شخص نے اس سے کہا کہ تو بدعت کرتا ہے، خطبے کو نماز سے پہلے پڑھتا ہے اس نے کہا کہ اب جو ہوا سو ہوا آگے نہ کروں گا تو ابو سعید صحابی نے کہا کہ اس نے اس حدیث پر عمل کیا جو میں نے حضرتؐ سے سنی یعنی جو خلاف شرع بات کو دیکھے تو اس کو منع کر دے اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ سب مسلمانوں پر بقدر قدرت فرض ہے کہ خلاف شرع باتوں سے لوگوں کو منع کریں خواہ ہاتھ سے خواہ زبان سے خواہ دل سے بعضے علما نے کہا ہے کہ ہاتھ سے روکنا حاکموں کا کام ہے زبان سے عالموں کا دل سے عوام خلقت کا۔

(۳۹) م ر ابْنُ مَسْعُوْدٍ مَا مِنْ نَّبِیٍّ بَعَثَہُ اللّٰہُ فِیْ اُمَّۃٍ قَبْلِیْ اِلَّا کَانَ لَہٗ مِنْ اُمَّتِہٖ حَوَارِیُّوْنَ وَاَصْحَابٌ یَّاْخُذُوْنَ بِسُنَّتِہٖ وَیَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِہٖ ثُمَّ اِنَّہَا تَخْلُفُ مِنْ

مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کوئی پیغمبر نہیں ہے کہ خدا نے کسی امت میں مجھ سے پہلے بھیجا مگر اس کی یعنی امت سے خالص جان نثار لوگ اور اس کے اصحاب ہوا کئے ہیں کہ اس کی سنت اور اس کی راہ کو پکڑے رہتے ہیں اور اس کے حکم پیروی اور تابعداری کیا کرتے ہیں

بدعتیوں کی مذمت اور ان کو نہ ٹوکنے کی تنبیہ۔

بَعْدِهِمْ خُلُوفٌ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا لَا يُؤْمَرُوْنَ فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ لَيْسَ وَرَآءَ ذٰلِكَ مِنَ الْاِيْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ۔

بعد چند وقت یہ حال ہوتا ہے کہ ان کے بعد ناخلف لوگ پیدا ہوتے ہیں کہ کہتے ہیں جو کرتے نہیں اور وہ کام کرتے ہیں جن کا ان کو حکم نہیں سو جو شخص کہ ان ناخلفوں سے لڑے اپنے ہاتھ سے وہ ایماندار ہے اور جو ان سے اپنی زبان سے لڑے تو وہ بھی ایماندار ہے اور جو اپنے دل سے لڑے وہ بھی ایماندار ہے ان تین کاموں کے سوائے پھر تو رائی کے دانے برابر بھی ایمان نہیں

**ف** یعنی قدیم دستور ہے کہ سب پیغمبروں کے دین اور سنت کو ان کے اصحاب اور مددگار لوگ چند مدت خوب جاری رکھتے ہیں پھر ان کے بعد ناخلف لوگ ان کے دین کو برباد کر دیتے ہیں اور اپنی طرف سے بدعتیں نکالتے ہیں تو ایمانداروں پر واجب ہے کہ ان کے مٹانے اور دور کرنے میں کوشش کریں۔ عمدہ مرتبہ تو یہ ہے کہ ہاتھ سے مٹا دیں اور اگر نہ ہو سکے تو زبان سے منع کریں اور نہیں تو دل سے ان کو اور ان کی بدعتوں کو بد جانیں، اور جو ان تین باتوں سے کوئی ایک بات بھی نہ کرے اس میں کچھ ذرہ برابر بھی ایمان نہیں اور یہ جو بعضے جاہلوں میں مشہور ہے کہ موسیٰ بدین خود و عیسیٰ بدین خود۔ ہم کو کیا ضرور جو ہم کسی کو بد کہیں اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ یہ بات نہایت غلط ہے بلکہ ایمان کا یہی نشان ہے کہ بدعت اور خلاف شرع کاموں سے عداوت رکھے اور زبان سے اس کی برائی بیان کیا کرے۔ اور جس میں یہ بات نہیں وہ محمدی نہیں اسواسطے کہ اس کے نزدیک سنت اور بدعت اور اسلام اور کفر برابر ہو گیا کہ سنت کی طرف اسکو رغبت نہ بدعت سے نفرت۔

## مومنین کا ایک دوسرے سے افضل ہونا اور اہل یمن کی ترجیح

(۴۰) م ابو هريرة اَلْاِيْمَانُ يَمَانٍ وَّ حِكْمَةٌ يَمَانِيَةٌ۔ [۱]

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ عمدہ ایمان یمن کا ہے اور حکمت بھی یمنی ہے۔

**ف** جب یمن کے لوگ حضرتؐ کے پاس آئے اور ایمان لائے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی اور فرمایا کہ یمن کے لوگ نہایت نرم دل ہوتے ہیں۔ حکمت اس علم کو کہتے ہیں جس سے دین اور دنیا آراستہ ہو جاوے۔ اس حدیث میں بڑی فضیلت ہے اہل یمن کی۔ سچ فرمایا حضرتؐ نے یمن میں ہمیشہ بڑے بڑے عالم اور درویش ہوتے رہے اور اب بھی موجود ہیں۔

(۴۱) م جابر غِلَظُ الْقُلُوْبِ فِيْٓ اَهْلِ الْمَشْرِقِ وَالْاِيْمَانُ فِيْٓ اَهْلِ الْحِجَازِ [۲]

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ دلوں کی سختی مشرقی لوگوں میں ہے اور ایمان حجاز کے لوگوں میں ہے۔

**ف** مدینے کی جانب مشرق مُضَر کی قوم بستی تھی نہایت سخت لوگ تھے۔ عرب میں حجاز اس ملک کا نام ہے جس میں مکہ اور مدینہ ہے۔

(۴۲) ق عمرو بن العاص اَلَا اِنَّ اٰلَ اَبِيْ فُلَانٍ لَيْسُوْا لِيْ بِاَوْلِيَآءَ

بخاری اور مسلم میں عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خبردار ہو کہ ابی فلاں کی اولاد میری دوست

---

[۱] مسلم کی روایت میں الفقہ یمان کی بھی زیادتی ہے۔ [۲] مسلم کی روایت میں جفا کا لفظ اور موجود ہے۔ (چشتی)

اِنَّمَا وَلِیِّیَ اللّٰہُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ زَادَ الْبُخَارِیُّ وَلٰکِنْ لَّھُمْ رَحِمٌ اَبُلُّھَا بِبَلَالِھَا۔

اور مددگار نہیں میرا (تو مددگار) خدا ہے اور مسلمانوں میں جو نیک ہے۔ اور بخاری میں اتنی روایت زیادہ کی ہے مگر ان کو میرے ساتھ قرابت ہے میں اس کو تروتازہ کرتا رہوں گا یعنی برادری کا حق ادا کروں گا۔

**ف** حضرتؐ نے کسی شخص کو مجمل ذکر کیا کہ فلانے کی اولاد ہماری دوست نہیں۔ واللہ اعلم وہ کون شخص تھا اس کو معین کرنا کہ اس کا فلاں نام ہے ہم پر کچھ ضروری نہیں ہر چند بعضے کہتے ہیں کہ حکم بن العاص مراد ہے اس کو خدا ہی پر حوالہ کرنا بہتر ہے۔ اور صالح المومنین سے بعضے کہتے ہیں کہ صدیقؓ اور فاروقؓ یا علی مرتضیٰؓ مراد ہیں۔ واللہ اعلم۔

(۴۳) **ق** اَبُوْھُرَیْرَۃَ رَأْسُ الْکُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخُیَلَاءُ فِیْ اَھْلِ الْخَیْلِ وَالْاِبِلِ وَالْفَدَّادِیْنَ اَھْلِ الْوَبَرِ وَالسَّکِیْنَۃُ فِیْ اَھْلِ الْغَنَمِ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ چوٹی کفر کی مشرق کی طرف ہے اور بڑائی مارنا اور گھمنڈ کرنا گھوڑے والے اور اونٹ والوں میں ہے اور شور کرنے والوں میں جو اونٹ والے ہیں اور غریبی اور غمخواری بکری والوں میں ہے۔

**ف** اکثر فساد مشرق کی طرف سے ہوئے اور دجال بھی اسی جانب سے نکلے گا پھر فرمایا کہ جانوروں کی صحبت کی بھی تاثیر ہوتی ہے سائیس اور شتربان اکثر بدخلق ہوتے ہیں اور بکری چرانے والے بیشتر مسکین ہوتے ہیں۔ اسی واسطے پیغمبروں نے بکریوں کو چرایا۔

(۴۴) **ق** اَبُوْھُرَیْرَۃَ اَلْفَخْرُ وَالْخُیَلَاءُ فِی الْفَدَّادِیْنَ مِنْ اَھْلِ الْوَبَرِ وَالسَّکِیْنَۃُ فِیْ اَھْلِ الْغَنَمِ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بڑائی مارنا اور اترانا شور کرنے والوں میں ہے جو اونٹ والے ہیں اور نرمی بھیڑ بکری والوں میں۔

**ف** عرب میں حضرتؐ کے وقت میں دو گروہ تھے سو ان کی عادت بتلائی کہ اونٹ والے بدمزاج ہیں اور بکریاں چرانے والے غریب ہیں یہ صحبت کی تاثیر ہے کہ اونٹ اکثر شریر ہوتا ہے اور بکری غریب اسی واسطے ابتدا میں ہر ایک پیغمبر نے بکریاں چرانے کی عادت کی۔ [۱]

## آپس میں محبت رکھنا اور ہر مسلمان کو سلام کرنا ایمان کا جز ہے۔

(۴۵) **م** اَبُوْھُرَیْرَۃَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی تَحَابُّوْا اَوَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْہُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اس کی قسم جس کے قابو میں میری جان ہے کہ بہشت میں نہ جاؤ گے جب تک ایمان نہ لاؤ گے اور پورے مومن نہ ہو گے جب تک آپس میں محبت نہ پیدا کرو گے کیا میں تم کو نہ بتلا دوں وہ چیز کہ جب اس کو کرو تو آپس میں دوست بن جاؤ۔ سلام علیک کا رواج کر دو اپنے مسلمان لوگوں میں۔

[۱] مسلم نے ان احادیث کو عنوانِ بالا میں ذکر کیا ہے۔ ۱۲ (حشی)

ف یعنی بہشت کا ملنا ایمان پر موقوف ہے اور ایمان محبت پر موقوف۔ تو معلوم ہوا کہ بہشت محبت پر موقوف ہے۔ پھر حضرتؐ نے محبت حاصل کرنے کا آسان طریقہ بتلایا یعنی السلام علیکم کرنا۔ سلام سے اس واسطے محبت حاصل ہوتی ہے کہ دعائے خیر ہے یعنی خدا تم کو ہر بلا سے سلامت رکھے اور معمول ہے کہ آدمی اپنے خیر خواہ دعا مانگنے والے کو اپنا دوست جانتا ہے تو آپ بھی اس سے محبت کرتا ہے۔ ہر چند سخاوت اور احسان بھی محبت کا سبب ہے لیکن احسان اور سخاوت تمام عالم کے مسلمانوں سے نہیں ہوسکتی اور سلام آسان بات ہے کہ ہر ایک کو ہوسکتا ہے اس واسطے حضرتؐ نے اسی کو خاص کر کے بتلایا لیکن افسوس عجب الٹا زمانہ ہوگیا ہے کہ جہالت اور غرور کے سبب سے اب بعضے لوگ سلام علیک کرنے سے ناخوش ہوتے ہیں اور عداوت پر کمر باندھتے ہیں۔ محبت اور خیر خواہی کی چیز ان الٹوں کے نزدیک عداوت کا سبب ہوگئی۔

## دین خیر خواہی کا نام ہے

(۴۶) م تَمِیْمُ الدَّارِیُّ اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ، اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ قَالُوْا لِمَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، قَالَ لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِکِتَابِہٖ وَلِاَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِہِمْ۔ [1]

مسلم میں تمیم داری سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ دین خلوص اور خیر خواہی کا نام ہے، دین خیر خواہی کا نام ہے، دین خیر خواہی کا نام ہے۔ صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ کس کی خیر خواہی کا نام دین ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ کی خیر خواہی اور اس کے رسول کی اور اس کی کتاب کی اور مسلمین کے حاکموں کی اور تمام مسلمانوں کی۔

ف اللہ کی خیر خواہی یہ کہ اس کا ایمان لاوے اور اس کے دین میں کجروی نہ کرے۔ عمل کو ریا سے خالص کرے، اس کے حکموں کو بجا لاوے اس کی نافرمانی سے بچے۔ اور رسول کی خیر خواہی یہ کہ اس کی تصدیق کرے اس کی سنت ہی پر چلے اور بدعت سے بچے۔ اور قرآن کی خیر خواہی یہ کہ اس کے حروف کو حتی الامکان بخوبی ادا کرے کمال تعظیم سے پڑھے اس کے مطالب کو غور کرے محکم پر عمل کرے، متشابہ پر ایمان لاوے، اس پر اعتراض کرنے والوں کے اعتراض کو دفع کرے اور مسلمین کے حاکموں کی یعنی اماموں کی خیر خواہی، یہ شرع کے موافق ان کی اطاعت کرے ان کی مخالفت سے بچے اور مسلمانوں کی خیر خواہی یہ کہ مقدور بھر ان کو فائدہ پہنچاوے، ان کو رنج نہ دے، نیک کام سکھلاوے بد کاموں سے روکے، ان کے واسطے چاہے جو اپنے واسطے چاہتا ہے۔

## منافقین کی عادتیں

(۴۷) ق عَبْدُ اللّٰہِ ابْنِ عُمَرَ اَرْبَعٌ مَّنْ کُنَّ فِیْہِ کَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَّمَنْ کَانَتْ فِیْہِ خَصْلَۃٌ مِّنْہُنَّ کَانَتْ فِیْہِ خَصْلَۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰی یَدَعَہَا اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا

بخاری اور مسلم میں عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا چار چیزیں ہیں کہ جس میں وے چاروں ہوں گی وہ نرا منافق ہے اور جس میں ایک خصلت ہوگی ان چاروں سے تو اس میں ایک ہی نفاق کی خو ہے یہاں تک کہ اس کو چھوڑ دیوے ایک تو یہ کہ جب اس کے پاس امانت رکھے تو اس میں خیانت کرے دوسرے

[1] مسلم کی روایت میں الدین النصیحۃ صرف ایک بار مروی ہے۔ (چشتی)

حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ۔

یہ کہ جب بات کہے تو جھوٹ بولے، تیسرے یہ کہ جب قول اور قرار کرے تو اس کے خلاف کرے، چوتھے یہ کہ جب گفتگو او رجھگڑا کرے تو ناحق پر چلے اور بہتان باندھے۔

نفاق کی نشانیاں اور منافقین کے اقسام۔

ف منافق دو قسم ہیں ایک یہ کہ دل میں کفر ہو صرف زبان سے اسلام کا اقرار کرے حضرتؐ کے وقت میں جو منافق تھے اسی طرح کے تھے دوسرے یہ کہ دل میں کفر نہیں بلکہ اسلام ہے لیکن سست اعتقاد اور فسق و فجور میں گرفتار۔ سو اس حدیث میں دوسری قسم کا نفاق مراد ہے یعنی ایمان کے لائق تو یہ تھا کہ آدمی ان بد کاموں سے بچتا پھر جب ان کاموں میں گرفتار رہا تو اسلام کا لطف اس میں کچھ ظاہر نہ ہوا اس واسطے اس کو منافق فرمایا۔

(۴۸) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں کہ جب بات کہے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھے تو چرا دے۔

## مسلمان کو کافر کہنے والا اُلٹا کافر ہو جاتا ہے

(۴۹) م اِبْنُ عُمَرَ اِذَا اَكْفَرَ الرَّجُلُ اَخَاهُ فَقَدْ بَآءَ بِهَا اَحَدُهُمَا۔

مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کسی مرد نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو وہ بات دونوں میں کسی پر ضرور پلٹ پڑتی ہے۔

ف یعنی اگر وہ کافر ہے حقیقت میں جس کو کافر کہا تو بجا ہوا اور اگر وہ کافر نہیں تو اس وقت کفر کہنے والے پر پلٹ پڑے گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی اپنی زبان کو روکے رہے ہر ایک کو بے دلیل یقینی کافر نہ کہے شاید اسی پر پلٹ پڑے اور خدا کے غضب میں گرفتار ہووے۔ ہاں یوں کہنا مضائقہ نہیں کہ فلانا شخص کافروں کے کام کرتا ہے اگر اس کے عمل دین کے خلاف ہوں اور اگر کسی کا کفر بدلیل قطعی ثابت ہو گیا ہو اور ضروریات دین کے وہ انکار کرتا ہو تو اس کو شوق سے کافر کہے تاکہ کوئی اس کی راہ پر نہ چلے اور شریعتِ محمدی میں خلل نہ پڑے جیسے کہ اس زمانے میں ملحد فقیر ظاہر ہوئے ہیں کہ شریعتِ محمدی کو ہنستے ہیں بیشک وہ کافر ہیں۔

## جانتے بوجھتے غیر کو باپ بتانا کفر کا کام ہے

(۵۰) ق اَبُوْذَرٍّ لَيْسَ مِنْ رَّجُلٍ اِدَّعٰى لِغَيْرِ اَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُهٗ اِلَّا كَفَرَ وَمَنِ ادَّعٰى مَا لَيْسَ لَهٗ فَلَيْسَ مِنَّا وَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ اَوْ قَالَ عَدُوَّ اللّٰهِ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ اِلَّا حَارَ عَلَيْهِ

بخاری اور مسلم میں ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی ایسا مرد نہیں جو اپنا باپ چھوڑ کر غیر کو باپ بنا دے جان بوجھ کر مگر کہ وہ کافر ہو گیا . . . . . . . . . . . اور جو شخص دعویٰ ملکیت کا کرے جو اس کا نہیں وہ ہماری راہ پر نہیں اور چاہیئے کہ اپنا ٹھکانا دوزخ کو بنالے اور جو پکارے کسی مرد کو کافر کہہ کے یا اس کو خدا کا دشمن کہے اور

كَذَا قَالَ مُسْلِمٌ وَقَالَ الْبُخَارِيُّ لَا يَرْمِي رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوقِ وَلَا يَرْمِيهِ بِالْكُفْرِ إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذَٰلِكَ۔

حالانکہ وہ ایسا شخص نہیں ہے تو کہنے والے پر پلٹ پڑیگا۔ مسلم نے اسی طرح روایت کی اور بخاری نے یوں روایت کی ہے کہ نہ عیب لگاویگا ایک مرد دوسرے مرد کو گناہ کا یا کفر کا مگر کہنے والے پر پلٹ پڑے گا اگر وہ شخص گناہگار اور کافر نہ ہوگا۔

**ف** معلوم ہوا کہ اپنا نسب چھپا کر دوسرا نسب ظاہر کرنا اور بیگانی چیز کو اپنی کہنا اور مسلمان کو کافر یا نیک کو فاسق کہنا ایسا گناہ کبیرہ ہے جس میں کفر کا خوف ہے اور اگر کوئی صریح کفر کی بات دیکھکر کسی کو کوئی کافر کہے تو درست ہے لیکن پھر بھی احتیاط ضروری ہو کہ مبادا اپنے اوپر نہ پلٹ پڑے۔

(۵۱) **ق** سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ مَنِ ادَّعَى إِلَىٰ غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ۔

بخاری اور مسلم میں سعد بن وقاصؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی اور سے ناتا رشتہ لگادے اور جانتا بھی ہو کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے تو اس پر بہشت حرام ہے۔

**ف** یعنی جو جان بوجھ کر اپنا باپ چھوڑ دوسرے کو باپ بنا دے تو وہ شخص بہشت سے بے نصیب ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو بعض شیخ یا مغل اپنے آپ کو سید بتلاتے ہیں بہت برا کرتے ہیں کہ بہشت چھوڑ کر دوزخ کی تیاری کرتے ہیں۔

## مسلمان کو گالی دینا فسق اور لڑائی لڑنا کفر کی بات ہو۔

(۵۲) **ق** ابْنُ مَسْعُودٍ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اس کو بےحق قتل کرنا ناانصافی اور ناشکری ہے۔

**ف** اگر قتل حلال جان کر مسلمان کو کرے تو صریح کفر ہے اور نہیں تو کبیرہ گناہ ہے۔

## حضورؐ کا ارشاد میرے بعد تم کافر بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔

(۵۳) **ق** أَبُو بَكْرَةَ وَجَرِيرٌ وَابْنُ عُمَرَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔

بخاری اور مسلم میں ابو بکرہ اور جریر اور عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہو جائیو کہ تم لوگوں سے بعضے بعضوں کی گردنیں ماریں۔

**ف** حضرتؐ نے آخر عمر میں حجۃ الوداع میں یہ حدیث فرمائی یعنی آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرنا کافروں کی عادت ہے تم ایسا نہ کرنا۔

## کسی کے نسب میں عیب نکالنا اور میت پر رونا دھونا کفر کے کام ہیں۔

(۵۴) **م** أَبُو هُرَيْرَةَ اثْنَتَانِ فِي النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ الطَّعْنُ فِي النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ۔

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ دو خوئیں لوگوں میں ایسی ہیں جو ان کے حق میں کفر ہیں ایک تو نسب میں عیب لگانا دوسرے مُردے پر نوحہ کرنا۔

**ف** یعنی یہ کفر کی رسمیں ہیں اور اگر ان کو حلال جانکر کرے تو صاف کفر ہے۔

## غلام کا بھاگ جانا کفر کا کام ہے۔

(۵۵) م جریرؓ اَیُّمَا عَبْدٍ اَبَقَ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ وَیُرْوٰی اَبَقَ مِنْ مَّوَالِیْهِ فَقَدْ کَفَرَ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلَیْهِمْ۔

مسلم میں جریرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو غلام بھاگا تو البتہ اس سے اتر گئی اسلام کی پناہ اور ایک روایت میں یوں کہ جو غلام بھاگا اپنے مالکوں سے سو البتہ کافر ہو گیا جب تک کہ ان میں نہ پلٹ آوے۔

ف اگر غلام بھاگنے کو حلال جان کر بھاگا تو سچ مچ کافر ہو گیا اور اگر حلال نہیں جانتا تو کافر نہیں ہوا، اس نے کفرانِ نعمت کیا۔

(۵۶) م جریرؓ اِذَا اَبَقَ الْعَبْدُ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلٰوةٌ۔

مسلم میں جریرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب غلام اپنے آقا سے بھاگا اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

## بارش کی نسبت ستاروں کی طرف کرنا کفر کی بات ہے

(۵۷) م ابوھریرۃ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ بَرَکَةٍ اِلَّا اَصْبَحَ فَرِیْقٌ مِّنَ النَّاسِ بِهَا کَافِرِیْنَ یُنْزِلُ اللّٰهُ الْغَیْثَ فَیَقُوْلُوْنَ بِکَوْکَبِ کَذَا وَکَذَا۔

مسلم میں ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں اتاری خدا نے کوئی برکت آسمان سے مگر بعضے لوگ اس کے منکر ہوتے ہیں خدا تو مینہ برساتا ہے سو لوگ کہتے ہیں کہ فلانے ستارے کی تاثیر سے برسا۔

(۵۸) م ابوھریرۃ مَا اَنْعَمْتُ عَلٰی عِبَادِیْ مِنْ نِّعْمَةٍ اِلَّا اَصْبَحَ فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ بِهَا کَافِرِیْنَ یَقُوْلُوْنَ اَلْکَوْکَبُ وَ بِالْکَوْکَبِ۔

مسلم میں ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا خدا فرماتا ہے میں اپنے بندوں پر کوئی ایسی نعمت نہیں دیتا جس کے بعضے بندے منکر نہ ہوتے ہوں کہتے ہیں فلانے ستارے نے پانی برسایا اور فلانے تارے کے سبب سے پانی برسا۔

ف یعنی مینہ تو خدا برساتا ہے اور نادان لوگ اسکو تارے اور نکہت کی تاثیر سے جان کر خدا کا شکر نہیں کرتے۔

## انصار سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے

(۵۹) ق اَلْبَرَآءُ بْنُ عَازِبٍ لَا یُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا یُبْغِضُهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ مَنْ اَحَبَّهُمْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ اَبْغَضَهُ اللّٰهُ یَعْنِی الْاَنْصَارَ۔

بخاری اور مسلم میں براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے انصار کے حق میں فرمایا کہ نہ ان کو دوست رکھے گا سوائے ایماندار کے اور نہ ان سے عداوت رکھے گا سوائے منافق کے جو ان کو دوست رکھیگا خدا اس کو دوست رکھے گا اور جو عداوت رکھے گا خدا اس سے عداوت رکھے گا۔

ف مدینے والوں نے حضرتؐ کی مدد کی اسواسطے ان کو انصار کہتے ہیں یعنی رسول کے مددگار اسی واسطے ان کی محبت مسلمانوں پر فرض ہوئی۔

(۶۰) خ ابوسعید م ابوھریرۃ لَا یُبْغِضُ الْاَنْصَارَ رَجُلٌ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ

بخاری میں ابوسعیدؓ سے اور مسلم میں ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ انصار سے عداوت نہ رکھے گا جو مرد وہ

اَلْیَوْمِ الْاٰخِرِ۔ خدا اور قیامت کو مانتا ہے۔

ف انصار مدینے کے لوگ ہیں جنھوں نے حضرتؐ کو اپنے شہر میں رکھا اور حضرتؐ پر اپنا جان اور مال فدا کیا اور اسلام کی مدد کی، اس واسطے ان کی محبت حضرتؐ نے ایمان میں داخل کی۔

## کفر کا لفظ کفرانِ نعمت پر بھی بولا جاتا ہے

دوزخ میں عورتوں کی کثرت کا سبب اپنے خاوندوں کی ناشکری اور لعنت ملامت کرنا ہے۔

(۶۱) ق اَبُوْسَعِیْدٍ یَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَاِنِّیْ اُرِیْتُکُنَّ اَکْثَرَ اَھْلِ النَّارِ۔ بخاری اور مسلم میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اے عورتوں کے گروہ خیرات کرو اس واسطے کہ دوزخیوں میں تمہیں مجھکو زیادہ نظر پڑیں۔ یعنی دوزخ میں میں نے عورتیں مردوں سے زیادہ دیکھیں۔

ف حضرتؐ عید کو جب عید گاہ سے پھرے تو عورتوں کے گروہ پر گذرے پھر یہ حدیث فرمائی۔ عورتوں نے پوچھا، یا حضرتؐ اس کا کیا سبب ہے کہ عورتیں مردوں سے زیادہ دوزخ میں ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ سب کو سا کرتی ہیں اور اپنے خاوند کا حق نہیں مانتیں یعنی ناشکری کرتی ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خیرات کرنا دوزخ سے بچاتا ہے۔

## سجدہ کی فضیلت[۱]

یَا وَیْلَتِیْ

(۶۲) م اَبُوْھُرَیْرَۃَ اِذَا قَرَأَ ابْنُ اٰدَمَ السَّجْدَۃَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّیْطَانُ یَبْکِیْ یَقُوْلُ یَا وَیْلِیْ اُمِرَ ابْنُ اٰدَمَ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدَ فَلَہُ الْجَنَّۃُ وَاُمِرْتُ بِالسُّجُوْدِ فَاَبَیْتُ فَلِیَ النَّارُ۔ مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب پڑھتا ہے آدم کا بیٹا قرآن میں سجدہ کی آیت پھر سجدہ کرتا ہے الگ ہو جاتا ہے شیطان روتا ہوا کہتا ہے کہ اے میری کمبختی حکم ہوا آدم کے بیٹے کو سجدہ کرنے کا سو اس نے سجدہ کیا تو اس کیلئے بہشت ہے اور مجھکو سجدے کا حکم ہوا میں نے نہ مانا تو مجھ کو دوزخ ہے۔

ف اس حدیث میں سجدے کی فضیلت اور شیطان کے حسد اور افسوس کا بیان ہے۔

## کبیرہ (بڑے بڑے) گناہ

کبیرہ گناہوں کا بیان۔

(۶۳) ق اَبُوْھُرَیْرَۃَ اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا ھُنَّ قَالَ الشِّرْکُ بِاللّٰہِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَکْلُ الرِّبٰوا وَاَکْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ وَالتَّوَلِّیْ یَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ۔۔۔ بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بچو سات کبیرہ گناہوں سے جو ایمان کو ہلاک کر ڈالتے ہیں، اصحابؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ وے کون گناہ ہیں فرمایا کہ خدا کے ساتھ شرک کرنا اور جادو اور اس جان کو مارنا جس کا مارنا خدا نے حرام کیا ہے لیکن حق پر مارنا درست ہے اور بیاج کھانا اور یتیم کا یعنی بے باپ کے لڑکے کا مال کھانا اور لڑائی کے دن کافروں کے سامنے سے بھاگنا اور خاوند والی ایماندار عورتوں کو جو بدکاری کی واقف نہیں ان کو عیب لگانا۔

---

[۱] امام مسلم نے اس حدیث کو عنوان "تارکِ صلوٰۃ پر کافر کا لفظ بولا جاتا ہے" میں ذکر کیا ہے۔ ۱۲ (چشتی)

ف ہرچند اس حدیث میں گناہ کبیرہ سات ہی فرمائے لیکن اور حدیثوں میں زیادہ بھی ثابت ہیں۔ اسوقت اپنے ہی گناہوں کا ذکر کرنا مصلحت ہوگا۔

(۶۴) ق عَبْدُ اللّٰہِ ابْنِ عَمْرٍو مِنَ الْکَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَیْہِ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَھَلْ یَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَیْہِ قَالَ نَعَمْ یَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَیَسُبُّ اَبَاہُ وَیَسُبُّ اُمَّہٗ فَیَسُبُّ اُمَّہٗ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا ماں باپ کو گالی دینا بڑے گناہوں سے یہ گناہ ہے اصحابؓ نے کہا، یارسول اللہ کوئی مرد اپنے ماں باپ کو بھی گالی دیتا ہے حضرتؐ نے فرمایا ہاں یہ گالی دیتا ہے کسی اور مرد کے باپ کو تو وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور یہ اور کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔

ف یعنی جب کسی کے ماں باپ کو گالی دی تو وہ بھی اس کے ماں باپ کو گالی دیگا تو حقیقت میں اپنے ماں باپ کو گالی دلانے کا یہی باعث ہوا۔

## تکبر حرام ہے

غرور کی حقیقت کا بیان اور اچھا لباس پہننا غرور میں داخل نہیں۔

(۶۵) م ابْنُ مَسْعُوْدٍ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ مِّنْ کِبْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّ الرَّجُلَ یُحِبُّ اَنْ تَکُوْنَ ثَوْبُہٗ حَسَنًا وَّ نَعْلُہٗ حَسَنَۃً قَالَ اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ اَلْکِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ

مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں جس کے دل میں ایک ذرہ برابر بھی غرور اور گھمنڈ ہوگا سو ایک مرد نے کہا کہ البتہ ہر مرد دوست رکھتا ہے یہ کہ اس کا کپڑا اچھا ہووے اور اس کا جوتا اچھا ہو حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر خدا جمیل ہے یعنی نیک صفت ہے جمال اور ستھرائی کو دوست رکھتا ہے۔ یعنی اچھی پوشاک خدا کو پسند ہے یہ غرور نہیں بلکہ گھمنڈ اور غرور حق کو باطل کرنا و اچھی بات کا انکار کرنا لوگوں کو حقیر اور ذلیل جاننا۔

## موحد کیلئے جنت اور مشرک کیلئے دوزخ

(۶۶) م جَابِرٌ مَنْ لَّقِیَ اللّٰہَ لَا یُشْرِكُ بِہٖ شَیْئًا دَخَلَ الْجَنَّۃَ وَمَنْ لَّقِیَہٗ یُشْرِكُ بِہٖ دَخَلَ النَّارَ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو اللہ سے ملا یعنی مرتے دم تک خدا کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرتا تھا وہ بہشت میں جاویگا اور جو مرتے دم تک کسی چیز کو خدا کا شریک جانا کیا تو وہ دوزخ میں پڑیگا یعنی جو خدا ہی کو مالک جانے گا وہ بہشتی ہے اور جو خدا کے سوائے کسی اور کو بھی نفع ضرر کا مالک سمجھا کیا وہ مشرک دوزخی ہے۔

ف حضرتؐ سے ایک شخص نے پوچھا کہ بہشت اور دوزخ میں جانے کے کیا کیا سبب ہیں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔

(۶۷) خ اَبُوْذَرٍّ مَنْ مَّاتَ مِنْ

بخاری میں ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا جو میری

أُمَّتِیْ لَا یُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ۔

امت سے اس طرح پر مریگا کہ خدا کے ساتھ کسی کو ساجھی نہ جانتا ہو تو وہ بہشت میں داخل ہوگا اگرچہ حرام کاری اور چوری کی ہو۔

ف یعنی مسلمان اگرچہ گنہگار ہو لیکن ایمان کی برکت سے ہمیشہ دوزخ میں نہ رہے گا یا بعد سزا کے بہشت میں جاوے گا یا بے سزا خدا کے فضل سے بہشت پاوے گا۔

(۶۸) ق أَبُوْ ذَرٍّ آتَانِیْ جِبْرَئِیْلُ فَبَشَّرَنِیْ اَنَّهٗ مَنْ مَّاتَ مِنْ اُمَّتِكَ لَا یُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ۔

بخاری اور مسلم میں ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیلؑ آیا سو اس نے مجھکو بشارت دی کہ جو مریگا تیری امت سے اس حالت پر کہ شرک نہ کرتا ہو اللہ سے کسی چیز کا تو وہ بہشت میں داخل ہوگا۔ ابوذرؓ نے کہا میں نے کہا اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے تو بھی بہشت میں داخل ہوگا حضرتؐ نے فرمایا کہ ہاں اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے۔

❊ ❊ ❊

ف یعنی ایمان بہشت میں انجام کو لے جاوے گا اگرچہ گناہوں کے سبب سے سزا پاوے یا بدون سزا مغفرت ہو جاوے۔

## کافر اگر کلمہ پڑھے تو اس کو قتل کرنا درست نہیں

(۶۹) ق اَلْمِقْدَادُ بْنُ الْاَسْوَدِ لَا تَقْتُلْهُ فَاِنْ قَتَلْتَهٗ فَاِنَّهٗ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ اَنْ تَقْتُلَهٗ وَاِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّقُوْلَ كَلِمَتَهُ الَّتِیْ قَالَ قَالَهٗ حِیْنَ سَاَلَهُ الْمِقْدَادُ عَنْ قَتْلِ مَنْ اَسْلَمَ مِنَ الْكُفَّارِ بَعْدَ اَنْ قَطَعَ یَدَهٗ فِی الْحَرْبِ۔

بخاری اور مسلم میں مقداد بن اسودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مت مار اس کافر کو جو اب مسلمان ہو گیا سو اگر تو اس کو ماریگا تو وہ تیرے مارنے سے پہلے تیرے برابر مسلمان ہو گیا اور تو واجب القتل اس کے برابر ہو جاوے گا جیسے وہ تھا کلمہ پڑھنے سے پہلے۔ یہ حضرتؐ نے فرمایا جب مقداد نے پوچھا اس شخص کا حال جو کافر تھا پھر لڑائی میں مقداد کا ہاتھ کاٹ کر مسلمان ہو گیا۔

ف یعنی اگر تو اس کو حالتِ کفر میں مار ڈالتا تو درست تھا اور اب وہ مسلمان ہوا اس کا خون بچ گیا اگر تو اس کو اب مارے گا تو اس کے بدلے تو مارا جاوے گا۔

(۷۰) م اُسَامَةُ یَا اُسَامَةُ اَقَتَلْتَهٗ بَعْدَ مَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یَعْنِیْ رَجُلًا مِّنَ الْحُرَقَاتِ مِنْ جُهَیْنَةَ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَمَّا غَشُوْهُ۔

مسلم میں اسامہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے اسامہ کیا تو نے اس کو قتل کر ڈالا لا الٰہ الا اللہ کہنے کے حضرتؐ کی مراد وہ مرد ہے گروہ حرقات کا جو قوم جہینہ کی ایک شاخ ہے اس نے لا الٰہ الا اللہ کہا تھا جبکہ اس کو گھیرا تھا۔

ف مصابیح میں اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے مجھ کو سردار بنا کر قوم جہینہ کے مارنے بھیجا تھا تو میں نے اس قوم کے ایک مرد کو پایا چاہا کہ اس کو نیزہ ماروں اس نے لا الٰہ الا اللہ زبان سے کہا سو میں نے اس کو نیزہ مار کے مار ڈالا پھر یہ قصہ میں نے حضرتؐ سے کہا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی

میں نے کہا یارسول اللہ اس نے اپنے بچاؤ کے واسطے کلمہ پڑھا تھا یعنی وہ سچا مسلمان نہ تھا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تو نے اس کا دل چیر کے دیکھا تھا یعنی تجھ کو دل کا حال کیا معلوم ہے۔ معلوم ہوا کہ شریعت میں ظاہر پر حکم ہے دل کا حال دریافت کرنے کا حکم نہیں اور اسامہ مجتہد تھے اور مجتہد کی خطا معاف ہے۔ اسی واسطے حضرتؐ نے اس مرد کا خون بہا نہیں دلوایا، سبحان اللہ حضرتؐ کے اصحاب کیا سچے لوگ تھے کہ اپنی خطا آپ بیان کرتے تھے چھپاتے نہ تھے۔

## جس نے مسلمان ہوکر مسلمان پر ہتھیار اٹھایا وہ مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہے

(۷۱) ق اِبْنُ عُمَرَ وَاَبُوْ هُرَیْرَةَ مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ اور ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا جو ہمارے اوپر ہتھیار اٹھاوے وہ ہم میں سے نہیں۔

ف یعنی جو مسلمانوں سے لڑے وہ کامل مسلمان نہیں۔

(۷۲) م سَلَمَۃُ بْنُ الْاَکْوَعِ مَنْ سَلَّ عَلَیْنَا السَّیْفَ فَلَیْسَ مِنَّا۔

مسلم میں سلمہ بن اکوعؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو باغی ہو کر ہم پر تلوار کھینچے یعنی مسلمانوں پر تو وہ ہمارے طریقے پر نہیں۔

## مسلمان ہوکر دھوکہ بازی کرنا اسلام کے خلاف ہے [۱]

(۷۳) م اِبْنُ عُمَرَ وَاَبُوْ هُرَیْرَةَ مَنْ غَشَّنَا فَلَیْسَ مِنَّا۔ [۲]

مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ اور ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو ہم سے یعنی مسلمانوں سے دغا بازی کرے گا وہ مسلمانوں میں سے نہیں۔

ف ایک بار حضرتؐ بازار میں گئے ایک گیہوں کے ڈھیر میں ہاتھ ڈالا تو اندر گیلا پایا سبب اس کا پوچھا اس نے کہا کہ یا حضرتؐ پانی سے بھیگ گیا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ بھیگے گیہوں اوپر کیوں نہ رکھے کہ سب لوگ دیکھتے پھر حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی کہ جو دغا بازی کرے دھوکا دے وہ مسلمان نہیں۔

## میت کے مرنے پر منہ پیٹنا اور گریبان پھاڑنا درست نہیں۔

(۷۴) ق اِبْنُ مَسْعُوْدٍ لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُیُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَی الْجَاهِلِیَّةِ وَفِیْ رِوَایَةٍ اَوْ اَوْ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہماری راہ پر نہیں جو مصیبت میں منہ کو کوٹے اور گریبان کو پھاڑے اور کفر کے بول بولے۔ اور دوسری روایت یوں ہے کہ جو ان تین کاموں سے ایک کام بھی کرے وہ ہمارے طور پر نہیں۔

ف کفر کے بول یعنی واویلا وامصیبتا کہنا یا یوں کہنا کہ ہائے یہ کیا غضب ہوا، یہ کیا ظلم اور ستم ہم پر ہوا یا میت کی بڑائیاں ذکر کر کے چلا کر رونا پیٹنا۔ سنت یہ ہے کہ مصیبت میں صبر کرے اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھے۔ یہ کفر کی رسمیں نہ کرے خواہ امام اور پیغمبر کی۔ اپنی مصیبت ہو خواہ امام اور پیغمبر کی۔ لیکن دل میں غم کرنا اور آنکھ سے آنسو نکلنا منع نہیں۔

---

[۱] امام مسلمؒ نے اس حدیث کو عنوان بالا میں ذکر کیا ہے۔
[۲] یہ روایت حضرت ابوہریرہؓ سے بایں الفاظ من غشنی فلیس منی مروی ہے حضرت ابن عمرؓ سے نہیں۔ (حبشی)

(۷۵) ق اَبُوْمُوْسٰی لَیْسَ مِنَّا مَنْ حَلَقَ وَلَا خَرَقَ وَلَا سَلَقَ۔ بخاری اور مسلم میں ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ شخص ہم لوگوں میں سے نہیں جو غم اور مصیبت میں سر کے بال منڈائے اور کپڑے پھاڑے اور منہ کھرچے اور چلاوے۔

ف کفر کی رسم تھی کہ جب کوئی مرجاتا تو اس کے غم میں یہ کام کرتے جس طرح ہندوؤں میں بال منڈانے کی رسم ہے اس واسطے حضرت نے منع فرمایا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مصیبت میں یا محرم میں جیسے عوام کی عادت ہے پیٹنا اور چلا کر رونا حرام ہے اور ایسے لوگ حضرتؐ کے طریق پر نہیں اس واسطے کہ مصیبت میں صبر لازم ہے اور اس قسم کے کام مخالف صبر کے ہیں۔

## تہ بند ٹخنے سے نیچے لٹکانا، جھوٹی قسم کھا کر سودا بیچنا اور دیگر احسان جتانا جائز نہیں

(۷۶) م اَبُوْذَرٍّ ثَلٰثَةٌ لَا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ وَلَا یُزَکِّیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ قَالَ فَقَرَأَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ قَالَ اَبُوْذَرٍّ خَابُوْا وَخَسِرُوْا مَنْ هُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَهٗ بِالْحَلْفِ الْکَاذِبِ۔ مسلم میں ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تین شخص ہیں جن سے خدا کلام نہ کرے گا قیامت کے دن اور ان کی طرف بنظر رحمت نہ دیکھے گا اور ان کو گناہوں سے پاک نہ کریگا اور ان کو عذاب دردناک ہے۔ ابوذرؓ نے کہا پھر حضرتؐ نے اس کو تین بار پڑھا۔ ابوذرؓ نے کہا کہ برباد ہوگئے وے لوگ اور ان کو ٹوٹا پڑا، کون ہیں وے لوگ یا رسول اللہ؟ حضرتؐ نے فرمایا ایک ازار کا لٹکانے والا یعنی جس کا پائجامہ یا ازار ٹخنے سے نیچے رہے، دوسرا خیرات کرنیوالا جو احسان جتاوے، تیسرا بیچنے والا اپنی چیز کی گرم بازاری کرے جھوٹی قسم کھا کر۔

(۷۷) م اَبُوْهُرَیْرَةَ ثَلٰثَةٌ لَا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا یُزَکِّیْهِمْ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ شَیْخٌ زَانٍ وَمَلِكٌ کَذَّابٌ وَعَائِلٌ مُسْتَکْبِرٌ۔ [۲] مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تین شخص ہیں جن سے خدا کلام نہ کرے گا قیامت کے دن اور نہ ان کو گناہوں سے پاک کرے گا اور نہ ان کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھے گا اور ان کو سخت مار ہوگی ایک بڈھا حرام کار، دوسرا جھوٹا بادشاہ، تیسرا مغرور محتاج جو رولڑکے والا یعنی غرور سے نہ بیت المال سے اپنا حق لیوے نہ نوکری اور کسب سے اپنے لوگوں کی خبرگیری کرے۔

ف ہر چند حرام کاری اور جھوٹ اور غرور سب کے حق میں برا ہے لیکن ان تین شخص کے حق میں نہایت بے موقع ہے کہ باوجود پیری کے حرام کاری سراسر شقاوت ہے اور باوجود بادشاہی اور سرداری کے جھوٹ بولنا بے فائدہ ہے اور باوجود محتاجی کے گھمنڈ کرنا نہایت نامناسب ہے۔

[۱] یہ حدیث صحیحین میں ان الفاظ کے ساتھ مروی نہیں۔

[۲] مسلم کی روایت کے الفاظ ہیں۔ وقال ابومعاویہ ولا ینظر الیهم۔ (چشتی)

(۷۸) ق اَبُوْ هُرَيْرَةَ ثَلٰثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ رَجُلٌ عَلٰى فَضْلِ مَاءٍ بِالْفَلَاةِ يَمْنَعُهُ مِنِ ابْنِ السَّبِيْلِ وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ لَهُ بِاللّٰهِ لَاَخَذَهَا بِكَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ وَهُوَ عَلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ وَرَجُلٌ بَايَعَ اِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ اِلَّا لِدُنْيَا فَاِنْ اَعْطَاهُ مِنْهَا وَفٰى وَاِنْ لَمْ يُعْطِهِ مِنْهَا لَمْ يَفِ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تین شخص ہیں جن سے خدا قیامت میں نہ بولے گا اور ان کو نہ دیکھے گا اور نہ ان کو گناہ سے پاک کریگا اور ان کیلئے عذاب دردناک ہے۔ ایک تو وہ مرد جو بیابان میں حاجت سے زیادہ پانی ہوئے اور مسافر کو اس پانی سے روکے اور دوسرا مرد وہ ہے جس نے کسی مرد سے ایک جنس کو بیچا عصر کے بعد پھر اس سے خدا کی قسم کھائی کہ میں نے اس جنس کو اتنی اور اتنی قیمت کو مول لیا سو اس نے اسکو سچا جانا اور حالانکہ اس نے اتنی قیمت کو نہ لیا تھا یعنی اس نے جھوٹی قسم کھائی اور تیسرا مرد وہ ہے جس نے ایک امام سے بیعت کی اور اس نے بیعت نہیں کی مگر دنیا ہی کے واسطے سو اگر امام نے دنیا سے اس کو کچھ دیا تو اس نے عہد پورا کیا اور اگر اس نے دنیا سے کچھ نہ دیا تو اس نے نہ پورا کیا۔

ف بائع کو جھوٹی قسم کھانا ہر وقت گناہ ہے لیکن عصر کے بعد زیادہ تر گناہ ہے کہ اس وقت میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

## خودکشی کا گناہ

خودکشی کرنے والے کی سزا۔

(۷۹) ق اَبُوْ هُرَيْرَةَ مَنْ تَرَدّٰى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَهُوَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدّٰى فِيْهَا خَالِدًا مُّخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا وَمَنْ تَحَسّٰى سَمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَسَمُّهٗ فِيْ يَدِهٖ يَتَحَسَّاهُ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُّخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِحَدِيْدَةٍ فَحَدِيْدَتُهٗ فِيْ يَدِهٖ يَتَوَجَّاُ بِهَا فِيْ بَطْنِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُّخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس نے آپ کو پہاڑ پر سے گرا کر مار ڈالا تو وہ دوزخ کی آگ میں اونچے مکانوں سے ہمیشہ گرا کریگا پڑا رہے گا اس میں سدا اور جو زہر پیکر اپنی جان ماریگا تو اس کے ہاتھ میں زہر رہے گا دوزخ کی آگ میں ہمیشہ اسکو پیا کرے گا مدام اور جو اپنی جان کو لوہے کے ہتھیار سے ماریگا تو وہ ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہوگا دوزخ کی آگ میں سدا اپنے پیٹ میں اس کو بھونکا کریگا ہمیشہ۔

## خیانت حرام ہے

(۸۰) ق اَبُوْ هُرَيْرَةَ كَلَّا وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ اِنَّ الشَّمْلَةَ لَتَلْتَهِبُ عَلَيْهِ نَارًا اَخَذَهَا مِنَ الْغَنَائِمِ يَوْمَ خَيْبَرَ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ قَالَهٗ لِعَبْدٍ لَهُ اسْمُهٗ رِفَاعَةُ وَيُقَالُ لَهٗ مِدْعَمٌ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ یوں نہیں اس کی قسم جس کے قابو میں محمدؐ کی جان ہے کہ مفرد کملی تو اس کے بدن پر بھڑک رہی ہے آگ سی اس نے کملی کو جنگ خیبر میں تقسیم ہونے سے پہلے لے لیا تھا۔ حضرتؐ نے اپنے غلام کے حق میں فرمایا جس کا رفاعہ نام تھا اور لقب اس کا مدعم تھا وہ قتل ہوا تھا۔

قُتِلَ بِوَادِی الْقُرٰی مَقْفَلَہٗ مِنْ خَیْبَرَ۔ وادی القریٰ میں خیبر سے پلٹتے۔

**ف** وادی القریٰ یہودیوں کی ایک بستی کا نام تھا جب خیبر فتح کر کے حضرتؐ کا لشکر وہاں پہنچا تو حضرتؐ کے غلام یعنی مدعم کے تیر لگا وہ مرگیا اصحابؓ نے اس کی تعریف کی کہ اس کو شہادت نصیب ہوئی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی شہادت کہاں وہ غنیمت کی چوری سے دوزخ میں جل رہا ہے جب لوگوں نے یہ سنا تو بہت گھبرائے ایک مرد نے چمڑے کا تسمہ لیا تھا وہ حضرتؐ کے پاس لایا حضرتؐ نے فرمایا آگ کا تسمہ ہے یعنی اگر تو نہ دیتا تو آگ ہو کر یہ تسمہ تجھ کو جلاتا۔

## مومن کے سوا جنت میں کوئی نہ جائے گا

(۸۱) عن عُمَرَ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ اِذْھَبْ فَنَادِ فِی النَّاسِ اِنَّہٗ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ اِلَّا الْمُؤْمِنُوْنَ۔ سلہ

صحیح مسلم میں عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اے خطابؓ کے بیٹے جا پکار دے لوگوں میں کہ مقرر یہ بات ہے کہ نجاویں گے بہشت میں سوائے ایمانداروں کے۔

**ف** جنگ خیبر میں ایک منافق لوٹ کے لالچ سے حضرتؐ کے ساتھ ہو کر لڑنے گیا سو اس کے تیر لگا وہ مرگیا لوگوں نے کہا وہ شہید ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ دوزخ میں ہے پھر یہ حدیث فرمائی معلوم ہوا کہ بدون ایمان کے کوئی عبادت کام نہیں آتی۔ عبادت کی جڑ ایمان اور خالص نیت ہے۔

## خودکشی کرنے والا کافر نہیں ہوتا

(۸۲) عن جَابِرٍ اَللّٰھُمَّ وَلِیَدَیْہِ فَاغْفِرْ یَعْنِیْ رَجُلًا مِّنْ دَوْسٍ ھَاجَرَ مَعَ الطُّفَیْلِ بْنِ عَمْرٍو الدَّوْسِیِّ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ فَاجْتَوَوْھَا فَاَخَذَ مَشَاقِصَ فَقَطَعَ بِھَا بَرَاجِمَہٗ فَمَاتَ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی اور اس کے دونوں ہاتھوں کو بھی بخش دے یعنی اس مرد کی مغفرت ہو جو دوس کی قوم سے تھا طفیل بن عمرو الدوسی کے ساتھ مدینے میں ہجرت کر آیا تھا سو وہاں کی ہوا اس کو ناموافق پڑی تو اس نے چوڑی گانسیوں سے اپنی انگلیوں کے درمیان والے جوڑ کاٹ ڈالے سو وہ مرگیا

**ف** مصابیح میں جابرؓ سے روایت ہے کہ جب حضرتؐ نے مدینے کی طرف ہجرت کی تو طفیل کے ساتھ ایک مرد نے بھی ہجرت کی، مدینے میں وہ نہایت بیمار ہوگیا اسی اضطراب میں اپنی انگلیوں کے جوڑ کاٹ ڈالے خون بند نہ ہوا اسی صدمے سے وہ مرگیا تو طفیل نے اس کو خواب میں دیکھا کہ سارا بدن اس کا اچھا ہے مگر ہاتھوں کو اپنے چھپاتا ہے۔ طفیل نے پوچھا کہ تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا اس نے کہا کہ ہجرت کی برکت سے میری مغفرت کی طفیل نے کہا کہ اپنے ہاتھ تو کیوں چھپاتا ہے اس نے جواب دیا کہ یہ حکم ہوا کہ ہم اس کو نہیں سنوارتے جس کو تو نے خود بخود بگاڑا۔ پھر یہ خواب طفیلؓ نے حضرتؐ سے کہا تب حضرتؐ نے اس کے حق میں یہ دعا فرمائی یعنی الٰہی جیسے تو نے اس کے سارے بدن پر کرم کیا ہے تو اس کے دونوں ہاتھ پر بھی کرم کر۔ اس حدیث سے بڑی فضیلت ہجرت کی ثابت ہوئی اس شخص کو اپنے مارنے کی نیت نہ ہوگی یہ حرام موت ہوتی۔ اضطراب سے یہ حرکت ہوئی ہوگی یا شاید ہلاکی کی نیت ہو مگر ہجرت کی برکت اور حضرتؐ کی دعا سے اس کی مغفرت ہوگئی۔

---

سلہ امام مسلم نے اس حدیث کو عنوان بالا میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

## اس ہوا کا ذکر جو قیامت کے قریب چلیگی اور ہر مومن کی روح قبض کریگی

(۸۳) م ابوھریرۃ اِنَّ اللہَ یَبْعَثُ رِیْحًا مِّنَ الْیَمَنِ مِنَ الْحَرِیْرِ فَلَا تَدَعُ اَحَدًا فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ حَبَّۃٍ وَّ یُرْوٰی ذَرَّۃٍ مِّنَ الْاِیْمَانِ اِلَّا قَبَضَتْہُ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ خدا چلاویگا ہوا کو یمن کے ملک سے ریشم سے بھی زیادہ نرم سو جس کے دل میں دانہ برابر بھی ایمان ہوگا۔ اور ایک روایت میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا اس کو نچھوڑے گی بے مارے۔ یعنی سب ایماندار مرجاویں گے۔

ف یہ قیامت کے قریب ہوگا چنانچہ اور حدیث میں آیا ہے کہ قیامت بدکار کافروں پر قائم ہوگی اس وقت ایماندار کوئی نہ ہوگا۔

## دور فتن سے پہلے پہلے نیک کام کرلینا بہتر ہے

(۸۴) م ابوھریرۃ بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ فِتَنًا کَقِطَعِ اللَّیْلِ الْمُظْلِمِ یُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَّ یُمْسِیْ کَافِرًا اَوْ یُمْسِیْ مُؤْمِنًا وَّ یُصْبِحُ کَافِرًا یَبِیْعُ دِیْنَہٗ بِعَرَضٍ مِّنَ الدُّنْیَا۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نیک اعمال کو شتابی کرلو فسادوں سے پہلے ایسے فساد ہوں گے جیسے اندھیری رات کی اخیر تاریکی یعنی اندھا دھند زمانہ ہوجاویگا حق و باطل کی تمیز نہ رہے گی صبح کے وقت مرد مسلمان ہوگا اور شام کو کافر ہوجاویگا اور شام کو مومن ہوگا اور صبح کے وقت کافر ہوجاویگا اپنے دین کو بیچے گا دنیا کے مال سے۔

ف اس حدیث میں ان فسادوں کی خبر ہے جو یزید اور سلطنت مروانیہ میں واقع ہوئے۔ اس حدیث میں ارشاد ہے کہ فرصت کو آدمی غنیمت جانے اور پریشانی سے پہلے جو نیک عمل ہوسکیں سو کرلیوے۔

## مومن کو ڈرتے رہنا چاہیئے کہیں اس کے اعمال اکارت نہ ہوجائیں

(۸۵) ق اَنَسٌ یَا اَبَا عَمْرٍو مَا بَالُ ثَابِتٍ اشْتَکٰی یَعْنِیْ ثَابِتَ بْنَ قَیْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَّ اَبُوْ عَمْرٍو وَّ ھُوَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ وَّ کَانَ قَالَ ثَابِتٌ اِنَّہٗ مِنْ اَھْلِ النَّارِ فَمَا اَخْبَرَ بِقَوْلِہٖ قَالَ بَلْ ھُوَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے ابوعمرو کیا حال ہے ثابت کا کیا وہ بیمار ہے۔ مراد ثابت سے وہ ہے جو قیس بن شماس کا بیٹا ہے اور ابوعمرو کنیت ہے سعد بن معاذ کی اور ثابت اپنے تئیں دوزخی کہتے تھے سبب ان کے قول کی حضرتؐ کو خبر ہوئی حضرتؐ نے فرمایا بلکہ وہ بہشتی ہے۔

ف انسؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ[1] یعنی نہ بلند کرو اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز پر کہ تمہارے اعمال اکارت ہوجاویں۔ اور ثابت بن قیس انصاریوں کے خطیب تھے ان کی آواز نہایت بلند تھی انھوں نے حضرتؐ کے پاس کا آنا چھوڑ دیا اپنے گھر

---

[1] پوری آیت یوں ہے لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔ (یعنی نہ اونچی کرو آوازیں پیغمبر کی آواز پر اور اس سے بکبک کرنا بولو جیسے تم ہو ایک دوسرے کو، کہیں اکارت نہ ہوجاویں تمہارے کئے اور تم کو خبر نہ ہو۔ ۱۲۔ (حشی)

بیٹھ رہے اور یہ سمجھے کہ میں دوزخی ہوں اس واسطے کہ میری آواز نہایت بلند ہے ایک روز حضرتؐ نے سعد بن معاذؓ سے پوچھا کہ ثابت بن قیسؓ کیوں نہیں آتا ہے کیا بیمار ہے سعد بن معاذؓ نے کہا کہ وہ میرا ہمسایہ ہے مگر مجھ کو اس کی بیماری نہیں معلوم۔ پھر سعد بن معاذؓ نے ثابت بن قیسؓ سے حال دریافت کیا اور سبب نہ آنے کا پوچھا ثابت نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ میری بڑی آواز ہے تو میں دوزخی ہوا۔ سعد نے یہ قصہ حضرتؐ سے کہا حضرتؐ نے فرمایا بلکہ وہ بہشتی ہے یعنی آیت کا یہ مطلب نہیں جو ثابت سمجھا بلکہ بے ادبی سے شور کرنا پیغمبر کے روبرو منع ہے اور جس کی پیدائشی آواز بلند ہو تو وہ معذور ہے سبحان اللہ حضرتؐ کے اصحابؓ کیا باادب اور محتاط تھے۔

## کیا زمانۂ جاہلیت کے اعمال پر باز پرس ہوگی

(۸۶) ق ابن مسعود من احسن فی الاسلام فلا یؤخذ بما عمل فی الجاھلیۃ ومن اساء فی الاسلام اخذ بالاول والاخر۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو اچھی طرح اسلام میں آیا تو جو کفر میں کیا اس پر پکڑا نہ جاوے گا اور جس نے اسلام میں برائی کی تو اگلے پچھلے دونوں گناہوں پر اس کی پکڑ ہوگی۔

ف جو اچھی طرح اسلام لایا یعنی ظاہر اور باطن سے مسلمان ہوا مرتے دم تک اس پر قائم رہا تو اس پر کفر کے گناہوں کا مواخذہ نہیں اور جو ظاہر میں اسلام لایا اور باطن سے نہیں، یا مسلمان ہو کر مرتد ہو گیا اس کے اگلے پچھلے سب گناہوں پر مواخذہ ہے۔

## اسلام لانے سے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں

(۸۷) م عمرو بن العاص اما علمت ان الاسلام یھدم ما کان قبلہ وان الھجرۃ تھدم ما کان قبلھا وان الحج یھدم ما کان قبلہ فقال لہ حین قبض یدہ عن البیعۃ فقال مالک یا عمرو قال اردت ان اشترط قال تشترط ماذا قال ان یغفرلی۔

مسلم میں عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تو نہیں جانتا کہ بیشک اسلام اگلے گناہوں کو ڈھا دیتا ہے اور ہجرت اگلے گناہوں کو ڈھا دیتی ہے اور حج اگلے گناہوں کو ڈھاتا ہے۔ یہ حضرتؐ نے عمرو بن عاصؓ سے کہا جب کہ اس نے بیعت کرنے سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عمرو تجھ کو کیا ہوا جو تو نے بیعت نہ کی۔ عمرو نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ شرط کروں، حضرتؐ نے فرمایا کونسی شرط کرے گا اس نے کہا اپنی مغفرت کی شرط۔

ف جب کافر مسلمان ہوا تو اس کے سب گناہ خواہ ظلم خواہ کبیرہ خواہ صغیرہ معاف ہو جاتے ہیں، اسلام کی برکت سے کسی چیز کا مواخذہ باقی نہیں لیکن ہجرت اور حج سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں کبیرہ گناہ نہیں معاف ہوتے مگر بطریق خرق عادت ہر چند اس حدیث میں کچھ کبیرہ اور صغیرہ کی قید نہیں لیکن شریعت کا قاعدہ یہی ہے کہ سوائے اسلام کے اور عبادات سے صرف صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں لیکن جلال الدین سیوطیؒ نے بخاری کی شرح میں لکھا ہے کہ بعضی روایت میں آیا ہے کہ حج سے صغیرہ کبیرہ سب معاف ہو جاتے ہیں۔

واللہ اعلم

## اسلام لانے کے بعد زمانہ کفر کے اچھے اعمال کا اعتبار ہوتا ہے۔

(۸۸) ق حَکِیْمُ بْنُ حِزَامٍ اَسْلَمْتَ عَلٰی مَا سَلَفَ لَكَ مِنْ خَیْرٍ قَالَهٗ لَهٗ

بخاری اور مسلم میں حکیم بن حزام سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تو مسلمان ہوا اس نیکی پر جو تجھ سے آگے ہوئی۔

ف حکیم بن حزام سے روایت ہے کہ میں نے مسلمان ہونے کے وقت عرض کی کہ یا رسول اللہؐ حالت کفر میں جو میں نے نیکیاں کی ہیں جیسے برادر پروری اور گردن آزاد کرنا سو اس کا بھی ثواب مجھ کو ملے گا. تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی اسلام کی برکت سے اگلی نیکی کا ثواب ضائع نہ ہوگا۔

## آیت پاک اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ کی تشریح

(۸۹) ق اِبْنُ مَسْعُوْدٍ لَیْسَ هُوَ كَمَا تَظُنُّوْنَ اِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمَانُ لِاِبْنِهٖ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ وَقَالَهٗ لَمَّا نَزَلَتْ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلٰی اَصْحَابِهٖ وَقَالُوْا اَیُّنَا لَمْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ [1]

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اس کا مطلب یوں نہیں جیسا تم نے گمان کیا وہ مطلب تو یوں ہے جیسا لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے بیٹا اللہ کا شریک نہ ٹھہرانا مقرر شرک کرنا بڑا ظلم ہے یہ حضرتؐ نے اس وقت فرمایا جب یہ آیت اتری کہ جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان میں ظلم کو نہ ملایا ان کو قیامت میں امن امان ہے تو یہ بات حضرتؐ کے اصحاب پر بہت بھاری پڑی اور انھوں نے کہا کہ ہم لوگوں میں کون ایسا ہے جو اپنی جان پر کچھ ظلم اور گناہ نہیں کرتا۔

ف ظلم بیجا کام کا نام ہے کفر بھی بے جا کام ہے تو اصحاب. ظلم کے معنی عام سمجھے تھے اسواسطے گھبرائے تھے کہ آدمی اگر کفر اور گناہ کبیرہ سے بچے تو ہر ایک صغیرہ گناہ سے نہیں بچ سکتا. حضرتؐ نے فرمایا کہ اس آیت میں ظلم سے مراد شرک ہے گناہ مراد نہیں جو تم گھبراتے ہو. معلوم ہوا کہ قرآن اور حدیث میں بعضی جگہ لفظ تو عام ہوتے ہیں اور معنی خاص مراد ہوتے ہیں بشرطیکہ دلیل اور قرینہ بھی موجود ہو۔

## وساوس اور خطرات انسانی پر باز پرس نہیں

(۹۰) ق اَبُوْهُرَیْرَةَ اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِاُمَّتِیْ عَمَّا حَدَّثَتْ بِهٖ اَنْفُسُهَا مَا لَمْ تَتَكَلَّمْ بِهٖ اَوْ تَعْمَلْ بِهٖ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ جو جو خطرے اور خیال دل میں آتے ہیں سو خدا نے اسکے گناہ میری امت کو معاف کر دیئے جب تک اس کو نہ بولے یا اس پر عمل نہ کرے۔

ف یعنی جس برے کام کا خطرہ دل میں آوے سو معاف ہے اور اگر اس کو منہ سے نکالا یا دیا کام کیا تو گناہ ثابت ہوا۔

(۹۱) م اَبُوْهُرَیْرَةَ اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَقُوْلُوْا كَمَا قَالَ اَهْلُ الْكِتَابِ مِنْ قَبْلِكُمْ سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا بَلْ قُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کیا تم وہ کہا چاہتے ہو جیسا تم سے پہلے کتاب والوں نے کہا کہ ہم نے حکم خدا کا سنا اور نہ مانا بلکہ تم یوں کہو کہ الٰہی ہم نے تیرا حکم سنا اور

[1] امام مسلم نے اس حدیث کو عنوان "سچے ایمان اور اخلاص کا بیان" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَقَالُوا كُلِّفْنَا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا نُطِيقُ الصَّلٰوةَ وَالصِّيَامَ وَالْجِهَادَ وَالصَّدَقَةَ وَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيْكَ هٰذِهِ الْآيَةُ وَلَا نُطِيقُهَا۔

مان لیا اے رب ہمارے تیری بخشش کو ہم چاہتے ہیں اور تیری ہی طرف ہمارا ٹھکانا ہے۔ یہ حضرتؐ نے اس وقت فرمایا جب کہ سورۂ بقر کے اخیر میں یہ آیت اتری کہ خدا ہی کا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے اور اگر ظاہر کرو جو تمہارے دلوں میں ہے یا اس کو چھپاؤ اس کا حساب خدا تم سے کریگا تو اصحاب نے کہا کہ ہم کو اول ان کاموں کا حکم ہوا جن کو ہم کر سکتے ہیں مثل نماز اور روزے اور جہاد اور خیرات کے اور البتہ ہم پر یہ آیت اتری اور یہ ہمارے قابو میں نہیں۔

**ف** یعنی خیالات اور وسواس سے دل کو روکنا ہمارے اختیار میں نہیں اگر اس کا بھی حساب ہوا تو ہمارا کہیں ٹھکانا نہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ تم اہل کتاب کی طرح حکم عدولی نہ کرو۔ بندے کو لائق نہیں کہ اپنے مالک کے حکم میں تکرار کرے بلکہ یہ حکم بھی مان لو لیکن خدا سے مغفرت مانگو کہ تم پر آسانی کرے۔ پھر اصحابؓ نے حضرتؐ کے موجب ارشاد کے عمل کیا اور حکم مانا تو یہ آیت اتری کہ حق تعالیٰ کسی جان کو تکلیف نہیں دیتا مگر اسی قدر جتنا اس کو اختیار ہے یعنی اب خیالات اور خطرات پر پکڑ نہیں تفسیر مدارک میں لکھا ہے کہ سب علماء کا یہی مذہب ہے کہ خطرات پر مواخذہ نہیں لیکن عزم پر مواخذہ ہے۔ عزم اس ارادے کو کہتے ہیں جو دل میں جم گیا ہو اور ٹھن چکا ہو۔

## جزائے نیکی کا بیان

نیکوکار مسلمان پر رحمت الٰہی کا فیضان۔

(۹۲) ق أَبُو هُرَيْرَةَ إِذَا أَحْسَنَ أَحَدُكُمْ إِسْلَامَهُ وَكُلُّ حَسَنَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَكُلُّ سَيِّئَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ بِمِثْلِهَا حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ۔

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی نے اپنا اسلام سنوارا اور اپنا دین ستھرا بنایا پھر جو نیک بات کریگا تو دس گنی لکھی جاوے گی سات سو کے برابر تک اور جو بری کرے گا تو وہ اتنی لکھی جاویگی جتنی کی ہے یہاں تک کہ خدا سے ملے یعنی موت تک یہی حال ہے۔

**ف** یعنی جب اسلام سنوارا تو ہر نیکی کو دس سے سات سو تک خدا بڑھاتا ہے، دس سے تو کوئی کم نہیں آگے نیت پر موقوف ہے جیسی نیت خالص ہوگی ویسی ہی زیادتی بھی ہوگی اور بدی اگر کرے گا تو اتنی ہی رہے گی اس میں ترقی نہیں۔ اس حدیث سے خدا کی رحمت کا خیال کرنا چاہیے کہ اپنے بندے مسلمان کی بدی کو اتنا ہی رکھے اور نیکی کو سات سو تک بڑھادے۔ اسلام سنوارنا یہ کہ قرآن اور حدیث کے موافق اعتقاد درست کرے شرک اور بدعت چھوڑے، شریعت محمدی کی کمال تعظیم سے اطاعت کا ارادہ کرلیوے اور ظاہر اور باطن سے محمدی بنے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اعتبار عمل کا صحیح اعتقاد پر ہے۔

(۹۳) م أَبُو هُرَيْرَةَ إِذَا هَمَّ عَبْدِي بِسَيِّئَةٍ فَلَا تَكْتُبُوهَا عَلَيْهِ فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوهَا سَيِّئَةً وَإِذَا هَمَّ بِحَسَنَةٍ

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا خدا فرشتوں کو فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ بدی کا قصد کرے تو اس کو اس پر مت لکھو اور اگر اس نے اس بد کام کو کیا تو ایک بدی لکھو اور جب اس نے

بندوں پر رحمت خداوندی کا بیان۔

فَلَمْ یَعْمَلْهَا فَاکْتُبُوْهَا حَسَنَةً فَاِنْ عَمِلَهَا فَاکْتُبُوْهَا عَشْرًا۔ — نیکی کا قصد کیا اور اس پر عمل نہ کیا تو ایک نیکی لکھو، اور اگر اس نے نیک کام کیا تو دس نیکیاں لکھو۔

**ف** سبحان اللہ کیا اس کی رحمت اپنے بندوں پر بےحساب ہے کہ بدکام کے قصد کو نہ لکھاوے اور نیک کام کے قصد کو بدون کئے لکھاوے اور بدی کو ایک ہی رکھے اور نیکی کو دس گنا کر ڈالے لیکن اس کو دریافت کیا چاہئے کہ بدی کا قصد البتہ نہیں لکھا جاتا لیکن اگر بدی کے قصد پر عزم مصمم ہو گیا یعنی اس کا کرنا بے تردد خوب سا دل میں ٹھن گیا تو اس کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ بعد عزم مصمم ہونے کے اس بدکام کو خوف الٰہی سے عمل میں نہ لایا اور اس پر شرمندہ ہوا تو ایک نیکی لکھی جاوے گی اس واسطے کہ اس نے خدا کے واسطے اپنی خواہش نفسانی کو مارا۔ دوسری صورت یہ کہ بدی کا عزم مصمم سوائے خوفِ الٰہی کے کسی اور سبب سے ظاہر نہ ہونے پایا تو بیشک ایک گناہ لکھا جاوے گا جیسے کسی نے رات کو اپنے دل میں یہ عزم مصمم کیا کہ میں کل فلانے کو قتل کروں گا یا فلانی عورت سے حرام کروں گا اور اسی رات کو وہ مر گیا یا وہ عورت مر گئی تو اس پر قصد قتل اور حرام کا گناہ ثابت ہوا چنانچہ یہ مطلب اور حدیثوں میں صاف مذکور ہے۔

## مسلمان جب ایمان میں وسوسہ پائے تو کیا کہے

(۹۴) **ق** اَبُوْهُرَيْرَةَ يَأْتِي الشَّيْطَانُ اَحَدَكُمْ فَيَقُوْلُ مَنْ خَلَقَ كَذَا مَنْ خَلَقَ كَذَا حَتّٰى يَقُوْلَ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ فَاِذَا بَلَغَهٗ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْيَنْتَهِ۔ — بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ آتا ہے شیطان تم میں سے کسی کے پاس، تو کہتا ہے کہ کس نے ایسا پیدا کیا کس نے ویسا بنایا، یہانتک کہ کہتا ہے کہ کس نے پیدا کیا تیرے رب کو پھر جب شیطان یہانتک اس کو پہنچا دے تو اس کو چاہئے کہ خدا سے پناہ مانگے اور رک رہے۔

**ف** یعنی جب اس کو ایسا خیال فاسد آوے تو خدا کی طرف رجوع کرے اور اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھے اور اس خیال سے دل کو ہٹا دے اس واسطے کہ ذکر خدا شیطان کے وسواس کو دفع کر دالتا ہے جیسے آفتاب کی روشنی سے ظلمت اور تاریکی دور ہو جاتی ہے۔

(۹۵) **م** ابْنُ مَسْعُوْدٍ تِلْكَ مَحْضُ الْاِيْمَانِ يَعْنِي الْوَسْوَسَةَ قَالَهٗ حِيْنَ سُئِلَ عَنْهَا وَهِيَ مَا يَجِدُ الْاِنْسَانُ فِيْ نَفْسِهٖ مَا يَتَعَاظَمُ اَنْ يَتَكَلَّمَ وَيُرْوٰى ذٰلِكَ صَرِيْحُ الْاِيْمَانِ رَوَاهُ اَبُوْهُرَيْرَةَ تَفَرَّدَ بِهٖ مُسْلِمٌ اَيْضًا۔ — مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس وسوسے کو بدجانتا محض ایمان ہے یہ حضرتؐ نے اس وقت فرمایا جبکہ وسوسے کا حضرتؐ سے سوال ہوا۔ وسوسہ وہ باتیں ہیں جن کا خیال آدمی اپنے دل میں پاتا ہے اور اس کو کہنا برا جانتا ہے اور دوسری روایت ابوہریرہؓ کی ... صریح ایمان ہے۔ اس حدیث کو بھی صرف مسلم نے روایت کیا۔

**ف** مشکوٰۃ میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ چند اصحاب نے حضرتؐ پاس آ کر پوچھا کہ یا حضرتؐ ہمارے دلوں میں نہایت برے برے خیالات آتے ہیں کہ ہم ان کو زبان پر لانا برا گن جانتے ہیں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی برے خیال کو برا جاننا اور زبان پر نہ لانا ایمان کی نشانی ہے اگر دل میں ایمان نہ ہوتا تو کون ...

وسوسہ کو بُرا جاننا ایمان کا تقاضا ہے۔

اور یہ مطلب نہیں کہ بُرے خیالات آنا صریح ایمان ہے چنانچہ ابوداؤد میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرتؐ سے کہا کہ میرے دل میں بعضا ایسا برا خیال آتا ہے کہ اگر میں جل کے کوئلہ ہوجاؤں تو بھی زبان سے نہ نکالوں حضرتؐ نے فرمایا شکر خدا کا جس نے شیطان کا کام وسوسے ہی پر ڈالا یعنی شیطان کافروں سے تو شرک اور بت پرستی کرواتا ہے لیکن مومن پر سوائے برے خیال ڈالنے کے اس کا کچھ زور نہیں چلتا وسوسے کا علاج یہ ہے کہ اس کی طرف دھیان نہ کرے اور التجا کرے پناہ مانگے لاحول پڑھے اور لا الٰہ الا اللہ کی کثرت کرے کہ اکسیر ہے۔

(۹۶) م انسؓ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا يَزَالُوْنَ يَقُوْلُوْنَ مَا كَذَا مَا كَذَا حَتّٰى يَقُوْلُوْا هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ۔

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا خدا فرماتا ہے کہ تیری امت کے لوگ ہمیشہ کہتے رہیں گے ایسا کیا ہے ایسا کیا ہے یہاں تک کہ کہیں گے کہ یہ تو خدا ہے جس نے خلق کو پیدا کیا سو خدا کو کس نے پیدا کیا۔

ف یعنی اس امت کے بعضے نادان بیہودہ سوالات کرتے کرتے یہاں تک نوبت پہنچادیں گے کہ خدا میں تردد کریں گے حالانکہ اس کے برابر کوئی حماقت نہیں اس واسطے کہ خدا کا وہ محتاج ہے جو اول اس کا وجود نہ ہو بعد عدم کے ظاہر ہو اور جس کے وجود کی نہ ابتدا ہو نہ انتہا وہ کیونکر غیر کا محتاج ہو، یہ واہی سوال ایسا ہے جیسے کوئی کہے کہ ہر چیز تو آفتاب کی روشنی سے ظاہر ہے اور آفتاب کس کی روشنی سے ظاہر ہے۔ مصرع آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ حدیث میں آیا ہے جسکو ایسا وسوسہ آوے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پڑھے۔

(۹۷) م ابوہریرۃؓ لَا يَزَالُوْنَ يَسْئَلُوْنَكَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ هٰذَا اللّٰهُ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ۔

مسلم میں ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہمیشہ تجھ سے پوچھتے ہیں اے ابی ہریرۃ کہ بھلا یہ تو خدا نے پیدا کیا ہے خدا کو کس نے پیدا کیا۔

ف ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ شیطان دل میں خیال ڈالتا ہے کہ زمین آسمان کس نے بنایا تو کہتا ہے خدا نے تو شیطان پوچھتا ہے کہ خدا کو کس نے بنایا تو اس وقت تو قل ہو اللہ احد پڑھا کرے یعنی شیطان قرآن سے دفع ہوگا اور دوسری روایت ابوہریرۃؓ سے ہے کہ چند گنوار لوگ مسجد میں آئے مجھ سے پوچھا کہ بھلا خدا کو کس نے پیدا کیا میں وہاں سے اٹھا اور میں نے کہا سچ فرمایا تھا حضرتؐ نے کہ ایسے سوال کرنے والے احمق بھی ہوتے ہیں۔ ف ہر مسلمان صاف طبیعت کی یہ پیدائشی بات ہے کہ وہ جانتا ہے کہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا خدا ہے اس کے پہلے کوئی چیز ہی نہیں جو اس کو بناوے اور ہزاروں دلیل عقلی سے بھی یہی بات ثابت ہے ایسا سوال وہی کرے گا جس کی اصل پیدائش میں فرق ہے اور عقل میں نقصان اور یہ عجب حماقت کا سوال ہے کہ جب اس کو خدا کہا تو پھر اس کے پیدا کرنے والے کو پوچھنا عجب نادانی ہے کہ اگر خدا کا پیدا کرنے والا کوئی ہو تو وہ خدا کا ہے کو ہوا وہ بھی مخلوق ہوگیا مثل اور مخلوقات کے۔ جب ایسا واہی کسی کو خیال آوے تو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پڑھے۔

## جو شخص اپنے بچاؤ میں مارا گیا وہ شہید ہے

(۹۸) م اَبُوْهُرَيْرَةَ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ۔ مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو اپنے مال کے بچانے کے سبب مارا جاوے تو وہ شہید ہے۔

ف یہ حدیث بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرو کی روایت ہے صرف مسلم کی علامت سہو ہے اور ابو ہریرہؓ کی طرف اس روایت کی نسبت خطا ہے کاتب کی، مصابیح میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت سے ایک شخص نے پوچھا کہ یارسول اللہ اگر کوئی میرا مال چھینے تو میں کیا کروں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اپنے مال کو نہ دے۔ پھر اس نے کہا اگر وہ ہتھیار کرے اور لڑے حضرت نے فرمایا کہ تو بھی اس سے لڑ پھر اس نے کہا بھلا اگر وہ مجھے مار ڈالے حضرتؐ نے فرمایا کہ تو شہید ہوگا پھر اس نے کہا کہ اگر میں اس کو مار ڈالوں حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ ظالم تھا دوزخی ہوا۔ اس وقت حضرت نے یہ حدیث فرمائی کہ جو اپنے مال بچانے کے سبب مارا جائے وہ شہید ہے۔

## جھوٹی قسم کھا کر کسی کا حق مارنا جائز نہیں

(۹۹) م وَائِلُ ابْنُ حُجْرٍ مَنِ اقْتَطَعَ اَرْضًا ظَالِمًا لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ۔ مسلم میں روایت ہے وائل بن حجرؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو چھین لے گا کسی کی زمین ظالم بن کر ملے گا اللہ سے قیامت میں اور خدا اس پر نہایت غضبناک ہوگا۔

(۱۰۰) م اَبُوْاُمَامَةَ اَيَاسُ ابْنُ ثَعْلَبَةَ الْحَارِثِيُّ مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ بِيَمِيْنِهٖ فَقَدْ اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ النَّارَ وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ وَاِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيْرًا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَاِنْ كَانَ قَضِيْبًا مِّنْ اَرَاكٍ۔ مسلم میں روایت ہے ایاس بن ثعلبہؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو چھین لے گا حق کسی مسلمان کا جھوٹی قسم کھا کر سو اللہ نے بیشک اس کے لئے دوزخ ٹھہرا رکھی اور بہشت اس پر حرام کی تو ایک آدمی نے کہا یارسول اللہ بھلا وہ تھوڑی چیز ہو تو بھی؟ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہاں اگرچہ پیلو کی ٹہنی ہو۔

## رعایا کے حقوق میں خیانت کرنے والا حاکم دوزخی

(۱۰۱) ق مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ مَّا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيْهِ اللّٰهُ رَعِيَّةً يَمُوْتُ يَوْمَ يَمُوْتُ غَاشًّا لِّرَعِيَّتِهٖ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ۔ بخاری اور مسلم میں معقل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی ایسا بندہ نہیں مرتا ہے جس کو خدا نے کسی رعیت کا نگہبان کیا تو جس دن کہ وہ حاکم رعیت کا بدخواہ مرتا ہے مگر کہ خدا نے اس پر بہشت کو حرام کیا۔

ف یعنی ظالم حاکم بہشت سے محروم ہے

(۱۰۲) م مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ مَّا مِنْ اَمِيْرٍ يَلِيْ اُمُوْرَ الْمُسْلِمِيْنَ ثُمَّ لَا يَجْهَدُ لَهُمْ وَيَنْصَحُ لَهُمْ اِلَّا لَمْ يَدْخُلْ مَعَهُمُ الْجَنَّةَ۔ مسلم میں معقل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کوئی ایسا حاکم نہیں کہ جو مسلمانوں کے کاموں کا مالک ہو پھر نہ محنت کرے ان کے واسطے اور نہ ان کی خیر خواہی کرے مگر وہ حاکم مسلمانوں کے ساتھ بہشت میں نہ داخل ہوگا۔

ف معلوم ہوا کہ حاکم پر فرض ہے کہ رعیت کے واسطے محنت اور جانفشانی کرے اور جوان کے حق میں

بہتر ہو سو عمل میں لاوے اور اگر حاکم اپنی رعیت سے غافل رہا اور اپنے عیش و آرام میں پڑا تو بہشت سے محروم ہوا۔

## • امانت کا دنیا سے اٹھ جانا اور دلوں کا ایمان سے خالی رہ جانا

(۱۰۳) ق حُذَيْفَةَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلَى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا لَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ لَا يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّي الْأَمَانَةَ حَتَّى يُقَالَ إِنَّ فِي بَنِي فُلَانٍ رَجُلًا أَمِينًا حَتَّى يُقَالَ لِلرَّجُلِ مَا أَجْلَدَهُ مَا أَظْرَفَهُ مَا أَعْقَلَهُ وَمَا فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ۔

بخاری اور مسلم میں حذیفہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ سووے گا مرد ایک نیند سو اٹھالی جاوے گی امانت اور دیانت اس کے دل سے تو ہو جاویگا اس کا نشان جیسے آنکھ کا آبلہ یعنی مدھم داغ، پھر سوویگا ایک نیند تو اٹھالی جاوے گی امانت اور دیانت اس کے دل سے، تو ہو جاویگا اس کا نشان آبلے کی طرح جیسے تو چنگاری کو اپنے پیر پر ڈھلکاوے سو اس پر آبلہ پڑ جاوے سو وہ تجھکو پھولا دیکھ پڑے گا حالانکہ اس میں کچھ نہیں پھر لوگ خرید فروخت کریں گے یہ نہیں لگتا کہ کوئی بھی امانت کو ادا کرے یہاں تک کہ کہا جائے گا کہ فلانے کی اولاد میں ایک امانت دار مرد ہے، یہاں تک نوبت پہنچے گی کہ کہا جاویگا آدمی کے حق میں کہ فلانا شخص کیا خوب دلاور ہے کیا لطیف و ظریف ہے کیا خوب عقلمند ہے اور حالانکہ اس کے دل میں ایک رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں یعنی امانت داری نہیں۔

ف خلاصہ مطلب حدیث کا یہ ہے کہ امانت داری دمبدم کم ہوتی جاوے گی آخر کو یہ حال ہو جاوے گا کہ نامی اور مشہور لوگ جن کی لوگ تعریف کریں گے ان کی بھی نیت بدل جاوے گی کچھ امانت داری ان کے دل میں نہ رہے گی۔ حذیفہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ سے میں نے دو باتیں سنیں سو ایک تو میں دیکھ چکا اور دوسری بات کا میں منتظر ہوں، پہلی بات تو یہ ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ امانت داری مردوں کے دلوں کے اندر اتری سو انھوں نے قرآن اور حدیث سے علم سیکھا یعنی ظاہر اور باطن سے امانت دار اور دیندار ہو گئے، اور دوسری بات حضرتؐ نے ہم سے امانت کے جاتے رہنے کی کہی۔ پھر یہ حدیث فرمائی۔

امانت داری کا اُٹھ جانا اور بددیانتی کا پھیل جانا۔

(۱۰۴) م حُذَيْفَةَ تُعْرَضُ الْفِتَنُ عَلَى الْقُلُوبِ كَالْحَصِيرِ عُودًا عُودًا فَأَيُّ قَلْبٍ أُشْرِبَهَا نُكِتَ فِيهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ وَأَيُّ قَلْبٍ أَنْكَرَهَا نُكِتَ فِيهِ نُكْتَةٌ بَيْضَاءُ حَتَّى يَصِيرَ عَلَى قَلْبَيْنِ أَبْيَضُ مِثْلُ الصَّفَا فَلَا تَضُرُّهُ فِتْنَةٌ مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ وَالْآخَرُ أَسْوَدُ مُرْبَادٌّ كَالْكُوزِ مُجَخِّيًا لَا يَعْرِفُ

مسلم میں حذیفہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ سامنے آتے ہیں فتنے دلوں پر جیسے چٹائی بنانے کے وقت ایک ایک لکڑی پے در پے سامنے آتی ہے سو جو دل کہ ان فتنوں کو ملا یا تو اس میں ایک سیاہ نکتہ ڈالا گیا، اور جس دل نے ان فتنوں کا انکار دیا تو اس میں ایک سفید نکتہ ڈالا جاتا ہے تو دو قسم کے دل ہو گئے، ایک سفید دل ہو گیا جیسے سنگ مرمر سو اس کو کسی طرح کا فتنہ ضرر نہیں کرتا جب تک آسمان اور زمین کو قیام ہے اور دوسرا دل کالا خاکستری رنگ ہے جیسے اوندھا کوزہ،

مَعْرُوْفًا وَّلَا يُنْكِرُ مُنْكَرًا اِلَّا مَا اُشْرِبَ مِنْ هَوَاهُ الْحَدِيْثُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَ السِّيَاقُ لِمُسْلِمٍ۔

نہ نیکی کو پہچانے نہ بدی سے انکار کرے سوائے اپنی خواہش نفسانی کے وہ کچھ نہیں جانتا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے یعنی بخاری اور مسلم دونوں میں موجود ہے لیکن یہ خاص روایت مسلم کی ہے۔

**ف** یعنی فاسد اعتقاد اور باطل خطرات کا دلوں پر ہجوم رہتا ہے سو جس دل میں واہیات جم گیا سو سیاہ ہو گیا اس کو نیک بد کی تمیز نہیں رہتی جیسے اوندھے برتن میں پانی نہیں ٹھہرتا اور جس دل نے ان کا کچھ دھیان نہ کیا اور آپ کو خطرات واہیہ سے بچایا وہ دل روشن ہو جاتا ہے اسکو نیک بد کی تمیز ہوتی ہے وہ گناہ سے بچتا رہتا ہے۔

## اسلام شروع میں بھی اجنبی تھا اور پھر اجنبی بن جائے گا

(۱۰۵) م اَبُوْهُرَيْرَةَ اِنَّ الدِّيْنَ بَدَاَ غَرِيْبًا وَّسَيَعُوْدُ الدِّيْنُ كَمَا بَدَاَ فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَاءِ۔

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مثل مسافر اسلام پہلے ظاہر ہوا مسافر کی طرح پھر آخر کو ویسا ہی ہو جاویگا جیسا پہلے تھا سو خوشی ہو جیو مسافروں کو۔

اسلام کے ضعف کا بیان اور دین پر پابند رہنے والوں کو بشارت۔

**ف** مطلب یہ کہ اسلام اول اول بہت کم تھا کوئی اس کا یار اور مددگار نہ تھا جیسے مسافر کو سفر میں کوئی نہیں پوچھتا پھر ہوتے ہوتے اسلام سارے عالم میں پھیلا۔ سو حضرت نے فرمایا کہ آخر کو قیامت کے قریب اسلام پھر کم ہو جائے گا جیسے پہلے تھا تو اسوقت کے مسلمان مسافروں کی طرح بے یار و مددگار ہو جاوینگے جیسا اسوقت میں کہ جو دینداری پر کمر باندھتا ہے کوئی اس کی نہیں سنتا ہے، کافر تو ایک طرف کلمہ گو اس کو ہنستے ہیں سو حضرتؐ نے فرمایا کہ جو ایسے سخت وقت میں اسلام پر مضبوط رہا اس کو خوشی ہو جیو بہشت کی۔

## قیامت کے قریب ایمان کا اُٹھ جانا

(۱۰۶) م اَنَسٌ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُقَالَ فِى الْاَرْضِ اَللّٰهُ اَللّٰهُ۔

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قیامت نہ قائم ہوگی یہانتک کہ نہ کہا جاویگا اللہ اللہ۔

**ف** اس حدیث کے دو مطلب ہیں ایک تو یہ کہ قیامت اس وقت آئے گی کہ زمین پر کوئی اللہ اللہ نہ کہے گا یعنی سب کافر ہو جاویں گے۔ دوسرا مطلب یہ کہ قیامت اسوقت ہوگی کہ گناہ پر کوئی انکار نہ کرے گا یعنی اس وقت کوئی اتنا بھی گنہگار بدکار سے نہ کہے گا کہ ارے خدا سے ڈر خدا سے ڈر۔

## مجبوری میں ایمان چھپانا

(۱۰۷) ق حُذَيْفَةُ اِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ لَعَلَّكُمْ اَنْ تُبْتَلَوْا۔

بخاری اور مسلم میں حذیفہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ تم نہیں جانتے ہو کہ شاید تم بلا میں ڈالے جاؤ۔

**ف** حذیفہؓ سے روایت ہے کہ ہم حضرتؐ کے ساتھ تھے حضرتؐ نے فرمایا کہ گنو تو کتنے مسلمان کلمہ گو ہیں ہم نے کہا کہ یا حضرتؐ کیا ہمارے واسطے کچھ آپ کو خوف ہے ہم لوگ تو چھ سو سے سات سو تک ہیں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی سو جیسا حضرتؐ نے فرمایا تھا ہم بلا میں پڑے کافروں کے غلبے سے نماز نہ پڑھ سکتے تھے مگر چھپ کر اور ابتدائے اسلام میں بہت اصحاب حبش وغیرہ کی طرف مکہ چھوڑ کر نکل گئے تھے۔

(۱۰۸) خ حُذَيْفَةُ اُكْتُبُوْا لِىْ مَنْ

بخاری میں حذیفہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ لکھ دو

يَتَلَفَّظُ بِالْإِسْلَامِ وَيُرْوَى اَحْصُوْا لِيْ كَمْ يَلْفِظُ الْإِسْلَامَ فَكَانُوْا خَمْسَ مِائَةٍ وَ يُرْوٰى مَا بَيْنَ سِتِّ مِائَةٍ اِلٰى سَبْعِ مِائَةٍ وَيُرْوٰى اَلْفًا وَخَمْسَ مِائَةٍ۔

میرے واسطے انکو جو اسلام کا کلمہ پڑھتے ہوں اور دوسری روایت یوں ہے کہ شمار کرو کتنے لوگ اسلام کا کلمہ کہتے ہیں تو پانچ سو تھے اور ایک روایت یوں ہے کہ چھ سو اور سات سو کے اندر تھے اور ایک روایت یوں ہے کہ پندرہ سو تھے۔

## حضورؐ کی رسالت پر ایمان رکھنا

(۱۰۹) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ مَا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ اِلَّا اُعْطِيَ مِنَ الْاٰيَاتِ مَا مِثْلُهٗ اٰمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَاِنَّمَا كَانَ الَّذِيْ اُوْتِيْتُهٗ وَحْيًا اَوْحَاهُ اللّٰهُ اِلَيَّ فَاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا پیغمبروں میں سے کوئی پیغمبر نہیں مگر کہ اس کو معجزے دیئے گئے اسقدر کہ آدمی اس پر ایمان لاویں اور مجھ کو تو وہ چیز دی گئی جو وحی ہے یعنی قرآن جس کو خدا نے میری طرف بھیجا سو میں امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن سب پیغمبروں سے زیادہ تر میرے تابعدار ہوں گے۔

معجزۂ قرآنی اگلے انبیاء کے معجزات سے بڑھ کر ہے۔

**ف** یعنی ہر ایک پیغمبر کو خدا نے معجزے دیئے کہ جس قدر سے ان کی راستی اور پیغمبری ثابت ہو جاتے اور لوگ ان پر ایمان لاویں لیکن حضرتؐ کا معجزہ یعنی قرآن خدا کا کلام سب معجزوں سے نرالا اور افضل ہے کہ یہ معجزہ قیامت تک باقی ہے اور پیغمبروں کے معجزے باقی نہیں رہے اور جب قیامت تک باقی رہا تو ہر دم حضرتؐ کے معجزے کی دلیل قائم رہی تو ہر زمانے میں تا قیامت لوگ مسلمان ہوتے چلے جاویں گے اس واسطے حضرتؐ نے فرمایا کہ جب پیغمبروں کی امت سے محمدی لوگ زیادہ ہوں گے اور ہر چند ہمارے حضرتؐ سے ہزاروں معجزے ہوئے لیکن قیامت تک باقی رہنے والا معجزہ قرآن ہی ہے اس واسطے حضرت نے صرف اسی کو ذکر کیا۔ عادت الٰہی یوں ہی جاری رہی کہ جس زمانے میں جس ہنر کا بہت چرچا ہوتا ہے تو ان کے پیغمبر کو بھی اسی قسم کا معجزہ بدون سیکھے عنایت ہوتا ہے تاکہ ان کو بلا شبہ پیغمبر کی راستی معلوم ہو جاوے۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ کے وقت میں جادو کا چرچا تھا تو ان کو اسی قسم کا معجزہ ملا یعنی عصا سانپ بن جاتا تھا اور حضرت عیسیٰؑ کے معجزات میں اکثر شفائے امراض تھی کہ طب کا بہت چرچا تھا اور ہمارے حضرتؐ کے وقت میں فصاحت اور بلاغت کا عرب میں بہت چرچا تھا اس واسطے حضرتؐ کو قرآن ملا اور حکم ہوا کہ اگر تم کو پیغمبری میں شبہ ہو تو ایک سورت کے برابر کہو۔ کسی سے نہ ہو سکا۔ سب فصحائے عرب عاجز ہو گئے۔ اگر ہو سکتا تو ضرور کہتے۔ سہل کام چھوڑ کے اپنی جان دینا کیوں اختیار کرتے اور اعجاز قرآنی کے سبب سے قرآن شریف میں اختلاف نہیں پڑا سو اسطے کہ اسلام میں بہت مذہب ہو گئے ہر شخص اپنے مذہب کے موافق اپنا لیتا برخلاف توریت اور انجیل کے کہ ان میں اعجاز نہ تھا اسی واسطے ان میں تحریف اور اختلاف ہو گیا۔

(۱۱۰) م اَبُوْهُرَيْرَةَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَا يَسْمَعُ بِيْ اَحَدٌ مِّنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ يَهُوْدِيٌّ وَّلَا نَصْرَانِيٌّ ثُمَّ لَا يُؤْمِنُ بِالَّذِيْ

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قابو میں محمدؐ کی جان ہے کہ نہ سنے گا مجھ کو کوئی اس امت سے یہودی ہو خواہ نصرانی اور ایمان نہ لاوے اس پر

اُرْسِلْتُ بِهٖ اِلَّا کَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ۔ جس کے واسطے میں بھیجا گیا یعنی شریعت کا مگر کہ وہ ایمان نہ لانے والا دوزخیوں سے ہوگا۔

ف امت دو قسم ہے ایک امت دعوت یعنی جن کو اسلام کی طرف بلایا اس میں کافر اور مسلمان سب داخل ہیں، دوسری امت اجابت یعنی جو لوگ ایمان لائے اس میں صرف مسلمان داخل ہیں۔ امت سے مراد اس حدیث میں امت دعوت ہے۔ ف یہودی اور نصرانی کو اس واسطے خاص کر کے ذکر کیا کہ باوجود اہل کتاب ہونے کے جب ان پر بھی حضرت کا ایمان لانا فرض ہوا تو غیر اہل کتاب کو بطریق اولیٰ ایمان لانا فرض ہوگا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہاں حضرت کی اور اسلام اور دین کی خبر نہ پہنچی ہو تو وے لوگ معذور ہیں، ان سے صرف خدا کی توحید کا سوال ہوگا رسالت کا سوال نہ ہوگا۔

## حضرت عیسیٰؑ کا حضورؐ کی شریعت کے تابع ہو کر آسمان سے اترنا

(۱۱۱) ق اَبُوْھُرَیْرَۃَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمْ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا مُّقْسِطًا فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْجِزْیَۃَ وَیَفِیْضُ الْمَالُ حَتّٰی لَا یَقْبَلَہٗ اَحَدٌ۔ بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا قسم اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ عنقریب ہے کہ اتریگا تم میں اے مسلمانو عیسیٰ مریمؑ کا بیٹا حاکم عادل ہو کر سو توڑے گا چلیپا کو اور قتل کریگا خوک کو اور گرادیگا جزیہ کو اور کثرت سے پھیل پڑیگا مال یہاں تک کہ کوئی اس کو قبول نہ کرے گا۔

حضرت عیسیٰؑ کے اترنے پر صلیب توڑدی جائیگی سور قتل کئے جائیں گے۔ ٹیکس ٹھادیا جائیگا اور مال کی بہتات ہوجائے گی۔

ف قیامت کے قریب امام مہدیؑ کے وقت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول کریں گے اور نصرانی دین کو مٹاویں گے محمدی دین پر عمل کریں گے چلیپا سولی کی صورت کو کہتے ہیں جیسے یہ شکل ہے ✝ نصاریٰ اس شکل کی بڑی تعظیم کرتے ہیں اس واسطے کہ ان کے گمان میں حضرت عیسیٰؑ سولی پر مارے گئے اور ہر چند ابھی نصاریٰ سے جزیہ لینا درست ہے لیکن حضرت عیسیٰؑ اپنے وقت میں نصاریٰ سے جزیہ نہ قبول کریں گے اگر وے ایمان نہ لاویں گے تو ان کو قتل کریں گے۔

(۱۱۲) م جابرؓ لَا تَزَالُ طَائِفَۃٌ مِّنْ اُمَّتِیْ یُقَاتِلُوْنَ عَلَی الْحَقِّ ظَاھِرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ فَیَنْزِلُ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ فَیَقُوْلُ اَمِیْرُھُمْ تَعَالَ صَلِّ بِنَا فَیَقُوْلُ لَا اِنَّ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ اُمَرَآءُ تَکْرِمَۃَ اللّٰہِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ۔ مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا ہمیشہ میری امت میں سے ایک گروہ لڑتا رہے گا دین حق پر غالب ہو کر قیامت تک پھر اتریگا عیسیٰ مریمؑ کا بیٹا تو کہے گا مسلمانوں کا سردار یعنی امام مہدی علیہ السلام کہ آئیے امام ہو کر ہم کو نماز پڑھائیے وہ عیسیٰ کہیں گے کہ نہیں تمہیں آپس میں ایک دوسرے کے سردار ہو یہ خدا نے بزرگی دی ہے اس امت کو۔

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت تک اسلام غالب رہے گا۔

## اس زمانہ کا ذکر جبکہ ایمان قبول نہ ہوگا

(۱۱۳) ق اَبُوْذَرٍّ یَا اَبَا ذَرٍّ اَتَدْرِیْ بخاری اور مسلم میں ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا

أَيْنَ تَذْهَبُ هٰذِهِ الشَّمْسُ فَقُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ فَقَالَ تَذْهَبُ تَسْجُدُ تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَسْتَأْذِنُ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَيُوْشِكُ أَنْ تَسْجُدَ وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا وَتَسْتَأْذِنُ وَلَا يُؤْذَنُ لَهَا يُقَالُ لَهَا ارْجِعِيْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ نَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ۔ [1]

کہ اے ابوذرؓ کیا تو جانتا ہے کہ یہ آفتاب کہاں جاتا ہے یعنی بعد غروب ہونے کے سو میں نے کہا خدا اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ جاتا ہے سجدہ کرتا ہے عرش کے نیچے پھر اجازت مانگتا ہے کہ طلوع کر کے دوسرا دورہ شروع کرے پھر اس کو اجازت ملتی ہے اور قریب ہے کہ وہ سجدہ کریگا اور قبول نہ ہوگا یعنی قیامت کے قریب وہ اجازت مانگے گا دورہ کرنے کی تو اس کو اجازت نہ ملے گی پھر اس کو حکم ہوگا کہ پلٹ جا جدھر سے تو آیا ہے تو نکلے گا پچھم کی طرف سے سو یہی مطلب ہے قرآن میں خدا کے اس قول کا کہ آفتاب چلتا ہے اپنی قرارگاہ تک یہ اندازہ ٹھہرایا ہوا ہے عزت والے دانا کا۔

آفتاب گھڑی کی طرح ہے۔

**ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آفتاب کا حال مثل گھڑی کے ہے کہ ایک رات اور ایک دن چل کر بند ہو جاتی ہے اور بدون کوکے دوسرے دن نہیں چلتی۔ اسی طرح ہر روز آفتاب بدون حکم الٰہی نہیں طلوع کرتا جب اس حکیم مطلق کا ٹھانا حساب پورا ہو جاوے گا تو اس عالم کی کل بگڑ جاوے گی اولٹی چال چل کر یہ سب کارخانہ ٹوٹ پھوٹ جاوے گا اور اسی کا نام قیامت ہے۔

(۱۱۴) **م** أَبُوْ هُرَيْرَةَ ثَلٰثٌ إِذَا خَرَجْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِيْ إِيْمَانِهَا خَيْرًا طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَالدَّجَّالُ وَدَابَّةُ الْأَرْضِ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تین نشانیاں ہیں کہ جب وے نکلیں تو اس کو ایمان لانا نہ فائدہ کریگا جو ان نشانیوں سے پہلے نہ ایمان لایا ہو یا اپنے ایمان میں کچھ بہتری کی ہو یعنی ایمان کو نفاق سے خالص کیا ہو ایک نشانی تو سورج کا پچھم سے نکلنا، دوسری نشانی دجال، تیسری نشانی زمین کا جانور۔

**ف** یعنی جب یہ نشانیاں ظاہر ہوئیں تو قیامت نمود ہوگی ایمان بالغیب باقی نہ رہا اس واسطے اس وقت کا ایمان لانا کچھ فائدہ نہ کرے گا۔

(۱۱۵) **ق** أَبُوْ هُرَيْرَةَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا رَاٰهَا النَّاسُ اٰمَنَ مَنْ عَلَيْهَا فَذٰلِكَ حِيْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ۔ [2]

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ نکلے گا سورج اپنے ڈوبنے کے مکان سے پھر جب اس کو دیکھیں گے لوگ تب ایمان لاوینگے جو زمین پر ہیں۔ سو اس وقت نہ فائدہ کریگا کسی جان کو اس کا ایمان جس کو پہلے سے ایمان نہ تھا۔

**ف** یعنی بن دیکھے کا ایمان معتبر ہے اور جب عذاب کا سامنا ہوا تو ایمان لانا کیا فائدہ اسی واسطے اگر کافر

---

[1] اس روایت کا کچھ حصہ بخاری میں مذکور ہے اور کچھ مسلم میں، مشارق میں دونوں روایتوں کو یکجا کر دیا گیا ہے۔

[2] مسلم کی روایت کے الفاظ اس حدیث کے الفاظ سے مختلف ہیں۔ (چشتی)

مرتے دم تک ایمان لاوے تو معتبر نہیں کہ اس وقت بھی عذاب آخرت سامنے آجاتا ہے۔

## ابتداء وحی کی کیفیت

(۱۱۶) خ عایشۃ مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ قَالَہٗ لِلْمَلَکِ الَّذِیْ جَاءَہٗ بِغَارِ حِرَاءٍ فَقَالَ اقْرَأْ قَالَ فَاَخَذَنِیْ فَغَطَّنِیْ حَتّٰی بَلَغَ مِنِّی الْجُهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِیْ فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ فَاَخَذَنِیْ فَغَطَّنِی الثَّانِیَۃَ حَتّٰی بَلَغَ مِنِّی الْجُهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِیْ فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ فَاَخَذَنِیْ فَغَطَّنِی الثَّالِثَۃَ حَتّٰی بَلَغَ مِنِّی الْجُهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِیْ فَقَالَ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ۔

بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں تو پڑھا نہیں، یہ حضرتؐ نے اس فرشتے سے فرمایا جو حضرتؐ کے پاس حرا پہاڑ کے غار میں آیا تھا سو اس نے حضرتؐ سے کہا کہ پڑھ حضرتؐ نے فرمایا پھر اس نے مجھ کو پکڑا اور سخت دابا یہاں تک کہ مجھ کو طاقت نہ رہی پھر اس نے مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھ میں نے کہا کہ میں تو پڑھا نہیں سو اس نے مجھ کو پکڑا اور دوسری بار دابا یہاں تک کہ مجھ کو طاقت نہ رہی پھر اس نے مجھ کو چھوڑا اور کہا کہ پڑھ میں نے کہا کہ میں تو پڑھا نہیں سو اس نے مجھ کو پکڑا اور تیسری بار دابا یہاں تک کہ مجھ کو طاقت نہ رہی پھر اس نے مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھ اپنے رب کا نام جس نے پیدا کیا بنایا آدمی کو خون کی پھٹکی سے۔ پڑھ اور تیرا رب بڑا بزرگ ہے جس نے قلم کے سبب سے علم دیا سکھایا آدمی کو جس کی اس کو خبر نہ تھی۔

آغاز وحی کی کیفیت۔

ف حضرتؐ جب چالیس برس کے ہوئے اور پیغمبری کا زمانہ قریب ہوا تو حضرتؐ نے گوشہ گیری اختیار کی، مکے میں ایک حرا پہاڑ ہے اس کے غار میں ذکر اور فکر میں رہتے اور غیب کی آوازیں سنتے، درخت اور پتھر حضرت کو سلام کرتے جو خواب دیکھتے سو ٹھیک ہوتے چھ مہینے اسی حالت میں گذرے پھر سورۂ اقرأ کی پانچ آیتیں حضرت جبرئیلؑ لے آئے ریشمیں کپڑے پر لکھی تھیں حضرت حرف شناس نہ تھے نہ پڑھ سکے حضرت جبرئیلؑ نے حضرتؐ کو دابا اور علم لدنی دیا پھر حضرتؐ گھر میں تشریف لائے، دل حضرتؐ کا کانپتا تھا حضرت خدیجہؓ سے فرمایا کہ مجھ کو اڑھاؤ جب حضرتؐ کو تسکین ہوئی حضرت خدیجہؓ سے یہ سب حال کہا اور فرمایا کہ مجھ کو اپنی جان کا خوف ہے۔ حضرت خدیجہؓ نے کہا یہ نہیں ہونے کا آپ خوش ہو جیے خدا آپ کو ہرگز نہ برباد کرے گا آپ تو راست گو ہیں برادر پرور ہیں محتاج کو دیتے ہیں عاجز کا کام کر دیتے ہیں، مہمانداری کرتے ہیں لوگوں کے مصائب میں کام آتے ہیں پھر حضرت خدیجہؓ حضرتؐ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں اس واسطے کہ وہ شخص انجیل کا [illegible] تھا اور بڈھا اور اندھا ہو گیا تھا اس نے جب حضرتؐ سے یہ حال سنا تو کہا کہ یہ فرشتہ ناموس ہے جو حضرت موسیٰؑ پر اترا تھا یعنی جبرئیلؑ۔ کاش میں جوان ہوتا کاش میں زندہ ہوتا جس وقت کہ تیری قوم تجھ کو نکالے گی حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا میری قوم مجھ کو نکال دیگی۔ ورقہ نے کہا ہاں یہی سنت ہے سب پیغمبروں کی پھر اس کے بعد تین برس وحی نہ اتری پھر سورۂ مدثر اتری اور قرآن اترا متواتر ہوا۔

---

لہ حراء بالکسر والمد از کوہ ہائے مکہ منصرف دبعضے اور امؤنث میدانند پس غیر منصرف قرار می دہند۔

(۱۱۷) ق جابرٌ بینا انا امشی اذ سمعت صوتا من السماء فرفعت راسی فاذا الملك الذی جاء نی بحراء جالسا علی کرسی بین السماء والارض فجئثت منه فرقا فرجعت فقلت زملونی زملونی فدثرونی فانزل اللہ یا ایھا المدثر قم فانذر وربك فکبر وثیابك فطھر والرجز فاھجر۔

بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کہ میں چلا جاتا تھا کہ اچانک میں نے آسمان سے ایک آواز کی تو میں نے سر کو اٹھایا تو ناگہاں وہی فرشتہ جو میرے پاس حرا کے پہاڑ پر آیا تھا آسمان زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا ہے سو میں اُس سے کانپا خوف کے مارے پھر میں پلٹ آیا یعنی گھر کی طرف تو میں نے کہا کہ مجھ کو کمبل اڑھاؤ کمبل اڑھاؤ سو لوگوں نے مجھ کو اڑھایا پھر خدا نے یہ آیتیں اتاریں کہ اے کپڑے کے جھرمٹ مارنے والے اُٹھ اور لوگوں کو عذاب الہٰی سے ڈرا اور اپنے رب کی بڑائی بول یعنی اللہ اکبر کہہ کے نماز پڑھ اور اپنے کپڑے پاک رکھ اور پلیدی کو چھوڑ یعنی بت پرستی سے منع کر۔

۞ ۞ ۞

ف اول اقراء کی سورت اتری پھر قریب تین برس کے وحی نہ آئی پھر یاایھا المدثر کی سورت اتری تب حضرتؐ نے کافروں سے مقابلہ اور گفتگو کرنا شروع کیا۔

(۱۱۸) ق جابرٌ جاورت بحراء شھرا فلما قضیت جواری نزلت فاستبطنت بطن الوادی فنودیت فنظرت امامی وخلفی وعن یمینی وعن شمالی فلم ار احدا ثم نودیت فرفعت راسی فاذا ھو علی العرش فی الھواء یعنی جبرئیل فاخذتنی رجفة شدیدة فاتیت خدیجة فقلت دثرونی فدثرونی فصبوا علی ماء فانزل اللہ یا ایھا المدثر قم فانذر۔

بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ حرا کے پہاڑ میں میں نے ایک مہینے کا اعتکاف کیا جب میں اپنا اعتکاف پورا کر چکا تو میں نالے کے اندر اترا تو مجھ کو کسی نے پکارا تو میں نے اپنے آگے اور پیچھے، داہنے اور بائیں دیکھا تو میں نے کسی کو نہ پایا پھر مجھ کو کسی نے پکارا تو میں دیکھنے لگا سو میں نے کسی کو نہ دیکھا پھر مجھ کو کسی نے پکارا تو میں نے اپنا سر اٹھایا تو وہی فرشتہ یعنی جبرئیلؑ ہوا میں تخت پر بیٹھا ہے سو مجھ کو سخت کپکپی نے لیا تو میں خدیجہؓ کے پاس آیا سو میں نے کہا مجھ کو اڑھاؤ تو انھوں نے مجھ کو اڑھایا اور مجھ پر پانی چھڑکا پھر خدا نے سورۂ مدثر اتاری یعنی اے جھرمٹ مارنے والے اٹھ اور لوگوں کو عذاب الہٰی سے خوف دلا۔

ف حضرتؐ پر اول اقرا کی سورت اتری پھر تین برس وحی بند رہی اس کے بعد سورۂ مدثر اترا۔

## شب معراج کی کیفیت

(۱۱۹) ق مالكُ ابن صعصعة بینما انا فی الحطیم وربما قال فی الحجر مضطجعا اذ اتانی ات فقد قال وسمعته یقول فشق ما بین ھذہ الی ھذہ فاستخرج قلبی ثم

قصۂ معراج کا بیان

بخاری اور مسلم میں مالک بن صعصعہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں حطیم میں اور کبھی حضرتؐ نے یوں فرمایا کہ میں حجر میں لیٹا تھا کہ ناگاہ ایک آنے والا آیا یعنی جبرئیلؑ سو اس نے پھاڑا۔ راوی نے کہا کہ میں نے حضرتؐ سے سنا فرماتے تھے سو اس نے چیرا درمیان میں یہاں سے یہاں تک یعنی سینے کے

أُتِيتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوَّةٍ إِيمَانًا
فَغُسِلَ قَلْبِي ثُمَّ حُشِيَ ثُمَّ أُعِيدَ ثُمَّ
أُتِيتُ بِدَابَّةٍ دُونَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ
الْحِمَارِ أَبْيَضَ يَضَعُ خَطْوَهُ عِنْدَ أَقْصَى
طَرْفِهِ فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ فَانْطَلَقَ بِي
جِبْرِيلُ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ
قِيلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ
مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ
قَالَ نَعَمْ قَالَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ
جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا فِيهَا
آدَمُ فَقَالَ هٰذَا أَبُوكَ آدَمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ
فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ
مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ
ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ
فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيلُ
قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ
أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهٖ
فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ
إِذَا يَحْيٰى وَعِيسٰى وَهُمَا ابْنَا خَالَةٍ قَالَ
هٰذَا يَحْيٰى وَعِيسٰى فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا
فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا ثُمَّ قَالَا مَرْحَبًا بِالْأَخِ
الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِي
إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ فَقِيلَ
مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ
قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ
قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ
جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا يُوسُفُ
قَالَ هٰذَا يُوسُفُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ
فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ

نیچے سے ناف تک پھر میرا دل نکالا پھر میرے آگے سونے کا طشت
ایمان سے بھرا ہوا لایا گیا سو میرا دل دھویا گیا بعد اس کے پھر
وہیں رکھا گیا پھر میرے آگے ایک جانور کیا گیا یعنی براق کہ خچر
سے نیچا اور گدھے سے اونچا تھا منتہائے نظر پر اپنا قدم ڈالتا تھا،
سو اس پر میں سوار کیا گیا پھر تو لے چلا مجھ کو جبرئیل یہاں تک کہ
پہلے آسمان پاس پہنچا تو جبرئیلؑ نے چاہا کہ آسمان کا دروازہ کھلے
چوکیدار فرشتوں نے کہا کہ یہ کون ہے جبرئیلؑ نے کہا کہ میں جبرئیلؑ
ہوں، کہا کون تیرے ساتھ ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا محمدؐ ہے، کہا کیا بلایا
گیا ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا ہاں۔ کہا خوب ہی آیا سو کیا اچھا آنا آیا
تو دروازہ کھولا گیا سو میں جب داخل ہوا تو ناگاہ دیکھتا کیا ہوں
کہ وہاں حضرت آدمؑ ہیں سو جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ تیرا باپ آدمؑ
ہے سو اس کو سلام کر تو میں نے اس کو سلام کیا، اس نے سلام
کا جواب دیا پھر کہا کیا اچھا نیک بیٹا اور نیک پیغمبر آیا۔ پھر
جبرئیلؑ مجھ کو لے چلے یہاں تک کہ دوسرے آسمان کو پہنچے سو چاہا
کہ دروازہ کھلے، چوکیدار فرشتوں نے کہا یہ کون ہے، جبرئیلؑ
نے کہا میں جبرئیلؑ ہوں کہا اور تیرے ساتھ کون ہے؟ جبرئیلؑ
نے کہا محمدؐ ہے۔ کہا کیا بلایا گیا ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا ہاں، کہا خوب
ہی آیا سو کیا اچھی آمد آیا۔ پھر دروازہ کھولا گیا سو میں جب داخل
ہوا تو یکایک وہاں یحییٰؑ اور عیسیٰؑ کو دیکھا اور وے دونوں خالائی
بھائی ہیں۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ یحییٰؑ اور عیسیٰؑ ہیں سو ان کو سلام کر
تو میں نے ان کو سلام کیا سو انھوں نے سلام کا جواب دیا پھر
دونوں نے کہا کیا اچھا نیک بھائی اور نیک پیغمبر آیا۔ پھر جبرئیلؑ
مجھ کو تیسرے آسمان تک لے چڑھا سو چاہا کہ دروازہ کھلے،
چوکیدار فرشتوں نے کہا یہ کون ہے جبرئیلؑ نے کہا کہ میں جبرئیلؑ
ہوں، کہا اور تیرے ساتھ کون ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا محمدؐ ہے۔ کہا
کیا بلایا گیا ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ ہاں، کہا خوب ہی آیا سو کیا
اچھی آمد آیا۔ پھر دروازہ کھولا گیا سو جب میں داخل ہوا تو ناگاہ
وہاں یوسفؑ تھے۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ یوسف ہے سو اس کو
سلام کر تو میں نے اس کو سلام کیا تو اُس نے مجھ کو سلام کا

مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰٓى اَتَى السَّمَآءَ الرَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَفَتَحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا اِدْرِيْسُ قَالَ هٰذَا اِدْرِيْسُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى اَتَى السَّمَآءَ الْخَامِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا هَارُوْنُ قَالَ هٰذَا هَارُوْنُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰٓى اَتَى السَّمَآءَ السَّادِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا مُوْسٰى قَالَ هٰذَا مُوْسٰى فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ فَلَمَّا تَجَاوَزْتُ بَكٰى فَقِيْلَ لَهٗ مَا يُبْكِيْكَ قَالَ اَبْكِيْ لِاَنَّ غُلَامًا بُعِثَ بَعْدِيْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِهٖ اَكْثَرُ مِمَّنْ يَدْخُلُهَا مِنْ اُمَّتِيْ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ اِلَى

جواب دیا پھر کہا کیا اچھا نیک بھائی اور نیک پیغمبر آیا۔ پھر جبرئیل مجھ کو لے چڑھا یہاں تک کہ چوتھے آسمان کو پہنچا سو چاہا کہ دروازہ کھلے چوکیداروں نے کہا یہ کون ہے جبرئیلؑ نے کہا میں ہوں جبرئیل، کہا اور تیرے ساتھ کون ہے جبرئیلؑ نے کہا محمدؐ ہے۔ کہا کیا بلایا گیا ہے جبرئیلؑ نے ہاں۔ کہا خوب ہی آیا سو کیا اچھی آمد آیا۔ سو جب میں داخل ہوا تو ناگاہ وہاں ادریسؑ تھے۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ ادریسؑ ہے سو اس کو سلام کر تو میں نے اسکو سلام کیا اس نے جواب دیا پھر کہا کیا خوب نیک بھائی اور نیک پیغمبر آیا پھر مجھ کو جبرئیلؑ لے چڑھا یہاں تک کہ پانچویں آسمان کو پہنچا سو چاہا کہ دروازہ کھلے چوکیداروں نے کہا یہ کون ہے جبرئیلؑ نے کہا میں ہوں جبرئیل، کہا اور تیرے ساتھ کون ہے، جبرئیل نے کہا محمدؐ ہے، کہا کیا بلایا گیا ہے جبرئیلؑ نے کہا ہاں، کہا خوب ہی آیا سو کیا اچھی آمد آیا۔ سو جب میں داخل ہوا تو ناگاہ وہاں ہارون تھے۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ ہارونؑ ہے سو اس کو سلام کر تو میں نے اس کو سلام کیا اس نے جواب دیا پھر کہا کیا اچھا نیک بھائی اور نیک پیغمبر آیا۔ پھر مجھ کو جبرئیلؑ لے چڑھا یہاں تک کہ چھٹے آسمان کو پہنچا سو چاہا کہ دروازہ کھلے چوکیداروں نے کہا یہ کون ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا میں ہوں جبرئیل۔ کہا اور تیرے ساتھ کون ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا محمدؐ ہے۔ کہا کیا بلایا گیا ہے جبرئیلؑ نے کہا ہاں۔ کہا خوب ہی آیا سو کیا اچھی آمد آیا سو جب میں داخل ہوا تو ناگاہ وہاں موسیٰؑ تھے۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ موسیٰؑ ہے سو اس کو سلام کر، تو میں نے اسکو سلام کیا۔ سو اس نے جواب دیا پھر کہا اچھا نیک بھائی اور نیک پیغمبر آیا پھر جب میں وہاں سے ہٹا تو موسیٰؑ رو دیا۔ کسی نے کہا اے موسیٰؑ تیرے رونے کا کیا سبب ہے موسیٰؑ نے کہا میں روتا ہوں اس واسطے کہ ایک لڑکا میرے بعد پیغمبر ہوا اس کی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ بہشت میں جاویں گے۔ پھر جبرئیلؑ مجھ کو لے چڑھا ساتویں آسمان تک سو جبرئیلؑ نے چاہا کہ دروازہ کھلے

السَّمَآءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِئِيْلُ قِيْلَ
مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ
قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ قَالَ
نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ
فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا اِبْرَاهِيْمُ قَالَ هٰذَا
اَبُوْكَ اِبْرَاهِيْمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ
فَرَدَّ السَّلَامَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ
الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ رُفِعَتْ لِيْ
سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى فَاِذَا نَبِقُهَا مِثْلُ
قِلَالِ هَجَرَ[1] وَاِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ اٰذَانِ
الْفِيَلَةِ قَالَ هٰذِهٖ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى وَاِذَا
اَرْبَعَةُ اَنْهَارٍ نَهْرَانِ ظَاهِرَانِ وَنَهْرَانِ
بَاطِنَانِ فَقُلْتُ مَا هٰذَانِ يَا جِبْرِئِيْلُ
قَالَ اَمَّا الْبَاطِنَانِ نَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ وَ
اَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيْلُ وَالْفُرَاتُ
ثُمَّ رُفِعَ اِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ثُمَّ اُتِيْتُ
بِاِنَاءٍ مِّنْ خَمْرٍ وَّاِنَاءٍ مِّنْ لَبَنٍ وَّاِنَاءٍ
مِّنْ عَسَلٍ فَاَخَذْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ هِيَ
الْفِطْرَةُ اَنْتَ عَلَيْهَا وَاُمَّتُكَ ثُمَّ فُرِضَتْ
عَلَيَّ الصَّلٰوةُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ
فَرَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى فَقَالَ بِمَا
اُمِرْتَ قُلْتُ اُمِرْتُ بِخَمْسِيْنَ صَلٰوةً
كُلَّ يَوْمٍ قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ
خَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ قَدْ
جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِيْ
اِسْرَائِيْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ اِلٰى
رَبِّكَ فَاسْئَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِاُمَّتِكَ
فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ

چوکیداروں نے کہا یہ کون ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا میں ہوں جبرئیل
کہا اور تیرے ساتھ کون ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا محمدؐ ہے۔ کہا کیا
بلایا گیا ہے جبرئیلؑ نے کہا ہاں۔ کہا خوب ہی آیا سو کیا اچھی آمد
آیا۔ سو جب میں وہاں داخل ہوا تو ناگاہ وہاں ابراہیمؑ تھے
جبرئیلؑ نے کہا یہ تیرا باپ ابراہیم ہے سو اس کو سلام کر تو میں نے
اس کو سلام کیا سو اس نے سلام کا جواب دیا۔ پھر کہا کیا
اچھا نیک بیٹا اور نیک پیغمبر آیا۔ پھر وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ
یعنی پچھلے سرے کا بیری کا درخت بلند نمود ہوا تو ناگاہ اس کے
بیر جیسے ہجر کے مٹکے اور اس کے پتے جیسے ہاتھیوں کے
کان۔ جبرئیلؑ نے کہا یہی سدرۃ المنتہیٰ ہے اور ناگاہ وہاں
چار نہریں تھیں دو نہریں کھلی اور دو چھپی تو میں نے کہا اے جبرئیلؑ
یہ کیا ہیں۔ جبرئیلؑ نے کہا چھپی ہوئی دو نہریں تو بہشت کی
نہریں ہیں اور کھلی نہریں تو نیل اور فرات ہیں۔ پھر مجھ کو
بیت المعمور نمود ہوا یعنی فرشتوں کا کعبہ جو ہر دم فرشتوں
سے بھرا رہتا ہے۔ پھر ایک برتن شراب سے بھرا اور ایک
دودھ سے اور ایک شہد سے، میرے سامنے کیا گیا تو میں نے
دودھ کو لیا۔ سو جبرئیلؑ نے کہا یہ دودھ پیدائشی دین اسلام
کی صورت پر ہے جس دین پر تو اور تیری امت ہے پھر میرے
اوپر نماز فرض ہوئی ہر ایک دن میں پچاس وقت کی۔ پھر میں
وہاں سے پلٹ آیا۔ سو موسیٰؑ کے پاس ہو کر نکلا تو موسیٰؑ نے
کہا کیا تجھکو حکم ہوا۔ سو میں نے کہا مجھ کو ہر روز پچاس نماز
کا حکم ہوا۔ موسیٰؑ نے کہا مقرر تیری امت سے ہر روز پچاس
وقت کی نماز نہ ہو سکے گی۔ اور البتہ خدا کی قسم میں آزما چکا ہوں
لوگوں کو تجھ سے پہلے اور میں علاج کر چکا ہوں قوم بنی اسرائیل
کا نہایت تدبیر سے، سو پلٹ جا اپنے رب پاس، سو اس سے
آسانی مانگ اپنی امت کے واسطے۔ تو میں پھرا سو خدا نے
میرے اوپر سے دس وقت کی اتار ڈالی۔ سو میں موسیٰؑ پاس
پھر آیا تو موسیٰؑ نے اسی طرح یعنی اول بار کی طرح چالیس

[1] ہجر محرکہ بہای ہوز شہریست بیمن مذکر است و منصرف وگاہے مؤنث باشد پس غیر منصرف بود ۱۲ از قاموس۔

إِلَىٰ مُوسَىٰ فَقَالَ مِثْلَهُ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا فَرَجَعْتُ إِلَىٰ مُوسَىٰ فَقَالَ مِثْلَهُ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا فَرَجَعْتُ إِلَىٰ مُوسَىٰ فَقَالَ مِثْلَهُ فَرَجَعْتُ فَأُمِرْتُ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ إِلَىٰ مُوسَىٰ فَقَالَ مِثْلَهُ فَرَجَعْتُ فَأُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ إِلَىٰ مُوسَىٰ فَقَالَ بِمَا أُمِرْتَ فَقُلْتُ أُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَإِنِّي قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ لِأُمَّتِكَ قَالَ سَأَلْتُ رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ وَلَكِنْ أَرْضَىٰ وَأُسَلِّمُ فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادَىٰ مُنَادٍ أَمْضَيْتُ فَرِيضَتِي وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِي حَدِيثُ الْمِعْرَاجِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ لَكِنِّي تَتَبَّعْتُ فِيهِ سِيَاقَ الْبُخَارِيِّ۔

نماز سے بھی کم کرانے کو کہا پھر میں خدا کی طرف پلٹ گیا تو خدا نے میرے اوپر سے دس نمازیں اتاریں پھر میں موسیٰؑ پاس آیا پھر موسیٰؑ نے اسی طرح کہا پھر میں لوٹ گیا پھر میرے اوپر سے خدا نے دس نماز کو اتارا پھر میں موسیٰؑ پاس گیا پھر موسیٰؑ نے اسی طرح کہا پھر میں پلٹ گیا سو مجھ کو ہر روز دس نماز کا حکم ہوا پھر میں موسیٰ پاس گیا پھر موسیٰ نے اسی طرح کہا پھر میں پلٹ گیا تو مجھ کو ہر روز پانچ نمازوں کا حکم ہوا۔ سو میں موسیٰ پاس پھر آیا تو موسیٰؑ نے کہا کیا تجھ کو حکم ہوا۔ سو میں نے کہا مجھ کو ہر روز پانچ نمازوں کا حکم ہوا تو موسیٰؑ نے کہا مقرر تیری امت سے ہر روز پانچ نمازیں بھی نہ ہو سکیں گی اور البتہ میں لوگوں کو تجھ سے پہلے آزما چکا ہوں اور بنی اسرائیل کا علاج کر چکا ہوں نہایت تدبیر سے سو پھر جا اپنے رب پاس اور اپنی امت کے لئے آسانی مانگ۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ سوال کرتا گیا میں اپنے رب سے یہاں تک کہ میں شرما گیا یعنی اب عرض نہیں کر سکتا و لیکن اب تو راضی ہوں مانے لیتا ہوں۔ پھر جب میں موسیٰؑ کے پاس سے بڑھا تو پکارنے والے نے پکارا کہ میں نے جاری کیا اور مضبوط کر لیا اپنی فرض نماز کو اور بوجھا اتار ڈالا اپنے بندوں سے۔ اس کتاب کے مصنف نے کہا کہ معراج کی حدیث متفق علیہ ہے یعنی بخاری اور مسلم دونوں میں آئی ہے لیکن میں نے اس میں بخاری کی روایت کی پیروی کی ہے۔

**ف** حطیم اور حجر اس مکان کا نام ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے کعبہ بنایا تھا تو کعبہ میں داخل تھا۔ جب قریش نے حضرتؐ کی نبوت سے پہلے کعبہ بنایا تو اس چند گز مکان کو کعبے سے اتر کی طرف علیحدہ کر دیا کعبے کا نابدان اسی طرف ہے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرتؐ معراج کے وقت حطیم میں تھے اور بخاری مسلم کی دوسری روایت یوں ہے کہ اس وقت حضرتؐ اپنے گھر میں تھے تو مطلب یہ کہ اول حضرتؐ گھر میں تھے پھر جبرئیل حضرتؐ کو حطیم میں لے گئے۔ پھر وہاں سے معراج کو چلے تو کبھی حضرتؐ نے گھر کا ذکر کیا اور کبھی حطیم کا دونوں درست ہیں اور بعضی روایت میں ام ہانی کا گھر مذکور۔ ام ہانی علی مرتضیٰؓ کی بہن کا نام ہے۔ حضرتؐ کا دالان کا ملا ہوا گویا ایک ہی گھر تھا۔ اور ہجر عرب میں ایک مکان ہے وہاں کے مٹکے بڑے بڑے ہوتے ہیں اور حضرتؐ کا دو بار سینہ چیر کے دل صاف ہوا ایک بار تو لڑکپن میں تاکہ کھیل کود کی ہوس نہ ہو۔ دوسری بار معراج کے وقت، تا جوانی کی ہوس زور نہ کرے اور دل میں ایسی کامل صفائی ہو کہ دربار الٰہی کی لیاقت اعلیٰ رتبے کی

حاصل ہوئی۔ اور حضرت موسیٰؑ کا رونا معاذاللہ حسد کے سبب نہ تھا اس واسطے کہ پیغمبر لوگ حسد سے پاک ہیں، بلکہ ان کو اپنی امت پر افسوس آیا کہ میں مدت تک ان میں سمجھاتا رہا اور بہت معجزات دکھائے پر لوگ ایمان کم لائے تو بہشت میں بھی کم جاویں گے اور محمدؐ کی تھوڑی عمر میں بیشمار لوگ ایمان لائے اور قیامت تک ایمان لاتے جاویں گے تو بہشت میں میری امت سے زیادہ تر داخل ہوں گے اور اگر معاذاللہ حسد ہوتا تو بار بار حضرتؐ سے کہہ کر پچاس نماز کو پانچ نماز تک کاہے کو کم کرواتے اور حضرت موسیٰؑ نے ہمارے حضرتؐ کو لڑکا حقارت سے نہیں کہا بلکہ بڑی عمر والے جوان کو لڑکا کہتے ہیں بلکہ اس میں حضرتؐ کی گویا تعریف کی کہ باوجود کم عمری کے ایسا بلند مرتبہ حاصل ہوا کہ سب پیغمبروں سے افضل ہوگئے اور یہ جو فرمایا کہ نیل اور فرات سدرۃ المنتہیٰ کے نیچے سے نکلی ہیں یعنی اگر اس عالم کے پانی کو اس عالم کے پانی سے تشبیہ دیجئے تو نیل اور فرات ان نہروں کا نمونہ ہیں یا حقیقت میں نیل اور فرات کی مدد انھیں نہروں سے ہوتی ہو گو ہم کو نہ نظر آوے واللہ اعلم۔ اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ اول حضرت مکے سے مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس میں گئے وہاں دو رکعت نماز پڑھ کے آسمان پر چڑھے اور بیت المعمور میں جو ساتویں آسمان پر ہے ستر ہزار فرشتے عبادت کو جاتے ہیں پھر کبھی دوبارہ نہیں پلٹ آتے ہیں اور بیت المعمور ہرچند ساتویں آسمان پر ہے لیکن ہر ایک آسمان میں اسی کی سیدھ پر اسی طرح کا عبادت خانہ ہے اور کعبہ بھی اسی کے نیچے ہے بالفرض اگر وہاں سے پتھر گرے تو کعبے کی چھت پر پڑے۔ صحیح مسلم میں روایت ہے کہ جب حضرت پانچ وقت کی نماز پر راضی ہوگئے تو حکم ہوا کہ ایک نماز کا ثواب دس نماز کے ثواب کے برابر ملے گا تو پانچ کی پچاس ہوگئیں سو امت پر تخفیف بھی ہوئی اور تقدیر الٰہی کے خلاف بھی نہ ہوا۔

**ف** معراج مکے میں ہجرت سے اول ایک برس ہوئی اور اس میں اختلاف ہے کہ معراج بدن سے ہوئی یا روح سے، سوتے ہوئی یا جاگتے۔ صحیح مذہب اہل سنت کا یہی ہے کہ بیداری میں روح اور بدن سے ہوئی چنانچہ صحیح حدیثوں سے صاف یہی ثابت ہوتا ہے۔ اور اگر خواب میں معراج ہوتی تو عمدہ کمالات اور معجزات میں داخل نہ ہوتی اور کفار قریش زیادہ انکار بھی نہ کرتے اور بیت المقدس کی حضرتؐ سے سب نشانیاں نہ پوچھتے اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ کی روح کو معراج ہوئی جسم مکے میں رہا تو خطابی نے کہا کہ حضرتؐ کو دو معراجیں ہوئیں ایک معراج روحی دوسری معراج جسمی اور اس میں اختلاف ہے کہ معراج میں حضرتؐ نے خدا کو دیکھا تھا یا نہیں حضرت عائشہؓ اور ابوہریرہؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ سے مشہور روایت یہ ہے کہ نہیں دیکھا اور یہی مذہب ہے اکثر محدثین اور متکلمین اور فقہا کا۔ اور عبداللہ بن عباسؓ سے ایک روایت یوں ہے کہ آنکھ سے دیکھا اور دوسری یوں روایت ہے کہ دل سے دیکھا واللہ اعلم۔ جو مکے سے بیت المقدس تک جانے کا انکار کرے وہ کافر ہے اس واسطے کہ قرآن میں اس کا صاف بیان ہے اور بیت المقدس سے آسمانوں کے چڑھنے کا انکار [illegible]

(۱۲۰) م اَبُوْهُرَيْرَةَ لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ فِي الْحِجْرِ وَقُرَيْشٌ تَسْأَلُنِيْ عَنْ مَسْرَايَ فَسَأَلَتْنِيْ عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ أُثْبِتْهَا فَكُرِبْتُ كُرْبَةً مَا كُرِبْتُ مِثْلَهَا قَطُّ فَرَفَعَهُ

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں تو حطیم میں تھا اور قریش مجھ سے شب معراج کا حال پوچھتے تھے سو قریش نے بیت المقدس کی وے چیزیں اور نشانیاں پوچھیں جو مجھ کو خوب یاد نہ تھیں اور مجھ کو رنج ہوا کہ ویسا رنج

معراج کے بعض واقعات

اللّٰہ لِیْ اَنْظُرُ اِلَیْہِ مَا یَسْئَلُوْنَنِیْ عَنْ شَیْءٍ اِلَّا اَنْبَأْتُھُمْ بِہٖ وَقَدْ رَأَیْتُنِیْ فِیْ جَمَاعَۃٍ مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ فَاِذَا مُوْسٰی قَائِمٌ یُّصَلِّیْ فَاِذَا رَجُلٌ جَعْدٌ ضَرْبٌ کَاَنَّہٗ مِنَ الرِّجَالِ شَنُوْءَۃَ وَاِذَا عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ قَائِمٌ یُّصَلِّیْ اَقْرَبُ النَّاسِ بِہٖ شَبَھًا عُرْوَۃُ بْنُ مَسْعُوْدِنِ الثَّقَفِیُّ وَاِذَا اِبْرَاھِیْمُ قَائِمٌ یُّصَلِّیْ اَشْبَہُ النَّاسِ بِہٖ صَاحِبُکُمْ یَعْنِیْ نَفْسَہٗ فَحَانَتِ الصَّلٰوۃُ فَاَمَمْتُھُمْ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنَ الصَّلٰوۃِ قَالَ قَائِلٌ یَا مُحَمَّدُ ھٰذَا مَالِکٌ صَاحِبُ النَّارِ فَسَلِّمْ عَلَیْہِ فَالْتَفَتُّ اِلَیْہِ فَبَدَأَنِیْ بِالسَّلَامِ۔

کبھی نہ ہوا تھا سو خدا نے اس مکان کی صورت اٹھا کر میرے سامنے کر دی کہ میں اس کو دیکھتا جاتا تھا جو نشانی مجھ سے وے پوچھتے تھے میں ان کو بتلاتا تھا اسی کو دیکھ کر اور شب معراج میں میں نے اپنے تئیں پیغمبروں کے گروہ میں دیکھا سو موسیٰ کو کھڑا نماز پڑھتا تھا سو وہ تو ایک مرد تھا گھنگرالے بال والا دبلا وہ ایسا تھا جیسے قوم شنوأۃ کے لوگ اور ناگاہ عیسیٰ بن مریم کو دیکھا کہ کھڑا نماز پڑھتا ہے اس سے زیادہ تر شباہت میں قریب تر عروۃ بن مسعود ثقفی ہے اور ناگاہ ابراہیم کو دیکھا کہ کھڑا نماز پڑھتا ہے سب لوگوں میں سے زیادہ تر اس کے ساتھ مشابہ تمہارا صاحب ہے، صاحب سے اپنی ذات مراد رکھی پھر نماز کا وقت آیا تو میں نے ان پیغمبروں کی امامت کی پھر میں جب نماز سے فارغ ہوا کسی کہنے والے نے کہا ہے اے محمد یہ مالک ہے دوزخ کا داروغہ سو تو اس کو سلام کر تو میں اس کی طرف متوجہ ہوا سو اسی نے مجھ کو پہلے سلام کیا۔

**ف** جس رات حضرتؐ کو معراج ہوئی اس کی صبح کو حضرتؐ نے اس کا حال کعبے میں حطیم کے اندر لوگوں سے بیان کیا۔ کفار قریش کو نہایت تعجب ہوا اکثر قریش بیت المقدس کو دیکھ آئے تھے ان لوگوں نے وہاں کی نشانیاں حضرتؐ سے پوچھیں حضرتؐ کو یاد نہ تھیں خدا نے اس کی صورت سامنے کر دی سو حضرتؐ نے ٹھیک ٹھیک وہاں کے پتے بتلائے کافر شرمندہ ہو کر رہ گئے معراج کے قصے میں روایت ہے کہ حضرتؐ نے جبرئیلؑ سے کہا کہ اگر میں معراج کا قصہ کسی سے کہوں تو کون مجھ کو سچا جانے گا۔ جبرئیلؑ نے کہا ابی بکر صدیق تیری تصدیق کریگا جب کافروں نے حضرتؐ سے معراج کا حال سنا تو چڑانے کے واسطے ابی بکر صدیقؓ سے کہا ابی بکر صدیقؓ نے کہا کہ کچھ تعجب نہیں کہ جو خدا کہ ایک دم میں جبرئیلؑ کو عرش سے زمین پر بھیجتا ہے وہ قادر ہے کہ اسی طرح حضرتؐ کو بھی زمین سے آسمان پر لے جاوے اسی دن سے ابی بکر کا صدیق لقب ہو گیا۔ شنوا یمن میں ایک قوم کا نام ہے اس کے لوگ گھنگرالے بال والے اور دبلے ہوتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عالم ارواح میں پیغمبر لوگ نماز پڑھتے ہیں ہر چند اس عالم میں عبادت فرض نہیں۔

(۱۲۱) ھ اِبْنُ عَبَّاسٍ اَیُّ وَادٍ ھٰذَا قَالُوْا وَادِی الْاَزْرَقِ قَالَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی مُوْسٰی ھَابِطًا مِّنَ الثَّنِیَّۃِ وَلَہٗ جُؤَارٌ اِلَی اللّٰہِ بِالتَّلْبِیَۃِ ثُمَّ اَتٰی عَلٰی ثَنِیَّۃِ ھَرْشٰی فَقَالَ اَیُّ ثَنِیَّۃٍ ھٰذِہٖ قَالُوْا

مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ کون نالا ہے اصحاب نے کہا ہے ازرق نالا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ گویا میں دیکھتا ہوں موسیٰؑ کو کہ اترتا ہے ٹیلے سے اور اس کی بلند آواز ہے خدا کی طرف اس طرح سے کہ اللھم لبیک یعنی اے میرے رب میں تیرے حضور میں حاضر ہوں پھر حضرتؐ آئے

ثَنِيَّةِ هَرْشٰى قَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى يُونُسَ بْنِ مَتّٰى عَلٰى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ جَعْدَةٍ عَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوفٍ خِطَامُ نَاقَتِهِ خُلْبَةٌ وَهُوَ يُلَبِّي۔

ہرشے ٹیلے پر سو فرمایا کہ یہ کون ٹیلا ہے؟ اصحاب نے کہا کہ یہ ہرشے ٹیلا ہے حضرتؐ نے فرمایا گویا میں دیکھتا ہوں یونس بن متی کو سرخ اونٹنی گنجان روئیں والی پر یونسؑ پر پشمینہ کا جبہ ہے اسکی اونٹنی کی نکیل کھجور کی چھال کی ہے اور وہ بھی اللھم لبیک کہہ رہا ہے۔

**ف** یہ حضرتؐ نے حجۃ الوداع کے سال مکے اور مدینے کی راہ میں فرمایا۔ حضرتؐ نے یہ حال خواب میں دیکھا یا اُن کی روحوں کو واقعی دیکھا۔

(۱۲۲) **ق** جَابِرٌ لَمَّا كَذَّبَنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَّى اللّٰهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ۔

بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب مجھکو معراج کے مقدمے میں قریش نے جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہوا سو خدا نے بیت المقدس کو میرے لئے ظاہر کیا تو میں نے ان کو اس کے پتے اور نشانیوں سے خبر دینا شروع کیا اور میں اس کی طرف نظر کرتا جاتا تھا۔

(۱۲۳) **ق** ابْنُ عُمَرَ أُرَانِي لَيْلَةً عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَأَيْتُ رَجُلًا آدَمَ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ لَهُ لِمَّةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا فَهِيَ تَقْطُرُ مَاءً مُتَّكِئًا عَلٰى رَجُلَيْنِ أَوْ عَلٰى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقِيلَ هٰذَا الْمَسِيحُ بْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ أَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ فَسَأَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقِيلَ هٰذَا الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مجھکو خواب میں ایک رات معلوم ہوا کہ کعبے کے پاس ہوں تو میں نے ایک مرد دیکھا گیہواں رنگ جیسے کہ تو نے بہت اچھے گیہواں رنگ مرد دیکھے ہوں اس کے کندھوں تک بال ہیں جیسے کہ تو نے بہت اچھے کندھوں تک بال دیکھے ہوں سو اس مرد نے ان بالوں میں کنگھی کی ہے تو ان سے پانی ٹپکتا ہے دو مردوں پر تکیہ دیئے۔ یا یوں فرمایا کہ دو مردوں کے کندھوں پر تکیہ دیئے وہی شخص بیت اللہ کا طواف کرتا ہے سو میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے تو کسی نے کہا کہ یہ مسیحؑ ہے مریمؑ کا بیٹا۔ پھر میں نے یکایک ایک اور مرد دیکھا نہایت گھنگروالے بال والا داہنی آنکھ کا کانا اسکی کانی آنکھ جیسے پھولا انگور سو میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے کسی نے کہا یہ مسیح دجال ہے۔

**ف** حضرت عیسیٰؑ کا لقب اس واسطے مسیح ہوا کہ انھوں نے گھر نہیں بنایا اکثر جنگل میں پھرا کرتے تھے اور ان کے ہاتھ لگانے سے بیمار چنگے ہوتے تھے اور دجال کا لقب اس واسطے مسیح ہوا کہ وہ چالیس دن میں تمام عالم کو پھر ڈالے گا عیسیٰ علیہ السلام اور دجال قیامت کے قریب آوینگے حضرتؐ نے ان دونوں مسیحوں کی نشانیاں بتلادیں کہ مسلمان پہچان لیویں دھوکا نہ کھاویں۔

(۱۲۴) **م** جَابِرٌ عُرِضَ عَلَيَّ الْأَنْبِيَاءُ فَإِذَا مُوسٰى ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ كَأَنَّهُ مِنْ

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میرے سامنے کئے گئے پیغمبر سو موسیٰؑ تو دبلا پتلا مرد جیسے قوم شنوآۃ

رِجَالِ شَنُوْءَةَ وَرَأَيْتُ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا صَاحِبُكُمْ يَعْنِيْ نَفْسَهُ وَرَأَيْتُ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا دِحْيَةُ بْنُ خَلِيْفَةَ۔

کے مرد، اور دیکھا میں نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو تو میرے دیکھے لوگوں میں عیسیٰؑ سے زیادہ تر مشابہ عروہ بن مسعود ہے او میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو میرے دیکھے لوگوں میں ابراہیمؑ سے زیادہ تر مشابہ تمہارا صاحب ہے یعنی خود حضرتؐ اور میں نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تو میرے دیکھے لوگوں جبرئیل سے زیادہ تر مشابہ دحیہ بن خلیفہ ہے۔

## آیت پاک ولقد رآہ نزلۃ اخریٰ کا بیان

(۱۲۵) م ابو موسیٰ الاشعری اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنَامُ وَلَا یَنْبَغِیْ لَہٗ اَنْ یَّنَامَ یَخْفِضُ الْقِسْطَ وَیَرْفَعُہٗ وَیُرْفَعُ اِلَیْہِ عَمَلُ اللَّیْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّہَارِ وَعَمَلُ النَّہَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّیْلِ حِجَابُہُ النُّوْرُ لَوْ کَشَفَہٗ لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْہِہٖ مَا انْتَہٰی اِلَیْہِ بَصَرُہٗ مِنْ خَلْقِہٖ۔

مسلم میں ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نہیں سوتا ہے، اور اس کی شان کے مناسب بھی نہیں سو جھکاتا ہے ترازو کو اور اٹھاتا ہے، یعنی بندوں کے عمل تولتا ہے بعضے قبول کرتا ہے بعضے رد کرتا ہے، یا روزی کم زیادہ کرتا ہے اٹھ جاتے ہیں اس کی طرف رات کے کام دن کے کاموں سے پہلے۔ خدا کا پردہ نور ہے، اگر اس پردے کو اٹھادے تو اس کی ذات پاک کی روشنیاں جلا دیویں ساری خلق کو جہانتک خدا کی نظر کام کرے یعنی تمام عالم کو۔

اللہ کی ذات نور کے پردوں میں ہے اس لئے دنیا میں ظاہری آنکھوں سے اس کا دیدار نہیں ہوسکتا۔

**ف** اس حدیث میں خدا کے علم اور اس کی عظمت و جلال کا بیان ہے۔

(۱۲۶) م ابوذر نُوْرٌ اَنّٰی اَرَاہُ قَالَ لَہٗ حِیْنَ سَاَلَہٗ ھَلْ رَاَیْتَ رَبَّکَ۔

مسلم میں ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا خدا نو ہے میں اس کو کیونکر دیکھتا۔ یہ حضرتؐ نے اسوقت فرمایا جب ابوذرؓ نے پوچھا کہ حضرتؐ نے کیا اپنے رب کو دیکھا تھا؟

**ف** یعنی اس کی ذات پاک پر نور جلال کے پردے ہیں دنیا میں آنکھ کو دیکھنے کی طاقت کہاں۔

## مومنین کو آخرت میں دیدار الٰہی نصیب ہوگا

(۱۲۷) م ابوہریرۃ اِنَّ اَدْنٰی مَقْعَدِ اَحَدِکُمْ مِّنَ الْجَنَّۃِ اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ تَمَنَّ فَیَتَمَنّٰی وَیَتَمَنّٰی فَیَقُوْلُ لَہٗ ھَلْ تَمَنَّیْتَ فَیَقُوْلُ نَعَمْ فَیَقُوْلُ لَہٗ فَاِنَّ لَکَ مَا تَمَنَّیْتَ وَمِثْلَہٗ مَعَہٗ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقر تم لوگوں میں سے کم سے کم بہشتی کا یہ رتبہ ہوگا کہ اس سے خد کہے گا کہ مانگ جو تیری آرزو ہو سو بندہ مانگے گا پھر دوسری بار مانگے گا۔ پھر خدا فرمائے گا کہ کیا مانگ چکا؟ بندہ کہے گا کہ ہاں مانگ چکا جتنا مجھکو مانگنا تھا پھر خدا اس سے فرمائیگا کہ لے ہم تجھ کو دیا جتنا تو نے مانگا بلکہ اس کے ساتھ اتنا اور بھی۔

**ف** ادنیٰ بہشتی کا یہ رتبہ ہے کہ جتنا مانگے گا اس کا دونا پاوے گا تو بڑے بڑے مرتبے والوں کو خدا

ہی جانے کہ کیا کیا کچھ ملے گا۔

(۱۲۸) م صُهَيْبُ بْنُ سِنَانٍ إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يَقُولُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى تُرِيدُونَ شَيْئًا أَزِيدُكُمْ يَقُولُونَ أَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوهَنَا أَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ قَالَ فَيُكْشَفُ الْحِجَابُ فَمَا أُعْطُوا شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَى رَبِّهِمْ۔

مسلم میں صہیبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب داخل ہو چکیں گے بہشتی لوگ بہشت میں تو حق تعالیٰ فرماوے گا کہ تم چاہتے ہو کہ اور بھی زیادہ کچھ تم کو دوں بہشت والے کہیں گے کہ کیا روشن نہیں کر چکا تو ہمارے مونہوں کو کیا بہشت میں ہم کو نہیں داخل کر چکا اور دوزخ سے بچا چکا یعنی سب کرم تو تو نے کئے اس سے زیادہ کون سے کرم کا ارادہ ہے تو پردہ اٹھایا جاویگا یعنی دیدار الٰہی ہوگا سو بہشت کی کوئی نعمت پائی ہوئی ان کے نزدیک اپنے رب کے دیدار سے زیادہ پیاری نہ ہوگی۔

* * *

**ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بہشت میں ایمانداروں کو دیدار الٰہی بیچون و بیچگون نصیب ہوگا اور بہشت کی کوئی نعمت اور لذت اسکو لگا نکھائے گی اور یہی مذہب ہے اہل سنت وجماعت کا جو اس نعمت سے بے نصیب ہیں وہ انکار کرتے ہیں جیسے معتزلہ اور خارجی اور رافضی۔

(۱۲۹) ق أَبُو هُرَيْرَةَ وَأَبُو سَعِيدٍ هَلْ تُضَارُّونَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فَهَلْ تُضَارُّونَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُونَهَا سَحَابٌ قَالُوا لَا قَالَ فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ كَذَالِكَ يَجْمَعُ اللهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيمَةِ فَيَقُولُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْهُ فَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الشَّمْسَ الشَّمْسَ وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الْقَمَرَ الْقَمَرَ وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الطَّوَاغِيتَ الطَّوَاغِيتَ وَتَبْقَى هٰذِهِ الْأُمَّةُ فِيهَا مُنَافِقُوهَا فَيَأْتِيهِمُ اللهُ فِي صُورَةٍ غَيْرِ صُورَتِهِ الَّتِي يَعْرِفُونَ فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ نَعُوذُ بِاللهِ مِنْكَ هٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى يَأْتِيَنَا رَبُّنَا فَإِذَا جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ فَيَأْتِيهِمُ اللهُ فِي صُورَتِهِ الَّتِي يَعْرِفُونَ

دیدار الٰہی کا بیان جنت و دوزخ اور پل صراط کا ذکر نیز اس شخص کا ذکر جو سب کے پیچھے جنت میں جائے گا۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ اور ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تم کو شک پڑتی ہے چودھویں رات کے چاند دیکھنے میں؟ اصحابؓ نے کہا کہ نہیں یا رسولؐ اللہ۔ فرمایا بھلا تم کو کچھ تردد اور اختلاف اور ازدحام ہوتا ہے سورج کے دیکھنے میں جس وقت کہ آسمان صاف ہو اور بدلی نہ ہو۔ اصحابؓ نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا سو مقرر تم خدا کو بھی اسی طرح دیکھو گے۔ حق تعالیٰ لوگوں کو قیامت کے دن جمع کرے گا تو فرماویگا کہ جو جس چیز کی بندگی کرتا ہو تو اس کا ساتھ لیوے یعنی اپنے معبود کے ساتھ دوزخ میں جاوے سو جو شخص کہ آفتاب کو پوجتا ہوگا تو آفتاب کے ساتھ جاویگا اور جو چاند کو پوجتا ہوگا سو چاند کا ساتھ دیوے گا اور جو بتوں اور دیو بھوت کو پوجتا ہوگا وہ ان کے ساتھ جاوے گا اور یہ امت محمدی باقی رہ جاویگی اس میں منافق لوگ بھی ہوں گے تو حق تعالیٰ مسلمانوں پر ظاہر ہوگا اس صفت میں جو ان کے اعتقاد کے مخالف ہے۔ وہ فرماویگا کہ میں تمہارا رب ہوں تو مسلمان کہیں گے کہ نعوذ باللہ خدا ہم کو تجھ سے پناہ میں رکھے۔ ہم اس مکان میں منتظر ہیں یہاں تک کہ ہمارا رب ہم پر ظاہر ہو۔ سو جبکہ ظاہر ہوگا ہم اپنے رب کو

فَيَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ
رَبُّنَا فَيَتَّبِعُوْنَهٗ وَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ
بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ فَاَكُوْنُ اَنَا وَ
اُمَّتِيْ اَوَّلَ مَنْ يُّجِيْزُ وَلَا يَتَكَلَّمُ
يَوْمَئِذٍ اِلَّا الرُّسُلُ وَدَعْوَى الرُّسُلِ
يَوْمَئِذٍ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِيْ جَهَنَّمَ
كَلَالِيْبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ هَلْ
رَاَيْتُمْ شَوْكَ السَّعْدَانِ قَالُوْا
نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاِنَّهَا مِثْلُ
شَوْكِ السَّعْدَانِ غَيْرَ اَنَّهٗ لَا يَعْلَمُ مَا
قَدْرُ عِظَمِهَا اِلَّا اللّٰهُ تَخْطَفُ النَّاسَ
بِاَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمُ الْمُوْبَقُ بِعَمَلِهٖ وَ
مِنْهُمُ الْمُخَرْدَلُ حَتّٰى يُنْجٰى حَتّٰى اِذَا فَرَغَ
اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَاَرَادَ اَنْ
يُّخْرِجَ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ اَرَادَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ
اَمَرَ الْمَلٰٓئِكَةَ اَنْ يُّخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ
كَانَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا مِمَّنْ اَرَادَ
اللّٰهُ اَنْ يَّرْحَمَهٗ مِمَّنْ يَّقُوْلُ لَا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ فَيَعْرِفُوْنَهُمْ فِي النَّارِ يَعْرِفُوْنَهُمْ
بِاَثَرِ السُّجُوْدِ تَاْكُلُ النَّارُ مِنِ ابْنِ اٰدَمَ
اِلَّا اَثَرَ السُّجُوْدِ فَيُخْرَجُوْنَ مِنَ النَّارِ
قَدِ امْتَحَشُوْا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيٰوةِ
فَيَنْبُتُوْنَ مِنْهُ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ
حَمِيْلِ السَّيْلِ ثُمَّ يَفْرُغُ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ
بَيْنَ الْعِبَادِ وَيَبْقٰى رَجُلٌ مُّقْبِلٌ بِوَجْهِهٖ
عَلَى النَّارِ وَهُوَ اٰخِرُ اَهْلِ الْجَنَّةِ
دُخُوْلًا الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ اصْرِفْ
وَجْهِيْ عَنِ النَّارِ فَاِنَّهٗ قَدْ قَشَبَنِيْ رِيْحُهَا
وَاَحْرَقَنِيْ ذَكَاؤُهَا فَيَدْعُو اللّٰهَ مَا شَاءَ اللّٰهُ

پہچان جاویں گے۔ پھر حق تعالیٰ اس صفت میں ظاہر ہوگا
جو ان کے اعتقاد کے موافق ہے سو فرماویگا کہ میں تمہارا
رب ہوں تو مسلمان کہیں گے کہ ہاں تو ہمارا رب ہے سو اس کا
اتباع کریں گے اور دوزخ کی پشت پر پل صراط رکھا جاویگا تو
میں اور میری امت سب سے پہلے عبور کریں گے اور سوائے پیغمبروں
کے اس دن کوئی نہ بول سکے گا اور پیغمبروں کا قول اس دن یہ ہوگا
کہ الٰہی پناہ پناہ اور دوزخ میں آنکڑے ہیں جیسے سعدان کے
کانٹے۔ سعدان ایک جھاڑ کا نام ہے اس کے کانٹے سر کج
ہوتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کیا تم نے سعدان کے کانٹے دیکھے
ہیں؟ اصحابؓ نے کہا ہاں یا رسول اللہ۔ حضرتؐ نے فرمایا تو
وے دوزخ کے آنکڑے بھی سعدان کے کانٹوں کی طرح ہیں مگر
یہ کہ سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا کہ کتنے کتنے بڑے ہیں فرشتے
ان آنکڑوں سے لوگوں کو دوزخ کے اندر پل صراط سے کھینچ
لیویں گے ان کے برا اعمال کے سبب سے سو بعضا آدمی تو اپنے
عمل سے ہلاک ہو جاوے گا اور بعضا آدمی مُوا نجات پانے تک
یہاں تک کہ جب حق تعالیٰ بندوں کے فیصلے سے فراغت کرے گا
اور چاہے گا کہ نکالے دوزخ والوں میں سے اپنی رحمت سے
جسکو کہ چاہے تو فرشتوں کو حکم کرے گا کہ دوزخ سے اس کو
نکالیں جس نے خدا کے ساتھ کچھ شرک نہ کیا ہو جس پر خدا نے
رحمت کا ارادہ کیا ہو جو کہ لا الٰہ الا اللہ کہتا ہو تو فرشتے ان کو
دوزخ میں پہچان لیویں گے ان کو سجدے کے نشان سے
پہچانیں گے۔ آگ آدمی کو جلا ڈالے گی مگر سجدے کے نشان کو
خدا نے دوزخ پر سجدے کا مکان جلانا حرام کیا ہے تو دوزخ سے
نکالے جاویں گے جلے بھنے پھر ان پر آب حیات چھڑکا جاویگا
تو اس سے وے جم اٹھیں گے جیسے پانی کے بہاؤ سے کوڑے
میں خود رو دانہ جم اٹھتا ہے پھر حق تعالیٰ بندوں کا فیصلہ
کر چکے گا اور ایک مرد باقی رہ جاوے گا دوزخ کا سامنا کئے
ہوئے اور وہ اہل بہشت میں سب سے پیچھے بہشت میں داخل
ہوگا تو وہ کہے گا اے میرے رب میرا منہ دوزخ سے پھیر دے

أَنْ يَدْعُوَ ثُمَّ يَقُولُ اللّٰهُ هَلْ عَسَيْتَ
إِنْ فَعَلْتُ ذَالِكَ بِكَ أَنْ تَسْئَلَ غَيْرَهٗ
فَيَقُولُ لَا أَسْئَلُكَ غَيْرَهٗ فَيُعْطِي رَبَّهٗ
مِنْ عُهُودٍ وَّمَوَاثِيقَ مَاشَآءَ اللّٰهُ فَيَصْرِفُ
اللّٰهُ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ فَإِذَا أَقْبَلَ عَلَى
الْجَنَّةِ وَرَاٰهَا سَكَتَ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ
يَسْكُتَ ثُمَّ يَقُولُ يَارَبِّ قَدِّمْنِيْٓ إِلَى
بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُولُ اللّٰهُ لَهٗ أَلَيْسَ قَدْ
أَعْطَيْتَ عُهُودَكَ وَمَوَاثِيقَكَ
لَا تَسْئَلُنِيْ غَيْرَ الَّذِيْٓ أَعْطَيْتُكَ وَيْلَكَ
يَابْنَ اٰدَمَ مَآ أَغْدَرَكَ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ
يَدْعُو اللّٰهَ حَتّٰى يَقُولَ لَهٗ فَهَلْ عَسَيْتَ
إِنْ أَعْطَيْتُكَ ذٰلِكَ أَنْ تَسْئَلَ غَيْرَهٗ
فَيَقُولُ لَا وَعِزَّتِكَ فَيُعْطِي رَبَّهٗ مَاشَآءَ اللّٰهُ
مِنْ عُهُودٍ وَّمَوَاثِيقَ فَيُقَدِّمُهٗ إِلٰى بَابِ
الْجَنَّةِ فَإِذَا قَامَ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ
إِنْفَهَقَتْ لَهُ الْجَنَّةُ فَرَاٰى مَافِيْهَا مِنَ
الْحَبْرَةِ وَالسُّرُوْرِ فَيَسْكُتُ مَاشَآءَ اللّٰهُ
أَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ يَقُولُ أَيْ رَبِّ أَدْخِلْنِي
الْجَنَّةَ فَيَقُولُ اللّٰهُ لَهٗٓ أَلَيْسَ قَدْ
أَعْطَيْتَ عُهُودَكَ وَمَوَاثِيقَكَ أَلَّا
تَسْئَلَ غَيْرَ مَآ أُعْطِيْتَ وَيْلَكَ يَا ابْنَ
اٰدَمَ مَآ أَغْدَرَكَ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ لَآ
أَكُوْنَنَّ أَشْقٰى خَلْقِكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُو اللّٰهَ
حَتّٰى يَضْحَكَ اللّٰهُ مِنْهُ فَإِذَا ضَحِكَ اللّٰهُ مِنْهُ
قَالَ اُدْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِذَا دَخَلَهَا قَالَ اللّٰهُ تَمَنَّهْ
فَيَسْئَلُ رَبَّهٗ وَيَتَمَنّٰى حَتّٰى أَنَّ اللّٰهَ لَيُذَكِّرُهٗ يَقُوْلُ
مِنْ كَذَا وَكَذَا حَتّٰى إِذَا انْقَطَعَتْ بِهِ الْأَمَانِيُّ قَالَ
اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ۔

کہ اس کی بدبو نے مجھکو تنگ کردیا اور اس کی لپٹ نے مجھ کو جلا ڈالا سو خدا سے دعا کیا کریگا جہانتک کہ خدا اس کا دعا کرنا چاہے گا۔ پھر حق تعالیٰ فرماویگا کہ اگر میں یہ تیرا سوال پورا کروں تو اس کے سوائے تو کچھ اور بھی سوال کرے گا سو وہ شخص کہے گا میں اس کے سوائے کچھ نہ مانگونگا سو اپنے رب سے نہ مانگنے کے قول قرار کریگا جس طرح کہ خدا چاہے گا تو خدا اس کے منہ کو دوزخ کی طرف سے پھیر دیگا سو جب کہ بہشت کا سامنا کریگا اور اس کو دیکھے گا جتنا کہ خدا چاہے گا پھر کہے گا اے میرے رب مجھکو بڑھا دے بہشت کے دروازے تک تو حق تعالیٰ اس سے فرماویگا کہ کیا تو قول قرار نہیں کرچکا ہے پہلے سوال کے سوائے مجھ سے اور سوال نہ کریگا تیرا برا ہوا اے آدمی تو کیا ہی دغاباز ہے تو وہ مرد کہے گا اے میرے رب اور خدا سے دعا مانگے گا یہانتک کہ حق تعالیٰ اس سے فرماویگا اگر میں تیرا یہ مطلب پورا کروں تو اسکے سوا تو اور کچھ بھی مانگے گا تو وہ کہے گا تیری عزت کی قسم ہے کہ نہ مانگونگا سو اپنے رب سے نہ مانگنے کے قول قرار کریگا تو خدا اسکو بہشت کے دروازے پر کردیگا سو جب بہشت کے دروازے پر کھڑا ہوگا تو تمام بہشت اس پر نمود ہو جاویگی سو اس کو نظر آویگا جو کچھ اس میں نعمت اور فرحت سے ہے تو چپ رہیگا جتنا کہ خدا چاہیگا پھر کہیگا اے میرے رب اب مجھکو بہشت میں داخل کر تو حق تعالیٰ اس سے فرماویگا کہ کیا تو قول قرار نہیں کرچکا ہے کہ اب میں نہ مانگونگا تیرا برا ہوا اے آدمی کیا ہی تو دغاباز ہے تو وہ کہے گا اے میرے رب میں تیری خلق میں بدبخت بے نصیب نہیں ہونیکا سو ہمیشہ دعا کیا کریگا یہانتک کہ خدا اس سے راضی ہو جاویگا سو جبکہ خدا راضی ہوگا تو فرماویگا کہ جا بہشت میں سو جب وہ بہشت میں جاویگا تو حق تعالیٰ اس سے فرماویگا کہ کسی چیز کی آرزو کر تو وہ مانگے گا اپنے رب اور تمنا ظاہر کریگا یہانتک کہ اس پر کرم ہوگا کہ حق تعالیٰ اس کو یاد دلاویگا تو کہے گا کہ فلانی چیز اور فلانی چیز مانگ یہانتک کہ جب اسکی سب ہوسیں اور خواہشیں ہوچکیں گی حق تعالیٰ فرماویگا تیرے یہ سب سوال پورے ہوئے اور اس کے ساتھ اتنا اور بھی۔

**ف** اس حدیث سے تفصیل تمام رویت الٰہی قیامت میں ثابت ہوئی اور یہی مذہب ہے اہلسنت وجماعت کا جن لوگوں کی قسمت میں نعمت دیدار نہیں وے اس کا انکار کرتے ہیں لیکن یہ اعتقاد ضرور کرنا چاہیئے کہ حق تعالیٰ شکل اور جسم سے پاک ہے اس کے دیدار کی کیفیت ہم کو معلوم نہیں جس طرح کہ حق سبحانہ ہم کو دیکھتا ہے اور جہت کا مقید نہیں اسی طرح اپنے بے جہت دکھلانے پر بھی قادر ہے۔ ہر چند آدمی کی عقل یہاں حیران ہے لیکن اس کی قدرت سے سب آسان ہے۔

(۱۳۰) **ق** اَبُوْمُوْسٰی جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ اٰنِیَتُھُمَا وَمَا فِیْھِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَھَبٍ اٰنِیَتُھُمَا وَمَا فِیْھِمَا وَمَا بَیْنَ الْقَوْمِ وَبَیْنَ اَنْ یَّنْظُرُوْا اِلٰی رَبِّھِمْ اِلَّا رِدَآءُ الْکِبْرِیَآءِ عَلٰی وَجْھِهٖ فِیْ جَنَّةِ عَدْنٍ

بخاری اور مسلم میں ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ چاندی کی دو بہشتیں ہیں ان کے برتن اور جو چیز ان میں ہے سب چاندی کی ہے اور سونے کی دو بہشتیں ہیں ان کے برتن اور جو چیز ان میں ہے سب سونے کی ہے اور اس قوم کے درمیان اور اپنے رب کے دیکھنے کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں سوائے ایک جلال کے چادر کے کہ اسکی ذات پاک پر ہے عدن کی بہشت میں۔

**ف** اس حدیث میں وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ ٥ وَمِنْ دُوْنِھِمَا جَنَّتَانِ ٥ کا بیان ہے۔

## شفاعت کی وجہ سے مسلمانوں کا دوزخ سے رہائی پانا

(۱۳۱) اِبْنُ مَسْعُوْدٍ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اٰخِرَ اَھْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِّنْھَا وَاٰخِرَ اَھْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا اِلَی الْجَنَّةِ رَجُلٌ یَّخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا فَیَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ اذْھَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَیَاْتِیْھَا فَیُخَیَّلُ اِلَیْهِ اَنَّھَا مَلْاٰی فَیَرْجِعُ فَیَقُوْلُ یَارَبِّ وَجَدْتُّھَا مَلْاٰی فَیَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ اذْھَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَیَاْتِیْھَا فَیُخَیَّلُ اِلَیْهِ اَنَّھَا مَلْاٰی فَیَرْجِعُ فَیَقُوْلُ یَارَبِّ وَجَدْتُّھَا مَلْاٰی فَیَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ اذْھَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَاِنَّ لَکَ مِثْلَ الدُّنْیَا وَعَشَرَةَ اَمْثَالِھَا اَوْ اِنَّ لَکَ مِثْلَ عَشَرَةِ اَمْثَالِ الدُّنْیَا فَیَقُوْلُ اَتَسْخَرُ بِیْ اَوْ تَضْحَکُ بِیْ وَاَنْتَ الْمَلِکُ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَلَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ضَحِکَ حَتّٰی

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ میں جانتا ہوں کہ دوزخ والوں سے جو سب سے پیچھے دوزخ سے نکلے گا اور بہشتیوں میں جو سب کے بعد بہشت میں جاویگا ایسا مرد ہوگا جو دوزخ سے نکلا گا گھٹنوں کے بل گھسٹتا یعنی جیسے چھوٹا لڑکا چلتا ہے سو خدا اس سے کہیگا جا بہشت میں داخل ہو تو وہ بہشت میں آویگا اس کے خیال میں ایسا آویگا کہ بہشت بالکل بھری ہے یعنی کہیں اس میں جگہ نہیں سو پھر آویگا۔ پھر کہے گا یا رب میں نے تو اس کو بھرا پایا تو خدا فرماویگا اس سے کہ جا بہشت میں داخل ہو، پھر وہ بہشت میں آویگا تو اس کے خیال میں بھری معلوم ہوگی تو پلٹ آوے گا پھر کہے گا اے میرے رب میں نے اس کو بھرا پایا سو خدا اس سے فرماویگا جا بہشت میں سو البتہ تیرے لئے تو دنیا برابر جگہ ہے اور دس گنی دنیا کی یا یوں فرمایا کہ مقرر تیرے لئے دنیا کی دس گنی جگہ موجود ہے۔ سو وہ کہے گا کہ رب کیا مجھ سے کھیلی کرتا ہے یا تو مجھ سے ہنستا ہے بادشاہ ہو کر۔ کہا عبداللہ بن مسعودؓ اس حدیث کے راوی نے کہ البتہ میں نے دیکھا حضرتؐ کو

بَدَتْ نَوَاجِذُہٗ فَکَانَ یُقَالُ ذَالِکَ اَدْنٰی اَھْلِ الْجَنَّۃِ مَنْزِلَۃً

حدیث فرما کر ہنسنے لگے یہاں تک کہ اندر کے دانت حضرت ؐ کے کھل گئے۔ سو حضرت ؐ کے زمانے میں یہ حال تھا کہ لوگ کہتے تھے کہ یہ شخص رتبے میں ادنیٰ بہشتی ہے یعنی جب ادنیٰ بہشتی کا یہ رتبہ ہے کہ اس جہان کا دس گنا اس کا مکان ہوگا تو عمدہ مرتبے والوں کے مکان خدا جانے کہ کتنے بڑے اور کیسے ہوں گے۔

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان اگرچہ گناہوں کے سبب دوزخ میں پڑیگا لیکن آخر کو اس کی نجات ہوگی اور بہشت ملے گی اور معلوم ہوا کہ بہشت کی وسعت بے حد بے حساب ہے، آدمی کے خیال میں نہیں آسکتی۔

(۱۳۲) م انسؓ اَنَا اَوَّلُ شَفِیْعٍ فِی الْجَنَّۃِ لَمْ یُصَدَّقْ نَبِیٌّ مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ مَا صُدِّقْتُ وَاِنَّ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ نَبِیًّا مَا یُصَدِّقُہٗ مِنْ اُمَّتِہٖ اِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ۔

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت ؐ نے فرمایا کہ بہشت میں اول سفارش کرنے والا میں ہوں پیغمبروں میں کسی پیغمبر کی تصدیق نہیں ہوئی جتنی میری تصدیق ہوئی اور البتہ پیغمبروں میں بعضا ایسا بھی پیغمبر ہے جس کی ایک مرد کے سوا اس کی امت میں کوئی تصدیق نہ کرے گا۔

ف یعنی جتنی کثرت سے میری امت مسلمان ہے اتنی کسی پیغمبر کی نہیں اس واسطے اول میں ہی سفارش کرونگا بہشت میں سفارش ترقی درجات کی ہوگی۔

(۱۳۳) ق ابوھریرۃ لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَۃٌ یَّدْعُوْھَا فَاُرِیْدُ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ اَنْ اَخْتَبِیَ دَعْوَتِیْ شَفَاعَۃً لِّاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ؐ نے فرمایا کہ ہر ایک پیغمبر کی ایک مقبول دعا ہوتی ہے کہ اس کو وہ مانگتا ہے۔ اور میں چاہتا ہوں انشاء اللہ کہ ذخیرہ کر رکھوں اپنی اپنی مقبول دعا کو اپنی امت کی شفاعت کیلئے قیامت کے دن۔

حضور ؐ نے امت پر اتنی شفقت فرمائی کہ جو دعا قبول ہونے والی دعا تھی اس کو امت کے حق میں آخرت کیلئے اٹھا رکھا ہے۔

ف ہر چند پیغمبروں کی بہت دعائیں مقبول ہوتی ہیں لیکن ان کے نزدیک یقینی مقبول دعا ایک ہی ہوتی ہے اور باقی میں امید ہوتی ہے یقین نہیں۔ سو حضرت ؐ نے فرمایا کہ میں نے اپنی یقینی مقبول دعا کو اپنی امت کے واسطے رکھ چھوڑا کہ قیامت کے کٹھن وقت میں ان کے کام آوے۔ اس حدیث سے حضرت ؐ کی بیحد شفقت اپنی امت پر ظاہر ہوتی ہے

اے مسلمانو کرو شکر خدا — تم نے پایا مصطفیٰ سا پیشوا
دیکھو کیا تم پر تھا رحم مصطفےٰ — ہول محشر کا بھی ساماں کر گیا
تم کو اب لازم ہے انکی پیروی — دور کردو بدعتوں کی گمرہی

(۱۳۴) م ابوسعیدؓ اَمَّا اَھْلُ النَّارِ الَّذِیْنَ ھُمْ اَھْلُھَا فَاِنَّھُمْ لَا یَمُوْتُوْنَ فِیْھَا وَلَا یَحْیَوْنَ وَلٰکِنْ نَاسٌ اَصَابَتْھُمْ

مسلم میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرت ؐ نے فرمایا کہ دوزخی لوگ جو حقیقت میں دوزخ کے لائق ہیں سو وے تو اس میں نہ مریں گے نہ جئیں گے ولیکن کچھ لوگ ہوں گے کہ ان کو دوزخ کی

النَّارُ بِذُنُوبِهِمْ اَوْقَالَ بِخَطَايَاهُمْ فَاَمَاتَتْهُمْ اِمَاتَةً حَتّٰى اِذَا كَانُوْا فَحْمًا اُذِنَ بِالشَّفَاعَةِ فَجِئَ بِهِمْ ضَبَائِرَ ضَبَائِرَ فَبُثُّوْا عَلٰى اَنْهَارِ الْجَنَّةِ ثُمَّ قِيْلَ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ اَفِيْضُوْا عَلَيْهِمْ فَيَنْبُتُوْنَ نَبَاتَ الْحِبَّةِ تَكُوْنُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ۔

آگ لگے گی ان کے گناہوں کے سبب سے یا یوں فرمایا کہ ان کی خطاؤں کے سبب سے سو آگ نے ان کو بے دم کر دیا یہانتک کہ جب وے جل کے کوئلہ ہو جاویں گے تو شفاعت کا حکم ہوگا سو وے لائے جاوینگے جھنڈ کے جھنڈ تو بہشت کی نہروں پر بکھیرے جاوینگے پھر حکم ہوگا اے بہشتیو اُن پر پانی ڈالو تو وے جم اٹھیں گے جیسے جنگلی خودرو دانہ جمتا ہے بہاؤ کے کوڑے کرکٹ میں۔

**ف** یعنی کافر جو دوزخ کے لئے بنے ہیں نہ ان کو موت ہوگی کہ عذاب سے خلاصی پاویں نہ زندگی ایسی ہے جس میں چین ہو مگر گنہگار مسلمان دوزخ میں پڑکے چند مدت مردہ ہو جاویں گے یعنی شدت عذاب سے بیہوش ہو جاویں گے گویا مر گئے پھر سزا کے بعد بہشت میں داخل ہوں گے۔

(۱۳۵) **م** اَنَسٌ اٰتِىْ بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَسْتَفْتِحُ فَيَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَيَقُوْلُ بِكَ اُمِرْتُ لَا اَفْتَحُ لِاَحَدٍ قَبْلَكَ۔

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں آؤنگا بہشت کے دروازے پر قیامت کے دن سو میں دروازہ کھلواؤنگا تو کہیگا چوکیدار تو کون ہے سو میں کہونگا کہ میں محمدؐ ہوں تو چوکیدار کہیگا تجھی کا مجھکو حکم ہے کہ نہ کھولوں کسی کے واسطے تجھ سے پہلے۔

(۱۳۶) **ق** اَنَسٌ يَجْمَعُ النَّاسَ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَهْتَمُّوْنَ لِذٰلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِاسْتَشْفَعْنَا عَلٰى رَبِّنَا حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا هٰذَا فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ اٰدَمُ اَبُو الْخَلْقِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَ نَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُّوْحِهٖ وَاَمَرَ الْمَلٰٓئِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ اِشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ فَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ فَيَسْتَحْيِيْ رَبَّهٗ مِنْهَا وَلٰكِنِ ائْتُوْا نُوْحًا اَوَّلَ رَسُوْلٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ فَيَاْتُوْنَ نُوْحًا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ فَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ فَيَسْتَحْيِيْ رَبَّهٗ مِنْهَا وَلٰكِنِ ائْتُوْا اِبْرَاهِيْمَ الَّذِى اتَّخَذَهُ اللّٰهُ خَلِيْلًا فَيَاْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ

شفاعت کبریٰ اور مقام محمود

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا جمع کرے گا لوگوں کو قیامت کے دن سو غمناک ہوں گے اس حشر کی مصیبت سے تو کہیں گے کہ اگر ہم سفارش کرواویں اپنے رب کے پاس تاکہ ہم اس مکان سے راحت پاویں تو خوب بات ہے سو آدمؑ کے پاس آویں گے تو یوں کہیں گے کہ تم آدم ہو سب آدمیوں کے باپ تجھ کو بنایا خدا نے اپنے دست قدرت سے اور تجھ میں اپنی روح پھونکی اور حکم کیا فرشتوں کو سو انھوں نے تجھ کو سجدہ کیا۔ ہماری سفارش کیجئے اپنے رب کے پاس تاکہ ہم کو راحت دیوے اس مکان کی تکلیف سے تو آدم کہے گا کہ میں اس مقام کے لائق نہیں سو یاد کریگا اپنی اس خطا کو جو اس سے ہوئی سو شرماویگا اپنے رب سے اس خطا کے سبب سے ولیکن تم جاؤ نوحؑ کے پاس کہ وہ پہلا رسول ہے کہ خدا نے اس کو بھیجا سو وے لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آویں گے تو وہ کہے گا کہ میں اس مقام کے لائق نہیں سو یاد کرے گا اپنی خطا کو جو اس سے ہوئی تو شرماویگا اپنے رب سے

فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ
الَّتِيْ اَصَابَ فَيَسْتَحْيِيْ رَبَّهُ مِنْهَا وَلٰكِنِ
ائْتُوْا مُوْسٰى الَّذِيْ كَلَّمَهُ اللّٰهُ وَاَعْطَاهُ
التَّوْرٰىةَ فَيَأْتُوْنَ مُوْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ
هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ
فَيَسْتَحْيِيْ رَبَّهُ مِنْهَا وَلٰكِنِ ائْتُوْا
عِيْسٰى رُوْحَ اللّٰهِ وَكَلِمَتَهُ فَيَأْتُوْنَ
عِيْسٰى رُوْحَ اللّٰهِ وَكَلِمَتَهُ فَيَقُوْلُ
لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُحَمَّدًا
عَبْدًا قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ
ذَنْبِهِ وَمَا تَاَخَّرَ فَيَأْتُوْنِيْ فَاَسْتَأْذِنُ
عَلٰى رَبِّيْ فَيُؤْذَنُ لِيْ فَاِذَا اَنَا رَاَيْتُهُ
وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَا شَآءَ اللّٰهُ
اَنْ يَّدَعَنِيْ فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ
رَاْسَكَ قُلْ يُسْمَعْ سَلْ تُعْطَ اشْفَعْ
تُشَفَّعْ فَاَرْفَعُ رَاْسِيْ فَاَحْمَدُ
رَبِّيْ بِتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ رَبِّيْ ثُمَّ
اَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَاُخْرِجُهُمْ
مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ
اَعُوْدُ فَاَقَعُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ
مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّدَعَنِيْ ثُمَّ
يُقَالُ لِيْ ارْفَعْ رَاْسَكَ يَا مُحَمَّدُ
وَقُلْ يُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ
تُشَفَّعْ فَاَرْفَعُ رَاْسِيْ فَاَحْمَدُ
رَبِّيْ بِتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ رَبِّيْ ثُمَّ
اَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَاُخْرِجُهُمْ
مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ
قَالَ فَلَا اَدْرِيْ فِي الثَّالِثَةِ اَوْ فِي
الرَّابِعَةِ قَالَ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ مَا

اس کے سبب سے ولیکن تم جاؤ ابراہیمؑ کے پاس جسکو خدا نے
اپنا دوست بنایا سو وے لوگ ابراہیمؑ کے پاس آویں گے
تو ابراہیم کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کرینگے
اپنی خطا کو جوان سے ہوئی تو شرماویں گے اپنے رب سے اس کے
سبب سے ولیکن تم جاؤ موسیٰؑ کے پاس جس سے خدا نے بلا واسطہ
کلام کیا اور اس کو توریت دی سو وے لوگ موسیٰؑ کے پاس آوینگے
موسیٰؑ کہے گا میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کریگا اپنی خطا
کو جو اس سے ہوئی سو شرماویگا اپنے رب سے اس کے سبب سے۔
ولیکن تم جاؤ عیسیٰؑ روح اللہ کے پاس جو خدا کے کلام سے پیدا
ہوا یعنی صرف بلفظ کن موجود ہوا کوئی اس کا باپ نہ تھا
سو وے لوگ عیسیٰؑ روح اللہ کے پاس آویں گے تو عیسیٰؑ کہیگا
کہ میں اس مقام کے لائق نہیں ولیکن تم جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس جو خدا کا خاص چیلہ ہے مقرر اس کی اگلی پچھلی بھول
چوک سب معاف ہوگئی سو وے سب لوگ میرے پاس آوینگے۔ سو
میں اپنے رب سے اجازت مانگونگا تو مجھ کو اجازت ملے گی سو
میں جبکہ اس کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا سو مجھ کو
خدا سجدے میں رہنے دیگا جتنا کہ وہ چاہے گا پھر حکم ہوگا۔ اے
محمد اپنا سر اٹھالے کہہ سنا جاویگا مانگ تجھ کو دیا جاوے گا
سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی تو میں اپنا سر اٹھاؤنگا
تو میں تعریف کرونگا اپنے رب کی ویسی تعریف کہ میرا رب
مجھ کو سکھلا دیگا پھر میں سفارش کروں گا سو میرے واسطے
ایک اندازا ور مقدار ٹھہرائی جاوے گی یعنی اتنے لوگوں کی
مغفرت ہوئی تو میں اتنے لوگوں کو دوزخ سے نکالوں گا اور
بہشت میں داخل کروں گا۔ پھر میں پلٹ آونگا اور سجدہ
کروں گا سو مجھ کو خدا سجدے میں رہنے دیگا جتنا کہ چاہے گا
پھر حکم ہوگا مجھ کو کہ اپنا سر اٹھالے اے محمد اور بول تیرا کہا سنا
جاوے گا اور مانگ تجھ کو دیا جاویگا اور سفارش کر تیری
سفارش مقبول ہوگی، تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا سو تعریف
کرونگا جیسی تعریف کہ مجھ کو میرا رب سکھلا ویگا۔ پھر میں

بَقِيَ فِي النَّارِ اِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ وَفِي رِوَايَةٍ ثُمَّ اٰتِيْهِ الرَّابِعَةَ اَوْ اَعُوْدُ الرَّابِعَةَ وَذِكْرُ مُوْسٰى الَّذِي تَقَدَّمَ هُوَ فِي بَعْضِ رِوَايَاتِ الْبُخَارِيِّ

سفارش کرونگا سو میرے واسطے ایک حد مقرر کی جاویگی تو میں لئے لوگوں کو دوزخ سے نکالوں گا اور بہشت میں داخل کرونگا راوی کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ تیسری بار یا چوتھی بار میں حضرت نے فرمایا کہ پھر میں کہونگا اے میرے رب اب تو دوزخ میں کوئی باقی نہیں رہا مگر وہی شخص جسکو قرآن نے بند کیا یعنی جس کی مغفرت کا قرآن میں حکم نہیں یعنی مشرکین اور کافرین۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا پھر میں چوتھی بار اپنے رب کے پاس آؤنگا یا یوں فرمایا کہ چوتھی بار پھرونگا اور موسیٰؑ کا ذکر جو آگے ہو چکا سو بخاری کی بعضی روایات میں ہے۔

ف معلوم ہوا کہ حشر میں سب پیغمبر جواب دیں گے اور اپنی اپنی بھول چوک یاد کر کے شرماوینگے آخر کو ہمارے حضرت دستگیر خلائق ہوں گے اور ہم گنہگاروں کو اس قہر کے مقام سے بچاوینگے اسوقت شوکت محمدی تمام عالم پر ظاہر ہوگی، اسی مقام کو مقام محمود اور شفاعت کبریٰ کہتے ہیں جو ہمارے حضرت کو خاص ہے دوسرے پیغمبر کو اس میں کچھ دخل نہیں پہلے حضرتؐ سے اسواسطے شفاعت نہ شروع ہوئی تاکہ تمام خلق کو پیغمبروں کی زبان سے ثابت ہو جاوے کہ سوائے حضرتؐ کے کسی کو ایسا رتبہ نہیں۔ ہر چند انبیا اور اولیا او علما کی بھی شفاعت ثابت ہے لیکن وہ شفاعت جزئی ہے شفاعت کلی نہیں۔ اول اس میدان میں سوا ہمارے حضرتؐ کے کوئی قدم نہ رکھ سکے گا پھر جب شفاعت کا دروازہ کھلا اور قہر ایزدی بسبب ملاحظہ محمدی کے فرو ہوا تو اور پیغمبر اور امام بھی بقدر اپنے مراتب کے شفاعت پر مستعد ہوں گے۔ ۔

اس ماہرو کا سب سے نرالا ہی طور ہے  دلبر سبھی ہیں پر مرا دلبر کچھ اور ہے

(۱۳۷) ق جَابِرٌ يَخْرُجُ قَوْمٌ مِّنَ النَّارِ بِالشَّفَاعَةِ۔ [1]

بخاری میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نکلے گی ایک قوم دوزخ سے شفاعت کے سبب سے۔

ف مراد اس قوم سے گنہگار مسلمان ہیں جو گناہوں کے سبب سے دوزخ میں پڑیں گے پھر ایمان کے سبب سے بواسطے انبیا او شہدا اور علما کی شفاعت کے آخر کو بہشت میں داخل ہوں گے۔

(۱۳۸) ق اَنَسٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ شَعِيْرَةً ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ بُرَّةً ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نکلے گا دوزخ سے جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا اور ہوگی اس کے دل میں ایک جو کے برابر نیکی پھر نکلے گا دوزخ سے جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا اور ہوگی اس کے دل میں ایک گیہوں کے برابر نیکی پھر نکلے گا دوزخ سے جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا اور ہوگی اس کے دل میں ایک ذرہ برابر نیکی بخاری میں قتادہ کی روایت میں انسؓ

---

[1] روایت مذکورہ کے الفاظ صحیحین کی روایت کے مطابق نہیں۔ (چشتی)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَکَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِنَ الْخَیْرِ مَا یَزِنُ ذَرَّۃً زَادَ الْبُخَارِیُّ فِیْ رِوَایَۃٍ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسٍ مِّنْ اِیْمَانٍ مَکَانَ خَیْرٍ۔

بجائے نیکی کے ایمان کی لفظ روایت کی ہے یعنی جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا اور اس کے دل میں ایک جو کے برابر یا گیہوں کے برابر یا ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا وہ دوزخ سے آخر کو نجات پاویگا۔

(۱۳۹) م اَنَسٌ یَخْرُجُ مِنَ النَّارِ اَرْبَعَۃٌ فَیُعْرَضُوْنَ عَلَی اللّٰہِ فَیَلْتَفِتُ اَحَدُھُمْ فَیَقُوْلُ اَیْ رَبِّ اِذْ اَخْرَجْتَنِیْ مِنْھَا فَلَا تُعِیْدُنِیْ فِیْھَا فَیُنْجِیْہِ اللّٰہُ مِنْھَا۔

مسلم میں انس سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نکالے جاوینگے دوزخ سے چار شخص تو سامنے لائے جاویں گے خدا کے سوان میں سے ایک شخص منہ پھیر کے کہے گا اے میرے رب جب تو نے مجھکو دوزخ سے نکالا تو اب مجھکو اسمیں پھر نہ ڈالیو تو خدا اسکو نجات دیگا۔

## حضورؐ کا قیامت کے دن اپنی امت کے حق میں دعا فرمانا

(۱۴۰) ق اَنَسٌ اِنَّ لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَۃً وَاِنِّی اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِیْ شَفَاعَۃً لِّاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ ہر پیغمبر کی ایک خاص دعا ہے اور میں نے اپنی دعا چھپا رکھی ہے اپنی امت بخشانے کے واسطے قیامت کے دن۔

ف اس حدیث میں بشارت ہے امت کی بخشش کی جو ایمان سے مرا۔ اور معلوم ہوا کہ حضرتؐ کو اپنی امت پہ بڑا رحم تھا کہ اپنی خاص دعا امت کے واسطے رکھی اپنی ذات کے واسطے نہ کی، قربان اس نبی رحیم اور کریم پہ۔

## جو کفر پر مرا وہ دوزخی ہے

(۱۴۱) م اَنَسٌ اِنَّ اَبِیْ وَاَبَاکَ فِی النَّارِ قَالَہٗ لِرَجُلٍ سَاَلَہٗ اَیْنَ اَبِیْ۔

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میرا اور تیرا باپ دوزخ میں ہے۔ ایک آدمی نے پوچھا کہ میرا باپ کہاں ہے تب حضرتؐ نے یہ فرمایا۔[1]

ف اس آدمی سے پہلے فرمایا تھا کہ تیرا باپ دوزخ میں ہے جب وہ غمگین ہو کر چلا تو حضرتؐ نے اس کو بلایا پھر یہ فرمایا کہ میرا باپ اور تیرا دونوں دوزخ میں ہیں تاکہ اس کے دل کو تسلی ہو یعنی تاکہ وہ یوں سمجھے جب پیغمبر کے باپ کا یہ حال ہوا تو میں کیا چیز ہوں سبحان اللہ کیا اخلاق تھے حضرت میں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافروں کی مغفرت نہیں بعضے احادیث میں آیا ہے کہ حضرتؐ کی خاطر سے حضرتؐ کے والدین کو حق تعالیٰ نے قبر میں زندہ کیا سو وے ایمان لائے لیکن محدثین کے نزدیک وے احادیث معتبر نہیں۔ واللہ اعلم

## حضورؐ کا اپنے کنبہ قبیلہ کو عذاب الٰہی سے ڈرانا

(۱۴۲) م اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ یَا بَنِیْ کَعْبِ بْنِ لُؤَیٍّ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ یَا بَنِیْ مُرَّۃَ بْنِ کَعْبٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ یَا بَنِیْ عَبْدِ شَمْسٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ یَا بَنِیْ ھَاشِمٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اے کعب بن لوی کی اولاد چھڑاؤ اپنی جانوں کو دوزخ سے، اے مرہ بن کعب کی اولاد چھڑاؤ اپنی جان کو دوزخ سے، اے عبد شمس کی اولاد چھڑاؤ اپنی جان کو دوزخ سے، اے ہاشم کی اولاد چھڑاؤ اپنی جان کو دوزخ سے۔

[1] امام مسلم نے حدیث مذکور کو عنوان جسکا خاتمہ کفر پر ہوا وہ دوزخی ہے اور حضورؐ کی شفاعت کا مستحق نہیں میں ذکر کیا ہے (حشی)

يَابَنِيْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا فَاطِمَةُ اَنْقِذِيْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّيْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا غَيْرَ اَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَاَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا۔

اے عبدالمطلب کی اولاد چھڑاؤ اپنی جان کو دوزخ سے اے فاطمہؓ چھڑا اپنی جان کو دوزخ سے۔اس واسطے کہ میں بیشک مالک نہیں تمہارے بچانے کا خدا کے عذاب سے کچھ بھی مگر البتہ تمہاری برادری کا حق ہے سو میں اس کو ملاؤنگا تروتازہ کرکے یعنی برادری کا حق ادا کرونگا۔

**ف** جب یہ آیت اتری کہ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ یعنی عذاب الٰہی سے اے محمدؐ ڈرادے اپنے قریبی برادری والوں کو تو حضرتؐ نے ابتدائے اسلام میں سب قریش کو مکے میں جمع کیا اور یہ حدیث فرمائی اور یہ سے نیچے تک سب یک جدی برادروں کو علیحدہ علیحدہ نام لیکر حکم الٰہی سنادیا یعنی بدون ایمان اور نیک عمل کے میری برادری پر گھمنڈ نہ کیجیو کہ بدون ایمان کے میں کسی کو دوزخ سے نہ بچاسکوں گا باقی رہی گنہگار مسلمانوں کی شفاعت سو خدا کی اجازت کے بعد البتہ ہوگی، رہا برادری کا حق سو بخوبی ادا ہوگا۔

(۱۴۳) م قَبِيْصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ يَابَنِيْ عَبْدِ مُنَافٍ اِنِّيْ نَذِيْرٌ لَكُمْ اِنَّمَا مَثَلِيْ وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ رَاَى الْعَدُوَّ فَانْطَلَقَ يَرْبَاُ اَهْلَهٗ فَخَشِيَ اَنْ يَّسْبِقُوْهُ فَجَعَلَ يَهْتِفُ يَا صَبَاحَاهُ

مسلم میں قبیصہ بن مخارقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عبد مناف کی اولاد میں عذاب الٰہی سے تمہارا ڈرانیوالا ہوں اور میری تمہاری مثل جیسے اس مرد کی مثل جس نے دشمن کو دیکھا کہ غارت کو جاتے ہیں تو وہ مرد چلا کہ اپنے لوگوں کو بچادے سو ڈرا کہ اس کے پہنچنے سے دشمن آگے پہنچ جاوینگے سو وہیں سے چلانے لگا کہ ارے لوگو خبردار ہوجاؤ کہ دشمن آپہنچا۔

**ف** جب قرآن میں حکم ہوا کہ اے پیغمبر اپنے برادروں کو ڈرادے عذاب الٰہی سے تب حضرتؐ نے اپنے سردادا یعنی عبد مناف کی اولاد سے یہ حدیث فرمائی یعنی مجھ کو یقین کامل ہے کہ کافر دوزخ میں پڑیں گے سو میرا دل تمہارے کفر پر جلتا ہے کہ میں گھبرا گھبرا کر تم کو سمجھاتا ہوں کہ کفر چھوڑو مسلمان ہو تو عذاب سے بچو جیسے وہ مرد کہ گھبرا کر اپنی قوم کو دیکھے ہوئے دشمن سے خبردار کرتا ہے۔

(۱۴۴) م عَائِشَةَ يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ يَا صَفِيَّةُ بِنْتَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا سَلُوْنِيْ مِنْ مَالِيْ مَا شِئْتُمْ۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے فاطمہؓ محمدؐ کی بیٹی، اے صفیہؓ عبدالمطلب کی بیٹی اے عبدالمطلب کی اولاد میں مالک نہیں تمہاری بہتری کا خدا سے کسی چیز کا، میرے مال سے مانگ لو جو تمہارا جی چاہے۔

**ف** جب یہ آیت اتری کہ اے پیغمبر اپنی برادری والوں کو عذاب سے ڈرادے تب حضرتؐ نے اپنی بیٹی اور پھوپھی اور دادا کی اولاد سے یہ حدیث فرمائی یعنی دنیا میں اپنے مال دینے میں مجھکو اختیار ہے، آخرت کا میں مالک اور مختار نہیں بدون ایمان اور نیک عمل کے میری قرابت پر نہ پھولیو۔

---

[۱] امام مسلم نے اس عنوان مذکور کی تینوں حدیثوں کو "جس کا خاتمہ کفر پر ہوا وہ دوزخی ہے اور حضورؐ کی شفاعت کا مستحق نہیں" میں ذکر کیا ہے۔ (حشی)

## جس کا خاتمہ کفر پر ہوا اس کو اپنے اعمال کچھ فائدہ نہ دینگے

(١٤٥) م عَائِشَۃُ لَا یَنْفَعُہٗ لِاَنَّہٗ لَمْ یَقُلْ یَوْمًا رَبِّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ قَالَہٗ لَھَا حِیْنَ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ابْنُ جُدْعَانَ کَانَ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ یَصِلُ الرَّحِمَ وَیُطْعِمُ فَھَلْ ذَالِكَ نَافِعُہٗ۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اس کے کچھ کام نہ آویگا اس واسطے کہ اس نے کسی دن نہیں کہا کہ اے میرے رب میرا گناہ بخشیو قیامت کے دن یہ حضرتؐ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا جب حضرت عائشہؓ نے کہا تھا کہ یا رسول اللہ ابن جدعان کفر کے زمانے میں برادری سے سلوک کرتا تھا اور محتاج کو کھانا دیا کرتا تھا بھلا یہ اس کے کچھ کام آویگا۔

**ف** یعنی وہ شخص کافر تھا قیامت پر ایمان نہ رکھتا تھا اسی واسطے اس نے کبھی قیامت کی مغفرت نہ مانگی اور کافر کے نیک کام آخرت میں کچھ کام نہ آوینگے۔ نیکیوں کے واسطے ایمان شرط ہے۔

(١٤٦) خ اِبْنُ عَبَّاسٍ اَھْوَنُ النَّاسِ عَذَابًا اَبُوْطَالِبٍ وَّھُوَ مُتَنَعِّلٌ بِنَعْلَیْنِ یَغْلِیْ مِنْھُمَا دِمَاغُہٗ

بخاری میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ سب آدمیوں میں نہایت ہلکا عذاب والا ابوطالب ہے اسکے پاؤں میں دو آگ کی جوتیاں ہیں جن سے اسکا دماغ ابلتا ہے۔

**ف** ابوطالب نے کلمہ نہ پڑھا سو اسواسطے دوزخ نصیب ہوا اور حضرتؐ سے نہایت سلوک کرتے تھے اس واسطے سب دوزخیوں سے ان پر عذاب ہلکا ہے معاذ اللہ جب ہلکے عذاب کا یہ حال ہے کہ دماغ مثل ہنڈی کے جوش مارتا ہے تو سخت عذاب کو خیال کیا چاہئے کہ کیسا ہوگا۔

(١٤٧) م اَبُوْسَعِیْدٍ اِنَّ اَدْنٰی اَھْلِ النَّارِ عَذَابًا یَنْتَعِلُ بِنَعْلَیْنِ مِنْ نَّارٍ تَغْلِیْ دِمَاغُہٗ مِنْ حَرَارَۃِ نَعْلَیْہِ

مسلم میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا عذاب کی راہ سے کمترین سب دوزخیوں سے وہ شخص ہوگا کہ دو آگ کی جوتیاں پہنے ہوگا جس سے بھیجا ابلے گا ہانڈی کی طرح جوتیوں کی گرمی کے سبب سے۔

**ف** الٰہی تیری پناہ دوزخ کا کمتر اور ہلکا عذاب یہ ہے۔ سخت عذاب کو اسی پر قیاس کیا چاہئے۔

## ابوطالب کو دوزخ میں کمتر اور ہلکا عذاب ہونے کی وجہ

(١٤٨) ق اَلْعَبَّاسُ ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ھُوَ فِیْ ضَحْضَاحٍ مِّنَ النَّارِ وَلَوْلَا اَنَا لَکَانَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ یَعْنِیْ اَبَا طَالِبٍ[2]

بخاری اور مسلم میں عباس بن عبدالمطلبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ یعنی ابوطالب دوزخ کے پایاب یعنی [illegible] آگ میں ہے اور اگر میں نہ ہوتا تو دوزخ کے نیچے [illegible]

**ف** ابوطالب نے حضرتؐ کو پرورش کیا اور ہمیشہ حضرتؐ کے حامی اور مددگار [illegible] کمتر ہلکا عذاب ہوا۔

---

[1] یہ حدیث صرف مسلم میں ہے بخاری میں نہیں۔

[2] امام مسلم نے حدیث مذکورہ کو عنوان "ابوطالب کے حق میں حضورؐ کا شفاعت کرنا اور آپ کی دعا سے عذاب میں تخفیف ہوجانا" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

## مسلمانوں کی چند جماعتیں بے حساب و کتاب سیدھی جنت میں جائینگی

(١٤٩) ق اَبُوْھُرَیْرَۃَ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مِنْ اُمَّتِیْ زُمْرَۃٌ ھُمْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا تُضِیْئُ وُجُوْھُھُمْ اِضَاءَۃَ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ داخل ہوگا بہشت میں میری امت سے ایک گروہ کہ وے ستر ہزار ہوں گے، ان کے منہ جیسے چاند روشن ہوتا ہے چودھویں رات کو۔

(١٥٠) م اَبُوْھُرَیْرَۃَ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مِنْ اُمَّتِیْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا زُمْرَۃٌ وَّاحِدَۃٌ مِّنْھُمْ عَلٰی صُوْرَۃِ الْقَمَرِ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ داخل ہوں گے بہشت میں میری امت سے ستر ہزار وے ایک ہی گروہ ہیں میری امت سے چاند کی صورت پر۔

**ف** متقی اور متوکل لوگ مراد ہیں جو ہر حال میں خدا پر نظر رکھتے ہیں، اسباب ظاہری کے گرفتار نہیں چنانچہ اور حدیث میں یہ مضمون صاف آیا ہے۔

(١٥١) م اَبُوْھُرَیْرَۃَ یَدْخُلُ مِنْ اُمَّتِیْ الْجَنَّۃَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَیْرِ حِسَابٍ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ داخل ہونگے بہشت میں میری امت سے ستر ہزار بدون حساب کے۔

**ف** یعنی ان کے نامۂ اعمال صرف ان کو دکھلا دیئے جاویں گے زیادہ گفت و شنید نہ ہوگی۔

(١٥٢) ق سَھْلُ بْنُ سَعْدٍ لَیَدْخُلَنَّ الْجَنَّۃَ مِنْ اُمَّتِیْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا اَوْ سَبْعُ مِائَۃِ اَلْفٍ اَلشَّکُّ مِنْ اَبِیْ حَازِمٍ مُّتَمَاسِکُوْنَ اٰخِذٌ بَعْضُھُمْ بَعْضًا لَا یَدْخُلُ اَوَّلُھُمْ حَتّٰی یَدْخُلَ اٰخِرُھُمْ وُجُوْھُھُمْ عَلٰی صُوْرَۃِ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ

بخاری اور مسلم میں سہل بن سعد سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر بہشت میں داخل ہوں گے میری امت سے ستر ہزار یا یوں فرمایا کہ ستر لاکھ۔ یہ شک ابو حازم تابعی کو پڑا جو اس حدیث کا ایک راوی ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ وے لوگ بہشت میں جاوینگے لئے ہوئے ایک دوسرے کو تھامے رکھے ان کے اگلے نہ داخل ہوں گے جب تک کہ ان کے پچھلے نہ داخل ہوں گے یعنی ایک قطار ہو کر برابر یکبارگی اندر جاویں گے ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی صورت پر ہوں گے۔

## جنتیوں کی نصف تعداد حضورؐ کے امتیوں کی ہوگی

(١٥٣) ق اِبْنُ مَسْعُوْدٍ اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَکُوْنُوْا رُبُعَ اَھْلِ الْجَنَّۃِ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَکُوْنُوْا ثُلُثَ اَھْلِ الْجَنَّۃِ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ اِنِّیْ لَاَرْجُوْا اَنْ تَکُوْنُوْا نِصْفَ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَذَالِکَ اَنَّ الْجَنَّۃَ لَا یَدْخُلُھَا اِلَّا نَفْسٌ مُّسْلِمَۃٌ

آدھے جنتی حضورؐ کے امتی ہیں۔

بخاری اور مسلم میں عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بھلا تم اس بات سے راضی ہو کہ تم بہشت کے لوگوں میں چوتھائی ہو؟ ہم نے کہا ہاں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ بھلا تم اس بات سے راضی ہو کہ تم بہشتیوں کی تہائی ہو؟ ہم نے کہا ہاں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قابو میں محمدؐ کی جان ہے کہ مقرر میں امید رکھتا ہوں کہ تم بہشتیوں میں آدھے ہوگے اور اس کا سبب یہ ہے کہ بہشت میں

وَمَا اَنْتُمْ فِیْ اَهْلِ الشِّرْكِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِیْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِیْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَحْمَرِ۔

سوائے مسلمان جان کے کوئی نہ داخل ہوگا اور نہیں ہو تم اہل شرک میں مگر جیسے ایک سفید بال کالے بیل کی کھال میں یا جیسے ایک سیاہ بال لال بیل کی کھال میں۔

**ف** یعنی آدھی بہشت میں امت محمدی ہوگی اور نصف باقی میں اور پیغمبروں کی امتیں ہوں گی۔ اول حضرتؐ نے چوتھائی فرمایا پھر تہائی پھر آدھا۔ اس واسطے کہ لوگ شکر الٰہی کریں اور دمبدم خوشی میں ترقی ہو۔

(۱۵۴) **ق** اَبُوْ سَعِیْدٍ يَقُوْلُ اللّٰهُ يَا اٰدَمُ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِیْ يَدَيْكَ فَيَقُوْلُ اَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ قَالَ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَّتِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ قَالَ فَذَالِكَ حِيْنَ يَشِيْبُ الصَّغِيْرُ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ۔ قَالَ فَاشْتَدَّ ذَالِكَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّنَا ذَالِكَ الرَّجُلُ فَقَالَ اَبْشِرُوْا فَاِنَّ مِنْ يَّاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ اَلْفًا وَّمِنْكُمْ رَجُلٌ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ اِنِّیْ لَاَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ فَحَمِدْنَا اللّٰهَ وَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ اِنِّیْ لَاَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ فَحَمِدْنَا اللّٰهَ وَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ اِنِّیْ لَاَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنُوْا شَطْرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِنَّ مَثَلَكُمْ فِی الْاُمَمِ

بخاری اور مسلم میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا فرماویگا اے آدم تو وہ کہے گا حاضر ہوں تیری خدمت اور اطاعت میں اور سب بہتری تیرے ہی ہاتھوں میں ہے سو خدا فرماویگا کہ نکال دوزخ کا حصہ یعنی جو دوزخ میں ڈالے جاوینگے ان کو جدا کر آدم کہیں گے الٰہی کسقدر ہے دوزخ کا حصہ خدا فرماویگا کہ ہر ایک ہزار سے نوسو اور ننانوے۔ یعنی ہزار آدمی میں ایک بہشتی اور باقی دوزخی۔ حضرتؐ نے فرمایا سو یہ اس وقت ہوگا جبکہ بڈھا ہو جاویگا لڑکا اور ہر ایک پیٹ والی اپنے پیٹ کا بچہ گرا دیوے گی اور تو دیکھے گا لوگوں کو بیہوش اور دیوانے اور حالانکہ وہ دیوانے نہیں ولیکن خدا کا عذاب سخت ہوگا۔ راوی نے کہا سو یہ بات اصحاب پر نہایت سخت گذری تو اصحابؓ نے کہا یا رسول اللہ ہم میں سے ایسا بہشتی مرد کون ہوگا یعنی جب ہزار میں ایک ہی شخص بہشتی ٹھہرا تو ہم کو نجات پانے کی کیا امید باقی رہی حضرتؐ نے فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو خوش رہو اس واسطے کہ یاجوج اور ماجوج سے ہزار دوزخی ہوں گے اور تم میں سے ایک مرد بہشتی ہوگا یعنی دوزخ کے بھرنے کے واسطے یاجوج ماجوج کیا کم ہیں جو تم گھبراتے ہو۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا اس کی قسم جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ میں اس کی امید رکھتا ہوں کہ تم لوگ بہشتیوں کے چوتھائی ہوگے۔ راوی نے کہا تو ہم اصحاب نے الحمد للہ اور اللہ اکبر کہا۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا اس کی قسم جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ میں اس کی امید رکھتا ہوں کہ تم بہشتیوں کے تہائی ہوگے۔

آدھے جنتی حضورؐ کے امتی ہیں۔

كَمَثَلِ الشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ أَوْ كَالرَّقْمَةِ فِي ذِرَاعِ الْحِمَارِ

راوی نے کہا تو ہم نے الحمد للہ اور واللہ اکبر کہا۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کی قسم جس کے قابو میں میری جان ہے کہ تم آدھے ہو گے تمام اہل بہشت کے البتہ تمہاری مثل اور امتوں میں جیسے سفید بال کی مثل سیاہ بیل کی کھال میں یا کہ جیسے داغ کی مثل گدھے کے ہاتھ میں۔

ف یعنی امت محمدی بہ نسبت اگلی امتوں کے نہایت کم ہے دوزخ کے واسطے یا جوج ماجوج اور اگلی امتوں کے کافر کچھ کم نہیں۔ معلوم ہوا کہ آدھی بہشت میں یہ امت مرحومہ ہوگی اور آدھی میں اور پیغمبروں کی امتیں ہوں گی۔ اتنا کرم اس امت پر محض اس نبی کریمؐ کی بدولت ہے۔ اللہم صل وسلم علیہ۔ اس حدیث کا اول مضمون جگر کے ٹکڑے کرتا ہے اور پچھلا مضمون بغلیں بجواتا ہے۔ ایمان کے دو پر میں خوف اور رجا۔ نہ نرا خوف ہی بہتر کہ رحمت سے ناامید کر ڈالے، نہ بے دغدغہ امید ہی رکھنا چاہیے کہ خلاف شرع اور بے قید ڈا[illegible]

## گناہ جاہلیت کے کام ہیں

(۱۵۵) ق أَبُو ذَرٍّ إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ هُمْ إِخْوَانُكُمْ وَخَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدَيْهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ فَأَعِينُوهُمْ عَلَيْهِ قَالَهُ لَهُ حِينَ عَيَّرَ غُلَامَهُ بِأُمِّهِ۔

بخاری اور مسلم میں ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر تو ایسا مرد ہے کہ تجھ میں جہالت کی خو ہے تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں یعنی آدم کی اولاد ہیں اور تمہارے خدمتگار ہیں خدا نے ان کو تمہارے ہاتھ کے نیچے ڈالا ہے یعنی ان کا مالک کیا ہے۔ سو جس کا بھائی جس کی ملک میں ہو سو اس کو کھلاوے جو آپ کھاتا ہو اور اس کو پہناوے جو آپ پہنتا ہو، اور ان پر ایسا بوجھ نہ ڈالو جو ان کو دبا ڈالے سو ان پر اگر کسی کام کا بوجھ ڈالو تو خود بھی ان کی مدد کرو یہ حدیث حضرتؐ نے ابو ذرؓ سے فرمائی جب ابو ذرؓ نے اپنے غلام کو ماں کی گالی دی۔

ف ابو ذر غفاریؓ جیسا آپ لباس پہنتے تھے ویسا ہی ان کا غلام پہنے تھا کسی نے ان سے سبب پوچھا تب یہ حدیث بیان کی۔ لونڈی غلام کو کھانا کپڑا دستور کے موافق بقدر مقدور دینا واجب ہے اپنے برابر کھانا کپڑا دینا مستحب ہے فرض نہیں اور گالی دینا درست نہیں۔ اگر کام بگاڑے جھڑکنا درست ہے اور بھاری کام کو نہ کہے اگر کہے تو آپ بھی اس کام میں شریک ہووے۔

## اعمال کے نتیجے نیت کے مطابق ہوتے ہیں

(۱۵۶) ق عُمَرُ الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى فَمَنْ كَانَتْ

بخاری اور مسلم میں عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ عملوں کا اعتبار نیتوں سے ہے اور ہر ایک

؎ مسلم شریف کی روایت میں لا طمع کا لفظ ہے لا رجو کا نہیں۔ (حشی)

هِجْرَتُهٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فَھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُھَا اَوِامْرَأَۃٍ یَتَزَوَّجُھَا فَھِجْرَتُہٗ اِلٰی مَا ھَاجَرَ اِلَیْہِ۔

مرد کے واسطے وہی ہے جو اس نے نیت کی یعنی کوئی عمل بدون نیت کے ٹھیک اور ثواب کے لائق نہیں سو جس کی ہجرت اللہ اور رسول کے واسطے ہوئی تو اس کی ہجرت خدا اور رسول کے واسطے ہو چکی یعنی اس کا ثواب پاویگا اور جس کی ہجرت دنیا کے واسطے ہوئی کہ اس کو پاوے یا کسی عورت کے واسطے کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی ہجرت اسی کی طرف ہوئی جس کے واسطے اس نے ہجرت کی یعنی دنیا اور عورت

خلوص نیت کی تشریح اور ریا کی مذمت

ف بعضی روایت میں یوں آیا ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت کے واسطے جس کا ام قیس نام تھا مدینے کی طرف ہجرت کی۔ لوگوں نے یہ حال حضرتؐ سے کہا، تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی ایسی ہجرت کا کچھ ثواب نہیں کہ نیت خالص نہیں۔ نیت ارادہ اور قصد دلی کا نام ہے زبان سے کہنے کی کچھ حاجت نہیں مثلاً اگر نماز کی نیت دل میں کی زبان سے نہ نکلے یا زبان سے خلاف اس کے نکلے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ پکار کے زبان سے نماز میں نیت کرنا تو ہرگز درست نہیں لیکن اس میں اختلاف ہے کہ زبان سے بھی کہنا درست ہے یا نہیں اہل فقہ اس کو مستحب کہتے ہیں تاکہ دل اور زبان موافق ہو جاویں اور اہل حدیث کے نزدیک زبان سے نہ کہے اس واسطے کہ حضرتؐ سے ثابت نہیں ہر چند ہجرت دین میں نہایت عمدہ عبادت ہے لیکن بدون خالص نیت کے اس کی بھی کچھ حقیقت نہیں۔ اسی طرح علم اور درویشی اور ہر قسم کی عبادت کو قیاس کیا چاہئے کہ اگر محض خدا کے واسطے ہے تو سبحان اللہ اور نہیں تو اس کو قالب بے روح سمجھا چاہئے اور جب نیت پر مدار ٹھہرا تو خوش نیتی سے مباحات میں بھی ثواب ہوتا ہے جیسے کھانا اس نیت سے کہ عبادت کی قوت حاصل ہو اور کپڑا پہننا تاکہ نماز درست ہو، اپنی جورو سے صحبت کرنا کہ نیک اولاد ہو اور حرام کاری سے بچے۔ بلکہ اگر ایک عمل میں کئی طرح نیت کرے تو ہر ایک نیت کا علیحدہ ثواب پاوے مثلاً مسجد میں بیٹھنا ایک عمل ہے لیکن اس میں کئی طرح کی نیت ہو سکتی ہے۔ ایک تو یہ کہ دوسری نماز کی انتظار کرنا، دوسرے یہ کہ آنکھ اور کان کو گناہوں سے روکنا، تیسرے اعتکاف کرنا، چوتھے حضرتؐ پر درود اور سلام کرنا، پانچویں علم سیکھنا یا غیر کو سکھلانا، نیک بات بتلانا، برے کام سے روکنا غرض کہ یہ حدیث اخلاص عمل اور درستی نیت میں اصل ہے اور بدنیتی اور ریاکاری کی بیخ کن ہے اسی واسطے محدثین کا معمول ہے کہ حدیث کی کتابوں میں اول اسی حدیث کو لکھتے ہیں تاکہ حدیث پڑھنے والوں کی نیت درست ہو جاوے، خدا ہی کے واسطے علم حدیث پڑھیں دنیا کا کسی طرح لگاؤ نہ رکھیں۔ امام شافعی سے روایت ہے کہ اس حدیث کو دین میں ستر جگہ دخل ہے مراد کثرت ہے یعنی ہر جگہ اس کا دخل ہے۔ عبادات میں اور معاملات میں اور عادات میں سب علمائے حدیث اس حدیث کی صحت پر متفق ہیں و بعضے اس کو متواتر کہتے ہیں۔ واللہ اعلم

## مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان تکلیف نہ پائیں

(۱۵۷) ق عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَمْرٍو اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کامل مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچیں۔

ف یعنی زبان سے نہ غیبت کرے نہ گالی دے اور نہ ہاتھ سے کسی کو ناحق مارے نہ چراوے۔

# طہارت

پاک رہنے صدقہ کرنے نماز پڑھنے اور ذکر کرنے کی فضیلت۔

(۱۵۸) م اَبُوْمَالِكِ الْاَشْعَرِیُّ اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ یَمْلَاُ الْمِیْزَانَ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ یَمْلَاٰنِ اَوْیَمْلَاُ مَا بَیْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالصَّلٰوۃُ نُوْرٌ وَالصَّدَقَۃُ بُرْھَانٌ وَالصَّبْرُ ضِیَاءٌ وَالْقُرْاٰنُ حُجَّۃٌ لَّكَ اَوْعَلَیْكَ كُلُّ النَّاسِ یَغْدُوْ فَبَائِعٌ نَفْسَہٗ فَمُعْتِقُھَا اَوْمُوْبِقُھَا۔

مسلم میں ابومالک اشعریؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا طہارت آدھا ایمان ہے اور الحمد للہ کہنے کا ثواب اعمال کی ترازو کو بھر دیتا ہے اور سبحان اللہ اور الحمد للہ دونوں کا ثواب یا ہر ایک کا ثواب آسمان اور زمین کے درمیان کو بھر دیتا ہے اور نماز نور ہے اور صدقہ یعنی خیرات کرنا ایمان کی دلیل ہے اور صبر کرنا یعنی مصیبت اور تکلیف میں دین پر ثابت رہنا روشنی ہے اور قرآن تیرے فائدے کی دلیل ہے اگر اس پر عمل کیا یا تجھ پر الزام کی حجت ہے اگر اس پر عمل نہ کیا۔ ہر ایک آدمی صبح کرتا ہے سو اپنی جان کو بیچتا ہے یعنی صبح ہوتے ہر شخص کام میں مشغول ہوتا ہے سو یا اپنی جان کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے اگر نیک عمل کیا یا اس کو ہلاک کرتا ہے اگر بد عمل کیا۔

ف طہارت کو آدھا ایمان اس واسطے فرمایا کہ ظاہر باطن کی صفائی کا نام ایمان ہے۔ سو ظاہر بدن کی طہارت یعنی غسل اور وضو نصف ایمان ہوئی اور باطن دل کی صفائی یعنی صحیح عقیدے اور نیک اخلاق نصف باقی ٹھہرے اور نماز کو اس واسطے نور فرمایا کہ نماز اکثر بے حیائی اور بے کام سے جو دل کی سیاہی کا سبب ہیں روکتی ہے یا نماز کے سبب سے قبر میں نور ہوگا اور قیامت کی ظلمت میں نماز کی روشنی سے نمازی بہشت تک پہنچے گا اور خیرات کو ایمان کی دلیل اس واسطے فرمایا کہ جب آدمی نے اپنا مال خدا کی راہ میں دیا تو معلوم ہوا کہ اس کو خدا کا اور آخرت کا ایمان ہے اور نہیں تو اپنی محبوب چیز کو کیوں خرچ کرتا اور صبر کو روشنی اس واسطے فرمایا کہ جب آدمی نے مصیبت میں جزع فزع نہ کی اور تکلیف سے نہ گھبرایا تو شیطان اور نفس کی ظلمت دور ہوئی اور جب ظلمت گئی تو روشنی ہوئی۔

## نماز کے لئے طہارت ضروری ہے

(۱۵۹) م اِبْنُ عُمَرَ لَاتُقْبَلُ صَلٰوۃٌ بِغَیْرِ طُھُوْرٍ وَّلَاصَدَقَۃٌ مِّنْ غُلُوْلٍ۔

مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بغیر طہارت اور پاکی کے نماز قبول نہیں ہوتی اور صدقہ قبول نہیں ہوتا غنیمت [illegible]

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بدون غسل اور وضو نماز قبول نہیں اور حرام مال کو خدا کی راہ میں دینے سے کچھ ثواب نہیں [illegible]

(۱۶۰) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ لَاتُقْبَلُ صَلوٰةُ مَنْ اَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ ۔ بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس کا وضو ٹوٹے اس کی نماز قبول نہیں جب تک وضو نہ کر لیوے۔

ف وضو ٹوٹتا ہے اس سے جو آگے اور پیچھے سے نکلے اور تکیہ لگا کر سونے سے اور خون پیپ بدن پر بہنے سے اور مستی اور دیوانگی سے۔

## وضو کا بیان

(۱۶۱) خ اَبُوْهُرَيْرَةَ مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ۔ بخاری میں روایت ہے ابوہریرہؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو وضو کرے تو چاہیے کہ پانی ڈال کر ناک کو صاف کرے اور جو ڈھیلے لے تو چاہیے کہ طاق لے یعنی تین لے یا پانچ یا سات۔

## وضو کی فضیلت اور اس کے بعد نماز پڑھنے کا ثواب

(۱۶۲) ق عُثْمَانُ لَايَتَوَضَّأُ رَجُلٌ فَيُحْسِنُ الْوُضُوْءَ فَيُصَلِّيْ صَلوٰةً اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الصَّلوٰةِ الَّتِيْ تَلِيْهَا۔ بخاری اور مسلم میں حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو مرد وضو کرے سو اچھی طرح وضو کرے یعنی تین تین بار سب جگہ خوب پانی پہنچاوے پھر نماز پڑھے کوئی نماز سو تو خدا اس کے گناہوں کو معاف کریگا وضو کے وقت سے پچھلی نماز تک۔

ف یہ بشارت ہے تحیۃ الوضو کے نماز کی۔

(۱۶۳) م عُثْمَانُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَطَهَّرُ فَيُتِمُّ الطُّهُوْرَ الَّذِيْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَيُصَلِّيْ هٰذِهِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ اِلَّا كَانَتْ كَفَّارَاتٍ لِّمَا بَيْنَهُنَّ۔ مسلم میں حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں کوئی ایسا مسلمان جو طہارت کرے غسل ہو یا وضو پھر پوری طرح طہارت کرے جو خدا نے اس پر فرض کی پھر نماز پڑھے یہی پنجگانہ نماز تو وہ نمازیں اپنے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہو جاویں گی یعنی صغیرہ گناہوں کو مٹا دیں گی۔

نماز پنجگانہ

(۱۶۴) م اَبُوْهُرَيْرَةَ اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ اِلٰى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ اِذَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ۔ مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک درمیان کے گناہوں کا اوتار ہیں جبکہ کبیرہ گناہوں سے بچے۔

کونسی نیکیاں گناہوں کا کفارہ ہیں

ف معلوم ہوا کہ نیکیاں صغیرہ گناہوں کو دور کرتی ہیں اور کبیرہ گناہ توبہ سے معاف ہوتے ہیں۔ وہ جس گناہ میں حق العباد ہو یعنی آدمی کی تقصیر کی ہو تو اس کے معاف کرنے پر اس کی بخشش موقوف ہے۔

## وضو کے بعد کا بیان

(۱۶۵) م عُمَرُ مَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ الْوُضُوْءَ اَوْ يُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مسلم میں عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص وضو کرے تو کمال مرتبے کو پہنچاوے یا پورا وضو کرے پھر یوں کہے کہ گواہی دیتا ہوں میں کہ سوائے خدا کے

وضو کے بعد کا بیان

وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ۔

کوئی بندگی کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کا بندہ ہے اور اس کا پیغام بھیجا ہوا الا تو کھول دیئے جاتے ہیں اس کے واسطے بہشت کے آٹھوں دروازے جس دروازے سے کہ اس کا جی چاہے بہشت میں جائے

**ف** اس حدیث میں اچھی طرح وضو کرنے اور بعد اس کے توحید اور رسالت کی گواہی دینے کی تاثیر اور فضیلت کا بیان ہے۔

## استنجے کیلئے طاق عدد ڈھیلے لینا

(١٦٦) **م** جَابِرٌ اِذَا اسْتَجْمَرَ اَحَدُكُمْ فَلْيُوْتِرْ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کوئی استنجے کیواسطے ڈھیلے لیوے تو طاق لے یعنی تین یا پانچ یا سات۔

(١٦٧) **ق** اَبُوْهُرَيْرَةَ اِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ مِنْ مَّنَامِهٖ فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيْتُ عِنْدَ خَيَاشِيْمِهٖ

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کوئی اپنی نیند سے جاگے تو تین بار ناک جھاڑے اس واسطے کہ شیطان رات کو ناک کی جڑ میں رہتا ہے۔

**ف** سوتے میں بلغم اور رطوبت دماغ سے اتر کے ناک کی جڑ میں جمع ہوتا ہے اس کے سبب سے آدمی کو سستی ہوتی ہے۔ سو فرمایا کہ تین بار چھنک ڈالے تاکہ سستی دور ہو جاوے۔ بلغم اور رطوبت کو شیطان فرمایا اس واسطے کہ اس سے سستی اور غفلت ہوتی ہے عبادت میں سو یہ عین آرزو ہے شیطان کی، یا سچ مچ وہاں رات کو شیطان رہتا ہو۔ واللہ اعلم۔

## وضو میں پاؤں کا پورا دھونا

(١٦٨) **ق** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو وَيْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خرابی ہے ایڑیوں کو دوزخ سے۔

**ف** حضرتؐ نے چند لوگوں کو دیکھا کہ انھوں نے وضو کیا اور ان کی ایڑیاں خشک رہ گئیں تھیں وہاں پانی نہ لگا تھا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی اور فرمایا وضو کیا کرو کہ خشک نہ رہنے پاوے۔

(١٦٩) **ق** اَبُوْهُرَيْرَةَ وَيْلٌ لِّلْعَرَاقِيْبِ مِنَ النَّارِ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خرابی ہے کوچوں کو دوزخ سے یعنی اگر وضو میں کوچیں خشک رہیں گے تو دوزخ میں جلیں گے۔

**ف** ان دونوں حدیثوں سے صاف معلوم ہوا کہ تمام قدم کا دھونا وضو میں فرض ہے تھوڑا بھی خشک رکھنا ایسا گناہ ہے کہ اس کا انجام دوزخ ہے ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ وضو کی آیت سے شیعہ جو قدم کا مسح سمجھتے ہیں سو غلط ہے قرآن کا مطلب حضرتؐ سے بہتر کون سمجھ سکتا ہے۔

## وضو میں سارے اعضاء کو پورا پورا دھونا ضروری ہے

(١٧٠) **م** عُمَرُ اِرْجِعْ فَاَحْسِنْ وُضُوْءَكَ

مسلم میں عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ پلٹ

فَقَالَ لِرَجُلٍ تَوَضَّأَ فَتَرَكَ مَوْضِعَ ظُفُرٍ عَلٰى قَدَمِهٖ فَرَجَعَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلّٰى۔

سو اچھی طرح سے اپنا وضو کر یہ حضرتؐ نے اس مرد سے کہا جس نے وضو کیا اور ایک ناخن برابر اپنے قدم کو خشک چھوڑا پھر وہ شخص پلٹا سو اس نے وضو کیا پھر نماز پڑھی۔

**ف** معلوم ہوا کہ اعضاء وضو کی اندک خشکی بھی وضو کو باطل کرتی ہے۔

## وضو کرتے وقت پانی کے ساتھ گناہ جھڑ جاتے ہیں

وضو کی فضیلت

(۱۷۱) م اَبُوْ هُرَيْرَةَ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهٖ۔ [1]

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس نے بہت اچھی طرح وضو کیا تو اس کے تمام بدن سے گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے نکل جاتے ہیں۔

(۱۷۲) م اَبُوْ هُرَيْرَةَ إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ خَرَجَ مِنْ وَّجْهِهٖ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ وَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَّدَيْهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيْئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِّنَ الذُّنُوْبِ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب وضو کرتا ہے بندہ مسلمان یا ایماندار، یہ شک ہے راوی کو کہ حضرتؐ نے مسلم کا لفظ فرمایا یا مومن کا، سو دھوتا ہے اپنے منہ کو تو نکل جاتے ہیں اس کے منہ سے سب گناہ جن کو اپنی آنکھ سے دیکھا پانی گرنے کے ساتھ ہی یا پچھلے پانی کے قطرے کے ساتھ، اور جب اپنے دونوں ہاتھ دھوئے تو اس کے ہاتھوں سے سب گناہ نکل جاتے ہیں جن کو ہاتھ سے پکڑنے کیا پانی گرنے کے ساتھ ہی یا پچھلے پانی کے قطرے کے ساتھ پھر جب اپنے دونوں پاؤں دھوئے تو نکل جاتے ہیں سب گناہ جن کو پیروں سے چل کر کیا پانی کے ساتھ ہی یا پچھلے پانی کے قطرے کے ساتھ یہانتک کہ گناہوں سے پاک [illegible] ہو جاتا ہے۔

**ف** اس حدیث میں فضیلت ہے وضو کی۔ معلوم ہوا کہ وضو سے گناہ دور ہوتے ہیں یعنی صغیرہ گناہ اور کبیرہ گناہ توبہ سے۔

## وضو میں نور پیدا کرنے کا طریقہ

(۱۷۳) م اَبُوْ هُرَيْرَةَ تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوْءُ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مومن کا زیور وہاں تک پہنچتا ہے جہاں تک وضو کا پانی۔

**ف** یعنی جہانتک وضو کا پانی لگتا ہے وہاں تک قیامت میں آفتاب کی سی روشنی ہوگی۔

(۱۷۴) م اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَدِدْتُ أَنَّا قَدْ رَأَيْنَا إِخْوَانَنَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَسْنَا إِخْوَانَكَ قَالَ أَنْتُمْ أَصْحَابِيْ

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہم کو یہ تمنا ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھتے۔ اصحاب نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم آپ کے بھائی نہیں حضرت نے فرمایا کہ تم تو میرے اصحاب ہو

---

[1] مسلم شریف میں یہ روایت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضرت ابوہریرہؓ سے نہیں (محشی)

جو لوگ حضورؐ کے دیدار سے محروم رہے ان پر حضورؐ کی عنایت۔

وَاِخْوَانُنَا الَّذِيْنَ لَمْ يَأْتُوْا بَعْدُ فَقَالُوْا كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَّمْ يَأْتِ بَعْدُ مِنْ اُمَّتِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اَرَاَيْتَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا لَّهٗ خَيْلٌ غُرٌّ مُّحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرَيْ خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ اَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهٗ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاِنَّهُمْ يَأْتُوْنَ غُرًّا مُّحَجَّلِيْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ وَاَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ۔

یعنی ہم صحبت اور رفیق ہو تمہارے برابر کون ہو سکتا ہے اور ہمارے بھائی وے لوگ ہیں جو ابھی نہیں آئے یعنی اس زمانے میں موجود نہیں۔ تو اصحاب نے کہا کہ آپ یا رسولؐ اللہ قیامت میں شفاعت کے واسطے کیونکر پہچانیں گے ان لوگوں کو جو ہنوز موجود نہیں۔ سو حضرتؐ نے فرمایا کہ بھلا بتلاؤ تو کہ اگر ایک مرد کے کئی پچکلیاں گھوڑے ہوں یکرنگ مشکی گھوڑوں کے اندر کیا وہ اپنے گھوڑوں کو نہ پہچان لیوے گا۔ اصحابؓ نے کہا یا رسولؐ اللہ کیوں نہ پہچانے گا۔ حضرتؐ نے فرمایا تو وے لوگ بھی قیامت میں آویں گے منہ اور ہاتھ پاؤں روشن کرکے وضو کے اثر سے، اور میں حوض کوثر پر اُنکا پیشوا ہوں سامان تیار کرنے والا۔

* * *

**ف** اس حدیث میں حضرتؐ نے اپنے محرومانِ دیدار کو اپنا اشتیاق اظہار کرکے دلاسا دلایا اور حوض کوثر کا وعدہ کیا۔ مسلمانوں کو اس سے زیادہ تر کون فخر ہوگا کہ حضرتؐ نے ان کو اپنا بھائی فرمایا۔ مصرع

معشوق کہ عشاق نواز ست ہمیں ست

(۱۷۵) **ق** اَبُوْهُرَيْرَةَ اُمَّتِي الْغُرُّ الْمُحَجَّلُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میری امت کے منہ اور ہاتھ پاؤں روشن ہوں گے قیامت کے دن وضو کے اثر سے۔

**ف** یعنی جس جس مقام پر وضو کا پانی لگتا ہے سو قیامت میں روشن ہو جاوے گا۔

## حوض کوثر کا ذکر

(۱۷۶) **م** حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ اِنَّ حَوْضِيْ لَاَبْعَدُ مِنْ اَيْلَةَ مِنْ عَدَنَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَذُوْدُ عَنْهُ الرِّجَالَ كَمَا يَذُوْدُ الرَّجُلُ الْاِبِلَ الْغَرِيْبَةَ عَنْ حَوْضِهٖ۔ [۱]

مسلم میں حذیفہ بن یمانؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ میرا حوض کوثر کافروں سے بہت دور ہوگا جیسے شہر ایلہ شہر عدن سے دور ہے قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ میں منکر کافر لوگوں کو اس حوض سے ہانکوں گا جیسے مرد اپنے حوض سے بیگانے اونٹ کو ہانکتا ہے۔

**ف** ایلہ شام میں ایک شہر کا نام ہے اور عدن یمن میں ایک شہر کا نام ہے یعنی جیسے ایلہ عدن سے بہت دور ہے، ویسے کافر میرے حوض سے دور رہیں گے اس کا پانی ان کے نصیب میں نہیں یا یہ مطلب کہ میرا حوض اتنا لمبا چوڑا ہے جیسے ایلہ سے عدن تک یعنی باوجود اس وسعت کے کافر اس سے بے نصیب ہیں۔

---

[۱] امام مسلم نے حدیث مذکور کو عنوان بالا میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

تین قسم کے اعمال گناہوں کو مٹاتے اور درجے بڑھاتے ہیں۔

## مشقت کی حالت میں پورے وضو کرنے کی فضیلت

(۱۷۷) م ابوھریرۃ اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی مَا یَمْحُو اللّٰہُ بِہِ الْخَطَایَا وَیَرْفَعُ بِہِ الدَّرَجَاتِ قَالُوْا بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ فِی الْمَکَارِہِ وَکَثْرَۃُ الْخُطٰی اِلَی الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ فَذٰلِکُمُ الرِّبَاطُ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا ہاں میں بتلاتا ہوں تم کو وہ چیز جس کے سبب سے خدا گناہوں کو مٹادے اور درجے بلند کرے۔ اصحاب نے کہا ہاں یارسول اللہ یہ تو ضرور بتلائیے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ پورا وضو کرنا سخت وقتوں میں اور کثرت آمد و رفت مسجدوں کی اور انتظار کرنا دوسرے وقت کی نماز کا ایک وقت کی نماز کے بعد حقیقت میں یہی عمدہ رباط ہے۔

**ف** رباط اس کو کہتے ہیں کہ دارالاسلام کی حد پر چھاؤنی ہو اور گھوڑے باندھے جاویں تاکہ کافروں کا لشکر نہ آنے پاوے۔ سو فرمایا کہ یہ تین عمل باطن کی چھاؤنی ہیں کہ شیطان کے لشکر کو روکتے ہیں۔ سخت وقتوں میں پورا وضو کرنا یعنی نہایت سردی میں یا بیماری میں اچھی طرح تین بار اعضا کو دھونا یا گراں قیمت پانی مول لیکر وضو کرنا۔ کثرت آمد و رفت مسجد میں یعنی پنجگانہ نماز کے واسطے آنا جانا اور نماز کا انتظار کرنا یعنی مسجد میں مثلاً عصر پڑھ کے مغرب کے واسطے بیٹھنا۔

## مسواک کرنا

(۱۷۸) م ابوھریرۃ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ بِالسِّوَاکِ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر میں اپنی امت پر مشکل نہ جانتا تو میں ان کو واجب کر کے مسواک کا حکم کرتا یعنی پنجگانہ نماز میں۔

**ف** مسواک کرنا سنت ہے بالاتفاق خصوصاً نماز کے وقت اور امام شافعیؒ کے نزدیک فجر اور ظہر کو زیادہ تاکید ہے۔ مسواک سے بو دفع ہوتی ہے۔ وضو اور قرأت قرآن اور نیند اور سکوت اور بھوک کے وقت زیادہ تر مستحب ہے۔ مسواک کڑوی لکڑی کی چاہیئے۔ پیلو کی مسواک سب سے بہتر، چھوٹی انگلی برابر موٹی اور بالشت برابر لنبی۔

(۱۷۹) خ انس اَکْثَرْتُ عَلَیْکُمْ فِی السِّوَاکِ۔

بخاری میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے تم سے مسواک کرنے کی خوبی بارہا کہی۔

**ف** غرض یہ کہ مسواک میں غفلت اور سستی نہ کرو، مسواک کی عادت ڈالو۔

## فطری خصلتیں

(۱۸۰) ق ابوھریرۃ اَلْفِطْرَۃُ خَمْسٌ اَلْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِیْمُ الْاَظْفَارِ وَنَتْفُ الْاٰبَاطِ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ آدمی کی پیدائشی چیزیں پانچ ہیں۔ اول ختنہ کرنا۔ دوسرے ناف کے نیچے مونڈنا۔ تیسرے مونچھیں کترنا۔ چوتھے ناخن کاٹنا۔ پانچویں بغلوں کے بال اکھاڑنا۔

ق۔ بخاری ج۲ ص۸۷۵ مشکوٰۃ ۱ مسلم ج۱ ص۱۲۸۔ چشتی

ف یعنی ہر ایک انسان جس میں کہ آدمیت ہے وہ ان پانچوں چیزوں کو ایسا پسند کرتا ہے گویا کہ یہ پیدائشی بات ہے تعلیم کی اس میں کچھ حاجت نہیں اس واسطے کہ اول تو اس میں پاکی اور ستھرائی ہے دوسرے فائدہ بھی ہے۔ ختنے میں یہ فائدہ ہے کہ میل نہیں جمتا، پیشاب کا قطرہ نہیں رہتا اور جماع میں زیادہ لذت ہوتی ہے، اور ناف کے نیچے بال مونڈنے میں یہ فائدہ ہے کہ میل دور ہوتا ہے اور شہوت کی قوت زیادہ ہوتی ہے اور مونچھوں کے کترانے میں یہ فائدہ کہ مجوسی اور ہندو کی مشابہت نہ ہو اور کھانے پینے میں کچھ جھجک نہ رہے اور ناخن کاٹنے میں یہ فائدہ کہ میل اور نجاست نہ جم رہے اور بغل کے بال دور کرنے میں یہ فائدہ کہ میل نہ رہے اور وہاں کی گندگی دور ہوتی رہے۔ ہر چند سنت یہ ہے کہ ناف کے نیچے کے بال استرے سے مونڈے لیکن نورہ لگانا بھی درست ہے اور جس کو بال اکھیڑنے کی عادت ہو تو بھی درست ہے اور بغل کے بال مونڈنا بھی درست ہے۔ اور دوسری حدیث میں پیدائشی چیزیں دس فرمائیں۔ پانچ تو یہی جو اس حدیث میں ہیں اور باقی پانچ یہ کہ اول سر پر مانگ نکالنا جس کے سر پر بال ہوں، دوسری کلی کرنا، تیسری ناک صاف کرنا، چوتھی مسواک کرنا، پانچویں پانی سے استنجا کرنا۔ کبھی حضرتؐ نے پانچ کو ذکر کیا اور کبھی دس کو جیسی ضرورت دیکھی ویسا ہی فرمایا۔

(۱۸۱) م عَائِشَةُ عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَاِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ وَالسِّوَاكُ وَاسْتِنْشَاقُ الْمَآءِ وَ قَصُّ الْاَظْفَارِ وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَنَتْفُ الْاِبِطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَآءِ۔ قَالَ الرَّاوِیُ وَنَسِيْتُ الْعَاشِرَةَ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةَ۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ دس چیزیں پیدائشی سنت ہیں ایک تو خوب مونچھ کترانا۔ دوسرے داڑھی چھوڑنا بقدر قبضہ۔ تیسری مسواک کرنا۔ چوتھی پانی سے ناک صاف کرنا۔ پانچویں ناخن کاٹنا۔ چھٹی انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا تاکہ میل نہ جم رہے۔ ساتویں بغل کے بال اکھاڑنا۔ آٹھویں زیر ناف کے بال مونڈنا۔ نویں پیشاب کے بعد پانی سے استنجا کرنا۔ راوی نے کہا کہ میں دسویں چیز بھول گیا مگر یہ کہ کلی ہو یعنی خوب یاد نہیں لیکن قرینے سے معلوم ہوتا ہے کہ دسویں چیز شاید کلی کرنا مراد ہو۔

٭ ٭ ٭ ٭ ٭

## مونچھیں کتروانا اور داڑھی رکھنا

(۱۸۲) م اَبُوْهُرَيْرَةَ جُزُّوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللِّحٰى۔ [۱]

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خوب کتراؤ مونچھوں کو اور رکھو داڑھیوں کو۔

ف مونچھ کترانا اور داڑھی رکھنا واجب ہے اور مونچھ نہ کترانا اور داڑھی مونڈنا یا نہایت کترانا کبیرہ گناہ ہے۔ مسلمانوں کو خدا توفیق غیرت دے۔

## طاق عدد سے استنجا کرنا

(۱۸۳) م سَلْمَانُ لَا يَسْتَنْجِیْ اَحَدُكُمْ

مسلم میں سلمانؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی

---

حاشیہ: [۱] اس کے خلاف امام فخرالدین رازی سے مواہب لدنیہ میں منقول ہے کہ ختنے میں فائدہ یہ ہے کہ لذت مباشرت کی باعتدال ہو جاتی ہے اس واسطے کہ بسبب دور ہو جانے پوست کے حشفہ میں فی الجملہ سختی آجاتی ہے اور بہت ذکی الحس نہیں رہتا جیسا کہ پیشتر تھا بہ سبب اندر چھپا رہنے کے لائق شریعت کے وسط معتدل ہے۔

[۱] امام مسلم نے حدیث مذکور کو عنوان بالا میں ذکر کیا ہے (چشتی)

بِدُوْنِ ثَلٰثَۃِ اَحْجَارٍ۔ تم میں بدون تین پتھر یا ڈھیلے کے استنجا نہ کیا کرے۔

**ف** جائے ضرور کے بعد تین ڈھیلے لینا سنت ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعیؒ کا۔ امام اعظمؒ کے نزدیک اگر ایک ڈھیلے سے بھی صفائی حاصل ہو تو کفایت کرتا ہے اور تین ڈھیلے لینا مستحب ہے فرض نہیں۔

## قبلہ کی طرف استنجا کرنے کی ممانعت

(۱۸۴) **ق** اَبُوْاَیُّوْبَ اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَۃَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْھَا بِبَوْلٍ وَّلَا بِغَائِطٍ وَّلٰکِنْ شَرِّقُوْا اَوْغَرِّبُوْا۔

بخاری اور مسلم میں ابوایوبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تم جائے ضرور کو جایا کرو تو قبلہ کے سامنے نہ بیٹھا کرو اور نہ اس کو پیٹھ دیا کرو، نہ پیشاب کے وقت نہ جائے ضرور کے وقت بلکہ پورب یا پچھم بیٹھا کرو۔

**ف** جائے ضرور اور پیشاب کے وقت قبلے کے سامنے بیٹھنا اور پیٹھ دیکر بیٹھنا امام اعظمؒ کے نزدیک درست نہیں نہ جنگل میں نہ آبادی میں اور امام شافعیؒ کے نزدیک جنگل میں منع ہے اور آبادی میں درست۔ چنانچہ عبداللہ بن عمرؓ کی اس میں روایت بھی ہے لیکن زیادہ احتیاط امام اعظمؒ کے مذہب میں ہے اور یہ جو فرمایا کہ پورب پچھم بیٹھا کرو، یہ مدینے والوں کو فرمایا کہ ان کا قبلہ دکھن کی طرف ہے۔ ہندوستان کا قبلہ پچھم کی طرف ہے تو یہاں اُتر دکن بیٹھنا چاہئے۔

(۱۸۵) **م** اَبُوْھُرَیْرَۃَ اِذَا جَلَسَ اَحَدُکُمْ عَلٰی حَاجَتِہٖ فَلَا یَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَۃَ وَلَا یَسْتَدْبِرْھَا۔ [۱]

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کوئی جائے ضرور کے واسطے بیٹھے تو قبلے کا سامنا نہ کرے اور نہ اس کو پیٹھ دیوے۔

## داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے کی ممانعت

(۱۸۶) **ق** اِبْنُ عُمَرَ لَا یُمْسِکَنَّ اَحَدُکُمْ ذَکَرَہٗ بِیَمِیْنِہٖ وَھُوَ یَبُوْلُ وَلَا یَتَمَسَّحْ فِی الْخَلَاءِ بِیَمِیْنِہٖ وَلَا یَتَنَفَّسْ فِی الْاِنَاءِ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی ہرگز نہ پکڑے اپنا ناڑا اپنے داہنے ہاتھ سے پیشاب کرتے اور نہ داہنے ہاتھ سے پاخانے میں ڈھیلے پونچھے اور نہ سانس چھوڑے برتن میں پانی پینے کے وقت شاید ناک یا منہ سے کچھ ٹپک پڑے اور گھن آوے اور داہنا ہاتھ کھانے پینے کا ہے جائے ضرور کی جگہ اس کا لگانا مناسب نہیں۔

(۱۸۷) **ق** اَبُوْقَتَادَۃَ الْحَارِثُ ابْنُ رِبْعِیٍّ اِذَا شَرِبَ اَحَدُکُمْ فَلَا یَتَنَفَّسْ فِی الْاِنَاءِ وَاِذَا اَتَی الْخَلَاءَ فَلَا یَمَسَّ ذَکَرَہٗ بِیَمِیْنِہٖ وَلَا یَتَمَسَّحْ بِیَمِیْنِہٖ۔

بخاری اور مسلم میں ابوقتادہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کوئی چیز پئے تو دم نہ چھوڑے پانی میں اور جب پاخانے میں آوے تو نہ چھوئے اپنا ناڑا داہنے ہاتھ سے اور نہ ڈھیلے پونچھے داہنے ہاتھ سے۔

---

[۱] امام مسلم نے ان دونوں حدیثوں کو عنوان بالا میں ذکر کیا ہے۔
[۲] حدیث مذکور کے الفاظ بخاری کی روایت کے مطابق نہیں۔ (چشتی)

## شارع عام پر پاخانہ پھرنے کی ممانعت

(۱۸۸) م اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِتَّقُوا اللَّاعِنَيْنِ قَالُوْا وَمَا اللَّاعِنَانِ قَالَ الَّذِيْ يَتَخَلّٰى فِيْ طَرِيْقِ النَّاسِ اَوْ فِيْ ظِلِّهِمْ۔ [1]

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بچو دو لعنت کرنے والے کاموں سے۔ اصحاب نے کہا کہ وہ کام لعنت کرنے والے کون ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا جو آدمی کہ لوگوں کی راہ میں جائے ضرور پھرے یا ان کے سایے کے مقام میں۔

ف راہ اور سایہ دار درخت کے نیچے جائے ضرور پھرنا رنج رسانی کا سبب ہے۔ اس واسطے لوگ اس پر لعنت کرتے ہیں اور بد کہتے ہیں۔

## موزوں پر مسح کرنا

(۱۸۹) ق اَلْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ يَا مُغِيْرَةُ خُذِ الْاِدَاوَةَ۔

بخاری اور مسلم میں مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اے مغیرہ اٹھا لے وضو کے برتن کو۔

ف مغیرہؓ سے روایت ہے کہ میں حضرتؐ کے سفر میں ساتھ تھا۔ جب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی تو میں وضو کا برتن حضرتؐ کے ساتھ لے چلا۔ حضرتؐ نے اول جائے ضرور سے فراغت کی، شامی جبہ حضرتؐ پہنے تھے۔ آستینیں اس کی تنگ تھیں، اس میں سے ہاتھ نکال کر حضرتؐ نے وضو کیا اور میں پانی ڈالتا جاتا تھا۔ پھر حضرتؐ نے موزوں پر مسح کیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خدمت گار سے وضو کروانا درست ہے۔

(۱۹۰) ق اَلْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ دَعْهُمَا فَاِنِّيْ اَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ يَعْنِي الْخُفَّيْنِ قَالَهُ لَهٗ۔

بخاری اور مسلم میں مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ان کو رہنے دے مت اتار، اس واسطے کہ میں نے پاک پہنے ہیں یعنی دونوں موزوں کو، یہ حضرتؐ نے مغیرہ سے فرمایا۔

ف مغیرہؓ سے روایت ہے کہ میں سفر میں حضرتؐ کے ساتھ تھا حضرتؐ نے فرمایا کہ تیرے پاس پانی ہے میں نے کہا کہ ہاں۔ پھر حضرتؐ سواری سے اترے میں نے پانی ڈالا حضرتؐ نے وضو کیا منہ اور ہاتھ دھوئے اور سر پر مسح کیا۔ حضرتؐ موزے پہنے تھے میں جھکا کہ موزے اتاروں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی اتارنے کی کچھ حاجت نہیں۔ میں نے وضو کر کے ان کو پہنا تھا۔

## مشکوک ہاتھ برتن میں نہ ڈالنا چاہیے

(۱۹۱) م اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهٖ فَلَا يَغْمِسْ يَدَهٗ فِي الْاِنَاءِ حَتّٰى يَغْسِلَهَا ثَلٰثًا فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِيْ اَيْنَ بَاتَتْ يَدُهٗ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کوئی جاگے اپنی نیند سے تو نہ ڈالے اپنا ہاتھ پانی میں جب تک اس کو تین بار نہ دھو لیوے اس واسطے کہ وہ نہیں جانتا کہ کہاں اس کا ہاتھ رات کو رہا یعنی پاک جگہ یا ناپاک جگہ۔

ف اکثر عرب جائے ضرور پھر کے ڈھیلے سے استنجا کر کے سو رہتے تھے اس واسطے حضرتؐ نے ہاتھ دھو کو فرمایا کہ شاید وہاں ہاتھ لگ گیا ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ رات کو احتلام ہوا وہاں ہاتھ بھر جاوے غرض کہ یہ

[1] امام مسلمؒ نے اس حدیث کو عنوان بالا میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

مستحب ہے کہ تین بار ہاتھ دھولیوے تب پانی کے اندر ڈالے۔

## کتا اگر برتن میں منہ ڈال جائے تو کیا کرنا چاہیئے

(۱۹۲) ق اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ اِذَا شَرِبَ الْکَلْبُ فِیْ اِنَاءِ اَحَدِکُمْ فَلْیَغْسِلْہُ سَبْعَ مَرَّاتٍ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کُتا تمہارے کسی کے برتن میں پی جاوے تو چاہیئے کہ سات بار اس کو دھوڈالے۔

ف امام شافعیؒ کا یہی مذہب ہے کہ کتے کے جھوٹے برتن کو سات بار دھوئے تو پاک ہووے لیکن ایکبار مٹی اور پانی سے اور سات بار صرف پانی سے۔ اور امام اعظمؒ کے نزدیک تین بار دھونے سے پاک ہوجاتا ہے سات بار دھونے کا اول حکم ہوا تھا کہ عرب لوگ کتوں کو ناپاک نہ جانتے تھے۔

(۱۹۳) م عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُغَفَّلٍ اِذَا وَلَغَ الْکَلْبُ فِی الْاِنَاءِ فَاغْسِلُوْہُ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَّعَفِّرُوْہُ الثَّامِنَۃَ فِی التُّرَابِ۔

مسلم میں عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب برتن میں کتا منہ ڈالے تو اس کو سات بار دھوڈالو اور آٹھویں بار خشک مٹی سے مانجو۔

## ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت

(۱۹۴) م اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ لَا یَبُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ فِی الْمَاءِ الدَّائِمِ ثُمَّ یَغْتَسِلُ مِنْہُ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ پیشاب کرے کوئی بندھے پانی میں پھر اس سے نہاوے۔

ف یعنی جو پانی بندھا ہو بہتا نہ ہو جیسے حوض اس میں پیشاب کرنا درست نہیں کہ نجس ہوجاویگا وضو اور غسل کے لائق نہ رہے گا۔

## جنبی مرد اور عورت کو ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل کی ممانعت

(۱۹۵) خ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ لَا یَغْتَسِلُ اَحَدُکُمْ فِی الْمَاءِ الدَّائِمِ وَھُوَ جُنُبٌ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ نہاوے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں ناپاک ہوکر۔

ص م

ف یعنی حوض چھوٹا ہوگا تو ناپاکی کے غسل سے ناپاک ہوجاوے گا۔ حنفی مذہب میں دہ دردہ حوض۔ یعنی چاروں طرف دس دس ہاتھ کا حوض مانند دریا کے ہے کہ ناپاکی گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا جب تک اس کا رنگ اور مزہ اور بو نہ بگڑے۔ اور امام شافعیؒ کے مذہب میں قلتین مانند دریا کے ہے جب تک رنگ اور مزہ اور بو نہ بگڑے قلتین دو بڑے مٹکے جس میں پانچسو رطل بغدادی پانی سماوے۔

## مسجد گندی ہوجائے تو اسے دھونا چاہیئے

(۱۹۶) ق اَنَسٌ اِنَّ ھٰذِہِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَیْءٍ مِّنْ ھٰذَا الْبَوْلِ وَالْقَذَرِ اِنَّمَا ھِیَ لِذِکْرِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃِ وَقِرَاءَۃِ الْقُرْاٰنِ۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ یہ مسجدیں اس لائق نہیں کہ اس میں کچھ پیشاب اور ناپاکی ہو مسجدیں تو صرف یاد خدا اور نماز اور قرآن پڑھنے کے واسطے ہیں۔

ف ایک گنوار مسجد میں آیا۔ نماز کے بعد مسجد کے کونے میں پیشاب کرنے لگا۔ اصحابؓ نے اس کو للکارا حضرتؐ نے اصحابؓ کو منع کیا یعنی نادانی سے اس نے کیا۔ پھر فرمایا کہ تم آسانی کرنے کے واسطے پیدا ہوئے ہو

سختی کے واسطے نہیں، پھر پانی سے اس مکان کو دھلا ڈالا۔ پھر اس گنوار کو بلا کر یہ حدیث فرمائی۔ سبحان اللہ حضرتؐ کی ذات کیا رحمت تھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد کو پاک صاف رکھنا چاہیے اور مسجد میں سوائے عبادت کے اور کچھ مناسب نہیں اور معلوم ہوا کہ جو مسئلہ نہ جانتا ہو اس پر غصہ نہ چاہیے۔

(۱۹۷) ق اَنَسٌ لَا تُزْرِمُوْهُ دَعُوْهُ يَعْنِي الْاَعْرَابِيَّ الَّذِيْ بَالَ فِي الْمَسْجِدِ۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ کاٹو اس کے پیشاب کرنے کو چھوڑ دو اس کو تا کہ پیشاب کر لیوے، مراد اس سے وہ گنوار ہے جس نے مسجد میں پیشاب کیا۔

ف ایک گنوار مسجد میں پیشاب کرنے لگا اصحابؓ نے اس کو للکارا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی اب تو اس نے نادانی سے پیشاب کیا اب کر لینے دو پھر حضرتؐ نے اس کو سمجھایا کہ مسجد عبادت کا مقام ہے یہاں نجاست نہ چاہیے پھر اس مکان کو دھلوا ڈالا۔

## پیشاب کی چھینٹوں سے بچنا چاہیے

(۱۹۸) ق اِبْنُ عَبَّاسٍ اَمَا اِنَّهُمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهٖ وَيُرْوٰى لَا يَسْتَنْزِهُ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خبردار ہو کہ مقبران دونوں پر عذاب ہوتا ہے اور ان پر کسی مشکل کام میں عذاب نہیں ہوتا ان دو سے ایک تو چغلی کے واسطے آمدرفت کیا کرتا تھا اور دوسرا اپنے پیشاب سے کنارہ نہ کرتا تھا۔ اور دوسری روایت یوں ہے کہ پیشاب سے طہارت نہ کرتا تھا۔

ف حضرتؐ دو قبروں پر گذرے اور ایک ٹہنی کھجور کی چیر کے دونوں قبروں پر گاڑ دی اور فرمایا کہ جب تک یہ تر رہیں گی تو خدا کی تسبیح کریں گی اس کی برکت سے ان کے عذاب میں تخفیف ہو گی پھر یہ حدیث فرمائی یعنی چغل خوری سے بچنا اور پیشاب آڑ میں کرنا یا طہارت کرنا ایسے کام نہیں جو آدمی پر مشکل ہوں۔ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ اکثر قبر کا عذاب پیشاب کی نجاست سے ہوتا ہے۔

## پتھروں سے استنجا کرنا

(۱۹۹) خ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَبْغِنِيْ اَحْجَارًا اَسْتَنْفِضْ بِهَا وَلَا تَاْتِنِيْ بِعَظْمٍ وَّلَا رَوْثٍ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تلاش کر لا میرے واسطے پتھر کہ میں اس سے استنجا کروں اور نہ لانا میرے پاس ہڈی اور گوبر کو۔

ف معلوم ہوا کہ ڈھیلے سے پاک کرنا پاخانے کے بعد سنت ہے اور ہڈی اور گوبر سے استنجا کرنا درست نہیں اور اسی طرح کوئلے سے۔

## پیاسے جانور کو پانی پلانا بڑے ثواب کا کام ہے

(۲۰۰) خ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِنَّ رَجُلًا رَاٰى كَلْبًا يَّاْكُلُ الثَّرٰى مِنَ الْعَطَشِ

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ ایک مرد نے کتے کو دیکھا کہ پیاس کے مارے کیچڑ

فَاَخَذَ الرَّجُلُ خُفَّهٗ فَجَعَلَ یَغْرِفُ لَهٗ بِهٖ حَتّٰی اَرْوَاهُ فَشَکَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَاَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ۔ ؎

کھاتا تھا سو اس مرد نے اپنا موزہ لیکر اس میں پانی بھر کر اسکو پلایا یہانتک کہ اس کو چھکا دیا سو خدا نے اس کی محنت ٹھکانے لگائی پھر اس کو بہشت میں داخل کیا۔

## دودھ پینے کے بعد کلی کرنا

(۲۰۱) ق ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّ لَهٗ دَسَمًا قَالَهٗ حِیْنَ شَرِبَ لَبَنًا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَتَمَضْمَضَ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ اس میں چکنائی ہے یہ حضرتؐ نے فرمایا جب دودھ کو پیا تھا پھر پانی منگا کر کلی کی۔

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب چکنی چیز کھاوے تو کلی کرنا سنت ہے۔

## سو جانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

(۲۰۲) خ اَنَسٌ اِذَا نَعَسَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوةِ فَلْیَنَمْ حَتّٰی یَعْلَمَ مَا یَقْرَأُ۔

بخاری میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز میں اونگھنے لگے تو اس کو چاہئے کہ سو رہے یہانتک کہ جانے جو پڑھے۔

ف یعنی سونے کے بعد جب ایسا ہوش ہو کہ اپنے پڑھنے کو سمجھے تب نماز پڑھے نیند کی حالت میں نماز اسواسطے منع فرمائی کہ ایسی حالت میں آدمی کہتا ہے کچھ اور نکلتا ہے اور کچھ۔

## مسجد میں پیشاب پر پانی بہانا کافی ہے

(۲۰۳) خ اَبُوْهُرَیْرَةَ دَعُوْهُ وَاَرِیْقُوْا عَلٰی بَوْلِهٖ سَجْلًا مِّنْ مَّاءٍ اَوْ ذَنُوْبًا مِّنْ مَّاءٍ فَاِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُیَسِّرِیْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِیْنَ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ چھوڑ دو اور اس کو پیشاب پر چھوٹا ڈول پانی کا یا بڑا ڈول پانی کا بہا دو۔ اس واسطے کہ تم تو بھیجے گئے ہو آسانی کرنے والے اور نہیں بھیجے گئے سختی کرنے والے۔

ف ایک گنوار نے حضرتؐ کی مسجد میں پیشاب کر دیا اصحابؓ نے اس کو للکارا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ پھر حضرتؐ نے اس کو بلا کر فرمایا کہ مسجد عبادت کا مقام ہے یہاں پیشاب کرنا مناسب نہیں۔ معلوم ہوا کہ نادان کے قصور پر سختی کرنا نہ چاہئے اور ثابت ہوا کہ زمین کی نجاست پانی ڈالنے اور خشک ہونے سے دور ہو جاتی ہے۔

## لوگوں کے وضو سے بچے ہوئے پانی کا استعمال کرنا

(۲۰۴) ق اَبُوْمُوْسٰی اِشْرَبَا مِنْهُ وَاَفْرِغَا عَلٰی وُجُوْهِکُمَا وَنُحُوْرِکُمَا وَاَبْشِرَا یَعْنِیْ مِمَّا اجْتَمَعَ مِنْ وُضُوْئِهٖ بَعْدَ مَا مَجَّ فِیْهِ قَالَهٗ لِاَبِیْ مُوْسٰی

بخاری اور مسلم میں ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم دونوں اس پانی کو پیو اور اپنے منہ اور سینوں پر ڈالو اور خوش ہو یعنی اس پیالے کا پانی جس میں حضرتؐ نے ہاتھ دھوئے اور کلی ڈالی تھی۔ یہ حضرتؐ نے ابوموسیٰ

؎ امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "کتے کا برتن میں منہ ڈالکر پینا" میں ذکر کیا ہے۔ (حشتی)

وَبِلَالٍ۔ اور بلال ؓ سے فرمایا۔

**ف** حضرت ؐ کے لعاب سے پانی متبرک ہوگیا۔ زہے قسمت ابو موسیٰ ؓ اور بلال ؓ کی جن کے پیٹ میں گیا۔

# غسل کے احکام

جنبی لوگوں سے ملاقات کرسکتا ہے۔

(۲۰۵) **ق** اَبُوْهُرَيْرَةَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجَسُ [1] — بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت ؐ نے فرمایا کہ مقرر مسلمان ناپاک نہیں ہوتا۔

**ف** ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ مجھ کو ایکبار نہانے کی حاجت ہوئی راہ میں حضرت ملے۔ میں اس راہ سے پلٹ کر نہا کے حضرت ؐ کے پاس حاضر ہوا۔ حضرت ؐ نے پوچھا کہ تو کہاں تھا۔ میں نے عرض کی کہ مجھ کو غسل کی حاجت تھی۔ بے غسل خدمت میں حاضر ہونا مجھکو برا معلوم ہوا تب حضرت ؐ نے فرمایا کہ سبحان اللہ ایماندار ناپاک نہیں ہوتا یعنی نماز پڑھنا اور مسجد میں جانا البتہ بے غسل درست نہیں لیکن ملاقات درست ہے۔

## عورت کا مینڈھیوں میں پانی پہنچانا

(۲۰۶) **خ** اُمُّ سَلَمَةَ اِنَّمَا يَكْفِيْكِ اَنْ تَحْثِيْ عَلٰى رَاْسِكِ ثَلٰثَ حَثَيَاتٍ ثُمَّ تُفِيْضِيْنَ عَلَيْكِ الْمَآءَ فَتَطْهُرِيْنَ۔ — بخاری میں حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت ؐ نے فرمایا کہ تجھ کو یہی کفایت کرتا ہے کہ تو تین چلو اپنے سر پر ڈالے پھر تمام بدن پر پانی بہاوے تو پاک ہو جاوے۔

**ف** مصابیح میں روایت ہے کہ حضرت ام سلمہ ؓ نے حضرت سے پوچھا کہ یا حضرت میں اپنے سر کی چوٹی بہت مضبوط باندھتی ہوں کیا میں غسل کی حالت میں چوٹی کھول ڈالا کروں تب حضرت ؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی جب بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچا تو چوٹی کھولنا ضرور نہیں اور یہی مذہب ہے سب اماموں کا لیکن مرد کو غسل میں جوڑا کھولنا ضروری ہے۔

## جہاں کسی کے آنے کا خطرہ نہ ہو وہاں بے پردہ نہانا جائز ہے

(۲۰۷) **خ** اَبُوْهُرَيْرَةَ بَيْنَا اَيُّوْبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا خَرَّ عَلَيْهِ رِجْلُ جَرَادٍ مِنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ اَيُّوْبُ يَحْثِيْ فِيْ ثَوْبِهٖ فَقَالَ لَهٗ رَبُّهٗ يَا اَيُّوْبُ اَلَمْ اَكُنْ اَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرٰى قَالَ بَلٰى وَعِزَّتِكَ وَلٰكِنْ لَا غِنٰى بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ۔ — بخاری میں ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت ؐ نے فرمایا کہ جس حالت میں حضرت ایوب ؑ برہنہ نہاتے تھے تو ان پر سونے کی ٹڈی کا جھنڈ گر پڑا تو حضرت ایوب ؑ بھر بھر کے اپنے کپڑے میں رکھنے لگے سو اُن سے ان کے رب نے کہا کہ اے ایوب کیا میں تجھ کو مالدار اور اس سونے سے جس کو دیکھتا ہے بے پرواہ نہیں کر چکا۔ یعنی تو محتاج نہیں کیوں اسکو سمیٹتا ہے حضرت ایوب ؑ نے کہا کہ کیوں نہیں مجھ کو تیری عزت کی قسم ہے کہ مجھ کو تو مال کی کچھ پرواہ نہیں لیکن تیری برکت اور عنایت کی ہوئی چیز سے مجھ کو بے پرواہی نہیں۔

---

[1] امام بخاری ؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "جنبی کا پسینہ پاک ہے" میں ذکر کیا ہے۔ (حبشی)

**ف** اس مال کا لینا محتاجی کے سبب سے نہیں ہے بلکہ تیری عطا سمجھ کر لیتا ہوں کہ غلام مالک کی عنایت کی ہوئی چیز سے کسی حالت میں بے پرواہ نہیں ہو سکتا کہ اس کو سرور مالک کی مہربانی پر ہے مال پر نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ برہنہ غسل کرنا درست ہے اور مالدار کو اگر بے طمع اور بے تلاش مال ملے تو اس کو خدا کی عنایت سمجھ کر لینا توکل کے مخالف نہیں۔

# تیمم کا بیان

(۲۰۸) **ق** عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ اِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكَ اَنْ تَقُوْلَ بِيَدَيْكَ هٰكَذَا ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدَيْهِ الْاَرْضَ ضَرْبَةً وَّاحِدَةً ثُمَّ مَسَحَ الشِّمَالَ عَلَى الْيَمِيْنِ وَظَاهِرَ كَفَّيْهِ وَوَجْهَهٗ يُرْوٰى ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدَيْهِ اِلَى الْاَرْضِ فَنَفَضَ بِيَدَيْهِ فَمَسَحَ وَجْهَهٗ وَكَفَّيْهِ **قَالَهٗ** لَهٗ۔

بخاری اور مسلم میں عمار بن یاسرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تجھ کو تو بس یہی کفایت کرتا تھا کہ تو اشارہ کرتا اپنے دونوں ہاتھوں سے اس طرح۔ پھر حضرتؐ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر ایکبار مارے پھر ملا بائیں ہاتھ کو داہنے ہاتھ پر اور ظاہر دونوں ہتیلیوں پر اور اپنے منہ پر۔ اور دوسری روایت یوں ہے کہ پھر اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے پھر اپنے ہاتھ جھاڑے پھر اس سے ملا اپنے منہ اور دونوں ہتیلیوں کو۔ یہ حضرتؐ نے عمارؓ سے فرمایا

تیمم کی کیفیت اور حنفیہ کی توجیہ۔

**ف** روایت ہے عمارؓ سے کہ حضرتؐ نے مجھ کو کسی کام کو بھیجا تو مجھ کو نہانے کی حاجت ہوئی اور میں نے پانی نہ پایا تو میں زمین پر لوٹا جیسے جانور لوٹتا ہے یعنی یہ سمجھ کہ جیسے غسل میں پانی سب جگہ پہنچانا ضرور ہے ویسے ہی مٹی بھی ضرور ہوگی۔ عمارؓ کہتے ہیں کہ یہ قصہ میں نے حضرتؐ سے عرض کیا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تیمم وضو اور غسل دونوں کا بدلا ہے جب پانی نہ ہو یا بیماری ہو۔ امام احمدؒ کے مذہب میں تیمم ایک ضرب ہے اور یہی حدیث ان کی مضبوط دلیل ہے۔ امام اعظمؒ، امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے مذہب میں تیمم میں دو ضربیں ہیں ان کی دلیل اور حدیثیں ہیں چنانچہ طبرانی اور دارقطنی اور حاکم نے جابرؓ سے روایت کی کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تیمم دو ضربی ہے ایک ضرب منہ کو اور دوسرا ضرب ہاتھوں کو کہنیوں تک۔ اور سنن ابی داؤد میں عمارؓ سے اسی طرح کی روایت ہے۔ حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے لیکن بخاری اور مسلم میں نہیں باقی اس کی تفصیل صراط مستقیم سفر السعادت کی شرح میں مذکور ہے۔

## مٹی سے تیمم کرنا

(۲۰۹) **ق** جَابِرٌ اُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ قَبْلِيْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ وَّجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا فَاَيُّمَا رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِيْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَلَمْ

بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے [illegible] کہ مجھ کو پانچ نعمتیں ملیں کہ مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کو نہیں ملیں۔ مجھ کو فتح نصیب ہوئی دھاک سے مہینہ بھر کی راہ تک اور ساری زمین میرے واسطے سجدہ گاہ اور پاک کرنے والی مقرر ہوئی یعنی ہر جگہ نماز اور تیمم درست ہے۔ سو جس مرد کو میری امت سے جہاں نماز کا وقت ملے وہاں نماز پڑھ لیوے اور حلال ہوئے

تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِیْ وَاُعْطِیْتُ الشَّفَاعَۃَ وَکَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِہٖ خَاصَّۃً وَّبُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ عَامَّۃً۔

میرے واسطے غنیمت کے مال اور مجھ سے پہلے کسی کو حلال نہ تھے اور مجھ کو شفاعت کا رتبہ عنایت ہوا اور پیغمبر فقط اپنی قوم پر بھیجا جاتا تھا اور میں تمام عالم کے لوگوں پر بھیجا گیا۔

**ف** یعنی ان پانچ چیزوں سے حضرتؐ سب پیغمبروں سے افضل ہوئے۔ حضرتؐ کا رعب یہ تھا کہ بادشاہِ روم خوف کھاتا تھا اور نصاریٰ کو سوائے عبادت خانے کے اور جگہ نماز پڑھنا درست نہ تھا اور تیمم کا حکم نہ تھا امت محمدیؐ کو تمام زمین پر نماز اور تیمم کا حکم ہوا اور غنیمت کا مال بھی اسی امت کو درست ہوا اور قیامت میں اول حضرتؐ کے سوائے کوئی پیغمبر شفاعت نہ کرسکے گا اور ہفت اقلیم کی نبوت کا رتبہ کسی کو حاصل نہیں ہوا بجز حضرتؐ کے۔

# حیض (ماہواری خون) کا بیان

## جنابت (ناپاکی کی حالت) میں سونا اور وضو کرنا مستحب ہے

(۲۱۰) **ق** اِبْنُ عُمَرَ تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَکَرَکَ ثُمَّ نَمْ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ وضو کر اور اپنے آلت کو دھو ڈال پھر سو رہا کر۔

**ف** عمر فاروقؓ نے کہا کہ رات کو غسل کی حاجت ہو تو کیا کرے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی اگر اسوقت غسل نہ ہوسکے تو نجاست کو دھو کر وضو کرکے سو رہے تاکہ روح کو صفائی حاصل ہوجاوے۔

(۲۱۱) **م** اَبُوْسَعِیْدٍ اِذَا اَتٰی اَحَدُکُمْ اَھْلَہٗ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ یَّعُوْدَ فَلْیَتَوَضَّأْ۔

مسلم میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو کوئی تم میں سے اپنی جورو سے صحبت کرے اور دوسری بار پھر ارادہ صحبت کا کرے تو چاہئے کہ وضو کر لیوے۔

**ف** یعنی اول ناڑا دھوئے پھر وضو کرے کہ اس وقت وضو سے قوت اور رغبت زیادہ ہوتی ہے اور بدن ہلکا ہوجاتا ہے۔

## بچہ ماں باپ کی صورت پر کیوں پیدا ہوتا ہے

(۲۱۲) **م** اَنَسٌ اِنَّ مَآءَ الرَّجُلِ غَلِیْظٌ اَبْیَضُ وَمَآءَ الْمَرْاَۃِ رَقِیْقٌ اَصْفَرُ فَمِنْ اَیِّھِمَا عَلَا اَوْ سَبَقَ یَکُوْنُ مِنْہُ الشَّبَہُ۔ [۵۹]

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مرد کی منی گاڑھی سفید ہے اور عورت کی منی پتلی زرد ہے سو ان دونوں میں سے جو غالب پڑ گئی یا جو پہلے نکلی تو اسی سبب سے مشابہت ہوتی ہے۔

**ف** یہودیوں نے حضرتؐ سے پوچھا کہ اس کا کیا سبب ہے کہ لڑکا کبھی ماں کی صورت پر ہوتا ہے کبھی باپ کی۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی جس کی منی غالب پڑی یا جس کی پہلے نکلی اسی کی صورت پر لڑکا ہوتا ہے۔

---

[۵۹] امام مسلم نے حدیث مذکور کو عنوان "منی کے نکلنے سے عورت پر غسل کرنا ضروری ہے" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

## اخلاق نبوی کے چند نمونے

(۲۱۳) م ثَوْبَانُ إِنَّ اسْمِي مُحَمَّدٌ وَ الَّذِي سَمَّانِي بِهِ أَهْلِي۔ ؎

مسلم میں ثوبانؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ میرا نام محمدؐ ہے جو میرے لوگوں نے میرا نام رکھا ہے۔

ف ثوبانؓ سے روایت ہے کہ میں حضرتؐ کے پاس کھڑا تھا یہودیوں کا ایک عالم آیا اس نے کہا السلام علیک یا محمدؐ۔ میں نے اس کو دھکیل دیا کہ بے ادبی سے نام کیوں لیتا ہے، یارسول اللہؐ کیوں نہیں کہتا ہے، تب حضرتؐ نے یہ فرمایا کہ میرے لوگوں نے میرا یہی نام رکھا ہے۔ یعنی کیا ہوا جو اس نے میرا نام لیا۔ سبحان اللہ کیا اخلاق تھے حضرتؐ میں۔

(۲۱۴) م ثَوْبَانُ لَقَدْ سَأَلَنِي هٰذَا عَنِ الَّذِي سَأَلَنِي عَنْهُ وَمَالِي عِلْمٌ بِشَيْءٍ مِّنْهُ حَتّٰى أَتَانِي اللّٰهُ بِهِ قَالَهُ حِيْنَ سَأَلَهُ حَبْرٌ مِّنْ أَحْبَارِ الْيَهُوْدِ عَنْ أَوَّلِ طَعَامِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَعَنِ الشَّبَهِ۔ ؎

مسلم میں ثوبانؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مجھ سے اس نے پوچھا جو کہ پوچھا اور حالانکہ مجھ کو اس کا کچھ بھی علم نہ تھا یہاں تک کہ خدا نے مجھ کو اس کا علم دیا۔ یہ حضرتؐ نے اس وقت فرمایا جبکہ علمائے یہود سے ایک عالم نے حضرتؐ سے پوچھا کہ پہلا کھانا بہشتیوں کا کون ہوگا اور کیا سبب ہے کہ لڑکا کبھی باپ سے مشابہ ہوتا ہے اور کبھی ماں سے۔

یہودی علما کا بارگاہ رسالت میں آکر عدالت نبوت کا امتحان کرنا

ف مصابیح میں روایت ہے کہ جب حضرتؐ مدینے میں آئے تو عبداللہ بن سلام نے کہ یہود میں بڑے عالم تھے حضرتؐ سے کہا کہ میں تین باتیں پوچھتا ہوں کہ ان کو سوائے پیغمبر کے کوئی نہیں جانتا بتلائیے تو کہ قیامت کی نشانیوں سے پہلی نشانی کون ہے اور بہشتیوں کو پہلا کھانا کون ملے گا اور کیا سبب ہے کہ لڑکا کبھی باپ کی صورت پر ہوتا ہے اور کبھی ماں کی صورت پر تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی پھر جواب دیا کہ قیامت کی اول نشانی آگ ہے جو لوگوں کو پورب سے پچھم کی طرف ہانک لے جاوے گی اور بہشتی لوگ اول کھانا مچھلی کی کلیجی کا نکلا ہوا گوشت کھاویں گے اور اگر مرد کی منی نے سبقت کی تو لڑکا باپ کی صورت پر ہوتا ہے اور اگر عورت کی منی نے سبقت کی تو ماں کی صورت پر ہوتا ہے پھر عبداللہ بن سلام نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے کوئی معبود برحق نہیں اور آپ خدا کے سچے رسول ہیں۔

(۲۱۵) م عَائِشَةُ دَعِيْهَا وَهَلْ يَكُوْنُ الشَّبَهُ إِلَّا مِنْ قِبَلِ ذٰلِكَ وَإِذَا عَلَا مَاؤُهَا مَاءَ الرَّجُلِ أَشْبَهَ الرَّجُلُ أَخْوَالَهُ وَإِذَا عَلَا مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَهَا أَشْبَهَ أَعْمَامَهُ۔ ؎

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس سے کہ اس سے کہ مشابہت نہیں ہوتی مگر اسی سبب سے اور جب غالب ہوتی عورت کی منی مرد کی منی پر تو لڑکا ماموؤں کے مشابہ ہوتا ہے اور اگر مرد کی منی غالب ہوتی عورت کی منی پر تو لڑکا مشابہ ہوتا ہے اپنے چچوں کے۔

ف حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے پوچھا کہ اگر عورت کو احتلام ہو اور منی کا پانی دیکھے تو غسل کرے حضرتؐ نے فرمایا کہ ہاں غسل کرے۔ حضرت عائشہؓ نے اس عورت سے کہا تیرا برا ہو کیا عورت

---

؎ امام مسلم نے ان تینوں حدیثوں کو عنوان "عورت اور مرد کی منی سے بچہ پیدا ہوتا ہے" میں ذکر کیا ہے۔ (حاشیہ)

کو بھی احتلام ہوتا ہے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی اگر عورت کی منی نہ ہوتی تو لڑکا ماموں کی صورت سے کس طرح مشابہ ہوتا۔

## غسل میں سارے بدن پر تین تین بار پانی بہانا

(۲۱۶) ق جُبَیْرُ بْنُ مُطْعِمٍ اَمَّا اَنَا فَاُفِیْضُ عَلٰی رَاْسِیْ ثَلٰثَ اَکُفٍّ وَقَالَ الْبُخَارِیُّ ثَلٰثًا وَاَشَارَ بِیَدَیْہِ کِلْتَیْھِمَا قَالَہٗ حِیْنَ تَمَارَوْا فِی الْغُسْلِ عِنْدَہٗ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ اَمَّا اَنَا فَاِنِّیْ اَغْسِلُ رَاْسِیْ بِکَذَا وَکَذَا۔

بخاری اور مسلم میں جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں تو پانی ڈالتا ہوں اپنے سر پر تین اَنجُل اور بخاری نے کہا تین بار، اور حضرتؐ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کیا یعنی سر پر پانی ڈالنے کا۔ یہ حضرتؐ نے اس وقت فرمایا جبکہ اصحاب نے حضرتؐ کے پاس غسل میں شک اور تردد کیا سو بعض قوم نے کہا میں تو اپنے سر کو فلانی فلانی چیز سے دھوتا ہوں۔

ف۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غسل میں تین بار پانی ڈالنا سنت ہے۔ عرب میں اکثر تغار[1] سے غسل کرتے تھے اس واسطے حضرتؐ نے اَنجُل کو ذکر کیا۔

## حیض کے بعد غسل کرکے خوشبو لگانا

(۲۱۷) م عَائِشَۃَ تَاْخُذُ اِحْدٰکُنَّ مَاءَھَا وَسِدْرَتَھَا فَتَطَھَّرُ فَتُحْسِنُ الطُّھُوْرَ ثُمَّ تَصُبُّ عَلٰی رَاْسِھَا فَتَدْلُکُہٗ دَلْکًا شَدِیْدًا حَتّٰی تَبْلُغَ شُؤُوْنَ رَاْسِھَا ثُمَّ تَصُبُّ عَلَیْھَا الْمَاءَ ثُمَّ تَاْخُذُ فِرْصَۃً مُمَسَّکَۃً فَتَطَھَّرُ بِھَا قَالَہٗ لِاَسْمَاءَ بِنْتِ شَکَلٍ حِیْنَ سَاَلَتْہُ عَنْ غُسْلِ الْمَحِیْضِ۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ لیوے تم میں سے کوئی عورت اپنے پانی اور بیر کی پتی کو ..... یعنی بیر کی پتی پانی میں جوش کرکے طہارت کرے سو اچھی طرح سے طہارت کرے پھر پانی ڈالے اپنے سر پر پھر خوب ملے یہاں تک کہ اپنے سر کی چوٹی پر پہنچے یعنی سر کو نیچے سے اوپر تک خوب ملے پھر ایک چیتھڑا مشک آلود لیوے اس سے پاکی حاصل کرے یعنی اندر رکھے تاکہ بدبو دفع ہو اور رحم نطفہ قبول کرے۔ یہ حضرتؐ نے اسماء بنت شکل سے فرمایا جبکہ اس نے حیض کے غسل کی کیفیت پوچھی۔

غسل حیض کی کیفیت

ف۔ بیر کی پتی کو پانی میں جوش کرنے سے یہ فائدہ ہے کہ میل خوب چھوٹ جاوے۔

(۲۱۸) ق عَائِشَۃَ خُذِیْ فِرْصَۃً مِّنْ مِّسْکٍ وَّتَوَضَّئِیْ مُمَسَّکَۃً فَتَطَھَّرِیْ بِھَا۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ لے ٹکڑا کپڑے کا مشک سے آلودہ پھر اس سے پاکی حاصل کر۔

ف۔ ایک عورت نے پوچھا کہ یا حضرتؐ میں حیض کے بعد کس طرح طہارت کیا کروں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ غسل کے بعد لتے میں مشک لگا کر رکھ لیا کر تاکہ خون کی بدبو دفع ہو۔

---

[1] مٹی کا ناند۔ [2] جس طرح دونوں ہاتھ ملا کے دعا مانگتے ہیں اسی طرح ملے ہوئے ہاتھوں کو انجل کہتے ہیں۔ غلہ وغیرہ کے لینے دینے میں بیشتر اس کا استعمال ہے۔ عوام اس کو انجلی کہتے ہیں۔ (چشتی)

## ستر عورت (جن اعضا کا شریعت میں چھپانا ضروری ہے انکو چھپانا)

(۲۱۹) م المسور بن مخرمة ارجع الی ثوبك فخذه ولا تمشوا عراة قاله له۔

مسلم میں مسور بن مخرمہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا پلٹ جا اپنے کپڑے کی طرف سو اس کو لے اور نہ چلا کرو ننگے۔ یہ حضرتؐ نے مسور سے فرمایا۔

**ف** مسورؓ سے روایت ہے کہ میں بھاری پتھر اٹھائے لئے جاتا تھا میرا تہمد کھل پڑا میں اس کو باندھ نہ سکا اور برہنہ اس کو لے گیا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ستر عورت فرض ہے۔

## شروع اسلام میں بغیر انزال (بغیر منی نکلے) غسل کرنا واجب نہ تھا

(۲۲۰) م عایشة انی لافعل ذلك انا وهذه ثم نغتسل۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ میں اور یہ یعنی عائشہؓ ایسا کرتا ہوں پھر ہم نہاتے ہیں۔

**ف** کسی نے حضرتؐ سے مسئلہ پوچھا اگر عورت اور مرد صحبت کریں اور انزال نہ ہو تو غسل واجب ہے یا نہیں، تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی غسل واجب ہے صحبت سے انزال ہو یا نہ ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسئلے کے بیان میں حیا نہ کرے ؎

در طلب کردن حقیقت کار　　　از خدا شرم دار و شرم مدار

(۲۲۱) م ابو سعید انما الماء من الماء هذا حدیث منسوخ۔

مسلم میں ابو سعید سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ پاکی تو صرف پانی نکلنے سے ہے۔ یہ حدیث منسوخ ہے۔

**ف** یعنی جب منی نکلی تو پانی سے غسل واجب ہو جاتا ہے اس حدیث کا حکم منسوخ ہے چنانچہ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ صرف دخول سے غسل واجب ہوتا ہے منی نکلے یا نہ نکلے۔

(۲۲۲) م ابو سعید اذا اعجلت او اقحطت فلا غسل علیك وعلیك الوضوء قاله لعتبان بن مالك وهو حدیث منسوخ۔

مسلم میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب عورت سے صحبت کرنے میں تو جلدی اور شتابی میں ڈالا جاوے یا جماع کرے بدون انزال کے تو غسل تجھ پر نہیں اور وضو تجھ کو لازم ہے۔ یہ حضرتؐ نے عتبان بن مالکؓ سے فرمایا اور یہ حدیث منسوخ ہے۔

**ف** حضرت ایک بار عتبان بن مالکؓ کے گھر گئے وہ اپنی عورت سے صحبت کرتے تھے حضرتؐ کی خبر سن کر جلدی سے بدون فراغت ہوئے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت کو حال معلوم ہوا تب یہ حدیث فرمائی۔ اول اسلام میں یہی حکم تھا کہ بدون منی نکلے غسل واجب نہ تھا پھر یہ حکم منسوخ ہوا، اب صرف صحبت بے انزال سے بھی غسل واجب ہے۔

(۲۲۳) م عایشة اذا جلس بین شعبها الاربع ومس الختان الختان فقد وجب الغسل۔ سنه

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب مرد بیٹھا عورت کے چو شاخے میں اور لگا ختنہ عورت سے ختنے میں تو حضرت واجب ہو گیا غسل۔

لہ مسلم شریف میں یہ روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی نہیں۔ (چشتی)

**ف** عورت کا چوتھا یعنی دو پنڈلیاں اور دو رانیں یعنی صرف دخول سے غسل واجب ہے منی نکلے یا نہ نکلے۔ اول حکم تھا کہ بدون منی نکلے غسل واجب نہ تھا اس حدیث سے وہ حکم منسوخ ہوا اور یہی مذہب ہے سب اماموں کا۔

## آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کرنا

(۲۲۴) **م** اَبُوْهُرَيْرَةَ وَعَائِشَةُ تَوَضَّؤُا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ وضو کرو آگ کی پکی چیز سے۔

**ف** یہ حدیث منسوخ ہے اول یہی حکم تھا اب اس پر حکم نہیں اس واسطے کہ عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے بکری کا پختہ گوشت کھایا اور پہلے وضو سے نماز پڑھی بعد کھانے کے وضو نہ کیا۔

## جب تک وضو ٹوٹنے کا یقین نہ ہو محض شک سے وضو نہیں ٹوٹتا

(۲۲۵) **م** اَبُوْهُرَيْرَةَ اِذَا وَجَدَ اَحَدُكُمْ فِيْ بَطْنِهٖ شَيْئًا فَاَشْكَلَ عَلَيْهِ اَخَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ اَمْ لَا فَلَا يَخْرُجَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا اَوْ يَجِدَ رِيْحًا۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کوئی اپنے پیٹ میں کچھ گڑگڑاہٹ پاوے سو اس کو شبہ پڑے کہ اس کے پیٹ سے کچھ نکلا یا نہیں تو مسجد سے نہ نکلے یہاں تک کہ آواز سنے یا بدبو پاوے۔

**ف** یعنی جب قراقر سے وضو ٹوٹنے کا شبہ پڑے تو نماز نہ توڑے اور مسجد سے باہر نہ نکلے اور جب حدث کی آواز سنے اور بدبو پائے تو اس صورت میں وضو گیا غرضکہ شبہ سے وضو نہیں جاتا یقین سے جاتا ہے۔

## مردہ جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے

(۲۲۶) **م** اِبْنُ عَبَّاسٍ اِذَا دُبِغَ الْاِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ۔

مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا جب صاف ہو گیا چمڑا مصالحہ وغیرہ سے تو پاک ہوا۔

**ف** یہی مذہب ہے امام اعظمؒ کا کہ سب چمڑے دباغت اور صاف کرنے سے پاک ہو جاتے ہیں سوائے آدمی اور خوک کے، آدمی تو تعظیم اور بزرگی کے سبب سے اور خوک ناپاکی کے سبب سے اور امام شافعیؒ کے نزدیک کتے کا چمڑا بھی کسی طرح پاک نہیں ہوتا۔

(۲۲۷) **ق** اِبْنُ عَبَّاسٍ هَلَّا اَخَذْتُمْ اِهَابَهَا فَدَبَغْتُمُوْهُ فَانْتَفَعْتُمْ بِهٖ يَعْنِيْ شَاةً لِمَيْمُوْنَةَ مَيْتَةً۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم نے اس کی کھال کیوں نہ لی سو اس کو تم پاک صاف کرتے پھر اسکو اپنے کام میں لاتے یعنی حضرت میمونہؓ کی مردہ بکری۔

**ف** حضرت میمونہؓ کی بکری مر گئی اس کو گھورے پر ڈال دیا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی مردے جانور کی کھال صاف کرنے کے بعد کام روائی کے لائق ہے موت سے کھال حرام نہیں ہوتی۔

## مردہ جانور کا کھانا حرام ہے

(۲۲۸) **ق** اِبْنُ عَبَّاسٍ اِنَّمَا حُرِّمَ مِنَ الْمَيْتَةِ اَكْلُهَا۔ [۱]

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مردے کا تو صرف کھانا ہی حرام ہے۔

[۱] امام مسلم نے حدیث مذکور کو عنوان بالا میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

**ف** حضرتؐ نے ایک مردہ بکری دیکھی کہ پھینک دی ہے فرمایا کہ اس کی کھال کیوں نہ کھینچ لی، اور مصالحہ سے کیوں نہ پاک کرلی کہ تمہارے کام آتی۔ لوگوں نے کہا کہ یہ تو مردہ ہے۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی مردے کا کھانا البتہ حرام ہے، کھال لینا تو منع نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردے کی ہڈی اور دانت اور بال اور روئیں اور پر پٹھا لینا درست ہے۔

## کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا ضروری نہیں

(۲۲۹) **م** ابْنُ عَبَّاسٍ لِمَ اَلِلصَّلٰوةِ وَ يُرْوٰى لِمَ اُصَلِّيْ فَاَتَوَضَّأُ وَيُرْوٰى اُرِيْدُ اَنْ اُصَلِّيَ فَاَتَوَضَّأُ. **قَالَہٗ** حِيْنَ خَرَجَ مِنَ الْخَلَاۤءِ فَاُتِيَ بِطَعَامٍ فَقِيْلَ اَلَا تَتَوَضَّأُ۔

مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کیوں وضو کروں کیا نماز کے واسطے۔ اور ایک روایت یوں ہے کس واسطے کیا مجھ کو نماز پڑھنا ہے جو وضو کروں۔ اور دوسری روایت یوں ہے کہ کیا میں نماز کا ارادہ کرتا ہوں جو وضو کروں یہ حضرتؐ نے اس وقت فرمایا جبکہ آپؐ پاخانے سے نکلے تو آپؐ کے آگے کھانا رکھا گیا سو لوگوں نے کہا کہ آپ وضو نہیں کرتے۔

لہ

**ف** پورا قصہ یوں ہے کہ پھر حضرتؐ نے کھایا اور ہاتھ میں پانی نہ لگایا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو کرنا نماز کے واسطے واجب ہے کھانے کے واسطے واجب نہیں۔ ہر چند کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا مستحب ہے لیکن حضرتؐ نے اس واسطے ہاتھ نہ دھوئے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جاوے کہ اگر ہاتھ پاک ہوں تو دھونا واجب نہیں۔

## پاخانے جانے کے وقت کی دعا

(۲۳۰) **ق** اَنَسٌ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ **كَانَ يَقُوْلُہٗ** اِذَا دَخَلَ الْخَلَاۤءَ۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں دیو بھوت اور بھتنیوں کے شر سے۔ یہ دعا حضرتؐ پاخانے میں داخل ہوتے ہوئے فرماتے۔

**ف** پاخانے میں خدا کا نام مذکور نہیں ہوتا اس واسطے شیطان وہاں رہتے ہیں اس سبب سے حضرتؐ نے یہ دعا کی۔

## حائضہ عورت مسجد میں سے بغیر داخل ہوئے ہاتھ بڑھا کر کوئی چیز اٹھا سکتی ہے

(۲۳۱) **م** عَائِشَةُ اِنَّ حِيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِيْ يَدِكِ **قَالَہٗ** لَهَا۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں لگا ہے یہ حضرتؐ نے عائشہؓ سے فرمایا

**ف** ایک بار حضرتؐ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ مجھ کو چٹائی کی جانماز لادے مسجد سے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ مجھ کو حیض کی حالت ہے یعنی اس حالت میں مسجد کے اندر کیونکر جاؤں۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی قدم مسجد سے باہر رکھ ہاتھ بڑھا کر جانماز اٹھا لے۔

(۲۳۲) **م** اَبُوْهُرَيْرَةَ يَا عَائِشَةُ نَاوِلِيْنِي الثَّوْبَ وَيُرْوٰى الْخُمْرَةَ

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عائشہ مجھ کو کپڑا اٹھا دے اور دوسری روایت میں ہے کہ جانماز

لہ امام مسلم نے حدیث مذکور کو عنوان "ناپاکی کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا جائز ہے" میں ذکر کیا ہے۔

فَقَالَتْ اِنِّیْ حَائِضٌ فَقَالَ اِنَّ حَیْضَتَكِ لَیْسَتْ فِیْ یَدِكِ۔

اٹھادے سو حضرت عائشہؓ نے کہا کہ مجھ کو حیض کے دن ہیں تو حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ تیرا حیض تو تیرے ہاتھ میں نہیں۔

**ف** یعنی حائضہ عورت کو چیز چھونا درست ہے اس واسطے کہ اس کے ہاتھ میں تو نجاست نہیں لگی۔

(۲۳۳) **م** عَائِشَۃُ نَاوِلِیْنِی الْخُمْرَۃَ مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَہٗ لَھَا۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ چٹائی لادے مسجد سے۔

**ف** گھر میں ایک مکان تھا وہاں عورتیں نماز پڑھتی تھیں اس کو مسجد فرمایا۔ اس حدیث میں حضرت کی مسجد مراد نہیں اس واسطے کہ حضرت عائشہؓ اس وقت حائض تھیں اور حائض کو مسجد میں جانا درست نہیں اور یا یہ مطلب کہ حائض عورت ہاتھ بڑھا کے مسجد سے اگر کوئی چیز اٹھا لیوے تو درست ہے، حائض کو مسجد کے اندر جانا منع ہے۔

# اذان کا بیان

## اذان سننے والا وہی الفاظ کہے جو موذن کہتا ہے اور پھر حضورؐ پر درود بھیجے

(۲۳۴) **م** عَبْدُاللّٰہِ ابْنُ عَمْرٍو اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا یَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّہٗ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ بِھَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰہَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ فَاِنَّھَا مَنْزِلَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ لَا یَنْبَغِیْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰہِ وَاَرْجُوْ اَنْ اَکُوْنَ اَنَا ھُوَ فَمَنْ سَاَلَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ حَلَّتْ عَلَیْہِ الشَّفَاعَۃُ۔

درود کی فضیلت اور حضورؐ کی فضیلت تمام عالم پر

مسلم میں عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تم اذان دینے والے کی آواز سنو تو کہتے جاؤ جس طرح موذن کہتا ہے پھر مجھ پر درود پڑھو، اس واسطے کہ جو میرے اوپر ایک بار درود پڑھے گا خدا اس کے سبب سے دس بار اس پر رحمت کریگا پھر میرے واسطے وسیلہ مانگو سو البتہ وسیلہ بہشت میں ایک بڑے عمدہ مقام کا نام ہے۔ نہیں لائق ہے وہ مقام مگر ایک بندے کے واسطے خدا کے بندوں سے اور امیدوار ہوں کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا یعنی وہ عالی مقام مجھ ہی کو ملے گا سو جو شخص خدا سے میرے واسطے وہ وسیلہ مانگا کرے گا یعنی اذان کے بعد، اس پر میری شفاعت ضرور ہوگی۔

**ف** اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ بعد اذان کے اول حضرتؐ پر درود پڑھے پھر وہ دعا جس میں وسیلے کا ذکر ہے تاکہ حضرتؐ کی شفاعت اس کے گناہ بخشا دے اور درود کی بڑی فضیلت اس حدیث سے معلوم ہوئی کہ جو حضرتؐ پر ایک بار درود پڑھے اس پر دس بار خدا رحمت کرتا ہے اور صاف معلوم ہوا کہ سب پیغمبروں سے ہمارے حضرتؐ افضل ہیں اس واسطے کہ وہ عالی مقام یعنی وسیلہ سوائے حضرتؐ کے اور کسی پیغمبر کو نہ ملے گا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی عَبْدِكَ وَسَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(۲۳۵) **ق** اَبُوْسَعِیْدٍ اِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا یَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ۔

بخاری اور مسلم میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تم اذان سنا کرو تو کہا کرو جیسا موذن کہتا ہے۔

**ف** مگر دوسری حدیث میں ہے کہ بجائے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہے۔

(۲۳۶) م عُمَرُ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ فَقَالَ اَحَدُکُمْ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ثُمَّ قَالَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ قَالَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ثُمَّ قَالَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ قَالَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ثُمَّ قَالَ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ثُمَّ قَالَ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ قَالَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ثُمَّ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مِنْ قَلْبِہٖ دَخَلَ الْجَنَّۃَ۔

مسلم میں عمر فاروق رضؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب موذن کہے اللہ اکبر اللہ اکبر تو کوئی تم میں سے جواب میں کہے اللہ اکبر اللہ اکبر، پھر موذن کہے اشہدان لا الہ الا اللہ تو سننے والا کہے اشہدان لا الہ الا اللہ، پھر موذن جب کہے اشہد ان محمدا رسول اللہ تو سننے والا کہے اشہدان محمدا رسول اللہ۔ پھر جب موذن کہے حی علی الصلوٰۃ تو سننے والا کہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ پھر جب موذن کہے حی علی الفلاح تو سننے والا کہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ پھر جب موذن کہے اللہ اکبر اللہ اکبر تو سننے والا کہے اللہ اکبر اللہ اکبر۔ پھر جب موذن کہے لا الہ الا اللہ تو سننے والا کہے لا الہ الا اللہ۔ اپنے سچے دل سے کہے تو بہشت میں جاوے۔

**ف** اس حدیث میں حضرتؐ نے اذان کا جواب دینا سکھایا اور سچے دل سے جواب دینے والے کو بہشت کا وعدہ کیا جب مسلمان اذان سنے تو سب کاروبار چھوڑ کر اذان کا جواب دیوے تاکہ بہشت کی بشارت میں داخل ہو۔ اکثر علماء کے نزدیک اذان کا جواب دینا واجب ہے اور اگر ایک مکان میں کئی اذانوں کی آواز آتی ہو تو اپنے محلے کی مسجد کی اذان کا جواب دیوے۔ باقی کا جواب دینا واجب نہیں اور اگر قرآن پڑھتا ہو تو چپ رہے جواب اذان کا دیکر پڑھے۔

(۲۳۷) سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ مَنْ قَالَ حِیْنَ یَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ وَاَنَا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا غُفِرَ لَہٗ ذَنْبُہٗ۔

اذان کے بعد کی دعا کا ثواب

مسلم میں سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو موذن سے اذان سن کر یوں کہے کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے کوئی لائق بندگی کے نہیں وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور محمدؐ اللہ کا بندہ ہے اور اس کا رسول، میں راضی ہوں اللہ کی مالکی اور محمدؐ کی پیغمبری سے اور مسلمانی کے دین سے تو اس کے گناہ بخشے جاوینگے۔

## اذان کی فضیلت اور اذان سُن کر شیطان کا بھاگنا

(۲۳۸) م اَنَسٌ اَلْمُؤَذِّنُوْنَ اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقًا یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اذان دینے والے قیامت کے دن سب لوگوں سے گردن بلند ہوں گے۔

**ف** بلند گردن ہوں گے یعنی رحمتِ الٰہی کے زیادہ تر امیدوار ہوں گے اس واسطے کہ منتظر اور امیدوار اپنی

مراد کے واسطے گردن بڑھائے تاکا کرتا ہے۔ یا یہ مطلب کہ قیامت میں پسینہ لوگوں کے لبوں تک پہنچے گا لیکن اذان دینے والوں کو بسبب گردن بلندی کے کچھ رنج نہ ہوگا یا یہ مطلب کہ گردن بلند ہوں گے یعنی سب لوگوں میں باعزت اور نمودار ہوں گے۔

(۲۳۹) م ابوهريرة اذا اذن المؤذن ادبر الشيطان وله حصاص۔ مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب موذن اذان دیتا ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے گوز کرتا ہوا۔

**ف** یعنی اذان کی آواز سے شیطان پر ایسا صدمہ ہوتا ہے کہ خوف سے گوز کرتا ہوا بھاگتا ہے اسی واسطے حضرتؐ نے اور حدیث میں فرمایا ہے کہ جب کسی کو جنگل میں شیطان اور بھوت ستاویں یا نظر پڑیں تو اس وقت اذان پکار کے کہے تاکہ بھاگ جاویں اور یہ تجربہ عمل ہے۔

(۲۴۰) م جابر ان الشيطان اذا سمع النداء بالصلوة ذهب حتى يكون مكان الروحاء۔ مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر شیطان جب اذان سنتا ہے تو وہاں سے بھاگ جاتا ہے جتنی دور روحا ہے۔

**ف** روحا ایک مکان ہے مدینے سے چھتیس کوس۔

## نماز میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا

(۲۴۱) م ابوهريرة من صلى صلوة لم يقرأ فيها بام القرآن فهي خداج هي خداج الخ۔ مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو کوئی وہ نماز پڑھے جس میں الحمد کی سورت نہ پڑھے وہ نماز ناقص ہے وہ ناقص ہے وہ ناقص ہے۔

**ف** جب ابوہریرہؓ نے یہ حدیث روایت کی تو کسی نے کہا کہ اگر ہم امام کے پیچھے ہوں تو الحمد کس طرح پڑھیں تو کہا اپنے دل میں پڑھ لیا کرو میں نے حضرتؐ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے بیچ آدھا آدھا بانٹا ہے سو جب بندہ کہتا ہے کہ "الحمد للہ رب العالمین" تو اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری خوبیاں بیان کیں اور جب کہتا ہے کہ "الرحمن الرحیم" تو اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعریف کی اور جب کہتا ہے "مالک یوم الدین" تو اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری بڑائی کی اور جب کہتا ہے کہ "ایاک نعبد وایاک نستعین" تو اللہ فرماتا ہے کہ یہ میرے واسطے ہے اور بندے کے واسطے بھی اور میرا بندہ جو مانگے سو پاوے۔ پھر جب کہتا ہے "اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین آمین" تو اللہ فرماتا ہے کہ یہ بات صرف بندے ہی کے واسطے ہے اور میرا بندہ جو مانگے سو پاوے۔

نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے

**ف** امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ الحمد پڑھنا نماز میں فرض ہے اسی حدیث کی دلیل سے امام اعظمؒ کی طرف سے یہ جواب ہے کہ اگر الحمد پڑھنا فرض ہوتا تو الحمد کے چھوڑنے سے نماز بالکل باطل ہو جاتی ناقص کہلاتی اس کے ترک سے ناقص ہونا یہ دلیل ہے واجب ہونے کی۔

(۲۴۲) م ابوهريرة لا صلوة مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ

اِلَّا بِقِرَآءَۃٍ۔ نہیں ہوتی بدون قرآن پڑھے۔

**ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن پڑھنا نماز میں فرض ہے۔

(۲۴۳) **م** اَبُوْھُرَیْرَۃَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا۔ مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو مجھ پر ایک بار درود پڑھے گا خدا اس پر دس بار رحمت کریگا۔

**ف** درود پڑھنے کا ثواب بیحساب ہے اور حدیث میں حضرتؐ نے فرمایا کہ قیامت کی مصیبتوں میں جب لوگ گرفتار ہوں گے تو میں اول ان کو بچاؤں گا جو مجھ پر بہت درود پڑھا کئے۔

(۲۴۴) **ق** عُبَادَۃَ بْنُ الصَّامِتِ لَاصَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ۔ بخاری اور مسلم میں عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں نماز اس کی جس نے الحمد کی سورت نہ پڑھی۔

**ف** امام شافعیؒ کے مذہب میں بدون الحمد پڑھے نماز نہیں ہوتی۔ یہ حدیث ان کی دلیل ہے۔ اور امام اعظمؒ کے نزدیک نماز بے الحمد کامل نہیں ہوتی۔

## نماز جلدی جلدی پڑھنے کی ممانعت

نماز میں تعدیل ارکان ضروری ہے

(۲۴۵) **ق** اَبُوْھُرَیْرَۃَ اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ۔ [۱] بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ پلٹ جا پھر نماز پڑھ اس واسطے کہ تیری نماز نہیں ہوئی۔

**ف** حضرتؐ مسجد میں تھے ایک شخص نماز پڑھ کے چلا حضرتؐ کو سلام کیا حضرتؐ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ تو اپنی نماز پھر پڑھ تیری نماز نہیں ہوئی، اس شخص نے پھر جلدی جلدی نماز پڑھی اور سلام کر کے چلا حضرتؐ نے فرمایا پھر نماز پڑھ تیری نماز نہیں ہوئی۔ اسی طرح تین بار اس نے نماز پڑھی پھر اُس نے کہا خدا کی قسم مجھ کو اس سے زیادہ بہتر نہیں پڑھ آتی۔ تب حضرتؐ نے فرمایا کہ جب نماز کے واسطے کھڑا ہو تو اللہ اکبر کہا کر پھر پڑھا کر جو کچھ کہ تجھ کو قرآن سے یاد ہو پھر رکوع کیا کر آرام اور تسکین سے، پھر سر اٹھایا کر یہاں تک کہ خوب سیدھا کھڑا ہو جاوے پھر سجدہ کیا کر اطمینان سے پھر سر اٹھایا کر اطمینان سے پھر بیٹھا کر پھر اسی طرح ہر رکعت میں کیا کر اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تعدیل ارکان نماز میں واجب ہے نہایت جلدی کرنے سے یا نماز باطل ہوتی ہے یا مکروہ۔

## حدیث قدسی

(۲۴۶) **م** اَبُوْھُرَیْرَۃَ قَسَمْتُ الصَّلٰوۃَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ نِصْفَیْنِ وَلِعَبْدِیْ مَاسَأَلَ۔ [۱] مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا خدا فرماتا ہے کہ میں نے نماز کو بانٹا اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھوں آدھ اور میرے بندے کے لئے ہے جو مانگے۔

**ف** پوری روایت یوں ہے کہ جب بندہ الحمد للہ رب العلمین کہتا ہے خدا فرماتا ہے میرے بندے نے میری تعریف کی اور جب الرحمن الرحیم کہتا ہے خدا فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری ثنا اور صفت کی اور جب مالک یوم الدین کہتا ہے خدا فرماتا ہے میرے بندے نے میری بڑائی کی اور جب ایاک نعبد

---

[۱] ان دونوں حدیثوں کو امام مسلمؒ نے عنوان بالا میں ذکر کیا ہے (چشتی)

وایاک نستعین کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ یہ آیت میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے یعنی عبادت خدا کو اور مدد کا فائدہ بندہ کو اور جب اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہتا ہے خدا فرماتا ہے یہ میرے بندے کے واسطے ہے یعنی سورۂ فاتحہ میں دو مطلب ہیں ایک حمد و ثنا، دوسرے دعا، تو حمد و ثنا خدا کے واسطے ہے اور دعا بندے کے واسطے ہے سو اسی واسطے فرمایا کہ نماز سورۂ فاتحہ میرے اور میرے بندے کے درمیان آدھوں آدھ ہے۔

## حوض کوثر کا ذکر

(۲۴۷) م انسؓ نَزَلَتْ عَلَیَّ اٰنِفًا سُوْرَۃٌ فَقَرَأَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ٭ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ٭ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ ٭ ثُمَّ قَالَ تَدْرُوْنَ مَا الْکَوْثَرُ فَقُلْنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّہٗ نَھْرٌ وَّعَدَنِیْہِ رَبِّیْ عَلَیْہِ خَیْرٌ کَثِیْرٌ ھُوَ حَوْضٌ تَرِدُ عَلَیْہِ اُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اٰنِیَتُہٗ عَدَدُ النُّجُوْمِ فَیُخْتَلَجُ الْعَبْدُ مِنْھُمْ فَاَقُوْلُ رَبِّ اِنَّہٗ مِنْ اُمَّتِیْ فَیُقَالُ مَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثَ بَعْدَکَ۔

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ابھی مجھ پر ایک سورت اتری پھر حضرتؐ نے انا اعطینا کی سورت پڑھی یعنی اے محمدؐ ہم نے تجھ کو کوثر دیا تو نماز پڑھ اپنے رب کی اور قربانی کر مقرر تیرا دشمن بے نام و نشان ہے پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ کوثر کیا چیز ہے؟ سو ہم نے کہا کہ خدا اور اس کا رسول ہی خوب جانتا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ کوثر نہر ہے کہ میرے رب نے اس کا مجھ سے وعدہ کیا ہے اس پر بہت خیر ہے۔ کوثر حوض ہے جس پر میری امت گذرے گی اس کے برتن جتنے آسمان کے تارے تو ایک بندہ میری امت کا حوض سے روکا جاویگا تو میں کہونگا اے میرے رب یہ تو میری امت سے ہے تو حکم ہوگا کہ تو نہیں جانتا کہ تیرے بعد اس نے کیا نئی راہ نکالی یعنی مرتد ہوگیا۔

٭ ٭ ٭ ٭

**ف** عرب کے چند گروہ حضرتؐ کے بعد مرتد ہوگئے، صدیق اکبرؓ نے ان کو مارا وے لوگ حوض کوثر سے بے نصیب ہیں

## نماز میں تشہد کا پڑھنا

(۲۴۸) ق اِبْنُ مَسْعُوْدٍ اِذَا قَعَدَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوۃِ فَلْیَقُلِ التَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کوئی نماز میں بیٹھے تو التحیات پڑھے یعنی سب زبان کی عبادتیں جیسے تعریف اور ذکر اور بدن کی عبادتیں جیسے نماز اور حج وغیرہ اور مال کی عبادتیں جیسے زکوۃ اور خیرات صرف خدا ہی کے واسطے ہیں۔ سلام تجھ کو اے پیغمبر اور خدا کی رحمت اور برکت اور سلام ہے ہم کو اور سب خدا کے نیک بندوں پر، گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے کوئی لائق بندگی کے نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد بندہ ہے خدا کا اور اس کا رسول ہے۔

٭ ٭ ٭ ٭

**ف** عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم نماز میں بیٹھ کر کہا کرتے تھے خدا کو سلام جبرئیل کو سلام، میکائیل کو فلانے اور فلانے کو سلام۔ تب حضرتؐ نے ہم کو التحیات سکھلائی اور فرمایا کہ جب تم نے کہا کہ خدا کے نیک بندوں پر سلام ہے تو جتنے خدا کے بندے آسمان اور زمین میں ہیں خواہ فرشتے خواہ پیغمبر خواہ اولیا خواہ جن خواہ آدمی سب کو تمہارا سلام پہنچ گیا اب ہر ایک کا نام لینا کچھ ضرور نہیں، نماز میں التحیات پڑھنا امام اعظمؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک واجب ہے اور امام مالکؒ کے مذہب میں سنت ہے۔

## تشہد کے بعد درود پڑھنا

(۲۴۹) **ق** اَبُوحُمَيْدِ السَّاعِدِيُّ قُولُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

بخاری اور مسلم میں ابو حمیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ درود کو یوں کہا کرو کہ الٰہی اپنی مہر کر محمدؐ پر اور اس کی بیبیوں پر اور اس کی اولاد پر جیسے تو نے مہر کی ابراہیمؑ پر اور برکت کر محمدؐ پر اور اس کی بیبیوں پر اور اس کی اولاد پر جیسے تو نے برکت کی ابراہیمؑ پر، بیشک تو سب خوبیوں سراہا بڑائی والا ہے۔

## نماز میں آمین کہنا

(۲۵۰) **ق** اَبُوهُرَيْرَةَ اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ تَاْمِيْنُهٗ تَاْمِيْنَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب نماز میں امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو جیسے فرشتے کہتے ہیں اس واسطے کہ جس کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کے موافق پڑجاویگا تو اس کے اگلے گناہ بخشے جاویں گے۔

**ف** آمین کے معنی یہ ہیں کہ دعا ہماری قبول کر یعنی جس طرح فرشتے خدا کی رحمت پر بھروسہ کر کے حضور دل سے آمین کہتے ہیں ویسے تم بھی آمین کہو کہ جب تمہارا اور ان کا آمین کہنا موافق پڑے گا گناہوں کی مغفرت ہوگی۔

(۲۵۱) **م** اَبُوهُرَيْرَةَ اِذَا قَالَ اَحَدُكُمْ اٰمِيْنَ وَقَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ فِي السَّمَآءِ اٰمِيْنَ فَوَافَقَتْ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس وقت کسی نے آمین کہی اور فرشتوں نے آسمان میں آمین کہی پھر موافق پڑ گئی ایک آمین دوسری سے تو اس آمین کہنے والے کے پچھلے گناہ معاف ہو جاویں گے۔

**ف** یعنی جب ایک ہی وقت میں آدمی اور فرشتے نے آمین کہی تو مغفرت ہوتی ہے۔

(۲۵۲) **خ** اَبُوهُرَيْرَةَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔ [۱]

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو اس واسطے کہ جس کا قول فرشتوں کے قول کے موافق پڑجاویگا اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جاویں گے۔

[۱] مسلم شریف میں امام کے بجائے لفظ قاری مروی ہے۔

## امام نماز میں سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو مقتدیوں کو ربنا لک الحمد کہنا چاہئے

(۲۵۳) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ۔[1]

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب امام کہے سمع اللہ لمن حمدہ تو تم کہو اللہم ربنا لک الحمد اس واسطے کہ جس کا قول فرشتوں کے قول سے موافق پڑا تو اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جاویں گے۔

ف امام اعظمؒ اور امام مالکؒ اور امام احمدؒ کا یہی مذہب ہے کہ امام صرف سمع اللہ لمن حمدہ کہے اور مقتدی صرف ربنا لک الحمد کہیں۔ اور امام شافعیؒ کے نزدیک دونوں قول کو امام بھی جمع کرے اور مقتدی بھی جمع کریں لیکن اس حدیث سے اول مذہب قوی معلوم ہوتا ہے۔

## مقتدی کو امام کی اقتدا کرنا ضروری ہے

(۲۵۴) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَلَا تَخْتَلِفُوْا عَلَيْهِ ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ امام تو اسی واسطے مقرر ہوا ہے کہ اسکی پیروی کیجئے سو امام کے خلاف نکرو یعنی جو امام کرے سو مقتدی بھی کریں۔

ف اس میں اختلاف ہے کہ اگر امام بیٹھے عذر سے نماز پڑھاوے تو مقتدی کیا کریں۔ امام احمدؒ کے نزدیک بموجب اس حدیث کے تو مقتدی بھی امام کے ساتھ بیٹھکر نماز پڑھیں اور امام مالکؒ کے نزدیک بیٹھکر نماز میں امامت کرنا درست نہیں اور امام اعظمؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک اگر امام عذر سے بیٹھا ہو تو مقتدی کھڑے ہو کر نماز پڑھیں چنانچہ حضرتؐ نے آخر عمر میں بیٹھ کر امامت کی اور اصحابؓ نے پیچھے کھڑے ہو کر اقتدا کی تو حضرتؐ کے پچھلے فعل سے یہ حدیث قولی منسوخ ہوئی۔

(۲۵۵) م اَبُوْهُرَيْرَةَ لَا تُبَادِرُوا الْاِمَامَ اِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَالَ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ امام سے آگے جلدی نہ کیا کرو جب امام اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہا کرو اور جب ولا الضالین کہے تب تم آمین کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم کہا کرو اللہم ربنا لک الحمد۔

ف حاصل یہ کہ امام کی اطاعت واجب ہے۔ جب امام تکبیر اور رکوع اور سجدہ پہلے کر لیوے تب تم کیا کرو امام پر سبقت درست نہیں۔

(۲۵۶) م جَابِرٌ اِنْ كِدْتُمْ اٰنِفًا تَفْعَلُوْنَ فِعْلَ فَارِسَ وَالرُّوْمِ يَقُوْمُوْنَ عَلٰى مُلُوْكِهِمْ وَهُمْ قُعُوْدٌ فَلَا تَفْعَلُوْا ائْتَمُّوْا بِاَئِمَّتِكُمْ اِنْ صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوْا

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ حال یوں تھا کہ تم ابھی قریب تھے کہ فارسیوں اور رومیوں کا سا کام کرتے وے لوگ اپنے بادشاہوں پاس کھڑے رہتے ہیں اور ان کے بادشاہ بیٹھے رہتے ہیں سو ایسا نہ کیا کرو تابعداری

[1] امام مسلمؒ نے حدیث مذکور کو عنوان بالا میں ذکر کیا ہے۔

قِيَامًا وَاِنْ صَلّٰى قَاعِدًا فَصَلُّوْا قُعُوْدًا
فَا لَهٗ حِيْنَ صَلّٰى قَاعِدًا وَالنَّاسُ
خَلْفَهٗ قِيَامٌ فَاَشَارَ اِلَيْهِمْ فَقَعَدُوْا
فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ۔

کیا کرو اپنے اماموں کی۔ اگر امام کھڑے ہوکر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہوکر نماز پڑھو اور اگر وہ بیٹھے نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھے نماز پڑھو۔ یہ حضرتؐ نے فرمایا جبکہ بیماری کے سبب سے بیٹھے نماز پڑھی اور اصحاب پیچھے کھڑے تھے پھر حضرتؐ نے ان کو بیٹھ جانے کا اشارہ کیا تو بیٹھ گئے جب حضرتؐ نے سلام پھیرا تو یہ حدیث فرمائی

ف بعضوں کے نزدیک اس حدیث پر عمل ہے اور اکثر اماموں کے نزدیک یہ حدیث منسوخ ہے، اس واسطے کہ حضرتؐ نے مرض الموت میں بیٹھ کر امامت کی اور اصحابؓ نے پیچھے کھڑے ہوکر نماز پڑھی، معلوم ہوا کہ نماز میں اشارہ کرنا نماز کو نہیں توڑتا اور معلوم ہوا کہ سردار کے روبرو دست بستہ کھڑے ہونا جیسا کہ معمول ہے درست نہیں لیکن محافظت کے واسطے کھڑے ہونا اور بے ادب لوگوں کے ہٹانے کے واسطے درست ہے۔

## حضورؐ کی زندگی میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا امامت فرمانا

(۲۵۷) ق عَائِشَةُ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ يُصَلِّ بِالنَّاسِ۔ ؎ بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرتؐ نے کہ کہو ابوبکرؓ سے کہ لوگوں کو نماز پڑھاوے۔

ف حضرتؐ نے مرض الموت میں یہ حدیث فرمائی اور پانچ دن ان سے امامت کروائی چنانچہ اس کا مفصل قصہ دوسرے باب میں ہے جو عہدہ حضرتؐ کو خاص تھا یعنی امامت کا سو اپنی حیات میں ابوبکر صدیقؓ کو دیا اس میں صاف اشارہ ہے خلافت کا گویا حضرتؐ نے ان کو اپنا ولیعہد کیا۔

(۲۵۸) ق عَائِشَةُ اِنَّكُنَّ لَاَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ قَالَهٗ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ۔ ؎

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم مگر تم یوسف کے ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو یعنی کیوں خلاف نمائی کرتی ہو کہو ابوبکرؓ سے کہ لوگوں کو خود امام ہوکر نماز پڑھاوے یہ حضرتؐ نے اس بیماری میں فرمایا جس میں انتقال ہوا

ف بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کہو ابی بکرؓ سے لوگوں کو نماز پڑھاوے میں نے کہا کہ ابوبکرؓ نرم دل مرد ہے اگر حضرتؐ کے مقام پر نماز پڑھانے کو کھڑا ہوگا رونے لگے گا قرآن کی آواز لوگ نہ سنیں گے، عمرؓ کو فرمائیے کہ نماز پڑھاوے حضرتؐ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ سے ہو نماز لوگوں کو پڑھاوے۔ پھر میں نے حفصہؓ سے کہا کہ تم حضرتؐ سے کہو۔ حفصہؓ نے حضرتؐ سے یہی کہا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی چنانچہ حضرتؐ کی حیات میں پانچ دن صدیق اکبرؓ نے امامت سے نماز پڑھائی اشارہ ہوا صدیق اکبرؓ کی خلافت کا کہ جو عہدہ حضرتؐ کا خاص تھا یعنی نماز کی امامت کا سو اپنی زندگی میں صدیق اکبرؓ کو دیا جیسے بادشاہ اپنی زندگی میں کسی کو تخت اور چتر شاہی دیوے تو یہ علامت ہے کہ بادشاہ نے اسکو ولیعہد کیا۔

## اگر امام نماز میں بھول جائے تو مرد کو سبحان اللہ کہکر خبردار کرنا چاہیے

(۲۵۹) ق اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَلتَّصْفِيْحُ بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ

؎ امام مسلم نے عنوان مذکور کی دونوں حدیثوں کو عنوان "امام بحالت عذر کسی اور کو امام بنا سکتا ہے" میں ذکر کیا ہے۔ (حشی)

لِلنِّسَاءِ وَالتَّسْبِيْحُ لِلرِّجَالِ۔ دستک عورتوں کو چاہئے اور سبحان اللہ کہنا مردوں کو چاہئے
ف یعنی اگر امام نماز میں چوکے تو عورت دستک دیکر اس کو خبردار کر دے اور مرد سبحان اللہ کہہ کے۔

حضورؐ کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتدا کرنا۔

(۲۶۰) ق سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ مَالِيْ رَأَيْتُكُمْ أَكْثَرْتُمُ التَّصْفِيْقَ مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِيْ صَلَاتِهِ فَلْيُسَبِّحْ فَإِنَّهُ إِذَا سَبَّحَ الْتُفِتَ إِلَيْهِ وَإِنَّمَا التَّصْفِيْقُ لِلنِّسَاءِ۔

بخاری اور مسلم میں سہل بن سعد سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا مجھ کو کیا ہے کہ میں نے تم کو دیکھا کہ تم نے بہت تالی بجائی جس کو نماز میں کوئی ضرورت ظاہر ہو یعنی ایسی ضرورت جس میں امام کو خبردار کرنا پڑے چاہئے کہ بلند آواز سے سبحان اللہ کہے اس واسطے کہ جب اس نے سبحان اللہ کہا تو اس کی طرف التفات کیا جاوے گا یعنی امام سبحان اللہ کہنے سے خبردار ہو جاویگا حضرتؐ نے فرمایا اور تالی مارنا تو عورتوں کے واسطے چاہئے یعنی اگر امام کی خطا پر عورت واقف ہو تو سبحان اللہ نہ کہے بلکہ ہاتھ کو ہاتھ پر مارے اس واسطے کہ عورت کی آواز سے اکثر مرد کو بدخیال آتا ہے۔

✤ ✤ ✤
✤ ✤
✤
✤ ✤
لف

ف صحیح بخاری میں روایت ہے کہ حضرتؐ ایک قوم میں صلح کرنے کو گئے تھے، نماز کا وقت آیا لوگوں نے ابی بکرؓ کو امام بنا کر نماز شروع کی پھر حضرتؐ تشریف لائے اور اصحاب نماز میں تھے تو حضرتؐ بھی صف میں نماز کی نیت کر کے کھڑے ہوئے اصحاب نے دستک دی تاکہ صدیقؓ حضرتؐ کے آنے سے خبردار ہو جاؤ اور صدیق رضؓ کی یہ عادت تھی کہ نماز میں کسی طرف نہ دیکھتے تھے۔ جب بہت لوگوں نے تالیاں بجائیں، تو صدیق نے نظر کی دیکھا کہ حضرتؐ صف میں کھڑے ہیں، حضرتؐ نے اشارہ کیا صدیق اکبرؓ سے کہ وہیں ٹھہرے رہو اور امامت کئے جاؤ، پھر صدیق اکبرؓ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر شکر خدا ادا کیا کہ حضرتؐ نے مجھ کو امامت کرنے کو فرمایا پھر پیچھے ہٹے یہاں تک کہ صف میں برابر ہو گئے اور حضرتؐ نے آگے بڑھ کے امامت کی پھر حضرتؐ جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا اے ابی بکرؓ میرے حکم کے بعد تو کیوں نہ وہاں قائم رہا۔ صدیق اکبرؓ نے کہا کہ ابی قحافہ کے بیٹے کو یہ لیاقت نہیں کہ رسول اللہؐ کے آگے امام بنے پھر حضرتؐ نے اور اصحاب سے یہ حدیث فرمائی۔ اس حدیث سے صدیق اکبرؓ کی نہایت عمدہ فضیلت ثابت ہوئی کہ حضرتؐ نے ان کو اپنی امامت کرنے کا حکم دیا بلکہ اول صدیقؓ کے پیچھے نماز کی نیت بھی کر چکے تھے سبحان اللہ اس سے زیادہ کون کمال ہوگا جسکو تمام عالم کا امام اپنا امام بنائے

## نماز نہایت عاجزی سے ادا کرنا چاہیے

(۲۶۱) م أَبُوْ هُرَيْرَةَ يَا فُلَانُ أَلَا تُحْسِنُ صَلَاتَكَ أَلَا يَنْظُرُ الْمُصَلِّيْ إِذَا صَلَّى كَيْفَ يُصَلِّيْ فَإِنَّمَا يُصَلِّيْ لِنَفْسِهِ إِنِّيْ لَأُبْصِرُ مِنْ وَرَائِيْ كَمَا أُبْصِرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے فلانے تو کیوں نہیں اپنی نماز خوبی سے پڑھتا کیوں نہیں دیکھتا نمازی جب نماز پڑھتا ہے سو وہ اپنے بھلے کے واسطے پڑھتا ہے مقرر میں دیکھتا ہوں اپنے پیچھے سے جیسا اپنے آگے سے دیکھتا ہوں۔

لف: مسلم نے حدیث مذکور کو بعنوان "اگر امام کے آنے میں دیر ہو تو مقتدی کسی اور کو امام بنالیں" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

**ف** ایک شخص حضرتؐ کے پیچھے صف میں نماز پڑھتا تھا اور اِدھر اُدھر دیکھتا جاتا تھا جب حضرتؐ نماز پڑھ چکے تو پھر کے یہ حدیث فرمائی یعنی نماز با ادب حضور دل سے چاہیے اِدھر اُدھر دیکھنا اپنے مالک کے روبرو کمال بے ادبی ہے اور یہ معجزہ حضرتؐ کا تھا کہ جیسا سامنے سے دیکھتے تھے ویسا ہی پشت سے۔

(۲۶۲) م اَبُوْهُرَيْرَةَ هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِيْ هٰهُنَا وَاللّٰهِ مَا يَخْفٰى عَلَيَّ رُكُوْعُكُمْ وَلَا خُشُوْعُكُمْ وَاِنِّيْ لَاَرَاكُمْ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِيْ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تم دیکھتے ہو کہ میرا سامنا ادھر ہی ہے خدا کی قسم مجھ پر تمہارا رکوع اور خشوع چھپا نہیں رہتا اور مقرر میں تم کو دیکھتا ہوں اپنے پس پشت سے۔

**ف** جماعت میں بعضے نو مسلم ادب سے نماز نہ پڑھتے رکوع اور سجود اور صف میں برابر کھڑے ہونے سے غفلت کرتے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی تاکہ اس حرکت سے باز رہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرتؐ جیسے سامنے سے دیکھتے تھے ویسے ہی پشت سے۔ یہ معجزہ تھا حضرتؐ کا۔

## امام سے پہلے رکوع سجدہ میں جانا جائز نہیں

(۲۶۳) م اَنَسٌ اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ اِمَامُكُمْ فَلَا تَسْبِقُوْنِيْ بِالرُّكُوْعِ وَلَا بِالسُّجُوْدِ وَلَا بِالْقِيَامِ وَلَا بِالْاِنْصِرَافِ فَاِنِّيْ اَرَاكُمْ اَمَامِيْ وَمِنْ خَلْفِيْ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ رَاَيْتُمْ مَا رَاَيْتُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا قَالُوْا وَمَا رَاَيْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَاَيْتُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ۔

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے لوگو میں تمہارا امام ہوں مجھ سے آگے رکوع نہ کیا کرو اور نہ سجدہ اور نہ قیام اور نہ سلام پھیرنا اس واسطے کہ میں دیکھتا ہوں اپنے آگے سے اور پیچھے سے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قابو میں محمدؐ کی جان ہے کہ اگر تم دیکھتے جو میں نے دیکھا تو تھوڑا ہنستے اور بہت سا روتے اصحابؓ نے کہا یا رسول اللہ آپ نے کیا دیکھا حضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے جنت اور دوزخ کو دیکھا۔

**ف** معلوم ہوا کہ مقتدی کو اطاعت امام کی واجب ہے رکوع اور سجود اور قیام اور قعود میں امام سے سبقت حرام ہے جب اول امام رکوع سجود کر لیوے تو مقتدی کریں۔ پھر ہنسنے کی برائی بیان کی کہ اس کا سبب غفلت ہے اور رونے کی تعریف کی کہ اس کا سبب بیداری اور علم ہے۔

(۲۶۴) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ اَمَا يَخْشٰى اَحَدُكُمْ[1] اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ قَبْلَ الْاِمَامِ اَنْ يُّحَوِّلَ اللّٰهُ رَاْسَهٗ رَاْسَ حِمَارٍ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ صُوْرَتَهٗ صُوْرَةَ حِمَارٍ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تم میں کوئی نہیں ڈرتا جبکہ امام سے پہلے اٹھاتا ہے کہ خدا اس کے سر کو گدھے کے سر سے بدل ڈالے یا خدا اس کی صورت کو گدھے کی صورت کر ڈالے۔

**ف** یعنی جو سجدے سے اپنے امام کے قبل سر اٹھا دے وہ نادان بے حقیقت میں گدھا ہے اور ظاہر میں آدمی کہ اپنے امام کی اطاعت نہیں کرتا یا یہ مطلب کہ ایسے مرد کی سزا آخرت میں ایسی ہوگی۔ خلاصہ مطلب یہ کہ مقتدی جلدی نہ کرے اس پر امام کی اطاعت واجب ہے۔

[1] صحیح مسلم میں احدکم کا لفظ نہیں ہے۔

## نماز میں آسمان کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھنا چاہیے۔

(٢٦٥) م ابوہریرہؓ لینتہین اقوام عن رفعہم ابصارھم عند الدعاء فی الصلوٰۃ الی السماء او لتخطفن ابصارھم۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا مقرر باز رہیں لوگ اپنی آنکھ اٹھانے سے نماز میں دعا کے وقت آسمان کی طرف نہیں تو ان کی نظریں چھین لی جاویں گی۔

ف نماز میں دعا کے وقت آسمان کی طرف آنکھ اٹھانا درست نہیں اس واسطے کہ حق تعالیٰ مکان سے پاک ہے۔

## نماز میں ہاتھوں کا ہلانا جلانا درست نہیں

(٢٦٦) م جابر بن سمرۃ مالی اراکم رافعی ایدیکم کانھا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰۃ ثم خرج علینا فرانا حلقا فقال مالی اراکم عزین ثم خرج علینا فقال الا تصفون کما تصف الملائکۃ عند ربھا فقلنا یا رسول اللہ وکیف تصف الملائکۃ عند ربھا قال یتمون الصفوف الاولی ویتراصون فی الصف

مسلم میں جابر بن سمرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کیا ہے مجھ کو کہ میں تم کو ہاتھ اٹھائے دیکھتا ہوں تمہارے ہاتھ گویا چنچل گھوڑوں کی دم ہیں یعنی جیسے چنچل گھوڑوں کی دمیں نہیں ٹھہرتیں ویسے تمہارے ہاتھ نہیں ٹھہرتے۔ ٹھہرے رہا کرو نماز میں یعنی ہلا جلانا کرو پھر حضرتؐ دیر کے بعد ہمارے پاس ہو کر نکلے تو ہم کو دیکھا کہ ہم حلقہ حلقہ کئے بیٹھے ہیں سو فرمایا کہ کیا ہے مجھ کو کہ تم کو جدا جدا تتر بتر دیکھتا ہوں۔ پھر دیر کے بعد ہمارے پاس ہو کر نکلے اور فرمایا کہ تم کیوں نہیں صف باندھتے ہو جیسے فرشتے صف باندھتے ہیں اپنے رب کے نزدیک تو ہم نے کہا یا رسول اللہ فرشتے اپنے رب کے نزدیک کیونکر صف باندھتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا پورا کر لیتے ہیں پہلے صفوں کو اور صف کے اندر آپس میں بھر جاتے ہیں یعنی ملے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں کچھ صف کے درمیان فرق نہیں چھوڑتے۔

ف سنن ابی داؤد میں جابر بن سمرۃؓ سے روایت ہے کہ جب اصحابؓ حضرت کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو داہنے بائیں ایک دوسرے کو ہاتھ اٹھا کر سلام کرتا تھا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی اور سلام کے واسطے ہاتھ اٹھانا نماز کے اندر منع کیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حرکاتِ نماز کے سوائے کوئی جنبش نماز میں درست نہیں اور صفوں کا پورا کرنا مستحب ہے جب تک اول صف نہ بھر جائے دوسری صف نہ چاہیے اور جب تک دوسری صف نہ بھر جاوے تیسری صف نہ چاہیے اسی طرح اور صفوں میں لحاظ رکھنا ضرور ہے۔

(٢٦٧) خ جابر بن سمرۃ علی ما تؤمئون بایدیکم کانھا اذناب خیل شمس وانما یکفی احدکم ان یضع یدہ علی فخذہ ثم یسلم علی اخیہ من علی یمینہ وشمالہ۔

مسلم میں جابر بن سمرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کس پر اشارہ کرتے ہو اپنے ہاتھوں سے گویا کہ تمہارے ہاتھ چنچل گھوڑوں کی دمیں ہیں یعنی جیسے شریر گھوڑا ہر دم اپنی دُم ادھر ادھر ہلاتا ہے ویسے ہی تم ہلاتے ہو اور آدمی کو تو اتنا کفایت کرتا ہے کہ اپنے ہاتھ کو ران پر رکھے رہے پھر اپنے مسلمان بھائی کو سلام کرے جو اس کے داہنے اور بائیں پر ہوں۔

**ف** نماز کے اخیر میں بعضے لوگ ہاتھ اٹھا کر داہنے بائیں کے لوگوں کو سلام کرتے تھے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی اور نماز میں سلام کے وقت ہاتھ اٹھانا منع کیا۔

## نماز میں صفیں برابر رکھنے کا حکم

(۲۶۸) **ق** اَبُوْهُرَيْرَةَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا اِلَّا اَنْ يَّسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر لوگ جانیں جتنا ثواب کہ اذان دینے اور جماعت کی اول صف میں ہے پھر جھگڑا فیصل ہونے کا کوئی طریق نہ پاویں سوائے قرعہ ڈالنے کے تو البتہ قرعہ ہی ڈالیں۔ اور اگر جانیں کہ کیا ثواب ہے ظہر کی اول وقت نماز پڑھنے میں تو جماعت کے واسطے مسجد میں حاضر ہونے کی نہایت جلدی کریں اور اگر جانیں کہ کتنا ثواب ہے عشا اور فجر کی جماعت کا تو آویں گھسٹتے۔

**ف** یعنی اگر اذان اور اول صف کا ثواب معلوم ہو جاوے تو لوگوں میں جھگڑا پڑے ہر ایک شخص یہی چاہے کہ میں ہی اذان دوں اور میں ہی صف اول میں داخل ہوں پھر یہ جانیں کہ یہ جھگڑا بدون قرعہ کے نہ فیصل ہوگا تو ضرور قرعہ ڈالیں جس کا نام نکلے وہ اذان کہے اور صف اول میں داخل ہو، اور اگر جماعت فجر اور عشا کا ثواب معلوم ہو اور مسجد میں بسبب ضعف اور ناتوانی کے پاؤں سے نہ آسکیں تو لڑکوں کی طرح گھسٹتے ہوئے آویں۔ حدیث میں اذان اور صف اول اور ظہر کے اول وقت اور حضور جماعت فجر اور عشا کی فضیلت کا بیان ہے لیکن دوسری حدیث میں آیا ہے کہ گرمی میں ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت مستحب ہے، تاکہ لوگوں کو تکلیف نہ ہو اور جماعت پوری ہو۔

(۲۶۹) **م** اَبُوْهُرَيْرَةَ اَقِيْمُوا الصَّفَّ فِي الصَّلٰوةِ فَاِنَّ اِقَامَةَ الصَّفِّ مِنْ حُسْنِ الصَّلٰوةِ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ سیدھا کرو صف کو نماز میں اس واسطے کہ سیدھا کرنا صف کا نماز کی خوبصورتی ہے۔

**ف** راستی صف کی یہ کہ برابر لوگ کھڑے ہوں اور درمیان میں فرق نہ ہو۔

(۲۷۰) **ق** اَنَسٌ سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ فَاِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا برابر کیا کرو اپنی صفوں کو اس واسطے کہ صفوں کو برابر کرنا نماز کا کمال ہے۔

(۲۷۱) **م** اِبْنُ مَسْعُوْدٍ لِيَلِيَنِيْ مِنْكُمْ اُولُو الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰى ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ وَاِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْاَسْوَاقِ۔

مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا چاہیے کہ تم میں سے عقلمند اور ہوشیار لوگ میرے قریب ہوا کریں پھر ان کے بعد وے لوگ ہوا کریں جو ان سے میل رکھتے ہوں پھر وہ لوگ جو ان سے میل رکھتے ہوں اور تم بچو بازاروں کی بک بک سے یعنی مسجد اور جماعت میں بازار کی طرح شور اور ہجوم کرو۔

عالموں کو امام کے قریب کھڑا ہونا چاہیے۔

❊ ❊ ❊

**ف** عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ کا دستور تھا کہ جماعت کے وقت ہمارے مونڈھوں کو ملاتے تھے اور فرماتے تھے کہ برابر ہو جاؤ اور قیام میں مختلف نہ ہو، نہیں تو تمہارے دلوں میں اختلاف پڑ جاویگا پھر حضرت یہ حدیث فرماتے تھے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام کے قریب اہل علم اور عقل کھڑے ہوں تا کہ مسائل کو سیکھیں اور اگر امام کو سہو واقع ہو تو اس کو خبردار کریں اور علماء کے بعد درجہ بدرجہ لوگ صف میں کھڑے ہوں۔ ابوبکر صدیقؓ کا دستور تھا کہ نماز میں حضرتؐ کے پیچھے برابر کھڑے ہوتے تھے اس جگہ دوسرا شخص نہیں کھڑا ہوتا تھا۔

(۲۷۲) **ق** اَلنُّعْمَانُ بْنُ بَشِيْرٍ لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ اَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ۔

بخاری اور مسلم میں نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ برابر کرو اپنی صفوں کو نہیں تو خدا پھوٹ ڈال دیگا تمہارے دلوں میں۔

**ف** یعنی جماعت کی صف برابر نہ ہونے کا یہ اثر ہے کہ آپس میں اختلاف پڑ جاویگا اور تکرار ہوگی تو رنج ہوگا۔

## رکوع اور سجدے میں عورتوں کو مردوں کے بعد سر اٹھانا چاہیئے

(۲۷۳) **م** اَبُوْهُرَيْرَةَ خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَوَّلُهَا وَشَرُّهَا اٰخِرُهَا وَخَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ اٰخِرُهَا وَشَرُّهَا اَوَّلُهَا۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مردوں کی صفوں میں پہلی صف بہتر ہے اور بُری صف پچھلی صف ہے اور عورتوں کی صفوں میں بہتر پچھلی صف ہے اور بری پہلی صف ہے۔

**ف** حضرتؐ کے وقت میں مرد اور عورتیں جماعت کی نماز میں شریک ہوتے تھے۔ اول مردوں کی صفیں ہوتی تھیں بعد اس کے عورتوں کی۔ سو فرمایا کہ مردوں کی صفوں میں اول صف بہتر اس واسطے کہ وے جلدی حاضر ہوئے امام سے قریب عورتوں سے نہایت دور ہے اور پچھلی صف کو برا فرمایا اس واسطے کہ وہ دیر کر کے نماز میں آئے، امام سے دور پڑے عورتوں سے قریب ہوئے حالانکہ مرد عورت کے متصل ہونے میں فساد کا خوف ہے اور عورتوں کی صفوں میں پہلی صف کو بُرا فرمایا اور پچھلی کی تعریف کی اس واسطے کہ پہلی صف مردوں سے قریب ہے اس میں کمال پردہ پوشی نہیں اور پچھلی صف مردوں سے دور ہے اس میں پردہ پوشی نہایت ہے معلوم ہوا کہ عورت مرد کو نظر روکنا لازم ہے ان کا ایک مقام پر متصل ہونا نہ چاہیئے۔

## عورت کو خوشبو لگا کر باہر نکلنے کی ممانعت

(۲۷۴) **م** اَبُوْهُرَيْرَةَ اَيُّمَا امْرَأَةٍ اَصَابَتْ بَخُوْرًا فَلَا تَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَاءَ الْاٰخِرَةَ۔ [1]

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو عورت خوشبو لگائے ہووے ہمارے ساتھ اخیر عشا کی نماز میں نہ حاضر ہو۔

**ف** حضرتؐ نے اس واسطے منع کیا کہ تاریکی کے وقت میں خوشبو سونگھ کے جوان مردوں کو بدخیال نہ آوے معلوم ہوا کہ خوشبو لگا کر رات میں عورت کا نکلنا درست نہیں۔

[1] امام مسلمؒ نے حدیث مذکور کو عنوان بالا میں ذکر کیا ہے۔ (حبشی)

(۲۷۵) م زَيْنَبُ بِنْتُ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ الثَّقَفِيَّةُ امْرَأَةُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اِذَا شَهِدَتْ اِحْدٰىكُنَّ صَلٰوةَ الْعِشَآءِ فَلَا تَمَسَّنَّ طِيْبًا۔ [1]

مسلم میں زینبؓ عبداللہ بن مسعودؓ کی بی بی سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تم عورتوں میں سے کوئی عشا کی نماز کو آوے تو خوشبو نہ لگا وے۔

ف خوشبو عورت کو اس واسطے منع کی کہ جماعت میں کسی کو برا خیال نہ آوے۔

## اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو عورتیں جماعت میں شریک ہو سکتی ہیں

(۲۷۶) ق اِبْنُ عُمَرَ لَا تَمْنَعُوْا اِمَآءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ منع کرو خدا کی باندیوں کو خدا کی مسجدوں سے۔

ف یعنی اگر عورتیں مسجد میں نماز کے واسطے جاویں تو منع نہ کرو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اگر حضرتؐ دیکھتے جو اب عورتوں نے خلاف شرع وضع نکالی ہے تو مسجدوں میں ان کا جانا منع کرتے۔ اسی واسطے مجتہدوں نے کہا ہے کہ حضرتؐ کے زمانے میں عورت کا مسجد میں جانا درست تھا اور اب زمانے میں فساد بہت ہے اب درست نہیں۔

## امام کو لمبی قرأت نہ کرنی چاہیے

(۲۷۷) م عُثْمَانُ بْنُ اَبِي الْعَاصِ الثَّقَفِيُّ اِذَا اَمَمْتَ قَوْمًا فَاَخِفَّ بِهِمُ الصَّلٰوةَ۔

مسلم میں عثمان بن ابی العاصؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تو نماز میں امام ہو کسی قوم کا تو ہلکی نماز ان کے ساتھ پڑھ۔

ف سب اماموں کا یہی مذہب ہے کہ امام کو لازم ہے کہ بہت لمبی نہ کرے نہ زیادہ دیر لگاوے اس واسطے کہ مقتدی بیمار اور ضعیف بھی ہوتے ہیں ان کو تکلیف ہوگی۔ جماعت کم ہوا کرے گی لیکن ایسی جلدی بھی درست نہیں کہ فرض اور واجب نماز کے ناقص ہوں اور رکوع سجدہ پورا نہ ہو اور اگر قوم کے چند گنے لوگ ہیں اور وہ طول نماز سے راضی ہیں تو نماز کو طول کرنا اس صورت میں درست ہے۔

(۲۷۸) ق اَنَسٌ اِنِّيْ لَاَدْخُلُ فِي الصَّلٰوةِ وَاَنَا اُرِيْدُ اِطَالَتَهَا فَاَسْمَعُ بُكَآءَ الصَّبِيِّ فَاَتَجَوَّزُ فِيْ صَلٰوتِيْ مِمَّا اَعْلَمُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ اُمِّهٖ مِنْ بُكَآئِهٖ۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ میں نماز میں داخل ہوتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ لمبی نماز پڑھوں پھر سنتا ہوں لڑکوں کا رونا تو اپنی نماز میں تخفیف کر دیتا ہوں اس سبب سے کہ میں جانتا ہوں [illegible] کے شدت رنج اور قلق کو اس کے رونے [illegible]

ف حضرتؐ کے وقت میں عورتیں بھی جماعت کی نماز میں حاضر ہوتی تھیں اور عورت کو محبت اولاد کی بہت ہوتی ہے ان کا رونا ان پر نہایت شاق ہے تو اس واسطے حضرتؐ نماز کو ہلکا کر دیتے تھے کہ مبادا عورتیں طول نماز سے اپنے لڑکوں کا رونا سن کر بیقرار ہو کے کہیں نماز نہ توڑ دیں یا جماعت کا آنا نہ چھوڑ دیں۔

---

[1] امام مسلمؒ نے اس حدیث کو ما بعد کے بعد کے عنوان میں ذکر کیا ہے۔ (حشتی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام پر قوم کی رعایت کرنا واجب ہے بڈھے اور لڑکے اور بیماروں کا ضرور خیال رکھے، اتنی لمبی نماز نہ پڑھے کہ ان کو تکلیف ہو۔

## رکوع سے سر اٹھاتے وقت کیا پڑھنا چاہیے

(۳۷۹) م ابو سعید اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ اَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ كَانَ يَقُوْلُهُ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ۔

مسلم میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی اے ہمارے رب تیرے ہی واسطے تعریف ہے آسمانوں اور زمین کے برابر بعد اس کے جو چیز تیری خواہش میں ہو اس کے برابر بڑائی اور تعریف کے لائق جو بندے نے کہا تیری تعریف میں سو اس کا تو لائق تر ہے اور ہم سب تیرے بندے ہیں، الٰہی کوئی روکنے والا نہیں تیری دی ہوئی چیز کو اور کوئی دینے والا نہیں تیری روکی چیز کو اور تیرے روبرو نصیبے والے مالدار کو اس کا نصیبہ اور مال کچھ فائدہ نہیں کرتا یعنی بدون عبادت اور عاجزی کے مالداری قیامت کو کچھ کام نہ آوے گی۔ یہ حضرت فرماتے تھے جب رکوع سے سر اٹھا کر کھڑے ہوتے تھے۔

نصب بحرف ندا کا۔

ف یہ دعا حنفی مذہب میں نفل نماز میں پڑھے فرض میں نہیں۔

## رکوع اور سجدہ میں قرآن پڑھنے کی ممانعت

(۳۸۰) م ابن عباس اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهٗ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ اِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ اَوْ تُرٰى لَهٗ اَلَا وَاِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَقْرَأَ الْقُرْاٰنَ رَاكِعًا اَوْ سَاجِدًا فَاَمَّا الرُّكُوْعُ فَعَظِّمُوْا فِيْهِ الرَّبَّ وَاَمَّا السُّجُوْدُ فَاجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنٌ اَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ۔ [۱]

مسلم میں عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اے لوگو البتہ پیغمبری کی خوش خبریوں سے اب کچھ باقی نہیں رہا سوائے ٹھیک خواب کے کہ اس کو مسلمان دیکھے یا اس کے واسطے کوئی اور مسلمان دیکھے اور مجھ کو منع ہوا کہ میں قرآن پڑھوں رکوع کرتے یا سجدہ کرتے سو رکوع میں تو خدا کی بڑائی بیان کرو یعنی سبحان ربی العظیم کہو اور سجدے میں بہل دعا میں کوشش کرو کہ سزاوار ہے سجدے میں تمہاری دعا قبول ہونا

ف یہ حدیث حضرتؐ نے انتقال کے قریب حجرے کا پردہ اٹھا کر فرمائی یعنی جو علم غیب کہ بواسطے نبوت کے تم کو حاصل ہوتا تھا سو اس کا دروازہ بند ہو چکا کیونکہ میرا انتقال ہوتا ہے میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہاں مگر از جنس نبوت عالم غیب سے علم حاصل ہونے کا ٹھیک خواب کا ایک طریقہ باقی ہے قیامت تک خواہ مسلمان آپ دیکھے یا اس کے واسطے کوئی اور دیکھے پھر رکوع اور سجود میں قرآن پڑھنا منع فرمایا اور سجدے کو دعا کے قبول ہونے کا مقام بتلایا اس واسطے کہ خاک پر سر رکھنا عاجزی کا کمال رتبہ ہے۔ رحمتِ الٰہی جوش ہی مارا چاہیے۔

---

[۱] امام مسلمؒ نے حدیث مذکور کو عنوان بالا میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

## رکوع اور سجدہ میں کیا پڑھنا چاہیے

(۲۸۱) م علیؓ و عائشۃؓ اَللّٰھُمَّ اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَبِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ لَا اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ۔

مسلم میں علی مرتضیٰؓ اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا الٰہی میں پناہ مانگتا ہوں تیری رضامندی کے سبب تیرے غصے سے اور تیری بخشش کے سبب تیرے عذاب سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں تجھ سے یعنی تیرے قہر سے، میں تیری ثنا اور تعریف کو گھیر نہیں سکتا تو ویسا ہی ہے جیسے تو نے اپنی ذات کی خود تعریف کی۔

ف مصابیح میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک رات میں نے حضرتؐ کو بستر پر نہ پایا سو میں تلاش کرنے لگی تو میرا ہاتھ حضرتؐ کے تلووں پر پڑا اور حضرتؐ سجدے میں یہ دعا کرتے تھے۔

(۲۸۲) م ابوھریرۃؓ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ کُلَّہٗ دِقَّہٗ وَجِلَّہٗ وَاَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ وَعَلَانِیَتَہٗ وَسِرَّہٗ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی بخش دے میرے سب گناہ کو خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا خواہ پہلا خواہ پچھلا خواہ کھلا خواہ چھپا۔

ف مصابیح میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ اس دعا کو سجدے میں پڑھتے تھے۔

(۲۸۳) م ابوھریرۃؓ اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّہٖ وَھُوَ سَاجِدٌ فَاَکْثِرُوا الدُّعَآءَ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بندہ نہایت نزدیک تر ہوتا ہے سجدے کی حالت میں سو سجدے میں بہت دعا کیا کرو۔

ف سجدے میں کمال رتبہ تعظیم کا ہے اور بندے کی نہایت عاجزی ہے کہ اس نے اپنے اشرف الاعضا کو خاک پر اپنے مالک کے واسطے رکھا اس سبب سے اس کو اس حالت میں نہایت قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے اور کمال رحمتِ الٰہی اس پر متوجہ ہوتی ہے تو ایسے وقت میں دعا مانگنا غنیمت جانئے۔

## سجدہ کی فضیلت اور اس کی ترغیب

(۲۸۴) م ثوبانؓ عَلَیْکَ بِکَثْرَۃِ السُّجُوْدِ فَاِنَّکَ لَنْ تَسْجُدَ لِلّٰہِ سَجْدَۃً اِلَّا رَفَعَکَ اللّٰہُ بِھَا دَرَجَۃً وَحَطَّ عَنْکَ بِھَا خَطِیْئَۃً قَالَہٗ لَہٗ۔

مسلم میں ثوبانؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اپنے اوپر لازم جان سجدوں کی کثرت اس واسطے کہ کبھی تو ایسا سجدہ نہ کرے گا کہ خدا اس کے سبب سے تیرا درجہ نہ بڑھائے اور اس کے سبب سے تیرا گناہ نہ گھٹا دے یہ حضرتؐ نے [illegible]

ف ثوبانؓ حضرتؐ کے چیلے تھے انھوں نے حضرتؐ سے پوچھا کہ یا حضرتؐ [illegible] جو مجھ کو بہشت میں لیجاوے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔

## اعضائے سجدہ کا ذکر اور نماز میں کپڑے اور بالوں کو سمیٹنے وغیرہ کی ممانعت

(۲۸۵) ق ابن عباسؓ اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰی سَبْعَۃِ اَعْظُمٍ عَلَی الْجَبْھَۃِ

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مجھ کو حکم ہوا ہے سجدہ کرنے کا سات ہڈیوں پر

وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَاَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ وَلَا نَكْفِتَ الثِّيَابَ وَلَا الشَّعْرَ۔ ؎۱

متھی پر اور دونوں ہاتھوں پر اور دونوں گھٹنوں پر اور دونوں قدموں کے سرے پر اور یہ حکم ہوا ہے کہ نماز میں کپڑے اور بالوں کو نہ سمیٹوں۔

**ف** نماز میں بالوں کو جوڑا باندھنا اور کپڑے کو خاک سے بچانا مکروہ ہے۔

(۲۸۶) م اَلْعَبَّاسُ اِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجَدَ مَعَهُ سَبْعَةُ اٰرَابٍ وَجْهُهُ وَكَفَّاهُ وَرُكْبَتَاهُ وَقَدَمَاهُ۔ ؎۲

مسلم میں حضرت عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب سجدہ کرتا ہے بندہ تو اس کے ساتھ بدن کے سات عضو سجدہ کرتے ہیں اس کا منہ اور اس کی دونوں ہتھیلیاں اور دونوں اس کے گھٹنے اور دونوں اس کے قدم۔

**ف** منہ سجدہ کرتا ہے یعنی ماتھا اور ناک۔

(۲۸۷) م اِبْنُ عَبَّاسٍ اِنَّمَا مَثَلُ هٰذَا مَثَلُ الَّذِيْ يُصَلِّيْ وَهُوَ مَكْتُوْفٌ يَعْنِي الَّذِيْ يُصَلِّيْ وَرَاْسُهٗ مَعْقُوْصٌ۔

مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اسکی تو مثل یعنی جو اپنے سر کے بالوں کا جوڑا باندھکر نماز پڑھے جیسے مثل اس آدمی کی جو مشکیں بندھا نماز پڑھے۔

**ف** بالوں کو جوڑا باندھکر نماز پڑھنا مرد کو مکروہ ہے بلکہ کھلا رہنے دیوے تاکہ بال بھی سجدہ کریں۔

## سجدہ میں ہتھیلیاں زمین پر رکھنا چاہئے کہنیاں نہیں

(۲۸۸) م اَلْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ اِذَا سَجَدْتَ فَضَعْ كَفَّيْكَ وَارْفَعْ مِرْفَقَيْكَ۔

مسلم میں براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تو سجدہ کرے تو رکھ زمین پر اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اور اونچا رکھ اپنی دونوں کہنیوں کو۔

**ف** یعنی سجدے میں کہنیاں زمین پر رکھنا کتے اور لومڑی کی طرح مکروہ ہے۔

(۲۸۹) ق اَنَسٌ اِعْتَدِلُوْا فِي السُّجُوْدِ وَلَا يَبْسُطْ اَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ انْبِسَاطَ الْكَلْبِ۔ ؎۳

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ درست اور ٹھیک ہو جایا کرو اپنے سجدے میں اور تم میں سے کوئی اپنے دونوں ہاتھوں کو نہ بچھایا کرے کتے کی طرح۔

**ف** سجدے میں کہنیوں کو زمین سے اور پیٹ کو رانوں سے ملانا مکروہ ہے علیحدہ رکھے۔

## میدان میں نماز پڑھنے کے لئے سترہ (آڑ) کرنا چاہئے۔

(۲۹۰) م طَلْحَةُ اِذَا وَضَعَ اَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ فَلْيُصَلِّ وَلَا يُبَالِ مَنْ مَرَّ وَرَاءَ ذٰلِكَ۔

مسلم میں طلحہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کسی نے اپنے آگے کجاوے کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز رکھی تو چاہئے کہ نماز پڑھے اور کچھ خیال نہ کرے کہ اسکی اس طرف سے کون گذر گیا۔

**ف** یعنی اگر میدان میں نماز پڑھے تو ہاتھ کے برابر ایک لکڑی اپنے آگے گاڑ لیوے پھر بے دغدغہ نماز پڑھے جو چاہے آمد و رفت کرے۔

---

؎۱ مسلم کی روایت میں اشار بیدہ علی انفہ کا اور اضافہ ہے۔
؎۲ یہ حدیث مطبوعہ نسخہ میں نہیں۔ ؎۳ مسلم شریف میں لا یبسط کا لفظ ہے۔ (چشتی)

(۲۹۱) م ابُوْهُرَيْرَةَ يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ الْكَلْبُ وَالْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ وَيَقِيْ مِنْ ذٰلِكَ مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ۔

مسلم میں ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قطع کرتے ہیں نماز کو کتا اور عورت اور گدھا اور بچاتی ہے اس سے کجاوے کی پچھلی لکڑی کے برابر۔

**ف** یعنی اگر نماز کے سامنے کتا اور عورت اور گدھا آجاوے تو نماز جاتی رہتی ہے اور اگر ہاتھ بھر لکڑی کھڑی ہو تو ان کے آگے آنے سے نماز میں کچھ خلل نہیں پڑتا۔ علماء کہتے ہیں کہ یہ حدیث منسوخ ہے اس واسطے کہ اور حدیث میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نماز پڑھتے تھے اور میں حضرتؐ کے آگے چارپائی پر لیٹی رہتی تھی تو معلوم ہوا کہ عورت کے آگے ہونے سے نماز نہیں جاتی۔

(۲۹۲) م ابُوْذَرٍّ اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ يُصَلِّيْ فَاِنَّهٗ يَسْتُرُهٗ اِذَا كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلُ اٰخِرَةِ الرَّحْلِ فَاِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلُ اٰخِرَةِ الرَّحْلِ فَاِنَّهٗ يَقْطَعُ صَلَاتَهُ الْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ وَالْكَلْبُ الْاَسْوَدُ۔

مسلم میں ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کوئی کھڑا نماز پڑھتا ہو تو اس کی آڑ ہو جاتی ہے جب اس کے آگے کجاوے کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز ہو اور اگر اس کے سامنے کجاوے کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز نہ ہو تو اس کی نماز توڑتا ہے گدھا اور عورت اور کالا کتا۔

**ف** جب دیوار کی آڑ نہ ہو تو نمازی اپنے سامنے ایک ہاتھ کے برابر لمبی لکڑی اور انگلی برابر موٹی لکڑی کھڑی کرے پھر اگر کوئی اس کے آگے سے نکل جاوے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اگر امام کے روبرو ہو تو مقتدیوں کو بھی کفایت کرتی ہے اور سب اماموں کے نزدیک گدھے اور سیاہ کتے اور عورت کے سامنے آنے سے نماز نہیں جاتی لیکن امام احمدؒ کے نزدیک صرف سیاہ کتے سے نماز ٹوٹتی ہے۔ سب علماء کے نزدیک ابوسعیدؓ کی حدیث دلیل ہے کہ نماز کسی چیز سے نہیں جاتی اور بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں حضرتؐ کے سامنے سویا کرتی تھی اور حضرتؐ نماز پڑھا کرتے تھے۔

## نمازی کے آگے سے گذرنے کی ممانعت

(۲۹۳) ق ابُوْجُهَيْمٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ اَنْ يَقِفَ اَرْبَعِيْنَ خَيْرًا لَهٗ مِنْ اَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ۔ [۱]

بخاری اور مسلم میں ابوجہیمؓ سے روایت ہے جن کا نام عبداللہ بن حارث ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر نمازی کے آگے کا چلنے والا جانتا کہ اس پر کتنا عذاب ہوگا تو مقرر اس کو وہاں کا کھڑا ہو رہنا چالیس برس یا چالیس مہینے یا چالیس گھڑی اس کے آگے چلنے سے بہتر معلوم ہوتا۔

**ف** اس حدیث میں راوی نے صاف روایت نہیں کی کہ چالیس برس حضرتؐ نے فرمائے یا چالیس مہینے یا چالیس دن یا گھڑی لیکن امام طحاویؒ نے جو بڑے محدث ہیں کہا ہے کہ چالیس برس مراد ہیں مہینے یا دن مراد نہیں واللہ اعلم۔ نمازی کے آگے چلنا اس وقت میں گناہ ہے جب اس کے آگے کچھ آڑ نہ ہو، اور اگر آڑ ہو تو درست ہے گناہ نہیں۔

---

[۱] امام مسلمؒ نے دونوں حدیثوں (۲۹۳ و ۲۹۴) کو عنوان بالا میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

## کالا کتا شیطان ہے

(۲۹۴) م ابُوذَرٍّ اَلْکَلْبُ الْاَسْوَدُ شَیْطَانٌ۔
مسلم میں ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کالا کتا شیطان ہے یعنی موذی ہے۔

ف کالے کتے کو اس واسطے شیطان فرمایا کہ نہایت بدذات ہوتا ہے اور شکاری نہیں ہوتا تعلیم نہیں قبول کرتا اور اکثر سویا کرتا ہے اسی واسطے اس کا قتل کرنا درست ہے۔

## اگر ایک ہی کپڑے میں بدن چھپ جائے تو نماز پڑھ سکتا ہے

(۲۹۵) ق ابُوْهُرَيْرَةَ اَوَلِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ قَالَهٗ لِسَائِلٍ سَاَلَهٗ عَنِ الصَّلٰوةِ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ۔
بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تم لوگوں میں ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہیں یہ حضرتؐ نے اس شخص سے کہا جس نے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کو پوچھا۔

ف یعنی اگر ایک کپڑے میں نماز درست نہ ہو تو عرب میں اکثر لوگوں کی نماز نہ ہو کس واسطے کہ تم عرب لوگوں میں ہر ایک کے پاس تو دو کپڑے نہیں ہوتے۔

## ایک کپڑے میں نماز پڑھتے وقت اس کا کچھ حصہ کندھے پر ڈال لینا چاہیے

(۲۹۶) خ ابُوْهُرَيْرَةَ مَنْ صَلّٰى فِيْ ثَوْبٍ فَلْيُخَالِفْ بَيْنَ طَرَفَيْهِ۔
بخاری میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو ایک کپڑے میں نماز پڑھے تو اس کو چاہیے کہ دونوں کھونٹ جدا جدا کرے یعنی اگر لمبا کپڑا ہے تو ایک کھونٹ سے ستر چھپاوے دوسرے کھونٹ کو مونڈھوں پر ڈالے اور اگر چھوٹا کپڑا ہو تو اس سے ستر ہی چھپاوے اور نماز پڑھ لے۔

(۲۹۷) ق ابُوْهُرَيْرَةَ لَا يُصَلِّيْ اَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلٰى عَاتِقِهٖ مِنْهُ شَيْءٌ۔
بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی تم میں نماز نہ پڑھا کرے ایک کپڑے میں اس طرح کہ کندھے پر اس کپڑے سے کچھ بھی نہ ہو۔

ف کھلے کندھے نماز پڑھنا مکروہ ہے کہ بے تعظیمی ہے نماز کی اگر لمبا کپڑا ہو تو آدھے کا لنگ باندھے اور آدھے سے کندھے چھپاوے اور اگر چھوٹا کپڑا ہو تو ناچاری ہے صرف لنگ باندھ کے نماز پڑھ لے معلوم ہوا کہ جس کے پاس اور بھی کپڑا ہو تو صرف پاجامے سے نماز پڑھنا کندھے کھول کر مکروہ ہے۔

## کپڑا چھوٹا اور تنگ ہو تو کیسے نماز پڑھے

(۲۹۸) ق جَابِرٌ اِذَا كَانَ وَاسِعًا فَخَالِفْ بَيْنَ طَرَفَيْهِ وَاِذَا كَانَ ضَيِّقًا فَاشْدُدْ عَلٰى حَقْوِيْكَ قَالَهٗ لَهٗ۔[1]
بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کپڑا لمبا چوڑا ہو تو اس کے دونوں کھونٹوں کو جدا جدا باندھ یعنی آدھا کندھوں پر ڈال اور آدھے سے شرمگاہ چھپا اور اگر کپڑا چھوٹا اور تنگ ہو تو صرف اپنی کمر ہی باندھ یعنی شرمگاہ چھپانا مقدم ہے۔ یہ حضرتؐ نے جابرؓ سے فرمایا۔

[1] روایت مذکورہ کے الفاظ بخاری کی روایت کے مطابق نہیں۔

## صلیب اور تصویر بنے ہوئے کپڑے میں نماز پڑھنا کیسا ہے

(۲۹۹) خ اَنَسٌ اَمِيْطِيْ عَنَّا قِرَامَكِ فَاِنَّهٗ لَا تَزَالُ تَصَاوِيْرُهٗ تَعْرِضُ فِيْ صَلَاتِيْ۔

بخاری میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ دور کر اپنے نقش دار پردے کو ہمارے آگے سے اسواسطے کہ اس کی تصویریں ہمیشہ میرے سامنے آیا کرتی ہیں نماز میں۔

ف حضرت عائشہؓ نے رنگین پردہ جس میں تصویریں تھیں گھر میں لٹکایا تھا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔

## نماز پڑھتے وقت داہنی طرف نہ تھوکنا چاہیئے

(۳۰۰) ق اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاَبُوْ سَعِيْدٍ اِذَا تَنَخَّمَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَخَّمَنَّ قِبَلَ وَجْهِهٖ وَلَا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے اور ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کوئی کھکھار کے تھوکے تو اپنے منہ کے سامنے نہ تھوکے اور نہ اپنے داہنے اور چاہیئے کہ اپنے بائیں طرف بائیں پاؤں کے تلے تھوکے۔

ف ایکبار حضرتؐ نے مسجد میں قبلے کی دیوار کی طرف تھوک لگا دیکھا ٹھیکری سے اس کو چھڑا ڈالا تب یہ حدیث فرمائی۔ نماز میں قبلے کی طرف تھوکنا اسواسطے منع ہوا کہ نمازی خدا سے عرض معروض کرتا ہے اور داہنی طرف فرشتہ ہے حضرتؐ کے وقت مسجد میں فرش نہ ہوتا تھا اس واسطے قدم کے نیچے تھوکنے کو فرمایا اسوقت میں اگر نماز پڑھے تھوک آوے تو کپڑے میں لے لیوے چنانچہ اور روایت میں کپڑے کا ذکر بھی آیا۔

## مسجد میں تھوکنے کا کفارہ

(۳۰۱) ق اَنَسٌ اَلْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيْئَةٌ وَّكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اسکو مٹی سے دبا دینا اس گناہ کا اتارا ہے۔

ف اور اگر مسجد سنگین ہو یا اس میں گچ لگی ہو تو تھوک کو پونچھ ڈالنا چاہیئے۔

## قبر کو سجدہ گاہ بنانے کی ممانعت

(۳۰۲) ق عَائِشَةُ اِنَّ اُولٰٓئِكَ اِذَا كَانَ فِيْهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا وَّصَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْكَ الصُّوَرَ اُولٰٓئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَعْنِيْ كَنِيْسَةً بِالْحَبَشَةِ كَانَ يُقَالُ لَهَا مَارِيَةُ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ وے لوگ جب ان میں کوئی نیکبخت آدمی مرتا تھا تو اس کی قبر پر مسجد بناتے تھے اور اس مسجد میں یہ تصویریں بناتے تھے وے خدا کے نزدیک قیامت میں بدترین خلق ہیں۔ یہ ملک حبش کے نصاریٰ کو فرمایا ان کے وہاں ماریہ نام عبادت خانہ بنایا تھا۔

ف حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب حضرتؐ کو مرض الموت ہوا تو ایک بی بی نے حبش کے عبادت خانے کی تعریف کی یعنی اگر حکم ہو تو حضرتؐ کی قبر پر ویسا ہی بنا وے۔ تب حضرتؐ نے تکیے سے سر اٹھا کر یہ حدیث فرمائی یعنی وے برا کرتے ہیں تم میری قبر کو سجدہ گاہ نہ ٹھہرانا۔

## مشرکین کی قبریں کھود کر مسجد بنانا درست ہے

(۳۰۳) ق اَنَسٌ یَا بَنِی النَّجَّارِ ثَامِنُوْنِیْ بِحَائِطِکُمْ هٰذَا قَالُوْا لَا وَاللّٰهِ نَطْلُبُ ثَمَنَهٗ اِلَّا اِلَی اللّٰهِ۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے نجار کی اولاد اس احاطے والے باغ کا مجھ سے مول کرو قیمت لو بنی نجار نے کہا قسم خدا کی ہم اس کی قیمت نہیں چاہتے ہیں مگر خدا سے یعنی ہم حضرتؐ کو بدون قیمت نذر کرتے ہیں اور خدا سے ثواب کے امیدوار ہیں۔

ف جب حضرت مدینے میں آئے تو مسجد نہ تھی جہاں نماز کا وقت آتا وہاں نماز پڑھ لیتے تھے سو اب جس جگہ حضرتؐ کی مسجد ہے وہاں کھجور کا باغ تھا انصاریوں کی ملکیت کا حضرتؐ نے مول لینے کے ارادے پر ان سے یہ حدیث فرمائی، اُن جاں نثاروں نے بلا قیمت نذر کیا۔ وہاں کافروں کی قبریں تھیں حضرتؐ نے ان کی ہڈیاں کھدوا کر مسجد بنائی۔

## جب مسجد میں آئے تو دو رکعت نماز پڑھے

(۳۰۴) خ اَبُوْهُرَیْرَةَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیَرْکَعْ رَکْعَتَیْنِ قَبْلَ اَنْ یَّجْلِسَ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جب کوئی مسجد میں جاوے تو دو رکعتیں پڑھے بیٹھنے سے پہلے۔

صح ق

ف اس نماز کا نام تحیۃ المسجد ہے۔ سنت یہی ہے کہ اول تحیۃ المسجد پڑھے تب مسجد میں بیٹھے۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ یہ جو لوگوں کی عادت ہے کہ اول اندر بیٹھ لیتے ہیں خصوصاً جمعے کے دن، پھر تحیۃ المسجد پڑھتے ہیں سو بیجا ہے۔

## امام برحق کی اطاعت ضروری ہے

(۳۰۵) خ اَبُوْسَعِیْدٍ وَیْحَ عَمَّارٍ یَدْعُوْهُمْ اِلَی الْجَنَّةِ وَیَدْعُوْنَهٗ اِلَی النَّارِ۔ [۱]

بخاری میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ افسوس ہے عمار پر وہ تو ان کو بہشت کی طرف بلاویگا اور وے لوگ اس کو دوزخ کی طرف بلاویں گے۔

ف جب علی مرتضیٰؓ اور معاویہؓ سے لڑائی ہوئی تب عمار شہید ہوئے معلوم ہوا کہ امام برحق کی اطاعت دخول جنت کا سبب ہے اور بغاوت اور نافرمانی دخول دوزخ کا سبب ہے۔

## حضورؐ کا حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا کی وجہ سے شیطان کو چھوڑ دینا

(۳۰۶) ق اَبُوْهُرَیْرَةَ اِنَّ عِفْرِیْتًا مِّنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ عَلَیَّ الْبَارِحَةَ لِیَقْطَعَ عَلَیَّ صَلٰوتِیْ فَاَمْکَنَنِیَ اللّٰهُ مِنْهُ فَاَخَذْتُهٗ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَرْبِطَهٗ

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جنوں میں سے ایک راکس رات کو میرے آگے گھس پڑا میری نماز توڑ دینے کو، سو خدا نے اس کو میرے قابو میں کر دیا پھر میں نے اس کو پکڑ لیا سو میں نے چاہا کہ مسجد کے کھمبوں سے

---

[۱] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "مسجد کی تعمیر میں ایک دوسرے کا ہاتھ بٹانا" میں ذکر کیا ہے۔

[۲] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "قیدی اور قرضدار کا مسجد میں باندھنا" میں ذکر کیا ہے

عَلٰی سَارِیَۃٍ مِّنْ سَوَارِیْ الْمَسْجِدِ حَتّٰی تَنْظُرُوْا اِلَیْہِ کُلُّکُمْ فَذَکَرْتُ دَعْوَۃَ اَخِیْ سُلَیْمَانَ رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَھَبْ لِیْ مُلْکًا لَّا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ فَرَدَدْتُّہٗ خَاسِئًا۔

کسی کھنبے میں باندھ دوں تاکہ تم سب لوگ اس کو دیکھو پھر مجھکو یاد پڑ گئی اپنے سلیمان بھائی کی دعا، وہ یہ دعا تھی کہ اے میرے رب میری مغفرت کر اور دے مجھ کو ایسی بادشاہی کہ میرے بعد پھر کسی کو ویسی نہ ملے حضرتؐ نے فرمایا پھر میں نے اس کو دھکیل دیا دھتکار کے۔

**ف** جن اور دیو حضرت سلیمانؑ کے قابو میں تھے اور انھوں نے خدا سے دعا مانگی تھی کہ ایسی بادشاہی میرے بعد کسی کو نہ ملے اس واسطے حضرتؐ نے اس شیطان کو چھوڑ دیا اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ کوئی شخص اگرچہ ولی کامل ہو شیطان کے غلبے سے نڈر نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ اس مردود کی اتنی جرأت ہے کہ حضرتؐ کے ساتھ بے ادبی کو تیار ہوا تھا، اللہ بچاوے تو اس سے بچے آدمی بیچارے کی کیا طاقت ہے۔

## مسجد میں تقریر کرتے وقت ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالکر کسی بات کو سمجھانا درست ہے

(۳۰۷) **خ** اِبْنُ عُمَرَ اَوْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَمْرٍو کَیْفَ اَنْتَ یَا عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَمْرٍو اِذَا بَقِیْتَ فِیْ حُثَالَۃٍ مِّنَ النَّاسِ قَدْ مَرِجَتْ عُھُوْدُھُمْ وَاَمَانَاتُھُمْ وَاخْتَلَفُوْا فَصَارُوْا ھٰکَذَا وَشَبَّکَ اَصَابِعَہٗ قَالَ فَکَیْفَ اَصْنَعُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ تَاْخُذُ مَا تَعْرِفُ وَتَدَعُ مَا تُنْکِرُ وَتُقْبِلُ عَلٰی خَاصَّتِکَ وَتَدَعُھُمْ وَعَوَامَّھُمْ۔ [1]

بخاری میں عبداللہ بن عمر یا عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عبداللہ بن عمرو تو کیا کریگا جبکہ تو باقی رہ جاویگا کوڑا ناقص لوگوں میں جن کے عہد و پیمان اور امانت داریاں بگڑ جاویں گی اور ان میں پھوٹ پڑ جاویگی تو وے لوگ اس طرح ہو جاوینگے اور حضرتؐ نے ان کے اختلاف کی مثال دی اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں قینچی کرکے۔ عبداللہ بن عمروؓ نے کہا سو اس وقت میں یا رسول اللہؐ میں کیا کروں حضرتؐ نے فرمایا جو تیری دانست میں اچھی بات ہو اس کو لیجیو اور بری کو چھوڑ یو اور خاص اپنے حال پر متوجہ ہونا اور ان کو انکے حالات پر چھوڑنا۔

**ف** یعنی جب زمانہ بگڑ جاوے اور بے دیانتی کے سبب لوگوں میں اختلاف پڑے اور ہر شخص اپنی عقل پر مغرور ہو تو ایسے وقت میں دیندار کو لازم ہے کہ اپنی اصلاح اور درستی پر کمر باندھے اور عوام سے بے خبر ہو۔

٭ ٭ ٭

٭

[1] صحیح بخاری میں یہ حدیث مسنداً مذکور نہیں، بلکہ تعلیقاً آئی ہے حافظ بدرالدین عینی المتوفی ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث محدث برزالی کے قلم سے لکھی ہوئی ملی ہے اگرچہ اس کی تخریج کا ذکر نہ حافظ اسماعیل اور ابونعیم ہی نے کیا ہے اور نہ ہی محدث ابن بطال نے۔ مگر ابومسعود دمشقی نے اسے کتاب الاطراف میں بیان کیا ہے اور انھوں نے اس حدیث کو ابو ربیع عن الفربری مسنداً دیکھا ہے۔ علامہ عینی نے امام حمیدی کی الجامع بین الصحیحین سے ان الفاظ کو بھی نقل کر دیا ہے دیکھو عمدۃ القاری ج ۲ صـ ۲۱ طبع منیریہ مصر

# مساجد کے احکام

## حضور علیہ السلام کا کعبہ یمانیہ منہدم کرانا

(۳۰۸) م ر اَبُوْ هُرَيْرَةَ فُضِّلْتُ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ بِسِتَّةٍ اُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ طَهُوْرًا وَّمَسْجِدًا وَاُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ ۔ [1]

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مجھکو فضیلت حاصل ہوئی اور پیغمبروں پر چھ چیزوں کے سبب سے مجھ کو جوامع الکلم عطا ہوئی اور مجھ کو رعب سے فتح ملی، اور میرے واسطے غنیمت کے مال حلال ہوئے اور میرے واسطے تمام زمین پاک کرنے والی اور سجدہ گاہ مقرر ہوئی اور میں تمام عالم کا پیغمبر ہوا اور میں خاتم النبیین ہوا۔

**ف** جوامع الکلم اس کو کہتے ہیں جس میں تھوڑے لفظ اور بہت مطلب ہوں۔ جوامع الکلم سے مراد قرآن اور احادیث ہیں جن کے معانی اور مطالب کی کچھ حد نہیں جتنا غور کیجیے اتنے مطالب کھلتے ہیں باقی مفصل مضمون اس حدیث کا حدیث ع ۲۰۹ میں گزر چکا۔ لیکن اس میں چھ چیز کو فرمایا اور اس میں پانچ چیز سو اس کا سبب یہ ہے کہ اول حضرتؐ کو پانچ چیز کا حال معلوم ہوا پھر چھٹی چیز بھی عنایت ہوئی۔

## قبروں کو مسجدیں بنانے کی ممانعت

(۳۰۹) ق عَائِشَةُ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا لعنت کرے یہود اور نصاریٰ پر کہ ان لوگوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنایا۔

قبروں کو سجدہ بنانے اور ان پر مشرکانہ افعال کرنے کی ممانعت

**ف** بخاری اور مسلم میں روایت ہے کہ حضرتؐ نے مرض الموت میں یہ حدیث فرمائی۔ حضرت ڈرے کہ مبادا کہیں میری امت بھی یہود اور نصاریٰ کی طرح میری قبر کو مسجد نہ ٹھہرا دے اور جندبؓ سے روایت ہے کہ میں نے پانچ روز حضرتؐ کے انتقال سے پہلے حضرتؐ سے سنا کہ فرماتے تھے کہ اگلی امتوں نے اپنے پیغمبروں اور اولیا کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا تم خبردار ہو قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنائیو۔ میں تم کو منع کیے دیتا ہوں یہود اور نصاریٰ پیغمبروں اور نیکوں کی قبروں پر مسجدیں بنا کر عبادت کرتے تھے اور قبروں کی طرف سجدہ کرتے تو صاف شرک تھا اس واسطے حضرتؐ نے تاکید سے منع کیا معلوم ہوا کہ جو بات مسجد اور کعبے کو خاص ہے وہ قبروں پر نہ چاہیے خواہ پیغمبر کی قبر ہو خواہ اولیاء کی اسی واسطے قبروں کو سجدہ کرنا اور ان کے گرد گھومنا درست نہیں سو اسلئے کہ طواف کعبے کو مخصوص ہے اور اسی واسطے قبرستان میں نماز پڑھنا منع ہے۔ ہندوستان میں اولیاء کی قبروں پر اکثر شرک کے کام ہوتے ہیں اور جس سے حضرتؐ نے انتقال کے وقت کمال تاکید سے منع کیا تھا یہود و نصاریٰ سے بھی زیادہ اب لوگ کرتے ہیں خدا مسلمانوں کو توفیق دے کہ اپنے پیغمبر کی حدیث سمجھیں اور ان کاموں سے کنارہ کرکے محمدی بنیں۔ آمین۔

[1] امام مسلم نے حدیث مذکور کو "مساجد کے احکام میں" ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

قبروں پر مسجد بنانا حرام ہے

(۳۱۰) م جُندُبُ بْنُ عَبْدِ اللهِ اَلَا وَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوْا يَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ وَصَالِحِيْهِمْ مَسَاجِدَ اَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ اِنِّيْ اَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ۔

مسلم میں جندب بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ خبردار ہو کہ جو لوگ تم سے پہلے تھے تو وے اپنے پیغمبروں اور اولیا کی قبروں کو مسجدیں بناتے تھے خبردار ہو جاؤ سو تم قبروں کو مسجدیں نہ بنالو میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں۔

**ف** قبرستان میں نماز پڑھنا اس واسطے منع ہے کہ اس میں شبہ پڑتا ہے کہ غیر خدا کی عبادت ہوتی ہے بلکہ اول شرک عالم میں اسی طرح سے رائج ہوا، اس واسطے حضرتؐ نے بتاکید تمام اس کو منع کیا۔ معلوم ہوا کہ قبروں کو سجدہ کرنا حرام ہے اور اگر عبادت کی نیت ہے تو صاف کفر ہے۔

(۳۱۱) م جَابِرٌ قَاتَلَ اللهُ الْيَهُوْدَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ۔ [لہ]

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا لعنت کرے یہود کو انھوں نے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا۔

(۳۱۲) م جَابِرٌ قَاتَلَ اللهُ الْيَهُوْدَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا لعنت کرے یہودیوں پر انھوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد ٹھہرایا۔

**ف** اس میں اشارہ ہے کہ امتِ محمدی ایسا نہ کرے۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے خلیل ہیں

(۳۱۳) م جُندُبُ بْنُ عَبْدِ اللهِ اِنِّيْ اَبْرَأُ اِلَى اللهِ اَنْ يَّكُوْنَ لِيْ مِنْكُمْ خَلِيْلٌ فَاِنَّ اللهَ قَدِ اتَّخَذَنِيْ خَلِيْلًا كَمَا اتَّخَذَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا۔ [۲ہ]

مسلم میں جندب بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں انکار کرتا ہوں خدا کے روبرو کہ تم لوگوں میں سے کوئی میرا جانی پیارا نہیں اس واسطے کہ خدا نے مجھ کو اپنا دوست بنایا ہے جیسا ابراہیم علیہ السلام کو دوست بنایا تھا۔

**ف** خلیل اس دوست کو کہتے ہیں جس کی محبت دل کے اندر جم گئی ہو سو اس طرح کی محبت پیغمبر کے دل میں سوائے خدا کے کسی کی نہ تھی لیکن امت پر شفقت اور رحمت سو بے حد و حساب تھی۔ بعضی روایت میں آیا ہے کہ جب حضرتؐ کی وفات کے پانچ دن باقی رہے تو کسی نے کہا یا رسول اللہ میں آپ کو بہت چاہتا ہوں آپ بھی مجھ کو کچھ چاہتے ہیں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔

## مسجد بنانے کی فضیلت اور ترغیب

(۳۱۴) ق عُثْمَانُ مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا يَبْتَغِيْ بِهٖ وَجْهَ اللهِ بَنَى اللهُ لَهٗ مِثْلَهٗ فِي الْجَنَّةِ۔

بخاری اور مسلم میں روایت ہے عثمانؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو اللہ کے واسطے مسجد بناوے، اور اس سے صرف [illegible] رضامندی چاہے نام غرض نہ ہو تو اللہ اس کے لئے ویسا گھر بہشت میں بناوے گا۔

* * *

---

لہ یہ روایت صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نہیں۔

۲ہ امام مسلمؒ نے حدیث مذکور کو عنوان بالا میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

## نماز میں بات چیت کرنا درست نہیں

(۳۱۵) م مُعٰوِيَةُ ابْنُ الْحَكَمِ السُّلَمِيُّ اِنَّ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ لَا يَصْلُحُ فِيْهَا شَيْءٌ مِّنْ كَلَامِ النَّاسِ اِنَّمَا هِيَ التَّسْبِيْحُ وَالتَّكْبِيْرُ وَقِرَآءَةُ الْقُرْاٰنِ۔

مسلم میں معٰویہ بن حکم سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر یہ نماز ہے اس میں مناسب نہیں کچھ آدمیوں کی سی بات کرنا نماز تو صرف تسبیح اور تکبیر اور قرآن پڑھنے ہی کا نام ہے۔

❊ ❊ ❊

ف مصابیح میں معٰویہ بن حکمؓ سے روایت ہے کہ ہم حضرتؐ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اتنے میں ایک آدمی نے چھینکا۔ میں نے کہا یَرْحَمُکَ اللہ۔ لوگوں نے مجھے گھورکا۔ میں نے کہا کہ تم کو کیا ہوا ہے جو مجھ کو دیکھتے ہو تو وے لوگ اپنی رانیں کوٹنے لگے تب میں سمجھا کہ مجھ کو چپ کرنا چاہتے ہیں تو میں چپ رہا۔ پھر جب حضرت نماز پڑھ چکے تو حضرتؐ کے قربان، میں نے ایسا نرمی سے بتلانے والا نہیں دیکھا، قسم خدا کی مجھکو مارا، نہ گالی دی، نہ جھڑکا۔ نرمی سے یہ حدیث فرمائی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چھینک کا جواب دینا، بات کرنا نماز میں درست نہیں۔

(۳۱۶) ق اِبْنُ مَسْعُوْدٍ اِنَّ فِي الصَّلٰوةِ لَشُغْلًا۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر نماز میں تو ایک دھن ہے یعنی نماز میں سوائے نماز کے اور کسی طرف توجہ نہ چاہیے۔

❊ ❊ ❊

ف عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم پہلے حضرتؐ کو نماز میں سلام کیا کرتے تھے حضرتؐ جواب دیا کرتے تھے جب ہم مدت کے بعد حبش کے سفر سے آئے حضرتؐ نماز میں تھے ہم نے سلام کیا حضرتؐ نے جواب نہ دیا بعد نماز کے یہ حدیث فرمائی یعنی وہ حکم اب موقوف ہوگیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بات کرنا، سلام کرنا، جواب دینا، بے سبب کھانسنا، ادھر اودھر دیکھنا نماز میں درست نہیں۔

(۳۱۷) م جَابِرٌ مَا فَعَلْتَ فِي الَّذِيْ اَرْسَلْتُكَ لَهٗ فَاِنَّهٗ لَمْ يَمْنَعْنِيْ اَنْ اُكَلِّمَكَ اِلَّا اَنِّيْ كُنْتُ اُصَلِّيْ قَالَهٗ لِجَابِرٍ وَقَدْ اَرْسَلَهٗ فِيْ حَاجَةٍ فَجَاءَ وَهُوَ يُصَلِّيْ عَلٰى بَعِيْرِهٖ مُتَطَوِّعًا اِلٰى غَيْرِ الْقِبْلَةِ فَكَلَّمَهٗ فَقَالَ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَاَوْمَاَ بِيَدِهٖ نَحْوَ الْاَرْضِ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا کیا تو نے جس کام کے واسطے میں نے بھیجا تھا اور نہیں روکا مجھکو تیرے ساتھ بات کرنے سے مگر اس سبب نے کہ میں نماز پڑھتا تھا۔ حضرتؐ نے جابرؓ سے فرمایا اور ان کو کسی کام کے واسطے بھیجا تھا تو جابرؓ وہاں سے آئے اور حضرتؐ اپنے اونٹ پر قبلے کے سوائے اور طرف منہ کیے ہوئے نماز پڑھتے تھے سو جابرؓ نے حضرتؐ سے کچھ بات کی تو حضرتؐ نے یوں اشارہ کیا ہاتھ سے یعنی زمین کی طرف اشارہ کیا۔

❊ ❊ ❊

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نفل نماز پڑھنا سواری پر درست ہے خواہ قبلے کی طرف منہ ہو یا نہ ہو لیکن سجدے کا اشارہ رکوع سے زیادہ نیچا کرنا چاہیے مگر فرض نماز سواری پر درست نہیں اور یہی مذہب ہے سب اماموں کا۔

❊ ❊ ❊

## نماز میں شیطان پر لعنت کرنا اور اس کے شر سے پناہ مانگنا درست ہے

(۳۱۸) م ابو الدرداء اِنَّ عَدُوَّ اللّٰہِ اِبْلِیْسَ جَاءَ بِشِہَابٍ مِّنْ نَّارٍ لِیَجْعَلَہٗ فِیْ وَجْہِیْ فَقُلْتُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْکَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قُلْتُ اَلْعَنُکَ بِلَعْنَۃِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ فَلَمْ یَسْتَاْخِرْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ اَرَدْتُّ اَخْذَہٗ وَاللّٰہِ لَوْلَا دَعْوَۃُ اَخِیْنَا سُلَیْمَانَ لَاَصْبَحَ مُوْثَقًا یَلْعَبُ بِہٖ وِلْدَانُ اَہْلِ الْمَدِیْنَۃِ۔

مسلم میں ابو درداء سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ خدا کا دشمن شیطان شعلہ آگ کا لایا تھا کہ میرے منہ میں لگاوے سو میں نے تین بار کہا کہ میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں تجھ سے پھر میں نے تین بار کہا کہ میں خدا کی پوری لعنت تجھ پر بھیجتا ہوں پھر بھی نہ ہٹا پھر میں نے اس کو پکڑنا چاہا قسم خدا کی اگر ہمارے سلیمان بھائی دعا نہ کر گئے ہوتے تو وہ صبح کو بندھا پڑا ہوتا کہ مدینے کے لڑکے اس سے کھیلتے۔

ف حضرت سلیمانؑ کی دعا کا مطلب اوپر کی حدیث گذر چکی ہے۔

## نماز میں کنکریاں ہٹانا یا زمین کو برابر کرنا مکروہ ہے

(۳۱۹) ق ابن عمر اِذَا کَانَ اَحَدُکُمْ یُصَلِّیْ فَلَا یَبْصُقْ قِبَلَ وَجْہِہٖ فَاِنَّ اللّٰہَ قِبَلَ وَجْہِہٖ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو نہ تھوکے اپنے منہ کے سامنے اس واسطے کہ خدا کا قبلہ ہے اس کے روبرو۔

(۳۲۰) م معیقیب بن ابی فاطمۃ اِنْ کُنْتَ لَابُدَّ فَاعِلًا فَوَاحِدَۃً۔

مسلم میں معیقیب بن ابی فاطمہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تو ضرور ہی کرنے والا ہووے تو ایک بار کر۔

ف ایک شخص نماز میں سجدہ کرنے کے وقت سجدہ گاہ سے پتھریاں ہٹانے لگا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی اول تو یہ کام نماز میں بہتر نہیں اور اگر تجھ کو نہایت ہی ضرورت ہو تو ایک بار کا کرنا مضائقہ نہیں ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کمتر کام اگرچہ نماز کے مخالف ہو تو نماز کو نہیں توڑتا۔

## مسجد میں تھوکنے کی ممانعت

(۳۲۱) م ابو ذر عُرِضَتْ عَلَیَّ اَعْمَالُ اُمَّتِیْ حَسَنُہَا وَسَیِّئُہَا فَوَجَدْتُّ فِیْ مَحَاسِنِ اَعْمَالِہَا الْاَذٰی یُمَاطُ عَنِ الطَّرِیْقِ وَوَجَدْتُّ فِیْ مَسَاوِیْ اَعْمَالِہَا النُّخَاعَۃَ تَکُوْنُ فِی الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ۔

مسلم میں ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میری امت کے اعمال میرے سامنے لائے گئے نیک بھی اور بد بھی تو میں نے امت کے نیک اعمال میں پایا تکلیف کی چیز کو جو راہ سے علیحدہ ڈالی جاوے اور امت کے بد اعمال میں میں نے پایا کھکار کو جو مسجد میں ہو اور زمین میں نہ دابی جائے۔

ف راہ میں تکلیف کی چیز جیسے کانٹا اور پتھر۔

(۳۲۲) ق انس اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا کَانَ فِی الصَّلٰوۃِ فَاِنَّمَا یُنَاجِیْ رَبَّہٗ فَلَا یَبْزُقَنَّ بَیْنَ یَدَیْہِ وَلَا عَنْ یَّمِیْنِہٖ وَلٰکِنْ عَنْ یَّسَارِہٖ تَحْتَ قَدَمِہٖ۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ مسلمان جب نماز میں ہوتا ہے تو اپنے رب سے بات چیت کرتا ہے سو نہ تھوکے اپنے آگے اور نہ اپنے داہنے لیکن اپنے بائیں پیر کے نیچے تھوک لے۔

ف اول تو نماز میں تھوکنا مناسب نہیں اور اگر تھوک آجائے تو آگے نہ تھوکے اس واسطے کہ قبلہ ہے اور داہنے فرشتہ ہے تو بائیں قدم کے نیچے تھوکے۔ اگر جنگل میں ہو اور اگر مسجد میں ہو یا بائیں طرف اور نمازی کھڑا ہو تو اپنے کپڑے میں تھوک لے۔

## منقش کپڑے پہن کر نماز نہ پڑھنا چاہیے

ایسا لباس پہنکر نماز پڑھنا جس سے حضور قلب میں خلل آتا ہو مکروہ ہے۔

(۳۲۳) ق عَائِشَةُ اِذْهَبُوْا بِخَمِيْصَتِيْ هٰذِهٖ اِلٰى اَبِيْ جَهْمٍ وَّ ا تُوْنِيْ بِاَنْبِجَانِيَّةِ اَبِيْ جَهْمٍ فَاِنَّهَا اَلْهَتْنِيْ اٰنِفًا عَنْ صَلَاتِيْ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میری اس سیاہ لوئی (چادر) دھاری دار کو ابوجہم کے پاس لیجاؤ اور میرے پاس ابوجہم کی موٹی کملی لے آؤ اس واسطے کہ اس نے مجھ کو ابھی نماز میں غافل کر دیا۔

ف ابوجہم نے باریک سیاہ کملی چوکھنٹی جس کے دونوں کناروں پر دھاریاں تھیں حضرتؐ کو تحفہ بھیجی حضرتؐ نے اس کو اوڑھ کے نماز پڑھی۔ پھر نماز کے بعد یہ حدیث فرمائی یعنی اس کی عمدگی اور نقش کاری نے خشوع اور خضوع میں خلل ڈالا اس واسطے حضرتؐ نے اس کو پھیر دیا اور اس کے عوض موٹی کملی منگوائی تاکہ ان کی خاطر شکنی نہ ہو معلوم ہوا کہ جو لباس کہ نماز میں خلل ڈالے اور دھیان ہٹاوے اس کا پہننا مکروہ ہے اور اسی طرح مسجد اور جانماز کی نقش کاری مکروہ ہے کہ دھیان بٹتا ہے۔

## بھوک کی حالت میں پہلے کھانا کھانا اور پھر نماز پڑھنا چاہئے

(۳۲۴) م عَائِشَةُ لَا صَلٰوةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا وَهُوَ يُدَافِعُهُ الْاَخْبَثَانِ۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ عمدہ نماز نہیں کھانا موجود ہوتے اور نہ اس وقت کہ جب جائے ضرور اور پیشاب غالب ہو۔

ف یعنی جب کھانا تیار ہو تو پہلے کھانا کھائے تب نماز پڑھے تاکہ نماز میں کھانے کی طرف دل نہ لگا رہے اور اسی طرح جب جائے ضرور یا پیشاب زیادہ لگے تو اس سے فراغت کر کے نماز پڑھے تا نماز میں خلش باقی نہ رہے

## بدبودار چیز جیسے پیاز لہسن وغیرہ کھا کر مسجد میں نہ جانا چاہیے

(۳۲۵) م جَابِرٌ مَنْ اَكَلَ الْبَصَلَ وَالثُّوْمَ وَالْكُرَّاثَ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ تَتَاَذّٰى مِمَّا يَتَاَذّٰى مِنْهُ بَنُوْ اٰدَمَ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو پیاز اور لہسن اور گندنا[۱] کھاوے سو ہماری مسجد کے نزدیک ہرگز نہ آئے اس واسطے کہ فرشتوں کو اس چیز سے یعنی بدبو سے تکلیف ہوتی ہے جس سے آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

(۳۲۶) ق جَابِرٌ مَنْ اَكَلَ ثُوْمًا اَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا اَوْ لِيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَلْيَقْعُدْ فِيْ بَيْتِهٖ۔

بخاری اور مسلم میں روایت ہے جابرؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو لہسن یا پیاز کھاوے وہ ہم سے الگ رہے یا ہماری مسجد سے الگ رہے اور اپنے گھر میں بیٹھ رہے۔

ف پیاز لہسن کا کچا کھانا مکروہ ہے اور اس کو کھا کر مسجد میں جانا اور بھی برا۔ امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ مولی بھی پیاز لہسن کے برابر ہے کہ اس کی ڈکار میں بھی بدبو آتی ہے، اگر پیاز لہسن کو پکا

[۱] گندنا ایک قسم کا بدبودار سبزہ ہے فارسی میں اس کو تره کہتے ہیں۔ (وحیدی)

یا سرکے میں ڈال کے بُو دور کرے تو کھانا درست ہے۔

(۳۲۷) ق اَنَسٌ وَّ اَبُوْھُرَیْرَۃَ مَنْ اَکَلَ مِنْ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ فَلَا یَقْرَبُ مَسْجِدَ نَا۔
بخاری اور مسلم میں روایت ہے انسؓ اور ابوہریرہؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو اس درخت لہسن سے کھاوے وہ ہماری مسجد میں نہ آوے۔

(۳۲۸) م اَبُوْ سَعِیْدٍ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّہٗ لَیْسَ بِیْ تَحْرِیْمُ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ لِیْ وَلٰکِنَّھَا شَجَرَۃٌ اَکْرَہُ رِیْحَھَا یَعْنِی الثُّوْمَ قَالَہٗ حِیْنَ قَالَ النَّاسُ حُرِّمَتْ حُرِّمَتْ حِیْنَ قَالَ مَنْ اَکَلَ مِنْ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ الْحَدِیْثَ۔
مسلم میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے لوگو البتہ میرے اختیار میں حرام کرنا نہیں جس کو خدا نے میرے واسطے حلال کیا لیکن لہسن کا ایسا پیڑ ہے کہ مجھکو اس کی بُو بری معلوم ہوتی ہے۔ یہ حضرتؐ نے اس وقت فرمایا جب لوگوں نے کہا کہ لہسن حرام ہوا حرام ہوا۔ جبکہ حضرتؐ نے فرمایا تھا کہ جو لہسن کھاوے وہ ہماری مسجد میں نہ آوے۔

ف یعنی حرام مقرر کرنا بدون خدا کے حکم میرے اختیار میں نہیں یہ خدا کی شان ہے اور لہسن کی حرمت شرعی نہیں کراہت طبعی ہے۔

(۳۲۹) ق جَابِرٌ کُلْ فَاِنِّیْ اُنَاجِیْ مَنْ لَّا تُنَاجِیْ یَعْنِی الثُّوْمَ الْمَطْبُوْخَ قَالَہٗ لِرَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِہٖ۔
بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تو کھا اس واسطے کہ میں کانا پھوسی کرتا ہوں اُس سے جس کو تو کانا پھوسی نہیں کرتا۔

ف حضرتؐ کے روبرو پکا ہوا ساگ آیا اس میں لہسن کی بُو آئی۔ حضرتؐ نے اس کو نہ کھایا۔ کسی صحابیؓ سے فرمایا کہ تو کھا۔ صحابیؓ نے دیکھا کہ حضرتؐ نہیں کھاتے ہیں تو اس نے بھی ہاتھ کھینچا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی پکا لہسن کھانا ہر چند حلال ہے مگر میں اس عذر سے نہیں کھاتا کہ مجھ سے اور جبرئیلؑ سے کلام ہوا کرتا ہے اور ان کو اس کی بو سے نفرت ہے۔

## گم شدہ چیز مسجد میں تلاش کرنے کی ممانعت

(۳۳۰) م اَبُوْھُرَیْرَۃَ مَنْ سَمِعَ رَجُلًا یَنْشُدُ ضَالَّۃً فِی الْمَسْجِدِ فَلْیَقُلْ لَا رَدَّھَا اللّٰہُ اِلَیْکَ فَاِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِھٰذَا۔
مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا جو سُنے کسی کو کہ گم ہوئی چیز مسجد میں تلاش کرتا ہے تو اس سے یوں کہے کہ خدا کرے تیری چیز تجھ کو نہ ملے مسجدیں اس واسطے نہیں کہ گم ہوئی چیز کو اس میں تلاش کیجئے۔

ف یعنی مسجدیں عبادت کے واسطے ہیں دنیا کے کاموں کے لئے نہیں۔

(۳۳۱) م بُرَیْدَۃُ بْنُ الْحُصَیْبِ لَا وَجَدْتَ اِنَّمَا بُنِیَتِ الْمَسَاجِدُ لِمَا بُنِیَتْ لَہٗ قَالَہٗ لِرَجُلٍ نَشَدَ فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَنْ دَعَا اِلَی الْجَمَلِ الْاَحْمَرِ۔
مسلم میں بریدہ بن حصیبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا کرے تو نہ پاوے۔ مسجدیں تو بنائی گئی ہیں جس واسطے بنائی گئیں۔ یہ حضرتؐ نے اس مرد سے کہا جو مسجد میں تلاش کرتا تھا۔ سو اُس نے یوں کہا کہ کوئی سرخ اونٹ بتلا دے کہ کہاں ہے۔

ف یعنی مسجدیں عبادت کے واسطے ہیں، کوئی چیز اس میں تلاش کرنا یا دنیا کی اس میں بات کرنا درست

نہیں۔ اسی واسطے حضرتؐ نے اس تلاش کرنے والے کو بددعا دی۔ مسجد میں سوال کرنا درست نہیں بلکہ دینا بھی مسجد میں درست نہیں۔

## سجدۂ سہو کا بیان

(۳۳۲) ق اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَصَدَقَ ذُوالْيَدَيْنِ۔ بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے۔

حدیث ذوالیدین کا ذکر جس میں حضورؐ کے سہو کا بیان ہے

ف مصابیح میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے عصر کی نماز پڑھائی اور دو ہی رکعت کے بعد سلام پھیر کے اٹھ کھڑے ہوئے جماعت میں صدیقؓ اور فاروقؓ بھی تھے مگر رعب سے کلام نہ کر سکے۔ جماعت میں ایک شخص تھا خرباق نام، اس کا لقب ذوالیدین تھا اس واسطے کہ اس کے ہاتھ لمبے تھے اس نے کہا یا رسول اللہ کیا نماز کم ہو گئی یا آپ بھول گئے۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ کچھ بھی کم نہیں، نہ نماز کم ہوئی نہ میں بھولا ہوں۔ اس نے کہا کچھ تو ضرور ہوا ہے یا نماز کم ہوئی یا آپ بھولے ہیں۔ تب حضرتؐ نے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر یہ حدیث فرمائی یعنی ذوالیدین کیا سچ کہتا ہے؟ اصحابؓ نے کہا کہ ہاں پھر حضرتؐ نے آگے بڑھ کر اور دو رکعت نماز پڑھی اور سجدہ سہو کا کیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بھول چوک پیغمبروں کو بھی ہوتی ہے اور اگر امام کو شک پڑے تو مقتدیوں کے قول پر عمل کرے اور کلام قلیل نماز کو نہیں باطل کرتا لیکن امام اعظمؒ کے نزدیک ہر طرح کا کلام نماز کو باطل کرتا ہے۔ امام طحاویؒ نے کہا ہے کہ اس وقت تک نماز میں کلام کرنا حرام نہیں تھا پھر کلام کرنا نماز میں منسوخ ہو گیا۔ عینی نے شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ اول اسلام میں کلام کرنا نماز میں درست تھا۔ چنانچہ زید بن ارقم کی حدیث سے ثابت ہے۔ پھر جب کلام کرنا منع ہوا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ جب امام بھولے تو مقتدی سبحان اللہ کہکر امام کو آگاہ کرے۔ سو اگر یہ حدیث نسخ کلام کے بعد کی ہوتی تو ذوالیدین تسبیح سے حضرتؐ کو آگاہ کرتے کلام نہ کرتے اور جبکہ کلام کیا تو صاف معلوم ہوا کہ یہ قصہ اس وقت کا ہے جب کہ کلام کرنا درست تھا تو ثابت ہوا کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ واللہ اعلم

(۳۳۳) ق اِبْنُ مَسْعُوْدٍ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَاِذَا نَسِيْتُ فَذَكِّرُوْنِيْ۔ بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں بھی آدمی ہی ہوں بھول جاتا ہوں جیسا تم بھول جاتے ہو تو جب میں بھی بھولا کروں تو مجھکو یاد دلا دیا کرو۔

ف مصابیح میں عبداللہ بن مسعودؓ سے پوری روایت یوں ہے کہ حضرتؐ نے ایک بار ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھیں، اصحابؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا نماز خدا کے حکم سے بڑھائی گئی؟ حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ کیا کہتے ہو؟ اصحاب نے کہا کہ حضرتؐ نے بجائے چار رکعت کے پانچ رکعت پڑھیں تو حضرتؐ نے بعد سلام کے دو سجدے کئے پھر یہ حدیث فرمائی۔ معلوم ہوا کہ نسیان مقتضائے بشریت ہے پیغمبروں کو بھی ہوتا ہے لیکن ان کا نسیان حکمت سے خالی نہیں چنانچہ سہو کا مسئلہ ہی معلوم ہو گیا۔

### نماز میں شک پیدا ہو جائے کہ کے رکعتیں پڑھیں تو اس کو کیا کرنا چاہئے

(۳۳۴) م اَبُوْ سَعِيْدٍ اِذَا شَكَّ مسلم میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کوئی

أَحَدُكُمْ فِي صَلوٰتِهٖ فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلّٰى ثَلٰثًا أَمْ أَرْبَعًا فَلْيَطْرَحِ الشَّكَّ وَلْيَبْنِ عَلٰى مَا اسْتَيْقَنَ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُّسَلِّمَ فَإِنْ كَانَ صَلّٰى خَمْسًا شَفَعْنَ لَهٗ صَلَاتَهٗ وَإِنْ كَانَ صَلّٰى إِتْمَامًا لِّأَرْبَعٍ كَانَتَا تَرْغِيمًا لِّلشَّيْطَانِ

شک کرے اپنی نماز میں سو نجانے کہ کتنی پڑھیں تین رکعت یا چار رکعت تو شک اور تردد کو چھوڑے اور جس پر یقین رکھتا ہو اسی پر بناوے پھر دو سجدے کرے سلام کرنے سے پہلے تو اگر پانچ رکعتیں پڑھی ہوں گی تو وہ سجدہ سہو سے جوڑا ہو جاوینگی یعنی چھ ہوں گی اور اگر نماز پڑھے چاری کے پورا کرنے کو تو دو سجدے نے شیطان پر خاک ڈالی۔

**ف** یعنی جب شک پڑے کہ تین رکعتیں ہوئیں یا چار تو شک چھوڑے یقین کر لیوے یعنی کمتر کو اعتبار کرے اکثر کو چھوڑے جیسے اس صورت میں تین رکعت کو اعتبار کرکے چار کو چھوڑے اور چوتھی رکعت پڑھ کے سجدہ سہو کا کرے۔ پھر اگر حقیقت میں پانچ رکعتیں ہوئی ہوں گی تو دو سجدے سہو کے مل کر چھ ہو گئیں اور اگر حقیقت میں چار ہی رکعتیں ہوئیں تو دو سجدے سے شیطان پر خاک پڑی یعنی شب تو شیطان ڈالتا ہے جب نماز پوری ہوئی تو دو سجدوں کا ثواب زیادہ ملا شیطان کے منہ پر خاک پڑی کہ اس کا مطلب نہ ہوا۔ معلوم ہوا کہ سہو کا سجدہ نقصان پورا کرنے کے واسطے مقرر ہوا ہے۔ یہ حدیث امام شافعیؒ کی دلیل ہے کہ شک میں کمتر کو اعتبار کرے اور سلام سے پہلے سجدہ سہو کا کرے۔

(٣٣٥) **ق** اِبْنُ مَسْعُوْدٍ إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلوٰتِهٖ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيَبْنِ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا جب کسی کو شک پڑے اپنی نماز میں تو چاہیئے کہ اٹکل کرے ٹھیک بات کی پھر اسی پر بناوے پھر دو سجدے کرے۔

**ف** پوری روایت مصابیح میں یوں ہے کہ اول سلام کرے پھر دو سجدے کرے یہ حدیث ظاہر میں امام اعظمؒ کی دلیل ہے کہ شک میں گمان غالب اور اٹکل پر عمل کرے سجدہ سہو کا کرے یہ اس کے واسطے ہے جس کو شک بہت پڑتا ہو اور جسکو اول بار شک پڑے وہ اس نماز کو چھوڑ کے سرے سے نماز شروع کرے۔

## نماز کے بعد تسبیح فاطمہ کا پڑھنا

(٣٣٦) **م** اَبُوْ هُرَيْرَةَ مَنْ سَبَّحَ اللهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلوٰةٍ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَحَمِدَ اللهَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَكَبَّرَ اللهَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ فَتِلْكَ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ وَقَالَ تَمَامَ الْمِائَةِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ غُفِرَتْ لَهٗ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو ہر نماز کے بعد تینتیس ۳۳ بار سبحان اللہ کہے اور تینتیس بار الحمد للہ کہے اور تینتیس بار اللہ اکبر کہے تو یہ ننانوے بار ہوئے اور یہ کہہ کے پورے سو کرے کہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر تو اس کے گناہ بخشے جاویں گے اگرچہ سمندر کے پھینے (جھاگ) برابر ہوں۔

## نماز کے آخر میں عذابِ قبر سے پناہ مانگنا مستحب ہے

(۳۳۷) م اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِذَا تَشَهَّدَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْ اَرْبَعٍ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَ الْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَيُرْوٰى اِذَا فَرَغَ اَحَدُكُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ الْاٰخِرِ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ اَرْبَعٍ مِّنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ۔

مسلم میں ابوہریرۃ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی التحیات پڑھے تو چاہیئے کہ خدا سے چار چیزوں کی پناہ مانگے یوں کہے کہ اے خداوند میں تیری پناہ مانگتا ہوں دوزخ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے اور دجال کے فتنے سے۔ اور دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ جب فراغت کرے پچھلی التحیات سے تو چاہیئے کہ خدا سے چار چیزوں کی پناہ مانگے دوزخ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے اور دجال کے فتنے سے۔

ف زندگی کا فتنہ یہ کہ آدمی گناہ کرے کافروں کا غلبہ محتاجی یا بہت دولت جو خدا کو بھلا دے اور موت کا فتنہ، موت کے وقت کی سختیاں خاتمہ خراب ہونا۔ سنت ہے کہ بعد التحیات اور درود کے یہ دعا پڑھے۔

(۳۳۸) ق عَايِشَةُ صَدَقَتَا اَنَّهُمْ يُعَذَّبُوْنَ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ كُلُّهَا يَعْنِيْ عَجُوْزَيْنِ مِنْ عُجُزِ يَهُوْدِ الْمَدِيْنَةِ دَخَلَتَا عَلٰى عَايِشَةَ فَقَالَتَا اِنَّ اَهْلَ الْقُبُوْرِ يُعَذَّبُوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ دونوں عورتوں نے سچ کہا کہ مقرر مُردوں پر ایسی مار پڑتی ہے کہ اس کو سب جانور سنتے ہیں یہود مدینے والوں کی دو بڑھیاں مراد ہیں جو حضرت عائشہؓ کے پاس آئیں سو انھوں نے کہا کہ قبر والوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہوتا ہے۔

ف حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میرے پاس یہود کی دو بڑھیاں آئیں انھوں نے مجھ کو عذاب قبر کی خبر دی میں نے ان کی بات نہ مانی جب وے چلی گئیں تب میں نے یہ حال حضرتؐ سے کہا۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی اور حضرت ایسی کوئی نماز نہ پڑھتے تھے کہ جس میں عذاب قبر سے پناہ نہ مانگتے ہوں۔

(۳۳۹) م اَبُوْ هُرَيْرَةَ عُوْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ عُوْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ عُوْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ عُوْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ پناہ مانگو خدا کی خدا کے عذاب سے، پناہ مانگو خدا کی قبر کے عذاب سے پناہ مانگو خدا کی دجال کے فتنے سے، پناہ مانگو خدا کی زندگی اور موت کے فتنے اور فساد سے۔

## نماز کے لئے اطمینان اور وقار کے ساتھ آنا چاہیئے

(۳۴۰) ق اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِذَا سَمِعْتُمُ الْاِقَامَةَ فَامْشُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ وَعَلَيْكُمْ السَّكِيْنَةُ وَالْوَقَارُ وَلَا تُسْرِعُوْا فَمَا

بخاری اور مسلم میں ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تم نماز کی تکبیر اور قد قامت الصلوۃ سنو تو چلو جماعت کی نماز کے واسطے ٹھہرے ہوئے آہستگی اور آرام سے اور

لہ رفع بنا بر ابتدا بریں تقدیر جملہ حالیہ و نصب بنا بر بودن علیکم بمعنی الزموا دریں صورت جملہ معطوف بر امشو بہر تقدیر دعا معطوف بر السکینہ

اَدْرَکْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَکُمْ فَاَتِمُّوْا۔ — نہ جلدی کرو سو جتنی نماز امام کے ساتھ پاؤ اتنی پڑھو اور جو چھوٹ رہے ہے اس کو آپ تمام کر لو۔

ف معلوم ہوا کہ جماعت کے واسطے جھپٹنا مکروہ ہے اس واسطے کہ جلدی میں دم پھول جاتا ہے نماز چین سے نہیں ہوتی اور یہی مذہب ہے امام احمد کا اور بعضے علماء کے نزدیک پہلی تکبیر کے واسطے جلدی کرنا درست ہے۔

## نماز کے لئے کب صف بندی کرنی چاہیے

(۳۴۱) ق اَبُوْقَتَادَۃَ الْحَارِثُ بْنُ رِبْعِیٍّ اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰی تَرَوْنِیْ۔ — بخاری اور مسلم میں ابو قتادہؓ سے جن کا حارث بن ربعی نام ہے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب نماز کی تکبیر ہو تو اٹھا نہ کرو جب تک مجھ کو آتے دیکھ نہ لیا کرو۔

ف حضرتؐ کا گھر مسجد سے ملا ہوا تھا سنت آپ گھر میں پڑھتے تھے جب فرض کی تکبیر ہوتی تھی تب حضرتؐ گھر میں سے تشریف لاتے تھے لوگ تکبیر کے ہوتے اٹھ کھڑے ہوتے تھے سو فرمایا کہ بدون میرے آئے نہ اٹھا کرو۔ امام شافعیؒ کے نزدیک جب تکبیر تمام ہو تو لوگ نماز کو اٹھیں اور امام اعظمؒ کے نزدیک حی علی الصلوٰۃ کہنے کے وقت امام اور مقتدی کھڑے ہوں اور قد قامت الصلوٰۃ کے وقت نماز شروع کریں۔

## چند دعائیں

(۳۴۲) ق اَبُوْهُرَیْرَۃَ اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِیْ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ۔ — بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی فرق ڈالدے میرے اور میرے گناہوں کے درمیان جیسے تو نے فرق ڈالا ہے مشرق اور مغرب میں الٰہی چھانٹ ڈال مجھکو گناہوں سے جیسے سفید کپڑا چھانٹا جاتا ہے میل سے۔ الٰہی دھو ڈال میرے گناہوں کو پانی اور برف اور اولے سے یعنی طرح طرح کی مغفرت کر۔

(۳۴۳) م اِبْنُ عُمَرَ عَجِبْتُ لَهَا فُتِحَتْ لَهَا اَبْوَابُ السَّمَاءِ یَعْنِیْ قَوْلَ رَجُلٍ دَخَلَ مَعَهُمْ فِی الصَّلٰوۃِ فَقَالَ اللّٰهُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ کَثِیْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَمَا تَرَکْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ ذٰلِكَ۔ — مسلم میں عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مجھ کو اس سے تعجب آیا کہ اس کے واسطے آسمان کے دروازے کھولے گئے اس مرد کا قول مراد ہے جو اصحاب کے ساتھ نماز میں داخل ہوا پھر اس نے اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا کہا کہیں نے ان کلمات کو کبھی نہیں چھوڑا جب سے کہ میں نے حضرتؐ کو یہ کہتے سنا۔

(۳۴۴) م اَنَسٌ لَقَدْ رَاَیْتُ اثْنَیْ عَشَرَ مَلَکًا یَبْتَدِرُوْنَهَا اَیُّهُمْ یَرْفَعُهَا — مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ میں نے دیکھا بارہ فرشتوں کو کہ اس کی طرف جھپٹتے تھے۔

قَالَہٗ لِرَجُلٍ جَاءَ وَقَدْ حَفَزَہُ النَّفَسُ فَقَالَ اللّٰہُ اَکْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ وَقِیْلَ الرَّجُلُ ھُوَ رِفَاعَۃُ بْنُ رَافِعِ الْاَنْصَارِیُّ۔ [1]

ان میں کونسا فرشتہ اس کو اٹھالیجاوے، یہ حضرتؐ نے اس مرد سے فرمایا جو ہانپتا آیا پھر اس نے کہا اللہ اکبر الحمد للہ کثیرا طیبا مبارکا فیہ بعضوں نے کہا کہ وہ مرد رفاعہ بن رافع الانصاری ہے۔

**ف** حضرتؐ نماز میں تھے کہ رفاعہ انصاری جماعت کے واسطے دوڑتے ہوئے آئے اور نماز میں یہ کلمات پڑھے حضرتؐ نے بعد نماز کے پوچھا کہ یہ کلام کس نے پڑھا اصحاب نے رفاعہ کی طرف اشارہ کیا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی معلوم ہوا کہ ذکر الہٰی کے واسطے فرشتے مقرر ہیں کہ آسمان پر اس کو اٹھالیجاتے ہیں۔

## نماز ختم کرنے کے بعد کی دعا

(۳۴۵) **ق** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ الزُّبَیْرِ بْنِ الْعَوَّامِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاہُ لَہُ النِّعْمَۃُ وَلَہُ الْفَضْلُ وَلَہُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ کَانَ یُھَلِّلُ بِھِنَّ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن زبیر بن عوامؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے خدا کے وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں اسی کا ملک ہے اور اسی کو تعریف ہے اور وہ ہر چیز کر سکتا ہے نہیں جنبش گناہ سے اور نہ طاقت بندگی پر مگر خدا کی توفیق سے نہیں کوئی معبود برحق سوائے خدا کے اور ہم کسی کی بندگی نہیں کرتے سوائے اس کے اسی کی نعمت ہے اور اسی کا فضل اور اسی کو عمدہ تعریف ہے سوائے خدا کے کوئی بندگی کے لائق نہیں ہمارا تو یہ حال ہے کہ ہم دین کو صرف اسی کے واسطے خالص کر چکے اگرچہ کافروں کو یہ برا لگے۔ یہ کلمہ حضرتؐ پڑھتے تھے ہر ایک نماز کے بعد۔

نماز کے بعد کا ذکر

(۳۴۶) **ق** اَلْمُغِیْرَۃُ بْنُ شُعْبَۃَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَآ اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ کَانَ یَقُوْلُہٗ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ

بخاری اور مسلم میں مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں کوئی معبود برحق سوائے خدا کے وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں اسی کا ملک ہے اور اسی کو حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ الٰہی کوئی روکنے والا نہیں تیری دی چیز کو اور کوئی دینے والا نہیں تیری روکی چیز کو اور تیرے روبرو نصیبے والے کو اس کا نصیبہ کچھ نفع نہیں کرتا اس ذکر کو ہر نماز کے بعد فرماتے تھے۔

(۳۴۷) **م** عَائِشَۃُ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی تجھی کو سچی سلامتی ہے تو ہر عیب اور مکروہات سے سالم ہے اور تیری ہی طرف سے خلق کو سلامتی حاصل ہوتی ہے تو بڑی

[1] امام مسلم نے اس عنوان کی حدیثوں کو عنوان "تکبیر تحریمہ اور قرأت کے درمیان کیا پڑھنا چاہیے" میں ذکر کیا ہے۔

وَالْاِکْرَامِ۔

برکت والا ہے اے جلال اور بڑائی والے۔

(۳۴۸) م کَعْبُ ابْنُ عُجْرَۃَ مُعَقِّبَاتٌ لَا یَخِیْبُ قَائِلُھُنَّ اَوْ فَاعِلُھُنَّ دُبُرَ کُلِّ صَلٰوۃٍ ثَلٰثٌ وَّ ثَلٰثُوْنَ تَسْبِیْحَۃً وَّ ثَلٰثٌ وَّ ثَلٰثُوْنَ تَحْمِیْدَۃً وَّ اَرْبَعٌ وَّ ثَلٰثُوْنَ تَکْبِیْرَۃً۔

مسلم میں کعب بن عجرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ذکر کے چند الفاظ ہیں کہ ہر نماز کے بعد آتے ہیں ان کا کہنے والا یا کرنے والا نقصان نہیں پاتا۔ وے الفاظ یہ ہیں تینتس بار سبحان اللہ اور تینتس بار الحمد للہ اور چونتیس بار اللہ اکبر۔

(۳۴۹) ق اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ اَفَلَا اُعَلِّمُکُمْ شَیْئًا تُدْرِکُوْنَ بِہٖ مَنْ سَبَقَکُمْ وَتَسْبِقُوْنَ بِہٖ مَنْ بَعْدَکُمْ وَلَا یَکُوْنُ اَحَدٌ اَفْضَلَ مِنْکُمْ اِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللہِ قَالَ تُسَبِّحُوْنَ وَتُکَبِّرُوْنَ وَتَحْمَدُوْنَ دُبُرَ کُلِّ صَلٰوۃٍ ثَلٰثًا وَّ ثَلٰثِیْنَ مَرَّۃً۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کیا میں تم کو وہ چیز نہ بتلاؤں جس سے تم اپنی اگلی امتوں کے مرتبے پا جاؤ اور اپنے پچھلے لوگوں سے بڑھ جاؤ اور نہ ہو کوئی تم سے بہتر مگر وہی شخص جو کرے جیسا تم نے کیا اصحاب نے کہا ہاں یا رسول اللہ ایسی چیز ضرور بتلائیے حضرتؐ نے فرمایا کہ سبحان اللہ کہو اور الحمد للہ کہو اور اللہ اکبر کہو ہر ایک نماز کے پیچھے تینتس تینتس بار۔

ف محتاج اصحاب نے حضرتؐ سے کہا کیا حضرت جو ہم عبادت کرتے ہیں مالدار لوگ بھی وہی کرتے ہیں لیکن وے ہم سے بڑھ گئے زکوٰۃ اور خیرات دینے میں اور یہ ہم سے نہیں ہو سکتا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔

## نماز پنجگانہ کے اوقات کا بیان

(۳۵۰) م عَبْدُ اللہِ ابْنُ عَمْرٍو اِذَا صَلَّیْتُمُ الْفَجْرَ فَاِنَّہٗ وَقْتٌ اِلٰی اَنْ یَّطْلُعَ قَرْنُ الشَّمْسِ الْاَوَّلُ ثُمَّ اِذَا صَلَّیْتُمُ الظُّھْرَ فَاِنَّہٗ وَقْتٌ اِلٰی اَنْ یَّحْضُرَ الْعَصْرُ وَاِذَا صَلَّیْتُمُ الْعَصْرَ فَاِنَّہٗ وَقْتٌ اِلٰی اَنْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ وَاِذَا صَلَّیْتُمُ الْمَغْرِبَ فَاِنَّہٗ وَقْتٌ اِلٰی اَنْ یَّسْقُطَ الشَّفَقُ وَاِذَا صَلَّیْتُمُ الْعِشَآءَ فَاِنَّہٗ وَقْتٌ اِلٰی نِصْفِ اللَّیْلِ۔

مسلم میں عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تم فجر کو نماز پڑھو تو اس کا وقت ہے جب تک کہ سورج کا پہلا کنارہ نکلے یعنی اوپر کا کنارہ پھر جب تم ظہر کی نماز پڑھو تو اس کا وقت ہے جب تک کہ عصر آوے اور جب تم عصر پڑھو تو اس کا وقت ہے یہاں تک کہ سورج ڈوبنے کو جھکے اور جب تم مغرب کی نماز پڑھو تو اس کا وقت ہے جب تک سرخی ڈوبے اور جب تم عشا کی نماز پڑھو تو اس کا وقت ہے آدھی رات تک۔

ف ہر چند عصر کا وقت سورج ڈوبنے تک اور عشا کا وقت صبح تک ہے مگر اس حدیث میں مستحب وقت فرمایا یعنی جب سورج ڈوبنے کے قریب ہو اور دھوپ زرد ہو تو وقت مکروہ ہے اور عشا بھی بعد آدھی رات کے مکروہ ہے۔

(۳۵۱) ق اَبُوْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَۃُ بْنُ عَمْرٍو

بخاری اور مسلم میں ابو مسعودؓ سے جن کا عقبہ بن عامر انصاری

لِلْاَنْصَارِیُّ نَزَلَ جِبْرَئِیْلُ فَاَمَّنِیْ فَصَلَّیْتُ مَعَہٗ ثُمَّ صَلَّیْتُ مَعَہٗ ثُمَّ صَلَّیْتُ مَعَہٗ ثُمَّ صَلَّیْتُ مَعَہٗ ثُمَّ صَلَّیْتُ مَعَہٗ۔

نام ہے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جبرئیل اترا سو اُس نے میری امامت کی تو میں نے اس کے ساتھ نماز پڑھی پھر میں نے اس کے ساتھ نماز پڑھی، پھر میں نے اس کے ساتھ نماز پڑھی پھر میں نے اسکے ساتھ نماز پڑھی، پھر میں نے اسکے ساتھ نماز پڑھی۔

**ف** یعنی پانچ وقت کی فرض نماز تعلیم کے واسطے جبرئیل نے حضرت کو پڑھائی تاکہ امت کو اسطرح تعلیم کریں

## سخت گرمی میں ظہر کی نماز دیر سے پڑھنا چاہیے

(۳۵۲) خ اَبُوْھُرَیْرَۃَ اَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوۃِ فَاِنَّ شِدَّۃَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَھَنَّمَ۔

بخاری میں ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ٹھنڈے وقت نماز پڑھا کرو اس واسطے کہ گرمی کی شدت دوزخ کے جوش سے ہے۔

**ف** یعنی گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز میں تاخیر مستحب ہے تاکہ جماعت زیادہ ہو اور یہ دونوں حدیثیں امام اعظمؒ کے مذہب کی کامل دلیلیں ہیں۔

(۳۵۳) ق اَبُوْذَرٍّ اَبْرِدْ اَبْرِدْ اَوْ قَالَ اِنْتَظِرْ اِنْتَظِرْ قَالَہٗ لِلْمُؤَذِّنِ بِالظُّھْرِ۔

بخاری اور مسلم میں ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ٹھنڈا ہونے دے ٹھنڈا ہونے دے۔ یا کہ یوں فرمایا کہ انتظار کر انتظار کر۔ یہ حضرتؐ نے ظہر کی اذان دینے والے سے فرمایا۔

**ف** یعنی گرمی کے موسم میں ٹھنڈے وقت اذان دینا اور نماز پڑھنا مستحب ہے۔

## عصر کی نماز چھوٹ جانے کا سخت گناہ ہے

(۳۵۴) م اِبْنُ عُمَرَ مَنْ فَاتَتْہُ صَلٰوۃُ الْعَصْرِ فَکَاَنَّمَا وُتِرَ اَھْلَہٗ وَمَالَہٗ۔

مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس کی عصر کی نماز جاتی رہے تو جیسے اس کے جورو لڑکے اور مال چھن گیا۔

## صلوٰۃ وسطیٰ سے مراد عصر کی نماز ہے

(۳۵۵) ق عَلِیٌّ شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی صَلٰوۃِ الْعَصْرِ مَلَاَ اللّٰہُ قُبُوْرَھُمْ وَبُیُوْتَھُمْ نَارًا قَالَہٗ یَوْمَ الْخَنْدَقِ۔

بخاری اور مسلم میں علی مرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ہم کو باز رکھا بیچ والی نماز سے خدا ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھرے۔ یہ حضرتؐ نے جنگ خندق کے دن فرمایا۔

**ف** جنگ خندق میں کافروں نے نہایت ہجوم کیا بڑی دھوم کی لڑائی ہوئی حضرتؐ نے فرصت نہ پائی عصر کی نماز قضا ہوگئی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صلوۃ وسطیٰ جس کی محافظت کی قرآن شریف میں بڑی تاکید ہے عصر کی نماز ہے اسواسطے کہ وہ فجر اور ظہر اور مغرب اور عشا کے بیچ میں پڑی ہے۔

## نماز فجر اور عصر کی فضیلت

(۳۵۶) ق جَرِیْرٌ اِنَّکُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ کَمَا تَرَوْنَ ھٰذَا لَا تُضَامُّوْنَ فِیْ رُؤْیَتِہٖ

بخاری اور مسلم میں جریرؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ بیشک تم قیامت میں دیکھو گے اپنے رب کو جیسا اس کو

فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰی صَلٰوۃٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِھَا فَافْعَلُوْا ثُمَّ قَرَاَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ

دیکھتے ہو یعنی چاند کو ہجوم نہ کر سکو گے اس کے دیکھنے میں یعنی ہجوم سے اس کے دیدار میں کچھ حجاب اور آڑ نہ ہوگی جیسے چاند کے دیکھنے میں ہجوم خلل نہیں ڈالتا۔ سو اگر تم سے ہو سکے کہ غافل نہ ہو نماز سے سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے تو کیا کرو پھر حضرتؐ نے قرآن سے اس کی دلیل پڑھی کہ پاکی بول تعریف کے ساتھ اپنے رب کی سورج نکلنے سے پہلے اور ڈوبنے سے پہلے۔

**ف** مصابیح میں جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ ہم حضرتؐ کے پاس بیٹھے تھے۔ حضرتؐ نے چودھویں رات کے چاند کو دیکھا پھر یہ حدیث فرمائی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خدا کا دیدار قیامت میں ایمانداروں کو نصیب ہوگا اور یہی مذہب ہے اہل سنت کا۔ شیعہ اور معتزلہ دیدار کے منکر ہیں، یہ دولت ان کے نصیب ہی میں نہیں انکار ہی کیا چاہیں۔ معلوم ہوا کہ نماز فجر اور عصر کو دیدار خدا کے حاصل ہونے میں دخل ہے۔

(۳۵۷) **ق** اَبُوْ ھُرَيْرَةَ يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلٰٓئِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلٰٓئِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ وَصَلٰوةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْئَلُهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ فَيَقُوْلُوْنَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَاَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ.

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم میں آگے پیچھے آیا جایا کرتے ہیں فرشتے ہر ایک رات اور دن میں اور مجتمع ہوتے ہیں عصر کی نماز اور فجر کی نماز میں۔ پھر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں وے فرشتے جو رات کو تمہارے درمیان رہے تو خدا ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ تمہارا حال ان سے زیادہ تر جانتا ہے، کہ کس حال میں تم نے میرے بندوں کو چھوڑا تو فرشتے کہتے ہیں کہ ہم ان کو چھوڑ آئے نماز پڑھتے اور جاتے وقت پایا ان کو ہم نے نماز پڑھتے۔

کاتبانِ اعمال کا تبادلہ

**ف** معلوم ہوا کہ ہر شب و روز اخبار نویس فرشتوں کی دوبار بدلی ہوتی ہے اور بندوں کا حال دو وقت دربار الٰہی میں عرض ہوتا ہے۔ سبحان اللہ اگر حاکم کا ہرکارہ کسی شخص پر متعین ہو تو اس کے خوف سے کوئی کام خلاف مرضی حاکم کے نہیں کر سکتا اور یہاں احکم الحاکمین کے ہرکاروں کا آدمی کو کچھ خیال نہیں آتا۔ ضعف ایمان کا سبب ہے جو غفلت اور چین میں عمر گزرتی ہے۔ شعر

گر وزیر از خدا بترسیدے ہمچناں کز ملک ملک بودے

(۳۵۸) **م** عُمَارَةُ بْنُ رُوَيْبَةَ لَا يَلِجُ النَّارَ مَنْ صَلّٰى قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا.

مسلم میں عمارہ بن رویبہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ جاوے گا دوزخ میں جس نے سورج نکلنے اور ڈوبنے سے پہلے نماز پڑھی۔

**ف** فجر آرام کا وقت ہے اور عصر کاروبار دنیا کا وقت ہے۔ اس واسطے ان وقتوں کی نماز کا اتنا اثر اور ثواب ہوا۔

## عشاکی نماز میں تاخیر مستحب ہے

(۳۵۹) ق ابنُ عبّاسٍ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ اَنْ یُّصَلُّوْھَا کَذٰلِکَ یَعْنِیْ صَلٰوۃَ الْعِشَآءِ قَالَہٗ حِیْنَ اَخَّرَھَا۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر میں اپنی امت پر مشکل اور کٹھن نہ جانتا تو میں ان کو واجب کرکے حکم کرتا کہ عشاکی نماز اسی طرح پڑھا کریں ایک بار حضرتؐ نے زیادہ رات گئے عشاکی نماز پڑھی تب یہ حدیث فرما

ف معلوم ہوا کہ عشاکی نماز میں تاخیر مستحب ہے یعنی تہائی رات سے آدھی رات تک۔ بعد آدھی رات کے مکروہ وقت ہے۔

(۳۶۰) ق عَائِشَۃُ مَا یَنْتَظِرُھَا مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ اَحَدٌ غَیْرُکُمْ یَعْنِیْ صَلٰوۃَ الْعِشَآءِ

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ نہیں انتظاری کرتا عشاکے نماز کی زمین والوں سے تمہارے سوا کوئی۔

ف ایک رات حضرتؐ نے بہت دیر کرکے نماز پڑھی یہاں تک کہ بعضے لوگ سوگئے تھے پھر یہ حدیث فرمائی یعنی اس وقت تک زمین پر تمہارے سوا نماز پڑھنے سے کوئی باقی نہیں رہا یعنی سب پڑھ چکے تمہیں منتظر بیٹھے ہو تو تم کو دو سبب سے زیادہ ثواب ہوا ایک تو انتظار کا ثواب دوسرے خالی وقت کی عبادت کا ثواب کہ تمہارا کوئی شریک نہیں معلوم ہوا کہ عشاکی نماز دیر کرکے پڑھنا افضل ہے۔

(۳۶۱) م اَنَسٌ اِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَنَامُوْا وَلَنْ تَزَالُوْا فِیْ صَلٰوۃٍ مَّا انْتَظَرْتُمُ الصَّلٰوۃَ۔

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر لوگ نماز پڑھ چکے اور سوگئے اور ہمیشہ تم نماز ہی میں ہو جب تک نماز کے منتظر رہوگے۔

ف ایکبار حضرتؐ نے عشاکی نماز دیر کرکے پڑھی تہائی یا آدھی رات گذری تب اصحاب سے یہ حدیث فرمائی۔

(۳۶۲) ق اَبُوْمُوْسٰی عَلٰی رِسْلِکُمْ اُعْلِمُکُمْ وَاَبْشِرُوْا اِنَّ مِنْ نِّعْمَۃِ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اَنَّہٗ لَیْسَ اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ یُصَلِّیْ ھٰذِہِ السَّاعَۃَ غَیْرُکُمْ اَوْقَالَ مَا صَلّٰی ھٰذِہِ السَّاعَۃَ اَحَدٌ غَیْرُکُمْ قَالَہٗ حِیْنَ اَعْتَمَ بِالصَّلٰوۃِ۔

بخاری اور مسلم میں ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جلدی نہ کرو ٹھہرو میں تم کو سکھلاتا ہوں اور خوشخبری سناتا ہوں کہ البتہ خدا کا تم پر احسان ہے کہ تمہارے سوا کوئی ایسا آدمی نہیں جس نے اس گھڑی نماز پڑھی ہو یا یوں حضرتؐ نے فرمایا تمہارے سوائے اس گھڑی میں کسی نے نماز نہیں پڑھی یہ حضرتؐ نے اس وقت فرمایا جب زیادہ رات گئے عشاکی نماز پڑھی۔

ف ایک بار حضرتؐ نے آدھی رات گئے نماز پڑھی اور یہ حدیث فرمائی یعنی خدا کا تم پر احسان ہے کہ اس وقت کی عبادت تمہارے ہی واسطے خاص کی اور آدمی عبادت میں اس وقت تمہارے شریک نہیں۔

(۳۶۳) خ عَبْدُاللّٰہِ ابْنُ مُغَفَّلٍ لَا تَغْلِبَنَّکُمُ الْاَعْرَابُ عَلَی اسْمِ صَلٰوتِکُمُ الْمَغْرِبِ قَالَ وَتَقُوْلُ الْاَعْرَابُ الْعِشَآءُ

بخاری میں عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم پر غلبہ نہ کرنے پاویں عرب کے جنگلی لوگ تمہاری مغرب کی نماز کے نام پر حضرتؐ نے فرمایا کہ جنگلی لوگ مغرب

وَاَخرَجَ مُسلِمٌ عَنِ ابنِ عُمَرَ عَلٰی اسمِ صَلٰوتِکُم اَلَآ اِنَّھَا العِشَآءُ وَھُم یَعتِمُونَ بِالاِبِلِ وَیُروٰی صَلٰوتِکُم العِشَآءِ فَاِنَّھَا فِی کِتَابِ اللّٰہِ العِشَآءُ وَاِنَّھَا تُعتِمُ بِحِلَابِ الاِبِلِ

عشا کہتے ہیں اور روایت کی مسلم نے عبداللہ بن عمرؓ سے غالب نہ ہوویں جنگلی لوگ تمہاری نماز کے نام پر جان رکھو کہ البتہ اس کا نام عشا ہے اور جنگلی لوگ جبر کرکے اندھیرے میں اونٹ کا دودھ دوہتے تھے۔ اور دوسری روایت یوں ہے کہ تمہاری نماز کا نام عشا ہے سو البتہ اس نماز کا نام خدا کی کتاب میں عشا ہے اور جنگلی لوگ اندھیرے میں اونٹوں کا دودھ دوہتے ہیں۔

ف عرب کے جنگلی لوگ نماز مغرب کو عشا کہتے تھے اور عشا کی نماز کو عتمہ کہتے تھے یعنی اندھیرے کی دودھ والی نماز اس واسطے کہ عشا کے وقت وہ لوگ اپنے اونٹوں کا دودھ دوہتے تھے سو حضرتؐ نے فرمایا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ نمازوں کے شرعی نام بدل جاویں اور جنگلی لوگوں کی بولی مشہور ہو جاوے اس واسطے منع کیا۔

## مستحب وقت ٹالکر نماز پڑھنا مکروہ ہے

(۳۶۴) خ اَبُوذَرٍّ کَیفَ اَنتَ اِذَا کَانَت عَلَیکَ اُمَرَآءُ یُمِیتُونَ الصَّلٰوۃَ اَو قَالَ یُؤَخِّرُونَ الصَّلٰوۃَ عَن وَقتِھَا قُلتُ فَمَا تَاْمُرُنِی قَالَ صَلِّ الصَّلٰوۃَ لِوَقتِھَا فَاِن اَدرَکتَھَا مَعَھُم فَصَلِّ فَاِنَّھَا لَکَ نَافِلَۃٌ قَالَہٗ لَہٗ۔

بخاری میں ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ تو کیا کریگا اس وقت جبکہ تجھ پر ایسے حاکم ہوں گے جو نماز کو مار ڈالیں گے یا یوں فرمایا کہ نماز کو مستحب وقت سے تاخیر کرینگے یعنی مکروہ وقت میں پڑھیں گے میں نے کہا اس وقت میں مجھ کو آپ کیا حکم کرتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا تو نماز کو مستحب وقت میں پڑھ لیا کیجیو پھر اگر تو جماعت کی نماز ان کے ساتھ پاوے تو ان کے ساتھ بھی پڑھ لیجیو کہ یہ دوسری نماز تیرے حق میں نفل ہو جاویگی یہ حضرتؐ نے ابوذرؓ سے فرمایا۔

ف اسلام میں نماز کی سستی اول سلطنتِ مروانیہ سے شروع ہوئی۔

## نماز باجماعت کی فضیلت

(۳۶۵) م اَبُوھُرَیرَۃَ صَلٰوۃُ الجَمَاعَۃِ اَفضَلُ مِن صَلٰوۃِ اَحَدِکُم وَحدَہٗ بِخَمسَۃٍ وَّعِشرِینَ جُزءً

مسلم میں ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا جماعت کی نماز تنہا کی نماز سے پچیس[۲۵] حصے افضل ہے۔

(۳۶۶) م اَبُوھُرَیرَۃَ ھَل تَسمَعُ النِّدَآءَ بِالصَّلٰوۃِ قَالَ نَعَم قَالَ فَاَجِب قَالَہٗ لِرَجُلٍ اَعمٰی حِینَ قَالَ یَارَسُولَ اللّٰہِ لَیسَ لِی قَائِدٌ یَقُودُنِی اِلَی المَسجِدِ وَسَاَلَہٗ اَن یُّرَخِّصَ لَہٗ فَیُصَلِّیَ فِی بَیتِہٖ فَرَخَّصَ لَہٗ فَلَمَّا وَلّٰی

مسلم میں ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تو نماز کی اذان سنتا ہے سائل نے کہا کہ ہاں حضرتؐ نے فرمایا تو مسجد میں حاضر ہوا کر یہ حضرتؐ نے اندھے مرد سے کہا جب کہ اس نے کہا یا رسول اللہ میرے پاس کوئی لانے والا آدمی نہیں جو مجھ کو مسجد میں لے آوے اور اس نے چاہا کہ حضرت اس کو اجازت دیں تو اپنے گھر میں نماز پڑھ لیا کرے تو حضرتؐ نے اسکو اجازت

دَعَاهُ فَقَالَ۔ دی، جب وہ پھر چلا تو حضرتؐ نے اس کو بلایا پھر یہ حدیث فرمائی۔

**ف** اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت واجب ہے جب اندھے کو باوجود عذر کے ترک جماعت کی اجازت نہ ہوئی تو صحیح سالم کو کیونکر ہوگی۔ امام اعظمؒ کے نزدیک جماعت سنت موکدہ ہے یعنی واجب کے قریب ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک فرض کفایہ ہے۔

جمعہ فرض ہونے کی دلیل

(۳۶۷) م ابْنُ مَسْعُوْدٍ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ رَجُلًا يُّصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ اُحَرِّقَ عَلٰى رِجَالٍ يَّتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوْتَهُمْ۔

مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا البتہ میں نے ارادہ کیا کہ حکم کروں کسی مرد کو کہ لوگوں کو جماعت کی نماز پڑھاوے پھر میں اُن مردوں کے گھر جلا دوں جو جمعے کی نماز میں نہیں آتے۔

**ف** اس حدیث سے بکمال تاکید نماز جمعہ کا فرض ہونا ثابت ہوا، اسی واسطے فقہ میں لکھا ہے کہ جو تین بار جمعہ کی نماز ترک کرے اس کی عدالت ساقط ہے گواہی کے لائق نہیں۔ اور معلوم ہوا کہ امام کو جائز ہے کہ اپنا کسی کو خلیفہ کرے نماز کی امامت میں اور خود کسی اور ضروری کام میں مشغول ہو۔ اور معلوم ہوا کہ جمعہ فرض عین ہے کہ ہر شخص پر فرض ہے فرض بالکفایہ نہیں کہ بعضوں کے پڑھنے سے نہ پڑھنے والوں کا گناہ دور ہوا اور معلوم ہوا کہ تعزیر میں مال کا تلف کرنا بھی درست ہے۔

## جماعت کی فضیلت اور نماز کیلئے انتظار کرنے کا ثواب

(۳۶۸) م اَبُوْهُرَيْرَةَ مَنْ تَطَهَّرَ فِيْ بَيْتِهٖ ثُمَّ مَضٰى اِلٰى بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ لِيَقْضِيَ فَرِيْضَةً مِّنْ فَرَآئِضِ اللّٰهِ كَانَتْ خُطْوَتَاهُ اِحْدٰهُمَا تَحُطُّ خَطِيْئَةً وَّالْاُخْرٰى تَرْفَعُ دَرَجَةً۔

مسلم میں روایت ہے ابوہریرہؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو غسل یا وضو کر کے اپنے گھر میں پاک ہوا پھر کسی مسجد میں گیا نماز فرض پڑھنے کو تو دو دو ڈگ (قدم) کا یہ حال ہوگا کہ ایک ڈگ سے گناہ مٹے گا دوسرے ڈگ سے درجہ بلند ہوگا۔

(۳۶۹) م عُثْمَانُ مَنْ صَلَّى الْعِشَآءَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَاَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَاَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهٗ

مسلم میں حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس نے عشا کی نماز جماعت سے پڑھی تو اس نے جیسے آدھی رات تہجد کی نماز پڑھی اور جس نے صبح کی نماز جماعت میں پڑھی تو اس نے جیسے تمام رات تہجد کی نماز پڑھی۔

**ف** روایت ہے کہ حضرتؐ ایک بار شب بیداری اور نماز تہجد کی خوبیاں بیان فرماتے تھے۔ اس میں بعضے لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم محنتی لوگ ہیں، دن بھر محنت مزدوری کرتے ہیں ہم سے نہیں ہو سکتا کہ ہم شب بیداری کریں تو حضرتؐ نے ان کے حق میں یہ حدیث فرمائی۔

(۳۷۰) م جُنْدُبُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مَنْ صَلّٰى صَلٰوةَ الصُّبْحِ فَهُوَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ فَلَا يَطْلُبَنَّكُمُ اللّٰهُ مِنْ ذِمَّتِهٖ بِشَيْءٍ فَاِنَّهٗ

مسلم میں جندب بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس نے صبح کی نماز پڑھی وہ خدا کی امان میں آگیا سو کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا تم کو ڈھونڈے کسی بات میں اپنی امان کے سبب سے

مَنْ يَّطْلُبْهُ مِنْ ذِمَّتِهٖ بِشَيْئٍ يُّدْرِكْهُ ثُمَّ يُكِبَّهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ۔

یعنی صبح کے نمازی کو کسی طرح نہ چھیڑو وہ خدا کی امان میں ہے سو بیشک خدا جسکو اپنی پناہ دینے کے سبب سے ڈھونڈھتا ہے پکڑ لیتا ہے یعنی اس کا گنہگار کسی طرح بچ نہیں سکتا پھر اس کو اوندھا منہ کے بل دوزخ میں ڈالدیتا ہے۔

ف یعنی صبح نیند اور غفلت کا وقت ہے تو اس وقت اٹھ کر نماز پڑھنا دلیل ہے اس کے سچے ایمان کی اس واسطے خدا نے اس کو اپنی پناہ میں لیا اور اس کے ناحق رنج دینے والے کو دوزخ کا وعدہ کیا۔

(۳۷۱) م اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ اِنَّ لَكَ مَا احْتَسَبْتَ قَالَهٗ لِرَجُلٍ كَانَ يَمْشِيْ اِلٰى مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَلَا يَرْكَبُ وَيَرْجُوْ فِيْ اٰثَارِهِ الْاَجْرَ۔

مسلم میں ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تجھ کو ملے گا جس کا تو ثواب چاہتا ہے۔ یہ حضرتؐ نے اُسی مرد سے فرمایا جو پیدل حضرتؐ کی مسجد میں آتا تھا اور سوار نہ ہوتا تھا اور اپنے قدم میں ثواب کی امید رکھتا تھا۔

ف ایک شخص تھا اس کا گھر بہت دور تھا حضرتؐ کی مسجد سے اور وہ ہمیشہ بروقت مسجد میں آتا تھا۔ کسی نے اس سے کہا کہ اندھیرے اور گرمی میں سوار ہو کر آیا کر وہ اس نے کہا میں پیادہ آنے میں ثواب کی امید رکھتا ہوں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی تجھ کو اس نیت اور اس محنت کا ثواب ملے گا۔

(۳۷۲) م جَابِرٌ يَا بَنِيْ سَلِمَةَ دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ اٰثَارُكُمْ دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ اٰثَارُكُمْ

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے قوم بنی سلمہ اپنے گھروں میں بنے رہو تا تمہارے نقش قدم لکھے جاویں اپنے گھروں میں بنے رہو تاکہ تمہارے نقش قدم لکھے جاویں۔

ف بنی سلمہ انصاریوں کی ایک قوم تھی ان کے گھر حضرتؐ کی مسجد سے دور تھے اُس قوم نے چاہا کہ مسجد کے گرد آبسیں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی دو بار یعنی ہر چند مسجد دور ہونے سے تم کو آتے جاتے تکلیف ہے لیکن یہ کتنا بڑا ثواب ہے کہ ہر ایک قدم کے شمار پر ایک نیکی تمہارے واسطے لکھی جاتی ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے معلوم ہوا یہ کہ جس کا گھر مسجد سے دور ہو سو وہ اس آنے جانے کی تکلیف کو غنیمت جانے۔

(۳۷۳) م جَابِرٌ اِنَّ لَكُمْ بِكُلِّ خُطْوَةٍ دَرَجَةً قَالَهٗ لِرَهْطِ جَابِرٍ وَقَدْ اَرَادُوْا اَنْ يَّبِيْعُوْا بُيُوْتَهُمْ فَيَقْرُبُوْا مِنَ الْمَسْجِدِ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر تمہارے واسطے ہر قدم پر درجہ ہے یہ حضرتؐ نے جابرؓ کی قوم سے فرمایا اور ان لوگوں نے اپنے گھروں کے بیچ ڈالنے کا ارادہ کیا تھا اور چاہا تھا کہ حضرتؐ کی مسجد کے قریب آرہیں۔

ف یعنی جتنا تم دور ہو گے اور مسجد میں آیا کرو گے اتنا ثواب زیادہ پاؤ گے کہ ہر قدم پر درجہ بلند ہو گا۔

(۳۷۴) ق اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَا يَزَالُ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوتِهٖ مَادَامَتِ الصَّلٰوةُ تَحْبِسُهٗ لَا يَمْنَعُهٗ اَنْ يَّنْقَلِبَ اِلٰى اَهْلِهٖ اِلَّا الصَّلٰوةُ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر کوئی نمازی میں ہے جب تک اس کو نماز ہی رو کے رہے نہیں کوئی چیز اس کو اپنے گھر والوں کی طرف آنے سے روکتی ہے سوائے نماز کے۔

ف) یعنی مسجد میں جتنی دیر جماعت کے انتظار میں گذرتی ہے وہ سب نماز ہی میں داخل ہے۔ نماز کی برابر وقتِ انتظار کا بھی ثواب ملے گا بشرطیکہ سوائے انتظار نماز کے اور کسی کام کے واسطے مسجد میں نہ ٹھہرا ہو۔

(۳۷۵) م اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ قَدْ جَمَعَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ كُلَّهٗ قَالَ لَهٗ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ قِيْلَ لَهٗ لَوِ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا تَرْكَبُهٗ فِي الظَّلْمَاءِ وَفِي الرَّمْضَاءِ وَكَانَ لَا تُخْطِئُهٗ صَلٰوةٌ مَعَ بُعْدِهٖ مِنَ الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَا يَسُرُّنِيْ اَنَّ مَنْزِلِيْ اِلٰى جَنْبِ الْمَسْجِدِ اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ يُّكْتَبَ لِيْ مَمْشَايَ اِلَى الْمَسْجِدِ وَرُجُوْعِيْ اِذَا رَجَعْتُ اِلٰى اَهْلِيْ

مسلم میں ابی بن کعب سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ جمع کر رکھا ہے خدا نے تیرے واسطے یہ سب کچھ۔ حضرتؐ نے اس انصاری مرد سے فرمایا جس سے لوگوں نے کہا کہ اگر تو سواری مول لے اور تاریکی اور گرمی کے وقت نماز کے واسطے اس پر سوار ہوا کرے تو مناسب ہے اور اس مرد کا حال یہ تھا کہ کوئی جماعت کی نماز اس سے نہ چھوٹتی تھی باوجودیکہ وہ حضرتؐ کی مسجد سے بہت دور رہتا تھا تو اس نے جواب دیا کہ مجھ کو اس بات کی خوشی نہیں کہ میرا گھر مسجد کے متصل ہو اس واسطے کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ مسجد کی طرف میرا آنا لکھا جاوے اور جب مسجد سے اپنے گھر جاؤں تو پلٹنے کا بھی ثواب لکھا جاوے۔

ف) معلوم ہوا کہ مسجد کی آمد اور رفت دونوں میں ثواب ہے، جتنا گھر دور اتنے قدم زیادہ تو اتنا ثواب بھی زیادہ ہوتا ہے۔

(۳۷۶) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ اَرَاَيْتُمْ لَوْ اَنَّ نَهَرًا بِبَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ هَلْ يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ قَالُوْا لَا يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ قَالَ فَذٰلِكَ مِثْلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا۔

نماز پنجگانہ سے گناہ مٹ جاتے ہیں۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بتاؤ تو کہ اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر ہو کہ وہ اس میں ہر روز پانچ بار نہاوے کیا اس کا کچھ میل باقی رہے۔ اصحابؓ نے کہا کہ کچھ اس کے میل سے نہ باقی رہیگا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ یہی حال ہے پانچ نمازوں کا کہ ان کے سبب سے حق تعالیٰ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

ف) یعنی جیسے ہر روز پانچ وقت نہانے سے بدن پر میل نہیں رہتا اسی طرح پنجگانہ نماز سے گناہ نہیں رہتے لیکن صرف پانی ڈالنے سے میل نہیں چھوٹتا بدن کا ملنا اور رگڑنا بھی شرط ہے اسی طرح نماز میں بھی حضوری دل اور اپنے رب کے روبرو گڑگڑانا ضرور چاہیئے تاکہ گناہوں کا میل دل سے چھوٹے۔

(۳۷۷) م جَابِرٌ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ كَمَثَلِ نَهَرٍ جَارٍ غَمْرٍ عَلٰى بَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ پانچوں نمازوں کی مثل جیسے جاری دریا گہرے کی مثل کہ کسی کے دروازے پر ہووے اور پانچ بار ہر روز اس میں نہاوے یعنی ایسا شخص گناہوں سے پاک رہے گا جیسے پانچ وقت کا نہانے والا میل سے صاف رہتا ہے۔

## بازاروں کے بارے میں حضورؐ کا ارشاد

(۳۷۸) م: اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ اَسْوَاقُهَا۔ لہ

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ شہروں کے مکانات میں خدا کے نزدیک مسجدیں دوست تر ہیں اور شہروں کے مکانات میں خدا کے نزدیک دشمن تر بازار ہیں۔

**ف** مسجدیں اس واسطے زیادہ تر پسند ہیں کہ وے عبادت گاہ ہیں ان میں خدا یاد آتا ہے اور بازار اس واسطے ناپسند ہوئیں کہ ان میں دنیا یاد آتی ہے بلکہ اکثر لوگ خرید فروخت کی مشغولی سے عصر کی نماز قضا کر ڈالتے ہیں یا تنگ وقت پڑھتے ہیں۔

## سب سے زیادہ کون امامت کا مستحق ہے

(۳۷۹) م: اَبُوْ سَعِيْدٍ اِذَا كَانُوْا ثَلٰثَةً فَلْيَؤُمَّهُمْ اَحَدُهُمْ وَاَحَقُّهُمْ بِالْاِمَامَةِ اَقْرَؤُهُمْ۔

مسلم میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تین آدمی ہوں تو ایک ان کی امامت کرے۔ ور لائق تر امامت کے واسطے ان میں وہ ہے جو قرآن خوب پڑھ جانتا ہو۔

**ف** حضرتؐ کے وقت میں جو بڑا قاری ہوتا تھا وہ مسائل بھی خوب جانتا تھا اسواسطے حضرتؐ نے قاری کو عالم پر مقدم رکھا اور اب اکثر اماموں کا یہ مذہب ہے کہ عالم مسئلہ دان قاری پر مقدم ہے کہ نماز میں اگر کچھ خلل ہوگا تو عالم درست کرلے گا۔ نرا قاری اور حافظ کیا جانے کہ کس چیز سے نماز ٹوٹتی ہے اور کس سے مکروہ ہوتی ہے۔

(۳۸۰) م: اَبُوْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو الْاَنْصَارِيُّ يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنْ كَانُوْا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَاَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَاِنْ كَانُوْا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَاَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَاِنْ كَانُوْا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَاَقْدَمُهُمْ سِنًّا وَلَا يَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِيْ سُلْطَانِهِ وَلَا يَقْعُدُ فِيْ بَيْتِهِ عَلٰى تَكْرِمَتِهِ اِلَّا بِاِذْنِهِ۔

مسلم میں ابومسعود انصاریؓ سے جن کا نام عقبہ بن عمرو ہے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ امامت کرے قوم کی جو ان میں قرآن کا بڑا قاری ہو۔ سو اگر وے لوگ قرأت میں برابر ہوں تو جو بڑا عالم حدیث اور فقہ کا ہو۔ سو امامت کرے۔ ور اگر حدیث اور فقہ میں بھی سب برابر ہوں تو امامت کرے جو ان میں سے اول ہجرت کی ہو۔ سو اگر ہجرت میں سب برابر ہوں تو ان میں بڑی عمر والا امامت کرے اور نہ امامت کرے ایک مرد دوسرے مرد کی حکومت کے مقام میں ور نہ بیٹھے اس کے گھر میں اس کی مسند پر بدون اس کی اجازت کے۔

مرتب امامت کا بیان

**ف** فقہ میں لکھا ہے کہ امامت میں افضل عالم ہے اس کے بعد قاری اس کے بعد متقی اس کے بعد بڑی عمر والا۔ اور اس حدیث میں قاری کو عالم پر افضل فرمایا اس واسطے کہ حضرتؐ کے وقت میں جو قاری ہوتا تھا سو عالم بھی ہوتا تھا۔ اور پچھلے زمانے میں اکثر لوگ قاری ہوتے ہیں پر عالم نہیں ہوتے اسواسطے فقہ میں عالم کو قاری پر مقدم رکھا اور ہجرت کا ثواب اصحاب پر ختم ہوا اسواسطے فقہ میں پرہیزگاری کو ہجرت کے قائم مقام کیا۔

---

لہ امام مسلمؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "صبح کی نماز پڑھ کر اپنی جگہ بیٹھے رہنے کی فضیلت" میں ذکر کیا ہے۔

## کفار کے حق میں حضورؐ کا بد دعا فرمانا۔

(۳۸۱) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ اَبِيْ رَبِيْعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ بِمَكَّةَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْاَتَكَ عَلٰى مُضَرَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ[1]

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا الٰہی نجات دے ولید کو اور سلمہ بن ہشام کو اور عیاش بن ربیعہ کو اور مکے کے دبے ہوئے بے زور مسلمانوں کو، الٰہی اپنا سخت عذاب ڈال مضر کی قوم پر اور ان پر سات برس کا قحط ڈال، جیسے یوسفؑ کے وقت میں قحط پڑا تھا۔

ف مکے میں چند غریب مسلمان تھے جیسے ولید اور عیاش اور سلمہ اور عمار اور خباب وغیرہ کفار قریش ان کو بہت ستاتے تھے۔ حضرتؐ نے ان کی مخلصی کی دعا کی آخر خدا نے ان کو نجات دی۔ اور مضر عرب میں ایک قوم تھی وے بڑے سخت لوگ تھے اس واسطے حضرتؐ نے اُن پر بد دعا کی۔

## قضا نماز جماعت سے فوت ہوئی تو جماعت سے قضا کرنا

(۳۸۲) م اَبُوْقَتَادَةَ اِنَّكُمْ تَسِيْرُوْنَ عَشِيَّتَكُمْ وَلَيْلَتَكُمْ وَتَاْتُوْنَ الْمَاءَ اِنْشَاءَ اللّٰهُ غَدًا قَالَهٗ قَبْلَ لَيْلَةِ التَّعْرِيْسِ بِيَوْمٍ[2]

مسلم میں ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم چلوگے دوپہر ڈھلے شام تک اور رات بھر اور کل پانی پر جاؤ گے جو خدا نے چاہا۔ یہ حضرتؐ نے ایک دن پہلے اس رات سے فرمایا تھا جب پچھلی رات کو سوگئے تھے۔

ف یہ حدیث حضرتؐ نے جنگ خیبر یا تبوک میں فرمائی، دن گرمی کے تھے پانی کم ملتا تھا اور اس رات کو چلتے چلتے آخر شب سو گئے تھے نماز فجر فوت ہوگئی پھر قضا جماعت سے پڑھی۔

## ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے حق میں حضورؐ کی دعا

(۳۸۳) م اَبُوْقَتَادَةَ حَفِظَكَ اللّٰهُ بِمَا حَفِظْتَ بِهٖ نَبِيَّهٗ قَالَهٗ لَهٗ سَحَرَ لَيْلَةِ التَّعْرِيْسِ حِيْنَ دَعَمَهٗ ثَالِثَةً۔[3]

مسلم میں قتادہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا تیری محافظت کرے اس کے بدلے کہ تو نے خدا کے پیغمبر کی محافظت کی یہ حضرتؐ نے ابو قتادہ سے فرمایا لیلۃ التعریس کی صبح کو جبکہ ابو قتادہؓ نے تیسری بار حضرتؐ کو ٹیک دیکر سنبھالا۔

ف حضرتؐ نے خیبر کو فتح کر کے رات کو کوچ کیا۔ صبح کے قریب حضرتؐ پر نیند کا غلبہ ہوا۔ حضرتؐ سوار تھے نیند کے سبب سے جھک جھک جاتے تھے اور ابو قتادہ انصاری حضرتؐ کو تھام لیتے تھے تیسری بار حضرتؐ چونکے معلوم ہوا کہ ابو قتادہ تھامتے آتے ہیں، تب حضرتؐ نے ان کے حق میں یہ دعا کی۔

## حضورؐ کے معجزے

(۳۸۴) م[3] اَبُوْقَتَادَةَ اِحْفَظْ عَلَيْكَ

مسلم میں ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا

---

[1] امام مسلمؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "جب کوئی مصیبت نازل ہو تو تمام نمازوں میں دعائے قنوت پڑھنا چاہیے" میں ذکر کیا ہے۔

[2] امام مسلمؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "قضا نماز جلد ادا کرنی چاہیے" میں ذکر کیا ہے۔

[3] امام مسلمؒ نے ان دونوں عنوانوں کی حدیثوں کو عنوان بالا میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

مِيضَاتَكَ فَسَيَكُونُ لَهَا نَبَأٌ قَالَهُ سَحَرَ لَيْلَةِ التَّعْرِيسِ۔

فرمایا کہ تھامے رہ اپنے وضو کے برتن کو اس کا کچھ حال ظاہر ہونا ہے یہ حضرتؐ نے اس رات کی صبح کے وقت فرمایا جس رات کے پچھلے وقت مقام ہوا تھا۔

**ف** صبح کو حضرتؐ نے یہ فرمایا اور دن کو پیاس غالب ہوئی اور پانی نہ تھا اسی برتن سے پانی ابلنے لگا اور ابوقتادہؓ پلانے لگے یہانتک کہ تمام لشکر آسودہ ہوگیا۔ اس حدیث سے دو معجزے ثابت ہوئے ایک تو پانی کا جوش کرنا دوسرے آئندہ کی خبر دینا۔

حضورؐ کے دو معجزے، اول پانی کا جوش مارنا، دوسرے پیشگوئی کے مطابق واقع ہونا۔

(۳۸۵) م اَبُوقَتَادَةَ لَاهُلْكَ عَلَيْكُمْ اُطْلِقُوْا لِيْ غُمَرِيْ قَالَهُ ظُهَيْرَةَ لَيْلَةِ التَّعْرِيسِ۔

مسلم میں ابوقتادہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم پر ہلاکی نہ ہوگی کھول لاؤ میرے پاس میرا چھوٹا پیالہ یہ حضرتؐ نے جس رات آخر شب لشکر اترا تھا اس دن دوپہر ڈھلتے فرمایا۔

حضورؐ کا معجزہ ایک پیالہ پانی سے تیس ہزار کا لشکر سیراب ہونا۔

**ف** جنگ تبوک سے جب حضرتؐ پھرے تو موسم گرمی کا تھا پانی کہیں نہ تھا جب دوپہر گذری اصحابؓ نے عرض کیا کہ ہم ہلاک ہوتے ہیں پیاس کے مارے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی تم ہلاک نہ ہوگے پھر پیالہ منگوایا جو کجاوے میں بند تھا اور وضو کے برتن سے تھوڑا پانی اس میں ڈالا پھر اس کو اپنے منہ سے لگایا خواہ پیا یا کچھ اس میں پھونکا، پانی میں اتنی برکت ہوئی کہ سارے لشکر نے پیا تیس ہزار کا لشکر تھا یا ستر ہزار کا، یہ حضرتؐ کا معجزہ ہوا۔

(۳۸۶) م اَبُوقَتَادَةَ اَمَا اِنَّهُ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ اِنَّمَا التَّفْرِيطُ عَلٰى مَنْ لَمْ يُصَلِّ الصَّلٰوةَ حَتّٰى يَجِيْئَ وَقْتُ الصَّلٰوةِ الْاُخْرٰى فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَلْيُصَلِّهَا حِيْنَ يَنْتَبِهُ لَهَا فَاِذَا كَانَ الْغَدُ فَلْيُصَلِّهَا عِنْدَ وَقْتِهَا قَالَهُ غَدَاةَ لَيْلَةِ التَّعْرِيسِ بَعْدَ مَا صَلَّى الْفَجْرَ۔

مسلم میں ابوقتادہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خبردار کہ ماجرا تو یوں ہے کہ نیند میں کچھ تقصیر نہیں، تقصیر تو اس شخص پر ہے جو نماز نہ پڑھے یہانتک کہ دوسری نماز کا وقت آجاوے سو جو شخص کہ ایسا کرے یعنی سونے سے اسکی نماز قضا ہوجاوے تو قضا کی نماز پڑھے جس وقت کہ اس سے آگاہ ہو پھر جب کل ہو تو کل کی نماز وقت پر پڑھے یعنی یوں نہ کرے کہ جس وقت آج کی قضا پڑھے کل کی ادا نماز بھی اسی وقت پڑھے، اس خیال سے کہ آج سے شاید وقت بدل گیا یہ حضرتؐ نے لیلۃ التعریس کی صبح کو کہا نماز فجر کی قضا کرنے کے بعد۔

**ف** حضرتؐ جہاد سے پھرے اور رات بھر چلے تھوڑی رات رہے سوئے اور چند اصحاب کو چوکیدار مقرر کیا کہ نماز کے وقت جگا دیویں ایسا اتفاق ہوا کہ سب سو گئے نماز فجر کی قضا ہوگئی، دن چڑھے اول حضرت جاگے۔ وہاں سے آگے بڑھ کے قضا کی نماز پڑھی۔ اصحابؓ نے کہا کہ اس ہماری تقصیر کا کیا کفارہ ہے؟ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔

(۳۸۷) م اَبُوقَتَادَةَ مَتٰى كَانَ هٰذَا مَسِيْرُكَ مِنِّيْ قَالَهُ لِاَبِيْ قَتَادَةَ سَحَرَ

مسلم میں ابوقتادہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کب سے یہ تیری چال میرے ساتھ تھی یہ حضرتؐ نے ابوقتادہ کو لیلۃ التعریس

لَیْلَۃَ التَّعْرِیْسِ حِیْنَ دَعَمَہٗ ثَالِثَۃً۔ کی فجر کو فرمایا جبکہ اس نے تیسری بار حضرتؐ کو تھام لیا۔

**ف** حضرتؐ رات بھر منزل کی نیند کے غلبے سے جھکنے لگے۔ ابو قتادہؓ نے تین بار حضرتؐ کو تھام لیا۔ تیسری بار حضرتؐ جاگ پڑے تب یہ حدیث فرمائی جب کہ ابو قتادہؓ سے یہ حال معلوم ہوا تو حضرتؐ نے ابو قتادہؓ کے حق میں یوں دعا کی کہ خدا تیری محافظت کرے جیسے تو نے اپنے پیغمبر کی محافظت کی۔

(۳۸۸) **م** اَبُوْھُرَیْرَۃَ لِیَاْخُذْ کُلُّ رَجُلٍ بِرَاْسِ رَاحِلَتِہٖ فَاِنَّ ھٰذَا مَنْزِلٌ حَضَرَنَا فِیْہِ الشَّیْطَانُ **قَالَہٗ** غَدَاۃَ لَیْلَۃِ التَّعْرِیْسِ۔ مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا چاہیے کہ پکڑے رہے ہر ایک مرد اپنے اونٹ کے سر کو سو مقرر یہ منزل ہے کہ اس میں ہمارے پاس شیطان آیا۔ یہ حضرتؐ نے لیلۃ التعرس کی فجر کو فرمایا۔

**ف** جنگ خیبر سے پلٹتے ہوئے آخر شب حضرتؐ اور تمام لوگ سو گئے فجر کی نماز قضا ہو گئی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی یہ مکان ہے شیطان کا ایسا نہ ہو کہ شیطان کسی کے اونٹ کو بہکا دیوے تو ہشیاری کرنا چاہیے۔

(۳۸۹) **م** اَلْمُغِیْرَۃُ بْنُ شُعْبَۃَ سَاقِی الْقَوْمِ اٰخِرُھُمْ شُرْبًا۔ [1] مسلم میں مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قوم کا پانی پلانے والا ان کا پچھلا ہے پانی پینے میں۔

**ف** یعنی ساقی کو لازم ہے کہ اول اور پیاسے مسلمانوں کو پلا دوے پھر سب کے بعد آپ پیئے اسی طرح ہر حاکم اور رئیس اور داروغہ کو لازم ہے کہ جس میں اختیار رکھتا ہو اول اور مسلمانوں کو مقدم رکھے سرداری اسی کا نام ہے۔

(۳۹۰) **ق** عِمْرَانُ بْنُ حُصَیْنٍ اِذْھَبِیْ فَاَطْعِمِیْ ھٰذَا عِیَالَکِ وَاعْلَمِیْ اَنَّا لَمْ نَرْزَأْ مِنْ مَّائِکِ زَادَ الْبُخَارِیُّ شَیْئًا وَّلٰکِنَّ اللّٰہَ اَسْقَانَا **قَالَہٗ** ضُحَاءً لَیْلَۃِ التَّعْرِیْسِ لِذَاتِ الْمَزَادَتَیْنِ۔ بخاری اور مسلم میں عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جا اور اس طعام کو اپنے گھر والوں کو کھلا اور دریافت رکھیو کہ ہم نے تیرا پانی کچھ بھی نہیں کم کیا و لیکن خدا نے ہم کو پانی پلایا۔ یہ حضرتؐ نے لیلۃ التعرس کے پہر دن چڑھے دو پکھال والی عورت سے فرمایا۔

**ف** حضرتؐ کسی سفر میں تھے گرمی کی شدت ہوئی اور پیاس لوگوں پر غالب ہوئی پانی کہیں نہ تھا اصحابؓ نے یہ حال حضرتؐ سے کہا حضرتؐ نے دو شخصوں کو پانی تلاش کرنے کے واسطے بھیجا انھوں نے دیکھا کہ ایک عورت شتر سوار پانی کی دو پکھالیں لادے چلی آتی ہے اس کو حضرتؐ کے پاس لے آئے حضرتؐ نے پکھال سے پانی لیکر لوگوں کو پلانا شروع کیا یہانتک کہ لوگ آسودہ ہو گئے اور وے پکھالیں اسی طرح پانی سے لبریز تھیں پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ اس عورت کو کچھ دو، کسی نے کھجور کسی نے آٹا کسی نے ستو اس کو دیئے، تب حضرتؐ نے اس عورت سے یہ حدیث فرمائی۔

# نماز کے اوقات کا بیان

## ظہر کی نماز گرمی میں ٹھنڈے وقت پڑھنا چاہیے

(۳۹۱) **ق** اَبُوْذَرٍّ اِنَّ شِدَّۃَ الْحَرِّ مِنْ بخاری اور مسلم میں ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ

[1] یہ روایت صحیح مسلم میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضرت مغیرہ بن شعبہ نہیں۔ (چشتی)

فَیۡحِ جَهَنَّمَ فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوْا عَنِ الصَّلٰوةِ۔ گرمی کی سختی دوزخ کے جوش اور ابال سے ہے سو جب خوب گرمی ہوا کرے تو ٹھنڈے وقت نماز پڑھا کرو۔

ف یعنی اس عالم کی گرمی دوزخ کی گرمی کا نمونہ ہے اور جوش غضب کا وقت۔ ہے کہ ٹھنڈے وقت نماز پڑھنا چاہئے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز اول وقت مستحب نہیں ٹھنڈے وقت پڑھے۔ یہی مذہب ہے امام اعظمؒ کا۔

## عصر کی نماز چھوڑ دینے کا گناہ

(۳۹۲) ق بُرَیْدَةُ بْنُ الْحُصَیْبِ مَنْ تَرَكَ صَلٰوةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ۔ بخاری اور مسلم میں بریدہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس نے عصر کی نماز چھوڑی اس کا کیا اکارت ہوا۔

ف قرآن اور حدیث میں نماز عصر کی نہایت تاکید ہے اس واسطے کہ یہ وقت غفلت کا ہے لوگ اس وقت بازار میں مشغول ہوتے ہیں سیر کو نکلتے ہیں نماز اکثر قضا ہو جاتی ہے، مسلمان کو لازم ہے کہ نماز عصر کا زیادہ تر خیال رکھے ایسا نہ ہو کہ عمل اکارت ہو اس واسطے کہ ہر روز فرشتے عصر کے وقت نامۂ اعمال آسمان پر لیجاتے ہیں۔

## اگر غروب آفتاب سے پہلے عصر کی ایک رکعت کا وقت بھی ملجائے تو نماز پوری کرنا ضروری ہے

(۳۹۳) خ ابْنُ عُمَرَ اِنَّمَا بَقَاؤُكُمْ فِيْمَا سَلَفَ قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ۔ بخاری میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تمہاری زندگی کی تو مدت جو تم سے آگے امتیں ہو چکی ہیں اتنی ہے جتنی مدت عصر کی نماز سے ہے شام تک۔

ف یعنی اگلی امتوں کی عمر بہت ہوتی تھی اور تمہاری کم یعنی اس تھوڑی زندگی میں جس قدر عبادت ہو سکے سو کر لو، دنیا کی ہوس میں زیادہ نہ پھنسو۔

## عشا اور فجر میں سستی کرنا نفاق کی علامت ہے

(۳۹۴) مُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَثْقَلُ صَلٰوةٍ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ صَلٰوةُ الْعِشَاءِ وَصَلٰوةُ الْفَجْرِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا۔ [1] مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ منافقوں پر بہت بھاری نماز عشا کی اور فجر کی نماز ہے اور اگر یہ لوگ جانیں جو کہ ان میں ثواب ہے تو مقرر ان کے واسطے آویں گھسٹتے ہوئے۔

ف عشا کے وقت نیند کا غلبہ یا قصہ کہانی یا ناچ رنگ کا دیکھنا بیشتر ہوتا ہے اور فجر کو نیند کی لذت چھوڑنا کچے ظاہری مسلمانوں پر نہایت سخت معلوم ہوتا ہے اس واسطے ان دونوں وقتوں کی نماز ان سے نہیں ہو سکتی۔ معلوم ہوا کہ جو عشا اور صبح کی نمازیں کاہلی کرے اور دل چراوے اس میں نفاق کی علامت موجود ہے۔ لازم ہے کہ اپنے دل کو سمجھاوے اور توبہ کرے۔

## فجر کی نماز کی فضیلت

(۳۹۵) ق اَبُوْ مُوْسٰى مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ بخاری اور مسلم میں ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو دونوں ٹھنڈے وقت یعنی فجر اور عصر کی نماز پڑھیگا وہ بہشت میں جائیگا۔

---

[1] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "عشاء اور عتمہ کا ذکر" میں بیان کیا ہے۔ (چشتی)

**ف** فجر کو نیند غالب ہوتی ہے، عصر کو خرید فروخت اور دنیا کے بہت کام آگے آتے ہیں تو اس واسطے ان نمازوں کا زیادہ تر ثواب ہے۔ اس حدیث سے یہ نہیں نکلتا کہ ان کے سوائے اور نماز کی حاجت نہیں اس واسطے کہ جب آدمی نے ایسے سخت وقت کی نماز پڑھی تو آسان وقتوں کی خواہ مخواہ پڑھے گا۔

## جس کو نماز کی رکعت ملی اسے نماز مل گئی

(۳۹۶) **ق** اَبُوْهُرَيْرَةَ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلٰوةَ۔ بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس نے نماز کی ایک رکعت پائی تو اس نے البتہ سب نماز پائی۔

**ف** اس حدیث کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ جس نے ایک رکعت جماعت میں پائی تو اس نے جماعت کی نماز کا ثواب پایا اور دوسرے یہ کہ جس نے ایک رکعت کی بقدر نماز کا وقت پایا تو اس کی باقی نماز ادا ہے قضا نہیں جیسے کہ صبح کی نماز میں ایک رکعت کے بعد آفتاب طلوع ہوا یا عصر کے وقت ایک رکعت کے بعد آفتاب غروب ہوا تو نماز ہوگئی اور یہی مذہب ہے امام شافعیؒ کا لیکن امام اعظمؒ کے مذہب میں اس صورت میں عصر کی نماز تو ہوگئی لیکن فجر کی نماز آفتاب نکلنے سے باطل ہوئی۔

## عصر کی نماز کے بعد سے غروب آفتاب تک کوئی اور نماز پڑھنے کی اجازت نہیں

(۳۹۷) **ق** اِبْنُ عُمَرَ لَا يَتَحَرّٰى اَحَدُكُمْ فَيُصَلِّيَ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوْبِهَا۔ بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ قصد کیا کرے تم میں کا کوئی تو نماز پڑھے سورج نکلتے اور نہ سورج ڈوبتے۔

**ف** یعنی صبح اور عصر کی نماز افضل وقت پڑھنا چاہیئے یہ نہیں کہ قصد کیا کرے کہ اب پڑھتا ہوں اب پڑھتا ہوں، پھر دیر کر کے مکروہ وقت یا عین طلوع اور غروب میں نماز پڑھے۔

## قضا نماز کیلئے بھی اذان دینا چاہیئے

(۳۹۸) **خ** اَبُوْقَتَادَةَ الْحَارِثُ ابْنُ رِبْعِيٍّ اِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ اَرْوَاحَكُمْ حِيْنَ شَآءَ وَرَدَّهَا عَلَيْكُمْ حِيْنَ شَآءَ يَا بِلَالُ قُمْ فَاَذِّنِ النَّاسَ بِالصَّلٰوةِ۔ بخاری میں ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر خدا نے بند کر رکھا ہے تمہاری جانوں کو جب چاہا اور چھوڑ دیا جب چاہا۔ اے بلالؓ اٹھ اور لوگوں کو خبر کر دے نماز کی یعنی اذان کہہ۔

**ف** ایک بار حضرتؐ نے رات کو سفر کیا جب تھوڑی رات رہی تو اصحابؓ نے عرض کی کہ اگر حضرتؐ ٹھہریں تو لوگ تھوڑا سو لیویں حضرتؐ نے فرمایا کہ کہیں نماز قضا نہ ہو جاوے تب بلالؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ میں جاگتا رہوں گا نماز کے وقت جگا دوں گا پھر لوگ سو گئے بلالؓ پہلے جاگا کئے جب نیند کا بہت غلبہ ہوا تو کجاوے کو ٹیک دیکر بیٹھ گئے پھر سو گئے۔ سب کی فجر کی نماز قضا ہو گئی۔ جب دھوپ نکلی تو حضرتؐ پہلے سب سے جاگے پھر فرمایا کہ اے بلالؓ کدھر گیا جو تو نے کہا تھا۔ بلالؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ ایسی نیند مجھ کو کبھی نہیں آئی میں ناچار ہوں، پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ یہاں سے اٹھو یہ شیطان کا مقام ہے کہ سب غافل ہو گئے پھر آگے بڑھ کے قضا کی نماز جماعت سے پڑھی اس رات کو لیلۃ التعریس کہتے ہیں۔

## کھانے میں غیر کو شریک کرنا

(۳۹۹) ق عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ مَنْ کَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اثْنَیْنِ فَلْیَذْهَبْ بِثَالِثٍ وَّمَنْ کَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اَرْبَعَةٍ فَلْیَذْهَبْ بِخَامِسٍ بِسَادِسٍ اَوْ کَمَا قَالَ۔ ؂۱

بخاری اور مسلم میں عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس کے پاس دو آدمی کا کھانا ہو وہ تیسرے آدمی کو کھلانے کے واسطے لیجاوے اور جس کے پاس چار آدمی کا کھانا ہو وہ پانچ چھ کو لیجاوے۔ راوی کو شک ہے کہ پانچ چھ فرمایا کہ اس کے بدلے کچھ اور۔

ف جب حضرتؐ کافروں کے خوف سے مکہ چھوڑ کر مدینے میں آئے تو حضرتؐ کے ساتھ اور اصحابؓ بھی آئے مال اسباب وطن میں چھوٹ رہا اصحاب صُفّہ کو زیادہ تر کھانے کی تکلیف ہونے لگی تب حضرتؐ نے مدینے میں رہنے والوں سے یہ فرمایا کہ جس کے پاس دو کا کھانا ہو وہ تیسرے آدمی کو ہمارے پاس سے لیجاوے اور کھانا کھلاوے۔

## وتر سب سے آخر میں پڑھنا

(۴۰۰) ق اِبْنُ عُمَرَ اِجْعَلُوْا اٰخِرَ صَلٰوتِکُمْ بِاللَّیْلِ وِتْرًا۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اپنی رات کی نماز میں پچھلی نماز وتر کو کرو۔

ف یعنی تہجد کے بعد وتر چاہیئے اور جو شخص کہ کبھی رات کو اٹھتا ہو اور کبھی سوجاتا ہو اس کو لازم ہے کہ وتر کو عشا کے وقت پڑھ لیا کرے لیکن حضرتؐ کے فعل سے ثابت ہے کہ وتر کے بعد دو رکعت بیٹھکر پڑھتے تھے۔

# اذان کا بیان

## مؤذن کی فضیلت

(۴۰۱) خ اَبُوْ سَعِیْدٍ لَا یَسْمَعُ مَدٰی صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ وَّلَا شَیْءٌ اِلَّا شَهِدَ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ۔ ؂۲

بخاری میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جہانتک مؤذن کی آواز پہنچتی ہے وہاں تک جو جن اور آدمی اور کوئی چیز سے گا وہ اذان دینے والے کے واسطے قیامت میں گواہی دیگا

ف یعنی اس کے ایمان کی اور اس بات کی کہ وہ لوگوں کو نماز کے واسطے بلایا کرتا تھا گواہی دیں گے سب سننے والے جن اور آدمی اور فرشتے اور جانور اور درخت اور زمین اور پہاڑ۔ اسی واسطے مستحب ہے کہ خوب زور سے اذان کہے۔

## صبح صادق کے بعد اذان کہنا

(۴۰۲) ق عَائِشَةُ اِنَّ بِلَالًا یُؤَذِّنُ بِلَیْلٍ فَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یُؤَذِّنَ ابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ۔ ؂۳

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ بلالؓ رات کو اذان دیتا ہے سو تم کھایا پیا کرو جب تک عبداللہ ابن ام مکتومؓ اذان نہ دیوے۔

---

؂۱ امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "عشا کی نماز کے بعد گھر والوں اور مہمانوں سے باتیں کرنا" میں ذکر کیا ہے۔

؂۲ امام مسلمؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "اونچی آواز سے اذان کہنا چاہیئے" میں ذکر کیا ہے۔

؂۳ یہ حدیث صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے حضرت عائشہؓ سے نہیں۔ (حبشی)

ف بلال کچھ رات رہے اذان دیتے تھے تاکہ لوگ تہجد کی نماز کو اٹھ کر پڑھیں اور جو جاگ گئے ہوں وہ
سو رہیں اور عبداللہ صبح کو اذان کہتے تھے وے اندھے تھے جبتک لوگ نہ کہتے کہ فجر ہوئی وے اذان نہ کہتے تھے یو
حضرتؐ نے فرمایا کہ روزہ دار سحری کھایا کریں بلالؓ کی اذان کا خیال نہ کریں۔

## نماز باجماعت کی فضیلت

نماز باجماعت کا ثواب تنہا نماز پڑھنے سے پچیس ۲۵ یا ستائیس درجہ زیادہ ہے۔

(۴۰۳) خ ابْنُ عُمَرَ وَ اَبُوْ سَعِيْدٍ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِخَمْسَةٍ وَّ عِشْرِيْنَ دَرَجَةً هٰذِهٖ رِوَايَةُ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَّ فِيْ رِوَايَةِ ابْنِ عُمَرَ بِسَبْعٍ وَّ عِشْرِيْنَ۔

بخاری میں عبداللہ بن عمرؓ سے اور ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جماعت کی نماز تنہا آدمی کی نماز سے پچیس درجے افضل ہے یہ ابوسعیدؓ کی روایت ہے اور عبداللہ بن عمرؓ کی روایت میں ستائیس درجے کا ذکر ہے۔

(۴۰۴) ق اَبُوْ هُرَيْرَةَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِيْ جَمَاعَةٍ تَزِيْدُ عَلٰى صَلٰوتِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ وَ صَلَاتِهٖ فِيْ سُوْقِهٖ بِضْعًا وَّ عِشْرِيْنَ دَرَجَةً وَّ ذٰلِكَ اَنَّ اَحَدَهُمْ اِذَا تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اَتَى الْمَسْجِدَ لَا يَنْهَزُهٗ اِلَّا الصَّلٰوةُ لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَّ حَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً حَتّٰى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ فَاِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِي الصَّلٰوةِ مَا كَانَتِ الصَّلٰوةُ تَحْبِسُهٗ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يُصَلُّوْنَ عَلٰٓى اَحَدِكُمْ مَّا دَامَ فِيْ مَجْلِسِهِ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ يَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ مَا لَمْ يُؤْذِ فِيْهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيْهِ

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مرد کی نماز جماعت میں اس کے گھر اور بازار کی نماز سے بیس۲۰ اور چند درجے زیادہ ہے یعنی پچیس یا ستائیس اور اس کا سبب یہ ہے کہ جب آدمی نے وضو کیا بخوبی پھر مسجد میں آیا اس حالت سے کہ سوائے نماز کے اس کی جنبش کا کوئی سبب نہ ہو تو ایسا شخص کوئی قدم نہ چلے گا مگر کہ خدا اس ڈگ (قدم) کے سبب سے اس کا ایک درجہ بلند کریگا اور اس کی جہت سے اس کا گناہ دور کرے گا یہانتک کہ مسجد میں آوے پھر جب مسجد میں آیا تو نماز میں داخل ہوا جب تک کہ اس کو نماز روکے رہے یعنی جو مدت نماز کے انتظار میں گذرے گی وہ نماز میں شمار ہوگی نماز پڑھنے کے برابر انتظار کا ثواب ملے گا اور فرشتے اس کو دعا کرتے ہیں جبتک کہ اس مکان میں بیٹھا رہے گا جس میں نماز پڑھ چکا فرشتے کہتے ہیں الٰہی اس پر رحم کر الٰہی اس کی مغفرت کر الٰہی اس کی توبہ قبول کر اس پر رحمت متوجہ ہو، یہ وعدہ اس شرط پر ہے جبتک کہ مسجد میں کسی کو تکلیف نہ دیوے جبتک مسجد میں دنیا کی بات نہ کرے یا وضو نہ ٹوٹے۔

ف ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جماعت کی نماز تنہا کی نماز سے پچیس۲۵ درجے افضل اور ثواب میں زیادہ ہے اور اگر نیت زیادہ خالص ہوئی تو ستائیس درجے تک بھی نوبت پہنچتی ہے۔ پھر حضرتؐ نے اس کا سبب ارشاد کیا کہ کامل وضو کرنا اور مسجد میں صرف نماز ہی کے واسطے جانا مسجد تک ہر قدم پر ثواب پانا اور مسجد کا توقف اور انتظار نماز میں داخل ہونا اور فرشتوں کا دعا دینا اور مسجد میں طاہر اور باادب رہنا فضول کلام اور تکلیف انام سے بچنا اس فضیلت اور ترقی کا سبب ہے تنہا نماز پڑھنے میں یہ امور حاصل نہیں۔

## دو اور دو سے زیادہ آدمی جماعت کا حکم رکھتے ہیں

(۴۰۵) ق مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ اِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَاَذِّنَا ثُمَّ اَقِيْمَا وَلْيَؤُمَّكُمَا اَكْبَرُكُمَا قَالَ لَهٗ وَلِصَاحِبٍ لَّهٗ۔ [1]

بخاری اور مسلم میں مالک بن حویرث سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جب نماز کا وقت آوے تو اذان دیا کرو اور اقامت کہو اور چاہیے کہ تم دونوں میں بڑا امام ہووے۔ یہ حضرت نے مالک اور ان کے ساتھی سے فرمایا۔

ف مالک بن حویرث سے روایت ہے کہ ہم دو آدمی حضرت کے پاس حاضر ہوئے جب ہم نے گھر جانے کا ارادہ کیا تب حضرت نے یہ حدیث فرمائی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں بھی اذان کہنا چاہیے اور جماعت دو آدمی میں بھی ہوتی ہے اور جب علم میں برابر ہوں تو بڑی عمر والا امام بنے۔

## صبح شام مسجد میں جانے کی فضیلت

(۴۰۶) ق اَبُوْ هُرَيْرَةَ مَنْ غَدَا اِلَى الْمَسْجِدِ وَرَاحَ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهٗ فِي الْجَنَّةِ نُزُلًا كُلَّمَا غَدَا اَوْ رَاحَ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جو صبح شام نماز کو مسجد میں آیا کرے گا تو خدا اس کے واسطے مہمانی طیار کرے گا بہشت میں ہر صبح و شام۔

## اقامت کے وقت صف میں کوئی اور نماز نہ پڑھنا چاہیے

(۴۰۷) ق مَالِكُ بْنُ بُحَيْنَةَ اَلصُّبْحَ اَرْبَعًا اَلصُّبْحَ اَرْبَعًا۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ کیا صبح کی تو چار رکعتیں پڑھتا ہے کیا صبح کی تو چار رکعتیں پڑھتا ہے۔

ف صحیح مسلم میں عبداللہ بن مالک سے روایت ہے کہ نماز فجر کی اقامت ہوئی تو حضرت نے ایک مرد کو دیکھا کہ نماز پڑھتا ہے اور موذن اقامت کہتا ہے تب حضرت نے یہ حدیث فرمائی یعنی جب فجر کی جماعت ہوئی ہو تو سنت صف میں پڑھنا نہ چاہیے۔ اس حدیث کا راوی عبداللہ بن مالک ہے اور مالک کی طرف نسبت اس حدیث کی غلطی ہے۔

## اگر اقامت صلوٰۃ کے وقت کھانا سامنے آجائے تو کھالینا چاہیے

(۴۰۸) ق اِبْنُ عُمَرَ اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ عَلَى الطَّعَامِ فَلَا يَعْجَلْ حَتّٰى يَقْضِيَ حَاجَتَهٗ مِنْهُ وَاِنْ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جب کوئی کھانے کو بیٹھے تو جلدی نہ کرے جب تک کھانے سے فراغت نہ کر لیوے اگرچہ نماز کی تکبیر بھی ہو گئی ہو۔

ف جلدی کرنا اس واسطے منع فرمایا کہ کھانے کی طرف دل لگا رہے گا حضور دل سے نماز نہ ہوگی اور جانے کہ غلبہ بھوک کا نہیں ہے اور کھانا کھاتے تک جماعت ہو چکے گی تو نماز میں شریک ہو۔ روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس اور ابوہریرہ کباب کھاتے تھے اتنے میں جماعت کی تکبیر ہوئی عبداللہ بن عباس نے ابوہریرہ کو کہا کہ جلدی نہ کرو اس کو کھالو تاکہ نماز میں دل نہ لگا رہے۔

(۴۰۹) ق عَائِشَةُ اِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت نے

---

[1] روایت مذکورہ کے الفاظ مسلم کی روایت کے مطابق نہیں۔ (حیثی)

وَاُقِيمَتِ الصَّلٰوۃُ فَابْدَؤُا بِالْعَشَاءِ۔

فرمایا کہ جب رات کا کھانا تیار ہو اور عشا کی نماز کی اقامت ہو تو تم کھانے کی ابتدا کرو۔

ف یعنی اول کھانے سے فراغت کرو پھر نماز پڑھو تاکہ تسکین سے نماز ہو کھانے کی طرف نہ دل لگا رہے۔

ف حسن صغانی اس کتاب کے مصنف نے کہا کہ مجھ کو مدت سے آرزو تھی کہ میں حضرتؐ کو خواب میں دیکھوں اور کسی حدیث کی صحت حضرتؐ سے تحقیق کروں تاکہ مجھ کو اعلیٰ رتبے کی سند حاصل ہو اور اس آرزو میں بہت برس گذرے آخرش ہفتے کی شب ذیقعدہ کی اٹھارہویں تاریخ سنہ چھ سو گیارہ ہجری میں فجر کے قریب میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں نے چھت پر مغرب کی نماز شروع کی اور حضرتؐ بیٹھے رات کا کھانا کھاتے ہیں اور حضرتؐ کے ساتھ اور چند لوگ ہیں سو حضرتؐ نے مجھ کو کھانے کے واسطے بلایا میں نے چاہا کہ نماز پڑھ کے جواب دوں تو مجھ کو ابو سعید ابن معلی کی وہ بات یاد آئی کہ حضرتؐ نے ان کو پکارا تھا اور وہ نماز پڑھتے تھے سو انھوں نے بے نماز پڑھے جواب نہ دیا حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نے کیا نہیں فرمایا کہ جواب دو خدا کو اور اس کے رسول کو جب تم کو بلاوے۔ اس خیال سے میں حضرتؐ کے پاس گیا تو میں نے کہا کہ یا رسول اللہؐ کیا یہ حدیث صحیح ہے کہ جب رات کا کھانا تیار ہو تو اول کھانا شروع کرو حضرتؐ نے فرمایا کہ ہاں یعنی یہ حدیث صحیح ہے۔

## اگر امام اچھی طرح نماز نہ پڑھے تو گناہ اسی کے سر ہے

(۴۱۰) خ اَبُوْهُرَيْرَةَ يُصَلُّوْنَ لَكُمْ فَاِنْ اَصَابُوْا فَلَكُمْ وَاِنْ اَخْطَئُوْا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تمہارے امام تمہارے واسطے نماز پڑھتے ہیں سو اگر انھوں نے ٹھیک نماز پڑھی تو تم کو پورا ثواب ملا اور اگر انھوں نے کچھ خطا کی تو تم کو اقتدا کا ثواب ہے اور ان پر بے اتفاقی کا عذاب ہے۔

ف یعنی جماعت کا ترک کرنا کسی طرح درست نہیں، اس واسطے کہ اگر امام نے نماز کے سب شرائط اور ارکان ادا کیے تو تمہاری نماز پوری ہو گئی اور اگر انھوں نے نماز کی کسی شرط اور رکن کو ترک کیا تو تم کو ثواب ہے اس واسطے کہ تم کو اس کی خبر نہیں مگر ان پر عذاب ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر امام ناپاک یا بے وضو نماز پڑھاوے اور مقتدیوں کو اس کی خبر نہ ہو تو ان کی نماز ہو گئی لیکن امام پر اس کا وبال پڑے گا۔

## جب کوئی تنہا نماز پڑھے تو جتنی چاہے لمبی نماز پڑھے

(۴۱۱) خ اَبُوْهُرَيْرَةَ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَاِنَّ فِيْهِمُ الضَّعِيْفَ وَالسَّقِيْمَ وَالْكَبِيْرَ وَاِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِنَفْسِهٖ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کوئی آدمیوں کو نماز پڑھاوے یعنی امام بنے تو چاہیے کہ ہلکی نماز پڑھے اس واسطے کہ آدمیوں میں ضعیف اور بیمار اور بڈھے بھی ہوتے ہیں اور جب اکیلا اپنے واسطے نماز پڑھے تو طول کرے جتنا چاہے۔

## مکبرین کو امام کی تکبیر لوگوں کو سنانا جائز ہے

(۴۱۲) خ اَبُوْسَعِيْدٍ اِئْتَمُّوْا بِيْ وَلْيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ۔

بخاری میں ابوسعید سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم میری اقتدا کرو اور چاہیے کہ تمہاری اقتدا کریں جو تمہارے بعد ہیں۔

ف بعضے اصحاب صف سے پیچھے کھڑے تھے حضرتؐ نے فرمایا کہ آگے بڑھو پھر یہ حدیث فرمائی یعنی اول صف کے لوگ نماز میں میری پیروی کریں اور دوسری صف والے پہلی صف والوں کی اقتدا کریں اسی طرح سے آخر تک۔ حضرتؐ کا معمول تھا کہ ہوشیار اور دانا اصحاب کو صفِ اول میں کھڑا کرتے تھے تاکہ حضرتؐ سے آداب نماز کے سیکھیں اور غیروں کو سکھلاویں۔

## سورۂ اخلاص سے محبت کی فضیلت

(۴۱۳) خ اَنَسٌ حُبُّكَ اِيَّاهَا اَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ يَعْنِيْ سُوْرَةَ الْاِخْلَاصِ۔ ؎۱

بخاری میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ سورۂ اخلاص کی محبت تجھ کو بہشت میں داخل کرے گی۔

ف ایک شخص نے حضرتؐ سے کہا کہ یا حضرتؐ میں سورۂ اخلاص یعنی قل ہو اللہ سے بہت محبت رکھتا ہوں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔

## صف میں ملنے سے پہلے رکوع نہ کرنا چاہئے

(۴۱۴) خ اَبُوْ بَكْرَةَ زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصًا وَلَا تَعُدْ قَالَهٗ لَهٗ۔

بخاری میں ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا تیری حرص کو زیادہ کرے اور یہ کام پھر نہ کرنا یہ حضرتؐ نے ابوبکرہؓ کو فرمایا۔

ف حضرتؐ رکوع میں تھے ابوبکرہؓ اس خیال سے کہ رکوع کا ثواب نہ جاتا رہے جلدی سے صف کے پیچھے نیت کرکے رکوع میں شریک ہوگئے۔ جب حضرتؐ کو یہ حال معلوم ہوا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ یعنی عبادت کی حرص عمدہ بات ہے خدا زیادہ کرے لیکن پھر ایسی جلدی نہ کرنا کہ صف میں ملنا افضل ہے اور صف کے پیچھے کھڑے ہونا مکروہ ہے اور یہی مذہب ہے امام اعظمؒ اور امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کا کہ صف کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے لیکن نماز نہیں باطل ہوتی اور اگر نماز باطل ہوتی پھر پڑھنے کو فرماتے۔

## کیا عورتیں نماز کے واسطے مسجد میں جا سکتی ہیں

(۴۱۵) خ اِبْنُ عُمَرَ اِذَا اسْتَاْذَنَكُمْ نِسَاۤؤُكُمْ بِاللَّيْلِ اِلَى الْمَسْجِدِ فَاْذَنُوْا لَهُنَّ۔ ؎۲

بخاری میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تمہاری عورتیں رات کو مسجد میں نماز کے واسطے جانے کی اجازت مانگیں تو ان کو اجازت دو۔

ف اس مضمون کا بیان مفصل ہو چکا کہ اب عورتوں کے نکلنے کا فتویٰ نہیں زمانہ بگڑ گیا۔

## عورت کو مسجد میں جانے کے لئے شوہر سے اجازت لینا چاہئے

(۴۱۶) خ اِبْنُ عُمَرَ اِذَا اسْتَاْذَنَتِ امْرَاَةُ اَحَدِكُمْ اِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعْهَا۔ ؎۳

بخاری میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا جب کسی سے اس کی جورو مسجد میں جانے کی نماز کے واسطے اجازت مانگے تو اس کو منع نہ کرے۔

---

؎۱ امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "ایک رکعت میں دو سورتیں ایک ساتھ پڑھنا" میں ذکر کیا ہے۔
؎۲ امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "عورتوں کا رات کی نماز کے واسطے اندھیرے میں مسجد میں آنا اور نماز پڑھ کر جلد واپس ہو جانا" میں ذکر کیا ہے۔
؎۳ بخاری کی روایت میں لفظ مسجد مذکور نہیں۔ (چشتی)

## مسافر کی نماز کا بیان

(۴۱۷) م عُمَرُ صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوا صَدَقَتَهٗ يَعْنِي الْقَصْرَ فِي السَّفَرِ مَعَ الْاَمْنِ۔

مسلم میں عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا نماز کا قصر صدقہ ہے کہ خدا نے تم پر تصدق کیا ہے سو اس کے صدقے کو قبول کرو یعنی امن کی حالت میں بھی نماز کا قصر سفر میں چاہیے۔

ف سفر میں چار رکعت نماز کو دو رکعت پڑھنے کا حکم ہے یہ خدا کی طرف سے تخفیف اور رخصت ہے تو مناسب نہیں کہ خدا کی رخصت کو نہ مانے اور پوری پڑھے اور یہی مذہب ہے امام اعظمؒ کا کہ سفر میں پوری نماز پڑھنا درست نہیں۔

## بارش کے دن اپنی قیام گاہ پر نماز پڑھنا جائز ہے

(۴۱۸) م جَابِرٌ لِيُصَلِّ مَنْ شَاءَ مِنْكُمْ فِي رَحْلِهٖ قَالَهٗ فِي يَوْمٍ مَطِيرٍ فِي سَفَرٍ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا چاہیے کہ نماز پڑھ لیوے جو شخص کہ تم میں سے چاہے اپنے بستر پر یہ حضرتؐ نے مینہ برسنے کے دن سفر میں فرمایا۔

ف معلوم ہوا کہ مینہ کے عذر سے جماعت میں حاضر نہ ہونا درست ہے۔

## اقامت ہوتے وقت اور نماز پڑھنا درست نہیں

(۴۱۹) م اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةُ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب فرض نماز کی تکبیر ہو تو کوئی نماز درست نہیں سوائے فرض کے۔

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب مسجد میں جماعت کی نماز ہوتی ہو تو سنت اور نفل پڑھنا مکروہ ہے لیکن حنفی مذہب میں صرف فجر کی سنت جماعت سے علیحدہ مسجد کے دروازے کے قریب پڑھ کے جماعت میں ملے اور اگر جانے کہ سنت پڑھنے سے جماعت کی ایک رکعت بھی نہ ملے گی تو سنت نہ پڑھے جماعت میں ملے اور اگر کوئی آگے سے پڑھتا ہو ایک رکعت پڑھ چکا تو دوسری رکعت ملا کر سلام پھیر کے جماعت میں شریک ہووے اور اگر اول رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو اس نماز کو توڑ کر جماعت میں ملے دو رکعت کی نیت کی ہو یا چار کی۔

(۴۲۰) م عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَرْجِسَ يَا فُلَانُ بِاَيِّ الصَّلٰوتَيْنِ اعْتَدَدْتَ اَبِصَلَاتِكَ وَحْدَكَ اَمْ بِصَلَاتِكَ مَعَنَا قَالَهٗ لِرَجُلٍ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فِي جَانِبِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَهٗ۔

مسلم میں عبداللہ بن سرجسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اے فلانے دونوں نمازوں سے کس نماز کا تو نے حساب کیا یعنی کس نماز کو معتبر جانا کیا اس نماز کو جو تو نے اکیلے پڑھی یا اس نماز کو جو ہمارے ساتھ پڑھی۔ یہ حضرتؐ نے اس مرد سے فرمایا جو مسجد میں آیا اور حضرتؐ فرض نماز فجر کی پڑھتے تھے سو اس نے شاید دو سنت رکعتیں مسجد کے ایک کنارے میں پڑھیں پھر حضرتؐ کے ساتھ نماز میں داخل ہوا۔

ف یعنی جماعت کے ہوتے سنت پڑھنا نہ چاہیے اور یہی مذہب ہے اکثر اماموں کا۔ اور امام اعظمؒ کے نزدیک اگر جانے کہ سنت پڑھنے کے بعد جماعت میں شریک ہو جاوے گا تو مسجد کے باہر صف سے دور سنت پڑھے اور اگر جانے کہ ایک رکعت بھی نہ ملے گی تو جماعت میں شریک ہو جاوے سنت نہ پڑھے۔

## مسجد میں داخلہ کی دعا

(۴۲۱) م ابو حُمَیْدٍ اَوْ اَبُو اُسَیْدٍ اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیَقُلِ اللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاِذَا خَرَجَ فَلْیَقُلِ اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ۔

مسلم میں ابوحمیدؓ یا ابواسیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کوئی مسجد میں جاوے تو چاہئے کہ یوں کہے کہ اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھولدے اور جب مسجد سے نکلے تو یوں کہے کہ اے اللہ میں تیرا فضل اور رزق چاہتا ہوں۔

**ف** مسجد میں جاتے اور نکلتے وقت یہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔

## چاشت کی نماز کا بیان

نماز چاشت کو صلوٰۃ الاوابین بھی کہتے ہیں۔

(۴۲۲) م زَیْدُ بْنُ اَرْقَمَ صَلٰوۃُ الْاَوَّابِیْنَ اِذَا رَمِضَتِ الْفِصَالُ۔

مسلم میں زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ صلوٰۃ الاوابین اس وقت ہے جبکہ اونٹ کے بچوں کے تلوے جلنے لگیں۔

**ف** یعنی چاشت کے وقت ریت گرم ہوتی ہے بچوں کے تلوے جلنے لگتے ہیں وے ہر طرف سے بھاگ کے اونٹوں کے گرد ہو جاتے ہیں۔ مشائخ لوگ مغرب کے بعد چھ رکعت نماز کو صلوٰۃ الاوابین کہتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ الضحیٰ اور نماز چاشت کا نام صلوٰۃ الاوابین ہے۔ اوابین اُن عابدوں کو کہتے ہیں جن کا دل عبادت الٰہی کی طرف جھکا رہتا ہے۔

نماز چاشت کی فضیلت

(۴۲۳) م اَبُوْ ذَرٍّ یُصْبِحُ عَلٰی کُلِّ سُلَامٰی مِنْ اَحَدِکُمْ صَدَقَۃٌ فَکُلُّ تَسْبِیْحَۃٍ صَدَقَۃٌ وَکُلُّ تَحْمِیْدَۃٍ صَدَقَۃٌ وَکُلُّ تَھْلِیْلَۃٍ صَدَقَۃٌ وَکُلُّ تَکْبِیْرَۃٍ صَدَقَۃٌ وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَۃٌ وَنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ صَدَقَۃٌ وَیُجْزِیُٔ مِنْ ذٰلِكَ رَکْعَتَانِ یَرْکَعُھُمَا مِنَ الضُّحٰی۔

مسلم میں ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک آدمی کی ہڈی ہڈی پر ہر صبح کو صدقہ اور خیرات واجب ہے سو ہر بار سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے اور ہر بار الحمد للہ کہنا صدقہ اور ہر بار لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے اور لوگوں کو نیک بات بتلانا صدقہ ہے اور خلاف شرع کام سے روکنا صدقہ ہے اور ان سب کے عوض دو رکعتیں پہر بھر دن چڑھے کی کفایت کرتی ہیں۔

**ف** یعنی صحیح سالم رکھنا ہر روز خدا کی تازہ نعمت ہے تو آدمی پر اس کی شکر گذاری بھی ضرور ہے۔ پھر فرمایا کہ خیرات کرنا صرف مال ہی خرچ کرنے میں منحصر نہیں بلکہ ذکر الٰہی کا بھی ثواب خیرات کے برابر ہے اور چاشت کی دو رکعتیں تو اس شکر گزاری میں کفایت کرتی ہیں۔

## فجر کی سنتوں کی فضیلت

(۴۲۴) م عَائِشَۃُ رَکْعَتَا الْفَجْرِ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا۔ دو رکعتیں فجر کی بہتر ہیں تمام دنیا سے اور جو چیز کہ دنیا میں ہے نماز فجر سے کمتر ہے۔

**ف** یہ سنت فجر کی فضیلت ہے حضرتؐ کا دستور تھا کہ تمام سنت اور نفل سے فجر کی سنت کو مقدم جانتے تھے اور کمال رعایت رکھتے تھے۔

## فرضوں سے پہلے اور بعد کی سنتوں کی فضیلت

(۴۲۵) م اُمِّ حَبِیْبَةَ مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ یُصَلِّیْ لِلّٰہِ کُلَّ یَوْمٍ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ رَکْعَةً تَطَوُّعًا غَیْرَ فَرِیْضَةٍ اِلَّا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ اَوْ اِلَّا بُنِیَ لَہٗ بَیْتٌ فِی الْجَنَّةِ۔

مسلم میں حضرت ام حبیبہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی ایسا مسلمان بندہ نہیں جو ہر روز فرض کے سوائے بارہ رکعتیں سنت کی خدا کے واسطے پڑھے مگر کہ خدا اس کے واسطے بہشت میں گھر بناویگا راوی کو شک ہے کہ اس طرح فرمایا کہ یوں فرمایا کہ مگر اس کے واسطے بہشت میں گھر بنایا جاویگا۔ مطلب ایک ہے کچھ لفظ کا فرق ہے۔

ف اس حدیث میں بارہ رکعت سنت موکدہ کی فضیلت کا بیان ہے یعنی دو رکعت سنت فجر کی چھ ظہر کی دو مغرب کی دو عشا کی۔

سنن پنجگانہ کا ثواب۔

(۴۲۶) خ اُمِّ حَبِیْبَةَ مَنْ صَلّٰی فِیْ یَوْمٍ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ سَجْدَةً تَطَوُّعًا بُنِیَ لَہٗ بَیْتٌ فِی الْجَنَّةِ۔

بخاری میں حضرت ام حبیبہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا جو سنت نماز پڑھے ہر دن بارہ رکعت اس کے لئے بہشت میں گھر بنایا جائے گا۔

ف مراد ان رکعتوں سے رات دن کی معمول سنتیں ہیں دو فجر کی، چھ ظہر کی، دو مغرب کی، دو عشا کی۔

## تہجد کی نماز کا بیان

(۴۲۷) م عُمَرَ مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِہٖ مِنَ اللَّیْلِ اَوْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْہُ فَقَرَأَہٗ مَا بَیْنَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الظُّہْرِ کُتِبَ لَہٗ کَاَنَّمَا قَرَأَہٗ مِنَ اللَّیْلِ۔

مسلم میں عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو اپنے رات کے وظیفے سے سوگیا یعنی سب وظیفہ نیند کے سبب سے قضا ہوا یا تھوڑا، پھر اس نے صبح سے ظہر تک کسی وقت پڑھ لیا تو اس کا ثواب ویسا لکھا جائے گا جیسا رات کا۔

ف یعنی اس وقت میں کرنے سے اس کا ثواب نہ گھٹے گا پورا ملے گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قضا پڑھنے کو یہی وقت بہتر ہے۔

(۴۲۸) م اَبُوْ ہُرَیْرَةَ اِذَا مَضٰی شَطْرُ اللَّیْلِ اَوْ ثُلُثَاہُ یَنْزِلُ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا فَیَقُوْلُ ہَلْ مِنْ سَائِلٍ فَیُعْطٰی ہَلْ مِنْ دَاعٍ فَیُسْتَجَابَ لَہٗ ہَلْ مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ فَیُغْفَرَ لَہٗ حَتّٰی یَنْفَجِرَ الصُّبْحُ وَیُرْوٰی مَنْ یُّقْرِضُ غَیْرَ عَدُوْمٍ وَّلَا ظَلُوْمٍ وَیُرْوٰی عَدِیْمٍ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب آدھی رات جاتی ہے یا تہائی رات باقی رہے خدا تعالیٰ بڑی برکت والا اترتا ہے پہلے آسمان تک پھر فرماتا ہے کہ کوئی ہے مانگنے والا جو دیا جاوے کوئی ہے دعا کرنے والا تو اس کی دعا قبول ہووے کوئی ہے گناہ بخشانے والا جس کے گناہ بخشے جاویں اسی طرح فرماتا ہے صبح تک اور ایک روایت میں یوں ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ کون قرض دے اس کو جو مفلس قلاچ اور ظالم نادہند نہیں یعنی خدا کو۔ اور ایک روایت میں بجائے عدوم کے عدیم ہے لیکن مطلب ایک ہی ہے۔

ف خدا تعالیٰ جسم سے پاک ہے اترنا چڑھنا اس کی شان نہیں تو مطلب یہ ہے کہ آدھی رات سے صبح

تک رحمتِ الٰہی اپنے بندوں پر نہایت متوجہ ہوتی ہے یہانتک کہ خود سوال اور دعا کا تقاضا فرماتا ہے تاکہ قبول کرے معلوم ہوا کہ وہ وقت نہایت برکت اور رحمت اور قبولیت کا ہے اسی واسطے اس وقت کی نماز یعنی تہجد بعد فرض کے سب نفلوں سے بہتر ہے افسوس صد افسوس کہ یہ دولت ہر رات کو ہو اور اہلِ غفلت اس وقت نیند میں یا ناچ رنگ میں اس دولت سے محروم رہیں۔ اللہ اپنے کرم سے اس وقت کی نماز کا شوق ہمارے دلوں میں ڈالے اور اس کی قدر ہم کو سمجھا دے اور یہ جو فرمایا کہ کون قرض دیتے اس کو جو مفلس اور نادہند نہیں یعنی قرض اس خیال سے مفلس کو نہیں دیتے کہ یہ کہاں سے ادا کرے گا اور بدمعاملہ کو نہیں دیتے کہ یہ کھا جاویگا دغاباز ہے ادا نہ کرے گا۔ سو خدا فرماتا ہے کہ میں مفلس نہیں جو نہ دے سکوں اور نادہند نہیں جو دیتے ہوئے ڈرتے ہو۔ یعنی میری صفت غنی اور کریم ہے ایک کے عوض دس سے سات سو تک دیتا ہوں پھر میری راہ میں دیتے ہوئے تم کو کیا تامل ہے۔

(۴۲۹) م جَابِرٌ اِنَّ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْئَلُ اللّٰهَ خَيْرًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ وَيُرْوٰى خَيْرًا مِنْ اَمْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ رات میں ایک ساعت وہ ہے کہ مسلمان بندہ خدا سے بہتری مانگے اور اس ساعت کے موافق پڑ جاوے تو خدا اس کو ضرور دیوے اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ جو دین دنیا کی بہتری مانگے تو خدا اس کو ضرور دیوے اور یہ ساعت ہر رات ہے۔

ف یعنی وہ ساعت جس میں دعا ضرور قبول ہوتی ہے وہ ہر رات میں ہوتی ہے بعضوں نے کہا ہے کہ وہ ساعت پچھلی رات کو صبح کے قریب ہوتی ہے بعضوں نے کہا جب تہائی رات رہتی ہے تب ہوتی ہے حضرتؐ نے اس واسطے صاف نہ فرمایا تاکہ لوگ اس کے شوق میں رات بھر عبادت کریں۔

(۴۳۰) م جَابِرٌ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ طُوْلُ الْقُنُوْتِ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ افضل نماز وہ ہے جس کا قیام دراز ہو۔

ف یعنی قیام سے نماز اس واسطے افضل ہوئی کہ جتنا قیام زیادہ اتنی قرآن کی قرأت زیادہ۔ علماء نے کہا ہے کہ دن کو رکوع اور سجود کی کثرت بہتر ہے اور تہجد کی نماز میں طول قیام افضل ہے۔

(۴۳۱) ق اِبْنُ عُمَرَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَاَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں پھر جب تو فجر ہونے سے ڈرے تو ایک رکعت کی وتر کر۔

ف امام شافعیؒ اور ابو یوسفؒ اور محمدؒ کے نزدیک تہجد کی نماز دو دو رکعت افضل ہے اور یہی حدیث ان کی دلیل ہے۔

(۴۳۲) ق اِبْنُ عُمَرَ اَلْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِّنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ وتر کی نماز ایک رکعت ہے پچھلی رات سے۔

وتر کی ایک رکعت و تین رکعت بھی ہوئی ہیں۔

ف امام شافعیؒ کے نزدیک وتر کی ایک ہی رکعت ہے اور یہی حدیث ان کی دلیل ہے اور امام اعظمؒ کے نزدیک وتر کی تین رکعتیں ہیں چنانچہ ترمذی میں حدیث ہے علی مرتضیٰؓ سے کہ حضرتؐ وتر کی تین رکعتیں پڑھتے تھے۔ ترمذی نے کہا کہ اسی طرح کی روایت ہے عمران بن حصینؓ اور عائشہؓ اور عبداللہ بن عباسؓ اور ابو ایوبؓ سے۔ اور

جامع الاصول میں بخاری اور مسلم کی حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے تہجد کی تین رکعت وتر کی پڑھتے تھے اور عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ وتر کی تین رکعتیں ہیں جیسے مغرب کی تین رکعتیں ہیں وہ رات کی وتر ہے اور مغرب دن کی وتر۔ مستحب وقت وتر کا آخر شب ہے جس کو اپنے جاگنے پر اعتماد ہو۔

(۴۳۳) م ابْنُ عُمَرَ بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ۔ مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ فجر سے آگے وتر پڑھ لیا کرو۔

**ف** یعنی صبح صادق سے پہلے اور جب صبح نمود ہوئی تو وتر کا وقت نہ رہا لیکن قضا پڑھنا درست ہے۔

## شب میں حضور کی نماز اور دعا کا ذکر

(۴۳۴) م عَلِيٌّ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اَنْتَ اَنْتَ رَبِّي وَاَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اَنْتَ وَاهْدِنِي لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِاَحْسَنِهَا إِلَّا اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا اَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ اَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوبُ إِلَيْكَ كَانَ يَقُولُهُ بَعْدَ قَوْلِهِ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ وَإِذَا رَكَعَ قَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُخِّي وَعَظْمِي وَعَصَبِي فَإِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ قَالَ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ فَإِذَا سَجَدَ قَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ثُمَّ

مسلم میں علی مرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی تو بادشاہ ہے کوئی بندگی کے لائق نہیں سوائے تیرے تو میرا رب ہے میں تیرا بندہ ہوں میں نے زیادتی کی اپنی جان پر اور اپنے گناہ کا اقرار کیا سو میرے سب گناہوں کو بخشدے نہیں بخشتا گناہوں کو سوائے تیرے اور ہدایت کر مجھ کو بہتر خوئیں نہیں ہدایت کرتا بہتر خووں کو سوائے تیرے اور ہٹادے مجھ سے بُری خووں کو نہیں ہٹاتا بری خووں کو سوائے تیرے بار بار تیری خدمت میں حاضر ہوں اور نیکی بالکل تیرے ہاتھوں میں ہے اور بدی تیری طرف نہیں میں تجھ سے قائم ہوں اور تیری ہی طرف پھر آنے والا ہوں تو بڑی برکت والا ہے اور سب سے اونچا تجھ سے مغفرت مانگتا ہوں اور تیرے حضور میں توبہ کرتا ہوں اس دعا کو حضرتؐ بعد وجہت وجہی کے پڑھتے تھے یعنی اللھم سے اتوب الیك تک اور جب حضرت رکوع کرتے تھے تو اس دعاء کو پڑھتے تھے اللھم سے عصبی تک یعنی الٰہی تیرے ہی واسطے میں نے رکوع کیا یعنی جھکا اور تیرا میں ایمان لایا اور تیرا ہی میں تابع ہوگیا جھک پڑے تیرے لئے میرے کان اور آنکھ اور میرا گودا اور میری ہڈی اور میرا پٹھا پھر جب حضرتؐ رکوع سے سر اٹھاتے تھے تو اس دعا کو ربنا سے من شئ بعد تک پڑھتے تھے یعنی اے ہمارے رب تیری ہی واسطے حمد اور شکر ہے آسمانوں کے برابر اور زمین اور جو آسمان زمین کے اندر ہے اس کے برابر اور اس کے بعد جو چیز تیری خواہش میں ہو اس کے برابر پھر جب حضرتؐ سجدہ کرتے تھے تو اس دعا کو اللھم سے احسن الخالقین

يَكُوْنُ مِنْ اٰخِرِ مَا يَقُوْلُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيْمِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ

تک پڑھتے تھے یعنی الٰہی میں نے تیرا سجدہ کیا اور تیرا میں ایمان لایا اور تیرا میں تابعدار ہوگیا سجدہ کیا میرے چہرے نے اس کو جس نے اس کو پیدا کیا اور اس کی صورت بنائی اور اس کے کان اور آنکھ چیری خدا بڑی برکت والا ہے سب بنانے والوں سے بہتر پھر نماز میں اخیر دعا یہ ہوتی تھی کہ حضرت التحیات اور سلام پھیرنے کے درمیان اللہم سے الا انت تک فرماتے تھے یعنی الٰہی بخشدے میرے لئے جو میں نے آگے کیا اور جو پیچھے ڈالا ہے اور جو میں نے چھپایا اور جو میں نے کھولا اور جو میں نے زیادتی کی اور اس کو بخش جس کو تو مجھ سے زیادہ تر دانا ہے تو آگے کرتا ہے جس کو چاہے اور پیچھے ڈالتا ہے جسکو چاہتا ہے تیرے سوائے کوئی بندگی کے لائق نہیں۔

﴿ ﴾ ﴿ ﴾ ﴿ ﴾ ﴿ ﴾

**ف** یہ جو فرمایا کہ بدی تیری طرف نہیں یعنی بدکام سے تیری نزدیکی حاصل نہیں ہوتی یا یہ مطلب کہ ہر چند نیکی اور بدی کا خالق خدا ہی ہے لیکن بندگی کا ادب یہ ہے کہ بدی کو اس کی طرف نسبت نہ کیا چاہئے جیسے دعا میں یا خالق القردۃ خالق الکلب والخنزیر نہیں لاتے اور حالانکہ ان سب کا خالق وہی ہے حنفی مذہب میں یہ دعا میں نفل نماز میں کرے نہ فرض میں۔

(۴۳۵) **ق** ابْنُ عَبَّاسٍ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَيُرْوٰى

تہجد کے وقت کی دعا

مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی اے ہمارے رب تجھی کو حمد ہے تو ہی آسمانوں اور زمین کا تھامنے والا ہے اور جو ان کے درمیان ہے اور تجھی کو شکر ہے تو ہی آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان والوں کی رونق ہے اور تیرے ہی واسطے شکر ہے تو ہی آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان والوں کا بادشاہ ہے اور تیرے ہی واسطے شکر ہے تو سچ ہے اور تیرا وعدہ سچ ہے اور تیرا ملنا سچ ہے اور تیرا قول حق ہے اور بہشت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور پیغمبر حق ہیں اور محمد حق ہے اور قیامت حق ہے یعنی یہ سب چیزیں سچ ہیں ان میں کچھ شک نہیں الٰہی میں تیرا تابعدار ہوا اور تیرا میں ایمان لایا اور تجھ پر بھروسہ کیا اور تیری طرف میں نے رجوع کی اور تیری مدد سے میں جھگڑتا ہوں اور تیری ہی طرف میں جھگڑا لے جاتا ہوں کہ تو فیصل کرے سو بخش دے مجھ کو جو کہ میں نے آگے کیا اور پیچھے ڈالا اور جس کو میں نے چھپایا اور جو ظاہر کیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ یہ فرماتے تھے اور اس گناہ کو بخش جس کو تو مجھ سے

بَعْدَ ذٰلِكَ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَوْ لَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ كَانَ يَقُوْلُهٗ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ۔

زیادہ تر واقف ہے تو ہی آگے کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور تو ہی پیچھے ڈالتا ہے جس کو چاہتا ہے کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے تیرے۔ راوی کو شک ہے کہ حضرتؐ نے لا الہ الا انت یا لا الہ غیرک فرمایا لیکن مطلب دونوں کا ایک ہے۔ یہ دعا حضرتؐ پڑھتے تھے جبکہ رات کو اٹھتے تھے تہجد کی نماز پڑھنے کو۔

(۴۳۶) م عَائِشَةُ اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَئِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِهْدِنِیْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ تَهْدِیْ مَنْ تَشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی اے جبرئیلؑ اور میکائیلؑ اور اسرافیلؑ کے رب، اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے، اے چھپے اور کھلے کے جاننے والے تو ہی اپنے بندوں میں جھگڑا فیصل کرے گا جس میں وے پھوٹ ڈال رہے ہیں اپنے حکم سے مجھ کو حق دین کی ہدایت کر جس میں اختلاف پڑا ہے مقرر تو ہی ہدایت کرتا ہے جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف۔

## نفل نماز گھر میں پڑھنا بہتر ہے

(۴۳۷) ق زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مَا زَالَ بِكُمْ صَنِيْعُكُمْ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَيُكْتَبُ عَلَيْكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلٰوةِ فِیْ بُيُوْتِكُمْ فَاِنَّ خَيْرَ صَلٰوةِ الْمَرْءِ فِیْ بَيْتِهٖ اِلَّا الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ۔

تراویح کے سنت ہونے کا بیان اور شیعوں کے شبہ کا رد

بخاری اور مسلم میں زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہمیشہ رہا تمہارے ساتھ تمہارا عمل یعنی تراویح کے واسطے جمع ہونا یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ تم پر قریب ہے کہ فرض ہو جاوے سو لازم پکڑو نماز کو اپنے گھروں میں اس واسطے کہ بہتر نماز مرد کی اپنے گھر ہی میں ہے مگر فرض نماز یعنی فرض نماز مسجد میں افضل ہے۔

ف حضرتؐ نے ایک سال رمضان میں مسجد کے اندر چٹائی کا حجرہ بنایا عبادت اور اعتکاف کے واسطے حضرتؐ نے اس کے اندر رات کو تراویح کی نماز پڑھی چند اصحاب بھی ساتھ ہوئے ایک رات بہت لوگ مسجد میں جمع ہوئے حضرتؐ نے اس رات نماز نہ پڑھی اصحاب سمجھے کہ حضرتؐ سو گئے بعضے اصحاب کھانسنے لگے تاکہ حضرتؐ جاگیں اور نماز پڑھاویں۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی میں ڈرتا ہوں کہ تراویح کی نماز تم پر فرض نہ ہو جاوے پھر اگر نہ ہو سکے گی تو گنہگار ہو گے اپنے گھروں میں جا کر پڑھو۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنی خلافت میں تراویح کی نماز مسجد میں جاری کی اس واسطے کہ نماز کی نوبی حضرتؐ کے فعل سے ثابت تھی صرف فرض ہونے کے خوف سے حضرتؐ نے موقوف کروا دی تھی۔ اور حضرتؐ کے بعد وحی موقوف ہوئی فرض ہونے کا ڈر نہ رہا۔ شیعہ جو کہتے ہیں کہ تراویح عمرؓ کی ایجاد ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غلط بات ہے بلکہ حضرتؐ کی سنت ہے۔

(۴۳۸) م جَابِرٌ اِذَا قَضٰی اَحَدُكُمُ الصَّلٰوةَ فَلْيَجْعَلْ لِبَيْتِهٖ نَصِيْبًا مِّنْ

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص نماز ادا کر چکے تو چاہیے کہ اپنے گھر کے واسطے بھی

الصَّلٰوۃِ فَاِنَّ اللّٰہَ جَاعِلٌ فِیْ بَیْتِہٖ مِنْ صَلَاتِہٖ خَیْرًا۔ نمازمیں سے کچھ حصہ رکھے اس واسطے کہ خدا اس کے گھر میں نماز کے سبب سے بہتری اور برکت کرنے والا ہے۔

**ف** یعنی جب مسجد میں فرض پڑھے تو سنت اور نفل گھر میں پڑھے اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے کہ سوائے فرض کے سب نمازیں گھر میں افضل ہیں تاکہ خیر اور برکت گھر میں ہو اور شیطان کا دخل نہ ہو۔

(۴۳۹) خ ن ابُوھُرَیْرَۃَ لَاتَجْعَلُوْا بُیُوْتَکُمْ مَقَابِرَ اِنَّ الشَّیْطَانَ یَنْفِرُ مِنَ الْبَیْتِ الَّذِیْ تُقْرَأُ فِیْہِ سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃِ۔ بخاری میں ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اپنے گھروں کو قبریں نہ بنایا کرو مقرر شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورۂ بقر پڑھی جاوے۔

ن م در نسخہ قدیمہ

**ف** یعنی گھروں میں مردوں کی طرح بے عمل نہ پڑ رہا کرو بلکہ گھر میں قرآن پڑھا کرو تاکہ شیطان بھاگے۔

(۴۴۰) م ابُوْمُوْسٰی مَثَلُ الْبَیْتِ الَّذِیْ یُذْکَرُ اللّٰہُ فِیْہِ وَالْبَیْتِ الَّذِیْ لَایُذْکَرُ اللّٰہُ فِیْہِ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ۔ مسلم میں ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس گھر کی مثل جس میں خدا کا ذکر ہوتا ہے اور اس گھر کی جس میں خدا کی یاد نہیں ہوتی جیسے زندے اور مردے کی مثل۔

**ف** یعنی جس گھر میں خدا کی یاد ہوتی ہے وہ بابرکت اور بارونق ہے اور جس میں خدا کی یاد نہیں وہ بے برکت ہے۔

## پابندی سے عمل کرنے کی فضیلت

(۴۴۱) م ابُوھُرَیْرَۃَ عَلَیْکُمْ مِنَ الْاَعْمَالِ بِمَا تُطِیْقُوْنَ فَاِنَّ اللّٰہَ لَایَمَلُّ حَتّٰی تَمَلُّوْا۔[1] مسلم میں ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اپنے اوپر ویسے عمل لازم پکڑو جو تم کر سکو اس واسطے کہ خدا کو ملال اور ماندگی نہیں ہوتی یہاں تک کہ تم تھک جاؤ۔

صح ق نوافل نشاط میں پڑھنے چاہئیں اکتائے ہوئے نہیں۔

**ف** حضرت عائشہؓ سے بخاری میں روایت ہے کہ ہمارے یہاں ایک عورت آئی اس نے ایک رسی لٹکائی تھی رات بھر نہ سوتی تھی جب نیند کا غلبہ ہوتا تو اس کو پکڑ لیتی حضرتؐ گھر میں آئے تو رسی کا حال پوچھا تو میں نے اس عورت کا حال بتلایا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی نفل عبادت جبھی تک بہتر ہے کہ خوشی سے ادا ہو اس میں جی لگے کہ خدا ثواب اور رحمت کو نہیں کاٹتا جب تک تم کو ملال اور ماندگی عبادت میں نہ ہو۔

## اگر نماز میں اونگھنے لگے یا قرآن پڑھنے میں دل نہ لگے تو سو جانا چاہئے

(۴۴۲) م ابُوھُرَیْرَۃَ اِذَا قَامَ اَحَدُکُمْ مِنَ اللَّیْلِ فَاسْتَعْجَمَ الْقُرْاٰنُ عَلٰی لِسَانِہٖ فَلَمْ یَدْرِ مَا یَقُوْلُ فَلْیَضْطَجِعْ مسلم میں ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کوئی رات سے اٹھے یعنی تہجد کی نماز کے واسطے پھر قرآن اس کی زبان سے صاف نہ پڑھا جاوے سو نیند سے کہ نہ جانے کہ کیا کہتا ہے تو چاہئے کہ لیٹ رہے۔

**ف** یعنی تہجد کی نماز سرور اور حضور سے چاہئے نیند کے غلبے میں یہ بات حاصل نہیں اس واسطے سونے کو فرمایا پھر جب غلبہ نیند کا دفع ہو تب نماز میں قرآن پڑھے۔

---

[1] مسلم کی روایت میں فواللہ لایمل اللہ کے الفاظ ہیں۔ بخاری میں یہی روایت حضرت انسؓ سے مروی ہے جو لفظاً روایت مذکورہ سے زیادہ مطابقت رکھتی ہے۔

(۴۴۳) ق عَائِشَۃُ اِذَا نَعَسَ اَحَدُکُمْ وَھُوَ یُصَلِّیْ فَلْیَرْقُدْ حَتّٰی یَذْھَبَ عَنْہُ النَّوْمُ فَاِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا صَلّٰی وَھُوَ نَاعِسٌ لَا یَدْرِیْ لَعَلَّہٗ یَذْھَبُ یَسْتَغْفِرُ فَیَسُبُّ نَفْسَہٗ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اونگھے نماز پڑھنے تو چاہئے کہ سو رہے یہانتک کہ نیند جاتی رہے اس واسطے کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے گا اونگھتا تو اس کو نہ معلوم ہوگا شاید وہ تو مغفرت مانگنے کا قصد کرے سو اپنی جان کو کوسنے لگے۔

## عذر کی حالت میں بیٹھکر اشارہ سے نماز پڑھنا جائز ہے

(۴۴۴) خ عِمْرَانُ بْنُ حُصَیْنٍ مَنْ صَلّٰی قَائِمًا فَھُوَ اَفْضَلُ وَمَنْ صَلّٰی قَاعِدًا فَلَہٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَائِمِ وَمَنْ صَلّٰی نَائِمًا فَلَہٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَاعِدِ۔

بخاری میں عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس نے کھڑے نماز پڑھی وہ بہتر ہے اور جس نے بیٹھے نماز پڑھی اس کو کھڑے کا آدھا ثواب ہے اور جس نے لیٹے نماز پڑھی اس کو بیٹھے کا آدھا ثواب ہے۔

ف یہ حدیث اس بیمار کے حق میں ہے کہ جو بیٹھے نماز فرض پڑھتا ہے لیکن اگر چاہے تو تکلیف اٹھا کر کھڑے بھی پڑھ لے۔ اور یا لیٹے فرض پڑھتا ہے لیکن تکلیف سے بیٹھ کر بھی پڑھ سکتا ہے تو ایسے بیمار کو آدھا ثواب ہے اور جس بیمار سے کسی طرح اُٹھا بیٹھا نہ جاوے اس کا ثواب پورا ہے بیٹھے پڑھے یا کھڑے اور بعضوں کے نزدیک اس حدیث سے نفل نماز مراد ہے۔

## اگر بیٹھکر بھی نماز نہ پڑھ سکے تو کروٹ کے بل لیٹ کر نماز پڑھنا چاہئے

(۴۴۵) خ عِمْرَانُ بْنُ حُصَیْنٍ صَلِّ قَائِمًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰی جَنْبٍ قَالَہٗ لَہٗ۔

بخاری میں عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نماز پڑھ کھڑے ہو کر اور اگر تجھ سے نہ ہو سکے تو بیٹھ کے پڑھ سو اگر بیٹھ کے بھی نہ ہو سکے تو لیٹ کے پڑھ۔ یہ حضرتؐ نے عمران کو فرمایا۔

ف عمران سے روایت ہے کہ مجھ کو بواسیر کی بیماری تھی میں نے حضرتؐ سے اس کا مسئلہ پوچھا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی بیمار کو ہر طرح نماز پڑھنا درست ہے خواہ کھڑے خواہ بیٹھے خواہ لیٹے۔

## پچھلی رات میں دعا کرنے اور نماز پڑھنے کی فضیلت

(۴۴۶) ق اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ یَنْزِلُ رَبُّنَا کُلَّ لَیْلَۃٍ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا حِیْنَ یَبْقٰی ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاٰخِرُ یَقُوْلُ مَنْ یَّدْعُوْنِیْ فَاَسْتَجِیْبَ لَہٗ مَنْ یَّسْئَلُنِیْ فَاُعْطِیَہٗ مَنْ یَّسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرَ لَہٗ۔

لہ الآخر صفت ثلث ست صفت لیل۔

پچھلی رات دعا کی قبولیت کا وقت ہے۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اترتا ہے ہمارا رب ہر رات کو پہلے آسمان تک جب تک کہ پچھلی تہائی رات باقی رہتی ہے تو فرماتا ہے کہ کون مجھ سے دعا مانگتا ہے تاکہ میں اس کی دعا قبول کروں، کون مجھ سے سوال کرتا ہے تاکہ میں اس کو دوں۔ کون مجھ سے گناہ بخشواتا ہے کہ میں اس کے گناہ بخشوں۔

ف خدا کے نزول سے مراد اس کی رحمت کا نزول ہے۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ یہ وقت نہایت مقبول ہے اس وقت کی دعا مستجاب ہے پر افسوس کہ ایسا عمدہ وقت خواب غفلت میں کٹتا ہے۔ سہ

ہر شبے از بہر تواے بوالفضول | می کند از اوج جباری نزول
تو زجائے خود چو مرد بے ادب | بر نگیری گام نے روز و نہ شب

## نبی کا قلب ہمیشہ بیدار رہتا ہے

(۴۴۷) خ عَائِشَۃُ اِنَّ عَیْنَیَّ تَنَامَانِ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ۔ [1]

بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔

ف حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک رات حضرتؐ نے وضو کیا اور نماز تہجد پڑھ کے سو گئے جب بلالؓ نے صبح کی اذان کہی تو حضرتؐ نے نماز پڑھی اور وضو نہ کیا تب میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ سو گئے تھے وضو کیوں نہ کیا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی میں سونے میں اپنے بدن کے حال سے غافل نہیں ہوتا، سب کا سونا وضو توڑتا ہے مگر حضرت اس میں خاص ہیں۔

## رات کو اٹھکر تہجد پڑھنے کی فضیلت

(۴۴۸) خ عُبَادَۃُ بْنُ الصَّامِتِ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّیْلِ فَقَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ثُمَّ قَالَ اللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَدَعَا اُسْتُجِیْبَ لَہٗ فَاِنْ تَوَضَّأَ وَصَلّٰی قُبِلَتْ صَلٰوتُہٗ۔

بخاری میں روایت ہے عبادہ بن صامتؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو رات کو سونے سے جاگا اور اس نے لا الہ الا اللہ سے اللھم اغفرلی تک پڑھا اور کوئی دعا کی تو قبول ہوگی اور اگر وضو کر کے نماز تہجد بھی پڑھی تو نماز بھی اس وقت کی نہایت قبول ہوگی۔ لا الہ الا اللہ سے آخر تک کے یہ معنی ہیں کہ سوائے اللہ کے کوئی لائق بندگی کے نہیں وہ اکیلا ہے جس کا کوئی شریک نہیں اسی کا سب ملک ہے اور اسی کو سب تعریفیں ہیں اور وہ سب چیز کر سکتا ہے سب خوبیاں اللہ کو، پاک ہے سب عیبوں سے اور سب سے بڑا بدون اس کی مدد نہ گناہ سے بچاؤ ہے نہ بندگی پر طاقت۔ اس کے بعد یوں کہے اے میرے اللہ مجھ کو بخشدے۔

بیداری شب کی دعا اور تہجد کی فضیلت۔

## نفل کی دو دو رکعتیں ہیں

(۴۴۹) خ جَابِرٌ اِذَا ھَمَّ اَحَدُکُمْ بِالْاَمْرِ فَلْیَرْکَعْ رَکْعَتَیْنِ مِنْ غَیْرِ الْفَرِیْضَۃِ ثُمَّ لْیَقُلِ اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَآ اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَآ اَعْلَمُ

بخاری میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو چاہئے کہ دو رکعتیں فرض کے سوائے پڑھے یعنی نفل نیت کرے پھر کہے [2] اللھم سے آخر تک یعنی الٰہی میں تجھ سے خیر چاہتا ہوں تیرے علم کے وسیلے سے اور تجھ سے قدرت مانگتا ہوں تیری قدرت کے وسیلے سے اور سوال کرتا ہوں تیرے بڑے فضل سے سو مقرر تو قادر

نماز استخارہ

---

[1] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوانِ حضور کا رمضان اور غیر رمضان میں ہمیشہ رات کو اٹھکر نماز تہجد پڑھنا میں ذکر کیا ہے۔

[2] صحیح بخاری میں حتی کے بجائے حین کا لفظ ہے۔ (چشتی)

وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْ قَالَ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ اَللّٰهُمَّ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْ قَالَ فِيْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِيْ بِهٖ۔

ہے مجھ کو قدرت نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو سب چھپی چیزوں کا داناہے الٰہی اگر تو جانتا ہو کہ یہ کام بہتر ہے میرے واسطے میرے دین اور دنیا میں اور انجام کار میں یا یوں فرمایا کہ میری دنیا اور عاقبت میں تو اس کو میرے واسطے مقدر کر اور اس کو میرے واسطے آسان کر دے برکت دے الٰہی اور اگر تو جانتا ہو کہ یہ کام میرے حق میں برا ہے میرے دین اور دنیا میں اور انجام کار میں یا یوں فرمایا کہ میری دنیا اور عاقبت میں تو اس کو ہٹا دے مجھ سے اور ہٹا دے مجھ کو اس سے اور مقرر کر دے میرے واسطے بہتر کام کو جہاں کہیں کہ ہو پھر مجھ کو اس سے راضی کر دے۔

**ف** جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے ہم کو استخارہ سکھلایا جیسے قرآن سکھلایا یعنی جب کسی کام کا قصد کرے تو سنت ہے کہ دو رکعت پڑھ کے یہ دعا کرے اور اس کام کا نام لیوے تین روز یا سات روز اسی طرح کرے انجام بخیر ہوگا یا خواب میں کچھ حال معلوم ہوگا یا دل میں کرنا نہ کرنا جم جاوے گا غرض کہ جس نے جس کام میں اس طرح استخارہ کیا اس کا نقصان نہیں ہوا سنت استخارہ اسی طرح ہے اور یہ جو شیعہ تسبیح سے استخارہ کرتے ہیں، یا بعضے لوگ اور طریقوں سے استخارہ کرتے ہیں سو بے اصل ہے۔ غیب دریافت کرنے کا شرع میں کوئی قاعدہ مقرر نہیں۔

## حضورؐ کا نماز میں تشریف لانا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا پیچھے ہٹنا

(۴۵۰) **ق** سَهْلُ ابْنُ سَعْدٍ يَا اَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ اَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ حِيْنَ اَشَرْتُ اِلَيْكَ۔ ؎

بخاری اور مسلم میں سہل بن سعد سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے ابی بکر کس چیز نے تجھ کو روکا لوگوں کے نماز پڑھانے سے جبکہ میں نے تجھ کو اشارہ کیا تھا۔

**ف** اس حدیث کا پورا قصہ حدیث عـ۱۳۲ میں گزر چکا ہے کہ حضرتؐ کہیں گئے تھے صدیق اکبرؓ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے جب حضرتؐ نماز میں تشریف لائے تو صدیقؓ سے اشارہ فرمایا کہ امامت کئے جاؤ، صدیقؓ ہٹ آئے، حضرتؐ نے نماز پڑھا کر یہ حدیث فرمائی۔

## عبادت کی خاطر اپنی جان کو مصیبت میں نہ ڈالنا

(۴۵۱) **ق** عَائِشَةُ لِيُصَلِّ اَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ فَاِذَا كَسِلَ اَوْ فَتَرَ قَعَدَ وَيُرْوٰى فَلْيَقْعُدْ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا چاہئے کہ نماز پڑھا کرے ہر ایک شخص جب تک خوش دل اور چست رہے پھر جب کاہل یا سست ہو تو بیٹھ رہے اور دوسری روایت یوں ہے کہ اس کو بیٹھ رہنا چاہئے۔

**ف** انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے مسجد میں رسی لٹکی دیکھی پوچھا یہ کیا ہے لوگوں نے کہا کہ حضرت زینبؓ کا دستور ہے کہ جب تہجد کی نماز میں سست ہو جاتی ہیں تو اس کو تھام لیتی ہیں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ یعنی سستی میں نفل پڑھنا بے لطف ہے۔

؎ امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان "نماز میں بوقت ضرورت ہاتھ اٹھا کر اشارہ کرنا" میں ذکر کیا ہے (چشتی)

## مغرب سے قبل نماز پڑھنا

(۴۵۲) ق عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُغَفَّلٍ صَلُّوْا قَبْلَ صَلٰوۃِ الْمَغْرِبِ صَلُّوْا قَبْلَ صَلٰوۃِ الْمَغْرِبِ قَالَ فِی الثَّالِثَۃِ لِمَنْ شَآءَ کَرَاھِیَۃَ اَنْ یَّتَّخِذَھَا النَّاسُ سُنَّۃً۔ [1]

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نماز پڑھو مغرب سے پہلے نماز پڑھو مغرب سے پہلے حضرتؐ نے تیسری بار میں فرمایا کہ جو چاہے سو نماز پڑھے یہ اس خوف سے فرمایا کہ لوگ اس کو سنت موکدہ نہ جانیں۔

ف لوگوں نے پوچھا کہ مغرب کے پہلے نماز درست ہے یا نہیں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی ہر چند مغرب سے پہلے نماز درست ہے لیکن تاکید اور التزام نہ چاہئے کہ ادائے فرض میں تاخیر ہوگی۔

## فضائل قرآن

(۴۵۳) ق عَائِشَۃُ یَرْحَمُہُ اللّٰہُ لَقَدْ اَذْکَرَنِیْ کَذَا وَکَذَا اٰیَۃً کُنْتُ اُنْسِیْتُھَا وَ یُرْوٰی اَسْقَطْتُھَا مِنْ سُوْرَۃِ کَذَا وَکَذَا قَالَہٗ حِیْنَ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ یَزِیْدَ الْخَطْمِیَّ الْاَنْصَارِیَّ یَقْرَأُ مِنَ اللَّیْلِ

بخاری اور مسلم سے حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا اس پر رحمت کرے البتہ اس نے تو مجھ کو فلانی فلانی آیت یاد دلائی جو مجھ سے بھلائی گئی تھی اور دوسری روایت یوں ہے کہ جس آیت کو میں نے فلانی اور فلانی سورت سے نسیان کے سبب ساقط کر ڈالا تھا۔ یہ حضرت نے اس وقت فرمایا جبکہ عبداللہ بن یزید انصاری کو سنا کہ وہ رات کو قرآن پڑھتا تھا۔

## قرآن کی نگہداشت کا حکم

(۴۵۴) ق اِبْنُ مَسْعُوْدٍ بِئْسَ مَا لِاَحَدِھِمْ اَنْ یَّقُوْلَ نَسِیْتُ اٰیَۃَ کَیْتَ وَ کَیْتَ بَلْ ھُوَ نُسِّیَ وَاسْتَذْکِرُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّہٗ اَشَدُّ تَفَصِّیًا مِّنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ مِنْ عُقُلِھَا۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بری بات ہے ہر ایک مسلمان کے حق میں کہ یوں کہے کہ میں ایسی ایسی آیت قرآن کی بھول گیا بلکہ یوں کہے کہ وہ شخص بھلایا گیا اور یاد کرتے رہا کرو قرآن کو اس واسطے قرآن مردوں کے سینوں سے جلد نکل جاتا ہے ان اونٹوں سے بھی زیادہ جو اپنے زانو بند رسیوں سے چھوٹ بھاگیں۔

قرآن کا ہمیشہ دور کرنا چاہئے کیونکہ اس کا بھول جانا سخت گناہ ہے۔

ف اونٹ جہاں رسی سے چھوٹا بھاگا اسی طرح جب حافظ قرآن نے چند روز غفلت کی اور دور اور تکرار چھوڑی قرآن بھول جاتا ہے اس واسطے کہ قرآن میں متشابہ بہت ہیں اندک غفلت میں قابو سے [illegible] لہذا حضرتؐ نے تاکید فرمائی کہ ہمیشہ اس کا دور اور تکرار چلی جاوے تاکہ ایسی عمدہ نعمت کہ بڑی محنت اور مشقت سے حاصل ہوتی ہے مفت نہ برباد ہو۔ قرآن کا بھلانا گناہ کبیرہ ہے اس کو آسان بات نہ جانے اور یہ جو فرمایا کہ یوں نہ کہے کہ میں قرآن کو بھول گیا اس واسطے کہ قرآن کا بھولنا گناہ ہے تو اس طرح نہ کہے کہ اس میں بے پروائی نکلتی ہے اور خلاف شرع بات پر جرأت ثابت ہوتی ہے۔

[1] صحیح بخاری میں صلوا قبل المغرب کے الفاظ مکرر نہیں ہیں ۱۲۔ (چشتی)

(۴۵۵) ق اَبُوْمُوْسٰی تَعَاھَدُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَھُوَ اَشَدُّ تَفَلُّتًا مِّنَ الْاِبِلِ فِیْ عُقُلِھَا۔

بخاری اور مسلم میں ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہمیشہ پڑھا کرو اس قرآن کو سو قسم ہے اس کی جس کے قابو میں محمدؐ کی جان ہے کہ البتہ قرآن زیادہ چھوٹ بھاگنے والا ہے اُن اونٹوں سے جو اپنی رسیوں میں بندھے نہیں۔

ف اونٹ جہاں اپنی رسی سے چھوٹا بھاگا اسی طرح جب حافظِ قرآن نے دَور چھوڑا بھولا اس واسطے حضرتؐ نے تاکید فرمائی کہ ہمیشہ دور چلا جاوے تاکہ قابو میں بنا رہے۔

(۴۵۶) ق اِبْنُ عُمَرَ مَثَلُ الْقُرْاٰنِ مَثَلُ الْاِبِلِ الْمُعَقَّلَۃِ اِنْ عَقَّلَھَا صَاحِبُھَا اَمْسَکَھَا وَاِنْ تَرَکَھَا ذَھَبَتْ۔ [1]

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قرآن کی مثل بندھے اونٹ کی سی مثل ہے کہ اگر اونٹ کے مالک نے باندھے رکھا تو اس کو اپنے قابو میں بند رکھا اور اگر اس کو رسی سے چھوڑا تو جاتا رہا۔

ف یعنی حافظِ قرآن کو لازم ہے کہ ہمیشہ دور کرتا رہے نہیں تو بھول جائے گا۔

## قرآن کی تلاوت اچھی آواز کے ساتھ کرنا چاہیے

(۴۵۷) ق اَبُوْھُرَیْرَۃَ مَا اَذِنَ اللّٰہُ لِشَیْءٍ کَاَذَنِہٖ لِنَبِیٍّ یَّتَغَنّٰی بِالْقُرْاٰنِ یَجْھَرُ بِہٖ

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نے کوئی چیز رضامندی سے نہیں سنی پیغمبر کی قراءت کے برابر [illegible] پیغمبر خوش آوازی سے قرآن پڑھے پکار کے یعنی پیغمبر کا قرآن [illegible] آواز سے خدا کو بہت پسند ہے۔

ف قرآن خوش آوازی سے پڑھنا درست ہے بلکہ مستحب ہے بشرطیکہ حروف کی کمی زیادتی نہ ہو او[illegible] راگ راگنی کی رعایت نہ کرے اور معانی میں خلل نہ پڑے۔

(۴۵۸) م اَبُوْمُوْسٰی لَوْرَاَیْتَنِیْ وَاَنَا اَسْتَمِعُ لِقِرَاءَتِکَ الْبَارِحَۃَ قَالَہٗ لَہٗ

مسلم میں ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تو مجھ کو دیکھتا جو وقت کہ میں رات کو بیٹھا قرآن پڑھنا سنتا تھا تو تجھ کو بھلا [illegible] ہوتا اور تو زیادہ خوش آوازی سے پڑھتا۔ یہ حضرتؐ نے ابوموسیٰؓ سے فرما[illegible]

ف ابوموسیٰ نہایت خوش آواز تھے رات کو قرآن پڑھتے تھے کہ حضرتؐ اُدھر سے گذرے تو کھڑے ہو کر سن[illegible] صبح کو یہ حدیث ابوموسیٰؓ سے فرمائی۔

## قرآن کی تلاوت کے وقت آسمان سے فرشتے نازل ہوتے ہیں

(۴۵۹) ق اَلْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ تِلْکَ الْمَلٰئِکَۃُ کَانَتْ تَسْتَمِعُ لَکَ وَلَوْ قَرَاْتَ لَاَصْبَحَتْ یَرَاھَا النَّاسُ مَا تَسْتَتِرُ مِنْھُمْ قَالَہٗ لِاُسَیْدِ بْنِ حُضَیْرٍ حِیْنَ قَرَاَ سُوْرَۃَ الْکَھْفِ

بخاری اور مسلم میں براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ وے فرشتے تھے تیرا قرآن پڑھنا سنتے تھے اور اگر تو [illegible] جاتا تو فجر کو لوگ فرشتوں کو دیکھتے فرشتے ان سے نہ چھپتے حضرتؐ نے اسید بن حضیر سے فرمایا جب کہ وے سورہ کہف [illegible]

---

[1] صحیحین میں انما مثل صاحب القرآن کے الفاظ ہیں۔ (چشتی)

بِاللَّيْلِ وَعِنْدَهٗ فَرَسٌ مَّرْبُوطٌ بِشَطَنَيْنِ فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُوْ وَتَدْنُوْ وَجَعَلَ فَرَسُهٗ يَنْفِرُ مِنْهَا۔ سلہ

پڑھتے تھے اور ان کے پاس گھوڑا دو رسیوں میں بندھا تھا تو اسید کو ایک بدلی نے چھپالیا اور اس میں چراغ روشن تھے تو دمبدم بدلی قریب ہوتی جاتی تھی اور ان کا گھوڑا اس سے بھڑکتا تھا۔

**ف** بخاری میں پورا قصہ یوں ہے کہ اسید بن حضیرؓ کا لڑکا ان کے پاس سوتا تھا گھوڑے کے بھڑکنے سے ڈرے کہ کہیں لڑکا نہ کچل جاوے قرآن پڑھنا موقوف کیا بدلی بھی غائب ہوگئی۔ صبح کو یہ حال حضرتؐ سے عرض کیا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی معلوم ہوا کہ قرآن کے سننے کو فرشتے حاضر ہوتے ہیں مگر کسی کو نظر نہیں آتے۔

## حافظ قرآن کی فضیلت

ماہر قرآن کی فضیلت اور اس شخص کا ثواب جو اٹک اٹک کر قرآن پڑھتا ہے

(۴۶۰) **ق** عَائِشَةُ الْمَاهِرُ بِالْقُرْاٰنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيْهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهٗ اَجْرَانِ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قرآن کا خوب واقف پاک لکھنے والے فرشتوں کے ساتھ ہے اور جو قرآن پڑھتا ہے اور اس کی زبان اس میں اٹکتی ہے اور قرآن پڑھنا نہایت مشکل ہے اس کو دو ثواب ہیں یعنی ایک ثواب پڑھنے کا اور دوسرا ثواب رنج کشی کا۔

**ف** یعنی جو قرآن کے معانی سے خوب واقف ہے اور اس کو بے تکلف پڑھتا ہے اس کا مرتبہ نہایت عمدہ ہے کہ وہ ثواب میں ان فرشتوں کے ساتھ ہے جو قرآن کو لوح محفوظ سے نقل کرتے ہیں اور جس کی زبان نہیں پلٹتی باوجود محنت کے اس سے حروف نہیں ادا ہوتے تو کیا رحمت ہے خدا کی کہ اس کے واسطے دو ثواب مقرر کئے مطلب یہ کہ قرآن سے کسی طرح غفلت نہ چاہئے اگر خوب واقف ہے تو سبحان اللہ کہ فرشتوں میں شمار ہوا اور اگر خوب زبان نہیں چلتی تو بھی دوہرا ثواب موجود ہے۔

(۴۶۱) **ق** اَبُوْ مُوْسٰى مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ الْاُتْرُجَّةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَّطَعْمُهَا طَيِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ التَّمْرَةِ لَا رِيْحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ الرَّيْحَانَةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِيْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ لَيْسَ لَهَا رِيْحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ۔

بخاری اور مسلم میں ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس ایماندار کی مثل جو قرآن پڑھا کرتا ہے ترنج یعنی میٹھے نیبو کی مثل ہے کہ اس کی بو بھی اچھی اور اس کا مزہ بھی اچھا اور اس ایماندار کی مثل جو قرآن نہیں پڑھا کرتا چھوارے کی سی مثل ہے کہ اس میں بو نہیں اور اس کا مزہ میٹھا ہے اور اس منافق کی مثل جو قرآن پڑھا کرتا ہے دونا مروے کی سی مثل ہے کہ اس کی بو اچھی اور اس کا مزہ کڑوا اور اس منافق کی مثل جو قرآن نہیں پڑھا کرتا اندراین کے پھل کی سی مثل ہے کہ اس میں بو نہیں اور مزا اس کا کڑوا۔

**ف** یعنی مومن قرآن خواں میں دو صفتیں ہیں ایک باطنی یعنی اعتقاد دلی اس کو میٹھا مزہ فرمایا اور دوسری ظاہری جس کا اثر لوگوں کو پہنچتا ہے اس کو خوشبو کے ساتھ مثال دی یعنی مومن قرآن خواں کا ظاہر اور باطن دونوں بہتر ہیں اور جو مومن کہ قرآن خواں نہیں اس کا باطن ایمان کے سبب سے اچھا مگر ایمان کا ظاہری اثر

سلہ صحیح بخاری میں یہ حدیث اسید بن حضیرؓ سے مروی ہے حضرت براء بن عازبؓ سے نہیں۔ (چشتی)

نہیں. اور منافق قرآن خواں میں ظاہری اثر ہے مگر باطنی نہیں کہ اس کا اعتقاد درست نہیں اور جو منافق کہ قرآن خواں نہیں نہ ظاہر اس کا اچھا نہ باطن۔

## قرآن سننے کی فضیلت

(۴۶۲) م ابو هريرة ايحب احدكم اذا رجع الى اهله ان يجد فيه ثلث خلفات عظام سمان قلنا نعم قال فثلث ايات يقرأ بهن احدكم في صلوته خير له من ثلث خلفات عظام سمان۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ جب اپنے گھر پلٹ جاوے تو تین گابھن اونٹنیاں بڑی قد والی موٹی گھر میں پاوے ہم نے کہا ہاں حضرتؐ نے فرمایا تو جو کوئی تین آیتیں اپنی نماز میں پڑھے اس کے حق میں بہتر ہے تین گابھن اونٹنیوں بڑی قد والی موٹیوں سے۔

(۴۶۳) ق ابن مسعود اقرأ على القرأن قال له قال قلت يا رسول الله اقرأ عليك وعليك انزل قال اني احب ان اسمعه من غيري فقرأت النساء حتى اذا بلغت فكيف اذا جئنا من كل امة بشهيد وجئنا بك على هؤلاء شهيدا رفعت رأسي او غمزني رجل الى جنبي فرفعت رأسي فرأيت دموعه تسيل۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے آگے قرآن پڑھ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ میں آپ کے آگے قرآن پڑھوں اور حالانکہ قرآن آپ پر اترا ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ مجھ کو یہ بھلا معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کو غیر آدمی سے سنوں تو میں نے سورہ نسا پڑھی یہاں تک کہ میں جب اس آیت پر پہنچا کہ کیا حال ہوگا اس وقت جبکہ ہم ہر امت کے گواہ یعنی پیغمبر کو لاویں گے اور تجھ کو اس امت پر گواہ لاویں گے تو میں نے اپنا سر اٹھایا یا یوں کہا کہ ایک مرد نے میرے پہلو میں ہاتھ لگایا تو میں نے سر اٹھایا سو میں نے دیکھا کہ حضرتؐ کے آنسو جاری ہیں۔

ف حضرتؐ اس آیت سے قیامت کی شدت یاد کر کے روئے اور مزید شفقت سے اپنی امت پر روئے کہ ان کے افعال کا میں کیا بیان کروں گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیر سے قرآن سننا اور مطلب کو غور کر کے رونا مستحب ہے اور ثابت ہوا کہ اپنے پڑھنے سے غیر کے سننے میں تاثیر زیادہ ہوتی ہے۔

## نماز میں قرآن پڑھنے کی فضیلت

(۴۶۴) م عقبة بن عامر ايكم يحب ان يغدو كل يوم الى بطحان او الى العقيق فيأتي منه بناقتين كوماوين في غير اثم ولا قطيعة رحم فقلنا كلنا يا رسول الله يحب ذالك قال افلا يغدو احدكم الى المسجد فيعلم او يقرأ ايتين من كتاب الله خير له من ناقتين وثلث خير من ثلث و

مسلم میں عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کون تم میں ایسا ہے کہ یہ چاہے کہ ہر ایک دن صبح کو بطحان یا عقیق کی طرف جاوے پھر وہاں سے دو اونٹنیاں بڑے کوہان والیاں لاوے بغیر گناہ اور بے قطع برادری کے یعنی نہ چوری اور غصب کیا ہو نہ کسی برادر کا حق کاٹا ہو تو ہم نے کہا کہ ہم سب لوگ یا رسول اللہ اس بات کو چاہتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا تو پھر کیوں نہیں تم میں سے ہر ایک مسجد کو جاتا ہے کہ غیر کو سکھلاوے یا خود دو آیتیں قرآن کی پڑھے یہ اس کے حق میں بہتر ہے دو اونٹنیوں سے اور تین آیتیں

اَرْبَعٌ خَيْرٌ مِّنْ اَرْبَعٍ وَّمِنْ اَعْدَادِهِنَّ مِنَ الْاِبِلِ۔

بہتر ہیں تین اونٹنیوں سے اور چار آیتیں بہتر ہیں چار اونٹنیوں سے اور اسی طرح آیتوں کا شمار اونٹنیوں کے شمار سے بہتر ہے یعنی پانچ افضل ہیں پانچ سے اور چھ افضل ہیں چھ سے۔

**ف** بطحان اور عقیق مدینے سے دو کوس پر دو مکان ہیں وہاں بازار لگتے تھے عمدہ مال عرب کے نزدیک اونٹ ہیں اس واسطے اس کو خاص کر ذکر کیا۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ قرآن پڑھنے اور پڑھانے کا ثواب دنیا کے تمام نفیس مال سے بہتر ہے اس واسطے کہ آخرت کا ثواب باقی ہے اور دنیا کا فانی۔

## قرآن پڑھنے کا ثواب اور سورۂ بقرہ کی فضیلت

(۴۶۵) **م** اَبُوْ اُمَامَةَ اِقْرَؤُا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ يَاْتِیْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شَفِيْعًا لِّاَصْحَابِهٖ اِقْرَؤُا الزَّهْرَاوَيْنِ الْبَقَرَةَ وَسُوْرَةَ اٰلِ عِمْرَانَ فَاِنَّهُمَا يَاْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَاَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ اَوْ غَيَايَتَانِ اَوْ كَاَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَآفَّ تُحَاجَّانِ عَنْ اَصْحَابِهِمَا اِقْرَؤُا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فَاِنَّ اَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَّتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَّلَا يَسْتَطِيْعُهَا الْبَطَلَةُ

مسلم میں ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ پڑھو قرآن کو کہ یہ بخشوائیگا اپنے پڑھنے والوں کو قیامت کے دن، پڑھو نورانی دو سورتوں کو یعنی سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران کو دے دونوں سورتیں قیامت میں آوینگی جیسے دو ابر یا جیسے دو سائبان یا جیسے دو قطاریں صف بستہ چڑیوں کی، عذاب کو ہٹا دیں گی اپنے پڑھنے والوں سے پڑھا کرو سورۂ بقرہ کو اس واسطے کہ اس کا لینا برکت ہے اور اس کا چھوڑنا پچتاوا ہے اور اس پر قابو نہیں چلتا جادوگروں کا یعنی اس کی برکت سے جادو نہیں اثر کرتا۔

## سورۂ کہف اور آیۃ الکرسی کی فضیلت

(۴۶۶) **م** اَبُوالدَّرْدَآءِ مَنْ حَفِظَ عَشْرَ اٰيَاتٍ مِّنْ اَوَّلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ۔

مسلم میں ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو یاد کرے دس آیتیں سورۂ کہف کے سرے کی سو وہ دجال کے فتنے سے بچے۔

(۴۶۷) **ق** اُبَیُّ بْنُ كَعْبٍ يَا اَبَا الْمُنْذِرِ اَتَدْرِیْ اَیُّ اٰيَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَعَكَ اَعْظَمُ قَالَ قُلْتُ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ قَالَ فَضَرَبَ فِیْ صَدْرِیْ وَقَالَ لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ يَا اَبَا الْمُنْذِرِ۔

مسلم میں ابی بن کعب سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے ابی منذر تو جانتا ہے کہ خدا کی کتاب سے کون آیت بہت بڑی ہے تیرے ساتھ ابی بن کعب نے کہا کہ میں بولا کہ اللہ لا الٰہ الا ہو الحی القیوم یعنی آیۃ الکرسی بڑی آیت ہے ابی بن کعبؓ نے کہا کہ حضرتؐ نے خوش ہو کر میرا سینہ تھپکا اور فرمایا کہ تجھ کو علم مبارک ہووے ابی منذر۔

**ف** ابی منذر کنیت ہے ابی بن کعبؓ کی، قرآن کے بڑے حافظ اور عالم تھے حضرتؐ نے ان کی ذہن آزمائی کی پھر ان کے علم اور فہم سے خوش ہوئے اور برکت کی دعا کی۔ آیۃ الکرسی اس واسطے سب آیتوں سے افضل ہے کہ اس میں صرف خدا کی ذات اور صفات کا بیان ہے۔

## قل ہو اللہ احد پڑھنے کی فضیلت

(۴۶۸) م ابو الدرداء ان اللہ جزأ القرآن ثلثة اجزاء فجعل قل ھو اللہ احد جزء من اجزاء القرآن۔

مسلم میں ابو الدرداءؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر خدا نے قرآن کو تین ٹکڑے کیا ہے سو قل ہو اللہ احد کو قرآن کے حصوں سے ایک حصہ ٹھہرایا۔

**ف** تمام قرآن کا مطلب تین قسم ہے ایک قسم میں خدا کی وحدانیت اور اس کی صفات ہیں دوسری قسم میں قصے ہیں، تیسری قسم میں حلال اور حرام کے حکم ہیں۔ اس حساب سے قل ہو اللہ احد تہائی قرآن کا ٹھہرا کہ اس میں توحید اور صفات الہی کا بیان ہے۔

(۴۶۹) خ ابو سعید ایعجز احدکم ان یقرأ ثلث القرآن فی لیلۃ۔

بخاری میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا ہر ایک تم میں سے عاجز ہے اس سے کہ تہائی قرآن ہر ایک رات پڑھے

**ف** اصحاب نے کہا یا رسول اللہ تہائی قرآن ہر رات کو پڑھنا کس سے ہو سکے حضرتؐ نے فرمایا کہ قل ہو اللہ قرآن کی تہائی ہے یعنی اس کا ثواب تہائی قرآن کے برابر ہے۔

(۴۷۰) خ ابو سعید و قتادۃ بن النعمان والذی نفسی بیدہ انھا لتعدل ثلث القرآن یعنی سورۃ الاخلاص۔

بخاری میں ابو سعیدؓ اور ابو قتادہ بن نعمانؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قسم اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ قل ہو اللہ احد برابر ہے قرآن کی تہائی کے۔

(۴۷۱) م ابو ھریرۃ احشدوا فانی ساقرأ علیکم ثلث القرآن فحشد من حشد ثم خرج فقرأ قل ھو اللہ احد۔

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم لوگ یکجا ہو کہ میں اب قرآن کی تہائی پڑھوں گا سو جمع ہوئے جس کو جمع ہونا تھا پھر حضرتؐ گھر سے نکلے پھر قل ہو اللہ احد پڑھی۔

## قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھنے کی فضیلت

(۴۷۲) م عقبۃ بن عامر الم تر آیات انزلت ھذہ اللیلۃ لم یر مثلھن قط قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس۔

مسلم میں عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تو نے نہیں دیکھا اُن آیتوں کو جو اس رات کو اتریں ان کے برابر کسی نے کبھی نہیں دیکھیں یعنی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس۔

**ف** لبید بن عاصم یہودی نے حضرتؐ پر جادو کیا تھا بال میں گیارہ گرہیں دی تھیں جب قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس کی گیارہ آیتیں اتریں تو گیارہ گرہیں کھل گئیں حضرتؐ کو صحت حاصل ہوئی یہ جو فرمایا کہ ان کے برابر کوئی آیت نہیں یعنی دفع سحر اور حفظ بلیات کے واسطے یہ دونوں سورتیں بے نظیر ہیں۔

## قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی فضیلت

(۴۷۳) م عمر ان اللہ یرفع بھذا الکتاب اقواما و یضع بہ اٰخرین۔

مسلم میں عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر خدا درجہ بلند کرتا ہے اس قرآن سے بعضے لوگوں کا اور بعضوں کو اسی سے گرا دیتا ہے۔

**ف** یعنی جن لوگوں نے قرآن کو پڑھا اور اس پر عمل کیا ان کا مرتبہ بلند ہوا اور جن لوگوں نے اس پر عمل نہ کیا، وے بے قدر ہوئے۔

## قرآن سات قراءتوں پر نازل ہوا ہے

(۴۷۴) **ق** عُمَرُ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ۔

بخاری اور مسلم میں عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قرآن اتارا گیا عرب کی سات بولیوں میں سو اس میں سے پڑھو جو تم کو آسان معلوم ہو۔

**ف** عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ میں نے ہشام بن حکیم کو سورۂ فرقان دوسری طرح پڑھتے سنی اور مجھ کو اور طرح سے یاد تھی سو میں اس کو حضرتؐ کے پاس لایا کہ مجھ کو آپ نے جس طرح سورۂ فرقان سکھائی ہے اس کے خلاف ہشام پڑھتا ہے حضرتؐ نے کہا اے ہشام پڑھ اس نے پڑھی جس طرح اس کو معلوم تھی حضرتؐ نے فرمایا اسی طرح قرآن اترا ہے پھر مجھ سے فرمایا کہ تو پڑھ مجھ کو جس طرح معلوم تھا میں نے پڑھا حضرتؐ نے فرمایا کہ اسی طرح قرآن اترا ہے بعد اس کے یہ حدیث فرمائی۔ عرب کی سات بولیاں عمدہ جن میں قرآن اترا ہے وہ یہ ہیں پہلی قریش کی بولی، دوسری ہذیل کی بولی، تیسری ہوازن کی بولی، چوتھی یمن کی بولی، پانچویں طے کی بولی، چھٹی ثقیف کی بولی، ساتویں بنی تمیم کی بولی۔ اس حدیث کے مطلب میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں کہ سات قرأتیں مراد ہیں بعضے کچھ اور کہتے ہیں لیکن ٹھیک بات یہی ہے کہ سات بولیاں مراد ہیں۔

(۴۷۵) **م** اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَا اُبَيُّ اُرْسِلَ اِلَيَّ اَنِ اقْرَأِ الْقُرْاٰنَ عَلٰى حَرْفٍ فَرَدَدْتُّ اِلَيْهِ اَنْ هَوِّنْ عَلٰى اُمَّتِيْ فَرَدَّ اِلَيَّ الثَّانِيَةَ اقْرَأْهُ عَلٰى حَرْفَيْنِ فَرَدَدْتُّ اِلَيْهِ اَنْ هَوِّنْ عَلٰى اُمَّتِيْ فَرَدَّ اِلَيَّ الثَّالِثَةَ اقْرَأْهُ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ وَلَكَ بِكُلِّ رَدَّةٍ رَدَدْتُكَهَا مَسْئَلَةٌ تَسْئَلُنِيْهَا فَقُلْتُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِيْ وَاَخَّرْتُ الثَّالِثَةَ لِيَوْمٍ يَرْغَبُ اِلَيَّ الْخَلْقُ كُلُّهُمْ حَتّٰى اِبْرَاهِيْمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

مسلم میں ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے میرے بیٹے حکم بھیجا گیا میری طرف اس کا کہ پڑھ قرآن کو ایک حرف میں یعنی ایک قرأت میں یا ایک بولی میں سو میں نے پھر بھیجا خدا کی طرف کہ آسانی کر میری امت پر سو خدا نے پھر حکم بھیجا میری طرف دوسری بار کہ پڑھ قرآن کو دو حرفوں میں سو میں نے پھر بھیجا خدا کی طرف کہ میری امت پر آسانی کر سو خدا نے حکم بھیجا میری طرف کہ پڑھ قرآن کو سات حرفوں میں یعنی عرب کی سات بولیوں میں اور یہ حکم ہوا کہ تجھ کو ہمارا ہر بار حکم بھیجنے کے جس کو میں نے تیری طرف پلٹا ایک ایک سوال کرنے کی اجازت ہے کہ تو اس کو مانگے یعنی تین بار کوئی اور دعا کر تو قبول ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا سو میں نے کہا اے خداوند میری امت کو بخش دے خداوند میری امت کو بخش یعنی دو بار تو سوال کر چکا اور پیچھے ڈال رکھا میں نے تیسرے سوال کو اس دن کے واسطے کہ جب خلق جھکے گی میری طرف سب کی سب یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام بھی۔

✣ ✣ ✣
✣ ✣
✣

**ف** ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے قرآن دوسری قرأت میں پڑھا میں اس قرأت کو

نہیں جانتا تھا، میں اس کو حضرتؐ کے پاس لایا حضرتؐ نے میری اور اس کی دونوں قراتوں کو درست فرمایا سو میرے دل میں اس وقت ایسا شک پڑگیا کہ حالت کفر میں بھی ویسا شک نہ تھا حضرتؐ سمجھ گئے سو حضرتؐ نے ایسا ہاتھ میرے سینے پر مارا کہ میں خوف کے مارے پسینے میں ڈوب گیا اور گویا میں نے خدا کو دیکھ لیا یعنی شک جاتا رہا حق بات صاف کھل گئی پھر حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی حضرتؐ کو اپنی امت پر کیا شفقت تھی کہ عرض معروض مکرر کر کے سات قرأت یا سات بولیوں کی اجازت لی تاکہ امت پر ایک قرأت مشکل نہ پڑے اور خدا کی رحمت کو خیال کیا چاہیئے کہ جب اپنے حبیب کو اپنی امت پر اتنا مہربان دیکھا تو امت کے حق میں تین بار سوال کرنے کی بھی اور اجازت دی سو حضرتؐ نے امت کی بخشش کا دو بار سوال کیا اور تیسرا سوال قیامت کے دن کے واسطے رکھ چھوڑا کہ جب تمام پیغمبر خوفزدہ ہوں گے اور کسی کے واسطے نہ کہہ سکیں گے تب ہمارے حضرتؐ شفاعت پر مستعد ہوں گے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت میں پیغمبر لوگ بھی حضرتؐ سے اپنے واسطے کچھ سعی سفارش چاہیں گے یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام جیسے پیغمبر بھی دامنِ محمدیؐ پکڑیں گے۔ اس حدیث سے ہمارے حضرتؐ کی فضیلت تمام پیغمبروں پر صاف ثابت ہوئی۔

## ان اوقات کا بیان جن میں نماز پڑھنا درست نہیں

(۴۷۶) ق اِبْنُ عُمَرَ اِذَا بَدَا حَاجِبُ الشَّمْسِ فَاَخِّرُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَبْرُزَ وَاِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَاَخِّرُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَغِيْبَ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب سورج کا کنارہ ظاہر ہو تو نماز نہ پڑھو دیر کرو جب تک کہ سب نکل آوے اور جب ڈوبے سورج کا کنارہ تو نماز نہ پڑھو دیر کرو جب تک کہ سب ڈوب جاوے۔

ف سورج کے طلوع اور غروب میں نماز پڑھنا حرام ہے۔

(۴۷۷) م اَبُوْ بَصْرَةَ الْغِفَارِيُّ اِنَّ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ عُرِضَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَضَيَّعُوْهَا فَمَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَ اَجْرُهٗ مَرَّتَيْنِ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَهَا حَتّٰى يَطْلُعَ الشَّاهِدُ يَعْنِيْ صَلٰوةَ الْعَصْرِ۔

مسلم میں ابوبصرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر یہ عصر کی نماز ان پر بھی فرض ہو چکی ہے جو لوگ تم سے آگے ہو چکے ہیں سو انھوں نے ضائع کیا یعنی دنیا کے کاروبار میں رہ کر اس کو نہ پڑھا سو جو اس کی محافظت کرے گا اور اس کو تاکے رہے گا اس کو اور نمازوں سے اس کا دوہرا ثواب ملے گا اور اس عصر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں جب تک کہ تارا نہ نکلے۔

## حضرت عمرو بن عبسہؓ کی بارگاہ رسالت میں حاضری

(۴۷۸) م عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ اِنَّكَ لَا تَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ يَوْمَكَ هٰذَا اَلَا تَرٰى حَالِيْ وَحَالَ النَّاسِ وَلٰكِنِ ارْجِعْ اِلٰى اَهْلِكَ فَاِذَا سَمِعْتَ بِيْ قَدْ ظَهَرْتُ فَاْتِنِيْ

مسلم میں عمرو بن عبسہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا بیشک میرا ساتھ دینا تجھ سے نہ ہو سکے گا اس وقت میں کیا تو نہیں میرے حال اور لوگوں کے حال کو دیکھتا ہے یعنی ابھی کفر غالب ہے اور اسلام مغلوب لیکن پھر جا اپنے لوگوں میں پھر جب تو میرا حال سنیو کہ میں کافروں پر غالب ہوا تو میرے پاس آئیو

قَالَہٗ حِیْنَ قَالَ اِنِّیْ مُتَّبِعُکَ

یہ حضرتؐ نے عمرو بن عبسہؓ سے فرمایا جب اس نے کہا کہ میں تیرا ساتھ دونگا تابعداری کرونگا۔

ف پورا قصہ بخاری اور مسلم میں عمرو بن عبسہؓ سے یوں روایت ہے کہ میں کفر کے وقت میں بھی کافروں کو گمراہ اور بت پرستی کو برا جانتا تھا پھر میں نے سنا کہ ایک شخص مکے میں غیب کی خبریں دیتا ہے۔ میں اسی اشتیاق سے مکے گیا۔ دیکھا کہ حضرتؐ کافروں کے غلبے سے اپنے مکان سے نہیں نکل سکتے۔ میں حضرتؐ کے پاس گیا پھر میں نے پوچھا کہ تم کون ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں پیغمبر ہوں۔ میں نے پوچھا کہ پیغمبر کس کو کہتے ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نے اپنے بندوں کو میری زبانی پیغام بھیجا ہے۔ میں نے پوچھا کہ وہ پیغام کیا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اپنے برادری سے سلوک کرنا اور بتوں کو توڑنا اور صرف خدا کو مالک جاننا اور کسی کو اس کا شریک نہ جاننا۔ پھر میں نے کہا کہ حضرت کا ساتھ کس کس نے دیا ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا کہ ایک میاں اور ایک غلام نے یعنی صدیق اکبرؓ اور بلالؓ۔ پھر میں نے کہا کہ میں بھی حضرتؐ کا ساتھ دیتا ہوں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی پھر میں رخصت ہو کر اپنے گھر گیا جب حضرت مدینے میں آئے تب میں خدمت میں حاضر ہوا۔

(۴۷۹) م عَمْرُو بْنُ عَبَسَۃَ اَرْسَلَنِیْ بِصِلَۃِ الْاَرْحَامِ وَکَسْرِ الْاَوْثَانِ وَاَنْ تُوَحِّدَ اللّٰہَ وَلَا تُشْرِكَ بِہٖ شَیْئًا قَالَہٗ لَہٗ حِیْنَ سَاَلَہٗ بِاَیِّ شَیْءٍ اَرْسَلَكَ یَعْنِی اللّٰہَ۔

مسلم میں عمرو بن عبسہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نے مجھ کو بھیجا ہے برادر پروری بتلانے کو اور بتوں کے توڑنے کو اور اس واسطے کہ ہم سب لوگ خدا کو اکیلا مالک جانیں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ سمجھیں یہ حضرت نے عمرو بن عبسہؓ سے فرمایا جب کہ اس نے پوچھا حضرتؐ سے کہ خدا نے تم کو کس کام کے واسطے بھیجا ہے۔

ف ابتدائے اسلام میں جبکہ اسلام بہت ضعیف تھا یہ شخص یعنی عمرو بن عبسہؓ مکے میں آیا حضرتؐ سے اس نے پوچھا کہ تم کون ہو حضرتؐ نے فرمایا میں پیغمبر ہوں اس نے کہا پیغمبر کیا؟ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے مجھ کو بھیجا ہے اس نے کہا کس واسطے بھیجا ہے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی پھر اس نے کہا کس کس نے تمہارا ساتھ دیا ہے حضرتؐ نے فرمایا ایک آزاد اور ایک غلام نے یعنی ابو بکر صدیقؓ اور بلالؓ نے پھر اس نے کہا میں بھی تمہارا ساتھ دیتا ہوں حضرتؐ نے فرمایا ابھی تو میرا ساتھ نہ دے سکے گا تو نہیں دیکھتا میری ناتوانی اور کافروں کا غلبہ۔ اب تو اپنے گھر پلٹ جا جب تو ہماری فتح سنیو تو آئیو۔

(۴۸۰) م عَمْرُو بْنُ عَبَسَۃَ صَلِّ صَلٰوۃَ الصُّبْحِ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوۃِ حِیْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ حَتّٰی تَرْتَفِعَ فَاِنَّھَا تَطْلُعُ حِیْنَ تَطْلُعُ بَیْنَ قَرْنَیْ شَیْطَانٍ وَحِیْنَئِذٍ یَسْجُدُ لَھَا الْکُفَّارُ ثُمَّ صَلِّ فَاِنَّ الصَّلٰوۃَ

مسلم میں عمرو بن عبسہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا صبح کی نماز پڑھ پھر نماز کو موقوف کر جبکہ آفتاب نکلے جب تک کہ اونچا ہو جاوے اس واسطے کہ آفتاب جبکہ نکلتا ہے تو شیطان کے دونوں سینگوں کے اندر نکلتا ہے اور اس وقت کافر آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں پھر جب آفتاب بلند ہو تو نماز پڑھ اس واسطے کہ اس وقت

له امام مسلم نے ان احادیث مذکورہ کو عنوان بالا میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

مَشْهُوْدَةٌ مَّحْضُوْرَةٌ حَتّٰى يَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرُّمْحِ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَاِنَّهٗ حِيْنَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ فَاِذَآ اَقْبَلَ الْفَيْءُ فَصَلِّ فَاِنَّ الصَّلٰوةَ مَشْهُوْدَةٌ مَّحْضُوْرَةٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَاِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ وَحِيْنَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ۔

نماز میں عبادت والے موجود اور حاضر ہوتے ہیں یہانتک کہ سایہ نیزہ کے ساتھ قائم ہو جاوے یعنی دو پہر ہو اور زمین پر سایہ نہ رہے اس وقت نماز موقوف کر اس واسطے کہ اس وقت دوزخ بھڑکائی جاتی ہے پھر جب سایہ دو پہر کا پلٹے اور بڑھ چلے تو نماز پڑھ اس واسطے کہ اس وقت عبادت والے نماز میں موجود اور حاضر ہوتے ہیں یہانتک کہ عصر کی نماز سے فراغت پاوے پھر نماز کو موقوف کر یہانتک کہ آفتاب ڈوب جاوے اس واسطے کہ آفتاب شیطان کے دو سینگوں کے اندر ڈوبتا ہے اور اس وقت آفتاب کو کافر سجدہ کرتے ہیں۔

**ف** عمرو بن عبسہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ مدینے میں تشریف لائے تو میں نے حضرتؐ سے نماز کے وقت پوچھے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی ہر وقت نماز پڑھنا درست ہے لیکن تین وقت درست نہیں طلوع غروب کے وقت تو اس واسطے منع ہے کہ اس وقت آفتاب کو کافر سجدہ کرتے ہیں تو مسلمانوں کو ان کی مشابہت نہ چاہئے اور دوپہر کو دوزخ بھڑکائی جاتی ہے جلال کا وقت ہے۔

## فضائل وضو

(۴۸۱) **ق** عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ مَا مِنْكُمْ رَجُلٌ يُقَرِّبُ وَضُوْءَهٗ فَيُمَضْمِضُ وَيَسْتَنْشِقُ وَيَنْتَثِرُ اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهٖ وَفِيْهِ وَخَيَاشِيْمِهٖ ثُمَّ اِذَا غَسَلَ وَجْهَهٗ كَمَآ اَمَرَهُ اللّٰهُ اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهٖ مِنْ اَطْرَافِ لِحْيَتِهٖ مَعَ الْمَآءِ ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ اَنَامِلِهٖ مَعَ الْمَآءِ ثُمَّ يَمْسَحُ رَاْسَهٗ اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رَاْسِهٖ مِنْ اَطْرَافِ شَعْرِهٖ مَعَ الْمَآءِ ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رِجْلَيْهِ مِنْ اَنَامِلِهٖ مَعَ الْمَآءِ فَاِنْ هُوَ قَامَ فَصَلّٰى فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَمَجَّدَهٗ بِالَّذِيْ هُوَ لَهٗ اَهْلٌ وَّفَرَّغَ قَلْبَهٗ لِلّٰهِ اِلَّا انْصَرَفَ مِنْ خَطِيْئَتِهٖ

بخاری اور مسلم میں عمرو بن عبسہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی تم میں سے ایسا مرد نہیں جو وضو کا پانی اپنے نزدیک رکھے پھر کلی کرے پھر ناک میں پانی ڈالے اور جھاڑے مگر کہ گر جاتے ہیں گناہ اس کے چہرے کے اور اس کے منہ اور ناک کے اندر کے پھر جب اپنا منہ دھوتا ہے جیسا کہ خدا نے اس کو فرمایا ہے تو اس کے چہرے کے گناہ گر پڑتے ہیں پانی کے ساتھ داڑھی کے دونوں طرفوں سے پھر دھوتا ہے دونوں ہاتھوں کو دونوں کہنیوں تک تو اس کے دونوں ہاتھوں کے گناہ انگلیوں کی پوروں سے پانی کے ساتھ گر پڑتے ہیں پھر بندہ اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے گناہ بالوں کے کناروں سے پانی کے ساتھ گر پڑتے ہیں پھر دھوتا ہے اپنے دونوں پاؤں کو دونوں ٹخنوں تک تو اس کے پاؤں کے گناہ پوروں سے پانی کے ساتھ گر پڑتے ہیں۔ پھر اگر وہ کھڑا ہوا اور نماز پڑھی اور خدا کی تعریف اور خوبیاں کیں اور جس بڑائی کے وہ لائق ہے ویسی اس نے بڑائی کی اور اپنے دل کو خدا کے واسطے خالی کیا یعنی حضور دل سے بدون وسواس نماز پڑھی

کھیئتِہٖ یَوْمَ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ۔ | تو اپنے گناہوں سے پھرتا ہے اس دن کی سی حالت پر جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔

لہ

ف یعنی وضو اور حضور دل سے نماز پڑھنے کی یہ تاثیر ہے کہ سب صغیرہ گناہوں سے آدمی پاک ہو جاتا ہے باقی اس کا بیان آگے ہو چکا۔

## مغرب سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنا

(۴۸۲) م عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُغَفَّلٍ بَیْنَ کُلِّ اَذَانَیْنِ صَلٰوۃٌ بَیْنَ کُلِّ اَذَانَیْنِ صَلٰوۃٌ ثُمَّ قَالَ فِی الثَّالِثَۃِ لِمَنْ شَآءَ۔ | مسلم میں عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا ہر اذان اور اقامت کے درمیان نماز ہے پھر حضرتؐ نے تیسری بار فرمایا کہ جو چاہے سو پڑھے یعنی واجب نہیں۔

## سورۂ بقرہ کی فضیلت

(۴۸۳) ق اَبُوْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَۃُ بْنُ عَمْرٍو الْاَنْصَارِیُّ مَنْ قَرَأَ بِالْاٰیَتَیْنِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَۃِ الْبَقَرَۃِ فِیْ لَیْلَۃٍ کَفَتَاہُ۔ | بخاری اور مسلم میں عقبہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو رات کو سورۂ بقر کی آخری دو آیتیں پڑھے گا (یعنی آمن الرسول سے آخر تک) تو وے کفایت کرتی ہیں۔

ف یعنی سوتے وقت قرآن پڑھنا سنت ہے اور برکت کا سبب ہے تو جس نے آمن الرسول پڑھا تو کافی ہے۔ یا بجائے تہجد کفایت کرتا ہے۔

## قرآن کو اچھی آواز سے پڑھنا چاہیے

(۴۸۴) ق اَبُوْ مُوْسٰی لَقَدْ اُعْطِیْتَ مِزْمَارًا مِّنْ مَزَامِیْرِ اٰلِ دَاوٗدَ۔ | بخاری اور مسلم میں ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ لے ابوموسیٰ البتہ تجھ کو بانسری دی گئی ہے داؤدؑ کی بانسریوں سے۔

ف ابوموسیٰؓ نہایت خوش آواز تھے۔ حضرتؐ نے سفر میں ایک رات ان کو قرآن پڑھتے سنا دوسرے روز یہ حدیث فرمائی یعنی تیری آواز ایسی دلکش ہے گویا تیرا گلا بانسری ہے اور تیری آواز میں لحن داؤدی کا اثر ہے۔ عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام ستر آوازوں میں زبور پڑھتے تھے کبھی اس طرح پڑھتے تھے کہ غمگین آدمی خوش ہو جاتا اور جب غمگین آواز سے پڑھتے تو خشکی اور تری کا کوئی جاندار ہوش میں نہ رہتا اور تاریخ میں لکھا ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام زبور پڑھتے تو جنگل کے ہرن حضرتؑ کو حلقہ کر لیتے اور شیر اور بھیڑیے قریب ہو جاتے اور دریا کا بہنا بند ہو جاتا اور ہوا چلنے سے تھم جاتی اور سب کو غش آ جاتا اور اکثروں کی روح بدن سے نکل جاتی۔ غرض کہ خوش آوازی نعمت خداداد ہے بشرطیکہ اس کو خلاف شرع راگوں میں اور واہیات غزلوں میں نہ صرف کرے بلکہ بے بناوٹ قرآن پڑھے کہ اس میں ہم عبادت اور ہم لذت دونوں موجود ہیں۔

## حضورؐ کا عصر کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا

(۴۸۵) ق اُمُّ سَلَمَۃَ یَا بِنْتَ اَبِیْ اُمَیَّۃَ سَأَلْتِ عَنِ الرَّکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَاِنَّہٗ | بخاری اور مسلم میں حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اے ابی امیہ کی بیٹی تو نے مجھ سے بعد عصر کے دو رکعتوں کا

---

لہ امام مسلم نے حدیث مذکور کو عنوان بالا ہی میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

آتَانِي نَاسٌ مِّنْ عَبْدِ الْقَيْسِ بِالْإِسْلَامِ مِنْ قَوْمِهِمْ فَشَغَلُونِي عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ۔

حال پوچھا سو اس کا حال یہ ہے کہ کچھ لوگ قوم عبد القیس کے اسلام کا پیغام لائے تھے اپنی قوم سے سو انھوں نے مجھ کو مشغول کر لیا بعد ظہر کے دو رکعتوں کے سو وہ دونوں رکعتیں یہ ہیں۔

## بہتر شخص تو وہ ہے جو قرآن پڑھتا اور پڑھاتا ہے

(۴۸۶) خ عُثْمَانُ وَعَلِيٌّ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ۔

بخاری میں حضرت عثمانؓ اور علی مرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا تم لوگوں میں وہ بہتر ہے جو خود قرآن کو سیکھے اور غیروں کو سکھلاوے۔

ف خواہ رواں پڑھے اور قرأت کے قاعدے سیکھے اور سکھلاوے خواہ قرآن کے معانی اور مطالب اور احکام خود سمجھے اور لوگوں کو سمجھاوے لیکن ہاں یہ البتہ ہے کہ مطلب کی سمجھ صرف لفظ سے زیادہ تر افضل ہے کہ غرض از ترتیل قرآن تہذیب نفوس ست نہ محض ترتیل حروف۔

# جمعہ کے احکام

## نماز جمعہ سے پہلے نہانا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا مستحب ہے

(۴۸۷) ق ابْنُ عُمَرَ إِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ۔ [له]

بخاری اور مسلم میں عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کوئی جمعہ کو آوے تو چاہئے کہ غسل کرے۔

(۴۸۸) خ أَبُو هُرَيْرَةَ حَقٌّ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ أَنْ يَغْتَسِلَ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ وَيُرْوَى لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ حَقٌّ أَنْ يَغْتَسِلَ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا۔

بخاری میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا کا حق ہر مسلمان پر یہ ہے کہ ہر ہفتے میں غسل کرے اپنے سر اور بدن کو دھوئے اور دوسری روایت یوں ہے کہ ہر مسلمان پر خدا کا حق ہے کہ ہر ہفتے میں غسل کرے ایک دن یعنی جمعے کے دن غسل کرنا مستحب ہے۔

## جمعہ کی نماز کے واسطے مسجد میں جلد جانے کی فضیلت

(۴۸۹) ق أَبُو هُرَيْرَةَ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ

بخاری اور مسلم میں روایت ہے ابو ہریرہؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو نہایا جمعے کے دن جیسے ناپاکی کے واسطے نہاتے ہیں یعنی خوب نہایا اور ہر جگہ پانی پہنچایا پھر دوپہر ڈھلتے اول وقت مسجد میں آیا تو جیسے اس نے اونٹ قربانی کیا اور دوسری گھڑی آیا تو اس نے جیسے گائے بیل قربانی کیا اور جو تیسری گھڑی آیا تو اس نے جیسے سینگ والا دنبہ قربانی کیا اور جو چوتھی گھڑی آیا تو اس نے جیسے مرغی قربانی کی اور جو پانچویں گھڑی

---

له روایت مذکورہ کے الفاظ صحیحین کی روایت کے مطابق نہیں ہیں — ۶ صحیح ق مسلم ج۱ ص۲۸۰ بخاری ج۱ ص۱۲۳ (چشتی)

الخَامِسَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلٰئِكَةُ يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ

تو اس نے جیسے ایک انڈا خدا کی راہ میں دیا پھر جب امام خطبہ پڑھنے کے واسطے نکلا تو فرشتے خطبے اور نماز کو سننے کو دروازہ چھوڑ کر مسجد میں آجاتے ہیں۔

**ف** فرشتے جمعے کے دن مسجدوں کے دروازوں پر لکھتے جاتے ہیں کہ کون آگے آیا اور کون پیچھے اور خطبے کے وقت مسجد میں آجاتے ہیں مسلمانوں کو لازم ہے کہ جمعے کو جلد مسجد میں حاضر ہوا کریں جتنا جلد جاوینگے اتنا ثواب پاویں گے۔

## اس وقت کا ذکر جس میں دعا قبول ہوتی ہے

(۴۹۰) م ابو موسیٰ مَا بَيْنَ اَنْ يَّجْلِسَ الْاِمَامُ اِلٰى اَنْ تُقْضَى الصَّلٰوةُ يَعْنِيْ سَاعَةَ الْجُمُعَةِ۔

مسلم میں ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جمعے کی مقبول ساعت امام کے بیٹھنے سے نماز کے ادا ہونے تک ہے۔

**ف** بہت احادیث میں ثابت ہے کہ جمعے میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اس میں مسلمان جو دعا کرے سو قبول ہوتی ہے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ وہ ساعت کون ہے سو دو قول ان میں نہایت صحیح ہیں ایک تو یہ کہ وہ ساعت اس وقت سے ہے کہ امام منبر پر بیٹھے یہاں تک کہ نماز ہو چکے اس قول کی سند یہی حدیث ہے دوسرا قول یہ کہ وہ ساعت جمعے کی اخیر ساعت ہے جب آفتاب ڈوبنے لگے چنانچہ عبداللہ بن سلام سے اس مضمون کی حدیث منقول ہے اکثر علما کے نزدیک دوسرا قول نہایت قوی ہے چنانچہ اس کی تفصیل صراط المستقیم سفر السعادت کی شرح موجود ہے جس کو تحقیق کا شوق ہو اس کو دیکھے۔

## جمعہ کے دن کی اور دنوں پر فضیلت کا ذکر

(۴۹۱) م ابو ہریرۃ خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِيْهِ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيْهِ اُخْرِجَ مِنْهَا وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ۔

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا افضل دن جس پہ آفتاب نکلا جمعہ کا دن ہے اسی دن آدم پیدا ہوئے اور اسی دن بہشت میں داخل کیے گئے اور اسی دن بہشت سے نکالے گئے اور قیامت نہ قائم ہوگی مگر جمعہ کے دن۔

جمعہ کی فضیلت کو انسان کے ساتھ کی خصوصیت ہے۔

**ف** چھ دن میں تمام عالم پیدا ہوا یکشنبہ سے پیدائش شروع ہوئی جمعہ پر ختم ہوئی تو یہود سمجھے کہ ہفتے کو خدا نے تمام عالم کی پیدائش سے فراغت پائی تو ہم کو لازم ہے کہ سب دنیا کا کام چھوڑ کے اس دن عبادت کریں اور نصاریٰ یہ سمجھے کہ ابتدائے پیدائش عالم کی یکشنبہ سے ہوئی اور ان کے گمان ناسد میں حضرت عیسیٰ مقتول اور مصلوب ہو کر تین دن کے بعد اسی دن زندہ ہوئے تو یہی بڑا دن ٹھہرا اور اسلام میں جمعہ بڑا دن ہے اس واسطے کہ حضرت آدمؑ کی پیدائش اور بہشت میں داخل ہونا اور بہشت سے نکلنا اسی دن ہوا اور قیامت اسی دن ہوگی تو انسان کی جنس کو صرف جمعہ کے دن سے نہایت خصوصیت ہے تو لازم ہے کہ اسی دن دنیا کا کام چھوڑ کر سب انسان عبادت کے واسطے جمع ہویں۔ ہر چند بظاہر بہشت سے نکلنا انسان کے حق میں احسان نہیں لیکن حقیقت میں بڑا احسان ہے۔ اس واسطے کہ حضرت آدمؑ کے آنے سے عالم میں بڑی بڑی برکتیں ہوئیں انبیا اور اولیا اور ایماندار لوگ پیدا ہوئے اور زمین آدمؑ کی اولاد سے قیامت تک آباد اور گلزار ہو گئی۔

(۴۹۲) م۔ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَضَلَّ اللّٰهُ عَنِ الْجُمُعَةِ مَنْ كَانَ قَبْلَنَا فَكَانَ لِلْيَهُوْدِ يَوْمُ السَّبْتِ وَكَانَ لِلنَّصَارٰى يَوْمُ الْاَحَدِ فَجَاءَ اللّٰهُ بِنَا فَهَدَانَا اللّٰهُ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ فَجَعَلَ الْجُمُعَةَ وَالسَّبْتَ وَالْاَحَدَ وَكَذٰلِكَ هُمْ تَبَعٌ لَنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا وَالْاَوَّلُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الْمَقْضِيُّ لَهُمْ وَيُرْوٰى بَيْنَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بھگا دیا خدا نے جمعہ سے ان کو جو ہم سے پہلے تھے تو یہودیوں کے واسطے ہفتے کا دن ہوا اور نصاریٰ کے واسطے یکشنبہ کا دن ہوا پھر خدا ہم کو لایا سو خدا نے ہمارے واسطے جمعہ کا دن بتلایا سو خدا نے جمعہ اور ہفتہ اور یکشنبہ بنایا یعنی جمعہ کو مقدم کیا ہفتے اور یکشنبہ پر اور اسی طرح وے لوگ ہمارے پس رو ہوں گے قیامت کے دن ہم دنیا میں تو پچھلے ہیں اور قیامت میں پہلے ہیں جن کا اول فیصلہ ہوگا سب خلق سے پہلے اور ایک روایت یوں ہے کہ ہم ان لوگوں میں مقدم ہیں جن کا فیصلہ سب خلق سے اول ہوگا۔

حدیث اور انجیل کی رو سے امت مرحومہ کی عیسائیوں اور یہودیوں پر فضیلت۔

ف انسان کے واسطے خدا کے نزدیک جمعہ کا دن تعظیم اور عبادت کے لائق نہایت مناسب تھا اس واسطے کہ حضرت آدمؑ اسی دن پیدا ہوئے اور قیامت بھی اسی دن ہوگی تو انسان سے اسی دن کو خوب مناسبت ٹھہری لیکن یہود اور نصاریٰ کی فہم میں یہ بات نہ آئی یہود نے ہفتے کی تعظیم کی اس خیال سے کہ خدا نے اسی دن پیدائش سے فراغت کی اور نصاریٰ نے یکشنبہ کی تعظیم کی اس تصور سے کہ عیسیٰ علیہ السلام ان کے گمان میں سولی پانے کے بعد قبر سے اسی دن نکلے اور آسمان پر گئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ جیسے ہمارا دن ان کے دن پر دنیا میں مقدم ہے اسی طرح قیامت میں امت محمدی ان پر مقدم ہوگی کہ اول ہی امت حساب کتاب سے فراغت پا جاوے گی چنانچہ اس کے مطابق متی کی انجیل باب ۲۰ میں امت محمدی کی صفت موجود ہے کہ پچھلی امت اگلی ہو جاوے گی اور اگلی امتیں پچھلی ہو جاویں گی۔

## جمعہ کی نماز کے واسطے فرشتوں کا نمازیوں کی آمد کو ترتیب وار لکھنا

(۴۹۳) ق۔ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ كَانَ عَلٰى كُلِّ بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ الْمَسْجِدِ مَلَائِكَةٌ يَكْتُبُوْنَ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ فَاِذَا جَلَسَ الْاِمَامُ طَوَوُا الصُّحُفَ وَجَاءُوْا يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو مسجد کے سب دروازوں پر فرشتے ہوتے ہیں لکھے جاتے ہیں کہ فلانا شخص آیا اس کے بعد فلانا پھر جب امام خطبے کے واسطے منبر پر بیٹھا تو لپیٹ ڈالتے ہیں ان کاغذوں کو جن میں لوگوں کے نام لکھے جاتے تھے اور مسجد میں آتے ہیں خدا کے ذکر سننے کو۔

٭ ٭ ٭

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب تک امام خطبہ نہیں شروع کرتا تو آنے والوں کو فرشتے لکھتے ہیں تو ان کو زیادہ ثواب بھی ہوگا اور جب خطبہ شروع ہوا تو اس وقت آنے والے کا نام فرشتے اپنے دفتر میں نہیں لکھتے۔ حدیث میں اشارہ ہے کہ مسلمان جلد مسجد میں حاضر ہوں۔

٭ ٭ ٭

٭

## نماز جمعہ کی فضیلت

(۴۹۴) م ابو ہریرۃ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ وَمَنْ مَسَّ الْحَصٰى فَقَدْ لَغَا

مسلم میں روایت ہے ابوہریرہ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس نے اچھی طرح سے وضو کیا یعنی وضو کے فرض سنت مستحب سب بجالایا پھر مسجد میں آیا پھر خطبہ سنا کیا اور چپکا بیٹھا رہا تو اس کے گناہ بخشے گئے اس وقت سے پچھلے جمعہ تک اور تین روز اور بھی زیادہ اور جو خطبے کے وقت کنکریاں ٹالا کیا تو اس نے بیہودہ کام کیا۔

(۴۹۵) م ابو ہریرۃ مَنِ اغْتَسَلَ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَصَلّٰى مَا قُدِّرَ لَهُ ثُمَّ أَنْصَتَ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِهِ ثُمَّ يُصَلِّيْ مَعَهُ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى وَفَضْلُ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ۔

مسلم میں روایت ہے ابوہریرہؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو نہایا پھر نماز جمعہ کے واسطے مسجد میں آیا پھر اس نے سنتیں پڑھیں جتنی اس کی قسمت میں تھیں پھر چپکا بیٹھا رہا یہاں تک کہ امام خطبہ پڑھ چکا پھر امام کے ساتھ نماز فرض پڑھی اس کی مغفرت ہوئی اس وقت سے دوسرے جمعہ تک اور تین دن اور بھی۔

**ف** یعنی جس نے یہ سب کام کئے اس کے دس روز کے گناہ معاف ہوئے اس واسطے کہ ایک نیکی کا دس گنا ثواب ہے۔ جمعہ کا غسل سنت ہے اور خطبے کے وقت چپ رہنا فرض ہے۔

## حضورؐ کا خطبہ

(۴۹۶) م ابن عباس إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ أَمَّا بَعْدُ **قَالَهُ** حِيْنَ جَاءَهُ ضِمَادُ الْأَزْدِيُّ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنِّيْ أَرْقِيْ مِنْ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَإِنَّ اللّٰهَ يَشْفِيْ عَلٰى يَدِيْ مَنْ شَاءَ فَهَلْ لَكَ۔

مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہر طرح کی خوبیاں اللہ کے واسطے ہیں ہم اس کو سراہتے ہیں اور اسی سے ہر کام میں مدد مانگتے ہیں جس کو اس نے راہ پر لگایا اس کو کوئی نہیں بہکا سکتا اور جس کو اس نے بہکایا اس کو [illegible] کی راہ پر نہیں لا سکتا۔ اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ کوئی لائق پوجنے کے نہیں خدا کے سوا وہ اکیلا مالک ہے کوئی اس کا ساجھی نہیں اور بیشک محمدؐ اسی کا بندہ ہے اور اسی کا پیغام پہنچانے والا بعد اس کے یہ خطبہ حضرتؐ نے اس وقت فرمایا تھا جب حضرتؐ کے پاس ضماد نام منتر والا آیا تھا سو اس نے کہا تھا کہ مجھ کو آسیب اور دیوانگی جھاڑنے کا منتر آتا ہے اور میرے ہاتھ سے خدا جس کو چاہتا ہے [illegible] سو تجھ کو بھی اگر خواہش ہو تو میں تجھے بھی جھاڑ دوں

**ف** ضماد ازدی یمن کا ایک شخص تھا جھاڑ پھونک میں اس کو دخل تھا جب وہ مکے میں آیا تو مکے کے کافروں نے اس سے کہا کہ معاذ اللہ محمدؐ دیوانہ ہو گیا ہے کچھ آسیب کا اس پر خلل ہے تو اس کو اپنے منتر سے جھاڑ۔ وہ حضرتؐ کے پاس آیا اور حضرتؐ سے جھاڑنے کو پوچھا تب حضرتؐ نے اما بعد تک خطبہ پڑھا بعد حمد اور نعت کے کچھ اور فرمانا چاہتے تھے اس نے حضرتؐ کو روکا اور کہا کہ اس کلام کو پھر پڑھئے۔ حضرتؐ نے اس کو دوبارہ پڑھا۔ اس نے کہا کہ

پھر پڑھئے حضرتؐ نے اس کو تین بار پڑھا پھر ضماد نے کہا کہ میں نجومیوں، جادوگروں اور شاعروں کے بہت کلام سن چکا
ایسا عمدہ کلام تو میں نے کبھی نہیں سنا۔ واللہ اس کلام کی فصاحت کی سمندر کی طرح تھاہ نہیں ملتی۔ یا حضرتؐ اپنا ہاتھ
بڑھائیے میں بیعت اور توبہ کرتا ہوں۔ پھر ضماد مسلمان ہوا۔ سبحان اللہ آسیب جھاڑنے آئے تھے آپ ہی جھاڑے گئے۔

(۴۹۷) م جابرؓ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ حمد و صلوٰۃ کے بعد بات تو یہ ہے کہ بہتر کلام خدا کی کتاب ہے اور بہتر طریقہ محمدؐ کا طریقہ ہے اور نہایت برے کام جو دین میں نئے نکالے گئے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

**ف** یعنی میرے بعد قرآن اور میری سنت پر چلیو اس واسطے کہ قرآن سے بہتر کوئی کلام نہیں اور میرے طریق سے بہتر کسی کا طریق نہیں کہ تم میری راہ چھوڑ کے اور کوئی راہ اختیار کرو پھر دین میں نئے کاموں سے روکا اور ہر ایک بدعت کی گمراہی بیان کی بدعت اس کا نام ہے جس کی شرع میں کچھ اصل نہ ہو۔

## خطبہ نماز سے مختصر ہونا چاہیے۔

(۴۹۸) م عمارؓ اِنَّ طُوْلَ صَلٰوةِ الرَّجُلِ وَقِصَرَ خُطْبَتِهٖ مَئِنَّةٌ مِّنْ فِقْهِهٖ فَاَطِيْلُوا الصَّلٰوةَ وَاَقْصِرُوا الْخُطْبَةَ۔

مسلم میں عمارؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ نماز کو بڑھانا مرد کا اور خطبہ کو گھٹانا پتا ہے اس کی دانائی اور عقلمندی کا سو تم نماز کو بڑھایا کرو اور خطبے کو مختصر اور کم کر کے پڑھا کرو۔

**ف** خطبہ مسلمانوں کی نصیحت کے واسطے ہے کہ عبادت پر مستعد ہیں اور نماز خود عبادت ہے تو جس نے بقدر ضرورت تھوڑا خطبہ پڑھا اور نماز کو بڑھایا تو وہ عقلمند ہے کہ اصل مطلب کو سمجھ گیا اور جس نے خطبے کو بہت لمبا چوڑا پڑھا اور نماز کو گھٹایا جیسا اس زمانے میں اکثر ناواقف امام کرتے ہیں وہ نادان ہیں کہ لوگوں کو تو خطبے میں اطاعت شرع اور عبادت کی نصیحت کرتا ہے اور آپ عمل نہیں کرتا کہ نماز سے عمدہ عبادت میں جلدی مچاتا ہے اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ خطبہ لمبا چوڑا پڑھنا اور نماز میں جلدی کرنا نہایت مکروہ ہے اور صاف حماقت ہے۔

(۴۹۹) م عدی بن حاتم بِئْسَ الْخَطِيْبُ اَنْتَ قُلْ مَنْ يَّعْصِ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالَهٗ لِرَجُلٍ خَطَبَ عِنْدَهٗ فَقَالَ مَنْ يُّطِعِ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى۔

مسلم میں عدی بن حاتمؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تو برا خطیب ہے یوں کہہ کہ جو نافرمانی خدا اور اس کے رسول کی کریگا وہ گمراہ ہوا۔ یہ حضرتؐ نے اس مرد سے کہا جس نے حضرتؐ کے روبرو خطبہ پڑھا سو یوں خطبے میں اس نے کہا تھا کہ جو خدا اور اس کے رسول کی تابعداری کریگا تو اس نے راہ پائی اور جس نے ان دو کی نافرمانی کی سو گمراہ ہوا۔

**ف** اس خطیب کو برا اس واسطے فرمایا کہ اس نے خدا اور رسول کو ایک لفظ میں ملا دیا تھا پھر اس کو ادب سکھلایا کہ علیحدہ علیحدہ کہا کر۔

(۵۰۰) ق جابرؓ اَرَكَعْتَ رَكْعَتَيْنِ قَالَ لَا قَالَ قُمْ فَارْكَعْهُمَا وَيُرْوٰى قُمْ فَارْكَعْ

بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تو دو رکعتیں پڑھ چکا ہے یعنی تحیۃ المسجد کی اس نے کہا کہ نہیں حضرتؐ

رَكْعَتَيْنِ وَتَجَوَّزْ فِيهِمَا قَالَهُ لِسُلَيْكٍ الْغَطْفَانِيِّ حِيْنَ جَاءَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ قَاعِدٌ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَعَدَ سُلَيْكٌ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ۔

فرمایا کہ اٹھ اور ان کو پڑھ لے اور دوسری روایت یوں ہے کہ اٹھ اور دو رکعتیں پڑھ اور ان میں اختصار کر یعنی ہلکی پڑھ یہ حضرتؐ نے سلیک غطفانی سے فرمایا جب کہ وہ جمعے کے دن آیا اور حضرتؐ منبر پر بیٹھے تھے تو سلیک بیٹھ گیا بدون تحیۃ المسجد پڑھے۔

**ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطبے کے وقت بھی تحیۃ المسجد پڑھنا درست ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعیؒ کا اور امام اعظمؒ کے نزدیک خطبے کے وقت تحیۃ المسجد درست نہیں اس واسطے کہ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جب امام خطبہ پڑھنے کو نکلا تو نماز اور کلام نہیں چاہیے۔

## جمعہ کی نماز کے بعد چار یا دو سنتیں پڑھنا چاہئیں

(۵۰۱) م أَبُوهُرَيْرَةَ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا أَرْبَعًا۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو تم لوگوں سے بعد جمعے کے نماز پڑھنا چاہے تو چار رکعتیں سنت پڑھے۔

**ف** اور یہی مذہب ہے امام اعظمؒ کا اور بعد جمعہ کے چھ رکعتوں کی بھی روایت آئی ہے۔

(۵۰۲) م أَبُوهُرَيْرَةَ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا أَرْبَعًا۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کوئی جمعے کے فرض پڑھ چکے تو اس کے بعد چار رکعتیں پڑھے۔

**ف** یہی مذہب ہے امام اعظمؒ اور شافعیؒ کا کہ جمعہ کے بعد چار رکعتیں سنت ہیں اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جمعہ کی چھ رکعتیں سنت ہیں چنانچہ یہ روایت علی مرتضیٰؓ سے ہے۔

## نماز جمعہ کی تاکید اور اس کے چھوڑنے پر سخت وعید

(۵۰۳) م أَبُوهُرَيْرَةَ لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُونُنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ضرور باز رہیں لوگ جمعہ چھوڑنے سے نہیں تو خدا ان کے دلوں پر مہر کر دے گا پھر بیشک وے غافلوں میں ہو جاویں گے۔

**ف** یعنی جمعہ چھوڑنے کی یہ سزا ہے کہ دل پر غفلت کی مہر ہو جاتی ہے اور جب غفلت ہوئی تو رحمت الٰہی سے دور پڑا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کی نماز فرض ہے بدون شرعی عذر کے اس کا ترک کرنا ہرگز درست نہیں۔

## جو شخص خطبہ کے دوران میں مسجد میں آئے اسے دو رکعت نماز پڑھنی چاہئے

(۵۰۴) ق جَابِرٌ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَقَدْ خَرَجَ الْإِمَامُ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ۔

بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا جب کوئی آوے جمعے کے دن اور امام خطبے کے واسطے نکل چکا ہو تو چاہیے کہ دو رکعتیں پڑھ لیوے۔

**ف** یہ حدیث دلیل ہے امام شافعیؒ کی کہ دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنا ضرور ہے اگرچہ امام خطبہ پڑھتا ہو اور امام اعظمؒ کے مذہب میں خطبے کے وقت کوئی نماز درست نہیں خطبے کا سننا فرض ہے سنت کرنے میں فرض فوت ہوتا ہے اور دوسری روایت میں آیا ہے کہ جب امام خطبے کے واسطے نکلے تو کوئی نماز اور کوئی بات کرنا درست نہیں۔

## جمعہ کے دن غسل کرنا

(۵۰۵) ق اِبْنُ عُمَرَ مَنْ جَاءَ مِنْكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ۔

بخاری اور مسلم میں روایت ہے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو جمعہ پاوے وہ نہا دے۔

## جمعہ کے دن خوشبو لگانا

(۵۰۶) ق اَبُوْسَعِيْدٍ اَلْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ وَاَنْ يَّسْتَنَّ وَاَنْ يَّمَسَّ طِيْبًا اِنْ وَّجَدَ۔

بخاری اور مسلم میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا جمعہ کے دن غسل کرنا ہر ایک بالغ جوان پر واجب ہے اور مسواک کرنا اور خوشبو لگانا اگر میسر ہو۔

ف بعضے بموجب اس حدیث کے کہتے ہیں کہ جمعہ کا غسل واجب ہے لیکن اکثر اماموں کے نزدیک غسل واجب نہیں سنت اور مستحب ہے۔ اگر بموجب ظاہر اس حدیث کے غسل کو واجب کہئے تو مسواک اور خوشبو لگانے کو بھی واجب کہئے۔ حالانکہ مسواک اور خوشبو کسی کے نزدیک واجب نہیں تو مطلب حدیث کا یہ کہ غسل واجب ہے یعنی ثابت ہے اور نہایت بہتر ہے۔

## جمعہ کے دن تیل لگانا

(۵۰۷) خ سَلْمَانُ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَتَطَهَّرَ بِمَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ ثُمَّ ادَّهَنَ اَوْ مَسَّ مِنْ طِيْبٍ ثُمَّ رَاحَ فَلَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَ اثْنَيْنِ فَصَلّٰى مَا كُتِبَ لَهٗ ثُمَّ اِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ اَنْصَتَ غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى۔

بخاری میں سلمانؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو نہا جمعے کے دن اور پاک صاف ہوا جتنی صفائی اس سے ہو سکے حجامت بنوائی اور سفید کپڑے پہنے پھر تیل لگایا یا خوشبو پھر دو ڈھلے مسجد میں گیا سو دو بیٹھے ہوؤں کو اس نے نہ چھیڑا پھر نماز پڑھی جتنی اس کی قسمت میں تھی یعنی تحیۃ المسجد اور سنتیں پھر جب منبر پر آیا تو وہ چپکا خطبہ سنتا رہا تو اس شخص کی مغفرت ہو اس وقت سے پچھلے جمعہ تک۔

ف بعضے لوگوں کی عادت ہے کہ جمعہ کے دن دیر کر کے آتے ہیں اور صفیں چیرتے لوگوں کو تکلیف دیتے اول صف میں جاتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صف چیرنا درست نہیں یا پہلے سے اول صف میں بیٹھ رہے یا جہاں جگہ پاوے وہیں بیٹھ جاوے۔

## منبر پر چڑھ کر خطبہ دینا

(۵۰۸) ق سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ مُرِيْ غُلَامَكِ النَّجَّارَ يَعْمَلْ لِيْ اَعْوَادًا اُكَلِّمُ النَّاسَ عَلَيْهَا۔

بخاری اور مسلم میں سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے انصاری عورت سے فرمایا کہ اپنے بڑھئی غلام سے کہدے کہ میرے واسطے لکڑیوں کا منبر بنادے کہ اس پر میں لوگوں سے کلام کیا کروں۔

ف ایک انصاری عورت کا رومی غلام بڑھئی کا کام کرتا تھا حضرتؐ نے اس سے منبر کی فرمائش کی چنانچہ اس نے بنایا تھا حضرتؐ اس پر خطبہ پڑھا کرتے تھے اور جب منبر نہ تھا تو زمین پر ستون کو ٹیک دیکر خطبہ پڑھتے حضرتؐ کو اس میں تکلیف ہوتی تھی۔ ایک صحابی نے جن کا نام تمیم تھا عرض کی کہ یا حضرتؐ منبر بنوا لیجئے جو

...م کے ملک میں ہوتا ہے تب حضرتؐ نے منبر بنوایا۔

## خطبہ میں حمد و ثنا کے بعد لفظ اما بعد کہنا

(۵۰۹) خ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ أَمَّا بَعْدُ فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ وَأَدَعُ الرَّجُلَ وَالَّذِي أَدَعُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الَّذِي أُعْطِي وَلٰكِنِّي أُعْطِي أَقْوَامًا أَرَى فِي قُلُوبِهِمْ مِنَ الْجَزَعِ وَالْهَلَعِ وَأَكِلُ أَقْوَامًا إِلَى مَا جَعَلَ اللّٰهُ فِي قُلُوبِهِمْ مِنَ الْغِنَى وَالْخَيْرِ فِيهِمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ۔

بخاری میں عمرو بن تغلبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ حمد اور صلوٰۃ کے بعد بات تو یہ ہے کہ خدا کی قسم کہ میں دیتا ہوں ایک مرد کو اور چھوڑتا ہوں دوسرے مرد کو سو جس کو میں چھوڑتا ہوں وہ میرے نزدیک زیادہ پیارا ہے اس سے جس کو میں دیتا ہوں لیکن میں تو چند قوموں کو دیتا ہوں اس واسطے کہ میں ان کے دلوں میں بے صبری اور حرص دیکھتا ہوں اور بعضی قوموں کو اس پر چھوڑتا ہوں کہ خدا نے ان کے دلوں میں بے پرواہی اور خیر ڈالی ہے انھیں میں عمرو بن تغلب بھی ہے۔

ف حضرتؐ کے پاس کچھ مال آیا حضرتؐ نے بعضوں کو دیا اور بعضوں کو نہ دیا۔ پھر حضرتؐ کو معلوم ہوا کہ جن کو مال نہیں دیا وے رنجیدہ ہیں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی میرے دینے کو محبت اور نہ دینے کو رنج کا سبب نہ سمجھو بلکہ بالعکس معاملہ ہے کہ بے صبری لالچی لوگوں کو دیتا ہوں اور قناعت والوں کو قناعت پر چھوڑتا ہوں۔

# عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے احکام

## چھوٹی بچیوں کا عید کے دن کھیلنا کودنا اور گانا بجانا

(۵۱۰) ق عَائِشَةُ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيدًا وَهٰذَا عِيدُنَا۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے ابی بکر ہر ایک قوم کی ایک عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے۔

عید کے دن دف بجانا چھوٹی بچیوں کے ساتھ مخصوص ہے۔

ف مصابیح میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ کپڑا اوڑھے لیٹے تھے اور انصاریوں کی دو چھوٹی چھوٹی لڑکیاں دف بجا کر بہادری کے کڑکے گیت گاتی تھیں اتنے میں صدیق اکبرؓ آئے انھوں نے لڑکیوں کو ڈانٹا اور کہا کہ پیغمبر کے گھر میں شیطانی باجے کا کیا کام۔ تب حضرتؐ نے منہ کھول کر یہ حدیث فرمائی یعنی عید کے دن ایسے راگ کا کچھ مضائقہ نہیں اس واسطے کہ اول تو دف بجانا حرام نہیں دوسرے گانے والی لڑکیاں ہیں جوان عورت نہیں جو محل شہوت ہوں تیسرے کوئی مضمون خلاف شرع نہیں بلکہ بہادری دین کی کارآمد چیز ہے اسی حدیث سے بعضے عالموں کا یہ مذہب ہے کہ خوشی کے حالوں میں جیسے شادی اور ختنہ اور عید میں بے مزامیر راگ یا دف کا درست ہے بشرطیکہ دینی کام میں کچھ حرج نہ ہووے اور گانے والا خوبصورت لڑکا اور اجنبی عورت نہ ہو۔ اور راگ کا مطلب خلاف شرع نہ ہو۔ غرضکہ راگ سننے کی عادت ہرگز درست نہیں بلکہ اسی حدیث سے صاف منع ہونا معلوم ہوتا ہے کہ حضرتؐ نے عید کا عذر فرمایا تو معلوم ہوا کہ اس کی عادت کرنا درست نہیں اگرچہ خلاف شرع راگ نہ ہو۔

(۵۱۱) ق عَائِشَةُ دُونَكُمْ يَا بَنِي أَرْفِدَةَ قَالَهُ يَوْمَ عِيدٍ لِلسُّودَانِ وَكَانُوا

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا لو اپنی ڈھال اور برچھیوں کو اے ارفدہ کی اولاد۔ یہ حضرتؐ نے حبش کے

يَلْعَبُوْنَ بِالدَّرَقِ وَالْحِرَابِ۔ دن حبشیوں سے کہا اور وے کھیل رہے تھے ڈھال اور برچھیوں سے۔

**ف** ارفدہ حبش کے جد کا نام ہے جس کی وے سب اولاد ہیں۔ روایت ہے کہ عید کے دن حضرت عائشہ رض کے گھر میں حضرت تھے اور حبشی مسجد کے صحن میں ڈھال اور برچھیوں سے کثرت کرتے تھے تب حضرت نے یہ حدیث فرمائی۔ حضرت نے اس کھیل کو اس واسطے دیکھا کہ یہ جہاد کا وسیلہ ہے پھری گدکے کی کثرت خصوصاً ایسے مباحات کا عید کے دن کچھ مضائقہ نہیں کہ مزید سرور کا سبب ہے۔

## ایام تشریق میں عبادت کرنے کی فضیلت

ذی الحجہ کے پہلے عشرہ (دس دن) کی فضیلت

(۵۱۳) **خ** اِبْنُ عَبَّاسٍ مَا الْعَمَلُ فِيْ اَيَّامٍ اَفْضَلَ مِنْهَا فِيْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ قَالُوْا وَلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ وَلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ يُخَاطِرُ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فَلَمْ يَرْجِعْ بِشَيْءٍ يَعْنِيْ اَيَّامَ الْعَشْرِ۔

بخاری میں عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ عمل کرنا کوئی دنوں میں افضل نہیں ہے ان دنوں سے یعنی ذی الحجہ کے دس دنوں سے۔ اصحاب نے کہا اور راہِ خدا میں جہاد کرنا بھی اس سے افضل نہیں۔ فرمایا اور راہِ خدا میں جہاد کرنا بھی اس سے افضل نہیں مگر اس مرد کا جہاد افضل ہے کہ جو نکلا اپنا جان اور مال نثار کرتا پھر نہ پلٹا کچھ لیکر یعنی شہید ہوگیا۔

**ف** معلوم ہوا کہ عشرۂ ذی الحجہ کے برابر کوئی ایام کی عبادت افضل نہیں۔

## صلوٰۃ استسقا۔ بارش کے واسطے نماز پڑھنے کا بیان

حضور کی دعا سے بارش ہونا

(۵۱۳) **ق** اَنَسٌ اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا **قَالَهٗ** فِي الْاِسْتِسْقَاءِ۔

بخاری اور مسلم میں انس سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ الٰہی ہماری فریاد سن ہم پر مینہ کو برسا الٰہی ہم کو پانی دے۔ یہ حضرت نے پانی کی طلب میں دعا کی۔

**ف** ایک بار حضرت کے وقت میں قحط پڑا حضرت منبر پر جمعہ کا خطبہ پڑھتے تھے کہ ایک گنوار آیا اس نے کہا یا رسول اللہ جانور مر گئے اور لڑکے بالے بھوکوں مرتے ہیں دعا کیجئے خدا پانی برسا دے تب حضرت نے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی تین بار اور آسمان پر کہیں بدلی کا نشان نہ تھا تو یکایک پہاڑ کے پیچھے سے بادل اٹھا اور سارے آسمان پر پھیل گیا اور سات دن لگاتار پانی برسا کہ آفتاب نظر نہ پڑا۔ حضرت دوسرے جمعہ کا خطبہ پڑھتے تھے کہ وہی گنوار پھر آیا اس نے کہا کہ یا رسول اللہ جانور پانی کی کثرت سے ہلاک ہوئے اور راہیں بند ہوگئیں دعا کیجئے کہ خدا مینہ کو روکے تو حضرت نے ہاتھ اٹھائے اور یوں دعا کی کہ الٰہی ہمارے آس پاس پانی برسے ہم پر اب نہ برسے۔ الٰہی ٹیلوں پر پہاڑیوں پر اور نالوں میں اور جنگل کے درختوں میں مینہ برسے۔ تو مدینے کے اوپر سے بادل ٹل گیا ڈھال کی طرح مدینہ خالی ہوگیا۔ آس پاس برسا کیا۔ یہ معجزہ تھا حضرت کا۔

(۵۱۴) **ق** اَنَسٌ اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا۔

بخاری اور مسلم میں انس سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ الٰہی ہمارے آس پاس مینہ برسے ہم پر نہ برسے۔

**ف** اس کا قصہ اس سے پہلی حدیث میں گذر چکا کہ اول حضرت نے مینہ کی دعا کی جب سات روز تک بارش ہوتی رہی تب یہ دعا فرمائی۔

(۵۱۵) ق اَنَسٌ اَللّٰهُمَّ عَلَى الْاٰكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ دَعَا بِهٖ حِيْنَ اسْتَسْقٰى فَقِيْلَ لَهٗ هَلَكَتِ الْاَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ يُمْسِكْهَا عَنَّا۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی پانی برسے ٹیلوں پر اور پہاڑیوں پر اور نالوں کے اندر اور درخت جمنے کے مکانوں پر۔ یہ حضرتؐ نے دعا کی جبکہ اول مینہ مانگا تھا پھر حضرت سے یوں کہا گیا کہ پانی کی کثرت سے جانور مر گئے اور راہیں بند ہو گئیں سو خدا سے دعا کیجئے کہ ہم سے مینہ کو روکے۔

ف اس کا پورا قصہ اوپر مذکور ہو چکا۔

## حضورؐ کا آندھی اور بادل سے خوفزدہ ہو جانا

(۵۱۶) ق عَائِشَةُ يَا عَائِشَةُ مَا يُؤْمِنُنِيْ اَنْ يَّكُوْنَ فِيْهِ عَذَابٌ قَدْ عُذِّبَ قَوْمٌ بِالرِّيْحِ وَقَدْ رَاٰى قَوْمٌ بِالْعَذَابِ فَقَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا قَالَہٗ لَمَّا قَالَتْ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَى النَّاسَ اِذَا رَاَوُا الْغَيْمَ فَرِحُوْا رَجَاءَ اَنْ يَّكُوْنَ فِيْهِ الْمَطَرُ وَاَرَاكَ اِذَا رَاَيْتَهٗ عُرِفَتْ فِيْ وَجْهِكَ الْكَرَاهِيَةُ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عائشہؓ کون چیز مجھ کو نڈر کرتی ہے شاید اس آندھی اور بدلی میں عذاب الٰہی ہو مقرر ایک قوم یعنی عاد پر عذاب ہو چکا ہے آندھی سے اور البتہ قوم نے عذاب الٰہی دیکھا تھا سو کہا تھا کہ یہ بدلی ہمارے لئے پانی کی برسنے والی۔ یہ حضرتؐ نے اس وقت فرمایا جب کہ حضرت عائشہؓ نے کہا تھا یا رسول اللہ میں دیکھتی ہوں لوگوں کو جب بدلی دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اس امید سے کہ اس میں مینہ ہو گا اور میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ جب آپ بدلی دیکھتے ہیں تو آپ کے چہرے پر کراہیت اور گھبراہٹ معلوم ہوتی ہے۔

ف حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرتؐ کو کبھی اس طرح ہنستے نہیں دیکھا کہ حضرتؐ کا خوب مُنہ کھل جاوے مگر مسکراتے تھے اور جب آندھی اور بدلی آتی تو گھبراتے اور دعائے خیر کرتے خوف سے کبھی اٹھتے کبھی بیٹھتے یہی حالت حضرتؐ کی رہتی جب تک پانی نہ برستا تو میں نے اس کا سبب پوچھا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی بے خوف ہونے کا کیا مقام ہے آخر عاد کی قوم اسی طرح ہوا ہی سے برباد ہوئی۔ قول مشہور کہ نزدیکاں را بیش بود حیرانی۔ اس حدیث سے خوب مطلب حل ہوا، بندگی اسی کا نام ہے کہ بندہ اپنے مالک سے ذرا ذرا سی بات میں لرزتا ہے۔

(۵۱۷) م عَائِشَةُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَخَيْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ كَانَ يَقُوْلُهٗ اِذَا عَصَفَتِ الرِّيْحُ۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی میں تجھ سے اس کی بھلائی اور اس کے اندر کی بھلائی اور جس واسطے یہ ہوا بھیجی گئی اس کی بھلائی مانگتا ہوں اور اس کی برائی اور اس کے اندر کی برائی اور جس واسطے یہ بھیجی گئی ہے اس کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں یہ دعا حضرت کرتے تھے جب سخت ہوا چلتی تھی۔

آندھی چلنے وقت

## ارشادِ نبوی: میری مدد پُروا ہوا سے کی گئی ہے اور قوم عاد کو پچھوا ہوا سے ہلاک کیا گیا ہے

(۵۱۸) ق اِبْنُ عَبَّاسٍ نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَاُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ۔

بخاری اور مسلم میں عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مجھ کو فتح نصیب ہوئی پورب کی ہوا سے اور ہلاک ہوئی عاد کی قوم پچھم کی ہوا سے۔

## خدا ہی جانتا ہے بارش کب ہوگی

(۵۱۹) خ ابْنُ عُمَرَ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللّٰهُ لَا يَعْلَمُ أَحَدٌ مَا يَكُونُ فِي غَدٍ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا يَعْلَمُ أَحَدٌ مَا يَكُونُ فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ وَمَا يَدْرِي أَحَدٌ مَتَى يَجِيءُ الْمَطَرُ۔

بخاری میں عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کنجیاں غیب کی پانچ ہیں ان کو کوئی نہیں جانتا سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا کہ عورت کے پیٹ میں کیا ہے لڑکی یا لڑکا اور کوئی جی نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا اور کوئی جی نہیں جانتا کہ کس زمین پر مرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ مینھ کب آوے گا۔

ف یعنی غیب کی بات بالیقین سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا غیب کا دروازہ سارے عالم پر بند ہے اسکی کنجیاں کسی کے پاس نہیں کہ کھولے جب چاہے بے تردد دریافت کرے۔ پیغمبروں کو وحی سے اور اولیا کو الہام سے علم حاصل ہوتا ہے لیکن یہ غیب دانی نہیں خدا کے بتلانے سے معلوم ہوتا ہے۔ علاوہ اس کے وحی اور الہام ہر وقت قابو میں نہیں کہ جب چاہیں دریافت کرلیں نجوم اور رمل اور جفر میں یقین نہیں حاصل ہوتا صرف حساب اور اٹکل ہے ہزار بار مخالف ہوتا ہے کبھی موافق بھی پڑ جاتا ہے اور ہر چند علم طب میں حاملہ عورت کی علامات لکھی ہیں کہ پیٹ میں لڑکی ہے یا لڑکا۔ پھر جب علامات اور قرائن پر مدار ٹھہرا تو غیب دانی نہ ہوئی۔ علاوہ اس کے اکثر خطا بھی ہوتی ہے اور یہ تو کبھی نہیں معلوم ہوتا کہ لڑکا گورا ہے یا کالا اس کے اعضا سب درست ہیں یا ناقص۔ خلاصہ یہ کہ علم غیب خدا کو مخصوص ہے۔ بالیقین بے تردد کسی کو نہیں معلوم ہو سکتا اور یہی عقیدہ ہے اہل اسلام کا جس کے اس اعتقاد میں خلل ہے بالیقین اس کے ایمان میں خلل ہے۔

## سورج گرہن کے وقت نماز پڑھنا

(۵۲۰) ق اَلْمُغِيرَةُ ابْنُ شُعْبَةَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيٰوتِهٖ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَادْعُوا اللّٰهَ وَصَلُّوا حَتّٰى تَنْجَلِيَ۔

بخاری اور مسلم میں مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ سورج اور چاند دو نشانیاں ہیں خدا کی نشانیوں سے کسی کے مرنے جینے سے ان میں گہن نہیں پڑتا پھر جب تم گہن کو دیکھا کرو تو اللہ سے دعا کیا کرو اور نماز پڑھا کرو جب تک کہ وہ روشن ہو جاوے۔

ف جس دن ابراہیم حضرتؐ کے بیٹے کا انتقال ہوا اسی دن گہن پڑا لوگوں نے کہا کہ گہن ابراہیمؑ کی موت سے پڑا تب حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ خدا کی قدرت ہے تمہارا گمان غلط ہے کسی کے مرنے جینے پر گہن موقوف نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگوں میں مشہور ہے کہ جب گہن پڑا تو کوئی سردار مرتا ہے سو غلط بات ہے۔ گہن کی نماز دو رکعت سنت ہے بڑی سورتیں اس میں پڑھے جب تک روشنی نہ ہو ذکر اور دعا میں مشغول رہے اور صدقہ دینا بھی سنت ہے۔

# احکام جنائز

## موت کے وقت لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کی تلقین کرنا

(۵۲۱) م ر اَبُوْسَعِیْدٍ لَقِّنُوْا مَوْتَاکُمْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ مسلم میں ابو سعید سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ سکھلاؤ اپنے مردوں کو لا الہ الا اللہ۔

**ف** یعنی مرنے کے وقت لا الہ الا اللہ پکار کے کہو تا کہ مرنے والا بھی سن کے کہے اور یوں نہ اس سے کہنا چاہیے کہ لا الہ الا اللہ کہہ کہ شاید بدحواسی سے انکار کر بیٹھے۔

## مردے کے حق میں خیر کی دعا کرنا

(۵۲۲) م ر اُمُّ سَلَمَۃَ لَا تَدْعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ اِلَّا بِخَیْرٍ فَاِنَّ الْمَلٰئِکَۃَ یُؤَمِّنُوْنَ عَلٰی مَا تَقُوْلُوْنَ۔ مسلم میں حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ نہ دعا کرو اپنی جانوں کے واسطے سوائے نیک دعا کے اس واسطے کہ فرشتے آمین کہتے ہیں تمہارے کہنے پر۔

**ف** حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ میرا پہلا خاوند یعنی ابو سلمہ مر گیا لوگ اس کے غم میں اپنے واسطے بددعا کرنے لگے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی اس وقت فرشتے موجود ہیں بددعا نہ کرو نہیں تو ان کے آمین کہنے سے وہی کام ہوگا۔

(۵۲۳) م ر اُمُّ سَلَمَۃَ اِذَا حَضَرْتُمُ الْمَیِّتَ فَقُوْلُوْا خَیْرًا فَاِنَّ الْمَلٰئِکَۃَ یُؤَمِّنُوْنَ عَلٰی مَا تَقُوْلُوْنَ۔ مسلم میں حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تم مُردے کے پاس جمع ہو تو اس کے حق میں نیک بات بولا کرو اس واسطے کہ فرشتے آمین کہتے ہیں جو تم کہتے ہو۔

**ف** یعنی جب آدمی مر گیا تو اس وقت فرشتے موجود ہوتے ہیں تمہارے قول پر آمین کہتے ہیں تو اس کے حق میں نیک بات بولو دعا کرو۔ معلوم ہوا کہ مردے کی خوبیاں بیان کرنا اور اس کے واسطے دعا کرنا مستحب ہے اس کے بدکاموں کا ذکر نہ چاہیے۔

## مصیبت کے وقت انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنا اور خیر کی دعا مانگنا چاہئے

(۵۲۴) م ر اُمُّ سَلَمَۃَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ تُصِیْبُہٗ مُصِیْبَۃٌ فَیَقُوْلُ مَا اَمَرَہُ اللّٰہُ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰھُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاَخْلِفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا اِلَّا اَخْلَفَ اللّٰہُ لَہٗ خَیْرًا مِّنْھَا۔ مسلم میں حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی ایسا مسلمان نہیں جس کو مصیبت پہنچے پھر وہ کہے جو خدا نے اس کو فرمایا ہے کہ انا للہ وانا الیہ راجعون یعنی ہم خدا کے ہیں اور اسی کی طرف پھر جانے والے ہیں۔ الٰہی ثواب دے مجھ کو میری مصیبت میں اور پیچھے اس سے بہتر بدلا دے مگر کہ خدا پیچھے اس کے بہتر بدلا اس کو دیتا ہے۔

**ف** جب کوئی مصیبت مسلمان کو ہو تو انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا مستحب ہے ایک بار چراغ گل ہو گیا حضرتؐ نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون اصحاب نے کہا یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چراغ گل ہونا کون بڑی مصیبت ہے جو آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون فرمایا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ مسلمان کو جس سے تکلیف ہو وہی مصیبت ہے یعنی ہر رنج اور تکلیف میں کم ہو یا زیادہ انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا چاہیے۔

(۵۲۵) م اُمُّ سَلَمَۃَ قُوْلِیْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلَہٗ وَاَعْقِبْنِیْ مِنْہُ عُقْبٰی حَسَنَۃً قَالَہٗ لَھَا حِیْنَ مَاتَ اَبُوْ سَلَمَۃَ۔

مسلم میں حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ یوں کہہ کہ الٰہی مجھ کو بخش اور اس کو یعنی خاوند کو اور اس کے بعد مجھ کو اس کا نیک بدلا دے یہ حضرتؐ نے حضرت ام سلمہؓ سے فرمایا جب کہ ابو سلمہ کا انتقال ہوا۔

ف حضرت ام سلمہؓ کے اول خاوند یعنی ابو سلمہ کا جب انتقال ہوا تب حضرتؐ نے ان کو یہ تعلیم کی جو تعالیٰ نے دعا قبول کی حضرتؐ سے ان کا نکاح ہوا۔

(۵۲۶) م اُمُّ سَلَمَۃَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَبِیْ سَلَمَۃَ وَارْفَعْ دَرَجَتَہٗ فِی الْمَھْدِیِّیْنَ وَاخْلُفْہُ فِیْ عَقِبِہٖ فِی الْغَابِرِیْنَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَہٗ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ وَافْسَحْ لَہٗ فِیْ قَبْرِہٖ وَنَوِّرْ لَہٗ فِیْہِ۔

مسلم میں حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی بخش دے ابی سلمہ کو اور اس کا ہدایت والوں میں درجہ بلند کر اور اس کے بعد باقی رہے لوگوں میں تو خلیفہ بن یعنی ان کا حافظ اور نگہبان رہ اور بخش دے ہم کو اور اس کو اے رب العالمین اور اس کی قبر کو کشادہ کر اور اس میں روشنی کر دے۔

ف ابو سلمہ حضرت ام سلمہؓ کے پہلے خاوند تھے جب وے مر گئے تو غسل اور کفن سے پہلے حضرتؐ نے ان کے واسطے یہ دعا کی۔

## مرتے وقت مُردے کی آنکھیں بند کرنا چاہئیں

(۵۲۷) م اُمُّ سَلَمَۃَ اِنَّ الرُّوْحَ اِذَا قُبِضَ تَبِعَہُ الْبَصَرُ۔

مسلم میں حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب روح قبض ہوتی ہے تو آنکھ بھی اس کے پیچھے لگی چلی جاتی ہے۔

ف حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ ابو سلمہ مر گئے تو حضرتؐ تشریف لائے دیکھا تو آنکھ کھلی رہ گئی ہے جیسے مُردوں کی ہوتی ہے۔ پھر حضرتؐ نے اپنے ہاتھ سے آنکھ بند کر دی اور یہ حدیث فرمائی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مُردے کی آنکھ بند کر دینا چاہئے۔

(۵۲۸) م اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ اَلَمْ تَرَوُا الْاِنْسَانَ اِذَا مَاتَ شَخَصَ بَصَرُہٗ قَالُوْا بَلٰی قَالَ فَذٰلِکَ حِیْنَ یَتْبَعُ بَصَرُہٗ نَفْسَہٗ۔

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا تم کیا نہیں دیکھتے ہو آدمی کو جب مر جاتا ہے تو اس کی آنکھ اوپر کی طرف کھلی رہ جاتی ہے لوگوں نے کہا کیوں نہیں حضرتؐ نے فرمایا سو وہ اسوقت ہوتا ہے جبکہ اس کی بینائی جان کر پیروی کرتی ہے۔

ف یعنی جان کے ساتھ بینائی بھی نکل جاتی ہے یہ سبب ہے آنکھ کے کھلے رہنے کا۔

## عزیز کے مرنے پر صبر کرنا چاہیے

سوگ منانے کیلئے بیٹھنا جائز نہیں۔

(۵۲۹) خ[غ] اُمُّ سَلَمَۃَ اَتُرِیْدِیْنَ اَنْ تُدْخِلِی الشَّیْطَانَ بَیْتًا اَخْرَجَہُ اللّٰہُ مِنْہُ قَالَہٗ لِامْرَاَۃٍ جَاءَتْ تُسْعِدُ

بخاری میں حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تو چاہتی ہے کہ شیطان کو اس گھر میں داخل کرے جس سے خدا نے اس کو نکالا ہے۔ یہ حضرتؐ نے اس عورت سے فرمایا جو ابی سلمہ

[غ] صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۰۰۔ حدیث مذکور صرف مسلم شریف میں ہے بخاری میں نہیں۔ (چشتی)

أُمُّ سَلَمَةَ عَلَى الْبُكَاءِ عَلَى أَبِي سَلَمَةَ۔ کی موت پر ام سلمہ کو رولانے آئی تھی۔

**ف** حضرت ام سلمہؓ کے اول خاوند کا نام ابی سلمہ تھا جب وے مر گئے تب کوئی عورت ان کو رُلانے آئی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی ایمان کی برکت سے شیطان اس گھر سے دور ہوا ہے اب رونے اور پیٹنے سے شیطان کو پھر اس گھر میں نہ داخل کر۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ رونے پیٹنے کے واسطے محفل کرنا شیطانی کام ہے مصیبت میں صبر چاہیے نہ کہ ہائے ہائے مچائے۔

## صبر شروع مصیبت کے وقت معتبر ہے

(۵۳۰) **ق** انسؓ اَلصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰی۔ بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ صبر کا ثواب اول صدمے کے نزدیک ہے۔

**ف** ایک عورت قبر پر روتی تھی حضرتؐ ادھر سے نکلے اس عورت سے فرمایا کہ خدا سے ڈر اور صبر کر۔ اس نے کہا میرے پاس سے ٹل جائیے تم پر وہ مصیبت نہیں پڑی جو مجھ پر پڑی لیکن وہ عورت حضرتؐ کو نہیں پہچانتی تھی کسی نے اس سے کہا یہ تو حضرتؐ تھے تب وہ گھبرائی اور پچتائی پھر حضرتؐ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ یا حضرتؐ میں نے آپ کو نہیں پہچانا تھا یعنی اب میں آپ کا حکم مانتی ہوں اور صبر کرتی ہوں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی ابتدائے مصیبت صبر کا وقت ہے اور اسی صبر کا شرع میں ثواب اور اعتبار ہے اس واسطے کہ جب مصیبت کو بہت مدت گذرے تو آدمی کو خود بخود صبر آجاتا ہے ایماندار ہو یا کافر تو اس صبر کا کچھ اعتبار نہیں۔

## عزیزوں کے رونے سے کیا میت پر عذاب ہوتا ہے؟

(۵۳۱) **ق** عمرؓ اَلْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ مَا نِيحَ عَلَيْهِ۔ بخاری اور مسلم میں عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مردے پر عذاب ہوتا ہے قبر میں، نوحہ کرنے سے۔

**ف** نوحے سے میت پر عذاب اس صورت میں ہے کہ وہ اپنے اوپر نوحہ کرنے کی وصیت کر جاوے یا کہ اس کے خاندان میں نوحہ گری ہوتی ہو اور وہ باوجود قدرت کے منع نہ کرے۔

## نسب پر فخر کرنا اور دوسروں کے نسب میں عیب نکالنا درست نہیں

(۵۳۲) **م** ابُو مَالِكٍ الْاَشْعَرِيُّ اَرْبَعٌ فِي اُمَّتِي مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتْرُكُوْنَهُنَّ الْفَخْرُ بِالْاَحْسَابِ وَالطَّعْنُ بِالْاَنْسَابِ وَالْاِسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُوْمِ وَالنِّيَاحَةُ۔ مسلم میں ابو مالکؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ چار خصلتیں میری امت میں زمانہ کفر کی رسمیں ہیں جن کو نہ چھوڑیں گے ایک تو بڑائی مارنا اپنے خاندانوں پر دوسرے عیب لگانا لوگوں کے نسب میں تیسرے مینہ کو چاہنا تاروں سے یعنی نکھت کی تاثیر سے مینہ کو سمجھنا۔ چوتھے نوحہ کرنا۔

زمانہ جاہلیت کی رسوم ان چار باتوں میں۔

**ف** فی الحقیقت یہ کفر کی رسمیں اس امت میں جاری ہیں تمام عوام اعتقاد نجوم اور نوحہ گری میں گرفتار ہیں اور خاندان پر فخر کرنا اور غیروں کے نسب میں طعنہ کرنا اکثر خواص میں بھی موجود ہے اللہ پناہ میں رکھے۔

## میت کو تین بار یا پانچ بار غسل دینا اور آخر میں کافور ملنا مستحب ہے

(۵۳۳) **ق** اُمِّ عَطِيَّةَ وَاسْمُهَا نُسَيْبَةُ بخاری اور مسلم میں ام عطیہ سے جس کا نسیبہ بنت کعب نام ہے

بِنْتُ كَعْبٍ اِغْسِلْنَهَا ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ رَاَيْتُنَّ ذٰلِكِ وَاجْعَلْنَ فِي الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا اَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُوْرٍ فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِيْ۔

روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کو غسل دو تین بار یا پانچ یا اس سے بھی زیادہ اگر تم اس کو دیکھو اور اخیر غسل میں کافور ڈالو یا حضرتؐ نے یوں فرمایا کہ تھوڑا سا کافور ڈالو پھر جب تم غسل دینے سے فراغت پاؤ تو مجھ کو خبر کرو۔

**ف** حضرتؐ کی بیٹی کا انتقال ہوا تھا عورتیں ان کو غسل دیتی تھیں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی معلوم ہوا کہ غسل تین بار پر موقوف نہیں جہاں تک کہ طہارت اور صفائی حاصل ہو غسل دینا درست ہے اور اخیر غسل میں کافور ڈالنا سنت ہے۔

## غسل دینے میں دائیں جانب سے ابتدا کرنی چاہئے

(۵۳۴) **ق** اُمُّ عَطِيَّةَ اِبْدَاْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا قَالَهٗ لِلنِّسَاءِ اللَّاتِيْ غَسَلْنَ ابْنَتَهٗ وَهِيَ زَيْنَبُ زَوْجَةُ اَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيْعِ وَكَانَتْ اَكْبَرَ بَنَاتِهٖ۔

بخاری اور مسلم میں ام عطیہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اس کی داہنی طرفوں سے اور وضو کے مقاموں سے غسل دینا شروع کرو، یہ حضرتؐ نے ان عورتوں سے فرمایا جو حضرتؐ کی بیٹی کو غسل میت دیتی تھیں ان کا نام زینب تھا ابوالعاص بن ربیع کی بی بی حضرت کی بیٹیوں میں یہی سب سے بڑی تھیں۔

**ف** معلوم ہوا کہ میت کا داہنی طرف سے غسل شروع کرنا سنت ہے اور داہنی طرف میں وضو کے مقاموں کو یعنی منہ اور ہاتھ کو مقدم کرے۔

## کفن میں زیادہ کپڑے میسر نہ آئیں تو ایک کپڑا بھی کفایت کرتا ہے

(۵۳۵) **ق** خَبَّابُ بْنُ الْاَرَتِّ ضَعُوْهَا مِمَّا يَلِيْ رَاْسَهٗ وَاجْعَلُوْا عَلٰى رِجْلَيْهِ مِنَ الْاِذْخِرِ يَعْنِيْ مُصْعَبَ بْنَ عُمَيْرٍ حِيْنَ اسْتُشْهِدَ بِاُحُدٍ

بخاری اور مسلم میں خباب بن ارتؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کملی کو اس کے سر کی طرف ڈالو اور اس کے دونوں پاؤں پر گھاس رکھو یعنی مصعب بن عمیرؓ کے جبکہ وہ جنگ احد میں شہید ہوئے۔

**ف** جب مصعب شہید ہوئے تو سوائے ایک کملی کے کفن میسر نہ آیا اور کملی بھی ایسی چھوٹی تھی کہ اگر سر پر ڈالتے تھے تو پاؤں کھلتے تھے اور اگر پاؤں پر ڈالتے تھے تو سر کھلتا تھا۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی معلوم ہوا کہ جب کچھ میسر نہ آوے تو کفن میں ایک ہی کپڑا کفایت کرتا ہے۔

## میت کو اچھا کفن دینا چاہئے

(۵۳۶) **م** جَابِرٌ اِذَا كَفَّنَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُحَسِّنْ كَفَنَهٗ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کوئی اپنے بھائی مسلمان کو کفن دیوے تو چاہئے اچھا ستھرا کفن دیوے۔

**ف** یہ مطلب نہیں کہ بہت قیمتی ہو بلکہ حلال مال کا سفید صاف پاک کپڑا مراد ہے اور اس کی قدر اور لیاقت کے

## کفن دفن میں عجلت کرنی چاہئے

(۵۳۷) **ق** اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَرَّبْتُمُوْهَا اِلَى الْخَيْرِ

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جلدی لیجایا کرو جنازے کو سواسطے کہ اگر مردہ نیک ہے

إِنْ كَانَتْ غَيْرَ ذٰلِكَ كَانَ شَرًّا تَضَعُوْنَهٗ عَنْ رِقَابِكُمْ۔ — اس کو تم نے بہتری سے نزدیک کردیا یعنی قبر میں جاکر ثواب پاویگا اور اگر نیک نہیں تو تم نے اپنی گردن سے شر کو اتارا۔

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کفن دفن میں جلدی کرنا مستحب ہے۔

## مردے کے بارے میں حضورؐ کا ارشاد

(۵۳۸) ق اَبُوْقَتَادَةَ الْحَارِثُ بْنُ رِبْعِيٍّ مُسْتَرِيْحٌ وَّمُسْتَرَاحٌ مِّنْهُ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ الْمُسْتَرِيْحُ وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ فَقَالَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيْحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَ الْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيْحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَ الْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ۔ — بخاری اور مسلم میں ابو قتادہؓ سے جن کا حارث بن ربعی نام ہے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ مردہ آرام پانے والا ہے یا آرام دینے والا۔ اصحابؓ نے کہا یا رسول اللہؐ آرام پانے والا اور آرام دینے والا کیسا؟ تو حضرتؐ نے فرمایا کہ ایماندار بندہ دنیا کے رنج اور مصیبت سے آرام پاتا ہے اور ظالم فاسق بندے سے آدمی اور بستیاں اور درخت اور جانور آرام پاتے ہیں۔

ف حضرتؐ کے سامنے ایک جنازہ نکلا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی مومن متقی کے حق میں دنیا قید خانہ ہے جہاں وہ مرگیا عذاب سے چھوٹا۔ ایمان اور عبادت کی برکت سے قبر ہی سے بہشت کی لذت کا نمونہ پانے لگا اور ظالم فاسق بے قید ہوتا ہے ہر ایک مخلوق کو ناحق تکلیف دیتا ہے تو اس کی موت سے عالم کو آرام ہے۔

## جنازہ اور دفن میں شرکت کا ثواب

(۵۳۹) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتّٰى يُصَلِّيَ عَلَيْهَا فَلَهٗ قِيْرَاطٌ وَّمَنْ شَهِدَهَا حَتّٰى تُدْفَنَ فَلَهٗ قِيْرَاطَانِ قِيْلَ وَمَا الْقِيْرَاطَانِ قَالَ مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيْمَيْنِ۔ — بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو جنازہ پر آیا یہاں تک کہ نماز اس پر پڑھی تو اس کو قیراط بھر ثواب ہے اور جو حاضر رہا یہاں تک کہ دفن ہوچکا تو اس کو دو قیراط بھر ثواب ہے۔ لوگوں نے پوچھا یا حضرت دو قیراط کتنے بڑے؟ فرمایا کہ دو بڑے پہاڑ کے برابر۔

## چالیس مسلمانوں کا نماز جنازہ پڑھنا میت کی مغفرت کا سبب ہے

(۵۴۰) م اِبْنُ عَبَّاسٍ مَا مِنْ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ عَلٰى جَنَازَتِهٖ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيْهِ۔ — مسلم میں عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں ایسا کوئی مرد مسلمان جو مرجاوے پھر اس کے جنازے پر چالیس مرد جو شرک نہ کرتے ہوں خدا کے ساتھ نماز پڑھنے کھڑے ہوں مگر کہ خدا ان کی سفارش اس کے حق میں قبول کرتا ہے۔

ف معلوم ہوا کہ چالیس مسلمان موحد کا نماز پڑھنا سبب ہے میت کی مغفرت کا۔ عبد اللہ بن عباسؓ اکثر کے جنازے کی نماز کے واسطے چالیس مسلمان جمع کرتے تھے بموجب اس حدیث کے۔ اور حضرت عائشہؓ کی روایت میں سو مسلمانوں کا ذکر ہے تو جب چالیس کی سفارش قبول ہے سو کی زیادہ تر قبول ہوگی اور بعضی حدیث میں آیا ہے کہ تین صفیں کریں۔

(۵۴۱) م عَائِشَةُ مَا مِنْ مَّيِّتٍ تُصَلِّيْ — مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا

عَلَيْهِ اُمَّةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَبْلُغُوْنَ مِائَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُوْنَ لَهٗ اِلَّا شُفِّعُوْا فِيْهِ۔

کہ کوئی مردہ نہیں جس پر مسلمان کا گروہ کہ شمار میں سو کو پہنچ گئے ہوں جنازے کی نماز پڑھیں اور سب لوگ اس کی مغفرت کی سفارش کریں مگر کہ ان کی سفارش قبول ہوگی اس کے حق میں۔

**ف** عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں چالیس خالص مسلمان کی سفارش کا ذکر ہے اور اس حدیث میں سو کا ذکر ہے تو مطلب یہ کہ اگر خالص مسلمان ہوں تو چالیس ہی کی دعا کفایت کرتی ہے اور نہیں تو سو مسلمان کی دعا مقبول ہے

## مسلمان میت کی جیسی گواہی دیتے ہیں ویسا ہی اس کا انجام ہوتا ہے

(۵۴۲) **م** اَنَسٌ مَنْ اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ۔

صحیح مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس کو تم نے بھلا کہا اس کو بہشت واجب ہوئی اور جس کو تم نے برا کہا دوزخ اس کو واجب ہوئی تم خدا کے گواہ ہو زمین میں تم خدا کے گواہ ہو زمین میں۔ تم خدا کے گواہ ہو زمین میں۔

**ف** مصابیح میں روایت ہے کہ ایک جنازہ نکلا۔ اصحابؓ نے اس کی تعریف کی۔ دوسرا جنازہ نکلا اصحابؓ نے اس کو بد کہا۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی اور اسی مضمون کی حدیث صحیح بخاری میں بھی ہے کچھ ایک دو لفظ کا فرق ہے۔ معلوم ہوا کہ اصحاب بلکہ ہر وقت کے دیندار خدا کے گواہ ہیں ان کی تعریف کرنے اور بد کہنے کو بڑا دخل ہے اور دنیادار اور فاسق کی تعریف اور برا کہنے کا کچھ اعتبار نہیں۔ اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ اصحاب اور مجتہدوں کا اجماع اور اتفاق حجت ہے اور کامل سند ہے۔ اور بزار کی کتاب میں عامر سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کوئی بندہ مر گیا اور خدا اس کی بدی جانتا ہے اور لوگ تعریف کریں تو خدا اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میں نے اپنے بندوں کی گواہی قبول کی اور اس کے گناہ دیدہ و دانستہ معاف کئے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ مثل مشہور ٹھیک ہے کہ زبان خلق نقارۂ خدا۔

## حضور کا معجزہ

(۵۴۳) **م** عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ وَجَابِرٌ اِنَّ اَخَاكُمْ قَدْ مَاتَ فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا عَلَيْهِ۔

مسلم میں عمران بن حصینؓ اور جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے اصحابؓ سے فرمایا کہ آج تمہارا بھائی مر گیا اٹھو اس کے جنازے کی نماز پڑھو۔

**ف** ملک حبش کا بادشاہ نجاشی نصرانی مذہب اور انجیل کا عالم تھا مسلمانوں سے حضرتؐ کا حال دریافت کر کے قرآن سن کر حضرتؐ پر بے دیکھے ایمان لایا۔ مسلمانوں کے ساتھ بہت سلوک کیا کرتا تھا۔ جس دن وہ حبش میں مر گیا اسی دن حضرتؐ نے مدینے میں خبر دی اور یہ حدیث فرمائی۔ پھر عیدگاہ میں صف باندھ کر اس کی نماز پڑھی۔ معجزہ ہے حضرتؐ کا کہ دور کی خبر دی اور مطابق پڑی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غائب پر نماز پڑھنا درست ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعیؒ کا۔ حنفی مذہب کہتے ہیں کہ یہ بات حضرتؐ کو خاص تھی شاید زمین طے ہوگئی ہو اور دور نزدیک ہوگیا ہو۔ اوروں کو غائب پر نماز پڑھنا درست نہیں۔

## نماز جنازہ کے لئے لوگوں کو بلانا

(۵۴۴) م ابو ھریرۃ اِنَّ ھٰذِہِ الْقُبُوْرَ مَمْلُوَّۃٌ ظُلْمَۃً عَلٰی اَھْلِھَا وَاِنَّ اللّٰہَ یُنَوِّرُھَا لَھُمْ بِصَلٰوتِیْ عَلَیْھِمْ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر یہ قبریں اندھیرے سے بھری ہیں مُردوں کے حق میں اور البتہ خدا ان کو روشن کردیتا ہے میری دعا سے ان پر۔

ف ایک آدمی رات کو مرگیا اصحابؓ نے اس کی حضرتؐ کو خبر نہ کی صبح کو جب آپ نے اس کی قبر کو دیکھا تو پوچھا یہ کس کی قبر ہے۔ لوگوں نے حال کہا کہ فلانے آدمی کی ہے حضرتؐ نے فرمایا ہم کو کیوں نہ خبر کی۔ بعد اس کے یہ حدیث فرمائی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردے کی نماز کے واسطے لوگوں کو بلانا مستحب ہے۔

## جنازہ دیکھکر کھڑے ہوجانا بہتر ہے اور بیٹھے رہنا جائز

(۵۴۵) ق عامر بن ربیعۃ بن ثمامۃ اِذَا رَاَیْتُمُ الْجَنَازَۃَ فَقُوْمُوْا حَتّٰی تُخَلِّفَکُمْ ھٰذَا حَدِیْثٌ مَنْسُوْخٌ۔

بخاری اور مسلم میں عامر بن ربیعہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تم جنازہ دیکھو تو اٹھ کھڑے ہو یہانتک کہ تم سے آگے بڑھ جاوے۔ یہ حدیث منسوخ ہے۔

ف اول یہ حکم تھا پھر حضرتؐ نے موقوف کیا۔

## جنازہ زمین پر رکھنے سے پہلے نہ بیٹھنا چاہئے

(۵۴۶) م ابو سعید اِذَا اتَّبَعْتُمُ الْجَنَازَۃَ فَلَا تَجْلِسُوْا حَتّٰی تُوْضَعَ۔

مسلم میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تم پیچھے جنازے کے چلو نہ بیٹھا کرو جب تک گردنوں سے زمین پر رکھا نہ جاوے۔

ف سنت یہی ہے کہ بدون جنازہ رکھے نہ بیٹھے کہ اکثر جنازہ اٹھانے والوں کو مدد کی حاجت ہوتی ہے بے جنازہ رکھے بیٹھنا مکروہ ہے۔

## میت کے حق میں دعا کرنا

(۵۴۷) م عوف بن مالک ن الاشجعی اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ وَارْحَمْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ وَاَکْرِمْ نُزُلَہٗ وَوَسِّعْ مَدْخَلَہٗ وَاغْسِلْہُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّہٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْہُ دَارًا خَیْرًا مِّنْ دَارِہٖ وَاَھْلًا خَیْرًا مِّنْ اَھْلِہٖ وَزَوْجًا خَیْرًا مِّنْ زَوْجِہٖ وَاَدْخِلْہُ الْجَنَّۃَ وَاَعِذْہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ اَوْمِنْ عَذَابِ النَّارِ قَالَہٗ حِیْنَ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَۃٍ۔

مسلم میں عوف بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی اس کو بخش اور اس پر رحم کر اور اس کو عافیت اور آرام دے اور اس کا گناہ معاف کر اور اس کی عزت سے مہمانی کر اور اس کے بیٹھنے کے مقام کو کشادہ کر یعنی قبر کو اور اس کو دھو پانی سے اور برف سے اور اولے سے یعنی اس کو پاک کر طرح طرح کے کرم سے اور اس کو صاف کر ڈال گناہوں سے جیسے تو سفید کپڑے کو میل [illegible] اور بدل دے اس کو گھر اس کے گھر سے بہتر اور عوض دے وار لوگ اس علاقے وار لوگوں سے بہتر اور جورو بدل دے اس کی جورو سے بہتر اور ڈال دے اس کو بہشت میں اور بچادے اس کو قبر کے عذاب سے۔ یا یوں فرمایا کہ دوزخ کے عذاب سے یہ حضرتؐ نے دعا کی جب جنازے کی نماز پڑھی۔

جنازہ کی دعا جو تمام مطالب کیلئے جامع ہے۔

ف اس حدیث کے راوی نے کہا کہ جب حضرتؐ نے اس میت کے واسطے اس تفصیل سے دعا کی توجھ کو تمنا ہوئی کہ کاش میں بجائے اس میت کے ہوتا۔

## قبروں پر بیٹھنا اوران کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا جائز نہیں

(۵۴۸) م ابو مرثد ن الغنوي لا تجلسوا على القبور ولا تصلوا اليها۔

مسلم میں ابو مرثدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قبروں پر نہ بیٹھ کرو اوران کی طرف نماز نہ پڑھا کرو۔

ف یعنی قبروں کو ایسا ذلیل بھی نہ کرو کہ اس پر بیٹھو اور پاخانہ اور پیشاب کرو اور اتنی تعظیم بھی نہ کرو کہ ان کو قبلہ بنا کر اُدھر نماز پڑھو، یا ان سے دعا مانگو معلوم ہوا کہ قبروں پر نماز درست نہیں۔

(۵۴۹) م ابو هريرة لان يجلس احدكم على جمرة فتحرق ثيابه فتخلص الى جلده خير له من ان يجلس على قبر۔

مسلم میں ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ آدمی کا بیٹھنا چنگاری پر کہ اس کا کپڑا جلا کر کھال کو لگے یہ بہتر ہے اس کے حق میں قبر پر بیٹھنے سے۔

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر پر بیٹھنا یا قبروں پر چلنا پھرنا سخت گناہ ہے۔

## یتیم کے ساتھ سلوک اور احسان کرنا چاہیے

(۵۵۰) م جابر بن سمرة كم من عذق معلق او مدلى ويروى مذلل في الجنة لابي الدحداح۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا بہتیرے خرما کے گچھے لٹک رہے ہیں یا جھک رہے ہیں ابودحداح کے واسطے اور دوسری روایت یوں ہے کہ بہشت میں گچھے ایسے جھک رہے ہیں کہ ان کا توڑنا نہایت آسان ہے۔

ف ایک یتیم اور ابولبابہ سے ایک خرمے کے درخت پر جھگڑا تھا۔ یتیم رونے لگا حضرتؐ نے ابولبابہؓ سے فرمایا کہ اگر تو اس کو درخت دے ڈالے تو بہشت میں اس کے عوض خرمے کے گچھے پاوے۔ ابولبابہ نے درخت دیدیا۔ ابودحداح نے وہ درخت ابولبابہ سے مول لیکر اس یتیم کو دیا جب ابودحداح مر گئے حضرتؐ نے ان کے جنازے کی نماز پڑھ کے یہ حدیث فرمائی۔ اس حدیث میں اشارہ ہے کہ یتیم سے سلوک اور احسان کرنا خدا کو نہایت پسند ہے۔

## مردوں کے حق میں مغفرت کی دعا مانگنا

(۵۵۱) م عايشة يا عايشة مالك حشيا رابية قالت قلت لا شيء فقال لتخبرني او ليخبرني اللطيف الخبير قالت قلت يا رسول الله بابي انت وامي فاخبرته قال فانت السواد الذي رايت امامي قلت نعم فلهدني في صدري لهدة اوجعتني ثم قال اظننت ان يحيف الله عليك ورسوله قالت مهما

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عائشہ کیا تیرا حال ہے جو دم پھولی اور ہانپتی ہے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ کس چیز سے یعنی کوئی سبب نہیں میرے ہانپنے کا، تو حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کا سبب بتلادے یا تو پھر مجھکو ظاہر باطن کا دانا خبردار بتلا دیگا حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے کہا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان پھر میں نے حضرتؐ کو سب حال بتلا دیا حضرتؐ نے فرمایا تو ہی تھی سیاہ سیاہ جس کو میں نے اپنے آگے دیکھا میں نے کہا کہ ہاں۔ سو حضرتؐ نے مہربانی سے میری چھاتی میں ایسا دھکا مارا

يَكْتُمِ النَّاسُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ جِبْرِيْلَ اَتَانِيْ حِيْنَ رَأَيْتِ فَنَادَانِيْ فَاَخْفَاهُ مِنْكِ فَاَجَبْتُهُ فَاَخْفَيْتُهُ مِنْكِ وَلَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ عَلَيْكِ وَقَدْ وَضَعْتِ ثِيَابَكِ فَظَنَنْتُ اَنْ قَدْ رَقَدْتِ فَكَرِهْتُ اَنْ اُوْقِظَكِ وَخَشِيْتُ اَنْ تَسْتَوْحِشِيْ فَقَالَ اِنَّ رَبَّكَ يَأْمُرُكَ اَنْ تَأْتِيَ اَهْلَ الْبَقِيْعِ فَتَسْتَغْفِرَ لَهُمْ

کہ میرے درد ہونے لگا۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تونے یہ گمان کیا کہ خدا اور رسول اس کا تجھ پر ظلم کریگا یعنی تیری باری کی رات کسی اور بی بی کے پاس میں جانا۔ حضرت عائشہؓ نے کہا جس چیز کو لوگ چھپاتے ہیں خدا اس کو جانتا ہے حضرتؐ نے فرمایا ہاں جانتا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ جبرئیلؑ میرے پاس آیا تھا جبکہ تونے دیکھا پھر اس نے مجھ کو پکارا اور تجھ سے چھپایا سو میں نے اس کو جواب دیا اور تجھ سے میں نے چھپایا اور جبرئیلؑ کبھی تیرے پاس نہ آیا تھا اور تو اپنے کپڑے اتار چکی تھی اور میرے گمان میں یہ آیا تھا کہ تو سوگئی۔ سو مجھ کو برا لگا کہ تجھ کو جگاؤں اور ڈرا میں کہ تو گھبرائیگی سو جبرئیلؑ نے کہا کہ مقرر تیرا رب تجھ کو یہ حکم کرتا ہے کہ تو بقیع کے قبرستان والے مردوں کے پاس جا پھر ان کے واسطے مغفرت مانگ۔

**ف** حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میری باری کی رات حضرتؐ میرے پاس تشریف لائے اور ازار لیٹے کہ حضرتؐ کے گمان میں میں سوگئی پھر حضرتؐ اٹھے اور آہستہ اپنی چادر لی اور آہستہ جوتا پہنا اور آہستہ دروازہ کھولا مجھ کو یہ رشک آیا کہ شاید حضرتؐ کسی اور بی بی کے پاس جاتے ہیں سو میں بھی اپنی کرتی پہن اور اوڑھنی اوڑھ کے حضرتؐ کے پیچھے چلی یہانتک کہ حضرتؐ قبرستان میں گئے اور بہت دیر تک وہاں کھڑے رہے۔ پھر حضرتؐ نے تین بار ہاتھ اٹھا کر دعا کی بعد اس کے حضرتؐ وہاں سے پھرے تو میں بھی پھری، حضرتؐ جھپٹے میں بھی جھپٹی سو میں جلدی سے آگے آکر لیٹ رہی جب حضرتؐ آئے تب یہ حدیث فرمائی۔ بقیع مدینے کے قبرستان کا نام ہے حضرتؐ کے مکان سے نہایت متصل ہے کئی قدم کا فرق ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبرستان میں جانا اور مردوں کے واسطے دعا کرنا سنت ہے۔

**(۵۵۲) م** عَائِشَةُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی بقیع غرقد والے مردوں کو بخش۔

**ف** بقیع الغرقد مدینے کے قبرستان کا نام ہے۔ اس دعا میں بشارت ہے مغفرت کی ان کو جو مدینہ میں مرے۔ وہاں دفن ہوئے

## مشرکین کے حق میں دعائے مغفرت کرنے کی ممانعت

**(۵۵۳) م** اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِسْتَأْذَنْتُ رَبِّيْ اَنْ اَسْتَغْفِرَ لِاُمِّيْ فَلَمْ يَأْذَنْ لِيْ وَاسْتَأْذَنْتُهُ اَنْ اَزُوْرَ قَبْرَهَا فَاَذِنَ لِيْ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے اجازت مانگی کہ اپنی ماں کی مغفرت مانگوں سو مجھ کو اجازت نہ دی اور میں نے اجازت مانگی کہ اس کی قبر کی زیارت کروں سو مجھ کو زیارت کی اجازت دی۔

**ف** حضرتؐ نے جب اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی تو حضرتؐ روئے اور ساتھ والے روئے اور فرمایا کہ زیارت کیا کرو قبروں کی کہ اس سے موت یاد پڑتی ہے۔ اگر کوئی کہے کہ قرآن میں مشرکوں کے واسطے مغفرت مانگنا منع ہے پھر حضرتؐ نے اپنی ماں کی مغفرت مانگنے کا کیوں ارادہ کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرتؐ کو اپنے اختصاص کی امید

ہو گی یعنی ہر چند اوروں کو مشرکوں کے واسطے مغفرت مانگنا درست نہیں مگر شاید مجھ کو درست ہو علی الخصوص کہ حضور کے سبب سے ابو طالب کے عذاب میں تخفیف ہوئی تھی یا کہ یہ اجازت مانگنا منع ہونے سے قبل ہوا ہو۔

## حضورؐ کا ارشاد۔ عزیزوں کے رونے سے میت پر عذاب ہوتا ہے

(۵۵۴) ق عَائِشَۃُ اِنَّہُ لَیُبْکٰی عَلَیْھَا وَاِنَّھَا لَتُعَذَّبُ فِیْ قَبْرِھَا یَعْنِیْ یَھُوْدِیَّۃً۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ حال یہ ہے کہ لوگ اس یہودی عورت پر روتے ہیں اور اس کی قبر میں اس پر عذاب ہو رہا ہے۔

ف ایک یہودی عورت مر گئی تھی لوگ اس کے روتے تھے حضرت اُدھر سے نکلے تب یہ حدیث فرمائی۔

(۵۵۵) خ عُمَرُ مَنْ نِیْحَ عَلَیْہِ یُعَذَّبُ بِمَا نِیْحَ عَلَیْہِ۔

بخاری میں عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس مردے پر نوحہ ہوا تو اس پر عذاب ہوتا ہے نوحے کے سبب سے۔

ف کفار عرب کی عادت تھی کہ مرتے وقت وصیت کرتے تھے کہ ہم کو خوب رونا اور ہماری خوبیاں بیان کرنا تو اس واسطے حضرتؐ نے فرمایا کہ نوحے سے عذاب ہوتا ہے یعنی جس نوحے کی میت وصیت کر جاوے اور دوسرا مطلب یہ کہ جس کے خاندان میں نوحہ کر کے رونے کی عادت ہو اور وہ منع نہ کرے تو اس کے مرنے کے بعد جو اس پر نوحہ ہو گا تو اس پر اس کا عذاب ہو گا اس سبب سے کہ وہ منع کرنے پر قادر تھا کیوں نہ منع کر گیا اور اگر بعد اس کے منع کرنے کے لوگ نہ مانیں گے تو اس کا کچھ قصور نہیں اس واسطے کہ خدا عادل ہے ایک کا گناہ دوسرے کی گردن پر نہیں ڈالتا۔

## میت پر رونا پیٹنا جائز نہیں

(۵۵۶) ق عَائِشَۃُ اِذْھَبْ فَاحْثُ فِیْ اَفْوَاھِھِنَّ مِنَ التُّرَابِ یَعْنِیْ نِسَآءَ جَعْفَرَ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ حِیْنَ اَکْثَرْنَ الْبُکَآءَ عَلَیْہِ قَالَہٗ لِرَجُلٍ قَالَ لَقَدْ غَلَبْنَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جا اور ان کے منہ میں خاک جھونک دے یعنی جعفر بن ابی طالب کی عورتوں کے جب انھوں نے بکثرت زور زور سے جعفر پر رونا شروع کیا۔ یہ حضرتؐ نے اس مرد سے فرمایا جس نے کہا تھا یا رسول اللہ عورتیں ہم پر غالب ہو گئیں یعنی کہنا نہیں مانتیں اور رونے سے باز نہیں رہتی ہیں۔

ف جعفر طیار کو حضرت نے لڑائی پر بھیجا تھا جب ان کی شہادت کی خبر آئی تو حضرت کو بہت غم ہوا اور جعفر کے گھر کی عورتیں نوحہ کر کے رونے لگیں ایک شخص نے حضرتؐ کو اس حال کی خبر دی حضرتؐ نے فرمایا کہ ان کو جا کر باز رکھ اس نے جا کر منع کیا عورتوں نے نہ مانا، اس نے پھر حضرتؐ سے عرض کی کہ نہیں مانتی ہیں حضرتؐ نے فرمایا پھر جا اور منع کر اسی طرح تین بار حضرتؐ نے اس کو بھیجا اس نے کہا کہ یا حضرت عورتیں نہیں مانتی ہیں اور ہم پر غلبہ کرتی ہیں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی اور عورتوں پر غصہ کیا۔ اس حدیث سے نوحہ گری اور چلا کر رونے کی حرمت بتاکید تمام ثابت ہوئی۔

(۵۵۷) ق اِبْنُ عُمَرَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَیْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰکِنْ یُعَذِّبُ بِھٰذَا اَوْ یَرْحَمُ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تم نہیں سنتے ہو کہ البتہ خدا آنکھ کے آنسو سے اور دل کے غم سے عذاب نہیں کرتا و لیکن عذاب تو اس کے سبب سے یعنی زبان سے کرتا ہے یا رحم کرتا ہے۔

**ف** مصابیح میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہؓ بیمار تھے حضرتؐ ان کی عیادت کو گئے اور حضرتؐ کے ساتھ عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ تھے جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ سعد بن عبادہؓ غش میں بیہوش پڑے ہیں۔ پوچھا کہ کیا یہ مر گیا لوگوں نے کہا کہ غش میں ہے تو حضرتؐ روئے اور لوگ بھی حضرتؐ کا رونا دیکھکر روئے۔ پھر حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی دل میں غم کرنا اور صرف آنسو سے رونا درست ہے اور زبان سے نوحہ کرنا اور واویلا کرنا غضب الٰہی کا سبب ہے اور اگر زبان سے انا للہ وانا الیہ راجعون کہے تو رحمتِ الٰہی کا سبب ہے۔

## یہودی کے جنازہ کے لئے کھڑا ہونا

(۵۵۸) **خ** جَابِرٌ اِنَّ الْمَوْتَ فَزَعٌ فَاِذَا رَاَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا۔

بخاری میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ موت ڈرنے کی چیز ہے سو جب تم جنازہ دیکھو تو اٹھ کھڑے ہو۔

**ف** اول جنازہ دیکھکر اٹھنا سنت تھا پھر منسوخ ہوا، اب جنازہ دیکھکر اٹھنا سنت نہیں۔

## مردوں کو جنازہ اٹھانا چاہیئے

(۵۵۹) **خ** اَبُوْ سَعِيْدٍ اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ وَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِيْ وَاِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ يَا وَيْلَهَا اَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَهُ صَعِقَ۔

بخاری میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب جنازہ رکھا جاتا ہے اور اس کو لوگ اپنے مونڈھوں پر اٹھاتے ہیں تو اگر نیک روح ہوتی ہے تو کہتی ہے مجھ کو آگے لیچلو اور اگر نیک نہیں ہوتی تو کہتی ہے اے خرابی تم کدھر اس کو لئے جاتے ہو ہر چیز اس کی آواز سنتی ہے سوائے آدمی کے اور اگر آدمی اس کو سُنے تو چیخ مارے۔

**ف** نیک آدمی کو ثواب معلوم ہوتا ہے تو مشتاق ہوتا ہے اور بد آدمی عذاب قبر کے خوف سے گھبراتا ہے۔

## مردے کے دفن کے لئے قبر میں کس کو اترنا چاہیئے۔

(۵۶۰) **خ** اَنَسٌ هَلْ فِيْكُمْ مِنْ اَحَدٍ لَمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ يَعْنِي الذَّنْبَ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَنَا قَالَ فَانْزِلْ فِيْ قَبْرِهَا يَعْنِيْ قَبْرَ بِنْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

بخاری میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کوئی تم میں ایسا شخص ہے جس نے آج رات کو صحبت داری نہ کی ہو سو ابو طلحہؓ نے کہا کہ میں ہوں حضرتؐ نے فرمایا تو اس کی قبر میں اتر یعنی حضرتؐ کی بیٹی کی قبر میں۔

**ف** انسؓ سے روایت ہے کہ ہم حضرتؐ کی بیٹی کے جنازے پر حاضر ہوئے اور حضرتؐ قبر پر بیٹھے تھے اور آنسو جاری تھے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ یہ جو حضرتؐ نے فرمایا کہ جس نے رات کو حرکت نہ کی ہو یعنی عورت سے صحبت نہ کی ہو معلوم ہوا کہ قبر میں داخل ہونا اس کا افضل ہے جس نے اس رات کو صحبت نہ کی ہو۔

## شہدائے احد کے بارے میں حضورؐ کا ارشاد

(۵۶۱) **م** جَابِرٌ اَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى هٰؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَعْنِيْ قَتْلٰى اُحُدٍ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں ان پر گواہ ہوں گا قیامت کے دن یعنی جنگ احد کے شہیدوں پر۔

**ف** جنگ احد میں ستر اصحاب شہید ہوئے حضرتؐ دو دو لاشوں کو ایک ایک قبر میں دفن کرتے تھے اور فرماتے

غ صحیح خ۔ مسلم میں یہ روایت نہیں ہے۔ (چشتی)

تھے کہ جوزیادہ قرآن خواں ہو اس کو قبلے کی طرف مقدم کرو۔ پھر یہ حدیث فرمائی یعنی میں ان کی خالص شہادت کا گواہ ہوں۔

## حالت نزع سے پہلے کا ایمان معتبر ہے

(۵۶۲) خ انس اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْقَذَهٗ مِنَ النَّارِ قَالَهٗ عِنْدَ اِسْلَامِ غُلَامٍ یَّهُوْدِیٍّ عِنْدَ مَوْتِهٖ وَكَانَ یَخْدِمُهٗ۔

بخاری میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ شکر خدا کو جس نے اسکو دوزخ سے بچایا یہ حضرتؐ نے یہودی لڑکے کے وقت مرگ مسلمان ہوتے فرمایا اور وہ لڑکا حضرتؐ کی خدمت کیا کرتا تھا۔

ف ایک یہودی لڑکا حضرتؐ کا خادم تھا جب وہ بیمار ہوا تو حضرتؐ اس کے دیکھنے کو گئے اور اس کے سرھانے بیٹھے اور فرمایا کہ مسلمان ہوجا اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا اس کے باپ نے کہا کہ ابوالقاسم کا کہا مان پھر وہ مسلمان ہوگیا تب حضرتؐ نے اس طرح شکر کیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافر سے خدمت لینا درست ہے اور کافر کی عیادت جائز ہے اور مرض الموت میں مسلمان ہونا مقبول ہے بشرطیکہ آخرت کا عذاب سامنے نہ آگیا ہو۔

## خودکشی کی سزا

(۵۶۳) خ ابوهریرة اَلَّذِیْ یَخْنُقُ نَفْسَهٗ یَخْنُقُهَا فِی النَّارِ وَالَّذِیْ یَطْعَنُهَا یَطْعَنُهَا فِی النَّارِ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی جان کو گلا گھونٹ کے مارے وہ آپ کو دوزخ میں گھونٹا کریگا اور جو آپ کو تلوار یا چھری بھونک کے مارے وہ دوزخ میں آپ کو بھونکا کرے گا۔

ف یعنی جو جس طرح آپ کو حرام موت مارے گا وہ اسی طرح کی دوزخ میں سزا پایا کرے گا جیسے غیر کو ناحق مارنا حرام ہے ویسے ہی اپنی جان بھی مارنا حرام ہے۔

## منافقین پر نماز جنازہ پڑھنا اور مشرکین کے حق میں مغفرت کی دعا مانگنا کیسا ہے

(۵۶۴) ق ابن عمر اِنِّیْ قَدْ خُیِّرْتُ فَاخْتَرْتُ وَلَوْ اَعْلَمُ اَنِّیْ اِنْ زِدْتُ عَلَی السَّبْعِیْنَ یُغْفَرْ لَهٗ زِدْتُ عَلَیْهَا۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مجھ کو منافقوں کی مغفرت مانگنے کا اختیار دیا گیا تھا سو میں نے اختیار کیا مغفرت مانگنا اور اگر مجھ کو معلوم ہوتا کہ اگر میں ستر بار سے زیادہ مغفرت مانگوں تو اس کی مغفرت ہو تو میں ستر بار سے زیادہ مانگتا۔

ف عبداللہ بن ابی مدینے میں ایک منافق تھا حضرتؐ کو بہت رنج دیتا تھا جب وہ مرگیا اس کے بیٹے نے حضرتؐ کا کرتا اس کے کفن کے واسطے مانگا حضرتؐ نے دیا پھر اس نے جنازے کی نماز کے واسطے کہا حضرتؐ نماز کے واسطے اٹھے تب عمر فاروقؓ نے حضرتؐ کا دامن پکڑا کہ آپ نماز کا ارادہ کرتے ہیں حالانکہ خدا قرآن میں فرماتا ہے: اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ یعنی منافقوں کی تو بخشش مانگ یا نہ مانگ اگر تو ستر بار بخشش مانگے گا خدا ان کو کبھی نہ بخشے گا۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی خدا نے مجھ کو اس آیت میں مغفرت مانگنے اور نہ مانگنے میں اختیار دیا ہے صاف منع نہیں کیا آیت میں تو خدا نے

یہی فرمایا ہے کہ ستر بار مغفرت مانگنے سے مغفرت نہ ہوگی میں ستر بار سے زیادہ مانگوں گا اگر اس کی مغفرت جانوں۔ پھر حضرتؐ نے اس منافق پر نماز پڑھی تو یہ آیت اتری وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا یعنی نماز مت پڑھ کبھی اس پر جو کافر مرا۔ معلوم ہوا کہ کافر کے حق میں پیغمبر کی بھی دعا کچھ فائدہ نہیں کرتی۔

## لوگوں کا میت کی تعریف کرنا

(۵۶۵) خ عُمَرُ اَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهٗ اَرْبَعَةُ نَفَرٍ بِخَيْرٍ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ قَالَ فَقُلْنَا وَاثْنَانِ قَالَ وَاثْنَانِ قَالَ ثُمَّ لَمْ نَسْئَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ۔

بخاری میں عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس مسلمان کی چار مسلمان نیکی کی گواہی دیں خدا اس کو بہشت میں داخل کرے گا۔ عمر فاروقؓ نے کہا پھر ہم نے کہا اور دو آدمی کی گواہی بھی بہشت میں لے جاتی ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اور دو کی گواہی بھی بہشت میں لے جاتی ہے۔ عمر فاروقؓ نے کہا پھر ہم نے ایک شخص کی گواہی کا حال نہ پوچھا۔

ف معلوم ہوا کہ خالص مسلمانوں کی گواہی نجات کا سبب ہے۔

## جن کی اولاد بچپن میں مرگئی ان کے حق میں بشارت

(۵۶۶) خ اَنَسٌ مَا مِنَ النَّاسِ مُسْلِمٌ يَمُوْتُ لَهٗ ثَلٰثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ اِيَّاهُمْ۔

بخاری میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ لوگوں میں سے کوئی ایسا مسلمان نہیں جس کے تین لڑکے مرگئے ہوں جو جوانی کو نہیں پہنچے مگر کہ خدا اس کو بہشت میں داخل کرے گا بسبب زیادتی رحمت باپ کے لڑکوں پر۔

ف یعنی باپ کو لڑکوں کی کمال محبت ہوتی ہے اور جتنی محبت زیادہ اتنی ہی ان کے موت کی مصیبت زیادہ پھر جب باپ نے ایسی مصیبت میں صبر کیا تو لائق بہشت کے ہوا۔

## جھوٹے کی سزا

(۵۶۷) ق سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ هَلْ رَاٰى مِنْكُمْ اَحَدٌ رُؤْيَا قُلْنَا لَا قَالَ لٰكِنِّيْ رَاَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ اَتَيَانِيْ فَاَخَذَا بِيَدِيْ فَاَخْرَجَانِيْ اِلٰى اَرْضٍ مُّقَدَّسَةٍ فَاِذَا رَجُلٌ جَالِسٌ وَّرَجُلٌ قَائِمٌ بِيَدِهٖ كَلُّوْبٌ مِّنْ حَدِيْدٍ يُدْخِلُهٗ فِيْ شِدْقِهٖ حَتّٰى يَبْلُغَ قَفَاهُ ثُمَّ يَفْعَلُ بِشِدْقِهِ الْاٰخَرِ مِثْلَ ذٰلِكَ وَيَلْتَئِمُ شِدْقُهٗ فَيَعُوْدُ فَيَصْنَعُ مِثْلَهٗ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُّضْطَجِعٍ عَلٰى

بخاری اور مسلم میں سمرہ بن جندبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے ہم نے کہا کہ نہیں حضرتؐ نے فرمایا مگر میں نے تو آج کی رات خواب میں دیکھا دو مردوں کو کہ میرے پاس آئے تو انھوں نے میرے دونوں ہاتھ پکڑے سو مجھ کو پاک زمین کی طرف لے گئے تو وہاں ایک مرد تو بیٹھا ہے اور ایک مرد کھڑا ہے ہاتھ میں لوہے کا آنکڑا ہے اس کو بیٹھے مرد کے کلھوڑ میں ڈالتا ہے یہاں تک کہ اس کی گدّی تک پہنچ جاتا ہے پھر اس کے دوسرے کلھوڑے سے اسی طرح کرتا ہے یعنی جب تک دوسرے کلھوڑے کو چیرتا ہے پہلا کلھوڑا جڑ جاتا ہے پھر دوبارہ اسی طرح کرتا ہے تو میں نے کہا کہ یہ کیا ہے۔ ان دونوں مردوں نے کہا آگے چل سو ہم آگے چلے یہاں تک کہ چت لیٹے مرد کے

بدکار سود خور جھوٹے اور قرآن پر عمل نہ کرنے

قَفَاهُ وَرَجُلٌ قَائِمٌ عَلٰى رَأْسِهٖ بِفِهْرٍ اَوْ بِصَخْرَةٍ
فَيَشْدَخُ بِهٖ رَأْسَهٗ فَاِذَا ضَرَبَهٗ تَدَهْدَهَ
الْحَجَرُ فَانْطَلَقَ اِلَيْهِ لِيَاْخُذَهٗ فَلَا يَرْجِعُ
اِلٰى هٰذَا حَتّٰى يَلْتَئِمَ رَأْسُهٗ وَعَادَ رَأْسُهٗ
كَمَا هُوَ فَعَادَ اِلَيْهِ فَضَرَبَهٗ فَقُلْتُ مَا هٰذَا
قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا اِلٰى نَقْبٍ مِّثْلِ
التَّنُّوْرِ اَعْلَاهُ ضَيِّقٌ وَّاَسْفَلُهٗ وَاسِعٌ يَتَوَقَّدُ
تَحْتَهٗ نَارٌ فَاِذَا اُوْقِدَتِ ارْتَفَعُوْا حَتّٰى
كَادُوْا يَخْرُجُوْنَ فَاِذَا اُخْمِدَتْ رَجَعُوْا فِيْهَا
وَفِيْهَا رِجَالٌ وَّنِسَاءٌ عُرَاةٌ فَقُلْتُ مَا هٰذَا
قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا عَلٰى نَهْرٍ
مِّنْ دَمٍ فِيْهِ رَجُلٌ قَائِمٌ وَّعَلٰى شَطِّ النَّهْرِ
رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ فَاَقْبَلَ الرَّجُلُ
الَّذِيْ فِي النَّهْرِ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّخْرُجَ رَمٰى
الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِيْ فِيْهِ فَرَدَّهٗ حَيْثُ كَانَ
فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ رَمٰى فِيْ فِيْهِ
بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالَا
انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى انْتَهَيْنَا اِلٰى رَوْضَةٍ
خَضْرَاءَ فِيْهَا شَجَرَةٌ عَظِيْمَةٌ وَّفِيْ اَصْلِهَا
شَيْخٌ وَّصِبْيَانٌ وَّاِذَا رَجُلٌ قَرِيْبٌ مِّنَ
الشَّجَرَةِ بَيْنَ يَدَيْهِ نَارٌ يُّوْقِدُهَا فَصَعِدَا
بِيَ الشَّجَرَةَ فَاَدْخَلَانِيْ دَارًا لَّمْ اَرَ قَطُّ
اَحْسَنَ وَاَفْضَلَ مِنْهَا فِيْهَا رِجَالٌ شُيُوْخٌ وَّ
شَبَابٌ وَّنِسَاءٌ وَّصِبْيَانٌ ثُمَّ اَخْرَجَانِيْ مِنْهَا
فَصَعِدَا بِي الشَّجَرَةَ فَاَدْخَلَانِيْ دَارًا هِيَ
اَحْسَنُ وَاَفْضَلُ لَمْ اَرَ قَطُّ اَحْسَنَ وَاَفْضَلَ
مِنْهَا فِيْهَا شُيُوْخٌ وَّشَبَابٌ فَقُلْتُ لَهُمَا
اِنَّكُمَا قَدْ طَوَّفْتُمَانِي اللَّيْلَةَ فَاَخْبِرَانِيْ
عَمَّا رَاَيْتُ قَالَ نَعَمْ اَمَّا الرَّجُلُ الَّذِيْ

پاس آئے اور ایک مرد اس کے سر پر پتھر لئے کھڑا ہے سو اس سے اس کے
سر کو کچلتا ہے تو اس کو جب مارتا ہے پتھر ڈھلک جاتا ہے تو اس کی طرف
وہ چلا جاتا ہے کہ لے آوے سو یہاں تک پلٹ کر نہیں پہنچتا ہے کہ اس کا
سر صحیح جاتا ہے اور درست ہو جاتا ہے جیسا کہ تھا سو وہ مرد اس کی طرف
پلٹ آتا ہے اور مارتا ہے سو میں نے کہا کہ یہ کیا ہے انھوں نے کہا کہ آ
چل سو ہم چلے تو ایک گڑھے پر جو مثل تنور تھا پہنچے اس کا منہ تنگ
اور اندر کشادہ ہے اس کے نیچے آگ جل رہی ہے سو جب کہ آگ بھڑک
تھی اس کے اندر کے لوگ اونچے ہو آتے تھے یہاں تک کہ قریب تھا ک
نکل پڑیں پھر جب بجھتی تھی تو اس کے اندر ہو جاتے تھے اور اس م
ننگے مرد اور عورتیں تھیں سو میں نے کہا کہ یہ کیا ہے انھوں نے کہا
آگے چل۔ تو ہم چلے یہاں تک کہ خون کی نہر پر پہنچے اس میں ایک مر
کھڑا ہے اور نہر کے کنارے پر ایک مرد ہے اس کے دونوں ہاتھوں
پتھر ہیں سو وہ مرد سامنے چلا جو نہر میں تھا سو جبکہ اس نے چاہا ک
نکلے کنارے والے مرد نے اس کے منہ میں پتھر مارا سو اس کو ہٹایا ج
کہ وہ تھا سو جب وہ نکلنے لگتا تھا اس کے منہ میں پتھر مارتا تھا سو
پلٹ جاتا تھا اپنے مقام پر سو میں نے کہا کہ یہ کیا ہے انھوں نے
کہ آگے چل تو ہم چلے یہاں تک کہ ایک سبز باغ تک پہنچے اس میں
ایک بڑا درخت تھا اور اس کی جڑ میں ایک پیر مرد اور لڑکے ہیں
اور درخت کے قریب ایک مرد ہے اس کے آگے آگ ہے وہ ا
بھڑکا رہا ہے سو میرے ساتھی دونوں مرد مجھ کو اس درخت پر چڑ
لیگئے اور ایک گھر میں مجھ کو داخل کیا کہ میں نے کبھی اس سے بہتر
افضل گھر نہیں دیکھا اس میں مرد ہیں بڈھے اور جوان اور عورتیں ا
لڑکے پھر مجھ کو انھوں نے اس سے نکالا تو درخت پر مجھ کو چڑ
لے گئے سو ایک گھر میں مجھ کو داخل کیا کہ نہایت بہتر اور افضل
میں نے کبھی اس سے بہتر اور افضل نہیں دیکھا اس میں بڈھے ا
جوان ہیں سو میں نے ان سے کہا کہ تم دونوں نے مجھ کو رات بھر
تو اب بتلاؤ مجھ کو جو کہ میں نے دیکھا ہے۔ انھوں نے کہا کہ
ہم بتاتے ہیں اس مرد کو جو تو نے دیکھا تھا جس کے گلپھڑے چیر
جاتے تھے سو جھوٹا آدمی تھا کہ جھوٹی باتیں بنا کر لوگوں سے

رَأَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقُهُ فَكَذَّابٌ يُحَدِّثُ بِالْكَذْبَةِ فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتَّى تَبْلُغَ الْآفَاقَ فَيُصْنَعُ بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَالَّذِي رَأَيْتَهُ يُشْدَخُ رَأْسُهُ فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ وَلَمْ يَعْمَلْ فِيهِ بِالنَّهَارِ يُفْعَلُ بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَالَّذِي رَأَيْتَهُ فِي النَّقْبِ هُمُ الزُّنَاةُ وَالَّذِي رَأَيْتَهُ فِي النَّهَرِ آكِلُ الرِّبٰو وَالشَّيْخُ الَّذِي رَأَيْتَ فِي أَصْلِ الشَّجَرَةِ إِبْرَاهِيمُ وَالصِّبْيَانُ حَوْلَهُ فَأَوْلَادُ النَّاسِ وَالَّذِي يُوقِدُ النَّارَ مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ وَالدَّارُ الْأُولَى الَّتِي دَخَلْتَ دَارُ عَامَّةِ الْمُؤْمِنِينَ وَأَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَاءِ وَأَنَا جِبْرَئِيلُ وَهٰذَا مِيكَائِيلُ فَارْفَعْ رَأْسَكَ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا فَوْقِي مِثْلُ السَّحَابِ وَيُرْوَى مِثْلُ الرَّبَابَةِ الْبَيْضَاءِ قَالَا ذَاكَ مَنْزِلُكَ فَقُلْتُ دَعَانِي أَدْخُلْ مَنْزِلِي قَالَا إِنَّهُ بَقِيَ لَكَ عُمُرٌ لَمْ تَسْتَكْمِلْهُ فَلَوِ اسْتَكْمَلْتَهُ أَتَيْتَ مَنْزِلَكَ۔

تھا لوگ اس سے سیکھ کر اوروں سے نقل کرتے تھے یہاں تک ساری جہان میں جھوٹ مشہور ہو جاتا تھا تو اس پر یہ عذاب ہوا کرے گا روز قیامت تک۔ اور جس کو تو نے دیکھا تھا کہ اس کا سر کچلا جاتا تھا سو وہ مرد ہے جس کو خدا نے قرآن سکھلایا سو قرآن سے غافل ہو کر رات کو سو رہا یعنی تہجد میں قرآن نہ پڑھا اور دن کو اس پر عمل نہ کیا یہی عذاب اس پر ہوا کرے گا روز قیامت تک۔ اور جن کو تو نے گڑھے میں دیکھا وے حرام کار لوگ ہیں اور جس کو تو نے نہر میں دیکھا وہ سود خور ہے اور جس پیر مرد کو کہ تو نے درخت کی جڑ کے پاس دیکھا وے ابراہیم علیہ السلام ہیں اور یہ جو لڑکے کہ ان کے گرد ہیں سو لوگوں کی اولاد ہیں اور جو کہ آگ بھڑکاتا ہے سو مالک ہے دوزخ کا داروغہ۔ اور پہلا گھر جس میں تو داخل ہوا تھا وہ عوام ایمان داروں کا مقام ہے اور یہ گھر تو شہیدوں کا گھر ہے اور میں جبرئیل ہوں اور یہ میکائیل ہے۔ اب اپنے سر کو تو اٹھا سو میں نے اپنے سر کو اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے اوپر بدلی ہے۔ اور دوسری روایت یوں ہے کہ میرے اوپر تہ بتہ سفید بدلی کی طرح کوئی چیز ہے انھوں نے کہا کہ یہ تیرا مقام ہے تو میں نے کہا کہ مجھے چھوڑو میں اپنے مکان میں جاؤں انھوں نے کہا کہ ابھی تیری عمر باقی ہے کہ تو نے ابھی اس کو پورا نہیں کیا۔ جبکہ تو عمر کو پورا کر چکے گا تو اپنے مکان میں آ رہے گا۔

**ف** اس حدیث میں جھوٹ اور قرآن کی غافلی اور سود خوری کی سزا کا بیان ہے حفظ قرآن کا یہ حق ہے کہ اس کو ادب سے تلاوت کیا کرے خصوصاً رات کو تہجد میں اور اس کے احکام پر عمل کرے۔ اور معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے لڑکے مرنے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سپرد ہوتے ہیں اور ثابت ہوا کہ حضرتؐ کے سوائے شہیدوں کا [illegible] اور مسلمانوں سے نہایت افضل ہے۔

# زکوٰۃ کے احکام

## غلام اور سواری کے گھوڑے پر زکوٰۃ نہیں

(۵۶۸) ق أَبُو هُرَيْرَةَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فَرَسِهِ صَدَقَةٌ۔

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ مسلمان کے غلام اور گھوڑے پر زکوٰۃ نہیں۔

**ف** یعنی خدمتی غلام اور گھوڑے پر زکوٰۃ نہیں اور غلام اور گھوڑے سوداگری کے ہوں تو ان پر زکوٰۃ ہے۔

## حضورؐ کا ایک ارشاد

(۵۶۹) م اَبُوْهُرَيْرَةَ يَا عُمَرُ اَمَا شَعَرْتَ اَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِيْهِ۔

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عمرؓ تو نہیں جانتا کہ مرد کا چچا اور اس کا باپ ایک جڑ کی دو شاخیں ہیں۔

**ف** یعنی چچا اور باپ تعظیم اور توقیر میں برابر ہیں کہ دونوں ایک دادا سے پیدا ہیں جیسے ایک جڑ سے دو شاخ۔ عمر فاروق رض زکوٰۃ کی تحصیل کے عامل تھے حضرت عباسؓ کے زکوٰۃ نہ دینے کی حضرتؐ سے شکایت کی تب حضرت نے عمر فاروقؓ سے یہ حدیث فرمائی۔

## جس کھیت کو دریا کا پانی دیا جائیگا اس میں عشر (دسواں حصہ) واجب ہے

(۵۷۰) م جَابِرٌ فِيْمَا سَقَتِ الْاَنْهَارُ وَالْغَيْمُ الْعُشُوْرُ وَفِيْمَا سُقِيَ بِالسَّانِيَةِ نِصْفُ الْعُشْرِ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس کھیت کو دریا اور بدلی سینچے اس میں دسواں حصہ زکوٰۃ ہے اور جو کھیت اونٹوں پر پانی لاد کر سینچا جاوے اس میں بیسواں حصہ زکوٰۃ ہے۔

**ف** جس میں محنت کم تھی اس کی زکوٰۃ زیادہ مقرر ہوئی اور جس میں محنت زیادہ تھی اس کی کم زکوٰۃ مقرر ہوئی، حکمت اس کا نام ہے۔

## زکوٰۃ نہ دینے والوں کی سزا

(۵۷۱) م جَابِرٌ مَا مِنْ صَاحِبِ اِبِلٍ لَا يَفْعَلُ فِيْهَا حَقَّهَا اِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَكْثَرَ مَا كَانَتْ وَقَعَدَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَسْتَنُّ عَلَيْهِ بِقَوَائِمِهَا وَاَخْفَافِهَا وَلَا صَاحِبِ بَقَرٍ لَا يَفْعَلُ فِيْهَا حَقَّهَا اِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَكْثَرَ مَا كَانَتْ وَقَعَدَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَنْطِحُهُ بِقُرُوْنِهَا وَتَطَؤُهُ بِقَوَائِمِهَا وَلَا صَاحِبِ غَنَمٍ لَا يَفْعَلُ فِيْهَا حَقَّهَا اِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَكْثَرَ مَا كَانَتْ وَقَعَدَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَنْطِحُهُ بِقُرُوْنِهَا وَتَطَؤُهُ بِاَظْلَافِهَا لَيْسَ فِيْهَا جَمَّاءُ وَلَا مُنْكَسِرٌ قَرْنُهَا وَلَا صَاحِبِ كَنْزٍ لَا يَفْعَلُ فِيْهِ حَقَّهُ اِلَّا جَاءَ كَنْزُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ يَتْبَعُهُ فَاتِحًا فَاهُ فَاِذَا اَتَاهُ فَرَّ

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اونٹوں کا کوئی ایسا مالک نہیں جس نے ان کا حق نہ ادا کیا یعنی ان کی زکوٰۃ نہ دی ہو گی مگر قیامت کے دن وہ اونٹ آویں گے جتنے کبھی تھے ان سے زیادہ ہو کر یعنی شمار میں زیادہ ہوں گے یا ڈیل میں اور ان کا مالک برابر میدان میں بیٹھے گا اس طرح کہ وہ اونٹ اس پر دوڑ کر اپنے پاؤں اور تلیوں سے کچلیں گے اور کوئی ایسا گائے بیلوں کا مالک نہیں جو ان کی زکوٰۃ نہیں دیتا مگر کہ وہ گائے بیل قیامت کے دن آوینگے جتنے کبھی تھے ان سے زیادہ تر ہو کر اور ان کا مالک برابر میدان میں بیٹھے گا اس طرح پر کہ گائے بیل اپنے سینگوں سے اس کو بھونکیں گے اور اپنے پاؤں سے اس کو روندیں گے اور کوئی مالک بھیڑ بکریوں کا ایسا نہیں جو ان کی زکوٰۃ نہیں ادا کرتا مگر کہ وہ بھیڑ بکریاں آویں گی قیامت کے دن جتنی کبھی تھیں ان سے زیادہ تر ہو کر اور ان کا مالک برابر میدان میں بیٹھے گا اس طرح کہ وہ اس کو اپنے سینگوں سے بھونکیں گے اور اپنے کھروں سے اس کو روندیں گی کوئی ان میں منڈی اور سینگ ٹوٹی نہیں اور چاندی سونے کا مالک کوئی ایسا نہیں جو اس کی زکوٰۃ

مِنْهُ فَيُنَادِيْهِ خُذْ كَنْزَكَ الَّذِيْ خَبَأْتَهُ فَاَنَا عَنْهُ غَنِيٌّ فَاِذَا رَاٰى اَنْ لَّا بُدَّ مِنْهُ سَلَكَ يَدَهٗ فِيْ فِيْهِ فَيَقْضَمُهَا قَضْمَ الْفَحْلِ

نہیں دیتا مگر کہ قیامت میں وہ مال اور گنج گنجا اژدہا بن کے آوے گا مالک کے پیچھے دوڑیگا اپنا منہ کھول کر پھر جب اپنے مالک کے پاس آویگا تو اس کو دیکھ کر وہ بھاگے گا تو فرشتہ اس کو پکارے گا کہ لے اپنا گنج اور مال جس کو تونے چھپا رکھا تھا مجھ کو اس کی کچھ پروا نہیں پھر جب مالک دیکھے گا کہ اس سے بچاؤ کی کچھ تدبیر نہیں تو ناچار ہو کر اپنا ہاتھ اس اژدہے کے منہ میں ڈال دے گا سو اس کے ہاتھ کو چباڈالے گا اونٹ کی طرح۔

**ف** یعنی جو جانوروں کی اور مال کی زکوٰۃ نہ دے گا اس پر ایسا ایسا عذاب ہوگا۔ اور اژدہا گنجا اس واسطے ہوگا کہ جب سانپ بہت پرانا اور نہایت زہردار ہوتا ہے تو اس کے سر کے بال زہر کے مارے جھڑ جاتے ہیں۔

(۵۷۲) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَّلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ صُفِّحَتْ لَهٗ صَفَائِحُ مِنْ نَّارٍ فَاُحْمِيَ عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوٰى بِهَا جَنْبُهٗ وَجَبِيْنُهٗ وَظَهْرُهٗ كُلَّمَا بَرَدَتْ اُعِيْدَتْ لَهٗ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرٰى سَبِيْلَهٗ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَى النَّارِ

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ چاندی سونے کا کوئی ایسا مالک نہیں جو اس کا حق نہیں ادا کرتا یعنی زکوٰۃ نہیں دیتا مگر جب قیامت کا دن ہوگا تو آگ سے پگھلا کر اس چاندی سونے کے پتر بنائے جاویں گے پھر دوزخ کی آگ میں وہ پتر دھکائے جاویں گے پھر ان سے مالک کی کوکھ اور ماتھا اور پیٹھ داغی جاویگی جب وہ پتر سرد ہو جاویں گے تو پھر سکا کر داغے جاویں گے یہ عذاب لتنے بڑے دن میں ہوا کریگا جس کا لنبا ؤ پچاس ہزار برس کا ہوگا یہانتک کہ جب بندوں کے درمیان فیصلہ ہو چکے گا پھر اس کو اس کی راہ دکھلائی جاویگی یا بہشت کی طرف یا دوزخ کی طرف۔

**ف** ان دونوں حدیثوں میں زکوٰۃ نہ دینے والے مالداروں کے عذاب کا حال مفصل بیان ہے۔ ہمارے ملک میں نماز روزے کا جا بجا کچھ چرچا ہے لیکن افسوس زکوٰۃ دینے کی عادت بالکل چھوٹ گئی۔ برس دن کے بعد چالیسواں حصہ نکالتے جان نکلی جاتی ہے اور حالانکہ شادی غمی اور نام نشان کے کاموں میں ہزاروں روپے برباد کرتے ہیں کیسے ہی بخیل کیوں نہ ہو لیکن کچھ نہ کچھ آخر اس کا بھی خرچ ہوتا ہے لیکن زکوٰۃ کے نام سے روح قبض ہوتی ہے۔ اکثر مالدار بخیلوں کو دیکھا کہ انھوں نے کس کس محنت اور مشقت سے مال جمع کیا نہ آپ کھایا نہ کسی کو خدا کی راہ میں دیا پھر جب وہ بے نصیب مرگئے تو ان کے لڑکوں اور وارثوں نے اس مال کو چند روز میں اڑا دیا تو غور کیا چاہئے کہ کتنی بڑی حماقت [illegible] ہے کہ خود تو ہزار مشقت سے مال جمع کیجئے اور غیر اس کو اڑا دیں اور پھر پچاس ہزار برس کے دن [illegible] ایسے سخت عذابوں میں جس کے صرف خیال کرنے سے روح قبض ہوتی ہے گرفتار رہوجئے۔ مالدار مسلمان کو لازم ہے کہ ان باتوں میں خوب غور کرے اور موت کو ہر دم حاضر جان کر قیامت کی سختیاں دھیان کر کے اپنے مالک کا حکم بجالائے اور اپنے مال کی زکوٰۃ نکالے اور شیطان کے وسوسے کو نہ مانے کہ زکوٰۃ دینے سے مال کم ہو جاوے گا اس واسطے کہ خدا نے زکوٰۃ والے مال میں برکت دینے کا وعدہ کیا ہے۔ شعر: زکوٰۃ مال بدر کن کہ فضلۂ رزرا + چو باغبان درود بیشتر دہد انگور۔

(٥٧٣) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ فِيْهَا شَيْئًا اِلَّا هٰذِهِ الْاٰيَةَ الْفَاذَّةَ الْجَامِعَةَ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ قَالَهٗ حِيْنَ سُئِلَ عَنِ الْحُمُرِ۔

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نے اس مقدمے میں میرے اوپر کچھ نہیں اتارا مگر یہی ایک آیت جو سب کو شامل ہے کہ جو ذرہ برابر نیکی کرے گا سو دیکھے گا اور جو ذرہ برابر بدی کرے گا سو دیکھے گا۔

ف لوگوں نے حضرتؐ سے سوال کیا کہ گدھوں میں زکوٰۃ ہے یا نہیں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی ہرچند ان میں زکوٰۃ واجب نہیں لیکن اگر کوئی راہ خدا میں دے گا مقرر ثواب پاوے گا اس واسطے کہ اندک نیکی کا ثواب اور اندک بدی کا عذاب روبرو آوے گا۔ ہدایہ میں لکھا ہے کہ گدھوں میں زکوٰۃ نہیں لیکن سوداگری کی نیت کر زکوٰۃ واجب ہے۔

## زکوٰۃ نہ دینے کا گناہ

(٥٧٤) م اَبُوْذَرٍّ بَشِّرِ الْكَانِزِيْنَ بِكَيٍّ فِيْ ظُهُوْرِهِمْ يَخْرُجُ مِنْ جُنُوْبِهِمْ وَبِكَيٍّ مِّنْ قِبَلِ اَقْفَائِهِمْ يَخْرُجُ مِنْ جِبَاهِهِمْ ق وَيُرْوٰى بَشِّرِ الْكَانِزِيْنَ بِرَضْفٍ يُّحْمٰى عَلَيْهِ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَيُوْضَعُ عَلٰى حَلَمَةِ ثَدْيِ اَحَدِهِمْ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْ نُغْضِ كَتِفِهٖ وَيُوْضَعُ عَلٰى نُغْضِ كَتِفِهٖ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْ حَلَمَةِ ثَدْيَيْهِ يَتَزَلْزَلُ۔

مسلم میں ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بشارت دے مال جمع کر رکھنے والوں کو داغنے کی ان کی پیٹھوں میں داغا جاوے گا پسلیوں سے نکلے گا اور ان کی گدھیوں کی طرف سے داغا جاویگا ان کی پیشانیوں سے نکلے گا۔ بخاری اور مسلم میں دوسری روایت یوں ہے کہ بشارت دے مال جمع کر رکھنے والوں کو گرم پتھر کی جو دوزخ کی آگ میں خوب گرم کیا جاویگا پھر مالدار کی چھاتی کی نوک پر رکھا جاوے گا یہانتک کہ مونڈھے کی اوپر والی ہڈی سے نکل جاویگا اور مالدار کے مونڈھے کی اوپر والی ہڈی پر رکھا جاوے گا یہانتک کہ اس کی دونوں چھاتیوں کی نوک سے نکل جاویگا اور بخیل تھرتھراویگا۔

ف یہ عذاب مالدار بخیل زکوٰۃ نہ دینے والے پر ہوگا۔

(٥٧٥) ق اَبُوْذَرٍّ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ مَنْ هُمْ قَالَ هُمُ الْاَكْثَرُوْنَ اَمْوَالًا اِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ وَعَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ مَا مِنْ صَاحِبِ اِبِلٍ وَّلَا بَقَرٍ وَّلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّيْ زَكٰوتَهَا اِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْظَمَ مَا كَانَتْ وَاَسْمَنَهٗ تَنْطَحُهٗ بِقُرُوْنِهَا وَتَطَؤُهٗ بِاَظْلَافِهَا كُلَّمَا نَفِدَتْ اُخْرٰهَا

بخاری اور مسلم میں ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ وے نہایت زیان کار اور بڑے ٹوٹے والے ہیں قسم ہے رب کعبہ کی۔ تو میں نے کہا یا رسول اللہؐ آپ پر میرے ماں باپ قربان۔ وے زیان کار کون ہیں حضرتؐ نے فرمایا وے بڑے مالدار مگر وہ زیان کار نہیں جو دیوے اس طرح اور اس طرح اور اس طرح اپنے آگے سے اور پیچھے سے اور اپنے داہنے سے اور بائیں سے اور ایسے لوگ تو کم ہیں جو اونٹ اور گائے اور بکری کا مالک ان کی زکوٰۃ نہ دیگا تو قیامت میں وے جانور دنیا سے بہت بڑے اور نہایت موٹے ہو کر آویں گے اس کو کوچیں گے اپنے سینگوں سے اور اس کو روندیں گے اپنی ٹلیوں سے اور کھروں سے جب پچھلے

عَادَتْ عَلَيْهِ أُولٰهَا حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ۔ جانور گزر چکیں گے تو پہلے جانور پھر پلٹ آویں گے اسی طرح کوبجا روندا کریں گے یہانتک کہ آدمیوں میں فیصلہ ہو چکے گا۔

**ف** ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ کعبے کے سایے میں بیٹھے تھے تو جب مجھ کو حضرتؐ نے دیکھا تب یہ حدیث فرمائی۔ یعنی سخی مالدار تو کم ہی اکثر بخیل ہوتے ہیں زکوۃ دیویں نہ محتاجوں کی خبر لیویں۔ جب قیامت کے عذاب میں گرفتار ہوں گے تب ان کی زیان کاری ثابت ہوگی۔

## صدقہ کی ترغیب اور دینے والے کو بشارت

(۵۷۶) **م** اَبُوْهُرَيْرَةَ يَا ابْنَ اٰدَمَ اَنْفِقْ اُنْفِقْ عَلَيْكَ۔ مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا خدا فرماتا ہے کہ اے آدم کے بیٹے مال کو خرچ کیا کر تو میں بھی تجھ کو دیا کرونگا۔

**ف** اس حدیث میں سخی کو خدا نے کشایش مال کا وعدہ کیا ہے یہی سبب ہے کہ سخی کو محتاج نہیں دیکھا لیکن اس کو دریافت کیا چاہیے کہ سخاوت خدا کو پسند ہے اور اسراف ناپسند ہے۔ سخاوت یہ کہ شرع کے موافق نیک کاموں میں خرچ کرنا اور اسراف یہ کہ خلاف شرع بیجا کاموں میں اڑانا جیسے ناچ رنگ میں یا نمود کے مقام میں۔

## اہل وعیال پر خرچ کرنے کی فضیلت

(۵۷۷) **م** ثَوْبَانُ اَفْضَلُ دِيْنَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ دِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ عَلٰى عِيَالِهِ وَدِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ عَلٰى دَابَّتِهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ عَلٰى اَصْحَابِهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ مسلم میں ثوبانؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بہتر دینار جس کو خرچ کرے وہ دینار ہے جس کو اپنے جورو لڑکوں پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار افضل ہے جس کو جہاد میں اپنی سواری پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار بہتر ہے جسکو جہاد میں اپنے ساتھیوں پر یعنی نوکر چاکر یا اور غازیوں پر خرچ کرتا ہے۔

**ف** جورو لڑکوں پر مال خرچ کرنا اس واسطے افضل ہوا کہ فرض ہے اور اپنے گھوڑے پر خرچ کرنا اس واسطے بہتر ہوا کہ مملوک ہے خصوصاً راہ خدا میں زیادہ تر پرورش کے لائق ہوا اور غازیوں پر صرف کرنا دین کی مدد ہے اور احسان ہے معلوم ہوا کہ فقیروں کے دینے سے اپنے بیوی بچوں کو دینا مقدم اور افضل ہے اس واسطے کہ فرض ہے اور خیرات نفل ہے اور حالانکہ فرض ادا کرنا نفل سے افضل ہے۔

## پہلے اپنے نفس پر خرچ کرنا چاہیے پھر اہل وعیال پر اس کے بعد عزیزوں پر

(۵۷۸) **ق** اَنَسٌ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَاِنِّيْ اَرٰى اَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْاَقْرَبِيْنَ قَالَهٗ لِاَبِيْ طَلْحَةَ۔ بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا شاباش یہ مال تو فائدہ دینے والا ہے شاباش یہ مال تو فائدہ دینے والا ہے اور میں نے سنا جو تو نے کہا اور مجھ کو یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ تو اس کو اپنے قرابت والوں میں تقسیم کر دے۔ یہ حضرتؐ نے ابوطلحہؓ سے فرمایا۔

**ف** قرآن میں اس مضمون کی آیت اتری کہ نیکوکاری نہ حاصل کر سکو گے جب تک اپنے پسندیدہ اور محبوب مال کو راہ خدا میں نہ خرچ کروگے تو ابوطلحہ انصاری نے کہا کہ خدا یوں فرماتا ہے کہ میرے سب قسم کے مال سے مجھ کو وہ باغ بہت پیارا ہے جس کا بیرحا نام ہے اس کو میں نے خدا کی راہ میں دیا۔ سو یا حضرتؐ اس کو جہاں چاہیے سو کیجیے اور

جس کو مناسب دیکھے اس کو دیجئے۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی حضرتؐ نہایت خوش ہوئے ان کی تعریف کی اور اس باغ کو ابو طلحہؓ کے رشتہ داروں کو دلایا۔ معلوم ہوا کہ خیرات دینے میں غیروں کی نسبت برادری کے لوگ مقدم ہیں یہ باغ مدینے میں نہایت عمدہ تھا حضرتؐ کی مسجد کے سامنے تھا اس کا پانی نہایت شیریں تھا حضرتؐ اکثر اس میں تشریف لیجاتے تھے اور اس کا پانی پیتے تھے ایمان کامل کی یہی علامت ہے کہ اپنی نہایت پیاری چیز کو راہ خدا میں نثار کرے۔

اہل و عیال پر خرچ کرنا جہاد میں خرچ کرنے غلام آزاد کرنے اور صدقہ دینے سے بھی زیادہ افضل ہے۔

(۵۷۹) م ابو هريرة دِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي سَبِيلِ اللهِ تَعَالَى وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي رَقَبَةٍ وَدِينَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهِ عَلَى مِسْكِينٍ وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ أَعْظَمُهَا أَجْرًا الَّذِي أَنْفَقْتَ عَلَى أَهْلِكَ۔

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ایک دینار تونے جہاد میں خرچ کیا اور ایک دینار تونے گردن چھڑانے میں یعنی غلام آزاد کرنے میں خرچ کیا اور ایک دینار تونے محتاج کو خیرات دی اور ایک دینار تونے اپنے گھر والوں پر خرچ کیا ان سب میں بڑا ثواب ہے جو تونے اپنے گھر والوں پر خرچ کیا۔

ف جہاد اور آزادی اور خیرات سے اہل و عیال کا خرچ اس واسطے افضل ہوا کہ یہ فرض عین ہے۔ فرض کا ثواب نفل وغیرہ سے زیادہ ہوا چاہیے، اپنے اہل و عیال پر ہر شخص خرچ کرتا ہے لیکن اگر اس کو خدا کا حکم جان کر خرچ کرے تو نیت کے سبب سے زیادہ تر ثواب پاوے۔

(۵۸۰) م جابر ابْدَأْ بِنَفْسِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا فَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ فَلِأَهْلِكَ فَإِنْ فَضَلَ عَنْ أَهْلِكَ شَيْءٌ فَلِذِي قَرَابَتِكَ فَهٰكَذَا وَهٰكَذَا قَالَهُ لِأَبِي مَذْكُورٍ الْأَنْصَارِيِّ حِينَ أَعْتَقَ غُلَامًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ يُقَالُ لَهُ يَعْقُوبُ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اول اپنی ذات سے شروع کر سو اس پر خرچ کر پھر اگر کچھ بچے تو اپنے اہل و عیال کو پھر اگر تیرے اہل و عیال سے بچے تو اپنے رشتے داروں کو دے سو اگر تیرے رشتہ داروں سے بھی بچے تو اس طرح اور اس طرح یعنی داہنے اور بائیں ہر ایک محتاج کو دے۔ یہ حضرتؐ نے ابو مذکور انصاری کو فرمایا جبکہ اس نے اپنے یعقوب غلام کو آزاد کیا اپنے مرنے کے بعد یعنی اس نے یوں کہا تھا کہ جب میں مرجاؤں تو میرا غلام آزاد ہے ایسے غلام کو مدبر کہتے ہیں۔

ف مصابیح میں جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک انصاری نے اپنے غلام کو مدبر کیا اور اس کے پاس اس غلام کے سوائے کچھ مال نہ تھا جب حضرتؐ کو یہ خبر پہنچی تو حضرتؐ نے اس کا آزاد کرنا نہ درست رکھا اور فرمایا کہ اس کو کون مول لیتا ہے۔ ایک شخص نے آٹھ سو درہم کو مول لیا۔ پھر حضرتؐ نے وے درہم اس انصاری کو دیں اور یہ حدیث فرمائی۔ معلوم ہوا کہ محتاج کی خیرات کرنے سے اپنے اہل و عیال کو دینا مقدم ہے۔ اول خویش بعدہٗ درویش۔

اہل و عیال کا نفقہ بھی صدقات میں داخل ہے بشرطیکہ فرض ادا کرنے کی نیت ہو۔

(۵۸۱) ق ابو مسعود عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيُّ إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا أَنْفَقَ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةً وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً

بخاری اور مسلم میں ابو مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا البتہ مسلمان جب اپنے بیوی بچوں کے کھانے پینے کا کچھ مال خرچ کرے ثواب کی نیت کر تو وہ مال صدقے کے برابر ہے ثواب میں۔

ف یعنی اپنے گھر کے خرچ میں اگر یوں نیت کرے کہ خدا نے مجھ پر یہ فرض کیا ہے اسی کے حکم سے میں خرچ کرتا ہوں تو اس میں بھی خیرات کے برابر ثواب ملے گا اور اگر بے نیت خرچ کیا تو نہ ثواب نہ عذاب۔

## ہر نیک کام کو صدقہ کہا جا سکتا ہے

(۵۸۲) **ق** جابرٌ كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ۔ ؎

بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ہر ایک بھلی بات بھلا کام صدقہ ہے۔

**ف** یعنی اس میں خیرات کے برابر ثواب ہے۔

(۵۸۳) **ق** اَبُوْهُرَيْرَةَ كُلُّ سُلَامٰى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ تَعْدِلُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ وَّتُعِيْنُ الرَّجُلَ فِيْ دَابَّتِهٖ فَتَحْمِلُهٗ عَلَيْهَا اَوْ تَرْفَعُ لَهٗ عَلَيْهَا مَتَاعَهٗ صَدَقَةٌ وَّالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ وَّبِكُلِّ خُطْوَةٍ تَمْشِيْهَا اِلَى الصَّلٰوةِ صَدَقَةٌ وَّتُمِيْطُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہر روز جس میں آفتاب نکلے آدمیوں کی ہر ایک ہڈی اور ہر ایک جوڑ جوڑ پر صدقہ ہے انصاف کرنا دو شخصوں میں خیرات ہے مدد کرنا مرد کی اس کی سواری میں سو اس کو سواری پر چڑھا دینا اس کا اسباب اس کے جانور پر اٹھا کر لاد دینا خیرات ہے اور نیک بات سے کسی کا دل خوش کر دینا یا لا الٰہ الا اللہ پڑھنا بھی خیرات ہے اور ہر ایک قدم جو نماز کے واسطے چلے خیرات ہے اور تکلیف والی چیز جیسے کانٹا اور ہڈی اور پتھر کو راہ سے دور کرنا خیرات ہے۔

لوگوں کی امداد کرنا بھی صدقہ میں شامل ہے۔

**ف** یعنی ہر روز ہر آدمی کو خیرات کرنا لازم ہے اس واسطے کہ ہر روز زندگی دینا اور تندرست رکھنا خدا کا تازہ احسان ہے تو بندوں کو اس کی شکر گذاری بھی ضرور ہے۔ پھر فرمایا کہ شکر گذاری اور خیرات صرف مال ہی پر موقوف نہیں تم پر ہر روز مشکل پڑے بلکہ انصاف کرنا یا بھٹکے مانندے کو اس کی سواری پر سوار کرا دینا اس کا اسباب لاد دینا نماز کے واسطے مسجد میں حاضر ہونا، راہ سے موذیات کو دور کرنا یہ سب کام خیرات اور صدقات میں داخل ہیں ان میں سے جو سامنے آئے اس کو کرے اور اپنے بدن کی صحت اور قوت کی شکر گذاری خدا کی رضامندی کے واسطے بجا لاوے۔

(۵۸۴) **م** اَبُوْذَرٍّ اَوَلَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مَا تَصَدَّقُوْنَ اِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةً وَّبِكُلِّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةً وَّبِكُلِّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةً وَّبِكُلِّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةً وَّاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَّنَهْيٌ عَنْ مُّنْكَرٍ صَدَقَةٌ وَّفِيْ بُضْعِ اَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيَاْتِيْ اَحَدُنَا شَهْوَتَهٗ وَيَكُوْنُ لَهٗ فِيْهَا اَجْرٌ قَالَ اَرَاَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِيْ حَرَامٍ اَكَانَ عَلَيْهِ فِيْهَا وِزْرٌ فَكَذٰلِكَ اِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهٗ اَجْرٌ قَالَ لَهٗ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَهَبَ

مسلم میں ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا خدا نے تم کو وہ نہیں دیا جس کا تم صدقہ دو البتہ ہر ایک بار سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے اور ہر ایک بار الحمد للہ کہنا صدقہ ہے اور ہر ایک بار لا الٰہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے اور نیک بات بتلانا صدقہ ہے اور برے کام سے روکنا صدقہ ہے اور تمہارے جماع کرنے میں صدقہ ہے۔ اصحابؓ نے کہا یا رسولؐ اللہ کیا ہم میں سے کوئی تو اپنی شہوت کا کام کرے اور اس میں بھی اس کو ثواب ہوگا یعنی اپنی لذت میں ثواب ہونے کی یہ وجہ۔ ثواب تو عبادت میں ہوتا ہے حضرتؐ نے فرمایا بھلا بتلاؤ تو کہ اگر اپنی شہوت کو حرام میں رکھے یعنی زنا کرے تو البتہ اس پر عذاب ہوگا تو اسی طرح جب اس شہوت کو حلال میں رکھا تو اس کو ثواب ہوگا یعنی ثواب شہوت پر نہیں بلکہ خدا کی اطاعت پر ہے کہ

؎ یہ حدیث صحیح مسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نہیں۔ (چشتی)

اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالْاُجُوْرِ يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّيْ وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ وَيَتَصَدَّقُوْنَ بِفُضُوْلِ اَمْوَالِهِمْ۔

اس نے اپنی شہوت کو حرام سے روکا حلال میں صرف کیا۔ یہ حضرت نے اپنے چند اصحابؓ سے کہا جنھوں نے کہا تھا کہ یارسول اللہ مالدار لوگ تو ثواب لے گئے۔ وے نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم پڑھتے ہیں او روزہ رکھتے ہیں جیسے ہم رکھتے ہیں اور اپنی حاجت کو زیادہ مالوں کو صدقہ دیتے خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

**ف** یعنی صدقے اور خیرات کا ثواب صرف مال ہی پر موقوف نہیں کہ تم کو افسوس آوے بلکہ ہر ایک نیک عمل میں خیرات کا ثواب حاصل ہے یہانتک کہ جماع میں بھی ثواب ہے۔ جماع میں ثواب اسیوقت ہے جب نیت بخیر کرے یعنی حکم خدا جان کر کرے نیک اولاد کی اس سے امید رکھے۔

## اللہ اکبر اور سبحان اللہ وغیرہ کہنے کی فضیلت[1]

(۵۸۵) م عَائِشَةُ اِنَّهٗ خُلِقَ كُلُّ اِنْسَانٍ مِنْ بَنِيْ اٰدَمَ عَلٰى سِتِّيْنَ وَثَلٰثِمِائَةِ مَفْصِلٍ فَمَنْ كَبَّرَ اللّٰهَ وَحَمِدَ اللّٰهَ وَهَلَّلَ اللّٰهَ وَسَبَّحَ اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ اللّٰهَ وَعَزَلَ حَجَرًا عَنْ طَرِيْقِ النَّاسِ اَوْ شَوْكَةً اَوْ عَظْمًا عَنْ طَرِيْقِ النَّاسِ اَوْ اَمَرَ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ نَهٰى عَنْ مُنْكَرٍ عَدَدَ تِلْكَ السِّتِّيْنَ وَالثَّلٰثِمِائَةِ السُّلَامٰى فَاِنَّهٗ يُمْسِيْ وَيُرْوٰى يَمْشِيْ يَوْمَئِذٍ وَقَدْ زَحْزَحَ نَفْسَهٗ عَنِ النَّارِ۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بات تو یہ ہے کہ آدم کی اولاد سے ہر آدمی تین سو ساٹھ جوڑ پر بنایا گیا سو جو شخص اللہ اکبر کہے اور الحمد للہ کہے اور لا الہ الا اللہ کہے اور استغفر اللہ کہے اور لوگوں کی راہ سے اینٹ پتھر پھینک دے یا کا کو یا ہڈی کو لوگوں کی راہ سے علیحدہ کر دے یعنی تا کہ خلقت کو آرام پہنچے یا نیک بات سکھلا دے یا برے کام سے روکے، ان تین سو ساٹھ جوڑ والی ہڈیوں کی گنتی کے برابر تو وہ آدمی اس دن شام کر اس حال پر کہ اس نے اپنی جان دور ڈالی دوزخ سے۔ اور ایک روایت میں بجائے شام کریگا کے چلے گا آیا ہے دونوں روایت مطلب ایک ہے۔

**ف** یعنی آدمی میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں جس نے اتنی بار خدا کا نام لیا اور ذکر کیا تو اس نے شکر گذاری کی خالق کا حق ادا کیا تو دوزخ سے دور پڑا خواہ ہر ایک ذکر کو تین سو ساٹھ بار کہا خواہ سب کو ملا کر تین سو ساٹھ بار پڑھا۔

## حلال کمائی کی تاکید

(۵۸۶) م اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا طَيِّبًا وَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا اَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ قَالَ يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ وَقَالَ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ثُمَّ

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اے لوگو البتہ خدا پاک ہے نہیں قبول کرتا ہے مگر عمل پاک اور مال پاک کو مقرر خدا نے حکم کیا ایمانداروں کو جس کا حکم کیا پیغمبروں کو، فرمایا قرآن میں اے پیغمبرو کھاؤ پاک مال او حلال رزق اور نیک عمل کرو، میں البتہ تمہارے عمل کا جانتا ہوں۔ اور خدا نے قرآن میں فرمایا ہے اے ایماندارو کھا حلال مال اور پاک چیزوں کو جو میں نے تم کو دیں پھر حضر

[1] ان حسب ذیل غیر متعلق عنوانات کی احادیث کو امام مسلمؒ نے عنوان بالا میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ اِلَى السَّمَاءِ يَارَبِّ يَارَبِّ يَارَبِّ وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَّمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَّغُذِيَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰالِكَ۔

ذکر کیا اس مرد کا جس نے بڑا لمبا چوڑا سفر کیا بکھرے بال خاک آلودہ پھیلاتا ہے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اور یوں کہتا ہے اے میرے رب اے میرے رب اے میرے رب اور حالانکہ کھانا اس کا حرام اور پینا اس کا حرام بدن اس کا پالا گیا حرام غذا سے پھر کہاں سے ایسے شخص کی دعا قبول ہو۔

**ف** پاک مال وہ ہے جس میں کسی کا دعویٰ اور جھگڑا نہ ہو اور شرع میں درست ہو۔ چوری کا مال اور غصب کا مال پاک نہیں اس واسطے کہ مالک کا دعویٰ اس میں موجود ہے اور خرچی کا مال اور رشوت کا اور بیاج کا اگرچہ اس میں بظاہر دعویٰ نہیں لیکن اس طرح مال لینا شرع میں درست نہیں تو ناپاک ہوا معلوم ہوا کہ حرام مال سے خیرات کرنا بے فائدہ بات ہے کہ خدا اس کو قبول نہیں کرتا اس واسطے کہ وہ پاک ہے ناپاک کو کس طرح قبول کرے اور حلال طلب کرنے میں پیغمبروں اور مسلمانوں کو خدا کا ایک سا حکم ہے۔ اس میں رد ہے ان لوگوں کا جو کہتے ہیں کہ اوصاحب ہم اور پیغمبر لوگ برابر نہیں جو ان کی طرح طلب حلال میں جانفشانی اور محنت کریں پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ ہر چند مضطر اور مسافر رنج کش کی دعا مقبول ہوتی ہے لیکن جب اس کا کھانا پینا اور گوشت پوست حرام مال کا ہوا تو دعا مقبول ہونے کی کون صورت ہے خواہ سفر حج کا ہو خواہ جہاد کا۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ مسلمان کے حق میں ساری عبادتوں میں سے حلال روزی تلاش کرنا مقدم ہے بدون اس کے نہ عبادت میں کچھ مزا ہے نہ دعا قبول ہونے کی کچھ امید ہے۔ اور یہ جو بعضے ناواقف کہتے ہیں کہ حلال مال دنیا میں کس کو ملتا ہے اس کی تلاش بے فائدہ ہے سو غلط بات ہے اس واسطے کہ محنت مزدوری کرنا کھیتی کرنا سوداگری شرع کے موافق کرنا۔ نوکری کرنا بشرطیکہ اس میں کوئی خلاف شرع کام نہ کرنا پڑے یا کوئی شخص خدا کی راہ میں بے خواہش اس کو کچھ دیوے یہ سب درست ہے جو مال ان طریقوں سے حاصل ہو وہ حلال اور پاک ہے غرض کہ جس ایماندار کو قیامت میں خدا کو منہ دکھانے کا یقین ہے اس کے نزدیک حلال روزی کی طلب کرنا مقدم ہے اور حرام خور خدا فراموش سے گفتگو نہیں۔

## قیامت کے قریب مال کی کثرت ہوجائے گی

(۵۸۷) مر اَبُوْهُرَيْرَةَ تَقِيْءُ الْاَرْضُ اَفْلَاذَ كَبِدِهَا اَمْثَالَ الْاُسْطُوَانِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فَيَجِيْءُ الْقَاتِلُ فَيَقُوْلُ فِيْ هٰذَا قَتَلْتُ وَيَجِيْءُ الْقَاطِعُ فَيَقُوْلُ فِيْ هٰذَا قَطَعْتُ رَحِمِيْ وَيَجِيْءُ السَّارِقُ فَيَقُوْلُ فِيْ هٰذَا قُطِعَتْ يَدِيْ ثُمَّ يَدْعُوْنَهٗ فَلَا يَاْخُذُوْنَ مِنْهُ شَيْئًا۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگل دیوے گی زمین اپنے جگر کے ٹکڑے ستونوں کے برابر سونے اور چاندی کے یعنی زمین کے اندر کے خزانے اور چاندی سونے کی کانیں قیامت میں زمین پر ظاہر ہوجاویں گی تو آوے گا قاتل سو کہے گا کہ اسی کی محبت میں میں نے فلانے کو قتل کیا اور آوے گا برادری کا حق کاٹنے والا سو کہے گا کہ اسی کی محبت میں میں نے برادری کا حق کاٹا اور آوے گا چرانے والا سو کہے گا کہ اسی کی محبت میں میرا ہاتھ کاٹا گیا پھر اس مال کو چھوڑ دیں گے سو نہ لیویں گے اس میں سے کچھ بھی۔

**ف** یہ قیامت کے قریب ہوگا خوف قیامت سے فرصت کہاں جو آدمی مال کو لیوے۔

(۵۸۸) **ق** حَارِثَۃُ بْنُ وَھْبٍ الْخُزَاعِیُّ تَصَدَّقُوْا فَیُوْشِكُ الرَّجُلُ یَمْشِیْ بِصَدَقَتِہٖ فَیَقُوْلُ الَّذِیْ اُعْطِیْھَا لَوْ جِئْتَنَا بِھَا بِالْاَمْسِ قَبِلْتُھَا فَاَمَّا الْاٰنَ فَلَا حَاجَۃَ لِیْ بِھَا فَلَا یَجِدُ مَنْ یَّقْبَلُھَا۔

بخاری اور مسلم میں حارثہ بن وہبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ صدقہ اور خیرات کرو قریب ہے کہ مرد اپنا صدقہ لیجاوے گا تو فقیر کہے گا کہ اگر تو اس کو کل لاتا تو میں اس کو قبول کرتا اور اب تو مجھ کو اس کی حاجت نہیں تو نہ پاوے گا کسی کو جو صدقہ قبول کرے۔

**ف** امام مہدی کے وقت میں مال کی کثرت ہوگی سب لوگ مالدار ہو جاویں گے کوئی محتاج نہ ملے گا جو صدقہ لے، سو فرمایا کہ اس وقت کو غنیمت جانو جو دینا ہو سو محتاجوں کو دو۔

## فرشتوں کی سخی کے لئے دعا اور بخیل کے لئے بددعا

(۵۸۹) **م** اَبُو الدَّرْدَاءِ مَا طَلَعَتْ شَمْسٌ قَطُّ اِلَّا بِجَنْبَتَیْھَا مَلَكَانِ یَقُوْلَانِ اَللّٰھُمَّ عَجِّلْ لِمُنْفِقٍ خَلَفًا وَّ عَجِّلْ لِمُمْسِكٍ تَلَفًا۔ [1]

مسلم میں ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا نہیں طلوع کرتا آفتاب کبھی مگر کہ اس کے دونوں کناروں پر دو فرشتے کہتے ہیں کہ الٰہی جلدی دے خرچ کرنے والے سخی کو بدلا اور جلدی دے بخیل کو نقصان۔

**ف** یہی سبب ہے کہ سخی کا ہاتھ خالی نہیں رہتا اور بخیل کا خواہ مخواہ نقصان ہوتا ہے۔

## صدقہ دینا چاہئے چاہے وہ تھوڑا ہی ہو

(۵۹۰) **ق** عَدِیُّ بْنُ حَاتِمٍ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ یَّسْتَتِرَ مِنَ النَّارِ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَۃٍ فَلْیَفْعَلْ۔

بخاری اور مسلم میں عدیؓ حاتم طائی کے بیٹے سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم لوگوں میں سے جس سے ہوسکے دوزخ سے چھپے یعنی بچ رہنا کھجور کی پھانک ہی دیکر بھی تو اس کو کیا چاہیے۔

**ف** یعنی خیرات کرنا دوزخ کی آگ سے بچاتا ہے تھوڑے بہت کا خیال نہ چاہئے یہاں تک کہ کھجور کی پھانک برابر بھی دینا دوزخ سے روکے گا۔ خدا نیت خالص کو دیکھتا ہے۔ چنانچہ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ ایک عورت بدکار نے پیاسے کتے کو پانی پلایا اسی سبب سے بخشی گئی۔

(۵۹۱) **م** جَرِیْرٌ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اللّٰہَ اَنْزَلَ فِیْ كِتَابِہٖ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً وَّاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ

مسلم میں جریرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بعد حمد و صلوٰۃ کے بات تو یہ ہے کہ مقرر خدا نے اپنی کتاب میں یہ آیتیں اتاری ہیں کہ اے لوگو ڈرو اپنے رب سے جس نے تم کو ایک ذات سے بنایا اور اسی سے اس کی جورو پیدا کی یعنی آدمؑ کی پسلی سے حوا بنائی اور ان دونوں سے بہت مرد اور عورتیں بکھیریں اور ڈرو خدا سے جس کے نام کے وسیلے سے آپس میں سوال کرتے ہو اور ڈرو قرابت کی بدسلوکی سے

---

[1] یہ حدیث صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے: ما من یوم یصبح العباد فیہ الا ملکان ینزلان فیقول احدھما اللھم اعط منفقا خلفا ویقول الآخر اللھم اعط ممسکا تلفا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِّنْ دِيْنَارِهٖ مِنْ دِرْهَمِهٖ مِنْ ثَوْبِهٖ مِنْ صَاعِ بُرِّهٖ مِنْ صَاعِ تَمْرِهٖ حَتّٰى قَالَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ۔

اے ایماندارو ڈرو خدا سے اور چاہئے کہ ہر ایک جان غور کرے کہ اس نے اپنے واسطے کل کا یعنی قیامت کا کیا سامان کیا اور ڈرو خدا سے مقرر البتہ خدا خبردار ہے جو تم کرتے ہو حضرتؐ نے فرمایا چاہئے کہ خیرات کرے ہر ایک مرد اپنے دینار سے اور اپنے درم سے اور اپنے کپڑے سے گیہوں کے صاع سے چھوہارے کے صاع سے یہاں تک حضرتؐ نے فرمایا کہ آدھی کھجور ہی سہی۔ البتہ خدا تم پر نگہبان ہے یعنی تمہارا حال جانتا ہے

**ف** جریرؓ سے روایت ہے کہ ہم حضرتؐ کے پاس بیٹھے تھے کہ مضر کی قوم ننگی نہایت محتاج آئی حضرتؐ کو ان کا حال دیکھ کر نہایت درد آیا بلالؓ سے فرمایا کہ اذان دے جب لوگ جمع ہوئے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی تم سب آدم کی اولاد ہو تو یہ لوگ بھی تمہارے بھائی ٹھہرے تو ان پر احسان کرنا واجب ہوا کہ قیامت میں یہ خیرات تمہاری نجات کا سامان ہوگی۔ ہر شخص اپنے مقدور کے موافق خیرات کرے۔ اول ایک انصاری مرد اشرفیوں کا ایک توڑا لایا اور دوسری روایت یوں ہے کہ عمر فاروقؓ مٹھی بھر اول دربین لائے پھر تو تار لگا سب لوگ ہر ایک چیز لائے حضرتؐ نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ جو شخص نیک راہ نکالے گا تو اس راہ پر چلنے والوں کا سب کا ثواب اس کو ملے گا اور جو بد راہ نکالے گا تو سب کا عذاب اس پر پڑیگا۔

(۵۹۲) **ق** عَايِشَةُ اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ۔ [1]

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بچو دوزخ سے کھجور کی پھانک ہی دیکر سہی۔

**ف** یعنی کمتر خیرات بھی دوزخ سے بچاتی ہے۔

## قرب قیامت کی نشانی

(۵۹۳) **م** اَبُوْهُرَيْرَةَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَعُوْدَ اَرْضُ الْعَرَبِ مُرُوْجًا وَّاَنْهَارًا۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قیامت نہ قائم ہوگی یہاں تک کہ ہو جاوے عرب کی زمین چراگاہ سبزہ زار نہروں والی۔

**ف** عرب کی زمین میں نہ سبزہ ہے نہ نہر سو فرمایا کہ آخر زمانے میں اس میں سبزہ اور نہریں ہوں گی اور بعضے کہتے ہیں کہ زمین عرب سے مدینہ مراد ہے یعنی آخر زمانے میں لوگ عمارت اور آبادی پر زیادہ مصروف ہوں گے دنیا کی محبت غالب ہوگی۔

## دودھ والا جانور صدقہ کرنے کی فضیلت

(۵۹۴) **م** اَبُوْهُرَيْرَةَ مَنْ مَّنَحَ مَنِيْحَةً غَدَتْ بِصَدَقَةٍ وَّرَاحَتْ بِصَدَقَةٍ صَبُوْحَهَا وَغَبُوْقَهَا۔ [2]

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ [illegible] دودھار اونٹ یا گائے یا بکری کسی کو دودھ پینے کو عاریت دیگا تو ہر روز اس کے صبح و شام کے دودھ سے دو صدقے کا ثواب دینے والے کو ہوا کرے گا۔

---

[1] امام مسلمؒ نے حدیث مذکور کو عنوان بالا میں ذکر کیا ہے [2] حدیث مذکور میں روایت کے کچھ درمیانی الفاظ چھوٹ گئے ہیں۔

## سخی اور کنجوس کی مثال

(۵۹۵) ق أَبُوْهُرَيْرَةَ مَثَلُ الْبَخِيْلِ وَالْمُتَصَدِّقِ مَثَلُ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ أَوْ جُنَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ إِذَا هَمَّ الْمُتَصَدِّقُ بِصَدَقَةٍ اتَّسَعَتْ عَلَيْهِ حَتّٰى تُعَفِّيَ أَثَرَهُ وَإِذَا هَمَّ الْبَخِيْلُ بِصَدَقَةٍ تَقَلَّصَتْ عَنْهُ وَانْضَمَّتْ يَدَاهُ إِلٰى تَرَاقِيْهِ وَانْقَبَضَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ إِلٰى صَاحِبَتِهَا فَيَجْتَهِدُ أَنْ يُوَسِّعَهَا فَلَا يَسْتَطِيْعُ وَيُرْوٰى فَلَا تَتَّسِعُ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بخیل اور خیرات کرنے والے کی کہاوت جیسے دو مردوں کی کہاوت جن پر دو کرتے یا دو زرہیں ہوں لوہے کی جب کہ ارادہ کرتا ہے خیرات کرنے والا خیرات کا تو اس پر زرہ کشادہ ہو کر لمبی چوڑی ہو جاتی ہے یہانتک کہ اس کے نقش قدم پر گھسٹتی جاتی ہے اور جب بخیل خیرات کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زرہ سمٹ جاتی ہے اور اس کے دونوں ہاتھ گردن تک کھنچ جاتے ہیں اور ہر ایک حلقہ زرہ کا دوسرے حلقے سے ٹھہر جاتا ہے تو وہ کوشش کرتا ہے کہ زرہ کشادہ ہو سو نہیں کر سکتا۔ اور دوسری روایت یوں ہے کہ زرہ نہیں کشادہ ہوتی۔

ف: یعنی سخی جب خیرات کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا سینہ کشادہ ہو جاتا ہے۔ ہاتھ دل کی اطاعت کرتے ہیں دینے کے وقت خوب پھیلتے ہیں بخلاف بخیل کے کہ خیرات کرتے اس کا دل تنگی کرتا ہے تو دینے کو ہاتھ نہیں پھیلتے گویا کسی نے اس کے ہاتھ پکڑ لئے۔ خلاصہ مطلب یہ کہ سخی کمال خوشی سے خیرات کرتا ہے اور بخیل کی خیرات کرنے جان نکلتی ہے اور روح قبض ہوتی ہے۔

## اگر صدقہ لاعلمی کی وجہ سے غیر مستحق کو پہنچ جائے تو بھی صدقہ دینے والے کا ثواب ضائع نہیں ہوتا

(۵۹۶) ق أَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ رَجُلٌ لَأَتَصَدَّقَنَّ اللَّيْلَةَ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدِ زَانِيَةٍ فَأَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰى زَانِيَةٍ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى زَانِيَةٍ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدِ غَنِيٍّ فَأَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ عَلٰى غَنِيٍّ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى غَنِيٍّ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدِ سَارِقٍ فَأَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ عَلٰى سَارِقٍ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى زَانِيَةٍ وَعَلٰى غَنِيٍّ وَعَلٰى سَارِقٍ فَأُتِيَ فَقِيْلَ لَهٗ أَمَّا صَدَقَتُكَ فَقَدْ قُبِلَتْ أَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ایک مرد نے کہا کہ میں مقرر آج کی رات خیرات دوں گا سو اپنی خیرات لیکر نکلا تو اس کو حرام کار عورت کے ہاتھ میں رکھ آیا تو فجر کو لوگ گفتگو کرنے لگے کہ رات کو حرام کار عورت کو خیرات ملی سو اس مرد نے کہا الٰہی تیرا شکر ہے، حرام کار کی خیرات پر مقرر اب اور خیرات کروں گا سو وہ اپنی خیرات لیکر نکلا۔ واس کو مالدار کے ہاتھ میں رکھ آیا تو فجر کو لوگ باتیں کرنے لگے کہ مالدار کو صدقہ [ملا] سو اس مرد نے کہا الٰہی تیرا شکر ہے مالدار کی خیرات پر مقرر اب [پھر] صدقہ دوں گا سو اپنا صدقہ لیکر نکلا تو اس کو چوٹے کے ہاتھ میں رکھ آیا تو فجر کو لوگ ذکر کرنے لگے کہ چوٹے کو صدقہ ملا تو اس مرد نے کہا کہ الٰہی تیرا شکر ہے حرام کار اور مالدار اور چوٹے کی خیر[ات پر] تو اس سے خواب میں کہا گیا کہ تیری خیرات تو قبول ہو گئی۔ حرام کار کی خیرات تو اس واسطے قبول ہوئی کہ شاید وہ خیرات کا مال پاکر

تَسْتَعِفُّ بِهَا عَنْ زِنَاهَا وَلَعَلَّ الْغَنِيَّ يَعْتَبِرُ فَيُنْفِقُ مِمَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ وَلَعَلَّ السَّارِقَ يَسْتَعِفُّ بِهَا عَنْ سَرِقَتِهٖ۔

اپنی حرام کاری سے باز رہے اور شاید کہ مالدار سوچے اور شرما وے سو وہ بھی خیرات کرے اس مال سے جو خدا نے دیا ہے اور شاید کہ چوٹا اس کے سبب سے چوری سے باز رہے۔

**ف** معلوم ہوا کہ خیرات اور صدقے کا ثواب کسی طرح ضائع نہیں ہوتا اگرچہ ناواقفی سے بے موقع خرچ ہو نیت خالص چاہیے۔

## خزانچی اور بیوی کا صدقہ کرنا

(۵۹۷) **م** اَبُوْمُوْسٰی اَلْخَازِنُ الْاَمِیْنُ الَّذِیْ یُعْطِیْ مَا اُمِرَ بِهٖ طَیِّبَۃً بِهٖ نَفْسُهٗ اَحَدُ الْمُتَصَدِّقِیْنَ

مسلم میں ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ امانتدار خزانچی اور داروغہ جو دیوے مالک کے حکم کے موافق اپنا دل کھول کر خیرات کرنے والوں سے ایک وہ بھی ہے۔

**ف** یعنی جو دینے کا ثواب ہے اس میں داروغہ اور خانساماں بھی شریک ہے بشرطیکہ خوشی سے دلوے اور جو داروغہ دیتے ہوئے کمنا وے وہ ثواب سے بے نصیب ہے اس واسطے کہ مالک تو دلاتا ہے اور اس ناپاک کا ناحق پیٹ پھولتا ہے اس کے برابر دوسرا بخیل نہیں۔

(۵۹۸) **ق** عَایِشَۃُ اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْاَۃُ مِنْ طَعَامِ بَیْتِهَا غَیْرَ مُفْسِدَۃٍ فَلَهَا اَجْرُهَا بِمَا اَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا بِمَا اکْتَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ لَا یَنْقُصُ بَعْضُهُمْ مِنْ اَجْرِ بَعْضٍ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب عورت اپنے گھر سے خدا کی راہ میں کھانا کسی کو دیوے بدون لٹائے تو اس کو ثواب دینے کا ہے اور اس کے خاوند کو کمانے کا اور ناج رکھنے والے کو بھی اتنا ثواب ہے نہ گھٹا وےگا ایک دوسرے کے ثواب کو یعنی تینوں کو پورا ثواب ملےگا۔

**ف** بدون لٹائے یعنی اتنا نہ دے ڈالے کہ اس کے لڑکے فاقہ کریں اور یہ ثواب جب ہے کہ خاوند نے دینے کو منع نہ کیا ہو

(۵۹۹) **م** اَبُوْهُرَیْرَۃَ لَا تَصُمِ الْمَرْاَۃُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَلَا تَاْذَنْ فِیْ بَیْتِهٖ وَهُوَ شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَمَا اَنْفَقَتْ مِنْ كَسْبِهٖ مِنْ غَیْرِ اَمْرِهٖ فَاِنَّ نِصْفَ اَجْرِهٖ لَهٗ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نفل روزہ عورت نہ رکھے خاوند کے ہوتے بدون اس کے حکم کے اور خاوند ہوتے بدون اس کے حکم کسی کو کسی کام کے واسطے گھر میں نہ آنے دیوے اور عورت جو خاوند کی کمائی سے بدون اس کے حکم خدا کی راہ میں دیوےگی تو اس کا آدھا ثواب خاوند کو ہوگا۔

**ف** اس حدیث میں خاوند کے حق عورت پر فرمائے۔ فرض روزے میں خاوند کی اجازت کی حاجت نہیں [illegible] روزہ بغیر اس کی مرضی درست نہیں کہ مرد کو کسی سبب سے تکلیف نہ ہو اور خاوند کی کمائی سے راہ خدا میں دینا جب درست ہے کہ اس کی اجازت ہو صریحاً یا اس کو رنج نہ ہو جب سے اور اگر ناخوش ہو یا منع کیا ہو تو عورت کو کسی طرح دینا درست نہیں۔

## لوگوں سے چھپا کر صدقہ دینے کی فضیلت

(۶۰۰) **ق** اَبُوْهُرَیْرَۃَ سَبْعَۃٌ

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے

غ صحیح ق۔ بخاری جزء اصلہ (حیثی)

ان سات آدمیوں کا تذکرہ جو قیامت کے دن عرش الٰہی کے سائے تلے ہوں گے۔

يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ إِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ۔

له

فرمایا کہ سات شخص ہیں جن کو خدا اپنے سایے میں رکھے گا جس دن اس کے سائے کے سوائے کہیں سایہ نہ ہوگا یعنی قیامت میں ایک تو منصف سردار، دوسرا وہ جوان جو امنگ جوانی سے خدا کی بندگی میں مشغول ہوا۔ تیسرا وہ مرد جس کا دل مسجدوں میں لگا رہتا ہے یعنی بار بار جماعت کے واسطے مسجد میں جاتا ہے اور مسجد کے بناؤ چناؤ میں لگا رہتا ہے۔ چوتھے وے دو مرد جو خدا ہی کے واسطے آپس میں محبت رکھتے ہیں ملتے ہیں تو اسی پر اور جدا ہوتے ہیں تو اسی پر۔ پانچواں وہ مرد جس کو مالدار با عزت خوبصورت عورت نے بلایا یعنی بدکاری کے واسطے سو اس نے کہا کہ میں خدا سے ڈرتا ہوں۔ چھٹا وہ مرد کہ جس نے خیرات کی تو اس کو چھپایا یہاں تک کہ نہیں جانتا اس کا بایاں ہاتھ کہ کیا خرچ کیا اس کے داہنے ہاتھ نے۔ ساتواں وہ مرد جس نے خدا کو یاد کیا خالی مکان میں سو جاری ہوگئیں اس کی دونوں آنکھیں یعنی خوف الٰہی سے رو دیا۔

## تندرستی میں جب جی مال جمع کرنے کے درپے ہو خیرات کرنا افضل ہے

بہترین صدقہ وہ ہے جو تندرستی میں دیا گیا۔

(۶۰۱) ف أَبُو هُرَيْرَةَ أَمَا وَأَبِيكَ لَتُنَبَّأَنَّهُ أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَأْمُلُ الْغِنَى زَادَ مُسْلِمٌ وَتَأْمُلُ الْبَقَاءَ ثُمَّ اتَّفَقَا وَلَا تُمْهِلْ حَتّٰى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ تَفَرَّدَ مُسْلِمٌ بِقَوْلِهِ أَمَا وَأَبِيكَ۔ سه

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خبردار ہو تیرے باپ کی قسم ہے کہ البتہ تجھ کو اپنے سوال کی خبر معلوم ہو جاوے گی بہتر صدقہ یہ ہے کہ تو خیرات کرے جس حالت میں کہ تو تندرست اور بخیل ہو محتاجی سے ڈرتا ہو اور مالداری کی امید رکھتا ہو مسلم میں اتنی روایت زیادہ کی کہ تجھ کو زندگی کی امید ہو پھر بخاری اور مسلم دونوں نے اس روایت میں اتفاق کیا اور خیرات کرنے میں دیر مت کر یہاں تک کہ مرنے لگے اور روح حلق میں پہنچے اس وقت یوں کہے کہ فلانے کو اتنا اور فلانے کو اتنا اور وہ تو فلانے وارث کا ہو چکا صرف مسلم میں اما وابیک کی روایت ہے۔

ف ایک مرد نے حضرتؐ سے پوچھا کہ میں اپنے مال کو کیونکر صدقہ کروں اور کونسی خیرات افضل ہے تو حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی خیرات کرنا صحت کی حالت میں افضل ہے کہ مال دینے کو جی نہ چاہے زندگی کی امید ہو اور یہ نہیں کہ جب جان نکلنے لگے تو وصیت شروع کی کہ فلانے کو اتنا مال دینا اور فلانے کو اتنا اس واسطے کہ اگر اس وقت نہ کسی کو دیگا تو بھی مال اس کے ہاتھ سے گیا اور غیروں کو ملا یعنی وارثوں کو۔

---

له مسلم کی روایت میں الامام العادل کے الفاظ ہیں۔

سه روایت مذکورہ کے الفاظ مسلم کی روایت کے مطابق نہیں۔ (محشی)

## خیرات دینے والا لینے والے سے افضل ہے

(۶۰۲) ق حَکِیْمُ بْنُ حِزَامٍ خَیْرُ الصَّدَقَۃِ مَاکَانَ عَنْ ظَھْرِ غِنًی۔

بخاری اور مسلم میں حکیم بن حزامؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بہتر خیرات تو مالداری سے ہو۔

ف یعنی قرضدار یا محتاج کو خیرات کرنا ضرور نہیں اس کو واجب ہے کہ اول قرض ادا کرے اور اپنے اہل وعیال کی خبرگیری کرے کہ ان کا حق فقیروں کے حق پر مقدم ہے خیرات کرنا تو مالدار کو چاہیے جس کا مال حاجتِ شرعی سے زیادہ ہو۔

## مال وغیرہ دینے میں اہل وعیال مقدم ہیں

(۶۰۳) خ[غ] اَبُوْ اُمَامَۃَ یَا ابْنَ اٰدَمَ اِنْ تَبْذُلِ الْفَضْلَ خَیْرٌ لَّکَ وَاِنْ تُمْسِکْہُ شَرٌّ لَّکَ وَلَا تُلَامُ عَلٰی کَفَافٍ۔[۱]

بخاری میں ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے آدم کے بیٹے زائد از حاجت مال کو تیرا خرچ کرنا بہتر ہے تیرے واسطے اگر تو نے اس مال کو رکھ چھوڑا تو برا ہے تیرے واسطے اور تجھ کو ملامت نہ ہوگی بقدر اپنے اہل وعیال کے قوت رکھنے پر۔

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سوائے زکوٰۃ دینے کے زائد مال کو راہِ خدا میں دینا مستحب ہے کہ آخرت کا ذخیرہ ہو اور مال رکھنے میں برائی ہے کہ اس پر حساب اور غیروں کو فائدہ لیکن بقدر اپنے گھر بار کے خرچ رکھنے پر ہرگز ملامت نہیں اور توکل کے بھی مخالف نہیں کہ حضرتؐ اپنی بیبیوں کو سال بھر کا قوت دیتے تھے۔

(۶۰۴) ق اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ اِبْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اول اپنے اہل وعیال سے دینا شروع کر۔

ف یعنی اہل وعیال کا دینا فرض ہے اور غیروں کا دینا نفل۔ اور فرض نفل سے مقدم ہے چنانچہ اسکی تفصیل گزرچکی۔

## مانگنے کھانے کی ممانعت

(۶۰۵) م اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ مَنْ سَاَلَ النَّاسَ اَمْوَالَھُمْ تَکَثُّرًا فَاِنَّمَا ھِیَ جَمْرٌ فَلْیَسْتَقِلَّ مِنْہُ اَوْ لِیَسْتَکْثِرْ۔

بلا ضرورت سوال کرنے کی سزا!

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو لوگوں سے مال مانگے جمع کرنے کیلئے۔ ورمالدار ہونے کے واسطے تو وہ مال اس کے حق میں چنگاریاں ہیں دوزخ کی چاہے چنگاریاں کم کرے چاہے بہت

ف فاقے میں سوال کرنا درست ہے جمع کرنے کے واسطے نہیں۔

(۶۰۶) م مُعَاوِیَۃُ بْنُ اَبِیْ سُفْیَانَ لَا تُلْحِفُوْا فِی الْمَسْئَلَۃِ فَوَاللّٰہِ لَا یَسْئَلُنِیْ اَحَدٌ مِّنْکُمْ شَیْئًا فَتُخْرِجَ لَہٗ مَسْئَلَتُہٗ مِنِّیْ شَیْئًا وَّاَنَا لَہٗ کَارِہٌ فَیُبَارَکَ لَہٗ فِیْمَا اَعْطَیْتُہٗ۔

مسلم میں معاویہ بن ابی سفیانؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بہت چمٹ کر نہ مانگا کرو سو قسم خدا کی جو تم میں کوئی مجھ سے کچھ مانگے گا اور کچھ مجھ کو ناخوش کرکے پاوے گا تو جو میں نے دیا اس میں برکت نہ ہوگی۔

ف یعنی جو چمٹ کر سوال کرکے کچھ مجھ سے پاویگا وہ مال بے برکت ہوگا معلوم ہوا کہ سوال کرنا حرام ہے خصوصاً چمٹ کر مانگنا زیادہ تر حرام ہے۔

(۶۰۷) ق اِبْنُ عُمَرَ مَا تَزَالُ الْمَسْئَلَۃُ

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے

---

غ صحیح مسلم ج۱ ص ۳۳۲۔ [۱] اس عنوان کی دونوں حدیثوں کو امام مسلمؒ نے عنوانِ بالا میں ذکر کیا ہے۔ (حبشی)

بِالْعَبْدِ حَتّٰی یَلْقَی اللّٰہَ وَمَا فِیْ وَجْھِہٖ مُزْعَۃٌ۔

فرمایا کہ ہمیشہ سوال کرنا آدمی کا یہ نوبت پہنچا دیگا کہ خدا کو ملے گا منہ پر ایک بوٹی بھی نہ ہوگی۔

**ف** یعنی لوگوں سے سوال کرنے والا قیامت میں نہایت ذلیل ہوگا۔

(۶۰۸) **ق** اَبُوْھُرَیْرَۃَ لَیْسَ الْمِسْکِیْنُ الَّذِیْ تَرُدُّہُ التَّمْرَۃُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلَا اللُّقْمَۃُ وَلَا اللُّقْمَتَانِ اِنَّمَا الْمِسْکِیْنُ الَّذِیْ یَتَعَفَّفُ اقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ بیچارہ محتاج وہ نہیں جس کو ایک چھوہارا اور دو چھوہارے اور ایک لقمہ اور دو لقمے کی طمع دربدر پھراوے حقیقت میں بیچارہ محتاج تو وہ ہے جو حرام اور سوال سے رکا رہتا ہے اگر تم چاہو تو اس مطلب کو قرآن سے پڑھ لو کہ لائق دینے کے وہ لوگ ہیں کہ باوجود محتاجی کے لوگوں سے نہیں سوال کرتے چمٹ کر کہ بدون دئیے پیچھا نہ چھوڑیں۔

**ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو محتاج لوگ سوال نہیں کرتے ان کے دینے میں زیادہ تر ثواب ہے گدائی فقیروں سے اوران کا حق مقدم ہے ان کے حق سے، اس واسطے کہ انھوں نے گدائی کو اپنا پیشہ مقرر کرلیا ہے اگر ایک مقام پر نہ پاویں گے تو دوسرے مقام سے مانگ لاویں گے اور وے بیچارے بے زبان ہیں خواہ دنیا کی غیرت سے خواہ توکل اور قناعت سے۔

## کس کو سوال کرنا درست ہے

(۶۰۹) **م** قَبِیْصَۃُ بْنُ مُخَارِقٍ یَا قَبِیْصَۃُ اِنَّ الْمَسْئَلَۃَ لَا تَحِلُّ اِلَّا لِاَحَدِ ثَلٰثَۃٍ رَجُلٌ تَحَمَّلَ حَمَالَۃً فَحَلَّتْ لَہُ الْمَسْئَلَۃُ حَتّٰی یُصِیْبَھَا ثُمَّ یُمْسِکُ وَرَجُلٌ اَصَابَتْہُ جَائِحَۃٌ اِجْتَاحَتْ مَالَہٗ فَحَلَّتْ لَہُ الْمَسْئَلَۃُ حَتّٰی یُصِیْبَ قِوَامًا مِّنْ عَیْشٍ اَوْ قَالَ سِدَادًا مِّنْ عَیْشٍ وَرَجُلٌ اَصَابَتْہُ فَاقَۃٌ حَتّٰی یَقُوْمَ ثَلٰثَۃٌ مِّنْ ذَوِی الْحِجٰی مِنْ قَوْمِہٖ لَقَدْ اَصَابَتْ فُلَانًا فَاقَۃٌ فَحَلَّتْ لَہُ الْمَسْئَلَۃُ حَتّٰی یُصِیْبَ قِوَامًا مِّنْ عَیْشٍ اَوْ قَالَ سِدَادًا مِّنْ عَیْشٍ فَمَا سِوَاھُنَّ مِنَ الْمَسْئَلَۃِ یَا قَبِیْصَۃُ سُحْتٌ یَاْکُلُھَا صَاحِبُھَا سُحْتًا کَذَا وَقَعَ فِیْ فِیْ کِتَابِ مُسْلِمٍ حَتّٰی یَقُوْمَ وَالصَّوَابُ یَقُوْلُ وَکَذَا اَخْرَجَہٗ اَبُوْدَاوٗدَ بِاللَّامِ۔

مسلم میں قبیصہ بن مخارقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قبیصہ سوال کرنا حلال نہیں مگر ایک کو تین قسم کے آدمیوں سے ایک تو وہ مرد جس نے دوسرے کا بوجھ اپنے اوپر ڈالا تو اس کو سوال کرنا حلال ہے یہانتک کہ اتنا مال پاجاوے پھر رک رہے اور دوسرا وہ جس پر ایسی آفت پڑی جس سے اس کا مال برباد ہوگا تو اس کو سوال کرنا حلال ہے یہانتک کہ اپنی زندگی کے گذارے کے لائق حاصل کرے یا حضرتؐ نے یوں فرمایا کہ زندگی کی سدرمق حاصل کرے اور تیسرا مرد وہ ہے جس کو فاقے کی نوبت پہنچے یہانتک کہ کھڑے ہو کر گواہی دیں اس کی قوم کے تین دانا آدمی کہ فلانے کو فاقہ ہے تو اس کو سوال کرنا حلال ہے یہانتک کہ زندگی کے گذارے کے لائق حاصل کرے یا یوں فرمایا کہ زندگی کی سدرمق حاصل کرے ان تین کے سوائے سوال کرنا اے قبیصہ حرام ہے کھاتا ہے سوال کرنے والا حرام کو۔ صحیح مسلم میں اسی طرح حَتّٰی یَقُوْمَ کی روایت ہے اور ٹھیک یَقُوْلُ ہے جس طرح ابوداؤد نے لام سے روایت کیا ہے۔

**ف** غیر کا بوجھ اپنے اوپر ڈالنا اس طرح پر کہ جیسے دو آدمی میں مال کے سبب جھگڑا ہو قرض کی بابت یا خون بہا کی بابت یا ڈانڈ کی بابت اور تیسرا آدمی ان دونوں میں صلح کرادیوے اور اس قدر مال کو اپنے ذمہ پر کرلیوے تو اس کو

سوال کرنا درست ہے، عرب میں اس طرح کی ذمہ داری کا بہت رواج تھا اور آفت سے مال برباد ہونا جیسے آگ سے جلنا یا غرق ہونا یا لٹ جانا اور یہ جو فاقے کی گواہی تین آدمیوں کی فرمائی سو باعتبار احتیاط اور استحباب کے ہے کسی عالم کے نزدیک یہ شرط نہیں کہ بدون گواہی کے فاقے والے کو سوال کرنا درست نہ ہو، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سوال کی اصل حرام ہے لیکن ان تین صورتوں میں درست ہے ان کے سوائے کسی طرح سوال درست نہیں۔ مصابیح میں قبیصہؓ سے روایت ہے کہ میں مال کا ضامن ہوا اور حضرتؐ سے میں نے سوال کیا۔ حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ تو ٹھہر جا زکوٰۃ کا مال جب آوے گا تو میں تجھ کو دونگا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔

## بلا مانگے کوئی دیوے تو لینا جائز ہے

(۶۱۰) ق عُمَرُ اِذَا اُعْطِيْتَ شَيْئًا مِّنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ فَكُلْ وَتَصَدَّقْ۔ بخاری اور مسلم میں حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تجھ کو بدون مانگے کچھ ملے تو اس کو کھا اور خدا کی راہ میں دے۔

ف عمر فاروقؓ کو حضرتؐ کچھ دینے لگے۔ عمر فاروقؓ نے کہا جو مجھ سے زیادہ تر محتاج ہو اس کو دیجئے مجھ کو کچھ حاجت نہیں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی جب بے مانگے کچھ ملے تو اس کو خدا کی دی ہوئی روزی سمجھے نہ پھیرے اگر حاجت ہو اپنے کام میں لاوے اور نہیں تو کسی اور محتاج کو دے لیکن سوال کرنا دو طرح ہے ایک تو زبان سے مانگنا یہ تو صاف حرام ہے دوسرے دل میں کسی چیز کی کسی شخص سے تاک لگانا یہ دلی سوال ہے تقوے کی راہ سے یہ بھی حرام ہے۔

(۶۱۱) ق عُمَرُ مَا جَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ۔ بخاری اور مسلم میں عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو تیرے پاس اس مال سے آوے اس طرح پر کہ تو تاک لگانے والا اور مانگنے والا نہ ہو تو اس کو لے اور جو ایسا مال نہ ہو تو اس کے پیچھے اپنی جان کو مت ڈال۔

ف مصابیح میں عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ مجھ کو مال دینے لگے میں نے کہا کہ جو مجھ سے زیادہ تر محتاج ہو اس کو دیجئے حضرتؐ نے فرمایا اس کو لے اپنا کام چلا اور خیرات کر پھر یہ حدیث حضرتؐ نے فرمائی یعنی جو مال بدون توقع اور بے حرص اور سوال کے ملے وہ حلال ہے اور اگر زبان سے ظاہری سوال کیا یا دل میں تاک لگائی اور اس کی طرف خیال لگا کر باطنی سوال کیا تو وہ حلال اور طیب نہیں۔

نقل ہے کہ امام احمدؒ ایک شخص سے اٹھوا کر بازار سے گیہوں لائے۔ امام احمدؒ کے فرزند گھر میں بیٹھے روٹی کھاتے تھے، اس شخص کا دل روٹی کی طرف مائل ہوا۔ امام احمدؒ کے بیٹے نے اس شخص کو روٹی دی اس بزرگ نے نہ قبول کی۔ جب وہ پلٹ کر چلے اور ان کو امام احمدؒ نے روٹی دی تو انھوں نے قبول کی اور چلے گئے۔ بیٹے نے باپ سے پوچھا کہ اس کا کیا سبب ہے کہ میں نے روٹی دی تو قبول نہ کی اور تم نے دی تو قبول کی۔ امام احمدؒ نے کہا کہ اس وقت ان کا دل روٹی کی طرف مائل ہوا تھا تو وہ اس کو باطنی سوال سمجھے اس واسطے قبول نہ کی اور میں نے جب روٹی دی تو ان کو خواہش نہ تھی کہ اس سے ناامید ہو کر چلے تھے اس واسطے قبول کی۔ غرض کہ جس طرح ظاہری سوال زبان سے منع ہے ویسے ہی باطنی سوال بھی دل سے منع ہے۔

## دنیاوی لالچ کی مذمت

(۶۱۲) ق انس لو کان لابن آدم وادیان من مال لابتغی الیھما ثالثا و لا یملأ جوف ابن آدم الا التراب و یتوب اللہ علی من تاب۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر آدمی کے پاس دو جنگل بھر مال ہوتا تو ان کے ساتھ اور تیسرے جنگل کو بھی تلاش کرتا اور آدمی کا پیٹ سوائے خاک کے نہیں بھرتا اور خدا اسی پر رحمت سے متوجہ ہوتا ہے جو حرص اور لالچ سے توبہ کرتا ہے۔

ف یعنی آدمی کی حرص اگرچہ بہت مالدار ہو زندگی میں کسی طرح نہیں بجھتی اور زیادہ طلبی کبھی کم نہیں ہوتی اس کا پیٹ قبر کی خاک کے بغیر کوئی چیز نہیں بھر سکتی پھر کم حرصی اور قناعت کی تعریف فرمائی۔ شعر

تنگ چشم مرد دنیادار را ۔۔۔ یا قناعت پر کند یا خاکِ گور

بعض روایت میں آیا ہے کہ یہ حدیث قرآن کی آیت تھی آخر کو منسوخ ہو گئی۔

(۶۱۳) م ابو ھریرۃ الشیخ شاب فی حب اثنتین فی حب طول الحیوۃ وکثرۃ المال۔[له]

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بڈھا جوان ہے دو چیز کی محبت میں۔ بڑی عمر ہونے کی محبت میں اور مال زیادہ ہونے کی محبت میں۔

ف یعنی پیری میں عمر درازی کی محبت اور کثرت مال کی محبت نہایت بڑھ جاتی ہے۔ مصرع مرد چوں پیر شود حرص جواں میگردد۔ عمر درازی کی محبت اس واسطے زیادہ ہوتی ہے کہ دنیا چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا اور نیک عمل نہ ہونے سے موت اور قبر اور قیامت سے جی گھبراتا ہے اور کثرت مال کی محبت اس واسطے ہوتی ہے کہ میری اولاد کے کام آ[ئے] اور مجھ کو خود پیری میں محتاجی نہ ہو۔ اس حدیث میں مذمت ہے طول عمر اور کثرت مال کے حرص۔

(۶۱۴) ق انس یھرم ابن آدم وتشب منہ اثنتان الحرص علی المال والحرص علی العمر۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بوڑھا ہوتا ہے آدمی اور جوان ہوتی ہیں اس میں دو خصلتیں ایک مال پر حرص دوسرے عمر پر حرص۔

ف یعنی پیری کی حالت میں مال اور زندگی کی نہایت حرص بڑھ جاتی ہے۔

## قناعت کی فضیلت اور ترغیب

(۶۱۵) ق ابو سعید ما یکن عندی من خیر فلن ادخرہ عنکم ومن یستعفف یعفہ اللہ ومن یستغن یغنہ اللہ ومن یتصبر یصبرہ اللہ وما اعطی احد عطاء خیرا واوسع من الصبر۔

تہذیب اخلاق میں پہلے تکلیف اٹھانی پڑتی ہے لیکن تدریجاً بات جاتی رہتی ہے اور پھر ایک ملکہ پیدا ہو جاتا ہے۔

بخاری اور مسلم میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میرے پاس مال ہوگا اس کو میں تم سے چھپا کر جمع نہ کر رکھوں گا اور جو سوال اور حرام کاموں میں سے آپ کو بچاوے پرہیزگار بننے کے پر تو خدا اس کو سچا پرہیزگار کر دے گا اور جو دنیا سے بے پرواہی کا رکھے گا تو خدا اس کے دل کو دنیا کے مال سے بے پرواہ کر دے گا اور جو شخص کہ مصیبت اور بلا میں آپ کو بزور صبر والا بناویگا تو اس کو سچا بے بناوٹ کا صابر کر دے گا اور کسی کو بہتر اور کشادہ صبر سے کوئی نعمت نہیں ملی۔

❊ ❊ ❊

[له] صحیح مسلم میں قلب الشیخ کے الفاظ ہیں۔ (چشتی)

**ف** مصابیح میں روایت ہے کہ کچھ انصاری اصحاب نے حضرتؐ سے مال مانگا حضرتؐ نے دیا پھر مانگا پھر دیا جب حضرتؐ کے پاس کچھ باقی نہ رہا تب یہ حدیث فرمائی۔ یہ حدیث تہذیب اخلاق اور درویشی کی جڑ ہے۔ معلوم ہوا کہ آدمی کی خو بدلنا ممکن ہے لیکن اول بدخو چھوڑنے میں محنت اور ریاضت ہے آخر کو نیک خو عادت ہو جاتی ہے پھر محنت اور تکلف اور بناوٹ کی کچھ حاجت نہیں رہتی۔ بعضے لوگ کہتے ہیں کہ آدمی کی خو نہیں بدلتی یہ پیدائشی بات ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ غلط بات ہے اگر خو بدلنا ممکن نہ ہوتا تو پیغمبروں کا آنا اور ان کی تعلیم بے فائدہ ہو جاتی جانوروں کی خو تعلیم اور محنت سے بدل جاتی ہے جیسے باز اور شکاری کتے کی۔ تو بھلا آدمی کی کیونکر نہ بدلے۔ ہاں یہ البتہ ہے کہ بدون محنت کچھ نہیں ہوتا۔ جو بدخو بدلنے کا طریقہ چاہے وہ احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت کو دیکھے۔

(۶۱۶) **م** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا اٰتَاهُ۔

مسلم میں عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ البتہ مراد کو پہنچا جو مسلمان ہوا اور اس کو بقدر ضرورت روزی ملی اور خدا نے جتنا اس کو دیا اس پر قناعت نصیب کی۔

**ف** قناعت والے ایماندار کو اس واسطے کامیاب فرمایا کہ ایمان کے سبب سے اس کی آخرت سنوری اور قوت ضروری سے دنیا کی تکلیف بھی نہ ہوئی تو گویا دونوں جہان سے برخوردار ہوا اور اگر ایمان ہوا اور قناعت نہ ہوئی تو ایمان کی خوبی اور لطف مطلق ظاہر نہیں ہوا طمع آدمی کو نظروں میں ذلیل اور حقیر کر دیتی ہے۔ شعر

اے قناعت تونگرم گرداں     کہ ورائے تو ہیچ نعمت نیست

لیکن اہل و عیال کی ضروریات کو طلب کرنا قناعت کے مخالف نہیں بلکہ طمع زائد از حاجت چیز کی تلاش کا نام ہے۔

## دنیا کی زیب و زینت اور کشائش سے دھوکہ نہ کھانا چاہیئے

(۶۱۷) **ق** اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَخْوَفُ وَيُرْوٰى اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ مَا يُخْرِجُ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا قَالُوْا وَمَا زَهْرَةُ الدُّنْيَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بَرَكَاتُ الْاَرْضِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ يَاْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ قَالَ يَاْتِي الْخَيْرُ اِلَّا بِالْخَيْرِ لَا يَاْتِي الْخَيْرُ اِلَّا بِالْخَيْرِ لَا يَاْتِي الْخَيْرُ اِلَّا بِالْخَيْرِ اِنَّ كُلَّ مَا يُنْبِتُ الرَّبِيْعُ يَقْتُلُ اَوْ يُلِمُّ وَيُرْوٰى يَقْتُلُ حَبَطًا اَوْ يُلِمُّ اِلَّا اٰكِلَةَ الْخَضِرِ فَاِنَّهَا تَاْكُلُ حَتّٰى اِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ ثُمَّ اجْتَرَّتْ

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ زیادہ تر خوف جس کا مجھ کو تم پر ڈر لگا ہے وہ چیز ہے جو کہ خدا تمہارے واسطے نکالے گا دنیا کی زینت اور آرائش سے اصحاب نے کہا کہ یا رسول اللہ دنیا کی آرائش سے کون چیز مراد ہے حضرت نے فرمایا کہ زمین کی برکات جیسے اناج اور لباس اور فرش اور چاندی سونے کی کان۔ اصحاب نے کہا یا رسول اللہ کیا نیک چیز بھی بدی لاویگی یعنی جب زمین کی پیدا ہوئی چیز کو برکت اور خیر فرمایا تو بھلا خیر سے شر کیونکر ہوگا۔ حضرتؐ نے فرمایا سچ ہے کہ خیر سے خیر ہی ہوتی ہے۔ البتہ ہر ایک گھاس جس کو [illegible] فصل [illegible] کاتی ہے جانور کو ہلاک کر ڈالتی ہے یا ہلاکت کے قریب کر دیتی ہے یعنی اگر حد سے زیادہ چرے۔ اور دوسری روایت میں یوں ہے کہ چارا جانور کو ہلاک کرتا ہے پیٹ پھلا کر یا قریب ہلاکت کے

ۃ صحیحین میں یہ روایت حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے نہیں۔ (چشتی)

وَبَالَتْ وَثَلَطَتْ ثُمَّ عَادَتْ فَاَكَلَتْ اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ اَخَذَهٗ بِحَقِّهٖ وَوَضَعَهٗ فِیْ حَقِّهٖ فَنِعْمَ الْمَعُوْنَۃُ هُوَ وَمَنْ اَخَذَهٗ بِغَيْرِ حَقِّهٖ كَانَ كَالَّذِیْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ۔

کر دیتا ہے یا اس جانور سبزہ کھانے والے کو ہلاکت نہیں کہ وہ کھایا کیا یہاں تک کہ جب اس کی دونوں کوکھیں تن گئیں یعنی جب آسودہ ہوا تو آفتاب کے سامنے جا پڑا پھر اس نے جگالی کی اور پیشاب کیا اور لید کی پھر چراگاہ میں پلٹ گیا سو اس نے کھانا شروع کیا بیشک یہ مال دنیا کا ہرا بھرا اور شیریں ہے سو جس نے اس کو بچایا اور بجا صرف کیا یعنی حلال وجہ سے کمایا اور شرع کے موافق موقع پر خرچ کیا تو یہ مال دین کی اچھی مددگاری ہے اور جس نے اس مال کو ناحق لیا یعنی طمع سے اور حرام وجہ سے جمع کیا تو اس مالدار کا حال اس بیمار کا سا حال ہے کہ جوع کلبی کی بیماری سے کھاتا جاتا ہے اور کبھی آسودہ نہیں ہوتا۔

**ف** اس حدیث میں حضرتؐ نے ایک مثال حریص اور بخیل مالدار کی، دوسری مثال سخی مالدار کی فرمائی۔ تو جس مالدار نے مال کو جمع رکھا اور حقداروں کا حق ادا نہ کیا اس کا حال اس جانور کا سا حال ہے جس نے گھاس کھائی پھر پیٹ پھول کے کرکری کی بیماری سے مر گیا تو گھاس نے اس کے حق میں کچھ فائدہ نہ کیا بلکہ ناحق جان گئی اور جس مالدار نے خود کھایا اور اپنی حاجت سے زیادہ مال کو خیرات کیا تو اس کا حال جیسے اس جانور کا حال ہے جس نے گھاس کو چرا پھر آسودہ ہو کر آفتاب کے سامنے جگالی سے ہضم کر کے پیشاب اور لید سے فضلہ دور کیا ایسے جانور کو ہرگز ہلاکت نہیں اور کرکری کا کچھ ڈر نہیں سو جس مالدار نے اپنی ضرورت کے بعد جب جناب الٰہی کی طرف توجہ کی اور اس کو آفتاب رحمت کا سامنا ہوا تو زائد از حاجت مال کو مثل پیشاب اور لید کے علیحدہ کرنے میں اپنی صحت جانتا ہے اور مصارف خیر میں صرف کر کے اپنے رب کی شکر گزاری کرتا ہے۔

## ضعیف الایمان لوگوں کی دلداری کے لئے خیرات دینا

(۶۱۸) **ق** اَنَسٌ اِنَّ قُرَيْشًا حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَّمُصِيْبَةٍ وَّاِنِّیْ اَرَدْتُّ اَنْ اُجِيْزَهُمْ وَاَتَاَلَّفَهُمْ اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَّرْجِعَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَرْجِعُوْا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰی بُيُوْتِكُمْ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَّسَلَكَتِ الْاَنْصَارُ شِعْبًا لَسَلَكْتُ شِعْبَ الْاَنْصَارِ۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے انصاریوں سے فرمایا کہ البتہ قریش کی قوم کو نئی مصیبت پڑی ہے۔ تازہ کفر کو چھوڑا ہے سو میں نے چاہا کہ ان کو انعام دوں اور ان سے لگاوٹ کروں تم کیا اس بات سے راضی نہیں کہ لوگ دنیا کا مال لیکر پھریں اور تم اپنے گھروں کی طرف خدا کے رسول کو لیکر پھرو اگر اور لوگ ایک راہ چلیں اور انصاری اصحاب اور راہ چلیں تو میں انصاریوں ہی کی راہ چلوں۔

**ف** مصابیح میں انسؓ سے روایت ہے کہ جب فتح مکہ کے بعد جنگ حنین فتح ہوئی تو مال اسباب بہت ہاتھ آیا حضرتؐ نے قریش یعنی مکے کے رہنے والوں کو سو سو اونٹ دیئے تب بعضے نوجوان انصاریوں نے کہا کہ خدا حضرتؐ کو بخشے، قریش کو آپ دیتے ہیں ہم کو چھوڑتے ہیں حالانکہ ان کے خون ہماری تلواروں سے ٹپک رہے ہیں

یعنی ہماری تلواروں کے زور سے وے مسلمان ہوئے ہیں۔ جب یہ خبر حضرتؐ کو معلوم ہوئی تب صرف انصاریوں کو حضرتؐ نے ایک خیمے میں جمع کیا اور یہ حال پوچھا تو انصاریوں کے رئیسوں اور عقلمندوں نے عرض کیا کہ یا حضرت ہمارے دانا لوگوں نے یہ ہرگز نہیں کہا لیکن ہمارے نوجوانوں نے البتہ کہا ہے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی قریش نومسلم ہیں ان کو تازہ مصیبت پڑی ہے بھائی بندان کے لڑائیوں میں مارے گئے ہیں۔ اسلام کی خوبی ان کے دل میں اچھی طرح نہیں جمی لگاوٹ کے واسطے دنیا کا مال دینا ان کو مناسب تھا اور تم ایماندار لوگ ہو تم کو دنیا لینا مناسب نہیں۔ قریش نے دنیا پائی تم نے مجھ کو پایا زہے قسمت اس کی جس کے حصے میں حضرتؐ آویں۔ اس حدیث سے انصاریوں کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی۔

(۶۱۹) ق سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ اِنِّیْ لَاُعْطِی الرَّجُلَ وَغَیْرُہٗ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْہُ خَشْیَۃَ اَنْ یُّکَبَّ فِی النَّارِ عَلٰی وَجْھِہٖ۔

بخاری اور مسلم میں سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ میں بعضے آدمی کو دیتا ہوں اور میرے نزدیک اس کے سوائے اور شخص بہت پیارا ہوتا ہے اس ڈر سے دیتا ہوں کہ کہیں وہ دوزخ میں اوندھا نہ ڈالا جائے۔

ف یعنی اگر اس کو میں نہ دوں تو وہ کافر ہو جاوے تو دوزخی ہوا، مراد اس سے وے لوگ ہیں جو نومسلم تھے اور ایمان ان کے دلوں میں خوب نہیں رچا تھا۔

(۶۲۰) م عُمَرُ اِنَّھُمْ خَیَّرُوْنِیْ بَیْنَ اَنْ یَّسْئَلُوْنِیْ بِالْفُحْشِ اَوْ یُبَخِّلُوْنِیْ وَ لَسْتُ بِبَاخِلٍ قَالَہٗ حِیْنَ قَسَمَ قَسْمًا فَقَالَ عُمَرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بِغَیْرِ ھٰٓؤُلَآءِ کَانَ اَحَقَّ بِہٖ مِنْھُمْ۔

مسلم میں عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ ان نومسلموں نے مجھ کو اختیار دیا اس میں کہ مجھ سے نپٹ بری طرح سوال کریں یا مجھ کو بخیل مشہور کریں اگر نہ پاویں اور میں تو بخیل نہیں۔ یہ حدیث اسوقت فرمائی جب حضرتؐ نے کچھ مال بعضے نومسلموں کو دیا تھا تو عمر فاروق نے کہا یا رسول اللہ اس مال کے سزاوار ان کے سوائے اور لوگ محتاج ایماندار تھے۔

ف خلاصہ مطلب حضرتؐ کے جواب کا یہ ہے کہ اگر نومسلم مال کو نہ پاتے تو مجھ کو بخیل مشہور کرتے اس واسطے میں نے ان کو دیا اور محتاجوں کو نہ دیا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جاہل کو دینا اپنی آبرو بچانے کے واسطے درست ہے۔

## خوارج کا بیان

(۶۲۱) ق اَبُوْ سَعِیْدٍ اِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ ھٰذَا قَوْمًا یَّقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ حَنَاجِرَھُمْ یَقْتُلُوْنَ اَھْلَ الْاِسْلَامِ وَ یَدَعُوْنَ اَھْلَ الْاَوْثَانِ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ کَمَا یَمْرُقُ السَّھْمُ مِنَ الرَّمِیَّۃِ لَئِنْ اَدْرَکْتُھُمْ لَاَقْتُلَنَّھُمْ قَتْلَ عَادٍ قَالَہٗ لِذِی الْخُوَیْصِرَۃِ حِیْنَ قَالَ اتَّقِ اللّٰہَ

بخاری اور مسلم میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر اس کی اصل اور نسل سے ایک قوم پیدا ہوگی کہ قرآن پڑھیں گے کہ ان کے گلوں سے نیچے نہ اتریگا یعنی دل میں قرآن کی تاثیر نہ ہوگی زبان سے پڑھیں گے اس پر عمل نہ کریں گے مسلمانوں کو قتل کریں گے بت پرستوں کو چھوڑیں گے وے لوگ نکل جاویں گے اسلام سے جیسے تیر نکل جاتا ہے نشانے سے۔ اگر میں نے ان کو پایا تو مقرر ان کو قتل کروں گا قوم عاد کا سا قتل۔ یہ حدیث اس کے حق میں فرمائی کہ

يَا مُحَمَّدُ حِيْنَ قَسَمَ ذُهَيْبَةً فِيْ تُرْبَتِهَا كَانَ بَعَثَ بِهَا عَلِيٌّ مِّنَ الْيَمَنِ بَيْنَ الْاَقْرَعِ وَعُيَيْنَةَ وَعَلْقَمَةَ وَزَيْدِ الْخَيْلِ۔

جس کا نام ذی الخویصرہ تھا جب اس نے کہا تھا خدا سے ڈر اے محمدؐ۔ جب حضرتؐ کچا سونا مٹی ملا ہوا جس کو حضرت علیؓ نے یمن سے بھیجا تھا بانٹتے تھے چار آدمیوں کے درمیان ایک اقرع دوسرا عیینہ، تیسرا علقمہ، چوتھا زید خیل۔

**ف** یہ چاروں عرب میں سردار تھے تازہ اسلام لائے تھے اس واسطے وہ کچا سونا حضرتؐ نے انھیں کو دیا دلداری کے واسطے۔ بنی تمیم کی قوم میں ایک شخص منافق تھا ذوالخویصرہ اس کا نام، اس نے کہا اے پیغمبر خدا سے ڈر عدل کر برابر بانٹ، ہم کو بھی دے۔ تب حضرتؐ نے فرمایا کہ اے کمبخت اگر میں عدل نہ کروں گا تو پھر دنیا میں کون عادل پیدا ہوگا۔ عمر فاروق نے کہا یا حضرتؐ اگر حکم ہو تو میں گردن اس کی کاٹ ڈالوں یہ منافق ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ مت مار لوگ بدنام کریں گے کہ پیغمبر اپنے ساتھیوں کو مارتا ہے۔ جب وہ وہاں سے اٹھ گیا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی کہ اس کی نسل سے بیدین لوگ پیدا ہوں گے۔ ابو سعیدؓ اس حدیث کے راوی سے بخاری میں روایت ہے کہ وے قوم خارجی پیدا ہوئی جنھوں نے حضرت علیؓ کی امامت نہ مانی اور حضرت علیؓ نے ان کو قتل کیا اور میں بھی اس لڑائی میں موجود تھا جو حضرتؐ نے نشانی فرمائی تھی وہ ان میں موجود تھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں کہ قرآن پڑھتے ہیں ظاہر کی عبادت کرتے ہیں اور دل میں ان کے ایمان نہیں یعنی دل میں شرک اور بدعت بھرا ہے تو ان کی عبادت کا کچھ اعتبار نہیں۔ دانا مسلمان کو چاہئے کہ ان کی ظاہری عبادت پر دھوکہ نہ کھاوے

(۶۲۲) **ق** عَلِيٌّ سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ حُدَثَاءُ الْاَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْاَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ اِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَاَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَاِنَّ فِيْ قَتْلِهِمْ اَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

بخاری اور مسلم میں علی مرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا عنقریب ایک قوم پیدا ہوگی آخر زمانے میں کم عمر ناقص عقل، کلام کریں گے بہتر لوگوں کا سا کلام، پڑھیں گے قرآن کو ایمان ان کا نہ اترے گا ان کے نرخروں کے نیچے یعنی ایمان کا کچھ اثر نہ ہوگا، نکل جاویں گے دین سے جیسے تیر نکل جاتا ہے شکاری جانور سے۔ سو جہاں کہیں تم ان کو پاؤ تو ان کو قتل کرو سو البتہ ان کے قتل کرنے میں قتل کرنے والوں کو ثواب ہے قیامت میں خدا کے نزدیک۔

**ف** اس قوم سے خارجی لوگ مراد ہیں جن کو حضرت علیؓ نے قتل کیا۔

(۶۲۳) **م** جَابِرٌ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ يَّتَحَدَّثَ النَّاسُ اَنِّيْ اَقْتُلُ اَصْحَابِيْ اِنَّ هٰذَا وَاَصْحَابَهٗ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ لوگ یہ چرچا کریں کہ میں اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہوں البتہ یہ شخص اور اس کے ساتھی قرآن پڑھتے ہیں کہ ان کے نرخروں سے نیچے نہیں اترتا یعنی قرآن کی دل میں تاثیر نہیں ہوتی یہ لوگ دین سے نکلے جیسے تیر جانور سے پار ہو جاتا ہے۔

**ف** ذی الخویصرہ ایک منافق تھا اس نے حضرتؐ سے کہا کہ آپ انصاف سے نہیں تقسیم کرتے حضرتؐ

فرمایا کہ اگر میں نہ انصاف کروں گا تو کون کریگا۔ عمر فاروقؓ نے کہا یا حضرتؐ اگر حکم ہو تو میں اس منافق کو مار ڈالوں، تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی ہر چند یہ بے دین لائق قتل کے ہے لیکن اس میں بدنامی ہوگی کہ پیغمبر اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے تو لوگ ملاقات سے وحشت کریں گے اسلام سے محروم رہیں گے معلوم ہوا کہ حاکم کو مصلحت کا لحاظ بھی ضرور ہے بعضی جگہ ٹال جانا چاہیے۔

(۶۲۴) م جَابِرٌ وَيْلَكَ مَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ لَقَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تجھ پر خرابی پڑے کون انصاف کریگا جبکہ میں نے نہ انصاف کیا البتہ تجھ پر نقصان اور ٹوٹا پڑا اگر میں منصف نہ ہوا۔

ف ایک منافق نے بے ادبی سے کہا کہ یا حضرتؐ آپ تقسیم انصاف سے نہیں کرتے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی اس کا قصہ کئی بار اس کتاب میں ہو چکا۔

(۶۲۵) ق أَبُو سَعِيدٍ إِنِّي لَمْ أُومَرْ أَنْ أَنْقُبَ عَنْ قُلُوبِ النَّاسِ وَلَا أَشُقَّ بُطُونَهُمْ۔

بخاری اور مسلم میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ مجھ کو اس کا حکم نہیں ہوا ہے کہ میں لوگوں کے دلوں میں سوراخ کروں اور نہ اس کا حکم ہے کہ ان کے پیٹوں کو چیروں یعنی مجھ کو ظاہر کا حکم ہے دل اور پیٹ کی بات دریافت کرنا میرا کام نہیں۔

ف اس کا قصہ ہو چکا ہے کہ حضرتؐ کچھ مال بانٹتے تھے ذوالخویصرہ خارجی نے کہا کہ انصاف سے بانٹو تو خالدؓ نے کہا یا حضرتؐ حکم ہو تو میں اس کی گردن کاٹوں حضرتؐ نے فرمایا شاید کہ یہ نمازی ہے۔ خالدؓ نے کہا کہ بہت لوگ نماز پڑھتے ہیں اور ان کے دل میں کچھ ہے اور زبان میں کچھ اور ہے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی دل کا حساب خدا کرے گا ہم کو ظاہر کا حکم ہے معلوم ہوا کہ نمازی پر پناہ ہے اور لوگوں کے دلوں کا حال دریافت کرنا ضرور نہیں۔

## حضورؐ اور آپ کی آل اولاد پر زکوٰۃ لینا حرام تھا

(۶۲۶) ق أَبُو هُرَيْرَةَ إِنِّي لَأَنْقَلِبُ إِلَى أَهْلِي فَأَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً عَلَى فِرَاشِي أَوْ فِي بَيْتِي فَأَرْفَعُهَا لِآكُلَهَا ثُمَّ أَخْشَى أَنْ تَكُونَ صَدَقَةً فَأُلْقِيهَا۔

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ میں اپنے گھر والوں پاس پلٹ جاتا ہوں تو کھجور کو اپنے بچھونے یا اپنے گھر میں پڑے پاتا ہوں سو اس کو اٹھا لیتا ہوں کہ کھاؤں پھر ڈرتا ہوں کہ کہیں زکوٰۃ کی نہ ہو تو اس کو پھینک دیتا ہوں۔

ف زکوٰۃ کا مال حضرتؐ پر بلکہ سب بنی ہاشم پر حرام تھا ہر چند یقینی ثابت نہ تھا کہ وہ کھجور زکوٰۃ کی ہے لیکن احتیاط سے حضرتؐ اس کو نہ کھاتے تھے معلوم ہوا کہ تقوی اور پرہیزگاری شبہ والی چیز چھوڑ دینے کا نام ہے۔

(۶۲۷) م عَبْدُ الْمُطَّلِبِ بْنُ رَبِيعَةَ لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِآلِ مُحَمَّدٍ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ۔

مسلم میں عبد المطلب بن ربیعہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ حلال نہیں زکوٰۃ کا مال لینا بنی ہاشم کو۔ زکوٰۃ کا مال تو آدمیوں کا میل ہے۔

ف بعضے بنی ہاشم نے حضرتؐ سے کہا کہ ہم کو بھی تحصیل زکوٰۃ کا حاکم کر کے بھیجیے تاکہ ہم کو بھی منفعت ہو جیسے

م مسلم ج ۱ ص ۳۴۰ بخاری ج ۱ ص ۵۰۹ میں یہ روایت حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے۔ حضرت جابرؓ سے نہیں۔ (چشتی)

اوروں کو ہوتی ہے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی تم میری برادری ہو تمہارے لائق نہیں کہ لوگوں کا میل کچیل اور صدقہ لو۔ بیان کی تسکین کے واسطے فرمایا۔ اور دوسرا سبب یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر حضرت زکوٰۃ اپنی آل اور اولاد کے واسطے حلال کرتے تو کافر تہمت لگاتے کہ پیغمبر نے زکوٰۃ اپنے نفع کے واسطے مقرر کی ہے۔

(۶۲۸) ق أَبُو هُرَيْرَةَ كَخْ كَخْ اِرْمِ بِهَا أَمَا عَلِمْتَ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ وَيُرْوَى لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ قَالَهُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا حِينَ أَخَذَ تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِي فِيهِ۔

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا چھی چھی اس کو پھینک دے کیا تو نہیں جانتا کہ ہم لوگ زکوٰۃ نہیں کھاتے اور دوسری روایت یوں ہے کہ ہم کو زکوٰۃ حلال نہیں۔ یہ حضرتؐ نے امام حسنؓ سے فرمایا جبکہ انھوں نے زکوٰۃ کی کھجوروں سے ایک کھجور اٹھائی اور اپنے منہ میں رکھ لی۔

ف حضرت امام حسنؓ اس وقت لڑکے تھے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سادات کو زکوٰۃ کا مال حرام ہے۔

## حضورؐ پر اور آپ کی آل اولاد کو ہدیہ لینا حلال تھا

(۶۲۹) ق أُمُّ عَطِيَّةَ وَاسْمُهَا نُسَيْبَةُ إِنَّهَا قَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا قَالَهُ حِينَ بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ إِلَيْهَا مِنَ الصَّدَقَةِ فَبَعَثَتْ إِلَى عَائِشَةَ مِنْهَا بِشَيْءٍ فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ شَيْءٍ قَالَتْ لَا إِلَّا أَنَّ نُسَيْبَةَ بَعَثَتْ إِلَيْنَا مِنَ الشَّاةِ الَّتِي بَعَثْتَ بِهَا إِلَيْهَا۔

بخاری اور مسلم میں ام عطیہؓ سے جن کا نُسَیبہ نام ہے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر وہ بکری اپنے مقام کو پہنچ چکی۔ اور دوسری روایت یوں ہے کہ حضرتؐ نے ایک بار زکوٰۃ کی بکری نسیبہ کو بھیجی نسیبہ نے اس بکری کا تھوڑا گوشت حضرت عائشہؓ کو بھیجا پھر حضرتؐ گھر میں حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور فرمایا کہ کچھ تمہارے پاس کھانے کی چیز ہے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ کچھ نہیں ہے مگر نسیبہ نے اس بکری کا کچھ گوشت بھیجا ہے جو آپ نے اس کو بھیجی تھی۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔

قبضہ بدل جانے سے حکم بھی بدل جاتا ہے۔

ف یعنی زکوٰۃ کا مال ہر چند حضرتؐ پر حرام تھا لیکن جب محتاج کو پہنچ گیا اور ان سے پھر کچھ اس میں سے حضرتؐ کے گھر بھیجا تو اس کا کھانا درست ہو گیا معلوم ہوا کہ جب ملکیت بدلی تو حکم بھی بدل گیا۔

(۶۳۰) م جُوَيْرِيَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَرِّبِيهِ فَقَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا يَعْنِي عَظْمًا مِنْ شَاةٍ أُعْطِيَتْهُ مَوْلَاتُهَا مِنَ الصَّدَقَةِ۔

مسلم میں حضرت جویریہؓ حضرتؐ کی بی بی سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس گوشت کو میرے پاس لا اس واسطے کہ زکوٰۃ یا خیرات اپنے مقام کو پہنچ گئی۔

ف حضرتؐ نے کھانا مانگا حضرت جویریہؓ نے کہا کہ یا حضرتؐ اس وقت کچھ حاضر نہیں لیکن میری آزاد لونڈی کو خیرات کا گوشت ملا ہے وہ حاضر ہے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی ہر چند زکوٰۃ اور خیرات ہم کو درست نہ تھی لیکن اول محتاج کو ملی اور محتاج نے دوسرے شخص کو دی تو اس کو درست ہو گئی۔

(۶۳۱) ق أَنَسٌ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ يَعْنِي لَحْمًا تُصُدِّقَ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ گوشت اس کے حق میں صدقہ ہے اور ہمارے واسطے تحفہ ہے یعنی وہ گوشت جو بریرہ کو صدقہ ملا تھا۔

**ف** بریرہ حضرت عائشہؓ کی خادمہ تھی اس کو زکوٰۃ کا گوشت ملا تھا حضرتؐ نے اس کو کھایا اور یہ فرمایا۔ یعنی جب زکوٰۃ کا اول محتاج مالک ہوا پھر اس نے غنی یا ہاشمی کو دیا تو درست ہے۔

## صدقہ دینے والے کو دعا دینا

(۶۳۲) **ق** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ اَوْفٰی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰی۔ بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی رحم کر ابی اوفیٰ کے لوگوں پر۔

**ف** جب یہ آیت اتری کہ اے محمدؐ لوگوں کے مالوں سے زکوٰۃ لے اور ان کے واسطے دعا مانگ تو عبداللہ بن ابی اوفیٰ زکوٰۃ لائے تو حضرتؐ نے ان کے حق میں یہ دعا کی۔

## محصل زکوٰۃ کو خوش کرنا

(۶۳۳) **م** جَرِیْرٌ اِذَا اَتَاکُمُ الْمُصَدِّقُ فَلْیَصْدُرْ عَنْکُمْ وَھُوَ عَنْکُمْ رَاضٍ۔ مسلم میں جریرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تمہارے پاس زکوٰۃ لینے والا عامل آوے تو چاہیئے کہ تم سے راضی جائے۔

**ف** اسلام کی سلطنت میں امام کی طرف سے بستیوں میں بعد سال کے عامل زکوٰۃ کی تحصیل کو جاتا تھا اور اب بھی ولایت میں جاتا ہے سو فرمایا کہ وہ ناراض نہ پھرے خوشی سے مال کی زکوٰۃ نقد اور جانوروں کی ادا کیا کرو۔ اس واسطے کہ وہ امام کا بھیجا ہوا ہے اور امام کی اطاعت سب پر واجب ہے۔

## زکوٰۃ کا واجب ہونا شریعت سے ثابت ہے

(۶۳۴) **ق** اَبُوْھُرَیْرَۃَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی ھٰذَا قَالَہٗ لِرَجُلٍ قَالَ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُہٗ دَخَلْتُ الْجَنَّۃَ قَالَ تَعْبُدُ اللّٰہَ لَا تُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا وَّتُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ الْمَکْتُوْبَۃَ وَتُؤَدِّی الزَّکٰوۃَ الْمَفْرُوْضَۃَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا اَزِیْدُ عَلٰی ھٰذَا شَیْئًا اَبَدًا وَّلَا اَنْقُصُ مِنْہُ۔ بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا جو خوشی سے چاہے بہشتی مرد کو دیکھنا تو اس کو دیکھے یہ بات حضرتؐ نے اس مرد کے حق میں فرمائی جس نے کہا تھا یا رسولؐ اللہ مجھ کو وہ کام بتایئے جس کے کرنے سے میں بہشت میں جاؤں حضرتؐ نے فرمایا کہ تو اللہ کی بندگی کر کسی کو اس کا شریک مت ٹھہرا اور نماز فرض پڑھا کر اور فرض زکوٰۃ دیا کر اور رمضان کے روزے رکھ کر پھر اس مرد نے کہا اس پاک ذات کی قسم جس کے قابو میں میری جان ہے کہ اپنی طرف سے فرض جان کر نہ اس پر کچھ بڑھاؤں گا نہ گھٹاؤں گا۔

**ف** اس حدیث میں حج کا ذکر نہیں فرمایا تو اس شخص پر حج فرض نہ ہوگا یا یہ سبب کہ حج عمر بھر میں ایک فرض ہوتا ہے۔ نماز روزہ اور زکوٰۃ ہمیشہ فرض ہے۔

## پاک کمائی سے صدقہ دینا

(۶۳۵) **خ** اَبُوْھُرَیْرَۃَ مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَۃٍ مِّنْ کَسْبٍ طَیِّبٍ وَّلَا یَقْبَلُ اللّٰہُ اِلَّا الطَّیِّبَ فَاِنَّ اللّٰہَ یَقْبَلُھَا بِیَمِیْنِہٖ ثُمَّ یُرَبِّیْھَا لِصَاحِبِھَا کَمَا یُرَبِّیْ اَحَدُکُمْ بخاری میں روایت ہے ابوہریرہؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو صدقہ دے کھجور کے برابر حلال روزی سے اور اللہ قبول بھی نہیں کرتا سوائے حلال کے سو اس کو خدا قبول فرماتا ہے رحمت کے داہنے ہاتھ سے پھر اس کو پالا کرتا ہے دینے والے کے واسطے

فَلُوَّهٗ حَتّٰی تَکُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ۔ جیسے تم اپنے بچھڑے کو پالتے ہو یہاں تک کہ اس تھوڑی چیز کو بڑھاتا ہے کہ وہ پہاڑ کی برابر ہو جاتی ہے۔

ف یعنی اگر حلال مال تھوڑا بھی راہ خدا میں دے تو اس کا ثواب بے حساب ہے۔ اس حدیث سے کئی فائدے معلوم ہوئے اول یہ کہ حرام مال سے اگر لاکھوں روپے خرچ کرے خدا اس کو ہرگز قبول نہیں کرتا۔ دوسرے یہ کہ حلال مال سے ایک کوڑی دینا لاکھ روپے کے برابر ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ تیسرے یہ کہ مسلمان للہ خرچ کرنے میں حلال مال کا دھیان رکھے تھوڑے بہت کا خیال نہ کرے۔

## قیامت کے قریب مال کی کثرت

(۶۳۶) ق اَبُوْھُرَیْرَۃَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یَکْثُرَ فِیْکُمُ الْمَالُ فَیَفِیْضَ حَتّٰی یُھِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ یَّقْبَلُ مِنْہُ صَدَقَتَہٗ۔ [۱] بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قیامت نہ قائم ہوگی یہاں تک کہ تم میں مال بہت ہو جاویگا تو ابل پڑے گا یہاں تک کہ مالدار فکر میں رنجیدہ ہوگا کہ کون اس کی زکوٰۃ کا مال لیوے۔

ف یہ قیامت کے قریب امام مہدیؑ کے وقت میں ہوگا کہ سب مالدار ہو جاویں گے کوئی محتاج نہ ملے گا جو زکوٰۃ کا مال قبول کرے یا قیامت کی نشانیاں دیکھ کے ایسا خوف پیدا ہوگا کہ مال لینے کی فرصت نہ ہوگی۔

## لاعلمی میں باپ کا بیٹے کو زکوٰۃ دینا

(۶۳۷) خ مَعْنُ بْنُ یَزِیْدَ لَکَ مَا نَوَیْتَ یَا یَزِیْدُ وَلَکَ مَا اَخَذْتَ یَا مَعْنُ۔ بخاری میں معن بن یزیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا تجھ کو ہو چکا جو تو نے نیت کی اے یزید اور تیرا ہو چکا جو تو نے پایا اے معن۔

ف یزید نے زکوٰۃ کا مال اپنے وکیل کو دیا کہ کسی محتاج کو دیوے وکیل نے نادانستہ یزید کے بیٹے معن کو تاریکی میں دیا جب یزید کو یہ حال معلوم ہوا تب اپنے بیٹے کو حضرتؐ کے پاس لے گیا اور یہ حال کہا تب حضرتؐ نے یہ حدیثؐ فرمائی یعنی تیرے اوپر سے زکوٰۃ ادا ہو گئی اور اس کو لینا درست ہوا نادانستگی کے سبب سے اور یہی مذہب ہے امام اعظمؒ اور امام محمدؒ کا کہ اگر تاریکی میں باپ یا بیٹے کو زکوٰۃ دیوے نادانستگی سے تو زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے دوبارہ زکوٰۃ دینا ضرور نہیں۔

## سخاوت کی ترغیب اور سفارش کا ثواب

(۶۳۸) ق اَسْمَآءُ بِنْتُ اَبِیْ بَکْرٍ لَا تُوْعِیْ فَیُوْعِیَ اللّٰہُ عَلَیْکِ اِرْضَخِیْ مَا اسْتَطَعْتِ لَا تُوْکِیْ فَیُوْکِیَ اللّٰہُ عَلَیْکِ لَا تُحْصِیْ فَیُحْصِیَ اللّٰہُ عَلَیْکِ۔ [۲] بخاری اور مسلم میں اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا بند نہ رکھ تو خدا بھی بند کرے گا۔ کچھ راہ خدا میں دیا کر جتنا تجھ سے ہو سکے۔ نہ باندھ رکھ کہ خدا بھی باندھ رکھے گا اور گن گن کے مال نہ رکھ تو خدا بھی تجھ کو گن گن کے دیگا۔

ف یعنی بخیل مت بن اور مال کو جمع نہ کر راہ خدا میں دیا کر خدا بھی تجھ کو دیئے جاوے گا اور اگر تو روکے گی خدا بھی روکے گا۔

---

[۱] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "صدقہ دینے میں جلدی کرنا" میں ذکر کیا ہے۔ [۲] حدیث مذکور میں صحیح بخاری کے عنوان مذکورہ کی دونوں حدیثوں کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ ۱۲ (وحیدی)۔

(۶۳۹) خ اَبُوْمُوْسٰی اِشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا۔ بخاری میں ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ سفارش کرو لوگوں کی، ثواب پاؤ گے۔

ف یعنی سفارش سے اہل حاجت کا کام نکال دینا ثواب کا موجب ہے۔

## زکوٰۃ کے ڈر سے اکٹھے مال کو الگ الگ اور الگ الگ مال کو اکٹھا کرنا درست نہیں

(۶۴۰) خ اَبُوْبَکْرٍ لَا یُجْمَعُ بَیْنَ مُتَفَرِّقٍ وَّلَا یُفَرَّقُ بَیْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْیَۃَ الصَّدَقَۃِ۔ بخاری میں ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ ملائے جدا جانوروں کو اور نہ جدا کرے ملے جانوروں کو زکوٰۃ کے ڈر سے۔

ف یعنی جیسے چالیس بکری سے ایک سو بیس (۱۲۰) تک کی زکوٰۃ ایک بکری ہے تو مثلاً دو شخصوں کی چالیس چالیس بکریاں علیحدہ علیحدہ ہیں تو زکوٰۃ دینے کے وقت یہ حیلہ کریں کہ ان سب اسّی بکریوں کو ملا کر ایک شخص کی بتلا دیں تا ایک بکری زکوٰۃ میں جاوے اور اگر علیحدہ علیحدہ رہیں تو دو بکریاں زکوٰۃ میں جائیں یا کہ مثلاً ایک شخص کی چالیس بکریاں ہیں تو ایک بکری دینا لازم تھا اس نے زکوٰۃ دینے کے وقت بیس بیس دو جگہ کر دیں تاکہ زکوٰۃ دینا نہ پڑے اس واسطے کہ چالیس بکری سے کم میں زکوٰۃ نہیں تو فرمایا کہ زکوٰۃ دینے والا زکوٰۃ کے خوف سے ایسا حیلہ نہ کرے اور نہ عامل زکوٰۃ لینے والا بھی اسی طرح زیادہ لینے کا حیلہ کرے۔ معلوم ہوا کہ زکوٰۃ بچانے کا حیلہ کرنا درست نہیں جیسے بعضے ظاہری مسلمان زکوٰۃ کے مال کو ایک برتن میں رکھ کر اس کو اناج سے چھپا کر فقیر کو دیتے ہیں اور فقیر کو نہیں معلوم کہ اس میں کیا ہے پھر دوسرے آدمی کو اشارہ کر دیتے ہیں کہ زیادہ قیمت دے کر اس فقیر سے وہ برتن اور اناج مول لے لیوے، یہ لوگ خدا کو دم دیتے ہیں۔ بازی بازی بریش بابا بازی۔ ایسے نادرست حیلے یہودی لوگ کرتے تھے جن پر خدا نے غضب اور عذاب کیا۔

## رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا

(۶۴۱) خ اَبُوْسَعِیْدٍ صَدَقَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ زَوْجُکِ وَوَلَدُکِ اَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتِ بِہٖ عَلَیْھِمْ۔ بخاری میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ سچا ہے عبداللہ بن مسعود تیرا خاوند اور تیرا بیٹا زیادہ تر حقدار ہے اور محتاجوں سے جن پر تو خیرات کرے۔

ف زینب عبداللہ بن مسعودؓ کی بی بی نے حضرتؐ سے کہا کہ یا حضرتؐ آج آپ نے خیرات کرنے کو فرمایا سو میں نے چاہا کہ اپنا زیور محتاجوں کو خیرات کروں سو عبداللہ بن مسعودؓ یوں کہتا ہے کہ میں اور میرا بیٹا اور محتاجوں سے زیادہ تر حقدار ہیں، تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر بیوی مالدار ہو اور خاوند محتاج ہو تو خاوند ہی کو خیرات دینا افضل ہے۔

## محصل زکوٰۃ کا بارگاہ رسالت میں شکایت کرنا

(۶۴۲) ق اَبُوْھُرَیْرَۃَ مَا یَنْقِمُ ابْنُ جَمِیْلٍ اِلَّا اَنَّہٗ کَانَ فَقِیْرًا فَاَغْنَاہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَاَمَّا خَالِدٌ فَاِنَّکُمْ تَظْلِمُوْنَ خَالِدًا قَدِ احْتَبَسَ اَدْرَاعَہٗ وَاَعْتُدَہٗ فِیْ بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں ناشکری کرتا ابن جمیل مگر اس سبب سے کہ وہ محتاج تھا سو اس کو خدا نے اور اس کے رسول نے غنی اور مالدار کر دیا اور خالد کا تو یوں حال ہے کہ خالد پر تم مفت زیادتی کرتے ہو البتہ اس نے اپنی زرہوں کو اور

غ صحیح مسلم ج ا ص ۳۳۰۔

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَمَّا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَمُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَهِيَ عَلَيْهِ وَمِثْلُهَا مَعَهَا۔ ﴿ ؎ ﴾

اور گھوڑے کو خدا کی راہ میں اپنے ہتھیاروں کو بند کر رکھا ہے یعنی جہاد کے واسطے وقف کر دیا ہے اور عباس بن عبد المطلب رسول اللہؐ کے چچا پر زکوٰۃ ہے اور اس کے ساتھ اتنی اور بھی یعنی دو برس دو سال کی زکوٰۃ ۔

**ف** زکوٰۃ تحصیل کرنے والے عامل نے حضرتؐ سے شکایت کی کہ ابن جمیل اور خالد اور عباس زکوٰۃ نہیں دیتے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی اور ابن جمیل پر عتاب فرمایا کہ وہ مسلمان ہونے کے بدولت غنیمت کے مال سے مالدار ہوا ہے پھر بھی ناشکری کرتا ہے اور زکوٰۃ نہیں ادا کرتا اور خالد کا عذر حضرتؐ نے بیان کیا کہ اس نے اپنا مال خدا کی راہ میں وقف کر دیا ہے۔ اس عبارت سے دو مطلب ہیں ایک تو یہ کہ جو شخص اپنا مال نفل عبادت میں خوشی سے خرچ کرے اس سے ممکن نہیں کہ فرض ادا نہ کرے۔ دوسرے یہ کہ جس قدر مال اس نے وقف کر دیا اس پر زکوٰۃ واجب نہیں اور عباسؓ کے حق میں فرمایا کہ ان پر دو سال کی زکوٰۃ ہے ان کو ادا کرنا چاہیے شاید کہ حضرت عباسؓ سے ان کی تنگدستی کے سبب زکوٰۃ نہ لی ہو گی اس واسطے کہ یہ درست ہے کہ حاکم اگر مصلحت جانے تو زکوٰۃ میں مہلت دیوے اور ایک روایت یوں ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ عباسؓ کی دو سال کی زکوٰۃ میرے اوپر ہے۔ اس عبارت کے بھی دو مطلب ہیں ایک تو یہ شاید حضرتؐ نے عباسؓ سے کچھ مال قرض لیا ہو سو اس کو زکوٰۃ میں مجرا دیا یا عباسؓ نے خود اپنی خوشی سے دو برس کی زکوٰۃ پیشگی دی ہو یا حضرتؐ نے خود وقت حاجت کے ان سے پیشگی مانگ لی ہو اس واسطے کہ امام کو حاجت کے وقت پیشگی زکوٰۃ لینا درست ہے اور یہی مذہب ہے امام اعظمؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ کا اور امام مالکؒ کے نزدیک زکوٰۃ کا پیشگی لینا اور دینا درست نہیں۔

## سوال کرنے سے بچنا چاہیے

(۶۴۳) **م** اَلزُّبَيْرُ لَاَنْ يَّأْخُذَ اَحَدُكُمْ اَحْبُلَهٗ ثُمَّ يَأْتِيَ الْجَبَلَ فَيَأْتِيَ بِحُزْمَةٍ مِّنْ حَطَبٍ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَيَبِيْعَهَا فَيَكُفَّ اللّٰهُ بِهَا وَجْهَهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَيَسْتَغْنِيَ بِثَمَنِهَا خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّسْئَلَ النَّاسَ اَعْطَوْهُ اَوْ مَنَعُوْهُ۔

مسلم میں زبیرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر کوئی اپنی رسیاں لیوے پھر پہاڑ میں جاوے سو اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا لاوے پھر اس کو بیچے تا کہ خدا اس کے سبب سے اس کی آبرو رکھے اور دوسری روایت ہے کہ اس کی قیمت سے اپنا کام چلاوے تو یہ اس کے حق میں لوگوں کے سوال کرنے سے بہتر ہے اس کو دیویں یا نہ دیویں۔

**ف** یعنی لکڑیاں بیچ کھانا سوال سے بہتر ہے اس واسطے کہ سوال میں ایک تو ذلت ہے دوسرے حصول مطلب کا یقین نہیں ملے یا نہ ملے۔

## احد پہاڑ کی فضیلت

(۶۴۴) **ق** اَبُوْهُرَيْرَةَ اُحُدٌ جَبَلٌ يُّحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ۔ ﴿ ؎ ﴾

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ احد ایسا پہاڑ ہے کہ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔

---

؎ امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان زکوٰۃ کے صفحہ میں ذکر کیا ہے ؎ صحیح مسلم ج ا ص ۳۳۲ بخاری ج ا ص ۱۹۹ ؎ امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان عشر وصول کرنے سے پہلے چھواروں کا اندازہ کر لینا چاہیے میں ذکر کیا ہے صحیح بخاری میں یہ روایت حضرت سہل بن سعد ساعدی کی حضرت ابوہریرہؓ سے نہیں ہے (حبشی)

### رکاز (دفینہ) میں پانچواں حصہ دینا ضروری ہے

(۶۴۵) ق اَبُوْهُرَیْرَةَ اَلْعَجْمَاءُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جانور کے مارنے کا بدلا نہیں اور کنواں کھودتے ہیں اگر مزدور مرجاوے تو بدلا نہیں اور اگر کھان کھودنے میں مزدور مرے تو بدلا نہیں اور کافروں کے گڑے خزانے میں پانچواں حصہ ہے بیت المال کا۔

ف یعنی اگر کسی کا جانور بلا تعدی مالک کے کسی کو مار ڈالے یا زخمی کرے تو اس کے مالک پر ڈانڈ نہیں و اگر مزدور کنواں کھودنے یا کھان کھودنے میں اگر کنواں یا کھان پھٹ پڑے اور مزدور دب کے مرجاوے تو کھدانے والے پر کچھ عوض اور ڈانڈ نہ چاہئے۔

# روزے کے احکام

## ماہِ رمضان کی فضیلت

(۶۴۶) ق اَبُوْهُرَیْرَةَ اِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّیَاطِیْنُ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو بہشت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور شیطان زنجیروں میں باندھے جاتے ہیں۔

ف اس حدیث میں رمضان کی برکت اور فضیلت کا بیان ہے اس واسطے کہ جب آدمی نے روزہ رکھا اور پیٹ خالی ہوا اکثر گناہوں سے بچا تو رحمت الٰہی کا جوش ہوا بہشت کے دروازے کھلے دوزخ بیکار ہوئی شیطان بند ہوئے اس واسطے کہ اکثر شیطان کا قابو آدمی پر پیٹ بھرنے میں ہوتا ہے اور اکثر بے نمازی لوگ بھی رمضان میں روزہ رکھتے ہیں اور نماز شروع کرتے ہیں۔ یہی دلیل ہے شیطان کی قید ہونے کی۔ غرض رمضان کی برکت میں کچھ شبہ نہیں۔

### چاند دیکھ کر رمضان کے روزے رکھنا چاہئیں

(۶۴۷) م اَبُوْهُرَیْرَةَ اِذَا رَاَیْتُمُ الْهِلَالَ فَصُوْمُوْا وَاِذَا رَاَیْتُمُوْهُ فَاَفْطِرُوْا فَاِنْ غُمَّ عَلَیْکُمْ فَصُوْمُوْا ثَلٰثِیْنَ یَوْمًا۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تم رمضان کا چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب اس کو دیکھو یعنی عید کے چاند کو تو روزہ کھولو اور اگر بدلی گھیرے تم پر تو تیس رمضان کے دن روزہ رکھو۔

### حضور کا ارشاد "مہینہ ۲۹ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے اور تیس کا بھی"

(۶۴۸) سَعْدُ ابْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ اَلشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا ثُمَّ نَقَصَ فِی الثَّالِثَةِ اِصْبَعًا۔

مسلم میں سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مہینہ ایسا اور ایسا پھر حضرتؐ نے تیسری بار ایک انگلی کم کر دی۔

ف صحیح بخاری میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہم بن پڑھی امت ہیں نہ لکھنا جانیں نہ حساب جانیں مہینہ ایسا اور ایسا اور ایسا اور تیسری بار حضرتؐ نے انگوٹھا بند کر لیا پھر فرمایا کہ مہینہ ایسا اور ایسا اور ایسا یعنی پورے تیس۔ یعنی کبھی مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا ہوتا ہے۔

**ف** حضرتؐ نے دونوں ہاتھ کی دس انگلیاں اٹھا کر تین بار اشارہ کر کے فرمایا کہ مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا
اور کبھی تیس دن کا۔ مسلم کی روایت میں انتیس ہیں اور بخاری کی روایت میں انتیس بھی ہیں اور تیس بھی ہیں۔ شاید بعض
لوگوں نے کہا کہ رمضان کے مہینے کا روزہ ہم پر فرض ہوا اور کبھی رمضان کا مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے تو چاہیے کہ پو
مہینے کا تمام ثواب نہ ہو۔ حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی اور کمال تصریح سے اشارہ کر کے فرمایا کہ دونوں صورت میں
ثواب برابر ہے خواہ تیس کا مہینہ ہو اور خواہ انتیس دن کا ہو۔

(۶۴۹) **م** جَابِرٌ اِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ۔ — مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مہینہ انتیس د[ن] کا بھی ہوتا ہے۔

**ف** ایک بار حضرتؐ نے قسم کھائی کہ مہینہ بھر بیبیوں کے پاس نہ جاویں۔ پھر انتیس دن کے بعد ان کے پاس تشریف
لے گئے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے مہینہ بھر کی قسم کھائی تھی حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا ہوا مہینہ انتیس د[ن]
کا بھی ہوتا ہے۔

## عید کے مہینے تیس دن کے ہوں یا انتیس دن کے ثواب میں کم نہیں ہوتے

(۶۵۰) **ق** اَبُوْبَكْرَةَ شَهْرَا عِيْدٍ لَّا يَنْقُصَانِ رَمَضَانُ وَذُوالْحِجَّةِ۔ — بخاری اور مسلم میں ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ دو مہینے عید کے کم نہیں ہوتے رمضان اور ذی الحج۔

**ف** امام احمدؒ نے اس حدیث کا مطلب یوں کہا کہ ایک سال میں یہ دونوں مہینے ساتھی کم نہیں ہوتے اگر ایک انتیس
دن کا ہوگا تو دوسرا تیس دن کا ہوگا اور اسحٰق نے کہا کہ ان دونوں مہینوں کا ثواب کم نہیں ہوتا پورا ملتا ہے اگرچہ دونو[ں]
شمار میں کم ہوں اور یہی قول ٹھیک ہے۔ واللہ اعلم۔

## سحری کی تاکید اور فضیلت

(۶۵۱) **م** عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ اِنَّ فَصْلَ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ اَهْلِ الْكِتَابِ اَكْلَةُ السَّحَرِ۔ — مسلم میں عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا البتہ ہمارے روزوں میں اور کتاب والوں کے روزوں میں سح[ری] کے لقموں کا فرق ہے۔

**ف** کتاب والے یعنی یہود اور نصاریٰ کے نزدیک روزے میں سحر کا کھانا درست نہیں اور اسلام میں درست
بلکہ سنت ہے۔

(۶۵۲) **ق** اِبْنُ مَسْعُوْدٍ تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِي السَّحُوْرِ بَرَكَةً۔[1] — بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حض[رتؐ] نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو اس واسطے کہ سحر کھانے میں برکت یعنی ثواب اور قوت صوم۔

## روزہ کے افطار کا وقت

(۶۵۳) **ق** عُمَرُ اِذَا اَقْبَلَ اللَّيْلُ وَاَدْبَرَ النَّهَارُ وَغَابَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ — بخاری اور مسلم میں عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرم[ایا] جب سامنے آوے سیاہی رات کی پورب سے اور جاوے دن

[1] یہ حدیث صحیح مسلم میں حضرت انسؓ سے مروی ہے حضرت ابن مسعودؓ سے نہیں۔ (چشتی)

أَفْطَرَ الصَّائِمُ۔

ڈوبے سورج تو روزے دار روزہ کھولے۔

(۶۵۴) ق عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ اَوْفٰی یَا فُلَانُ اِنْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ عَلَیْکَ نَهَارًا قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ فَنَزَلَ فَجَدَحَ فَاَتَاہُ بِہٖ فَشَرِبَ ثُمَّ قَالَ بِیَدِہٖ اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ مِنْ هٰهُنَا وَجَاءَ اللَّیْلُ مِنْ هٰهُنَا فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن اوفیٰ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے فلانے اُتر سو ہمارے واسطے ستو گھول اس نے کہا یارسول اللہ البتہ آپ کے اوپر تو دن ہے یعنی آپ روزہ دار ہیں اور دن ابھی باقی ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ اتر سو ہمارے واسطے ستو گھول راوی نے کہا سو وہ شخص اترا پھر اس نے ستو گھولے اور حضرتؐ کے پاس لایا تو حضرتؐ نے پیا پھر ہاتھ سے پچھم کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ جب آفتاب ڈوبے ادھر سے اور رات آوے ادھر سے یعنی سیاہی پورب سے نمود ہو تو روزہ دار کے روزہ کھولنے کا وقت آیا۔

ف راوی سے روایت ہے کہ ہم رمضان میں حضرتؐ کے ساتھ سفر میں تھے جب آفتاب ڈوبا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرتؐ اول وقت بہت جلد روزہ کھولتے تھے کہ بعضے لوگوں کو شبہ رہتا تھا کہ شاید ابھی دن باقی ہے۔ اور ثابت ہوا کہ جب آفتاب غروب ہوا اور پورب کی طرف سیاہی چڑھی وہی وقت ہے روزہ کھولنے کا۔

## افطار کے بغیر روزہ پر روزہ رکھنے کی ممانعت

(۶۵۵) ق اَبُوْ هُرَیْرَةَ اِیَّاکُمْ وَالْوِصَالَ مَرَّتَیْنِ اِیَّاکُمْ وَالْوِصَالَ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بچو پے درپے اور طے کے روزوں سے۔ صرف بخاری کی روایت میں یہ لفظ مکرر ہے یعنی دوبار حضرتؐ نے فرمایا کہ بچو طے کے روزوں سے بچو طے کے روزوں سے۔

ف وصال اور طے کا روزہ اس کو کہتے ہیں کہ دو روز یا زیادہ برابر روزہ رکھے اور بیچ میں کچھ بھی نہ کھاوے معلوم ہوا کہ طے کا روزہ مکروہ ہے اور اگر طاقت نہ ہو تو حرام ہے۔

(۶۵۶) ق اَنَسٌ اِنَّکُمْ لَسْتُمْ مِثْلِیْ اَمَا وَاللّٰہِ لَوْ تَمَادٰی لِیَ الشَّهْرُ لَوَاصَلْتُ وِصَالًا یَدَعُ الْمُتَعَمِّقُوْنَ تَعَمُّقَهُمْ۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بیشک تم لوگ میرے برابر نہیں جان لو قسم خدا کی اگر رمضان کا مہینہ مجھ کو زیادہ ہو جاتا تو برابر اتنے طے کے روزے رکھتا جاتا کہ چھوڑ دیتے شدت سے محنت کرنے والے اپنی شدت کو۔

ف ایک بار حضرتؐ نے آخر رمضان میں طے کے روزے رکھے بعضے اصحاب بھی حضرتؐ کے ساتھ طے کے روزے رکھنے لگے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی چاند جلد ہو گیا۔ اگر مہینہ زیادہ بڑھتا تو میں اتنا طے کرتا جاتا کہ لوگ عاجز ہو کر طے کرنا چھوڑ دیتے یہ بات حضرتؐ نے غصے سے فرمائی طے کا روزہ حضرتؐ کو درست تھا اوروں کو نہیں۔

(۶۵۷) ق اِبْنُ عُمَرَ اِنِّیْ لَسْتُ کَهَیْئَتِکُمْ اِنِّیْ اَظَلُّ اُطْعَمُ وَاُسْقٰی۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھ کو دن میں کھانا پینا ملتا ہے

یعنی جس طرح آدمی کو کھانے پینے سے طاقت ہوتی ہے مجھ کو بدون اس
خدا طاقت دیتا ہے یا سچ مچ کھانا خدا حضرتؐ کو کھلاتا ہو۔

**ف** حضرتؐ نے اصحابؓ کو طے کے روزے سے منع کیا یعنی دو روز یا زیادہ برابر روزہ رکھنا اور رات کو بھی نہ کھانا کسی کو درست نہیں، اصحاب نے پوچھا کہ آپ جو طے کا روزہ رکھتے ہیں اس کا کیا سبب ہے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی مجھ کو اپنی طرح نہ سمجھو مجھ کو درست ہے تم کو درست نہیں۔

(۶۵۸) **ق** عَمْرُو بْنُ اَبِیْ سَلَمَۃَ وَ عَایِشَۃُ اِنِّیْ لَاَتْقَاکُمْ لِلّٰہِ وَاَخْشَاکُمْ لَہٗ وَیُرْوٰی وَاَعْلَمُکُمْ بِحُدُوْدِہٖ۔

بخاری اور مسلم میں عمرو بن ابی سلمہؓ اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر میں تم سے زیادہ پرہیزگار ہوں خدا کا اور بڑا ڈرنے والا اس سے اور ایک روایت یوں ہے اور خدا کے حکموں کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔

**ف** حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرتؐ سے پوچھا کہ مجھ کو غسل کی حاجت ہوتی ہے اور نماز کا وقت آجاتا ہے اور اسی طرح روزے کا حال ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ مجھ کو بھی اکثر ایسا ہوتا ہے اس نے کہا کہ میں اور آپ برابر نہیں یا رسول اللہ خدا نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ سب معاف کر دیئے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی ہر چند خدا نے میری بخشش کی ہے لیکن میں تم سب سے زیادہ خدا سے ڈرتا ہوں عبادت میں مجھ سے زیادتی کا ارادہ نہ کرو۔ شعر

بورع و تقی کوش و صدق و صفا ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

وَاَعْلَمُکُمْ بِحُدُوْدِہٖ کی روایت مسلم میں نہیں امام مالک کے موطا میں ہے۔

## روزے میں صحبت کرنے کی ممانعت

(۶۵۹) **ق** اَبُوْھُرَیْرَۃَ اِذْھَبْ فَاَطْعِمْہُ اَھْلَکَ یَعْنِیْ عَرَقًا فِیْہِ تَمْرٌ **قَالَہٗ** لِلَّذِیْ اَصَابَ اَھْلَہٗ فِیْ رَمَضَانَ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جا اور اپنے گھر والوں کو کھلا یعنی ان کھجوروں کو جو ٹوکرے میں تھیں یہ حضرتؐ نے اس مرد سے فرمایا جس نے اپنی جورو سے رمضان میں صحبت کی تھی۔

**ف** ایک مرد آیا اس نے کہا کہ یا حضرتؐ میں ہلاک ہوا حضرتؐ نے فرمایا کیا ہوا۔ اس نے کہا کہ میں نے رمضان میں اپنی عورت سے صحبت کی اور میں روزہ دار تھا حضرتؐ نے فرمایا غلام آزاد کر اس نے کہا مجھ کو مقدور نہیں حضرتؐ نے فرمایا تو دو مہینے برابر روزے رکھ اس نے کہا مجھ کو طاقت نہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا تو ساٹھ محتاجوں کو کھانا دے اس نے کہا کہ مجھ کو مقدور نہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا تو بیٹھ جا پھر تھوڑی دیر کے بعد حضرتؐ کے پاس بڑا ٹوکرا بھر کے کھجوریں آئیں حضرتؐ نے اس سے فرمایا کہ اس کو لیجا اور محتاجوں کو دے اس نے کہا کہ یا حضرتؐ مدینے میں مجھ سے زیادہ تر کوئی محتاج نہیں۔ حضرتؐ نے تبسم کیا پھر یہ حدیث فرمائی کفارہ غیر کو دینا چاہیئے خود کھانا درست نہیں اس واسطے بعضے علماء نے کہا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے اور بعضوں نے کہا کہ اسی شخص کو یہ حکم خاص ہے اور بعضوں نے کہا

کہ حضرتؐ نے اس کی محتاجی دیکھکر اس کو بطور قرض دیا تھا یعنی جبکہ مقدور ہو تو کفارہ ادا کرنا چاہئیے۔

## مسافر کو رمضان میں روزہ رکھنا اور نہ رکھنا دونوں جائز ہیں

(۶۶۰) م ابُوسَعِيدٍ إِنَّكُمْ قَدْ دَنَوْتُمْ مِنْ عَدُوِّكُمْ وَالْفِطْرُ أَقْوَى لَكُمْ قَالَهُ حِينَ دَنَا مِنْ مَكَّةَ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا آخَرَ فَقَالَ إِنَّكُمْ مُصَبِّحُو عَدُوِّكُمْ وَالْفِطْرُ أَقْوَى لَكُمْ فَأَفْطِرُوا فَكَانَتْ عَزْمَةً فَأَفْطَرْنَا ثُمَّ لَقَدْ رَأَيْتُنَا نَصُومُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي السَّفَرِ۔

مسلم میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ تم اپنے دشمن سے قریب ہوئے ہو روزہ توڑنا تم کو بہت مضبوط کر دے گا یہ حضرتؐ نے جب فرمایا کہ مکے سے قریب ہوئے۔ کہا ابو سعیدؓ نے پھر اترے ہم دوسری منزل پر پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ تم صبح کو لڑوگے اپنے دشمن سے اور روزہ توڑنا تم کو نہایت مضبوط کر دیگا سو توڑو روزے کو۔ سفر میں روزہ توڑنا مباح تھا حضرتؐ کے حکم سے فرض ہو گیا تو ہم نے روزہ توڑا پھر اس سفر کے بعد مقرر ہم نے اپنے تئیں دیکھا کہ ہم سفر میں روزہ رکھتے تھے حضرتؐ کے ساتھ۔

**ف** جس سال مکہ فتح ہوا حضرتؐ مدینے سے رمضان میں روزہ رکھے جہاد کو چلے جب مکے کے قریب پہنچے تب یہ حدیث فرمائی۔ خلاصہ مطلب یہ کہ سفر میں روزہ رکھنا اور توڑنا دونوں درست ہے لیکن بشرط طاقت رکھنا افضل ہے مگر جہاد میں توڑنا افضل ہے کہ وہاں طاقت کا کام ہے بلکہ اس سال جن لوگوں نے روزہ نہ توڑا حضرتؐ نے ان کو گنہگار فرمایا۔

(۶۶۱) ق عَائِشَةُ إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ قَالَهُ لِحَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيِّ وَسَأَلَهُ عَنِ الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ وَكَانَ يَسْرُدُ الصَّوْمَ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تیرا جی چاہے تو روزہ رکھ اور اگر تو چاہے تو روزہ نہ رکھ یہ حضرتؐ نے حمزہ بن عمرو اسلمیؓ سے فرمایا اس نے سفر میں روزہ رکھنے کا مسئلہ پوچھا تھا اور اس کی عادت تھی کہ برابر روزے رکھا کرتا تھا۔

**ف** معلوم ہوا کہ سفر میں روزہ رکھنا اور نہ رکھنا دونوں درست ہیں۔

(۶۶۲) م حَمْزَةُ بْنُ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيُّ هِيَ رُخْصَةٌ مِنَ اللهِ فَمَنْ أَخَذَ بِهَا فَحَسَنٌ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَصُومَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ قَالَهُ لَهُ حِينَ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَجِدُ بِي قُوَّةً عَلَى الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ۔

مسلم میں حمزہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ سفر میں افطار کرنا رخصت ہے خدا کی طرف سے سو جو اس رخصت کو لیوے تو اچھا ہے اور جو کہ روزہ رکھا چاہے تو اس پر کچھ گناہ نہیں یہ حضرتؐ نے حمزہؓ سے کہا جب کہ اس نے کہا تھا کہ یا رسول اللہ میں اپنے اندر سفر میں روزہ رکھنے کی قوت پاتا ہوں سو کیا مجھ پر گناہ ہے روزہ رکھنے میں۔

**ف** یعنی تخفیف اور آسانی کے واسطے خدا نے روزہ کھولنے کی سفر میں اجازت دی ہے یہ حکم فرض نہیں۔ سفر میں روزہ رکھنے نہ رکھنے میں آدمی کو اختیار ہے۔

## عاشورا کا روزہ رکھنا

(۶۶۳) م ابْنُ عَبَّاسٍ لَئِنْ بَقِيتُ إِلَى

مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر میں آگے

محرم کی نویں دسویں تاریخ کا روزہ رکھنا

قَابِلٍ لَاَصُوْمَنَّ التَّاسِعَ۔ سال تک زندہ رہا تو نویں تاریخ کا بھی ضرور روزہ رکھوں گا۔

ف حضرت مکے میں عاشورہ کا یعنی محرم کی دسویں تاریخ کا روزہ رکھتے تھے جب مدینے میں رمضان کے روزے فرض ہوئے تو اس کی فرضیت منسوخ ہوگئی مستحب جان کر رکھتے تھے۔ اصحاب نے کہا کہ یہود بھی اس دن کا روزہ رکھتے ہیں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی اگر میں زندہ رہا تو اگلے محرم میں نویں اور دسویں دو تاریخ کا روزہ رکھوں گا تاکہ یہود کی مشابہت نہ ہو پھر اسی سال قبل محرم کے حضرتؐ کا انتقال ہوا۔ اسی حدیث سے بعضے علما نے کہا ہے کہ نفل کا ایک روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

(۶۶۴) ق اِبْنُ عُمَرَ اِنَّ عَاشُوْرَاءَ یَوْمٌ مِنْ اَیَّامِ اللّٰهِ فَمَنْ شَاءَ صَامَهٗ۔ بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ محرم کی دسویں تاریخ خدا کے دنوں سے ایک وہ بھی دن ہے سو جو چاہے اس کا روزہ رکھے۔

ف یعنی اس دن کا روزہ فرض نہیں سنت ہے۔

(۶۶۵) ق مُعَاوِیَةُ بْنُ اَبِیْ سُفْیَانَ هٰذَا یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَلَمْ یَکْتُبِ اللّٰهُ عَلَیْکُمْ صِیَامَهٗ وَاَنَا صَائِمٌ فَمَنْ اَحَبَّ مِنْکُمْ اَنْ یَّصُوْمَ فَلْیَصُمْ وَمَنْ اَحَبَّ مِنْکُمْ اَنْ یُّفْطِرَ فَلْیُفْطِرْ۔ بخاری اور مسلم میں معاویہ بن ابی سفیانؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا یہ عاشورے کا دن ہے اور خدا نے اس کا روزہ تم پر فرض نہیں کیا اور میں روزہ دار ہوں سو جو شخص تم میں سے روزہ رکھنا چاہے سو رکھے اور جو شخص کہ تم میں سے روزہ نہ رکھنا چاہے سو نہ رکھے

ف عاشورہ محرم کی دسویں تاریخ کا نام ہے اس کا روزہ فرض نہیں سنت ہے حضرتؐ نے اس کے روزہ رکھنے نہ رکھنے کا اختیار دیا تاکہ معلوم ہو کہ سنت موکدہ نہیں۔

(۶۶۶) م عَائِشَةُ مَنْ شَاءَ فَلْیَصُمْهُ وَمَنْ شَاءَ فَلْیُفْطِرْهُ یَعْنِیْ یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ۔ مسلم میں عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ عاشورے کے دن یعنی محرم کی دسویں تاریخ کو جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔

ف اول عاشورے کا روزہ فرض تھا جب رمضان کا روزہ فرض ہوا تو عاشورے کا نہ رہا مستحب ہے حدیث میں آیا ہے کہ اس کے روزے سے ایک سال کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

(۶۶۷) ق اَلرُّبَیِّعُ بِنْتُ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ مَنْ کَانَ اَصْبَحَ صَائِمًا فَلْیُتِمَّ صَوْمَهٗ وَمَنْ کَانَ اَصْبَحَ مُفْطِرًا فَلْیُتِمَّ بَقِیَّةَ یَوْمِهٖ۔ بخاری اور مسلم میں ربیعؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس نے صبح سے روزہ رکھا ہو وہ اپنا روزہ پورا رکھے اور جس نے صبح سے روزہ توڑا ہو تو باقی دن کو تمام کرے یعنی کچھ نہ کھاوے۔

ف قریش مکے میں عاشورے کا روزہ رکھتے تھے حضرتؐ بھی رکھتے تھے جب مدینے میں حضرتؐ آئے تو عاشورے کے روزے کا حکم کیا لوگوں کو اور یہ حدیث فرمائی پھر جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو عاشورے کا روزہ فرض نہ رہا بعضے رکھتے تھے سنت جان کے اور بعضے نہ رکھتے تھے۔

## عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنا حرام ہے

(۶۶۸) م اَبُوْ سَعِیْدٍ لَا یَصْلُحُ الصِّیَامُ مسلم میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ دو

فِيْ يَوْمَيْنِ يَوْمِ الْاَضْحٰى وَيَوْمِ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ۔ رکھنا درست نہیں دونوں دنوں میں ایک تو عید قربانی کے دن دوسرے رمضان کی عید الفطر میں۔

**ف** دونوں عیدوں میں روزہ رکھنا حرام ہے سب مجتہدوں کے نزدیک۔

## تنہا جمعہ کا روزہ رکھنے کی ممانعت

(۶۶۹) **م** اَبُوْهُرَيْرَةَ لَا تَخْتَصُّوْا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِيْ وَلَا تَخْتَصُّوْا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِنْ بَيْنِ الْاَيَّامِ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ فِيْ صَوْمٍ يَصُوْمُهُ اَحَدُكُمْ۔ مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ سب راتوں میں سے جمعہ کی رات کو شب بیداری اور نماز کے واسطے خاص کرو اور سب دنوں میں جمعہ کے دن کو روزہ رکھنے کے واسطے خاص کرو مگر اس طرح مضائقہ نہیں کہ اور روزے جو تم رکھتے ہو اس میں جمعہ بھی آپڑے۔

**ف** جمعہ کیلئے غسل کرنا اور اول وقت جامع مسجد میں جانا اور نماز جمعہ کی پڑھنا ضرور ہے سو اس لئے اس کی شب بیداری اور روزے سے منع کیا کہ روزے کی سستی سے کہیں اور کاموں میں خلل نہ پڑے اور دوسرا سبب یہ ہے کہ عبادت کے واسطے سب دن برابر ہیں اور بدون حکم شرع کے کسی وقت کو فضیلت نہیں کسی کو درست نہیں کہ اپنی طرف سے کسی دن میں خصوصیت لگا وے۔

(۶۷۰) **خ** اَبُوْهُرَيْرَةَ لَا يَصُمْ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا يَوْمًا قَبْلَهٗ اَوْ بَعْدَهٗ۔ بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ کوئی روزہ رکھے نفقط جمعے کے دن مگر یوں مضائقہ نہیں کہ جمعے سے پہلے بھی ایک روزہ رکھے یا بعد۔

م س ق

**ف** یعنی صرف جمعے کے دن روزہ نہ رکھے خواہ پنجشنبہ اور جمعہ روزہ رکھے خواہ جمعہ اور ہفتہ روزہ رکھے یعنی دو ملا کر رکھے تاکہ یہودیوں سے مشابہت نہ ہو کہ وہ ایک ہی روز صرف ہفتے کو روزہ رکھتے ہیں۔

## ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی ممانعت

(۶۷۱) **م** نُبَيْشَةُ الْهُذَلِيُّ اَيَّامُ التَّشْرِيْقِ اَيَّامُ اَكْلٍ وَّشُرْبٍ وَّذِكْرِ اللّٰهِ۔ مسلم میں نبیشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ایام تشریق کھانے پینے اور یاد الٰہی کے دن ہیں۔

**ف** عید قربانی کے بعد تین دن کو یعنی گیارہویں، بارہویں، تیرہویں کو ایام تشریق کہتے ہیں یعنی کھانے پینے کے دن ہیں ان میں روزہ رکھنا درست نہیں سال میں پانچ دن روزہ رکھنا حرام ہے عید الفطر اور عید الضحٰی اور ایام تشریق میں۔

## میت کی طرف سے قضا روزے رکھنا

(۶۷۲) **ق** اِبْنُ عَبَّاسٍ اَرَاَيْتِ لَوْ كَانَ عَلٰى اُمِّكِ دَيْنٌ فَقَضَيْتِهٖ اَكَانَ يُؤَدِّيْ عَنْهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَصُوْمِيْ عَنْ اُمِّكِ۔ بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بھلا بتلاؤ تو اگر تیری ماں پر قرض ہوتا تو اس کو تو ادا کرتی بھلا اس کے اوپر سے ادا ہوتا۔ اس عورت نے کہا کہ ہاں ادا ہوتا حضرتؐ نے فرمایا تو روزہ بھی رکھ اپنی ماں کی طرف سے۔

**ف** ایک عورت نے حضرتؐ سے کہا کہ یارسول اللہ میری ماں مرگئی اور اس پر فرض روزے تھے اگر میں روزے

رکھوں تو اس کی طرف سے ادا ہوں گے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی اور سمجھا دیا کہ جس طرح بندے کا قرض ادا ہو جاتا ہے وارث کے ادا کرنے سے ویسے ہی خدا کا بھی فرض ادا ہوتا ہے اور یہی مذہب ہے اسحٰق کا اور باقی امام کہتے ہیں کہ روزہ رکھنے سے مراد یہ ہے کہ ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلاوے۔ چنانچہ دوسری حدیث میں صاف آیا ہے کہ جو مر جاوے اور اس پر روزے ہوں تو اس کا وارث اس کی طرف سے مسکین کو کھلاوے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ زندگی میں کسی کے بدلے روزہ رکھنا تو درست نہیں اسی طرح بعد موت کے بھی۔

## صدقہ کا ثواب

(۶۷۳) م بُرَيْدَةُ بْنُ الْحُصَيْبِ وَجَبَ أَجْرُكِ وَرَدَّهَا عَلَيْكِ الْمِيرَاثُ قَالَهُ لِامْرَأَةٍ قَالَتْ إِنِّي تَصَدَّقْتُ عَلَى أُمِّي بِجَارِيَةٍ وَإِنَّهَا مَاتَتْ۔

مسلم میں بریدہ بن حصیب سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تیرا ثواب ثابت ہو گیا اور وراثت سے وہ لونڈی تجھ کو پھر ملی۔ یہ حضرتؐ نے اس عورت سے فرمایا جس نے کہا تھا کہ میں نے اپنی ماں کو لونڈی بللہ دی تھی اور میری ماں مر گئی۔

ف یعنی تجھ کو دو فائدے ہوئے ایک تو دینے کا ثواب، دوسرے لونڈی کی ملکیت وراثت کے سبب سے۔

## اگر روزے دار کو کھانے کیلئے بلائیں تو کہدے میرا روزہ ہے

(۶۷۴) ق أَبُو هُرَيْرَةَ إِذَا أَصْبَحَ أَحَدُكُمْ يَوْمًا صَائِمًا فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ فَإِنِ امْرُؤٌ شَاتَمَهُ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ إِنِّي صَائِمٌ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کوئی صبح کرے کسی دن اس حال میں کہ روزہ دار ہو تو نہ فحش بکے اور نہ جہالت کرے اور اگر کوئی مرد اس کو گالی دیوے یا اس کو کوسے، اس پر لعنت کرے تو چاہئے کہ یوں کہے کہ میں تو روزہ دار ہوں، میں روزہ دار ہوں۔

ف یہ بات یا زبان سے کہے کہ شاید وہ شخص شرما کر چپ رہے یا اپنے دل میں کہے کہ میں تو روزہ دار ہوں مجھ کو مناسب نہیں کہ اس کا جواب دیکر جاہل بنوں اور اپنے روزے کا لطف کھوؤں۔

(۶۷۵) م أَبُو هُرَيْرَةَ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى طَعَامٍ وَهُوَ صَائِمٌ فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کھانے کے واسطے بلایا جاوے اور وہ روزہ دار ہو تو چاہئے کہ یوں کہے کہ میں روزہ دار ہوں۔

ف یعنی نفل عبادت کا چھپانا بہتر ہے لیکن دعوت میں اظہار کرے یعنی روزے کے عذر سے میں معذور ہوں، نہیں تو کھاتا تاکہ اس کو رنج نہ ہو۔

## روزوں کی فضیلت

(۶۷۶) ق أَبُو هُرَيْرَةَ الصِّيَامُ جُنَّةٌ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے یعنی گناہوں سے پناہ ہے۔

ف روزہ دار کا جب پیٹ خالی رہا تو اکثر گناہوں سے بچتا ہے اور جب گناہوں سے بچا تو دوزخ سے بچا۔

(۶۷۷) ق أَبُو هُرَيْرَةَ إِنَّ الصَّوْمَ

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا

لِی وَ اَنَا اَجْزِیْ بِہٖ۔ کہ خدا فرماتا ہے کہ روزہ میرے ہی واسطے ہے اور میں اس کا بدلہ دونگا یعنی اس کا فرشتوں سے بدلا نہ دلاؤں گا خود دوں گا۔

**ف** روزے کو خدا نے اپنی طرف اس واسطے نسبت کیا کہ عبادت میں جیسے نماز زکوٰۃ حج میں ریا اور نموداری کو دخل ہے لیکن روزے میں دخل نہیں کہ اگر روزہ دار ظاہر نہ کرے تو اس کو کوئی نہیں جان سکتا اور دوسرا سبب یہ کہ ہر عبادت میں فرشتے آدمی کے شریک ہیں مگر روزے میں شریک نہیں اس واسطے کہ ان کو بھوک پیاس نہیں جس کو روکیں۔

(۶۷۸) **م** اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ اِنَّ لِلصَّآئِمِ فَرْحَتَیْنِ اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ وَاِذَا لَقِیَ اللّٰہَ فَرِحَ۔ مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا خدا فرماتا ہے کہ روزہ دار کو دو خوشی ہیں جب کہ اس نے روزہ کھولا خوش ہوگیا اور جب خدا سے ملے گا تو خوش ہوگا۔

**ف** روزہ کھولنے کے وقت تو یہ خوشی ہے کہ روزہ پورا ہوا اور بھوک پیاس کا غلبہ گیا اور خدا سے مل کر ثواب روزے کا پاوے گا تو خوش ہوگا۔

## جہاد اور حج میں روزہ رکھنے کی فضیلت

(۶۷۹) **ق** اَبُوْ سَعِیْدٍ مَنْ صَامَ یَوْمًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بَعَّدَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ عَنِ النَّارِ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا۔ بخاری اور مسلم میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو اللہ کی راہ یعنی جہاد اور حج میں روزہ رکھے گا خدا اس کو دوزخ سے ستر برس کی راہ دور ڈالے گا۔

## رمضان کے روزوں کے علاوہ حضورؐ کے دوسرے روزوں کا بیان

(۶۸۰) **ق** عَآئِشَۃُ خُذُوْا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا تُطِیْقُوْنَ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یَمَلُّ حَتّٰی تَمَلُّوْا[1] بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نیک عمل اتنے کرو جتنے تم سے ہو سکیں اس واسطے کہ خدا ثواب دینے سے نہیں اداس ہوتا جب تک تم عمل کرنے سے اداس نہ ہو۔

**ف** یعنی عبادت وہی بہتر ہے جو ہمیشہ ہو سکے جس سے دل نہ اداس ہو۔

## ہمیشہ روزہ رکھنے کی ممانعت

(۶۸۱) **ق** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَمْرٍو یَا عَبْدَ اللّٰہِ لَا تَکُنْ مِثْلَ فُلَانٍ کَانَ یَقُوْمُ مِنَ اللَّیْلِ فَتَرَکَ قِیَامَ اللَّیْلِ **قَالَہٗ** لَہٗ۔ بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عبداللہ تو نہ ہوجیو فلانے کی طرح کہ وہ رات کو اٹھا کرتا تھا پھر اس نے چھوڑ دیا رات کا اٹھنا یعنی تہجد کی نماز۔ یہ حضرتؐ نے عبداللہ بن عمروؓ سے فرمایا۔

**ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب نفل عبادت خواہ نماز خواہ روزہ خواہ وظیفہ شروع کرے تو اس کو ہمیشہ نباہے کبھی کرنا کبھی چھوڑنا مکروہ ہے اس واسطے کہ ایسی عبادت کا دل میں خوب اثر نہیں ہوتا۔

## عبادت میں پابندی کرنی چاہئے

(۶۸۲) **ق** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَمْرٍو اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّکَ تَصُوْمُ وَلَا تُفْطِرُ وَتُصَلِّی اللَّیْلَ بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کیا مجھ کو خبر نہیں ہوئی کہ تو روزہ رکھا کرتا ہے اور افطار

---

[1] صحیح مسلم میں لن یمل کے الفاظ ہیں۔ (حشی)

فَلَا تَفْعَلْ فَإِنَّ لِعَيْنَيْكَ حَظًّا وَلِنَفْسِكَ حَظًّا وَلِأَهْلِكَ حَظًّا فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَصَلِّ وَنَمْ وَصُمْ مِنْ كُلِّ عَشَرَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا وَلَكَ أَجْرُ تِسْعَةٍ وَيُرْوَى فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ هَجَمَتْ عَيْنَاكَ وَنَفِهَتْ نَفْسُكَ۔

نہیں کرتا اور رات بھر نماز پڑھا کرتا ہے سو ایسا نہ کیا کر اس واسطے کہ تیری دونوں آنکھوں کا حصہ ہے یعنی حق ہے اور تیری جان کا حصہ ہے اور تیری جورو کا حصہ ہے سو روزہ رکھا اور کبھی نہ رکھا اور رات کو نماز پڑھ اور سویا بھی کر اور روزہ رکھا کر ہر ایک دس روز میں ایک دن کا اور تجھ کو اس دس دن کے سوائے نو دن کا ثواب اور ملیگا اور دوسری روایت یوں ہے کہ البتہ جو تو یونہی کریگا تو دونوں تیری آنکھیں ناتوانی سے اندر گھس جاویں گی اور ضعیف ہو جاوے گی تیری جان۔

**ف** عبداللہ بن عمروؓ اس حدیث کے راوی نہایت عابد مرد تھے انھوں نے نکاح کیا تھا شب و روز عبادت میں مشغول رہتے جورو سے خبر نہ ہوتے۔ ایک روز عمرو بن العاص، عبداللہ کے باپ گھر میں آئے تو بہو کو دیکھا کہ پرانے میلے کپڑے پہنے ہے اس کا سبب پوچھا اس عورت نے کہا کہ میرا خاوند مجھ سے خبر نہیں ہوتا شب و روز عبادت میں مشغول رہتا ہے تو ان کے باپ نے عبداللہ کی شکایت حضرتؐ سے کی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی تو ایسی عبادت کرتا ہے کہ اپنی جان اور اپنی جورو کا حق ضائع کرتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبادت میں اعتدال اور توسط خدا کو پسند ہے نہ اتنی افراط ہو کہ اور حقوق ضائع ہوں نہ اتنی تفریط اچھی کہ جانور کی طرح جماع اور خواب و خور میں مشغول ہو کر عبادت سے غافل رہے۔

## مہینے میں تین روزے رکھنا مستحب ہیں

(۶۸۳) م: أَبُوْ قَتَادَةَ ثَلَاثَةٌ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ فَهٰذَا صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِيْ قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِيْ بَعْدَهُ وَصِيَامُ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِيْ قَبْلَهُ۔

مسلم میں ابو قتادہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تین روزے ہر ایک مہینے سے اور رمضان کا روزہ دوسرے رمضان تک یہ تمام سال کا روزہ ہے عرفے کے دن کا روزہ میں امید رکھتا ہوں خدا سے یہ کہ گناہ مٹا دیگا ایک برس پہلے کا اور ایک برس پچھلے کا اور محرم کی دسویں تاریخ کا روزہ میں خدا سے امید رکھتا ہوں کہ پہلے برس کا گناہ مٹا دے گا۔

**ف** مصابیح میں ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ نے کہا یا رسول اللہؐ سال بھر کا روزہ رکھنا کیسا ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ سال بھر کا روزہ رکھنے والا نہ روزہ دار ہے نہ بے روزہ دار یعنی درست نہیں۔ پھر یہ حدیث فرمائی یعنی جس کو سال بھر روزہ رکھنے کا شوق ہو سو رمضان کے اور ہر مہینے میں تین دن روزے رکھے اس کو سال بھر کے روزوں کا ثواب ملے گا۔

## محرم کے روزوں کی فضیلت

(۶۸۴) م: أَبُوْ هُرَيْرَةَ أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ وَأَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ صَلٰوةُ اللَّيْلِ۔

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ افضل روزہ بعد رمضان کے محرم خدا کے مہینے کا روزہ ہے اور افضل نماز فرض پنجگانہ کے رات کی نماز ہے یعنی تہجد کی نماز۔

**ف** محرم کا روزہ بسبب صوم عاشورا کے افضل ہوا اور تہجد کی نماز اس واسطے افضل ہوئی کہ اس میں محنت اور مشقت نفس پر بہت ہے، اسوقت اگر حضور دل سے نماز ہوتی ہے اور ریا کا اس میں دخل نہیں ہے۔

## شش عید کے روزے رکھنا

(۶۸۵) **م** اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاَبُوْ اَيُّوْبَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَهٗ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ۔

مسلم میں ابو ہریرہؓ اور ابو ایوبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر عید کے بعد چھ روزے شوال کے رکھے جس کو شش عید کہتے ہیں تو اس نے گویا برس روز کے روزے رکھے۔

**ف** سبب اس کا یہ کہ برس کے تین سو ساٹھ دن ہوتے ہیں اور شرع میں ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہے تو چھتیس دن کا دس گنا تین سو ساٹھ ہوتے ہیں۔

## شب قدر کی فضیلت اور اس کی جستجو کا اہتمام

(۶۸۶) **ق** اَبُوْ سَعِيْدٍ مَنْ كَانَ اعْتَكَفَ فَلْيَرْجِعْ اِلٰى مُعْتَكَفِهٖ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ وَرَاَيْتُنِيْ اَسْجُدُ فِيْ مَاءٍ وَّطِيْنٍ۔

بخاری اور مسلم میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو اعتکاف میں بیٹھا ہو وہ پھر آوے اپنے اعتکاف کے مقام پر سو میں نے مقرر شب قدر۔۔۔ کو خواب میں دیکھا ہے اور مجھکو دکھا دیا ہے کہ میں سجدہ کرتا ہوں پانی اور مٹی میں یعنی شب قدر وہ رات ہے جس میں پانی برسے گا اور میں کیچڑ میں سجدہ کروں گا۔

**ف** صحیح بخاری میں اس کا پورا قصہ ابو سعیدؓ سے یوں روایت ہے کہ ہم ایک سال رمضان میں شب قدر کے واسطے دسویں تاریخ سے انیسویں تک حضرتؐ کے ساتھ مسجد میں اعتکاف کیلئے بیٹھے تو حضرتؐ نے بیسویں کی صبح کو فرمایا کہ شب قدر مجھ کو معلوم ہوئی تھی سو میں بھول گیا اب رمضان کے آخری دس دنوں میں تلاش کرو طاق راتوں میں اور میں نے خواب میں شب قدر کو دیکھا ہے کہ پانی اور مٹی میں سجدہ کرتا ہوں سو جس نے اعتکاف توڑا ہو وہ پھر مسجد میں آکر اعتکاف کرے۔ ابو سعیدؓ کہتے ہیں کہ اس وقت آسمان پر کہیں بدلی کا ٹکڑا بھی نہ تھا پھر بدلی ہوئی اور یہاں تک پانی برسا کہ حضرتؐ کی مسجد کی چھت ٹپکی پھر حضرتؐ نے اسی کیچڑ میں نماز پڑھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شب قدر اکیسویں رات کو ہوئی تھی۔

(۶۸۷) **ق** اِبْنُ عُمَرَ اِنَّ نَاسًا مِّنْكُمْ قَدْ اُرُوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْاَوَّلِ وَاُرِيَ نَاسٌ مِّنْكُمْ اَنَّهَا فِي السَّبْعِ الْغَوَابِرِ فَالْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْغَوَابِرِ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم میں سے بعضے آدمیوں کو گمان ہے کہ شب قدر پچھیے دہے کی پہلی سات راتوں میں ہے اور بعضوں کو گمان ہے کہ پچھلی سات راتوں میں ہے سو تم اس کو پچھلی دسوں راتوں میں تلاش کرو۔

**ف** یعنی وہ کام کرو جس میں شبہ نہ رہے اگر اس رات تلاش کروگے تو سات راتیں بھی اس میں موجود ہیں خواہ پہلی خواہ پچھلی۔

(۶۸۸) **ق** اَبُوْ سَعِيْدٍ اِنِّيْ اعْتَكَفْتُ

بخاری اور مسلم میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا

الْعَشْرَةَ الْاُوْلَ اَلْتَمِسُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ اعْتَكَفْتُ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ ثُمَّ اُتِيْتُ فَقِيْلَ لِيْ اِنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ اَحَبَّ مِنْكُمْ اَنْ يَّعْتَكِفَ فَلْيَعْتَكِفْ۔

کہ البتہ میں رمضان کی پہلی دس راتوں میں اعتکاف میں بیٹھا تلاش کرتا اس رات کو یعنی شب قدر کو، پھر درمیان کی دس راتیں اعتکاف میں بیٹھا پھر حکم ہوا مجھ کو کہ شب قدر پچھلی دس راتوں پر سو تم لوگوں میں جو اعتکاف کیلئے بیٹھنا چاہے وہ اعتکاف میں

ف

(٦٨٩) م اَبُوْهُرَيْرَةَ اَيُّكُمْ يَذْكُرُ حِيْنَ طَلَعَ الْقَمَرُ وَهُوَ مِثْلُ شِقِّ جَفْنَةٍ قَالَهُ لَمَّا تَذَاكَرْنَا لَيْلَةَ الْقَدْرِ عِنْدَهُ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم میں سے کس کو یاد ہے وہ وقت جبکہ چاند نکلا تھا جیسے کٹھرے کا کنارہ حضرتؐ نے اسوقت فرمایا جبکہ اصحاب آپس میں حضرتؐ کے پاس شب قدر کا ذکر کرتے تھے کہ کب ہوئی۔

ف یعنی شب قدر آخر مہینے میں تھی جبکہ چاند باریک ہو گیا تھا غالب کہ ستائیسویں رات مراد ہے چنانچہ اور حدیثوں میں صاف مذکور ہے۔

(٦٩٠) ق اِبْنُ عُمَرَ اَرٰى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيْهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں تمہارے خوابوں کو کہ موافق پڑ گئے پچھلی سات راتوں میں، سو جو شب قدر کا تلاش کرنے والا ہو سو پچھلی سات راتوں میں تلاش کرے۔

ف شب قدر کو حضرتؐ کے اصحابؓ نے خواب میں دیکھا کسی نے تیئسویں کسی نے پچیسویں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی رمضان کی پچھلی طاق راتوں میں شب قدر ضرور ہے جس کو شوق ہو تلاش کرے یعنی سب طاق راتوں میں بیدار رہے اور عبادت کرے ان میں آخر کوئی تو ہوگی۔

(٦٩١) م اَبُوْهُرَيْرَةَ اُرِيْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ ثُمَّ اَيْقَظَنِيْ بَعْضُ اَهْلِيْ فَنُسِّيْتُهَا وَيُرْوٰى فَنَسِيْتُهَا فَالْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْغَوَابِرِ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ شب قدر مجھ کو خواب میں معلوم ہوئی پھر میرے بعضے اہل بیت نے مجھ کو جگایا تو میں اسکو بھولا یا گیا اور دوسری روایت یوں ہے کہ میں شب قدر کو بھول گیا تو اس کو رمضان کی اخیر دس راتوں میں تلاش کرو۔

ف یعنی طاق راتوں میں۔

(٦٩٢) م عَائِشَةُ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تلاش کرو شب قدر کو رمضان کی پچھلی دس راتوں میں۔

ف یعنی طاق راتوں میں۔

(٦٩٣) م اِبْنُ عُمَرَ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ۔

مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا تلاش کرو شب قدر کو پچھلی سات راتوں میں۔

ف یعنی رمضان کے عشرۂ اخیرہ میں۔

(۶۹۴) م ابْنُ عُمَرَ تَحَيَّنُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ أَوْ قَالَ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ۔

مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ طلب کرو شب قدر کو پچھلی دس راتوں میں یا یوں فرمایا کہ پچھلی سات راتوں میں۔

## روزے داروں کیلئے جنت میں ریّان کا وعدہ

(۶۹۵) ق سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ يُقَالُ أَيْنَ الصَّائِمُونَ فَيَقُومُونَ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ فَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ۔

بخاری اور مسلم میں سہل بن سعد سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر بہشت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریان کہتے ہیں یعنی چھکا دینے والا پیاس بجھلنے والا اس میں روزہ دار جاویں گے قیامت کے روز کوئی اس سے نہ جاویگا ان کے سوائے، کہا جاوے گا کہاں ہیں روزہ دار سو وے اٹھ کھڑے ہونگے، نہ جاویگا کوئی اس سے ان کے سوائے جب وے جاچکیں گے تو وہ دروازہ بند کیا جاوے گا سو کوئی اس سے نہ جاوے گا۔

## ثواب سمجھکر بحالتِ ایمان رمضان کے روزے رکھنے کی فضیلت

(۶۹۶) خ أَبُو هُرَيْرَةَ مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَرِوَايَةُ الْأُقْلِيشِيِّ مَنْ يَقُمْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جوایمان سے اور ثواب کے واسطے شب قدر میں جاگے گا اور نماز پڑھے گا تو اس کے اگلے گناہ معاف ہوجاویں گے اور جوایمان سے اور ثواب کے واسطے رمضان کے روزے رکھیگا تو اس کے اگلے گناہ بخشے جاویں گے اور اقلیشی نے جس کی کتاب النجم تصنیف ہے اس حدیث میں من قام لیلۃ القدر کی جگہ من یقم لیلۃ القدر کو روایت کیاہے لیکن مطلب دونوں کا ایک ہے صرف لفظ کا فرق ہے۔

شب قدر میں عبادت کرنے کا ثواب۔

## جو کوئی رمضان میں جھوٹ اور لغو کام نہ چھوڑے اس کا روزہ قبول نہیں

(۶۹۷) ق أَبُو هُرَيْرَةَ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو روزے میں بہتان کرنا اور جھوٹی واہی تباہی باتیں نہ چھوڑے اور اس کے کام سے باز نہ آوے تو اللہ کو اس کے کھانے پینے چھوڑنے کی کچھ پروا نہیں

ف یعنی روزہ رکھنے سے یہ غرض ہے کہ آدمی کا ظاہر اور باطن پاک ہو جب واہی تباہی قول و فعل کرتا رہا تو کھانے پینے کے چھوڑدینے سے وہ غرض حاصل نہ ہوئی اگرچہ فرض گردن سے ادا ہوا لیکن بے لطف۔

## رمضان سے ایک دو دن پہلے روزہ رکھنے کی ممانعت

(۶۹۸) ق أَبُو هُرَيْرَةَ لَا يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ پیشوائی کرے کوئی رمضان کی ایک دن یا دو دن کا روزہ رکھ کے مگر وہ مرد جو اپنی عادت سے کوئی روزہ رکھا کرتا ہو سو روزہ

صَوْمًا فَلْيَصُمْهُ۔ رکھے اس کا۔

ف یعنی جیسے بطور سنت کسی کو دوشنبے یا پنجشنبے کے روزے کی عادت ہو اور وہ دن رمضان سے متصل پڑے تو اس کو روزہ رکھنا درست ہے لیکن صرف رمضان کی پیشوائی کے ایک دو روزے رکھنا درست نہیں۔

## بھولے چوکے کھانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

(۶۹۹) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ فَاَكَلَ اَوْشَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهٗ فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا جو بھولے سے کچھ کھا گیا یا پی گیا تو وہ اپنا روزہ پورا کرلے یعنی روزہ نہیں گیا خدانے اس کو کھلایا پلایا۔

ف یعنی خدانے اس کی دعوت کی روزہ بھی رہا اور پیٹ بھی بھرا سبحان اللہ کیا کریم ہے بھولے چوکے کو نہیں پکڑتا۔

## سفر میں روزہ رکھنا اور نہ رکھنا دونوں جائز ہیں

(۷۰۰) ق جَابِرٌ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ۔

بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا کچھ نیک کام نہیں۔

ف حضرتؐ سفر میں تھے ایک شخص کو دیکھا کہ غش میں پڑا ہے اور لوگوں نے اس پر سایہ کیا ہے حضرتؐ نے پوچھا کہ اس کو کیا ہوا ہے لوگوں نے کہا کہ یہ شخص روزہ دار ہے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی جب ایسی تکلیف ہو تو سفر میں روزہ رکھنا خواہ مخواہ ضرور نہیں سب علماء کا یہی مذہب ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا اور نہ رکھنا دونوں درست ہیں لیکن اگر طاقت ہو اور مضرت کسی طرح نہ ہو تو روزہ رکھنا ہی افضل ہے۔

## میت کے قضا روزوں کا بیان

(۷۰۱) ق عَائِشَةُ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهٗ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا جو شخص کہ مرجائے اور اس پر روزے ہوں قضا کے تو اس کی طرف سے اس کا وارث روزہ رکھے۔

ف امام شافعیؒ کا یہی مذہب ہے اور امام اعظمؒ کے مذہب میں ہر روزے کے بدلے صدقہ فطر کے برابر وارث مردے کی طرف سے ادا کرے چنانچہ امام اعظمؒ کی دلیل دوسری حدیث ہے جو گذرچکی۔

## افطار میں جلدی کرنا افضل ہے

(۷۰۲) خ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ۔

بخاری میں سہل ابن سعد سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہمیشہ لوگ خیر سے رہیں گے جب تک روزہ جلد کھولا کریں گے۔

ف سورج ڈوبتے اول وقت روزہ کھولنا مستحب ہے اور سبب ہے خیر کا۔ اس واسطے کہ حضرتؐ کی سنت ہے دیر کرنا جیسے بعضے ناواقف شیعوں کی صحبت سے کرتے ہیں مکروہ ہے۔

## وصال کا روزہ سحری تک رکھ سکتا ہے

(۷۰۳) ق اَبُوْسَعِيْدٍ لَا تُوَاصِلُوْا فَاَيُّكُمْ اَرَادَ اَنْ يُّوَاصِلَ فَلْيُوَاصِلْ حَتّٰى

بخاری اور مسلم میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا ملے کا روزہ نہ رکھو سو جو ملے کیا چاہے اور روزہ ملانے کا ا

السَّحَرِ ۔ کرے وہ سحری کے وقت تک ملا وے۔

**ف** یعنی اگر روزہ دار شام کے وقت نہ کھاوے اور سحری کھاوے تو البتہ درست ہے اور اگر چاہے برابر دو یا تین روزے رکھے اور رات کو کچھ نہ کھاوے یہ درست نہیں۔

## نفلی روزہ ہو تو بھی دعوت میں افطار کرنا ضروری نہیں

(۴۰۴) **خ** اَنَسٌ اَعِيْدُوْا سَمْنَكُمْ فِيْ سِقَائِهٖ وَتَمْرَكُمْ فِيْ وِعَائِهٖ فَاِنِّيْ صَائِمٌ قَالَهٗ حِيْنَ دَخَلَ عَلٰى اُمِّ سُلَيْمٍ فَاَتَتْهُ بِسَمْنٍ وَّتَمْرٍ ۔

بخاری میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ پھیر ڈالدو اپنے گھی کو اس کے برتن میں اور خرما کو اس کے برتن میں اسواسطے کہ میں روزہ دار ہوں۔ یہ حضرتؐ نے فرمایا اس وقت جب ام سلیم کے گھر گئے تو وے حضرتؐ کے آگے خرما اور گھی لائیں۔

**ف** معلوم ہوا کہ نفل روزہ دار کو دعوت میں روزہ افطار کرنا ضرور نہیں لیکن اگر افطار کرے تو درست ہے، پر اس کی قضا لازم ہے۔

## پیغمبر معصوم ہیں

(۴۰۵) **ق** عُمَرُ اَوْفِ بِنَذْرِكَ قَالَهٗ لَهٗ حِيْنَ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَنْ اَعْتَكِفَ لَيْلَةً وَّفِيْ رِوَايَةٍ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۔ [۱]

بخاری اور مسلم میں عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اپنی نذر کو پورا کر یہ حضرتؐ نے عمر فاروقؓ سے فرمایا جب کہ انھوں نے کہا کہ یا رسول اللہ میں نے کفر میں نذر مانی تھی کہ میں ایک رات اعتکاف کروں گا اور دوسری روایت یوں ہے کہ مسجد الحرام یعنی بیت اللہ میں اعتکاف کروں گا۔

**ف** معلوم ہوا کہ حالتِ کفر کی نذر کو ادا کرنا واجب ہے بشرطیکہ خلاف شرع نہ ہو۔

# حج کے احکام

## محرم کے لباس وغیرہ کا ذکر

(۴۰۶) **م** جَابِرٌ مَنْ لَّمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ اِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيْلَ ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس کو دو جوتے میسر نہ ہوں تو دو موزے پہنے اور جس کو تہ بند میسر نہ ہو پائجامہ پہنے۔

**ف** یہ حاجیوں کو فرمایا کہ جو احرام باندھے تو موزہ اور پائجامہ نہ پہنے اور جس کو میسر نہ ہو تو ناچاری میں درست ہے لیکن موزے کو اوپر سے اتنا کاٹ ڈالے کہ پشت پا کھل جائے۔

(۴۰۷) **ق** اِبْنُ عُمَرَ لَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ الْقَمِيْصَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا السَّرَاوِيْلَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهٗ وَرْسٌ وَّلَا

بخاری اور مسلم میں عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ پہنے حج کا احرام باندھنے والا کرتا اور نہ پگڑی اور نہ کن ٹوپ اور نہ پائجامہ اور نہ جس کپڑے میں ورس یعنی

---

[۱] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "اگر کسی نے جاہلیت میں اعتکاف کی نذر مانی تو اسکو اسلام لانے کے بعد بھی پورا کرنا چاہئے" میں ذکر کیا ہے۔ (حسینی)

زَعْفَرَانٌ وَلَا الْخُفَّيْنِ إِلَّا أَنْ لَا يَجِدَ نَعْلَيْنِ فَلْيَقْطَعْهُمَا حَتّٰى يَكُوْنَ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ۔

زرد خوشبودار گھاس اور زعفران لگی ہو اور نہ موزے پہنے مگر جب چپل جوتا نہ پاوے تو دونوں موزوں کو وہاں تک کاٹے کہ ٹخنے پلے نیچے ہو جاویں۔

ف اس حدیث پر سب اماموں کا عمل ہے کہ احرام والے کو یہ چیزیں درست نہیں۔

(۷۰۸) ق يَعْلَى بْنُ أُمَيَّةَ مَا كُنْتَ صَانِعًا فِيْ حَجِّكَ فَاصْنَعْهُ فِيْ عُمْرَتِكَ يَعْنِيْ مِنَ الْإِحْرَامِ وَاجْتِنَابِ الطِّيْبِ۔

بخاری اور مسلم میں یعلی بن امیہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو تو اپنے حج میں کرتا تھا سو ہی اپنے عمرے میں بھی کر یعنی جس طرح حج میں احرام باندھا اور خوشبو سے بچنا چاہئے اسی طرح عمرے میں بھی۔

ف مصابیح میں یعلیؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص خوشبودار جُبہ پہنے تھا اس نے حضرتؐ سے پوچھا کہ میں نے عمرے کا احرام باندھا ہے اور یہ جُبہ میں پہنے ہوں اس میں کیا حکم ہوتا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ خوشبو کو تین بار دھو ڈال اور جبہ اتار ڈال پھر یہ حدیث فرمائی۔

(۷۰۹) ق يَعْلَى بْنُ أُمَيَّةَ أَمَّا الطِّيْبُ الَّذِيْ بِكَ فَاغْسِلْهُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَأَمَّا الْجُبَّةُ فَانْزِعْهَا ثُمَّ اصْنَعْ فِيْ عُمْرَتِكَ مَا تَصْنَعُ فِيْ حَجِّكَ قَالَهُ لِرَجُلٍ جَاءَهُ بِالْجِعِرَّانَةِ قَدْ أَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ وَهُوَ مُصَفِّرٌ لِحْيَتَهُ وَرَأْسَهُ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ فَقَالَ إِنِّيْ أَحْرَمْتُ بِعُمْرَةٍ وَأَنَا كَمَا تَرٰى۔

بخاری اور مسلم میں یعلی بن امیہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو خوشبو تیرے لگی ہے اس کو تو دھو ڈال تین بار اور جبے کو تو نکال ڈال پھر کر اپنے عمرے میں جو تو اپنے حج میں کرتا ہے۔ یہ حضرتؐ نے اس مرد سے فرمایا جو حضرتؐ کے پاس جعرانہ کے مقام میں آیا اور اس نے عمرہ کرنے کی نیت کی تھی اور اس کی ڈاڑھی اور سر کے بال خوشبو سے زرد تھے اور اس پر جبہ تھا سو اس نے کہا کہ میں نے عمرے کا احرام باندھا ہے اور ایسا ہوں جیسا آپ دیکھتے ہیں یعنی اس حال سے عمرہ کرنا درست ہے یا نہیں۔

ف راوی سے روایت ہے کہ میں نے عمر فاروقؓ سے کہا کہ مجھ کو کمال آرزو ہے کہ میں حضرتؐ کی صورت وحی اترنے کے وقت دیکھوں۔ جب حضرتؐ جعرانہ کی منزل میں جو مکے کے پاس ہے اترے تو ایک شخص خوشبو لگائے جبہ پہنے حضرتؐ کے پاس آیا، اس نے پوچھا کہ یا حضرتؐ اس شخص کے حق میں آپ کیا فرماتے ہیں جس نے عمرے کی نیت کی ہو اور خوشبو لگائے جبہ پہنے ہو تو حضرتؐ نے ایک ساعت اس کو دیکھا پھر حضرتؐ پر وحی اترنا شروع ہوئی۔ عمر فاروقؓ نے میری طرف اشارہ کیا یعنی اب دیکھ حضرتؐ کی صورت کو۔ سو میں نے حضرتؐ کو دیکھا تو وحی کی شدت سے حضرتؐ کا چہرہ نہایت سرخ ہو گیا تھا۔ جب وحی اتر چکی تب حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ شخص کہاں ہے جس نے مجھ سے عمرے کا حال پوچھا تھا تو لوگ اس کو لے آئے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ معلوم ہوا کہ جب عمرے اور حج کی نیت کرے تو خوشبو لگانا اور سیاہ کپڑے پہنا درست نہیں۔

## ان مقامات کا بیان جہاں سے احرام باندھنا پڑتا ہے

(۷۱۰) ق اِبْنُ عُمَرَ يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ

بخاری اور مسلم میں عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ

مِنْ ذِی الْحُلَیْفَۃِ وَیُھِلُّ اَھْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَۃِ وَیُھِلُّ اَھْلُ نَجْدٍ مِّنْ قَرْنٍ۔

فرمایا کہ احرام باندھیں مدینے والے ذی الحلیفہ سے اور شام والے جحفہ سے اور نجد والے قرن سے۔

ف یعنی جب حج اور عمرے کی نیت سے ان تینوں مقام پر پہنچے تو وہاں سے احرام باندھے۔

## حج میں اللھم لبیک کہنے کا وقت اور طریقہ

(۷۱۱) ق اِبْنُ عُمَرَ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ۔ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ، لَاشَرِیْکَ لَکَ۔ کَانَ یُلَبِّیْ بِھٰذِہِ التَّلْبِیَۃِ فِیْ حَجَّتِہٖ وَعُمْرَتِہٖ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بار بار حاضر ہوں تیری خدمت میں الٰہی حاضر ہوں خدمت میں کوئی تیرا شریک نہیں میں خدمت میں حاضر ہوں مقرر حمد اور نعمت اور ملک تیرے ہی واسطے خاص ہے کوئی تیرا شریک نہیں۔ حضرتؐ کا معمول تھا کہ اپنے حج اور عمرے میں یہی تلبیہ فرماتے تھے۔

ف تلبیہ اس ذکر کو کہتے ہیں جو احرام باندھنے کے وقت لبیک کے لفظ کو ملا کر کہتے ہیں۔ حضرتؐ اس ذکر کو احرام باندھنے کے بعد ہر ایک نماز کے پیچھے اور اونچے نیچے، چڑھتے اترتے اور لوگوں کے ملنے کے وقت فرماتے سب روایتوں میں یہ تلبیہ متفق علیہ ہے اس میں اختلاف نہیں۔ امام اعظمؒ کے نزدیک اس سے کم کرنا درست نہیں اس پر اگر کچھ زیادہ کرے تو مضائقہ نہیں۔ لبیک عرب میں پکارنے کے جواب میں کہتے ہیں جیسے ہندی میں جی بولتے ہیں۔ بعد کعبہ بنانے کے حضرت ابراہیمؑ کو حکم ہوا تھا کہ تم سب لوگوں کو قیامت تک حج کے واسطے پکار دو چنانچہ انھوں نے پکارا تھا تو حاجیوں کا یہ لبیک کہنا اسی پکارنے کا جواب ہے۔

## محرم کو خشکی کے شکار کا گوشت کھانا جائز نہیں

(۷۱۲) م اِبْنُ عَبَّاسٍ لَوْلَآ اَنَّا مُحْرِمُوْنَ لَقَبِلْنَاہُ مِنْکَ قَالَہٗ لِلصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَۃَ لَمَّا اَھْدٰی اِلَیْہِ حِمَارَ وَحْشٍ۔

مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر ہم احرام باندھے نہ ہوتے تو ہم تجھ سے قبول کرتے یہ حضرتؐ نے صعب بن جثامہ سے فرمایا جب کہ اس نے گورخر کو شکار کر کے حضرتؐ کو دیا تھا۔

ف یعنی محرم کو زندہ شکار کا لینا درست نہیں اس واسطے ہم قبول نہیں کرتے۔ معلوم ہوا کہ عذر دینی سے دعوت کا قبول نہ کرنا اور تحفہ پھیر دینا درست ہے۔

## ان جانوروں کا ذکر جن کو ہر جگہ اور ہر حال میں قتل کرنا جائز ہے

(۷۱۳) ق عَائِشَۃُ خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ کُلُّھُنَّ فَاسِقٌ یُقْتَلْنَ فِی الْحَرَمِ الْغُرَابُ وَالْحِدَاَۃُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَارَۃُ وَالْکَلْبُ الْعَقُوْرُ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ پانچ جانور ہیں وے سب موذی اور بدذات ہیں مار ڈالے جاویں حرم میں۔ ایک تو کوا۔ دوسرا چیل۔ تیسرا بچھو۔ چوتھے چوہا۔ پانچویں کتا کاٹنے والا۔

پانچ قسم کے موذی جانوروں کے قتل کا حکم

ف جب مکے میں ان کا مار ڈالنا درست ہوا تو اور جگہ بطریق اولیٰ ان کو قتل کرنا درست ہے۔

## محرم کے سر میں جوئیں پڑ جائیں تو سر منڈانا جائز ہے

(۷۱۴) **ق** كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ مَا كُنْتُ أُرَىٰ أَنَّ الْجُهْدَ بَلَغَ بِكَ هٰذَا أَوْ يُرْوَىٰ بِكَ مَا أَرَىٰ أَمَا تَجِدُ شَاةً قُلْتُ لَا قَالَ صُمْ ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ طَعَامٍ وَّاحْلِقْ رَأْسَكَ **قَالَهُ** لَهُ۔

بخاری اور مسلم میں کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مجھ کو گمان نہ تھا کہ تجھ کو ایسی تکلیف پہنچی ہوگی اور ایک روایت یوں ہے کہ مجھ کو معلوم نہ تھا کہ تجھ کو ایسی تکلیف ہوگی جیسا کہ اب میں دیکھتا ہوں۔ کیا تجھ کو ایک بکری نہیں ملتی میں نے کہا کہ نہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا تو تین روزے رکھ یا چھ محتاجوں کو کھانا دے ہر محتاج کو ڈیڑھ سیر اور آدھی چھٹانک گیہوں اور اپنا سر مونڈ ڈال۔ یہ حضرتؐ نے کعب بن عجرہ سے فرمایا۔

**ف** کعب بن عجرہ احرام باندھے ہانڈی پکاتے تھے اور سر کی جوئیں ان کے منہ پر جھڑتی جاتی تھیں، تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی اس عذر سے احرام والے کو سر منڈانا درست ہے کفارہ دیکر یا قربانی کرے اور اگر مقدور نہیں تو تین روزے رکھے یا چھ محتاجوں کو کھانا کھلا دے ہر ایک کو ڈیڑھ ڈیڑھ سیر اور آدھی چھٹانک گیہوں کے برابر۔

(۷۱۵) **ق** كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ أَيُؤْذِيْكَ هَوَامُّ رَأْسِكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ وَصُمْ ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ أَوِ انْسُكْ نَسِيْكَةً لَا أَدْرِيْ بِأَيِّ ذٰلِكَ بَدَأَ **قَالَهُ** لَهُ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ۔ [1]

بخاری اور مسلم میں کعب بن عجرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تجھ کو تکلیف دیتے ہیں تیرے سر کے کیڑے میں نے کہا ہاں۔ حضرتؐ نے فرمایا تو بالوں کو منڈا ڈال اور تین روزے رکھ یا چھ محتاجوں کو کھانا کھلا یا ایک قربانی ذبح کر۔ راوی کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ ان تین چیزوں سے کون چیز اول حضرتؐ نے فرمائی۔ یہ حضرتؐ نے کعب بن عجرہ سے فرمایا جنگ حدیبیہ کے زمانے میں۔

**ف** معلوم ہوا کہ جب محرم کو سر کی جوں تکلیف دیویں تو بالوں کو منڈا دے اور یہ کفارہ دیوے، باقی قصہ حدیث کا ہو چکا ہے۔

## محرم کو کفنانے کا طریقہ

(۷۱۶) **ق** ابْنُ عَبَّاسٍ اِغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْنِ وَلَا تُحَنِّطُوْهُ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُلَبِّيًا۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ غسل دو اس کو پانی اور بیر کے پتوں سے اور اس کو دو کپڑوں میں کفن دو اور اس کے خوشبو لگاؤ اور اس کے سر کو نہ اڑھاؤ اس واسطے کہ خدا اس کو قیامت میں اٹھاوے گا لبیک لبیک پکارتے ہوئے۔

**ف** ایک مرد حضرتؐ کے ساتھ حج میں تھا احرام باندھے مر گیا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ امام شافعیؒ کے نزدیک مُحرِم گر مر جاوے تو اس کے خوشبو لگانا اور اس کا سر چھپانا درست نہیں اور یہی حدیث ان کی دلیل ہے لیکن امام اعظم اور امام مالک کے نزدیک محرم اور غیر محرم سب برابر ہیں۔

[1] حدیث مذکور میں متعدد روایتوں کو ایک کر دیا گیا ہے۔ (چشتی)

## احرام کی حالت میں کوئی عذر پیش آجائے تو احرام سے نکلنے کی اجازت

(۷۱۷) **ق** عَائِشَةُ حُجِّي وَاشْتَرِطِي وَقُولِي اَللّٰهُمَّ مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي **قَالَهُ** لِضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ لَمَّا اَرَادَتْ اَنْ تَحُجَّ وَكَانَتْ وَجِعَةً۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ حج کرا اور شرط کر لے اور یوں کہہ کہ الٰہی جہاں تو مجھ کو روک دیوے گا یعنی جہاں بیماری غالب ہو جاوے گی وہیں میں احرام اتاروں گی یہ حضرتؐ نے ضباعہ زبیر کی بیٹی سے فرمایا جب کہ اس نے حج کرنے کا ارادہ کیا اور وہ بیمار تھی۔

**ف** جب احرام باندھ کے حج کو جاوے اور راہ میں بیمار ہو جاوے یا دشمن کے خوف سے نہ جا سکے تو احرام اتارے اور دوسرے سال حج کو قضا کرے۔

## حضورؐ حج میں قارن تھے

(۷۱۸) **م** عَائِشَةُ اَوَمَا شَعَرْتِ اَنِّي اَمَرْتُ النَّاسَ بِاَمْرٍ فَاِذَا هُمْ يَتَرَدَّدُوْنَ **ق** وَلَوْ اَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا سُقْتُ الْهَدْيَ مَعِي حَتّٰى اَشْتَرِيَهُ ثُمَّ اَحِلُّ كَمَا حَلُّوْا۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تو نے نہ جانا کہ میں نے لوگوں کو ایک کام کا حکم کیا سو وے تو تردد کرتے ہیں یعنی اس پر عمل نہیں کرتے۔ یہاں تک تو صرف مسلم کی روایت ہے اگلی روایت بخاری اور مسلم دونوں کی ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر میں اپنا حال آگے سے جانتا جو پیچھے جانا تو قربانی کو اپنے ساتھ نہ ہانک لاتا یہاں تک کہ کے میں مول لیتا تو میں بھی احرام اتارتا جیسا لوگوں نے اتارا۔

**ف** حضرتؐ نے حجۃ الوداع میں حج کی نیت سے احرام باندھا اور قربانی ساتھ لی جب مکے میں پہنچے تو حکم کیا کہ جس کے ساتھ قربانی نہ ہو وہ اپنا احرام اتارے حج کے موسم میں پھر احرام باندھے تو اصحاب کو احرام اتارنے میں تردد تھا اس واسطے کہ حضرتؐ نے احرام نہ اتارا تھا سو فرمایا کہ میں قربانی ساتھ لانے سے ناچار ہو گیا اگر میں یہ حال جانتا تو کے میں قربانی خرید کرتا جیسے اور لوگوں نے احرام اتارا میں بھی اتارتا۔

## عورت کو سوائے طواف کعبہ حیض کی حالت میں حج کے سب کام درست ہیں

(۷۱۹) **ق** عَائِشَةُ اِنَّ هٰذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ فَاقْضِي مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ اَنْ لَا تَطُوْفِي بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَغْتَسِلِي **قَالَهُ** لَهَا حِيْنَ حَاضَتْ بِسَرِفَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ حیض ہونا وہ چیز ہے کہ خدا نے آدم کی بیٹیوں پر لکھا ہے یعنی اس میں کچھ اختیار نہیں پیدائشی بات ہے سو تو ادا کر جو حاجی ادا کرتے ہیں مگر اتنا ہے کہ بغیر غسل کئے کعبہ کا طواف نہ کیجیو یعنی اس کے گرد نہ گھومیو۔ یہ بات حضرتؐ نے حضرت عائشہؓ سے فرمائی جب ان کو حیض آیا سرف کی منزل میں حجۃ الوداع کے سال۔

**ف** حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ہم حضرتؐ کے ساتھ حج کو چلے جب سرف کی منزل میں پہنچے تو مجھ کو حیض ہوا تو میں رونے لگی کہ میری محنت برباد ہوئی کہ اس حالت میں حج کیونکر ہو گا۔ حضرتؐ نے مجھ سے پوچھا کہ کیوں

روتی ہو؟ میں نے یہ حال کہا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی حیض کی حالت میں حج کے سب کام درست ہیں سوائے طواف کے سو اس کو بعد غسل کر لینا۔

(۷۲۰) **ق** جَابِرٌ اِغْتَسِلِي وَاسْتَثْفِرِي بِثَوْبٍ وَّاَحْرِمِي **قَالَهُ** لِاَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ حِيْنَ وَلَدَتْ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِي بَكْرٍ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ۔

بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ غسل کر اور کپڑے کا لنگوٹ باندھ اور احرام کر یہ حضرتؐ نے اسماء بنت عمیسؓ سے فرمایا جب کہ وے محمد بن ابی بکر کو جنی حجۃ الوداع میں ذوالحلیفہ کی منزل پر۔

**ف** معلوم ہوا کہ نفاس اور حیض میں احرام باندھنا درست ہے اور وقوف عرفہ بھی جائز ہے لیکن بیت اللہ کا طواف بدون پاک ہوئے جائز نہیں۔

## حضورؐ کے حجۃ الوداع کا واقعہ

حجۃ الوداع میں عام نصیحت کی باتیں۔

(۷۲۱) **م** جَابِرٌ اِنَّ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوعٌ وَّدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ وَّاِنَّ اَوَّلَ دَمٍ اَضَعُ مِنْ دِمَائِنَا دَمُ ابْنِ رَبِيعَةَ ابْنِ الْحَارِثِ كَانَ مُسْتَرْضِعًا فِي بَنِي سَعْدٍ فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ وَّرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ وَّاَوَّلُ رِبًا اَضَعُ مِنْ رِبَانَا رِبَا الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَاِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ فَاِنَّكُمْ اَخَذْتُمُوْهُنَّ بِاَمَانِ اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ اَنْ لَّا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ اَحَدًا تَكْرَهُوْنَهُ فَاِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ وَّلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَقَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ كِتَابُ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تُسْئَلُوْنَ عَنِّي فَمَا اَنْتُمْ قَائِلُوْنَ

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حج میں عرفے کے دن حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر حرام ہیں جیسے اس تمہارے دن کو حرمت ہے اس تمہارے مہینے میں اس تمہاری بستی میں یعنی جیسے کے میں اور ذی الحجہ کے مہینے میں عرفے کا دن حرام ہے اس میں زیادتی کسی طرح درست نہیں، اسی طرح اپنی جانوں اور مالوں کو حرام جانو۔ کسی کو دوسرے مسلمان کا ناحق جان مارنا اور مال کا چھین لینا درست نہیں۔ جان رکھو کہ کفر کی ہر چیز میرے دونوں قدموں کے نیچے دب گئی یعنی کفر کی باطل رسمیں جیسے نوحہ کرنا نجومی سے پوچھنا نسب میں طعن کرنا موقوف ہو گئیں اور جو کفر کی حالت میں خون ہوئے وہ ڈالے گئے یعنی اب اس کا دعویٰ کرنا درست نہیں اور اول اپنی برادری کے خونوں سے پہلا خون جس کو میں دبائے ڈالتا ہوں ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون ہے جو دودھ پیتا تھا بنی سعد کی قوم میں اور اس کو مار ڈالا تھا ہذیل کی قوم نے اور وقت کفر کا بیاج دبا دیا گیا اور اپنے خاندان کے بیاجوں سے جو اول بیاج میں دباتا ہوں سو چچا عباس بن عبد المطلب کا بیاج ہے سو سب دبا ڈالا گیا یعنی بیاج کا اب لینا حرام ہو گیا صرف اصل لینا دینا چاہیے۔ سو ڈرو اللہ سے عورتوں کے مقدمے میں یعنی ان کو ناحق رنج نہ دو اس واسطے کہ تم نے ان کو اپنے قابو میں خدا کی امان سے اور ان کی شرمگاہ کو تم نے حلال کیا ہے خدا

قَالُوْا نَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَ اَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ فَقَالَ بِاِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ يَرْفَعُهَا اِلَى السَّمَاءِ وَيَنْكُبُهَا اِلَى النَّاسِ اَللّٰهُمَّ اَشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اَشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اَشْهَدْ۔

حکم سے اور تمہارا حق ان پر یہ ہے کہ جس کو تم نہ چاہو اس کو تمہارے گھر میں نہ آنے دیویں سو اگر وے ایسا کریں تو ان کو ایسی مار مارو جس سے ہلاک نہ ہو جاویں اور عورتوں کا تم پر دستور کے موافق کھانا کپڑا دینے کا حق ہے اور مقرر میں تم لوگوں میں وہ چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہوگے اگر اس کو خوب پکڑے رہوگے اور اس پر عمل کروگے وہ چیز خدا کی کتاب ہے یعنی قرآن شریف اور تم لوگ قیامت میں مجھ سے پوچھے جاؤگے سو تم کیا کہتے ہو لوگوں نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے خدا کا پیغام ہم کو پہنچایا اور بخوبی ادا کیا اور نصیحت کی سو حضرتؐ نے کلمے کی انگلی آسمان کی طرف اٹھا کر اور لوگوں کی طرف جھکا کر فرمایا کہ خداوندا گواہ رہو خداوندا گواہ رہو خداوندا گواہ رہو۔

**ف** ہجرت کے دسویں سال حضرتؐ نے حج کیا۔ عرب کے ہزاروں آدمی جمع تھے اس وقت حضرتؐ نے یہ خطبہ پڑھا، ناحق خون اور پرائے مال لینے سے روکا اور کفر کی رسموں سے منع کیا اور پچھلے خون کے دعوے اور اگلے بیاج باطل کئے بلکہ اپنے خاندان سے پہلے ان کو موقوف کیا۔ پھر جورو خاوند کے حق بتلائے پھر اشارہ اپنی موت کا کیا اور فرمایا کہ اگر قرآن پر چلوگے تو گمراہ نہ ہوگے پھر لوگوں سے اپنی پیغام رسانی کا اقرار لیا اور خدا کو اس پر گواہ کیا اس خطبے کے بعد حضرت دو مہینے اور بیس دن صحیح وسالم رہے پھر آخر صفر میں بیمار ہوئے۔ بارہویں ربیع الاول کو انتقال کیا۔ اللہم صل وسلم علیہ۔

## حضورؐ کا ایک ارشاد

(۷۲۲) **م** جَابِرٌ اِنْزِعُوْا بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَوْلَا اَنْ يَّغْلِبَكُمُ النَّاسُ عَلٰى سِقَايَتِكُمْ لَنَزَعْتُ مَعَكُمْ۔ [1]

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ پانی کھینچو اے عبد المطلب کی اولاد سو اگر مجھ کو یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ تمہاری آب کشی پر غلبہ اور ہجوم کریں گے تو میں بھی تمہارے ساتھ پانی نکالتا۔

**ف** یہ حضرتؐ نے زمزم کی سبیل پر حضرت عباسؓ سے فرمایا۔

## فتح مکہ پر حضورؐ کا اظہار تشکر

(۷۲۳) **ق** جَابِرٌ [2] لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ

بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی بندگی کے سزاوار نہیں خدا کے سوائے وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں اسی کا ملک ہے اور اسی کو حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے نہیں کوئی بندگی کے لائق خدا کے سوائے وہ اکیلا ہے پورا کیا اس نے اپنے وعدے کو اور مدد کی اپنے بندے کی یعنی

[1] و [2] امام مسلمؒ نے ان دونوں حدیثوں کو عنوان بالا میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

قَالَهُ عَلَى الصَّفَا۔

حضرت کی اور تنہا اسی نے احزاب کو یعنی کفار کے گروہوں کو شکست دی۔ یہ حضرتؐ نے صفا پر فرمایا۔

ف جب مکہ فتح ہوا تب حضرتؐ نے صفا پہاڑ پر اپنی فتح اور مدد کا یہ شکر ادا کیا۔

## اقسامِ حج میں سے افراد اور قران کا بیان

(۷۲۴) م اَنَسٌ لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَّحَجًّا۔

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا حاضر ہوں تیری خدمت میں عمرے اور حج کی نیت کرتا ہوں۔

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرتؐ نے حجۃ الوداع میں حج اور عمرے کی ساتھ ہی نیت کی اس کو قران کہتے ہیں یعنی ایک احرام سے حج اور عمرہ ادا کرنا اور یہی مذہب ہے امام اعظمؒ کا کہ قران افضل ہے تمتع اور افراد سے۔ تمتع یہ کہ اول احرام عمرے کا کرے پھر وہ عمرہ ادا کرکے احرام اتارے، پھر آٹھویں تاریخ حج کے واسطے دوسرا احرام باندھے اور افراد یہ کہ صرف حج کے واسطے احرام باندھے عمرہ نہ کرے بدون حج کے احرام نہ اتارے۔

## عمرہ کا احرام طواف پر ختم نہیں ہوتا سعی بھی ضروری ہے

(۷۲۵) م اَسْمَاءُ بِنْتُ اَبِيْ بَكْرٍ مَنْ كَانَ مَعَهٗ هَدْيٌ فَلْيَقُمْ عَلٰى اِحْرَامِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ مَعَهٗ هَدْيٌ فَلْيَحْلِلْ۔

مسلم میں اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی ہو وہ اپنے احرام پر قائم رہے اور جس کے پاس قربانی نہ ہو وہ احرام کو کھول ڈالے۔

ف حضرتؐ ایکبار سب لوگوں کو لیکر حج کو گئے جب مکے میں پہنچے تب یہ حکم کیا کہ جس کے ساتھ قربانی ہو وہ احرام باندھے رہے حج کرکے اتارے اور جس کے پاس قربانی نہ ہو وہ عمرہ کرکے احرام کھول ڈالے اور حج کے موسم میں دوسرا احرام باندھ کے حج کرے لیکن حضرتؐ کے ساتھ قربانی تھی تو حضرتؐ عمرہ کرکے احرام باندھے رہے بعد حج کے احرام اتارا۔

## حضورؐ کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حج اور عمرہ کی پیشینگوئی

(۷۲۶) م اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَيُهِلَّنَّ ابْنُ مَرْيَمَ بِفَجِّ الرَّوْحَاءِ حَاجًّا اَوْ مُعْتَمِرًا اَوْ لَيَثْنِيَنَّهُمَا۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ لبیک کہے گا عیسیٰ بن مریم روحا کی راہ میں خواہ حج کرتے خواہ عمرہ کرتے یا عمرہ اور حج ساتھ ہی کریگا۔

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت کے قریب جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے تو شریعت محمدی پر عمل کریں گے اور کعبے کا حج یا عمرہ کریں گے روحا ایک مقام کا نام ہے مدینے اور مکے کے درمیان

## رمضان میں عمرہ کرنے کی فضیلت

(۷۲۷) ق اِبْنُ عَبَّاسٍ وَ خ جَابِرٌ مَا مَنَعَكِ مِنَ الْحَجِّ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَا مَنَعَكِ اَنْ تَكُوْنِيْ حَجَجْتِ مَعَنَا قَالَتْ اَبُوْ فُلَانٍ تَعْنِيْ زَوْجَهَا

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے اور صرف بخاری میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے سنان کی ماں سے کہا تجھ کو کس نے منع کیا تھا حج کرنے سے اور عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں یوں ہے کہ تجھ کو کس نے منع کیا ہمارے ساتھ کے حج کرنے سے

حَجَّةٍ عَلَىٰ أَحَدِهِمَا تَعْنِي الْبَعِيرَيْنِ وَالْآخَرُ يَسْقِيْ أَرْضًا قَالَ فَإِنَّ عُمْرَةً فِيْ رَمَضَانَ تَقْضِيْ حَجَّةً أَوْ حَجَّةً مَّعِيَ **قَالَهُ** لِأُمِّ سِنَانٍ ۔ [1]

کہا اس عورت سے کہ فلانے کا باپ یعنی اس کا خاوند ایک اونٹ پر حج کرنے کو گیا تھا اور دوسرا اونٹ کھیت سینچتا تھا حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ رمضان میں عمرہ کرنا ثواب میں حج کے برابر ہے یا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔

**ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان میں عمرہ کرنا نہایت افضل ہے۔

## اونٹ پر بیٹھکر طواف کرنا جائز ہے

(۷۲۸) **ق** أُمُّ سَلَمَةَ طُوْفِيْ مِنْ وَّرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ **قَالَهُ** لَهَا لَمَّا قَالَتْ إِنِّيْ أَشْتَكِيْ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تو طواف کر لوگوں کے پیچھے سوار ہو کر یہ حضرتؐ نے ام سلمہؓ سے فرمایا جبکہ انھوں نے کہا تھا کہ میں بیمار رہوں۔

**ف** معلوم ہوا کہ حج میں بیمار کو سوار ہو کر طواف کرنا درست ہے۔

## حضورؐ کا عرفات سے مزدلفہ تشریف لیجانا

(۷۲۹) **ق** أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اَلصَّلٰوةُ أَمَامَكَ۔

بخاری اور مسلم میں اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نماز تیرے آگے ہے۔

**ف** پوری روایت اسامہؓ سے یوں ہے کہ حضرتؐ حج میں عرفات سے چلے راہ میں حضرتؐ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا میں نے کہا کہ مغرب کا وقت آگیا ہے نماز پڑھ لیجئے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی یہاں نہیں آگے چل کے نماز پڑھیں گے پھر جب وہاں پہنچے جس کا نام مزدلفہ ہے تو اترے پھر وضو کیا اور مغرب کی نماز پڑھی پھر اس کے ساتھ عشا کی نماز پڑھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ باوضو رہنا مستحب ہے اگرچہ اس وضو سے نماز نہ پڑھے اور معلوم ہوا کہ مزدلفہ میں مغرب اور عشا کو ملا کر پڑھے اور یہی مذہب ہے سب اماموں کا۔

## حضورؐ کا قول اور فعل حجت ہے

(۷۳۰) **م** جَابِرٌ يَا أَيُّهَا النَّاسُ خُذُوْا مَنَاسِكَكُمْ فَإِنِّيْ لَا أَدْرِيْ لَعَلِّيْ لَا أَحُجُّ بَعْدَ عَامِيْ۔ [2]

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اے لوگو! سیکھ لو حج کی عبادت کے طریقے اسواسطے کہ مجھ کو معلوم نہیں شاید کہ میں حج نہ کروں گا اس برس کے بعد۔

**ف** یہ حضرتؐ نے حجۃ الوداع میں فرمایا پھر حضرتؐ کو حج کا اتفاق نہیں ہوا اسی سال انتقال فرمایا اسی واسطے اس کو حجۃ الوداع کہتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرتؐ کا قول اور فعل حجت ہے۔

## سر منڈانا بال کتروانے سے افضل ہے

(۷۳۱) **ق** أَبُوْ هُرَيْرَةَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی مغفرت کر سر منڈانے والوں کی۔ اصحابؓ نے کہا یا رسول اللہ

---

[1] حدیث مذکور کے الفاظ صحیحین کی روایت کے الفاظ کے مطابق نہیں۔
[2] مسلم کی روایت کے ابتدائی الفاظ حدیث مذکور کے الفاظ کے مطابق نہیں۔ (چشتی)

قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ قَالَ وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ ۔

اور بال کترانے والوں کے واسطے بھی مغفرت مانگئے۔ حضرتؐ نے فرمایا الٰہی مغفرت کر سر منڈانے والوں کی۔ اصحابؓ نے کہا یا رسول اللہ اور کترانے والوں کیلئے بھی دعا کیجئے حضرتؐ نے فرمایا الٰہی مغفرت کر سر منڈانے والوں کی۔ اصحابؓ نے کہا یا رسول اللہ کترانے والوں کے واسطے بھی دعا کیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا الٰہی کترانے والوں کی بھی مغفرت کر۔

**ف** حجۃ الوداع میں حضرتؐ کے ساتھ قربانی تھی اور اکثر اصحاب کے ساتھ قربانی نہ تھی۔ جب حضرتؐ مکے میں پہنچے تو اصحاب سے فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی نہ ہو وہ اپنا احرام کھول ڈالے اور اپنا سر منڈا دے جب حج کا وقت آوے تو پھر احرام باندھ کے حج کرے اور حضرتؐ نے خود اپنا سر بدون قربانی کئے ہوئے نہ منڈایا تو جن کے ساتھ قربانی نہ تھی ان میں سے بعضوں نے تو بموجب حکم کے اپنے سر منڈائے اور بعضوں نے اپنے سر کے تھوڑے تھوڑے بال کتروائے۔ سر نہ منڈانے والے سمجھے کہ بدون حج کئے ہوئے کیا سر منڈوائیے۔ حضرتؐ کو یہ بات پسند نہ آئی کہ انھوں نے حکم بجا لانے میں کیوں تامل کیا اس واسطے تین بار سر منڈانے والوں ہی کے واسطے دعا کی اور کتروانے والوں کے واسطے نہ کی آخرش کو تیسری بار رحمت نے جوش کیا کتروانے والوں کو بھی دعا میں شامل کر لیا معلوم ہوا کہ حج میں سر منڈانا بال کتروانے سے افضل ہے۔

## کنکریاں سات سات مارنی چاہئیں

(۷۳۲) **م** جَابِرٌ اَلْاِسْتِجْمَارُ تَوٌّ وَرَمْیُ الْجِمَارِ تَوٌّ وَالسَّعْیُ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ تَوٌّ وَالطَّوَافُ تَوٌّ وَاِذَا اسْتَجْمَرَ اَحَدُکُمْ فَلْیَسْتَجْمِرْ بِتَوٍّ ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ڈھیلے لینا استنجے کے واسطے طاق چاہئیں یعنی تین ہوں یا زیادہ اور کنکریاں مارنا طاق ہے یعنی حج میں اور دوڑنا صفا اور مروہ کے درمیان طاق ہے اور طواف یعنی کعبے کے گرد گھومنا طاق ہے یعنی سات بار اور جب کوئی تم میں سے استنجے کے واسطے ڈھیلے لیوے تو طاق ڈھیلے لیوے یعنی تین یا پانچ یا سات۔

**ف** ڈھیلے لینے کو دوبار فرمایا کمال تاکید کے واسطے کہ بدون طہارت کے کوئی عبادت درست نہیں۔ صفا اور مروہ مکے میں دو پہاڑوں کے نام ہیں۔

## وادیٔ محصب میں قیام

(۷۳۳) **ق** اَبُوْھُرَیْرَةَ نَنْزِلُ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِخَیْفِ بَنِیْ کِنَانَةَ حَیْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَی الْکُفْرِ یَعْنِی الْمُحَصَّبَ ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اتریں گے کل انشاء اللہ بنی کنانہ کے ٹیلے پر جہاں کفار قریش وغیرہ آپس میں منقسم ہوئے تھے کفر پر یعنی اس مکان میں جس کا نام محصب ہے۔

**ف** قبل ہجرت جب حضرتؐ مکے میں تھے تو قریش اور بنی کنانہ نے محصب میں اس بات پر باہم قسم کی تھی کہ

نی ہاشم اور بنی مطلب سے شادی بیاہ نہ کریں اور ان سے کسی چیز کی خرید فروخت نہ کریں یہانتک کہ وے تنگ
ہوکر حضرتؐ کو ان کے حوالے کر دیویں چنانچہ تین برس حضرتؐ اور حضرتؐ کی برادری کے لوگ خواہ مسلمان خواہ
کافر ایک مکان میں گھرے رہے آگ اور پانی تک وے لوگ نہ دیتے تھے کھانے کا تو کیا ذکر ہے۔ آخر کو خدا نے
ان میں پھوٹ ڈالی اور کفار اپنے عہد اور پیمان سے باز آئے بعد اس کے حضرتؐ نے ہجرت کی مدینے کی طرف
آٹھویں سال مکہ فتح ہوا، نویں سال حضرت حجۃ الوداع کے واسطے تشریف لائے۔ جب مکہ کے قریب پہنچے
اسامہ نے پوچھا کہ یا حضرتؐ کل کہاں مکے میں اتریئے گا۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ اس مکان میں اترنے
کا یہ فائدہ کہ تا خدا کا احسان یاد پڑے کہ جہاں کفر پر کافروں نے کمر باندھی تھی وہیں مسلمانوں کو خدا نے کیسا
غالب کیا اور تا کہ کافر شرمندہ ہوں۔

## حاجیوں کو پانی پلانا

(۷۳۴) **م** اِبْنُ عَبَّاسٍ اَحْسَنْتُمْ وَ
اَجْمَلْتُمْ كَذَا فَاصْنَعُوْا **قَالَهٗ** لِبَنِيْ
عَبْدِ الْمُطَّلِبِ حِيْنَ سَقَوْهُ النَّبِيْذَ
عَلٰى زَمْزَمَ۔

مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے
فرمایا کہ تم نے یہ بہت اچھا کیا اور نہایت خوب کیا سو کیا کرو
حضرتؐ نے عبدالمطلب کی اولاد سے یہ فرمایا جب کہ انھوں
نے حضرتؐ کو زمزم پر کھجور کو پانی میں گھول کے پلایا۔

**ف** روایت ہے عبداللہ بن عباسؓ سے کہ حضرتؐ حجۃ الوداع میں زمزم کے پاس اونٹ پر سوار آئے اور
حضرت کے پیچھے اسامہ بن زیدؓ سوار تھے ہم سے حضرتؐ نے پانی مانگا ہم نے حضرتؐ کو کھجور کا بھیگا ہوا پانی
پلایا حضرتؐ نے خود پیا اور باقی اسامہ کو دیا پھر حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ معلوم ہوا کہ نیک کام کی تعریف
کرنا اور اس پر ترغیب دلانا مستحب ہے۔

(۷۳۵) **خ** اِبْنُ عَبَّاسٍ اِعْمَلُوْا فَاِنَّكُمْ
عَلٰى عَمَلٍ صَالِحٍ لَوْلَا اَنْ تُغْلَبُوْا
لَنَزَلْتُ حَتّٰى اَضَعَ الْحَبْلَ عَلٰى هٰذِهٖ
يَعْنِيْ عَاتِقَهٗ۔

بخاری میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ
نے فرمایا کئے جاؤ اس واسطے کہ تم نیک عمل پر ہو اگر تمہارے
مغلوب ہونے کا ڈر نہ ہوتا تو میں بھی اترتا یہانتک کہ رسی کو اپنے
کندھے پر رکھتا۔

**ف** حضرت عباسؓ زمزم کی سبیل پر حاجیوں کو پانی پلاتے تھے حضرتؐ نے اس کی تعریف کی اور فرمایا
کہ پانی نکالنے میں میں بھی تمہارا شریک ہوتا لیکن مجھ کو یہ ڈر ہے کہ اگر میں یہ کام کروں گا تو مجھ کو دیکھ کر سب لوگ
اس پر ہجوم کریں گے پھر تم کو پانی پلانا مشکل پڑے گا۔

## قربانی کے اونٹ پر سوار ہونا

(۷۳۶) **م** جَابِرٌ اِرْكَبْهَا بِالْمَعْرُوْفِ
اِذَا اُلْجِئْتَ اِلَيْهَا حَتّٰى تَجِدَ ظَهْرًا
يَعْنِي الْبَدَنَةَ **قَالَهٗ** حِيْنَ سُئِلَ عَنْ
رُكُوْبِ الْهَدْيِ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ سوار ہوئے قربانی
کے اونٹ پر دستور سے یعنی حاجت سے زیادہ اس کو تکلیف مت دے
سوار ہونا اسوقت درست ہے جبکہ تو مضطر ہو اس کی طرف یہانتک
کہ تجھ کو دوسری سواری ملے۔ یہ حضرتؐ نے اس وقت فرمایا جبکہ
کسی نے بیت اللہ جانے والی قربانی کا مسئلہ پوچھا۔

## قربانی کا جانور راستہ میں تھک جائے اور نہ چل سکے تو کیا کرے

(۷۳۷) م ابْنُ عَبَّاسٍ اِنْحَرْهَا ثُمَّ اصْبغْ نَعْلَيْهَا فِيْ دَمِهَا ثُمَّ اجْعَلْهُ عَلٰى صَفْحَتِهَا وَلَا تَاْكُلْ مِنْهَا اَنْتَ وَلَا اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ رُفْقَتِكَ يَعْنِيْ مَا اَبْدَعَ مِنَ الْبُدْنِ۔

مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ جو قربانی کا اونٹ راہ میں تھک جاوے اور بیت اللہ تک نہ جاسکے اس کے حق میں حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کو ذبح کر پھر اس کے خون میں جوتیوں کو رنگ پھر اس کو اونٹ کے کوہان پر رکھ دے اور تو اس کا گوشت مت کھا، اور نہ کوئی تیرے ساتھیوں سے کھاوے۔

**ف** حضرتؐ جب حج کو چلے سولہ اونٹ قربانی کے ایک شخص کو حوالے کئے کہ ہانکے چلے۔ اس نے کہا کہ یا حضرتؐ اگر کوئی اونٹ راہ میں ماندہ ہو جائے اور نہ چل سکے تو میں کیا کروں۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یہ تدبیر حضرتؐ نے اس واسطے بتلائی کہ مالدار لوگ اس کو قربانی جان کے نہ کھاویں اور محتاج لوگ کھاویں۔

## عمر میں ایک بار حج کرنا فرض ہے

(۷۳۸) م اَبُوْ هُرَيْرَةَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اے لوگو! البتہ خدا نے تم پر حج کرنا فرض کیا سو حج کیا کرو۔

**ف** یہ حدیث دلائل فرضیت حج سے ایک دلیل ہے۔

(۷۳۹) م اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ قَالَهُ حِيْنَ قِيْلَ اَكُلَّ عَامٍ يَعْنِيْ وُجُوْبَ الْحَجَّةِ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر میں ہاں کہتا تو تم پر ہر سال حج واجب ہو جاتا اور ہرگز تم سے نہ ہو سکتا یہ حضرتؐ نے فرمایا جب لوگوں نے کہا تھا کہ کیا ہر سال حج فرض ہے

**ف** حضرتؐ نے حجۃ الوداع میں فرمایا کہ اے لوگو خدا نے تم پر حج فرض کیا سو تم حج کرو۔ اقرع بن حابسؓ نے پوچھا کہ یا حضرتؐ کیا ہر سال حج فرض ہے تین بار پوچھا حضرتؐ نے شفقت کے سبب سے جواب نہ دیا بعد اس کے یہ حدیث فرمائی یعنی بے تامل اور بے فائدہ نہ سوال کیا کرو اگر ہر سال فرض ہوتا تو حضرتؐ خود صاف بیان کرتے

## عورت کو بغیر محرم کے سفر حج کی ممانعت

(۷۴۰) ق اِبْنُ عَبَّاسٍ اِرْجِعْ فَحُجَّ مَعَ امْرَاَتِكَ قَالَهُ لِرَجُلٍ قَالَ اِنِّيْ كُتِبْتُ وَيُرْوٰى اُكْتُتِبْتُ فِيْ غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا وَامْرَاَتِيْ حَاجَّةٌ۔ [1]

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ پلٹ جا اور اپنی جورو کے ساتھ حج کر یہ حضرتؐ نے اس مرد سے کہا جس نے کہا تھا کہ یا حضرت میرا نام فلانی اور فلانی لڑائی میں لکھا گیا اور میری جورو حج کو جاتی ہے۔

**ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کو بدون اپنے خاوند یا محرم کے حج کرنا درست نہیں۔

## طواف رخصت واجب ہے مگر حائضہ کے واسطے نہیں

(۷۴۱) خ اِبْنُ عَبَّاسٍ لَا يَنْفِرْ اَحَدٌ حَتّٰى يَكُوْنَ اٰخِرُ عَهْدِهٖ بِالْبَيْتِ۔

بخاری میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ پھرے حج کر کے یہاں تک کہ پچھلا کعبے کا طواف کر لے۔

[1] مسلم کی روایت میں انطلق کا لفظ ہے۔ ــ غ صح ق (چشتی)

ف یعنی جب حج کے سب کام کر چکے تو آخر کو دوسرا طواف کعبے کا کرکے اپنے گھر آوے اس کا طواف الصدر نام ہے امام اعظمؒ کے نزدیک واجب ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک سنت ہے۔

## کعبہ کو ڈھا کر از سرِ نو تعمیر کا بیان

(۷۴۲) ق عَائِشَةُ اَلَمْ تَرَيْ اَنَّ قَوْمَكِ حِيْنَ بَنَوُا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوْا عَنْ قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيْمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَرُدُّهَا عَلٰى قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَفَعَلْتُ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ تو نے نہیں دیکھا کہ تیری قوم یعنی قریش نے جب کعبہ بنایا تو انھوں نے ابراہیمؑ کی بنیادوں سے کم کر دیا تو میں نے کہا یا رسول اللہؐ آپ اس کو پھر سے بنائیے ابراہیمؑ کی بنیاد پر۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تیری قوم کے کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا تو میں یوں ہی کرتا۔

ف کفر کے زمانے میں کفار قریش نے کعبہ بنایا تھا تو خرچ کی کمی سے حضرت ابراہیمؑ کی قدیم بنیاد سے شمال کی طرف جدھر حطیم ہے سات ہاتھ کم کر دیا حضرتؐ نے اس کو دوبارہ اس واسطے نہ بنایا کہ قریش نومسلم تھے ان کو رنج ہوتا کہ پیغمبر نے ہماری بنائی عمارت کو توڑا یا شاید اسلام سے پھر جاتے۔

## حضورؐ کا جنگِ احد کے موقعہ پر ارشاد

(۷۴۳) ق اَنَسٌ كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوْا نَبِيَّهُمْ وَكَسَرُوْا رَبَاعِيَتَهٗ وَهُوَ يَدْعُوْهُمْ فَنَزَلَ لَهٗ يَوْمَ اُحُدٍ عَلَّقَهُ الْبُخَارِيُّ وَاَسْنَدَهٗ مُسْلِمٌ۔[1]

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کیونکر بھلا ہو گا اس قوم کا جنھوں نے اپنے پیغمبر کا سر زخمی کیا اور دانت توڑا اور حالانکہ وہ ان کو ٹھیک راہ پر بلاتا ہے یہ حضرتؐ نے جنگِ احد میں فرمایا۔ بخاری نے اس حدیث کی سند نہیں مذکور کی اور مسلم نے پوری سند بیان کی۔

## سفر حج کے وقت دعا کرنا چاہیے

(۷۴۴) م ابْنُ عُمَرَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِيْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِعَنَّا بُعْدَهٗ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَاٰبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِيْ

سفر کے وقت کی دعاء

مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا سب سے بڑا خدا سب سے بڑا خدا سب سے بڑا پاک ذات ہے جس نے اس سواری کو ہمارا تابعدار کر دیا اور ہم اس کو قابو میں نہ کر سکتے اور ہم ہر حال میں اپنے رب ہی کی طرف رجوع لانے والے ہیں۔ الٰہی ہم اپنے سفر میں نیکوکاری اور پرہیزگاری تجھ سے مانگتے ہیں اور وہ کام چاہتے ہیں جس میں تو راضی ہو جائے الٰہی ہم پر اس سفر کو آسان کر دے اور اس سفر کی دوری اور درازی کو ہم سے لپیٹ ڈال یعنی جلدی سے سفر کٹ جاوے الٰہی تو سفر میں تو ساتھی ہے اور گھر بار کا خلیفہ ہے یعنی نگہبان الٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں سفر کی سختی اور بدشکلی سے

[1] امام مسلم نے حدیث مذکور کو عنوان بالا میں ذکر کیا ہے۔

الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَرَوَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ سَرْجِسَ اَيْضًا وَزَادَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ۔

اور مال اور گھر بار کی بُری اُلٹ پُلٹ سے اور عبداللہ بن سرجس نے بھی ایسی ہی روایت کی اور اتنی زیادہ روایت کی ہے کہ الٰہی تیری پناہ ٹوٹنے سے جو فائدہ کے بعد ہو اور مظلوم کی بددعا سے

**ف** یہ دعا حضرتؐ سفر کرتے وقت فرماتے۔

## سفر سے واپسی کی دعاء

(۷۴۵) **ق** اِبْنُ عُمَرَ وَاِذَا رَجَعَ قَالَهُنَّ وَزَادَ فِيْهِنَّ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔[1]

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جب حضرتؐ سفر سے پلٹتے تو اس اگلے سفر کی دعا کو پڑھتے اور اس دعا میں اتنا اور بڑھاتے کہ ہم سفر سے پھرے توبہ بندگی سجدہ کرنے والے ہم اپنے رب کے شکر گذار ہیں خدا نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندے کی یعنی حضرتؐ کی مدد کی اور کفار کے گروہوں کو شکست دی یعنی بھگا دیا تنہا اسی نے۔

**ف** اس میں اشارہ ہے جنگ خندق کے قصے کی طرف کہ عرب کے کفار نے مدینہ گھیر لیا تھا پھر بے مطلب بھاگ گئے

## برہنہ آدمی کو کعبہ کا طواف اور مشرک کو حج کرنے کی ممانعت

(۷۴۶) **ق** اَبُوْبَكْرٍ لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ۔

بخاری اور مسلم میں ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی کافر شریک کرنے والا اور نہ گھومے کعبے کے گرد ننگا آدمی۔

**ف** نویں سال ہجری حضرتؐ نے صدیق اکبرؓ کو حاجیوں کا سردار کرکے بھیج کر حج کو بھیجا اور یہ حدیث فرمائی سب کو یہ حکم پہنچا دو کہ دوسرے سال کوئی کافر حج کو نہ آوے۔ کافروں کا دستور تھا کہ طواف ننگے کرتے تھے ان کا گمان یہ تھا کہ کپڑوں میں ہم نے گناہ کیے ہیں ان سے کیا طواف کریں۔ شرع میں برہنا ہونا حرام ہے خصوصاً کعبے اور مسجد میں۔

## عرفہ کے دن کی فضیلت

(۷۴۷) **م** عَائِشَةُ مَا مِنْ يَوْمٍ اَكْثَرَ اَنْ يُّعْتِقَ اللّٰهُ فِيْهِ عَبِيْدًا مِّنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ اِنَّهٗ لَيَدْنُوْ ثُمَّ يُبَاهِيْ بِهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ فَيَقُوْلُ مَا اَرَادَ هٰٓؤُلَاءِ۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا عرفہ کے دن سے زیادہ تر کوئی دن نہیں جس میں خدا بندوں کو دوزخ سے زیادہ آزاد کرتا ہو۔ مقرر حق تعالیٰ کی اس دن رحمت قریب ہوتی ہے پھر فخر کرتا ہے حاجی کرنیوالوں کے سبب فرشتوں میں پھر فرماتا ہے کرم سے کہ یہ لوگ کیا چاہتے ہیں۔

**ف** عرفہ نویں تاریخ ذی الحجہ کا نام ہے اس دن حج ہوتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرفے کا دن سب دنوں سے افضل ہے۔

[1] مسلم کی روایت میں اتنا اضافہ اور ہے قال لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیٔ قدیر۔

## حج اور عمرہ کی فضیلت

(۷۴۸) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ اَلْعُمْرَةُ اِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا ایک عمرہ دوسرے عمرے تک اُتار ہے درمیان کے گناہوں کا اور پاک حج کا تو سوائے بہشت کے کوئی بدلا نہیں۔

مقبول حج کی جزا بہشت ہے۔

ف پاک حج وہ ہے جس میں گناہ اور رفیقوں سے لڑائی جھگڑا نہ ہو یعنی مقبول حج گناہوں کو اس طرح کھو دیتا ہے کہ آدمی بہشتی ہو جاتا ہے۔

## بلاضرورت مکہ میں ہتھیار اٹھانا جائز نہیں

(۷۴۹) م جَابِرٌ لَا يَحِلُّ لِاَحَدِكُمْ اَنْ يَّحْمِلَ السِّلَاحَ بِمَكَّةَ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں حلال ہے تم میں کسی کو کہ ہتھیار اٹھا دے مکہ میں قتل کے واسطے۔

حضورؐ کا باوجود قدرت انتقام نہ لینا

ف عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ بڑے نرم دل اور نہایت رحیم اور کریم تھے اور باوجودیکہ کفارِ مکے سے حضرتؐ نے بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں لیکن جب حضرتؐ نے مکہ فتح کیا تو ان کافروں سے پوچھا کہ اب تم ہمارے حق میں کیا گمان کرتے ہو اور کیا ہم کو کہتے ہو ان لوگوں نے کہا کہ ہم بہتر گمان کرتے ہیں اور بہتر کہتے ہیں تو سردار بھائی کرم والا اور کریم کا بیٹا۔ اب تیرا قابو ہے جو چاہ سو کر تب حضرتؐ نے فرمایا کہ میں بھی وہی کہتا ہوں جو میرے یوسف بھائی نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا کہ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ یعنی آج تم پر کچھ اولاہنا اور گلہ شکوہ نہیں پھر ان کے خون معاف کئے اور اصحاب سے یہ حدیث فرمائی۔

## مکہ کے مکانات کی وراثت کا بیان

(۷۵۰) ق اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ هَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيْلٌ مَنْزِلًا۔

بخاری اور مسلم میں اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا ہمارے واسطے عقیل نے گھر چھوڑا ہے۔

ف اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ جب حضرتؐ حجۃ الوداع میں مکہ کے قریب پہنچے تو میں نے عرض کی کہ اپنے مکانات سے کس مکان میں حضرتؐ اتریں گے۔ اپنے مکان میں یا علیؓ کے یا جعفر طیارؓ کے۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ ابوطالب کے چار بیٹے تھے عقیل اور طالب اور جعفر طیارؓ اور علی مرتضیٰؓ جب حضرتؐ نے مکے سے مدینے میں ہجرت کی تو علی مرتضیٰؓ اور جعفر طیارؓ نے حضرتؐ کا ساتھ دیا اس واسطے کہ مسلمان ہو چکے تھے اور عقیل اس وقت تک ایمان نہ لائے تھے اس سبب سے مکے میں رہ گئے اور اپنے باپ کے وارث ہوئے اور مکانات بیچ ڈالے۔ امام اعظمؒ کے نزدیک مکے کے مکانات کا بیچنا درست ہے اور یہ حدیث ان کی دلیل ہے۔

## مدینے کی فضیلت اور حضورؐ کی دعا کی برکت

(۷۵۱) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ مَنْ اَرَادَ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ بِسُوْءٍ اَذَابَهُ اللّٰهُ كَمَا يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ۔ [1]

بخاری اور مسلم میں ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو مدینے کے رہنے والوں سے برائی کا قصد کرے گا خدا اس کو گلا ڈالے گا جیسے نمک پانی میں گلتا ہے۔

---

[1] مسلم میں یہ حدیث حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضرت ابوہریرۃؓ سے نہیں۔ (محشی)

**ف** یزید نے بعد قتل حضرت امام حسین علیہ السلام کے مدینہ پر لشکر بھیجا تھا ہزاروں لوگ قتل کئے اور بہت ظلم ہوئے سو خدا نے بموجب مضمون اس حدیث کے ایسا اس کو جلد مٹا ڈالا کہ کچھ اس کا نام ونشان باقی نہ رہا۔

(۷۵۲) **م** ابو ہریرۃ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ ثَمَرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِیْ مُدِّنَا اَللّٰھُمَّ اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَبْدُكَ وَخَلِیْلُكَ وَنَبِیُّكَ وَاِنَّہٗ دَعَاكَ لِمَكَّۃَ وَاِنِّیْ اَدْعُوْكَ لِلْمَدِیْنَۃِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ لِمَكَّۃَ وَمِثْلِہٖ مَعَہٗ **كَانَ یَقُوْلُہٗ** اِذَا اَخَذَ اَوَّلَ الثَّمَرِ ثُمَّ یَدْعُوْا اَصْغَرَ وَلِیْدٍ لَّہٗ فَیُعْطِیْہِ ذٰلِكَ الثَّمَرَ۔

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی ہم کو برکت دے ہمارے پھلوں میں اور برکت دے ہم کو ہمارے مدینے میں اور برکت دے ہم کو ہمارے صاع میں اور برکت دے ہم کو ہمارے مُد میں۔ الٰہی مقرر ابراہیم علیہ السلام تیرا بندہ اور تیرا دوست اور تیرا پیغمبر ہے اور مقرر میں تیرا بندہ اور تیرا پیغمبر ہوں اور البتہ اس نے تجھ سے مکے کے واسطے دعا کی تھی اور میں تجھ سے مدینے کے واسطے دعا کرتا ہوں مثل اس کے جو ابراہیمؑ نے مکے کے واسطے دعا کی اور اس کے برابر ساتھ اس کے اور بھی یعنی مکے کی دونی برکت مدینے میں چاہتا ہوں۔ حضرتؐ یہ دعا کرتے تھے جب پہلا پھل پاتے تھے اور اپنے اہل بیت کے چھوٹے لڑکے کو بلاتے پھر اس کو وہ پھل دیتے۔

**ف** صاع اور مد کی برکت سے مراد اناج کی برکت ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے مکے کے پھلوں کی برکت کی دعا کی تھی اس واسطے کہ وہاں اناج نہیں ہوتا تھا اور حضرتؐ نے مدینے کے پھل اور اناج دونوں کی دعا کی اس واسطے کہ وہاں دونوں چیزیں ہوتی ہیں۔ سنت یہ ہے کہ نیا پھل چھوٹے لڑکے کو دیویں اس واسطے کہ نئی چیز نئے شخص کو دینا مناسب ہے۔

(۷۵۳) **ق** عَلِیٌّ اَلْمَدِیْنَۃُ حَرَمٌ مَّا بَیْنَ عَیْرٍ اِلٰی ثَوْرٍ فَمَنْ اَحْدَثَ فِیْھَا حَدَثًا اَوْ اٰوٰی مُحْدِثًا فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلَآئِكَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ مِنْہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا ذِمَّۃُ الْمُسْلِمِیْنَ وَاحِدَۃٌ یَّسْعٰی بِھَا اَدْنَاھُمْ فَمَنْ اَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلَآئِكَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ مِنْہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا وَّمَنْ وَّالٰی قَوْمًا بِغَیْرِ اِذْنِ مَوَالِیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَّمَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْہِ اَوِ انْتَمٰی اِلٰی غَیْرِ مَوَالِیْہِ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلَآئِكَۃِ

بخاری اور مسلم میں علی مرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مدینہ حرام ہے ان دونوں پہاڑوں کے درمیان میں کہ ایک پہاڑ کو عَیر کہتے ہیں اور دوسرے کو ثور جو اس میں کوئی بدعت نکالے یا بدعت نکالنے والے کو جگہ دیوے تو اس پر خدا کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت ہے۔ خدا نہ قبول کرے گا اس سے قیامت کے دن نہ نفل عبادت کو نہ فرض کو۔ امان مسلمانوں کی ایک سے ہے ادنیٰ مسلمان بھی امان میں کوشش کرے سو جو شخص کہ مسلمان کی امان کو توڑے سو اس پر خدا کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت ہے نہ قبول کریگا خدا اس سے قیامت کے دن نہ نفل نہ فرض اور جو کسی قوم سے دوستی کرے بے اجازت اپنے اگلے مددگاروں اور سرداروں کے۔ اور دوسری روایت میں یوں ہے اور جو رشتہ لگاوے اپنے باپ کے سوائے غیر سے یا اپنے مالکوں کو

وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ مِنْہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا۔ چھوڑ کے غیروں سے نسبت کرے تو اس پر خدا کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت ہے نہ قبول کرے گا خدا اس سے قیامت کے دن نفل اور نہ فرض۔

ف یعنی جیسے مکے کی حرم میں زیادتی اور بے ادبی درست نہیں ویسے ہی مدینے کی حرم میں بھی۔ اور اگر لشکرِ اسلام سے ادنیٰ مسلمان کسی کافر کو پناہ دیوے تو سب مسلمانوں پر اس کی رعایت واجب ہوگئی جو اس کی امان کو توڑے اس پر لعنت ہے اور جب ایک قوم سے دوستی کی اور آپس میں ایک دوسرے کی مددگاری کا عہد کیا تو ان کی بدون اجازت کے اور قوم سے راہ و رسم کرنا اور مددگاری کا قول قرار کرنا درست نہیں کہ شاید ان کو رنج ہو اور عداوت پیدا ہو۔

(۷۵۴) م سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ اِنِّیْ اُحَرِّمُ مَا بَیْنَ لَابَتَیِ الْمَدِیْنَۃِ اَنْ یُّقْطَعَ عِضَاھُھَا اَوْ یُقْتَلَ صَیْدُھَا۔ مسلم میں سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں مدینے کے دونوں طرف پتھریلی زمین کے اندر کانٹے والے درخت کا کاٹنا اور اس میں شکار کا مارنا حرام کئے دیتا ہوں۔

ف یعنی جیسے مکے میں درخت کاٹنا اور شکار کرنا درست نہیں ویسے ہی مدینے میں بھی درست نہیں۔ بعضے عالموں کا یہی مذہب ہے۔ امام اعظمؒ کے نزدیک مراد اس حدیث سے مدینے کی تعظیم ہے وہاں کا درخت کاٹنا اور شکار کرنا مکے کی طرح حرام نہیں ان کے مذہب کی اور دلیلیں ہیں۔

## مدینے میں رہنے کی ترغیب اور مصیبتوں پر صبر کرنے کی تلقین

(۷۵۵) م اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ لَا یَصْبِرُ عَلٰی لَاْوَاءِ الْمَدِیْنَۃِ وَشِدَّتِھَا اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِیْ اِلَّا کُنْتُ لَہٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَوْ شَھِیْدًا۔ مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو میری امت سے مدینے کے قحط اور شدت اور سختی پر صبر کریگا اور ٹھہرا رہے گا میں اس کو قیامت کے دن بخشواؤں گا یا اس کا گواہ ہوں گا۔

ف یہ فضیلت ہے مدینے کی اور بشارت ہے وہاں کے رہنے والوں کو اور اشارہ ہے اگر وہاں تکلیف بھی ہو تو لوگ وہاں کا رہنا نہ چھوڑیں۔

(۷۵۶) م سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ اَلْمَدِیْنَۃُ خَیْرٌ لَّھُمْ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ لَا یَدَعُھَا اَحَدٌ رَّغْبَۃً عَنْھَا اِلَّا اَبْدَلَ اللّٰہُ فِیْھَا مَنْ ھُوَ خَیْرٌ مِّنْہُ وَلَا یَثْبُتُ اَحَدٌ عَلٰی لَاْوَائِھَا وَجَھْدِھَا اِلَّا کُنْتُ لَہٗ شَفِیْعًا اَوْ شَھِیْدًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ [1] مسلم میں سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مدینہ ان کے واسطے بہتر ہے اگر ان کو سمجھ ہو نہ چھوڑ جاویگا کوئی مدینے کو برا جان کر مگر کہ خدا اس کے عوض اس سے بہتر کو اس میں لاویگا اور نہ ثابت رہے گا کوئی مدینے کی کڑی بھوک پر اور اس کی تکلیف پر مگر کہ میں اس کا شفیع یا اس کے امان کا گواہ ہوں گا قیامت کے دن۔

ف پوری حدیث یوں ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ یمن کا ملک فتح ہوگا بعضے لوگ مدینے سے نکل کر وہاں جا رہیں گے پھر یہ حدیث فرمائی اور اشارہ کیا کہ مدینے والوں کو مدینہ چھوڑنا بہتر نہیں اور اگر کوئی وہاں سے نکل جاوے گا تو مدینے کا کچھ نقصان نہیں اس سے افضل لوگوں کو خدا وہاں لاوے گا پھر فرمایا کہ جو مدینے

[1] ان الفاظ کے ساتھ تو مسلم میں یہ حدیث موجود نہیں بلکہ حدیث مذکور میں متعدد حدیثوں کو ایک کر دیا گیا ہے (حبشی)

میں تکلیف اور رنج سہے گا اس کا شفیع اور گواہ میں ہونگا۔ اس حدیث سے مدینے کی بڑی فضیلت ثابت ہو
اور وہاں کے رہنے والوں کو عمدہ بشارت ہے۔

## فتح ممالک کے وقت بھی مدینہ میں رہنا بہتر ہے

(۷۵۷) ق سُفْيَانُ بْنُ أَبِي زُهَيْرٍ الْأَزْدِيُّ تُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يَبُسُّونَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ وَتُفْتَحُ الشَّامُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يَبُسُّونَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ وَتُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يَبُسُّونَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ۔

بخاری اور مسلم میں سفیان بن ابی زہیرؓ سے روایت ہے کہ حضر نے فرمایا کہ فتح ہوگا یمن کا ملک تو آویں گے ایک قوم جلدی کر سو اٹھا لیجاویں گے اپنے گھر والوں کو اور جو ان کی اطاعت کر اور حالانکہ مدینے کا رہنا ان کے حق میں بہتر ہے اگر ان کو کچھ دانست ہوتی اور فتح ہوگا شام کا ملک تو آویں گے قوم جلدی کرتے سو اٹھا لیجاویں گے اپنے گھر والوں کو اور جو ان کی اطا کرے گا اور حالانکہ مدینے کا رہنا ان کے حق میں بہتر ہے اگر ا کچھ دانست ہوتی اور فتح ہوگا عراق کا ملک تو آویں گے لوگ جلدی کرتے سو اٹھا لیجاویں گے اپنے گھر والوں کو اور جو ان کی اطاعت کرے گا اور حالانکہ مدینے کا رہنا ان کے حق میں بہ ہے اگر ان کو کچھ دانست ہوتی۔

ف یعنی بعد فتح اسلام کے لوگ مدینے کا رہنا چھوڑ کے یمن، شام اور عراق میں مع اپنے گھر بار کے جا
حالانکہ حضورؐ کا جوار چھوڑنا اور مدینے کے برکات سے محروم رہنا ان کے حق میں بہتر نہیں۔

## مدینہ میں دجال اور طاعون نہیں آئیگا

(۷۵۸) م أَبُو هُرَيْرَةَ يَأْتِي الْمَسِيحُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ وَهِمَّتُهُ الْمَدِينَةُ حَتَّى يَنْزِلَ دُبُرَ أُحُدٍ ثُمَّ تَصْرِفُ الْمَلَائِكَةُ وَجْهَهُ قِبَلَ الشَّامِ وَهُنَالِكَ يَهْلِكُ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ آوے دجال پورب کی طرف سے اور قصد اس کا ہوگا مدینے کا یہاں تک کہ کوہِ احد کے پیچھے اتریگا پھر فرشتے اس کا منہ پھیر دیویں گے شا کی طرف اور وہیں جاکر ہلاک ہوجاوے گا۔

## مدینہ بھٹی کی طرح سے گناہوں کے میل کچیل کو نکال کر باہر پھینک دیتا ہے

(۷۵۹) م أَبُو هُرَيْرَةَ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَدْعُو الرَّجُلُ ابْنَ عَمِّهِ وَقَرِيبَهُ هَلُمَّ إِلَى الرَّخَاءِ هَلُمَّ إِلَى الرَّخَاءِ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَخْرُجُ مِنْهُمْ أَحَدٌ رَغْبَةً عَنْهَا إِلَّا أَخْلَفَ اللَّهُ فِيهَا خَيْرًا مِنْهُ أَلَا إِنَّ الْمَدِينَةَ كَالْكِيرِ تُخْرِجُ

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ آوے گا لوگوں پر ایسا وقت کہ بلاوے گا مرد اپنے چچا کے بیٹے کو اور اپنے رشتہ دار کو کہ آؤ عیش و آرام کی طرف، آؤ کشائش روزی کی اور حالانکہ مدینہ کا رہنا بہتر ہے ان کے واسطے اگر وے ہوں سمجھ والے، اس کی قسم جس کے قابو میں میری جان ہے کہ نہ نکلے گا مدینہ والا کوئی مدینے سے بیزار ہوکر مگر کہ خدا اس کے عوض اس سے بہ کو مدینے میں بدل لاوے گا خبردار ہو کہ مقرر مدینہ لوہار کی بھٹی کی

الْخَبِيثَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَنْفِيَ الْمَدِيْنَةُ شِرَارَهَا كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ۔

طرح ہے کہ نکال ڈالتا ہے پلید کو، نہ قائم ہوگی قیامت یہانتک کہ دور کر ڈالے گا مدینہ اپنے بد لوگوں کو جیسے دور کر ڈالتی ہے بھٹی لوہے کی میل کو۔

**ف** یعنی شام اور عراق کے ملک میں کشائش رزق کے واسطے مدینے کے بعضے لوگ اپنے گھر بار کو لیجاویں گے حالانکہ ان کے حق میں یہ بہتر نہیں کہ حضرتؐ کی ہمسائگی چھوڑیں دنیا کے واسطے۔

## مدینہ والوں کو اذیت پہنچانا درست نہیں

(۷۶۰) **م** سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ فِي مُدِّهِمْ مَنْ أَرَادَهَا بِسُوْءٍ أَذَابَهُ اللّٰهُ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ۔

مسلم میں سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا الٰہی برکت دے مدینے کے لوگوں کو ان کے مد میں جو ان سے برائی کا ارادہ کرے، خدا اس کو گلا ڈالے جیسے نمک پانی میں گلتا ہے۔

**ف** مد پیمانہ ہے صاع کی چوتھائی تخمیناً بقدر تین پاؤ کے۔

## مدینے میں خوبی ہونے کے باوجود مدینہ کو چھوڑنے کی ممانعت

(۷۶۱) **ق** أَبُو هُرَيْرَةَ يَتْرُكُوْنَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ لَا يَغْشَاهَا إِلَّا الْعَوَافِي وَآخِرُ مَنْ يُحْشَرُ رَاعِيَانِ مِنْ مُزَيْنَةَ يُرِيْدَانِ الْمَدِيْنَةَ يَنْعِقَانِ بِغَنَمِهِمَا فَيَجِدَانِهَا وُحُوْشًا حَتّٰى إِذَا بَلَغَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ خَرَّا عَلٰى وُجُوْهِهِمَا۔

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ چھوڑ جاویں گے مدینے کو اچھی حالت پر نہ رہیں گے وہاں مگر وحشی جانور اور چڑیاں اور پچھلے مجتمع ہونے والوں میں دو بکریاں چرانے والے ہوں گے مزینہ کی قوم سے وے ارادہ کریں گے مدینہ کا کہ آواز دیکر وہاں کی بکریاں ہانک لیجاویں سو وے مدینہ میں وحشی جانوروں کو پاویں گے یہانتک کہ جب وے ثنیۃ الوداع کے پاس پہنچیں گے تو وے دونوں منہ کے بل گر پڑینگے یعنی مر جاوینگے

**ف** اس حدیث میں خبر ہے کہ قیامت کے قریب مدینہ اجاڑ ہو جاوے گا ثنیۃ الوداع ایک ٹیلہ کا نام ہے مدینہ کے پاس۔

## مدینہ کو طابہ اور طیبہ کہا جاتا ہے

(۷۶۲) **ق** أَبُو هُرَيْرَةَ أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرٰى يَقُوْلُوْنَ يَثْرِبُ وَهِيَ الْمَدِيْنَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ۔

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا مجھ کو اس بستی میں رہنے کا حکم ہوا جو سب بستیوں کو کھا دیگی یعنی فتح اسلام ہوگی سب شہر مدینے کے تابع ہوں گے لوگ یثرب کہتے ہیں اور اس کا عمدہ نام مدینہ ہے برے لوگوں کو مدینہ نکال دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کا میل نکال ڈالتی ہے۔

**ف** مدینے کا نام اول یثرب تھا حضرتؐ نے نام بدل ڈالا۔

(۷۶۳) **ق** زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ إِنَّهَا طَيْبَةُ وَإِنَّهَا تَنْفِي الْخَبَثَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ

بخاری اور مسلم میں زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بیشک یہ پاک مقام ہے اور البتہ مدینہ میل اور کھوٹ والے کو

الفِضَّۃِ۔ اس طرح نکال دیتا ہے جیسے آگ چاندی کا میل نکال دیتی ہے۔

**ف** ایک شخص مدینہ میں حضرتؐ کے پاس آیا اور مسلمان ہوا پھر بیمار پڑا حضرتؐ سے کہنے لگا کہ میری بیعت توڑ دو حضرتؐ نے نہ مانا پھر اس نے کہا پھر نہ مانا آخر وہ مدینے سے چلا گیا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔

(۷۶۴) **ق** جابرٌ اِنَّمَا الْمَدِیْنَۃُ کَالْکِیْرِ تَنْفِیْ خَبَثَھَا وَتُنْصِعُ طَیِّبَھَا۔ بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مدینہ تو جیسے بھٹی ہے لوہار کی۔ چھانٹتا ہے میل کچیل کو اور نکھارتا ہے ستھرے کو۔

**ف** ایک گنوار مدینے میں آیا مسلمان ہوا جب اس کو تپ (بخار) چڑھا تو مرتد ہو کر نکل گیا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی منافق اور بے ایمان مدینے میں نہیں رہ سکتا ایماندار اس میں ٹھہرتا ہے۔

(۷۶۵) **م** جابرُ بْنُ سَمُرَۃَ اِنَّ اللّٰہَ سَمّٰی الْمَدِیْنَۃَ طَابَۃً۔ مسلم میں جابر بن سمرۃ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نے مدینہ کا نام طابہ رکھا یعنی پاک ہے اس میں ناپاکی نہیں۔

**ف** ایک گنوار مسلمان ہوا پھر جب بیمار پڑا تو مرتد ہو کر مدینے سے نکل گیا تب حضرتؐ نے فرمایا کہ مدینہ پاک ہے ناپاک کو رہنے نہیں دیتا۔

## حضورؐ کی اور منبر کے درمیانی مقام کی فضیلت

(۷۶۶) **ق** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ زَیْدِ ڹ الْاَنْصَارِیُّ مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ۔ بخاری اور مسلم میں عبد اللہ بن زید انصاریؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان بہشت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے۔

**ف** بعض روایت میں گھر ہے بعض میں حجرہ بعضی میں قبر سب روایتوں کا مطلب ایک ہے کہ حضرت عائشؓ کے حجرے میں حضرتؐ اکثر رہتے تھے اور وہیں دفن ہوئے حضرتؐ کی قبر اور منبر کے درمیان چند گز کا فرق ہے یعنی اس قدر مکان بہشت میں اٹھ جاوے گا اور وہاں کی عبادت اور دعا نہایت مقبول ہے۔ اس کی برکت سے بہشت ملیگی مدینے میں اب معمول ہے کہ وہاں اکثر لوگ خاص کر کے نماز پڑھتے ہیں اور دعا مانگتے ہیں۔

## جنگِ تبوک سے واپسی پر حضورؐ کا ارشاد

(۷۶۷) **ق** اَبُوْ حُمَیْدِ ڹ السَّاعِدِیُّ اِنِّیْ مُسْرِعٌ فَمَنْ شَآءَ مِنْکُمْ فَلْیُسْرِعْ مَعِیْ وَمَنْ شَآءَ فَلْیَمْکُثْ قَالَہٗ مُنْصَرَفَہٗ مِنْ تَبُوْکَ۔ [1] بخاری اور مسلم میں ابو حمید ساعدی سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا جنگ تبوک سے پلٹے کہ مقرر میں جلد جانے والا ہوں یعنی مدینے کو سو جو تم لوگوں میں چاہے وہ میرے ساتھ جلد چلے اور جو چاہے سو ٹھہر جاوے یعنی پیچھے سے آوے۔

## مسجد نبوی اور مکہ معظمہ کی فضیلت

ختم نبوت کی دلیل

(۷۶۸) **م** اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ اِنِّیْ اٰخِرُ الْاَنْبِیَآءِ وَاِنَّ مَسْجِدِیْ اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ۔ مسلم میں ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ میں سب پیغمبروں سے پچھلا پیغمبر ہوں اور مقرر میری مسجد سب پیغمبروں کی مسجد سے پچھلی مسجد ہے۔

---

[1] امام مسلم نے حدیث مذکور کو عنوان "احد پہاڑ کی فضیلت" میں ذکر کیا ہے۔ (رحیمی)

ف یعنی میں سب پیغمبروں کے بعد آیا ہوں میرے بعد کسی اور پیغمبر کا دین نہ جاری ہوگا تو میرا دین اور میری مسجد کی تعظیم قیامت تک بنی رہے گی۔

## تین مسجدوں کی فضیلت

(۷۶۹) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ مَسْجِدِ الرَّسُوْلِ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى۔

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کجاوے نہ باندھے جاویں یعنی سفر کرنا سوائے تین مسجد کے درست نہیں ایک تو ادب والی مسجد یعنی کعبہ دوسرے مدینے میں حضرتؐ کی مسجد۔ تیسرے ملک شام میں مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس کی مسجد داؤدؑ اور سلیمانؑ کی بنائی ہوئی۔

ف اکثر احتیاط والے عالم بموجب اس حدیث کے اولیاء اور بزرگوں کی قبروں پر جانا اگر تین منزل ہو یا زیادہ درست نہیں جانتے اور بعضے کہتے ہیں کہ اس حدیث میں فقط مسجدوں کا ذکر ہے یعنی عبادت کے واسطے سب مسجدیں برابر ہیں سوائے ان تین مسجدوں کے اور کسی شہر کی مسجد میں سفر کر کے جانا درست نہیں سوائے مسجدوں کے اور مکانات کو متبرک جان کر جانا اس حدیث میں منع نہیں واللہ اعلم۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میری مسجد میں ایک بار نماز پڑھنا اور مسجدوں سے ہزار بار افضل ہے اور کعبے میں نماز میری مسجد سے سو بار افضل ہے تو معلوم ہوا کعبے کی نماز اور مسجدوں سے لاکھ بار افضل ہے۔

## مقبول حج کی فضیلت

(۷۷۰) خ اَبُوْهُرَيْرَةَ مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ۔

بخاری میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس نے اللہ کے واسطے حج کیا پھر نہ عورت سے صحبت کی نہ صحبت کی بات کی اور نہ گناہ کیا نہ راہ میں کسی سے جھگڑا تو گناہوں سے پاک ہو کر اپنے گھر ایسا پھر آتا ہے کہ جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔

ف حاجی کو لازم ہے کہ حج کی راہ میں گناہوں سے بچے ساتھیوں کے ساتھ نہ لڑے تب گناہوں سے پاک ہو۔

## حضورؐ کا ارشاد وادی عقیق بڑی مبارک ہے

(۷۷۱) خ عُمَرُ اَتَانِي اللَّيْلَةَ اٰتٍ مِّنْ رَّبِّيْ فَقَالَ صَلِّ فِيْ هٰذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ وَقُلْ عُمْرَةً فِيْ حَجَّةٍ۔

بخاری میں عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ آیا میرے پاس ایک آنے والا میرے رب کی طرف سے سو اس نے کہا کہ نماز پڑھ اس مبارک نالے میں اور کہہ عمرہ داخل ہوا حج میں۔

ف نویں سال حضرتؐ حج کو چلے مدینے سے جب اس نالے میں پہنچے جس کا عقیق نام ہے تب قران [illegible] فرمائی یعنی حج اور عمرہ ساتھ ہی ایک احرام سے ادا کر اس کو قران کہتے ہیں۔ یہ حدیث امام اعظمؒ کی دلیل ہے کہ قران افضل ہے نرے حج اور تمتع سے۔ تمتع یہ کہ عمرہ کر کے احرام اتارے۔ پھر حج کے موسم میں دوسرا احرام باندھ کے حج ادا کرے۔

## عہدنبوی میں صحابہؓ کا حضورؐ کی طرح سے احرام باندھنا

(۷۷۲) ق اَنَسٌ لَوْلَا اَنَّ مَعِیَ الْهَدْیَ لَاَحْلَلْتُ۔ بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو البتہ میں عمرہ کے ساتھ حج کا احرام اتار ڈالتا۔

ف کفار کے نزدیک حج کے موسم میں عمرہ کرنا نہایت بد تھا تو اس رسم بد کے دور کرنے کے واسطے جب حضرتؐ حجۃ الوداع میں بہ نیت حج مکے میں داخل ہوئے تو اصحاب سے فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی نہ ہو وہ عمرہ کر کے احرام اُتار ڈالے پھر حج کے وقت حج کا احرام کرے۔ اور خود حضرتؐ نے احرام نہ اتارا تھا بعضے اصحابؓ کو احرام اتارنے میں حضرتؐ کو احرام باندھے دیکھکر تامل ہوا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی میں قربانی کے سبب سے ناچار ہوں نہیں تو میں بھی احرام اتار ڈالتا۔

## حضورؐ کی ایک پیشینگوئی

(۷۷۳) خ اَبُوْ سَعِیْدٍ لَیُحَجَّنَّ الْبَیْتُ وَلَیُعْتَمَرَنَّ بَعْدَ خُرُوْجِ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ۔ بخاری میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے حضرت نے فرمایا کہ مقرر کعبے کا حج اور عمرہ ہوا کریگا یاجوج ماجوج کے نکلنے کے بعد۔

ف معلوم ہوا کہ یاجوج ماجوج کی ہلاکی کے بعد اسلام قائم رہے گا حج اور عمرہ ادا ہوگا۔ بعضے علما نے کہا ہے کہ ان کے ہلاک ہونے کے بعد بیس برس تک آدمیوں کا قیام رہے گا۔ واللہ اعلم۔

## (نعوذ باللہ) کعبہ کو منہدم کرنا

(۷۷۴) خ اِبْنُ عَبَّاسٍ کَاَنِّیْ بِهٖ اَسْوَدَ اَفْحَجَ یَقْلَعُهَا حَجَرًا حَجَرًا۔ بخاری میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا گویا کہ میں اس کعبہ ڈھانے والے سیاہ بھدے کو دیکھ رہا ہوں کہ اس کے پتھر پتھر کو اکھاڑتا ہے۔

ف قیامت کے قریب ایک حبشی کے ہاتھ سے کعبہ منہدم ہوگا۔

## کعبہ میں، مشرکین کے مشرکانہ افعال کا بیان

(۷۷۵) خ اِبْنُ عَبَّاسٍ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمُوْا اَنَّهُمَا لَمْ یَسْتَقْسِمَا بِهَا قَطُّ۔ بخاری میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا لعنت کرے مشرکین مکہ پر خبردار ہو خدا کی قسم ان کو معلوم تھا کہ مقرر ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ نے کبھی تیروں سے فال نہیں لی۔

ف مشرکین مکہ کے پاس تین تیر تھے ایک پر لکھا تھا کہ خدا نے اجازت دی دوسرے پر لکھا تھا کہ خدا نے منع کیا تیسرا تیر خالی تھا سو جب ان کو کوئی کام درپیش ہوتا جیسے سفر یا نکاح تو ان تیروں سے فال لیتے اگر اجازت کا تیر اول ہاتھ میں آتا تو وہ کام کرتے اور اگر منع کا تیر نکلتا تو چند روز ٹھہر جاتے پھر اسی طرح فال دیکھتے جب مکہ فتح ہوا تو حضرتؐ نے دیکھا کہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی دو تصویریں ہیں اور ان کے ہاتھ میں بھی فال کے تیر ہیں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی باوجود کہ مشرکین کو خوب معلوم ہے کہ وے بزرگ یہ کام ہرگز نہ کرتے تھے لیکن پھر بھی یہ لوگ اپنے کفر اور افترا سے باز نہ آئے۔ اسی طرح اس امت کے جاہل لوگ علی مرتضیٰؓ کی تصویر بے داڑھی کے بناتے ہیں اور امام قاسمؓ کی ساچق اور غوث الاعظمؒ کی مہندی نکالتے ہیں

قاسم کی ساچق اور غوث پاک کی مہندی دیکھ کر لگانا باجا بجانا

ہیں حالانکہ ان کو خوب معلوم ہے کہ یہ صریح افترا ہے وے بزرگ ان خرافات سے پاک تھے۔

## مزدلفہ میں فجر کی نماز کس وقت ادا کرنی چاہئے

(۷۷۶) ق ابن مسعود ان ھاتین الصلوتین حولتا عن وقتھما فی ھذا المکان یعنی صلوۃ المغرب وصلوۃ الفجر بمزدلفۃ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ دو نمازیں یعنی مغرب اور فجر کی ٹالی گئیں اپنے وقت سے اس مکان میں یعنی مزدلفہ میں

ف مزدلفہ نام ہے ایک مکان کا مکہ سے چھ کوس حضرتؐ نے حج کے موسم میں وہاں مغرب کی نماز عشا کے ساتھ پڑھی اور فجر کی نماز نہایت اندھیرے میں اول وقت فجر ہوتے ہی پڑھی بعد اس کے یہ حدیث فرمائی سو مغرب کا وقت تو بالکل جاتا رہا تھا اور صبح کا وقت ہر روز کے معمول سے خلاف ہوا ہر چند صبح کی نماز اپنے وقت پر ہوئی لیکن معمول سے خلاف ہوئی کہ ہر روز اتنی جلدی نہ ہوتی تھی تو اس واسطے فرمایا کہ مغرب اور فجر کی نماز اپنے وقت سے ٹل گئی سنت یہی ہے کہ حج میں ایسے وقت پڑھے تاکہ اور کام حج کے کرسکے۔

## احرام باندھتے وقت سر کے بال گوندسے چپکانا جائز ہے

(۷۷۷) ق حفصۃ انی لبدت رأسی وقلدت ھدیی فلا احل حتی انحر۔

بخاری اور مسلم میں حضرت حفصہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے اپنے سر کے بالوں کو گوند سے چپکایا ہے اور اپنے قربانی کے اونٹ کی گردن میں پٹا ڈالا ہے سو میں احرام کو نہ توڑونگا جب تک کہ قربانی نہ کروں گا۔

ف حجۃ الوداع میں لوگوں نے عرض کیا کہ آپؐ نے اوروں سے فرمایا کہ عمرہ کرکے احرام توڑیں حضرتؐ نے احرام کیوں نہیں توڑا۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی قربانی میرے ساتھ ہے اور قربانی والا محرم بدون قربانی کے کیونکر حلال ہو اور قربانی کرنا ذی الحجہ کی دسویں تاریخ سے پہلے جائز نہیں اس واسطے میں احرام کو نہیں توڑ سکتا۔ احرام میں سر کے بالوں کو گوند سے اس واسطے حضرتؐ نے چپکایا کہ بال گرد و غبار سے خراب نہ ہوں۔

## میت کی طرف سے حج کرنا اور میت کی نذر کو پورا کرنا درست ہے

(۷۷۸) خ ابن عباس رضی اللہ عنھما ارأیت لو کان علی امک دین اکنت قاضیۃ قالت نعم قال اقضوا اللہ فاللہ احق بالقضاء۔

بخاری میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے ایک عورت سے فرمایا کہ حج کر اپنی ماں کی طرف سے بھلا بتلا تو کہ اگر تیری ماں پر قرض ہوتا تو تو ادا کرتی اس نے کہا ہاں حضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ کا قرض ادا کرو اس واسطے کہ اللہ کا قرض زیادہ لائق ہے ادا کرنے کے۔

ف ایک عورت نے کہا کہ یا حضرتؐ میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی سو وہ بدون حج کئے مرگئی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ ف امام اعظمؒ کے نزدیک اگر میت کا مال ہو اور اس نے حج کی وصیت کی ہو تو وارث پر حج کروانا اس کی طرف سے واجب ہے اور اگر مال نہ ہو یا میت نے وصیت نہ کی ہو تو مستحب ہے۔

## حرمِ مدینہ کا بیان

(۷۷۹) خ اَبُوْهُرَيْرَةَ اَرَاكُمْ يَا بَنِيْ حَارِثَةَ قَدْ خَرَجْتُمْ مِنَ الْحَرَمِ ثُمَّ الْتَفَتَ فَقَالَ بَلْ اَنْتُمْ فِيْهِ وَخَرَّجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ اثْنَا عَشَرَ مِيْلاً حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ حِمًى۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا دیکھتا ہوں تم کو اے حارثہ کی اولاد کہ تم نکل گئے حرم سے یعنی کی حرم سے پھر حضرتؐ نے ان کی طرف التفات کیا اور فرمایا تم اسی حرم میں ہو اور مسلم نے ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ آپ نے ٹھہرایا بارہ کوس کا رستہ مدینے کے گرد۔

(۷۸۰) خ اَبُوْهُرَيْرَةَ حُرِّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ عَلٰى لِسَانِيْ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ حرم ہو گیا میری زبان پر مدینے کے دو سنگستان کے اندر۔

ف بعضے علما کے نزدیک جیسے مکہ حرم ہے ویسے ہی مدینہ یہ حدیث ان کی دلیل ہے۔

(۷۸۱) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حَرَامٌ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مدینے کی دونوں طرف کی پتھریلی زمین کے اندر شکار وغیرہ کرنا حرام ہے۔

ف اس حدیث کا مطلب بیان ہو چکا۔

## اخیر زمانہ میں ایمان مدینہ کی طرف سمٹ کر آجائیگا

(۷۸۲) خ اَبُوْهُرَيْرَةَ اِنَّ الْاِيْمَانَ لَيَارِزُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ كَمَا تَارِزُ الْحَيَّةُ اِلٰى جُحْرِهَا۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر ایمان سمٹے گا مدینے کی طرف۔ جیسے سانپ سمٹتا ہے اپنے بل کی طرف۔

ف مدینہ ایمان کا گڑھ ہے ہر زمانے میں ایمانداروں کو وہاں جانے کی حاجت رہی جب تک حضرتؐ جیتے تھے تو مسلمان ہر طرف سے دین سیکھنے کو جاتے تھے پھر خلیفوں کے وقت میں اسی طرح لوگ جایا کئے اور وہاں بڑے بڑے عالم ہو گئے۔ ہر زمانہ کے لوگ علم سیکھنے کو جایا کئے پھر حضرتؐ کی قبر مبارک کی زیارت کے لئے ہمیشہ لوگ جاتے ہیں۔ غرض مسلمانوں کو مدینہ جانے کی ہمیشہ حاجت ہے۔ اور قیامت کے قریب کفر کا ہر طرف غلبہ ہوگا آخر سب ملکوں کے ایماندار لوگ سب طرف سے سمٹ کر مدینے میں امام مہدیؑ کے پاس جمع ہوں گے تو جہاں سے ایمان نکلا تھا وہیں سمٹ کر جاویگا۔

## مدینہ والوں کے ساتھ فریب کاری سخت گناہ ہے

(۷۸۳) ق سَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ لَا يَكِيْدُ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ اَحَدٌ اِلَّا انْمَاعَ كَمَا يَنْمَاعُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ۔

بخاری اور مسلم میں سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو مدینے والوں کو مکر اور حیلہ کر کے رنج دیگا وہ گل جاویگا جیسے نمک پانی میں گل جاتا ہے۔

## مدینہ میں دجال داخل نہ ہوگا

(۷۸۴) خ اَبُوْبَكْرَةَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ رُعْبُ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ

بخاری میں ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مدینے میں نہ آویگا خوف مسیح دجال کا اس دن مدینے کے سات

وَابٍ عَلٰی کُلِّ بَابٍ مَّلَکَانِ۔ دروازے ہوں گے ہر دروازے پر دو فرشتے چوکیدار ہوں گے۔

ف یعنی تمام عالم میں دجال کا ڈر ہوگا سوائے مدینہ کے یہ حضرتؐ کی برکت سے مدینے کو فضیلت ہوئی۔

## مدینے کے حق میں حضورؐ کی دعا۔

(۷۸۵) ق اَنَسٌ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِیْنَۃِ ضِعْفَیْ مَاجَعَلْتَ بِمَکَّۃَ مِنَ الْبَرَکَۃِ۔ بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی مدینے میں برکت کر اس کی دونی جو تو نے مکہ میں برکت کی ہے۔

ف حضرت ابراہیمؑ نے مکے کے واسطے دعا کی اور حضرتؐ نے مدینے کے واسطے۔ برکت سے مراد کشائش رزق یا باطنی فیض ہے۔

# شادی بیاہ کے احکام

## جو شخص نکاح کی طاقت رکھتا ہے اسے نکاح کرنا مستحب ہے

(۷۸۶) ق اِبْنُ مَسْعُوْدٍ یَامَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمُ الْبَآءَۃَ فَلْیَتَزَوَّجْ فَاِنَّہٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَعَلَیْہِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّہٗ لَہٗ وِجَآءٌ۔ بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اے جوانوں کے گروہ جو طاقت رکھتا ہو تم میں سے نکاح اور خانہ داری کی سو نکاح کرے اس واسطے کہ نکاح نظر کا بڑا روکنے والا اور شرمگاہ کا بڑا بچانے والا ہے یعنی نکاح کے سبب آدمی حرام کاری اور اجنبی عورتوں کے گھورنے سے بچتا ہے اور جس کو خانہ داری کی طاقت نہ ہو تو وہ اپنے اوپر روزہ رکھنا ضرور جانے اس واسطے کہ اس کے حق میں روزہ رکھنا خصی کرنا ہے۔

ف یعنی جس طرح خصی کروا لینے سے شہوت جاتی رہتی ہے ویسے ہی روزہ رکھنے سے۔ معلوم ہوا کہ جس کو بیوی کے کھانے کپڑے دینے کا مقدور ہو اس کے حق میں نکاح کرنا مستحب ہے کہ حرام کاری اور نظر بازی سے بچے اور اگر مقدور نہ ہو تو روزہ رکھنا شروع کرے کہ ناتوانی سے خود بخود شہوت دور ہو جاوے گی۔

(۷۸۷) ق اَنَسٌ مَابَالُ اَقْوَامٍ قَالُوْا کَذَا وَکَذَا لٰکِنِّیْ اُصَلِّیْ وَاَنَامُ وَاَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ قَالَہٗ حِیْنَ سَمِعَ اَنَّ نَفَرًا مِّنْ اَصْحَابِہٖ قَالَ بَعْضُھُمْ لَا اَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ وَقَالَ بَعْضُھُمْ لَا اٰکُلُ اللَّحْمَ وَقَالَ بَعْضُھُمْ لَا اَنَامُ عَلٰی فِرَاشٍ۔ بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا حال ہے ان لوگوں کا جنہوں نے ایسا ایسا کہا لیکن میں تو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں روزہ بھی رکھتا ہوں اور روزہ توڑتا بھی ہوں اور عورتوں سے صحبت کرتا ہوں سو جو میری سنت اور میری راہ سے پھرا وہ میرا نہیں یہ حضرتؐ نے اس وقت فرمایا جب اپنے کچھ اصحاب کو سنا کہ بعضے ان میں کہتے ہیں کہ میں نے عورتوں کی صحبت داری چھوڑی اور بعضا کہتا ہے کہ میں گوشت نہ کھایا کروں گا اور بعضا کہتا ہے کہ میں بچھونے پر نہ لیٹا کروں گا۔

ف تین اصحاب نے جو بڑے عابد زاہد تھے حضرتؐ کی بعضی بیبیوں سے حضرتؐ کی عبادت کا حال پوچھا

انھوں نے جو حال تھا سو بیان کیا۔ اُن اصحاب نے حضرت کی عبادت کو کم جانا اور کہا کہ ہم کہاں اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں۔ خدا نے اگلے پچھلے گناہ پیغمبر کے سب معاف کردیئے یعنی اپنا خاتمہ معلوم نہیں تو ہم زیادہ عبادت کرنا چاہیئے سو ایک نے کہا کہ میں تو ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزہ رکھا کروں گا۔ تیسرے نے کہا کہ میں نے عورتوں کی صحبت داری چھوڑی کبھی ان کے پاس نہ جاؤں گا پھر اتنے میں حضرت تشریف لائے اور فرمایا کہ تم اس اس طرح کہتے ہو قسم ہے خدا کی میں تو تم سے زیادہ تر خدا سے ڈرتا ہوں پھر یہ حدیث خطبہ پڑھ کے فرمائی یعنی اگر رات دن برابر عبادت کرنا مباح چیزوں سے پرہیز کرنا بہتر ہوتا تو میں ضرور اس کو اختیار کرتا اس واسطے کہ مجھ کو خدا کا خوف تم سے زیادہ تر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خدا اور رسول کے نزدیک عبادت میں میانہ روی پسند ہے اس واسطے کہ جو زیادہ دوڑتا ہے وہ آخر کو گر بھی پڑتا ہے خدا نے یہ حکم نہیں کیا کہ بندے دن رات عبادت ہی کیا کریں اور آرام نہ کریں بلکہ عبادت کے وقت ٹھہرا دیئے ہیں اس میں ہزاروں حکمتیں ہیں دانا مسلمان کو لازم ہے کہ اپنی جان پر نہایت مشکل نہ ڈالے نفل عبادت پر اتنی کمر نہ باندھے کہ فرض بھی ترک ہو جاویں اور اتنی سستی اور کاہلی بھی اچھی نہیں کہ سوائے فرض کے سنت اور نفل بالکل اڑا دیوے غرضکہ درمیان راہ اختیار کرے نہ بہت زیادہ ہو نہ بہت کمی۔

## کسی عورت کو دیکھکر مرد کے دل میں خواہش پیدا ہو تو اپنی بیوی سے ہمبستری کرے

(۷۸۸) م جَابِرٌ اِنَّ الْمَرْأَةَ تُقْبِلُ فِيْ صُوْرَةِ شَيْطَانٍ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر عورت شیطان کی صورت میں سامنے آتی ہے۔

**ف** پوری حدیث یوں ہے کہ عورت شیطان کی صورت میں سامنے آتی ہے اور شیطان کی صورت میں پھرتی ہے تو جو کوئی عورت کو دیکھے وہ اپنی جورو سے صحبت کرے تاکہ دل سے اس کا خطرہ دور ہو۔ عورت کو شیطان کی صورت اس واسطے فرمایا کہ جیسے شیطان آدمی کو بہکاتا ہے ویسے ہی عورت بھی۔

(۷۸۹) م جَابِرٌ اِذَا اَحَدُكُمْ اَعْجَبَتْهُ الْمَرْأَةُ فَوَقَعَتْ فِيْ قَلْبِهٖ فَلْيَعْمِدْ اِلَى امْرَأَتِهٖ فَلْيُوَاقِعْهَا فَاِنَّ ذَالِكَ يَرُدُّ مَا فِيْ نَفْسِهٖ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کسی کو بھلی معلوم ہو کوئی اجنبی عورت پھر دل میں اس کی صورت ٹھہر گئی ہو یعنی اس کا خیال بندھا ہو تو اپنی بیوی کی طرف آوے اور اس سے صحبت کرے سو مقرر یہ اپنی بیوی سے جماع کرنا دور کردے گا جو اس کے جی میں دوسری عورت کا خیال آیا ہے۔

**ف** عورت کی اگر دل میں محبت آجاوے تو اس کا کامل علاج یہی ہے کہ اپنی بیوی سے صحبت کرے اگر ایک بار یا دو بار میں خیال دور ہو گیا تو بہتر ہے نہیں تو کئی بار صحبت کرے تو اس کا بالکل خیال دفع ہو۔ حکما بھی مریض عشق کی دوا جماع ہی تجویز کرتے ہیں اس واسطے کہ شہوت کا سبب منی کی زیادتی ہے جب صحبت کی تو منی کم ہوئی اور شہوت اور عشق بھی دور ہوا۔ حضرتؐ نے یہ دوا اس واسطے فرمائی کہ کہیں حرام میں گرفتار نہ ہو جاوے۔

## نکاح متعہ حرام ہے

(۷۹۰) م سَبْرَةُ بْنُ مَعْبَدِنِ الْجُهَنِيُّ مَنْ

مسلم میں سبرہ بن معبدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ

متعہ کی تحقیق اور شبہات کا جواب۔

[کَ]انَ عِنْدَہٗ شَیْءٌ مِنْ هٰذِهِ النِّسَاءِ اللَّاتِي [یَ]تَمَتَّعُ فَلْیُخَلِّ سَبِیلَهَا۔

جس کے پاس کوئی عورت ہو ان عورتوں سے کہ جس نے متعہ کیا ہو تو اس کو چھوڑ دے یعنی متعہ کرنا اب حرام ہوا۔

**ف** متعہ اس کو کہتے ہیں کہ کسی عورت سے کہے کہ میں صحبت کے واسطے تجھ سے متعہ کرتا ہوں بدلے پانچ یا دس روپے کے، دو روز یا سال بھر کیلئے۔ سو اہل سنت وجماعت کے چاروں مذہب میں متعہ حرام ہے اور ہدایہ کے مصنف نے جو امام مالکؒ کی طرف نسبت کیا ہے سو اس کو غلطی ہوئی ہے اس واسطے کہ امام مالکؒ کی مؤطا میں اور ان کی فقہ کی کتابوں میں متعہ کو صاف حرام لکھا ہے اور علمائے محدثین کی یہ تحقیق ہے کہ متعہ دو بار حلال ہوا اور دو بار حرام ہوا۔ پہلے چند روز مباح رہا تھا پھر جب خیبر فتح ہوا تو حرام ہو گیا چنانچہ حضرت علیؓ سے مؤطا، بخاری، مسلم اور ترمذی میں اس کی روایت ہے۔ دوسری بار جنگِ اوطاس میں تین دن متعہ مباح ہوا پھر فتح کئے میں قیامت تک کو حضرتؐ نے حرام کیا چنانچہ صحیح مسلم میں سلمہ بن اکوع سے اس حدیث کی روایت موجود ہے اور حضرتؐ کے سب اصحابؓ کا متعہ کی حرمت پر اجماع اور اتفاق ہے صرف عبداللہ بن عباسؓ اول اس کو درست کہتے تھے آخر کو جب ان کو حدیثیں پہنچیں تو وے بھی حرمت کے قائل ہوئے۔ چنانچہ ترمذی میں ثابت ہے اور جب حدیث اور فقہ کی کتابوں سے متعہ کی حرمت ثابت ہو چکی تو اب شیعہ کو اہل سنت کا الزام دینا محض بیجا ہے ان کی سمجھ میں خلل ہے۔

(۷۹۱) م سَبْرَةُ بْنُ مَعْبَدِ نِ الْجُهَنِيِّ یَا أَیُّهَا النَّاسُ إِنِّي قَدْ كُنْتُ أَذِنْتُ لَكُمْ فِي الْاِسْتِمْتَاعِ مِنَ النِّسَاءِ وَإِنَّ اللهَ قَدْ حَرَّمَ ذٰلِكَ إِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْهُنَّ شَيْءٌ فَلْیُخَلِّ سَبِیلَهُ وَلَا تَأْخُذُوا مِمَّا اٰتَیْتُمُوهُنَّ شَیْئًا۔

مسلم میں سبرہ بن معبدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے لوگو البتہ میں نے تم کو اجازت دی تھی عورتوں سے متعہ کرنے کی اور بیشک خدا نے اس متعہ کو حرام کیا قیامت تک۔ جس کے پاس متعہ والی عورتوں سے کوئی عورت ہو تو اس کو چھوڑ دیوے اور جو ان کو دیا ہو یعنی مہر یا خرچ سو اسکو کچھ بھی نہ پھیر لیجو۔

**ف** اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ متعہ کرنا بحکم خدا قیامت تک حرام ہوا جیسے شراب اول مباح تھی پھر حرام ہوئی۔ باقی تفصیل بیان ہو چکی۔

## بھتیجی اور پھوپی کو بھانجی اور خالہ کو ایک ساتھ نکاح میں رکھنا جائز نہیں

(۷۹۲) م أَبُو هُرَیْرَةَ لَا تُنْكَحُ الْعَمَّةُ عَلٰى اِبْنَةِ الْأَخِ وَلَا اِبْنَةُ الْأُخْتِ عَلَى الْخَالَةِ۔

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ نکاح کیا جاوے پھوپھی کا بھتیجی پر اور نہ بھانجی کا خالہ پر۔

**ف** یعنی جس کے نکاح میں ایک عورت ہو تو اس کی زندگی میں اس عورت کی پھوپھی یا خالہ کے ساتھ نکاح درست نہیں اگر وہ مر جاوے تو درست ہے۔ اسی حدیث سے مجتہدوں نے قاعدہ نکالا ہے کہ جو دو عورتیں ایسی ہوں کہ اگر ان میں کوئی مرد ہوتی تو ان میں باہم نکاح درست نہ ہوتا تو ان کا جمع کرنا درست نہیں۔

(۷۹۳) م أَبُو هُرَیْرَةَ لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَلَا عَلٰى خَالَتِهَا۔

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نکاح نہ کیا جاوے عورت کا اس کی پھوپھی پر اور نہ اس کی خالہ پر۔

(۷۹۴) ق أَبُوهُرَيْرَةَ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَبَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نکاح میں ایک عورت کو اور اس کی پھوپھی کو ساتھ جمع نہ کرنا چاہیئے اور نہ بھانجی اور خالہ کو جمع کرنا چاہیئے۔

## بحالت احرام محرم کو نکاح کرنا درست نہیں

(۷۹۵) م عُثْمَانُ لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكِحُ وَلَا يَخْطُبُ۔

مسلم میں حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا نہ خود اپنا نکاح کرے حج کا یا عمرے کا احرام باندھنے والا اور نہ کوئی وکیل ہو کر اس کا نکاح کر دیوے اور نہ خود منگنی کرے۔

ف امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمدؒ کا یہی مذہب ہے کہ محرم کا نکاح درست نہیں جب تک حج سے فراغت نہ پاوے اور امام اعظمؒ کے نزدیک درست ہے لیکن صحبت نہ کرے ان کے نزدیک اس حدیث کے یہ معنی کہ نکاح نہ کرے یعنی صحبت نہ کرے اس واسطے کہ حضرتؐ نے اپنا نکاح حضرت میمونہ سے احرام میں کیا تھا۔

## کسی کی منگنی پر منگنی کرنے کی ممانعت

(۷۹۶) ق أَبُوهُرَيْرَةَ لَا يَخْطُبُ أَحَدُكُمْ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ منگنی کرے تم میں سے کوئی اپنے بھائی مسلمان کی منگنی پر۔

ف یعنی جب ایک مسلمان کی کسی جگہ شادی کی نسبت ٹھہر گئی ہو تو پھر وہاں اپنا پیغام دینا حلال نہیں کہ اس میں دوسرے مسلمان کی حق تلفی ہے اور اگر ابھی تک ٹھہری نہ ہو تو پیغام دینا مضائقہ نہیں۔

## مسلمان مسلمان کا بھائی ہے

(۷۹۷) م أَبُوهُرَيْرَةَ اَلْمُؤْمِنُ أَخُو الْمُؤْمِنِ۔ [1]

مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ایماندار بھائی ہے ایماندار کا۔

ف یعنی جب مسلمان دوسرے مسلمان کا دینی بھائی ٹھہرا تو اس کی محبت اور خیر خواہی واجب ہوئی جیسے بھائی کو بھائی سے ہوتی ہے۔

## نکاح شغار (بلا مہر آنٹے سانٹے میں کرنے) کی ممانعت

(۷۹۸) م ابْنُ عُمَرَ لَا شِغَارَ فِي الْإِسْلَامِ۔

مسلم میں عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اسلام میں شغار درست نہیں۔

ف شغار یہ ہے کہ ایک شخص اپنی بہن کا دوسرے سے نکاح کرتا اس شرط سے کہ تو بھی اپنی بہن کا نکاح میرے ساتھ بے مہر کر دے گویا بدلائی کرتے تھے اور اس تدبیر سے مہر بچاتے تھے سو دین اسلام میں یہ حرام ہے۔

## کنواری اور بیوہ سے بغیر اجازت لئے نکاح کرنا درست نہیں

(۷۹۹) ق أَبُوهُرَيْرَةَ لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَكَيْفَ

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نکاح نہ کیا جاوے بیوہ عورت کا جب تک اس سے اجازت نہ لی جاوے اور نہ نکاح کیا جاوے کنواری عورت کا جب تک

[1] امام مسلمؒ نے حدیث مذکور کو عنوانِ بالا میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

اِذْنُهَا قَالَ اَنْ تَسْكُتَ۔

اس کا اذن نہ لیا جاوے لوگوں نے کہا کہ کنواری کا اذن کس طرح ہو یعنی وہ شرم سے کاہے کو بتلاوے گی۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کا چپ رہنا ہی اذن ہے۔

ف یعنی کنواری سے یوں کہا جاوے کہ تیرا نکاح فلانے شخص سے ہم کرتے ہیں اگر وہ اجازت دے تو بہتر ہے نہیں تو اس کا چپ رہنا ہی اجازت ہے۔ امام اعظمؒ کے نزدیک چھوٹی لڑکی کا والی مختار ہے جہاں چاہے وہاں کرے خواہ بیوہ ہو خواہ کنواری اور جوان عورت خود مختار ہے خواہ بیوہ ہو خواہ کنواری۔ اور امام شافعیؒ کے نزدیک بیوہ خود مختار ہے چھوٹی ہو یا جوان اور کنواری کا والی مختار ہے خواہ چھوٹی ہو یا جوان۔

## کنواری کی خاموشی بھی اجازت ہے لیکن بیوہ کی زبانی اجازت ضروری ہے

(۸۰۰) ق اِبْنُ عَبَّاسٍ اَلْاَيِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَّلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَاْذَنُ فِيْ نَفْسِهَا وَاِذْنُهَا صُمَاتُهَا۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بیوہ عورت تو اپنی جان کی خود مختار ہے بہ نسبت اپنے والی کے یعنی والی کا اس پر جبر نہیں پہنچتا نکاح میں اور کنواری عورت سے نکاح کی اجازت مانگنا چاہئے اور اس کا چپ رہنا بھی اس کی اجازت ہے۔

## منگنی سے پہلے عورت کا چہرہ مہرہ دیکھنا جائز ہے

(۸۰۱) م اَبُوْ هُرَيْرَةَ هَلْ نَظَرْتَ اِلَيْهَا فَاِنَّ فِيْ عُيُوْنِ الْاَنْصَارِ شَيْئًا قَالَ لِرَجُلٍ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ قَدْ نَظَرْتُ اِلَيْهَا قَالَ عَلٰى كَمْ تَزَوَّجْتَهَا قَالَ عَلٰى اَرْبَعِ اَوَاقٍ فَقَالَ لَهُ عَلٰى اَرْبَعِ اَوَاقٍ كَاَنَّمَا تَنْحِتُوْنَ الْفِضَّةَ مِنْ عُرْضِ هٰذَا الْجَبَلِ مَا عِنْدَنَا مَا نُعْطِيْكَ وَلٰكِنْ عَسٰى اَنْ نَّبْعَثَكَ فِيْ بَعْثٍ تُصِيْبُ مِنْهُ قَالَ فَبَعَثَ بَعْثًا اِلٰى بَنِيْ عَبْسٍ وَّبَعَثَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ فِيْهِمْ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تو نے اس کو دیکھ لیا ہے اس واسطے کہ انصار کی آنکھوں میں کچھ ہے یعنی چھوٹی یا کرنجی آنکھ ہوتی ہے۔ یہ حضرتؐ نے اس مرد سے کہا جس نے حضرتؐ کو خبر دی کہ میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا تو اس نے کہا میں اس عورت کو دیکھ چکا ہوں حضرتؐ نے فرمایا کہ کتنے مہر پر تو نے اس سے نکاح کیا اس نے کہا ایک سو ساٹھ درم پر۔ تو حضرتؐ نے فرمایا کہ ایک سو ساٹھ درم پر مہر باندھا گویا کہ تم لوگ اس پہاڑ کی طرف سے چاندی کھود لیتے ہو ہمارے پاس تو نہیں جو ہم تجھ کو دیویں ولیکن عنقریب ہے کہ تجھ کو ہم کسی دوڑ میں بھیجیں گے وہاں تجھ کو فائدہ ہو گا۔ راوی نے کہا پھر حضرتؐ نے بنی عبس کی قوم پر دوڑ بھیجی اور اس مرد کو اس میں بھیجا۔

تنگ دستی میں زیادہ مہر باندھنا مکروہ ہے۔

ف معلوم ہوا کہ جس عورت سے نکاح کا ارادہ کرے اس کو دیکھ لے تاکہ آخر کو افسوس نہ کرنا پڑے اور طلاق کی نوبت نہ پہنچے اور اسی سبب سے نقصان بیان کر دینا بھی درست ہے اور معلوم ہوا کہ آدمی اپنے مقدور سے زیادہ مہر نہ باندھے اسی واسطے حضرتؐ نے اس پر عتاب کیا لیکن ازراہ کرم پھر اس کا نباہ کر دیا۔

## مہر کا بیان

(۸۰۲) **ق** سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ شَيْءٌ **قَالَهُ** لِرَجُلٍ خَطَبَ امْرَأَةً عَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُرِدْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

بخاری اور مسلم میں سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تو کریگا اپنی لنگی سے اگر تو اس کو باندھے گا تو اس عورت کے پاس کچھ نہ رہے گا اور اگر عورت نے باندھا تو تیرے پاس کچھ نہ رہے گا۔ یہ حضرتؐ نے اس مرد سے کہا جس نے اس عورت سے منگنی کی جس نے اپنی ذات حضرتؐ کو دی تھی سو اس کو حضرتؐ نے قبول نہ کیا تھا۔

**ف** اس کا قصہ یوں ہے کہ ایک عورت نے کہا کہ یا حضرت میں نے اپنی جان آپ کو بخشی حضرتؐ نے قبول نہیں کیا تب ایک صحابی نے کھڑے ہو کر کہا کہ یا حضرتؐ اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں ہے تو میرا نکاح اس سے کروا دیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ کچھ تیرے پاس ہے جس سے تو اس کا مہر ادا کرے اس نے کہا کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ جا تلاش کر کے لوہے کی ایک انگوٹھی لے آ۔ اس نے کہا کہ مجھ کو نہ مل سکیگی لیکن میری یہ لنگی ہے اسی کو میں مہر میں دیتا ہوں۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی ایک لنگی میں دو آدمی کا کس طرح گزارا ہو سکے گا۔ آخر ش ناامید ہو کر وہ شخص اٹھا حضرتؐ نے دیکھا کہ یہ شخص نہایت محتاج ہے اس کو بلایا اور فرمایا کہ تجھ کو قرآن یاد ہے اس نے کہا کہ ہاں مجھ کو فلانی فلانی سورت یاد ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ جا ہم نے تیرا نکاح اس عورت سے کر دیا قرآن کے یاد کروا دینے پر یعنی اس کو سورتیں یاد کروا دے یہی اس کا مہر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تعلیم قرآن اور کمتر سے کمتر مال بھی مہر ہو سکتا ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعیؒ کا۔ اور امام اعظمؒ کے نزدیک دس درہم سے کم مہر نہیں ہو سکتا ان کی دلیل اور حدیث ہے۔ ان کے مذہب میں اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا جب مسلمانوں کو تنگی تھی۔

تعلیم قرآن کے عوض نکاح کرنا

(۸۰۳) **ق** سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ اِذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ۔

بخاری اور مسلم میں سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جا میں نے تجھ کو اس عورت کا مالک کر دیا قرآن یاد کرانے کے بدلے پر۔

**ف** یعنی عورت کو قرآن یاد کرا دینا یہی اس کا مہر ہے۔

(۸۰۴) **ق** سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ هَلْ مَعَكَ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْاٰنِ **قَالَهُ** لِرَجُلٍ أَرَادَ أَنْ يَتَزَوَّجَ الْمَرْأَةَ الَّتِيْ عَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

بخاری اور مسلم میں سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تجھ کو کچھ قرآن یاد ہے۔ یہ حضرت نے اس مرد سے فرمایا جس نے اس عورت کے نکاح کا ارادہ کیا تھا جس نے چاہا تھا کہ حضرتؐ کے پاس رہے۔

**ف** اس کا مفصل قصہ اوپر بیان ہو چکا۔

## ولیمہ کرنے کی تاکید

(۸۰۵) **ق** اَنَسٌ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ شادی کا کھانا کر ایک ہی بکرے کا ہی۔

ف عبدالرحمن بن عوفؓ کے زردی لگی تھی حضرتؐ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے انھوں نے کہا کہ میں نے نکاح کیا ہے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی اگر میسر نہ ہو تو ایک ہی بکری میں ولیمہ ہو سکتا ہے۔

## ولیمہ کی دعوت قبول کرنا چاہیے

ولیمہ وغیرہ کی دعوت کے مسائل

(۸۰۶) ق ابُوھُرَیْرَۃَ اِذَا دُعِیَ اَحَدُکُمْ اِلَی الْوَلِیْمَۃِ فَلْیَاْتِھَا۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کوئی شادی کے کھانے کے واسطے بلایا جاوے تو وہاں جانا چاہیے۔

ف ولیمہ اس کھانے کا نام ہے کہ بعد نکاح کے جب بیوی خاوند کے گھر آوے تو اس وقت دوستوں اور برادروں کو جمع کرکے کھلاوے طعام ولیمہ سنت ہے حضرتؐ اور اصحابؓ کیا کرتے تھے بعض علما کے نزدیک ولیمے میں جانا واجب ہے نہ جاوے تو گنہگار ہووے اور بعضوں کے نزدیک مستحب ہے کھانا ضرور نہیں، کچھ عذر ہو تو نہ کھاوے۔

(۸۰۷) ق ابُوھُرَیْرَۃَ بِئْسَ الطَّعَامُ طَعَامُ الْوَلِیْمَۃِ یُدْعٰی اِلَیْھَا الْاَغْنِیَاءُ وَیُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَۃَ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ برا کھانا بیاہ کا کھانا ہے جس میں مالدار بلائے جائیں اور محتاج چھوڑے جائیں اور جو دعوت نہ قبول کرے اس نے خدا کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

ف اکثر عادت یہ ہے کہ شادی کے کھانے میں سوائے برادری اور مالداروں کے محتاجوں کو نہیں پوچھتے اس واسطے اس کو برا فرمایا تو معلوم ہوا کہ اگر محتاجوں کو بھی دیجیے تو برائی بھی دور ہو جائے۔ اور دعوت نہ قبول کرنے کو اس واسطے بد کہا کہ خدا اور رسول کی مرضی یہ ہے کہ مسلمانوں کی آپس میں محبت اور الفت حاصل رہے اور دعوت کرنا اور دعوت کا قبول کرنا سبب ہے محبت زیادہ ہونے کا پھر جب جس نے دعوت نہ قبول کی اس نے محبت توڑی تو اس نے خدا اور اس کے رسول کی مرضی چھوڑی۔

(۸۰۸) م ابُوھُرَیْرَۃَ اِذَا دُعِیَ اَحَدُکُمْ فَلْیُجِبْ فَاِنْ کَانَ صَائِمًا فَلْیُصَلِّ وَاِنْ کَانَ مُفْطِرًا فَلْیَطْعَمْ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کوئی کھانے کے واسطے بلایا جاوے تو قبول کرنا چاہیے سو اگر روزہ دار ہو تو دعوت کرنے والے کو نیک دعا کرے اور اگر بے روزہ ہو تو کھانا کھاوے۔

ف یعنی دعوت کا رد کرنا حرام ہے کھانے میں اگر عذر ہو تو اختیار ہے اور اگر دعوت میں کچھ بدعت ہو جیسے ناچ اور راگ اگر اس کے جانے سے موقوف ہو جاوے تو ضرور جاوے اور اگر نہ موقوف ہوسکے تو اس سبب سے اس عذر سے دعوت کا رد کرنا درست ہے۔

(۸۰۹) ق ابْنُ عُمَرَ اَجِیْبُوْا ھٰذِہِ الدَّعْوَۃَ اِذَا دُعِیْتُمْ لَھَا۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس دعوت کو قبول کیا کرو جبکہ اس کے واسطے بلائے جاؤ۔

ف یعنی شادی کا کھانا قبول کرنا ضرور ہے۔

## تین طلاقوں کے بعد پھر پچھلے خاوند سے نکاح کرنا درست نہیں

(۸۱۰) ق عَائِشَۃُ اَتُرِیْدِیْنَ اَنْ تَرْجِعِیْ اِلٰی رِفَاعَۃَ لَا حَتّٰی تَذُوْقِیْ عُسَیْلَتَہٗ وَیَذُوْقَ عُسَیْلَتَکِ قَالَہٗ لِامْرَأَۃِ رِفَاعَۃَ الْقُرَظِیِّ وَقَدْ طَلَّقَھَا ثَلٰثًا [ل]

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے کہ کیا تو چاہتی ہے کہ رفاعہ کے نکاح میں پھر پلٹ جاوے یہ نہیں ہے جب تک کہ تو اس دوسرے خاوند کا شہد نہ چکھے اور تیرا شہد نہ چکھے یعنی بدون صحبت کے اول خاوند سے نکاح نہیں ہے یہ حضرتؐ نے رفاعہ کی عورت سے فرمایا اور رفاعہ نے اس کو تین بار طلاق دی تھی۔

ف رفاعہ کی عورت حضرتؐ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ یا حضرتؐ میرے خاوند نے مجھ کو تین طلاقیں دیں سو میں نے عبدالرحمن بن زبیر سے نکاح کیا تو میں نے اس کو ایسا پایا جیسے کپڑے کا کھونٹ یعنی نامرد ہے تو حضرت مسکرائے اور یہ حدیث فرمائی۔ معلوم ہوا کہ تین طلاق کے بعد اول خاوند سے نکاح درست نہیں جب تک کہ دوسرا خاوند اس عورت سے صحبت نہ کر چکے اور یہی مذہب ہے سب اماموں کا۔

## ہمبستری کے وقت کی دعاء

(۸۱۱) ق اِبْنُ عَبَّاسٍ لَوْ اَنَّ اَحَدَھُمْ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّاْتِیَ اَھْلَہٗ وَقَالَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَاِنَّہٗ اِنْ یُّقَدَّرْ بَیْنَھُمَا وَلَدٌ فِیْ ذٰلِکَ لَمْ یَضُرَّہُ الشَّیْطَانُ اَبَدًا۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر مسلمانوں میں سے کوئی جب اپنی بیوی سے صحبت کا ارادہ کرے اور یہ دعا پڑھے کہ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا یعنی شروع اللہ کے نام سے الٰہی بچائے رکھ ہم کو شیطان سے ہماری اولاد کو سو البتہ اگر جورو خاوند کے درمیان اس صحبت میں کوئی لڑکا قسمت میں ہوگا تو اس کو شیطان ہرگز ضرر نہ پہنچا سکے گا۔

ف معلوم ہوا کہ صحبت داری سے غرض اولاد کی رکھے صرف آبریزی اور شہوت رانی ہی منظور نہ ہو اور سنت ہے کہ اس دعا کو اس وقت پڑھ لیا کرے کہ اگر اولاد ہو تو بابرکت ہو۔

## شوہر اپنی بیوی کو ہمبستری کیلئے بلائے تو انکار نہ کرنا چاہیے

(۸۱۲) ق اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا مِنْ رَّجُلٍ یَّدْعُوْا امْرَأَتَہٗ اِلٰی فِرَاشِہٖ فَتَاْبٰی عَلَیْہِ اِلَّا کَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ سَاخِطًا عَلَیْھَا حَتّٰی یَرْضٰی عَنْھَا۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا قسم اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ کوئی مرد ایسا نہیں جو بلاوے اپنی بیوی کو لیٹنے کے واسطے پھر وہ انکار کرے مگر کہ اس پر غصے رہے گا آسمان والا یہاں تک کہ وہ مرد اس سے راضی ہو۔

ف یعنی عورت کو خاوند سے اس کام میں انکار کرنا درست نہیں کہ اس سے خدا ناخوش ہوتا ہے۔

(۸۱۳) ھ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ اِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَۃُ ھَاجِرَۃً فِرَاشَ زَوْجِھَا لَعَنَتْھَا

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب رات کو علیحدہ سوتی ہے عورت، خاوند کا بستر

[ل] عسیلہ کی تصغیر شہد کا ذکر جو فقہ میں نہایت مشہور ہے۔ (چشتی)

لملآئکۃ حتی تصبح۔ چھوڑ کر یعنی خاوند سے روٹھ کے تو فرشتے اس کو فجر تک لعنت کیا کرتے ہیں۔

ف اس واسطے لعنت کرتے ہیں کہ عورت پر خاوند کی اطاعت اور رضامندی فرض ہے۔

(۸۱۴) ق ابو ھریرۃ اذا دعا الرجل امرأتہ الی فراشہ فابت ان تجیئ فبات غضبان لعنتھا الملآئکۃ حتی تصبح۔ بخاری اور مسلم میں ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب بلایا مرد نے اپنی بیوی کو اپنے بچھونے پر پھر اس نے آنے سے انکار کیا سو خاوند رات بھر غصے میں رہا تو اس عورت کو رات بھر فرشتے لعنت کرتے ہیں۔

## عورت کو شوہر کا راز افشا کرنے کی ممانعت

(۸۱۵) م ابو سعید ان من شر الناس عند اللہ منزلۃ یوم القیمۃ ویروی من اعظم الامانۃ عند اللہ یوم القیمۃ الرجل یفضی الی امرأتہ وتفضی الیہ ثم ینشر سرھا۔ مسلم میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ سب آدمیوں سے بہت برا آدمی خدا کے نزدیک مرتبے میں قیامت کے دن۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ امانت کا بڑا خیانت کرنے والا خدا کے نزدیک قیامت کے دن وہ مرد ہے کہ جو اپنی بیوی سے صحبت داری کرے اور بیوی اس سے صحبت داری کرے پھر اس کے بھید کو مشہور کرے۔

ف یعنی لوگوں سے بیان کرے کہ ہم نے اتنے بار جماع کیا یا اتنی دیر کیا کہ یہ کمال بیحیائی ہے اور نہایت گناہ۔

## عزل (ہمبستری کے وقت منی باہر ٹپکانا) کی ممانعت

(۸۱۶) م جابرؓ اعزل عنھا ان شئت فانہ سیأتی ما قدر لھا مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تیرا جی چاہے تو انزال کے وقت اپنی لونڈی سے علیحدہ ہو جایا کر سو بات تو یہ ہے کہ جو اس کے مقدر میں ہے سو ہونا ہے یعنی اگر اس کے اولاد ہونی ہے تو ضرور ہوگی یہ تدبیر کچھ کام نہ آویگی۔

ف ایک شخص نے عرض کیا کہ میرے پاس ایک لونڈی ہے میں نہیں چاہتا کہ اس سے اولاد ہو اگر اجازت ہو تو انزال کے وقت اس سے علیحدہ ہو جایا کروں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی بعد اس کے وہ شخص پھر آیا اور اس نے کہا کہ یا حضرتؐ اس کو تو حمل رہ گیا حضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے تو یہ بھی کہہ دیا تھا۔

(۸۱۷) خ ابو سعید ما من نسمۃ کائنۃ الی یوم القیمۃ الا وھی کائنۃ۔ بخاری میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی روح ہونے والی قیامت تک نہیں مگر کہ وہ اس جہان میں پیدا ہوگی۔

ف یعنی جتنی روحیں خدا کے علم میں ہیں وہ اس عالم میں ضرور پیدا ہوں گی ایسا نہیں ممکن کہ ان میں سے کوئی بچ رہے اور یہ جو بعضے کہتے ہیں کہ بہت روحیں قالب میں نہ آویں گی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غلط مشہور ہے۔ حضرتؐ نے یہ حدیث اس وقت فرمائی تھی کہ جب اصحابؓ نے عرض کیا تھا کہ ہم نہیں چاہتے کہ لونڈیوں سے اولاد ہو۔ اگر حکم ہو تو صحبت کیا کریں اور انزال کے وقت علیحدہ ہو جایا کریں۔ مطلب حدیث کا

غ صحیح ف مسلم فی حکم العزل ج ۱ ص ۴۶۴ شرح ۳۱۲ (حبشی)

یہ ہے کہ یہ تمہارا خیال خام ہے جو ہونے والی روح ہے وہ ضرور ہوگی اور تمہاری تدبیر کچھ نہ چلے گی۔

## گرفتار شدہ لونڈی اگر حاملہ ہو تو بغیر وضع حمل صحبت کی ممانعت

(۸۱۸) م أَبُو الدَّرْدَاءِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَلْعَنَهُ لَعْنًا يَدْخُلُ مَعَهُ قَبْرَهُ كَيْفَ يُوَرِّثُهُ وَهُوَ لَا يَحِلُّ لَهُ كَيْفَ يَسْتَخْدِمُهُ وَهُوَ لَا يَحِلُّ لَهُ۔

مسلم میں ابو درداء سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ میں نے ارادہ کیا کہ پیٹ پھولی لونڈی سے صحبت کرنے والے پر ایسی لعنت کروں کہ اس کے ساتھ اس کی قبر میں گھس جاوے کیونکر اس لڑکے کو اپنا وارث کریگا اور حالانکہ وہ اس کو حلال نہیں کیونکر اس لڑکے کو اپنا خدمت گار بناوے گا حالانکہ وہ اس کو حلال نہیں۔

**ف** اس حدیث کا سبب یہ ہے کہ لوٹ میں ایک لونڈی آئی تھی اس کا پیٹ پھولا تھا حضرتؐ نے پوچھا کہ یہ کس کی لونڈی ہے لوگوں نے کہا کہ فلانے شخص کی ہے۔ حضرتؐ نے پوچھا کہ اس کا مالک اس سے صحبت بھی کرتا ہے لوگوں نے کہا کہ ہاں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی اس کا تو پیٹ پھولا ہے اور لڑکا پیدا ہوا سو اگر مالک نے اس کو اپنا بیٹا بنایا اور شاید اس کو اول خاوند کا حمل ہو تو اس نے کافر کے بیٹے کو اپنا وارث ٹھہرایا اور حالانکہ کافر و مسلمان میں وراثت نہیں اور اگر مالک نے اس کو اپنا بیٹا نہ کہا اور شاید یہ نطفہ مالک ہی کا ہو تو اس کو غلام بنانا اور اس سے غلام کی طرح خدمت لینا کیونکر درست ہوگا۔ خلاصہ یہ ہے کہ نسب کا خلط کرنا درست نہیں اسی واسطے اجنبی عورت سے خواہ لونڈی ہو خواہ طلاقی بدون حیض یا بے لڑکا پیدا ہوئے صحبت کرنا درست نہیں تاکہ نطفے میں شبہ نہ پڑے۔

## دودھ پلانے والی عورت سے شوہر صحبت کر سکتا ہے

(۸۱۹) م أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ لَوْ كَانَ ذَالِكَ ضَارًّا ضَرَّ فَارِسَ وَالرُّومَ يَعْنِي الْعَزْلَ عَنِ الْمَرْأَةِ۔

مسلم میں اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر یہ ضرر کرتا تو فارسیوں اور رومیوں کو بھی ضرر کرتا یعنی دودھ پلانے والی عورت سے صحبت کرنا۔

**ف** ایک شخص نے کہا کہ میں اپنی عورت سے صحبت کرکے باہر انزال کرتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تو کس واسطے یہ کرتا ہے اس نے کہا کہ میری عورت لڑکے کو دودھ پلاتی ہے میں ڈرتا ہوں کہ حمل رہنے سے لڑکے کو کچھ ضرر نہ ہووے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی اگر اس میں کچھ ضرر ہوتا تو فارسیوں اور رومیوں کی اولاد کو ضرر کرتا حالانکہ وے لوگ دودھ پلانے والی عورتوں سے صحبت کرتے ہیں اور حمل بھی رہتا ہے اور کچھ ان کی اولاد کو ضرر نہیں ہوتا معلوم ہوا کہ امور دنیاوی میں تجربہ حجت ہے۔

(۸۲۰) م جُدَامَةُ بِنْتُ وَهْبٍ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَنْهَى عَنِ الْغِيلَةِ حَتَّى ذَكَرْتُ أَنَّ الرُّومَ وَفَارِسَ يَصْنَعُونَ ذَالِكَ فَلَا يَضُرُّ أَوْلَادَهُمْ۔

مسلم میں جدامہ بنت وہبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا کہ دودھ پلانے والی عورت کی صحبت سے منع کردوں یہاں تک کہ مجھ کو یاد آیا کہ روم اور ایران کے لوگ ایسا کرتے ہیں سو ان کی اولاد کو کچھ ضرر نہیں کرتا ہے۔

ف عرب لوگ دودھ پلانے والی عورت سے صحبت کرنا بُرا جانتے تھے اور اطبا بھی بخیال ضرر لڑکے کے منع کرتے ہیں اسیواسطے حضرتؐ نے بھی منع کرنے کا ارادہ کیا تھا پھر جب دیکھا کہ ایران اور روم میں یہ معمول ہے اور اولاد کو کچھ ضرر نہیں ہوتا تو تجربے سے معلوم ہوا کہ یہ بات واجب الامتناع نہیں صرف ایک ضعیف احتمال پر کیوں جوان مرد تکلیف اٹھا دیں مبادا کہ حرام کاری میں گرفتار ہوں۔

## دو سال کے بعد دودھ پینا معتبر نہیں

(۸۲۱) خ عَائِشَۃُ اِنَّمَا الرَّضَاعَۃُ مِنَ الْمَجَاعَۃِ۔

بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ شیر خوارگی تو صرف بھوک سے ہے۔

ف یعنی جس شیر خوارگی سے نکاح حرام ہوتا ہے تو اس کا اعتبار طفلی تک ہے کہ چھوٹے لڑکے کی بھوک بے دودھ نہیں جاتی اور اگر جوان آدمی کسی عورت کا دودھ پیوے تو اس کا اعتبار نہیں وہ نکاح کو نہیں روکتا۔

## دودھ پلانے والی عورت کی گواہی کا حکم

(۸۲۲) م عُقْبَۃُ بْنُ الْحَارِثِ کَیْفَ وَقَدْ زَعَمَتْ اَنْ قَدْ اَرْضَعَتْکُمَا وَیُرْوٰی کَیْفَ وَقَدْ قِیْلَ دَعْہَا عَنْکَ قَالَہٗ لَہٗ حِیْنَ تَزَوَّجَ اُمَّ یَحْیٰی بِنْتَ اَبِیْ اِہَابِ بْنِ عَزِیْزٍ فَجَاءَتْ امْرَاَۃٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ قَدْ اَرْضَعْتُکُمَا۔

مسلم میں عقبہ بن حارث سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ کیونکر ہوگا اور حالانکہ وہ کہتی ہے کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا اور دوسری روایت یوں ہے کہ یہ کیونکر ہوگا اور حالانکہ شیر خوارگی کی گفتگو ہوئی اس عورت کو اپنے نکاح سے چھوڑ دے۔ حضرتؐ نے عقبہ سے فرمایا جبکہ اس نے ام یحییٰ ابی اہاب بن عزیز کی بیٹی سے نکاح کیا پھر ایک سیاہ عورت آئی اس نے کہا کہ میں نے تم دونوں بیوی خاوند کو دودھ پلایا تھا

ف جب اس عورت نے یہ کہا تو عقبہ نے کہا کہ مجھکو معلوم نہیں کہ میں نے تیرا دودھ پیا ہو پھر اپنی بیوی کے لوگوں سے پوچھا انھوں نے بھی انکار کیا۔ پھر عقبہ نے حضرتؐ سے کہا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ امام مالک کا یہی مذہب ہے کہ فقط ایک عورت کے قول سے رضاعت یعنی شیر خوارگی ثابت ہو جاتی ہے لیکن اور اماموں کے مذہب میں ایک عورت کے قول کا کچھ اعتبار نہیں یا دو مرد کہیں یا ایک مرد اور دو عورتیں تو ان کے نزدیک اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ حضرتؐ نے یہ حکم ازراہِ احتیاط اور تقوی فرمایا نہ ازراہِ فتوی۔

## جو رشتے نکاح سے حرام ہوتے ہیں وہی رشتے دودھ سے حرام ہوتے ہیں

(۸۲۳) خ عَائِشَۃُ اِنَّ الرَّضَاعَۃَ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَۃُ۔

بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا دودھ پینا نکاح کو حرام کرتا ہے جیسے پیدائش کا رشتہ حرام کرتا ہے

ف یعنی جہاں جہاں نسب کے سبب نکاح نہیں درست، وہاں دودھ پینے کی جہت سے بھی نکاح درست نہیں جیسے ماں اور بہن سے نکاح حرام ہے ویسے دایہ اور دایہ کی بیٹی سے بھی نکاح منع ہے اسی طرح اور بھی قیاس کیا چاہیے دودھ پلانے کا بڑا حق ہے دایہ اور اس کے لوگوں سے سلوک کرنا سنت ہے۔

غ صحیح: بخاری ج ۲ ص ۷۶۴۔

## حرمت کا سبب نسبی تعلق ہے

(۸۲۴) خ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنْتَ اَخِيْ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ وَكِتَابِهٖ وَهِيَ لِيْ حَلَالٌ قَالَهٗ لِاَبِيْ بَكْرٍ لَمَّا خَطَبَ عَائِشَةَ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ اِنَّمَا اَنَا اَخُوْكَ كَذَا وَقَعَ مُرْسَلًا وَهُوَ مِنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

بخاری میں عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا تو میرا بھائی ہے خدا کے دین اور خدا کی کتاب میں اور وہ یعنی عائشہؓ مجھ کو حلال ہے یہ حضرتؐ نے ابی بکر صدیقؓ سے فرمایا جبکہ اپنے ساتھ حضرت عائشہؓ کے نکاح کا پیغام دیا تو ابی بکر صدیقؓ نے کہا کہ یا حضرتؐ میں تو آپ کا بھائی ہوں یہ حدیث اسی طرح مرسل آئی ہے یعنی عروہ تابعی نے صحابی کا نام ذکر نہیں کیا اور حقیقت میں یہ حدیث حضرت عائشہؓ کی روایت سے ہے وے حضرتؐ سے نقل کرتی ہیں۔

ف ابی بکر صدیقؓ نے حضرت عائشہؓ کی منگنی کے وقت یہ عذر کیا کہ حضرتؐ مجھ کو بھائی فرمایا کرتے ہیں سو بھائی کی بیٹی سے نکاح کیونکر درست ہوگا حضرتؐ نے جواب دیا کہ ہماری اور تیری دینی برادری ہے اس سے حرمت ثابت نہیں ہوتی حرمت کا سبب تو نسبی برادری ہے۔

## نکاح نہ کرنے اور خصی ہونے کی ممانعت

(۸۲۵) خ اَبُوْ هُرَيْرَةَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا اَنْتَ لَاقٍ وَتَمَامُهٗ فَاخْتَصِ عَلٰى ذٰلِكَ اَوْ ذَرْ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خشک ہو چکا قلم اس پر جس کا تو ملنے والا ہے اور اس حدیث کی تمامی یہ ہے سو خصی بن اس بات پر یا چھوڑ دے خصی ہونے کو۔

ف ابوہریرہؓ نے کہا کہ یا حضرتؐ میں جوان ہوں اور مجرد اگر اجازت ہو تو فوطے کاٹ کر خصی ہو جاؤں تاکہ زنا اور حرام سے بچوں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی جو تیری قسمت میں ہونا ہے سو قلم تقدیر اس کو لکھ چکا یہ تیرا خیال بے فائدہ ہے تقدیر کے آگے تدبیر کچھ نہیں چلتی۔

## عورت کو حق ہے کہ وہ چاہے تو اپنا نفس کسی کو بخش دے

(۸۲۶) خ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ مَا لِيَ الْيَوْمَ فِي النِّسَاءِ مِنْ حَاجَةٍ قَالَهٗ لِامْرَأَةٍ عَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَيْهِ۔ [1]

بخاری میں سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مجھ کو تو آج عورتوں کی طرف کچھ حاجت اور ضرورت نہیں یہ حضرتؐ نے اس عورت کو کہا تھا جس نے اپنی ذات کو حضرتؐ کے سامنے کیا۔

ف خدا نے حکم کیا تھا کہ جو عورت بے خاوندوالی بدون مہر کے اپنی ذات پیغمبر کو بخشے تو حضرتؐ پر وہ عورت حلال تھی۔ ایک بار ایک عورت نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے اپنی ذات حضرتؐ کو بخشی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی عورت کی مجھ کو کچھ حاجت نہیں۔ ہندوستان میں نصاریٰ اس وقت میں مسلمانوں پر طعنہ دیتے ہیں کہ تمہارے پیغمبر کی نو بیبیاں تھیں بلکہ تمام عالم کی عورتیں اپنے واسطے حلال کرلی تھیں اور حالانکہ پیغمبروں کو عورتوں کی طرف خواہش نہیں ہوتی اس کا جواب یہ ہے کہ اگر عورت سے

(حاشیہ: نصرانیوں کے اس شبہ کا رد کہ حضورؐ کی بہت سی بیبیاں تھیں۔)

[1] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "منگنی کرنیوالے کو ولی سے یہ کہنا کہ فلانی عورت کی میری شادی کردو جائز ہے" میں ذکر کیا ہے۔ رحیمیؔ

[ع]ورت کرنا عمدہ کمال آدمی کا ہوتا تو سب جہان کے نامرد اور ہیجڑے پیغمبر بن جاتے بلکہ خود آدمی کا نشان دنیا میں [نہ] ہوتا اس واسطے کہ اول حضرت آدمؑ سے نکاح کی سنت جاری ہوئی بلکہ خود انجیل کے اندر پولس حواری نے [اپنے] مکتوب میں جو عبریوں کو لکھا یوں کہا ہے کہ تمام خلق میں نکاح کرنا معزز اور افضل ہے اور مشہور ہے کہ حضرت [دا]ؤد کی ننانوے بیبیاں تھیں اور توریت میں موجود ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی تین عورتیں تھیں سارا۔ ہاجرا اور نطورا۔ [او]ر حضرت موسیٰؑ کی دو عورتیں تھیں ایک صفورا اور دوسری حبشی عورت اور حضرت یعقوبؑ کی چار عورتیں تھیں [دو] بیبیاں اور دو حرم۔ سو اگر عورتیں کرنا پیغمبروں کی شان کے خلاف ہوتا تو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت یعقوبؑ [او]ر حضرت موسیٰؑ اور حضرت داؤدؑ کیوں کرتے اور باوجودیکہ خدا نے ہمارے پیغمبر پر بے خاوند والی عورتیں جو خوشی [س]ے بدون مہر اپنی ذات بخشیں حلال کی تھیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پھر بھی حضرت قبول نہ کرتے تھے [پ]ھر باوجود میسر ہونے اور اجازت الٰہی کے کنارہ کرنا دلیل ہے کمال عفت اور پاکیزگی کی۔ غرض کہ نصاریٰ کی [اک]ثر اعتراضیں بھی جو دینِ محمدی پر کرتے ہیں اسی طرح واہی تباہی ہیں اگر تھوڑا بھی شعور دار آدمی ہو تو بخوبی ان کی واہیی کرے اس کے واسطے کچھ زیادہ علم کی حاجت نہیں۔

## حضورؐ کا ارشاد ان من البیان لسحرا

(۸۲۷) خ عَلِیٌّ اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا ۔ لہ

بخاری میں حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر بعضا بیان تو جادو ہوتا ہے یعنی جیسے جادو سے آدمی لوٹ پوٹ ہو جاتا ہے ویسی بعضے آدمی کی تقریر ہوتی ہے۔

ف مصابیح میں روایت ہے کہ مشرق سے دو آدمی آئے انھوں نے حضرتؐ کے روبرو خطبہ پڑھا لوگ[وں] کو ان کی خوش تقریری سے بڑا تعجب ہوا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ علمائے حدیث نے کہا ہے کہ اگر باطل [با]ت میں خوش تقریری کرے تو حرام ہے اور حق بات میں پسند ہے۔

## شادی میں خوشی منانا چاہیے

(۸۲۸) خ عَایِشَۃُ یَا عَایِشَۃُ مَا کَانَ مَعَکُمْ لَھْوٌ فَاِنَّ الْاَنْصَارَ یُعْجِبُھُمُ اللَّھْوُ ۔ لہ

بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عائشہ تمہارے پاس کھیل نہ تھا اس واسطے کہ انصار کو کھیل خوش معلوم ہوتا ہے۔

ف حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے ایک عورت کی ایک انصاری مرد سے شادی کردی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ کھیل فرمایا دف بجانے کو اور شعر گانے کو۔ معلوم ہوا کہ نکاح میں دف بجانا [ح]لال ہے بشرطیکہ دف میں جھانجھ نہ ہو اور راگ کا مضمون خلاف شرع نہ ہو۔

## سری پائے کھلانے کی دعوت جائز ہے

(۸۲۹) خ اِبْنُ عُمَرَ اِنْ دُعِیتُمْ اِلٰی

بخاری میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تم

---

لہ امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان "خطبۂ نکاح کا بیان" میں ذکر کیا ہے۔ بخاری میں یہ حدیث حضرت عمرؓ سے مروی ہے حضرت علیؓ سے نہیں

لہ امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان "عورتوں کا دلہن کو شوہر کے پاس بھیجنا" میں ذکر کیا ہے۔ (حشی)

كُرَاعٍ فَأَجِيبُوا۔ لـه — دعوت میں صرف بکری کے پاؤں کی نلی کی طرف بلایا جاؤ تو بھی قبول کر

**ف** یعنی دعوت قبول کرنا واجب ہے اگرچہ نہایت حقیر اور ناچیز کھانا ہووے۔

## غیرت کا بیان

(۸۳۰) **خ** أَنَسٌ غَارَتْ أُمُّكُمْ — بخاری میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رشک کیا یعنی جہل کی تمہاری ماں نے۔

**ف** حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کسی بی بی کے گھر میں تھے دوسری بی بی نے ایک پیالے میں کھانا بھیجا گھر والی بی بی نے اپنا ہاتھ مارا پیالہ گر پڑا اور ٹوٹ گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کھانے کو پیالے میں سمیٹ کر رکھتے جاتے تھے اور یہ حدیث فرماتے تھے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے عوض میں دوسرا ثابت پیالہ دیا۔ بعضی روایت میں آیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانا بھیجا۔ رشک کرنا عورتوں میں پیدائشی چیز ہے خصوصاً سوتوں میں۔ شرع میں اس پر پکڑ نہیں اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان پر کچھ غصہ نہ کیا۔

## اگر کوئی عورت کسی عورت کے پاس آئے تو اس کا نقشہ اپنے شوہر سے نہ بیان کرے

(۸۳۱) **ق** ابْنُ مَسْعُودٍ لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا۔ — بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ لگاوے بدن ایک عورت دوسری عورت سے پھر بیان کرے اس کی شکل اور صورت کو اپنے خاوند سے اس طرح کہ گویا وہ اس کو دیکھتا ہے۔

**ف** جب عورت دوسری عورت کی ساری کیفیت اپنے خاوند سے کہے گی تو اس کو اس کا شوق پیدا ہوگا پھر خدا جانے کیا کیا فساد ہوں اس واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منع فرمایا۔ غور کیا چاہیے کہ شریعت میں کیا کیا دور اندیشی ہے چنانچہ اسی واسطے اجنبی عورت کے ساتھ سفر اور تنہائی شرع میں منع ہے۔

## مرد کا یہ کہنا کہ میں آج رات اپنی تمام عورتوں سے صحبت کروں گا

(۸۳۲) **ق** أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ بِمِائَةِ امْرَأَةٍ تَلِدُ كُلُّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ غُلَامًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ الْمَلَكُ قُلْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَلَمْ يَقُلْ وَنَسِيَ فَأَطَافَ بِهِنَّ وَلَمْ تَلِدْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ نِصْفَ إِنْسَانٍ لَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَمْ يَحْنَثْ وَكَانَ أَرْجَى لِحَاجَتِهِ وَيُرْوَى تِسْعِينَ وَيُرْوَى سَبْعِينَ۔ — بخاری اور مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلیمان بن داؤد نے کہا کہ آج کی رات سو عورتوں پر گھوموں گا یعنی ان سے صحبت کروں گا کہ ان میں سے ہر ایک عورت لڑکا جنے گی جو راہ خدا میں جہاد کریگا تو فرشتے نے اس سے کہا کہ کہہ لے کہ اگر اللہ چاہے گا سو انشاء اللہ نہ کہا اور کہنا بھول گیا پھر ان عورتوں پر گھوما سو اُن میں سے کوئی نہ جنی مگر ایک عورت آدھا آدمی جنی۔ اگر سلیمان انشاء اللہ کہتا تو اس کی بات پوری ہوتی اور اپنے مطلب کا امیدوار تر ہوتا اور ایک روایت میں سو عورت کے بدلے نوے عورت کا ذکر ہے اور دوسری روایت میں ستر۔

**ف** جب لوگوں نے جہاد میں سستی کی تب حضرت سلیمان علیہ السلام نے کثرت اولاد کی آرزو کی کہ جہاد میں غیر ...

لـه صحیح بخاری میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ الفاظ مروی ہیں اجیبوا ھذہ الدعوۃ اذا دعیتم لہا۔ (رحیمی)

کی حاجت ستھے ہے مگر انشاء اللہ کہنا بھول گئے مراد نہ پوری ہوئی۔ معلوم ہوا کہ جب کسی کام کا ارادہ کرے تو انشاء اللہ ضرور کہہ لیوے اس واسطے کہ بدون خدا کی مدد کے آدمی سے کوئی کام نہیں ہو سکتا پیغمبر ہو یا ولی حکیم ہو یا بادشاہ۔

## اگر سفر میں طویل مدت گذر چکی ہو تو رات میں اچانک گھر نہ آنا چاہیئے

(۸۳۳) ق جابرؓ اِذَا اَطَالَ اَحَدُكُمُ الْغَيْبَةَ فَلَا يَطْرُقُ اَهْلَهُ لَيْلًا۔

بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کوئی سفر میں گھر سے زیادہ غائب رہا ہو تو اپنے گھر والوں میں رات کو نہ آوے یعنی دن کو گھر میں آوے۔

ف دن کے آنے میں بہت فائدے ہیں کہ عورت اس کی پاکی لے ڈالے غسل کرے کپڑے بدلے تاکہ خاوند کو نفرت نہ ہو اور خاوند بھی نہا دھو کر صفائی حاصل کرے کہ عورت کو نفرت نہ ہو اور دن میں عمدہ کھانے کا سامان ہو سکتا ہے رات کے آنے میں کچھ نہیں ہو سکتا۔ نقل ہے کہ ایک شخص اپنی عورت کو حاملہ چھوڑ کر سفر کو گیا سولہ برس کے بعد رات کے وقت گھر میں آیا بیٹا جوان ہوا تھا اپنی ماں کے پاس بیٹھا تھا۔ اس شخص کو گمان بد ہوا کہ عورت حرام کار ہے اپنے یار کو لئے بیٹھی ہے۔ اس کمبخت نے بے تامل اپنے بیٹے کو مار ڈالا۔ پھر جب حقیقت حال معلوم ہوا تو اپنے سر کو پیٹا سو اگر دن کو آتا تو یہ حال نہ ہوتا اس واسطے کہ حضرتؐ نے مسافر کو منع فرمایا کہ رات کے وقت گھر میں نہ آوے۔ اسی طرح شریعت کے حکموں میں ہزاروں فائدے دینی اور دنیوی ہیں وقت پر ان کی خوبیاں ظاہر ہوتی ہیں

## مرد کا بیماری کے ایام میں دوسری بیوی کے پاس گذارنا درست ہے

(۸۳۴) ق عَائِشَةُ اَيْنَ اَنَا غَدًا اَيْنَ اَنَا غَدًا قَالَهُ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں کل کہاں ہوں گا میں کل کہاں ہوں گا یہ حضرتؐ نے اس بیماری میں فرمایا جس میں انتقال ہوا۔

حضرت عائشہؓ کے ساتھ حضرتؐ کی محبت کا ذکر

ف حضرتؐ کا دستور تھا کہ ایک ایک دن سب بیبیوں کے گھر رہتے تھے۔ لیکن حضرت عائشہؓ کو سب سے زیادہ چاہتے تھے جب مرض الموت میں بیمار ہوئے تب یہ حدیث فرمائی یعنی کل کس بی بی کی باری ہوگی۔ اس کلام سے بیبیاں سمجھیں کہ حضرتؐ کا دل یہی چاہتا ہے کہ حضرت عائشہؓ کے گھر میں رہیں۔ سب نے خوشی سے اجازت دی کہ آپ عائشہؓ کے گھر میں رہیں ہم نے اپنی باری معاف کی۔ حضرت نہایت خوش ہوگئے پھر وہیں رہے اور وہیں انتقال کیا اور وہیں دفن ہوئے اس حدیث سے بڑی فضیلت حضرت عائشہؓ کی ثابت ہوئی۔

# نفقہ کے احکام

## عورت کو اپنے شوہر کی کمائی سے خرچ کرنے کا ثواب

(۸۳۵) مُ عَائِشَةُ اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا مِنْ غَيْرِ اَمْرِهِ فَلَهَا نِصْفُ اَجْرِهِ۔ [۱]

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب راہ خدا میں عورت اپنے خاوند کی کمائی سے خرچ کرے بدون اس کے کہے تو عورت کو خاوند کے آدھے ثواب کے برابر ثواب ملے گا۔

ف خرچ کرے بدون کہے یعنی اس کے خاوند نے نہ منع کیا تھا نہ اجازت دی تھی۔

غ صحیح یہ حدیث اگرچہ تھوڑے بہت الٹ پھیر کے ساتھ مسلم میں بھی ہے مگر ان الفاظ کے ساتھ بخاری ہی میں ہے

[۱] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان «اگر عورت کا شوہر کہیں چلا جائے تو بچہ کا نفقہ کس طرح خرچ کرنا چاہیے» میں ذکر کیا ہے (حشی)

# رضاعت کے احکام

## جو رشتے نسب سے حرام ہوتے ہیں وہی رشتے دودھ سے حرام ہوتے ہیں

(۸۳۶) م ام سلمۃ ان حمزۃ اخی من الرضاعۃ۔ مسلم میں حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر حمزہ میرا دودھ شریک بھائی ہے۔

ف امیر حمزہؓ حضرتؐ کے چچا تھے لوگوں نے حضرتؐ سے کہا کہ آپ حمزہ کی بیٹی سے نکاح کیجیے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ یعنی دودھ کے رشتے سے وہ میری بھتیجی ہوئی تو نکاح درست نہیں۔

(۸۳۷) م علیؓ انہا لا تحل لی انہا ابنۃ اخی من الرضاعۃ یعنی بنت حمزۃ۔ مسلم میں علی مرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر امیر حمزہ کی بیٹی مجھ کو حلال نہیں وہ تو میرے دودھ شریکے بھائی کی بیٹی ہے۔

ف حضرت امیر حمزہؓ حضرتؐ کے چچا تھے لیکن حمزہؓ اور حضرتؐ نے ایک عورت کا دودھ پیا تھا تو بھائی ہوگئے اور ان کی بیٹی بھتیجی حضرتؐ کی ہوئی۔ حضرت علی مرتضیٰ سے روایت ہے کہ میں نے حضرتؐ سے کہا کہ آپ قریش کی عورتوں سے اکثر نکاح کرتے ہیں ہمارے خاندان سے کیوں نہیں کرتے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تمہارے خاندان میں کوئی ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں حمزہ کی بیٹی موجود ہے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔

(۸۳۸) ق ام حبیبۃ بنت ابی سفیان لو انہا لم تکن ربیبتی فی حجری ما حلت لی انہا ابنۃ اخی من الرضاعۃ ارضعتنی واباہا ثویبۃ فلا تعرضن علی بناتکن ولا اخواتکن یعنی درۃ بنت ابی سلمۃ قالہ لہا لما عرضت علیہ اختہا عزۃ۔ بخاری اور مسلم میں حضرت ام حبیبہؓ ابوسفیان کی بیٹی سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اگر درہ میری بی بی کی لڑکی میری گود کی پالی نہ ہوتی تو بھی میرے واسطے حلال نہ ہوتی۔ مقرر درہ تو میرے دودھ شریکے بھائی کی بیٹی ہے مجھ کو اور اس کے باپ کو ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے دودھ پلایا ہے۔ سو اپنی میری بیبیو! اپنی لڑکیوں اور اپنی بہنوں کے نکاح کرنے کو میرے ساتھ نہ کہا کرو۔ یہ حضرتؐ نے حضرت ام حبیبہؓ سے کہا جبکہ انھوں نے اپنی بہن عزہ کے نکاح کو حضرتؐ سے کہا تھا۔

ف حضرت ام حبیبہؓ نے حضرتؐ سے کہا کہ یا حضرتؐ میری بہن ہے جن کا عزہ نام ہے آپ نکاح کیجیے حضرتؐ نے نہ مانا اس واسطے کہ جورو کی حیات میں سالی سے نکاح کرنا درست نہیں پھر حضرت ام حبیبہ نے کہا کہ یا حضرتؐ میں نے سنا ہے کہ ابوسلمہ کی بیٹی سے جن کا درہ نام ہے آپ نکاح کیا چاہتے ہیں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی یہ غلط بات ہے کہ اول تو درہ میری ربیبہ ہے یعنی ام سلمہ کی لڑکی ہے اور دوسرے دودھ کے رشتے سے میری بھتیجی ہے نکاح کی کون صورت ہے۔

(۸۳۹) ق ابن عباسؓ یحرم من الرضاعۃ ما یحرم من النسب۔[۱] بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نکاح حرام ہو جاتا ہے دودھ پینے سے جو نکاح کہ حرام ہوتا ہے نسب سے

---

[۱] حدیث مذکور صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نہیں۔ (چشتی)

**ف** یعنی جیسے سگی ماں اور بہن اور خالہ اور عمہ سے نکاح درست نہیں ویسے ہی دودھ کے رشتے سے نکاح درست نہیں۔ باقی تفصیل فقہ میں دیکھنا چاہیے۔

(۸۴۰) **ق** عَايِشَةُ اِئْذَنِيْ لَهُ فَاِنَّهُ عَمُّكِ تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ يَعْنِيْ اَفْلَحَ اَخَا اَبِي الْقُعَيْسِ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے افلح ابو قعیس کے بھائی کے حق میں حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اس کو آنے دے اس واسطے کہ وہ تیرا شیر نوشی کے رشتے سے چچا ہے تیرا داہنا ہاتھ خاک آلودہ ہو اگر تو حکم نہ مانے۔

**ف** حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے ابو قعیس کی بیوی کا دودھ پیا تھا جب عورتوں کو پردے کا حکم ہوا تو افلح ابو قعیس کا بھائی میرے دروازے پر آیا اور اس نے گھر میں آنے کی اجازت مانگی میں نے کہا واللہ میں اس کو اجازت نہ دوں گی جب تک کہ حضرتؐ اجازت نہ دیں گے اس واسطے کہ مجھ کو ابو قعیس نے دودھ نہیں پلایا بلکہ اس کی بیوی نے پلایا جب حضرتؐ گھر میں تشریف لائے تب میں نے یہ حال حضرتؐ سے عرض کیا اس وقت حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ اسی واسطے حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں کہ جو نسب سے حرام ہے وہ شیر خوارگی سے بھی حرام ہے۔ معلوم ہوا کہ دایہ کے خاوند اور اس کے بھائی اور دایہ کی اولاد سے عورت کو پردہ کرنا ضرور نہیں کہ وے محرم ہو گئے۔

## ایک دو چسکی لینے سے دودھ کا رشتہ ثابت نہیں ہو جاتا

(۸۴۱) **م** اُمُّ الْفَضْلِ لَا تُحَرِّمُ الْاِمْلَاجَةُ وَلَا الْاِمْلَاجَتَانِ۔

مسلم میں ام الفضلؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ دودھ کا ایک بار یا دو بار چوسنا نکاح کو حرام نہیں کرتا۔

**ف** امام شافعیؒ کے مذہب میں پانچ بار دودھ چوسنے سے نکاح منع ہے ایک دو بار سے نہیں۔ بموجب اس حدیث کے اور امام اعظمؒ کے نزدیک ایک بار دو بار سے بھی نکاح منع ہے اس واسطے کہ قرآن میں مطلق ہی ایک بار دو بار کی قید نہیں۔ واللہ اعلم۔

(۸۴۲) **م** عَايِشَةُ لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَلَا الْمَصَّتَانِ۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ایکبار دو بار دودھ کا چوسنا نکاح حرام نہیں کرتا۔

## بڑے آدمی کو دودھ پلانا

(۸۴۳) **ق** عَايِشَةُ اَرْضِعِيْهِ تَحْرُمِيْ عَلَيْهِ وَيَذْهَبُ الَّذِيْ فِيْ نَفْسِ اَبِيْ حُذَيْفَةَ قَالَهُ لِسَهْلَةَ بِنْتِ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو حِيْنَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَرٰى فِيْ وَجْهِ اَبِيْ حُذَيْفَةَ مِنْ دُخُوْلِ سَالِمٍ فَقَالَ اَرْضِعِيْهِ قَالَتْ وَكَيْفَ اُرْضِعُهُ وَهُوَ رَجُلٌ كَبِيْرٌ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تو اپنا دودھ پلا دے سالم کو تا کہ تو اس پر حرام ہو جاوے اور وہ کھٹکا بھی جاتا رہے گا جو ابو حذیفہ کو آتا ہے۔ یہ حضرتؐ نے سہلہ سہیل بن عمرو کی بیٹی سے فرمایا جبکہ اس نے کہا کہ یا رسول اللہ میں ابو حذیفہ کے منہ پر کچھ کراہت دیکھتی ہوں سالم کے اندر آنے سے تب حضرتؐ نے فرمایا تو اس کو اپنا دودھ پلا دے۔ اس نے کہا اور کیونکر اس کو پلاؤں اور حالانکہ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّہٗ رَجُلٌ کَبِیْرٌ۔

وہ تو مرد ہے یعنی اپنی چھاتی سے جوان مرد کو کیونکر پلاؤں تو حضرت نے تبسم کیا اور فرمایا البتہ میں نے جانا ہے کہ وہ جوان مرد ہے یعنی چھاتی سے پلانا ضرور نہیں جو تجھ کو حیرانی ہو کسی برتن میں کر کے پلا دے۔

**ف** ابو حذیفہؓ کا سالم آزاد غلام تھا ان کو اس کے اندر جانے سے گمان بد آتا تھا اس واسطے حضرتؐ نے یہ تدبیر بتلائی شیر خوارگی سے حرمت طفلی میں ثابت ہوتی ہے جوانی میں نہیں چنانچہ اور احادیث میں ظاہر ہے تو اس حدیث کا حکم سالم کو خاص ہے یا کہ یہ حکم منسوخ ہے۔

## لڑکا اس کا ہے جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا

(۸۴۴) **م** اَبُوْھُرَیْرَۃَ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاھِرِ الْحَجَرُ۔

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ لڑکا فرش والے کا ہے اور زنا کرنے والے کو پتھر۔

**ف** یعنی لڑکے کا مالک وہی ہے جس کے نیچے اس لڑکے کی ماں ہے خواہ نکاح سے خواہ ملکیت سے اور اگر حرام کار دعوے کرے کہ لڑکا میرے نطفے سے ہے تو اس کی قسمت میں پتھر ہے یعنی وہ مالک نہیں اور اگر حرام کا بیاہا ہو تو اس کو سنگسار کرنا چاہیے۔

## پہلی رات کے بعد بیوہ اور کنواری کے پاس کتنی مدت رہنا چاہیے

(۸۴۵) **م** اُمُّ سَلَمَۃَ اِنَّہٗ لَیْسَ بِکِ عَلٰی اَھْلِکِ ھَوَانٌ اِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ لَکِ وَاِنْ سَبَّعْتُ لَکِ سَبَّعْتُ لِنِسَائِیْ۔

مسلم میں حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ البتہ تیرے خاوند پر کچھ تیری خواری اور بے قدری نہیں اگر تو چاہے تو سات دن تیرے پاس رہوں اور اگر سات دن تیرے پاس رہونگا تو سات سات دن اور اپنی بیبیوں کے پاس بھی رہوں گا۔

**ف** حضرتؐ نے ام سلمہؓ سے نکاح کیا اور ایک رات اُن کے پاس رہے صبح کو ام سلمہؓ نے کہا کہ میں پہلے خاوند کے گھر میں بہت عزت والی تھی وہ خاوند نکاح کے بعد سات دن میرے پاس برابر رہا تھا اب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی تو میرے نزدیک بھی کچھ بیقدر نہیں ہے لیکن خدا کا حکم یوں ہے کہ اگر میں تیرے پاس سات دن رہوں تو اوروں بیبیوں کے پاس بھی رہوں گا یعنی جس کی کئی بیبیاں ہوں وہ سب کی باری برابر رکھے نہیں تو گنہگار ہوگا۔

(۸۴۶) **م** اُمُّ سَلَمَۃَ ثَلٰثٌ لِلثَّیِّبِ وَسَبْعٌ لِلْبِکْرِ۔[1]

مسلم میں حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تین راتیں بیوہ عورت کو اور سات راتیں کنواری عورت کو۔

**ف** یعنی اگر بیوہ عورت سے نکاح کرے تو تین راتیں برابر اس کے پاس رہے اور کنواری کے پاس سات راتیں رہے اور یہی مذہب ہے امام شافعیؒ کا۔

## دیندار عورت سے نکاح کرنا مستحب ہے

(۸۴۷) **ق** اَبُوْھُرَیْرَۃَ تُنْکَحُ الْمَرْاَۃُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِھَا وَلِحَسَبِھَا وَلِجَمَالِھَا

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نکاح کیا جاتا ہے عورت کا چار سبب کر۔ اُس کے مال کے سبب سے

[1] حدیث مذکور صحیح مسلم میں حضرت ابی بکر بن عبد الرحمٰنؒ سے مروی ہے حضرت ام سلمہؓ سے نہیں نیز روایت کے الفاظ میں تقدم اور تاخیر بھی ہے

لِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ۔ [1]

اور اُس کے حسب نسب کے سبب سے اور اس کی خوبصورتی کے سبب سے اور اس کی دینداری کے سبب سے۔ سو تو دیندار عورت کو طلب کر تیرے ہاتھوں میں خاک اگر تو نے دیندار کو چھوڑا۔

**ف** یعنی دستور ہے کہ عورت کے نکاح کی رغبت انھیں چار چیزوں کے سبب سے ہوتی ہے سو فرمایا کہ دیندار نیکبخت عورت کو سب پر مقدم رکھ کہ زندگی آرام سے بسر ہوگی اور مال اور حسب نسب اور خوبصورتی پر نظر نہ کر اکثر دھوکا ہوتا ہے اور اس کی بدخوئی کے سبب سے زندگی تلخ ہوجاتی ہے اور اگر دینداری کے ساتھ مال اور نسب اور جمال بھی ہو تو سبحان اللہ نورٌ علیٰ نور۔

## حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حضورؐ کا ارشاد

(۸۴۸) **ق** جَابِرٌ اَمَا اِنَّكَ قَادِمٌ فَاِذَا قَدِمْتَ فَالْكَيْسَ الْكَيْسَ قَالَهُ لَهُ۔ [2]

بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خبردار ہو جا کہ البتہ تو اپنے گھر میں آنیوالا ہے تو جب اپنے گھر میں آئیو تو ہوشیاری کیجیو ہوشیاری کیجیو۔ یہ حضرتؐ نے جابرؓ سے فرمایا۔

**ف** جابرؓ سے روایت ہے کہ میں تازہ نکاح کر کے جہاد میں حضرتؐ کے ساتھ گیا تھا جب ہم وہاں سے پھرے اور مدینے کے قریب پہنچے تو حضرتؐ نے پوچھا کہ کیا تو نے نکاح کیا ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی کہ ہوشیاری کیجیو۔ یعنی جماع کرنا لڑکے حاصل کرنے کے واسطے ہے نفقط آبریزی منظور نہ رکھنا اور تو سفر سے آتا ہے کثرت سے جماع نہ کرنا کہ ناتوانی ہوگی اور اگر عورت کو حیض کے دن ہوں تو صبر کرنا کہ وہ پاک ہوجاوے شتابی نہ کیجیو۔

## عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت

(۸۴۹) **ق** اَبُوْهُرَيْرَةَ اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ فَاِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ وَّاِنَّ اَعْوَجَ مَا فِي الضِّلَعِ اَعْلَاهُ فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهُ كَسَرْتَهُ وَاِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میری وصیت قبول کرو عورتوں کے مقدمے میں اس واسطے کہ عورت پیدا ہوئی ہے پسلی سے اور مقرر پسلی میں زیادہ ٹیڑھی اوپر کی طرف میں ہے سو اگر تو اس کا سیدھا کرنا چاہے گا تو توڑ دے گا اور اگر اس کو چھوڑے گا تو ہمیشہ کج بنی رہے گی سو میری نصیحت مانو عورتوں کے مقدمے میں۔

عورتوں کے ساتھ برتاؤ کرنے کا طریقہ

**ف** حضرت حواؑ حضرت آدمؑ کی پسلی سے پیدا ہوئیں تو عورت کی اصل پسلی ٹھہری اور پسلی کا بالکل سیدھا ہونا ممکن نہیں تو عورت کا بھی بالکل آراستہ ہونا اور اس کی سب عادتیں بدلنا محال ہے اس واسطے حضرتؐ نے عورتوں کے حق میں اپنی امت کو وصیت کی کہ مرد عاقل کو لازم ہے کہ عورت سے اپنا مطلب نکالے اور اس کی کج خلقی پر صبر کرے اور ٹال جایا کرے حکمت کی چال چلے نہ اس سے بالکل غافل ہوجاوے کہ بے راہ ہوجائے نہ بات بات پر مواخذہ کرے کہ زندگی تلخ ہو اور آخر کو طلاق کی نوبت پہنچے۔ خلاصہ یہ کہ مقدمات خانہ داری میں عورت کی رعایت رکھے

[1] دیندار عورت کو حسب و نسب والی عورت پر ہی نہیں بلکہ خوبصورت عورت پر بھی مقدم رکھنا چاہیے۔

[2] امام مسلم نے حدیث مذکور کو عنوان "کنواری عورت سے نکاح کرنے کی ترغیب" میں ذکر کیا ہے۔ (بستی)

لیکن شرک کفر اور ترک فرائض ہیں اور کبیرہ گناہوں میں اس کی رعایت ہرگز نہ چاہیے۔

(۸۵۰) م أَبُو هُرَيْرَةَ لَا يَفْرَكُ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ آخَرَ

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مسلمان، مسلمان بیوی سے دشمنی نہ رکھے اگر برا جانتا ہے اس کی خو کو تو راضی ہوگا دوسری خو سے۔

ف یعنی ایسی عورت جس کی سب خو بہتر ہوں تو کہاں، تو چاہیے کہ اگر عورت کی کوئی خو بری معلوم ہو تو دوسری کوئی خواس میں نیک بھی ہوگی اُسی خو سے اپنے دل کو تسکین دیکر راضی رہے۔ جورو خاوند کی اور ناموافقت میں بڑے ... ہیں اس واسطے حضرتؐ نے موافقت رکھنے کو فرمایا۔

## حضورؐ کا ارشاد عورت دنیا کی بہترین متاع ہے

(۸۵۱) م عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو وَالدُّنْيَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ وَفِي رِوَايَةِ الْقُضَاعِي وَخَيْرُ مَتَاعِهَا۔

مسلم میں عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا دنیا فائدہ اٹھانے اور برتنے کی چیز ہے اور بہتر دنیا کی نیک بخت عورت ہے اور قضاعی کی روایت میں بجائے خیر متاع الدنیا کے خیر متاعہا ہے مطلب دونوں عبارت کا ایک ہے۔[1]

ف نیکبخت عورت اس واسطے بہتر ٹھہری کہ خدا و رسول کا حکم مانتی ہے کہ اپنے خاوند کی تابعدار رہتی ہے اس کے خلاف مرضی نہیں کرتی۔ گھر کو سنبھالتی ہے، اپنے آرام پر خاوند کے آرام کو مقدم رکھتی ہے تو مرد کی زندگانی بخوبی بسر ہوتی ہے۔ شعر

زنِ خوب و خوش سیرت و پارسا ✿ کند مرد درویش را پادشاہ

اور اگر خدانخواستہ عورت نیکبخت نہ ہوئی تو مرد کی زندگی تلخ ہوگئی۔ شعر

زنِ بد در سرائے مردِ نکو ✿ ہم دریں عالم ست دوزخ او

## عورتوں کی خیانت کا ذکر

(۸۵۲) ق أَبُو هُرَيْرَةَ لَوْلَا بَنُو إِسْرَائِيلَ لَمْ يَخْنَزِ اللَّحْمُ وَلَوْلَا حَوَّاءُ لَمْ تَخُنْ أُنْثَى زَوْجَهَا۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اگر بنی اسرائیل کی قوم نہ ہوتی تو گوشت نہ سڑتا اور اگر حوا نہ ہوتیں تو کوئی عورت اپنے خاوند سے خیانت اور بدخواہی نہ کرتی۔

ف حضرت موسیٰؑ کے ساتھ بنی اسرائیل کو مَن اور سلویٰ اترتا تھا اور حکم خدا یہ تھا کہ باسی نہ رکھا کرو ہر روز تم تازی شیرینی اور تازہ چڑیوں کا گوشت ملا کرے گا۔ بنی اسرائیل نے حرص کے سبب سے گوشت کو باسی اٹھا رکھا کہ اگر کل نہ ملے تو کام آوے سو وہ سڑ گیا یعنی گوشت سڑ نا ہے رکھ چھوڑنے سے اور اول باسی رکھنے کی رسم بنی اسرائیل سے نکلی تو اگر بنی اسرائیل یہ رسم نہ نکالتے تو کوئی باسی نہ رکھتا تو کیونکر گوشت سڑتا۔ اور حضرت حواؑ نے حضرت آدمؑ سے یہ خیانت کی کہ حضرت آدمؑ کو دل سے چاہتی تھیں اور ظاہر میں حضرت آدمؑ سے کہتی تھیں کہ میں تم کو نہیں چاہتی یا یوں خیانت کی کہ حضرت آدمؑ کو شیطان کے ورغلانے سے حضرت حوائے گیہوں کھلا...

---

[1] امام مسلم نے ان مختلف عنوانوں کی حدیثوں کو عنوانِ بالا میں ذکر کیا ہے روایت مذکورہ کے الفاظ مسلم کی روایت کے مطابق ہیں (چشتی ...)

نی عورتوں میں خیانت کی خو اول حضرت حوا سے شروع ہوئی۔

## چپ رہنا چاہیے ورنہ بہتر بات کہنی چاہیے

(۸۵۳) م اَبُوْهُرَيْرَةَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَاِذَا شَهِدَ اَمْرًا فَلْيَتَكَلَّمْ بِخَيْرٍ اَوْ لِيَسْكُتْ۔

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو ایمان لایا ہو اللہ کا اور پچھلے دن کا یعنی قیامت کا تو جب کسی کام میں حاضر ہو یعنی کوئی مشورہ پوچھے یا قصہ فیصل کراوے تو اسکو چاہیے کہ نیک بات بولے یا چپ رہے۔

# طلاق کے احکام

## عورت کو حیض میں طلاق دینے کی ممانعت

(۸۵۴) م اِبْنُ عُمَرَ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لْيَدَعْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيْضَ حَيْضَةً اُخْرٰى فَاِذَا طَهُرَتْ فَلْيُطَلِّقْهَا قَبْلَ اَنْ يُجَامِعَهَا اَوْ يُمْسِكْهَا فَاِنَّهَا الْعِدَّةُ الَّتِيْ اَمَرَ اللّٰهُ اَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ۔

مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس سے کہدے کہ اپنی بیوی سے رجعت کرے یعنی طلاق کو باطل کرکے پھر اس کو چھوڑ دیا دے پھر اس کو حیض سے پاک ہونے دے پھر دوسرا حیض اس کو آوے پھر جب دوسرے حیض سے پاک ہو تو صحبت کرنے سے پہلے چاہے اس کو طلاق دیوے اور چاہے اس کو اپنے گھر میں رکھے سو مقرر یہی عدت ہے جس کا خدا نے حکم کیا ہے کہ عورتوں کے طلاق میں ہوا کرے۔

ف عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو حیض میں طلاق دی۔ عمر فاروقؓ نے یہ حال حضرتؐ سے کہا حضرتؐ خفا ہوئے پھر یہ حدیث فرمائی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیض میں طلاق دینا بشدت مکروہ ہے اس کو فقہ میں طلاق بدعی کہتے ہیں۔ سنت یہ ہے کہ جب عورت حیض سے پاک ہو تو بدون صحبت کے اس کو طلاق دیوے۔

## شوہر کے اپنی بیوی کو اختیار دینے سی جبتک طلاق کی نیت نہیں طلاق نہیں ہوئی

(۸۵۵) م عَائِشَةُ اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَبْعَثْنِيْ مُعَنِّتًا وَلٰكِنْ بَعَثَنِيْ مُعَلِّمًا مُيَسِّرًا۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نے مجھ کو نہیں بھیجا ہے سختی کرنے والا و لیکن مجھ کو بھیجا ہے سکھانے والا آسانی کرنے والا۔

ف ایک بار حضرتؐ کے ازواج طاہرات نے نان نفقہ فراغت کے ساتھ مانگا تب آیت [illegible] حکم ہوا کہ یا دنیا قبول کریں یا آخرت اور اللہ اور اس کے رسول کو۔ تو پہلے حضرتؐ نے عائشہ صدیقہؓ سے یہ پیغام کہا اور فرمایا کہ جواب میں جلدی نہ کرو اپنے ماں باپ سے صلاح لیلو۔ عائشہ صدیقہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کے مقدمے میں ماں باپ کے پوچھنے کی کیا حاجت ہے میں نے دنیا کو چھوڑا اور اللہ اور رسول اور آخرت کو قبول کیا لیکن عرض یہ ہے کہ اور ازواج سے اس کی خبر نہ کیجیے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی میرا کام تو یہی ہے کہ

میں آسانی سے سکھاؤں اور سختی نہ کروں جو بی بی مجھ سے پوچھے گی کہ عائشہؓ نے قبول کیا میں بتلا دوں گا تا کہ وہ بھی قبول کرے۔

(۸۵۶) ق عَائِشَةُ اِنِّي ذَاكِرٌ لَّكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ تَسْتَعْجِلِي حَتّٰى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ فَالَهُ لَهَا۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں سو تجھ کو اس کے جواب میں جلدی مناسب نہیں بدون اپنے ماں باپ کی صلاح کے یہ حدیث حضرت عائشہؓ سے فرمائی۔

ف ایک بار حضرتؐ کی بیبیوں نے کھانا کپڑا معمول سے زیادہ مانگا حضرتؐ کو رنج ہوا تب اس مضمون کی آیت اتری کہ بیبیاں دنیا اختیار کریں یا دین کو۔ تب حضرتؐ نے پہلے یہ بات حضرت عائشہؓ سے کہی حضرت عائشہؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ اس میں ماں باپ کی صلاح کی کیا حاجت ہے میں نے دنیا کو چھوڑا اور اللہ رسولؐ کو اختیار کیا۔ حضرتؐ اس بات سے نہایت خوش ہوئے پھر اور بیبیوں نے بھی اسی طرح کہا۔

(۸۵۷) ق عَائِشَةُ لَا تَسْأَلُنِي امْرَأَةٌ مِّنْهُنَّ إِلَّا أَخْبَرْتُهَا يَعْنِي بِاخْتِيَارِ عَائِشَةَ إِيَّاهُ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ان میں سے جو عورت پوچھے گی اس کو بتلا دوں گا یعنی یہ بات کہ عائشہ نے مجھ کو اختیار کیا۔

ف جب قرآن میں آیت تخییر اتری یعنی حکم ہوا کہ پیغمبر کی بیبیاں یا اللہ اور رسولؐ کو اختیار کریں اور فقر و فاقے پر صبر کریں یا دنیا اختیار کریں اور جدا ہوں۔ تو پہلے عائشہؓ نے اللہ اور رسولؐ کو اختیار کیا اور دنیا کو چھوڑا اور عرض کی کہ یا حضرتؐ میرا اللہ اور رسول کا اختیار کرنا اپنی اور بیبیوں سے نہ فرمائیے گا یعنی وے میری حرص کریں گی۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی اس حدیث کا قصہ آگے بھی گذرا۔

(۸۵۸) ق عُمَرُ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ أَلَا تَرْضٰى أَنْ تَكُوْنَ لَنَا الْآخِرَةُ وَلَهُمُ الدُّنْيَا وَفِي رِوَايَةٍ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ أُولٰئِكَ عُجِّلَتْ لَهُمْ طَيِّبَاتُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔

بخاری اور مسلم میں عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے خطاب کے بیٹے کیا تو راضی نہیں ہوتا اس بات سے کہ ہمارے واسطے آخرت کا آرام ہو اور کافروں کے واسطے دنیا کا آرام ہے یعنی چند روزہ آرام بہتر یا ہمیشہ کا آرام اور دوسری روایت یوں ہے کہ اے خطاب کے بیٹے ان کافروں کے واسطے ستھرائیاں اور عیش و آرام کی چیزیں جلد دی گئیں دنیا کی زندگی میں۔

ف مصابیح میں عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ میں ایک روز حضرتؐ کے پاس گیا تو حضرت چٹائی پر لیٹے تھے کوئی کپڑا بستر بچھا نہ تھا چٹائی کے نقش حضرتؐ کے جسم پر پڑ گئے تھے اور چمڑے کا تکیہ دیئے تھے جس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری تھی۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ایران اور روم کے کافر خدا کو نہیں پوچھتے اور خدا نے ان کو بہت مال دولت اور عیش و آرام دیا ہے۔ آپ دعا کیجیے کہ خدا آپ کو اور آپ کی امت پر روزی کشادہ کرے حضرتؐ نے فرمایا کہ تو اسی خیال میں ہے اے عمرؓ۔ پھر یہ حدیث فرمائی یعنی ایماندار کو مناسب نہیں کہ اس جہانِ فانی کے عیش و آرام کی تمنا کرے اس واسطے کہ ایماندار کے آرام کا مقام بہشت ہے اور کافروں کو اکثر عیش و آرام دنیا میں اس واسطے ہوتا ہے کہ آخرت

میں ان کا کچھ حصہ نہیں۔ اسی واسطے اکثر بزرگوں نے دنیا کے عیش سے کنارہ کیا کہ مبادا آخرت میں مجرا نہ ہو۔

## جس عورت کو بائن طلاق دیجائے اس کیلئے نفقہ ضروری نہیں

(۸۵۹) ق فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ اِنَّ اُمَّ شَرِيْكٍ يَأْتِيْهَا الْمُهَاجِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ فَانْطَلِقِيْ اِلَى ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ الْاَعْمٰى فَاِنَّكِ اِذَا وَضَعْتِ خِمَارَكِ لَمْ يَرَكِ قَالَهُ لَهَا حِيْنَ اَرَادَتْ اَنْ تَعْتَدَّ وَقَدْ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا اَبُوْ عَمْرِو بْنُ حَفْصٍ اَلْبَتَّةَ۔

بخاری اور مسلم میں فاطمہ بنت قیسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ام شریکؓ کے پاس پہلے مہاجرین آنے جانے میں سو تو جا عبداللہ بن ام مکتوم اندھے کے گھر میں سو تو اپنی اوڑھنی جب اتار رکھے گی وہ تجھ کو نہ دیکھے گا یہ حضرتؐ نے فاطمہ بنت قیسؓ سے فرمایا جب اس نے عدت بیٹھنے کا ارادہ کیا اور اس کے خاوند ابو عمرو بن حفص نے اس کو تین بار طلاق دی تھی۔

ف فاطمہ بنت قیس کو ان کے خاوند نے طلاق دی حضرتؐ نے فاطمہؓ سے اول کہا کہ تو ام شریکؓ کے گھر میں عدت بیٹھ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کے گھر میں لوگ آتے جاتے ہیں وہاں نہیں عبداللہ اندھا ہے اس کے گھر میں جا بیٹھ اس کو کچھ سوجھتا نہیں تو آرام سے وہاں رہے گی۔

(۸۶۰) م فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ لَيْسَ لَكِ عَلَيْهِ نَفَقَةٌ قَالَهُ لَهَا لَمَّا طَلَّقَهَا زَوْجُهَا اَبُوْ عَمْرِو بْنُ حَفْصٍ اَلْبَتَّةَ۔

مسلم میں فاطمہ بنت قیسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تیرا خرچ اس پر واجب نہیں۔ یہ حضرتؐ نے فاطمہ بنت قیسؓ سے فرمایا جبکہ اس کے خاوند ابو عمرو بن حفص نے اس کو طلاق بائن دی تھی۔

ف طلاق دو قسم ہے رجعی اور بائن۔ طلاق رجعی میں عدت کے اندر جورو کا خرچ خاوند پر واجب ہے سب علماء کے نزدیک۔ اور طلاق بائن میں عدت کے اندر خاوند پر خرچ دینا امام شافعیؒ کے نزدیک واجب نہیں بموجب اس حدیث کے اور اگر حمل ہو تو واجب ہے اور امام اعظمؒ کے نزدیک طلاق بائن میں خاوند پر خرچ واجب ہے خواہ حمل ہو خواہ نہ ہو اور یہ حدیث مخالف امام اعظمؒ کے مذہب کی نہیں اس واسطے کہ فاطمہ کا خاوند غائب تھا اس نے اپنے وکیل کی معرفت جو بھیجے تھے فاطمہ نے جو نہ لئے اور اس کی نالش حضرتؐ سے کی تب حضرتؐ نے فرمایا کہ وکیل پر تیرا خرچ واجب نہیں جو تو نکرار کرتی ہے اور یہ مطلب نہیں کہ خاوند پر واجب نہیں۔

(۸۶۱) ق فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ اَمَّا اَبُوْ جَهْمٍ فَلَا يَضَعُ عَصَاهُ عَنْ عَاتِقِهٖ وَاَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوْكٌ لَا مَالَ لَهٗ اِنْكِحِيْ اُسَامَةَ قَالَهُ لَهَا لَمَّا طَلَّقَهَا زَوْجُهَا اَبُوْ عَمْرِو بْنُ حَفْصٍ اَلْبَتَّةَ فَخَطَبَهَا اَبُوْ جَهْمٍ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِيْ سُفْيَانَ۔

بخاری اور مسلم میں فاطمہ بنت قیسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ابو جہم تو اپنی لاٹھی کندھے سے نہیں اتارتا یعنی بہت مارا کرتا ہے اور معاویہ تو مفلس قلاش ہے کہ اس کے پاس کچھ نہیں تو اسامہ سے نکاح کر یہ حضرتؐ نے فاطمہ بنت قیس سے فرمایا جبکہ اس کے خاوند ابو عمرو بن حفص نے اس کو تین بار طلاق دی تو ابو جہم اور معاویہ بن ابی سفیان نے اس کو نکاح کا پیغام دیا۔

ف فاطمہ بنت قیس نے حضرتؐ سے صلاح پوچھی کہ میں ابو جہم سے نکاح کروں یا معاویہ سے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی معلوم ہوا کہ صلاح دینے میں کسی کا عیب بیان کرنا درست ہے کہ صلاح پوچھنے والا دھوکا

نہ کھاوے۔ یہ غیبت میں داخل نہیں۔

## مطلقہ بائنہ اور بیوہ کو زمانہ عدت میں دن کو باہر نکلنا جائز ہے

(۸۶۲) م جَابِرٌ بَلٰی فَجُدِّیْ نَخْلَكِ فَاِنَّكِ عَسٰی اَنْ تَصَدَّقِیْ اَوْ تَفْعَلِیْ مَعْرُوْفًا قَالَہٗ لِخَالَتِہٖ جَابِرٍ وَقَدْ طُلِّقَتْ فَاَرَادَتْ اَنْ تَجُدَّ نَخْلَهَا فَزَجَرَهَا رَجُلٌ اَنْ تَخْرُجَ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کیوں نہیں سو توڑ لے اپنے خرموں کو شاید کہ تو خیرات کرے یا اور کوئی نیک بات کرے۔ یہ حضرتؐ نے جابرؓ کی خالہ سے فرمایا اور اس کو طلاق ملی تھی سو اس نے چاہا کہ اپنے خرموں کو درخت سے توڑے تو ایک مرد نے باہر نکلنے سے ڈانٹا۔

ف امام شافعیؒ کا یہی مذہب ہے کہ عورت کو بضرورت عدت میں گھر سے باہر نکلنا درست ہے۔

## عدت والی عورت کے سوا کسی اور کو تین دن سے زیادہ سوگ کرنے کی اجازت نہیں

(۸۶۳) ق اُمُّ سَلَمَةَ لَا یَحِلُّ لِامْرَاَةٍ مُسْلِمَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجِهَا اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا۔

بخاری اور مسلم میں ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ حلال نہیں اس عورت مسلمان کو جو خدا کو اور قیامت کو مانتی ہو کہ تین دن سے زیادہ کسی کے غم میں سوگ کرے اور اپنا سنگار چھوڑے مگر اپنے خاوند کی موت پر چار مہینے اور دس دن سوگ کرنا اور سنگار چھوڑنا فرض ہے۔

سوگ منانا حرام ہے

ف یعنی کسی عزیز کے غم اور ماتم میں تین روز سے زیادہ سوگ کرنا عورت کو حلال نہیں مگر خاوند کے ماتم پر چار مہینے اور دس دن سوگ فرض ہے نہ کم کرے اس سے نہ زیادہ اور بس دن خاوند کے غم میں بوریا نشینی کرے جیسے کہ ہندوستان میں اکثر رواج ہے یا محرم میں غم امامؓ سے سوگ کرنا اور ترک زینت کرنا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حلال نہیں حرام ہے۔

## نعمان بن ابی الجون کی بیٹی سے حضورؐ کا ارشاد

(۸۶۴) خ عَائِشَةُ لَقَدْ عُذْتِ بِعَظِیْمٍ اِلْحَقِیْ بِاَهْلِكِ قَالَہٗ لِابْنَةِ الْجَوْنِ وَاسْمُهَا اَسْمَاءُ بِنْتُ النُّعْمَانِ بْنِ اَبِی الْجَوْنِ بْنِ الْحَارِثِ۔

بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا البتہ تو نے بڑے مالک کی پناہ مانگی جا اپنے لوگوں میں مل۔ یہ حضرتؐ نے جون کی بیٹی سے کہا اور اس کا نام اسما تھا۔ نعمان بن ابی الجون بن حارث کی بیٹی۔

ف حضرتؐ نے جب اسما بنت نعمان سے نکاح کیا تو حضرتؐ کی بعضی بیبیوں کو رشک ہوا اس سے بولیں کہا کہ تجھ کو غیرت اور شرم نہیں آتی کہ تو نے ایسے شخص سے نکاح کیا جس نے تیرے باپ اور بھائی کو مارا اور بعضی روایت میں یوں ہے کہ کسی بی بی نے اس کو یوں سکھلایا کہ جب حضرت تیرے پاس آویں تو یوں کہنا کہ میں خدا کی پناہ چاہتی ہوں تم سے تو حضرت تجھ کو بہت پیار کریں گے پھر جب حضرت اس کے پاس تشریف لائے تو اس نے اسی طرح خدا کی پناہ مانگی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی اور فرمایا کہ تو اپنے گھر جا یہ اشارہ کیا طلاق کا۔

سلہ امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "طلاق کے معاملہ میں کیا کسی عورت سے مشورہ لیا جا سکتا ہے" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

# خلع کا بیان

(۸۶۵) خ ابنُ عبّاسٍ اِقْبَلِ الحدیقةَ وطلِّقْها تطلیقةً قالَهُ لِثابتِ ابنِ قیسِ بنِ شمّاسٍ۔

بخاری میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قبول کرلے باغ کو اور اس کو چھوڑ دے طلاق دیکر۔ یہ حضرتؐ نے ثابت بن قیس بن شماس سے فرمایا۔

ف ثابت بن قیس کی جورو نے کہا کہ یا حضرتؐ میں ثابت کی دینداری اور خوش خلقی کی بدگوئی نہیں کرتی لیکن میں اسلام میں خاوند کو تکلیف دینا برا جانتی ہوں یعنی میری اور اس کی موافقت نہیں ہوسکتی حضرتؐ نے فرمایا کہ جو باغ اس نے تیرے مہر میں دیا ہے اس کو پھیر دے گی اُس نے کہا ہاں۔ تب حضرتؐ نے ثابت بن قیس سے یہ حدیث فرمائی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خلع درست ہے یعنی عورت سے طلاق دینے کے عوض میں مال لینا۔[1]

## حضورؐ کا حضرت بریرہؓ سے ان کے سابق شوہر کے بارے میں نکاح کی سفارش فرمانا

(۸۶۶) خ ابنُ عبّاسٍ یا عبّاسُ اَلا تَعجَبُ مِن حُبِّ مُغیثٍ بَریرةَ ومِن بُغضِ بَریرةَ مُغیثًا۔

بخاری میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عباسؓ کیا تم کو تعجب نہیں آتا مغیث کی محبت سے بریرہ کو اور بغض بریرہ کا مغیث کو۔

ف بریرہ لونڈی تھی اور اس کا خاوند حبشی غلام تھا مغیث نام۔ تب حضرت عائشہؓ نے بریرہ کو مول لیکر آزاد کیا تو حضرتؐ نے بریرہ کو مختار کیا کہ چاہے اس غلام کے نکاح میں رہے چاہے اس کو چھوڑ دے۔ بریرہ نے اس کو ناپسند کیا تو مغیث اس کے پیچھے پیچھے مدینے کے کوچوں میں روتا پھرتا تھا اور وہ اس کو نہیں قبول کرتی تھی تب حضرتؐ نے اس کی محبت اور اس کی نفرت کو دیکھکر حضرت عباسؓ سے یہ حدیث فرمائی۔ پھر حضرتؐ نے بریرہؓ سے کہا کہ تو اپنے خاوند سے پھر ملاپ کرلے۔ اُس نے کہا یا حضرتؐ کیا شرع کا حکم مجھ سے آپ فرماتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ میں اس کی سفارش کرتا ہوں تو اُس نے کہا مجھ کو تو اس کی کچھ حاجت نہیں۔ اور یہی مذہب ہے امام اعظمؒ اور امام شافعیؒ کا کہ اگر لونڈی آزاد ہوئی اور اس کا خاوند غلام تو اس کو اختیار ہے چاہے نکاح درست رکھے اور چاہے توڑ ڈالے اور اگر اس کا خاوند آزاد ہو تو امام اعظمؒ کے نزدیک اختیار ہے اور امام مالکؒ اور شافعیؒ کے نزدیک اختیار نہیں

## حضورؐ کا ایک ارشاد

(۸۶۷) ق ابنُ عبّاسٍ لا مالَ لكَ اِن كُنتَ صدَقتَ علیها فهو بما استحلَلتَ مِن فرجِها وان كُنتَ كذَبتَ علیها فهو ابعَدُ لكَ منها قالَهُ لِرجُلٍ مِنَ الانصارِ لاعَنَ عن امرأتِهِ فقالَ یا رسولَ اللهِ

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تجھ کو مال نہ ملے گا اگر تو نے اپنی بیوی کی نسبت سچ دعوی کیا تھا تو جو تو نے اس عورت سے صحبت داری کی اس کے بدلے میں مال گیا اور اگر تو نے اس پر جھوٹ باندھا تھا تو تجھ کو اس کا مال پھیر لینا زیادہ تر بعید ہے یہ حضرتؐ نے اس انصاری مرد سے کہا جس نے گواہی بیوی کو عیب لگایا جھوٹے پر

[1] عورت کا مرد کو کچھ دیکر طلاق لے لینا۔ (چشتی)

مَالِيْ۔ بدعا کر کے چھوڑا پھر حضرتؐ سے کہا کہ یا رسول اللہ میرا مال جو دے چکا ہوں دلوا دیجئے۔[1]

## بیوہ عورت کو چار مہینے دس دن سوگ کرنا چاہئے

(۸۶۸) ق زَیْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ اِنَّمَا هِيَ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَّعَشْرٌ وَقَدْ كَانَتْ اِحْدٰكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَرْمِيْ بِالْبَعْرَةِ عَلٰى رَأْسِ الْحَوْلِ۔

بخاری اور مسلم میں زینب بنت جحش سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بیوہ عورت پر خاوند مرنے کے بعد تو چار مہینے اور دس دن کی تو عدت ہے اور کفر کے وقت تم عورتوں میں ہر ایک مینگنی پھینکتی تھی برس دن کے بعد۔

ف مصابیح میں روایت ہے کہ حضرتؐ سے ایک عورت نے کہا کہ میری بیٹی کا خاوند مرگیا ہے سو وہ عدت میں بیٹھی ہے اور اس کی آنکھ درد کرتی ہے میں اس میں سرمہ لگاؤں۔ حضرتؐ نے منع کیا پھر یہ حدیث فرمائی۔ کفر کے زمانے میں دستور تھا کہ جب خاوند مرتا تو عورت تنگ مکان میں عدت بیٹھتی اور برے کپڑے پہنتی سرمہ اور خوشبو نہ لگاتی جب ایک برس گذر جاتا تو ایک بکری یا چڑیا کو شرمگاہ سے مل کر چھوڑتی اور مینگنیاں سر پر سے پشت پر پھینکتی تب عدت سے باہر ہوتی۔ شرع میں یہ مصیبت موقوف ہوئی چار مہینے دس دن کی عدت ٹھہری کہ اتنے دن خاوند کے گھر میں رہے اور کچھ سنگار نہ کرے سو حضرتؐ نے فرمایا کہ اسلام میں برس دن کی مصیبت گئی آسانی ہوئی سو یہ بھی تم سے نہیں ہو سکتا۔

# لعان کے احکام

## لعان کا طریقہ اور اس کے مسائل

(۸۶۹) ق ابْنُ عُمَرَ حِسَابُكُمَا عَلَى اللّٰهِ اَحَدُكُمَا كَاذِبٌ لَا سَبِيْلَ لَكَ عَلَيْهَا قَالَ مَالِيْ قَالَ لَا مَالَ لَكَ ...

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم دونوں کا حساب خدا پر ہے تم دونوں میں ایک تو جھوٹا ہے تجھکو اس عورت پر کچھ قابو نہیں۔

ف ایک شخص نے اپنی بیوی کو بدکاری کا عیب لگایا اس نے انکار کیا دونوں آپس میں قسمیں کھا کر جھوٹے کو بددعا کر کے جدا ہو گئے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی دو میں ایک ضرور جھوٹا ہے۔ اگرچہ شرع میں کسی پر جرم ثابت نہ ہو لیکن قیامت میں خدا حساب کرے گا پھر مرد نے اپنا مال مانگا جو بیوی کو دیا تھا حضرتؐ نے فرمایا تجھ کو اب اس کے مال پر قابو اور اختیار نہیں اگر تو سچا ہے تو مال صحبت داری کے بدلے گیا اور اگر عورت سچی ہے تو مال کا لینا آدمیت سے بعید ہے۔

(۸۷۰) م اَنَسٌ اَبْصِرُوْهَا فَاِنْ جَاءَتْ بِهٖ اَبْيَضَ سَبِطًا قَضِئَ الْعَيْنَيْنِ فَهُوَ لِهِلَالِ بْنِ اُمَيَّةَ وَاِنْ جَاءَتْ بِهٖ

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ دیکھتے رہو اس عورت کو کہ اگر وہ جنے سفید رنگ لڑکا سیدھے بال معیوب آنکھوں والا تو وہ ہلال بن امیہ کا لڑکا ہے اور اگر یہ عورت جنے

---

[1] حدیث صحیح بخاری میں حضرت عمرؓ سے مروی ہے حضرت عباسؓ سے نہیں۔ امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "لعان کرنے والوں سے امام کا یہ کہنا کہ تم سے ایک نہ ایک ضرور جھوٹا ہے کوئی توبہ کرتا ہے" میں ذکر کیا ہے۔ (رحیمی)

أَكْحَلَ جَعْدًا اَحْمَشَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيْكِ بْنِ السَّحْمَاءِ۔ — سیاہ چشم لڑکا گھنگریالے بال پتلی پنڈلیوں والا تو وہ لڑکا شریک بن سحما کا ہے۔

**ف** ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی کو شریک بن سحما سے عیب لگایا چنانچہ حضرتؐ نے ان دونوں میں جدائی کر دادی اس کی بیوی حاملہ تھی اس واسطے حضرتؐ نے اصحاب سے یہ حدیث فرمائی جب اس کے لڑکا پیدا ہوا تو حضرتؐ کو خبر ہوئی کہ شریک بن سحما سے مشابہ ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر قرآن کا حکم اس پر جاری نہ ہو گیا ہوتا تو میں اس عورت پر کچھ حکم کرتا یعنی سزا دیتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مشابہت بھی حجت ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعیؒ کا لیکن امام اعظمؒ کے نزدیک قیافہ اور مشابہت حجت نہیں اور حضرتؐ کو یہ حال وحی سے معلوم ہوا ہوگا۔

(۸۷۱) **م** اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِسْمَعُوْا اِلٰى مَا يَقُوْلُ سَيِّدُكُمْ اِنَّهٗ لَغَيُوْرٌ وَّاَنَا اَغْيَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ اَغْيَرُ مِنِّيْ يَعْنِيْ بِسَيِّدِكُمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ۔ — مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ سنو اپنے سردار کے قول کو مقرر وہ غیرت دار ہے اور میں اس سے زیادہ غیرت دار ہوں اور خدا مجھ سے بھی زیادہ غیرت دار ہے۔ سردار سے مراد سعد بن عبادہؓ ہے۔

**ف** سعد بن عبادہ انصاریوں کے سردار تھے انھوں نے حضرتؐ سے کہا یا رسول اللہ اگر میں اپنی بیوی کے پاس اجنبی مرد کو پاؤں تو اس کو چھوڑ کے چار گواہ تلاش کر لاؤں حضرتؐ نے فرمایا کہ ہاں یعنی زنا کا دعویٰ اسی وقت ثابت ہوگا جب چار گواہ ہوں۔ سعد نے کہا یہ کیونکر ہو، قسم کھاتا ہوں اس ذات پاک کی جس نے تجھ کو دین حق دے کر بھیجا اگر اس حالت میں پاؤں تو تلوار ہی ماروں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی یہ قول غیرت کے سبب سے ہے اور غیرت خدا اور رسول کو پسند ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بدکاری کے وقت قتل کرنے سے عند اللہ گناہ نہیں لیکن اگر گواہ نہ ہوں گے تو حاکم قصاص لے گا۔

# عتق[1] کے احکام

## لونڈی اور غلام کے مال کا وارث وہ جو انھیں آزاد کرے

(۸۷۲) **ق** عَائِشَةُ اَلْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ۔ — بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ آزادی کرنے کا حق اسی کا ہے جس نے آزاد کیا۔

**ف** یعنی جس نے لونڈی یا غلام کو آزاد کیا اگر غلام کچھ چھوڑ کے مر جاوے تو اس کا وارث آزاد کرنے والا ہے۔

(۸۷۳) **ق** عَائِشَةُ اشْتَرِيْهَا فَاَعْتِقِيْهَا[2] فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ۔ — بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تو اس لونڈی کو مول لے پھر اس کو آزاد کر دے سوا اس کے نہیں آزاد لونڈی غلام کے مال کا وہی وارث ہے جس نے آزاد کیا ہے۔

**ف** ایک لونڈی کو حضرت عائشہؓ نے چاہا کہ مول لیویں اور آزاد کر دیں اس کے مالکوں نے کہا کہ ہم اس شرط پر بیچتے ہیں کہ اس کی وراثت کا حق ہم کو ملے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی وراثت کا حق آزاد کرنے والے کو چاہیے اس کے مالک ناحق شرط کرتے ہیں۔

[1] لونڈی اور غلام کو آزاد کرنا ——— [2] مسلم شریف میں واعتقیها کے الفاظ ہیں۔ (محشی)

## آزاد کرنے کی فضیلت

(۸۷۴) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً اَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ اِرْبٍ مِّنْهَا اِرْبًا مِّنْهُ مِنَ النَّارِ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فر... کہ جو لونڈی غلام مسلمان کی گردن آزاد کریگا تو حق تعالیٰ بدلے ہر جوڑ غلام کے جوڑ جوڑ آزاد کرنیوالے کا دوزخ سے آزاد کرے گا۔

ف لونڈی غلام کا آزاد کرنا عمدہ عبادت ہے اور اتنا ثواب ہے کہ آزاد کرنے والا دوزخ سے آزاد ہوتا ہے اس حدیث سے معلوم ہوتاہے کہ غلام اندھا یا لنگڑا لولا نہ چاہیے صحیح سالم ہو تاکہ جوڑ جوڑ آزاد کرنے والے کا آزاد ہووے۔

(۸۷۵) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ اَيُّمَا امْرِئٍ مُّسْلِمٍ اَعْتَقَ امْرَأً مُّسْلِمًا اِسْتَنْقَذَهُ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِّنْهُ عُضْوًا مِّنْهُ مِنَ النَّارِ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جو مرد مسلمان آزاد کرے مسلمان مرد کو چھڑاوے گا اللہ اس کے ہر ایک جوڑ کے بدلے اس کا ہر ایک جوڑ دوزخ سے۔

## باپ کو آزاد کرنے کی فضیلت

(۸۷۶) م اَبُوْهُرَيْرَةَ لَا يَجْزِيْ وَلَدٌ وَالِدَهٗ اِلَّا اَنْ يَّجِدَهٗ مَمْلُوْكًا فَيَشْتَرِيَهٗ فَيُعْتِقَهٗ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کام نہیں آتا بیٹا باپ کے مگر جب باپ کو کسی کا غلام پاوے تو اس کو مول لیوے پھر آزاد کرے۔

ف امام اعظمؒ کے نزدیک اسی طرح جب محرم برادری والے کا کوئی شخص مالک ہووے لیکر یا غنیمت کے حصے سے سو برادری والا آزاد ہو جاتا ہے۔

## حضورؐ کا ایک معجزہ

(۸۷۷) خ اَبُوْهُرَيْرَةَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ هٰذَا غُلَامُكَ قَدْ اَتَاكَ۔ [1]

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے ابوہریرہ تیرا غلام تیرے پاس آیا ہے۔

ف ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب میں اپنے ملک سے مدینے میں آیا مسلمان ہونے کو تو میرا غلام راہ میں گم ہو گیا میں حضرتؐ کے پاس آکر مسلمان ہوا حضرتؐ نے غلام کے آنے سے پیشتر یہ حدیث فرمائی پھر غلام بھی مسلمان ہوا یہ معجزہ ہے حضرتؐ کا۔

## امام کو غنیمت کے مال سے قرض لینا درست ہے

(۸۷۸) ق اَلْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ وَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اِخْوَانَكُمْ قَدْ جَاءُوْنَا تَائِبِيْنَ وَاِنِّيْ قَدْ رَاَيْتُ اَنْ اَرُدَّ اِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ فَمَنْ اَحَبَّ مِنْكُمْ اَنْ يُّطَيِّبَ ذٰلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ اَحَبَّ

بخاری اور مسلم میں مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بعد حمد اور صلوٰۃ کے بات تو یہ ہے کہ تمہارے بھائی آئے توبہ کرکے یعنی مسلمان ہوتے ہیں اور البتہ میں نے یہ ٹھہرایا ہے کہ ان کے جورو لڑکے جو قیدی ہیں ان کو پھیر دوں سو جس شخص کو تم میں یہ بات اچھی لگے تو چاہیے کہ اس...

---

[1] امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان دو اشعر کیلئے آزاد ہے کہکر اپنے غلام کو آزاد کرنا اور کسی کو گواہ بنانا جائز ہے میں ذکر کیا ہے ۱۲ حشمتی

مِنْكُمْ اَنْ يَّكُوْنَ عَلٰى حَظِّهٖ حَتّٰى نُعْطِيَهٗ اِيَّاهُ مِنْ اَوَّلِ مَا يُفِيْئُ اللّٰهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ يَعْنِيْ وَفْدَ هَوَازِنَ۔ [سلہ]

عمل کرے یعنی اپنے حصے کے قیدی بے عوض پھیر دیوے اور جو شخص تم میں چاہے کہ اپنے حصے پر جما رہے تو اس کو ہم بدلا دیویں اس مال سے جو ہم کو اول خدا عنایت کرے تو چاہئے کہ اس پر عمل کرے یعنی بطور قرض دیوے حضرتؐ کی مراد ہوازن کا گروہ ہے۔

**ف** جنگ حنین میں ہوازن کی قوم حضرتؐ سے لڑی اُن کو شکست ہوئی ان کے جورو لڑکے اور مال اصحاب میں تقسیم ہوگیا جب وے لوگ مسلمان ہوئے اور اپنے جورو لڑکے حضرتؐ سے مانگنے لگے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی جو اپنا حصہ خوشی سے دیوے تو بہتر ہے اور اگر کسی کو نہ دینا منظور ہو تو ہم کو بطور قرض دیوے ہم اس کو اور جگہ سے بدلا دیویں گے آخر سب اصحاب نے اپنے حصے خوشی سے بلاعوض دیئے معلوم ہوا کہ امام کو مال غنیمت سے قرض لینا درست ہے۔

## حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضورؐ کا ارشاد

(۸۷۹) **ق** اَبُوْهُرَيْرَةَ اِعْتِقِيْهَا فَاِنَّهَا مِنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِيْلَ قَالَهٗ لِعَائِشَةَ فِيْ سَبِيَّةٍ مِّنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عائشہؓ اس لونڈی کو آزاد کردے اس واسطے کہ وہ حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد ہے یہ حضرتؐ نے قوم بنی تمیم کی قیدی عورت کے حق میں فرمایا۔

## غلام کو آقا کیلئے رب وغیرہ کے الفاظ استعمال کرنے کی ممانعت

(۸۸۰) **خ** اَبُوْهُرَيْرَةَ لَا يَقُلْ اَحَدُكُمْ اَطْعِمْ رَبَّكَ وَضِّئْ رَبَّكَ اِسْقِ رَبَّكَ وَلَا يَقُلْ اَحَدُكُمْ رَبِّيْ وَلْيَقُلْ سَيِّدِيْ وَمَوْلَايَ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی تم میں نہ کہا کرے یعنی غلام سے کھانا کھلا اپنے رب کو، وضو کروا اپنے رب کو، پانی پلا اپنے رب کو اور نہ کوئی غلام یوں کہے کہ فلانا میرا رب ہے اور چاہئے کہ یوں کہے کہ فلانا میرا سید ہے اور مولیٰ ہے یعنی میرا میاں ہے۔

**ف** عرب کی زبان میں غلام کے مالک کو رب بھی کہتے تھے سو حضرتؐ نے اس کو منع فرمایا کہ اس میں شرک کی بو نکلتی ہے رب سوائے خدا کے کسی کیلئے بولنا مناسب نہیں۔

## اگر کسی وجہ سے غلام کو مارنا پڑے تو منہ پر نہ مارنا چاہئے

(۸۸۱) **خ** اِبْنُ عُمَرَ اِذَا قَاتَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ۔

بخاری میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا جب کوئی لڑے تو چاہئے کہ منہ کو بچا دے

---

سلہ صحیح بخاری میں یہ حدیث اور طرق سے بھی آئی ہے لیکن کسی میں بھی اما بعد کے الفاظ مروی نہیں بلکہ اس کی جگہ فاثنی بما ھو اھلہ کے الفاظ ہیں۔ امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو اور اس کے مابعد والے عنوان کی حدیث کو عنوان "کسی عربی غلام کا مالک ہونے کے بعد اسے ہبہ کرنا یا بیچنا درست ہے یا نہیں" میں ذکر کیا ہے۔

؎ صحیح ق۔ امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "غلام پر دست درازی کرنا اچھا نہیں" میں ذکر کیا ہے۔ حدیث مذکور میں شیخین کی روایت کو ایک کر دیا گیا ہے۔

ف یعنی جب مسلمان سے مارکوٹ ہو یا کوئی مسلمان ناحق قتل کا ارادہ کرے تو اپنے بچاؤ کے واسطے اس کو مارے لیکن منہ میں زخم نہ لگاوے اس واسطے کہ آدمی کا منہ اشرف چیز ہے یا کافر سے لڑائی ہو تو جب تک اور جگہ مارنے سے کام نکلے تو اس کے منہ کو نہ مارے لیکن یہ فرض نہیں ہے۔

# بیع[1] کے احکام

## کسی کی بیع پر بیع کرنا جائز نہیں

(۸۸۲) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ لَا يَبِيْعُ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنا مال دوسرے کے بیچتے ہوئے پر نہ بیچے۔

ف یعنی اگر ایک شخص اپنی چیز بیچتا ہو اور قیمت چکتی ہو تو اس کی چیز کو برا بتلا کر اپنی چیز نہ بیچو اس میں دوسرے کی حق تلفی ہے اور اگر اس کی چیز کو لینے والا نا پسند کرے تو اس وقت دوسرے کو بیچنا درست ہے۔

(۸۸۳) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ لَا يَسُمِ الْمُسْلِمُ عَلٰى سَوْمِ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا نہ مول ٹھہرائے مسلمان اپنے بھائی مسلمان کے مول ٹھہرے پر۔

ف یعنی اگر چیز کا مول ٹھہر گیا ہو اور مالک راضی ہو چکا ہو تو دوسرا آدمی زیادہ قیمت دیکر اس کو مول نہ لیوے کہ اس میں دوسرے مسلمان کی حق تلفی ہے۔

## دیہاتی سے ناج کی کھیپ شہر سے باہر جاکر خریدنے کی ممانعت

(۸۸۴) م اَبُوْهُرَيْرَةَ لَا تَلَقَّوُا الْجَلَبَ فَمَنْ تَلَقّٰى فَاشْتَرٰى مِنْهُ فَاِذَا اَتٰى سَيِّدُهُ السُّوْقَ فَهُوَ بِالْخِيَارِ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ آگے بڑھ کر ناج کی کھیپ نہ مول لیا کرو سو جس بیپاری کی کھیپ آگے بڑھ کر مول لی جاوے تو جب وہ بیپاری کھیپ کا مالک بازار میں آوے تو اس کو اختیار ہے یعنی اگلے بیچے کو چاہے درست رکھے اور چاہے تو درست رکھے بلکہ اپنا وہی ناج بازار میں بیچ لیوے۔

ف شہر سے کوس دو کوس آگے بڑھ کے ناج کی کھیپ مول لینا حرام ہے اس واسطے کہ اس میں دو نقصان ہیں ایک نقصان بیپاری کا کہ شاید بازار میں زیادہ بکتا دوسرے تمام شہر کی حق تلفی کہ اگر بازار میں کھیپ آتی تو سب لوگ مول لیتے سو اس واسطے حضرتؐ نے اس میں بیپاری کو اختیار دیا۔

## شہری کو دیہاتی کا مال (دلال بنکر) بیچنا جائز نہیں

(۸۸۵) م جَابِرٌ لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِّبَادٍ دَعُوا النَّاسَ يَرْزُقِ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ مِّنْ بَعْضٍ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ بیچے شہر والا باہر والے کے مال کو۔ چھوڑ دو لوگوں کو آپس میں خرید و فروخت کریں خدا روزی دیتا ہے ایک کو دوسرے سے۔

ف یعنی اگر کوئی باہر سے شہر میں مثلاً اناج بیچنے لاوے اور بازار کے بھاؤ بیچنے کا ارادہ کرے اور شہر کا رہنے والا اس سے کہے کہ تو ابھی نہ بیچ میرے پاس رکھ جا میں تجھ کو مہنگا بیچ دوں گا۔ اس کو حضرتؐ نے منع کیا

[1] خرید و فروخت۔

اس میں خلق کو ضرر ہے اگر قحط ہو تو یہ کسی کے نزدیک درست نہیں ہے اور اگر ارزانی ہو اور کسی کو ضرر نہ ہو تو بعضوں کے نزدیک درست ہے۔

## کسی چیز پر قبضہ کرنے سے پہلے اس کو فروخت کرنا جائز نہیں

(۸۸۶) ق ابن عباسؓ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو کھانے کا غلہ مول لیوے تو اس کو نہ بیچے جب تک اس کو تول کر قبضے میں نہ لاوے۔

ف چاروں اماموں کا یہی مذہب ہے کہ غلہ بیچنا مول لینے والے کو بدون اپنا قبضہ کئے درست نہیں۔ اور امام شافعیؒ کے نزدیک کوئی چیز غلہ ہو یا زمین اور باغ بدون قبضہ بیچنا درست نہیں۔ اور امام اعظمؒ کے مذہب میں زمین اور باغ اور گھر میں قبضہ ہونا شرط نہیں باقی سب منقولات میں قبضہ شرط ہے منقول وہ مال ہے جو ایک جگہ سے دوسری جگہ جا سکے اور غیر منقول جیسے زمین اور باغ۔

(۸۸۷) م ابوہریرہؓ مَنِ اشْتَرٰى طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَكْتَالَهٗ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا جو اناج مول لیوے تو اس کو نہ بیچے جب تک اس کو نہ تولے اور قبضہ نہ کرلے۔

ف مروان اپنی حکومت میں سپاہیوں کو تنخواہ میں چٹھیاں لکھ دیتا کہ اتنا اناج فلانے پرگنے فلانے گاؤں سے لیلو سپاہی لوگ بدون اناج لئے لوگوں کے ہاتھ وے چٹھیاں بیچ ڈالتے۔ تب ابوہریرہؓ نے مروان سے کہا کہ تو نے بیاج حلال کردیا کہ بدون قبضہ ہوئے لوگ اناج کی چٹھیاں بیچ ڈالتے ہیں میں نے حضرتؐ سے یہ حدیث سنی کہ بدون قبضہ ہوئے اناج بیچنا درست نہیں پھر مروان نے منع کردیا۔

(۸۸۸) م جابرؓ اِذَا ابْتَعْتَ طَعَامًا فَلَا تَبِعْهُ حَتّٰى تَسْتَوْفِيَهٗ

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تو غلہ اور اناج مول لیوے تو اس کو مت بیچ جب تک اس کو اپنے قبضے میں نہ کرلیوے اور تول نہ لیوے۔

ف سب اماموں کے نزدیک بدون قبضہ کے اناج بیچنا درست نہیں۔

## درختوں پر لگے ہوئے پھل بیچنے کا کیا حکم ہے

(۸۸۹) ق ابن عمرؓ مَنِ ابْتَاعَ نَخْلًا بَعْدَ اَنْ تُؤَبَّرَ فَثَمَرَتُهَا لِلَّذِيْ بَاعَهَا اِلَّا اَنْ يَّشْتَرِطَهَا الْمُبْتَاعُ وَمَنِ ابْتَاعَ عَبْدًا فَمَالُهٗ لِلَّذِيْ بَاعَهٗ اِلَّا اَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ۔

صحیح بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو مول لیوے کھجور کے درخت کو گابھا پیوند کرنے کے بعد تو اس کے پھل کا مالک وہی ہے جس نے بیچا مگر یہ کہ مول لینے والا پھل کی بھی شرط کرلیوے اور جو غلام کو مول لیوے تو اس کے پاس کے مال کا وہی مالک ہے جس نے اس کو بیچا مگر یہ کہ مول لینے والے نے اس مال کی بھی شرط کرلی ہو۔

ف کھجور کا درخت نر اور مادہ ہوتا ہے مادہ کی بالی چیر کے نر کی بالی اس میں پیوند کرتے ہیں تو بہت پھلتا ہے۔ امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمدؒ کا یہی مذہب ہے کہ بعد پیوند کے پھل کا مالک درخت کا بیچنے والا ہے اور اگر

شرط کرلی ہو تو مول لینے والا مالک ہے۔ اور امام اعظمؒ کے مذہب میں جب درخت کا پھل نمود ہو گیا تو درخت سے بکنے سے پھل نہیں بک جاتا خواہ پیوند ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ یہ حدیث بخاری اور مسلم دونوں میں ہے اکثر نسخوں میں اس حدیث پر میم یعنی صرف مسلم کی علامت ہے سو غلط ہے۔

## زمین کو بٹائی پر دینا جائز ہے

(۸۹۰) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ مَنْ كَانَتْ لَهٗ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْلِيَمْنَحْهَا اَخَاهُ فَاِنْ اَبٰى فَلْيُمْسِكْ اَرْضَهٗ۔ [1]

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس کی زمین ہو تو چاہیے اس میں کھیتی کرے چاہے اپنے بھائی مسلمان کو عاریت دے کہ وہ کھیتی کرے سو اگر وہ عاریت نہ لے تو اپنی زمین رہنے دے۔

ف بخاری میں روایت ہے کہ مدینے کے لوگ زمین بٹائی پر دیتے تھے آدھا تہائی چوتھائی ٹھہرا لیتے پھر بانٹتے وقت جھگڑا ہوتا تھا تو حضرتؐ نے اس بٹائی سے منع کیا اور فرمایا کہ زمین کا مالک یا آپ کھیتی کرے یا مانگے دے یا زمین کو بے کھیتی رکھے یعنی بٹائی پر نہ دے۔ اور یہی مذہب ہے امام اعظمؒ کا اور امام شافعیؒ اور ابی یوسفؒ اور محمدؒ کے نزدیک بٹائی پر زمین دینا درست ہے۔

(۸۹۱) ق اِبْنُ عَبَّاسٍ لَاَنْ يَّمْنَحَ الرَّجُلُ اَخَاهُ اَرْضَهٗ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّاْخُذَ عَلَيْهَا خَرْجًا مَّعْلُوْمًا۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مفت دینا مرد کا اپنی زمین اپنے بھائی مسلمان کو بہتر ہے اس کے حق میں اس پر معین محصول لینے سے

ف

## پھل گدر ہونے سے پہلے مول لینا اور بیچنا درست نہیں

(۸۹۲) م اَبُوْهُرَيْرَةَ لَا تَبْتَاعُوا الثَّمَرَ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهٗ وَلَا تَبْتَاعُوا الثَّمَرَ بِالتَّمْرِ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا: بیچو نہ مول لو کھجور کو جب تک اس کی صلاحیت ظاہر نہ ہو یعنی جب تک گدر نہ ہو اور نہ مول لو نہ بیچو پھل کو دوسرے پھل سے زیادہ کم کر کے یا ایک میوہ درخت پر لگا ہوا اور دوسرا ٹوٹا ہو۔

ف امام شافعیؒ کے نزدیک جب تک کہ پھل گدر نہ ہو بیچنا درست نہیں بموجب اس حدیث کے اور اٹکل سے پھل کو پھل سے بیچنا اس واسطے منع کیا کہ شاید ایک کم ہو اور دوسرا زیادہ تو بیاج ہو گیا۔

(۸۹۳) م اِبْنُ عُمَرَ لَا تَبِيْعُوا الثَّمَرَ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهٗ۔

مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ بیچو کھجور کو جب تک اس کی خوبی ظاہر ہو یعنی گدر ہو اور زرد سرخ ہو اور جھڑنے سے بچے۔

## اپنے ہاتھ سے کام کرنا اور خود کمانا افضل ہے

(۸۹۴) خ اَبُوْهُرَيْرَةَ اِنَّ دَاوٗدَ النَّبِيَّ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِ

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ داؤد پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں کھاتے تھے مگر

[1] یہ حدیث مسلم شریف میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے حضرت ابوہریرہؓ سے نہیں۔ (محشی)

...كَانَ لَا يَأْكُلُ اِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ۔ ‏ اپنے ہاتھ کے کام سے۔

**ف** روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا معمول تھا کہ رات کو گشت کرتے تھے اور اپنا حال لوگوں سے پوچھتے پھرتے تھے اگر کوئی نامناسب بات معلوم ہوتی اس کو بدل ڈالتے ایک رات ایک بڈھی عورت سے پوچھا کہ داؤد کیسا آدمی ہے اس نے کہا کہ ملک کے محصول سے کھاتا ہے آدمی تو خوب ہے مگر اپنے ہاتھ کی محنت سے کھایا کرے۔ پھر اس وقت سے حضرت داؤد علیہ السلام نے محنت شروع کی خدا نے ان کے واسطے لوہے کو نرم کردیا تھا اپنے ہاتھ سے اس کی زرہ بناتے اور بیچ کر کھاتے۔

(۸۹۵) **خ** اَلْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِيْكَرِبَ مَا اَكَلَ اَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِّنْ اَنْ يَّاْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ وَاِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاوٗدَ كَانَ يَاْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ۔

بخاری میں مقدام بن معدیکرب سے روایت ہے کہ حضرت ؐ نے فرمایا کہ کسی نے کوئی کھانا کبھی اپنے ہاتھ کے کسب سے بہتر نہیں کھایا اور البتہ خدا کا پیغمبر داؤدؑ اپنے ہاتھ کے کسب سے کھاتا تھا۔

**ف** بقدر قوت کے کسب کرنا فرض ہے اور ہاتھ کا کسب زیادہ تر حلال اور طیب ہے۔ حضرت داؤدؑ رات کو گشت کے واسطے نکلے حضرت جبرئیلؑ آدمی کی صورت میں سامنے ہوئے۔ حضرت داؤدؑ نے پوچھا کہ داؤد کیسا آدمی ہے انھوں نے کہا کہ خوب آدمی ہے لیکن اس میں یہ خصلت اچھی نہیں کہ ملک کے محصول سے کھاتا ہے اور بہتر آدمی وہ ہے جو ہاتھ کے کسب سے کھاوے۔ حضرت داؤدؑ نے جناب الٰہی میں عرض کی کہ الٰہی مجھ کو کوئی پیشہ سکھادے خدا نے ان کو زرہ بنانا تعلیم کیا پھر حضرت داؤدؑ اسی کسب سے اپنا خرچ کرتے تھے۔

## بیچتے وقت عیب دار چیز کے عیب کو بتا دینا چاہیے

(۸۹۶) **ق** حَكِيْمُ بْنُ حِزَامٍ اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا اَوْقَالَ حَتّٰى يَتَفَرَّقَا فَاِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِيْ بَيْعِهِمَا وَاِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا۔

بخاری اور مسلم میں حکیم بن حزامؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بیچنے والا اور مول لینے والا مختار ہیں جب تک دونوں جدا نہیں ہوئے۔ یا یوں فرمایا کہ ان کو اختیار ہے یہاں تک کہ جدا ہوتے پھر اگر سچے بیع بولے اور دونوں نے عیب ظاہر کردیا یعنی بائع نے عیب اپنی چیز کا اور مشتری نے عیب قیمت کا بتادیا تو ان کو اس خرید و فروخت میں برکت ہوگی اور اگر وے جھوٹ بولے اور عیب چھپایا تو ان کی خرید و فروخت کی برکت مٹائی۔

خیار مجلس کا بیان اور ہر کسی کی چیز کے عیب د ہنر کو بیع بتانے [illegible]

**ف** یعنی جب تک کہ بائع اور مشتری اسی جگہ بیٹھے رہے جہاں چیز بکے تو دونوں کو اختیار ہے چاہے [illegible] اپنی چیز کو نہ بیچے اور مشتری نہ مول لیوے اور جبکہ کوئی دونوں میں سے اٹھا اور مجلس بدلی تو اب کسی کو [illegible] بیع تمام ہوگئی اور یہی مذہب ہے امام شافعیؒ کا اور امام محمدؒ کا۔ اور امام اعظمؒ کے نزدیک جب کہ ایجاب اور قبول دونوں طرف سے ہوا تو بیع تمام ہوگئی کسی کا اختیار باقی نہ رہا تو اس حدیث میں امام شافعیؒ کے نزدیک مجلس کی جدائی مراد ہے اور امام اعظمؒ کے نزدیک قول کی جدائی مراد ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خرید فروخت کی برکت سچ بولنے اور اپنی چیز کے نقصان ظاہر کردینے پر موقوف ہے۔ یہی سبب ہے کہ اب سوداگروں اور دکانداروں

مال میں برکت نہیں رہی کہ جھوٹ اور دغابازی بہت رائج ہوگئی۔

## حضورؐ کی پیشینگوئی

(۸۹۷) خ ابو ھریرۃ لیاتین علی الناس زمان لا یبالی المرء مما اخذ المال امن حلال ام من حرام۔ ؎۱

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر لوگوں پر ایسا زمانہ آویگا کہ آدمی کچھ پرواہ نہ کریگا کہ اس نے کہاں سے مال کو لیا حلال سے یا حرام سے۔

حرام مال کا بکثرت پھیل جانا۔

ف یعنی بے دینی رائج ہوگی مال حاصل کرنے میں شدت حرص اور ضعف ایمان کے سبب سے حلال اور حرام کی کچھ تمیز باقی نہ رہے گی خواہ رشوت سے ملے خواہ چوری کا سے خواہ خرچی خواہ سود خوری خواہ ظلم خواہ دغابازی چنانچہ اس زمانے کا حال ہے کہ جس طرح پاتے ہیں سمیٹتے ہیں گویا موت اور قیامت سے خبر نہیں۔

(۸۹۸) ق عائشۃ یغزو جیش الکعبۃ فاذا کانوا ببیداء من الارض یخسف باولھم واخرھم ویبعثون علی نیاتھم۔ ؎۲

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ لڑنے آویگا ایک لشکر کعبے سے سو دے جبکہ زمین کے میدان میں ہوں گے تو دھنسا ان کے اگلوں پچھلوں کو زمین میں دھنسا دیگا اور قیامت میں اٹھیں گے اپنی اپنی نیت پر۔

ف حضرتؐ نے خبر دی کہ آخر زمانے میں ایک لشکر کا یہ حال ہوگا حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ یا حضرتؐ لشکر میں تو بازاری لوگ بھی ہوں گے ان کا کیا قصور جو وے بھی عذاب میں شریک ہوں گے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ معلوم ہوا کہ بدوں کے ساتھ میں نیکوں پر بھی دنیاوی عذاب ہوتا ہے لیکن آخرت میں جیسی نیت ہوگی ویسا عوض ملے گا۔

## ناپ تول کر خرید و فروخت کرنا جائز ہے

(۸۹۹) خ ابو ایوب کیلوا طعامکم یبارک لکم فیہ۔

بخاری میں ابو ایوبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تولا کرو اپنے اناج کو تمہارے لئے اس میں برکت ہوگی۔

ف یعنی مول لیکر تولنا چاہئے کہ اگر کم ہو تو طلب کیجئے اور اگر زیادہ ہو تو غیر کا حق پھیر دیجئے اور ہر روز تول کر گھر میں خرچ کرنا بھی حکمت سے خالی نہیں کہ حساب سے خرچ ہو ضرورت سے زیادہ ہو نہ کم۔

## بیع مصراۃ کا بیان

(۹۰۰) ق ابن مسعود من اشتری محفلۃ فردھا فلیرد معھا صاعا۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس نے گائے یا بکری مول لی جس کا دودھ اسکے مالک نے کئی دن نہیں دوہا تھا کہ بہت دودھ والی معلوم ہو پھر مول لینے والا اسکو پھیرا چاہے تو اسکے ساتھ ایک صاع غلہ یا کھجور بھی دیوے یعنی دودھ کے بدلے۔

؎۱ امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان "اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق سود کی حرمت کا بیان" میں ذکر کیا ہے۔

؎۲ امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "بازاروں کی نسبت ارشاد نبوی" میں ذکر کیا ہے۔

؎۳ دودھ والے جانور کو بہت دودھیل بنانے کے واسطے کچھ دن دودھ نہ دوہنا اور اس طرح دھوکہ دیکر بیچ ڈالنا جائز نہیں (دہشتی)

**ف** صاع لکھنؤ کے حساب سے ایک چھٹانک تین سیر ہوتا ہے۔ امام شافعیؒ، احمدؒ اور مالکؒ کا یہی مذہب ہے کہ جب فریب ثابت ہو تو پھیر دیجیے اور ایک صاع دودھ کے بدلے ادا کرے۔ امام اعظمؒ کے نزدیک تھنوں میں دودھ بند کرکے بیچنا ایسا عیب نہیں جس سے گائے بکری کا پھیر دینا پہنچے بلکہ بقدر تفاوت دودھ کی قیمت کو کم کر ڈالنا چاہئے۔ حنفی کہتے ہیں کہ یہ حدیث اور احادیث اور کلیات شرع کے مخالف ہے تو تاویل کے لائق ہے۔ واللہ اعلم۔

(۹۰۱) **خ** اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَا تَصُرُّوا الْاِبِلَ وَالْغَنَمَ فَمَنِ ابْتَاعَهَا فَاِنَّهُ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ اَنْ يَحْلُبَهَا اِنْ شَآءَ اَمْسَكَ وَاِنْ شَآءَ رَدَّهَا وَصَاعًا مِّنْ تَمْرٍ

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ بند رکھا کرو کئی دن کا دودھ اونٹ اور بکری اور بھیڑ کے تھنوں میں سو جو ان کو مول لیوے وہ بعد دوہنے کے دو کام میں مختار ہے خواہ رکھے خواہ ان کو پھیر دیوے تین سیر کھجور بدلا دیکر۔

**ف** دستور ہے دغابازوں کا کئی دن کا دودھ گائے بکری کا بند رکھتے ہیں تاکہ مول لینے والا دھوکے سے مول لیوے سو فرمایا کہ بعد مول لینے کے اس کو اختیار ہے خواہ رکھے خواہ پھیر دے بدلا دیکر اور یہی مذہب ہے امام شافعیؒ کا۔ امام اعظمؒ کے مذہب میں بدلا دینا نہیں اسواسطے کہ جانور کا دانا اور چارا دودھ کا عوض ہو گیا۔

## چاندی کو چاندی کے عوض برابر سرابر بیچنا جائز ہے

(۹۰۲) **ق** اَبُوْ سَعِيْدٍ لَا تَبِيْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَّلَا تُشِفُّوْا بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ وَّلَا تَبِيْعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَّلَا تُشِفُّوْا بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ وَّلَا تَبِيْعُوْا مِنْهَا غَائِبًا بِنَاجِزٍ۔

بخاری اور مسلم میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بیچو سونے کو سونے کے ساتھ مگر برابر کو برابر سے اور زیادہ نہ کرو بعض کو بعض پر اور نہ بیچو چاندی کو چاندی سے مگر برابر کو برابر سے اور نہ زیادہ کرو بعض کو بعض پر اور نہ بیچو غائب چاندی سونے کو موجود سے۔

**ف** حاصل یہ کہ ناپ تول کی چیز میں جب کہ ایک ہی جنس ہو تو اس کا برابر برابر بیچنا دست بدست درست ہے اور زیادہ دینا لینا اور مدت ٹھہرانا بیاج ہے اور جب دو جنس ہوں جیسے سونے کو چاندی سے بیچے تو زیادہ کمی درست ہے بشرطیکہ دست بدست ہو یعنی وعدہ نہ ہو اور اگر سونے کو سونے سے یا چاندی کو چاندی سے بیچے اس طرح پر کہ ایک تو اسوقت موجود ہو اور دوسرا غائب یعنی اس کے دینے کا وعدہ ہو تو یہ بھی بیاج ہے درست نہیں۔ چاندی سونے میں کھوٹا کھرا برابر ہے لیکن اگر بہت میل ہو تو اس کو حساب کر لیوے۔

## حضور کا ارشاد "الربوا فی النسیۃ" کا بیان

(۹۰۳) **ق** اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اِنَّمَا الرِّبٰوا فِي النَّسِيْئَةِ۔ [1]

بخاری اور مسلم میں اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بیاج تو صرف وعدے میں ہے۔

**ف** بیاج نام ہے ایک جنس وزنی میں زیادہ لینے کا خواہ دست بدست ہو خواہ وعدے سے اور اگر دو جنسیں ہوں تو وعدہ بیاج ہے زیادتی سود نہیں اور اس حدیث سے ظاہر معلوم ہوا کہ دست بدست میں زیادہ لینا

---

[1] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "اشرفی کو اشرفی کے عوض ادھار بیچنا جائز نہیں" میں ذکر کیا ہے حدیث مذکور کے الفاظ بخاری کی روایت کے مطابق نہیں۔ (چشتی)

بیاج نہیں۔ سو مطلب حدیث کا یہ ہے کہ جب دو جنس ہوں جیسے چاندی کو سونے سے بیچے تو دست بدست زیادہ لینا بیاج نہیں اس میں وعدہ بیاج ہے اور بعض علماء اس حدیث کو منسوخ کہتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

## شفعہ کا بیان

(۹۰۴) خ جابرٌ اَلشُّفْعَۃُ فِیْمَا لَمْ یُقْسَمْ فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَۃَ۔ [1]

بخاری میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ حق شفعہ اس میں ہے جس میں تقسیم نہیں ہوئی اور جب بانٹ ہو کر حدیں پڑ گئیں اور راہیں جدا ہو گئیں تو شفعہ نہ رہا۔

ف شفعہ دو قسم ہے، شفعہ شرکت کا جیسے ایک گھر کے دو شریک ہوں اور ان میں سے ایک شریک اپنا حصہ بیچے سو اس کو سوائے دوسرے شریک کے اور شخص نہیں لے سکتا اور دوسرے شفعہ ہمسائگی کا یعنی اگر کوئی گھر بکے تو اس کے لینے میں اس کے ہمسائے مقدم ہیں۔ امام شافعیؒ کے نزدیک شرکت میں تو شفعہ ہے اور ہمسائیگی میں شفعہ نہیں اور یہی حدیث ان کی دلیل ہے کہ جب تقسیم ہوئی اور دروازہ گھر کا علیحدہ ہوا اور راہ اس کی جدا ٹھہری تو شفعہ نہ رہا اور امام اعظمؒ کے نزدیک شفعہ دونوں صورت میں ہے شرکت میں بھی اور ہمسائگی میں بھی تو حدیث کا یہ مطلب ہے کہ تقسیم ہونے سے شفعہ شرکت کا جاتا رہا اور یہ مطلب نہیں کہ ہمسائیگی کا بھی شفعہ باقی نہ رہا۔

## شراب کی تجارت جائز نہیں

(۹۰۵) ق عائشۃؓ حُرِّمَتِ التِّجَارَۃُ فِی الْخَمْرِ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ شراب کا بیوپار حرام ہے۔

ف شراب کی خرید فروخت مسلمان کو ہرگز درست نہیں۔

## بت اور مردہ جانوروں کی بیع جائز نہیں

(۹۰۶) ق جابرٌ اِنَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ حَرَّمَ بَیْعَ الْخَمْرِ وَالْمَیْتَۃِ وَالْخِنْزِیْرِ وَالْاَصْنَامِ قَالَہٗ عَامَ الْفَتْحِ وَھُوَ بِمَکَّۃَ۔

بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر خدا اور اس کے رسول نے حرام کیا شراب اور مردار اور سور اور بتوں کا بیچنا۔ یہ حدیث مکے میں فرمائی جس سال مکہ فتح ہوا یعنی آٹھویں سال ہجری کے۔

## بیع سلم[2] جائز ہے

(۹۰۷) ق ابن عباسٍ مَنْ اَسْلَمَ فِیْ تَمْرٍ فَلْیُسْلِمْ فِیْ کَیْلٍ مَّعْلُوْمٍ وَّوَزْنٍ مَّعْلُوْمٍ اِلٰی اَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ۔

بخاری میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو بیع سلم کرے کھجوروں میں یعنی قیمت آگے سے دے رکھے اور مال ایک مدت کے بعد لیوے تو چاہیے کہ پیمانہ ٹھہرا ہو اور تول ٹھہرائی ہو ایک مدت معین تک

ف جب حضرتؐ مکے سے مدینے میں تشریف لائے تو دیکھا کہ وہاں کے لوگ بیع سلم کرتے تھے اور مدت

---

[1] امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان "ایک شریک کو دوسرے شریک کے ہاتھ شرکت کی چیز بیچنا جائز ہے" میں ذکر کیا ہے۔

[2] قیمت پہلے دینا اور مال کچھ مدت بعد لینا۔ (چشتی)

میں جھگڑا ہوتا تھا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ ہر چند حدیث میں کھجور کا ذکر ہے اس واسطے کہ مدینے میں بھی بہت پیدا ہوتی ہے لیکن بیع سلم کرنا اکثر چیزوں میں درست ہے بشرطیکہ تول اور ناپ اور مدت مقرر ہو گئی ہو اس طرح کہ تیس سیر گیہوں یا چالیس سیر ایک مہینے کے بعد یا دو مہینے کے بعد فقہ میں اس کی سب شرطیں مذکور ہیں۔ امام اعظمؒ کے نزدیک کمتر مدت مہینا بھر ہے اور جو بعضی جگہ معمول ہے کہ قیمت آگے سے دیکر کہتے ہیں کہ جو فصل میں زیادہ بھاؤ ہوگا وہی ہم لیویں گے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ درست نہیں اس واسطے کہ اس میں تول مقرر کر لینا ضرور ہے زیادہ بھاؤ کچھ معین چیز نہیں کبھی مثلاً تیس سیر بھاؤ ہوا کبھی چالیس سیر ہندوستان میں بیع سلم کو بعضے ملک میں بدنی اور کٹوتی کہتے ہیں۔ اس کتاب مشارق الانوار میں اس حدیث کی روایت حضرت عائشہؓ سے لکھی ہے سو خطا ہے اس واسطے کہ بخاری اور مسلم میں اس حدیث کی عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے حضرت عائشہؓ سے نہیں۔

# اجارہ (مزدوری) کے احکام

## اجارہ پر بکریاں چرانا جائز ہے

(۹۰۸) خ اَبُوْ هُرَيْرَةَ مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا رَعَى الْغَنَمَ فَقَالُوْا وَاَنْتَ فَقَالَ نَعَمْ كُنْتُ اَرْعَاهَا عَلٰى قَرَارِيْطَ لِاَهْلِ مَكَّةَ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نے کوئی ایسا پیغمبر نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں اصحاب نے کہا اور کیا آپ نے بھی بکریاں چرائی ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ ہاں میں نے بھی مکے والوں کی بکریاں چند قیراط کی مزدوری پر چرائی ہیں۔

ف بکریاں چرانے میں یہ حکمت ہے تا پیغمبر گلہ بانی سیکھیں تاکہ آدمیوں کی سرداری کریں قیراط پانچ جو کے برابر ہوتا ہے سونے کے۔

## مزدور کو مزدوری نہ دینا بہت بڑا گناہ ہے

(۹۰۹) خ اَبُوْ هُرَيْرَةَ ثَلٰثَةٌ اَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَجُلٌ اَعْطٰى بِيْ ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَاَكَلَ ثَمَنَهٗ وَرَجُلٌ اِسْتَاْجَرَ اَجِيْرًا فَاسْتَوْفٰى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِ اَجْرَهٗ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے کہ تین شخص کا میں مدعی دشمن ہو جاوٗں گا قیامت کے دن ایک تو وہ مرد جس نے میرا درمیان دیا پھر دغا کی اور دوسرا مرد وہ جس نے آزاد آدمی کو بیچا سو اس کی قیمت کھائی اور تیسرا مرد وہ جس نے کسی مزدور کو مزدوری سے لگایا پھر اس سے پورا کام کروا لیا اور اس کی مزدوری نہ دی۔

ف خدا کو درمیان دیا یعنی کسی سے قول قسم کی خدا کو درمیان دیکر یا کسی سے قرض لیا خدا کو ضامن دیکر۔

# ضمانت کے احکام

## خدا کی ضمانت پر قرض دینا اور قرض ادا کرنے کیلئے مدت مقرر کرنا جائز ہے

(۹۱۰) خ اَبُوْهُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ
بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ سَاَلَ بَعْضَ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ
اَنْ يُّسْلِفَهٗ اَلْفَ دِيْنَارٍ فَقَالَ ائْتِنِيْ
بِالشُّهَدَآءِ اُشْهِدُهُمْ فَقَالَ كَفٰى
بِاللّٰهِ شَهِيْدًا قَالَ فَأْتِنِيْ بِالْكَفِيْلِ
قَالَ كَفٰى بِاللّٰهِ كَفِيْلًا قَالَ صَدَقْتَ
فَدَفَعَهَآ اِلَيْهِ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَخَرَجَ
فِى الْبَحْرِ فَقَضٰى حَاجَتَهٗ ثُمَّ الْتَمَسَ
مَرْكَبًا يَّرْكَبُهٗ يَقْدَمُ عَلَيْهِ لِلْاَجَلِ
الَّذِيْٓ اَجَّلَهٗ فَلَمْ يَجِدْ مَرْكَبًا فَاَخَذَ
خَشَبَةً فَنَقَرَهَا فَاَدْخَلَ فِيْهَآ اَلْفَ
دِيْنَارٍ وَّصَحِيْفَةً مِّنْهُ اِلٰى صَاحِبِهٖ
ثُمَّ زَجَّجَ مَوْضِعَهَا ثُمَّ اَتٰى بِهَآ اِلَى
الْبَحْرِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ اَنِّيْ
تَسَلَّفْتُ مِنْ فُلَانٍ اَلْفَ دِيْنَارٍ
فَسَاَلَنِيْ كَفِيْلًا فَقُلْتُ كَفٰى بِاللّٰهِ
كَفِيْلًا فَرَضِيَ بِكَ وَسَاَلَنِيْ شَهِيْدًا
فَقُلْتُ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا فَرَضِيَ بِكَ
وَاِنِّيْ جَهَدْتُّ اَنْ اَجِدَ مَرْكَبًا اَبْعَثُ
اِلَيْهِ الَّذِيْ لَهٗ فَلَمْ اَقْدِرْ وَاِنِّيْ
اسْتَوْدَعْتُكَهَا فَرَمٰى بِهَا فِى الْبَحْرِ حَتّٰى
وَلَجَتْ فِيْهِ ثُمَّ انْصَرَفَ وَهُوَ فِيْ
ذٰلِكَ يَلْتَمِسُ مَرْكَبًا يَّخْرُجُ اِلٰى بَلَدِهٖ
فَخَرَجَ الرَّجُلُ الَّذِيْ كَانَ اَسْلَفَهٗ
يَنْظُرُ لَعَلَّ مَرْكَبًا قَدْ جَآءَ بِمَالِهٖ

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قوم
بنی اسرائیل میں ایک مرد نے دوسرے بنی اسرائیل سے ہزار اشرفیاں
قرض مانگیں سو اس نے کہا گواہوں کو لا کہ ان کو قرض کا گواہ
کروں تو اس نے کہا خدا کا گواہ ہونا کفایت کرتا ہے۔ قرض
دینے والے نے کہا تو کوئی ضامن ہی کو لا، اس نے کہا خدا کا ضامن
ہونا کفایت کرتا ہے اس نے کہا تو نے سچ کہا پھر اس کو ہزار
اشرفیاں کچھ مدت ٹھہرا کر دیں۔ سو وہ سوداگری کے واسطے
سمندر کے سفر میں گیا سو اپنے کام سے فراغت کر چکا پھر اس نے
جہاز کی تلاش کی تا سوار ہو کر مقرر مدت کے اندر قرض دینے والے
کے پاس آ دے سو اس نے کوئی جہاز نہ پایا تو ایک لکڑی کو لیکر
کریدا پھر اس میں ہزار اشرفیوں کو بھرا اور ایک اپنا خط قرض
دینے والے کے نام کا اس میں ڈالا پھر اس کے ہرے کو خوب
بند کیا اور سمندر پر لے آیا پھر کہا کہ خداوندا تو جانتا ہے کہ
میں نے فلانے سے ہزار اشرفیاں قرض لی تھیں سو اس نے مجھ سے
ضامن مانگا تھا میں نے کہا تھا کہ خدا کا ضامن ہونا کفایت
کرتا ہے وہ تیری ضامنی سے، راضی ہو گیا تھا پھر اس نے
گواہ مانگا میں نے کہا خدا کی گواہی کفایت کرتی ہے سو وہ تیری
گواہی سے راضی ہو گیا تھا اور میں نے بہت دوڑ دھوپ کی کہ
کوئی جہاز پاؤں تا اس کا قرض بھیجوں سو میں نے نہ پایا اب تجھکو
میں اس لکڑی کو امانت سپرد کرتا ہوں پھر اس کو سمندر میں اس نے
ڈال دیا یہاں تک کہ وہ ڈوب گئی پھر وہاں سے پلٹ آیا اور
لوٹنے کے وقت بھی جہاز کی تلاش میں رہا تھا تا اس کے شہر کو
جا دے سو دیکھنے نکلا وہ مرد جس نے قرض دیا تھا کہ شاید کوئی
جہاز اس کا قرض مال لایا ہو سو اس نے یکایک اس لکڑی کو دیکھا
جس میں مال تھا سو اس کو اپنے گھر والوں کے جلانے کے واسطے لیا

لہ امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "روپیہ وغیرہ کے قرض میں بدن یا مال سے ضمانت لینا جائز ہے" میں ذکر کیا ہے (چشتی)

فَاِذَا بِالْخَشَبَۃِ الَّتِیْ فِیْھَا الْمَالُ فَاَخَذَھَا لِاَھْلِہٖ حَطَبًا فَلَمَّا نَشَرَھَا وَجَدَ الْمَالَ وَالصَّحِیْفَۃَ ثُمَّ قَدِمَ الَّذِیْ کَانَ اَسْلَفَہٗ فَاَتٰی بِالْاَلْفِ دِیْنَارٍ وَّقَالَ وَاللّٰہِ مَا زِلْتُ جَاھِدًا فِیْ طَلَبِ مَرْکَبٍ لِاٰتِیَکَ بِمَالِکَ فَمَا وَجَدْتُّ مَرْکَبًا قَبْلَ الَّذِیْ اَتَیْتُ فِیْہِ قَالَ ھَلْ کُنْتَ بَعَثْتَ اِلَیَّ بِشَیْئٍ قَالَ اُخْبِرُکَ اَنِّیْ لَمْ اَجِدْ مَرْکَبًا قَبْلَ الَّذِیْ جِئْتُ فِیْہِ قَالَ فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَدّٰی عَنْکَ الْمَالَ الَّذِیْ بَعَثْتَ وَالْخَشَبَۃَ فَانْصَرِفْ بِالْاَلْفِ دِیْنَارٍ رَّاشِدًا۔

پھر جب اس کو چیرا مال اور خط کو پایا پھر بعد مدت کے جس پر قرض تھا وہ آیا اور ہزار اشرفیاں لایا اور کہا قسم خدا کی میں ہمیشہ جہاز کی تلاش میں دوڑا دھوپا کیا کہ میں تیرے پاس تیرا مال لاؤں سو اس وقت کے آنے سے پہلے میں نے کوئی جہاز نہ پایا۔ قرض دینے والے نے کہا کیا تو نے میرے پاس کچھ بھیجا تھا اس نے کہا میں تجھ کو خبر دیتا ہوں کہ میں نے اپنے آنے سے پہلے کوئی جہاز نہ پایا قرض دینے والے نے کہا خیر حال معلوم ہوا سو البتہ خدا نے تیری طرف سے جو مال کہ تو نے لکڑی کے ساتھ بھیجا تھا سو پہنچا دیا سو اب تو اپنی ہزار اشرفیاں لیکر خیریت سے پھر جا۔

**ف** اس حدیث میں راست معاملگی اور امانت داری کی خوبی کا بیان ہے معلوم ہوا کہ جس نے سچا بھروسا خدا پر کیا اس کو ٹوٹا نہیں پڑتا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قرض میں وعدہ مقرر کرنا درست ہے لیکن امام اعظمؒ اور شافعیؒ کا یہ مذہب ہے کہ قرض کی مدت لازم نہیں مالک اگر چاہے تو مدت سے پہلے قرض مانگ لیوے اور امام مالکؒ کے نزدیک مدت سے قبل تقاضا درست نہیں۔

# وکالت کے احکام

## ایک جنس کو دوسری جنس کے بدلے بیچنے میں سود نہیں رہتا

(۹۱۱) **ف** اَبُوْ سَعِیْدٍ وَّاَبُوْ ھُرَیْرَۃَ لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاھِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاھِمِ جَنِیْبًا قَالَہٗ لِاَخِیْ بَنِیْ عَدِیِّ الْاَنْصَارِیِّ وَکَانَ قَدِ اسْتَعْمَلَہٗ عَلٰی الْخَیْبَرِ۔ [1]

بخاری اور مسلم میں ابو سعیدؓ اور ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تو گھٹیا ناقص کھجور کو چاندی کے درموں سے بیچ ڈالا کر پھر مول لیا کر درموں سے عمدہ قسم کی کھجور یہ حضرتؐ نے قوم بنی عدی انصاری کے بھائی سے کہا اور حضرتؐ نے اسکو خیبر کا عامل کر کے بھیجا تھا۔

**ف** حضرتؐ نے ایک شخص کو خیبر کا عامل کر کے بھیجا وہاں سے وہ عمدہ قسم کی کھجور جس کو جنیب کہتے ہیں حضرتؐ کے واسطے لایا حضرتؐ نے پوچھا کہ کیا تمام خیبر کی کھجور ایسی عمدہ ہوتی ہے اس نے کہا کہ نہیں بلکہ ہم ناقص کھجور دو سیر دیکر ایک سیر عمدہ قسم بدل لیتے ہیں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی ایک جنس میں زیادہ دینا لینا بیاج ہے ایسا نہ کیا کر بلکہ اس کی تدبیر یہ ہے کہ ناقص کو بیچ ڈالا پھر اس کی قیمت سے عمدہ قسم کو مول لیا اسی طرح سب تول ناپ کی چیزیں جیسے گیہوں اور جوار اور نمک اور چنے میں کرنا چاہیے۔

[1] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوانؒ صرف روپیہ پیسے سے بکنے والی چیزوں میں اور تل کر بکنے والی چیزوں میں وکیل کرنا داخل کیا ہے۔ (چشتی)

## حضورؐ کا حضرت ابوہریرہؓ سے فرمانا ما فعل اسیرک البارحۃ

(۹۱۲) خ اَبُوْ هُرَيْرَةَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ اَسِيْرُكَ الْبَارِحَةَ۔ [1]

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے ابوہریرہ تیرے قیدی نے کل کی رات کیا کیا۔

ف بخاری میں پوری روایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یوں ہے کہ حضرتؐ نے مجھ کو صدقۂ عید الفطر پر وکیل کیا میں اس کی چوکی دیتا تھا اتنے میں ایک شخص آیا اور اناج لپ بھر بھر کے اناج لینے لگا میں نے اس کو پکڑا اور کہا کہ تجھ کو میں حضرتؐ کے پاس پکڑے لئے چلتا ہوں اس نے کہا کہ میں محتاج ہوں لڑکے بالے رکھتا ہوں میں نے اس کو چھوڑ دیا صبح کو میں حضرتؐ کے پاس حاضر ہوا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ میں نے کہا کہ اس نے اپنی محتاجی اور عیالداری بیان کی تھی حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ جھوٹا ہے اور پھر آوے گا۔ میں اس کو تاکتے رہا وہ دوسری رات پھر آیا اور اس نے اناج اٹھایا میں نے اس کو پکڑا اور کہا کہ میں تجھ کو حضرتؐ کے پاس پکڑے لئے چلتا ہوں اس نے کہا مجھ کو چھوڑ دے میں محتاج عیالدار ہوں میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ صبح کو حضرتؐ نے پوچھا کہ تیرے قیدی نے کیا کیا میں نے حال بیان کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ جھوٹا ہے اور پھر آج کی رات آویگا سو میں اس کو تاکتا رہا۔ تیسری رات کو بھی آیا اور اناج اس نے لیا اور میں نے اس کو پکڑا اور کہا اب میں تجھ کو ضرور حضرتؐ کے پاس پکڑ لیچلوں گا اس نے کہا کہ مجھ کو چھوڑ دے میں تجھ کو وہ بول سکھلا دوں جس سے خدا تجھ کو فائدہ دیوے جب تو بستر پر سونے کے واسطے جایا کر تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کر خدا کی طرف سے ہمیشہ تجھ پر ایک نگہبان مقرر رہے گا اور صبح تک شیطان تیرے پاس نہ آویگا۔ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کو چھوڑ دیا صبح کو حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرتؐ نے فرمایا کہ تیرے رات والے قیدی نے کیا کیا میں نے کہا کہ اس نے اپنے گمان میں فائدے کی چیز بتلائی میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ حضرتؐ نے پوچھا کہ کون چیز اس نے بتلائی۔ میں نے آیۃ الکرسی پڑھنے کا سب حال بیان کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہر چند وہ بڑا جھوٹا ہے لیکن اس بات میں وہ تجھ سے سچ بولا۔ تجھ کو معلوم ہے کہ تین رات سے تو نے کس کے ساتھ بات چیت کی اے ابوہریرہ۔ میں نے کہا کہ مجھ کو معلوم نہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ شیطان تھا۔

## ایک صاع کھجور کو دو صاع کھجور کے عوض بیچنا درست نہیں

(۹۱۳) ق اَبُوْ سَعِيْدٍ اَوَّهْ عَيْنُ الرِّبٰوا لَا تَفْعَلْ وَلٰكِنْ اِذَا اَرَدْتَ اَنْ تَشْتَرِيَ التَّمْرَ فَبِعْهُ بِبَيْعٍ اٰخَرَ ثُمَّ اشْتَرِ بِهٖ قَالَہٗ لِبِلَالٍ حِيْنَ جَآءَهٗ بِتَمْرٍ بَرْنِيٍّ وَ قَالَ كَانَ عِنْدَنَا تَمْرٌ رَدِيٌّ فَبِعْتُ مِنْهُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ لِيَطْعَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔ وَفِيْ رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ

بخاری اور مسلم میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ واہ یہ تو عین سود ہے ایسا نہ کیا کرو لیکن جبکہ تو عمدہ خرما خریدا کرنا چاہے تو ناکارے خرموں کو بیچ کے دوسری بیع سے پھر اس کی قیمت سے عمدہ خرما مول لیا کر۔ یہ حضرتؐ نے بلالؓ سے فرمایا جبکہ وے حضرتؐ کے پاس عمدہ قسم کا خرما لائے جس کو عرب برنی کہتے ہیں اور بلالؓ نے کہا کہ ہمارے پاس ناکارے خرمے تھے سو میں نے ان کے دو صاع ایک صاع سے بیچے حضرتؐ کے کھانے کے واسطے

ایک ہی جنس کی چیزوں کا تبادلہ کمی اور بیشی سے ساتھ کرنا سود ہے اگر جنس ایک نہ ہو تو پھر سود نہیں۔

[1] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "مقرر کردہ وکیل کی بات کو چھوڑ دے اور موکل اسکو منظور کرے تو جائز ہے" میں ذکر کیا ہے (حشتی)

اَوَّهْ اَوَّهْ مَرَّتَيْنِ۔ ؎۱ اور بخاری کی روایت میں یوں ہے کہ حضرتؐ دو بار واہ واہ فرمایا۔

**ف** یعنی ایک جنس کو زیادہ اور کم کرکے بیچنا اور بدلنا اسی کا نام سود ہے بلکہ ناکاری چیز کو عمدہ چیز سے بدلنا چاہے تو اس کی یہ تدبیر ہے کہ ناکاری کو بیچ ڈالے پھر اس کی قیمت سے عمدہ چیز کو مول لیوے کہ یہ بیلج نہیں اس واسطے کہ جنس بدل گئی اس صورت میں زیادتی کمی کا کچھ مضائقہ نہیں۔

## قرض دینے والے کو تقاضہ کا حق ہے

(۹۱۴) **ق** عَائِشَۃَ اِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا۔ ؎۲ بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ حق والے کو کہنا پہنچتا ہے۔

**ف** حضرتؐ پر کسی کا قرض تھا اس نے کڑا تقاضا کیا اصحاب نے اس کے مارنے کا ارادہ کیا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی قرض دینے والا حقدار ہے کہ کہا چاہے اس کی بات کا برا ماننا نہ چاہئے۔

## جنگ حنین میں حضورؐ کا صحابہؓ سے مال غنیمت دلوانا

(۹۱۵) **ق** اَلْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَۃَ وَمَرْوَانُ ابْنُ الْحَکَمِ اِنَّا لَا نَدْرِیْ مَنْ اَذِنَ مِنْکُمْ فِیْ ذٰلِکَ مِمَّنْ لَّمْ یَاْذَنْ فَارْجِعُوْا حَتّٰی یَرْفَعَ اِلَیْنَا عُرَفَآءُکُمْ اَمْرَکُمْ۔ ؎۳ بخاری اور مسلم میں مسور بن مخرمہؓ سے اور مروان بن حکمؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہم نہیں جانتے کہ تم لوگوں میں سے کس نے اجازت دی ہے اور کس نے نہیں دی سو تم پلٹ جاؤ کہ تمہارے چودھری تمہارا حال ہم سے ظاہر کریں۔

**ف** بعد فتح مکہ کے جنگ حنین میں قوم ہوازن کے جو لڑکے پکڑے آئے اور ان کا مال قابو میں آیا حضرتؐ نے قیدی اور مال ان کا اصحاب میں تقسیم کر دیا بعد اس کے اس قوم نے اسلام قبول کیا اور حضرتؐ سے کہا کہ ہمارا مال اور قیدی ہم کو پھیر دیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ ایک بات اختیار کرو خواہ قیدی خواہ مال دونوں چیزیں تم نہ ملیں گی۔ اس قوم نے قیدیوں کو مانگا تب حضرتؐ نے اصحاب کو جمع کرکے فرمایا کہ تمہارے بھائیوں نے اسلام قبول کیا ہے مجھ کو یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ان کے قیدیوں کو تم پھیر دو جو خوشی سے دینا ہو تو دیدے اور جو اپنا حصہ نہ دیا چاہتا ہو تو اس کو ہم اور کہیں سے جو قیدی پاویں گے تو اس کا بدلا دیں گے۔ اصحابؓ نے کہا کہ ہم سب راضی ہیں ہمارے حصے آپ خوشی سے ان کو دیجئے۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی ہم کو ہر ایک شخص کی خوشی مفصل نہیں معلوم جب تک کہ تمہارے واقف اور چودھری اپنے سب لوگوں کا حال اظہار نہ کریں گے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعد تقسیم غنیمت کے اگر لوگ مسلمان ہوں تو ان کے قیدی اور مال پھیرنا واجب نہیں حضرتؐ نے ان کو احسان کی راہ سے دیا۔

---

؎۱ امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان "وکیل کسی خراب چیز کو اس کی خرابی بتائے بغیر بیچ ڈالے تو اس کی یہ بیع قابل قبول نہیں" میں ذکر کیا ہے۔ ؎۲ امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان "قرض ادا کرنے میں وکیل بنانا جائز ہے" میں ذکر کیا ہے۔ ؎۳ امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "کسی وکیل یا کسی قوم کے سفارشی کو کوئی چیز ہبہ کرنا جائز ہے" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

# قرض لینے دینے کے احکام

## اگر کوئی شخص قرض کے ادا کرنے کی نیت رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ ادا کرا دیتا ہے

(۹۱۶) خ أَبُوْ هُرَيْرَةَ مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيْدُ أَدَاءَهَا أَدَّاهَا اللّٰهُ عَنْهُ وَمَنْ أَخَذَهَا يُرِيْدُ إِتْلَافَهَا أَتْلَفَهُ اللّٰهُ[1]

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو لوگوں کے مال لیوے بطور قرض یا عاریت ادا کرنے کے ارادے پر تو خدا اس سے ادا کروا دیگا یعنی ادا کرنے کا سامان کر دیگا دنیا میں یا آخرت میں اور جو ان مالوں کو برباد کرنے کے ارادے پر لیوے تو خدا اسی کو برباد کر ڈالے گا۔

ف یعنی جس مسلمان کو کچھ ضرورت ہو اور وہ بہ نیت ادا قرض لیوے اور اس کے ادا کرنے میں کوشش کرے تو خدا اس کا مددگار ہے اور جو مال مردم خوری کی نیت سے لیگا تو خود برباد ہوگا خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں مسلمان اور کافر کا قرض برابر ہے۔ کافر کا بھی مال دبانا درست نہیں اس واسطے کہ اس حدیث میں مسلمان کی کچھ خصوصیت نہیں۔ ابن ماجہ میں عبداللہ بن جعفرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا قرضدار کے ساتھ ہے یہاں تک کہ قرض ادا کرے بشرطیکہ نیت بری نہ کرے اسی واسطے عبداللہ بن جعفر بے حاجت بھی قرض لیتے تھے تاکہ خدا ہمارے ساتھ رہے اور اسی طرح حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ قرض لیتی تھیں۔ کسی نے کہا کہ آپ کو قرض کی کچھ حاجت نہیں تو کہتی تھیں کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس کی نیت قرض ادا کرنے کی ہوتی ہے خدا کی طرف سے اس پر ایک حافظ اور مددگار رہتا ہے۔ اور اکثر بزرگ قرض سے احتیاط کرتے تھے اس واسطے کہ مال کی محبت آدمی کے دل میں بہت ہے شاید نیت بدل جاوے تو ثواب کہاں پھر عذاب گلے پڑے۔

## خیرات کی ترغیب

(۹۱۷) خ أَبُوْ ذَرٍّ إِنَّ الْأَكْثَرِيْنَ هُمُ الْأَقَلُّوْنَ إِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا۔

بخاری میں ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو بہت مالدار ہیں وہی قیامت میں ثواب سے مفلس ہیں پر جس نے مال کو خرچ کیا اس طرح اور اس طرح اور اس طرح یعنی داہنے اور بائیں اور آگے سب طرف خوب دیا۔

ف یعنی جس مالدار نے راہ خدا میں خوب دیا وہ البتہ بہت ثواب پاوے گا اور جس نے بخیلی کی اور مال کو دبا رکھا وہ قیامت میں مفلس ہوگا نہ تو مال ہی پاس ہوگا نہ ثواب۔

## قرض اچھے طریقے سے ادا کرنا بہتر ہے

(۹۱۸) خ جَابِرٌ خَيْرُكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً۔

بخاری میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم لوگوں میں بہتر آدمی وہ ہے جو قرض ادا کرنے میں بہتر ہو۔

ف جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے ایک شخص سے نوجوان کم عمر اونٹ قرض لیا جب بیت المال میں زکوٰۃ کے

[1] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "قرض ادا کرنا ایک ضروری امر ہے" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

اونٹ آئے حضرتؐ نے جابرؓ سے فرمایا کہ اس کا قرض ادا کر جابرؓ نے کہا کہ یا حضرتؐ اس کا اونٹ کم عمر کم قیمت تھا اور یہ اونٹ قیمتی ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ قیمتی ہی اونٹ اس کو دے پھر یہ حدیث فرمائی یعنی کشادہ چشمی قرض ادا کرنے میں مستحب ہے اور اس طرح کے قرض میں زیادہ دینا سود میں داخل نہیں۔ اس واسطے کہ سود میں زیادہ لینا شرط کر لیتے ہیں اور اس میں شرط نہ تھی حضرتؐ نے اپنی طرف سے احسان کیا۔ علاوہ اس کے بیاج وزن اور پیمانے والی چیزمیں ہوتا ہے جاندار میں کمی بیشی بیاج نہیں۔

## حضورؐ کا معجزہ

حضرت جابرؓ کا قرضہ ادا ہوجانا اور کھجوروں کا کم نہ ہونا۔

(۹۱۹) **خ** جابرؓ اَخْبِرْ ذٰلِكَ ابْنَ الْخَطَّابِ **فَقَالَ** لِجَابِرٍ لَمَّا اَخْبَرَهُ بِقَضَاءِ دَيْنِهِ۔[۱]

بخاری میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کی خبر دے خطاب کے بیٹے یعنی عمر فاروقؓ کو۔ یہ حضرتؐ نے جابرؓ سے فرمایا جبکہ جابرؓ نے اپنے قرض ادا ہوجانے کی حضرتؐ کو خبر دی۔

**ف** جابرؓ کے باپ جنگ احد میں شہید ہوئے ان پر بہت قرض تھا جتنا خرما ان کے باغ میں ہوا انھوں نے چاہا کہ قرض خواہوں کو دیں قرض بہت تھا اور خرما کم انھوں نے قبول نہ کیا۔ جابرؓ نے حضرتؐ سے سفارش کروائی۔ قرض خواہ یہودی تھے انھوں نے نہ مانا حضرتؐ نے جابرؓ سے فرمایا کہ تو ہر قسم کے خرموں کے علیحدہ علیحدہ ڈھیر کر جب جابرؓ نے ڈھیر لگائے تو حضرتؐ ایک بڑے ڈھیر کے گرد گھومے اور اس کے اوپر جا کر بیٹھے پھر جابرؓ سے فرمایا کہ قرض خواہوں کو تول تول کے دینا شروع کر۔ جابرؓ نے دینا شروع کیا یہاں تک کہ سب قرض ادا ہوگیا جابرؓ سے روایت ہے کہ باوجودیکہ سب قرض ادا ہوا لیکن وہ ڈھیر سب اسی پر تھا کچھ کمی اس میں نہ ہوئی۔ جابرؓ نے کہا یا حضرتؐ سب قرض ادا ہوچکا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی عمر فاروقؓ کو اس حال کی خبر کردے اس واسطے کہ عمر فاروقؓ کو جابرؓ کے قرض ادا ہونے کی بڑی فکر تھی۔ جب جابرؓ نے عمر فاروقؓ کو خبر دی انھوں نے کہا کہ جب حضرتؐ تشریف لیگئے تھے اسی وقت میں جان گیا تھا کہ اب ضرور برکت ہوگی۔

## قرض سے پناہ مانگنا مسنون ہے

(۹۲۰) **ق** عَائِشَةُ اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَاَخْلَفَ

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ آدمی جب قرضدار ہوا بات کہتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور قرضداروں سے وعدہ کرتا ہے تو پورا نہیں کرتا۔

**ف** حضرتؐ نماز میں قرض سے بہت پناہ مانگتے تھے کسی نے کہا کہ یا حضرتؐ آپ قرض سے کیوں بہت پناہ مانگا کرتے ہیں۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔

## جب کوئی اپنا مال کسی مفلس کے پاس پائے تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہے

(۹۲۱) **ق** اَبُوْهُرَيْرَةَ مَنْ اَدْرَكَ مَالَهُ بِعَيْنِهِ عِنْدَ رَجُلٍ اَفْلَسَ اَوْ اِنْسَانٍ

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو پاوے اپنا ہو بہو مال کسی مفلس مرد کے پاس یا آدمی

---

[۱] امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان "قرضہ کے چھوہارے چھواروں کے عوض یا قرضہ کی کسی اور چیز کے بدلے میں دینا نہیں آیا اس کے متعلق گفتگو کرنا جائز ہے" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

فَقَدْ اَفْلَسَ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ مِنْ غَیْرِہٖ ۔ مفلس کے پاس تو اس مال کا وہی زیادہ تر لائق ہے اور قرضداروں کی بہ نسبت۔

**ف** یعنی جس نے اپنا مال کسی کے ہاتھ بیچا اور مول لینے والا مفلس اور قرضدار ہو گیا قیمت نہیں دیسکتا تو اپنے مال کو اگر ہو بہو پاوے تو لیلیوے اور بیع کو باطل کر دیوے اور قرضداروں کا اس میں حق نہیں اور یہی مذہب ہے امام شافعی رح کا، اور امام اعظمؒ کے نزدیک اس مال کا بیچنے والا سب قرضداروں کے برابر ہے اس مال کو بیچکر سب قرضدار برابر بانٹ لیویں۔

## ادائگی حقوق کی تاکید

(۹۲۲) **ق** اِبْنُ عُمَرَ کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ ۔ بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم لوگوں میں ہر ایک شخص حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت اور زیر دست سے پوچھا جائے گا۔ [له]

**ف** پوری اس حدیث کی روایت یوں ہے کہ بادشاہ سب ملک پر حاکم ہے تو اپنی تمام رعیت سے پوچھا جاویگا کہ انصاف کیا یا ظلم، اور مرد اپنے گھر اور جورو پر حاکم ہے تو وہ بھی پوچھا جاوے گا کہ اس نے نیک کام سکھلایا اور گناہ سے روکا یا نہیں اور جورو اپنے خاوند کے مال کی حاکم ہے تو وہ بھی پوچھی جاوے گی کہ اس نے خیر خواہی اور مال کی حفاظت کی یا نہیں، اسی طرح غلام اور نوکر بھی پوچھا جاوے گا کہ اس نے اپنے میاں، اور آقا کی خیر خواہی اور اس کے مال کی حفاظت کی یا نہیں غرضکہ ہر شخص اپنے زیر دست اور اپنی قابو والی چیز سے قیامت میں پوچھا جاوے گا کہ تو نے باوجود قدرت اور قابو کے اس کا حق کیوں نہ ادا کیا اس طرح کا سوال صرف بادشاہ ہی پر موقوف نہیں۔

# مخاصمتؔ کا بیان

## بیجا اختلاف کرنا بربادی کا سبب ہے

(۹۲۳) **مُ** اِبْنُ مَسْعُوْدٍ لَا تَخْتَلِفُوْا فَاِنَّ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمُ اخْتَلَفُوْا فَهَلَکُوْا ۔ بخاری میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اختلاف نہ کیا کرو اس واسطے کہ جو لوگ تم سے آگے تھے انھوں نے اختلاف کیا پھر برباد ہو گئے۔ [سه]

**ف** عبداللہ بن مسعودؓ سے مصابیح میں روایت ہے کہ ایک شخص نے قرآن پڑھا اور مجھ کو اور طرح سے معلوم ہوا میں اس کو حضرتؐ کے پاس پکڑ لایا حضرتؐ نے فرمایا کہ تم دونوں خوب پڑھتے ہو۔ پھر یہ حدیث فرمائی یعنی قرآن کی قرأت جیسے طرح ثابت ہو اس کا انکار نہ کرو۔

---

له امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "غلام اپنے آقا کے مال کا نگہبان ہے اور اسکی اجازت کے بغیر کسی قسم کے تصرف کا اختیار نہیں" میں ذکر کیا ہے۔ — ؎ آپس کے جھگڑے۔ — سه امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "مسلمان اور یہودی کے جھگڑوں کے بارے میں کیا ہدایت ہے" میں ذکر کیا ہے۔ ۶ صحیح ۔ (چشتی)

# صلح کے احکام

## دیت (خونبہا) کے بارے میں صلح کرنا

(۹۲۴) خ اَنَسٌ اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ مَنْ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ۔

بخاری میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر بعضے اللہ کے بندے ایسے ہیں کہ اگر قسم کھا بیٹھیں خدا کے بھروسے پر تو خدا ان کی قسم کو سچا کر دیوے یعنی جس چیز پر قسم کھاویں کہ فلانی بات ایسی ہوگی تو ویسی ہی خدا کر دیتا ہے۔

ف بخاری میں انسؓ سے روایت ہے کہ ہماری پھوپھی نے ایک عورت کا دانت توڑ ڈالا اس سے معاف کروایا اس نے معاف نہ کیا پھر خونبہا دینے کا اقرار کیا اس کو بھی نہ مانا پھر اس نے حضرتؐ سے فریاد کی حضرتؐ نے اس کے بدلے دانت توڑنے کا حکم کیا تب انس بن نضر ہمارے چچا نے حضرتؐ سے کہا کہ قسم ہے اس خدا کی جس نے تجھ کو سچا نبی کیا ہے کہ میری بہن کا دانت نہ توڑا جاوے گا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے انسؓ خدا کا حکم تو بدلا لینا ہے آخر اس عورت کی قوم خون بہا لینے پر راضی ہوئی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی اس نے خدا کے بھروسے پر قسم کھائی تھی سو خدا نے اس کی قسم سچی کی۔

(۹۲۵) ق اَنَسٌ یَا اَنَسُ کِتَابُ اللّٰہِ یَأْمُرُ بِالْقِصَاصِ وَیُرْوٰی کِتَابُ اللّٰہِ الْقِصَاصُ قَالَہٗ لِاَنَسِ بْنِ النَّضْرِ

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے انس خدا کی کتاب تو بدلا لینے کا حکم کرتی ہے اور دوسری روایت میں یوں ہے کہ کتاب اللہ میں حکم بدلا لینے کا ہے۔ یہ حضرتؐ نے انس بن نضر سے فرمایا۔

ف اس حدیث کا قصہ بیان ہو چکا کہ انس بن نضر کی بہن نے کسی کا دانت توڑا تھا اور حضرتؐ نے بدلا لینے کا حکم کیا تھا اور انس بن نضر نے قسم کھائی تھی کہ یا حضرتؐ اس کا دانت نہ توڑا جاوے گا پھر اس کے وارثوں نے خون بہا قبول کیا اور بدلا نہ لیا۔

# شرکت طعام کے احکام

## برائی سے روکتے رہنا ضروری ہے

(۹۲۶) خ اَلنُّعْمَانُ بْنُ بَشِیْرٍ مَثَلُ الْقَائِمِ فِیْ حُدُوْدِ اللّٰہِ وَالْوَاقِعِ فِیْہَا کَمَثَلِ قَوْمٍ اِسْتَہَمُوْا عَلٰی سَفِیْنَۃٍ فَاَصَابَ بَعْضُہُمْ اَعْلَاہَا وَبَعْضُہُمْ اَسْفَلَہَا فَکَانَ الَّذِیْ فِیْ اَسْفَلِہَا اِذَا اسْتَقَوْا مِنَ الْمَاءِ مَرُّوْا عَلٰی مَنْ فَوْقَہُمْ فَقَالُوْا لَوْ اَنَّا

بخاری میں نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کی مثل جو خدا کی حدوں پر کھڑا ہے یعنی گناہ نہیں کرتا اور جو ان حدوں پر گر پڑا یعنی گناہوں میں ڈوبا اس قوم کی مثل ہے جنھوں نے قرعہ ڈال کے جہاز میں اپنا اپنا مکان ٹھہرایا سو بعضوں نے اس کا اوپر کا مکان پایا اور بعضوں نے نیچے کا مکان پایا سو جو لوگ نیچے رہے جب انھوں نے پانی چاہا تو اپنے اوپر

[illegible] اور گنہگار دونوں عذاب الٰہی میں شریک [illegible] ہوتے ہیں۔

خَرَقْنَا فِي نَصِيبِنَا خَرْقًا وَلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا فَإِنْ تَرَكُوهُمْ وَمَا أَرَادُوا هَلَكُوا جَمِيعًا وَإِنْ أَخَذُوا عَلَى أَيْدِيهِمْ نَجَوْا وَنَجَوْا جَمِيعًا۔

والوں پر گذرے تو نیچے والوں نے کہا کہ اگر ہم اپنے حصے کے مکان کو پانی کے واسطے توڑ پھاڑ لیویں اور اپنے اوپر والوں کو آمد و رفت کی تکلیف سے بچاویں تو اچھی بات ہے۔ سو اگر اوپر والوں نے نیچے والوں کو ان کی خواہش پر چھوڑا یعنی توڑنے سے منع نہ کیا تو اوپر اور نیچے کے سب ہلاک ہوئے یعنی ڈوبے اور اگر ان کے ہاتھ پکڑ لئے تو اوپر والے خود بھی بچے اور نیچے والے بھی سب بچے۔

؎۱

ف یعنی جو لوگ کہ ایک شہر یا ایک گھر میں رہتے ہوں بعضے ان میں سے گناہوں سے اور خلافِ شرع کاموں سے بچتے ہوں اور بعضے بدکاموں میں مشغول ہوں اور متقی لوگ باوجود قدرت کے گنہگاروں کو بدکاموں سے نہ روکیں تو آخرت کے عذاب میں دونوں شریک ہیں اور اگر دنیا میں عذاب آوے گا تو سب برباد ہوں گے خواہ متقی لوگ بدکاموں سے راضی ہوں یا ناراض جیسے کہ کشتی اگرچہ اکثر مضبوط ہو لیکن ایک سوراخ سے ڈوبتی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہی عن المنکر یعنی خلافِ شرع کام سے لوگوں کو روکنا واجب ہے اس واسطے کہ برے کام جب کثرت سے ہوئے تو اس میں سب کی بربادی ہے۔

## غلہ وغیرہ میں شرکت کا بیان

(۹۲۷) ق أَبُو مُوسَى إِنَّ الْأَشْعَرِيِّينَ إِذَا أَرْمَلُوا فِي الْغَزْوِ أَوْ قَلَّ طَعَامُ عِيَالِهِمْ بِالْمَدِينَةِ جَمَعُوا مَا كَانَ عِنْدَهُمْ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ اقْتَسَمُوا بَيْنَهُمْ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ بِالسَّوِيَّةِ فَهُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ۔

بخاری اور مسلم میں ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر اشعری لوگ جب لڑائی میں محتاج ہو جاتے ہیں یا مدینے میں ان کے جورو لڑکوں کا کھانا کم ہو جاتا ہے تو ایک کپڑے میں جو ان کے پاس ہوتا ہے یکجا کرتے ہیں پھر ایک برتن سے آپس میں برابر برابر بانٹتے ہیں سو وے میرے طور پر ہیں میں ان پر راضی ہوں

ف اشعری یمن کی ایک قوم ہے جن میں سے ابو موسیٰ اشعری اس حدیث کے راوی ہیں ان کی یہ حضرتؐ نے عادت بیان کر کے پسند کی تاکہ اور لوگ بھی اسی طرح آپس میں اتفاق کریں۔

# رہن کا بیان

## رہن کے جانور پر سوار ہونے اور دودھ دوہنے کا کیا حکم ہے

(۹۲۸) خ أَبُو هُرَيْرَةَ الرَّهْنُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهِ وَيُشْرَبُ لَبَنُ الدَّرِّ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا وَعَلَى الَّذِي يَرْكَبُ وَيَشْرَبُ النَّفَقَةُ۔

بخاری میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ گروی جانور کی سواری کیجئے اس کے دانے گھاس کے بدلے اور دودھار جانور کا دودھ پیجئے جبکہ گروی ہو اور جو سواری کرے اور دودھ پیئے اس پر خرچ ہے۔

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گروی جانور کی سواری کرنا اور اس کا دودھ پینا دانے گھاس کے بدلے

---

؎۱ امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان "کیا تقسیم میں قرعہ ڈالنا جائز ہے" میں ذکر کیا ہے۔ ؎۲ گروی رکھنا۔ (چشتی)

مرتہن کو درست ہے اور یہی مذہب ہے امام احمدؒ کا لیکن ان کے نزدیک رہن کا نفع لینا بقدر خرچ کے چاہیئے خرچ سے زیادہ درست نہیں اور امام شافعیؒ کے نزدیک منافع کا حق مالک کو ہے اور اسی پر خرچ لازم ہے۔ اور امام اعظمؒ کے نزدیک جیسے وہ چیز گرو ہے ویسے ہی اس کا نفع بھی یعنی مرتہن اگر منافع کو لیوے تو اپنے اصل قرض میں وضع کرتا جاوے اور خرچ اس کا مالک پر لازم ہے۔

# شرط کرنے کے احکام

## نکاح کے وقت مہر میں شرطیں کرنا درست ہے

(۹۲۹) ق عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ اَحَقُّ الشُّرُوطِ اَنْ تُوْفُوْا بِهَا مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ۔

بخاری اور مسلم میں عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ سب شرطوں میں سے جن کا تم کو پورا کرنا چاہیئے اس شرط کا زیادہ تر پورا کرنا لازم ہے جس کے سبب سے تم نے عورتوں کی شرمگاہیں حلال کرلیں۔

ف جو شرطیں اور قول قرار کہ نکاح میں واجب الادا ہیں سو ان میں سے اول تو مہر ہے دوسرے نان نفقہ تیسرے حسن سلوک دستور کے موافق عورت کا مہر فرض ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس کا ادا کرنا سب سے مقدم ہے اور جو مہر ادا کرنے کا قصد نہ رکھے وہ گنہگار ہے۔ اور بعض شرطیں نکاح میں واجب الادا نہیں جیسے خاوند کا جورو کے گھر میں رہنا جورو کو اپنے گھر نہ بلانا یا جورو کی زندگی میں دوسرا نکاح نہ کرنا یا پہلی جورو کو طلاق دینا۔

## حربی کافروں سے جنگ یا صلح کے شرائط

(۹۳۰) ق اَلْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ وَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ اِنَّا لَمْ نَجِئْ لِقِتَالِ اَحَدٍ وَّلٰكِنَّا جِئْنَا مُعْتَمِرِيْنَ وَاِنَّ قُرَيْشًا قَدْ نَهِكَتْهُمُ الْحَرْبُ وَاَضَرَّتْ بِهِمْ فَاِنْ شَاؤُوْا مَادَدْتُهُمْ مُدَّةً وَّ يُخَلُّوْا بَيْنِيْ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَاِنْ اَظْهَرْ فَاِنْ شَاؤُوْا اَنْ يَّدْخُلُوْا فِيْمَا دَخَلَ فِيْهِ النَّاسُ فَعَلُوْا وَاِلَّا فَقَدْ جَمُّوْا وَاِنْ هُمْ اَبَوْا فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاُقَاتِلَنَّهُمْ عَلٰى اَمْرِيْ هٰذَا حَتّٰى تَنْفَرِدَ سَالِفَتِيْ اَوْ لَيُنْفِذَنَّ اللّٰهُ اَمْرَهٗ۔

بخاری اور مسلم میں مسور بن مخرمہؓ اور مروان بن حکمؓ سے روایت ہے کہ البتہ ہم کسی سے لڑنے کو نہیں آئے ولیکن ہم تو عمرہ کرنے کو آئے ہیں اور مقرر قریش کو لڑائی نے سست کر ڈالا اور ان کو ضرر پہنچایا ہے سو اگر وے صلح چاہیں تو میں ان کے لئے مدت مقرر کردوں اور ہم کو وے کعبے جانے سے نہ روکیں پھر صلح کی مدت میں اور کافروں پر اگر غالب ہو جاؤں تو اگر قریش داخل ہوا چاہیں جس میں لوگ داخل ہوئے ہیں یعنی مسلمان ہوا چاہیں تو مسلمان ہوں اور اگر مسلمان ہونے کا ارادہ نہ ہو تو صلح کی مدت میں انھوں نے آرام ہی پایا اور اگر قریش یہ بھی نہ مانیں گے تو قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ لڑا کروں گا ان سے اپنے اس امر پر یعنی دین پر یہاں تک کہ میری گردن جدا ہو یا خدا اپنے دین کو غلبہ دیوے۔

ف چھٹے سال ہجری کے حضرتؐ مدینے سے مکے کو چلے عمرہ کرنے کو جب مکے کے پاس اس منزل کو پہنچے

جس کا نام حدیبیہ ہے۔ کفار مکہ نے ہذیل بن ورقا کو بھیجا پیغام یہ کہ ہم تم کو مکے میں نجانے دیویں گے تب حضرت نے یہ حدیث فرمائی۔ پھر دس برس کی صلح ہوئی حضرت بدون عمرہ کے پھر آئے دوسرے سال عمرے کی قضا کو تشریف لیگئے۔

(۹۳۱) ق اَلْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ وَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ مَا خَلَأَتِ الْقَصْوَاءُ وَمَا ذَاكَ لَهَا بِخُلُقٍ وَلٰكِنْ حَبَسَهَا حَابِسُ الْفِيلِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَا يَسْئَلُوْنَنِيْ خُطَّةً يُعَظِّمُوْنَ فِيْهَا حُرُمَاتِ اللّٰهِ اِلَّا اَعْطَيْتُهُمْ اِيَّاهَا۔

بخاری اور مسلم میں مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ نہیں تھک گئی اونٹنی جس کا قصوی نام ہے اور یہ اس کی خو نہیں و لیکن اس کو بند کیا ہے ہاتھی کے بند کرنے والے نے یعنی خدا نے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ مکے والے نہ مانگیں گے کوئی کام جس میں ادب خدا کی تعظیم کریں مگر کہ میں ان کو دونگا یعنی وہ بات قبول کروں گا۔

ف حضرت چھٹے سال احرام باندھ کے مدینے سے مکے کو چلے عمرہ کرنے کو۔ راہ میں اونٹنی حضرت کی بیٹھ گئی۔ اصحاب نے کہا کہ اونٹنی تھک گئی تب حضرت نے یہ حدیث فرمائی تو اونٹنی کھڑی ہوئی۔ پھر حضرت صلح کر کے پلٹ آئے چنانچہ اس کا مفصل قصہ بیان ہو چکا۔

(۹۳۲) ق اَلْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ لَقَدْ رَاٰى هٰذَا ذُعْرًا يَعْنِيْ اَحَدَ الرَّجُلَيْنِ الَّذَيْنِ رَجَعَا بِاَبِيْ بَصِيْرٍ مِّنَ الْمَدِيْنَةِ

بخاری اور مسلم میں مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے روایت ہو کہ حضرت نے فرمایا کہ مقرر اس شخص نے خوف دیکھا ان دو مردوں سے ایک مرد مراد ہے جو ابی بصیر کو مدینہ سے پلٹا لے گئے تھے۔

ف حدیبیہ کے سال حضرت سے اور کفار قریش سے چند شرطوں پر عہد ہوا تھا ان میں سے ایک یہ بھی شرط تھی کہ اگر قریش سے کوئی مسلمان ہو کر حضرت کے پاس آوے تو حضرت اس کو پکڑ دیں اور اگر حضرت کا کوئی مسلمان قریش کے پاس بھاگ جاوے تو قریش اس کو نہ دیویں۔ حضرت نے اس شرط کو مانا تھا۔ عمر فاروق رضہ کو اس کا نہایت رنج تھا حضرت نے فرمایا کہ جو ان میں سے مسلمان ہو کر آوے گا خدا اس کے بچاؤ کی کوئی راہ نکالیگا اور جو کوئی ہمارے پاس سے کافروں میں ملے گا خوب ہو کہ خدا نے اس ناپاک کو دفع کیا۔ جب حضرت مدینے میں تشریف لائے تو قوم قریش سے ابی بصیر مسلمان ہو کر حضرت کے پاس مدینہ میں آئے۔ قریش نے دو آدمی حضرت کے پاس بھیجے حضرت نے بموجب عہد کے ابی بصیر کو ان کے ساتھ کر دیا۔ جب مدینے سے چھ کوس پر پہنچے تو ناشتے کا ارادہ کیا ابی بصیر نے ایک آدمی سے کہا کہ تیری تلوار نہایت عمدہ معلوم ہوتی ہے اس نے کہا ہاں بہت عمدہ ہے۔ ابی بصیر نے دیکھنے کے بہانے سے تلوار مانگ کر اس کو مار ڈالا۔ دوسرا آدمی بھاگ کر کانپتا ہوا حضرت کے پاس آیا تب حضرت نے اس کو دیکھ کر یہ حدیث فرمائی۔ پھر حضرت نے اس سے حال پوچھا اس نے بیان کیا۔ بعد اس کے ابی بصیر آئے حضرت نے فرمایا کہ ابی بصیر لڑائی کی آگ بھڑکانے والا ہے۔ ابی بصیر نے جانا کہ حضرت مجھ کو پھر حوالہ کر دیں گے تو مدینے سے نکل کر سمندر کے کنارے پر جا ٹھہرے پھر جو شخص کہ کفار قریش سے مسلمان ہو کر آتا تھا وہ ابی بصیر کے پاس رہتا تھا جب مسلمانوں کی بہت بھیڑ ہوگئی تو کفار قریش کے قافلے جو

ملک شام سے آتے جاتے تھے انھوں نے مارنا شروع کیے قریش نہایت عاجز ہوئے پھر حضرتؐ کو پیغام دیا کہ اس شرط سے ہم باز آئے مسلمانوں کو اپنے پاس بلا لیجیے اور راہ زنی سے منع کیجیے سو جیسا کہ حضرتؐ نے فرمایا تھا ویسا ہی خدا نے مسلمانوں کو سلامت بچایا۔

(۹۳۳) خ اَلْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ اِنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ بِالْغَمِيمِ فِي خَيْلٍ لِقُرَيْشٍ طَلِيعَةً فَخُذُوا ذَاتَ الْيَمِينِ۔ قَالَهُ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ۔

بخاری میں مسورؓ اور مروانؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا جس سال صلح حدیبیہ ہوئی تو خالد بن ولید قریش کے سواروں کو لیے غمیم میں آگا روکے پڑا ہے سو تم کترا چلو داہنے طرف کی راہ لو۔

ف غمیم اور حدیبیہ دو مقام ہیں کے کے پاس حضرتؐ نے فتح کے سے پہلے عمرے کا ارادہ کیا اور چاہا کہ بے اطلاع قریش کے کے میں اچانک داخل ہوں، راہ میں حضرتؐ کو خالد کا حال معلوم ہوا تب یہ حدیث فرمائی پھر اس سال کافروں نے حضرتؐ کو کے جانے سے روکا صلح کر کے حضرتؐ پلٹ آئے۔ خالد بن ولید اس وقت تک ایمان نہ لائے تھے۔ ہر چند مروان ناصبی مذہب یعنی مخالف اہل بیت تھا لیکن بخاری میں اس کی روایت ضمناً آئی ہے یعنی مسور کے ساتھ چنانچہ اس حدیث میں علاوہ اس کے یہ قصہ حدیبیہ کی روایت ہے کچھ مقام تہمت نہیں۔

(۹۳۴) ق اَلْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ وَاللّٰهِ اِنِّي لَرَسُولُ اللّٰهِ وَاِنْ كَذَّبْتُمُونِي اُكْتُبْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَهُ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ۔

بخاری اور مسلم میں مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قسم خدا کی میں مقرر خدا کا رسول ہوں اگرچہ تم مجھ کو جھٹلاتے ہو لکھ دے محمد بن عبداللہ۔ یہ حضرتؐ نے صلح حدیبیہ کے وقت فرمایا۔

ف چھٹے سال ہجری حضرتؐ عمرہ کرنے کو چلے جب کے کے قریب حدیبیہ کی منزل پر پہنچے تو کفار قریش نے حضرتؐ کو روکا اور اس بات پر صلح ہوئی کہ اب کے سال بے عمرہ کیے حضرتؐ پلٹ جاویں اگلے برس عمرہ کرنے کو تشریف لاویں۔ حضرتؐ نے صلح نامہ لکھوایا کہ یہ صلح نامہ ہے جس پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کی۔ کافروں نے کہا کہ ہم محمد رسول اللہ نہ لکھنے دیں گے بلکہ محمد بن عبداللہ لکھو۔ اگر ہم تم کو رسول اللہ جانتے تو تم سے کیوں لڑتے اور کے جانے سے تم کو کیوں روکتے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی اور محمد رسول اللہ کے لفظ کو کاٹ کر محمد بن عبداللہ لکھا۔

(۹۳۵) ق اَلْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ وَيْلُ اُمِّهِ مِسْعَرُ حَرْبٍ لَوْ كَانَ لَهُ اَحَدٌ يَعْنِي اَبَا بَصِيرٍ

بخاری اور مسلم میں مسور بن مخرمہؓ اور مروان بن حکم سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کی ماں [illegible] لڑائی کی آگ بھڑکانے والا ہے کاش اس کا کوئی مددگار ہوتا یعنی ابو بصیر کا۔

ف حضرتؐ اور قریش میں یہ صلح ہوئی تھی کہ قریش کا آدمی اگر حضرتؐ کے پاس جاوے تو حضرتؐ اس کو ان کے حوالے کر دیں اور اگر حضرتؐ کا آدمی قریش کے پاس جاوے تو وے نہ دیویں چنانچہ اس صلح کے بعد ابو بصیر قریش کی قوم سے بھاگ کے حضرتؐ کے پاس مدینے میں آئے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی یہ شخص

صلح توڑا یا چاہتا ہے اور جنگ کروایا چاہتا ہے باقی قصہ ابو بصیر کا گذر چکا۔

(۹۳۶) ق اَلْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ وَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ هٰذَا فُلَانٌ وَّهُوَ مِنْ قَوْمٍ يُّعَظِّمُوْنَ الْبُدْنَ فَابْعَثُوْهَا لَهٗ يَعْنِيْ رَجُلًا مِّنْ كِنَانَةَ قَالَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ لِكُفَّارِ قُرَيْشٍ دَعُوْنِيْ اٰتِهٖ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَلَمَّآ اَشْرَفَ عَلَيْهِ قَالَ فَلَمَّآ اَشْرَفَ مِكْرَزُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ هٰذَا مِكْرَزُ بْنُ حَفْصٍ وَّهُوَ رَجُلٌ فَاجِرٌ وَّكَانَ قَالَ اَيْضًا لَهُمْ۔

بخاری اور مسلم میں سور بن مخرمہؓ اور مروان بن حکم سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ فلانا شخص ہے اور یہ اس قوم سے ہے جو قربانی کے جانوروں کی تعظیم اور عزت کرتے ہیں سو قربانی کے اونٹوں کو اس کے سامنے کرو یعنی قوم کنانہ کا وہ مرد جس نے حدیبیہ کے دن کفار قریش سے کہا کہ مجھ کو جانے دو تو میں اس کے پاس جاؤں یعنی حضرتؐ کے پاس پھر جبکہ وہ شخص نمود ہوا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی پھر جب دوسری بار مکرز بن حفص نمود ہوا حضرت نے فرمایا یہ مکرز بن حفص ہے اور یہ شریر بدذات مرد ہے اور مکرز نے بھی کفار قریش سے کہا تھا کہ مجھ کو جانے دو تو میں اس کے پاس جاؤں یعنی حضرتؐ کے پاس۔

ف ہجری چھٹے سال حضرت عمرہ کرنے کو مدینے سے چلے کفار قریش سے لڑنے کا ارادہ نہ تھا۔ قربانی کے اونٹ حضرتؐ کے ساتھ تھے اصحاب احرام باندھے تھے جب مکے کے قریب حدیبیہ کے مقام میں پہنچے تو کفار قریش نے حضرتؐ کو مکے میں داخل ہونے سے روکا۔ کفار ڈرے کہ شاید حضرت عمرے کے بہانے سے ہم کو مارنے آئے ہوں تب کنانہ کی قوم کے ایک شخص نے کفار سے کہا کہ میں حضرتؐ کے پاس خبر لینے کو جاتا ہوں جب وہ سامنے آیا تب حضرتؐ نے قربانی کے اونٹ اس کے روبرو کروائے تاکہ اس کو یقین ہو کہ سوائے عمرے کے اور کچھ ارادہ نہیں پھر جبکہ یہ شخص پلٹ گیا تو اس نے کفار قریش سے کہا کہ یہ لوگ تو زیارت ہی کرنے کو آئے ہیں قربانیاں ان کے ساتھ ہیں پھر کفار قریش نے مکرز بن حفص کو خبر تحقیق کرنے کے واسطے بھیجا باقی قصہ مذکور ہو چکا۔

(۹۳۷) ق اَلْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانُ ابْنُ الْحَكَمِ اَمَّا الْاِسْلَامُ فَاَقْبَلُ وَاَمَّا الْمَالُ فَلَسْتُ مِنْهُ فِيْ شَيْءٍ قَالَهٗ لِلْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ حِيْنَ اَسْلَمَ۔

بخاری اور مسلم میں سور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اسلام تو میں قبول کرتا ہوں اور مال کا حال تو یہ ہے کہ مجھ کو اس سے کچھ مطلب نہیں۔ یہ حضرتؐ نے مغیرہ بن شعبہ سے کہا جبکہ وے مسلمان ہوئے۔

کافر کی رفاقت اور نوکری میں دغا کرنا جائز نہیں۔

ف کفر کی حالت میں مغیرہ کافروں کے قافلے کے رفیق ہوئے پھر ان کو دھوکہ دیکر مار ڈالا اور ان کا مال لیکر حضرتؐ کے پاس مسلمان ہونے کو آئے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ معلوم ہوا کہ کافر سے بھی دغا کرنا درست نہیں۔ ہر چند کہ کافروں کا مال مباح ہے مگر اسی شرط سے کہ غلبہ ہو اور عہد شکنی نہ ہو اور جب کافر کی رفاقت اور نوکری اختیار کی یا ان کی امان میں رہے تو اس کا مال چرانا اور دغا دینا ہرگز درست نہیں۔

(۹۳۸) ق اُمُّ هَانِئٍ بِنْتُ اَبِيْ طَالِبٍ قَدْ اَجَرْنَا مَنْ اَجَرْتِ وَاَمَّنَّا مَنْ اَمَّنْتِ قَالَهٗ لَهَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ۔

بخاری اور مسلم میں ام ہانی ابوطالب کی بیٹی کی روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہم نے پناہ دی جسکو تو نے پناہ دی اور ہم نے امن دیا جسکو تو نے امن دیا یہ حضرتؐ نے ام ہانی سے فرمایا جس دن مکہ فتح ہوا۔

ف ام ہانیؓ نے اپنے خاوند کے رشتہ دار کو پناہ دی تھی علی مرتضیٰؓ نے اس کے قتل کا ارادہ کیا۔ ام ہانیؓ نے اپنے بھائی کا شکوہ حضرتؐ سے عرض کیا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔

# شہادت کے احکام

## حضورؐ کا حضرت مخرمہؓ سے ارشاد

(۹۳۹) ق اَلْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَۃَ خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ قَالَهٗ لِاَبِيْهِ مَخْرَمَۃَ يَعْنِيْ قَبَاءً مِّنْ دِيْبَاجٍ مُزَرَّرًا بِالذَّهَبِ۔ [1]

بخاری اور مسلم میں مسور بن مخرمہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ قبا میں نے تیرے واسطے چھپا رکھی یہ قبا میں نے تیرے واسطے چھپا رکھی۔ یہ حضرتؐ نے مسور کے باپ مخرمہ سے فرمایا مراد ریشمی قبا ہے جس میں سونے کا تکمہ لگا تھا۔

ف جب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی اور قبا دی اس وقت تک ریشمی کپڑا حرام نہ ہوا تھا یا اس واسطے دیا ہو کہ اس کو بیچ لیویں۔

## تہجد کی ترغیب

(۹۴۰) خ عَائِشَةُ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ عَبَّادًا يَعْنِيْ عَبَّادَ بْنَ بِشْرٍ قَالَهٗ حِيْنَ تَهَجَّدَ فِيْ بَيْتِ عَائِشَةَ فَرَفَعَ صَوْتَهٗ فَصَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ۔

بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی عبّاد پر رحم کر یعنی عباد بن بشر پر۔ یہ حضرتؐ نے فرمایا جبکہ حضرتؐ نے حضرت عائشہؓ کے گھر میں تہجد پڑھا تو عباد بن بشر نے اپنی آواز بلند کی اور مسجد میں نماز پڑھی۔

ف اس حدیث میں ترغیب ہے تہجد کی معلوم ہوا کہ مسجد میں تہجد بلند آواز سے پڑھنا درست ہے۔

## مدح کا طریقہ

(۹۴۱) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَادِحًا اَخَاهُ لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ اَحْسِبُ فُلَانًا وَاللّٰهُ حَسِيْبُهٗ وَلَا اُزَكِّيْ عَلَى اللّٰهِ اَحَدًا اَحْسِبُ كَذَا وَكَذَا اِنْ كَانَ يَعْلَمُ ذٰلِكَ۔ [2]

تعریف کی مذمت اور اسکا طریقہ

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو کوئی اپنے بھائی مسلمان کی ضرور تعریف کیا چاہے تو یوں کہیں فلانے کو گمان کرتا ہوں اور خدا ہی اس کو خوب جانتا ہے میں خدا کے سامنے کسی کو بے عیب نہیں کہہ سکتا مجھ کو یہ گمان ہے فلانا شخص ایسا ہے اور ایسا اگر اس بات کو سچ مچ جانتا ہو تو کہے۔

ف حضرتؐ کے روبرو ایک شخص نے دوسرے شخص کی تعریف کی حضرتؐ نے فرمایا کہ تونے اپنے یار کی گردن کاٹی یعنی وہ اپنی تعریف سن کر بھول جائے گا اور آپ کو بہتر سمجھے گا تو خدا اس سے ناخوش ہوگا۔ پھر حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی اور تعریف کرنے کا طریقہ سکھایا یعنی اول تو تعریف کرنا کسی طرح بہتر نہیں پھر اگر

---

[1] امام بخاری نے حدیث مذکور کو اور اس کے مابعد والے عنوان کی حدیث کو عنوان "اندھے کی گواہی فیصلہ اور نکاح وغیرہ کرنا سب درست ہے" میں ذکر کیا ہے۔ [2] امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان "تعدیل کرنا ایک مرد کا دوسرے مرد کی نیک چلنی کی گواہی دینا جائز ہے" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

تعریف کرنا ضرور جانے یعنی اس میں کچھ فائدہ دین کا سمجھے تو جو باتیں اس میں سچی سچی ہوں ان کو اس طرح سے کہ
کہ میرے گمان میں فلانا شخص دیندار ہے سچا ہے سخی ہے خوب آدمی ہے، دوستی میں پورا ہے آگے جانے کہ
کیسا ہے اور دوسری حدیث میں یوں آیا ہے کہ جب مرد فاسق کی کوئی تعریف کرتا ہے تو خدا غضب میں آتا ہے
تو معلوم ہوا کہ کافر کی تعریف کرنا زیادہ تر گناہ ہے۔ اس زمانے میں اکثر لوگوں کی عادت ہے بے فائدہ تعریفیں
کرنے کی، خصوصاً امیروں کے مصاحب خوشامد سے کیا کیا خرافات بکا کرتے ہیں جو کام امیر کرے یا کوئی بات زبان
سے نکالے خواہ اچھی خواہ بری تو خوشامدی کہتے ہیں اے سبحان اللہ کیا کہنا ہے یہ ارسطو کو بھی نہ سوجھی تھی ان
جھوٹی تعریفوں سے اپنی عاقبت تباہ کرتے ہیں اور امیر کی خو بگاڑتے ہیں۔

### خدا کے سوا کسی اور کی قسم کھانا جائز نہیں

(۹۴۲) خ ابْنُ عُمَرَ مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ اَوْلِيَصْمُتْ۔ [۱]

بخاری میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا جو قسم کھایا چاہے تو اللہ کی کھاوے یا چپ رہے۔

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سوائے خدا کے کسی کی قسم درست نہیں نہ قرآن کی نہ اپنے باپ دادا کی
چنانچہ اور حدیث میں صاف منع کیا ہے۔

## مزارعت اور مساقات کے احکام [۲]

### درخت لگانے اور کاشت کرنے کی فضیلت

(۹۴۳) م جَابِرٌ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا اِلَّا كَانَ مَا اُكِلَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةً وَمَا سُرِقَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةً وَلَا يَرْزَؤُهُ اَحَدٌ اِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةً۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی ایسا مسلمان نہیں جو بووے کسی درخت کو مگر کہ جو چیز کہ اس سے کھائی جاوے گی اس کیلئے خیرات ہوگی اور جو اس میں سے چوری جاویگا خیرات ہوگی اور نہ نقصان کرے گا کوئی اس درخت سے مگر کہ مالک کے واسطے خیرات ہوگی۔

ف حدیث میں درخت لگانے کے ثواب کا بیان ہے کہ اس کے پھل کھانے میں اور اس کے پھل چرا جانے
میں اور کسی طرح درخت کے نقصان کرنے میں درخت والے کو خیرات کرنے اور راہ خدا میں دینے کے برابر
ثواب ہے معلوم ہوا کہ درخت لگانا خواہ باغوں میں خواہ راہوں میں مستحب ہے کہ اس کا ثواب مدتہا تک
باقی رہتا ہے اور اگر نیت ہو خلقت کو نفع رسانی کی تو وہ سب سے بہتر ہے۔

### حضرت فاروق اعظمؓ کا یہودیوں کو خیبر سے جلاوطن کرنا [۳]

(۹۴۴) م عُمَرُ كَيْفَ بِكَ اِذَا اُخْرِجْتَ مِنْ خَيْبَرَ تَعْدُوْ بِكَ قَلُوْصُكَ لَيْلَةً

مسلم میں عمر فاروق رضہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کیسا تیرا حال ہوگا جس وقت تو خیبر سے نکالا جاوے گا

---

[۱] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "قسم لینے کا طریقہ" میں ذکر کیا ہے۔ [۲] کھیتی باڑی اور آبپاشی —
[۳] ہمیں حدیث مذکور کا ابتدائی حصہ صحیحین میں ملسکا ہے پوری حدیث نہیں۔ امام مسلم نے حدیث مذکور کو عنوان بالا میں ذکر
کیا ہے۔ ن صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۵ و بخاری ج ۱ ص ۳۱۵ و ص ۴۲۶۔ (چشتی)

قد لیلۃ قَالَہٗ لِاَحَدِ بَنِیْ اَبِی الْحُقَیْقِ یہود خیبر فاجلاھم عمر الی تیماء واریحاء۔

تجھ کو لے دوڑے گی تیری اونٹنی راتوں کو یعنی سوار ہو کر سفر کریگا یہ حضرتؐ نے ابوحقیق یہودی کے کسی بیٹے سے فرمایا پھر عمر فاروقؓ نے ان کو تیما اور اریحا کی طرف نکالدیا۔

**ف** خیبر میں یہودی رہتے تھے جب خیبر فتح ہوا تو حضرتؐ نے وہاں کے یہودیوں کو بطریق محنت مزدوری کے رہنے دیا عمر فاروقؓ نے اپنی خلافت میں چاہا کہ ان کو خیبر سے بدر کریں تو یہودیوں نے کہا تم ہم کو کیونکر نکالوگے حالانکہ تمہارے پیغمبر نے ہم کو یہاں قائم رکھا۔ تب عمر فاروقؓ نے یہ حدیث پڑھی یعنی حضرتؐ نے اس حدیث میں تمہارے نکالنے کا اشارہ کیا ہے۔ یہود نے کہا کہ ابوالقاسم نے یہ کلام ٹھٹھے کی راہ سے کہا۔ فاروقؓ نے کہا اے دشمن خدا کے تو جھوٹا ہے یعنی ٹھٹھا کرنا پیغمبروں کی شان نہیں۔ پھر ان کو شام کی طرف نکالدیا ان بستیوں میں جا کر بسے جن کا تیما اور اریحا نام ہے۔

## درخت پر بیچے ہوئے پھلوں پر کوئی آفت آجائے تو کیا حکم ہے

(۹۴۵) م جابرٌ اِنْ بِعْتَ مِنْ اَخِیْکَ ثَمَرًا فَاَصَابَتْہُ جَائِحَۃٌ فَلَا یَحِلُّ لَکَ اَنْ تَاْخُذَ مِنْہُ شَیْئًا بِمَ تَاْخُذُ مَالَ اَخِیْکَ بِغَیْرِ حَقٍّ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تو نے اپنے بھائی مسلمان سے کوئی پھل بیچا پھر اس کو کوئی آفت لگ گئی تو تجھ کو حلال نہیں اس کی قیمت سے کچھ کس چیز کے بدلے اپنے مسلمان بھائی کا مال ناحق لیگا۔

**ف** امام احمدؒ کا یہی مذہب ہے کہ جب مالک نے درخت پر میوہ لگا بیچا پھر کسی آفت سے میوہ برباد ہو گیا تو مالک کچھ بھی قیمت مول لینے والے سے نہ لیوے اور امام مالکؒ کے نزدیک تہائی قیمت کم کر دیوے اور امام اعظمؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک اگر مالک نے سپرد کر دیا ہو تو قیمت لینا درست ہے لیکن کچھ قیمت معاف کرنا مستحب ہے اور اگر سپرد کرنے سے پہلے میوہ برباد ہوا ہو تو کسی امام کے نزدیک قیمت لینا درست نہیں۔

(۹۴۶) ق انسٌ اَرَاَیْتَ اِنْ مَنَعَ اللّٰہُ الثَّمَرَ بِمَ یَسْتَحِلُّ مَالَ اَخِیْہِ

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا بتلاتو کہ اگر خدا روک لے پھل کو تو کس طرح اپنے بھائی مسلمان کے مال کو حلال کرلے گا۔

**ف** اس حدیث کا قصہ گزر چکا کہ حضرتؐ نے کچے پھل کے بیچنے سے منع کیا یعنی قبل پختگی کے اگر جھڑ جاوے تو مشتری سے قیمت لینا کیونکر حلال ہوگا۔

## قرض معاف کرانا

(۹۴۷) م ابوسعیدٌ خُذُوْا مَا وَجَدْتُمْ وَلَیْسَ لَکُمْ اِلَّا ذَاکَ یَعْنِیْ مَاتُصُدِّقَ بِہٖ عَلٰی مُصَابٍ فِیْ ثِمَارٍ ابْتَاعَھَا فَلَمْ یَبْلُغْ ذٰلِکَ وَفَاءَ دَیْنِہٖ قَالَہٗ لِغُرَمَائِہٖ

مسلم میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ لیلو جو تم نے پایا اور اس کے سوائے کچھ تم کو نہ ملے گا۔

**ف** ایک شخص نے اپنے باغ کے پھل لوگوں کو بیچے اور قیمت لی پھر پھلوں پر کوئی آفت پڑی کہ نکمے ہوگئے

مول لینے والوں نے اپنے مال کا دعویٰ کیا۔ حضرتؐ نے اصحاب سے کہا کہ اس کو خیرات دو کہ اپنا قرض ادا کرے
اصحاب نے خیرات دی لیکن اتنی خیرات دیتی جس سے تمام قرض ادا ہوتا تب حضرتؐ نے قرض خواہوں سے یہ
یہ حدیث فرمائی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاکم کو درست ہے کہ محتاج قرضدار کی طرف سے کچھ قرض دلوا کے
باقی قرض کو معاف کرا دیوے۔

## تنگ دست قرضدار کو قرض کی ادائیگی میں مہلت دینے کا ثواب

(۹۴۸) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ كَانَ رَجُلٌ يُدَايِنُ النَّاسَ فَكَانَ يَقُوْلُ لِفَتَاهُ اِذَا اَتَيْتَ مُعْسِرًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ يَتَجَاوَزُ عَنَّا قَالَ فَلَقِيَ اللّٰهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ایک مرد تھا کہ لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا تو اپنے غلام سے یوں کہا کرتا تھا جب تو محتاج کے پاس جائے تو اس سے درگذر کرنا یعنی سختی سے تقاضا نہ کرنا شاید کہ خدا ہم سے بھی درگذر کرے حضرتؐ نے فرمایا پھر وہ مرد خدا سے ملا تو خدا نے اس سے درگذر کی

ف یعنی بعد موت کے اس پر عذاب نہ کیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو خلقت کو تنگ نہیں کرتا خدا اس کو تنگ نہیں کرتا۔

(۹۴۹) م اَبُوْمَسْعُوْدٍ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرِو الْاَنْصَارِيُّ حُوْسِبَ رَجُلٌ مِّمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَلَمْ يُوْجَدْ لَهٗ مِنَ الْخَيْرِ شَيْءٌ اِلَّا اَنَّهٗ كَانَ يُخَالِطُ النَّاسَ وَكَانَ مُوْسِرًا وَكَانَ يَاْمُرُ غِلْمَانَهٗ اَنْ يَّتَجَاوَزُوْا عَنِ الْمُعْسِرِ قَالَ اللّٰهُ نَحْنُ اَحَقُّ بِذٰلِكَ مِنْهُ فَتَجَاوَزُوْا عَنْهُ۔

مسلم میں ابومسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم سے اگلی امت میں سے ایک مرد کا حساب ہوا تو اس کی نیکی کچھ بھی نہ پائی مگر وہ لوگوں سے ملا جلا کرتا تھا اور مالدار تھا اور اپنے غلاموں سے حکم کرتا تھا کہ محتاج سے قرض مانگنے میں سختی نہ کریں خدا نے فرمایا کہ ہم اس کی نسبت زیادہ تر کرم اور احسان کے سزاوار ہیں سو اے فرشتو اس سے درگذر کرو۔

(۹۵۰) م اَبُوْقَتَادَةَ الْحَارِثُ بْنُ رِبْعِيٍّ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يُّنْجِيَهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُّعْسِرٍ اَوْ يَضَعْ عَنْهُ۔

مسلم میں ابوقتادہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا جس کو بھلا معلوم ہو کہ خدا اس کو قیامت کی سختیوں سے نجات دے تو چاہیے کہ محتاج قرضدار کو فرصت دے قرض مانگنے میں جلدی نہ کرے یا قرض معاف کر دے سب یا تھوڑا۔

## مالدار کو ٹال مٹول کرنا درست نہیں

(۹۵۱) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ وَّاِذَا اُتْبِعَ اَحَدُكُمْ عَلٰى مَلِيٍّ فَلْيَتْبَعْ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مالدار کا ٹالنا ستم ہے اور جب قرضدار تمہارے قرض کو کسی مالدار پر اتارے تو مان لینا چاہیے۔

ف یعنی مالدار ہو کر قرض نہ ادا کرے اور ٹالے تو بڑا ستم ہے اور اگر محتاج قرضدار کسی مالدار سے اپنا قرض دلاوے تو لازم ہے کہ مان لیوے زیادہ تنگ نہ کرے۔

## زانیہ عورت کی اجرت (کمائی) ناجائز ہے

(۹۵۲) م رافع بن خدیج ثَمَنُ الْکَلْبِ خَبِیْثٌ وَمَهْرُ الْبَغِیِّ خَبِیْثٌ وَکَسْبُ الْحَجَّامِ خَبِیْثٌ۔

مسلم میں رافع بن خدیجؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قیمت کتے کی حرام ہے اور خرچی حرام کار عورت کی حرام ہے اور پچھنے لگانے والے کا کسب پلید ہے

ف امام شافعیؒ کے نزدیک بموجب اس حدیث کے کتے کی قیمت حلال نہیں اور امام اعظمؒ کے نزدیک حلال ہے تو ان کے نزدیک حدیث کا یہ مطلب ہے کہ اگر کتا شکاری اور حفاظت کے واسطے نہ ہو تو اس کی قیمت حرام ہے اور خرچی بالاتفاق حرام ہے۔ اور پچھنے لگانے کا کسب بموجب اس حدیث کے امام احمدؒ کے نزدیک حرام ہے اور اماموں کے نزدیک حرام نہیں مکروہ ہے کہ نجاست سے خالی نہیں۔

## ابتدا میں کتوں کے مار ڈالنے کی اجازت دینا اور پھر ممانعت فرمانا

(۹۵۳) ق سُفْیَانُ بْنُ أَبِی زُهَیْرٍ مَنِ اقْتَنٰی کَلْبًا لَا یُغْنِیْ عَنْہُ زَرْعًا وَّلَا ضَرْعًا نَقَصَ مِنْ عَمَلِہٖ کُلَّ یَوْمٍ قِیْرَاطٌ۔

بخاری اور مسلم میں روایت ہے سفیان بن ابی زہیرؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو کتا رکھے نہ اس کا کھیت بچاوے نہ بھیڑ بکری رکھاوے تو گھٹتے جاویں گے ہر روز اس کے نیک کام پانچ پانچ جو کے برابر

ف یعنی کتا پالنا تین کام کے لئے درست ہے ایک تو کھیت رکھانے کو، دوسرے بھیڑ بکری بچانے کو، تیسرے شکار کے واسطے۔ چنانچہ یہ مطلب اور حدیث میں آیا ہے۔ ان تین کاموں کے سوا کتا پالنا درست نہیں کہ نیک عمل گھٹتے جاتے ہیں۔

(۹۵۴) ق اَبُوْ هُرَیْرَةَ مَنْ اَمْسَكَ كَلْبًا فَاِنَّهٗ یَنْقُصُ کُلَّ یَوْمٍ مِنْ عَمَلِہٖ قِیْرَاطٌ اِلَّا کَلْبَ حَرْثٍ اَوْ مَاشِیَۃٍ۔

بخاری اور مسلم میں روایت ہے ابوہریرہؓ سے جو رکھے گا کتے کو اس کے نیک کام پانچ پانچ جو کے برابر گھٹتے جاویں گے لیکن کھیت اور گلئے بکری رکھانے کے لئے کتا رکھنا درست ہے چنانچہ اس کا بیان پہلی حدیث میں ہو چکا۔

## گھر میں جو کسی کے لئے کتا پالنا درست ہے

(۹۵۵) م جابر عَلَیْکُمْ بِالْاَسْوَدِ الْبَهِیْمِ ذِی الطُّفْیَتَیْنِ فَاِنَّہٗ شَیْطَانٌ یَعْنِی الْکَلْبَ۔ ط

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اپنے اوپر لازم جانو کالے بھجنگ کے کا قتل کرنا جس کی آنکھوں پر دو سفید داغ ہوں کہ وہ شیطان ہے یعنی موذی ہے

ف مصابیح میں جابرؓ سے روایت ہے کہ اول حضرتؐ نے کتوں کے قتل کا حکم کیا یہاں تک کہ ایک عورت جنگل سے آئی تھی اس کے ساتھ ایک کتا تھا وہ بھی قتل ہوا۔ پھر حضرتؐ نے کتوں کا مارنا منع کیا اور یہ حدیث فرمائی۔

## شراب کو خریدنا اور بیچنا دونوں ناجائز ہیں

(۹۵۶) م ابو سعید اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ الْخَمْرَ فَمَنْ اَدْرَکَتْہُ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ وَعِنْدَہٗ مِنْھَا شَیْئٌ فَلَا یَشْرَبْ وَلَا یَبِعْ

مسلم میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بیشک خدا نے شراب کو حرام کیا سو جس کو شراب کی حرمت کی آیت پہنچ گئی ہو اور اس کی کچھ شراب باقی ہو سو اس کو نہ پیے اور نہ بیچے۔

ف جب شراب کی حرمت میں آیت اتری تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔

شراب کی حرمت کا بیان

(۹۵۷) م اَبُوْسَعِيْدٍ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ يُعَرِّضُ بِالْخَمْرِ وَلَعَلَّ اللّٰهَ سَيُنْزِلُ فِيْهَا اَمْرًا فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْهَا شَيْءٌ فَلْيَبِعْهُ وَلْيَنْتَفِعْ بِهٖ

مسلم میں ابوسعید سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اے لوگو البتہ خدا ابھی اشارے کرچلا ہے شراب میں اور شاید کہ آگے اتارے گا اس میں کچھ حکم یعنی کھول کے حرام کردیگا سوجس کے پاس اس شراب سے کچھ ہو سو چاہیے کہ اس کو بیچ ڈالے اور اس سے فائدہ اٹھالیوے۔

ف جب قرآن میں اس مضمون کی آیتیں اتریں کہ مستی میں نماز مت پڑھو اور شراب میں لوگوں کو فائدے بھی ہیں اور گناہ بھی تو لوگ شراب پیتے تھے نماز کے وقت ترک کرتے تھے حضرتؐ اس پروا سے سمجھے کہ عنقریب شراب حرام ہوا چاہتی ہے تب یہ حدیث فرمائی۔ ابوسعید سے روایت ہے کہ حضرتؐ کے فرمانے کے بعد تھوڑے دن گذرے کہ قرآن شریف میں شراب کی صاف حرمت بیان ہوئی حضرتؐ نے فرمایا کہ اب جس کے پاس شراب ہو نہ پیئے نہ بیچے بہا دیوے سو اسی دن حکم سنتے ہی اصحاب نے برتن توڑ ڈالے اور شراب بہادی کہ تمام مدینے میں کیچڑ ہوگئی۔

(۹۵۸) م اِبْنُ عَبَّاسٍ اِنَّ الَّذِيْ حَرَّمَ شُرْبَهَا حَرَّمَ بَيْعَهَا يَعْنِي الْخَمْرَ

مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر جس نے اس کا پینا حرام کیا اسی نے اس کا بیچنا بھی حرام کیا یعنی شراب کا۔

ف ایک شخص حضرتؐ کے واسطے مشک بھر شراب لایا حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ شراب حرام ہے اس نے کہا کہ میں اس واسطے لایا ہوں کہ آپ اس کو بیچ لیویں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔

## سود کا بیان

(۹۵۹) م عُثْمَانُ لَا تَبِيْعُوا الدِّيْنَارَ بِالدِّيْنَارَيْنِ وَلَا الدِّرْهَمَ بِالدِّرْهَمَيْنِ

مسلم میں حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ بیچو سونے کے دینار کو دو سونے کے دیناروں سے اور نہ چاندی کے درم کو چاندی کے دو درموں سے۔

ف یعنی چاندی سونے میں زیادہ لینا اور دینا بیاج ہے۔

(۹۶۰) ق اَبُوْسَعِيْدٍ لَا صَاعَيْنِ تَمْرًا بِصَاعٍ وَلَا صَاعَيْنِ حِنْطَةً بِصَاعٍ وَلَا دِرْهَمَ بِدِرْهَمَيْنِ۔ [۱]

بخاری اور مسلم میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں بیچنا درست دو صاع کھجور کو ایک صاع سے اور نہ دو صاع گیہوں کو ایک صاع سے اور نہ ایک درم کو دو درم سے۔

ف صاع تین سیر کا ہوتا ہے یعنی ایک ہی جنس میں زیادہ دینا اور لینا درست نہیں کہ بیاج ہے۔

(۹۶۱) م اَبُوْهُرَيْرَةَ اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَزْنًا بِوَزْنٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَ

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا سونا بکے سونے سے وزن میں برابر برابر جتنا ایک اتنا دوسرا اور چاندی بکے

[۱] اور نہ فرمایا وَلَا دِرْهَمَيْنِ بِدِرْهَمٍ اس واسطے کہ کوئی عاقل دو درہم کو ایک کے عوض نہ بیچے گا بخلاف گیہوں اور چھوارے کے کہ اس میں اختلاف جید اور ردی کا ہوتا ہے۔ ۱۲

وَالْفِضَّۃُ بِالْفِضَّۃِ وَزْنٌ بِوَزْنٍ مِثْلاً بِمِثْلٍ فَمَنْ زَادَ وَاسْتَزَادَ فَهُوَ رِبًوا۔

چاندی سے تول میں برابر جتنی ایک اتنی دوسری سو جس نے زیادہ دیا یا کہ زیادہ مانگا تو وہی بیاج ہے۔

(۹۶۲) ق عُمَرُ اَلذَّهَبُ بِالْوَرِقِ رِبًوا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًوا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ رِبًوا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًوا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَيُرْوٰى اَلْوَرِقُ بِالْوَرِقِ رِبًوا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالذَّهَبُ بِالذَّهَبِ رِبًوا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ۔

بخاری اور مسلم میں عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا سونا بدلنا چاندی سے بیاج ہے مگر دست بدست اور گیہوں بدلنا گیہوں سے بیاج ہے مگر دست بدست اور جو بدلنا جو سے بیاج ہے مگر دست بدست بیاج نہیں اور کھجور بدلنا کھجور سے بیاج ہے مگر دست بدست نہیں اور ایک روایت یوں ہے کہ چاندی بدلنا چاندی سے بیاج ہے مگر دست بدست اور سونا بدلنا سونے سے بیاج ہے مگر دست بدست نہیں۔

بیاج اور سود کی حقیقت

ف یعنی چاندی اور سونے میں اور نکلنے والی چیزوں کے بدلنے اور بیچنے میں دو صورتیں ہیں ایک صورت تو یہ کہ ایک ہی جنس کا بدلنا جیسے چاندی کو چاندی سے یا جو کو جو سے تو اس میں شرط یہ ہے کہ اسی وقت دست بدست بدلے وعدہ نہ ہو اور تول میں دونوں برابر ہوں، اگر تول میں کمی بیشی ہوئی یا ایک چیز موجود ہوئی اور دوسری غائب تو بھی بیاج ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ دو جنس کا بدلنا جیسے چاندی کا بدلنا سونے سے یا گیہوں کا بدلنا جو سے تو اس میں شرط یہ ہے کہ دست بدست ہو اس میں کمی بیشی بیاج نہیں، مثلاً ایک سیر گیہوں کا دو سیر جو سے بدلنا درست ہے اور اگر دست بدست نہ ہو گیہوں تو آج دیوے اور جو کل لیوے تو بیاج ہے ہرگز درست نہیں۔

(۹۶۳) م مَعْمَرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَلطَّعَامُ بِالطَّعَامِ مِثْلاً بِمِثْلٍ۔

مسلم میں معمر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ گیہوں کا بدلنا گیہوں سے برابر چاہئے یعنی اگر وزن میں کم یا زیادہ ہوں گے تو بیاج ہے۔

(۹۶۴) م فَضَالَۃُ بْنُ عُبَيْدٍ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يَاْخُذَنَّ اِلَّا مِثْلاً بِمِثْلٍ۔

مسلم میں فضالہ بن عبیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو ایمان لایا ہو اللہ کا اور قیامت کا سو چاندی یا سونے کو نہ لے مگر برابر برابر وزن میں یعنی اگر چاندی کے بدلے چاندی مول لے تو وزن میں دونوں برابر چاہئیں اور اسی طرح سونے میں دونوں برابر ہوں اگر وزن میں کمی بھی زیادہ ہوگا تو وہ سود ہے

ف مصابیح میں فضالہ سے روایت ہے کہ میں نے خیبر کی فتح میں سونے کی حرا اور منسلی بارہ اشرفی کو مول لی پھر جب اس کے جواہرات کو اکھاڑا تو اس کا سونا وزن میں بارہ اشرفی سے زیادہ نکلا میں نے یہ حال حضرتؐ سے کہا تو حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔

## حلال کو اختیار کرنا چاہئے اور مشتبہ کو چھوڑ دینا چاہئے

(۹۶۵) ق اَلنُّعْمَانُ بْنُ بَشِيْرٍ اِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَاِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ

بخاری اور مسلم میں نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر حلال کھلا ہے اور حرام بھی کھلا ہے لیکن حلال اور

أَلَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ كَالرَّاعِي يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يَرْتَعَ فِيهِ أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى أَلَا وَإِنَّ حِمَى اللَّهِ مَحَارِمُهُ أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ۔

تقویٰ کی تحقیق

حرام کے درمیان دو طرفا ملتی ہوئیں شبہے کی چیزیں ہیں ان کو بہت لوگ نہیں جانتے سو جو شبہوں سے بچا وہ اپنے دین اور آبرو کو سلامت لے گیا اور جو شبہوں میں پڑا وہ آخر حرام میں بھی پڑا جیسے وہ چرانے والا کہ رمنے یعنی روکی ہوئی زمین کے آس پاس چراتا ہے قریب ہے کہ کبھی رمنے کو بھی چریں گے جانو کہ البتہ ہر بادشاہ کا ایک رمنہ ہوتا ہے جان لو کہ خدا کا رمنہ اس کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں جان رکھو کہ بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ سنورا تو سب بدن سنورا اور جب وہ بگڑا تو سارا بدن بگڑا۔ یاد رکھو کہ وہ ٹکڑا دل ہے۔

**ف** یہ حدیث بڑے کام کی ہے اس میں شریعت اور طریقت سب موجود ہے۔ اس کو خوب یاد رکھنا چاہئے کہ دنیا کی سب چیزیں تین طرح پر ہیں حلال اور حرام اور شبہ دار جو چیزیں حلال ہیں وہ قرآن اور حدیث میں صاف کھلی ہیں سب مسلمانوں میں مشہور ہیں جیسے کھیتی، سوداگری، مزدوری، گائے، بکری، اونٹ، دودھ، شہد اور میوے۔ اور جو حرام ہیں وہ بھی مشہور ہیں جیسے ناحق قتل، شراب، سود، جوا، حرام کاری، چوری، دغا بازی اور جھوٹ۔ اسی طرح اور چیزیں ان کو سب حرام جانتے ہیں جاہل تک بھی۔ اور شبہ دار چیز ہے یعنی کچھ حلال سے بھی میل رکھتی ہے اور حرام سے بھی جیسے کوئی چیز کو تو اپنے گھر میں پاوے لیکن تجھ کو یہ معلوم نہیں کہ وہ چیز تیری ہے یا کسی اور کی اس کو بہت لوگ نہیں جانتے سو اس کا حضرتؐ نے قاعدہ بتلایا کہ جس چیز میں شبہ ہو کہ یہ حلال ہے یا حرام، یا عالموں کا اس میں اختلاف ہو کوئی حلال بتاتا ہو کوئی حرام تو اس کو چھوڑ دے ہر گز نہ کرے اسی میں دین کا بچاؤ ہے اس واسطے کہ شاید وہ حرام ہو اور نہیں تو جب شبہ والی ۔ ۔ ۔ چیزوں میں آدمی پڑا تو ہوتے ہوتے حرام چیزوں میں بھی گرفتار ہو جاتا ہے۔ تقویٰ اور پرہیزگاری اسی کا نام ہے کہ آدمی شبہوں سے بچے پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ تقویٰ فقط ظاہری کی صفائی کا نام نہیں تقویٰ کا مقام دل ہے یعنی جب دل میں ایمان رچا اور اس کی ناراضمندی کا خوف جی میں سمایا تو آنکھ کان ہاتھ پاؤں سب خود بخود سنور جاتے ہیں اس واسطے کہ دل بادشاہ ہے تمام بدن کا پھر اگر دل ہی بگڑا یعنی حرص اور فسق و فجور اس میں جما تو سارا بدن بگڑا آنکھ رنڈیاں گھورتی ہے، کان غیبت اور باجوں کی آواز پر غش ہیں، زبان لقمۂ حرام چٹ کر رہی ہے نہ موت کا کچھ غم ہے نہ قیامت کا کچھ ڈر۔ الٰہی ایسا خوف ہمارے دلوں میں ڈال اور ان بلاؤں سے ہم کو نکال آمین

## اونٹ بیچنا اور سواری وغیرہ کی شرط کر لینا کیا درست ہے

(۹۶۶) **ق** جَابِرٌ قَدْ أَخَذْتُ جَمَلَكَ بِأَرْبَعَةِ دَنَانِيرَ وَلَكَ ظَهْرُهُ إِلَى الْمَدِينَةِ فَالَهُ لَكَ۔

بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہم نے تیرا اونٹ چار دینار کو لیا اور تجھ کو مدینے تک اس کی سواری کی اجازت ہے یہ حضرتؐ نے جابرؓ سے فرمایا۔

**ف** جابرؓ سے روایت ہے کہ میں سفر میں حضرتؐ کے ساتھ تھا میرا اونٹ نہایت تھک گیا تھا میں سب کے

پیچھے پڑا رہتا تھا ایک بار حضرتؐ میرے پاس ہوکر نکلے سو میرے اونٹ کو ایک کوڑا مارا پھر وہ اونٹ خوب رفتار ہوگیا کہ کبھی ویسا تیز قدم نہ تھا پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ اس اونٹ کو ہمارے ہاتھ بیچ ڈال میں نے اس کو بیچا لیکن مدینے تک کی سواری شرط کرلی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ پھر جب مدینے میں پہنچے تو میں حضرتؐ کے پاس اس اونٹ کو لے گیا حضرتؐ نے چار دینار اور پانچ جو کے برابر سونا قیمت سے زیادہ دیا اور فرمایا کہ قیمت اور اونٹ دونوں تجھ کو دیئے۔

**ف** جب چیز بیچی تو بائع کو اس میں کچھ شرط کرلینا درست نہیں اور جابرؓ نے جو سواری کی شرط کی تھی سو حقیقت میں شرط نہ تھی بلکہ حضرتؐ کی طرف سے احسان تھا۔ سواری کی اجازت بطور رعایت تھی یا کہ یہ بات حضرتؐ کو خاص تھی اور ظاہرا حضرتؐ کو جابرؓ پر احسان کرنا منظور تھا مول لینا غرض ہی نہ تھا۔

**(۹۶۷) ق** جابرؓ لَكَ الثَّمَنُ وَلَكَ الْجَمَلُ لَكَ الثَّمَنُ وَلَكَ الْجَمَلُ قَالَهُ لَهُ۔

بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تیری ہی قیمت ہے اور تیرا ہی اونٹ ہے۔ تیری ہی قیمت ہے اور تیرا ہی اونٹ ہے۔ یہ حضرتؐ نے جابرؓ سے کہا۔

**ف** حضرتؐ نے جابرؓ سے اونٹ مول لیا تھا پھر ان کو قیمت اور اونٹ دونوں بخشے پھر یہ حدیث فرمائی۔

## گرانی کے زمانے میں غلہ بند کرکے رکھنا درست نہیں

**(۹۶۸) م** مَعْمَرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نَافِعٍ مَنِ احْتَكَرَ فَهُوَ خَاطِئٌ۔

مسلم میں معمر بن عبداللہ بن نافعؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو قحط میں غلہ بند رکھے اور زیادہ گرانی کی راہ دیکھے وہ گنہگار ہے۔

**ف** ابن ماجہ میں عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ جو گرانی میں غلہ بند کریگا خدا اس کو کوڑھی اور محتاج کر ڈالیگا اور عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جس نے چالیس دن قحط میں غلہ بند کیا وہ خدا سے جدا ہوا اور خدا اس سے جدا ہوا۔ قحط میں اناج بند رکھنا اور زیادہ گرانی کا انتظار کرنا چاروں مذہب میں نہایت حرام ہے اس واسطے کہ خلائق کی بدخواہی ہے اور جس نے غلہ اپنے گھر کے خرچ کے واسطے بند کیا ہو اور سوداگری کی نیت نہ ہو تو درست ہے اور اناج کی سوداگری کرنا منع نہیں جیسا کہ عوام میں مشہور ہے بلکہ قحط اور گرانی میں غلہ بند کر رکھنا اور زیادہ گرانی کی راہ دیکھنا منع ہے سوائے اناج اور چارے کے اور کسی چیز کا بند کرنا منع نہیں۔

## خرید و فروخت میں قسم کھانے کی ممانعت

**(۹۶۹) م** ابُوْ قَتَادَةَ اِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَلْفِ فِي الْبَيْعِ فَاِنَّهُ يُنَفِّقُ ثُمَّ يَمْحَقُ۔

مسلم میں ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم زیادہ قسم کھانے سے بچے رہو اس واسطے کہ وہ بکری کو رواج دیتی ہے پھر برکت کو مٹاتی ہے۔

**ف** یعنی بیچنے والا بار بار جھوٹی قسم اس طرح نہ کھاوے کہ واللہ یہ چیز اتنے کی ہے۔ اور فلانا شخص اتنی قیمت مجھ کو دیتا ہے میں نے نہ مانا سو فرمایا کہ اس میں ہر چند آدمی دھوکا کھاتا ہے اور چیز بک جاتی ہے لیکن اس مال میں برکت نہیں رہتی۔

## حق شفعہ کا بیان

(۹۷۰) ق جابرٌ مَنْ کَانَ لَہٗ شَرِیْکٌ فِیْ رَبْعَۃٍ اَوْ نَخْلٍ فَلَیْسَ لَہٗ اَنْ یَّبِیْعَ حَتّٰی یُؤْذِنَ شَرِیْکَہٗ فَاِنْ رَضِیَ اَخَذَ وَ اِنْ کَرِہَ تَرَکَ۔

بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس کا کوئی شریک ہو خواہ گھر میں یا باغ میں تو اس کو بدون اطلاع شریک کے شراکت کی چیز کا بیچنا درست نہیں پھر بعد اطلاع کے اگر شریک چاہے گا تو مول لے گا اور اگر نہ چاہے گا تو مول نہ لیگا

## ہمسایہ کو دیوار میں لکڑی گاڑنے سے نہ روکنا چاہیے

(۹۷۱) خ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ لَا یَمْنَعُ اَحَدُکُمْ جَارَہٗ اَنْ یَّغْرِزَ خَشَبَۃً فِیْ جِدَارِہٖ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ روکے کوئی اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں لکڑی گاڑنے سے۔

ف اگر پڑوسی دیوار میں کڑیاں رکھنی چاہے تو اس کو نہ روکے کہ یہ ہمسائے کا حق ہے۔

## ظلم سے کسی کی زمین دبا لینا جائز نہیں

(۹۷۲) ق سَعِیْدُ بْنُ زَیْدٍ مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا طُوِّقَہٗ اِلٰی سَبْعِ اَرَضِیْنَ۔

بخاری اور مسلم میں سعید بن زید سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو چھین لیگا بالشت بھر زمین ظلم سے تو اس کی گردن میں اسی زمین کا طوق ڈالا جاوے گا زمین کے ساتوں طبق تک۔

ف طبرانی اور احمد نے یعلی سے روایت کی کہ حضرت نے فرمایا کہ جو بالشت بھر زمین کسی کی ظلم سے چھین لیگا خدا اسی پر بزور حکم کرے گا کہ اس زمین کو سات طبق تک کھودے پھر اس کے گلے میں قیامت کے دن اس کا طوق ڈالا جائے گا یہانتک کہ حساب سے فراغت ہو۔ تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زمین کھد کر اس کے گلے میں مثل طوق پڑے گی تاکہ وہ ظالم سب لوگوں کے روبرو فضیحت ہو۔ اور دوسرے طوق ہونے کی یہ صورت ہے کہ ظالم زمین میں دھنسایا جائے گا تو زمین مثل طوق ہو جائے گی چنانچہ اگلی حدیث میں صاف اس کا بیان ہے معلوم ہوا کہ زمین کا غصب کرنا نہایت سخت گناہ ہے۔

(۹۷۳) ق سَعِیْدُ بْنُ زَیْدٍ مَنْ ظَلَمَ قِیْدَ شِبْرٍ مِّنَ الْاَرْضِ طَوَّقَہُ اللّٰہُ مِنْ سَبْعِ اَرَضِیْنَ۔

بخاری میں سعید بن زیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو ظلم سے بالشت بھر زمین چھین لیگا تو خدا اس کے گلے میں سات طبق زمین کا طوق ڈالے گا۔

# مظالم[1] اور قصاص کا بیان

## ظلم بڑا گناہ ہے اور ظالم مستحق لعنت

(۹۷۴) ق اِبْنُ عُمَرَ اِنَّ اللّٰہَ یُدْنِی الْمُؤْمِنَ فَیَضَعُ عَلَیْہِ کَنَفَہٗ وَیَسْتُرُہٗ وَیَقُوْلُ اَتَعْرِفُ ذَنْبَ کَذَا اَتَعْرِفُ ذَنْبَ کَذَا فَیَقُوْلُ نَعَمْ اَیْ رَبِّ حَتّٰی

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا ایماندار کو نزدیک کریگا یعنی قیامت میں پھر اس کو اپنی رحمت کے سایے سے چھپالے گا اور فرماوے گا کہ تو اپنا فلانا گناہ پہچانتا ہے فلانی تقصیر یاد ہے سو مسلمان کہے گا

غ صحیح ق۔ [1] ظلم اور انصاف۔ (چشتی)

...رَهٗ بِذُنُوبِهٖ وَرَأٰى فِيْ نَفْسِهٖ اَنَّهٗ هَلَكَ قَالَ سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَاَنَا اَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ فَيُعْطٰى كِتَابَ حَسَنَاتِهٖ وَاَمَّا الْكَافِرُوْنَ وَالْمُنَافِقُوْنَ فَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِيْنَ۔

اے میرے رب ہاں یاد ہے یہانتک کہ اس سے اس کے گناہ قبول کراویگا اور وہ اپنے جی میں جانے گا کہ اب میں برباد ہوا، خدا فرماویگا کہ تیرے گناہ ہم نے دنیا میں چھپائے ہم آج بھی انکو بخشتے ہیں پھر نیکیوں کا نامہ اعمال اس کو دیا جاوے گا اور کافر جو فقط زبانی مسلمان تھے سو ان کے گواہ یعنی پیغمبر اور فرشتے یا ان کے ہاتھ پاؤں ان کو کہیں گے کہ یہ لوگ ہیں جو خدا پر جھوٹ باندھتے تھے۔ جان لو کہ خدا کی لعنت ہے ظالموں پر یعنی جو حد سے بڑھ گئے بندگی کے بدلے نافرمانی کی۔

مسلمانوں پر خدا کی رحمت کا ذکر اور کافر اور منافقوں کی رسوائی کا بیان

## مظلوم کی بددعا سے بچنا چاہیے

(۹۷۵) ق اَنَسٌ اِتَّقُوْا دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ وَاِنْ كَانَ كَافِرًا۔ [1]

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بچو مظلوم کی بددعا سے اگرچہ مظلوم کافر ہو۔

ف یعنی کسی مسلمان اور کافر کو ناحق نہ ستاؤ کہ مظلوم کی دعا تیر بہدف ہے۔

## ظلم سے کسی کی زمین دبانا بڑے گناہ کی بات ہے

(۹۷۶) خ اِبْنُ عُمَرَ مَنْ اَخَذَ مِنَ الْاَرْضِ شِبْرًا بِغَيْرِ حَقِّهٖ خُسِفَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلٰى سَبْعِ اَرَضِيْنَ۔

بخاری میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو بالشت بھر زمین ناحق لے گا وہ زمین میں ساتوں طبق تک دھنسایا جائے گا۔

## اللہ تعالیٰ کا ارشاد وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ کا بیان

(۹۷۷) ق عَائِشَةُ اِنَّ اَبْغَضَ الرِّجَالِ اِلَى اللّٰهِ الْاَلَدُّ الْخَصِمُ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک سب لوگوں میں سے زیادہ تر دشمن وہ ہے جو بڑا جھگڑالو ہے۔

## مہمانداری کرنا مستحب ہے

(۹۷۸) ق عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ اِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ فَاَمَرُوْا لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِيْ لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوْا فَاِنْ لَمْ يَفْعَلُوْا فَخُذُوْا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ الَّذِيْ يَنْبَغِيْ لَهُمْ۔ [2]

بخاری اور مسلم میں عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تم اترو کسی قوم میں کہ وہ تمہارے واسطے سامان کریں جیسا کہ مہمان کے واسطے چاہیے تو تم قبول کرو اور اگر نہ کریں تو تم ان سے مہمانی کا حق جیسا کہ ان کو چاہیے لے لو۔

ف بعضے کافروں سے حضرتؐ نے صلح کی تھی تو اس صلح میں یہ قول قرار بھی ہوا تھا کہ اگر مسلمان تمہارے ملک میں

---

[1] وان کان کافرا کے الفاظ صحیحین میں نہیں بلکہ صحیح ابن حبان اور مسند احمد میں ہیں۔ واضح رہے کہ حدیث مذکور کے ابتدائی الفاظ صحیحین میں ابن عباسؓ سے مروی ہیں دیکھو الحصن الحصین میں کلام سید المرسلین مطبوعہ یوسفی لکھنؤ ۱۳۳۳ھ

[2] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "مظلوم کو اگر ظالم کا مال مل جائے تو اپنا نقصان بھر لینا جائز ہے" میں ذکر کیا ہے۔ (یمنی)

آئیں جائیں تو ان کی ضیافت اور مہمانداری کیجیو۔ تو اس حدیث میں وہی لوگ مراد ہیں اور یہ مطلب نہیں کہ مسافر جبراور زبردستی مسلمانوں سے اپنی مہمانی مانگے۔ ہاں البتہ یہ ہے کہ مہمانداری کرنا مستحب ہے۔

## مسلمان کی حاجت روائی کرنا بڑا ثواب ہے

(۹۷۹) خ ابنُ عُمَرَ مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهِ۔ [۱]

بخاری میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اپنے بھائی مسلمان کا کام کاج کیا کرے گا تو خدا اس کا کام بنایا کرے گا۔

ف یعنی آدمی ہر دم خدا کا محتاج ہے تو جو چاہے کہ خدا میرا مطلب پورا کرے اس کو لازم ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کا مقدور بھر کام بنا دے اور اس کے واسطے سعی سفارش کرے۔

## آمد و رفت کیلئے محلہ میں گلی کا راستہ چھوڑنے کی مقدار کا ذکر

(۹۸۰) م أَبُو هُرَيْرَةَ إِذَا اخْتَلَفْتُمْ فِي الطَّرِيقِ جُعِلَ عَرْضُهُ سَبْعَ أَذْرُعٍ۔

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تم کو راہ اور گلی کے مقدمے میں جھگڑا اور اختلاف ہو تو راہ کی چوڑائی سات ہاتھ کی ٹھہرائی۔

ف یعنی اگر راہ ظاہر ہو جس میں شہر والوں کی آمد و رفت ہو اور راہ کی زمین کا مالک وہاں عمارت بنانا چاہے اگر لوگ منع کرتے ہوں تو اس میں شرع کا حکم یہ ہے کہ سات ہاتھ چوڑائی راہ کی چھوڑ کر عمارت بنائے تا کہ اونٹ اور گاڑی اور لوگوں کی آمد و رفت میں حرج نہ ہو اور اگر ایسا کوچہ ہو کہ صرف محلے کے لوگ آتے جاتے ہوں تو اس کی اتنی چوڑائی چاہئے کہ جس میں محلے والوں کا حرج نہ ہو اور زنانی سواری اور جنازہ جانے کو تنگی نہ ہو۔

## مردہ زمین کو آباد کرنے کا حکم کیا ہے

(۹۸۱) خ عَائِشَةُ مَنْ عَمَّرَ أَرْضًا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ فَهُوَ أَحَقُّ

بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو آباد کرے زمین کو جس کا کوئی مالک نہیں تو وہی مالکی کے لائق ہے یعنی پھر اس زمین کا کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا ہے۔

## حضورؐ کا بیر رومہ خریدنے کی ترغیب دلانا

(۹۸۲) خ عُثْمَانُ مَنْ يَشْتَرِي بِئْرَ رُومَةَ فَيَكُونُ دَلْوُهُ فِيهَا كَدِلَاءِ الْمُسْلِمِينَ۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جنت کی خوشخبری۔

بخاری میں حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کون ہو کہ رومہ کے کنوئیں کو مول لے پھر اس کا ڈول اس کنوئیں میں ایسا ہو جیسے اور مسلمانوں کے ڈول۔ یعنی مول لیکر اس کو خدا کی راہ میں وقف کر دے اپنی ملکیت میں نہ رکھے۔

ف حضرت جب مکے سے مدینے میں آئے تو وہاں سوائے ایک کنوئیں کے میٹھا پانی نہ تھا سو وہ کنواں مگر گیا تھا حضرتؐ نے فرمایا کہ جو اس کنوئیں کو صاف کرا دے اس کو بہشت ملے گی۔ حضرت عثمانؓ نے اپنا مال لگا کر اس کو صاف کرا دیا پھر جب طیار ہوا تو کافروں نے مسلمانوں کو پانی بھرنے سے روکا۔ تب

---

[۱] امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان "مسلمان کو مسلمان پر ظلم کرنا روا نہیں" میں ذکر کیا ہے۔
[۲] امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان "آبپاشی کے احکام" میں ذکر کیا ہے۔

(رحشنی)

حضرتؐ نے اس کے مول لینے کو فرمایا تو حضرت عثمانؓ نے آٹھ ہزار اور ایک روایت میں پچیس ہزار کو مول لیا اور خدا کی راہ میں اس کو وقف کر دیا۔

## کھیت والے کو ضرورت سے زیادہ پانی روکنے کی ممانعت

(۹۸۳) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ لَا تَمْنَعُوْا فَضْلَ الْمَآءِ لِتَمْنَعُوْا بِهٖ فَضْلَ الْكَلَاءِ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ روکو زیادہ پانی کو تا اسکے حیلے سے زیادہ چارا روکو۔

ف یعنی اگر تمہارا کنواں یا حوض یا تالاب ہو اور تم اس سے اپنا کام کر چکے ہو تو لوگوں کو اس کے باقی پانی پینے سے یا کھیت سینچنے سے نہ منع کرو۔ اور اگر پانی روکو گے تو جانور کو زمین کا چارا بھی جو تالاب اور حوض کے گرد ہوتا ہے اس حیلے سے نہ چرنے دو گے یا اور بھی زیادہ بدکام ہے یعنی پانی روکنے سے غرض تمہاری یہ ہے کہ اس تدبیر سے چارا بچے کہ نہ آدمی اور جانور وہاں آوے گا نہ چارا چرے گا۔

## پانی پلانے کی فضیلت

(۹۸۴) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ اَلْخَيْلُ لِثَلٰثَةٍ لِرَجُلٍ اَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلٰى رَجُلٍ وِزْرٌ فَاَمَّا الَّذِيْ لَهٗ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاَطَالَ لَهَا فِيْ مَرْجٍ اَوْ رَوْضَةٍ فَمَا اَصَابَتْ فِيْ طِيَلِهَا ذٰلِكَ مِنَ الْمَرْجِ اَوِ الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهٗ حَسَنَاتٍ وَلَوْ اَنَّهَا انْقَطَعَ طِيَلُهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ لَهٗ اٰثَارُهَا وَاَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ وَلَوْ اَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ اَنْ يَّسْقِيَهَا كَانَ ذٰلِكَ حَسَنَاتٍ لَهٗ فَهِيَ لِذٰلِكَ الرَّجُلِ اَجْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَعَفُّفًا ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِيْ رِقَابِهَا وَلَا ظُهُوْرِهَا فَهِيَ لِذٰلِكَ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَّرِيَآءً وَّنِوَآءً لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فَهِيَ عَلٰى ذٰلِكَ وِزْرٌ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ گھوڑے تین آدمیوں کے واسطے ہیں ایک مرد کے واسطے تو ثواب ہیں اور دوسرے مرد کے واسطے پردہ ہیں اور تیسرے مرد پر وبال ہیں تو جس کو ثواب ہے سو وہ مرد ہے جس نے گھوڑوں کو خدا کی راہ میں جہاد کے واسطے باندھ رکھا پھر ان کو لمبی رسی میں باندھا کسی چراگاہ یا باغ کے چمن میں سو وہ اپنی اس رسی کے اندر چراگاہ یا چمن میں جہاں تک کہ پہنچے اور جتنی گھاس کہ چرے تو اس مرد کے واسطے اتنے حسنات ہوں گے اور اگر گھوڑوں کی رسی ٹوٹ گئی پھر وہ ایک بار یا دو بار زقند مار گئے تو اس مرد کے واسطے ان کی ٹاپوں کی مٹی اور ان کی لید حسنات ہونگی اور اگر وہ کسی دریا پر گذرے سو اس میں سے پانی پیا اگرچہ مالک نے ان کے پلانے کا قصد نہ کیا ہو تو بھی اس کے واسطے حسنات ہوں گے تو ایسے گھوڑے اس مرد کے واسطے ثواب کا سبب ہیں۔ اور جس مرد نے کہ گھوڑوں کو باندھا اس [illegible] سے کہ ان کی سوداگری سے فائدہ اٹھاوے اور بیگانے سواری کے مانگنے سے بچے پھر وہ خدا کا حق جو گھوڑوں کی گردنوں اور پیٹھوں میں ہے نہ بھولا یعنی ان کی زکوٰۃ ادا کی اور ضعیفوں کو ان کی سواری سے نہ روکا تو ایسے گھوڑے اس مرد کے واسطے پردہ میں یعنی باعزت رہا ذلت سے بچا۔ اور جس مرد نے کہ گھوڑوں کو

باندھا اترانے اور نمود کیلئے اور اہل اسلام کی بدخواہی اور عداوت کے واسطے یعنی کفر کی کمک کو تو ایسے گھوڑے اس مرد پر وبال ہیں۔

**ف** یعنی گھوڑے پالنا تین طرح ہے عمدہ قسم تو یہ کہ جہاد کے واسطے پالے کہ اس کا ثواب بے شمار ہے۔ دوسری قسم یہ کہ اپنی سواری اور سوداگری کے واسطے پالے تو اس میں دنیا کا فائدہ ہے اور دین کا کچھ نقصان نہیں تیسری قسم یہ کہ کافروں کی مدد کے واسطے پالے اور نمود کرے اور بڑائیاں مارے تو یہ سراسر وبال اور عذاب ہے۔

# میراث اور وراثت کے احکام

## کلالہ کی میراث کا بیان

(۹۸۵) **م** عُمَرُ یَا عُمَرُ اَلَا تَکْفِیْكَ اٰیَةُ الصَّیْفِ الَّتِیْ فِیْ اٰخِرِ سُوْرَةِ النِّسَآءِ قَالَهٗ حِیْنَ اَکْثَرَ عَلَیْهِ فِی السُّؤَالِ عَنِ الْکَلَالَةِ۔

مسلم میں عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عمر کیا تجھ کو کفایت نہیں کرتی ایام گرمی کی آیت جو سورۂ نسا کے آخر میں ہے۔ یہ حضرتؐ نے اسوقت فرمایا جب عمر فاروقؓ نے حضرتؐ سے بہت پوچھا کلالہ کے حکم سے۔

**ف** کلالہ وہ مرد یا عورت ہے جس کا باپ اور بیٹا نہ ہو۔ سورۂ نسا کی آخر آیت یہ ہے یَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْکُمْ فِی الْکَلَالَةِ یعنی اے پیغمبر تجھ سے کلالہ کی وراثت کا حکم پوچھتے ہیں تو کہہ اگر مرد مر جاوے اور اس کے بیٹا نہ ہو اور اس کی بہن ہو تو آدھا مال اس کا لیوے اور اگر دو بہن ہوں یا زیادہ تو دو تہائی لیویں اور اگر بھائی بہن ہوں تو مرد کا حصہ عورت سے دونا ہے۔ یہ آیت گرمی کے موسم میں اتری تھی اسواسطے اسکو گرمی کی آیت فرمایا۔

## ذوی الفروض[ل] کو ان کی میراث دینا چاہیے

(۹۸۶) **ق** اِبْنُ عَبَّاسٍ اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِاَهْلِهَا فَمَا بَقِیَ فَهُوَ لِاَوْلٰی رَجُلٍ ذَکَرٍ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ملاؤ فرائض کو فرائض والوں سے پھر جو مال باقی رہے سو قریب تر رشتہ دار مرد کا ہے۔

**ف** فرائض مقرری حصوں کو کہتے ہیں جو قرآن میں مفصل مذکور ہیں جیسے آدھا حصہ لڑکی کا اور چھٹا حصہ ماں کا اور آٹھواں حصہ بیوی کا۔ سو فرمایا کہ میت کے مال سے اول فرائض والوں کو دیجئے اور ان کو دیکر اگر کچھ مال باقی رہے اس کو عصبہ پاوے گا چنانچہ اس کی تفصیل علم فرائض میں موجود ہے۔

## قرض[سه] ادا کرنے کی تاکید

(۹۸۷) **ق** اَبُوْ هُرَیْرَةَ اَنَا اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تُوُفِّیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَتَرَكَ دَیْنًا فَعَلَیَّ قَضَاؤُهٗ وَمَنْ

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے کہ میں قریب تر مسلمانوں سے ہوں ان کی ذاتوں سے زیادہ سو جو کوئی مسلمانوں میں سے مرے اور اپنے اوپر قرض چھوڑ جائے تو

---

له کلالہ وہ ہے جس کا باپ بھی نہ ہو اور بیٹا بھی۔ سه ذوی الفروض وہ لوگ ہیں جن کے حصے شریعت نے مقرر کر دیئے ہیں۔
سه امام مسلم نے حدیث مذکور کو عنوان علم الفرائض و تقسیم میراث کے مسائل کا سیکھنا ضروری امر ہے میں ذکر کیا ہے (چشتی)

تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِہٖ۔ اس کا ادا کرنا مجھ پر لازم ہے اور جو مال چھوڑے تو اسکے وارثوں کا حق ہے۔

**ف** ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ کا ابتدائے اسلام میں یہ معمول تھا کہ جب کوئی جنازہ آتا تو حضرتؐ پوچھتے کہ اس نے اپنے قرض ادا ہونے کا کچھ مال چھوڑا ہے سو اگر معلوم ہوتا کہ قرض ادا ہونے کا ٹھکانا ہے تو حضرتؐ اس کے جنازے کی نماز پڑھتے اور اگر قرض ادا ہونے کی کوئی صورت نہ ہوتی تو خود نماز نہ پڑھتے اور مسلمانوں سے نماز پڑھنے کو فرماتے پھر جب اسلام کی فتح ہوئی اور بیت المال میں مال جمع ہوا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی قرضدار پر حضرتؐ شاید اس واسطے نماز نہ پڑھتے تھے کہ لوگ قرض سے ڈریں اور جو کہ قرضدار ہوں وہ قرض ادا کرنے میں غفلت نہ کریں۔

## بدگمانی سے احتراز کرنا چاہیے

(۹۸۸) **خ** اَبُوْهُرَيْرَةَ اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ۔[1] بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بچو بدگمانی سے اس واسطے کہ بدگمانی بڑی جھوٹی بات ہے۔

**ف** یعنی بے تحقیق صرف اپنے گمان پر کسی مسلمان سے بدظن ہونا نہایت بے اصل بات ہے۔

## ہر قوم کا آزاد کردہ غلام انہی میں سے شمار ہوتا ہے

(۹۸۹) **ق** اَنَسٌ اِبْنُ اُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ۔ بخاری اور مسلم میں انس سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہر قوم کا بھانجا اسی قوم میں داخل ہے۔

**ف** یعنی جب کوئی قریب وارث نہ باقی رہے تو بھانجا اپنے ماموں کا وارث ہے اور ماموں بھانجے کا وارث ہے۔

## مسلمان اور کافر کے درمیان وراثت نہیں

(۹۹۰) **ق** اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ۔ بخاری اور مسلم میں اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میراث نہ پائیگا مسلمان کافر کی اور نہ کافر مسلمان کی۔

**ف** یعنی کافر اور مسلمان میں وراثت نہیں ہے اگر ایک کا باپ کافر ہو تو مسلمان بیٹا اس کا حصہ نہ لیوے اور نہ مسلمان باپ کا کافر بیٹا حصہ پاوے اور یہی مذہب ہے چاروں اماموں کا۔

## دو عورتیں کسی بچہ کے متعلق دعوی کریں تو فیصلہ کس طرح ہو

(۹۹۱) **ق** اَبُوْهُرَيْرَةَ كَانَتِ امْرَاَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَاءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ اِحْدٰهُمَا فَقَالَتْ لِصَاحِبَتِهَا اِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ وَقَالَتِ الْاُخْرٰى اِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ فَتَحَاكَمَتَا اِلٰى دَاوٗدَ فَقَضٰى بِهٖ لِلْكُبْرٰى فَخَرَجَتَا عَلٰى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوٗدَ بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ دو عورتیں تھیں ان کے ساتھ دو بیٹے تھے ایک عورت کے بیٹے کو لے گیا تو وہ عورت اپنی دوسری عورت سے کہنے لگی کہ تیرے ہی بیٹے کو بھیڑیا لے گیا اور دوسری عورت نے کہا کہ تیرے ہی بیٹے کو بھیڑیا لیگیا سو وہ دونوں داؤدؑ کے پاس قصہ فیصل کرانے کو آئیں سو انھوں نے وہ لڑکا بڑی عورت کو

[1] امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان علم الفرائض (تقسیم میراث کے مسائل) کا سیکھنا ضروری امر ہے۔ میں ذکر کیا ہے۔ (حبشی)

فَاَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ اَئْتُوْنِیْ بِالسِّکِّیْنِ اَشُقُّہٗ بَیْنَہُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرٰی لَا تَفْعَلْ رَحِمَکَ اللّٰہُ ھُوَ ابْنُہَا فَقَضٰی بِہٖ لِلصُّغْرٰی۔

دلوایا سو وہ دونوں نکلیں سلیمان بن داوٗدؑ کے پاس آئیں اور ان سے یہ حال کہا تو سلیمانؑ نے کہا کہ چھری مجھ کو دو تاکہ میں اس لڑکے کو آدھا آدھا کاٹ کر ان دونوں عورتوں کو دوں تو چھوٹی عورت نے کہا خدا تجھ پر رحم کرے یہ نہ کر وہ لڑکا اس بڑی عورت کا ہے یعنی اب میں دعوی نہیں کرتی دوسری کو دیجئے تو سلیمان نے وہ لڑکا چھوٹی عورت کو دلایا۔

**ف** حضرت سلیمانؑ نے چھوٹی عورت کو اس واسطے دلایا کہ اس کو درد آیا اس نے لڑکے کا کاٹنا گوارا نہ کیا تو معلوم ہوا کہ لڑکا اسی کا تھا اور اگر بڑی عورت کا لڑکا ہوتا تو وہ اس کے کاٹنے پر راضی نہ ہوتی اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ جب گواہ نہ ہوں تو حاکم کو لازم ہے کہ قرائن اور قیاس پر عمل کرے۔

# ہبہ کے احکام

## اپنی صدقہ کی ہوئی چیز خریدنے کی ممانعت

(۹۹۲) **ق** عُمَرُ لَا تَشْتَرِہٖ وَلَا تَعُدْ فِیْ صَدَقَتِکَ وَاِنْ اَعْطَاکَہٗ بِدِرْھَمٍ فَاِنَّ الْعَائِدَ فِیْ صَدَقَتِہٖ کَالْعَائِدِ فِیْ قَیْئِہٖ **قاله** لَہٗ حِیْنَ حَمَلَ عَلٰی فَرَسٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَاَضَاعَہُ الَّذِیْ کَانَ عِنْدَہٗ فَاَرَادَ اَنْ یَّشْتَرِیَہٗ [۱]

بخاری اور مسلم میں عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مت مول لے اسکو اور نہ پھیرلے اپنے صدقے کو اگرچہ تجھ کو وہ ایک درم کو دیوے سو مقرر اپنے صدقے کا پھیر لینے والا ویسا ہے جیسا اپنی قے کو کوئی پیٹ میں ڈال لیوے۔ یہ حضرتؐ نے عمر فاروقؓ سے کہا جب انھوں نے ایک گھوڑا چڑھنے کو راہ خدا میں کسی کو دیا تھا پھر اس نے اس کو ضائع کیا دبلا کر ڈالا پھر عمر فاروقؓ نے اس کو مول لینا چاہا۔

**ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو چیز خدا کی راہ میں دیدے اس کو پھر مول بھی نہ لیوے۔

## اپنی اولاد میں سے کسی ایک کو زیادہ دینا بہتر نہیں

(۹۹۳) **م** جَابِرٌ اِنِّیْ لَا اَشْھَدُ اِلَّا عَلٰی حَقٍّ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں گواہ نہیں ہوتا مگر حق پر۔

**ف** ایک شخص نے کہا کہ یا حضرتؐ آپ گواہ رہئے کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو غلام دیا۔ حضرتؐ نے فرمایا تیرا اس کے سوا کوئی اور بیٹا بھی ہے اس نے کہا کہ ہاں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا تو نے اس کو بھی کوئی غلام دیا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا جا میں ناحق پر گواہ نہیں ہوتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولاد کو جو کچھ دے تو برابر دے۔

[۱] حدیث مذکور کے الفاظ میں تقدم و تاخر ہوگیا ہے۔ (چشتی)

## عمریٰ کا بیان

(۹۹۴) ق جَابِرٌ مَنْ اَعْمَرَ رَجُلاً عُمْرٰی لَہٗ وَلِعَقِبِہٖ فَقَدْ قَطَعَ قَوْلُہٗ حَقَّہٗ فِیْھَا وَھِیَ لِمَنْ اَعْمَرَ لَہٗ وَلِعَقِبِہٖ۔

بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس نے کسی کو گھر دے ڈالا عمر بھر کو تو وہ شخص اور اس کے وارث اس گھر کے مالک ہوگئے سو دینے والے کی اس بات نے اسکے حق کو کاٹ دیا اور وہ گھر اسی کا ہوگیا جس کو دیا اور اس کے وارثوں کا۔

ف یعنی جس نے عمر بھر کو کسی کو گھر دیا تو وہ گھر اسی کا ہوگیا اس کے مرنے کے بعد اس کے وارث پاویں گے دینے والا نہیں پا سکتا۔

(۹۹۵) ق اَبُوْھُرَیْرَۃَ اَلْعُمْرٰی جَائِزَۃٌ۔

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ عمر بھر کو چیز دینا درست ہے۔

ف یعنی اگر کوئی اپنا گھر یا باغ کسی کو دیوے اس طرح سے کہ یہ میں نے تجھ کو تیری عمر تک دیا تو درست ہے اگر اس کا قبضہ ہو تو وہ مالک ہوگیا اور بعد اس کے مرجانے کے اس کے وارث مالک ہوں گے جیسے ہبہ میں اور یہی مذہب ہے امام اعظمؒ کا۔

(۹۹۶) ق جَابِرٌ اَلْعُمْرٰی لِمَنْ وُّھِبَتْ لَہٗ۔

بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ عمر بھر کی چیز دی ہوئی کا وہی مالک ہے جس کو چیز دی۔

ف یعنی عمریٰ مثل ہبہ کے سبب ہے ملک کا۔

### کسی کے عطیہ کو حقیر نہ سمجھنا چاہیئے

(۹۹۷) ق اَبُوْھُرَیْرَۃَ یَانِسَآءُ الْمُؤْمِنَاتُ لَا تَحْقِرَنَّ اِحْدٰکُنَّ لِجَارَتِھَا وَلَوْ کُرَاعَ شَاۃٍ مُحَرَّقٍ ھٰکَذَا ذَکَرَہُ الَّا قُلَیْشِیُّ وَالرِّوَایَۃُ یَانِسَآءُ الْمُسْلِمَاتُ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَۃٌ لِجَارَتِھَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاۃٍ۔

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے ایماندار عورتو تم میں سے کوئی عورت اپنی ہمسائی عورت کے تحفہ کو ناچیز اور ذلیل نہ جانے اور اگرچہ تحفہ بکری کے پاؤں کی جلی ہوئی نلی ہو اسی طرح اقلیشی نے ذکر کیا ہے اور مشہور روایت یوں ہے کہ اے مسلمان عورتوں نہ ناچیز جانے ہمسائی دوسری ہمسائی کے تحفے کو اگرچہ تحفہ بکری کے کھر یا کھر کے درمیان کا گوشت ہو۔

ف یعنی ہمسایہ اور پڑوسیوں کو آپس میں محبت اور الفت چاہیئے تو آپس میں تحفہ دینے لینے سے محبت زیادہ ہوتی ہے۔ تھوڑے بہت کا دھیان اور خیال نہ چاہیئے کرنا۔ عورتوں کو خاص کرکے اس واسطے فرمایا کہ ان کو تحمل نہیں ہوتا کم چیز کو پھیر دیتی ہیں حقیر جان کر اور اس کو فضیحت کرتی ہیں تو عیب کہاں اور عداوت پیدا کی۔

### اپنے دوست کو ہدیہ بھیجنے کے لئے انکی بعض بیویوں کی باری کا انتظار کرنا بُرا نہیں

(۹۹۸) ق عَائِشَۃُ اِنَّھَا ابْنَۃُ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَہٗ عِنْدَ انْتِصَارِ عَائِشَۃَ مِنْ

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر عائشہؓ ابی بکرؓ کی بیٹی ہے یہ حدیث حضرتؐ نے فرمائی

---

ؔ۱ کسی کو عمر بھر کیلئے گھر دینے کا نام عمریٰ ہے۔ ؔ۲ امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوانؔ ہبہ کرنے کی فضیلت اور ترغیب" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

زَیْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حمایت کے وقت حضرت زینبؓ کی گفتگو سے۔

**ف** بخاری میں روایت ہے کہ اصحاب حضرت عائشہؓ کی باری کے دن حضرتؐ کے پاس تحفہ بھیجا کرتے تھے حضرتؐ کی خوشی کے واسطے۔ حضرتؐ کی بیبیوں نے حضرت ام سلمہؓ سے کہا کہ تم رسول اللہؐ سے کہو کہ اصحاب سے کہدیں کہ حضرتؐ جس بی بی کے پاس ہوں وہیں لوگ تحفہ بھیجا کریں عائشہؓ کی کون خصوصیت ہے۔ ام سلمہؓ نے حضرتؐ سے یہ کہا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ مجھ کو عائشہؓ کے مقدمے میں رنج مدو سوائے عائشہؓ کے کسی بی بی کے پاس مجھ کو وحی نہیں آتی۔ ام سلمہؓ نے کہا کہ یا رسول اللہؐ میں نے آپ کے رنج سے توبہ کی۔ پھر حضرتؐ کی بیبیوں نے حضرت فاطمہؓ کو حضرتؐ کے پاس اسی واسطے بھیجا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے بیٹی تو کیا نہ چاہے گی جس کو میں چاہتا ہوں حضرت فاطمہؓ نے کہا کہ البتہ میں اس کو ضرور چاہوں گی جس کو آپ چاہتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا تو عائشہؓ سے محبت رکھ۔ پھر حضرت فاطمہؓ چلی گئیں۔ پھر بیبیوں نے حضرت زینبؓ کو جو حضرتؐ کی پھوپھی کی بیٹی اور بی بی بھی تھیں حضرتؐ کے پاس بھیجا سو حضرت زینبؓ نے حضرتؐ کے سامنے بہت سخت باتیں کیں اور کہا کہ یا رسول اللہ آپ کی بیبیاں عائشہؓ کے مقدمے میں عدل اور انصاف چاہتی ہیں اور حضرت عائشہؓ نے ابتک کچھ جواب نہیں دیا حضرتؐ کی طرف دیکھتی جاتی تھیں کہ شاید حضرتؐ کچھ جواب دیں۔ جب حضرت عائشہؓ نے دیکھا کہ حضرتؐ چپ ہیں تو حضرت زینبؓ کو جواب دینا شروع کیا اور حضرت زینبؓ کو جواب میں بند کیا۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی عائشہؓ ابی بکرؓ کی بیٹی ہے ایسی ویسی نہیں جو دبک کے جواب دینے نکر سکے یعنی جیسا اس کا باپ دانا اور خوش تقریر ہے ویسے ہی وہ بھی دانا اور خوش تقریر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سب بیبیوں سے حضرت عائشہؓ کو حضرت بہت چاہتے تھے تو جس نے حضرت عائشہؓ کو برا کہا اور ان سے عداوت رکھی اس نے بیشک حضرتؐ کو رنج دیا۔

(۹۹۹) **ق** عَائِشَةُ يَا بُنَيَّةُ أَلَا تُحِبِّيْنَ مَا أُحِبُّ قَالَهُ لِفَاطِمَةَ حِيْنَ بَعَثَهَا أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ يَنْشُدْنَهُ الْعَدْلَ فِيْ عَائِشَةَ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے بچی کیا تو نہ چاہے گی جو میں چاہتا ہوں۔ یہ حضرتؐ نے حضرت فاطمہ علیہا السلام سے کہا جب ان کو حضرتؐ کی بیبیوں نے حضرتؐ کے پاس بھیجا تھا عائشہؓ کے حق میں برابری چاہتی تھیں۔

**ف** مفصل قصہ بیان ہو چکا۔

## ہبہ کی ہوئی چیز واپس لینا بہتر نہیں

(۱۰۰۰) **ق** اِبْنُ عَبَّاسٍ اَلْعَائِدُ فِيْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهٖ۔ [1]

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اپنی دی ہوئی چیز کا پھیر لینے والا کتے کے مثل ہے جو اپنی قے کو پھر نگل جاتا ہے۔

**ف** امام شافعیؒ کے نزدیک دی ہوئی چیز کو پھیر لینا بموجب اس حدیث کے درست نہیں اور امام اعظمؒ کے نزدیک مکروہ ہے

## خویش پروری آزاد کرنے سے بھی زیادہ افضل ہے

(۱۰۰۱) **ق** مَيْمُوْنَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ أَمَا إِنَّكِ لَوْ أَعْطَيْتِهَا أَخْوَالَكِ كَانَ

بخاری اور مسلم میں حضرت میمونہ بنت حارث سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خبردار ہو تو اگر اس لونڈی کو اپنے ماموں کو دیتی

[1] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "میاں بیوی کا ایک دوسرے کو ہبہ کرنا جائز ہے" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

...عظم لاجرك ؎ قالہ لہا لما اعتقت ولیدۃ ۔ ؎ | تو تیرا ثواب اس میں بہت بڑا ہوتا یہ حضرتؐ نے حضرت میمونہؓ سے فرمایا جبکہ انھوں نے ایک لونڈی آزاد کی۔

ف حضرت میمونہؓ حضرتؐ کی بی بی تھیں انھوں نے ایک لونڈی بدون حضرتؐ کے پوچھے آزاد کی۔ رات کو یہ حال حضرتؐ سے کہا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی معلوم ہوا کہ صلہ رحم کا ثواب یعنی برادر پروری کا آزاد کرنے سے زیادہ تر ہے۔

## کسی عذر کی وجہ سے ہدیہ قبول نہ کرنا بھی درست ہے

(۱۰۰۲) خ الصعب بن جثامۃ لیس بنا رد علیک ولکنا حرم ۔ | بخاری میں صعب بن جثامہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہماری طرف سے تجھ کو پھیر دینا نہیں ولیکن ہم تو احرام باندھے ہیں۔

ف یہ قصہ ہو چکا کہ حضرتؐ احرام باندھے حج کو جاتے تھے راہ میں صعب نے گورخر کا شکار کیا تھا حضرتؐ کو تحفہ دیا حضرتؐ نے نہ لیا صعب کا دل تھوڑا ہو گیا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی اگر ہم احرام نہ باندھے ہوتے تو تیرا تحفہ قبول کرتے۔

## اپنی اولاد کو برابر برابر ہدیہ دینا چاہیے

(۱۰۰۳) ق النعمان بن بشیر اعدلوا فی اولادکم وفی روایۃ الاقلیشی بین ابنائکم ۔ ؎ | بخاری اور مسلم میں نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ برابری کیا کرو اپنی اولاد میں اور اقلیشی کی روایت میں ہے کہ برابری کرو اپنے لڑکوں میں۔

ف یعنی برابر سب کو دیا کرو بعضوں کو زیادہ اور بعضوں کو کم دینا شفقت پدری کے مناسب نہیں۔

## دودھ پینے والے جانور دینے کی فضیلت

(۱۰۰۴) خ عبد اللہ بن عمرو اربعون خصلۃ اعلاہا منیحۃ العنز ما من عامل یعمل بخصلۃ منہا رجاء ثوابہا وتصدیق موعدہا الا ادخلہ اللہ بہا الجنۃ ۔ | بخاری میں عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ چالیس خصلتیں ہیں ان سب سے اعلیٰ اور عمدہ غیر کو بکری عاریت دینا ہے کہ اس کا دودھ پیوے نہیں کوئی ایسا عامل جو عمل کرے ایک خصلت پر ان چالیس خصلتوں سے ثواب کی امید پر اور اس کے وعدے کو سچا جان کر مگر کہ خدا اس کو بہشت میں داخل کرے گا۔

ف اس حدیث میں ان چالیس خصلتوں کو مفصل نہیں ذکر فرمایا شاید کہ احسان کے اقسام مراد ہیں یعنی لوگوں کی طرح طرح سے فائدہ رسانی۔

---

؎ امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "عورت کا اپنے شوہر کے سوا غیر کو ہبہ کرنا اور غلام آزاد کرنا جائز ہے" میں ذکر کیا ہے۔

؎ امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "اپنے لڑکے کو ہدیہ دینا جائز ہے" میں ذکر کیا ہے۔ (حشی)

# وصیت کے احکام

(۱۰۰۵) ق اِبْنُ عُمَرَ مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ یَمُرُّ عَلَیْہِ ثَلٰثُ لَیَالٍ اِلَّا وَ عِنْدَہٗ وَصِیَّۃٌ۔ [۱]

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں لائق ہے مسلمان مرد کو کہ اس پر تین راتیں گذریں بے وصیت کے۔

ف یعنی جس پر لوگوں کا قرض ہو یا کسی کی امانت ہو اس پر لازم ہے کہ اپنے پاس اس کی وصیت لکھ رکھے تاکہ اس کے بعد اس کے وارث اس پر عمل کریں اس واسطے کہ آدمی کو اپنی موت معلوم نہیں وصیت لکھ رکھنا اس صورت میں تو واجب ہے اور اگر کسی کا لینا دینا ہو تو وصیت کرنا واجب نہیں مستحب ہے۔

## حضورؐ کا حضرت سعدؓ کی صحت کیلئے دعا فرمانا

(۱۰۰۶) م سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ اَللّٰھُمَّ اشْفِ سَعْدًا اَللّٰھُمَّ اشْفِ سَعْدًا اَللّٰھُمَّ اشْفِ سَعْدًا

مسلم میں سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے میرے واسطے دعا کی کہ الٰہی سعد کو شفا دے الٰہی سعد کو شفا دے الٰہی سعد کو شفا دے۔

ف سعد نہایت بیمار تھے حضرتؐ ان کی عیادت کو تشریف لے گئے تب یہ دعا کی پھر ان کو صحت حاصل ہوئی۔

## ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت نہ کرنی چاہئے

(۱۰۰۷) ق سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ اِنَّکَ اَنْ تَذَرَ وَرَثَتَکَ اَغْنِیَاءَ خَیْرٌ مِّنْ اَنْ تَذَرَھُمْ عَالَۃً یَّتَکَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَاِنَّکَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَۃً تَبْتَغِیْ بِھَا وَجْہَ اللّٰہِ اِلَّا اُجِرْتَ بِھَا حَتّٰی مَا تَجْعَلُ فِیْ فِیْ امْرَأَتِکَ قَالَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُخَلَّفُ بَعْدَ اَصْحَابِیْ قَالَ اِنَّکَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِیْ بِہٖ وَجْہَ اللّٰہِ اِلَّا ازْدَدْتَ دَرَجَۃً وَّرِفْعَۃً وَّلَعَلَّکَ اَنْ تُخَلَّفَ حَتّٰی یَنْتَفِعَ بِکَ اَقْوَامٌ وَّیُضَرَّ بِکَ اٰخَرُوْنَ اَللّٰھُمَّ اَمْضِ لِاَصْحَابِیْ ھِجْرَتَھُمْ وَلَا تَرُدَّھُمْ عَلٰی اَعْقَابِھِمْ لٰکِنِ الْبَآئِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَۃَ قَالَہٗ لَہٗ لَمَّا عَادَہٗ۔

بخاری اور مسلم میں سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تو اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑے بہتر ہے اس سے کہ ان کو محتاج چھوڑے کہ مانگیں لوگوں سے ہتھیلی پھیلا کر اور جو کچھ کہ تو خرچ کریگا خدا کی رضامندی کے واسطے اس کا ضرور ثواب پاویگا یہاں تک کہ اپنی جورو کے منہ میں ڈالے گا یعنی اس کا بھی ثواب ملے گا کہا سعد نے پھر میں نے کہا یا رسول اللہ کیا میں چھوڑ دیا جاؤں گا بعد اپنے ساتھیوں کے چلے جانے کے حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تو بیماری کے سبب مکے میں چھوڑا جائے گا اور کوئی کام خدا کی رضامندی کا کرتا رہے گا تو مقرر تیرا مرتبہ اور درجہ بلند ہوگا اور شاید کہ تو چھوڑا جائے گا یعنی تیری زندگی بہت ہوگی یہاں تک کہ نفع پاویں گے تجھ سے بہت گروہ اور ضرر تجھ سے پائیں گے اور لوگ یعنی تیرے جہاد سے مسلمانوں کو قوت ہوگی اور کافروں کو ضرر اے اللہ جاری اور قائم رکھ میرے اصحاب کی ہجرت کو اور نہ پھیر انکو ایڑیوں کے بل لیکن نہایت محتاج سعد بن خولہ ہے یعنی باوجود ہجرت کے پھر مکہ میں آکر مر گیا یہ حضرتؐ نے سعد بن ابی وقاصؓ سے فرمایا جب انکی بیماری کو تشریف لیگئے

اولاد کیلئے مال چھوڑنے کی تاکید اور ایک تہائی حصے سے زیادہ خیرات کرنے کی ممانعت حضورؐ کی پیشینگوئی اور مہاجرین کے حق میں دعا۔

[۱] حدیث مذکور کے الفاظ مسلم کی روایت کے مطابق نہیں۔ غ صحیح ق

(حشی)

**ف** صحیح بخاری میں سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ میں حجۃ الوداع میں بیمار ہوا حضرتؐ میرے دیکھنے کو آئے۔ میں نے کہا کہ میں بہت بیمار ہوں زندگی کی توقع نہیں اور میں مالدار ہوں اور ایک میری بیٹی ہے اس کے سوا کوئی میرا وارث نہیں حکم ہو تو ایک حصہ بیٹی کو دوں دو حصے خیرات کروں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں پھر میں نے کہا آدھا مال خیرات کروں حضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں پھر میں نے کہا کہ تہائی مال خیرات کروں حضرتؐ نے فرمایا کہ ہاں تہائی خیرات کے واسطے بہت ہے۔ پھر حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ معلوم ہوا کہ وارثوں کا حق مقدم ہے فقیروں پر۔ تہائی سے زیادہ وصیت درست نہیں۔ اور جو رو لڑکوں کو کھانے کپڑے دینے میں بھی ثواب ہے اگر خدا کا حکم جان کر دیوے اور سعد کو مکے میں رہنے کا اس واسطے رنج تھا کہ مہاجرین نے مکے کا رہنا خدا کے واسطے چھوڑا تھا تو اس میں پھر رہنا مکروہ جانتے تھے سو حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر عذر سے رہنا ہو تو عبادت کے ثواب میں نقصان نہیں۔ پھر ان کی زندگی کا اشارہ فرمایا چنانچہ سعد اتنا جئے کہ عمر فاروقؓ کی خلافت میں ملک عراق کو فتح کیا۔ پھر باقی مہاجرین کے واسطے دعا کی کہ ایمان اور ہجرت پر ثابت رہیں۔ ابعد اس کے سعد بن خولہ پر جو حجۃ الوداع میں مرگئے تھے افسوس کیا۔

(۱۰۰۸) **ق** سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ اَلثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ اَوْ كَبِيْرٌ **قَالَ** لَهٗ حِيْنَ قَالَ فِيْ مَرَضِهٖ اَفَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ قَالَ لَا قَالَ فَالشَّطْرُ قَالَ لَا قَالَ فَالثُّلُثُ قَالَ الْحَدِيْثَ۔

بخاری اور مسلم میں سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تہائی مال میں وصیت کر اور تہائی تو بہت ہے، یا یوں فرمایا کہ بڑی ہے۔ یہ حضرتؐ نے سعدؓ سے فرمایا جب کہ اس نے کہا اپنی بیماری میں کہ میں اپنے مال کی دو تہائی خیرات کروں حضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں۔ سعدؓ نے کہا تو آدھا مال خیرات کروں حضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں۔ سعدؓ نے کہا تو تہائی مال خیرات کروں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔

**ف** حجۃ الوداع میں سعد بیمار ہو گئے صرف ان کی وارث ایک لڑکی تھی تب انھوں نے اپنے مال کو خیرات کرنا چاہا۔ باقی قصہ مفصل بیان ہو چکا۔ معلوم ہوا کہ تہائی سے زیادہ وصیت درست نہیں ہے۔

## مرنے کے بعد کس کس چیز کا ثواب ملتا ہے

(۱۰۰۹) **م** اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْ لَهٗ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب آدمی مرگیا تو اس کا عمل کٹ گیا اور موقوف ہوا مگر تین طرح کے عمل کہ موت کے بعد بھی ان کا ثواب موقوف نہیں ہوتا۔ ایک خیرات اور صدقہ جس کا فائدہ ہمیشہ جاری رہے دوسرے وہ علم جس سے خلق فائدہ پاوے تیسرے نیکبخت بیٹا ہو باپ کے واسطے دعا کرے

تین چیزوں کا ثواب [illegible] رہتا ہے۔

**ف** یعنی نیک عمل کا ثواب زندگی تک ہے۔ بعد موت کے نہ عمل ہے نہ ثواب مگر ان تین عملوں کا ثواب موت کے بعد بھی موقوف نہیں ہوتا۔ صدقہ جاری۔ یعنی وہ نیک کام جس کا فائدہ خلقت کو سدا حاصل رہے جیسے مسجد اور کنواں اور مدرسہ اور سرائے اور معافی کی زمین اور وقف زمین کا یا گھر کا یا کتاب کا اور علم

جس سے خلقت کو فائدہ ہو یعنی لوگوں کو علم دین پڑھانا۔ دینی علم کی کتاب بنانا جیسے علم تفسیر اور علم حدیث اور علم فقہ یا دین کی کسی کتاب کا ترجمہ اور شرح کرنا تاکہ ناواقف مسلمان دین سے واقف ہو جائیں۔ اور نیک بیٹا یعنی بدکار بیٹے سے میت کو ثواب حاصل نہیں۔ مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ موت ہر دم سامنے ہے ایسا نہ ہو کہ دین کی راہ سے آدمی بے نام و نشان مر جائے ان تین کاموں میں سے جو ہو سکے اس کی جلد فکر کرے اگر دنیا کا کچھ مقدور ہو تو اس کے موافق صدقہ جاریہ کی تدبیر کرے، اگر علم ہے تو اس کے باقی رہنے کی فکر کرے اور اگر اولاد ہے تو ان کو دین کی تعلیم کرے اور بری صحبت اور برے کاموں سے بچائے تاکہ موت کے بعد۔۔۔۔ ان کی دعا سے فائدہ اٹھائے۔ معلوم ہوا کہ مردہ حقیقت میں وہ ہے جس کا موت کے بعد کچھ نیک نشان نہیں رہا بیت

زندہ جاوید گشت ہر کہ نکو نام زیست ۔۔۔ کز عقبش ذکر خیر زندہ کند نام را

## مومن کی زندگی میں ہر طرح سے بہتری ہے

(۱۰۱۰) م ابو ھریرۃ اِنَّہٗ اِذَا مَاتَ اَحَدُکُمْ اِنْقَطَعَ عَمَلُہٗ وَاِنَّہٗ لَا یَزِیْدُ الْمُؤْمِنَ عُمْرُہٗ اِلَّا خَیْرًا۔ [1]

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ حال یوں ہے کہ جب کوئی تم میں مرگیا عمل اس کا کٹ گیا اور البتہ ایماندار کی زندگی تو نیکی ہی کو بڑھاتی ہے۔

ف مصابیح میں روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تکلیفوں سے تنگ ہو کر موت نہ مانگا کرو اس واسطے کہ جب آدمی مرگیا تو عمل اس کے قطع ہو گئے کوئی نیک کام نہیں کر سکتا اور ایماندار کی زندگی سے تو نیکی ہی بڑھتی ہے یعنی اگر ایماندار کی عمر تکلیف میں گذری تو صبر کا بڑا ثواب پائے گا اور اگر خوشی میں گذری تو شکر کا ثواب پائے گا تو ایماندار کی زندگی تو ہر طرح سے بہتری ہے۔

# یمین[2] اور نذر کے احکام

## نذر فیصلہ خداوندی کو نہیں ٹالتی

(۱۰۱۱) م ابو ھریرۃ لَا تَنْذِرُوْا فَاِنَّ النَّذْرَ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْقَدْرِ شَیْئًا وَاِنَّمَا یُسْتَخْرَجُ بِہٖ مِنَ الْبَخِیْلِ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نذر نہ مانا کرو سو مقرر نذر ماننا تقدیر کو کچھ نہیں ٹالتا اور نذر کے سبب سے تو البتہ بخیل کا مال خرچ ہوتا ہے۔

ف یعنی اس اعتقاد سے کہ نذر سے تقدیر ٹل جاتی ہے نذر کرنا بیفائدہ ہے اور درست نہیں اور اگر یہ اعتقاد نہ ہو تو نذر کرنا درست ہے۔

## کعبہ تک پیدل جانے کی نذر کرنا جائز ہے

(۱۰۱۲) م ابو ھریرۃ اِرْکَبْ اَیُّھَا الشَّیْخُ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنْکَ وَعَنْ نَذْرِکَ

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ سوار ہولے اے بڈھے اس واسطے کہ خدا تجھ سے اور تیری نذر سے بے پرواہ ہے۔

نذرت ہونے کی صورت میں نذر کا پورا کرنا بھی ضروری نہیں۔

[1] امام مسلم نے حدیث مذکور کو عنوان بالا میں ذکر کیا ہے۔ [2] قسم کو یمین کہتے ہیں۔ (چشتی)

**ف** حضرتؐ نے ایک بڈھے کو دیکھا کہ پیدل جاتا ہے اور دونوں طرف اس کے دونوں بیٹے اس کو تھامے جاتے ہیں حضرتؐ نے پوچھا اس کا کیا سبب ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اس نے پیادہ چلنے کی بیت اللہ تک نذر کی ہے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی کیوں اپنے تئیں مصیبت میں ڈالتا ہے خدا کو اس کی کچھ پروا نہیں معلوم ہوا کہ جب طاقت نہ ہو تو نذر کا ادا کرنا واجب نہیں۔

## نذر کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہے

(۱۰۱۳) **م** عُقْبَۃُ بْنُ عَامِرٍ کَفَّارَۃُ النَّذْرِ کَفَّارَۃُ الْیَمِیْنِ۔
مسلم میں عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا نذر کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہے۔

**ف** یعنی اگر نذر نہ ادا کی ہو تو قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس محتاجوں کو دونوں وقت کھانا کھلا دے یا لباس دیوے یا غلام آزاد کرے اور اگر مقدور نہ ہو تو تین روزے رکھے۔

## خدا کے سوائے اور کی قسم کھانا درست نہیں

(۱۰۱۴) **ق** اَبُوْھُرَیْرَۃَ مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِیْ حَلْفِہٖ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰی فَلْیَقُلْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔
بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو بھول کر لات اور عزیٰ کی قسم کھائے تو چاہیے کہ اس کے بعد لا الٰہ الا اللہ کہہ لے۔

**ف** لات اور عزیٰ عرب میں دو بت تھے کہ کافر ان کی قسمیں کھاتے تھے جب لوگ مسلمان ہوئے تو موجب عادت کے بعضے لوگ بھول کر بتوں کی قسم کھا جاتے تو حضرتؐ نے اس کا علاج یہ بتایا کہ کلمہ پڑھ لیا کریں تو کفر کا شبہ دور ہو جائے۔

(۱۰۱۵) **م** عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَۃَ لَا تَحْلِفُوْا بِالطَّوَاغِیْ وَلَا بِاٰبَائِکُمْ۔
مسلم میں عبدالرحمٰن بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قسم نہ کھایا کرو بتوں کی اور نہ اپنے باپوں کی۔

**ف** سوائے خدا کے کسی کی قسم درست نہیں۔

## نیک کام نہ کرنے پر قسم کھا بیٹھے تو توڑ دینا چاہئے

(۱۰۱۶) **ق** اَبُوْھُرَیْرَۃَ مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنٍ فَرَاٰی غَیْرَھَا خَیْرًا مِّنْھَا فَلْیُکَفِّرْ عَنْ یَمِیْنِہٖ ثُمَّ لْیَفْعَلِ الَّذِیْ ھُوَ خَیْرٌ۔
بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا جو قسم کھا بیٹھا کسی بات پر پھر اس کو اس بات کے سوا اور کوئی بات بہتر معلوم ہوئی تو چاہیے کہ اپنی قسم کا کفارہ دے پھر کرے اس کو جو بہتر ہے۔

**ف** حضرتؐ کی بی بی ام سلمہؓ نے قسم کھائی کہ میں اپنے غلام کو آزاد نہ کروں گی [illegible] پچھتائیں حضرتؐ سے کہا کہ یا رسول اللہ کچھ اس قسم کی بھی تدبیر ہو سکتی ہے حضرتؐ نے فرمایا [illegible] وہ پہلے کفارہ دے پھر اس بات کو کرے اور یہی مذہب ہے امام شافعیؒ کا اور امام اعظمؒ کے نزدیک کفارہ قسم توڑنے کے بعد چاہئے۔

(۱۰۱۷) **ق** اَبُوْمُوْسٰی لَسْتُ اَنَا حَمَلْتُکُمْ
بخاری اور مسلم میں ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَمَلَكُمْ قَالَهٗ لِنَفَرٍ مِّنَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ۔ ؎ میں نے تم کو سواری نہیں دی لیکن تم کو خدا نے سواری دی۔ یہ حضرتؐ نے قوم اشعریوں کے چند لوگوں سے فرمایا۔

**ف** ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگوں نے جہاد کے واسطے سواری مانگی حضرتؐ نے فرمایا کہ واللہ میں تم کو سواری نہ دونگا اور میرے پاس سواری بھی نہیں بعد چند روز کے حضرتؐ کے پاس اونٹ غنیمت میں آئے حضرتؐ نے پانچ اونٹ ہم کو بلا کر دیئے۔ ہماری قوم کے بعضے لوگوں نے عرض کی کہ یا حضرتؐ آپ نے ہمیں سواری نہ دینے کی قسم کھائی تھی کیا آپ بھول گئے جو ہم کو سواری عنایت ہوئی۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر میں کسی چیز پر قسم کھاتا ہوں پھر جو اس کے خلاف کو بہتر جانتا ہوں تو کفارہ دیکر قسم توڑ ڈالتا ہوں۔ چلو میں نے تم کو سواری نہیں دی خدا نے تم کو سواری دی۔

## قسم کا اعتبار قسم کھلانے والے کی نیت پر ہے

(۱۰۱۸) م اَبُوْهُرَيْرَةَ اَلْيَمِيْنُ عَلٰى نِيَّةِ الْمُسْتَحْلِفِ۔ مسلم میں ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قسم کا اعتبار قسم لینے والے کی نیت پر ہے۔

**ف** یعنی قاضی نے جس مطلب کی قسم لی وہی معتبر ہے پھر اگر قسم کھانے والا کہے کہ میں نے قاضی کی نیت پر قسم نہیں کھائی میں نے دل میں کچھ اور ارادہ کر لیا تھا تو اس کے اس قول کا کچھ اعتبار نہیں لیکن اگر قسم لینے والا ظالم ہو تو اس وقت قسم کھانے والے کی نیت کا البتہ اعتبار ہے۔

(۱۰۱۹) م اَبُوْهُرَيْرَةَ يَمِيْنُكَ عَلٰى مَا يُصَدِّقُكَ بِهٖ صَاحِبُكَ وَفِيْ رِوَايَةٍ يُصَدِّقُكَ عَلَيْهِ صَاحِبُكَ۔ مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تیری قسم کا اعتبار تیرے ساتھی کی تصدیق پر ہے اور دوسری روایت یوں ہے کہ تیری قسم وہی معتبر ہے جس پر تیرا ساتھی تصدیق کرے۔

**ف** یعنی مدعی کی مراد پر قسم کھائے تب معتبر ہے چنانچہ اس کا بیان گذر چکا ہے۔

## قسم پر قائم رہنا چاہیئے

(۱۰۲۰) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ وَاللّٰهِ لَاَنْ يَّلَجَّ اَحَدُكُمْ بِيَمِيْنِهٖ فِيْ اَهْلِهٖ اٰثَمُ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ اَنْ يُّعْطِيَ كَفَّارَتَهُ الَّتِيْ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔ بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قسم خدا کی مقرر تم میں سے کسی کا ثابت رہنا اپنی قسم پر جو اپنے گھر والوں کے حق میں کھائی ہو زیادہ تر گناہ ہے اس کیلئے خدا کے نزدیک قسم کے کفارہ دینے سے جو خدا نے اس پر فرض کیا ہے۔

**ف** یعنی ہر چند قسم کا نباہ کرنا بہتر ہے لیکن جس میں اپنے گھر والوں کو ضرر پہنچے تو قسم کا توڑنا اور کفارہ دینا افضل ہے کہ آزردن دل دوستاں جہل است و کفارت یمین سہل۔

## شرکت کے غلام کی آزادی کا حکم

(۱۰۲۱) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ مَنْ اَعْتَقَ شَقِيْصًا مِّنْ مَّمْلُوْكٍ فَعَلَيْهِ خَلَاصُهٗ بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو اپنا حصہ ساجھے کے غلام سے آزاد کرے تو اس پر ضرور ہے کہ

---

؎ مسلم شریف میں ما انا حملتکم کے الفاظ ہیں۔ (وحشی)

فِيْ مَالِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ مَالٌ قُوِّمَ الْمَمْلُوْكُ قِيْمَةَ عَدْلٍ ثُمَّ اسْتُسْعِيَ غَيْرَ مَشْقُوْقٍ عَلَيْهِ۔

اپنے مال سے اس کو بالکل خلاص کرا دیا یعنی اور شریکوں کے حصے اپنے مال سے ادا کرے اور اگر آزاد کرنے والا مالدار نہ ہو تو اس غلام کی واجبی قیمت ٹھہرائی جائے پھر بقدر حصے اور شریکوں کے غلام سے نوکری اور مزدوری کرائے مگر اس پر جبر نہ کرے[1]

**ف** یعنی اگر ایک غلام کے کئی مالک ہوں ان میں سے ایک شخص اپنا حصہ آزاد کرے اگر وہ مالدار ہے تو غلام اسی وقت بالکل آزاد ہو گیا اور شریکوں کے حصے اپنے مال سے ادا کرے اور یہی مذہب امام شافعیؒ اور احمدؒ اور ابی یوسفؒ اور محمدؒ کا ہے۔ اور امام اعظمؒ کے نزدیک اور شریک مختار ہیں چاہیں اپنے حصے کے موافق اس غلام سے محنت کروالیں اور چاہیں آزاد کرنے والے سے قیمت کا دعویٰ کریں اور چاہیں اپنے حصے کو آزاد کردیں۔ اور اگر آزاد کرنے والا محتاج اور مفلس ہو تو شافعیؒ اور احمدؒ کا یہ مذہب ہے کہ اس کے بقدر حصہ آزاد ہوا باقی حصوں کے قدر غلام ہے اور شریکوں کو نہیں پہنچتا کہ اس سے محنت کروالیں یا آزاد کرنے والے سے قیمت کا دعویٰ کریں لیکن یہ مذہب ظاہر اس حدیث کے خلاف ہے اور امام اعظمؒ اور ابی یوسفؒ اور محمدؒ کا مذہب ہے کہ اور شریک بقدر اپنے حصے کے غلام سے محنت مزدوری کرا کے اپنی قیمت بھر لیویں چنانچہ یہ حدیث ان کے مذہب کی صاف دلیل ہے اور یہ جو فرمایا کہ غلام پر جبر نہ کریں یعنی سختی نہ کریں اور اپنے حق سے زیادہ نہ مانگیں۔

(۱۰۲۲) **ق** اِبْنُ عُمَرَ مَنْ اَعْتَقَ عَبْدًا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اٰخَرَ قُوِّمَ عَلَيْهِ فِيْ مَالِهٖ قِيْمَةَ عَدْلٍ لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ ثُمَّ عَتَقَ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مُوْسِرًا۔

بخاری اور مسلم میں روایت ہے عبد اللہ بن عمرؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو ساجھے کے غلام کو آزاد کرے تو اس کے مال سے دوسرے شریک کے حصے کے موافق منصفی سے قیمت ٹھہرائی جائے نہ گھٹا کر نہ بڑھا کر بشرطیکہ وہ مالدار ہو پھر وہ غلام اسی کی طرف سے آزاد ہو گا یعنی غلام آزاد کے مرنے کے بعد اس کے مال کا آزاد کرنے والا مالک ہے۔

## عبادت گزار اور فرمانبردار غلام دوہرے ثواب کا مستحق ہے

(۱۰۲۳) **ق** اِبْنُ عُمَرَ اِذَا نَصَحَ الْعَبْدُ لِسَيِّدِهٖ وَاَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهٖ كَانَ لَهُ الْاَجْرُ مَرَّتَيْنِ۔

بخاری اور مسلم میں عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب غلام نے اپنے مالک کی خیر خواہی کی اور اپنے خدا کی اچھی عبادت کی تو اس کے دوہرے ثواب ہوں گے۔

**ف** یعنی ایک ثواب مجازی مالک کی اطاعت کا اور دوسرا ثواب حقیقی مالک کی اطاعت کا۔

(۱۰۲۴) **ق** اَبُوْ هُرَيْرَةَ لِلْعَبْدِ الْمَمْلُوْكِ الْمُصْلِحِ اَجْرَانِ۔

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ غلام نیکوکار کو دو ثواب ہیں۔

**ف** یعنی ایک ثواب خدا کی عبادت کا اور دوسرا ثواب مالک کی اطاعت کا۔

[1] حدیث مذکور اور ذیل کے مختلف عنوانات کی احادیث کو امام مسلم نے عنوان "غلام کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہئے" میں ذکر کیا ہے۔ حسنی

## اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ کی تشریح

(۱۰۲۵) م ر اَبُوْهُرَیْرَةَ نِعِمَّا لِلْمَمْلُوْكِ اَنْ یُّتَوَفّٰی یُحْسِنُ عِبَادَةَ اللّٰهِ وَصَحَابَةَ سَیِّدِهٖ نِعِمَّا لَهٗ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا اچھی بات ہے ہر ایک غلام کے واسطے اور دوسری روایت میں یوں ہے کہ کیا اچھی بات ہے غلام کے حق میں کہ مر جاوے خدا کی بندگی اور اپنے آقا کی خدمت اچھی طرح کرتے ہوئے یہ کیا اچھی بات ہے کہ اس کے حق میں ہے۔

ف عابد غلام آقا کے تابعدار کی تعریف اس واسطے فرمائی کہ اس نے دو مالک کو راضی کیا حقیقی مالک کو بھی اور مجازی مالک کو بھی۔

## بوتہ سے زیادہ غلام سے کام لینا درست نہیں

(۱۰۲۶) م ر اَبُوْهُرَیْرَةَ لِلْمَمْلُوْكِ طَعَامُهٗ وَكِسْوَتُهٗ وَلَا یُكَلَّفُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا یُطِیْقُ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا غلام کا کھانا اور کپڑا آقا پر واجب ہے اور اس سے کام نہ کرو مگر جتنی اس کو طاقت ہو۔

## غلام کو حد سے زیادہ مارنے کا انجام دوزخ ہے

(۱۰۲۷) م ر عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو الْاَنْصَارِیُّ اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ اِنَّ اللّٰهَ اَقْدَرُ عَلَیْكَ مِنْكَ عَلٰی هٰذَا الْغُلَامِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللّٰهِ فَقَالَ لَوْ لَمْ تَفْعَلْ لَلَفَحَتْكَ النَّارُ اَوْ لَمَسَّتْكَ النَّارُ۔

حضورؐ کی بُردباری اور سخاوت کا ذکر

مسلم میں عقبہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابو مسعود دریافت کر اے ابو مسعود دریافت کر اے ابو مسعود دریافت کر کہ جتنا تو اپنے اس غلام پر قادر ہے اس سے زیادہ تر خدا تجھ پر قادر ہے تو میں نے کہا یا رسول اللہ یہ غلام آزاد ہے رضائے الٰہی کے واسطے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تو آزاد نہ کرتا تو مقرر تجھ کو دوزخ کی آگ جلاتی۔

ف ابو مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں اپنے غلام کو کوڑے مارتا تھا میں نے اپنے پیچھے سے آواز سنی کہ کوئی کہتا ہے کہ اے ابو مسعود دریافت کر میں نے غصے کے سبب سے خیال نہ کیا۔ پھر حضرتؐ نے قریب آکر فرمایا کہ اے ابو مسعود دریافت کر تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرتؐ ہیں۔ میں نے اپنے ہاتھ سے کوڑا ڈال دیا۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی تو بھی خدا کا گنہگار غلام ہے اور خدا کو عذاب کرنے کی تجھ سے زیادہ قدرت ہے۔ اس حدیث میں ارشاد ہے کہ لونڈی غلام کو حد سے زیادہ نہ مارے کہ اس کا انجام دوزخ ہے۔

(۱۰۲۸) م ر ابْنُ عُمَرَ مَنْ ضَرَبَ غُلَامًا لَهٗ حَدًّا لَمْ یَاْتِهٖ اَوْ لَطَمَهٗ فَاِنَّ كَفَّارَتَهٗ اَنْ یُّعْتِقَهٗ۔

مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو اپنے غلام کو بے کئے حد مارے خواہ حرام کاری کی خواہ شراب پینے کی اس کو طمانچہ مارے تو اس کا کفارہ یعنی اتار یہ ہے کہ اس کو آزاد کر دے۔

ف غلام کو بے تقصیر مارنے سے آزاد کرنا مستحب ہے۔ امام اعظمؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک فرض نہیں۔

## حضورؐ کن الفاظ سے قسم کھایا کرتے تھے

(۱۰۲۹) خ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هِشَامٍ لَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْكَ مِنْ نَفْسِكَ قَالَهٗ لِعُمَرَ فَقَالَ عُمَرُ فَاِنَّهُ الْاٰنَ وَاللّٰهِ لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ فَقَالَ الْاٰنَ یَا عُمَرُ۔

بخاری میں عبداللہ بن ہشامؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قسم کھاتا ہوں اس ذات پاک کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ پکا ایمان نہیں ہونے کا یہاں تک کہ میں تیرے نزدیک تیری جان کی بھی زیادہ پیارا ہو جاؤں۔ یہ حضرتؐ نے عمر فاروقؓ سے فرمایا۔ پھر عمر فاروقؓ نے کہا کہ قسم خدا کی اب تو آپ یا رسول اللہ میرے نزدیک میری جان سے بھی زیادہ پیارے ہو گئے۔ تب حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عمرؓ اب تیرا ایمان پکا ہوا۔

حضورؐ سے محبت رکھنا فرض ہے اور آپؐ سے محبت رکھنے کی نشانی

ف عبداللہ بن ہشامؓ سے روایت ہے کہ ہم حضرتؐ کے ساتھ تھے اور حضرتؐ عمر فاروق رضؓ کا ہاتھ پکڑے تھے۔ عمر فاروق رضؓ نے کہا یا رسول اللہ سوائے اپنی جان کے میں ہر چیز سے آپ کو زیادہ چاہتا ہوں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ معلوم ہوا کہ جب تک حضرتؐ کو اپنی جورو اور اولاد اور ماں باپ اور آقا اور پیر بلکہ خود اپنی جان سے زیادہ زبردست نہ رکھے گا اس کا ایمان پکا نہیں کچا ہے اور حضرتؐ کی محبت کا پتہ یہ ہے کہ حضرتؐ کی سنت پر چلے اور بدعت سے عداوت رکھے اور شریعتِ محمدی کے خلاف کسی کا کہنا نہ مانے اور جو شادی یا غمی میں برادری کے ڈر سے خلاف شرع رسمیں کرے یا نوکری چاکری میں آقا کی خاطر کو خلاف شرع کاموں میں مقدم رکھے اس کا ایمان پکا نہیں وہ حضرتؐ کی محبت میں کچا ہے۔ الٰہی اپنے کرم سے ہم کو اپنے حبیبؐ کی محبت میں پکا کرلے۔ آمین یا رب العالمین۔

(۱۰۳۰) ق اَبُوْ هُرَیْرَةَ وَجَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ اِذَا هَلَكَ کِسْرٰی فَلَا کِسْرٰی بَعْدَهٗ وَاِذَا هَلَكَ قَیْصَرُ فَلَا قَیْصَرَ بَعْدَهٗ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَتُنْفَقَنَّ کُنُوْزُهُمَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ اور جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب ایران کا بادشاہ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی وہاں کا بادشاہ نہ ہوگا اور جب روم کا بادشاہ ہلاک ہوگا تو کوئی اس کے بعد وہاں کا بادشاہ نہ ہوگا اور قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قابو میں محمدؐ کی جان ہے کہ مقرر ان دونوں ملکوں کے خزانے خدا کی راہ میں بانٹے جائیں گے۔

روم اور ایران کی فتح کی پیشنگوئی۔

ف یعنی روم اور ایران کے بادشاہوں کے خاندان میں سلطنت نہ رہے گی اسلام کا عمل وہاں ہوگا۔ یہ حدیث معجزہ ہے جیسا حضرتؐ نے فرمایا ویسا ہی ہوا۔ چنانچہ ایران عمر فاروق رضؓ کی خلافت میں فتح ہو ... ہزار کا لشکر اسلام تھا۔ ہر سپاہی کو بارہ ہزار درم ملے تھے تو اس حساب سے سب خزانہ ایران کا ... ہوا اور اسی طرح روم بھی مسلمانوں کے ہاتھ سے فتح ہوا اور وہاں کا خزانہ بھی لشکر اسلام میں تقسیم ہوا۔

(۱۰۳۱) خ اَنَسٌ اَتِمُّوا الرُّکُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِنْ بَعْدِ ظَهْرِیْ اِذَا مَا رَکَعْتُمْ

بخاری میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ پورا رکوع اور سجدہ کیا کرو سو قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ میں اپنے پس پشت سے دیکھتا ہوں تم کو

وَإِذَا مَا سَجَدْتُمْ۔ جب کہ رکوع کرتے ہو اور سجدہ کرتے ہو۔

**ف** بعضے دیہات کے لوگ نو مسلم رکوع اور سجدے میں جلدی کرتے تھے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔

## اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب کی قسم کھانا

(۱۰۳۲) **ق** ثَابِتُ ابْنُ الضَّحَّاكِ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ۔

بخاری اور مسلم میں ثابت بن ضحاک سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو اسلام کے سوا کسی اور دین کی جھوٹی قسم کھائے تو وہ ویسا ہی ہوگا جیسا اس نے کہا۔

**ف** یعنی جو جھوٹی قسم اس طرح کھاوے کہ میں نے اگر ایسا کیا ہو یا کروں تو وہ شخص نصرانی ہے یا یہودی یا ہندو تو جیسی اس نے قسم کھائی ویسا ہی ہوگیا۔

## اللہ کو بیچ میں ڈالکر جھوٹی قسم کھانا سخت گناہ ہے

(۱۰۳۳) **ق** اِبْنُ مَسْعُوْدٍ مَنْ حَلَفَ عَلٰى مَالِ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقِّهٖ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مِصْدَاقَهٗ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ [1]

جھوٹی قسم کی سزا

بخاری اور مسلم میں . . . . عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو مسلمان کا مال ناحق قسم کھا کر لے لیگا پھر جب خدا سے ملے گا تو وہ اس پر نہایت غضبناک ہوگا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اس بات کا ٹھکانا قرآن شریف سے پڑھ کر بتایا یعنی جو لوگ اللہ کو درمیان دیکر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا سا مالِ دنیا لیتے ہیں ان لوگوں کو آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور خدا ان سے بات نہ کرے گا اور رحمت سے ان کی طرف نہ دیکھے گا دن قیامت کے، اور ان کو گناہوں سے پاک نہ کرے گا اور ان کو دکھ کی مار ہے۔

## جان کر جھوٹی قسم کھانا روا نہیں

(۱۰۳۴) **خ** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو اَلْكَبَائِرُ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ۔

بڑے بڑے سخت گناہوں کا ذکر

بخاری میں عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کبیرہ گناہ یہ ہیں خدا کے ساتھ شرک کرنا، ماں باپ کو رنج دینا نافرمانی کرنا اور ناحق خون کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔

**ف** یعنی نہایت کبیرہ گناہ چار ہیں اور دوسری حدیث میں سات فرمائے مناسب وقت کے جیسا بہتر جانا ویسا فرمایا کبیرہ گناہ وہ ہے جس کے کرنے والے پر قرآن یا حدیث میں وعید شدید ہو اور سخت سزا کا وعدہ ہو۔ قوت القلوب میں ابو طالب مکی نے کبیرہ گناہ سترہ لکھے ہیں سو چار گناہ تو دل سے متعلق ہیں اول شرک دوسرے معصیت پر اصرار، تیسرے ناامیدی خدا کی رحمت سے، چوتھے نڈر ہونا خدا کے غضب سے۔ اور چار گناہ زبان سے متعلق ہیں، اول جھوٹی گواہی دینا، دوسرے پاک آدمی کو حرام کاری کی تہمت لگانا، تیسرے جھوٹی قسم کھانا چوتھے جادو کرنا۔ اور تین گناہ پیٹ سے متعلق ہیں اول شراب پینا، دوسرے یتیم کا مال ناحق کھانا، تیسرے سود اور بیاج

---

[1] حدیث مذکور صحیح بخاری میں کچھ اختلاف الفاظ کے ساتھ حضرت وائل بن حجرؓ سے بھی مروی ہے۔ (چشتی)

اٹھانا اور دوگناہ شرمگاہ سے متعلق ہیں اول زناکاری' دوسرے اغلام کرنا یعنی بچہ بازی۔ اور دوگناہ ہاتھ سے متعلق ہیں' اول ناحق خون' دوسرے چوری۔ اور ایک گناہ تمام بدن سے یعنی ماں باپ کو رنج دینا مسلمان کو لازم ہے کہ ان گناہوں سے نہایت ڈرتا رہے جیسے کہ زہر سے ڈرتا ہے اس واسطے کہ زہر سے دنیا کی زندگی میں خلل ہو جس کا انجام قتل ہے اور کبیرہ گناہ سے آخرت بگڑتی ہے جس کو کبھی فنا نہیں اور صغیرہ گناہ پر اصرار نہ کرے اس واسطے کہ جب صغیرہ گناہ پر اصرار کیا تو وہ گناہ کبیرہ ہو جاتا ہے۔

## اپنے اختیار سے باہر چیز کی قسم کھانا کیسا ہے

(۱۰۳۵) خ ابنِ عبّاسٍ مُرْهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَقْعُدْ وَلْيُتِمَّ صَوْمَهٗ يَعْنِيْ اَبَا اِسْرَائِيْلَ۔

بخاری میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس سے کہدے کہ بولے اور اپنے اوپر سایہ کرے اور بیٹھے اور اپنا روزہ تمام کرے۔

جن نذروں کی ممانعت کر ان سے باز رہنا چاہیے

ف حضرتؐ نے ایک شخص کو دیکھا کہ دھوپ میں چپکا کھڑا ہے اس کا سبب پوچھا۔ لوگوں نے کہا کہ یہ ابو اسرائیل ہے اس نے نذر مانی ہے کہ روزہ رکھے' دھوپ میں کھڑا رہے اور کسی سے کلام نہ کرے۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ روزہ عبادت تھا اس کی اجازت دی اور نہ بولنا اور دھوپ میں کھڑا ہونا عبادت نہ تھا اس واسطے منع فرمایا۔ معلوم ہوا کہ غیر مشروع نذر کو ادا کرنا نہ چاہیے۔

## عبادت کی نذر پوری کرنا چاہیے معصیت کی نہیں

(۱۰۳۶) خ عَائِشَةُ مَنْ نَذَرَ اَنْ يُّطِيْعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ اَنْ يَّعْصِيَ اللّٰهَ فَلَا يَعْصِهٖ [1]

بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس نے نذر مانی ہو خدا کی اطاعت کی وہ اس کو ادا کرے اور جس نے نذر مانی ہو خدا کے گناہ کی سو اس کو نہ کرے۔

ف یعنی نذر اگر موافق شرع کے ہو جیسے صدقہ' نماز' روزہ' حج تو اس کا ادا کرنا واجب ہے اور اگر خلاف شرع کے نذر اور منت مانی ہو جیسے ماں باپ سے نہ بولنا' دعوت قبول نہ کرنا' قبروں پر جھنڈے نشان چڑھانا وہاں چراغاں کرنا' پیر شہید کی چوٹی سر پر رکھنا' محرم میں لڑکوں کو فقیر بنانا' تعزیہ کے سامنے رات بھر ایک پاؤں سے کھڑا رہنا' ڈھول بجا کر رت جگا کرنا اسی طرح اور خرافات کرنا سراسر خلاف شرع ہیں' اول تو ان کاموں کی منت نہ مانے اور اگر ان کی منت مانی ہو تو ہرگز ہرگز ادا نہ کرے۔

# دیت (خونبہا) وغیرہ کے احکام

## حضورؐ کا قبیلۂ عرینہ اور عکل کے لوگوں کو سزا دینا

(۱۰۳۷) ق اَنَسٌ اَلَا تَخْرُجُوْنَ مَعَ رَاعِيْنَا فِيْ اِبِلِهٖ فَتُصِيْبُوْنَ مِنْ اَبْوَالِهَا وَاَلْبَانِهَا قَالَهٗ لِنَفَرٍ

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تم باہر نہیں نکلتے ہمارے چرانے والے کے ساتھ اس کے اونٹوں میں تو پاؤ ان کے پیشاب اور دودھ کو۔ یہ حضرتؐ نے

---

[1] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان بالا میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

مِنْ عُكْلٍ اَوْ عُرَيْنَةَ ۔ لہ — قوم عکل یا قوم عرینہ کے چند لوگوں سے فرمایا۔

ف آٹھ دس آدمی اس قوم کے مدینے میں بیمار ہوئے ان کو جلندر تھا حضرتؐ کے اونٹ چرائی پر مدینے سے باہر تھے ان کو وہاں چرانے والے کے ساتھ بھیجا جب وہ اونٹوں کا پیشاب اور دودھ پیکر تندرست ہوگئے تو چرانے والے کو مار کے اونٹوں کو لے چلے پھر حضرتؐ کے پاس پکڑ آئے حضرتؐ نے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوائے اور آنکھوں میں سلائیاں پھروائیں اور ان کو میدان میں ڈال دیا کہ پیاس سے مارے مر گئے۔

## مسلمان کو کن وجوہ سے قتل کرنا چاہیے

(۱۰۳۸) ق اِبْنُ مَسْعُوْدٍ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَّا بِاِحْدٰى ثَلٰثٍ اَلثَّيِّبُ الزَّانِيْ وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالتَّارِكُ لِدِيْنِهٖ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا نہیں حلال ہے خون اس مسلمان کا جو گواہی دیتا ہو اسکی کہ نہیں کوئی پوجنے کے لائق سوائے خدا کے اور اس کی کہ میں پیغمبر ہوں خدا کا مگر تین صورت سے ایک تو نکاحا مرد یا نکاحی عورت جو زنا اور حرام کاری کرے، دوسرے، جان کے بدلے جان، تیسرے مرتد جس نے اپنا اسلام کا دین چھوڑا مسلمان کے گروہ سے علیحدہ ہوا۔

مسلمان کو صرف تین صورتوں میں قتل کرنا جائز ہے۔

ف یعنی مسلمان کا قتل تین صورت سے ہے ایک تو حرام کار نکاح والا مرد، دوسرے، خون کے بدلے خون، تیسرے مرتد جس نے اسلام کا دین چھوڑا۔

## ناحق قتل کا گناہ قاتل اول کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے

(۱۰۳۹) ق اِبْنُ مَسْعُوْدٍ لَيْسَ مِنْ نَّفْسٍ تُقْتَلُ ظُلْمًا اِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ الْاَوَّلِ كِفْلٌ مِّنْ دَمِهَا لِاَنَّهٗ سَنَّ الْقَتْلَ اَوَّلًا وَيُرْوٰى لِاَنَّهٗ كَانَ اَوَّلَ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی ایسی جان نہیں جو ظلم سے قتل ہو مگر کہ آدمؑ کے پہلے بیٹے یعنی قابیل پر اس کے خون کا حصہ پڑتا ہے یعنی وہ بھی گناہ میں شریک ہوتا ہے اس واسطے کہ اس نے خون کرنے کی راہ نکالی اور دوسری روایت یوں ہے کہ اس پر گناہ اس واسطے ہوتا ہے کہ اس نے اول اول قتل کی راہ نکالی۔

ف حضرت آدمؑ کے بیٹے قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو ناحق مار ڈالا تھا خونریزی کی رسم اول اسی سے نکلی تو عالم میں قیامت تک جتنے خون ہوں گے سب کا گناہ اس پر ضرور ہوگا۔ اسی طرح جو شخص کہ بدرسم خلاف شرع نکالے گا اس کے کرنے والوں کے برابر اس کی گردن پر بھی وبال پڑے گا۔

## آخرت میں سب سے پہلے خون کے مقدمات کا فیصلہ ہوگا

(۱۰۴۰) ھ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ اَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِي الدِّمَاءِ۔

مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ لوگوں میں اول فیصلہ قیامت کے دن خونوں میں ہوگا۔

---

لہ امام مسلمؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "کافر حربی اور مرتد لوگوں کو سزا دینا" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

**ف** مقصود اصلی دنیا میں انسان کی حیات ہے اور کشت و خون اس کے مخالف ہے اور سب گناہ بعد شرک اور کفر کے اس سے نیچے ہیں تو اول خونریزی کا فیصلہ مقدم ہوا۔ حدیث میں اشارہ ہے کہ قتل کو آسان نہ سمجھنا چاہئے خدا کے نزدیک ایسا سخت گناہ ہے کہ قیامت میں اول اسی کا فیصلہ ہوگا۔

(۱۰۴۱) م ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِي الدِّمَاءِ۔

مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اول فیصلہ آدمیوں کے درمیان قیامت کے دن خونوں میں ہوگا

**ف** معلوم ہوا کہ ناحق خون کرنا خدا کو نہایت ناپسند ہے اور بیا سخت گناہ ہے کہ قیامت میں پہلے خونریزی کے مقدمات رجوع ہو کر فیصلہ ہوں گے عبادات میں اول نماز سے سوال ہوگا اور معاملات میں خون کا فیصلہ ہوگا

## انسان جب تک خون نہیں کرتا دین کی امان میں ہے

(۱۰۴۲) خ ابْنُ عُمَرَ لَا يَزَالُ الْمَرْءُ فِي فُسْحَةٍ مِّنْ دِيْنِهٖ مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا۔ [۱]

بخاری میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہمیشہ مرد اپنے دین کی راہ سے کشائش اور امن و امان میں ہے جب تک ناحق خون نہ کیا ہے

**ف** معلوم ہوا کہ بعد شرک کے نہایت سخت گناہ خون ناحق ہے جس کے سبب سے دین میں تنگی ہو جاتی ہے مسلمان اور گناہوں سے اس کا زیادہ تر خیال رکھے کہ قیامت میں خدا پہلے خون کا معاملہ فیصل کرے گا اور قرآن میں خونی کو دوزخ کا وعدہ ہے۔

## خدا کے نزدیک سب سے زیادہ دشمن کون لوگ ہیں

(۱۰۴۳) خ ابْنُ عَبَّاسٍ اَبْغَضُ النَّاسِ اِلَى اللّٰهِ ثَلٰثَةٌ مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةَ جَاهِلِيَّةٍ وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهْرِيْقَ دَمَهٗ [۲]

بخاری میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا سب لوگوں سے زیادہ تر دشمن خدا کے نزدیک تین شخص ہیں ایک تو حرم کی زمین میں کجروی ٹیڑھی راہ چلنے والا۔ دوسرا دین اسلام میں کفر کی رسم و راہ طلب کرنے والا تیسرا ناحق کسی شخص کے خون کا چاہنے والا صرف اسی کی خونریزی کے واسطے۔

**ف** حرم میں کجروی کرنا یعنی وہ کام کرنا جو وہاں حرام ہیں جیسے قتل اور زنا اور شکار کرنا یا کجروی سے سب گناہ مراد ہیں چنانچہ عبداللہ بن عباسؓ کا یہی مذہب ہے جیسے عبادت کا حرم میں دونا ثواب ہے ویسے ہی گناہ کا بھی وہاں دونا عذاب ہے اس واسطے کہ حضور میں بے ادبی زیادہ تر بری ہے اسی واسطے ابن عباسؓ نے مکے کی سکونت ترک کر کے طائف میں رہنا اختیار کیا تھا۔ اور کفر کی رسمیں جیسے نوحہ کرنا، ماتم میں کپڑے پھاڑنا، جانوروں سے شگون لینا لوگوں کے نسب میں طعنہ کرنا اپنے نسب [illegible] مینہ (بارش) کو ستاروں کی تاثیر سے جاننا اور بے سبب ناحق خونریزی کی برائی تو صاف [illegible] کی کچھ حاجت نہیں۔

---

[۱] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "جان کو مار ڈالنے والی بیماری" کی [illegible] میں ذکر کیا ہے۔

[۲] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "ناحق قتل کی سزا" میں ذکر کیا ہے۔ ۱۲

## حضورؐ کے مرض الموت کا واقعہ

(۱۰۴۴) مُ عَائِشَۃُ لَا یَبْقٰی اَحَدٌ فِی الْبَیْتِ اِلَّا لُدَّ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَّا الْعَبَّاسَ فَاِنَّہٗ لَمْ یَشْھَدْکُمْ۔ ؎

بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی نہ باقی رہے گھر میں بے دوا لگائے حلق میں اور میں دیکھتا جاؤں عباس کے سوا کہ وہ تمہارے ساتھ موجود نہ تھے۔

**ف** حضرتؐ کو بیماری میں غش آیا حضرتؐ کی بیبیوں نے حضرتؐ کے حلق میں بے اجازت دوا کو لگایا تھا جب حضرت ہوش میں ہوئے دوا کڑوی معلوم ہوئی تب یہ حدیث فرمائی حضرتؐ نے اس واسطے بدلا لیا کہ خدا میری تکلیف کے سبب سے کہیں ان پر عذاب نہ کرے اور نہیں تو حضرتؐ کا یہ کرم تھا کہ کافروں سے بھی عوض نہ لیتے تھے۔

## اگر کوئی کسی کے کاٹے اور کاٹنے میں دانت جھڑ جائیں تو خونبہا نہیں

(۱۰۴۵) ق عِمْرَانُ بْنُ حُصَیْنٍ یَعَضُّ اَحَدُکُمْ یَدَ اَخِیْہِ کَمَا یَعَضُّ الْفَحْلُ لَا دِیَۃَ لَکَ۔

بخاری اور مسلم میں عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی چبالیتا ہے اپنے بھائی کا ہاتھ جیسے اونٹ چبالیتا ہے تجھ کو خون بہا نہ ملے گا۔

**ف** ایک شخص نے دوسرے شخص کا ہاتھ کاٹ کھایا اس نے اپنا ہاتھ اس کے منہ سے کھینچ لیا تو کاٹنے والے کا دانت گر پڑا اس نے اپنے دانت گرانے کی حضرتؐ سے فریاد کی اور خون بہا چاہا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی حضرتؐ نے اس کو الزام دیا کہ ایک تو تو نے اس کا ہاتھ چبا ڈالا اونٹ کی طرح پھر اس سے خون بہا چاہتا ہے۔ اس نے اپنے بچاؤ کے واسطے اپنا ہاتھ کھینچا اگر تیرا دانت گر پڑا تو وہ کیا کرے اور یہی مذہب ہے سب اماموں کا کہ ایسی صورت میں کچھ بدلا نہیں۔

## انگلیاں کاٹنے کی دیت

(۱۰۴۶) خ اِبْنُ عَبَّاسٍ ھٰذِہٖ وَ ھٰذِہٖ سَوَآءٌ یَعْنِی الْخِنْصَرَ وَ الْاِبْھَامَ۔

بخاری میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ اور یہ برابر ہے یعنی چھنگلی اور انگوٹھا خون بہے میں برابر ہے۔

**ف** آدمی کا پورا خون بہا ہزار دینار یا دس ہزار درم یا سو اونٹ اور انگلی کا خون بہا دسواں حصہ ہے پوری دیت کا یعنی سو دینار یا ہزار درم یا دس اونٹ، خلاصہ یہ کہ دیت سب انگلیوں کی برابر ہے چھوٹی ہوں یا بڑی

## مرتد کی سزا

(۱۰۴۷) خ اِبْنُ عَبَّاسٍ مَنْ بَدَّلَ دِیْنَہٗ فَاقْتُلُوْہُ۔

بخاری میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو مسلمان اپنا دین بدل ڈالے یعنی مرتد ہو جاوے تو اسکو مار ڈالو۔

**ف** امام شافعیؒ کے نزدیک مرتد مرد ہو یا عورت موجب اس حدیث کے واجب القتل ہے اور امام اعظمؒ کے نزدیک مرتد عورت کو قتل کرنا درست نہیں اس واسطے کہ اور حدیث میں عورت کا قتل منع ہے۔

---

۶ صفحہ خ۔ ؎ امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "زخموں میں مرد اور عورت کا بدلہ لینا" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

## خارجیوں کا ذکر

(۱۰۴۸) ق اَبُوسَعِیْدٍ دَعْهُ فَاِنَّ لَهٗ اَصْحَابًا یَحْقِرُ اَحَدُکُمْ صَلَاتَهٗ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِیَامَهٗ مَعَ صِیَامِهِمْ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَهُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ کَمَا یَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِیَّةِ یُنْظَرُ اِلٰی نَصْلِهٖ فَلَا یُوْجَدُ فِیْهِ شَیْءٌ ثُمَّ یُنْظَرُ اِلٰی رِصَافِهٖ فَلَا یُوْجَدُ فِیْهِ شَیْءٌ ثُمَّ یُنْظَرُ اِلٰی نَضِیِّهٖ فَلَا یُوْجَدُ فِیْهِ شَیْءٌ ثُمَّ یُنْظَرُ اِلٰی قُذَذِهٖ فَلَا یُوْجَدُ فِیْهِ شَیْءٌ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ اٰیَتُهُمْ رَجُلٌ اَسْوَدُ اِحْدٰی عَضُدَیْهِ مِثْلُ ثَدْیِ الْمَرْاَةِ اَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ یَخْرُجُوْنَ عَلٰی خَیْرِ فِرْقَةٍ مِّنَ النَّاسِ وَیُرْوٰی عَلٰی حِیْنِ فُرْقَةٍ

بخاری اور مسلم میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ اور درگزر کر سو مقرر اس کے چند ساتھی ہوں گے کہ تم میں سے ہر ایک آدمی اپنی نماز کو ان کی نماز کے ساتھ حقیر جانے گا اور اپنے روزے کو ان کے روزے کے ساتھ ناچیز سمجھے گا وہ لوگ قرآن پڑھیں گے ان کے گلے کی ہنسلیوں سے نیچے نہ اترے گا یعنی دل میں قرآن کا کچھ اثر نہ ہوگا وہ لوگ اسلام سے نکل جائیں گے جیسے جانور کے تیر پار ہو جاتا ہے اس کی نوکِ تیر کو دیکھے تو کچھ خون کا اثر نہ پاوے پھر اس کی باڑھ کو دیکھے تو کچھ اثر نہ پاوے پھر اس تیر کی لکڑی کو دیکھے تو کچھ اثر نہ پاوے پھر تیر کے پر کو دیکھے تو کچھ اثر نہ پاوے۔ تیر پار نکل گیا پیٹ کے گوبر اور خون سے یعنی جیسے پار ہوئے تیر میں جانور کا کچھ اثر نہیں لگا رہتا اسی طرح اس قوم میں اسلام کا کچھ اثر باقی نہ رہے گا۔ اس قوم کی پہچان یہ ہے کہ ان میں ایک سیاہ مرد ہوگا جس کا ایک بازو جیسے عورت کی چھاتی یا جیسے گوشت کا لوتھڑا کہ جنبش کیا کرے گا آدمیوں کے عمدہ تر گروہ پر خروج کریں گے یعنی علی مرتضیٰؓ سے باغی ہوں گے اور دوسری روایت یوں ہے کہ وہ لوگ اختلاف اور پھوٹ کے زمانے میں ظاہر ہوں گے۔[1]

ف حضرتؐ نے کچھ مال تقسیم کیا ایک شخص جس کا ذوالخویصرہ نام تھا اس نے حضرتؐ سے کہا کہ انصاف سے تقسیم کرو عمر فاروقؓ نے کہا کہ یا حضرتؐ اگر حکم ہو تو میں اس کافر کو مار ڈالوں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی اور خارجی قوم کی خبر دی علی مرتضیٰؓ نے اس قوم کو قتل کیا۔ اس حدیث میں جس نشانی کا مرد حضرتؐ نے فرمایا تھا اسی نشان کا آدمی اس قوم میں موجود تھا۔

## اکراہ[2] کے احکام

### حضورؐ کا ارشاد اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا

(۱۰۴۹) خ اَنَسٌ اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

بخاری میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مدد کر اپنے بھائی مسلمان کی ظالم ہو یا مظلوم تو ایک مرد نے کہا

[1] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان اس شخص کا ذکر جس نے خارجیوں سے اس بنا پر جنگ نہ کی کہ لوگ اس سے نفرت نہ کریں، میں ذکر کیا ہے۔ — [2] جبر اور زبردستی کو کہتے ہیں۔ (حیثی)

أَنْصُرُهُ إِذَا كَانَ مَظْلُومًا أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ ظَالِمًا كَيْفَ أَنْصُرُهُ قَالَ تَحْجُزُهُ أَوْ تَمْنَعُهُ مِنَ الظُّلْمِ فَإِنَّ ذَالِكَ نَصْرُهُ۔[1]

یا رسول اللہ اس کی مدد کروں گا جب کہ وہ مظلوم ہوگا۔ بھلا بتائیے کہ اگر وہ ظالم ہو تو کیونکر اس کی مدد کروں حضرت نے فرمایا کہ اس کو ظلم سے روک یہی اس کی مددگاری ہے۔

# حیلوں کا بیان

## خرید و فروخت میں جعل سازی کی ممانعت

(۱۰۵۰) ق ابْنُ عُمَرَ إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جب مول لیا کرو تو کہہ دیا کرو کہ مجھ کو دھوکا نہ دینا (تا بائع کو خیال رہے)

ف لوگوں نے عرض کی حضرت سے کہ فلانا شخص بھولا آدمی ہے مول لینے میں فریب بہت کھاتا ہے نقصان اس کا ہوتا ہے حضرت نے اس کو منع کیا کہ تو مول نہ لیا کر اس نے کہا کہ یہ تو مجھ سے نہ چھوٹے گا تب حضرت نے یہ حدیث فرمائی کہ مول لیتے وقت اس سے کہہ دیا کر کہ مجھ کو دھوکا نہ دینا یعنی اگر دھوکا دیگا تو چیز پھیر جاویگی گویا مول لینا بشرط پسند ہوا۔

## ہمسایہ اور شفعہ میں حیلہ کرنا

(۱۰۵۱) خ أَبُو رَافِعٍ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ أَلْجَارُ أَحَقُّ بِصَقَبِهٖ۔

بخاری میں ابو رافعؓ سے جو آزاد غلام حضرت کے تھے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ہمسایہ زیادہ تر حقدار ہے اپنے لگے ہوئے مکان کا۔

ف یعنی جب جگہ بکے تو ہمسایہ کے ہوتے اجنبی آدمی اس کو مول نہیں لے سکتا اس کو حق شفعہ کہتے ہیں۔

# قضا (فیصلہ) کے احکام

## اگر مدعی ثبوت پیش نہ کر سکے تو مدعا علیہ سے حلف لیا جائے

(۱۰۵۲) م ابْنُ عَبَّاسٍ لَوْ يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ لَادَّعَى نَاسٌ دِمَاءَ رِجَالٍ وَأَمْوَالَهُمْ وَلٰكِنَّ الْيَمِيْنَ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ۔

مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر بدون گواہ صرف دعوے پر لوگوں کو دلایا جاوے تو مقرر بعضے لوگ مردوں کے خونوں اور مالوں کا ناحق دعوی کریں ولیکن مدعا علیہ پر تو قسم ہے۔

(گواہوں کی طلب کرنے کا قاعدہ)

ف یعنی اگر شرع میں مدعی سے گواہ طلب نہ ہوتے صرف دعوے کرنے پر مقدمہ فیصل ہوتا تو بہت بے دین لوگ لوگوں کے ناحق خون کرا ڈالتے اور مال ہضم کرتے اسی واسطے شرع میں یہ قاعدہ مقرر ہوا کہ اب مدعی دعوی کرے اور معتبر گواہ لاوے تو جیتے اور اگر اس کے گواہ نہ ہوں تو مدعا علیہ قسم کھالے کہ

---

[1] امام مسلم نے حدیث مذکور کو عنوان "قتل کے خوف سے اپنا کہنا کہ یہ میرا بھائی ہے تاکہ وہ شخص بچ جائے درست ہے" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

جو جھوٹا ہے تو مدعی ہارے اور اگر گواہ نہ ہوں اور مدعا علیہ قسم سے انکار کرے تو مدعا علیہ ہارے مدعی جیتے
چنانچہ تفصیل اور احادیث میں موجود ہے۔

## حاکم کا حکم حقیقت کو نہیں بدلتا

(۱۰۵۳) ق أُمُّ سَلَمَةَ إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَأَقْضِي لَهُ بِنَحْوِ مَا أَسْمَعُ مِنْهُ فَمَنْ قَطَعْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْهُ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ

بخاری اور مسلم میں حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ تم جھگڑا فیصل کروانے آتے ہو میرے پاس اور شاید کہ تم لوگوں میں بعضا آدمی ہوشیار اور خوش تقریر ہوتا ہے اپنی دلیل کی ملکیت کے بیان میں بہ نسبت دوسرے آدمی کے سو فیصلہ کر دیتا ہوں میں جیسا کہ اس سے سنتا ہوں سو جس شخص کو میں اس کے بھائی کے حق سے کچھ کاٹ کے دلا دوں تو وہ شخص نہ لیوے پرائے حق کو، سوا اس کے کچھ نہیں کہ اس کو میں دوزخ کا ٹکڑا دیتا ہوں۔

**ف** یعنی قاضی اور حاکم ظاہر پر حکم کرتا ہے سو اگر کوئی خوش تقریری سے دھوکہ دے کر حاکم سے حکم لیوے اور پرایا حق چھینے تو وہ مال اس کے حق میں خدا کے نزدیک حرام ہے اور اس کا انجام دوزخ ہے اگرچہ ظاہر میں درست ہے۔

(۱۰۵۴) ق أُمُّ سَلَمَةَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّهُ يَأْتِينِي الْخَصْمُ فَلَعَلَّ بَعْضَهُمْ أَنْ يَكُونَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَأَحْسِبُ أَنَّهُ صَادِقٌ فَأَقْضِي لَهُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ فَلْيَحْمِلْهَا أَوْ يَذَرْهَا۔

بخاری اور مسلم میں ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں بھی آدمی ہوں اور میرے پاس مدعی اور مدعا علیہ آتے ہیں سو شاید جو شخص تم میں سے زیادہ گویا اور خوش تقریر ہوتا ہے تو میں جانتا ہوں کہ وہ سچا ہے تو فیصلہ کر دیتا ہوں اس کے موافق سو ہو سکے ہے جس کو میں کسی مسلمان کا حق دلا دوں تو وہ اس کے حق میں دوزخ کا ٹکڑا ہے چاہے اس کو اٹھا لیوے چاہے چھوڑ دیوے۔

## ہندہ حضرت سفیان کی بیوی کا واقعہ

(۱۰۵۵) ق عَائِشَةُ خُذِي مِنْ مَالِهِ بِالْمَعْرُوفِ مَا يَكْفِيكِ وَيَكْفِي وَلَدَكِ خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوفِ قَالَهُ لِهِنْدِ بِنْتِ عُتْبَةَ امْرَأَةِ أَبِي سُفْيَانَ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا لے بقدر [illegible] جو تجھ کو (?) اور تیری اولاد کو کفایت کرے [illegible] سفیان کی جورو [illegible]

**ف** ہندہ نے کہا یا حضرتؐ! سفیان مرد بخیل ہے اتنا خرچ نہیں دیتا جو مجھ کو اور میری اولاد کو کفایت کرے مگر یہ ہو سکتا ہے کہ اس کی نادانستگی میں بقدر حاجت لے لوں یعنی اس طرح لینا درست ہے یا نہیں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی معلوم ہوا کہ عورت خاوند کے مال سے اگر بقدر حاجت ضروری کے بدون اس کی

اجازت لیوے تو درست ہے اس واسطے کہ اس کا حق خاوند پر فرض ہے۔

## بلا ضرورت سوالات کرنے کی ممانعت

(۱۰۵۶) م اَبُوْهُرَيْرَةَ اِنَّ اللّٰهَ يَرْضٰى لَكُمْ ثَلٰثًا وَيَكْرَهُ لَكُمْ وَيُرْوٰى وَيَسْخَطُ لَكُمْ ثَلٰثًا فَرَضِيَ لَكُمْ اَنْ تَعْبُدُوْهُ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَاَنْ تَعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَلَا تَفَرَّقُوْا وَاَنْ تَنَاصَحُوْا مَنْ وَلَّاهُ اللّٰهُ اَمْرَكُمْ وَيَكْرَهُ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَاِضَاعَةَ الْمَالِ۔

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا تمہارے واسطے تین کام پسند رکھتا ہے اور مکروہ جانتا تمہارے واسطے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ غصے ہوتا تین چیز سے سو جو تین چیزیں تمہارے واسطے پسند کی ہیں ان میں سے اول یہ کہ تم اس کی بندگی کرو اور کسی کو اس کا ساجھی نہ سمجھو اور دوسری یہ ہے کہ خدا کی رسی کو مضبوط پکڑو یعنی قرآن اور حدیث ہی پر چلو اور پھوٹ نہ ڈالو یعنی قرآن اور حدیث کے خلاف کوئی اور راہ نہ نکالو اور تیسری چیز یہ کہ خیر خواہی کرو اس کی جس کو خدا نے تم پر حاکم کیا یعنی اسلام کے حاکم کی اطاعت کرو اور جو تین چیزیں خدا نے تمہارے واسطے مکروہ رکھی ہیں سو ان میں سے اول قیل و قال ہے یعنی بیفائدہ باتیں کرنا اور دوسری بے احتیاج بہت سوال کرنا یا ناحق باتیں پوچھنا تیسری بے موقع مال کو ضائع کرنا جیسے عمارات بے حاجت بنانا طرح طرح رنگ آتشبازی میں مال کا برباد کرنا۔

## حاکم کی اجتہادی غلطی قابل معافی اور قابل اجر ہے

(۱۰۵۷) ق عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ اِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ اَصَابَ فَلَهٗ اَجْرَانِ وَاِذَا حَكَمَ وَاجْتَهَدَ فَاَخْطَاَ فَلَهٗ اَجْرٌ۔

حقیقت اجتہاد کی ورمذاہب ہر اربعہ کی وجہ

بخاری اور مسلم میں عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب حاکم اور قاضی نے کسی مقدمے میں حکم کرنے کا ارادہ کیا سو مقدور بھر اس بات کے دریافت میں محنت اور کوشش کی پھر ٹھیک بات پا گیا تو اس کو دو ثواب ہیں یعنی ایک محنت کا دوسرے ٹھیک بات پا جانے کا اور جب حکم کا ارادہ کیا اور مقدور بھر کوشش کی پھر اس میں چوک گیا یعنی حق بات اس کو نہ معلوم ہوئی تو اس کو ایک ثواب ہے یعنی صرف محنت کرنے کا۔

ف یعنی جب حاکم یا قاضی نے قصہ فیصل کرنے میں خوب غور کیا اور قرآن اور حدیث اور اجماع امت سے اس کا حکم نکالا اگر وہ ٹھیک ہے تو اس کو دو ثواب ہیں اور اگر چوک ہے تو ایک ثواب بعد کوشش کے چوک پر پکڑ نہیں۔ اسی طرح جو عالم مجتہد وہ مسئلہ جو قرآن اور حدیث اور اجماع امت میں صاف مذکور نہیں اس کو اپنے قیاس سے قرآن اور حدیث میں غور کر کے نکالے تو مقرر ثواب پاویگا۔ اگر ٹھیک مسئلہ ہے تو دو ثواب ہیں اور اگر چوک ہے اس میں تو ایک ثواب۔ بشرطیکہ اجتہاد کی لیاقت رکھتا ہو۔ اجتہاد کی شرطیں علم فقہ میں مذکور

ہیں اجتہاد کرنا ہر عالم کا کام نہیں اس کو بہت علم اور فہم تیز چاہیے۔ اسی واسطے اہل سنت میں چار مجتہد اماموں کے مذہب مقرر ہو گئے۔ ان کے برابر اب تک کسی کو علم اور فہم حاصل نہیں ہوا۔ علاوہ اس کے ان کا زمانہ حضرتؐ کے زمانے سے بہت قریب تھا جو حضرتؐ کے وقت کی رسم اور عادت اور اس وقت کی بول چال کا طریق وہ لوگ سمجھتے تھے اس وقت کے عالموں کو سمجھنا نہایت مشکل ہے۔

## حاکم کو غصہ کی حالت میں فیصلہ کرنے کی ممانعت

(۱۰۵۸) ق اَبُوْ بَکْرَۃَ لَا یَحْکُمُ اَحَدٌ بَیْنَ اثْنَیْنِ وَھُوَ غَضْبَانُ۔ بخاری اور مسلم میں ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ حکم کرے کوئی دو آدمیوں میں غصے کی حالت میں۔

ف یعنی جب حاکم اور قاضی غصے میں ہو اس وقت نہ فیصل کرے اس واسطے کہ قضیہ فیصل کرنے کو عقل اور ہوش چاہیے کہ سچ اور جھوٹ کو پہچانے۔ اسی طرح جب بہت بھوکا ہو یا اس کا پیٹ بہت بھرا ہو یا کسی بات کا رنج اور فکر ہو بہت جاگا ہو تو قاضی اور حاکم کو حکم کرنا درست نہیں کہ ان حالتوں میں ہوش نہیں رہتا جیسا غصے میں۔

## مذہب میں نت نئی باتیں کرنے کی ممانعت

(۱۰۵۹) ق عَائِشَۃُ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ فِیْہِ فَھُوَ رَدٌّ بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو شخص نئی بات نکالے ہمارے اس کام یعنی ہمارے دین اور شریعت میں جو اس میں نہیں سو وہ نئی بات یا اس کا نکالنے والا امر دود ہے۔

بدعت کی حقیقت اور بعض بدعتوں کا ذکر

ف یعنی جو دین میں وہ نئی چیز نکالے جس کی شرع میں کچھ اصل نہیں نہ کھلی نہ چھپی سو وہ نہایت گمراہی ہے اور اسی کا نام بدعت ہے۔ دین میں چار چیزیں اصل ہیں، ایک تو قرآن، دوسرے حدیث، تیسرے اجماع اور اتفاق امت، چوتھے قیاس شرعی جس کی بحث اصول فقہ میں ہے۔ سو جو بات ان چاروں اصلوں میں نہیں وہی بدعت ہے۔ جتنی بدعتیں لوگوں نے خلاف شرع نکالی ہیں اس حدیث سے سب رد ہو گئیں تفصیل کی کچھ حاجت نہیں۔ مثلاً قبر پر گچ کرنا، گنبد بنانا، قبروں پر روشنی کرنا، تعزیہ بنانا، بزرگوں کا میلہ کرنا، اولیا کی منت ماننا، جھنڈے نشان کھڑے کرنا سراسر دین کے خلاف ہیں۔ قرآن اور حدیث اور اجماع اور قیاس شرعی میں ان کی کچھ اصل نہیں بلکہ بعضے کام صریح احادیث میں منع ہیں اسی طرح اور بدعتوں کو خیال کر لیں۔ اگر کوئی کہے کہ قیاس کرنا واجب درست ہوا تو ہمارے قیاس میں یہ چیزیں درست معلوم ہوتی ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کیر ہے حلوا خوردن را روئے باید۔ قیاس کی بہت شرطیں ہیں سوائے مجتہد کے کسی کا قیاس حجت نہیں غرض کہ اس حدیث میں عجب قاعدہ کلیہ حضرتؐ نے فرمایا کہ سب بدعتوں کی بیخ کنی ہو گئی۔ اگر دانا آدمی اس کو خوب سمجھ لیوے سب بدعتوں کی برائی خود سمجھ جاوے زیادہ دلیلوں کی کچھ حاجت نہیں اس واسطے کہ علمائے حدیث نے کہا ہے کہ اس حدیث پر مدار اسلام ہے ہزاروں بدعتیں اس حدیث سے رد ہوتی ہیں۔ نظم

سُنّی ہو کر تو بدعتی مت بن ✣ کیونکہ بدعت ہے دین کی رہزن
چھوڑ بدعت محمدی بن جا ✣ شاد ہوں تجھسے تا رسول خدا

(۱۰۶۰) م عَائِشَةَ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَّيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا جو کوئی وہ کام کرے کہ جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ کام مردود ہے

ف اس حدیث سے بدعت جڑ پیڑ سے اکھڑ گئی یعنی جس دین کے کام میں حضرت کا حکم نہ ہوا خواہ کھلا ہو خواہ چھپا وہ کام مردود ہے مسلمان محمدی کو اس سے بچنا چاہیئے۔

## بہترین گواہوں کا ذکر

(۱۰۶۱) م زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ الشُّهَدَاءِ الَّذِي يَأْتِي بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا۔

مسلم میں زید بن خالدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہاں میں تبلاؤں بہتر گواہ کو، بہتر گواہ وہ ہے جو گواہی پوچھنے سے پہلے گواہی دیوے۔

ف بے گواہی مانگے گواہی دینا اس صورت میں افضل ہے جب اس کے سوا اور کوئی گواہ نہ ہو اور بدون اس کی گواہی کے کسی کا حق تلف ہوتا ہو اس واسطے کہ بے ضرورت معاملات میں قبل طلب کے گواہی دینا دینداری کی بات نہیں چنانچہ ان کی مذمت میں اور احادیث میں آیا ہے کہ میرے بعد وہ لوگ پیدا ہوں گے جو بے مانگے گواہی دینے کو تیار ہوں گے۔

## نیک نیتی اور دیانت کا بیان

(۱۰۶۲) ق أَبُو هُرَيْرَةَ اشْتَرَى رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ عَقَارًا لَهُ فَوَجَدَ الرَّجُلُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ فِي عَقَارِهِ جَرَّةً فِيهَا ذَهَبٌ فَقَالَ لَهُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ خُذْ ذَهَبَكَ مِنِّي إِنَّمَا اشْتَرَيْتُ مِنْكَ الْأَرْضَ وَلَمْ أَبْتَعْ مِنْكَ الذَّهَبَ فَقَالَ لِلَّذِي اشْتَرَى الْأَرْضَ إِنَّمَا بِعْتُكَ الْأَرْضَ وَمَا فِيهَا فَتَحَاكَمَا إِلَى رَجُلٍ فَقَالَ الَّذِي تَحَاكَمَا إِلَيْهِ أَلَكُمَا وَلَدٌ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِي غُلَامٌ وَقَالَ الْآخَرُ لِي جَارِيَةٌ فَقَالَ أَنْكِحَا الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ وَأَنْفِقَا عَلَى أَنْفُسِكُمَا مِنْهُ وَتَصَدَّقَا۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مول لی ایک مرد نے دوسرے مرد کی زمین سو زمین مول لینے والے نے اس کی زمین میں ایک گھڑا پایا جس میں سونا تھا تو بیچنے والے سے زمین کے مول لینے والے نے کہا کہ اپنا سونا مجھ سے لے میں نے تو تجھ سے زمین مول لی تھی اور تجھ سے سونا نہیں مول لیا تو بیچنے والے نے زمین کے مول لینے والے سے کہا کہ میں نے تو تجھے زمین اور جو اس کے اندر تھا سب بیچ ڈالا یعنی وہ تیرا حق ہے میرا حق نہیں، سو وہ دونوں اپنا جھگڑا فیصل کرانے گئے ایک اور مرد کے پاس تو جس کے پاس فیصلہ کرانے کو گئے اس نے کہا کہ تم دونوں کے اولاد بھی ہے تو ایک نے کہا کہ میرے ایک لڑکا ہے دوسرے نے کہا میرے ایک لڑکی ہے تو اس نے کہا کہ تم دونوں اس لڑکے کا لڑکی کے ساتھ نکاح کر دو اور اس مال کو ان دونوں پر خرچ کرو اور ان پر خیرات کرو۔

ف اس حدیث میں خوش نیتی اور دیانت داری کا بیان ہے اور حاکم نے جب کہ ان کو خوش نیت دیکھا تو ان میں رشتہ داری مناسب جانی اور راس مال کے خرچ کرنے کا کیا خوب طریقہ نکالا۔

[1] امام مسلم نے حدیث مذکور کو عنوان "حاکم کو طرفین کے درمیان مصالحت کرا دینا بہتر ہے" میں ذکر کیا ہے۔ (حشتی)

# لقطہ[1] کے احکام

(١٠٦٣) م زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ الْجُهَنِيُّ مَنْ آوَى ضَالَّةً فَهُوَ ضَالٌّ مَا لَمْ يُعَرِّفْهَا۔

مسلم میں زید بن خالد سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس نے بھٹکے جانور کو رکھ لیا وہ خود دین کی راہ سے بھٹکا ہے جب تک اس کو نہ پہنچادے۔

**ف** بھولے بھٹکے جانور کو بدون مشہور کئے اپنے گھر میں باندھ رکھنا درست نہیں، اکثر مشارق کی کتابوں میں اس حدیث پر قاف کی علامت ہے یعنی بخاری اور مسلم دونوں میں یہ حدیث بالاتفاق ہے حالانکہ یہ صاف غلط ہے اس واسطے کہ صاحب جامع الاصول اور شارح گازرونی نے لکھا ہے کہ یہ حدیث صرف مسلم میں ہے بخاری میں نہیں، اور اس عاجز نے بھی صحیح بخاری میں دیکھا زید بن خالد سے اس میں اس مضمون کی حدیث نہیں پائی معلوم ہوا کہ کاتب کی غلطی ہے۔

(١٠٦٤) ق زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ مَالَكَ وَلَهَا دَعْهَا فَإِنَّ مَعَهَا حِذَاءَهَا وَسِقَاءَهَا تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتَّى يَجِدَهَا رَبُّهَا يَعْنِي ضَالَّةَ الْإِبِلِ۔

بخاری اور مسلم میں زید بن خالد سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا ہے تیرے واسطے اور کیا ہے اس کے واسطے یعنی بیگانے اونٹ گم ہوئے بھٹکے سے تجھ کو کیا کام چھوڑ اس کو اس واسطے کہ اونٹ کے ساتھ اس کا جوتا اور مشک موجود ہے کہ اپنے پاؤں سے چل کر پانی پیئے گا اور درخت کو کھاوے گا یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو پاجاوے گا۔

**ف** کسی نے حضرتؐ سے بھولے بھٹکے جانوروں کا مسئلہ پوچھا حضرتؐ نے ہر ایک کا جواب دیا پھر اس نے بھٹکے اونٹ کا مسئلہ پوچھا کہ اس کو پکڑ لیوے یا نہ پکڑے۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی اونٹ کو پکڑنا نہ چاہیے اس واسطے کہ اس کے ضائع ہونے کا کچھ خوف نہیں جوتا اس کے پاس موجود ہے یعنی اس کی تلی چلنے پھرنے بھر کو مضبوط ہے اور مشک اس کے ساتھ موجود ہے یعنی پیاس سہنے کی بڑی عادت ہے کہ دس دس بیس بیس دن تک بدون پانی اونٹ رہا ہے غرض یہ کہ اس کو نہ پکڑے اور یہی مذہب ہے امام مالکؒ کا اور امام اعظمؒ کے نزدیک جہاں خوف ضائع ہونے کا ہو تو پکڑ لینا درست ہے۔

(١٠٦٥) ق زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ اِعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ لَمْ تُعْرَفْ فَاسْتَنْفِقْهَا وَلْتَكُنْ وَدِيعَةً عِنْدَكَ فَإِنْ جَاءَ طَالِبُهَا يَوْمًا مِنَ الدَّهْرِ فَأَدِّهَا إِلَيْهِ يَعْنِي لُقَطَةَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ۔

بخاری اور مسلم میں زید بن خالدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے افتادہ سونے اور چاندی کے مقدمے میں فرمایا کہ اس کی تھیلی اور باندھنے کے تاگے کو مشہور کر پھر اس کو ایک برس شہرت دے سو اگر کوئی اس کو نہ پہچانے تو اپنے خرچ میں لا اور چاہیے کہ وہ مال تیرے پاس امانت کے طور پر ہے سو اگر عمر کے برس میں کبھی کسی دن اس کا مالک طلب کرتا آئے تو اس کو دے۔

---

[1] گری ہوئی چیز جو زمین سے اٹھائی جائے لقطہ کہلاتی ہے۔ (چشتی)

## مالک کی اجازت کے بغیر جانور کا دودھ دوہنا درست نہیں

(۱۰۶۶) مُ ابْنُ عُمَرَ لَا يَحْلُبَنَّ اَحَدٌ مَاشِيَةَ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِهٖ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تُؤْتٰى مَشْرَبَتُهٗ فَتُكْسَرَ خِزَانَتُهٗ فَيُنْتَقَلَ طَعَامُهٗ فَاِنَّمَا تَخْزُنُ لَهُمْ ضُرُوْعُ مَوَاشِيْهِمْ اَطْعِمَتَهُمْ فَلَا يَحْلُبَنَّ اَحَدٌ مَاشِيَةَ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِهٖ۔

مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کوئی نہ دوہے کسی کے جانور کو بے اس کی اجازت بھلا کوئی تم میں یہ چاہتا ہے کہ کوئی اس کی کوٹھری آکر اس کا خزانہ توڑ کر اس کے کھانے کا غلہ نکال لیجاوے سو ان کے جانوروں کے تھن تو ان کے کھانے کے دودھ کو حفاظت میں رکھتے ہیں یعنی تھن کوٹھری کی طرح ہیں حفاظت کے واسطے سو ہرگز نہ دوہے کوئی کسی کے جانور کو بدون اس کی اجازت کے۔

## مہمان نوازی

(۱۰۶۷) ق اَبُوْشُرَيْحٍ الْعَدَوِيُّ اَلضِّيَافَةُ ثَلٰثَةُ اَيَّامٍ وَجَائِزَتُهٗ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَلَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ مُسْلِمٍ اَنْ يُقِيْمَ عِنْدَ اَخِيْهِ حَتّٰى يُؤْثِمَهٗ زَادَ مُسْلِمٌ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يُؤْثِمُهٗ قَالَ يُقِيْمُ عِنْدَهٗ وَلَا شَيْءَ لَهٗ يَقْرِيْهِ بِهٖ۔

بخاری اور مسلم میں ابوشریحؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ضیافت کی حد تین دن ہے اور اس کا تکلف ایک رات اور ایک دن ہے اور مسلمان مرد کو حلال نہیں کہ ٹھہرا رہے اپنے بھائی کے پاس یہاں تک کہ اس کو گناہ میں ڈالے مسلم میں اتنی روایت اور زیادہ ہے کہ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ وہ کیونکر اس کو گناہ میں ڈالے گا حضرتؐ نے فرمایا کہ مہمان تو اس کے پاس ٹھہرا رہا اور اس کے پاس کچھ نہ ہوا جس سے وہ اسکی ضیافت کرے۔

ف یعنی جب صاحب خانہ محتاج ہوا اور مہمان تین دن سے زیادہ رہا تو اس کو گویا گنہگار کیا اس واسطے کہ صاحب خانہ تنگ ہو کر مہمان کی غیبت کرے گا کہ عجب بے حیا آدمی ہے کہ ٹلتا نہیں میں کہاں سے اس کو کھلاؤں یا کہیں سے حرام لیکر اس کی ضیافت کرے گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ضیافت کا حق تین دن تک ہے سو ایک دن تو مقدور بھر عمدہ کھانا تکلف سے کرے اور دو دن جو موجود ہو اس کو حاضر کرے اور مہمان کو درست نہیں کہ تین دن سے زیادہ رہے اور اگر صاحب خانہ خوشی سے رکھے تو مضائقہ نہیں۔

## ضرورت سے زیادہ چیز ضرورتمند سے نہ روکے

(۱۰۶۸) خ اَبُوْسَعِيْدٍ مَنْ كَانَ مَعَهٗ فَضْلُ ظَهْرٍ فَلْيَعُدْ بِهٖ عَلٰى مَنْ لَا ظَهْرَ لَهٗ وَمَنْ كَانَ لَهٗ فَضْلٌ مِنْ زَادٍ فَلْيَعُدْ بِهٖ عَلٰى مَنْ لَا زَادَ لَهٗ۔

مسلم میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس کے پاس سواری سے زیادہ اونٹ ہو تو جس کے پاس اونٹ نہیں ہے اس کو سواری کے واسطے دے اور جس کے پاس کھانا پینا زیادہ ہو تو جس کے پاس کھانا پینا نہیں ہے اس کو دے۔

ف یہ حضرتؐ نے سفر میں فرمایا تھا۔

## اہل مکہ کی اٹھائی چیز کس طرح پہچانی جائے

(۱۰۶۹) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ اِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا

عَنْ مَّكَّةَ الْفِيْلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهَا رَسُوْلَهُ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَاِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ كَانَ قَبْلِيْ وَاِنَّهَا اُحِلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ وَاِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِاَحَدٍ بَعْدِيْ فَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا يُخْتَلٰى شَوْكُهَا وَلَا تَحِلُّ سَاقِطَتُهَا اِلَّا لِمُنْشِدٍ وَّمَنْ قُتِلَ لَهٗ قَتِيْلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ اِمَّا اَنْ يُّفْدٰى وَاِمَّا اَنْ يُّقِيْدَ فَقَالَ الْعَبَّاسُ اِلَّا الْاِذْخِرَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنَّا نَجْعَلُهٗ فِيْ قُبُوْرِنَا وَبُيُوْتِنَا فَقَالَ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَقَامَ اَبُوْ شَاهٍ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اكْتُبُوْا لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اكْتُبُوْا لِاَبِيْ شَاهٍ۔

کہ بے شبہ خدا نے مکے سے ہاتھی والوں کو روکا تھا اور اپنے رسول اور مسلمانوں کو اس پر غالب کیا اور مقرر مجھ سے پہلے کسی کو مکے میں لڑنا حلال نہیں ہوا صرف میرے واسطے ایک ساعت بھر حلال ہوا اور بیشک میرے بعد قیامت تک کسی پر مکہ حلال نہ ہوگا سو اس کا شکاری جانور نہ ہانکا جائے اور اس کا درخت نہ کاٹا جائے اور اس کی گری پڑی چیز کسی کو لینا درست نہیں مگر اس کو جو ڈھونڈھ کے مالک کو پہنچا دے اور جس کا کوئی آدمی مارا جائے وہ دو باتوں میں سے ایک بات جو بہتر جانے سو اختیار کرلے یا تو خون بہا قاتل سے لے لے یا خون کے بدلے خون لے پھر حضرتؐ کے چچا عباسؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ مگر اذخر کی گھاس کاٹنے کی اجازت دیجئے اس واسطے کہ ہم مکے والے لوگ اس گھاس کو قبروں میں اور اپنی چھتوں پر ڈالتے ہیں۔ سو حضرتؐ نے فرمایا مگر اذخر کاٹنا درست ہے۔ سو ایک مرد ابو شاہ نام یمن کا رہنے والا کھڑا ہوا پھر اس نے کہا کہ یہ سب حکم مجھ کو لکھوا دیجئے یا رسول اللہ۔ حضرتؐ نے فرمایا لکھ دو ابو شاہ کے واسطے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حدیثوں کا کتاب میں لکھنا درست ہے بلکہ سنت ہے۔

## راستہ میں پڑی چیز اٹھا سکتا ہے یا نہیں

(۱۰۷۰) ق اَنَسٌ لَوْلَا اَنِّيْ اَخَافُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَاَكَلْتُهَا۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر مجھ کو اس کا خوف نہ ہوتا کہ شاید یہ کھجور زکوٰۃ کی ہو تو میں اس کو کھا جاتا۔

ف حضرتؐ نے ایک کھجور راہ میں پڑی دیکھی تب یہ حدیث فرمائی معلوم ہوا کہ حقیر چیز اگر راہ میں پڑی پائے جس کے گر جانے سے مالک کو کچھ غم نہ ہو تو اس کا لینا اور کھانا درست ہے۔

# حدود[1] کا بیان

## چوری کی اس مقدار کا بیان جس پر ہاتھ کاٹنا روا ہے

(۱۰۷۱) ق عَائِشَةُ لَا تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ اِلَّا فِيْ رُبُعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ کاٹا جائے چور کا ہاتھ مگر چوتھائی دینار یا زیادہ میں۔

ف دینار ساڑھے چار ماشے سونے کا ہوتا ہے تو اس کی چوتھائی ایک ماشہ اور ایک رتی ہوئی یعنی جب چور ایک ماشہ اور ایک رتی سونے کے برابر یا اس سے زیادہ مال چرائے تب اس کا ہاتھ کاٹا جائے اور یہی مذہب ہے امام شافعیؒ کا اور امام مالکؒ کے نزدیک جب تین درم چاندی کے برابر یا زیادہ چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے

[1] جرائم کی شرعی سزائیں۔ (حشتی)

اور امام اعظمؒ کے نزدیک جب دس درم کے برابر یا زیادہ چوری کرے تو ہاتھ کاٹا جائے اس سے کم میں نہیں ان کی دلیل دوسری حدیث ہے جس میں دس درم کی حد ہے۔

(۱۰۷۲) **ق** اَبُوْھُرَیْرَۃَ لَعَنَ اللّٰہُ السَّارِقَ یَسْرِقُ الْبَیْضَۃَ فَتُقْطَعُ یَدُہٗ وَیَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ یَدُہٗ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا لعنت کرے چور کو کہ انڈا یا خود چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور رسی چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔

**ف** چور کے ہاتھ کاٹنے میں نصاب شرط ہے۔ امام اعظمؒ کے نزدیک دس درم چوری کی نصاب ہے اور امام شافعی کے نزدیک ربع دینار یعنی ایک ماشہ اور ایک رتی سونے کے برابر ہے تو مطلب اس حدیث کا یہ کہ لوہے یا چاندی کا انڈا مراد ہے جس کی قیمت دس درم ہو اور رسی مراد ہے جس کی دس درم قیمت ہو جیسے جہاز کی رسی کہ بہت قیمتی ہوتی ہے یا یہ مراد ہے کہ جب آدمی کو انڈے اور رسی کی چوری کی عادت پڑی تو کبھی قیمتی چیز بھی چرائے گا تو بے شبہ اس کا ہاتھ بھی کاٹا جائے گا یا کہ یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا اب منسوخ ہوا۔

## سزا میں سفارش کرنے کی ممانعت

(۱۰۷۳) **ق** عَائِشَۃُ اِنَّمَآ اَھْلَکَ الَّذِیْنَ قَبْلَکُمْ اَنَّھُمْ کَانُوْٓا اِذَا سَرَقَ فِیْھِمُ الشَّرِیْفُ تَرَکُوْہُ وَاِذَا سَرَقَ فِیْھِمُ الضَّعِیْفُ اَقَامُوْا عَلَیْہِ الْحَدَّ وَاَیْمُ اللّٰہِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَۃَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ یَدَھَا۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اسی نے تو کھپا ڈالا ان کو جو تم سے پہلے تھے کہ جب ان میں کوئی شریف اور رئیس چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے بے سزا دیئے اور جب ان میں کوئی بچارا غریب چوری کرتا تو اس پر چوری کی سزا کرتے۔ اور قسم ہے خدا کی کہ اگر فاطمہ محمدؐ کی بیٹی چرائے تو مقرر اس کا ہاتھ کاٹوں۔

مجرموں کی حمایت پچھلی امتوں کی ہلاکت کا سبب تھی۔

**ف** فاطمہ قیس کی بیٹی قریش میں شریف زادی تھی اس نے چوری کی، لوگوں نے اس کی سفارش کی۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا کی مقرر کی ہوئی سزا میں سفارش کرتے ہو کسی کی سفارش حضرتؐ نے نہ مانی اس کے بعد یہ حدیث فرمائی پھر اس کے ہاتھ کو کٹوا ڈالا معلوم ہوا کہ حکم شرع میں کسی کی رو رعایت نہ چاہئے، اگلی امتیں اسی کے سبب سے ہلاک ہوئیں۔ پچھلے زمانے میں اسلام کی سلطنت بھی شرع میں سستی کرنے سے سست ہو گئی اور یہ جو بعضے ناواقف کہتے ہیں کہ ہر چند سینہ زنی اور نوحہ گری حرام ہے لیکن سبط مصطفیٰ اور جگر گوشۂ فاطمہ زہراء یعنی حسینؓ کے غم میں درست ہے سو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غلط بات ہے اس واسطے کہ حکم شرع سب کے واسطے برابر ہے جو چیز حرام ہے سب کے واسطے برابر ہے شریف اور رذیل کا اس میں کچھ فرق نہیں۔

## زانی کی سزا کا بیان

(۱۰۷۴) **م** عُبَادَۃُ ابْنُ الصَّامِتِ خُذُوْا عَنِّیْ خُذُوْا عَنِّیْ فَقَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لَھُنَّ سَبِیْلًا اَلْبِکْرُ بِالْبِکْرِ جَلْدُ مِائَۃٍ وَّنَفْیُ سَنَۃٍ وَالثَّیِّبُ بِالثَّیِّبِ جَلْدُ مِائَۃٍ وَالرَّجْمُ۔

مسلم میں عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ سیکھو مجھ سے سیکھو مجھ سے مقرر خدا نے ان عورتوں کی راہ کر دی کواری کو کنوارے کے ساتھ سو کوڑے اور برس بھر شہر بدر کرنا اور نکاح والی کو نکاح والے کے ساتھ سو کوڑے اور سنگساری۔

**ف** قرآن میں اولی یہ حکم تھا کہ بدکار عورتوں کو قید کرو یہاں تک کہ مر جائیں یا ان کے مقدمے میں خدا کچھ راہ نکالے پھر خدا نے یہ راہ نکالی جو حضرت نے فرمائی۔ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے مذہب میں یہی ہے کہ اگر کنوارا مرد یا کنواری عورت حرام کاری کرے تو اس کی حد یہ ہے کہ کوڑے بھی مارے اور شہر بدر بھی کیجئے اور امام اعظمؒ کے نزدیک کنواری کی حد صرف سو کوڑے اور نکاح والی کی حد صرف سنگساری ہے۔ کوڑوں کے ساتھ شہر بدر کرنا اور سنگساری کے ساتھ کوڑے مارنا درست نہیں جمع کرنا دو سزاؤں کا ان کے نزدیک یہ حدیث منسوخ ہے اس واسطے کہ حضرت نے کئی شخصوں کو سنگسار کیا اور حالانکہ ان کو کوڑے نہیں مارے۔

(۱۰۷۵) م ابو سعید او کلما انطلقنا غزاۃ فی سبیل اللہ تخلف رجل فی عیالنا لہ نبیب کنبیب التیس علی ان لا اوتی برجل فعل ذلک الا نکلت بہ۔

مسلم میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا ہم جب جائیں خدا کی راہ میں غازی ہو کر تو رہ جایا کریگا کوئی مرد ہم مسلمانوں کے جورو لڑکوں میں اس کی آواز ہے جیسے بکرے کی آواز جماع کے وقت مجھ پر یہ بات لازم ہوئی کہ جو مرد ایسا میرے پاس لایا جاوے گا جس نے یہ کیا تو میں اس کے سبب سے ضرور اس پر عذاب کروں گا اور ایسی سزا دونگا کہ لوگوں میں عبرت ہو جائے۔

**ف** بعضے لوگ جماع کے شوق سے جورو کی محبت سے حضرتؐ کے ساتھ جہاد میں نہ شریک ہوئے تھے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی اور بعضی روایت میں یوں آیا ہے کہ جب ماعز نے زنا کا اقرار کیا حضرتؐ نے اسکی سنگساری کا حکم کیا پھر خطبے میں یہ حدیث فرمائی یعنی جہاد میں نہ جانا اور گھر میں رہنے کا یہی انجام ہے کہ لوگ زنا میں گرفتار ہوتے ہیں اور یہ جو فرمایا کہ اس کی آواز جیسے بکرے کی تو حقارت کے واسطے اور اس واسطے کہ بکرا اکثر جماع میں مشغول رہتا ہے۔

(۱۰۷۶) م عمران بن حصین لقد تابت توبۃ لو قسمت بین سبعین من اھل المدینۃ لوسعتھم وھل وجدت افضل من ان جادت بنفسھا للہ قالہ للجھنیۃ التی اعترفت بالحبل من الزنی۔

مسلم میں عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ اس عورت نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اس کی توبہ مدینے والے ستر گنہگاروں میں بانٹی جائے تو مقرر ان کو بھی کفایت کرے اور بھلا اس نے راہ خدا میں اپنی جان نثاری سے بھی کسی کو افضل پایا۔ یہ حضرتؐ نے اس عورت کے حق میں فرمایا جو جہنیہ کی قوم سے تھی جس نے حرام کاری کے حمل کا اقرار کیا تھا۔

**ف** حضرتؐ کے روبرو ایک حاملہ عورت آئی اس نے کہا یا حضرتؐ میں نے حرام کاری کا گناہ کیا مجھکو سزا دیجئے اور حد ماریئے۔ حضرتؐ نے اس کے والی سے فرمایا کہ اس کو اچھی طرح رکھ جب کہ یہ جنے تو میرے پاس اس کو لانا پھر جب اس کے لڑکا ہوا تو وہ حضرتؐ کے پاس اس کو لایا حضرتؐ نے اس کے کپڑے اس کے بدن پر مضبوط بندھوائے تاکہ بدن نہ کھل جائے پھر وہ پتھروں سے ماری گئی حضرتؐ نے اس کے جنازے کی نماز پڑھی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ نے اس پر نماز پڑھی حالانکہ اس نے حرام کاری

کی تھی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی اس کی حرام کاری کسی کو معلوم نہ تھی اس نے خود خوف خدا سے اقرار کیا اور خدا کے واسطے اپنی جان دی اس کی توبہ ایسی خالص ہے کہ ستر گنہگاروں کی مغفرت کے واسطے کفایت کرتی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر حرام سے حمل ہو تو بدون بچہ پیدا ہوئے اس پر حد نہ مارنا چاہئے کہ معصوم بچہ ضائع ہو۔ سبحان اللہ حضرتؐ کے وقت کی کیا برکت تھی کہ اگر کسی سے گناہ بھی ہو جاتا تھا تو عذاب آخرت کا اتنا اس کو ڈر ہوتا تھا کہ اپنی جان دینا اس کو آسان معلوم ہوتا تھا۔ ایمان اس کا نام ہے۔

(۱۰۷۷) مر اَلْبَرَآءُ بْنُ عَازِبٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَوَّلُ مَنْ اَحْیَآ اَمْرَكَ اِذَا مَاتُوْهُ فَاَلَهٗ حِیْنَ مُرَّ عَلَیْهِ بِیَهُوْدِیٍّ مُحَمَّمٍ مَّجْلُوْدٍ ثُمَّ اَمَرَ بِهٖ فَرُجِمَ

مسلم میں براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی میں پہلا شخص ہوں جس نے تیرے حکم کو جلایا جبکہ وہ اس کو مار چکے تھے یعنی جس وقت میں کہ یہود نے سنگساری کا حکم موقوف کر دیا تھا سو اول مجھ ہی سے اس کا رواج ہوا۔ یہ حضرتؐ نے اسوقت فرمایا جب کہ حضرتؐ کے سامنے کوڑوں سے مارا ہوا ایک یہودی نکلا پھر حضرتؐ نے اس کو حکم کیا تو سنگسار ہوا۔

**ف** حضرتؐ کے سامنے کالا منہ یہودی جس پہ کوڑوں کی مار پڑی تھی نکلا حضرتؐ نے یہودیوں سے پوچھا کہ تمہاری کتاب میں حرام کاری کی یہی حد اور یہی سزا ہے یہودیوں نے کہا ہاں یہی حکم ہے تب حضرتؐ نے ان کے ایک عالم کو بلایا جس کا ابن صوریا نام تھا اور اس سے فرمایا کہ میں تجھ کو اس خدا کی قسم دلاتا ہوں جس نے موسیٰ پر توریت اتاری، کیا تمہاری کتاب میں زانی کی یہی سزا ہے کہ کوڑے ماریے اور کالا منہ کر دیجئے اس نے کہا نہیں یہ سزا نہیں اگر تو مجھ کو ایسی بڑی قسم نہ دلاتا تو میں ہرگز حقیقت حال نہ بتاتا۔ حرام کاری کی سزا توریت میں سنگساری ہے لیکن جب زنا کی ہمارے اشراف لوگوں میں کثرت ہوئی تو اول ہمارا یہ معمول تھا کہ ہم رئیس اور شریف کو اگر حرام کاری میں پکڑتے تو چھوڑ دیتے اور اگر غریب اور کمینے کو پکڑتے تو اس کو سنگسار کرتے پھر ہم نے آپس میں صلاح کی کہ لاؤ ایک چیز مقرر کر لیں کہ شریف اور کمینے پر برابر کیا کریں تو یہی صلاح ٹھہری کہ سنگساری کے عوض کوڑوں کی مار اور منہ کالا کر دینا ہوا کرے۔ پھر یہودیوں نے حضرتؐ سے تخفیف چاہی یعنی سنگساری نہ ہو حضرتؐ نے ان کی بات پر کچھ دھیان نہ کیا اور اس کو سنگسار کرایا۔ پھر یہ حدیث فرمائی۔ اور دوسری روایت یوں ہے کہ جب یہودیوں نے سنگساری کے حکم کا انکار کیا تو عبداللہ بن سلام نے حضرتؐ سے کہا کہ توریت میں سنگساری کا حکم ہے پھر توریت منگوائی تو یہودیوں نے سنگساری کی آیت پر ہاتھ رکھ دیا عبداللہ بن سلامؓ نے ان کا ہاتھ اٹھا کر اس آیت کو پڑھ دیا پھر حضرتؐ نے اس کو سنگسار کرایا۔

(۱۰۷۸) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ وَزَيْدُ بْنُ خَالِدٍ لِّلْجُهَنِيِّ اِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ بِیْعُوْهَا وَلَوْ بِضَفِیْرٍ یَّعْنِی الْاَمَةَ غَیْرَ الْمُحْصَنَةِ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ اور زید بن خالدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر بے خاوند والی لونڈی حرام کرے تو اس کو کوڑے مارو پھر اگر حرام کاری کرے تو اس کو کوڑے مارو پھر اگر حرام کاری کرے تو بھی کوڑے مارو پھر چوتھی بار اس کو بیچ ڈالو بالوں کی رسی ہی کے ساتھ سہی۔

**ف** یعنی اگر تین بار لونڈی حرام کاری کرے تو اس کو سزا دیوے چوتھی بار اس کو بیچ ڈالے اگرچہ کمتر قیمت پاوے جیسے بالوں کی رسی۔ ہندوستان میں کیا بد رسم ہو گئی ہے کہ لونڈیاں حرام کرتی ہیں اور ان کے بے غیرت مالک کچھ خیال نہیں کرتے اپنے اوپر وبال لیتے ہیں نہ ان کا نکاح کر دیتے ہیں نہ ان کو بیچ ڈالتے ہیں اس کی جوابدہی اور عذاب قیامت میں مالکوں کی گردن پر ہوگا۔

(۱۰۷۹) **ق** اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِذَا زَنَتْ اَمَةُ اَحَدِكُمْ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا يُثَرِّبْ عَلَيْهَا ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا يُثَرِّبْ عَلَيْهَا ثُمَّ اِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعَرٍ وَيُرْوٰى ثُمَّ لِيَبِعْهَا فِي الرَّابِعَةِ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تمہاری کسی کی لونڈی حرام کاری کرے پھر ظاہر ہو جاوے اسکی حرام کاری خواہ اس کے اقرار سے خواہ گواہوں سے تو اس کو مالک حد مارے یعنی پچاس کوڑے اور اس کو جھڑکی نہ دیوے پھر اگر دوسری بار حرام کرے تو چاہیے کہ دوسری بار بھی حد مارے اور اس کو جھڑکی نہ دیوے پھر اگر تیسری بار حرام کرے سو حرام اس کا ظاہر ہو جاوے تو چاہیے اس کو بیچ ڈالے اگرچہ بال کی رسی اس کی قیمت ملے یعنی پوری قیمت کا خیال نہ کرے جتنے کو بکے بیچ ڈالے۔

اور دوسری روایت میں یوں ہے کہ چوتھی بار اس کو بیچے۔

**ف** عرب کا دستور تھا کہ لونڈی کی حرام کاری کو عیب نہ جانتے تھے صرف جھڑکی اور گھرکی پر ٹال دیتے تھے جیسے اکثر جگہ ہندوستان میں سو فرمایا کہ صرف جھڑکی پر نہ ٹالا کرو بلکہ اس کو حد مارا کرو حضرتؐ کے حکم کے موافق اور لونڈی غلام کو شرم کم ہوتی ہے گھرکی ان کو کچھ فائدہ بھی نہیں کرتی۔ امام شافعیؒ کا یہی مذہب ہے کہ مالک خود بدون حاکم کی اجازت لونڈی کو حد مارے اور امام اعظمؒ کے نزدیک حاکم سے اجازت لینا ضرور ہے۔

## غلاموں پر حدود جاری کرنے کا حکم

(۱۰۸۰) **م** عَلِيٌّ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اَقِيْمُوْا الْحُدُوْدَ عَلٰى اَرِقَّائِكُمْ۔ [۱]

مسلم میں حضرت علی مرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اے لوگو حدوں کو قائم کرو اپنے غلاموں پر۔

**ف** یعنی اگر تمہارے غلام گناہ کریں تو ان کو سزا دو جیسے دس درم یا زیادہ چوری کریں تو ہاتھ کاٹو یا حرام کریں تو کوڑے پچاس مارو اور امام شافعیؒ کے نزدیک مالک سزا دینے کا مختار ہے . . . . . . . . . . . امام اعظمؒ کے نزدیک اجازت کے بعد بدون اجازت حاکم کے مالک کو سزا کا اختیار نہیں۔

## تعزیر میں کوڑوں کی تعداد کا بیان

(۱۰۸۱) **ق** اَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ لَا يُجْلَدُ اَحَدٌ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ اِلَّا فِيْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ۔ [۲]

بخاری اور مسلم میں ابوبردہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ کوئی کوڑا مارا جاوے دس کوڑے سے زیادہ مگر کسی حد میں حدوں سے۔

**ف** حد وہ ہے جو سزا خدا نے مقرر کی جیسے کنوارے حرام کار پر سو کوڑے اور تعزیر وہ ہے جو کسی تقصیر پر

[۱] امام مسلم نے حدیث مذکور کو عنوان "نفاس والی عورت سے سزا موخر کر دینا چاہیے" میں ذکر کیا ہے۔

[۲] حدیث مذکور میں دو حدیثوں کو ایک کر دیا گیا ہے۔ (مصحح)

حاکم مارے مصلحت جان کر سو فرمایا کہ تعزیر کرنا دس کوڑے سے زیادہ درست نہیں اور یہی مذہب ہے امام احمد کا اور امام اعظمؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک اونتالیس کوڑے تک تعزیر میں مارنا درست ہے۔ اس واسطے کہ تعزیر خوف کے واسطے مقرر ہوئی ہے سو حضرتؐ کے زمانے میں ایمان اور حیا غالب تھی تو اس وقت میں دس کوڑے کفایت کرتے تھے اور اس وقت میں کہ شرم کم ہے تو زیادہ تعزیر مناسب ہے۔

## جس پر حد قائم ہوا سے برا بھلا کہنے کی ممانعت

(۱۰۸۲) خ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ لَا تَقُوْلُوْا هٰكَذَا لَا تُعِیْنُوْا عَلَیْهِ الشَّیْطَانَ قَالَهُ حِیْنَ قَالَ رَجُلٌ اَخْزَاكَ اللّٰهُ لِسَكْرَانَ ضُرِبَ الْحَدَّ۔ ؎۱

بخاری میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ایسا نہ کہو شیطان کی اس کے اوپر مدد نہ کرو۔ یہ حضرتؐ نے اس وقت فرمایا کہ جب کسی نے اس شرابی کو جو حد مارا گیا تھا یوں کہا کہ خدا تجھ کو فضیحت اور رسوا کرے۔

ف یعنی جب گنہگار کی سزا ہو چکی تو اس کو برا نہ کہو اس واسطے کہ شیطان خوش ہوتا ہے مسلمان کی رسوائی سے تو گویا تم نے شیطان کی مدد کی۔ بلکہ یوں کہا کرو کہ خدا تیری توبہ قبول کرے۔

## حضورؐ کی تعریف میں حد سے زیادہ بڑھنے کی ممانعت

(۱۰۸۳) ق عَنْ عُمَرَ لَا تُطْرُوْنِیْ كَمَا اُطْرِیَ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ وَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَ رَسُوْلُهٗ۔ ؎۲

بخاری اور مسلم میں عمر فاروق سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہایت بے حد میری تعریف نہ کیا کرو جیسے بے حد عیسیٰ مریم کے بیٹے کی تعریف ہوئی اور مجھ کو یوں کہا کرو کہ اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول۔

ف یعنی جیسے نصاریٰ نے عیسیٰؑ کی بے حد تعریف بہت بڑھا کر کی بعضوں نے ان کو خدا کا بیٹا کہا اور بعضوں نے خدا سو تم اے مسلمانو ویسی تعریف نہ کیجو کافر ہو جاؤ گے میری تعریف تو اتنی کفایت کرتی ہے کہ خدا کا بندہ اور خدا کا پیغام لانے والا ہوں یعنی جب پیغمبر کہا تو سوائے خدا کے جتنے کمالات کہ آدمی کو ممکن ہیں سب آ گئے پیغمبر سب عالم سے بہتر خدا کا امانت دار سب گناہوں سے معصوم ہوتا ہے یعنی سوائے پیغمبر کے اب کونسی تعریف باقی رہی ہے جو مجھ کو کہو گے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جو جاہلوں میں مشہور ہے کہ نبی ہر کام کے مختار ہیں جو چاہیں سو کر ڈالیں سو یہ شرک ہے اس میں تو پیغمبر کو خدائی ثابت کی اور جس بات سے حضرتؐ نے منع کیا تھا وہی بات بے ادب جاہلوں نے کہی۔

## آقاؤں کا غلاموں پر زنا کی تہمت لگانے کا بیان

(۱۰۸۴) ق عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْكَهٗ وَهُوَ بَرِیْءٌ مِّمَّا قَالَ جُلِدَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِلَّا اَنْ یَّكُوْنَ كَمَا قَالَ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو اپنے غلام کو حرام کاری کا بدون کئے عیب لگائے گا تو قیامت کے دن اس کو کوڑے لگیں گے اور اگر اس نے حرام کاری کی ہوگی تو نہ لگیں گے۔

---

؎۱ امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان "ارتکاب جرم پر سینٹوں اور جوتیوں سے سزا دینا" میں ذکر کیا ہے
؎۲ امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان "شادی شدہ عورت کو زنا سے قرار حمل پر سنگساری ہے" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

**ف** جو کسی کو حرام کا عیب لگائے اور چار گواہ نہ لا سکے تو حاکم اس کو اسّی کوڑے مارے اور جو مالک اپنے غلام کو عیب لگا دے گا تو دنیا میں نہ مارا جاوے گا لیکن قیامت میں کوڑے کھائے گا۔

# جہاد کے احکام

## امیران لشکر کو حضورؐ کی ہدایات

(۱۰۸۵) م بریدة بن الحصیب اغزوا بسم الله في سبيل الله قاتلوا من كفر بالله اغزوا فلا تغلوا ولا تغدروا ولا تمثلوا ولا تقتلوا وليدا واذا لقيت عدوك من المشركين فادعهم الى ثلث خصال او خلال فايتهن ما اجابوك فاقبل منهم وكف عنهم ثم ادعهم الى الاسلام فان اجابوك فاقبل منهم وكف عنهم ثم ادعهم الى التحول من دارهم الى دار المهاجرين واخبرهم انهم ان فعلوا ذالك فلهم ما للمهاجرين وعليهم ما على المهاجرين فان ابوا ان يتحولوا منها فاخبرهم انهم يكونون كاعراب المسلمين يجري عليهم حكم الله الذي يجري على المؤمنين ولا يكون لهم في الغنيمة والفيء شيء الا ان يجاهدوا مع المسلمين فان هم ابوا فسلهم الجزية فان هم اجابوك فاقبل منهم وكف عنهم فان هم ابوا فاستعن بالله وقاتلهم واذا حاصرت اهل حصن فارادوك ان تجعل لهم ذمة الله وذمة نبيه فلا تجعل لهم ذمة الله وذمة نبيه ولكن اجعل لهم ذمتك وذمة اصحابك فانكم ان تخفروا ذممكم وذمة اصحابكم

مسلم میں بریدہ بن حصیبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بسم اللہ لڑو خدا کی راہ میں اور مارو جو خدا کو نہ مانے لڑو تو غنیمت میں چوری نہ کیجیو اور قول نہ توڑیو اور ناک کان نہ کاٹیو اور لڑکے کو نہ ماریو اور جب کہ تو اپنے مشرک دشمن سے ملے تو ان سے تین چیزوں کی درخواست کر سو ان میں سے جس بات کو مانیں تو ان سے قبول کر اور ان کے قتال سے باز رہ ایک تو یہ کہ ان سے اسلام کی درخواست کر اگر وہ مانیں تو ان سے قبول کر اور ان کے قتال سے باز رہ پھر ان سے درخواست کر کہ اپنے وطن کو چھوڑ کر مہاجرین کے مقام میں یعنی مدینے میں آرہیں اور ان سے خبر کر دے کہ اگر وہ یہ کام کریں گے تو ان کو ملے گا جو مہاجرین کو ملتا ہے یعنی ثواب اور غنیمت اور ان پر واجب ہوگا جو مہاجرین پر واجب ہے یعنی جہاد سو اگر وہ لوگ ایمان لا کر وطن چھوڑنا قبول نہ کریں تو ان سے خبر کر دے کہ وہ جنگلی مسلمانوں کی طرح ہوں گے اور ان پر حکم خدا جاری ہوگا جیسے مومنین پر جاری ہوتا ہے اور ان کو غنیمت اور صلح کے مال سے کچھ حصہ نہ ملے گا مگر اسی صورت میں کہ مسلمانوں کے ساتھ ہو کر جہاد کریں۔ سو اگر وہ لوگ مسلمان ہونے سے انکار کریں تو ان سے جزیہ مانگ۔ سو اگر وہ مانیں تو ان سے قبول کر اور ان کے قتال سے باز رہ۔ اور اگر وہ جزیہ دینا بھی قبول نہ کریں تو خدا سے مدد مانگ اور ان کو قتل کر اور جبکہ تو قلعہ والوں کو گھیرے اور وہ تجھ سے چاہیں کہ تو ان سے خدا کا اور اس کے رسول کا عہد کرے تو ان سے خدا کا اور خدا کے رسول کا عہد نہ کر لیکن ان سے اپنا قول اور اپنے ساتھی لشکر والوں کا قول قرار کر اس واسطے کہ اگر تم سے اپنی اور اپنے

اٰهَدُوْنَ مِنْ اَنْ تُخْفِرُوْا ذِمَّةَ اللّٰهِ وَذِمَّةَ رَسُوْلِهٖ وَاِذَا حَاصَرْتَ اَهْلَ حِصْنٍ فَاَرَادُوْكَ اَنْ تُنْزِلَهُمْ عَلٰى حُكْمِ اللّٰهِ فَلَا تُنْزِلْهُمْ عَلٰى حُكْمِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَنْزِلْهُمْ عَلٰى حُكْمِكَ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِيْ اَتُصِيْبُ حُكْمَ اللّٰهِ فِيْهِمْ اَوْ لَا۔

ساتھیوں کی عہد شکنی ہو جائے تو خدا اور خدا کے رسول کی عہد شکنی سے گناہ میں کمتر اور آسان تر ہے اور جب کہ تو کسی قلعہ والوں کو گھیرے سو وہ تجھ سے چاہیں کہ تو ان کو خدا کے حکم پر اتارے تو ان کو خدا کے حکم پر نہ اتار، لیکن تو اپنے حکم پر اس واسطے کہ تو نہیں جانتا کہ ان کے مقدمے میں تو خدا کی مرضی جان سکے گا یا نہیں۔

**ف** حضرتؐ کا دستور تھا کہ جب لشکر کو کہیں روانہ کرتے تو اس کے سردار سے یہ حدیث فرماتے اور جہاد کے احکام تعلیم کرتے۔ ہر چند عہد شکنی ہر صورت سے درست نہیں لیکن اپنی عہد شکنی کا گناہ خدا کی عہد شکنی سے کمتر ہے اس واسطے حضرتؐ نے خدا کی طرف سے عہد کرنا منع کیا اور صلح کرنا بھی اپنی مرضی پر رکھا، اس واسطے کہ خدا کی مرضی نہیں معلوم ہو سکتی۔

(۱۰۸۶) **ق** اَنَسٌ يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَسَكِّنُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ لوگوں سے نرمی اور آسانی کرو اور سختی نہ پکڑو اور تسکین اور دلاسا دو اور نہ بھڑکاؤ۔

**ف** یعنی نرمی چاہیے تاکہ لوگ دین سیکھیں بد خلقی اور سختی لازم نہیں کہ لوگ وحشت کریں۔

## عہد شکن کی آخرت میں رسوائی

(۱۰۸۷) **م** ابْنُ عُمَرَ اِذَا جَمَعَ اللّٰهُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرْفَعُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ فَقِيْلَ هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ۔

مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب خدا جمع کرے گا سب اگلوں پچھلوں کو قیامت کے دن ہر ایک دغاباز قول توڑنے والے کا جھنڈا اونچا کیا جاوے گا پھر کہا جائے گا یہ دغابازی ہے فلانے کی فلانے کے بیٹے کی۔

**ف** یعنی جس نے امام سے بیعت کی پھر قول توڑا اس کو خدا قیامت میں فضیحت کرے گا سب کے آگے۔

(۱۰۸۸) **ق** ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَاَنَسٌ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِقَدْرِ غَدْرَتِهٖ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ اور انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا ہر ایک عہد شکن قول توڑنے والے کا ایک جھنڈا ہوگا قیامت کے دن بقدر اس کی عہد شکنی کے۔

**ف** جھنڈے سے مطلب یہ کہ فضیحت ہو قیامت میں۔

(۱۰۸۹) **ق** ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَاَنَسٌ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِقَدْرِ غَدْرَتِهٖ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا قیامت کے دن ہر عہد شکن دغاباز کا ایک جھنڈا ہوگا بقدر اس کی دغابازی کے۔

**ف** یہ اس واسطے ہوگا تاکہ وہ فضیحت ہو۔

## جنگ داؤگھات کا نام ہے

(۱۰۹۰) ق جَابِرٌ اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ ۔ بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ لڑائی داؤگھات کا نام ہے۔

ف یعنی لڑائی صرف شمشیر زنی پر موقوف نہیں فریب اور تدبیر بھی ضرور چاہئے۔ شعر

کارہا راست کند عاقل کامل بسخن ۔ کہ بصد لشکر جرار میسر نہ شود

لیکن بعد عہد و پیمان کے فریب درست نہیں۔

## دشمن سے مقابلہ کرنے کی تمنا نہ کرنی چاہئے

(۱۰۹۱) خ اَبُوْهُرَيْرَةَ لَاتَمَنَّوْا لِقَآءَ الْعَدُوِّ فَاِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا ۔ بخاری میں ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جنگ میں دشمن سے ملنے کی آرزو نہ کیا کرو اور جب دشمن سے مل جاؤ تو جم جایا کرو بھاگا نہ کرو۔

ف بعضے نوجوان اصحاب کہتے کہ اگر ہم کافروں سے ملیں تو خوب ان کو ماریں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی دعویٰ کرنا بہتر نہیں اگر شاید بھاگے تو گنہگار ہوگے۔

## جنگ خندق میں حضورؐ کا مشرکین کے حق میں بددعا فرمانا

(۱۰۹۲) ق عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَبِيْ اَوْفٰى اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اِهْزِمِ الْاَحْزَابَ اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ دَعَا بِهٖ عَلَى الْاَحْزَابِ ۔ بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی اے اتارنے والے کتاب کے اور جلد حساب کرنے والے بھگادے کفار کے گروہوں کو الٰہی انکو شکست دے اور ان کو ہلادے۔ یہ دعا حضرتؐ نے کفار کے گروہوں پر کی۔

ف جنگ خندق اور جنگ احزاب میں کفار نے مدینہ گھیر لیا تھا حضرتؐ کی دعا سے نہایت سرد ہوا چلی کفار گھبرا کے بھاگ گئے۔

## مال غنیمت خاص اس امت کیلئے حلال کیا گیا ہے

(۱۰۹۳) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ غَزَا نَبِيٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَآءِ فَقَالَ لِقَوْمِهٖ لَايَتْبَعْنِيْ رَجُلٌ قَدْ مَلَكَ بُضْعَ امْرَاَةٍ وَّهُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَّبْنِيَ بِهَا وَلَمَّا يَبْنِ بِهَا وَلَا اٰخَرُ قَدْ بَنٰى بُنْيَانًا وَلَمَّا يَرْفَعْ سُقُفَهَا وَلَا اٰخَرُ قَدِ اشْتَرٰى غَنَمًا اَوْ خَلِفَاتٍ وَّهُوَ يَنْتَظِرُ وِلَادَهَا فَغَزَا فَاَدْنٰى لِلْقَرْيَةِ حِيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اَوْ قَرِيْبًا مِّنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لِلشَّمْسِ اَنْتِ مَاْمُوْرَةٌ وَّاَنَا مَاْمُوْرٌ اَللّٰهُمَّ احْبِسْهَا ۔ بخاری اور مسلم میں ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جہاد کیا پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر نے تو اپنے لوگوں سے کہا کہ میرے ساتھ وہ مرد نہ چلے جس نے نکاح کیا اور وہ چاہتا ہو کہ اپنی عورت سے صحبت کرے اور ہنوز اس سے نہیں کی اور نہ دوسرا شخص میرے ساتھ چلے جس نے مکان بنایا ہے اور ہنوز اس کی چھت بلند کی ہو اور نہ وہ شخص میرے ساتھ چلے جس نے بکریاں اور گابھن اونٹنیاں مول لی ہوں اور وہ ان کے جنے کا امیدوار ہو۔ پھر وہ پیغمبر جہاد کو چلا تو عصر کے وقت یا قریب عصر کے اس گاؤں میں پہنچا تو پیغمبر نے

عَلٰی شَیْئًا فَحُبِسَتْ عَلَیْہِ حَتّٰی فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْہِ قَالَ فَجَمَعُوْا مَا غَنِمُوْا فَاَقْبَلَتِ النَّارُ لِتَاْکُلَہٗ فَاَبَتْ اَنْ تَطْعَمَہٗ فَقَالَ فِیْکُمْ غُلُوْلٌ فَلْیُبَایِعْنِیْ مِنْ کُلِّ قَبِیْلَۃٍ رَجُلٌ فَبَایَعُوْہُ فَلَصِقَتْ یَدُ رَجُلٍ بِیَدِہٖ فَقَالَ فِیْکُمُ الْغُلُوْلُ فَلْتُبَایِعْنِیْ قَبِیْلَتُکَ فَبَایَعَتْہُ فَلَصِقَتْ یَدُہٗ بِیَدِ رَجُلَیْنِ اَوْ ثَلٰثَۃٍ فَقَالَ فِیْکُمُ الْغُلُوْلُ اَنْتُمْ غَلَلْتُمْ فَاَخْرَجُوْا لَہٗ مِثْلَ رَأْسِ بَقَرَۃٍ مِّنْ ذَہَبٍ فَوَضَعُوْہُ فِی الْمَالِ وَہُوَ بِالصَّعِیْدِ فَاَقْبَلَتِ النَّارُ فَاَکَلَتْہُ فَلَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِاَحَدٍ مِّنْ قَبْلِنَا ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ رَاٰی ضَعْفَنَا وَعَجْزَنَا فَطَیَّبَہَا لَنَا۔

سورج سے کہا تو بھی حکم بردار ہے اور میں بھی حکم بردار ہوں الٰہی سورج کو میرے اوپر روک رکھ تو سورج ڈوبنے سے رک گیا یہاں تک کہ لڑائی فتح ہو گئی۔ حضرتؑ نے فرمایا تو لوگوں نے جمع کی جو غنیمت پائی تھی پھر آگ متوجہ ہوئی کہ غنیمت کے مال کو جلا دے تو اس نے نہ جلایا تو پیغمبر نے کہا کہ تم لوگوں میں چوری ہے تو چاہیئے کہ مجھ سے بیعت کرے ہر گروہ کا ایک ایک آدمی سو ان لوگوں نے بیعت کی تو چمٹ گیا ایک مرد کا ہاتھ پیغمبر کے ہاتھ سے۔ پیغمبر نے کہا کہ تمہارے گروہ میں چوری ہے تو چاہیئے کہ تیرا تمام گروہ مجھ سے بیعت کرے سو اس گروہ نے بیعت کی تو پیغمبر کا ہاتھ دو مرد یا تین مردوں کے ہاتھ سے چمٹ گیا۔ سو پیغمبر نے کہا تم لوگوں میں چوری ہے تم نے چرایا ہے سو انھوں نے بیل کے سر کے برابر سونا نکالا تو اس کو غنیمت کے مال میں رکھا اور وہ مال زمین پر رکھا تھا تو آگ متوجہ ہوئی اور اس کو جلا گئی سو غنیمت کسی کو ہم سے پہلے حلال نہ تھی اور ہم کو اس واسطے حلال ہوئی کہ خدا نے ہماری ضعیفی اور عاجزی دیکھی تو غنیمت کو ہمارے واسطے پاک اور حلال کیا۔

**ف** یہ پیغمبر حضرت یوشعؑ بن نون تھے حضرت موسیٰؑ کے خلیفہ۔ شام کے ملک میں اریحا شہر میں لڑائی ہوئی تھی۔ جمعہ کے دن خدا نے ان کی دعا سے آفتاب کو لڑائی کے فتح ہونے تک روک رکھا تھا۔ حضرت یوشعؑ نے نئی شادی والے کو اور تازہ مکان بنانے والے کو اور بیانے والے جانوروں کے مالکوں کو اس واسطے ساتھ نہ لیا کہ ان کا دل لگا رہے گا تو ان سے جہاد بخوبی نہ ہو سکے گا۔ معلوم ہوا کہ جہاد کرنا فارغ البال بے تعلق لوگوں سے خوب ہو سکتا ہے اگلی امتوں میں معمول تھا کہ قربانی اور غنیمت کے مال کو آسمانی آگ جلا دیتی تھی اور یہی نشانی تھی قبول ہونے کی غنیمت کا مال لینا ان کو حلال نہ تھا امت محمدی کو حلال ہو گیا۔

## غنیمت کے مال میں بغیر تقسیم کوئی چیز لینا درست نہیں

(۱۰۹۴) م سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ ضَعْہُ مِنْ حَیْثُ اَخَذْتَہٗ قَالَہٗ لَہٗ یَعْنِیْ سَیْفًا اِسْتَوْہَبَہٗ مِنَ الْغَنَائِمِ۔[1]

مسلم میں سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کو رکھ دے جہاں سے تو نے اسکو لیا ہے۔ غنیمت کے مال سے سعد بن ابی وقاص نے ایک تلوار اٹھائی اور حضرتؐ سے مانگی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔

**ف** یعنی غنیمت کے مال میں سب غازیوں کا حق ہے بے تقسیم تجھ کو کیونکر ملے۔

[1] امام مسلمؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "انفال (مال غنیمت) کا بیان" میں ذکر کیا ہے۔ (حشتی)

## مقتول سے چھینے ہوئے مال کا قاتل حقدار ہے

(۱۰۹۵) ق اَبُوْ قَتَادَةَ مَنْ قَتَلَ قَتِيْلًا لَهٗ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهٗ سَلَبُهٗ۔

بخاری اور مسلم میں ابو قتادہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو مسلمان جہاد میں کسی کافر کو مارے اور اس کے مارنے کے گواہ بھی ہوں تو اس کے اسباب اور ہتھیار کا مالک مارنے والا ہے۔

ف امام اعظمؒ کے مذہب میں قاتل اسباب کو اس وقت پائے گا کہ جب امام نے اس بات کا حکم دیا ہو اور امام شافعیؒ کے نزدیک امام کا حکم کچھ شرط نہیں۔

(۱۰۹۶) م عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ لَا تُعْطِهٖ يَا خَالِدُ لَا تُعْطِهٖ يَا خَالِدُ هَلْ اَنْتُمْ تَارِكُوْنَ لِيْ اُمَرَائِيْ اِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُهُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ اُسْتُرْعِيَ اِبِلًا وَغَنَمًا فَرَعَاهَا ثُمَّ تَحَيَّنَ سَقْيَهَا فَاَوْرَدَهَا حَوْضًا فَشَرَعَتْ فِيْهِ فَشَرِبَتْ صَفْوَهٗ وَتَرَكَتْ كَدَرَهٗ فَصَفْوُهٗ لَكُمْ وَكَدَرُهٗ عَلَيْهِمْ قَالَهٗ لَمَّا اَخْبَرَهٗ عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ بِقَتْلِ رَجُلٍ مِّنْ حِمْيَرَ فِيْ غَزْوَةِ مُؤْتَةَ رَجُلًا مِّنَ الْعَدُوِّ وَمَنْعِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ اِيَّاهُ سَلَبَهٗ لَمَّا اسْتَكْثَرَهٗ بَعْدَ قَوْلِهٖ لِخَالِدٍ وَادْفَعْهُ اِلَيْهِ فَلَمَّا مَرَّ خَالِدٌ بِعَوْفٍ فَاَغْضَبَهٗ وَسَمِعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ الْحَدِيْثَ۔

مسلم میں عوف بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ دے اس کو اے خالد، نہ دے اس کو اے خالد بھلا تم چھوڑنے والے ہو میرے بنائے حاکموں کو تمہاری مثل اور ان حاکموں کی مثل تو ایسی ہے جیسے مثل اس مرد کی جس نے اونٹ اور بکریاں چرانے کو لیں سو ان کو چرایا پھر ان کے پیاس کا وقت تاکتا رہا سو لے گیا ان کو حوض پر سو اس میں وہ گھسیں پھر انھوں نے صاف صاف پانی کو پیا اور تلچھٹ کو چھوڑا سو صاف صاف تو تم کو ہے اور تلچھٹ ان پر یعنی غنیمت کا مال تو لشکر کو ہے اور سب لشکر کی فکر اور قصور ہو تو بدنامی اور مواخذہ حاکموں پر یہ حضرتؐ نے اس وقت فرمایا جب عوف بن مالک نے حضرتؐ کو خبر کی قوم حمیر سے ایک شخص کے مارنے کی کافر کو جنگ موتہ میں اور خبر کی خالد بن ولید نے اسباب نہ دیئے اس کو جبکہ خالد نے اس اسباب کو بہت مال جانا تھا بعد فرمانے حضرتؐ کے خالد سے کہ دے اسباب قاتل کو پھر جب خالد عوف کے پاس نکلے تو عوف نے خالد کو غصہ دلایا اور حضرتؐ نے اس کو سنا تو یہ حدیث فرمائی۔

ف اس حدیث کا مفصل قصہ یوں ہے کہ ہجری آٹھویں سال زید کو تین ہزار لشکر اسلام کا سردار کر کے ملک شام میں بھیجا اور حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر زید شہید ہو تو جعفر طیار سردار ہے اور اگر جعفر بھی شہید ہو تو عبداللہ بن رواحہ سردار ہے چنانچہ موتہ کے مکان میں نصاریٰ سے لڑائی ہوئی لشکر نصاریٰ لاکھ تھا۔ تینوں سردار شہید ہوئے کہ خالد بن ولید مسلمانوں کی صلاح سے سردار بنے آٹھ تلواریں اس دن ان کے ہاتھ میں ٹوٹ گئیں آخر رب خدا نے فتح نصیب کی اسی لڑائی میں قوم حمیر کے ایک مسلمان نے ایک کافر کو مارا اس کافر کا اسباب مانگا خالد نے کہ اس وقت حاکم تھے نہ دیا۔ عوف بن مالک اس حدیث کے راوی نے خالد سے کہا کہ اگر تم قاتل کو اسباب نہیں دیتے ہو تو میں تمہارا گلہ حضرتؐ سے کروں گا جب مدینے میں لشکر آیا تو عوف نے حضرتؐ سے خالد کا گلہ کیا حضرتؐ نے خالد سے فرمایا کہ قاتل کو تو نے اسباب کیوں نہ دیا خالد نے کہا کہ وہ اسباب بہت قیمتی تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا

کہ اب اس کا اسباب دے پھر خالد جو عوف کے پاس ہو کر نکلے تو عوف نے خالد کی چادر پکڑ کر کہا کہ کیوں جو میں
تم سے کہا تھا سو کر دکھلایا خالد کو بہت غصہ آیا جب یہ حال حضرتؐ نے سنا تب یہ حدیث فرمائی اور خالد کی
خاطرداری کی کہ اب اسباب نہ دے اور حاکموں کی قدردانی کی معلوم ہوا کہ بادشاہ کو سرداروں کی خاطرداری ضر
ہے تاکہ لشکر پر رعب رہے ہر ایک سپاہی سردار پر جرأت نہ کرے۔

(۱۰۹۷) م سَلَمَةُ بْنُ الْاَكْوَعِ مَنْ قَتَلَ الرَّجُلَ يَعْنِىْ عَيْنًا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَالُوْا ابْنُ الْاَكْوَعِ قَالَ لَهٗ سَلَبُهٗ اَجْمَعُ۔

مسلم میں سلمہ بن اکوعؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے پوچھا
کس نے اس آدمی کو مارڈالا یعنی کافروں کے جاسوس کو لوگوں
نے کہا سلمہ نے مارا ہے حضرتؐ نے کہا کہ اسکا تمام اسباب سلمہ کا

**ف** سلمہ سے روایت ہے کہ ہوازن ایک کافروں کی قوم تھی حضرتؐ سے دغا کی تھی اور لڑتے تھے ایک روز
ان کا جاسوس خبر لینے کو حضرتؐ کے لشکر میں آیا لوگوں کے ساتھ کھانا کھا کر سب حال دریافت کرکے اپنے اونٹ
پر سوار ہو کے بھاگا میں نے اس کو دوڑ کر پکڑا اور تلوار سے اس کو مار کر اونٹ کو مع اسباب لے آیا تب حضرتؐ نے
اس کا اسباب سب مجھ کو دیا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کافر مسلمانوں کے ملک میں بے امان آئے تو اس کا
قتل کرنا درست ہے۔

## ابوجہل کے قاتلوں کا ذکر

(۱۰۹۸) ق عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ كِلَاكُمَا قَتَلَهٗ يَعْنِىْ اَبَا جَهْلٍ فَالَّهٗ لِمُعَاذِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ وَمُعَاذِ بْنِ عَفْرَاءَ۔

بخاری اور مسلم میں عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے روایت ہے کہ
حضرتؐ نے فرمایا کہ تم دونوں نے اس کو قتل کیا یعنی ابوجہل
کو یہ حضرتؐ نے معاذ بن عمرو بن جموح اور معاذ بن عفراء سے فرمایا

**ف** ان دونوں نے حضرتؐ کو خبر دی کہ ہم نے ابوجہل کو مارا حضرتؐ نے دونوں کی تلواروں کو خون آلودہ
دیکھ کر حدیث فرمائی۔

قَرْيَةٍ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّمَا خُمُسُهَا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ هِيَ لَكُمْ

جس بستی والوں نے خدا اور اس کے رس
لڑائی کی تو البتہ اس کا پانچواں حصہ ا
بستی کے باقی چار حصے تمہارے ہیں۔

ف اس حدیث میں بیان ہے فے اور غنیمت کا یعنی جو ملک بدون جنگ کا فرو
سے قابو میں آیا وہ سب کا سب مال ہے بیت المال کا اس کو فے کہتے ہیں اس میں غا
اگر غازی وہاں جا کر ٹھہریں تو بطور عطا کے حصہ پاویں گے اس واسطے کہ مصارف بی
بھی داخل ہیں اور جو ملک جنگ سے فتح ہوا اس میں پانچواں حصہ بیت المال کا اور با
اس کو غنیمت کہتے ہیں۔

(۱۱۰۱) ق اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعَلِيٌّ وَعَائِشَةُ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ

بخاری اور مسلم میں ابوبکر صدیقؓ اور عمر فا
عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے
نہیں چھوڑتے ہمارے مال کا کوئی وارث
خدا کی راہ میں صدقہ ہے۔

ف بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام نے ابی بکر
بھیجا اپنے باپ کا حصہ مانگنے کو جو مدینے اور خیبر میں زمین تھی تب صدیق نے کہا کہ حضرتؐ
میں میراث نہیں جو ہم چھوڑیں سو صدقہ ہے خدا کی راہ میں اور البتہ محمدؐ کی آل یعنی بیبیاں اور اول
کے پاویں گے اور صدیقؓ نے کہا کہ جو حضرت اس مال میں کرتے تھے وہی میں بھی کروں گا۔ میری
اس میں نہ ہوگی۔ اس حدیث کا مضمون کئی بار اس کتاب میں مذکور ہو چکا ہے خلاصہ مطلب
فاطمہ علیہا السلام کو معلوم نہ تھا کہ پیغمبروں کے مال میں وراثت نہیں ہوتی اسی سبب سے ما
چپ رہیں اور اس حدیث کو صرف صدیقؓ ہی نے روایت نہیں کی جو کوئی بد اعتقاد طعنہ کر

جب اکثر اصحاب کی صلاح حضرتؐ نے فدیہ لینے پر دیکھی تو حضرت نے فدیہ لیکر ان کو چھوڑ دیا پھر اس مضمون کی آیت اتری کہ پیغمبر کو فدیہ لینا لائق نہ تھا تو حضرتؐ اور ابی بکر صدیقؓ ایک درخت کے قریب رونے لگے فاروقؓ نے کہا کہ یا حضرتؐ آپ کیوں روتے ہیں مجھ کو بھی بتائیے تاکہ میں بھی رووں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ اگر عذاب آتا تو سوائے عمر کے کوئی سلامت نہ رہتا اس واسطے کہ مال لینے کی ان کی مرضی نہ تھی۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ جس مقدمے میں وحی نہ ہوتی تھی تو حضرتؐ اس میں اجتہاد کرتے تھے اگر اس میں کچھ چوک ہو جاتی تھی تو حق تعالیٰ جلد خبردار کر دیتا تھا۔

## جنگِ بدر میں حضورؐ کا بارگاہِ الٰہی میں دعا فرمانا

(۱۱۰۳) **م** عُمَرُ اَللّٰهُمَّ اَنْجِزْ لِيْ مَا وَعَدْتَنِيْ اَللّٰهُمَّ آتِنِيْ مَا وَعَدْتَنِيْ اَللّٰهُمَّ اِنْ تُهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ لَا تُعْبَدْ فِي الْاَرْضِ۔

مسلم میں عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی پورا کر جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے الٰہی کہاں وہ فتح جس کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے الٰہی اگر تو نے اس اہل اسلام کی جماعت کو مار ڈالا تو زمین میں تیری بندگی نہ ہوگی۔

**ف** جنگِ بدر میں حضرتؐ نے دیکھا کہ باسامان ہزار آدمی کا کافروں کا لشکر ہے اور حضرتؐ کا لشکر بے سامان تین سو تیرہ آدمی کا ہے تب اضطراب سے یہ دعا کی سو خدا نے قبول کی حضرتؐ کی فتح ہوئی اور یہ جو فرمایا کہ اگر یہ اہل اسلام ہلاک ہوئے تو تیری عبادت پھر نہ ہوگی یعنی میرے بعد تو کوئی پیغمبر نہ ہوگا جو لوگوں کو میرے بعد ہدایت کرے شرک چھڑاوے سو اگر میں اور میرے ساتھی مسلمان ہلاک ہو گئے تو پھر کون صورت ہے خالص عبادت ہونے کی حضرتؐ کو زیادہ اضطراب یہی تھا کہ کہیں دینِ الٰہی نہ مٹ جائے۔ اگر کوئی کہے کہ جب خدا نے اس فتح کا وعدہ کیا تھا تو اتنے اضطراب کا کیا مقام تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرتؐ بے نیازی اور بے پرائی کی شان سے ڈرے وہ مالک ہے جو چاہے سو کر ڈالے اس کا کون ہاتھ پکڑنے والا ہے، بندگی اسی کا نام ہے کہ بندہ ڈرتا رہے کبھی نڈر نہ ہووے اور دوسرا سبب یہ تھا کہ تا اصحاب کو تمکین ہو اپنی بے سامانی سے نہ ڈریں اس واسطے کہ ان کو یقین تھا کہ حضرتؐ کی دعا بیشک مقبول ہے۔

## قیدیوں کے احکام

(۱۱۰۴) **ق** اَبُوْ هُرَيْرَةَ مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ قَالَهُ لِثُمَامَةَ ابْنِ اُثَالٍ قَبْلَ اِسْلَامِهٖ۔

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اے ثمامہ تیرے پاس کیا ہے یعنی کس فکر اور کس خیال میں ہے یہ حضرتؐ نے ثمامہ بن اثال سے کہا اس کے مسلمان ہونے سے پہلے۔

**ف** حضرتؐ نے ایک بار نجد کے ملک میں لشکر بھیجا وہاں قوم کا ایک سردار ملا جس کا ثمامہ نام تھا اس کو پکڑ لائے اور مسجد کے ستون میں اس کو باندھ دیا۔ جب حضرت اس طرف تشریف لائے تو یہ حدیث فرمائی یعنی کیا سوچ اور کس تدبیر میں ہے۔ ثمامہ نے کہا کہ خیریت ہے اے محمدؐ اگر تو نے مجھ کو مار ڈالا تو اپنے خونی دشمن کو مارا اور اگر احسان کر کے چھوڑ دیا تو شکر گذار مرد کو چھوڑا یعنی میں اس احسان کا حق مانا کروں گا اور اگر کچھ مال کی طلب ہو تو جو تیرا جی چاہے سو مانگ۔ پھر حضرتؐ وہاں سے ہٹ گئے۔ دوسرے روز حضرتؐ نے پھر فرمایا کہ اے ثمامہ

ہی خیال میں ہے۔ ثمامہ نے وہی جواب پھر دیا حضرتؐ اس کے پاس سے ہٹ گئے۔ تیسرے روز پھر حضرتؐ نے
اسی طرح پوچھا اور ثمامہ نے اسی طرح جواب دیا۔ پھر حضرتؐ نے حکم کیا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو۔ جب قید سے خلاصی
پائی تو ثمامہ باغ میں جا کر نہایا پھر حضرتؐ کی خدمت میں مسجد کے اندر آیا اور سچے دل سے مسلمان ہوا اور کلمہ پڑھا
اور کہا کہ اے محمدؐ روئے زمین پر میرے نزدیک تجھ سے زیادہ کوئی دشمن نہ تھا سو اب تو تیرے برابر کوئی میرا پیارا نہیں
اور تیرا دین میرے نزدیک سب دینوں سے برا معلوم ہوتا تھا سو اب سب دینوں سے میرے نزدیک تیرا دین افضل
ہو گیا اور تیرا شہر سب شہروں سے میرے نزدیک برا تھا سو اب تو سب سے زیادہ پیارا ہو گیا پھر کہا کہ یا حضرتؐ میں
حالت کفر میں عمرہ کا ارادہ کر کے چلا آپ کے لشکر نے مجھ کو پکڑ لیا، اب مجھ کو کیا حکم ہوتا ہے حضرتؐ نے اس کو بشارت
دی اور عمرہ ادا کرنے کو فرمایا۔ جب ثمامہ مکے میں گیا عمرے کے واسطے تو کفار مکہ نے کہا کہ اے ثمامہ تو کیا بے دین
ہو گیا ہے ثمامہ نے کہا بلکہ میں رسول اللہؐ کے ساتھ مسلمان ہوا ہوں، اس کو یاد رکھو کہ جب تک حضرتؐ حکم نہ دینگے
گیہوں کا ایک دانہ بھی ملک یمامہ سے تم کو نہ ملے گا۔ یمامہ ثمامہ کا ملک تھا وہاں سے اناج مکے میں آیا کرتا تھا۔

## یہودیوں کا حجاز سے نکالا جانا

(۱۱۰۷) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ اِعْلَمُوْا اَنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنِّیْ اُرِيْدُ اَنْ اُجْلِيَكُمْ فَمَنْ وَّجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهٖ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ وَ اِلَّا فَاعْلَمُوْا اَنَّمَا الْاَرْضُ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ قَالَهٗ لِلْيَهُوْدِ۔

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے یہود سے فرمایا کہ جان لو کہ تمہاری زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تم کو وطن سے نکالوں سو جو شخص کہ تم لوگوں میں سے اپنا مال پاوے سو چاہئے کہ بیچ ڈالے اور نہیں تو جان رکھو کہ زمین تو خدا اور اس کے رسول کی ہے۔

ف یہود بنی نضیر مدینے کے قریب رہتے تھے انھوں نے حضرتؐ سے دغا کا ارادہ کیا حضرتؐ نے ان کو
چند روز تک گھیرا پھر یہ حدیث فرمائی یعنی اٹھانے کا اسباب اٹھا لیجاؤ زمین اور باغات کے تم مالک نہیں رہے
چنانچہ وہ لوگ شام کے ملک میں نکل گئے اور ان کے مکانات اور باغات حضرتؐ کے تصرف میں آئے۔

(۱۱۰۸) م عُمَرُ لَاُخْرِجَنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ حَتّٰى لَآ اَدَعَ فِيْهَا اِلَّا مُسْلِمًا۔

مسلم میں عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں مقرر نکال دونگا یہود اور نصاریٰ کو عرب کے ٹاپو سے یہاں تک کہ سوائے مسلمان کے اس میں کسی کو نہ چھوڑوں گا۔

ف عرب مبدا اسلام ہے تو حکمت یہی تھی کہ وہاں سوائے مسلمانوں کے کوئی نہ رہے چنانچہ فاروق اعظمؓ
نے موجب اس حدیث کے یہود کو خیبر وغیرہ سے نکالا اور شام میں رکھا۔

(۱۱۰۹) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ يَا مَعْشَرَ الْيَهُوْدِ اَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا۔

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اے یہودیوں کے گروہ مسلمان ہو جاؤ تو بچے رہو یعنی قتل اور جزیہ اور دوزخ سے۔

ف یہ حضرتؐ نے مدینے کے یہودیوں سے فرمایا جب ان کے نکالنے کا ارادہ کیا۔

## حضورؐ کا حضرت حذیفہؓ سے ارشاد یا نومان

(۱۱۰۸) م حُذَيْفَةَ قُمْ يَا نَوْمَانُ قَالَهُ لَهُ صُبْحَةَ لَيْلَةِ الْأَحْزَابِ ؎

مسلم میں حذیفہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اٹھ او سونے والے حضرتؐ نے حذیفہؓ سے فرمایا جنگ خندق کی فجر کو۔

ف جنگ خندق میں کفار نے کئی دن تک مدینہ گھیرا ایک رات نہایت سرد ہوا چلی لوگ بدحواس ہو گئے تب حضرتؐ نے حذیفہ کو خبر کے واسطے بھیجا پھر حذیفہ کو اپنا کمل اڑھایا ان کو خوب نیند غفلت کی آ گئی تب حضرت نے یہ حدیث فرمائی باقی مفصل قصہ چوتھے باب میں گذرا۔

## حضورؐ کا روم کے بادشاہ ہرقل کے نام خط اور اسکا تفصیلی بیان

(۱۱۰۹) ق ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ إِلَى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ سَلَامٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّيْ أَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْإِسْلَامِ وَيُرْوٰى بِدَاعِيَةِ الْإِسْلَامِ أَسْلِمْ تَسْلَمْ وَأَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ وَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الْأَرِيْسِيِّيْنَ وَيَا أَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا إِلٰى قَوْلِهٖ فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ كَتَبَهٗ إِلٰى قَيْصَرَ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے روم کے بادشاہ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ یہ خط ہے محمد خدا کے رسول کا ہرقل کی طرف جو روم کا سردار ہے اس پر سلام ہے جو راہ راست پر چلا بعد اس کے میں تجھ کو بلاتا ہوں اسلام کی دعوت سے اسلام قبول کرنا کہ تو دین دنیا میں سلامت رہے اور تو مسلمان ہو جا خدا تجھ کو دوہرا ثواب دیگا یعنی ایک ثواب عیسوی دین قبول کرنے کا اور دوسرا ثواب محمدی ہونے کا اور اگر تونے اسلام نہ قبول کیا تو تیرے اوپر رعیت اور تابعداروں کا گناہ پڑیگا یعنی جب تو مسلمان نہ ہوا اور رعیت بھی مسلمان نہ ہوگی تو ان کی گمراہی کا عذاب تجھ پر ہوگا اور اے کتاب والو آ جاؤ اس بات پر جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے وہ بات یہ ہے کہ ہم اور تم خدا کے سوا کسی کی عبادت اور پرستش نہ کریں اور کسی چیز کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہراویں اور ہم میں سے بعضے آدمی بعضوں کو خدا کے سوا اپنا رب اور مالک نہ بناویں سو اگر اہل کتاب توحید سے منہ موڑیں تو ان سے کہدو کہ تم گواہ رہو کہ ہم تو مسلمان ہیں حکم الٰہی کے مطیع ہیں۔

ف صحیح بخاری میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ابوسفیان نے مجھ سے قصہ نقل کیا کہ جب ہم سے اور حضرتؐ سے حدیبیہ میں صلح ہوئی تو میں شام کے ملک میں تھا اسی زمانے میں حضرتؐ نے دحیۂ کلبی کے ہاتھ

؎ امام مسلم نے حدیث مذکور بالا بعد والی حدیث کو عنوان "جو عہد شکنی کرے اس کو قتل کرنا جائز ہے" میں ذکر کیا ہے (چشتی)

وم کے بادشاہ کو خط بھیجا سو دحیہ کلبی نے روم کے سردار کو خط دیا اس نے روم کے بادشاہ کو حوالے کیا ہرقل
نی روم کا بادشاہ اس وقت میں آیا تھا۔ ہرقل نے کہا کہ اگر اس شخص کا جو آپ کو پیغمبر جانتا ہے کوئی اہل قوم ہو
بلاؤ سو میری طلبی ہوئی مع چند قریش کے۔ ہرقل نے پوچھا کہ تم لوگوں میں سے کون شخص زیادہ تر قریب ہے
ں نے کہا کہ میں۔ تو مجھ کو لوگوں نے بادشاہ کے سامنے بٹھلایا اور میرے ساتھی میرے پیچھے بیٹھے پھر مترجم یعنی
وبھاشیا[1] طلب ہوا۔ بادشاہ نے کہا میرے ساتھیوں سے کہ میں اس شخص سے کچھ پوچھتا ہوں اگر یہ جھوٹ بولے تو
اس کو جھٹلائیو۔ ابوسفیان نے کہا کہ قسم خدا کی اگر دروغ گوئی مشہور ہونے کا ڈر نہ ہوتا تو میں حضرتؐ کے حال میں
چھ جھوٹ بولتا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ اس پیغمبر کا حسب اور نسب کیسا ہے۔ میں نے کہا ہم لوگوں میں نہایت شریف
ور عمدہ خاندان ہے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ اس کے باپ دادے میں کوئی بادشاہ بھی تھا میں نے کہا کہ نہیں، بادشاہ نے
پوچھا کہ نبوت کے دعوے سے پہلے کبھی جھوٹ بولنے کی تہمت بھی اس کو لگی ہے میں نے کہا کہ نہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ
سردار لوگ اس کے تابع ہوئے ہیں یا غریب لوگ، میں نے کہا غریب اس کے تابع ہوئے ہیں۔ بادشاہ نے کہا اس کے
ساتھی بڑھتے جاتے ہیں یا گھٹتے ہیں۔ میں نے کہا نہیں بلکہ بڑھتے جاتے ہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ کوئی ان میں سے
اس کے دین سے پھر بھی جاتا ہے ناخوش ہو کر۔ میں نے کہا نہیں۔ بادشاہ نے کہا، تم سے اور اس سے لڑائی بھی ہوئی
ہے میں نے کہا ہاں۔ بادشاہ نے لڑائی کا حال پوچھا کیا ہے میں نے کہا کبھی وہ ہم پر غالب ہوتا ہے کبھی ہم
اس پر غالب ہوتے ہیں۔ بادشاہ نے کہا کبھی قول کرکے دغا بھی کرتا ہے میں نے کہا کہ نہیں، لیکن اب ہم سے
اور اس سے صلح ہوئی ہے ہم کو نہیں معلوم کہ اب کیا کرنے والا ہے۔ ابوسفیان نے کہا واللہ اتنی بات کے سوا
کوئی اور بات کو میں نہ ملا سکا۔ بادشاہ نے کہا کہ تم لوگوں میں اس طرح نبوت کا دعویٰ کسی نے آگے بھی کیا ہے
یا نہیں۔ میں نے کہا کہ نہیں۔ پھر بادشاہ نے دو بھاشیے سے کہا کہدے کہ میں نے اس کا حسب اور نسب پوچھا
تو نے کہا کہ شریف اور عالی خاندان ہے سو پیغمبر لوگ اسی طرح سے اپنی قوم میں شریف اور نجیب اور عمدہ
خاندان ہوتے آئے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ اس کے باپ دادے میں کوئی بادشاہ تھا تو نے کہا نہیں سو اگر کوئی بادشاہ
ہوا ہوتا تو میں کہتا کہ یہ شخص نبوت کے پردے میں اپنے باپ دادے کی سلطنت چاہتا ہے اور میں نے اس کی
تابعداروں کا حال پوچھا کہ سردار ہیں یا غریب تو نے کہا غریب ہیں سو یہی حال ہے پیغمبروں کا کہ ان کی اول
غریب لوگ اطاعت کرتے ہیں یعنی بڑے آدمی غرور سے بے نصیب رہتے ہیں، اور میں نے پوچھا کہ نبوت سے
قبل کبھی اس کی دروغگوئی بھی ثابت ہوئی ہے تو نے کہا کہ نہیں تو میں نے جانا کہ جو کبھی آدمیوں پر جھوٹ نہ
باندھے گا بھلا وہ خدا پر کیونکر جھوٹ باندھے گا۔ اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ اس کے لوگ دین سے ناخوش ہو کر
بھی جاتے ہیں تو نے کہا کہ نہیں سو یہی حال ہے ایمان کے نور کا جب دل میں رچ گیا یعنی ایمان کی [illegible]
کہ اس کو تغیر نہیں ہوتا۔ اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ اس کے لوگ زیادہ ہوتے جاتے ہیں یا کم تو نے کہا زیادہ ہوتے
ہیں سو یہی حال ایمان کا ہے کہ اس کو ترقی ہوتی ہے یہانتک کہ کمال کو پہنچتا ہے اور میں نے کہا کہ اس کی لڑائی
کا کیا حال ہے تو نے کہا کہ کبھی وہ غالب ہوتا ہے اور کبھی ہم سو یہی سنت ہے پیغمبروں کی کہ اول ایمان والوں
کی آزمائش ہوتی ہے پھر انجام کو فتح نصیب ہوتی ہے۔ اور میں نے پوچھا کہ وہ دغا بھی کرتا ہے تو نے کہا کہ

[1] دو زبان جاننے والا۔

نہیں، سو یہی عادت ہوتی ہے پیغمبروں کی کہ وہ ہرگز دغا نہیں کرتے اور میں نے پوچھا کہ ایسا دعویٰ اس کی قوم میں کسی اور شخص نے بھی کیا تھا تو نے کہا کہ نہیں، سو اگر ایسا کسی نے دعویٰ کیا ہوتا تو میں یوں جانتا کہ یہ شخص بھی اپنی قوم کی راہ پر چلا اگلوں کی طرح اس کو بھی ہوس نے لیا۔ پھر بادشاہ نے کہا کہ کیا چیز تم کو بتلاتا ہے میں نے کہا کہ ہم کو نماز اور زکوٰۃ اور برادر پروری اور پرہیزگاری سکھاتا ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ اگر یہ سب باتیں سچی ہیں تو بیشک وہ شخص پیغمبر ہے اور میں آگے سے جانتا تھا کہ اس وقت میں پیغمبر ظاہر ہوا چاہتا ہے لیکن میرا یہ گمان نہ تھا کہ تم عرب لوگوں میں ہوگا اور اگر میں یہ جانتا کہ میں اس تک پہنچ سکوں گا تو میں اس کے دیدار کا عاشق ہوتا اور اگر میں اس کے پاس ہوتا تو میں اس کے قدم دھوتا اور البتہ اس کی سلطنت اور حکومت میرے قدم کے نیچے تک پہنچے گی پھر بادشاہ نے حضرتؐ کا یہ خط مانگا اور پڑھا جب وہ خط پڑھ چکا تو اہل دربار میں بہت گفتگو اور نہایت غل اور شور ہوا پھر ہم بموجب حکم کے دربار سے نکالے گئے۔ ابوسفیان نے کہا کہ جب ہمارا اخراج ہوا تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ محمدؐ کا یہ رتبہ پہنچا کہ بادشاہ روم اس سے ڈرتا ہے سو جیسے مجھ کو یقین ہو گیا تھا کہ حضرتؐ سب پر غالب ہونگے یہانتک کہ خدا نے مجھ کو اسلام میں داخل کیا۔ راوی نے کہا کہ پھر ہرقل نے روم کے سردار اپنے ایک مکان میں جمع کئے اور دروازوں میں قفل دیئے پھر ان سے کہا کہ اے روم کے لوگو اگر قیامت تک اپنی ہدایت اور بہتری چاہتے ہو اور اپنی سلطنت کا قیام چاہتے ہو تو اس پیغمبر کا ایمان لاؤ سو روم کے سردار سب بھڑکے اور گورخروں کی طرح بدکے اور بھاگے لیکن دروازے بند پائے پھر بادشاہ نے ان کو بلایا اور کہا کہ میں نے تمہارے دین کی مضبوطی آزمائی تھی شاباش جو بات مجھ کو پسند تھی وہی تم نے کی پھر تو ان لوگوں نے بادشاہ کو سجدہ کیا اور خوش ہوگئے۔

**ف** ہرقل روم کا بادشاہ نصرانی تھا اپنے دین کا بڑا عالم تھا اس پر حضرتؐ کی نبوت کی حقیقت ثابت ہوگئی تھی لیکن اپنی قوم کے خوف سے مسلمان نہ ہوسکا ہجری چھٹے سال حضرتؐ نے بادشاہوں کو خط لکھے اسلام کی دعوت کی سب بادشاہوں میں سے تین بادشاہ بدون لڑائی کے اسلام کو حق جان کر مسلمان ہوئے ایک حبش کا بادشاہ نصرانی، دوسرا یمن کا بادشاہ تیسرا عمان کا بادشاہ، اور مقوقس اسکندریہ اور مصر کے بادشاہ نے جس کا دین عیسوی تھا حضرتؐ کے خط کا یوں جواب لکھا کہ تمہارا کیا خوب دین ہے تم توحید الہٰی کی دعوت کرتے اور بت پرستی چھڑاتے ہو بلاشک ایک پیغمبر عیسیٰؑ کے بعد ہونے والا ہے میرا گمان یہ تھا کہ شاید کہیں اور ہوگا اور اس نے کچھ سونا اور ایک خچر جس کا دلدل نام تھا اور دو عورتیں یعنی ماریہ قبطیہ اور شیریں حضرتؐ کو تحفہ بھیجا لگاوٹ کی لیکن مسلمان نہیں ہوا اور ایران کے بادشاہ نے غرور سے حضرتؐ کا نامہ پھاڑ ڈالا حضرتؐ کی بددعا سے اس کے بیٹے نے اس کا پیٹ پھاڑا۔ عمر فاروقؓ اور حضرت عثمانؓ کی خلافت میں سب ملک فتح ہوئے کسی بادشاہ کا زور نہ رہا اسلام ہوگیا ہندوستان میں نصاریٰ کہتے ہیں کہ عیسیٰؑ کے بعد کسی پیغمبر کے ہونے کی خبر نہیں سو غلط کہتے ہیں اس واسطے کہ خود انجیل میں خبر موجود ہے کہ عیسیٰؑ کے بعد فارقلیط یعنی ہمارے حضرتؐ آویں گے دوسری دلیل یہ کہ حضرتؐ کے وقت کے نصرانی بادشاہوں نے عیسیٰؑ کے بعد نبی کے ہونے کا اقرار کیا چنانچہ ہرقل اور مقوقس کے کلام سے صاف ثابت ہوا اور حبش کا بادشاہ تو کھل کر مسلمان ہوا اور کسی بادشاہ نے حضرتؐ سے یہ نہیں کہا کہ عیسیٰؑ کے بعد کسی پیغمبر کا وجود نہیں تم کیوں پیغمبری کا دعویٰ کرتے ہو تو صاف ثابت ہوا کہ عیسیٰؑ

لے بعد پیغمبر کا انکار کرنا صریحاً حق پوشی اور نا انصافی ہے۔

## جنگِ حنین کا ذکر

(۱۱۱۰) م الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ هٰذَا حِيْنَ حَمِيَ الْوَطِيْسُ قَالَهٗ يَوْمَ حُنَيْنٍ۔

مسلم میں حضرت عباس بن عبد المطلبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ وقت ہے کہ تنور بھڑکا یعنی تنور جنگ خوب گرم ہوا یعنی گھمسان کی لڑائی ہوئی یہ حضرتؐ نے جنگ حنین کے دن فرمایا۔

ف پھر حضرتؐ نے چند سنگریزے کفار کی طرف پھینکے اور فرمایا کہ کفار بھاگے کعبے کے رب کی قسم پھر کفار کو شکست ہوئی۔

(۱۱۱۱) ق اَلْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَللّٰهُمَّ نَزِّلْ نَصْرَكَ قَالَهٗ يَوْمَ حُنَيْنٍ۔

بخاری اور مسلم میں براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں پیغمبر ہوں اس میں کچھ جھوٹ نہیں میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں الٰہی اپنی مدد اتار۔ یہ حضرتؐ نے جنگ حنین کے دن فرمایا۔

ف کسی شخص نے براء بن عازبؓ اس حدیث کے راوی سے پوچھا کہ تم اصحاب لوگ جنگ حنین میں کیا بھاگ گئے تھے تب انھوں نے کہا کہ واللہ حضرتؐ نے تو ہرگز پیٹھ نہیں پھیری البتہ لشکر کے اگلے لوگوں کے قدم اٹھ گئے تھے اور حضرتؐ سفید خچر پر سوار تھے پھر جب کافروں نے حضرتؐ کو نرغہ کر لیا تب حضرتؐ سواری سے نیچے اتر اور کافروں پر حملہ کر کے یہ حدیث فرمائی۔ حضرت نے اس کلام میں باپ دادا کے نام سے فخر نہیں کیا بلکہ اپنی نبوت کی حقیقت ثابت کی اس واسطے کہ کافروں نے اہل کتاب سے سنا تھا کہ عبد المطلب کی اولاد میں ایک پیغمبر پیدا ہوگا جو ملک گیری کرے گا

(۱۱۱۲) م اَلْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَيْ عَبَّاسُ نَادِ اَصْحَابَ السَّمُرَةِ قَالَهٗ يَوْمَ حُنَيْنٍ۔

مسلم میں حضرت عباس بن عبد المطلبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عباسؓ پکار درخت والوں کو یہ حضرتؐ نے جنگ حنین کے دن فرمایا۔

ف حضرت عباسؓ سے روایت ہے کہ جنگ حنین کے دن میں نے اور ابو سفیان بن حارث نے حضرتؐ کا ساتھ ایک دم نہ چھوڑا جب مقابلہ ہوا تو کافروں نے ہر طرف سے تیر اندازی کی مسلمانوں کے پیر اٹھ گئے اور حضرتؐ سفید خچر پر سوار کافروں پر حملہ کرتے تھے میں لگام کھینچتا تھا تا کہ حضرتؐ جلدی نہ کریں اور ابو سفیان رکاب پکڑے تھے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی جن لوگوں نے درخت کے نیچے جنگ حدیبیہ میں جانبازی کی بیعت کی ہے ان کو پکار۔ حضرت عباسؓ کی بڑی آواز تھی۔ حضرتؐ کی آواز سنتے ہی سب اصحاب لبیک لبیک کہتے ایسے جھکے جیسے گائیں اپنے بچوں کی طرف جھکتی ہیں پھر خوب لڑے اور حضرتؐ نے مٹھی بھر کنکریاں کافروں پر ماریں لڑائی فتح ہوگئی۔ جنگ حنین آٹھویں سال ہجری بعد فتح مکے کے ہوئی۔

## جنگِ بدر

(۱۱۱۳) م اَنَسٌ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتَضْرِبُوْنَهٗ اِذَا صَدَقَكُمْ وَلَتَتْرُكُوْنَهٗ

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا قسم اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ تم اس کو مارتے ہو جب وہ

إِذَا كَذَبَكُمْ يَعْنِي غُلَامًا أَسْوَدَ لِبَنِي الْحَجَّاجِ كَانَ عَلَى رَوَايَا قُرَيْشٍ يَوْمَ بَدْرٍ۔

تم سے سچ کہتا ہے اور اسکو چھوڑتے ہو جو تم سے جھوٹ بولتا ہے مراد بنی حجاج کا وہ سیاہ لڑکا ہے جو جنگ بدر کے دن قریش کے آبکش اونٹوں پر تھا۔

**ف** جنگ بدر میں جب حضرتؐ کا لشکر اترا تو حضرتؐ کے اصحاب ایک سیاہ لڑکے کو جو قریش کے آبکش اونٹوں میں تھا پکڑ لائے اور پوچھا کہ ابو سفیان اور اس کے لوگ کہاں ہیں اس نے کہا کہ میں ان کو نہیں جانتا لیکن ابو جہل وغیرہ تو فلانے مقام پر ہیں تو اصحاب اس کو مارنے لگے اس نے مار کے ڈر سے کہا کہ ابو سفیان وغیرہ بھی ہیں تو اصحاب نے اس کا مارنا چھوڑا پھر دوسری بار اس سے پوچھا اس نے کہا کہ مجھ کو ابو سفیان کی خبر نہیں لیکن ابو جہل وغیرہ تو موجود ہیں اصحاب نے اس کو پھر مارا اور حضرت نماز پڑھتے تھے جب حضرتؐ نے یہ حال دیکھا تب یہ حدیث فرمائی۔

## فتح مکہ

(۱۱۱۴) **ق** أَبُو هُرَيْرَةَ مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ وَمَنْ أَلْقَى السِّلَاحَ فَهُوَ آمِنٌ وَمَنْ أَغْلَقَ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ **قَالَهُ** يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا جس دن مکہ فتح ہوا کہ جو ابی سفیان کے گھر میں گھس گیا وہ پناہ میں ہے اور جس نے ہتھیار پھینک دیئے وہ پناہ میں ہے اور جس نے اپنا دروازہ بند کر لیا وہ پناہ میں۔

**ف** جب حضرتؐ دس ہزار کا لشکر لیکر مکہ فتح کرنے کو چڑھ گئے تو ایک روز فتح ہونے سے پہلے حضرت عباسؓ کے وسیلے سے ابو سفیان راہ میں مسلمان ہوئے۔ حضرت عباسؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ابو سفیان اپنی نام آوری کو بہت چاہتا ہے کچھ ایسا کیجئے کہ مکے میں اس کا نام ہو جائے۔ تب حضرتؐ نے مکے میں یہ فرمایا کہ جو ابو سفیان کے گھر میں ہے وہ پناہ میں آیا۔

(۱۱۱۵) **ق** أَبُو هُرَيْرَةَ فَإِنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ يُصَدِّقَانِكُمْ وَيَعْذِرَانِكُمْ **قَالَهُ** لِلْأَنْصَارِ

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا تمہارے اصحاب سے کہ مقرر خدا اور اس کا رسول تم کو سچا جانتے ہیں اور تمہارا عذر قبول کرتے ہیں۔

**ش** جب مکہ فتح ہوا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ جو ابو سفیان کے گھر گیا اس کو پناہ ہے تو بعضے انصاریوں نے کہا کہ حضرتؐ کو اپنے وطنی برادروں کی محبت غالب ہوئی خدا نے حضرتؐ کو اس بات سے آگاہ کیا تب حضرتؐ نے انصاریوں کو بلایا اور فرمایا کہ تم کہتے ہو کہ مجھ کو برادروں کی محبت غالب ہوئی ہے میں خدا کا بندہ ہوں اور اس کا رسول، اپنا وطن چھوڑ کر میں تمہاری بستی میں گیا۔ میری زندگی تمہاری زندگی کے ساتھ ہے میری موت تمہاری موت کے ساتھ ہے۔ انصاریوں نے عرض کی یارسول اللہ قسم ہے خدا کی کہ ہماری بات طعنے کی راہ کی نہ تھی فقط ہم کو یہی خوف ہوا کہ کہیں حضرتؐ ہماری بستی مدینہ چھوڑ کر مکے میں نہ رہ جاویں۔ سو اب ہماری خاطر جمع ہوئی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی تم سچ کہتے ہو تمہاری بات میں بناوٹ نہیں۔

(۱۱۱۶) ق أَبُوهُرَيْرَةَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ قُلْتُمْ أَمَّا الرَّجُلُ فَأَدْرَكَتْهُ رَغْبَةٌ فِي قَرْيَتِهِ قَالُوا قَدْ كَانَ ذَالِكَ قَالَ كَلَّا إِنِّي عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ هَاجَرْتُ إِلَى اللهِ وَإِلَيْكُمْ الْمَحْيَا مَحْيَاكُمْ وَالْمَمَاتُ مَمَاتُكُمْ

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اے گروہ انصار تم نے کہا کہ اس مرد کو یعنی پیغمبر کو خواہش ہوئی ہے اپنے شہر کی انصار نے کہا یہ بات تو مقرر ہوئی ہے حضرتؐ نے فرمایا یہ ہونا نہیں میں مقرر اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں نے ہجرت کی خدا کی طرف اور تمہاری طرف اب میری زندگی تمہاری زندگی کے ساتھ ہے اور میری موت تمہاری موت کے ساتھ ہے

ف مصابیح میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب مکہ فتح ہوا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ جو ابوسفیان کے گھر جاوے اس کو امان ہے اور جس نے ہتھیار ڈال دیئے اس کو امان ہے تب انصار نے کہا کہ حضرتؐ کو اپنے برادروں کی محبت ہوئی اور اپنی بستی کی طرف رغبت آئی حضرتؐ کو وحی سے یہ حال معلوم ہوا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔

(۱۱۱۷) م مُطِيعُ بْنُ الْأَسْوَدِ لَا يُقْتَلُ قُرَشِيٌّ صَبْرًا بَعْدَ هٰذَا الْيَوْمِ قَالَهُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ۔

مسلم میں مطیع بن اسود سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ قتل ہوگا کوئی قریش سے کوئی خواری اور قید سے اس دن کے بعد یہ حضرتؐ نے فتح کے دن فرمایا۔

ف ابن خطل ایک کافر تھا حضرتؐ کو اس نے بہت رنج دیا تھا فتح مکہ کے دن کسی نے حضرتؐ سے کہا کہ فلانا شخص کعبے کے پردے میں چھپا ہے حضرتؐ نے فرمایا اس کو مار ڈالو تو لوگ اس کی مشکیں باندھ کر پکڑ لائے پھر وہ قتل ہوا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی سب قریش مسلمان ہوں گے بعد اسلام کے کوئی مرتد نہ ہوگا جو اس طرح قید کر مارا جائے اور یہ مطلب نہیں کہ کوئی قریشی ظلم سے مارا نہ جاوے گا اس واسطے کہ بہت قریشی ظلم سے شہید ہوئے چنانچہ کربلا کا قصہ مشہور ہے اور فضل بن روزبہان اصفہانی نے اپنی شرح میں امام حافظ اسمعیل کی کتاب سیر سے یوں نقل کیا ہے کہ یہ حدیث حضرتؐ نے جنگ بدر کے بعد جب نضر بن حارث قتل ہوا تھا فرمائی۔ واللہ اعلم۔

## صلح حدیبیہ کا واقعہ

(۱۱۱۸) ق سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِنِّي رَسُولُ اللهِ وَلَنْ يُضَيِّعَنِي اللهُ أَبَدًا۔

بخاری اور مسلم میں سہل بن حنیف سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے خطاب کے بیٹے میں بیشک خدا کا پیغمبر ہوں اور خدا مجھ کو ہرگز ضائع نہ کرے گا

ف جنگ حدیبیہ میں حضرتؐ نے مصلحت جان کر کافروں سے ظاہر میں بہت دب کر صلح کی چنانچہ صلح میں یہ بھی داخل تھا کہ اگر کافروں کا آدمی مسلمان ہو کر حضرتؐ کے پاس آ جائے تو حضرتؐ اس کو کافروں کے حوالے کر دیں اور اگر کوئی مسلمان کافر کے پاس جائے تو کافر اس کو نہ دیویں۔ اصحاب کو اس کا بہت رنج تھا اور عمر فاروقؓ سے بسبب جوش اسلام کے رہا نہ گیا تو کہا کہ یا حضرتؐ ہم کیا حق پر نہیں ہیں اور ہمارے دشمن کافر باطل پر اور ہمارے مقتول بہشت میں اور ان کے دوزخ میں حضرتؐ نے فرمایا کہ ہاں یونہی ہے۔ عمر فاروقؓ نے کہا کہ پھر ہم کیوں اپنے دین میں اس طرح کی ذلت اختیار کریں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی میں حکم خدا کرتا ہوں خدا اپنے پیغمبر کو کبھی ضائع نہ کریگا۔ صلح حکمت سے خالی نہیں چنانچہ اس صلح سے بڑے بڑے فائدے ہوئے اور اسلام کی نہایت

ترقی ہوئی کہ حضرت نے کفارِ مکہ سے خاطر جمع ہو کر خیبر کو فتح کیا اور بہت جمعیت اور سامان حاصل کر کے آخر میں مکہ بھی فتح کیا یہ حکمت سوائے خدا اور رسول کے کسی کو معلوم نہ تھی اسی واسطے رنج میں تھے۔

## عہد کا پورا کرنا ضروری ہے

(۱۱۱۹) م حُذَيْفَةُ انْصَرِفَا نَفِيْ لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَنَسْتَعِيْنُ اللهَ عَلَيْهِمْ قَالَهُ لَهُ وَلِاَبِيْهِ۔

مسلم میں حذیفہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ تم دونوں پلٹ جاؤ ہم ان کافروں سے قول کو پورا کریں گے اور ان پر فتح پانے کی خدا سے مدد مانگیں گے۔ یہ حضرتؐ نے حذیفہ اور ان کے باپ سے فرمایا۔

ف حذیفہؓ سے روایت ہے کہ کفارِ قریش اور حضرتؐ سے دس برس کی صلح ہوئی تھی، اسی مدت میں میں اور میرا باپ مکے سے مدینے کو چلے، کافروں نے ہم کو پکڑا اور پوچھا کہ تم کہاں جاتے ہو ہم نے کہا کہ ہم مدینے جاتے ہیں کافروں نے کہا کہ تم ہماری صلح کو توڑنا چاہتے ہو تم ہم سے خدا کا قول کرو کہ ہم مدینے جا کر پلٹ آئیں گے اور پیغمبر کے ساتھ ہو کر نہ لڑیں گے ہم نے ان سے اسی طرح عہد کیا اور حضرتؐ سے اس کی خبر کی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ معلوم ہوا کہ قول پورا کرنا ضرور ہے اگرچہ کافروں سے کیا ہو۔

## جنگِ احزاب

(۱۱۲۰) م حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ اَلَا رَجُلٌ يَأْتِيْنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ جَعَلَهُ اللهُ مَعِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَهَا ثَلٰثًا لَيْلَةَ الْاَحْزَابِ۔

مسلم میں حذیفہ بن یمانؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کیا ایسا کوئی مرد نہیں جو ہم کو قوم کفار کی خبر لا دیوے خدا اسکو قیامت میں میرے ساتھ کرے۔ یہ حضرتؐ نے تین بار جنگِ احزاب کی رات میں فرمایا۔

ف جنگِ احزاب یعنی جنگِ خندق میں قریش وغیرہ کفار نے ہجوم کر کے مدینہ گھیر اتھا سو ایک رات نہایت سرد ہوا چلی شدت سردی سے کسی کو ہلنے کی طاقت نہ تھی اس وقت حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی کہ کوئی کافروں کی خبر لائے تو یہ عالی درجہ پائے۔ حذیفہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے تین بار یہ فرمایا لیکن کسی کو جرأت نہ ہوئی پھر حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اے حذیفہ تو اٹھ اور ان کی خبر لا تو مجھ کو اب کچھ عذر نہ رہا اس واسطے کہ میرا نام لیا خواہ نخواہ مجھ کو جانا پڑا اور حضرتؐ نے فرمایا کہ چپکے خبر لا وہاں کسی کو نہ چھیڑیو جب میں حضرتؐ کے پاس سے چلا تو مجھ کو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کہ میں حمام میں ہوں۔ جب میں وہاں پہنچا تو میں نے ابوسفیان کو دیکھا کہ آگ سے اپنی پیٹھ سینکتا ہے میں نے چاہا کہ ایک تیر اس کو ماروں لیکن حضرتؐ کی بات یاد کر کے میں رک رہا پھر میں پلٹ آیا اور حضرتؐ کو ان کی خبر پہنچائی تو حضرتؐ نے اپنا کمل جس پر نماز پڑھتے تھے مجھ کو اڑھایا۔ میں گرمی پاکر صبح تک سویا کیا جب صبح ہوئی تو حضرتؐ نے فرمایا کہ اٹھ اے بڑے سونے والے اس حدیث سے حذیفہؓ کی عمدہ فضیلت ثابت ہوئی۔

(۱۱۲۱) م حُذَيْفَةُ قُمْ يَا حُذَيْفَةُ فَأْتِنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ قَالَهُ

مسلم میں حذیفہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اٹھ اے حذیفہ اس قوم کی ہمارے پاس خبر لے آ۔ یہ حضرتؐ نے

لَیْلَۃَ الْاَحْزَابِ۔ — جنگ خندق کی رات فرمایا۔

## جنگ احد

(۱۱۲۲) م انس مَنْ یَرُدُّھُمْ عَنَّا وَلَہُ الْجَنَّۃُ قَالَہٗ سَبْعَ مَرَّاتٍ یَوْمَ اُحُدٍ۔

مسلم میں انس سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ کون ہے جو کافروں کو ہمارے اوپر سے ہٹا دے اور اس کے لیے جنت ہے یہ حضرت نے سات بار فرمایا جنگ احد کے دن۔

ف احد ایک پہاڑ ہے مدینے سے تین کوس وہاں حضرتؐ سے لڑائی ہوئی مشرکین مکہ تین ہزار تھے حضرتؐ کا لشکر ایک ہزار تھا حضرتؐ نے پچاس تیر اندازوں کا عبداللہ بن جبیر کو سردار کیا اور پہاڑ کی گھاٹی پر ان کو مقرر کیا اور فرمایا کہ کچھ ہو تم یہاں سے نہ ہٹو پھر لڑائی ہونے لگی تو حضرتؐ کی فتح ہوئی۔ لوگ کافروں کا اسباب لوٹنے لگے۔ تیر اندازوں نے بھی ارادہ لوٹنے کا کیا۔ عبداللہ بن جبیر نے منع کیا کہ ہم کو یہاں سے ہلنے کا حکم نہیں لوگوں نے نہ مانا، لوٹ میں پڑے۔ ناکا خالی ہو گیا۔ خالد بن ولید اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے اسی ناکے سے لشکر اسلام میں گھس پڑے لڑائی بگڑ گئی حضرتؐ پر کافروں کا ہجوم ہوا، پیشانی اور رخسار مبارک زخمی ہوا اگلے دانتوں پر پتھر لگا گر گئے اس وقت حضرتؐ نے فرمایا کہ جو ہمارے اوپر سے کافروں کو ہٹا دے وہ بہشت پائے۔ ایک صحابی نکلے اور کافروں سے لڑ کر شہید ہوئے۔ پھر کافروں کا ہجوم ہوا پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ جو ان کو ہٹائے وہ بہشت پائے دوسرے صحابی نکلے اور لڑ کر شہید ہوئے۔ اسی طرح سات بار حضرتؐ نے فرمایا تو سات صحابی شہید ہوئے اور لڑائی آخر ہو گئی زہے قسمت ان کی جو حضرتؐ پر فدا ہوئے۔

## جو حضورؐ کے ہاتھ سے قتل ہو جائے اس پر خدا کا سخت غضب ہوتا ہے

(۱۱۲۳) ق اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ عَلٰی قَوْمٍ فَعَلُوْا بِنَبِیِّہٖ یُشِیْرُ اِلٰی رَبَاعِیَتِہٖ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ عَلٰی رَجُلٍ یَقْتُلُہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ سخت غضب ہوا خدا کا اس قوم پر جنھوں نے خدا کے پیغمبر سے ایسا کیا حضرت اشارہ کرتے تھے اپنے دندان مبارک کے شہید ہونے پر۔ نہایت غضب ہے خدا کا اس مرد پر جس کو رسول اللہ قتل کرے راہ خدا میں۔

ف جنگ احد میں کافروں نے پتھر مارے حضرتؐ کا دانت شہید ہوا اور چہرۂ شریف پر کھرونچا لگا اور مونھ پر زخم آیا علی مرتضیٰؓ پانی سے حضرتؐ کا خون دھوتے تھے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی اسی لڑائی میں حضرتؐ نے اُبی بن خلف کو برچھی سے زخمی کیا چنانچہ وہ ملعون مکے جا کر اسی زخم کے صدمے سے مر گیا

## حضورؐ کو کافروں سے کیسی کیسی تکلیفیں پہنچیں

(۱۱۲۴) خغ عَائِشَۃُ لَقَدْ لَقِیْتُ مِنْ قَوْمِکِ وَکَانَ اَشَدَّ مَا لَقِیْتُ مِنْھُمْ یَوْمَ الْعَقَبَۃِ اِذْ عَرَضْتُ نَفْسِیْ عَلٰی ابْنِ عَبْدِ یَالِیْلَ بْنِ عَبْدِ کُلَالٍ فَلَمْ یُجِبْنِیْ اِلٰی مَا اَرَدْتُّ

بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ مقرر میں نے تیری قوم سے یعنی قریش سے تکلیف پائی اور نہایت سخت تکلیف میں نے ان سے اس دن پائی جب پہاڑ کی گھاٹی میں انصاریوں نے مجھ سے بیعت کی جس دم کہ میں نے آپ کو

غ صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۰۹۔

فَانْطَلَقْتُ وَاَنَا مَهْمُوْمٌ عَلٰی وَجْهِیْ فَلَمْ اَسْتَفِقْ اِلَّا وَاَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَاْسِیْ فَاِذَا اَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ اَظَلَّتْنِیْ فَنَظَرْتُ فَاِذَا فِیْهَا جِبْرَئِیْلُ فَنَادَانِیْ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ وَمَا رَدُّوْا عَلَيْكَ وَقَدْ بَعَثَ اِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَاْمُرَهٗ بِمَا شِئْتَ فِيْهِمْ فَنَادَانِیْ مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَیَّ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَاَنَا مَلَكُ الْجِبَالِ وَقَدْ بَعَثَنِیْ اِلَيْكَ رَبُّكَ لِتَاْمُرَنِیْ بِاَمْرِكَ فِيْمَا شِئْتَ اِنْ شِئْتَ اَنْ اُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْاَخْشَبَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ اَرْجُوْا اَنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ اَصْلَابِهِمْ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهٗ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا **قَالَہٗ** لَهَا حِيْنَ قَالَتْ هَلْ اَتٰى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ اَشَدَّ مِنْ يَوْمِ اُحُدٍ۔

ابن عبدیالیل بن عبد کلال کے سامنے کیا سو میں نے جو چاہا اس میرا کہنا نہ مانا یعنی اسلام قبول نہ کیا سو میں نے رنجیدہ ہو کر اپنی راہ لی تو میں ہوش میں نہ آیا مگر اس مکان میں میرے حواس درست ہوئے جس کا نام قرن الثعالب ہے سو میں نے اپنا سر اٹھایا تو ناگاہ میں نے بدلی دیکھی کہ اس نے مجھ پر سایہ کر لیا سو میں نے دیکھا تو اس میں جبرئیل ہے سو اس نے مجھ کو پکارا اور کہا کہ البتہ خدا نے سنا تیری قوم کا قول جو تیرے حق میں کہا اور جو تیری بات کو رد کیا اور البتہ خدا نے تیرے پاس پہاڑوں کا داروغہ فرشتہ بھیجا تا تو اس فرشتے سے حکم کرے جو تیرا ان کافروں کے حق میں جی چاہے پھر مجھ کو پہاڑوں کے داروغہ فرشتے نے پکارا سو مجھ کو سلام کیا پھر کہا اے محمد مقرر خدا نے سنا جو تیری قوم نے تیرے حق میں کہا اور میں فرشتہ ہوں پہاڑوں کا داروغہ اور مجھ کو خدا نے تیرے پاس بھیجا ہے تاکہ تو مجھ کو حکم کرے جو تیرا جی چاہے اگر تو چاہے تو کافروں پر مار دوں ان دونوں پہاڑوں کو جن کے درمیان مکہ ہے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ میں امیدوار ہوں کہ خدا ان کافروں کی پیٹھ سے وہ اولاد نکالے جو صرف خدا کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کا ساجھا نہ لگاویں یہ حضرتؐ نے حضرت عائشہؓ سے کہا جب کہ حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ یا حضرتؐ بھلا آپ پر جنگ احد کے دن سے بھی کوئی دن سخت گذرا۔

**ف** جبکہ ابوطالب اور حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہوا تو ظاہر میں حضرتؐ کا کوئی غمخوار اور حمایتی نہ رہا کفار قریش نے حضرتؐ کی تکلیف رسانی پر زیادہ تر کمر باندھی تو حضرت طائف میں تشریف لے گئے جو مکے سے دو منزل ہے وہاں کے رئیسوں سے یعنی ابن عبدیالیل اور مسعود اور حبیب سے مدد چاہی اور ان کو اسلام کی دعوت کی ان کمبختوں نے حضرتؐ کی کچھ بات نہ سنی بلکہ لڑکوں اور شہدوں کو بشکار دیا انھوں نے بہت بے ادبی حضرتؐ سے کی گالیاں دیں اور پتھروں سے حضرتؐ کی ایڑیاں زخمی کر ڈالیں پھر حضرتؐ غمگین وہاں سے پھرے جب قرن الثعالب میں پہنچے وہاں ٹھہرے اور یوں دعا کی کہ الٰہی میں اپنی ضعیفی اور عاجزی اور اپنی ناچاری اور لوگوں کے نزدیک اپنی بے قدری کا تیرے آگے گلہ کرتا ہوں تب جبرئیل اور پہاڑوں کا داروغہ فرشتہ حاضر ہوا لیکن حضرتؐ نے ان کافروں کی ہلاکی نہ چاہی سبحان اللہ کیا بے قیاس حضرتؐ میں صبر تھا کہ باوجود ایسی ایسی تکالیف کے اپنا کرم نہ چھوڑا الرسول خیرخواہ دشمناں کا عقدہ حضرتؐ سے حل ہوا جو حضرتؐ کا ایسا صبر اور کرم دریافت کرے سو وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ کا مطلب بخوبی بوجھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَيِّدِ

الصَّابِرِيْنَ وَاِمَامُ الْكَاظِمِيْنَ۔

(۱۱۲۵) **ق** اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اَيْ سَعْدُ اَلَمْ تَسْمَعْ اِلٰى مَا قَالَ اَبُوْ حُبَابٍ قَالَ كَذَا وَكَذَا **قَالَهٗ** لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ حِيْنَ عَادَهٗ وَاَبُوْ حُبَابٍ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ۔

بخاری اور مسلم میں اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اے سعد کیا تو نے نہیں سنا جو ابو حباب نے کہا اس نے یہ اور یہ کہا یہ حضرتؐ نے سعد بن عبادہ سے فرمایا جب ان کی بیمار پرسی کو تشریف لے گئے تھے اور ابو حباب کنیت ہے عبداللہ بن اُبی منافق کی۔

**ف** حضرتؐ ایک بار سعد بن عبادہ کی بیمار پرسی کو چلے راہ میں مسلمان اور مشرک ملے ہوئے ایک مجلس میں بیٹھے تھے اس وقت تک عبداللہ بن ابی ظاہری اسلام بھی نہ لایا تھا سواری کی ٹاپ سے گرد اڑی اس نے ناک بند کی اور کہا کیوں خاک اڑاتے ہو حضرتؐ نے سلام کیا کچھ وہاں کھڑے ہو کر وعظ کہا اور قرآن پڑھا عبداللہ بن ابی نے کہا کلام تو اچھا کرتے ہو لیکن ہم کو تکلیف نہ دو اپنے گھر بیٹھو جو وعظ و نصیحت کیا کرو جو تمہارے پاس آوے اس کو سمجھاؤ۔ عبداللہ بن رواحہ صحابی وہاں موجود تھے انھوں نے کہا یا رسول اللہ آپ بخوشی تشریف لا کر ارشاد کیجیے اگرچہ یہ نہیں سنتا تو ہم تو قرآن پر قربان ہیں۔ پھر تو مسلمانوں اور کافروں میں نہایت لڑائی ہونے قریب تھا کہ تلوار چلے۔ حضرتؐ نے سب کو چپکا کیا۔ پھر سعد بن عبادہ کے گھر گئے یہ حدیث فرمائی سعد نے کہا یا رسول اللہ وہ حسد کی جہت سے معذور ہے اس واسطے کہ حضرتؐ کے تشریف لانے سے پہلے یہاں کے لوگوں نے چاہا کہ اس کے سر پر سرداری اور بادشاہی کا تاج رکھیں اب جو آپ دین حق لائے تو اس کی ریاست میں خلل پڑا۔ اس واسطے وہ ایسی باتیں کرتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ریاست کا غرور آدمی کو دینداری سے اکثر باز [illegible]

(۱۱۲۶) **ق** ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ **قَالَهٗ** ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِاَبِيْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَاُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ وَعُقْبَةَ بْنِ اَبِيْ مُعَيْطٍ وَذَكَرَ السَّابِعَ وَلَمْ اَحْفَظْهُ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَوَالَّذِيْ بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ لَقَدْ رَاَيْتُ الَّذِيْنَ سَمّٰى صَرْعٰى ثُمَّ سُحِبُوْا اِلَى الْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ **قَالَ** الصَّنْعَانِيُّ مُؤَلِّفُ هٰذَا الْكِتَابِ السَّابِعُ هُوَ عُمَارَةُ بْنُ الْوَلِيْدِ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا الٰہی پکڑ لے قریش کو یہ حضرتؐ نے تین بار کہہ کر فرمایا الٰہی پکڑ لے ابی جہل بن ہشام کو اور عتبہ بن ربیعہ کو اور شیبہ بن ربیعہ کو اور ولید بن عتبہ کو اور امیہ بن خلف کو اور عقبہ بن [illegible] راوی کہتا ہے کہ حضرتؐ نے ساتویں شخص کو بھی ذکر کیا [illegible] مجھ کو یاد نہیں رہا عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا قسم ہے اس کی جس نے محمدؐ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا جن کا حضرتؐ نے [illegible] مقتول ہیں نے ان کی لاشیں پڑی دیکھیں [illegible] ڈالے گئے یعنی بدر کے کنوئیں میں [illegible] نے کہا کہ وہ ساتواں شخص جس کو راوی [illegible]

**ف** روایت ہے کہ حضرتؐ مکے میں کعبے کے سامنے نماز پڑھتے تھے ابوجہل اور کفار قریش وہاں بیٹھے تھے جب حضرتؐ سجدے میں گئے تو ان ناپاکوں نے اونٹ کی اوجھڑی حضرتؐ کی پیٹھ پر ڈال دی [illegible]

رکھدی اور ہنسنے لگے اور ایک دوسرے پر حوالہ کرنے لگے کہ فلانے شخص نے یہ حرکت کی دوسرا کہتا تھا کہ نہیں فلانے نے کی اور حضرتؐ اسی طرح سجدے میں رہے۔ فاطمہ زہراؓ نے جب یہ سنا تو گھبرائی ہوئیں آکر حضرتؐ کی پیٹھ سے اس کو اتارا تب حضرتؐ نے ان کو یہ بددعا دی۔ اول مجمل قریش کو ذکر کیا پھر بڑے بڑے موذیوں کا مفصل نام لیا چنانچہ وہ لوگ جنگ بدر میں مارے گئے اور کنوئیں میں ڈالے گئے لیکن امیہ بن خلف حضرتؐ کے ہاتھ سے زخمی ہو کر مکے میں جا کر مر گیا اور یہ جو مصنف نے کہا کہ ساتواں شخص عمارہ بن ولید ہے یہ بات خوب نہیں بنتی اس واسطے کہ کہتے ہیں کہ عمارہ کی موت حبش کے ملک میں ہوئی۔ واللہ اعلم

## کعب بن اشرف سردار یہود کا قتل

(۱۱۲۷) ق جَابِرٌ مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْاَشْرَفِ فَاِنَّهُ قَدْ اٰذَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔

بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کون ایسا ہے کہ جو کعب بن اشرف کو مار ڈالے بیشک اس نے بہت رنج دیا ہے اللہ اور اس کے رسول کو۔

ف کعب بن اشرف یہودیوں کا سردار تھا اور شاعر تھا حضرتؐ کی اور حضرتؐ کے اصحاب کی ہجو کرتا تھا کافروں کو حضرتؐ کے ساتھ لڑنے کے واسطے شوق دلاتا تھا اس واسطے حضرتؐ نے اس کے قتل کا حکم دیا تھا تو محمد بن مسلمہ اور چند اصحاب اس کے قلعے میں جو مدینے کے پاس تھا گئے اور اس کو دم دے کر باہر لائے پھر محمد بن مسلمہ نے اس کا سر کاٹ کر حضرتؐ کے پاس لا ڈالا حضرتؐ بہت خوش ہوتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو اللہ اور رسولؐ کو برا کہے اس کا قتل کرنا واجب ہے۔

## حضورؐ کا جنگ خیبر میں واللہ لولا اللہ ما اھتدینا وغیرہ پڑھنا

(۱۱۲۸) ق اَلْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ وَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا وَالْمُشْرِكُوْنَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَيْنَا۔

بخاری اور مسلم میں براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا قسم خدا کی اگر نہ ہوتی خدا کی رحمت تو ہم دین کی راہ نہ پاتے اور نہ صدقے دیتے اور نہ نماز پڑھتے۔ سو اتار دے تسکین کو ہم پر اور قدم کو جما دے اگر کفار سے ہم ملیں یعنی لڑائی کے وقت قدم نہ ہٹے اور مشرکوں نے البتہ ہم پر زیادتی کی ہے جب وہ فتنے فساد کا ارادہ کرتے ہیں ہم ان کی بات کو نہیں مانتے۔

ف سال چہارم میں کافروں نے حضرتؐ پر ہجوم کیا حضرتؐ نے پناہ کے واسطے مدینے کے گرد خندق کھدائی حضرتؐ خندق سے مٹی نکالتے جاتے تھے اور یہ حدیث فرماتے تھے۔

## جنگ ذی قرد

(۱۱۲۹) م سَلَمَةُ بْنُ الْاَكْوَعِ يَا سَلَمَةُ اَيْنَ حَجَفَتُكَ اَوْ دَرَقَتُكَ الَّتِيْ اَعْطَيْتُكَ۔

مسلم میں سلمہ بن اکوعؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اے سلمہ کہاں ہے تیری ڈھال جو میں نے تجھ کو دی تھی۔

ف حضرتؐ نے سلمہؓ کو ایک چمڑے کی ڈھال دی تھی سلمہؓ نے کسی اور کو دے ڈالی تھی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔

## جنگ ذی قرد سے واپسی پر حضورؐ کا ابو قتادہؓ کی تعریف فرمانا

(۱۱۳۰) **ق** سَلَمَةُ بْنُ الْاَكْوَعِ كَانَ خَيْرَ فُرْسَانِنَا الْيَوْمَ اَبُوْ قَتَادَةَ وَ خَيْرَ رَجَّالَتِنَا سَلَمَةُ **قَالَهٗ** مُنْصَرَفَهٗ مِنْ ذِيْ قَرَدٍ۔

بخاری اور مسلم میں سلمہ بن اکوعؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہمارے سواروں میں بہتر سوار آج ابو قتادہ ہے اور ہمارے پیادوں میں بہتر پیادہ سلمہ ہے یہ حضرتؐ نے ذی قرد سے پلٹتے ہوئے فرمایا۔

**ف** ذی قرد ایک چشمہ ہے یا گاؤں کا نام ہے ابو قتادہ اور سلمہ انصاری صحابی ہیں حضرتؐ نے ان کی سپہ گری و راستادی کی تعریف فرمائی۔

## اپنے آپ پر دوسرے کو مقدم رکھنا

(۱۱۳۱) **م** سَلَمَةُ بْنُ الْاَكْوَعِ اِنَّكَ كَالَّذِيْ قَالَ الْاَوَّلُ اَللّٰهُمَّ اَبْغِنِيْ حَبِيْبًا هُوَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ **قَالَهٗ لَهٗ**۔

مسلم میں سلمہ بن اکوعؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ مقرر تو ویسا ہے جیسا اگلے زمانے میں کوئی مثل کہہ گیا ہے کہ اے خدا مجھ کو ایسا دوست دے جو میرے نزدیک میری جان سے پیارا ہو۔ یہ حضرتؐ نے سلمہ بن اکوع سے فرمایا۔

**ف** حضرتؐ نے کسی لڑائی میں سلمہ بن اکوع کو ڈھال دی۔ سلمہؓ نے کسی اور اپنے دوست کو دی حضرتؐ نے پوچھا کہ تیری ڈھال کہاں ہے، سلمہ نے کہا کہ میں نے اپنے دوست کو دی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی اپنی جان پر دوست کو مقدم رکھنا عمدہ بات ہے۔

## عورتوں کا مردوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہونا

(۱۱۳۲) **م** اَنَسٌ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ كَفٰى وَاَحْسَنَ **قَالَهٗ** يَوْمَ حُنَيْنٍ

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اے ام سُلیم کافروں کے شر کو خدا کفایت کر گیا اور اس نے ہم پر احسان کیا۔ یہ حضرتؐ نے جنگِ حنین کے دن فرمایا۔

**ف** حضرتؐ نے ام سلیمؓ کو خنجر باندھے دیکھا پوچھا کہ یہ کیوں تو نے باندھا ہے ام سلیم نے کہا یا رسول اللہؐ میں نے اس ارادے سے باندھا کہ اگر کوئی کافر میرے قریب ہو تو اس کا پیٹ پھاڑ ڈالوں تو حضرتؐ نے ہنس کے یہ حدیث فرمائی یعنی خدا کے کرم سے فتح ہو چکی تیرے خنجر کی اب کچھ حاجت نہیں۔

## بلا ضرورت جہاد میں کافروں سے مدد لینے کی ممانعت

(۱۱۳۳) **م** عَائِشَةُ اِنَّا لَا نَسْتَعِيْنُ وَيُرْوٰى لَنْ نَسْتَعِيْنَ بِمُشْرِكٍ۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہم مدد نہیں چاہتے، اور دوسری روایت میں یوں ہے کہ ہم کبھی مشرک بت پرست سے مدد نہ مانگیں گے۔

**ف** حضرت جب جنگ بدر کو چلے تو ایک پہلوان آیا اور کہنے لگا کہ میں تمہاری مدد کو آیا ہوں حضرتؐ نے پوچھا کہ تو مسلمان ہوا ہے اس نے کہا کہ نہیں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ معلوم ہوا کہ امام کافروں سے مدد نہ چاہے شاید کہ دغا کریں۔

## عورتوں کیلئے مقبول حج جہاد کے برابر ہے

(۱۱۳۴) خ عَائِشَۃُ لٰکِنَّ اَفْضَلَ الْجِھَادِ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ۔ [1]

بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم کو افضل جہاد مقبول حج ہے۔

ف بخاری میں روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے حضرتؐ سے کہا کہ یا رسول اللہ ہم جہاد کو افضل عبادت دیکھتے ہیں اگر فرمائیے تو ہم بھی جہاد کریں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی عورتوں پر جہاد فرض نہیں ان کے حق میں مقبول حج جہاد کے برابر ہے۔ مقبول حج وہ ہے جس میں گناہ نہیں۔

## جہاد کی فضیلت

(۱۱۳۵) خ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ ھَلْ تَسْتَطِیْعُ اِذَا خَرَجَ الْمُجَاھِدُ اَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَکَ فَتَقُوْمَ وَلَا تَفْتُرَ وَتَصُوْمَ وَلَا تُفْطِرَ قَالَہٗ لِرَجُلٍ قَالَ لَہٗ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ یَّعْدِلُ الْجِھَادَ۔ [2]

جہاد کا ثواب

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تجھ سے ہو سکتا ہے جب غازی جہاد کو نکلے کہ تو اپنی مسجد میں داخل ہو کر نماز میں کھڑا رہے اور کسی دم نماز نہ چھوڑے اور روزہ رکھے اور کبھی نہ توڑے یہ حضرتؐ نے اس مرد سے فرمایا جس نے حضرتؐ سے کہا کہ مجھ کو وہ عمل بتائیے جو جہاد کے برابر ہو۔

ف یعنی اگر تو ہر وقت شب و روز نماز پڑھا کرے اور ہمیشہ بلا ناغہ روزہ رکھا کرے تو البتہ جہاد کے برابر ثواب پائے لیکن آدمی سے یہ نہیں ہو سکتا تو جہاد کے برابر کوئی عبادت ممکن نہیں۔

## حضورؐ کا حضرت ام حارثہ سے ارشاد "تمہارا لڑکا تو جنت الفردوس میں ہے"

(۱۱۳۶) خ اَنَسٌ یَا اُمَّ حَارِثَۃَ اِنَّھَا جِنَانٌ فِی الْجَنَّۃِ وَاِنَّ ابْنَکِ اَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْاَعْلٰی۔ [3]

بخاری میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے حارثہ کی ماں حال تو یوں ہے کہ بہشت میں کئی بہشتیں ہیں اور مقرر تیرا بیٹا پہنچا بہت اونچی بہشت میں۔

ف حارثہ بدر میں شہید ہوا تھا اس کی ماں نے حضرتؐ کے پاس آکر کہا کہ یا رسول اللہ اگر حارثہ جنت میں ہو تو میں اس کے غم میں صبر کروں اور اگر جنت کے سوا کہیں اور ہو تو محنت کر کے اس کو رولوں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی یہ نہ سمجھ کہ بہشت فقط ایک ہی ہے بلکہ بہشت میں کئی بہشتیں ہیں ایک سے ایک اعلیٰ اور تیرا بیٹا فردوس بریں میں ہے جو سب سے عمدہ اور بلند ہے۔

## حضورؐ کا ایک خواب

(۱۱۳۷) خ سَمُرَۃُ رَاَیْتُ اللَّیْلَۃَ رَجُلَیْنِ اَتَیَانِیْ فَصَعِدَا بِیَ الشَّجَرَۃَ فَاَدْخَلَانِیْ دَارًا ھِیَ اَحْسَنُ وَاَفْضَلُ

بخاری میں سمرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے آج کی رات دو مردوں کو دیکھا سو وہ مجھ کو ایک درخت پر چڑھا لیگئے پھر مجھ کو انھوں نے ایک گھر میں داخل کیا کہ بہت اچھا اور

---

[1] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "جہاد کی فضیلت" میں ذکر کیا ہے۔ —— [2] امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان "جہاد کرنے والوں کے مراتب مختلف ہیں" میں ذکر کیا ہے —— [3] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "نامعلوم تیر لگنے سے شہید ہو جانے کا بیان" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

لَمْ اَرَ قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهَا قَالَا اَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَاءِ۔

بہتر تھا میں نے اس سے بہتر کبھی نہیں دیکھا ان دونوں مردوں نے کہا کہ یہ گھر تو شہیدوں کا گھر ہے۔

**ف** یہ حضرتؐ نے خواب میں دیکھا۔

## راہِ خدا میں قدموں کا گرد آلود ہونا

(۱۱۳۸) **خ** اَبُوْ عَبْسٍ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جَبْرٍ مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ حَرَّمَهُ اللّٰہُ عَلَی النَّارِ۔

بخاری میں روایت ہے عبدالرحمٰن بن جبرؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ راہِ خدا میں جس کے پیر گرد میں بھرے خدا نے اس پر دوزخ حرام کی۔

**ف** راہِ خدا میں یعنی جہاد یا حج میں یا سب عبادتوں میں لیکن فی سبیل اللہ جہاد میں زیادہ تر مستعمل ہے۔

## حضورؐ کی سخاوت کا بیان

(۱۱۳۹) **خ** جُبَیْرُ بْنُ مُطْعِمٍ اَعْطُوْنِیْ رِدَائِیْ فَلَوْ کَانَ لِیْ عَدَدَ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمًا لَقَسَمْتُهُ بَیْنَکُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْنِیْ بَخِیْلًا وَّلَا کَذَّابًا وَّلَا جَبَانًا قَالَهٗ مَقْفَلَهٗ مِنْ حُنَیْنٍ۔

بخاری میں جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا مجھ کو میری چادر دو سو اگر میرے پاس اس جنگل کے درختوں کے شمار کے برابر اونٹ ہوتے تو سب میں تم کو بانٹ دیتا پھر تم مجھ کو بخیل اور جھوٹا اور نامرد نہ پاتے۔ یہ حضرتؐ نے حنین سے پلٹتے فرمایا۔

**ف** حنین کی لڑائی میں ہزاروں اونٹ اور گھوڑے اور بھیڑ بکریاں حضرتؐ کو ملیں حضرتؐ نے سب تقسیم کردیں جب حضرتؐ وہاں سے پلٹے تو راہ میں گنوار لوگ حضرتؐ کو لپٹنے اور مانگنے لگے یہاں تک کہ حضرتؐ کی چادر اتار لی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ اس حدیث سے کمال سخاوت اور نہایت حلم حضرتؐ کا ثابت ہوا کہ سوائے نبی کے بشر سے ممکن نہیں۔

## سچی نیت کا ثواب

(۱۱۴۰) **خ** اَنَسٌ اِنَّ اَقْوَامًا خَلْفَنَا بِالْمَدِیْنَةِ مَا سَلَکْنَا شِعْبًا وَّلَا وَادِیًا اِلَّا وَهُمْ مَعَنَا حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ۔

بخاری میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مدینہ میں کچھ لوگ ہم سے چھوٹ کر مدینے میں رہ گئے تھے پہاڑوں کی اونچی نیچی راہ چلنے میں جو ہم کو ثواب ہوا اس میں وہ بھی ہمارے ساتھ شریک ہوئے ناچاری نے ان کو روک لیا تھا۔

**ف** حضرتؐ نے جنگ تبوک کا ارادہ کیا تو چند مسلمانوں کے پاس سواری اور سفر کا سامان نہ تھا وہ حضرتؐ کے ساتھ نہ جا سکے ناچار ہو کر مدینے میں رہ گئے جب کہ حضرتؐ وہاں سے پھرے تب راہ میں یہ حدیث فرمائی یعنی اس سفر کی تکلیف میں جتنا ہمارے ساتھیوں کو ثواب ہوا اتنا ان کو بھی اس واسطے کہ وہ دل سے ساتھ تھے اگرچہ ناچاری سے ظاہر میں چھوٹ رہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سچی نیت کا دین میں بڑا دخل ہے۔

---

[۱] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "لڑائی بہادری یا بزدلی" میں ذکر کیا ہے۔ — [۲] امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان "کسی عذر کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہونا جائز ہے" میں ذکر کیا ہے۔ (حشی)

## اللہ کی راہ میں مال و دولت خرچ کرنے کا ثواب

(۱۱۴۱) ق ابوھریرۃ من انفق زوجین فی سبیل اللہ دعاہ خزنۃ الجنۃ کل خزنۃ باب تقول ای فل ھلم فقال ابوبکر رضی اللہ عنہ یا رسول اللہ ذاک الذی لا توی علیہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لارجو ان تکون منھم۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو شخص جوڑا دے گا خدا کی راہ میں بلاویں گے اس کو بہشت کے چوکیدار سب چوکیدار بہشت کے دروازوں کے کہیں گے او میاں فلانے ادھر آیئے تو ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس شخص کو تو کسی طرح ٹوٹا نہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ البتہ مجھ کو امید ہے کہ تو انھیں لوگوں میں ہے جن کو سب بہشت کے فرشتے خوشی سے بلائیں گے۔

خیرات کی فضیلت اور حضرت صدیق اکبرؓ کے حق میں بشارت

ف جوڑا خرچ کرے یعنی دو اشرفی دے یا دو روپے یا دو پیسے یا دو گھوڑے یا دو کپڑے یا دو روٹیاں اسی طرح ہر چیز کا جوڑا۔ اس حدیث سے بڑی فضیلت ابی بکر صدیقؓ کی اور بہشتی ہونا ان کا ثابت ہوا۔

## جہاد کے موقعہ پر سامان وغیرہ کی چوکی داری کرنا

(۱۱۴۲) خ ابوھریرۃ تعس عبد الدینار وعبد الدرھم وعبد الخمیصۃ ان اعطی رضی وان لم یعط سخط تعس وانتکس واذا شیک فلا انتقش طوبی لعبد اخذ بعنان فرسہ فی سبیل اللہ اشعث رأسہ مغبرۃ قدماہ ان کان فی الحراسۃ کان فی الحراسۃ وان کان فی الساقۃ کان فی الساقۃ ان استاذن لم یؤذن لہ وان شفع لم یشفع۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ منہ کے بل گر پڑا اشرفی کا بندہ اور روپے کا بندہ اور سیاہ کمبل دھاری کا بندہ اگر اس کو دیجیے تو راضی رہے اور اگر نہ دیجیے تو ناخوش ہو اوندھا گرا اور الٹا ہوگیا اور اگر اس کے کانٹا چبھے تو نہ نکال سکے خوشی ہو جو اس بندے کو جو اپنے گھوڑے کی باگ راہ خدا میں پکڑے ہے اس کے سر کے بال بکھرے اور اس کے دونوں قدم گرد میں بھرے اگر اس کو چوکیداری میں رکھئے تو چوکیداری میں رہے اور اگر اس کو لشکر کے پیچھے حفاظت کے واسطے مقرر کیجیے تو وہیں رہے اگر وہ سردار پاس آنے کی اجازت مانگے تو اس کو اجازت نہ ملے اور اگر کسی کی سفارش کرے تو نہ قبول ہو۔

گمنام غازی کی فضیلت جو اپنے امیر کی اطاعت میں مصروف ہو اور حریص کی ملامت

ف اس حدیث میں لالچی کی نہایت مذمت اور گمنام غازی کی کمال فضیلت کا بیان ہے لالچی کو بندۂ دینار اور بندۂ درہم اور بندۂ پوشاک اس واسطے فرمایا کہ لالچ کے سبب سے اس سے دینداری اور خدا کی بندگی نہیں ہو سکتی شب و روز اس کی عمر دنیا حاصل کرنے میں بسر ہوتی ہے تو حقیقت میں وہ خدا کا بندہ نہ رہا دنیا کا بندہ ہوگیا عرب لوگ سیاہ کمبل دھاری دار کو بہت پسند کرتے تھے اس واسطے حضرتؐ نے اس کو ذکر کیا لیکن مراد ہر قسم کا عمدہ لباس ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دینداری کے ساتھ گمنامی اور لوگوں میں بے قدری خدا کو نہایت پسند ہے۔

## سفر میں خدمت کرنے کا ثواب

(۱۱۴۳) خ انس ذھب المفطرون الیوم بالاجر۔

بخاری میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ آج روزہ کھولنے والے ثواب کو لے گئے۔

**ف** مصابیح میں انسؓ سے روایت ہے کہ ہم حضرتؐ کے ساتھ سفر میں تھے سو بعضے اصحاب روزہ دار تھے اور بعضے بے روزہ تھے موسم گرمی کا تھا۔ جب منزل پہنچے تو روزہ دار لوگ گر پڑے اور بے روزہ لوگوں نے خیمے قائم کیے اور اونٹوں کو پانی پلایا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی خدمت کا ثواب آج صرف بے روزہ داروں کو نصیب ہوا۔

## اللہ کی راہ میں ایک دن پاسبانی کرنے کی فضیلت

(۱۱۴۴) خ سَهْلُ ابْنُ سَعْدٍ رِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا وَمَوْضِعُ سَوْطِ اَحَدِكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا وَالرَّوْحَةُ يَرُوْحُهَا الْعَبْدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ الْغَدْوَةُ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا۔

بخاری میں سہل بن سعد سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ راہ خدا میں دارالاسلام کی سرحد پر چوکیداری کرنا بہتر ہے تمام دنیا اور دنیا کی آرائش سے اور بہشت میں تمہارے کوڑے رکھنے کا مکان بہتر ہے تمام دنیا و دنیا کی آرائش سے اور جہاد میں اول روز یا آخر روز بندے کا کوشش کرنا بہتر ہے تمام دنیا اور دنیا کی آرائش سے۔

**ف** آخرت کا ثواب اور آخرت کا کمتر مکان تمام دنیا سے اس واسطے بہتر ہوا کہ دنیا فانی ہے اور آخرت عمدہ اور باقی

## امیروں کو رزق غریبوں کے سبب سے ملتا ہے

(۱۱۴۵) خ سَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ۔ [1]

بخاری میں سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم کو فتح اور روزی نہیں ملتی مگر اپنے ناچار اور غریبوں کے سبب سے۔

**ف** یعنی اپنی قوت اور تدبیر پر گھمنڈ نہ کرو تم کو فتح اور روزی غریبوں ہی کی برکت سے ملتی ہے تو ان کی خدمت اور خاطرداری اپنے حق میں غنیمت سمجھو ان کو ناچیز اور ذلیل مت جانو۔

## تیراندازی کی ترغیب دلانا

(۱۱۴۶) خ سَلَمَةُ بْنُ الْاَكْوَعِ ارْمُوْا بَنِيْ اِسْمٰعِيْلَ فَاِنَّ اَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا۔ [2]

بخاری میں سلمہ بن اکوعؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ تیراندازی سیکھو اے اسمٰعیلؑ کی اولاد اس واسطے کہ تمہارا باپ تیرانداز تھا

**ف** چند انصار تیراندازی کرتے تھے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی اور فرمایا کہ ہم فلانی قوم کے ساتھ ہیں تو دوسری قوم نے تیراندازی موقوف کی حضرتؐ نے فرمایا کہ تم کیوں نہیں تیراندازی کرتے انھوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم کیونکر تیر لگاویں اور آپ تو اس قوم کے ساتھ ہیں اور ہمارے ساتھ نہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ تیر لگاؤ ہم سب کے ساتھ ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انصار حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد ہیں تیراندازی کی اس واسطے تاکید فرمائی کہ جہاد کا وسیلہ ہے۔

---

[1] امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان "سفر میں ساتھیوں کی مدد کرنا چاہیے" میں ذکر کیا ہے۔ —— [2] یہاں ارموا بنی اسرائیل فان اباکم کان رامیا ہونا چاہیے بخاری میں روایت اسی طرح ہے۔ بخاری ج ا ص۴۰۷۔ (حشتی)

## یہودیوں سے جنگ کی پیشینگوئی

(۱۱۴۷) خ اَبُوْهُرَيْرَةَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوا الْيَهُوْدَ حَتّٰى يَقُوْلَ الْحَجَرُ وَرَآءَهُ الْيَهُوْدِيُّ يَا مُسْلِمُ هٰذَا يَهُوْدِيٌّ وَرَآئِيْ فَاقْتُلْهُ۔

بخاری میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہانتک کہ تم اے مسلمانوں یہودیوں کو قتل کروگے یہانتک کہ کہے گا پتھر جس کے پیچھے یہودی چھپا ہوگا اے مسلمان یہ یہودی ہے میری آڑ میں سو تو اس کو مار ڈال۔

ف قیامت کے قریب دجال نکلے گا اس لشکر میں اکثر یہودی ہوں گے جب عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے دجال مارا جائے گا تو مسلمان اس وقت یہودیوں کو چن چن کے قتل کریں گے۔

## چوڑے اور گول گول منھ والوں سے جنگ کی پیشینگوئی

(۱۱۴۸) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ۔[1]

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہانتک کہ تم لڑوگے اس قوم سے جن کے منھ جیسے ڈھالیں ہیں تہ بتہ جمی ہوئیں یعنی موٹے منھ گول گول۔

## رومیوں سے جنگ کی پیشینگوئی

(۱۱۴۹) ق اُمُّ حَرَامٍ بِنْتُ مِلْحَانَ اَوَّلُ جَيْشٍ مِّنْ اُمَّتِيْ يَغْزُوْنَ مَدِيْنَةَ قَيْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ۔

بخاری اور مسلم میں ام حرام ملحان کی بیٹی سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ پہلا لشکر میری امت کا جو روم والے بادشاہ کے شہر یعنی قسطنطنیہ سے لڑیگا وہ بخشے گئے۔

ف ام حرام سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت میرے گھر میں سوئے اور ہنستے ہوئے جاگے میں نے پوچھا کہ یا حضرتؐ آپ کی اس خوشی کا کیا سبب ہے تب حضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میری امت کے لوگ جہاز پر سوار جہاد کرتے ہیں جیسے بادشاہ اپنے تختوں پر تجمل ہوتے ہیں سو جو لشکر کہ اول سمندر میں جہاد کریگا ان کو بہشت واجب ہوئی۔ میں نے کہا یا حضرت دعا کیجئے کہ میں ان غازیوں میں شریک ہوں حضرتؐ نے فرمایا کہ تو ان میں داخل ہے چنانچہ ام حرام اپنے خاوند یعنی عبادہ بن صامت کے ساتھ معاویہ کی حکومت شام کے ملک سے سمندر میں جہاز پر سوار ہو کر روم کے جہاد میں شریک ہوئیں پھر جہاز سے اتر کے گھوڑے پر سے گر کے شہید ہوئیں ام حرام سے روایت ہے کہ حضرت اسی دن دوسری بار سوئے پھر ہنستے ہوئے جاگے میں نے پوچھا کہ یا حضرتؐ خوشی کا کیا سبب ہے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی جو لشکر کہ قسطنطنیہ سے لڑے گا اس کے گناہ معاف ہوگئے میں نے کہا کہ یا حضرتؐ میں بھی ان غازیوں میں ہوں گی حضرتؐ نے فرمایا کہ تو ان میں نہیں تو اول قسم کے غازیوں میں ہے۔ یہ حدیث معجزہ ہے کہ حضرتؐ نے جیسے آئندہ کی بات کی خبر دی ویسی ہی ہوئی۔

(۱۱۵۰) ق اُمُّ حَرَامٍ بِنْتُ مِلْحَانَ اَوَّلُ جَيْشٍ مِّنْ اُمَّتِيْ يَغْزُوْنَ الْبَحْرَ قَدْ اَوْجَبُوْا۔

بخاری اور مسلم میں ام حرام ملحان کی بیٹی سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اول لشکر میری امت سے جو سمندر میں جہاز پر چڑھ کر کافروں سے لڑے گا ان پر بہشت واجب ہوئی۔

[1] امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان "ان لوگوں سے جنگ کی پیشینگوئی جو بال کی جوتیاں پہنتے تھے" میں ذکر کیا ہے۔ (حشی)

## انسان یا جانور کو جلانا درست نہیں

(۱۱۵۱) خ اَبُوْھُرَیْرَۃَ اِنِّیْ کُنْتُ اَمَرْتُکُمْ اَنْ تُحَرِّقُوْا فُلَانًا وَّفُلَانًا وَاِنَّ النَّارَ لَا یُعَذِّبُ بِھَا اِلَّا اللّٰہُ فَاِنْ وَجَدْتُمُوْھُمَا فَاقْتُلُوْھُمَا قَالَ الصَّغَانِیُّ مُؤَلِّفُ ھٰذَا الْکِتَابِ اَحَدُ الرَّجُلَیْنِ ھَبَّارُ بْنُ الْاَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَالْاٰخَرُ نَافِعُ بْنُ عَبْدِ الْقَیْسِ[1]

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ میں نے تم کو حکم کیا تھا کہ فلانے فلانے آدمی کو جلا دیجیو اور مقرر آگ سے جلانا اور عذاب کرنا سوائے خدا کے کسی کو نہ چاہیئے سو تم اگر ان دونوں کو پاؤ تو قتل کرنا کہا صغانی اس کتاب کے بنانے والے نے کہ ان دونوں آدمیوں سے ایک تو ہبار بن اسود بن عبدالمطلب تھا اور دوسرا عبدالقیس تھا۔

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آگ سے جلانا یا داغنا آدمی یا جانور کو بڑا گناہ ہے لیکن بیماری میں داغنا جب دوائی اور علاج نہ ہو سکے تو ناچاری سے درست ہے۔

(۱۱۵۲) خ اِبْنُ عَبَّاسٍ اِنَّ النَّارَ لَا یُعَذِّبُ بِھَا اِلَّا اللّٰہُ۔ [2]

بخاری میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر عذاب نہیں کرتا آگ سے مگر خدا یعنی آگ سے جاندار کو جلانا ہرگز درست نہیں، خدا کو خاص ہے۔

ف حضرتؐ نے ایک بار کہیں لشکر بھیجا اور فرمایا کہ اگر فلاں شخص ملے تو اس کو جلا دیجیو پھر جب وہ روانہ ہوئے تو ان کو بلایا اور جلانے سے منع کیا پھر یہ حدیث فرمائی اور اس کے قتل کا حکم کیا۔

## حضورؐ کا حضرت طلحہؓ کے گھوڑے کی تعریف فرمانا

(۱۱۵۳) ق اَنَسٌ مَا رَاَیْنَا مِنْ شَیْءٍ وَّاِنْ وَّجَدْنَاہُ لَبَحْرًا یَعْنِیْ فَرَسَ اَبِیْ طَلْحَۃَ الَّذِیْ کَانَ یُقَالُ لَہٗ مَنْدُوْبٌ[3]

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہم نے تو کچھ نہیں دیکھا اور اس گھوڑے کا قدم تو دریا پایا مراد ابوطلحہ کا گھوڑا ہے جس کو مندوب کہتے تھے۔

حضورؐ کی عمدہ شجاعت کا ذکر اور بیمار گھوڑے کا تیز رو ہو جانا۔

ف ایک بار مدینے میں بڑی ہول پڑی رات کو حضرتؐ ابوطلحہؓ کا گھوڑا عاریتہً لیکر سوار ہو کے تنہا سب سے آگے نکل گئے اصحاب پیچھے دوڑتے تھے جب معلوم ہوا کہ کچھ نہ تھا تو حضرتؐ وہاں سے پھرے تب یہ حدیث فرمائی یہ گھوڑا نہایت سست قدم مشہور تھا حضرتؐ کی برکت سے نہایت تیز قدم ہو گیا تھا چنانچہ حضرتؐ نے اس کی تعریف کی۔ اس حدیث سے کمال شجاعت حضرتؐ کی معلوم ہوئی کہ خوف کی حالت میں رات کو تنہا آگے بڑھ جانا کمال شجاعت پر دلیل ہے۔

## خدا کی راہ میں جہاد کرنے والوں کو خرچ اور سواریاں دینا

(۱۱۵۴) ق اَبُوْھُرَیْرَۃَ لَوْلَا اَنْ یَّشُقَّ

بخاری اور مسلم ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ

---

[1] امام بخاری نے حدیث مذکور اور اس کے مابعد والی حدیث کو عنوان "سفر کرتے وقت اپنے اعزہ اور احباب کو رخصت کرنا" میں ذکر کیا ہے ——— [2] یہ حدیث بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے حضرت ابن عباسؓ سے نہیں ———
[3] امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان "ہراس پھیل جانے کے وقت امام کا تحقیق حال کے لئے سوار ہو کر (پہلے) نکل جانا" میں ذکر کیا ہے۔ ——— [4] صحیح بخاری میں "منی" کے الفاظ مروی نہیں۔ (حشیتی)

عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِیَّۃٍ وَلٰکِنْ لَّا اَجِدُ حَمُوْلَۃً وَّلَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُھُمْ عَلَیْہِ وَیَشُقُّ عَلَیَّ اَنْ یَّتَخَلَّفُوْا عَنِّیْ۔

اگر مسلمانوں پر رنج نہ ہوتا تو میں کسی لشکر کا ساتھ نہ چھوڑتا و[لیکن] میں بار برداری اور سواری نہیں پاتا اور میرے پاس وہ چ[یز] نہیں جس پر سب اصحاب کو سوار کروں اور مجھ پر رنج ہوتا ہے کہ مسلمان مجھ سے چھوٹ رہیں۔

ف سریہ اس لشکر کو کہتے ہیں جو نو سپاہیوں سے زیادہ ہوں اور حضرتؐ ان کے ساتھ تشریف نہ لیگئے ہو[ں] یعنی حضرتؐ کی کمال دلی خواہش تھی کہ ہر ایک لڑائی میں شریک ہوں لیکن ابتدائے اسلام میں بے اسبابی او[ر قلت] سواری سے سب اصحاب ساتھ نہ جا سکتے تھے۔ اس سبب سے حضرتؐ بھی رک جاتے تھے اور حضرتؐ کو بدون اصحاب کے جانا اس واسطے پسند نہ آتا تھا کہ نہ جانے والے جہاد کے ثواب سے محروم رہتے۔ اس حدیث میں جہا[د] کی فضیلت اور رفیقوں کی رعایت رکھنے کا بیان ہے۔

## مسافر کی سفر میں بھی وہی عبادتیں لکھی جاتی ہیں جو وہ بحالتِ اقامت کرتا تھا

(۱۱۵۵) خ اَبُوْمُوْسٰی اِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ اَوْسَافَرَ کُتِبَ لَہٗ مِثْلُ مَا کَانَ یَعْمَلُ مُقِیْمًا صَحِیْحًا۔

بخاری میں ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب بیمار ہوتا ہے بندہ یا سفر کرتا ہے تو اس کا ثواب ویسا ہی لکھا جاتا ہے جیسا وہ اپنے وطن میں اور صحت کی حالت میں کرتا تھا۔

ف یعنی بیمار کی عبادت اور نماز خواہ بیٹھے ہو خواہ لیٹے خواہ تیمم سے تو اس کا ثواب صحت کی نماز کے برابر ہے جو کھڑے ہو کر پڑھتا تھا وضو سے اور سفر کی دو رکعتوں کا ثواب چار رکعت کے برابر ہے جیسا وطن میں پڑھتا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ وظیفہ اور نفلوں کا بھی ثواب پاویگا جو حالتِ صحت اور وطن میں کرتا تھا اور اب بیماری اور سفر سے نہیں کر سکتا۔

## تنہا سفر کرنا

(۱۱۵۶) خ اِبْنُ عُمَرَ لَوْ یَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی الْوَحْدَۃِ مَا سَارَ رَاکِبٌ وَّحْدَہٗ بِلَیْلٍ اَبَدًا۔

بخاری میں عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر لوگ جانیں جو کہ تنہائی میں ضرر ہے تو رات کو کوئی سوار تنہا کبھی نہ چلے۔

ف معلوم ہوا کہ رات کو تنہا سفر کرنا درست نہیں اس واسطے کہ اس میں دینی اور دنیاوی دونوں نقصان ہیں دینی نقصان تو یہ کہ نماز جماعت سے محروم رہا اور دنیاوی یہ کہ تنہائی میں رات کو وحشت اور وہم اور ضرر راہزن اور شیر وغیرہ کا اکثر ہوتا ہے اور جب رات میں سوار کو سفر کرنا منع ہوا تو پیادے کو زیادہ تر نادرست ہے مثل مشہور ہے کہ الرفیق ثم الطریق۔

## قیدیوں کو زنجیر میں باندھنا

(۱۱۵۷) خ اَبُوْھُرَیْرَۃَ عَجِبَ اللّٰہُ مِنْ قَوْمٍ یَّدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ فِی السَّلَاسِلِ۔

بخاری میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ عجب معاملہ کیا خدا نے ان لوگوں سے جو بہشت کو جائیں گے زنجیروں میں۔

ف یعنی اکثر کافر بندی میں گرفتار ہوتے ہیں پھر اسلام کی ہدایت پاکر بہشت میں داخل ہوں گے اور بعضے کہتے ہیں کشش الٰہی کی زنجیر مراد ہے یعنی جس کو خدا نے اپنی طرف کھینچ لیا بہشت میں داخل ہوا۔

## خدا کا عذاب یعنی آگ کی سزا نہ دینا چاہیے

(۱۱۵۸) خ اِبْنُ عَبَّاسٍ لَا تُعَذِّبُوْ بِعَذَابِ اللّٰهِ۔ بخاری میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ عذاب نہ کرو خدا کے خاص عذاب سے یعنی آگ سے کسی کو نہ جلاؤ۔

ف علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے زندیق یعنی بے دین لوگوں کو جلوا ڈالا جب عبداللہ بن عباسؓ نے یہ سنا تو یہ حدیث پڑھی اور کہا کہ اگر میں اس وقت ہوتا نہ جلاتا بلکہ ان کو قتل کرتا اس واسطے کہ حضرتؐ نے فرمایا ہے کہ جو اسلام کو چھوڑ کر اور دین بدلے اس کو مار ڈالو۔

## اگر مشرک مسلمان کو جلا دے تو کیا اس کو بھی جلایا جائیگا

(۱۱۵۹) ق اَبُوْ هُرَيْرَةَ قَرَصَتْ نَمْلَةٌ نَبِيًّا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ فَاَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ فَاُحْرِقَتْ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ اَنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ اَحْرَقْتَ اُمَّةً مِنَ الْاُمَمِ تُسَبِّحُ۔ بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا ایک چیونٹی نے کسی پیغمبر کو کاٹا تو اس نے حکم کیا سو چیونٹیوں کا مکان جلا دیا گیا تو خدا نے اس پیغمبر سے فرمایا کہ تجھکو ایک چیونٹی نے کاٹا تو نے مخلوقات کے ایک گروہ کو جلا دیا جو تسبیح کرتا تھا۔

ف حضرت موسیٰؑ نے جناب الٰہی میں عرض کی کہ الٰہی تو گنہگاروں کی بستیوں کو ہلاک کرتا ہے حالانکہ ان میں نیک لوگ بھی ہوتے ہیں خدا نے حضرت موسیٰ کی تفہیم چاہی تو حضرت موسیٰؑ کو گرمی بہت معلوم ہوئی ایک درخت کے سایے میں جاکر لیٹے وہاں ایک چیونٹی نے ان کو کاٹا۔ حضرت موسیٰؑ نے چیونٹیوں کا مکان جلوا دیا تب خدا نے فرمایا کہ تو نے ایک چیونٹی کے قصور میں سب چیونٹیوں کو جو یاد خدا کرتی تھیں کیوں جلوا دیا۔

(۱۱۶۰) ق اَنَسٌ مَا اَجِدُ لَكُمْ اِلَّا اَنْ تَلْحَقُوْا بِالذَّوْدِ فَقَالَهٗ لِرَهْطٍ مِنْ عُكْلٍ ثَمَانِيَةٍ اِجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَبْغِنَا رِسْلًا۔ بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں تمہارے واسطے کوئی علاج نہیں پاتا سوائے اس کے کہ تم اونٹوں میں جاکر ملو۔ یہ حضرت نے قوم عکل کے آٹھ آدمیوں سے فرمایا ان کو مدینے کی آب و ہوا ناموافق پڑی تھی سو انھوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ہمارے واسطے دودھ تلاش کیجئے۔

ف چند لوگ مسلمان ہو کر مدینے میں بیمار ہوئے جلندر کی بیماری ان کو تھی حضرتؐ کے اونٹ چرائی پر تھے ان کو وہاں بھیجدیا جب وہ دودھ سے اچھے ہوگئے تو چرانے والے کو اندھا کر اس کو قتل کر کے اونٹ ہانک لے چلے حضرتؐ نے ان کو پکڑ منگوایا اور گرم سلائی ان کی آنکھوں میں ڈال کے اندھا کیا پھر ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالے آخرش کو مر گئے۔ شرع میں قطاع الطریق اور ڈاکہ مارنے والوں کی یہی سزا ہے۔

## لڑائی کے موقعہ پر امیر کی مخالفت کا نتیجہ بد

(۱۱۶۱) خ اَلْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ اِنْ رَاَيْتُمُوْنَا تَخْطَفُنَا الطَّيْرُ فَلَا تَبْرَحُوْا مَكَانَكُمْ بخاری میں براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تم ہم کو دیکھو کہ چڑیاں ہم کو اچک لے گئیں تو بھی تم

حَتّٰی اُرْسِلَ اِلَیْکُمْ وَاِنْ رَاَیْتُمُوْنَا اَوْطَانَا هُمْ فَلَا تَبْرَحُوْا حَتّٰی اُرْسِلَ اِلَیْکُمْ قَالَہٗ یَوْمَ اُحُدٍ بِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جُبَیْرٍ وَّاَصْحَابِہٖ وَکَانُوْا خَمْسِیْنَ رَجُلًا۔

اپنے مکان سے نہ ہٹو جب تک کہ میں تم کو نہ بلا بھیجوں اگر تم ہم کو دیکھو کہ ہم نے ان کافروں کو اپنے قدموں کچل تو بھی تم اپنے مکان سے نہ ہٹو جب تک کہ میں تم کو نہ بلا بھیجوں یعنی خواہ ہماری شکست ہو خواہ فتح تم اپنے مکان سے بدون بلائے نہ ہٹیو۔ یہ حضرتؐ نے جنگ احد کے دن عبداللہ بن جبیر اور ان کے ساتھیوں سے جو پچاس جوان تھے فرمایا۔

**ف** جنگِ احد میں حضرتؐ نے کافروں کا سامنا کیا اور احد کے پہاڑ کو پشت پر دیا اور پہاڑ کے ناکے پر پچاس تیرانداز جن کے سردار عبداللہ بن جبیر تھے متعین کرکے ان سے یہ حدیث فرمائی۔ اول جب مسلمانوں نے حملہ کیا کافروں کی شکست ہوئی لوٹ شروع ہو گئی جو ناکے پر تیرانداز تھے کافروں کی شکست دیکھ کر وہ بھی لوٹنے لگے سردار کا کہنا نہ مانا جب ناکا خالی ہو گیا کافر ادھر سے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے بہ سبب شامت نافرمانی کے اسلام کی شکست ہوئی۔

## فتح مندی کے بعد دشمن کے ساتھ سختی سے پیش نہ آنا چاہئے

(۱۱۶۳) **ق** سَلَمَۃُ بْنُ الْاَکْوَعِ یَا ابْنَ الْاَکْوَعِ مَلَکْتَ فَاَسْجِحْ اِنَّ الْقَوْمَ یُقْرَوْنَ فِیْ قَوْمِهِمْ۔

بخاری اور مسلم میں سلمہ بن اکوعؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے اکوع کے بیٹے تو قابو پا چکا سو نرمی اور آسانی کر البتہ ان لوگوں کی مہمانی ہوتی ہوگی ان کی قوم میں۔

**ف** صحیح بخاری میں سلمہ بن اکوعؓ سے روایت ہے کہ مدینے کے قریب کئی کوس پر حضرتؐ کی اونٹنیاں چرائی پر تھیں صبح کو خبر ہوئی کہ اونٹنیوں کو غطفان کی قوم پکڑے لئے جاتی ہے سو میں نے مدینے کے جنگل میں تین بار چیخ ماری کہ لوگو دوڑو پھر میں ان کے پیچھے اکیلا دوڑا یہاں تک کہ میں ان کو پا گیا اور میں نے تیر مارنا شروع کیا اور میں یوں کہتا جاتا تھا کہ میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کمبختوں کی موت کا دن ہے سو ان کو پانی پینے کی فرصت نہ ہوئی اور میں نے ان سے سب اونٹنیاں چھین لیں اور ان کو ہانک لے چلا حضرتؐ کے پاس۔ راہ میں حضرتؐ ملے یعنی سواریوں کو لے کر ان پر دوڑے جاتے تھے سو میں نے کہا یا رسول اللہؐ وہ لوگ ابھی پیاسے ہیں میں نے ان کو پانی نہیں پینے دیا سو ان کے پیچھے جلد لشکر کو بھیجئے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی اپنی چیز حاصل ہوئی اور تو ان پر غالب ہوا اب درگذر کر جانے دے وہ اپنی قوم میں کھاتے پیتے ہوں گے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب دشمن پر غالب ہو چکے تو درگذر کرنا افضل بات ہے۔

## قیدی کو رہا کرنا

(۱۱۶۴) **خ** اَبُوْ مُوْسٰی فُکُّوا الْعَانِیَ وَاَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوْا

بخاری میں ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ چھڑاؤ قیدی کو اور کھانا کھلاؤ بھوکے کو اور خبر عافیت

---

۱؎ امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان "لڑائی کے موقعہ پر آپس میں جھگڑا اور اختلاف کرنے کی ممانعت" میں ذکر کیا ہے۔

۲؎ امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان "دشمن کو دور سے دیکھ کر یا صباحاہ جیسے الفاظ سے پکارنا" میں ذکر کیا ہے۔ (حقیقی)

تمریض۔ پوچھو بیمار کی۔

ف دشمن سے مظلوم کو چھڑانا قادر پر فرض ہے اور اطعام اور عیادت فرض کفایہ ہے۔

## حضورؐ کی ازواجِ مطہراتؓ کا خرچہ آپ کی وفات کے بعد کس طرح چلتا تھا

فدک کا قصہ اور انبیاء علیہم السلام کی میراث

(۱۱۶۴) ق اَبُوْهُرَیْرَةَ لَا تَقْتَسِمُ وَرَثَتِیْ دِیْنَارًا مَا تَرَکْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِیْ وَمَؤُنَةِ عَامِلِیْ فَهُوَ صَدَقَةٌ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ بانٹیں گے میرے وارث سونے کے دینار کے برابر بھی جو چھوڑ جاؤں میں بعد میری بیبیوں کے خرچ کے اور کارندے کی محنت کے سو صدقہ ہے خدا کی راہ میں۔

ف حضرتؐ کے پاس کچھ زمین مدینے میں تھی اور کچھ فدک اور خیبر میں۔ سو حضرتؐ کا معمول تھا کہ اس کے حاصلات سے اپنی بیبیوں کو سال بھر کا خرچ دیتے جو باقی رہتا تو اس کو محتاج مسلمانوں میں خرچ کیا کرتے تھے سو فرمایا کہ میرے وارث تو ایک دینار برابر بھی کچھ نہ بانٹیں گے باقی رہی یہ زمین سو بعد بیبیوں کے اور کارندے کے خرچ کے یہ بھی راہِ خدا میں صدقہ ہے۔ کارندے سے مراد یا خلیفہ ہے یا اس زمین کا عامل پیغمبر کے مال میں جو وراثت نہیں ہے سو اس کی یہ حکمت ہے کہ تا خلق کو معلوم ہو کہ پیغمبروں کی محنت اور جانفشانی صرف خدا ہی کے واسطے تھی دنیا کا کچھ لگاؤ نہیں یہاں تک کہ اولاد اور وارثوں کو بھی کچھ ان کا حصہ نہیں ملتا اور حضرت فاطمہؓ کو اول یہ حال معلوم نہ تھا اسی واسطے صدیق اکبرؓ سے باپ کا حصہ مانگا جب معلوم ہوا کہ پیغمبروں کے مال میں وراثت نہیں تو خاموش ہو رہیں اصل تقریر تو اتنی ہے باقی جھگڑے میں بیفائدہ۔

## حضورؐ کا مال غنیمت وغیرہ تقسیم فرمانا بھی امرِ الٰہی کے ماتحت تھا

(۱۱۶۵) خ اَبُوْهُرَیْرَةَ مَا اُعْطِیْکُمْ وَلَا اَمْنَعُکُمْ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ اَضَعُ حَیْثُ اُمِرْتُ۔ [1]

بخاری میں ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں تم کو نہیں دیتا اور تم سے نہیں روکتا میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں رکھتا ہوں جہاں مجھ کو حکم ہوتا ہے۔

ف حضرتؐ نے ایک بار مال تقسیم کیا بعضے لوگوں نے زیادہ مانگا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی دینا اور نہ دینا میری طرف سے نہیں خدا کی طرف سے ہے۔

## غازی اگر شہید ہوا تو جنت ورنہ اجر اور غنیمت

(۱۱۶۶) خ اَبُوْهُرَیْرَةَ تَکَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِیْ سَبِیْلِهٖ لَا یُخْرِجُهٗ مِنْ بَیْتِهٖ اِلَّا الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِهٖ وَتَصْدِیْقُ کَلِمَاتِهٖ اَنْ یُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ یَرُدَّهٗ اِلٰی مَسْکَنِهٖ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِیْمَةٍ۔ [2]

بخاری میں ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ضامن ہوگیا ہے خدا اس کا جس نے اس کی راہ میں جہاد کیا نہ نکالا ہو اس کو گھر سے مگر راہ خدا میں جہاد کی نیت نے اور آیات اور ارشادات کی تصدیق نے خدا اس بات کا ضامن ہوا کہ یا اس کو بہشت میں داخل کریگا یا اس کو اس کے وطن میں ثواب یا مال غنیمت کے ساتھ پھر لاویگا۔

---

[1] امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان اللہ تعالیٰ کا ارشاد فان للہ خمسہ وللرسول الایہ میں ذکر کیا ہے۔

[2] امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان حضورؐ کا ارشاد تم لوگوں کیلئے غنیمت حلال کر دی گئی ہے۔ میں ذکر کیا ہے۔ (حسینی)

**ف** یعنی خالص نیت والے غازی کا خدا ضامن ہے کہ اگر وہ شہید ہوا تو بہشت میں گیا اور اگر زندہ رہا تو ثواب یا غنیمت کا مال لیکر اپنے گھر میں آیا دونوں صورت میں اس کا بھلا ہے۔

## حضورؐ کا اسیران بدر کے بارے میں ارشاد

(۱۱۶۷) **خ** جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ لَوْ کَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِیٍّ حَیًّا ثُمَّ کَلَّمَنِیْ فِیْ هٰؤُلَاءِ النَّتْنٰی لَتَرَکْتُهُمْ یَعْنِیْ اُسَارٰی بَدْرٍ۔ [۱]

بخاری میں جبیر ابن مطعمؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور ان ناپاک گندوں کے حق میں سفارش کرتا تو میں ان کو چھوڑ دیتا۔ یہ حضرتؐ نے جنگ بدر کے قیدیوں کی طرف اشارہ کیا۔

**ف** مطعم بن عدی کے میں ایک کافر تھا حضرتؐ کے اوپر اس نے احسان کیا تھا سو فرمایا کہ اگر وہ زندہ ہوتا اور ان قیدیوں کی سفارش کرتا تو میں ان کو چھوڑ دیتا۔ معلوم ہوا کہ کافر کے احسان کے بدلے بھی احسان کرنا چاہیے۔

## انبیاء علیہم السلام پر تہمت باندھنے کی مذمت

(۱۱۶۸) **ق** ابْنِ مَسْعُوْدٍ یَرْحَمُ اللّٰهُ مُوْسٰی لَقَدْ اُوْذِیَ بِاَکْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ قَالَهٗ حِیْنَ سَمِعَ رَجُلًا قَالَ یَوْمَ حُنَیْنٍ وَاللّٰهِ اِنَّ هٰذِهٖ لَقِسْمَةٌ مَا عُدِلَ فِیْهَا وَلَا اُرِیْدَ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ۔ [۲]

انبیاء اور اولیا پر تہمت باندھنے کی مذمت۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا رحمت کرے موسیٰؑ پر البتہ وہ تو اس سے بھی زیادہ ایذا دیا گیا تھا پر اس نے صبر کیا یہ حضرتؐ نے اسوقت فرمایا جب ایک مرد کو سنا کہ جنگ حنین کے دن کہتا تھا کہ خدا کی قسم اس تقسیم میں کچھ انصاف نہ ہوا اور نہ اس سے کچھ خدا کی رضامندی مقصود ہوئی۔

**ف** جنگ حنین میں بہت مال غنیمت میں آیا تھا حضرتؐ نے مکے کے نومسلموں کو بہت سا مال دیا تاکہ دنیا لیکر ایمان کی قدر سمجھیں تو ایک مرد نے جس کا نام ذوالخویصرہ لقب تھا حضرتؐ پر طعن کی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ حضرت موسیٰؑ پر تہمت ہوئی تھی کہ انھوں نے اپنے بھائی ہارون کو مار ڈالا ادھمی کر کے سو خدا نے فرشتوں کو حکم کیا کہ ہارون کی لاش کو ان کو دکھلا دیویں آخر کو بے زخم لاش دیکھکر وہ ناپاک شرمندہ ہوئے خدا لعنت کرے بدگمانوں پر نہ پیغمبروں کو تہمت سے چھوڑتے ہیں نہ ان کے آل اور اصحاب کو۔

## حضورؐ کا حضرت جابرؓ کو بحرین کے مال کی آمد پر مال دینے کا وعدہ

(۱۱۶۹) **ق** جَابِرٍ لَوْ قَدْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَیْنِ قَدْ اَعْطَیْتُكَ هٰکَذَا وَهٰکَذَا وَهٰکَذَا قَالَهٗ لَهٗ۔ [۳]

بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر بحرین سے مال آوے گا تو میں تجھ کو دوں گا اس طرح اور اس طرح یعنی دونوں ہاتھ بھر کے تین بار دوں گا یہ حضرتؐ نے جابرؓ سے کہا تھا۔

---

[۱] امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان "حضورؐ کا بغیر خمس لئے قیدیوں کو رہا فرمادینا" میں ذکر کیا ہے۔

[۲] امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان "خمس کو حضورؐ کا غریبوں میں تقسیم فرمانا" میں ذکر کیا ہے۔

[۳] امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان "حضورؐ کا بحرین کے مال میں سے لوگوں کو جاگیریں دینا" میں ذکر کیا ہے۔ (حبشی)

**ف** جابرؓ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرتؐ نے یہ وعدہ کیا تھا حضرتؐ کی زندگی میں بحرین کے ملک سے مال نہ آیا۔ جب حضرتؐ کا انتقال ہوا اور صدیق اکبرؓ خلیفہ ہوئے تو اس ملک سے مال آیا۔ صدیق اکبرؓ نے کہا کہ جس کا حضرتؐ پر قرض ہو یا جس سے حضرتؐ نے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو وہ ظاہر کرے تب میں نے یہ حدیث بیان کی صدیق اکبرؓ نے کہا مجھ سے کہ اپنا انجلا بھر اور گن۔ میں نے ان درموں سے دونوں ہاتھ بھرے گنا تو پانچسو درم تھے صدیق اکبرؓ نے کہا کہ ہزار درم اور گن لے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو مالک وعدہ کرے تو اس کا نائب اس وعدے کو پورا کرے۔

## حضورؐ کا قیامت سے پہلے چھ باتوں کی پیشنگوئی فرمانا

(۱۱۷۰) **خ** عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ نِ الْاَشْجَعِيُّ اُعْدُدْ سِتًّا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَوْتِيْ ثُمَّ فَتْحُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ ثُمَّ مُوْتَانٌ يَأْخُذُ فِيْكُمْ كَقُعَاصِ الْغَنَمِ ثُمَّ اسْتِفَاضَةُ الْمَالِ حَتّٰى يُعْطَى الرَّجُلُ مِائَةَ دِيْنَارٍ فَيَظَلُّ سَاخِطًا ثُمَّ فِتْنَةٌ لَا يَبْقٰى بَيْتٌ مِّنَ الْعَرَبِ اِلَّا دَخَلَتْهُ ثُمَّ هُدْنَةٌ تَكُوْنُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِي الْاَصْفَرِ فَيَغْدِرُوْنَ فَيَأْتُوْنَكُمْ تَحْتَ ثَمَانِيْنَ غَايَةً تَحْتَ كُلِّ غَايَةٍ اِثْنَا عَشَرَ اَلْفًا۔ [۱]

بخاری میں عوف بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا گن رکھ چھ چیزوں کو قیامت سے پہلے اول تو میری موت پھر بیت المقدس کا فتح ہونا پھر تم میں مری کا پڑنا جیسے بھیڑ بکری میں مری پڑتی ہے پھر مال کی ریل پیل ہونی یہانتک کہ ایک مرد کو سو اشرفیاں دی جائیں گی پھر بھی وہ ناخوش رہے گا یعنی کم سمجھ کر پھر فساد ہوگا کہ عرب کا کوئی گھر نہ رہے گا جس میں وہ داخل نہ ہو پھر تمہارے اور روم والوں کے درمیان صلح کا ہونا سو وہ دغا کریں گے تو وہ تم سے لڑنے آئیں گے اسّی علم کے نیچے ہر علم کے نیچے بارہ ہزار آدمی ہوں گے یعنی نو لاکھ ساٹھ ہزار کا لشکر ہوگا۔

(حاشیہ: حضورؐ کی پیشنگوئی کے مطابق واقعات کا ظہور میں آنا)

**ف** عمر فاروقؓ کی خلافت میں بیت المقدس فتح ہوا اور وبا شام میں پڑی کہ ستر ہزار آدمی تین دن میں مر گئے اور مال کی کثرت حضرت عثمانؓ کی خلافت میں ہوئی اور زیادہ تر امام مہدی کے وقت میں ہوگی اور عرب میں فساد حضرت عثمانؓ کی شہادت سے شروع ہوا اور رومیوں سے یعنی نصاریٰ سے صلح اور جنگ قیامت کے قرب ہوگی یہ حدیث معجزہ ہے کہ جیسا حضرتؐ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

# مغازی اور سیر

## حضورؐ کا جنگ بدر میں اپنے چچا حضرت عباسؓ کو بغیر فدیہ لئے نہ چھوڑنا

(۱۱۷۱) **خ** اَنَسٌ وَاللّٰهِ لَا تَذَرُوْنَ مِنْهُ دِرْهَمًا يَعْنِيْ مِنْ فِدَاءِ الْعَبَّاسِ [۲]

بخاری میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا کی قسم ایک درم بھی اس میں سے یعنی عباسؓ کی خلاصی کے بدلے سے نہ چھوڑنا

---

[۱] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "عہد شکنی کی مخالفت" میں ذکر کیا ہے۔

[۲] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو اور اس کے مابعد والی دونوں حدیثوں کو عنوان "جنگ بدر" میں ذکر کیا ہے۔ (حبشی)

ف جب جنگ بدر میں فتح اسلام کی ہوئی تو ستر کافر مارے گئے اور ستر قید ہو کر آئے ان میں سے عباسؓ حضرتؐ کے چچا بھی تھے حکم ہوا کہ قیدی اپنے بدلے مال دیں تو چھوٹیں انصاریوں نے حضرتؐ سے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو ہم عباسؓ کو بدون مال لئے چھوڑیں غرض ان کی یہ تھی کہ حضرتؐ اس بات سے خوش ہوں گے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی سب مال کیسا ایک درم بھی نہ چھوڑنا معلوم ہوا کہ حق بات میں خویش و بیگانہ برابر ہے برادری کی رعایت نہ چاہیے۔

## حضورؐ کا جنگ بدر میں صحابہ کو اصولِ جنگ سے واقف کرانا

(۱۱۷۳) خ اَبُوْ اُسَيْدِ السَّاعِدِيُّ اِذَا اَكْثَبُوْكُمْ فَارْمُوْهُمْ وَاسْتَبْقُوْا نَبْلَكُمْ۔

بخاری میں ابو اسیدؓ ساعدی سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کافر تم پر جھنڈ باندھ کر آئیں تو ان کو تیروں سے مارو اور اپنے تیر باقی رکھو۔

ف یہ حدیث حضرتؐ نے جنگ بدر میں صف لشکر کی باندھ کر فرمائی یعنی قریب جھنڈ میں تیر خطا نہ کریں گے بہت دور سے مارنا بیفائدہ ہے اور سب تیروں کو ایک بارگی مارنا اور ترکش خالی کرنا کام کی بات نہیں۔

## خوشی کے موقعہ پر بچیوں کا کڑکے گانا اور دف بجانا

(۱۱۷۴) خ اَلرُّبَيِّعُ بِنْتُ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ لَا تَقُوْلِيْ هٰذِهٖ وَقُوْلِيْ مَا كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ۔

بخاری میں ربیع بنت معوذؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کو مت کہہ اور وہ بات کہہ جو آگے کہتی تھی۔

شادی میں سرود جائز ہے غیب کا علم بس خدا ہی کو ہے۔

ف بخاری میں ربیعؓ سے پوری روایت یوں ہے کہ میری شادی ہوئی حضرتؐ میرے پاس آئے چھوٹی لڑکیاں جنگ بدر کے کڑکے گاتی تھیں دف بجا کر اس میں ایک لڑکی نے یہ کہا کہ ہم میں ایسا پیغمبر ہے جو کل کی ہونے والی بات جانتا ہے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی اور منع کیا یعنی غیب کی بات سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا مجھ کو بھی نہیں معلوم۔ بعضے علما کے نزدیک خوشی کے دنوں میں نرا راگ دف کے ساتھ بشرطیکہ اور باجے نہ ہوں اور مضمون اس کا خلاف شرع نہ ہو اور گانے والا لڑکا اور اجنبی عورت نہ ہو تو درست ہے۔

## جنگ بدر کا بیان

(۱۱۷۵) ق اِبْنُ عُمَرَ هَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ثُمَّ قَالَ اِنَّهُمُ الْاٰنَ يَسْمَعُوْنَ مَا اَقُوْلُ قَالَهٗ لَمَّا وَقَفَ عَلٰى قَلِيْبِ بَدْرٍ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بھلا تم نے سچ پایا جو تم سے تمہارے رب نے وعدہ کیا پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ لوگ ابھی سنتے ہیں جو میں کہتا ہوں یہ حضرتؐ نے اس وقت فرمایا جبکہ بدر کے کوئیں پر کھڑے ہوئے۔

ف جب جنگ بدر میں اسلام کی فتح ہوئی تو ستر کافر گرفتار ہوئے اور ستر مارے گئے حضرتؐ نے ان کی لاشوں کو کنوئیں میں ڈلوا دیا پھر یہ حدیث فرمائی۔

## بدر میں حضورؐ کا ابوجہل کی خبر منگانا کہ جیتا ہے یا مر گیا

(۱۱۷۶) ق اَنَسٌ مَنْ يَّنْظُرُ لَنَا

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا

مَا صَنَعَ اَبُوْجَهْلٍ قَالَهٗ يَوْمَ بَدْرٍ فَانْطَلَقَ اِلَيْهِ ابْنُ مَسْعُوْدٍ۔

کہ کون ہے جو دیکھ آئے ابوجہل کو کہ اس نے کیا کیا یعنی جیتا ہے یا مر گیا یہ فرمایا جس دن جنگ بدر ہوئی تھی پھر خبر لینے کو عبداللہ بن مسعودؓ گئے۔

**ف** بدر ایک کنوئیں کا نام تھا مدینے سے تین منزل دوسرے سال ہجری کے اول اول اسلام کی لڑائی وہاں ہوئی مشرکین مکہ ساڑھے نو سو تھے اور حضرتؐ کے ساتھ تین سو تیرہ آدمی تھے۔ جب کافروں کی شکست ہوئی تب حضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی ابوجہل کی خبر لادے تو عبداللہ بن مسعود اس واسطے گئے دیکھا کہ زخمی پڑا ہے مرنے کے قریب ہے پھر عبداللہ نے اس کی داڑھی پکڑ کے ہلائی اس نے پوچھا کہ کس کی فتح ہوئی انھوں نے جواب دیا کہ اللہ اور رسولؐ کی۔ پھر اس کا سر کاٹ کے حضرتؐ کے سامنے لا ڈالا حضرت شکر الٰہی بجا لائے اور فرمایا کہ یہ اس امت کا فرعون تھا۔

## فرشتوں کا جنگ بدر میں حاضر ہونا

(۱۱۷۷) **خ** اِبْنُ عَبَّاسٍ هٰذَا جِبْرِيْلُ اٰخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهٖ وَعَلَيْهِ اَدَاةُ الْحَرْبِ۔

بخاری میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ جبرئیل ہے اپنے گھوڑے کا سر تھامے ہے اور اور اس پر لڑائی کے ہتھیار ہیں۔

**ف** حضرتؐ نے جنگ خندق کے بعد جبکہ بنی قریظہ پر چڑھائی کی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔

## حضورؐ کا حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے ارشاد "میرے ماں باپ تم پر قربان"

(۱۱۷۸) **ق** عَلِيٌّ وَسَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ يَا سَعْدُ ارْمِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ۔

بخاری اور مسلم میں علی مرتضیٰ علیہ السلام اور سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے سعد تیر مار میرے ماں باپ تجھ پر قربان۔[له]

**ف** سعد بن ابی وقاص بڑے تیر انداز تھے جب جنگ احد میں کافروں نے ہجوم کر کے حضرتؐ کو نرغہ کر لیا تب حضرتؐ نے سعد سے یہ حدیث فرمائی۔ حضرتؐ اور لوگوں سے تیر لیکر سعد کو دیتے جاتے تھے مصابیح میں علی مرتضیٰ علیہ السلام سے روایت ہے کہ میں نے حضرتؐ سے کسی کے حق میں نہیں سنا کہ "میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں" سوائے سعد بن ابی وقاص کے۔ اس حدیث سے بڑی فضیلت ان کی ثابت ہوئی۔ —— سبحان اللہ کیا رنگارنگ کی قدرت ہے آدمیوں کے اختلاف میں کہ سعد بن ابی وقاصؓ تو ایسے حضرتؐ کے جان نثار . . . . . . . . . جن کو حضرت ایسی عمدہ بات فرمادیں اور ان کا بیٹا یعنی عمر بن سعد ایسا کمبخت سخت دل کہ حضرتؐ کے لخت جگر یعنی امام حسین علیہ السلام کو شہید کرے ولی سے شیطان پیدا کرنا اور شیطان سے ولی پیدا کرنا یہ اسی کی قدرت ہے۔

## ستر قاریوں کا شہید ہو جانا اور حضورؐ کا چالیس روز تک کفار پر بد دعا فرمانا

(۱۱۷۹) **ق** اَنَسٌ اِنَّ اِخْوَانَكُمْ قَدْ

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اصحاب

---

[له] امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان "ارشاد باری اذ ہمت طائفتان منکم ان تفشلا واللہ ولیھما" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

قُتِلُوْا وَاَنَّهُمْ قَالُوا اللّٰهُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِيَّنَا اَنَّا قَدْ لَقِيْنَاكَ فَرَضِيْتَ عَنَّا وَرَضِيْنَا عَنْكَ.

سے کہ تمہارے بھائی مارے گئے شہید ہوئے ان لوگوں نے وہاں خدا سے عرض کی کہ خداوندا ہماری طرف سے ہمارے پیغمبر کو یہ پیغام پہنچا دیے کہ ہم تجھ سے ملے سو تو ہم سے راضی ہوا اور ہم تجھ سے راضی ہوئے۔

لہ

ف کافروں کا ایک گروہ حضرتؐ کے پاس آیا اور جھوٹا اسلام لایا اور کہا کہ ہمارے ساتھ کچھ اصحاب کو بھیجئے کہ ہم کو قرآن سکھلائیں حضرت نے ستر قاری قرآن کے جو رات بھر نماز پڑھا کرتے اور دن کو لکڑیاں لاکر بیچتے آپ کھاتے اور محتاجوں کو کھلاتے تھے ان کے ساتھ کیے ان کافروں نے راہ میں دغا سے ان کو شہید کیا۔ شہیدوں نے بعد شہادت کے خدا سے عرض کیا کہ ہماری خبر حضرتؐ کو پہنچا دے تو جبرئیلؑ نے یہ قصہ حضرتؐ سے کہا تب حضرتؐ نے یہ حدیث اپنے اصحاب سے فرمائی اور چالیس روز ان کافروں پر بد دعا کی۔

## جنگِ خندق

حضورؐ کا برکتِ طعام کا معجزہ

(۱۱۸۰) ق جَابِرٌ لَا تُنْزِلُنَّ بُرْمَتَكُمْ وَلَا تَخْبِزُنَّ عَجِيْنَكُمْ حَتّٰى اٰجِيْءَ قَالَہٗ ﷺ۔

بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے مجھے فرمایا تم اتار یو اپنی ہانڈی کو اور روٹی نہ پکائیو اپنے آٹے کی جب تک میں آؤں۔

ف مصابیح میں جابرؓ سے روایت ہے کہ جنگ خندق میں کسی نے تین دن سے کھانا نہ کھایا تھا اور حضرتؐ نے بھوک سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھے میں نے اپنی بی بی سے کہا کہ حضرتؐ بہت بھوکے ہیں سو اس نے تین سیر جو کا آٹا نکالا اور اس کو گوندھا اور ایک بکری کا بچہ تھا اس کو ذبح کر کے ہانڈی میں رکھا پکنے کو پھر میں نے حضرتؐ کو چپکے سے خبر کی کہ حضرتؐ اور دو تین آدمی ہمارے چلیں حضرتؐ نے سب سے پکار کے کہا کہ اے خندق کھودنے والو اس مرد نے تمہاری دعوت کی ہے چلو پھر حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی جب تک میں نہ آؤں ہانڈی نہ اتارنا اور آٹے کو نہ پکانا پھر حضرتؐ میرے گھر تشریف لائے اور آٹے اور ہانڈی میں لعاب دہن مبارک ڈالا اور برکت کی دعا کی پھر فرمایا کہ روٹیاں پکاؤ سو قسم کھاتا ہوں میں خدا کی کہ ہزار آدمیوں نے اس تین سیر آٹے کو کھایا اور ہانڈی اسی طرح گوشت سے بھری جوش مارتی تھی اور آٹا بھی اتنا ہی موجود تھا اور پکتا جاتا تھا یہ حضرتؐ کا معجزہ نہایت مشہور ہے اس کی سند بہت معتبر ہے۔

(۱۱۸۱) خ سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ اَلْاٰنَ نَغْزُوْهُمْ وَلَا يَغْزُوْنَنَا نَحْنُ نَسِيْرُ اِلَيْهِمْ قَالَہٗ حِيْنَ اَجْلَى الْاَحْزَابَ عَنْهُ۔

بخاری میں سلیمان بن صردؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اب تو ہمیں ان سے لڑیں گے اور وہ ہم سے نہ لڑیں گے ہمیں ان پر چڑھ جاویں گے یہ حضرتؐ نے اس وقت فرمایا جب کفار کے گروہوں کو ہٹایا۔

ف جنگ خندق اور جنگ احزاب کا قصہ گذر چکا اسی طرح ہوا کہ پھر کفار کو بعد جنگ خندق کے حضرتؐ سے لڑائی کا حوصلہ نہ رہا پھر حضرتؐ ہی آٹھویں سال مکے پر چڑھ گئے اور اس کو فتح کیا۔

(۱۱۸۲) ق اَنَسٌ اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ

عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُھَاجِرَۃِ۔ الٰہی کچی زندگی نہیں مگر آخرت کی زندگی سو بخش دے انصار اور مہاجرین کو۔

ف جنگ خندق میں مہاجرین اور انصار مدینے کے گرد خندق کھودتے تھے اور یہ کہتے تھے نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَی الْجِھَادِ مَا بَقِیْنَا اَبَدًا یعنی ہم نے محمدؐ سے بیعت کی جہاد پر ہمیشہ جب تک ہم زندہ رہیں گے تب حضرتؐ نے ان کے جواب میں یہ دعا فرمائی یعنی دنیا کی زندگی کچھ حقیقت نہیں زندگی ہے آخرت کی تو الٰہی ان کی مغفرت کر تو وہاں کی زندگی کا لطف اٹھائیں۔

## حضورؐ کی جنگ خندق سے واپسی

(۱۱۸۳) ق اِبْنُ عُمَرَ لَا یُصَلِّیَنَّ اَحَدٌ الظُّھْرَ وَیُرْوٰی الْعَصْرَ اِلَّا فِیْ بَنِیْ قُرَیْظَۃَ قَالَہٗ مُنْصَرَفَہٗ مِنَ الْاَحْزَابِ۔ بخاری اور مسلم میں عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ کوئی نماز پڑھے ظہر کی اور ایک روایت میں ہے عصر کی مگر بنی قریظہ میں۔ یہ حضرتؐ نے کفار کے گروہوں کے لوٹتے وقت فرمایا۔

نقہا اہل سنت کے چاروں مذہب کی حقانیت کا بیان

ف بنی قریظہ یہودی لوگ تھے مدینے کے قریب دو تین کوس ان کی بستی اور گڑھی تھی حضرتؐ میں اور ان میں صلح تھی جب پانچویں سال ہجری کے بعد جنگ احد کے کفار قریش عرب کی بہت قوموں کو مدینے پر چڑھا لائے تو یہود بنی قریظہ نے بھی حضرتؐ سے قول توڑا اور کافروں کے ساتھ شریک ہوئے۔ اس لڑائی کو جنگ خندق اور جنگ احزاب کہتے ہیں۔ کافروں کا لشکر دس ہزار تھا اور حضرتؐ کا لشکر تین ہزار چند روز کافر مدینے کو گھیرے رہے خدا نے نہایت سرد ہوا چلائی کافر نہ ٹھہر سکے ناامید پھٹ گئے تب حضرتؐ کو حکم ہوا کہ بنی قریظہ سے لڑو تب حضرتؐ نے اصحاب سے یہ حدیث فرمائی۔ بخاری اور مسلم میں باقی قصہ حدیث کا یوں ہے کہ اصحاب حضرتؐ کے حکم سے چلے عصر کا وقت راہ میں جانے لگا بعضوں نے راہ میں نماز پڑھ لی اور کہا حضرتؐ کی یہ غرض نہ تھی کہ اگرچہ نماز کا وقت جاتا رہے کوئی راہ میں سوائے بنی قریظہ کے نماز نہ پڑھے بلکہ غرض حضرتؐ کے کلام سے جلدی جانا تھا اور بعضے اصحاب نے راہ میں نماز نہ پڑھی اور کہا کہ ہم تو بنی قریظہ میں جا کر پڑھیں گے اگرچہ نماز کا وقت جاتا رہے حضرتؐ نے ہم سے وہیں نماز کو فرمایا ہے پھر یہ عمل یعنی بعضوں کے نماز پڑھنے کا اور بعضوں کے نماز نہ پڑھنے کا حضرتؐ کے روبرو ذکر ہوا حضرتؐ کسی پر ناخوش نہ ہوئے یعنی دونوں کو اچھا سمجھے۔

ف جیسا کہ حضرتؐ کے اصحاب اس حدیث سے دو مطلب سمجھے بعضوں نے ظاہر حدیث پر عمل کیا اور بعضوں نے قیاس کیا اور مطلب نکالا ویسے مجتہد لوگ بعضی جگہ قرآن اور حدیث سے کئی طرح مطلب سمجھے اور سب حق ہیں اسی واسطے اہل سنت والجماعت چاروں اماموں کے مذہب کو حق جانتے ہیں [illegible] ناواقف کہتے ہیں کہ کیوں ایک محمدی دین میں اختلاف کیا اور چار مذہب ہوئے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ نادان ہیں۔ ایسے اختلاف میں کچھ حرج نہیں حضرتؐ کے روبرو ایسا اختلاف حضرتؐ کے اصحاب میں ہوا اور حضرتؐ نے درست رکھا۔

## صحابہؓ کا حضورؐ سے عزل[1] کے بارے میں دریافت کرنا

(۱۱۸۴) **ق** اَبُوْ سَعِيْدٍ مَا عَلَيْكُمْ اَنْ لَّا تَفْعَلُوْا يَعْنِي الْعَزْلَ ۔ ۵۴

بخاری اور مسلم میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم پر کچھ مضائقہ نہیں اسمیں کیا کرو۔

**ف** بعضے اصحاب نے پوچھا کہ ہم نہیں چاہتے کہ لونڈیوں سے اولاد پیدا ہو اگر حکم ہو تو انزال کے وقت ہم ان سے علیحدہ ہو جایا کریں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔

## صلح حدیبیہ

(۱۱۸۵) **خ** اَلْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ اَشِيْرُوْا اَيُّهَا النَّاسُ عَلَيَّ اَتَرَوْنَ اَنْ اَمِيْلَ اِلٰى عِيَالِهِمْ وَذَرَارِيِّ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّصُدُّوْنَا عَنِ الْبَيْتِ فَاِنْ يَّاْتُوْنَا كَانَ اللّٰهُ قَدْ قَطَعَ عُنُقًا مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَاِلَّا تَرَكْنَاهُمْ مَحْرُوْبِيْنَ۔

بخاری میں مسور بن مخرمہؓ سے اور مروان بن حکم سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مجھ کو صلاح دو اے لوگو بھلا تم یہ بتانے ہو کہ میں ان کے اہل و عیال کی طرف جھک پڑوں اور ان لوگوں کے لڑکے بالوں کو گرفتار کروں جو کہ ہم کو خانہ خدا سے روکتے ہیں پھر اگر وہ ہم سے لڑنے آئیں گے تو حق تعالیٰ نے مشرکین کی جماعت کو توڑ دیا اور نہیں تو ہم ان کو مفلس کر کے چھوڑیں گے یعنی دونوں صورت میں ان کا نقصان ہے۔

**ف** حضرتؐ جنگ حدیبیہ میں پندرہ سو آدمی سے احرام باندھ کے عمرہ کرنے چلے اور جاسوس خبر کے واسطے بھیجے جاسوسوں نے حضرتؐ کو خبر دی کہ کفار قریش نے بڑا جماؤ کیا ہے حضرتؐ سے لڑیں گے اور حضرتؐ کو خانہ خدا میں عمرہ کرنے نہ جانے دیں گے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی اور اصحاب سے مشورہ پوچھا ابوبکر صدیقؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ تو بیت اللہ کا قصد کر کے نکلے ہیں لڑنے کا حضرتؐ کو قصد نہ تھا سو آپ بیت اللہ کی طرف چلئے اگر کفار ہم کو روکیں گے تو ہم ان کو ماریں گے حضرتؐ نے فرمایا تو بسم اللہ چلو چنانچہ کافروں نے حضرتؐ کو روکا حضرتؐ ان سے صلح کر کے پلٹ آئے دوسرے سال عمرہ قضا کیا۔

## جنگِ خیبر کے موقعہ پر حضورؐ کے ارشادات

(۱۱۸۶) **خ** سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ لَاَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ تَكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ ۔ [2]

بخاری میں سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا کا ہدایت کرنا ایک مرد کو تیرے سبب سے تیرے واسطے بہتر ہے تجھے سرخ اونٹ ملنے سے۔

**ف** عرب کے نزدیک سرخ اونٹ عمدہ مال ہے یعنی تیرے سبب سے اگر ایک آدمی مسلمان ہووے تو یہ دنیا کے مال سے بہتر ہے اس واسطے کہ ثواب کو بقا اور دنیا کو فنا ہے۔ یہ حضرتؐ نے علی مرتضیٰؓ سے فرمایا جبکہ ان کو جنگ خیبر میں علمدار کیا۔

---

[1] منی کو شرمگاہ سے باہر ڈالنا عزل ہے۔ امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "جنگ بنی المصطلق" میں ذکر کیا ہے۔

[2] امام بخاری نے حدیث مذکور اور اس کی مابعد والی دونوں حدیثوں کو عنوان "جنگ خیبر" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

(۱۱۸۷) **ق** سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ اُنْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيْهِ۔

بخاری اور مسلم میں سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ چلا جا اپنے طور پر یہاں تک کہ جب تو ان کے ڈانڈے پر پہنچے پھر ان سے اسلام کی درخواست کر اور بتا ان کو جو ان پر خدا کا حق واجب ہے دین اسلام میں یعنی کلمہ اور شریعت کے احکام۔

**ف** جب حضرت علی مرتضیٰ کو فتح خیبر کے واسطے بھیجا تب یہ حدیث فرمائی۔

(۱۱۸۸) **خ** اَبُوْهُرَيْرَةَ وَالنُّعْمَانُ بْنُ مُقَرِّنٍ اِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے اور نعمان بن مقرن سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے ایک بار فرمایا کہ مقرر اللہ اس دین کی مدد گنہگار آدمی سے کرتا ہے۔

**ف** حنین کی لڑائی میں ایک شخص کافروں سے خوب لڑا پھر جب اس کے زخموں میں بہت درد ہوا تو اپنا پیٹ مار کے مر گیا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی اور جو بادشاہ نام اور طمع دنیا کے واسطے ملک فتح کرتے ہیں یا فقیر اور عالم جو اپنے نمود کے واسطے خلق کو وعظ اور نصیحت کرتے ہیں ان کے حق میں بھی اس حدیث کو سمجھنا چاہیے۔

## حضورؐ کا ارشاد "خالہ تو ماں کے برابر ہے"

(۱۱۸۹) **ق** اَلْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ اِنَّمَا الْخَالَةُ اُمٌّ۔[1]

بخاری اور مسلم میں براء بن عازب سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خالہ تو ماں ہے یعنی ماں کے برابر ہے۔

**ف** علی مرتضیٰؓ اور جعفر طیارؓ اور زیدؓ میں گفتگو ہوئی حضرت حمزہ کی بیٹی کی پرورش میں کہ اس کے ماں باپ مر گئے تھے ہر ایک شخص چاہتا تھا کہ اس کو ہم پالیں حضرتؐ نے پوچھا کہ اس کی خالہ کس کے نکاح میں ہے معلوم ہوا کہ جعفر کے نکاح میں ہے۔ حضرتؐ نے جعفر کو دلائی پھر یہ حدیث فرمائی۔ علماء نے اسی حدیث سے نکالا ہے کہ اگر چھوٹے لڑکے کی ماں مر جائے تو اس کی ماں کی رشتہ دار عورتیں اس کو پالیں جیسے خالہ اور نانی۔

## جنگِ موتہ

(۱۱۹۰) **خ** اِبْنُ عُمَرَ اِنْ قُتِلَ زَيْدٌ فَجَعْفَرٌ وَاِنْ قُتِلَ جَعْفَرٌ فَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ قَالَهٗ حِيْنَ اَمَّرَ فِيْ غَزْوَةِ مُوْتَةَ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ۔

بخاری میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر زید مارا جائے تو جعفر طیار سردار ہے اور اگر جعفر بھی مارا جائے تو عبداللہ بن رواحہ سردار ہے یہ حضرتؐ نے اس وقت فرمایا کہ جب جنگ موتہ میں زید بن حارثہ کو سردار کیا تھا۔

حضرت خالدؓ کی امارت کا ذکر اور حضرت ابوبکرؓ ... بہادری خلافت پر دلیل۔

**ف** حضرتؐ کے ایلچی کو حاکم شام نے مار ڈالا تھا اس واسطے حضرتؐ نے آٹھویں سال ہجرت ... جو ولایت شام کا ایک شہر ہے ہزار آدمی کا لشکر بھیجا ان کا سردار زید بن حارثہ کو کیا پھر یہ حدیث فرمائی چنانچہ تینوں سردار شہید ہو گئے پھر مسلمانوں نے مشورہ کر کے خالد بن ولید کو سردار بنایا سو خدا نے ان کی تدبیر سے فتح نصیب کی۔ معلوم ہوا کہ ایک لشکر کے کئی سردار درجہ بدرجہ مقرر کرنا درست ہے جس طرح بالفعل انگریزوں میں معمول ہے کہ اس میں اگر اول سردار مارا جائے تو فوج نہیں بگڑتی کہ دوسرا قائم مقام ہو جاتا ہے اور معلوم ہوا

---

[1] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "عمرۃ قضا" میں بیان کیا ہے۔ حدیث مذکور کے الفاظ بخاری کی روایت کے مطابق نہیں۔ (چشتی)

کہ اجماع مسلمین حجت ہے جس کو مسلمان اپنا سردار بنائیں وہ خدا اور رسول کو پسند ہے جیسا کہ اصحاب نے خالد کو سردار مقرر کیا اور حضرتؐ نے اس کو پسند کیا اور اس پر کچھ انکار نہ کیا اسی طرح صدیق اکبرؓ کی خلافت اصحاب کی صلاح اور مشورہ سے ہوئی تو صاف معلوم ہوا کہ یہ کام خدا اور رسول کی مرضی کے موافق ہوا۔ علاوہ اس کے بہت احادیث میں صدیق اکبرؓ کی خلافت کا اشارہ اور صراحت بھی موجود ہے تو گویا اجماع اور حدیث ملکر نور علی نور ہو

(۱۱۹۱) خ اَنَّ اَخَذَ الرَّایَۃَ زَیْدٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَھَا جَعْفَرٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَھَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ رَوَاحَۃَ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَھَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِیْدِ مِنْ غَیْرِ اِمْرَۃٍ فَفُتِحَ لَہٗ۔

بخاری میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ لیا علم زیدؓ نے سو وہ شہید ہو گیا پھر علم لیا جعفرؓ نے سو وہ بھی شہید ہوا پھر علم لیا عبداللہ بن رواحہؓ نے سو وہ بھی شہید ہوا پھر علم لیا خالد بن ولید نے بدون سرداری کے سو خدا نے اس کو فتح نصیب کی۔

حضورؐ کا حضرت زیدؓ جعفرؓ اور عبداللہؓ کی شہادت کی خبر دینا اور اسی کے مطابق واقع ہونا

ف حضرتؐ نے جنگ موتہ میں لشکر بھیجا اس کے تین سردار مقرر کئے اور فرمایا کہ اگر زیدؓ شہید ہو تو جعفر طیارؓ سردار ہے اور اگر جعفرؓ بھی شہید ہو تو عبداللہ بن رواحہ سردار ہے چنانچہ جب جنگ ہوئی تو یہ تینوں سردار شہید ہو گئے پھر اصحاب نے صلاح مشورہ کر کے خالد بن ولید کو اپنا سردار بنایا تو فتح ہوئی حضرتؐ کو وہاں کی خبر اسی دن بطریق وحی کے معلوم ہوئی مدینے میں لوگوں سے فرمائی پھر اسی کے موافق خبر بھی آئی اور یہ جو فرمایا کہ خالد نے بے سرداری فتح کی یعنی حضرتؐ نے ان کو سردار نہیں بنایا تھا بلکہ اصحاب نے ان کو بنایا تھا معلوم ہوا کہ اجماع اصحاب حجت ہے صدیق اکبرؓ کی بھی خلافت اصحاب کے اجماع سے ہوئی تو بیشک درست ہوئی۔

## فتح مکہ کا ذکر اور حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کا کفار مکہ کو اس کی اطلاع کرنا

(۱۱۹۲) خ علیؓ اِنَّہٗ قَدْ شَھِدَ بَدْرًا وَّمَا یُدْرِیْکَ لَعَلَّ اللّٰہَ اَنْ یَّکُوْنَ قَدِ اطَّلَعَ عَلٰٓی اَھْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ یَعْنِیْ حَاطِبَ بْنَ اَبِیْ بَلْتَعَۃَ۔

بخاری میں علی مرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر حاطب بدر کی لڑائی میں موجود تھا شاید کہ خدا بدر والوں کی ایمان کو خوب جان چکا ہے سو کہا خدا نے ان سے کہ کرو جو تمہارا جی چاہے میں تو تم کو بخش چکا۔ یہ حدیث حضرتؐ نے حاطب بن ابی بلتعہ کے حق میں فرمائی۔

بدری صحابہ کی فضیلت

ف بخاری میں پورا قصہ یوں ہے کہ ایک بار حضرتؐ نے ارادہ کیا کہ مکہ میں اچانک جا پہنچیں اور کافروں کو غافل پا کر مار لیں۔ حاطب نے یہ حال مکے والوں کو خط میں لکھ بھیجا حضرتؐ کو یہ حال وحی سے معلوم ہوا علی مرتضیٰؓ اور زبیرؓ کو بھیجا وہ دونوں راہ سے خط کو چھین لائے۔ حضرتؐ نے حاطب سے پوچھا کہ اس خط لکھنے کا کیا سبب ہے، حاطب نے کہا یا رسول اللہ قسم خدا کی میں مسلمان ہوں کافر نہیں میرے بال بچے مکے میں ہیں اور وہاں کوئی بھائی بند نہیں جو ان کی خبر گیری کرے میں نے اس خط سے چاہا کہ ان کافروں سے راہ و رسم پیدا کروں تاکہ وہ میرے بال بچوں کو نہ ستاویں۔ عمر فاروقؓ نے کہا یا رسول اللہ یہ منافق ہے اس کو مار ڈالئے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بدری صحابیوں کے جو تین سو تیرہ تھے بڑے درجے ہیں اگر ان سے کوئی گناہ بھی ہوا تو بالکل معاف ہے حضرتؐ کے چاروں خلیفہ بھی بدری ہیں جس نے ان پر طعنہ کیا اس نے اپنے ایمان میں خلل ڈالا۔

## حضور کا فتح مکہ کے موقعہ پر نو مسلموں کو دلاسا دینا

(۱۱۹۳) خ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ كَذَبَ سَعْدٌ وَلٰكِنْ هٰذَا يَوْمٌ يُعَظِّمُ اللّٰهُ فِيْهِ الْكَعْبَةَ وَيَوْمٌ يُكْسٰى فِيْهِ الْكَعْبَةُ يَعْنِيْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ لَمَّا قَالَ لِاَبِيْ سُفْيَانَ اَلْيَوْمَ يَوْمُ الْمَلْحَمَةِ اَلْيَوْمَ تُسْتَحَلُّ الْكَعْبَةُ فَاَخْبَرَ اَبُوْ سُفْيَانَ بِذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَا وَقَعَ مُرْسَلًا وَهُوَ مِنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

بخاری میں عروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ غلط کہا سعد نے ولیکن یہ دن تو وہ ہے جس میں خدا کعبے کی تعظیم کراویگا اور اس دن میں کعبے پر غلاف چڑھایا جائے گا یعنی سعد بن عبادہ نے کہا ابوسفیان سے کہ آج قتل کا دن ہے آج کعبے میں لڑنا حلال ہوگا سو ابوسفیانؓ نے یہ خبر حضرتؐ سے کی، یہ حدیث مرسل ہے یعنی تابعی نے صحابی کا نام روایت میں نہیں ذکر کیا اور اس حدیث کی سند حضرت عائشہؓ سے ہے وہ حضرتؐ سے روایت کرتی ہیں۔

ف: بخاری میں پورا قصہ یوں ہے کہ جب حضرتؐ نے فتح مکے کے واسطے مدینے سے کوچ کیا تو یہ خبر قریش کو پہنچی تو ابوسفیان اور حکیم اور بدیل حضرتؐ کی خبر دریافت کرنے نکلے حضرتؐ کے جاسوس ان کو پکڑ لے گئے ابوسفیان مسلمان ہوا۔ جب حضرتؐ نے کوچ کیا تو عباسؓ سے فرمایا کہ تم ابوسفیان کو ایک جگہ لیکر کھڑے ہو تاکہ وہ مسلمانوں کی فوج کو دیکھے تو عباسؓ اس کو لیکر کھڑے ہوئے اور حضرتؐ کا لشکر نکلنے لگا۔ ابوسفیان ہر ایک گروہ کا نام پوچھتا جاتا تھا عباسؓ بتاتے جاتے تھے۔ ابوسفیان کہتا تھا مجھ کو ان لوگوں سے کیا کام۔ جب ایک بڑا جھنڈا آیا تو ابوسفیان نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں، عباسؓ نے کہا یہ انصاری لوگ ہیں ان کے سردار اور علمدار سعد بن عبادہ ہیں سعد نے ابوسفیان سے کہا کہ آج خوب خونریزی کا دن ہے آج کعبے میں لڑنا حلال ہوگا۔ پھر حضرتؐ کا جھنڈا آیا اور حضرتؐ کا علم زبیرؓ کے پاس تھا۔ ابوسفیانؓ نے حضرتؐ سے کہا کہ آپ نے سعدؓ کا قول نہیں سنا۔ حضرتؐ نے فرمایا اس نے کیا کہا۔ ابوسفیانؓ نے وہ قول بیان کیا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی اور نو مسلم لوگوں کو دلاسا دیا۔

(۱۱۹۴) خ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اِحْبِسْ اَبَا سُفْيَانَ عِنْدَ حَطْمِ الْجَبَلِ حَتّٰى يَنْظُرَ اِلَى الْمُسْلِمِيْنَ قَالَهٗ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَوْمَ الْفَتْحِ كَذَا وَقَعَ مُرْسَلًا وَهُوَ مِنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

بخاری میں عروہ ابن زبیرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ روک رکھو ابوسفیان کو پہاڑ کے نکڑ یا گھوڑوں کے اژدحام کے پاس تاکہ مسلمانوں کے لشکر کو دیکھے یہ حضرتؐ نے عباس بن عبدالمطلب سے فرمایا فتح مکے کے دن۔ یہ روایت تو اسی طرح مرسل ہے یعنی عروہ تابعی نے بدون صحابی کے نام سے حدیث روایت کی لیکن حقیقت میں یہ روایت حضرت عائشہؓ سے ہے۔

## جنگ حنین کا واقعہ

(۱۱۹۵) خ اَلْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ مَعِيْ مَنْ تَرَوْنَ وَاَحَبُّ الْحَدِيْثِ اِلَيَّ اَصْدَقُهٗ فَاخْتَارُوْا اِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ اِمَّا الْمَالَ وَاِمَّا السَّبْيَ

بخاری میں مسور بن مخرمہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا میرے ساتھ کے لشکر کو تم دیکھتے ہو اور میرے نزدیک سچی بات پسند ہے سو تم دو باتوں سے ایک بات اختیار کر لو یا مال لو یا جورو لڑکے

؎ امام بخاری نے حدیث مذکور کو اور باب بخاری صدیث کو عنوان "حضور نے فتح مکہ کے دن جھنڈا کہاں گاڑا تھا" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ بِكُمْ قَالَهُ لِوَفْدِ هَوَازِنَ حِيْنَ جَاءُوْهُ مُسْلِمِيْنَ فَسَأَلُوْهُ اَنْ يَّرُدَّ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ۔

اور میں نے تمہاری انتظار کی تھی یہ حضرتؐ نے ہوازن کے ایلچی سے فرمایا جبکہ وہ حضرتؐ کے پاس مسلمان ہو کر آئے پھر انھوں نے سوال کیا کہ حضرتؐ ہمارے مال اور بیوی بچے پھیر دیں۔

ف جنگ حنین میں ہوازن کی قوم پہ فتح ہوئی ان کے بیوی بچے گرفتار ہوئے اول حضرتؐ نے ان کی انتظار کی کہ اگر مسلمان ہو ویں تو ان کے مال اور آدمیوں کو پھیر دویں جب ان کے آنے میں دیر ہوئی تب حضرتؐ نے ان کے مال اور آدمی لشکر کو تقسیم کر دیئے بعد اس کے وہ لوگ مسلمان ہو کر آئے اور اپنے مال اور آدمی مانگنے لگے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی پھر انھوں نے مال چھوڑا اپنے آدمی لینا اختیار کیا حضرتؐ نے لشکر کو راضی کر کے ان کے بیوی بچے پھیر دیئے۔

(۱۱۹۶) ق عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اَلَمْ اَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللّٰهُ بِيْ وَكُنْتُمْ مُتَفَرِّقِيْنَ فَاَلَّفَكُمُ اللّٰهُ بِيْ وَعَالَةً فَاَغْنَاكُمُ اللّٰهُ بِيْ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن زید بن عاصمؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے گروہ انصار بھلا میں نے تم کو گمراہ نہیں پایا سو خدا نے تم کو دین کی راہ بتائی میرے سبب سے اور تم تتر بتر تھے سو خدا نے تمہاری آپس میں الفت اور محبت کر دی میرے سبب سے اور تم محتاج تھے سو خدا نے تم کو مالدار کر دیا میرے سبب سے۔

ف جنگ حنین میں جب فتح ہوئی اور مال ہاتھ لگا تو حضرتؐ نے نو مسلموں کو مال بہت دیا اور انصار کو نہیں دیا تو نوجوان انصاریوں نے کہا کہ حضرتؐ ہم کو نہیں دیتے ان کو دیتے ہیں جن کے خون ہماری تلواروں سے ٹپکتے ہیں یعنی جو ہمارے بزور شمشیر مسلمان ہوئے ہیں حضرتؐ نے ان کو ایک خیمے میں جمع کیا اور یہ حدیث فرمائی۔ پھر انصار راضی ہوئے اور رونے لگے۔ انصار کے دو گروہ تھے اوس اور خزرج، زمانہ کفر میں باہم ان میں بڑی عداوت تھی بڑا کشت و خون ہو چکا تھا جب حضرتؐ کے پاس دونوں گروہ مسلمان ہوئے تو باہم نہایت دوست ہو گئے یہ احسان جتایا حضرتؐ نے۔

## پیغمبر کو بلا رضامندی کے وفات نہیں دی جاتی

(۱۱۹۷) ق عَائِشَةُ مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمُوْتُ حَتّٰى يُخَيَّرَ۔

بخاری و مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی پیغمبر نہیں مرتا جب تک اس کو اختیار نہیں دیا جاتا ہے زندگی اور موت میں۔[له]

ف یعنی بدون رضامندی کسی پیغمبر کو موت نہیں آتی یہ خدا کی طرف سے تعظیم اور توقیر ہے پیغمبر کے واسطے۔

## حضورؐ کو مرض وفات میں زہر کی تکلیف ستاتی تھی

(۱۱۹۸) ق عَائِشَةُ يَا عَائِشَةُ مَا اَزَالُ

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے

خ

---

له امام بخاری نے حدیث مذکور اور مابعد کی دونوں حدیثوں کو عنوان "حضور کا بیمار ہونا اور وفات پانا" میں ذکر کیا ہے حدیث مذکور کے الفاظ بخاری کی روایت کے مطابق نہیں۔ (چشتی)

وَجَدْ اَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِیْ اَکَلْتُ بِخَیْبَرَ هٰذَا اٰوَانُ وَجَدْتُّ انْقِطَاعَ اَبْهَرِیْ مِنْ ذَالِکَ السُّمِّ۔

فرمایا کہ اے عائشہؓ میں ہمیشہ اس کھانے کی تکلیف پاتا ہوں جو میں نے خیبر میں کھایا تھا سو یہ وقت تو اب وہ ہے کہ مجھ کو معلوم ہو چکا اپنی جان کی رگ ٹوٹنا اسی زہر سے۔

ف حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے مرض الموت میں یہ حدیث فرمائی یعنی اسی زہر کے اثر سے اب میرا انتقال ہے۔

## مرض وفات میں حضورؐ کا تین باتوں کی وصیت فرمانا

(۱۱۹۹) ق اِبْنُ عَبَّاسٍ دَعُوْنِیْ فَالَّذِیْ اَنَا فِیْهِ خَیْرٌ وَاُوْصِیْکُمْ بِثَلٰثٍ اَخْرِجُوا الْمُشْرِکِیْنَ مِنْ جَزِیْرَةِ الْعَرَبِ وَاَجِیْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا کُنْتُ اُجِیْزُهُمْ قَالَ وَسَکَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ اَوْ قَالَهَا فَاُنْسِیْتُهَا هٰذَا مِنْ قَوْلِ سُلَیْمَانَ بْنِ اَبِیْ مُسْلِمٍ۔ [1]

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ چھیڑو مجھ کو جس میں کہ میں ہوں بہتر ہے اور میں تم کو تین چیزوں کی وصیت کرتا ہوں کہ نکال دیجیو مشرکین کو عرب کے ٹاپو سے اور انعام دیا کرنا ایلچیوں کو جس طرح میں ان کو انعام دیتا تھا۔ راوی نے کہا کہ تیسری چیز کی حضرتؐ نے سکوت کیا یا کہ اس کو فرمایا مگر میں بھول گیا یہ قول ہے سلیمان بن ابی مسلم کا جو اس حدیث کا راوی ہے۔

ف اس کا پورا قصہ حدیث قرطاس میں ہے۔

## مرض وفات میں حضورؐ کا حضرت اسامہ بن زید کو امیر بنا کر قوم حرقات کی طرف روانہ فرمانا

(۱۲۰۰) خ اِبْنُ عُمَرَ قَدْ بَلَغَنِیْ اَنَّکُمْ قُلْتُمْ فِیْ اُسَامَةَ وَاِنَّهٗ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَیَّ۔

بخاری میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ مقرر تم نے اسامہ کے حق میں کچھ کہا ہے اور البتہ اسامہ میرے نزدیک سب آدمیوں سے پیارا ہے۔

ف اسامہ کو حضرتؐ نے آخر عمر میں ایک لشکر کا سردار کیا بعضے لوگوں نے کہا کہ نوجوان کو بڑے بڑے اصحاب پر سردار کرنے میں کیا حکمت ہے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔

# امارت کے احکام

## لوگ امارت میں قریش کے تابع ہیں اور خلافت قریش کا حق ہے

(۱۲۰۱) خ اِبْنُ عُمَرَ لَا یَزَالُ هٰذَا الْاَمْرُ فِیْ قُرَیْشٍ مَا بَقِیَ مِنْهُمُ اثْنَانِ۔

بخاری میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہمیشہ اس خلافت اور سرداری کا حق قوم قریش سے واسطے ہے جب تک اس قوم میں دو آدمی بھی باقی رہیں گے۔

ف یعنی سوائے قریش کے کسی قوم کو اسلام کی سرداری کا حق نہیں۔ یا یہ مراد ہے کہ قیامت تک قریش کی حکومت قائم رہے گی اگرچہ بعضے ملک میں ہو چنانچہ اب بانی حسن کا اور مغرب کا حاکم سید ہے۔

---

[1] حدیث مذکور کے الفاظ بخاری کی روایت کے مطابق نہیں ہیں — ۶ صحیح ق۔ (حسینی)

(۱۲۰۲) م جَابِرٌ اَلنَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ عرب کے لوگ نیکی اور بدی میں قریش کے تابع ہیں۔

ف یعنی قریش کی قوم عرب میں سردار ہے اگر قریش نیک ہوئے تو اور لوگ بھی نیک ہوئے اور اگر قریش بگڑے تو سب بگڑے اس واسطے کہ معمول ہے کہ عمدہ خاندان کے طریق کو لوگ سند پکڑتے ہیں۔

## حضورؐ کی ایک پیشینگوئی

حضورؐ کے بعد بارہ خلفا کی پیشینگوئی

(۱۲۰۳) ق جَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ يَكُوْنُ بَعْدِيْ اِثْنَا عَشَرَ اَمِيْرًا قَالَ جَابِرٌ فَقَالَ كَلِمَةً لَمْ اَسْمَعْهَا فَقَالَ اَبِيْ اِنَّهُ قَالَ كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ۔

بخاری اور مسلم میں جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہوں گے میرے بعد بارہ سردار پھر حضرتؐ نے کوئی لفظ کہ میں نے نہ سنے تو میرے باپ یعنی سمرہؓ نے کہا کہ حضرتؐ نے یہ لفظ فرمائے کہ وہ سب سردار قریش کی قوم سے ہوں گے۔

ف ہر چند حضرتؐ کے بعد بہت سردار ہوئے لیکن مراد یہ ہے کہ بارہ سردار نہایت دیندار ہوں گے سنت محمدی پر چلیں گے چنانچہ حضرتؐ کے چاروں خلیفے اور امام حسنؓ اور عمر بن عبدالعزیزؒ اور امام مہدی باقی تفصیل خدا ہی کو خوب معلوم ہے اور یہ جو شیعہ کہتے ہیں کہ بارہ امام مراد ہیں سو بے دلیل بات ہے اس واسطے کہ امیر سردار حاکم کو کہتے ہیں سو سوائے علی مرتضیٰؓ اور امام حسنؓ کے کسی امام کو ملک کی حکومت حاصل نہیں ہوئی کمال اور بزرگی اور چیز ہے لیکن یہاں حکومت کا بیان ہے۔

## طلب امارت کی ممانعت

(۱۲۰۴) ق عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ لَا تَسْئَلِ الْاِمَارَةَ فَاِنَّكَ اِنْ اُعْطِيْتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ اُعِنْتَ عَلَيْهَا وَاِنْ اُعْطِيْتَهَا عَنْ مَسْئَلَةٍ وُكِلْتَ اِلَيْهَا۔

بخاری اور مسلم میں عبدالرحمٰن بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تو مت مانگ حکومت اور سرداری کو اگر حکومت تجھ کو بدون مانگے ملے تو تیری غیب سے اس پر مدد ہوگی اور اگر تجھ کو حکومت مانگنے سے ملی تو تجھی پر سونپی جائے گی یعنی خدا کی طرف سے تیری مدد نہ ہوگی۔

## بلا ضرورت امیر بننا درست نہیں

(۱۲۰۵) م اَبُوْ ذَرٍّ يَا اَبَا ذَرٍّ اِنَّكَ ضَعِيْفٌ وَاِنَّهَا اَمَانَةٌ وَاِنَّهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ خِزْيٌ وَنَدَامَةٌ اِلَّا مَنْ اَخَذَهَا بِحَقِّهَا وَاَدَّى الَّذِيْ عَلَيْهِ فِيْهَا قَالَهُ لَهٗ لَمَّا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَسْتَعْمِلُنِيْ

مسلم میں ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے ابوذر تو ضعیف اور ناتواں آدمی ہے اور یہ حکومت خدا کی امانت ہے اور مقرر حکومت قیامت کے دن رسوائی اور شرمندگی کا سبب ہے مگر اس کو رسوائی اور شرمندگی نہیں جس نے حکومت لیکر اس کا حق ادا کیا اور جو اس پر فرض تھا یعنی امانت داری اور رعیت پروری سو اس نے بخوبی ادا کیا یہ حضرتؐ نے ابوذرؓ سے کہا جبکہ ابوذرؓ نے کہا تھا کہ یا رسول اللہ مجھ کو آپ تحصیل زکوٰۃ وغیرہ پر حاکم نہیں کرتے۔

[1] حدیث مذکور کے الفاظ صحیحین کی روایت کے مطابق نہیں۔ [2] حدیث مذکور کے الفاظ میں تقدم و تاخر ہے۔ (چشتی)

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سردار کو چاہئے کہ ناتواں آدمی کو جس سے خوب محنت نہ ہو سکے اس کو حکومت نہ دیوے اور ثابت ہوا کہ جو ملک سے مال تحصیل ہو کر آئے وہ خدا کی امانت ہے سردار کو نہیں چاہئے کہ اس کو اپنا مال جان کر اپنی خواہش کے موافق اس کو خرچ کرے بلکہ آپ کو خدا کا خزانچی سمجھ کر خدا جس کو دلائے دیوے۔

(۱۲۰۶) م اَبُوْذَرٍّ یَا اَبَاذَرٍّ اِنِّیْ اَرَاکَ ضَعِیْفًا وَاِنِّیْ اُحِبُّ لَکَ مَا اُحِبُّ لِنَفْسِیْ لَا تَأَمَّرَنَّ عَلَی اثْنَیْنِ وَلَا تَوَلَّیَنَّ مَالَ یَتِیْمٍ۔

مسلم میں ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے ابوذر میں تجھ کو ناتواں دیکھتا ہوں اور البتہ میں چاہتا ہوں تیرے واسطے جو اپنے واسطے چاہتا ہوں تو دو آدمی پر بھی حاکم نہ ہوجیو اور یتیم کے مال کا متولی اور کارندہ نہ بنیو۔

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ناتواں کم محنت آدمی کے حق میں یہی بہتر ہے کہ کسی طرح کی حکومت اور داروغگی قبول نہ کرے۔ دنیا کی چندروزہ زندگی کے واسطے کیوں اپنی جان کو عذاب میں ڈالے لیکن اگر قوی محنتی آدمی کو بے خواہش سرداری ملے اور وہ امانت داری اور انصاف کرے تو اس کا ثواب اور عزت بھی بے شمار ہے چنانچہ دوسری حدیث میں حضرتؐ نے فرمایا کہ حاکم عادل قیامت میں عرش کے سایہ کے نیچے ہوگا بہر صورت حکومت کھٹکے سے خالی نہیں اسی واسطے تو اکثر سلف کے بزرگوں نے حکومت باوجود میسر ہونے کے اختیار نہیں کی چنانچہ امام اعظمؒ نے عباسی بادشاہ کی قید سخت اٹھائی اور تمام دارالسلطنت کی قضا نہ اختیار کی۔

## منصف حاکم کی فضیلت

(۱۲۰۷) م عَبْدُاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو اِنَّ الْمُقْسِطِیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ عَلٰی مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ عَنْ یَمِیْنِ الرَّحْمٰنِ وَکِلْتَا یَدَیْہِ یَمِیْنٌ اَلَّذِیْنَ یَعْدِلُوْنَ فِیْ حُکْمِہِمْ وَاَھْلِیْھِمْ وَمَا وَلُوْا۔

مسلم میں عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ منصف انصاف کرنے والے خدا کے نزدیک نور کے منبروں پر ہوں گے رحمٰن کے داہنی طرف اور خدا کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں یعنی خدا کے کرم میں نقصان نہیں منصف وہ لوگ ہیں جو انصاف کرتے ہیں اپنے حکم میں اور اپنے قریب لوگوں میں اور جس پر حاکم ہوئے ہیں۔

ف یعنی منصف وہ ہیں جو اپنے برادروں کی رعایت نہیں کرتے اپنے بیگانے میں برابر انصاف کرتے ہیں۔

## ظالم حاکم کے حق میں بددعا

(۱۲۰۸) م عَائِشَۃُ اَللّٰھُمَّ مَنْ وَلِیَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِیْ شَیْئًا فَشَقَّ عَلَیْہِمْ فَاشْقُقْ عَلَیْہِ وَمَنْ وَلِیَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِیْ شَیْئًا فَرَفَقَ بِہِمْ فَارْفُقْ بِہٖ۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی جو حاکم ہو میری امت پر کسی کام کا پھر ان پر سختی کرے تو اس پر تو سختی ڈال اور جو حاکم ہو میری امت پر پھر ان سے نرمی کرے تو الٰہی تو بھی اس پر نرمی کر۔

ف مسلمانوں کے حاکم کو لازم ہے کہ ظلم نہ کرے تنگ نہ کرے کیونکہ حضرتؐ کی اس بددعا سے ڈرے بلکہ آسانی اور نرمی کرے تو خدا اس سے نرمی کرے۔

(۱۲۰۹) م عَائِذُ بْنُ عَمْرٍو اِنَّ مِنْ شَرِّ الرِّعَاءِ الْحُطَمَۃُ۔

مسلم میں عائذ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر بہت برا چرانے والا وہ ہے جو بھیڑ بکری کے مار مار ہاتھ پاؤں توڑے

**ف** مراد اس حدیث سے حاکم ظالم ہے جو رعیت پر رحم نہ کرے۔

## کارکنانِ حکومت کو ناجائز طور سے کوئی چیز لینا درست نہیں

(۱۲۱۰) **م** عدی بن عمیرۃ مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ مِنْكُمْ عَلٰى عَمَلٍ فَكَتَمَنَا مِخْيَطًا فَمَا فَوْقَهٗ كَانَ غُلُوْلًا يَاْتِيْ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

مسلم میں عدی بن عمیرہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس کو ہم عامل کریں اور کچھ کام لیں پھر وہ چھپا رکھے ہم سے ایک سوئی یا اس سے زیادہ کوئی اور چیز تو یہ بھی چوری میں داخل ہے قیامت کے دن اس کو لے آئے گا یعنی قیامت میں اسکی چوری ظاہر ہوگی اس کو فضیحت کرے گی۔ [۱]

**ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تحصیل دار یا کسی کارخانے کے داروغہ کو مالک کے بدون مرضی سوئی برابر بھی چیز اپنے خرچ میں لانا درست نہیں کہ صاف چوری ہے جس کو قیامت میں خدا و رسول کو منہ دکھانا ہو گا وہ دوسروں کی چیز سے بچا رہے اس کو آسان نہ سمجھے۔

## امیر کی اطاعت کرنا ضروری امر ہے

(۱۲۱۱) **م** ابوہریرۃ مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمَنْ اَطَاعَ اَمِیْرِیْ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ عَصٰى اَمِیْرِیْ فَقَدْ عَصَانِیْ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی تو مقرر اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے میرا خلاف کیا اور کہا نہ مانا اس نے بیشک خدا کا کہنا نہ مانا اور جس نے میرے حاکم کا کہنا مانا اس نے بے شبہ میرا کہنا مانا اور جس نے میرے حاکم کا کہنا نہ مانا اس نے مقرر میرا کہنا نہ مانا۔

**ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اطاعت خدا کی بغیر حضرتؐ کی اطاعت کے ممکن نہیں اس واسطے کہ خدا کی مرضی اور نا مرضی ہم کو حضرتؐ سے معلوم ہوئی۔ بعضے لوگ جو کہتے ہیں کہ خدا ہی جانے کہ خدا کس بات میں راضی ہے، سو یہ لوگ یا تو احمق اور جاہل ہیں یا پیغمبر کے منکر ہیں اس واسطے کہ تمام قرآن اور حدیث سے یہ بات خوب ثابت ہے کہ خدا کی مرضی اور رضا کی اطاعت بدون اطاعت شریعت محمدی کے ممکن نہیں سو جو شخص خدا کی محبت اور خدا کی تابعداری کا دعویٰ کرے اور شریعت محمدی پر نہ چلے وہ شیطان ہے بصورتِ انسان، اور چونکہ دین کا غلبہ بغیر اجماع اور حاکم کے ممکن نہیں اس واسطے حاکم عادل کی اطاعت واجب ہوئی لیکن حضرتؐ کی اطاعت ہر قول و فعل میں واجب ہے اور حاکم کی اطاعت خلاف شرع کام میں واجب نہیں اس واسطے کہ حضرتؐ خطا سے معصوم ہیں اور حاکم معصوم نہیں۔

(۱۲۱۲) **م** امّ الحصین الاحمسیۃ اِنْ اُمِّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ مُجَدَّعٌ فَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا مَا قَادَكُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ۔

مسلم میں ام الحصینؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تم پر نکٹا بوچا حبشی غلام حاکم کیا جائے تو بھی تم اس کی اطاعت اور تابعداری کیجو جب تک وہ تم کو قرآن پر چلاوے۔ [۲]

---

[۱] امام مسلم نے حدیث مذکور کو عنوان "حکومت کے کارکنوں کو ہدیہ لینا درست نہیں" میں ذکر کیا ہے۔

[۲] حدیث مذکور کے الفاظ روایت مسلم کے مطابق نہیں۔ (چشتی)

ف یعنی اگرچہ حاکم نہایت حقیر اور نالائق ہو تو بھی احکام شرعی میں اس کی اطاعت واجب ہے اس حاکم سے مراد وے حاکم ہیں جو خلیفہ کی طرف سے حاکم ہوئے ہیں اس واسطے کہ بادشاہ اور خلیفہ غلام نہیں ہو سکتا یا غلام سے مراد آزاد غلام ہو۔

(۱۲۱۳) م اَبُوْهُرَيْرَةَ عَلَيْكَ السَّمْعَ وَالطَّاعَةَ فِيْ عُسْرِكَ وَيُسْرِكَ وَمَنْشَطِكَ وَمَكْرَهِكَ وَاَثَرَةٍ عَلَيْكَ۔

مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اپنے اوپر لازم جان۔ امام کی بات سننا اور اطاعت کرنا اپنی سختی اور آسانی میں اور اپنی خوشی اور ناخوشی میں اور اپنے اوپر غیر کی تقدیم میں۔

ف یعنی حاکم جو حکم کرے اس کی اطاعت واجب ہے خواہ وہ کام تجھ پر سخت ہو یا آسان تو خوش ہو یا ناخوش اور اس حال میں بھی کہ حاکم تیرے اوپر غیر کو بدون اس کی حقیقت کے مقدم کرے غیر کو دیوے تجھ کو نہ دیوے لیکن گناہ میں اطاعت حاکم کی نہیں۔

(۱۲۱۴) ق اِبْنُ عُمَرَ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِيْمَا اَحَبَّ وَكَرِهَ اِلَّا اَنْ يُّؤْمَرَ بِمَعْصِيَةٍ فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ مرد مسلمان پر امام کی اطاعت اور فرمانبرداری واجب ہے خواہ اس کو اچھا لگے یا برا مگر اس صورت میں کہ جب گناہ کا مامور ہو پھر جب گناہ اور خلاف شرع کا اس کو حکم ہو تو اس وقت میں اطاعت اور فرمانبرداری نہ چاہیے۔

ف خوشی اور ناخوشی میں حاکم کی اطاعت واجب ہے لیکن خلاف شرع کام میں اطاعت نہیں

## گناہ کی بات میں کسی کی اطاعت نہیں

(۱۲۱۵) ق عَلِيٌّ لَا طَاعَةَ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ۔

بخاری اور مسلم میں علی مرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ کسی کی اطاعت نہ چاہیے سوائے خدا کے گناہ میں اطاعت تو صرف نیک کام میں ہے۔

ف یعنی بادشاہ یا ماں باپ یا استاد کی نیک کام میں اطاعت کرے اور خلاف شرع کام میں اطاعت نہ چاہیے۔

(۱۲۱۶) ق عَلِيٌّ لَوْ دَخَلْتُمُوْهَا لَمْ تَزَالُوْا فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ يَعْنِي النَّارَ الَّتِيْ اَوْقَدَهَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْمِيُّ اَمِيْرٌ مِّنْ اُمَرَآئِهِ

بخاری اور مسلم میں علی مرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر تم اس میں گھستے تو ہمیشہ قیامت تک اس میں رہتے یعنی اس آگ میں جس کو عبداللہ بن حذافہ نے جلایا تھا جو ایک سردار تھا حضرت کے سرداروں میں سے۔

ف عبداللہ بن حذافہ کو حضرت نے ایک لشکر کا سردار بنا کر کہیں جہاد کو بھیجا اور لشکر سے فرمایا کہ جو تمہارا سردار ہے اس کی اطاعت کیجیو تو ایک روز عبداللہ اپنے لشکر سے غصے میں آئے اور بہت سی آگ روشن کی اور لشکر سے کہا کہ اس آگ میں گھس جاؤ اس واسطے کہ حضرت نے میری اطاعت تم پر واجب کر دی ہے لشکر نے کہا کہ ہم نے حضرت کا کلمہ دوزخ کی آگ کے خوف سے

کہا ہے سو ہم آگ میں کیونکر گھسیں جب یہ قصہ حضرتؐ نے سنا تب یہ حدیث فرمائی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سردار کی اطاعت اور ماں باپ کی اطاعت اور استاد یا پیر کی اطاعت خلاف شرع کام میں ہرگز درست نہیں۔ چنانچہ دوسری حدیث میں صاف آیا ہے کہ کسی مخلوق کی اطاعت خدا کے گناہ میں درست نہیں تا بولا تو نیک کام میں چاہئے۔

## امام ڈھال ہے لڑائی اور بچاؤ اسی کے ذریعہ سے ہوتا ہے

(۱۲۱۷) م ابو ھریرۃ اِنَّمَا الْاِمَامُ جُنَّۃٌ یُقَاتَلُ مِنْ وَّرَآئِہٖ وَیُتَّقٰی بِہٖ فَاِنْ اَمَرَ بِتَقْوَی اللّٰہِ وَعَدَلَ کَانَ لَہٗ بِذٰالِکَ اَجْرٌ وَّاِنْ یَّاْمُرْ بِغَیْرِہٖ کَانَ عَلَیْہِ مِنْہُ۔

مسلم میں ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا نہیں ہے سردار مگر جیسے ڈھال کہ اس کی آڑ میں لڑے اور اپنے تئیں بچائے اس کے سبب سے یعنی لڑائی سردار کی ہمت اور تدبیر سے بنتی ہے اس کی محافظت اور اطاعت لشکر کو ضرور ہے سو اگر سردار خدا کی پرہیزگاری کا حکم کرے اور انصاف کرے تو اس کے سبب سے اس کو ثواب ملے گا اور اگر اس کے سوائے حکم کرے یعنی خلاف شرع تو اس کے سبب اس پر عذاب ہوگا۔

## پہلے خلیفہ اول کی اطاعت کرنا ضروری ہے پھر دوسرے کی

(۱۲۱۸) خ[غ] ابو ھریرۃ کَانَتْ بَنُوْ اِسْرَآئِیْلَ تَسُوْسُہُمُ الْاَنْبِیَآءُ کُلَّمَا ھَلَکَ نَبِیٌّ خَلَفَہٗ نَبِیٌّ وَاِنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَسَیَکُوْنُ خُلَفَآءُ فَیَکْثُرُوْنَ قَالُوْا فَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ فُوْا بِبَیْعَۃِ الْاَوَّلِ فَالْاَوَّلِ اَعْطُوْھُمْ حَقَّھُمْ فَاِنَّ اللّٰہَ سَآئِلُھُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاھُمْ۔

بخاری میں ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تھے بنی اسرائیل کہ ان میں حکومت اور ریاست کرتے تھے پیغمبر جبکہ ایک پیغمبر اس کے مقام پر قائم ہوتا تھا اور میرے بعد تو کوئی پیغمبر نہیں اور عنقریب خلیفے اور بادشاہ ہوں گے تو بہت ہوں گے اصحاب نے کہا سو ہم کو آپ کیا حکم کرتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ قول پورا کرو اول حاکم سے پھر دوسرے سے ان کا حق ادا کرو سو مقرر خدا ان سے پوچھنے والا ہے ان کی رعیت کے حال سے۔

ف یعنی انتظام اور اصلاح عالم بدون حاکم کے نہیں ہو سکتی اگلی امتوں میں تو پیغمبروں سے انتظام ہوتا تھا اس امت میں خلیفوں سے ہوگا اس واسطے ان کی اطاعت سب مسلمانوں پر واجب ہوئی اگر حاکم کچھ رعیت کے حق میں قصور کریگا تو اس سے خدا سمجھ لے گا۔

(۱۲۱۹) ق عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَمْرٍو اِنَّہٗ لَمْ یَکُنْ نَبِیٌّ قَبْلِیْ اِلَّا کَانَ حَقًّا عَلَیْہِ اَنْ یَّدُلَّ اُمَّتَہٗ عَلٰی خَیْرِ مَا یَعْلَمُہٗ لَہُمْ وَیُنْذِرَھُمْ شَرَّ مَا یَعْلَمُہٗ لَہُمْ وَاِنَّ اُمَّتَکُمْ ھٰذِہٖ جُعِلَ عَافِیَتُہَا فِیْ اَوَّلِہَا وَسَیُصِیْبُ اٰخِرَھَا بَلَآءٌ وَ

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بات تو یہ ہے کہ کوئی نبی مجھ سے پہلے نہ ہوا مگر اس پر ضرور تھا کہ بتا دے اپنی امت کو جو ان کے واسطے بہتر جانتا اور ڈرا دے ان کو اس سے جو ان کے حق میں برا جانتے اور مقرر اس تمہاری امت کے شروع میں عافیت خدا کے نزدیک ٹھہر چکی اور پچھلی امت کو بلا لگے گی اور وہ کام ہوں گے جن کو تم برا

غ صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۲۶۔ (حشی)

أُمُورٌ تُنْكِرُونَهَا وَتَجِيءُ الْفِتْنَةُ فَيُرَقِّقُ بَعْضُهَا بَعْضًا وَتَجِيءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُولُ الْمُؤْمِنُ هٰذِهِ مُهْلِكَتِي ثُمَّ تَنْكَشِفُ وَتَجِيءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُولُ الْمُؤْمِنُ هٰذِهِ هٰذِهِ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ وَيَدْخُلَ الْجَنَّةَ فَلْتَأْتِهِ مَنِيَّتُهُ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَأْتِ إِلَى النَّاسِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُؤْتَى إِلَيْهِ وَمَنْ بَايَعَ إِمَامًا فَأَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهِ وَثَمَرَةَ قَلْبِهِ فَلْيُطِعْهُ إِنِ اسْتَطَاعَ فَإِنْ جَاءَ آخَرُ يُنَازِعُهُ فَاضْرِبُوا عُنُقَ الْآخَرِ۔

جانو گے اور ایک فساد آویگا تو پتلا حال کر دیگا بعضا بعضے کا یعنی پچھلے فساد کے روبرو پہلا فساد ہلکا معلوم ہوگا اور دوسرا فتنہ فساد آئے گا تو کہے گا ایماندار کہ اس میں میری بربادی ہے پھر وہ شکل کھل جائے گی اس کے بعد تیسرا فساد ہوگا تو ایماندار کہے گا یہی میری موت ہے یہی میری موت ہے سو جو چاہے کہ آپ کو دور ڈالے دوزخ سے اور بہشت میں جائے تو چاہئے کہ اس کی موت اس حالت میں آئے کہ وہ خدا کا اور قیامت کا ایمان رکھتا ہو یعنی ایماندار مرے اور چاہئے کہ لوگوں کے ساتھ ایسا سلوک کرے جو اپنے واسطے چاہتا ہے ویسا ہی لوگوں کے واسطے چاہے اور جس نے کسی امام سے بیعت کی ہو سو اس کے قول قرار پر ہاتھ مارا ہو اور اس کے ساتھ دلی خالص عہد کیا ہو تو چاہئے کہ اس کی تابعداری کرے اگر اس کو طاقت ہو پھر اگر دوسرا شخص آئے اور پہلے امام کی سرداری میں جھگڑا ڈالے تو دوسرے کی گردن مارو۔

**ف** حضرتؐ کو اپنی امت پر بہت کرم تھا اس واسطے جو امت میں فتنے اور فساد ہونے والے تھے ان کی خبر دی پھر اس کے علاج بتلائے اور پہلے سردار کی اطاعت کی تاکید کی اور باغیوں کا قتل فرمایا۔

## خلیفۂ وقت کے حقوق کی ادائیگی کی تاکید

(۱۳۲۰) **ق** ابْنُ مَسْعُودٍ إِنَّهَا سَتَكُونُ بَعْدِي أَثَرَةٌ وَأُمُورٌ تُنْكِرُونَهَا قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ تُؤَدُّونَ الْحَقَّ الَّذِي عَلَيْكُمْ وَتَسْأَلُونَ اللّٰهَ الَّذِي لَكُمْ۔

بخاری اور مسلم نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا انصاری صحابیوں سے کہ میرے بعد تم پر غیروں کو تقدیم ہوگی اور وہ کام ہوں گے جو تم کو برے معلوم ہوں گے اصحاب نے کہا کہ یا رسول اللہ پھر ہم کو آپ کیا حکم کرتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ جو تم پر حاکم کی اطاعت کا حق ہے اس کو ادا کیجیو اور اپنا حق خدا سے مانگیو۔

**ف** یعنی اگر حاکم تم پر ظلم کرے اور تمہارا حق بیت المال نہ دے تو ایسا نہ کرنا کہ اس کی اطاعت چھوڑ دو صبر کا ثواب تم کو خدا دے گا۔ علما کہتے ہیں کہ ایسی زیادتی سلطنت مروانیہ میں ہوئیں۔

## حکام کی اطاعت کرنا

(۱۳۲۱) **م** وَائِلُ بْنُ حُجْرٍ اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا فَإِنَّمَا عَلَيْهِمْ مَا حُمِّلُوا وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ **قَالَهُ** لِسَلَمَةَ بْنِ

مسلم میں وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کہنا سنو اور اطاعت کرو اپنے بادشاہوں کی اس واسطے کہ ان پر فرض ہے جس کا بوجھ ان پر ہے اور تم پر فرض ہے جس کا

يَزِيدَ الْجُعْفِيِّ۔ [1]

تم پر بوجھ ہے۔ یہ حضرت نے سلمہ بن یزید سے فرمایا۔
**ف** سلمہ نے کہا یا حضرت اگر ہمارے ایسے سردار ہوں کہ ہم سے اپنی اطاعت لیویں اور ہمارا حق نہ دلویں تو اس وقت میں ہم کیا کریں تب حضرت نے یہ حدیث فرمائی یعنی اگرچہ وہ ظلم کریں تو بھی تم پر اطاعت واجب ہے اگر وہ عدالت نہ کریں گے تو خدا ان سے سمجھ لے گا۔

## فتنہ کے وقت مسلمانوں کی جماعت کیساتھ رہنے کا حکم

(۱۲۲۲) **م** اَبُوْهُرَيْرَةَ مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ فَمَاتَ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً وَمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ يَغْضَبُ لِعَصَبَةٍ اَوْيَدْعُوْا اِلَى عَصَبَةٍ اَوْيَنْصُرُ عَصَبَةً فَقُتِلَ فَقِتْلَتُهُ جَاهِلِيَّةٌ وَمَنْ خَرَجَ عَلٰى اُمَّتِيْ يَضْرِبُ بَرَّهَا وَفَاجِرَهَا وَلَا يَتَحَاشٰى مِنْ مُؤْمِنِهَا وَلَا يَفِيْ لِذِيْ عَهْدٍ عَهْدَهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ وَلَسْتُ مِنْهُ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جو امام کی تابعداری سے نکل گیا اور جس نے مسلمانوں کی جماعت کو چھوڑا پھر وہ مرگیا تو کفر کی موت مرا اور جو لڑا اندھا دھند جھنڈے کے تلے غصے ہوا تو برادری کے واسطے نہ خدا کے لئے لوگوں کو پکارا تو برادری کے واسطے، مدد کی تو برادری کی راہ سے نہ خدا کے واسطے۔ پھر وہ اس حالت میں مارا گیا تو اس کا قتل بطور کفر ہوا اور جو میری امت کے ستانے پر کمر باندھ کر نکلا مارنے لگا نیک اور بد کو نہ ایمان دار کو چھوڑا نہ قول والوں سے یعنی مطیع الاسلام لوگوں سے قول پورا کیا نہ تو وہ میرا ہے نہ میں اس کا۔

## مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے والے کا کیا حکم ہے

(۱۲۲۳) **م** عَنْ عَرْفَجَةَ بْنِ شُرَيْحٍ اِنَّهُ سَتَكُوْنُ هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ فَمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّفَرِّقَ اَمْرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَهِيَ جَمِيْعٌ فَاضْرِبُوْهُ بِالسَّيْفِ كَائِنًا مَّنْ كَانَ۔

مسلم میں عرفجہ بن شریح سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ بات یوں ہے کہ عنقریب نامناسب کام ہوں گے یعنی فتنے اور فساد ہوں گے سو جو چاہے کہ اس امت کی امامت اور ریاست جمی جمائی میں پھوٹ ڈالے تو مار دو اس کو تلوار سے کوئی کیوں نہ ہو۔

**ف** یعنی جب مسلمانوں نے ایک امام اور سردار بنایا پھر جو کوئی اس سے باغی ہو تو اس کا قتل کرنا حلال ہے جماعت میں پھوٹ ڈالنا بڑا گناہ ہے اگر مسلمانوں میں پھوٹ نہ پڑتی تو کافر کبھی غالب نہ ہوتے۔

## دو خلیفہ کی بیعت کے وقت کیا کرنا چاہیئے

(۱۲۲۴) **م** اَبُوْهُرَيْرَةَ اِذَا بُوْيِعَ لِلْخَلِيْفَتَيْنِ فَاقْتُلُوا الْاٰخِرَ مِنْهُمَا۔

مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جب بیعت لی جائے دو اماموں اور بادشاہوں کے واسطے تو ان میں سے دوسرے کو قتل کیجیو یعنی جس وقت وہ سامنا کرے۔

امیر مسلمین کی عقد امامت کے مسائل

**ف** یعنی جس وقت ایک امام سے مسلمانوں نے بیعت کی ہو اور اس کو اپنا سردار بنایا ہو اس کے بعد دوسرے امام سے بیعت کچھ اور مسلمانوں نے کی ہو تو دوسرے امام کی امامت باطل ہے ایک شہر میں ہوں یا دو شہروں میں دار الاسلام چھوٹا ہو یا بڑا اول امام کی خبر ان کو بیعت ہوئی یا نا واقفی میں اور یہ جو فرمایا

[1] امام مسلم نے حدیث مذکور کو عنوان "حکام کے ظلم وستم پر صبر کرنے کی ہدایت" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

دوسرے امام کو قتل کر دو یعنی اس کو مردہ شمار کرو اس کی اطاعت نہ کرو اس کا حکم جاری نہ ہونے دو اور دوسرا امام امامت اپنی نہ چھوڑے اور لڑے اس صورت میں اس کو قتل کرو اس واسطے کہ دو حاکم ہونے میں بڑے فساد ہیں مثل مشہور ہے کہ دو تلواریں ایک میان میں نہیں سماتیں اور دو بادشاہ ایک ملک میں نہیں سکتے اور اگر ساتھی ایک ہی وقت میں دو امام ہوئے ہوں تو دونوں کی امامت درست نہیں پھر اس کے بعد جس پر اکثر معتبر لوگوں کا اجماع ہو وہ امام ہے اور اگر دو امام بہت دور دور ملکوں میں ہوں جیسے مشرق اور مغرب کہ ایک ملک سے دوسرے ملک میں آنا جانا مشکل ہو اور ایک دوسرے کی مدد نہ کر سکتا ہو تو اس صورت میں دو امام ہونا بھی درست ہے ساتھی بیعت ہوئی ہو یا آگے پیچھے اہل سنت والجماعت کا یہ مذہب ہے کہ مسلمانوں پر واجب ہے کہ ایک اپنا امام ٹھہراویں اور اس کی اطاعت شرع کے موافق اپنے اوپر واجب جانیں کہ امام کافروں سے جہاد کرے مسلمانوں پر کافروں کو غالب نہ ہونے دیوے بدکاروں کو سزا دیوے۔ احکام شرع کے جاری کرے، کوئی ظلم نہ کرنے پائے۔ محتاجوں اور یتیموں کی خبرگیری کرے لیکن شرط یہ ہے کہ امام احکام شرعی خوب جانتا ہو بہادر اور ہوشیار ہو تاکہ بخوبی ملک کا بندوبست کرے لڑائی نہ بگاڑے قریش کی قوم سے ہو سوائے قریش کے اور کسی قوم کا امامت میں حق نہیں۔ باقی مسائل مفصل امامت کے عقائد اور فقہ کی کتابوں سے دریافت کیا چاہئے۔

## خلاف شریعت بات میں حکام کا کہنا نہ ماننا چاہئے

(١٢٢٥) خ أُمُّ سَلَمَةَ اِنَّهٗ يُسْتَعْمَلُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ فَتَعْرِفُوْنَ وَتُنْكِرُوْنَ فَمَنْ كَرِهَ فَقَدْ بَرِئَ وَمَنْ اَنْكَرَ فَقَدْ سَلِمَ وَلٰكِنْ مَّنْ رَّضِيَ وَتَابَعَ

بخاری میں حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ تمہارے اوپر حاکم مقرر کیے جائیں گے پھر تم ان کو بعضے کام میں بھلا جانوگے اور بعضے میں برا جانوگے یعنی بعضے کام موافق شرع کے کریں گے اور بعضے مخالف شرع سو جو دل سے برا جانے گا ان کے برے کام کو تو وہ گناہ سے بچا اور جس نے انکی برائیاں کھل کر بیان کیں وہ سلامت رہا لیکن گنہگار وہ ہے جو ان کے خلاف شرع کاموں پر راضی ہوا اور ان کا تابعدار رہا

ف پورا قصہ یوں ہے کہ لوگوں نے کہا کہ یا حضرتؐ ہم ان ظالموں کو مار ڈالیں یا کہ نہ ماریں حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ مارنا جب تک وہ نماز پڑھا کریں یعنی خلاف شرع کام میں حاکم کی اطاعت حرام ہے اور جب تک اس سے صریح کفر نہ ہو تو اس سے لڑنا بھی درست نہیں یہ حدیث معجزہ ہے کہ جیسا فرمایا ویسے ہی اکثر ان سے ہوا جیسا یزید اور مروان کی اکثر اولاد۔

## اچھے اور برے حاکم کی پہچان

(١٢٢٦) م عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيُّ خِيَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُحِبُّوْنَهُمْ وَيُحِبُّوْنَكُمْ وَتُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْكُمْ وَ

مسلم میں عوف بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا بہتر تمہارے سردار اور حاکم وہ ہیں جن کو تم چاہو اور وہ تم کو چاہیں، تم ان کو نیک دعا دو اور وہ تم کو نیک دعا دیں اور

شِرَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُبْغِضُوْنَهُمْ وَيُبْغِضُوْنَكُمْ وَتَلْعَنُوْنَهُمْ وَيَلْعَنُوْنَكُمْ۔ برے سردار وہ ہیں جن سے تم بغض رکھو اور وہ تم سے بغض رکھیں تم ان کو بددعا دو وہ تم کو بددعا دیں۔

**ف** جب حاکم اور رعیت میں محبت ہوئی تو انتظام بخوبی ہوگا اس واسطے ان کی تعریف کی اور جب حاکم اور رعیت میں بغض اور نفرت ہوئی تو انجام کار بے انتظامی ہوگی اس واسطے ان کی مذمت کی۔ اس حدیث میں حاکموں کو نصیحت ہے کہ انصاف کریں اور ظلم سے دور رہیں اس واسطے کہ حقیقت میں انصاف اور عدالت حاکم کی محبت کا سبب ہے اور ظلم اور غفلت بغض کا سبب ہے۔

## صلح حدیبیہ کے موقعہ پر حضورؐ کا صحابہ کے حق میں ارشاد

(۱۲۲۷) **ق** جَابِرٌ اَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرُ اَهْلِ الْاَرْضِ قَالَهُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَكَانُوْا اَلْفًا وَّاَرْبَعَ مِائَةٍ۔ ؎۱ بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم آج افضل ہو تمام اہل زمین سے۔ یہ حضرتؐ نے جنگ حدیبیہ کے دن فرمایا اور اس دن اصحاب ایک ہزار چار سو تھے۔

**ف** اس روز اصحاب نے موت پر بیعت کی تھی یعنی میدان میں ٹکڑے ہوجائیں گے مگر قدم نہ ہٹیں گے تب حضرتؐ نے ان کو یہ بشارت دی اور بعضی روایت میں آیا ہے کہ پندرہ سو اصحاب تھے۔

## فتح مکہ کے بعد ہجرت کا زمانہ ختم ہوگیا

(۱۲۲۸) **ق** ابْنُ عَبَّاسٍ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ۔ ؎۲ بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ وطن چھوڑنے کا ثواب مکہ فتح ہونے کے بعد نہ رہا۔

**ف** جب تک مکہ فتح نہ ہوا تھا تو مکے کے رہنے والوں کو بلکہ اور گرد و نواح کے لوگوں پر وطن چھوڑنا اور مدینے میں حضرتؐ کے پاس آنا کافروں سے لڑنے کو فرض تھا جب مکہ فتح ہوا تو دارالاسلام ہوا تو اس ہجرت خاص کا حکم باقی نہ رہا لیکن کافروں کے ملک سے ہجرت کرنا قیامت تک باقی ہے۔ چنانچہ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ ہجرت اور توبہ کرنا قیامت تک باقی ہے۔

(۱۲۲۹) **ق** مُجَاشِعُ بْنُ مَسْعُوْدٍ اِنَّ الْهِجْرَةَ قَدْ مَضَتْ لِاَهْلِهَا وَلٰكِنْ عَلَى الْاِسْلَامِ وَالْجِهَادِ وَالْخَيْرِ۔ بخاری اور مسلم میں مجاشع بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر وطن چھوڑنا ختم ہوچکا مہاجرین پر لیکن بیعت کرنا اسلام کی اور جہاد کی اور نیک کاموں کی۔

**ف** مجاشعؓ سے روایت ہے کہ جب مکہ فتح ہوا تو میں نے چاہا کہ میں ہجرت کی بیعت کروں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی اب اسلام غالب ہوا اس طرح کی ہجرت اب فرض نہیں رہی۔

## ایک بدوی کا ہجرت کے بارے میں سوال اور حضورؐ کا ارشاد

(۱۲۳۰) **ق** اَبُوْ سَعِيْدٍ وَيْحَكَ اِنَّ الْهِجْرَةَ شَاْنُهَا شَدِيْدٌ فَهَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ قَالَ بخاری اور مسلم میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ وائے بحال تو البتہ ہجرت کا امر تو نہایت سخت ہے سو کیا

---

؎۱ امام مسلم نے حدیث مذکور کو عنوان "جنگ کے موقع پر لشکر سے بیعت لینا" میں ذکر کیا ہے۔
؎۲ صحیح مسلم میں یہ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے حضرت ابن عباسؓ سے نہیں۔ (چشتی)

...قَالَ فَتُعْطِيْ صَدَقَتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَهَلْ تَمْنَحُ مِنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتَحْلِبُهَا يَوْمَ وِرْدِهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاعْمَلْ مِنْ وَّرَآءِ الْبِحَارِ فَاِنَّ اللّٰهَ لَنْ يَّتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا قَالَهُ لِاَعْرَابِيٍّ سَأَلَهُ عَنِ الْهِجْرَةِ۔

تیرے پاس اونٹ ہیں اس نے کہا ہاں حضرتؐ نے فرمایا تو ان کی زکوٰۃ دیا کرتا ہے اس نے کہا ہاں حضرتؐ نے فرمایا بھلا ان کو دودھ پینے کے واسطے عاریت بھی دیتا ہے اس نے کہا ہاں حضرتؐ نے فرمایا پانی پلانے کے دن ان کا دودھ دوہتا ہے یعنی محتاجوں کو دیتا ہے اس نے کہا ہاں حضرتؐ نے فرمایا تو اسی طرح کیا کر اپنے دیہات میں جو شہروں سے پرے ہے سو بیشک خدا تیرے عمل سے کچھ نہ گھٹائیگا یہ حضرتؐ نے ایک دیہاتی عرب سے فرمایا جبکہ اس نے ہجرت کا حال پوچھا۔

ف قرآن حدیث میں مہاجرین کی فضیلت بہت مذکور ہے اس کو بھی ہجرت کا شوق ہوا حضرتؐ نے اس کی تعداد نہ پائی کہ وطن چھوڑ کے ہجرت کی تکلیفیں اٹھا سکے گا اس واسطے ہجرت سے منع کیا اور فرمایا کہ اپنے وطن میں زکوٰۃ اور خیرات دیا کر حضرتؐ نے نماز روزے کا اس سے ذکر نہیں کیا اس واسطے کہ جو شخص زکوٰۃ اور خیرات دیتا ہے نماز روزہ کہ اس میں کچھ مال نہیں خرچ ہوتا ہے بطریق اولیٰ کرتا ہوگا۔

## میدان جنگ میں قرآن لیجانے کی ممانعت

(۱۲۳۱) م ابْنِ عُمَرَ لَا تُسَافِرُوْا بِالْقُرْاٰنِ فَاِنِّیْ لَا اٰمَنُ اَنْ يَّنَالَهُ الْعَدُوُّ۔

مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ سفر نہ کیا کرو قرآن کو لے کر مجھے ڈر ہے کہ کہیں دشمن اس کو پا جاوے۔

ف یعنی اگر لشکر کم ہو تو کافروں کے ملک میں قرآن نہ لیجاوے کہ کافر اس سے بے ادبی کریں گے اور لشکر سلام[1] زیادہ ہو تو قرآن لیجانا مضائقہ نہیں۔

## گھوڑوں کی فضیلت کا ذکر

(۱۲۳۲) ق اَنَسٌ اَلْبَرَكَةُ فِيْ نَوَاصِي الْخَيْلِ۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ برکت گھوڑوں کی چوٹیوں میں ہے۔

ف اس واسطے کہ گھوڑے جہاد میں عمدہ سبب ہیں قوت اسلام کے اور غنیمت حاصل ہونے کے۔

(۱۲۳۳) ق ابْنُ عُمَرَ اَلْخَيْرُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِي الْخَيْلِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے[2] فرمایا کہ خیر گھوڑوں کی چوٹیوں میں وابستہ ہے قیامت تک۔

ف یعنی ثواب عظیم اور ملک کی فتح جہاد پر موقوف ہے اور گھوڑے جہاد کے عمدہ سبب ہیں تو یہ نعمتیں خیر اور کشائش کے گھوڑے ہی سبب ٹھہرے۔ اس حدیث میں اشارہ ہے کہ ایماندار جہاد کی نیت پر گھوڑوں کی پرورش سے غافل نہ ہوں۔

---

[1] امام مسلم نے حدیث مذکور کو عنوان بالا میں ذکر کیا ہے۔ (دہشتی)

[2] روایت مذکور کے الفاظ میں تقدم اور تاخر ہو گیا ہے۔

## راہِ خدا میں شہادت کی فضیلت

(۱۲۳۴) ق اَنَسٌ مَا مِنْ نَفْسٍ تَمُوْتُ لَهَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ يَسُرُّهَا اَنَّهَا تَرْجِعُ اِلَى الدُّنْيَا وَاَنَّ لَهَا الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا اِلَّا الشَّهِيْدُ فَاِنَّهٗ يَتَمَنّٰى اَنْ يَّرْجِعَ فَيُقْتَلَ فِي الدُّنْيَا لِمَا يَرٰى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی جان نہیں مرتی جس کے واسطے خدا کے نزدیک کچھ بھی بہتری ہو کہ اس کو خوش معلوم ہو یہ بات کہ پلٹ آئے دنیا کی طرف اس حالت پر کہ اس کو تمام دنیا ملے اور جو چیز کہ تمام دنیا کے اندر ہے یعنی جس کی مغفرت ہوئی اس کو آرزو نہیں کہ پھر دنیا میں آئے اگرچہ ہفت اقلیم کی اس کو سلطنت ملے مگر شہید سو وہ تمنا اور آرزو کیا کرتا ہے کہ پلٹ آئے پھر دنیا میں دوبارہ خدا کی راہ میں قتل ہووے تمنا کرتا ہے شہادت کی عمدہ درجہ دیکھکر۔

ف اس حدیث میں شہادت کی عمدگی کا بیان ہے یعنی شہید کے سب مطلب حاصل ہوئے سوائے اس کے اس کو کچھ آرزو باقی نہیں کہ پھر قتل ہووے تا کہ زیادہ تر خدا کے نزدیک عزت پائے۔

## راہِ خدا میں صبح شام نکلنے کی فضیلت

(۱۲۳۵) م اَبُوْ اَيُّوْبَ غَدْوَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَغَرَبَتْ۔

مسلم میں ابو ایوبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ راہ خدا یعنی جہاد میں صبح یا شام کو کوشش کرنا بہتر ہے اس سے جس پر آفتاب نے طلوع اور غروب کیا۔

ف یعنی تمام دنیا سے افضل ہے کہ اس کا ثواب باقی ہے اور دنیا فانی۔

## مجاہد کے درجات کا بیان

(۱۲۳۶) م اَبُوْ سَعِيْدٍ يَا اَبَا سَعِيْدٍ مَّنْ رَّضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ ثُمَّ قَالَ وَاُخْرٰى يُرْفَعُ بِهَا الْعَبْدُ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ قَالَ وَمَا هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

ایمان اور جہاد کی فضیلت۔

مسلم میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے ابو سعید جو راضی ہو گیا خدا کی مالکی پر اور اسلام کے دین پر اور محمدؐ کی پیغمبری پر وہ بہشت کے لائق ہو گیا پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ ایک دوسری عبادت ہے کہ جس کے سبب سے بندے کے سو درجے بلند ہوتے ہیں ان کے درجوں میں اتنا فرق ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان فرق ہے۔ ابو سعید نے کہا یا رسولؐ اللہ وہ کونسی عبادت ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا کی راہ میں جہاد کرنا خدا کی راہ میں جہاد کرنا خدا کی راہ میں جہاد کرنا تین بار اسکو فرمایا۔

ف یعنی ایمان مغفرت کے واسطے کافی ہے لیکن ترقی درجات جہاد پر موقوف ہے۔

## مجاہد کے شہید ہو جانے سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں مگر قرض نہیں

(۱۲۳۷) م عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو يُغْفَرُ لِلشَّهِيْدِ كُلُّ ذَنْبٍ اِلَّا الدَّيْنَ۔

مسلم میں عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ شہید کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں سوائے قرض کے۔

**ف** یعنی قرض کا مواخذہ شہید سے بھی باقی رہتا ہے۔ اس حدیث میں اشارہ ہے کہ قرض ادا کرنے میں سستی نہ کرے۔ علما نے کہا ہے کہ قرض سے مراد جمیع حقوق العباد ہیں یعنی شہید سے خدا کے گناہ سب معاف ہو جاتے ہیں مگر بندوں کے گناہ کا مواخذہ رہتا ہے۔

## شہیدوں کی روحیں جنت میں رہتی ہیں

(۱۲۳۸) م ابن مسعود إن أرواح المؤمنين طير خضر تعلق في شجر الجنة فكذا ذكره الأقليشي واختصره و لم وابن أن أرواحهم في جوف طير خضر لها قناديل معلقة بالعرش تسرح من الجنة حيث شاءت ثم تأوي إلى تلك القناديل فاطلع إليهم ربهم اطلاعة فقال هل تشتهون شيئا قالوا أي شيء نشتهي ونحن نسرح من الجنة حيث شئنا ففعل ذلك بهم ثلث مرات فلما رأوا أنهم لن يتركوا من أن يسئلوا قالوا يا رب نريد أن ترد أرواحنا في أجسادنا حتى نقتل في سبيلك مرة أخرى فلما رأى أن ليس لهم حاجة تركوا۔

مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ شہیدوں کی روحیں سبز چڑیاں ہیں بہشت کے درختوں کے میوے کھاتی ہیں۔ اقلیشی نے اتنی ہی روایت کی ہے کم کر کے اور پوری روایت یہ ہے کہ مقرر شہیدوں کی روحیں سبز چڑیوں کے پیٹ میں ہیں ان کے واسطے عرش کے نیچے قندیلیں لٹکی ہیں کھاتی پھرتی ہیں بہشت میں جہاں ان کا جی چاہتا ہے اور رات کو انہیں قندیلوں میں آ کر ٹھہرتی ہیں سو ان کے رب نے ان کو دیکھا اور فرمایا کہ بتلا کوئی چیز کو تمہارا جی بھی چاہتا ہے شہیدوں نے کہا کس چیز کو ہمارا جی چاہے ہم تو اس چین میں ہیں کہ بہشت میں کھاتے پھرتے ہیں جہاں چاہتے ہیں پھر خدا نے تین بار اسی طرح سے پوچھا جب شہیدوں نے دیکھا کہ بدون کچھ مانگے نہیں چھٹی تو کہا اے رب ہم چاہتے ہیں کہ ہماری روحیں ہمارے بدنوں میں پھر ڈالی جاویں تو ایک بار اور بھی تیری راہ میں مارے جاویں اور ٹکڑے ٹکڑے ہوں پھر جب خدا نے دیکھا کہ ان کو اب کسی چیز کی ہوس اور آرزو باقی نہیں رہی تو پھر ان سے پوچھنا چھوڑا۔

**ف** عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرتؐ سے پوچھا کہ یا حضرتؐ قرآن میں حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ شہیدوں کو مردہ نہ سمجھو وہ زندہ ہیں روزی پاتے ہیں، خوشیاں کر رہے ہیں خدا کے فضل سے۔ سو اس آیت کا کیا مطلب ہے اور شہیدوں کا مفصل حال کیونکر ہے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ کہ روح کو فنا نہیں بدن کے مرنے سے روح نہیں مرتی دوسرے مرتے ہوئے بہشت میں داخل ہوتے ہیں اور زندوں کی طرح کھاتے پیتے ہیں [illegible] کہ وہ قیامت میں بعد حساب کتاب کے بہشت میں جاویں گے۔ تیسرے یہ کہ جنت بالفعل موجود ہے اور یہی مذہب ہے اہل سنت کا۔ چوتھے یہ کہ بعد پیغمبروں کے شہیدوں کے نہایت بڑے رتبے ہیں۔

## جہاد کی فضیلت

(۱۲۳۹) م ابوھریرۃ من خیر معاش

مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ

النَّاسِ لَهُمْ رَجُلٌ مُّمْسِكٌ عِنَانَ فَرَسِهٖ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ يَطِيْرُ عَلٰى مَتْنِهٖ كُلَّمَا سَمِعَ هَيْعَةً اَوْفَزْعَةً طَارَ عَلَيْهِ يَبْتَغِي الْقَتْلَ وَالْمَوْتَ مَظَانَّهٗ اَوْ رَجُلٌ فِي غُنَيْمَةٍ فِي رَاْسِ شَعْفَةٍ مِنْ هٰذِهِ الشَّعَفِ اَوْ بَطْنِ وَادٍ مِنْ هٰذِهِ الْاَوْدِيَةِ يُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَيَعْبُدُ رَبَّهٗ حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْيَقِيْنُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ اِلَّا فِي خَيْرٍ

سب لوگوں کی زندگانی سے اس مرد کی زندگانی بہتر ہے جو میں اپنے گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے ہے دوڑتا پھرتا ہے اس کی پیٹھ پر جب کہ شور یا گھبراہٹ سنتا ہے دوڑ پڑتا ہے اپنے قتل ہونے اور شہادت کو موت کے مقاموں میں تلاش کرتا پھرتا ہے یا اس مرد کی زندگانی بہتر ہے جو بکریاں لیکر کسی پہاڑ کی چوٹی پر انھیں پہاڑوں کی چوٹیوں سے یا پہاڑ کے کسی نالے میں انھیں نالوں میں سے رہتا ہے نماز کو قائم رکھتا ہے اور زکوٰۃ دیتا ہے اور اپنے رب کی عبادت کرتا ہے مرنے دم تک آدمیوں سے کوئی شخص خیر میں نہیں سوائے اس کے۔

**ف** حضرت ؐ نے اس حدیث میں دو شخصوں کو سب سے افضل فرمایا ایک مجاہد جاں نثار کو، دوسرے گوشہ گیر عابد کو گوشہ گیری میں ہزاروں فائدے ہیں غیبت اور حسد اور حق تلفی اور شر و فساد سے پناہ ہی فراغت سے عبادت ہو سکتی ہے لیکن گوشہ گیری اس وقت میں بہتر ہے کہ اسلام ضعیف ہو جاوے عالم میں شر و فساد پھیلے درستی کی توقع باقی نہ رہے اور اگر ایسا نہ ہو تو لوگوں کے اندر رہنا افضل ہے چنانچہ اور حدیث میں آیا ہے کہ لوگوں میں رہنا اور ان کی زیادتیاں سہنا گوشہ گیری سے افضل ہے۔

## قاتل اور مقتول دونوں جنت میں

(۱۲۴۰) **ق** اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِنَّ اللّٰهَ لَيَضْحَكُ مِنْ رَجُلَيْنِ وَيُرْوٰى يَضْحَكُ اللّٰهُ اِلٰى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهٗ ثُمَّ يَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ ۔

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ؐ نے فرمایا کہ مقرر خدا راضی ہوتا ہے دو مردوں سے کہ ان میں سے ایک اپنے ساتھی کو مار ڈالے پھر وہ دونوں بہشت میں جاویں اور ایک روایت میں بجائے يَضْحَكُ مِنْ رَجُلَيْنِ کے يَضْحَكُ اللّٰهُ اِلٰى رَجُلَيْنِ آیا ہے مطلب دونوں عبارتوں کا ایک ہے۔

**ف** اصحاب نے پوچھا کہ یا حضرت یہ کیونکر ہوگا کہ قاتل اور مقتول دونوں بہشتی ہوں حضرت ؐ نے فرمایا کہ کافر مسلمان کو مارے پھر وہ کافر توبہ کرکے مسلمان ہووے پھر خدا کی راہ میں مارا جائے تو وہ دونوں بہشتی ہوں گے

## قاتل مومن اور مقتول کافر دونوں یکجا نہ ہوں گے

(۱۲۴۱) **م** اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَا يَجْتَمِعُ كَافِرٌ وَّقَاتِلُهٗ فِي النَّارِ اَبَدًا ۔

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جمع نہ ہوگا کافر اور اس کا قتل کرنے والا مسلمان دوزخ میں ہمیشہ۔

**ف** یعنی جس مسلمان نے کافر کو جہاد میں مارا وہ خلود دوزخ سے بچا۔

## خدا کی راہ میں صدقہ کرنے کی فضیلت

(۱۲۴۲) **م** اَبُوْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو الْاَنْصَارِيُّ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ سَبْعُ مِائَةٍ

مسلم میں ابو مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرت ؐ نے فرمایا کہ تجھ کو اس اونٹنی کے عوض سات سو اونٹنی نکیل والیاں قیامت میں ملیں گی

اُتِیَ کُلُّھَا مَخْطُوْمَۃٌ قَالَ لِرَجُلٍ جَاءَ بِنَاقَۃٍ مَخْطُوْمَۃٍ فَقَالَ ھٰذِہٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔

حضرتؐ نے اس مرد سے کہا جو ایک نکیل والی اونٹنی لایا پھر اس نے کہا کہ یہ راہِ خدا میں نذر ہے۔

## نیکی کی راہ بتانے والا بھی کرنے والے کی طرح ثواب پاتا ہے

(۱۲۴۳) م ابو مسعود عقبۃ بن عمرو الانصاری مَنْ دَلَّ عَلٰی خَیْرٍ فَلَہٗ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِہٖ۔

مسلم میں ابو مسعود انصاری سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو نیک بات کسی کو بتلائے گا تو اس کو کرنے والے کے برابر ثواب ملے گا۔

نیکی پر چلانے والوں کے ثواب کا ذکر اور گمراہ لوگوں کی سزا کا بیان

**ف** مثلاً ایک شخص نے کسی کو نماز سکھائی تو جب تک وہ نماز پڑھے جائے گا تو جتنا ثواب پڑھنے والے کو ہوگا اتنا بتانے والے کو ہوگا یا کسی محتاج کو کوئی سفارش کرکے کچھ کہیں سے دلا دے تو جتنا ثواب دینے والے کو ہوگا اتنا سفارش کرنے والے کو اسی طرح سب نیک کام۔

## مجاہد کو امداد دینے کی فضیلت

(۱۲۴۴) م ابو سعید لِیَنْبَعِثْ مِنْ کُلِّ رَجُلَیْنِ اَحَدُھُمَا وَالْاَجْرُ بَیْنَھُمَا یَعْنِیْ فِی الْجِھَادِ قَالَہٗ لِبَنِیْ لِحْیَانَ حِیْنَ بَعَثَ اِلَیْھِمْ بَعْثًا۔

مسلم میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ دو آدمیوں میں سے ایک آدمی جہاد کو جائے اور ثواب دونوں میں برابر ہے۔ یہ حضرتؐ نے اس وقت فرمایا جب قوم بنی لحیان پر لشکر بھیجا۔

**ف** یعنی ہر قوم سے آدھے آدمی جہاد کو جائیں اور آدھے آدمی مجاہدوں کے جورو لڑکوں کی خبر گیری کریں ثواب دونوں کو برابر ملے گا۔

## مجاہدوں کی عورتوں کا احترام کرنا چاہیئے

(۱۲۴۵) م بریدۃ بن الحصیب حُرْمَۃُ نِسَاءِ الْمُجَاھِدِیْنَ عَلَی الْقَاعِدِیْنَ کَحُرْمَۃِ اُمَّھَاتِھِمْ وَمَا مِنْ رَجُلٍ مِّنَ الْقَاعِدِیْنَ یَخْلُفُ رَجُلًا مِّنَ الْمُجَاھِدِیْنَ فِیْ اَھْلِہٖ فَیَخُوْنُہٗ فِیْھِمْ اِلَّا وُقِفَ لَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَیَاْخُذُ مِنْ عَمَلِہٖ مَا شَاءَ ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ فَمَا ظَنُّکُمْ۔

مسلم میں بریدہ بن حصیبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ غازیوں کی بیبیوں کی حرمت خانہ نشین لوگوں پر ایسی ہے جیسے ان کی ماؤں کی حرمت ہے اور جو خانہ نشین مرد مجاہدین مرد کے گھر بار کے کام میں رہے پھر ان میں خیانت کرے تو قیامت کے دن کھڑا کیا جاویگا پھر مجاہد اس کے نیک عمل کو جو چاہے گا سو لے گا پھر حضرت ہم اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تمہارا کیا گمان ہے۔

**ف** یعنی اس کو جن جانتے ہو باکچھ رد دے۔

## شہیدوں کیلئے جنت ہے

(۱۲۴۶) م انس قُوْمُوْا اِلٰی جَنَّۃٍ عَرْضُھَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ قَالَہٗ

صحیح مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اٹھو اس بہشت کی طرف جس کا پھیلاؤ آسمان اور زمین کے برابر ہے

حِیْنَ دَنَا الْمُشْرِکُوْنَ یَوْمَ بَدْرٍ۔ یعنی حضرت نے اسوقت فرمایا جسوقت جنگ بدر میں مشرک نزدیک آئے

**ف** یعنی ان کو قتل کرو اس واسطے کہ ان کا قتل کرنا یا شہید ہونا ہر طرح بہتر ہے کہ اس کا عوض بہشت ہے

(۱۲۴۷) **ق** اَبُوْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیُّ اِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّۃِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ۔

بخاری اور مسلم میں ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر بہشت کے دروازے تلواروں کی چھاؤں تلے ہیں۔

مجاہدوں کے حق میں بشارت

**ف** یہ راہ خدا میں لڑنے والوں کو اور شہیدوں کو بشارت ہے کہ غلبۂ دین کے واسطے راہِ خدا میں اپنی جان قربان کرتے ہیں کیوں نہ بہشت پاویں۔

## بدر کی طرف روانگی کے وقت حضور کا ارشاد

(۱۲۴۸) **م** اَنَسٌ اِنَّ لَنَا طَلِبَۃً فَمَنْ کَانَ ظَہْرُہٗ حَاضِرًا فَلْیَرْکَبْ مَعَنَا قَالَہٗ عِنْدَ خُرُوْجِہٖ اِلٰی بَدْرٍ۔[1]

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ ہمارا ایک مطلب ہے یعنی ہم کسی تاک میں جاتے ہیں سو جس کے پاس سواری موجود ہو وہ ہمارے ساتھ سوار ہو چلے یہ حضرتؐ نے جب جنگ بدر کو چلے تھے تب فرمایا۔

**ف** قریش کا قافلہ جب شام کی سوداگری سے پھرا تو حضرتؐ نے وہاں جاسوس لگا رکھے تھے جب جاسوس نے حضرتؐ کو ان کے آنے کی خبر دی تب حضرتؐ نے اصحاب سے یہ حدیث فرمائی لیکن صاف مطلب نہ کہا تاکہ خبر مشہور نہ ہو جاوے۔

## بحالتِ اسلام شہادت کی صورت میں قلیل عمل کا کثیر ثواب

(۱۲۴۹) **ق** اَلْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ عَمِلَ ھٰذَا یَسِیْرًا وَّیُؤْجَرُ قَلِیْلًا وَّاُجِرَ کَثِیْرًا قَالَہٗ فِیْ رَجُلٍ مِّنْ بَنِی النَّبِیْتِ قَالَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّکَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَقَاتَلَ حَتّٰی قُتِلَ۔

بخاری اور مسلم میں براءؓ بن عازبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس نے آسان عمل کیا اور دوسری روایت یوں ہے کہ اس نے تھوڑا عمل کیا اور بہت ثواب پایا یہ حضرتؐ نے اس مرد کے حق میں فرمایا جو بنی نبیت کی قوم سے تھا اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے کوئی لائق عبادت کے نہیں پھر آگے بڑھ گیا اور لڑنے لگا یہاں تک کہ مارا گیا۔

**ف** بنی نبیت نصاریٰ کی ایک قوم ہے۔ اس قوم کا ایک آدمی حضرتؐ کے پاس آیا اس نے کہا کہ میں اول کافروں سے لڑوں پھر مسلمان ہوں یا جو حکم ہو حضرتؐ نے فرمایا بلکہ اول مسلمان ہو لے پھر قتال کر سو وہ شخص مسلمان ہو کر لڑنے لگا آخر کو شہید ہوا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی بعد اسلام کے نماز روزہ، حج زکوۃ کچھ نہیں کیا صرف گھڑی بھر کے جہاد سے بہشت میں داخل ہوا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اسلام سب عبادتوں پر مقدم ہے بدون اسلام کے کوئی عبادت اور نیکی قبول نہیں۔

٭

---

[1] امام مسلمؒ نے حدیث مذکور اور ما بعد کی دونوں حدیثوں کو عنوانِ بالا میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

## ترکِ جہاد اسلامی طریقہ نہیں

(۱۲۵۰) م عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ مَنْ عَلِمَ الرَّمْيَ ثُمَّ تَرَكَهُ فَلَيْسَ مِنَّا۔ [1]

مسلم میں عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو تیر لگانا سیکھے پھر اس کو چھوڑ دے وہ ہماری راہ پر نہیں۔

ف یعنی تیر لگانا جہاد کا سبب ہے تو اس کا چھوڑنا گویا جہاد کا چھوڑنا ہے۔

## غازی جس کو مالِ غنیمت ملا اور جس کو نہ ملا دونوں کے ثواب کا بیان

(۱۲۵۱) م عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو مَا مِنْ غَازِيَةٍ أَوْ سَرِيَّةٍ تَغْزُوا فَتَغْنَمُ وَتَسْلَمُ إِلَّا كَانُوا قَدْ تَعَجَّلُوا ثُلُثَيْ أُجُورِهِمْ وَمَا مِنْ غَازِيَةٍ أَوْ سَرِيَّةٍ تُخْفِقُ وَتُصَابُ إِلَّا تَمَّ أُجُورُهُمْ۔

مسلم میں عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جو جماعت غازیوں کے لشکر کی کافروں سے لڑے پھر کافروں کا مال لوٹے اور سلامت رہے تو ان لوگوں نے دو تہائیاں اپنی مزدوریوں کی پائیں اور جو لوگ کہ بدون غنیمت پائے کام آئے یعنی شہید ہوئے تو ان کی مزدوریاں پوری ہوگئیں۔

ف یعنی زندہ غازیوں کو دو فائدے تو سردست ہیں ایک تو سلامتی دوسرے مالِ غنیمت کا باقی رہا تیسرا حصہ یعنی بہشت سو قیامت میں ملے گا اور شہیدوں کو تو دنیا میں کچھ فائدہ نہیں تو ان کا ثواب بالکل آخرت پر رہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شہید زندہ غازی سے افضل ہیں۔

## شہادت کی آرزو کرنے کا ثواب

(۱۲۵۲) م أَنَسٌ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ مَنْ طَلَبَ الشَّهَادَةَ صَادِقًا أُعْطِيَهَا وَلَوْ لَمْ تُصِبْهُ۔

مسلم میں انسؓ اور معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو مانگے خدا سے شہادت کو سچے دل سے تو اس کو شہادت کا ثواب دیا جائیگا اگرچہ اس نے شہادت نہ پائی۔

ف معلوم ہوا کہ نیت خالص کو دین میں بڑا دخل ہے۔

## جس کے دل میں شہادت کا جذبہ نہیں وہ منافق ہے

(۱۲۵۳) م أَبُو هُرَيْرَةَ مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِغَزْوٍ مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ مِنْ نِفَاقٍ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو مرگیا اس طرح پر کہ نہ کبھی اس نے جہاد کیا اور نہ کبھی راہ خدا میں لڑنے کی دل میں نیت کی تو وہ منافقوں کے وطیرہ پر مرا۔

ف یعنی جو سچا مسلمان ہوگا وہ دین محمدی کا غلبہ چاہے گا تو کافروں سے اللہ کے واسطے لڑیگا اور اگر سامان نہ ہوگا تو دل میں البتہ اس کا قصد رکھے گا اور جو دل میں بھی جہاد کا کبھی خیال نہ کرے تو معلوم ہوا منافق کی طرح اس کا ایمان زبانی ہے ایمان کامل نہیں۔

## بحری جہاد کی فضیلت

(۱۲۵۴) ق أُمُّ حَرَامٍ بِنْتُ مِلْحَانَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ

بخاری اور مسلم میں ام حرام بنت ملحانؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ چند لوگ میری امت کے میرے سامنے کئے گئے لڑنے

---

[1] امام مسلمؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "خدا کا بول بالا کرنے کیلئے جنگ کی فضیلت" میں ذکر کیا ہے۔ (دہشتی)

اللہِ یَرْکَبُوْنَ ثَبَجَ ھٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْکًا عَلَی الْاَسِرَّۃِ اَوْ مِثْلَ الْمُلُوْکِ عَلَی الْاَسِرَّۃِ۔

خدا کی راہ میں اس سمندر کے اندر سوار بادشاہ بنے تختوں پر جیسے بادشاہ تختوں پر۔

**ف** ام حرام سے روایت ہے کہ حضرت میرے گھر میں سو کر ہنستے جاگے میں نے کہا یا رسول اللہ آپ کیوں ہنستے ہیں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ خدا نے خواب میں دکھلا دیا کہ تیری امت کی ایسی ترقی ہوگی کہ جہازوں پر سوار ہو کر جہاد کریں گے بادشاہوں کی طرح۔ ام حرام نے کہا کہ یا حضرت میرے واسطے دعا کیجئے کہ خدا مجھ کو بھی ان غازیوں میں شریک کرے حضرتؐ نے دعا کی چنانچہ معاویہؓ کے زمانے میں جہاز پر سوار ہو کر جہاد ہوا ام حرام بھی غازیوں میں داخل تھیں پھر جہاز سے اتر کے سواری سے گر پڑیں اور مر گئیں۔

## سرحد پر پاسبانی کرنے کی فضیلت

(۱۲۵۵) **م** سَلْمَانُ رِبَاطُ یَوْمٍ وَّ لَیْلَۃٍ خَیْرٌ مِّنْ صِیَامِ شَھْرٍ وَّ قِیَامِہٖ وَاِنْ مَّاتَ جَرٰی عَلَیْہِ عَمَلُہُ الَّذِیْ کَانَ یَعْمَلُہٗ وَاُجْرِیَ عَلَیْہِ رِزْقُہٗ وَاَمِنَ الْفَتَّانَ۔

مسلم میں سلمانؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا سرحد اسلام پر ایک رات اور دن چوکی دینا بہتر ہے ایک مہینے کے روزے اور شب بیداری سے اور اگر مر گیا تو جو نیک عمل کہ کیا کرتا تھا اس کا ثواب ہمیشہ جاری رہے گا اور اس کی روزی اس پر جاری رہے گی اور منکر نکیر کے خوف سے نڈر ہو جاوے گا۔

**ف** موت سے شہید کا رزق اور عمل کا ثواب موقوف نہیں ہوتا اور قبر کے سوال جواب کا کچھ کھٹکا نہیں رہتا۔

## شہادت کی قسمیں

(۱۲۵۶) **م** اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ مَنْ قُتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ فَھُوَ شَھِیْدٌ وَّمَنْ مَّاتَ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ فَھُوَ شَھِیْدٌ وَّمَنْ مَّاتَ فِی الطَّاعُوْنِ فَھُوَ شَھِیْدٌ وَّمَنْ مَّاتَ فِی الْبَطْنِ فَھُوَ شَھِیْدٌ وَّمَنْ غَرِقَ فَھُوَ شَھِیْدٌ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو خدا کی راہ میں یعنی جہاد میں مارا گیا تو وہ شہید ہے اور جو خدا کی راہ یعنی جہاد یا حج میں اپنی موت مر گیا وہ شہید ہے اور جو وبا میں مر گیا وہ شہید ہے اور جو پیٹ کی بیماری سے مر گیا جیسے اسہال کی بیماری سے تو وہ شہید ہے اور جو ڈوب گیا وہ شہید ہے۔

**ف** مصابیح میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے اصحاب سے پوچھا کہ تم شہید کس کو جانتے ہو، اصحاب نے عرض کی کہ جو راہ خدا میں منہ نہ موڑے اور مارا جائے۔ حضرتؐ نے فرمایا تو تو میری امت کے شہید بہت تھوڑے ہوں گے پھر حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ اور دوسری حدیث میں فرمایا ہے کہ جو آگ میں جلے اور جس پر دیوار گر پڑے اور جو عورت کہ لڑکا پیدا ہونے سے مر جاوے اور جو ذات الجنب یعنی پانجر کے درد سے مرے اور جس کو سل کی بیماری ہو تو وہ بھی شہید ہے۔ ہر چند اعلیٰ رتبے کا شہید وہی ہے جو خدا کی راہ میں مارا جائے لیکن ان لوگوں کو بھی شہیدوں کی طرح کچھ ثواب آخرت میں ملے گا اور مرتبہ بلند ہوگا لیکن ان کو غسل نہ دینا اور نماز نہ پڑھنا مثل شہید کے درست نہیں۔

(۱۲۵۷) **ق** اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ اَلشُّھَدَآءُ خَمْسَۃٌ اَلْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْغَرِقُ

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ شہید پانچ قسم کے ہیں ایک تو وہ جو وبا میں مر جاوے اور دوسرا

صَاحِبُ الْهَدْمِ وَالشَّهِيْدُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ۔ وہ جو پیٹ کی بیماری سے مرے یعنی دست آویں اور تیسرا جو ڈوب جائے اور چوتھا جس پر دیوار گر پڑے اور پانچویں راہِ خدا کا شہید یعنی جو جہاد میں شہید ہو۔

**ف** یعنی ان کو بھی کچھ شہادت کا مرتبہ نصیب ہوگا اگرچہ اعلیٰ قسم کا وہی شہید ہے جو جہاد میں مارا جائے۔

(۱۲۵۸) **ق** اَلطَّاعُوْنُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ۔ بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ وبا شہادت ہے ہر مسلمان کی۔

**ف** یعنی جس شہر میں وبا پڑے اور وہاں کے لوگ وہیں ٹھہرے رہیں اور مر جاویں تو وہ شہید ہیں اس واسطے کہ یہ لوگ مثل غازیوں کے موت سے نہ ڈرے اور ثابت رہے اور ہر چند وبا بنی اسرائیل کی قوم پر عذاب تھی لیکن امت محمدی میں شہادت کا سبب ہے۔

## تیراندازی کی فضیلت اور ترغیب

(۱۲۵۹) **م** عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ قَالَهُ عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ قَرَأَ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ۔ مسلم میں عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خبردار ہو کہ البتہ قوت سے مراد تیراندازی ہے یہ حضرتؐ نے تین بار منبر پر فرمایا جب کہ یہ آیت پڑھی کہ کافروں کیلئے قوت تیار کرو جتنا تم سے ہو سکے۔

**ف** قرآن میں قوت کا لفظ مجمل تھا حضرتؐ نے اس کی تفسیر کی یعنی قوت سے مراد جس کا خدا تم کو حکم کرتا ہے تیراندازی ہے، تیراندازی کا اس واسطے حکم ہوا کہ دور کا ہتھیار ہے۔ بان اور بندوق اور توپ بھی تیراندازی میں داخل ہے اس واسطے کہ تیر کی طرح ان کی بھی مار ہے دور سے۔

## فسادوں کی پیشینگوئی اور حتی الوسع ان سے بچنے کی تلقین

(۱۲۶۰) **ق** اَبُوْ هُرَيْرَةَ سَتَكُوْنُ فِتَنٌ اَلْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِيْ مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ وَمَنْ وَجَدَ مَلْجَاً اَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهٖ[له]۔ بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ عنقریب فساد ہوگا جس میں بیٹھا شخص بہتر ہوگا کھڑے سے اور اس میں کھڑا بہتر ہے چلنے والے سے اور چلنے والا بہتر ہے دوڑنے والے سے جو ان کو جھانکے گا تو اس کو وہ فتنے اچک لیں گے اور جو کوئی پناہ کا مقام یا بچاؤ کی جگہ پائے تو چاہیے کہ اس کی پناہ میں آجاوے۔

**ف** اس حدیث میں اشارہ ہے ان فسادوں کا جو حضرتؐ کے بعد ظاہر ہوتے جیسے [illegible] یعنی اس فساد عالمگیر کی اصلاح مقدر نہیں تو کم کوشش کرنے والا اس میں بہتر ہوگا زیادہ کوشش کرنے والے سے اسی واسطے اکثر اصحاب نے فتنے اور فساد میں گوشہ گیری اختیار کی تھی۔

---

[له] امام مسلم نے حدیث مذکور کو عنوانِ بالا میں ذکر کیا ہے۔ (حشی)

## امتِ مسلمہ میں ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا

(۱۲۶۱) م سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ لَا یَزَالُ اَهْلُ الْغَرْبِ ظَاهِرِیْنَ عَلَی الْحَقِّ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَةُ۔

مسلم میں سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہمیشہ ڈول والے لوگ یعنی انصاری یا تمام عرب کے لوگ قائم رہیں گے دینِ حق پر قیامت تک۔

ف بعضے کہتے ہیں شام کے لوگ مراد ہیں یا مغرب کے ملک کے یا جہاد کرنے والے عرب کو ڈول والا اس واسطے فرمایا کہ ان کے ملک میں دریا نہیں کھیتوں کو وہ لوگ ڈول اور چرسوں سے سینچتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

(۱۲۶۲) ق اَلْمُغِیْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ لَا یَزَالُ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِیْ ظَاهِرِیْنَ حَتّٰی یَاْتِیَهُمْ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ ظَاهِرُوْنَ۔

بخاری اور مسلم میں مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ایک گروہ میری امت سے ہمیشہ قائم اور غالب رہیں گے جب تک قیامت آویگی اور وہ غالب ہی رہیں گے۔

ف مراد اس گروہ سے جہاد کرنے والے لوگ ہیں اور امام احمد بن حنبلؒ نے کہا کہ علمائے حدیث مراد ہیں اس واسطے کہ سب علمائے دین کو حدیث کی حاجت ہے علم تفسیر اور فقہ اور تاریخ والے سب حدیث کے محتاج ہیں اور بدعتی لوگوں پر اہل حدیث غالب رہتے ہیں وہ لوگ جو نئی بدعت نکالتے اس کو اہل حدیث پیغمبر کی حدیث سے مٹاتے ہیں۔

## سفر میں سواریوں کو آرام دیتے رہنا چاہئے

(۱۲۶۳) م اَبُوْ هُرَیْرَةَ اِذَا سَافَرْتُمْ فِی الْخِصْبِ فَاَعْطُوا الْاِبِلَ حَظَّهَا مِنَ الْاَرْضِ وَاِذَا سَافَرْتُمْ فِی السَّنَةِ فَبَادِرُوْا بِهَا نِقْیَهَا وَاِذَا عَرَّسْتُمْ فَاجْتَنِبُوا الطُّرُقَ فَاِنَّهَا طُرُقُ الدَّوَابِّ وَمَاْوَی الْهَوَامِّ بِاللَّیْلِ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جب تم سفر کیا کرو ارزانی اور سرسبزی کے سال تو اونٹوں کا حصہ زمین سے دیا کرو یعنی اونٹوں کو زمین پر چرنے کو چھوڑ دیا کرو منزل پر اتر کے اور جب تم سفر کرو قحط اور خشکی کے سال تو جلدی خشکی کی منزلوں کو طے کر ڈالو اونٹوں کا گودا رہتے یعنی اونٹوں کی ہڈیوں کا گودا نہ سوکھنے پاوے طاقت ان کی نہ جانے پاوے کہ تم منزل پر پہنچ جاؤ اور بڑی بڑی منزلیں کر کے خشکی سے نکل جاؤ اور حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تم پچھلی رات کو منزل پر اترا کرو تو رستوں کو چھوڑ کے علیحدہ اترا کرو اس واسطے کہ رستے جانوروں کی آمدورفت کی راہیں ہیں اور کیڑوں کے مقام ہیں رات کو

ف اس حدیث میں حضرتؐ نے سفر کی حکمتیں امت کو بتائیں۔

## سفر عذاب کا ایک نمونہ ہے

(۱۲۶۴) ق اَبُوْ هُرَیْرَةَ اَلسَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ یَمْنَعُ اَحَدَكُمْ نَوْمَهٗ وَطَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ فَاِذَا قَضٰی اَحَدُكُمْ

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ سفر عذاب کا ٹکڑا ہے کہ باز رکھتا ہے تم کو نیند سے اور کھانے پینے سے پھر جب کوئی اس طرف سے جدھر گیا ہے اپنے کام سے

غَنْمَتَہٗ مِنْ وَجْهِہٖ فَلْيُعَجِّلْ إِلَى أَهْلِهِ۔ فراغت پاوے تو چاہئے کہ شتابی سے اپنے گھر والوں کے پاس آئے۔

ف معلوم ہوا کہ بے ضرورت سفر کرنا مکروہ ہے کہ اس میں سراسر تکلیف ہے اور جب کسی ضرورت کو آدمی سفر کرے تو بعد فراغت کے وہاں نہ ٹھہرے کہ اس میں گھر کی بے بندوبستی ہے۔ اس حدیث میں وطن میں رہنے کی ترغیب ہے تاکہ جمعہ اور جماعت نہ فوت ہو اور بیوی بچوں کے حق نہ تلف ہوں۔

# صیدؔ اور ذبائح کے احکام

## شکاری کتے سے شکار کرنے کا بیان

۱۲۶۵) ق عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ الْمُعَلَّمَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ فَكُلْ قَالَ عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ قُلْتُ وَإِنْ قَتَلْنَ قَالَ وَإِنْ قَتَلْنَ مَا لَمْ يَشْرَكْهَا كَلْبٌ لَيْسَ مَعَهَا قَالَ قُلْتُ فَإِنِّي أَرْمِي بِالْمِعْرَاضِ الصَّيْدَ فَأُصِيبُ قَالَ إِذَا رَمَيْتَ بِالْمِعْرَاضِ فَخَزَقَ فَكُلْهُ وَإِنْ أَصَابَهُ بِعَرْضِهِ فَلَا تَأْكُلْهُ۔

بخاری اور مسلم میں عدی بن حاتمؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تو اپنے سکھائے شکاری کتے کو چھوڑے اور خدا کا نام اس پر لیوے تو شکار کو کھا۔ عدی بن حاتم نے کہا کہ میں نے کہا کہ اگر کتے شکار کو جان سے مار ڈالیں تو بھی کیا شکار حلال ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر مار بھی ڈالیں تو بھی حلال ہے جب تک دوسرا کتا غیر شکاری اس کے ساتھ مارنے میں شریک نہ ہوا ہو۔ عدی بن حاتم نے کہا میں نے کہا کہ میں بے نوک والے تیر سے شکار کرتا ہوں اور شکار کو حاصل کرتا ہوں حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تو بے نوک کے تیر کو مارے پھر وہ تیر شکار کے جسم میں گھس کر چیر پھاڑ دیوے تو اس کو کھا اور اگر تیر شکار کے بینڈا ہو کر لگا ہو تو اس کو مت کھا۔

ف اس حدیث سے بہت مسئلے شکار کے معلوم ہوئے اول یہ کہ کتے سے شکار کھیلنا درست ہے، دوسرے یہ کہ کتے کو جب آپ شکار پر چھوڑا ہو تو حلال ہے اور اگر کتا خود بخود چھوٹ گیا اور شکار مار لایا تو حلال نہیں تیسرے یہ کہ کتے کی تعلیم شرط ہے اور تعلیم کی یہ علامت ہے کہ اس کو تین بار شکار پر چھوڑے اور ہر بار وہ شکار مار لائے اور خود نہ کھاوے۔ چوتھے یہ کہ کتے کے چھوڑتے وقت بسم اللہ کہنا شرط ہے اگر قصداً بسم اللہ نہ بولا شکار مردار ہوا اور اگر بھولے سے نہ کہا تو حلال ہے یہ مذہب ہے امام اعظمؒ کا اور امام شافعیؒ کے نزدیک بسم اللہ زبان سے کہنا واجب نہیں خدا کا نام ہر مسلمان کے دل میں ہے لیکن زبان سے کہنا مستحب ہے۔ پانچویں یہ کہ اگر شکاری کتے سے شکار مر بھی جائے تو بھی شکار حلال ہے۔ چھٹے یہ کہ اگر شکاری کتے کے ساتھ دوسرا کتا جس کی تعلیم نہیں ہوئی شکار مارنے میں شریک ہووے تو شکار مردار ہوا اس واسطے کہ جب حلال اور حرام ایک چیز میں جمع ہوئے تو حرام ہی احتیاط کے سبب سے غالب ہو جاتا ہے۔ ساتویں یہ کہ بے نوک کے تیر کے شکار میں زخم ہونا شرط ہے تاکہ خون ناپاک نکل جائے اور اگر بے زخم صدمے سے مر جائے تو شکار حلال نہیں جیسے غلہ غلیل کا یا اینٹ پتھر جانور کو مار ڈالے تو مردار ہے کہ خون نہ نکلا شکار حلال اس چیز سے ہوتا ہے جو تیز ہو اور چیر پھاڑ ڈالے

شکاری کتے کے مسائل

۱؎ شکار اور ذبائح۔ (حیشی)

جیسے تلوار، چھری، تیر نوک دار۔

(۱۲۶۶) م اَبُوْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيُّ اِذَا رَمَيْتَ بِسَهْمِكَ فَغَابَ عَنْكَ فَاَدْرَكْتَهُ فَكُلْ مَالَمْ يُنْتِنْ۔

مسلم میں ابو ثعلبہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تونے اپنے تیر سے شکار کو مارا پھر شکار غائب ہوگیا یعنی کہیں چھپ گیا یا چلا گیا پھر تونے اسکو پالیا تو اس کو کھا جب تک بو نہ کرے۔

ف اگر شکار زخمی ہو شکاری کتے سے یا تیرسے اور کہیں چلا جاوے تو اگر شکاری اس سے ناامید ہو کے نہ بیٹھے تلاش کی حالت میں اس کو مردہ پاوے تو امام اعظمؒ کے نزدیک اس شرط سے شکار حلال ہے اور نہیں تو حرام۔ امام مالکؒ کے نزدیک اگر اسی دن پائے تو حلال ہے اور اگر دوسرے تیسرے دن پاوے تو حرام اور بدبودار کھانا حرام نہیں لیکن مکروہ ہے۔

## ہر نکیلے دانت والے درندہ کو کھانے کی ممانعت

(۱۲۶۷) م اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَكْلُ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ حَرَامٌ [۱]

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ سب نکیلے دانت والے درندے جانوروں کا کھانا حرام ہے۔

درندوں کے کھانے کی ممانعت

ف یعنی جس جانور کے نوک دار دانت ہوں اور وہ درندہ بھی ہو یعنی دوسرے جانور کو چیر پھاڑ کے کھاتا ہو سو حرام ہے جیسے شیر اور چیتا اور بھیڑیا اور کتا اور بلی اور لومڑی اور گیدڑ وغیرہ اور یہی مذہب ہے امام اعظمؒ اور امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کا لیکن امام مالکؒ کے مذہب میں دو روایتیں ہیں ایک حرمت کی دوسری کراہت کی اور جس کے نوک دار دانت ہوں لیکن درندہ نہ ہو جیسے اونٹ سو حلال ہے۔

## بحری شکار مردہ ہو تو بھی کھانا جائز ہے

(۱۲۶۸) ق اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ هُوَ رِزْقٌ اَخْرَجَهُ اللّٰهُ لَكُمْ فَهَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ فَتُطْعِمُوْنَا قَالَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ فَاَرْسَلْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مِنْهُ فَاَكَلَ۔ قالہ فِيْ حُوْتٍ مَيِّتٍ رَمَاهُ الْبَحْرُ قَالَ الصَّغَانِيُّ مُؤَلِّفُ هٰذَا الْكِتَابِ حَقَّقَ اللّٰهُ بِسُلْطَانِهٖ اٰمَالَهُ وَصَدَّقَ بِبُرْهَانِهٖ اَقْوَالَهُ اَخَذَتْ مَضْجَعِيْ لَيْلَةَ الْاَحَدِ الْحَادِيَةَ عَشَرَ مِنْ شَهْرِ الرَّبِيْعِ الْاَوَّلِ سَنَةَ اثْنَتَيْنِ وَعِشْرِيْنَ وَسِتِّمِائَةٍ فَ قُلْتُ اَللّٰهُمَّ اَرِنِي اللَّيْلَةَ نَبِيَّكَ

مسلم میں ابو عبیدہ بن جراحؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ مردہ مچھلی روزی ہے کہ خدا نے تمہارے واسطے نکالی سو کیا تمہارے ساتھ اس کے گوشت سے کچھ باقی ہے تو ہم کو کھلاؤ ابو عبیدہؓ نے کہا تو ہم نے حضرتؐ کے پاس کچھ اس کا گوشت بھیجا سو حضرتؐ نے کھایا یہ حضرتؐ نے اس مردہ مچھلی کے حق میں فرمایا جس کو سمندر نے باہر خشکی میں ڈال دیا تھا۔ ف جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے ہم کو لڑائی پر بھیجا اور ابو عبیدہؓ کو ہم پر حاکم کیا ہمارے ساتھ کا کھانا ہو چکا اور ہم پر بھوک غالب ہوئی تو سمندر نے ایک مردہ مچھلی باہر ڈال دی ویسی بڑی مچھلی ہم نے کبھی نہ دیکھی تھی اس کی پسلی کے تلے سے گھوڑے کا سوار گذر جاتا تھا اول اس کے حلال ہونے میں تردد ہوا بعد اس کے اضطرار کے سبب سے اس کو کھانا شروع کیا ہم تین سو آدمی تھے مہینے بھر وہاں رہے اور کھایا کیے جب ہم مدینے میں آئے

[۱] مسلم کی روایت میں تاکلہ کی زیادتی بھی موجود ہے۔ (حبشی)

سَيِّدَنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ
الْمَنَامِ فَإِنَّكَ تَعْلَمُ اشْتِيَاقِيْ
فَرَأَيْتُ بَعْدَ هَجْعَةٍ مِّنَ اللَّيْلِ
وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ
وَسَلَّمَ فِيْ مَشْرُبَةٍ وَّنَفَرٌ مِّنْ أَصْحَابِيْ
أَسْفَلُ مِنَّا عِنْدَ دَرَجِ الْمَشْرُبَةِ
قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا تَقُوْلُ
الْحُوْتِ مَيِّتٍ رَمَاهُ الْبَحْرُ
حَلَالٌ هُوَ فَقَالَ وَهُوَ يَتَبَسَّمُ
نَعَمْ فَقُلْتُ وَأَنَا أُشِيْرُ
مَنْ بِأَسْفَلِ الدَّرَجِ فَقُلْ لِأَصْحَابِيْ
إِنَّهُمْ لَا يُصَدِّقُوْنِيْ فَقَالَ لَقَدْ
شَتَمْتَنِيْ وَعَابُوْنِيْ فَقُلْتُ كَيْفَ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ كَلَامًا لَيْسَ
يَحْضُرُنِيْ لَفْظُهٗ وَإِنَّمَا مَعْنَاهُ عَرَضْتَ
قَوْلِيْ عَلٰى مَنْ لَّا يَقْبَلُهٗ ثُمَّ أَقْبَلَ
عَلَيْهِمْ يَلُوْمُهُمْ وَيَعِظُهُمْ فَقُلْتُ
صَبِيْحَةَ تِلْكَ اللَّيْلَةِ وَأَنَا أَعُوْذُ
بِاللّٰهِ مِنْ أَنْ أَعْرِضَ حَدِيْثَهٗ بَعْدَ
لَيْلَتِيْ هٰذِهٖ إِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ يُحَكِّمُوْنَهٗ
فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ
فِيْ أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضٰى وَ
يُسَلِّمُوْنَ تَسْلِيْمًا۔

✣ ✣ ✣ ✣ ✣

✣ ✣ ✣ ✣

✣ ✣ ✣

✣ ✣

✣

✣ ✣ ✣

تو حضرتؐ سے یہ قصہ نقل کیا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ امام اعظمؒ کے مذہب میں اگر مچھلی بے سبب مرجائے اور پانی پر اتر آوے تو حلال نہیں اور اگر کسی صدمے اور سبب سے مرجاوے تو حلال ہے

**ف** حسن صغانی اس کتاب کے مصنف نے کہا خدا اس کی امیدوں کو اپنی قدرت سے بر لاوے اور اپنی حجت اور دلیل کو اس کے قولوں کو سچا کرے کہ میں اپنے فرش پر لیٹا اتوار کی رات شہر ربیع الاول کی گیارہویں تاریخ سنہ ٦٢٣ ہجری میں اور میں نے کہا کہ الٰہی مجھ کو آج کی رات اپنے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دکھلا دے کہ اس کے دیدار کو میرا اشتیاق تو جانتا ہے رات کو ایک نیند کے بعد میں نے دیکھا کہ گویا میں اور حضرتؐ ایک بالاخانے پر ہیں اور چند لوگ میرے ساتھ کے ہم سے نیچے بالاخانے کی سیڑھی کے پاس موجود ہیں تو میں نے کہا یا رسول اللہ آپ کیا فرماتے ہیں مردہ مچھلی کے مقدمے میں جس کو سمندر نے باہر ڈالا کیا وہ حلال ہے تو حضرتؐ نے مسکرا کے فرمایا کہ ہاں حلال ہے تو میں نے عرض کی اور جو لوگ کہ سیڑھی کے نیچے ہیں ان کی طرف اشارہ کیا کہ میرے ان ساتھیوں سے فرما دیجئے کہ یہ لوگ مجھ کو سچا نہیں جانتے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ تو نے مجھ کو گالی دی اور ان لوگوں نے مجھ کو عیب لگایا تو میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ یہ کیونکر ہے تو حضرتؐ نے کچھ کلام کیا کہ اس کے الفاظ مجھ کو یاد نہیں رہے ولیکن اس کا مطلب تو یہی تھا کہ تو نے میری حدیث ان لوگوں سے بیان کی جو اس کو نہیں قبول کرتے [illegible] کے روبرو حضرتؐ کی حدیث نقل کرنا کمال بے ادبی ہے گالی دینے کے برابر پھر حضرتؐ ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے ان کو ملامت اور نصیحت کرنے لگے پھر میں نے اس رات کی فجر کو کہا کہ میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ اس رات [illegible] حدیث کو کسی سے بیان کروں مگر انھیں لوگوں [illegible] حضرتؐ ہی کو حکم اور فیصلہ کرنے والا جانتے ہیں پھر اپنے دلوں میں حضرتؐ کے حکم اور فیصلے سے کچھ تنگی اور اداسی نہیں پاتے اور اپنا کاروبار سب حضرتؐ ہی کو سونپتے ہیں دل سے مان کر۔

ف مصنف کے خواب سے بھی معلوم ہوا کہ ایسی مچھلی حلال ہے اور ثابت ہوا کہ حضرتؐ کی حدیث نا اہل کے روبرو بیان کرنا بے ادبی ہے مشتاق دیندار سے کہے نا اہل کے روبرو ضائع نہ کرے۔

## گوہ کا کھانا کیسا ہے

گوہ حضورؐ کو مرغوب نہ تھا

(۱۲۶۹) ق اِبْنُ عُمَرَ لَسْتُ بِاٰكِلِهٖ وَلَا مُحَرِّمِهٖ يَعْنِي الضَّبَّ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا میں سوسمار کا کھانے والا نہیں اور نہ اس کا حرام کرنے والا۔

ف پختہ سوسمار یعنی گوہ حضرتؐ کے سامنے آئی حضرتؐ نے اس کو نہ کھایا لوگوں نے پوچھا کہ کیا یہ حرام ہے جو حضرتؐ نہیں کھاتے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی ہر چند یہ حرام نہیں لیکن ہماری طبیعت کو پسند نہیں۔ امام اعظمؒ کے نزدیک گوہ حلال نہیں مکروہ ہے امام شافعیؒ کے نزدیک حلال ہے۔

(۱۲۷۰) ق اَبُوْ سَعِيْدٍ اِنَّ اُمَّةً مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ مُسِخَتْ فَلَا اَدْرِيْ اَيَّ الدَّوَابِّ مُسِخَتْ۔

بخاری اور مسلم میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر حضرت یعقوبؑ کی اولاد سے ایک گروہ کی خدا نے صورت بدل ڈالی ہے سو میں نہیں جانتا کہ وہ کون جانور کی صورت پر ہو گئے۔

ف بخاری اور مسلم میں پوری روایت یوں ہے کہ ایک گنوار حضرتؐ کے پاس آیا اس نے کہا کہ یا حضرتؐ میں اس جنگل میں رہتا ہوں کہ وہاں کے لوگوں کی خوراک سوسمار ہے۔ سوسمار وہ جانور ہے جس کو ہندی میں گوہ کہتے ہیں حضرتؐ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا پھر اس نے پوچھا پھر حضرت چپ رہے، تیسری بار میں حضرتؐ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر خدا نے لعنت کی اور ان کی صورت بدل ڈالی مجھکو معلوم نہیں کہ وہ گوہ کی صورت بن گئے یا کوئی اور جانور ہو گئے سو میں تو اس کو نہیں کھاتا اور منع بھی نہیں کرتا امام اعظمؒ کے نزدیک سوسمار کھانا درست نہیں اسی دلیل سے امام شافعیؒ کے مذہب میں درست ہے۔

(۱۲۷۱) ق اِبْنُ عُمَرَ كُلُوْا فَاِنَّهٗ حَلَالٌ وَّلٰكِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ طَعَامِيْ يَعْنِي الضَّبَّ

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کھاؤ سو واسطے کہ سوسمار یعنی گوہ حلال ہے ولیکن وہ ہماری خوراک نہیں۔

ف حضرتؐ ایک مجلس میں تھے سوسمار کا گوشت پختہ آیا کسی نے کہا کہ یا حضرتؐ یہ سوسمار کا گوشت ہے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی ہر چند یہ حلال ہے لیکن قریشی لوگ اس کو نہیں کھاتے یعنی شرعی کراہت نہیں طبعی کراہت ہے امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک سوسمار حلال ہے اور یہی حدیث ان کی دلیل ہے اور امام اعظمؒ کے نزدیک حلال نہیں ان کے نزدیک یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا۔

## ذبح ہی میں نہیں بلکہ ہر ایک چیز میں احسان (خوبی) اختیار کرنا چاہئے

(۱۲۷۲) م شَدَّادُ بْنُ اَوْسٍ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ

مسلم میں شداد بن اوس سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر خدا نے احسان کرنا فرض کیا ہے ہر چیز پر سو تم جو قتل کرو تو اچھی طرح قتل کیا کرو یعنی اگر خون کے بدلے خون کرو تو

فَاَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْيُحِدَّ اَحَدُكُمْ شَفْرَتَہٗ وَلْيُرِحْ ذَبِيْحَتَہٗ۔ — جلدی فراغت کرو تڑسا تڑسا کر مت مارو اور جب کسی جانور کو ذبح کیا چاہو تو اچھی طرح ذبح کرو اور چاہیے کہ اپنی چھری کو تیز کر لیا کرو اور چاہیے کہ راحت پہنچاؤ حلال کرنے کے جانور کو۔

**ف** یعنی خدا نے ہر چیز کے ساتھ احسان کرنا فرض کیا ہے یہاں تک کہ قتل اور ذبح میں بھی احسان چاہیے کہ جلد فراغت کر ڈالے اور چھری کو پہلے تیز کر لیوے تاکہ زیادہ تکلیف نہ ہو۔

## جانور کو باندھ کر نشانہ لگانے کی ممانعت

(۱۲۷۳) م ابن عباس لَا تَتَّخِذُوْا شَيْئًا فِيْهِ الرُّوْحُ غَرَضًا۔ — مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ بناؤ روح دار چیز کو نشانہ۔

**ف** عبداللہ بن عباسؓ نے چند جوانوں کو دیکھا کہ مرغی کو ایک جگہ رکھا ہے اور تیروں سے نشانہ مارتے ہیں تب یہ حدیث پڑھی اور کہا کہ حضرتؐ نے اس پر لعنت کی ہے معلوم ہوا کہ یہ بعضے لوگ زندہ جانور کو جو رنگ بناتے ہیں نہایت حرام ہے اور کمال بیدرد اور سخت دل ہیں کہ ناحق عذاب کرتے ہیں اور شکار پر نشانہ لگانا البتہ درست ہے۔

## جانور کو مثلہ کرنے کی ممانعت

(۱۲۷۴) م ابن عمر لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ مَثَّلَ بِالْحَيَوَانِ۔ [1] — مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا خدا لعنت کرے اس پر جو جاندار کے ہاتھ پاؤں اور ناک کان کاٹے

**ف** اس واسطے منع فرمایا کہ اس میں ناحق رنج رسانی اور تغییر خلق الٰہی ہے۔

## جو بھی خدا کی راہ میں قربان ہوتا ہے اسکے خون کی کیفیت کا ذکر

(۱۲۷۵) ق ابو ہریرۃ مَا مِنْ مَكْلُوْمٍ يُكْلَمُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَكَلْمُهٗ يَدْمٰى اَللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ وَالرِّيْحُ رِيْحُ مِسْكٍ۔ [1] — بخاری اور مسلم میں ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ایسا گھائل نہیں جو خدا کی راہ میں زخمی ہوا ہو مگر کہ آئے گا قیامت کے دن اور اس کا زخم جاری ہو گا رنگ اس کا تو خون کے رنگ اور بو اس کی مشک کی سی بو۔

**ف** زخم سے خون اس واسطے جاری ہو گا تاکہ ان کی بزرگی اور کمال سب پر ظاہر ہو کہ ان لوگوں نے اللہ کے واسطے جان دی اور زخم کھائے۔

## جمے یا پگھلے ہوئے گھی میں چوہا گر جائے تو کیا کرنا چاہئے

(۱۲۷۶) خ میمونۃ اَلْقُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوْا سَمْنَكُمْ۔ [2] — بخاری میں حضرت میمونہؓ سے روایت ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ نکال کے پھینک دو چوہے کو اور اس کے پاس کے گھی کو اور اپنے باقی گھی کو کھاؤ۔

**ف** چوہا گھی میں گر پڑا اور مر گیا حضرتؐ سے مسئلہ پوچھا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یہ اس صورت میں ہے

---

[1] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "مشک کا بیان" میں ذکر کیا ہے۔ [2] صحیح بخاری میں مذکورہ کے الفاظ مروی ہیں۔ (رحشتی)

احسان کی فرضیت کا ذکر

[حاشیہ: ...کی نشانی ... کرنے ... کے ... ربانی ... عیبوں ... کرنے ... کے ... ہٹانے ... اور ... باوجود ... کاب ... مستحق ... ہے۔]

کہ گھی جما ہو، اور اگر گھی پتلا اور پگھلا ہو تو تمام گھی ناپاک ہوگیا۔

## پلاؤ جانور وحشی ہو جائے اور ہاتھ نہ لگے تو بسم اللہ کہہ کر تیر چھوڑنا چاہیے

(۱۲۷۷) ق رَافِعُ بْنُ خَدِیْجٍ اِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَائِمِ اَوَابِدَ كَاَوَابِدِ الْوَحْشِ۔

بخاری اور مسلم میں رافع بن خدیج سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ان چوپائے پلاؤں میں بھی بھڑکنے والے ہوتے ہیں جیسے جنگلی بھڑکنے والے ہوتے ہیں۔ لہ

ف روایت ہے کہ کسی کا اونٹ بھاگ گیا تھا پکڑنے میں نہ آتا تھا کسی نے اس کو تیر سے مارا پھر اس کا مسئلہ حضرتؐ سے پوچھا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی جب پلاؤ جانور وحشی ہو جائے اور ہاتھ نہ لگے کہ اس کو ذبح کیجئے تو بسم اللہ کہکر جہاں زخم لگاوے تو وہ حلال ہو جاتا ہے جیسا کہ جنگلی جانور میں بھی حکم ہے اور اسی طرح جانور کنوئیں میں اوندھا گر پڑے تو جہاں قابو پڑے حلال ہے۔

# قربانی کے جانوروں کا بیان

(۱۲۷۸) م جَابِرٌ لَا تَذْبَحُوْا اِلَّا مُسِنَّةً اِلَّا اَنْ تَعْسُرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوْا جَذَعَةً مِنَ الضَّاْنِ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ حلال کرو قربانی میں مگر ایک سال کی بکری مگر یہ کہ تم پر مشکل ہو یعنی اگر نہ ملے تو سات مہینے کا دنبہ حلال کرو۔

ف بکری اور بھیڑ ایک برس سے کم درست نہیں لیکن سات مہینے کا دنبہ قربانی کرنا درست ہے۔

## قربانی کے جانوروں کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا سنت ہے

(۱۲۷۹) م عَايِشَةُ يَا عَايِشُ هَلُمِّي الْمُدْيَةَ۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اے عائش چھری دے۔

ف عائش اختصار ہے عائشہ کا مصابیح میں روایت ہے کہ سینگ دار سیاہ مینڈھے کو حضرتؐ نے قربانی کے واسطے منگوایا اور مجھ سے چھری مانگی پھر فرمایا کہ پتھر سے تیز کر دے پھر حضرتؐ نے چھری کو پکڑا اور مینڈھے کو پچھاڑ کے بسم اللہ کہکر ذبح کیا پھر فرمایا کہ الٰہی قبول کر محمدؐ سے اور محمدؐ کے گھر والوں سے اور محمدؐ کی امت سے۔

(۱۲۸۰) م عَايِشَةُ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ قَالَهٗ عِنْدَ الذَّبْحِ۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا کے نام سے ذبح کرتا ہوں الٰہی اس کو قبول کر محمدؐ کی طرف سے اور محمدؐ کی آل کی طرف سے اور محمدؐ کی امت کی طرف سے، یہ دعا حضرتؐ قربانی کرنے کے وقت فرماتے۔

ف حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے ایک مینڈھا سینگ والا جس کے منہ اور ہاتھ پاؤں سیاہ تھے منگوایا پھر فرمایا کہ اے عائشہ چھری لا اور اس کو تیز کر پھر حضرتؐ نے چھری لیکر اس کو ذبح کیا اور یہ فرمایا۔

لہ امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "اگر کسی نے مال غنیمت میں سے بغیر تقسیم کوئی جانور ذبح کر لیا تو اس کا کھانا درست نہیں" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

گوہ حہ مرغوب

## خون بہانے والی چیز سے ذبح کرنا ضروری ہے

(۱۲۸۱) ق رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ مَا اَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلُوْهُ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفْرَ وَسَاُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ اَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَاَمَّا الظُّفْرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ۔

بخاری اور مسلم میں رافع بن خدیجؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو چیز خون کو بہادے اور خدا کا نام اس پر لیا جائے تو اس کو کھاؤ سوائے دانت اور ناخن کے اور اب میں تم کو اس کا سبب بتاؤں گا دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشی کافروں کی چھری ہے یعنی وہ لوگ ناخن سے ذبح کرتے ہیں مسلمانوں کو ان کا طریقہ کرنا مناسب نہیں۔

ف یعنی جو تیز چیز لوہا یا لکڑی یا پتھر حلال جانور کا خون بہادے یعنی خون کو نکال دے اور خدا کا نام اس پر بوقت ذبح لیا جاوے تو وہ گوشت حلال اور پاک ہے لیکن دانت اور ناخن سے حلال کرنا درست نہیں اور یہی مذہب ہے امام شافعیؒ کا۔ اور امام اعظمؒ کے نزدیک جمے ناخن اور ہڈی سے حلال کرنا درست نہیں اور اکھڑے ہوئے دانت اور ہڈی سے حلال کرنا درست ہے۔

## قربانی کے گوشت کھانے کی مدت کا بیان

(۱۲۸۲) م اِبْنُ عُمَرَ لَا يَاْكُلُ اَحَدٌ مِّنَ الْاُضْحِيَّةِ فَوْقَ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ هٰذَا الْحَدِيْثُ مَنْسُوْخٌ نَسَخَهُ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ رَوَاهُ اَبُوْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ کھاوے کوئی اپنی قربانی سے تین دن سے زیادہ۔ کہا اس کتاب کے مصنف نے کہ یہ حدیث منسوخ ہے اس کو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث نے منسوخ کیا۔

(۱۲۸۳) م اَبُوْ سَعِيْدٍ يَا اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ لَا تَاْكُلُوْا لُحُوْمَ الْاَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلٰثٍ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ فَشَكَوْا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّ لَهُمْ عِيَالًا وَّحَشَمًا وَّخَدَمًا فَقَالَ كُلُوْا وَاَطْعِمُوْا وَاحْبِسُوْا اَوِ ادَّخِرُوْا۔

مسلم میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے مدینے کے لوگو نہ کھاؤ قربانیوں کے گوشت کو تین دن سے زیادہ۔ کہا ابو سعید نے پھر لوگوں نے شکایت بیان کی حضرتؐ سے کہ ہمارے بیوی بچے ہیں اور بھائی بند ہیں اور غلام خدمتگار ہیں یعنی اگر تین دن سے زیادہ اجازت ہو تو ہمارا بہت دنوں تک کام چلے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ کھاؤ اور کھلاؤ اور بند کر رکھو یا فرمایا رکھ چھوڑو۔

ف یعنی قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ رکھنا درست ہے اول حکم منسوخ ہوا۔

(۱۲۸۴) م ثَوْبَانُ يَا ثَوْبَانُ اَصْلِحْ لَحْمَ هٰذِهٖ يَعْنِيْ اُضْحِيَّتَهٗ۔

مسلم میں ثوبان سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے ثوبان اس قربانی کے گوشت کو بنا یعنی پکا۔

ف ثوبان حضرتؐ کے غلام تھے ان سے گوشت پکانے کو فرمایا۔ ثوبان سے روایت ہے کہ وہ گوشت مکے سے مدینے تک رہا تو معلوم ہوا کہ تین دن سے زیادہ بھی قربانی کا گوشت رکھنا بھی درست ہے اور اول تین دن سے زیادہ رکھنا منع تھا۔

(۱۲۸۵) **ق** ابْنُ عُمَرَ كُلُوا مِنَ الْاَضَاحِيِّ ثَلٰثًا هٰذَا الْحَدِيْثُ مَنْسُوْخٌ

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قربانی کا گوشت تین دن تک کھاؤ۔ اس کتاب کے مصنف نے کہا کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔

(۱۲۸۶) **م** بُرَيْدَةُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلٰثٍ فَاَمْسِكُوْا مَا بَدَا لَكُمْ وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيْذِ اِلَّا فِيْ سِقَاءٍ فَاشْرَبُوْا فِي الْاَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوْا مُسْكِرًا۔

مسلم میں حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے تم کو منع کیا تھا قبروں کی زیارت سے سو اب زیارت کیا کرو اور منع کیا تھا میں نے تم کو تین روز سے زیادہ قربانی کے گوشت رکھنے کو سو اب رکھو جتنا تمہارا جی چاہے اور منع کیا تھا میں نے تم کو چھوارے کے شیرہ پینے سے مگر چمڑے کے برتن میں سو اب سب برتنوں میں پیو اور مت پیو نشے والی چیز کو۔

گو حم قبروں کی مزعومت کی ممانعت پر اجازت ہو گئی۔

**ف** ابتدائے اسلام میں لوگ بت پرستی چھوڑ کے مسلمان ہوئے تھے اس واسطے حضرتؐ نے زیارتِ قبور سے منع کیا کہ مبادا شرک میں پھر گرفتار ہو جائیں جب لوگوں کے دلوں میں اسلام اور توحید کا عقیدہ مضبوط ہو گیا تو اجازت دیدی اور بعضی حدیث میں زیارتِ قبور کا فائدہ بتایا کہ اس سے دنیا سرد ہوتی ہے موت اور آخرت یاد آتی ہے۔ حضرتؐ نے یہ فائدہ اس واسطے بتا دیا تاکہ لوگ اہل قبور سے اپنی حاجت روائی نہ چاہیں اور شرک میں گرفتار نہ ہوں۔ اور جب شراب حرام ہوئی تو شراب کے برتنوں کا استعمال کرنا بھی منع ہوا تاکہ شراب نہ یاد پڑے جب کہ اس کی برائی دلوں میں بیٹھ گئی اور عادت بالکل چھوٹ گئی تو ان برتنوں کے استعمال کی اجازت دی۔

## فرع اور عتیرہ کا ذکر

(۱۲۸۷) **ق** اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيْرَةَ

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں درست اونٹنی کے پہلے بچے کو بتوں کے واسطے ذبح کرنا اور نہ رجب کے مہینے میں دسویں تاریخ تک قربانی کرنا۔

**ف** کفار عرب کا دستور تھا کہ جب اونٹنی کا پہلا بچہ ہوتا تو اس کو ذبح کر کے اس کا خون بتوں پر چھڑکتے اور ماہ رجب کی تعظیم کے واسطے اول دس روز کے اندر قربانی کرتے سو حضرتؐ نے دونوں کو حرام کیا۔

## قربانی کرنے والے کیلئے چند ہدایتیں

(۱۲۸۸) **م** اُمِّ سَلَمَةَ اِذَا رَاَيْتُمْ هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ وَاَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يُّضَحِّيَ فَلْيُمْسِكْ عَنْ شَعْرِهٖ وَاَظْفَارِهٖ۔

مسلم میں حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تم دیکھو ذی الحجہ کا چاند اور ارادہ کوئی رکھتا ہو قربانی کا تو چاہیے کہ باز رہے اپنے بال اور ناخنوں سے یعنی بال اور ناخن نہ کاٹے۔

**ف** امام احمدؒ کا یہی مذہب ہے کہ چاند دیکھے سے قربانی کرنے والے کو بال اور ناخن کاٹنا حرام ہے اور امام شافعیؒ اور مالکؒ کے نزدیک مکروہ ہے اور امام اعظمؒ کے نزدیک جائز ہے۔

## غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا جائز نہیں

(۱۲۸۹) عن علیؓ لعن اللہ من لعن والدیہ ولعن اللہ من ذبح لغیر اللہ ولعن اللہ من اٰوی محدثا ولعن اللہ من غیر منار الارض۔

مسلم میں علی مرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا لعنت کرے اس پر جو اپنے ماں باپ پر لعنت کرے اور خدا لعنت کرے اس پر جو خدا کے سوا کسی اور کے واسطے جانور ذبح کرے اور خدا لعنت کرے اس پر جو بدعت نکالنے والے کو پناہ دے اور اپنے مکان میں رکھے اور خدا لعنت کرے اس پر جو زمین کے پتے اور نشانیاں مٹادے۔

والدین کی شان میں گستاخی کرنے اور غیر اللہ کے نام پر قربانی کرنے، بدعتیوں کی حمایت کرنے اور زمین کے نشانات مٹانے کی ممانعت اور ممانعت کے باوجود ان کا ارتکاب کرنے والا مستحق لعنت ہے۔

ف ماں باپ کو لعنت کہنا اور گالی دینا دو صورت سے ہوتا ہے یا کہ خود کہے یا غیر سے کہلاوے اس طرح کہ جب اس نے دوسرے کے ماں باپ کو گالی دی تو وہ اس کے ماں باپ کو گالی دیگا تو حقیقت میں یہی سبب ٹھہرا، اور غیر خدا کے واسطے جانور ذبح کرنا کئی صورت سے ہوتا ہے ایک صورت تو یہ کہ خدا کا نام ذبح کے وقت نہ لیا جاوے جیسے راجپوت کرتے ہیں اس کو جھٹکا کہتے ہیں دوسری صورت یہ کہ قبر پر یا توپ پر یا نشان پر یا عمارت پر یا دیو بھوت کے واسطے ذبح کریں تیسری یہ کہ ہر چند ذبح کے وقت تو خدا کا نام لیں لیکن تعظیم اور تقرب اور منت اور نیاز غیر خدا کی کریں جیسے سید احمد کبیر کی گائے اور شیخ سدو کا بکرا۔ ان تینوں صورتوں میں جانور تو مردار ہے اور کرنے والے پر بموجب اس حدیث کے لعنت ہے۔ اس واسطے کہ یہ ذبح خدا کے واسطے نہیں اور یہ جو بعضے لوگ بات بناتے ہیں کہ سید احمد کبیر کی گائے اور شیخ سدو کے بکرے پر ذبح کے وقت خدا کا نام لیا جاتا ہے اور خونریزی خدا کے واسطے ہے صرف گوشت سے غرض ہے تو بے شبہ حلال ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جب غیر خدا کی منت مانی اور نیت بگڑی تو صرف زبانی خدا کے نام لینے سے کیا ہوتا ہے۔ اور یہ غلط بات ہے کہ خونریزی خدا کے واسطے ہے صرف گوشت سے غرض ہے اس واسطے کہ جب ان کے منت ماننے والوں سے کہیے کہ تم اس گائے بکری کو ذبح نہ کرو اس کے عوض دونا چوگنا ہم سے گوشت لو اور فاتحہ کرو تو ہرگز ہرگز نہ مانیں گے اور اس صورت میں اپنی نذر اور منت کا ادا ہونا ہرگز نہ سمجھیں گے تو صاف معلوم ہوا کہ ان کو خونریزی بھی غیر خدا کے واسطے منظور ہے صرف گوشت ہی سے غرض نہیں۔ انصاف کی راہ سے بدلیل قرآن اور حدیث اس کے حرام ہونے میں کچھ شبہ نہیں اور کج بحثی کا علاج تو ہمارے پاس نہیں فتاوی درالمختار اور اشباہ ونظائر میں موجود ہے کہ جو جانور کہ سردار کے داخل ہوتے ذبح ہو حرام ہے اگرچہ ذبح کے وقت خدا ہی کا نام اس پر لیا جاوے تو اگر صرف ذبح کے وقت خدا کے نام سے جانور حلال ہوتا فقہ میں اس کو کیوں حرام لکھتے۔ اللہ تعالیٰ صحیح فہم کی توفیق دے اور کج فہمی سے بچائے آمین۔ اس حدیث میں جو بدعت والے کی حمایت کرنے والے پر لعنت فرمائی سو اس واسطے کہ بدعت دین میں اس نئے کام کا نام ہے جس کی شرع میں کچھ اصل نہ ہو تو حقیقت میں بدعت اور سنت اور شریعت میں ایسی نسبت ہے جیسے نور اور ظلمت میں تو جس نے بدعت نکالنے والے یا بدعت پر چلنے والے کی تعظیم اور حمایت کی۔ اس نے حقیقت میں سنت اور شریعت کو مٹایا اس واسطے لعنت کا طوق اس کے گلے میں آیا اور زمین کی نشانیاں جیسے راہ کے

منارے اور دیہات کے ڈانڈوں پر درخت اور ٹیلے یا باغوں کی کھائی خندق یا گھروں کی دیواریں ان کا مٹانا اور گرانا لعنت کا موجب فرمایا اس واسطے کہ اس ہی قصہ اور فساد ہوگا کہ ایک کی زمین دوسرے سے ملجاوےگی اور راہ کا حساب معلوم نہ ہوگا۔

**ف** لعنت کرنا دو قسم ہے لعنت ذاتی اور لعنت وصفی اہل سنت کے مذہب میں لعنت ذاتی یعنی نام لے کر لعنت کرنا سوائے اس کافر کے جس کا کفر یقینی دلیل سے ثابت ہو درست نہیں جیسے شیطان اور فرعون اور ابوجہل کہ ان کا کفر بلاشبہ ثابت ہے تو ان کا نام لے کر لعنت کرنا درست ہے لیکن ہر دم اس کا وظیفہ سا کرنا کچھ کام کی بات نہیں اس واسطے کہ لعنت کے معنی خدا کی رحمت سے دور کرنا ہیں اور سوائے کافر کے رحمت الٰہی سے کوئی ہمیشہ دور نہ رہے گا کہ مسلمان فاسق کے حق میں بعد سزا یا بدون سزا بخشش کی امید ہے اور لعنت وصفی یعنی بغیر نام لئے فاسق پر لعنت درست ہے جیسے کہ اس فصل کی حدیثوں میں چور اور ماں باپ کو گالی دینے والے پر لعنت فرمائی اسی طرح ظالم اور کاذب وغیرہ پر بھی درست ہے۔

## شہر میں نماز عید سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں

(۱۲۹۰) **ق** اَنَسٌ مَنْ کَانَ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ فَلْیُعِدْ۔ [۱]

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو قربانی ذبح کر چکا ہو نماز سے پہلے تو چاہئے کہ پھر کر ذبح کرے۔

**ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شہر میں نماز عید سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں اور چھوٹی بستیوں میں جہاں عید کی نماز نہ ہوتی ہو وہاں درست ہے اور یہی مذہب ہے امام اعظمؒ کا۔

# عقیقہ کے احکام

## بچہ کا عقیقہ کرنا دفع تکلیف کا ذریعہ ہے

(۱۲۹۱) **م** سَلْمَانُ ابْنُ عَامِرِ نِ الضَّبِّیُّ مَعَ الْغُلَامِ عَقِیْقَتُہٗ فَاَھْرِیْقُوْا عَنْہُ دَمًا وَّاَمِیْطُوْا عَنْہُ الْاَذٰی۔

مسلم میں سلمان بن عامرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ لڑکا پیدا ہونے کے ساتھ اس کا عقیقہ سنت ہے تو بہاؤ اس کے عوض خون اور دور کرو اس لڑکے سے تکلیف اور نجاست کو یعنی سر کے بال مونڈوا و غسل دو۔

**ف** جب لڑکا پیدا ہو تو ساتویں دن عقیقہ کرے لڑکا ہو تو دو بکریاں اور لڑکی ہو تو ایک بکری ذبح کرے۔

# اشربہ و مشروبات کے احکام

(۱۲۹۲) **خ** ابْنُ عُمَرَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِی الدُّنْیَا ثُمَّ لَمْ یَتُبْ مِنْھَا حُرِمَھَا فِی الْاٰخِرَۃِ۔

بخاری میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو دنیا میں شراب پیئے گا اور بدون توبہ کئے مرجائیگا وہ آخرت میں بہشت کی شراب سے بے نصیب رہے گا۔

[۱] امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان "بقرہ عید کو گوکی خواہش کرنے کے بیان" میں ذکر کیا ہے۔ ۵ص ج بخاری ج ۲ ص ۸۳۲ (چشتی)

## شراب پینے کی ممانعت

(۱۲۹۳) م وَائِلُ بْنُ حُجْرٍ اِنَّہٗ لَیْسَ بِدَوَآءٍ وَّلٰکِنَّہٗ دَآءٌ یَعْنِی الْخَمْرَ۔

مسلم میں وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر شراب تو دوا نہیں ہے ولیکن وہ تو خود روگ ہے۔

ف مصابیح میں روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرتؐ سے شراب کا حال پوچھا حضرتؐ نے اس کو منع کیا پھر اس نے کہا کہ میں تو شراب کو دوا کے واسطے بناتا ہوں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی شراب دوا نہیں ہے بلکہ یہ تو خود روگ ہے کہ آدمی کی عقل کھو کر جانور بنا ڈالتی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شراب کو بطور علاج پینا بھی درست نہیں۔

## کھجور اور انگور کی شراب کا حکم

(۱۲۹۴) م اَبُوْھُرَیْرَۃَ اَلْخَمْرُ مِنْ ھَاتَیْنِ الشَّجَرَتَیْنِ اَلنَّخْلَۃُ وَالْعِنَبَۃُ وَیُرْوٰی اَلْکَرْمَۃُ وَالنَّخْلَۃُ وَیُرْوٰی اَلْکَرْمُ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ شراب ان دو درختوں سے ہے کھجور اور انگور سے۔ اور دوسری روایت میں بجائے نخلہ اور عنبہ کے کرمہ اور نخلہ آیا ہے اور ایک روایت میں کرم کا لفظ ہے۔ مطلب سب لفظوں کا ایک ہے۔

ف یعنی عرب کی شراب اکثر کھجور اور انگوری سے ہوتی تھی اور یہ مطلب نہیں کہ شراب انھیں دو درختوں سے ہوتی ہے سوائے ان کے اور کسی کی شراب حرام نہیں۔

## کھجور یا کشمش یا خشک انگور اور چھوارے ملا کر نبیذ (شراب) بنانے کی ممانعت

(۱۲۹۵) م اَبُوْسَعِیْدٍ مَنْ شَرِبَ النَّبِیْذَ مِنْکُمْ فَلْیَشْرَبْہُ زَبِیْبًا فَرْدًا اَوْ تَمْرًا فَرْدًا اَوْ بُسْرًا فَرْدًا۔

مسلم میں ابوسعید سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو تم لوگوں میں کوئی شیرہ پیئے تو چاہئے اکیلی چیز کا پیئے خواہ صرف منقی کا خواہ صرف پکی کھجور کا خواہ فقط گدر کھجور کا۔

ف عرب کا دستور تھا کہ کھجور کو چور کر کے بھگو رکھتے اس کا شیرہ پیتے اسی کا نام نبیذ ہے سو حضرتؐ نے دو دو چیز کے ملانے سے منع کیا اس واسطے کہ دو کے ملنے سے نشہ جلد ہو جاتا ہے بعضے علما کے نزدیک مکروہ ہے اور امام اعظمؒ کے نزدیک حلال اور اگر نشہ کرے تو حرام۔

(۱۲۹۶) م اَبُوْقَتَادَۃَ الْحَارِثُ بْنُ رِبْعِیٍّ لَا تَنْتَبِذُوا الزَّھْوَ وَالرُّطَبَ جَمِیْعًا وَلَا تَنْتَبِذُوا الرُّطَبَ وَالزَّبِیْبَ جَمِیْعًا وَلٰکِنِ انْتَبِذُوْا کُلَّ وَاحِدٍ عَلٰی حِدَتِہٖ۔

مسلم میں ابوقتادہ حارثؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ پانی میں تر رکھا کرو گدر اور پکی کھجور کو ملا کر اور نہ تر رکھو کھجور اور منقی کو ملا کر لیکن تر کیا کرو ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ۔

ف عرب کھجور اور منقی تر کر کے اس کا شیرہ پیا کرتے تھے سو حضرت نے فرمایا کہ دو قسم کی چیز ملا کر تر نہ کیا کرو کہ اس میں نشہ جلدی ہو جاتا ہے۔

## شراب کے ممنوعہ برتن

(۱۲۹۷) ق اَنَسٌ لَا تَنْتَبِذُوْا فِی الدُّبَّاءِ

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا

وَلَا فِي الْمُزَفَّتِ۔ کدمیوہ نہ تر کیا کرو تونبے میں اور نہ مرتبان میں۔

ف یہ شراب کے برتن تھے اس واسطے ان کے استعمال اول منع ہوئے۔

## ہر نشہ دار چیز شراب کے حکم میں ہے

(۱۲۹۸) ق اَبُوْمُوْسٰی کُلُّ شَرَابٍ اَسْکَرَ فَهُوَ حَرَامٌ۔ بخاری اور مسلم میں ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا جو پینے کی چیز نشہ لاتے اور مست کردے وہ حرام ہے۔

ف اس میں بھنگ اور بوزہ اور شراب اور تاڑی سب داخل ہیں ان کا قلیل اور کثیر اکثر اماموں کے نزدیک برابر ہے باقی تحقیق آگے آوے گی۔

(۱۲۹۹) م جَابِرٌ کُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ اِنَّ عَلَی اللّٰهِ عَهْدًا لِمَنْ شَرِبَ الْمُسْکِرَ اَنْ يَّسْقِيَهٗ مِنْ طِيْنَةِ الْخَبَالِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا طِيْنَةُ الْخَبَالِ قَالَ عَرَقُ اَهْلِ النَّارِ اَوْ عُصَارَةُ اَهْلِ النَّارِ۔ مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو نشہ والی چیز ہے وہ حرام ہے بیشک خدا پر اس کا عہد ہے کہ جو نشہ دار چیز پیئے گا اس کو فساد کی مٹی پلاویگا اصحاب نے کہا یا رسول اللہ فساد کی مٹی سے کیا مراد ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ دوزخیوں کا پسینا یا دوزخیوں کا نچوڑ یعنی پیپ۔

ف مصابیح میں روایت ہے کہ یمن کا ایک شخص حضرتؐ کے پاس آیا اس نے کہا کہ ہمارے ملک میں جوار کی شراب لوگ پیتے ہیں اس کو مرت کہتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا کیا اس میں نشہ ہوتا ہے اس نے کہا کہ ہاں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔

(۱۳۰۰) ق اِبْنُ عُمَرَ کُلُّ مُسْکِرٍ خَمْرٌ وَّكُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ وَّمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا فَمَاتَ وَهُوَ يُدْمِنُهَا لَمْ يَتُبْ لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْاٰخِرَةِ۔ بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہر ایک نشہ دار چیز شراب ہے اور سب نشہ والی چیزیں حرام ہیں اور جس نے شراب پی دنیا میں پھر وہ شراب کو سدا پیتا بدون توبہ کئے مرگیا تو وہ آخرت میں بہشت کی شراب نہ پیئے گا۔

ف اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ جو چیز مست کردے اور نشہ لاوے وہ شراب ہے اور حرام ہے خواہ انگور سے بنے خواہ کھجور خواہ منقی یا شہد یا گیہوں یا جوار یا باجرا یا جو سے یا درخت کا عرق ہو جیسے تاڑی اور سیندھی یا کوئی گھاس ہو جیسے بھنگ وغیرہ قلیل اور کثیر اس کا سب حرام ہے اور یہی مذہب ہے امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اور امام احمدؒ اور امام محمدؒ اور محدثین کا۔ ہر چند امام اعظمؒ کے نزدیک نجس حرام شراب وہی ہے جو شیرۂ انگور سے بنے اور جوش مارے گاڑھی ہو کر جھاگ لاوے اور چیزیں اس کے سوا بدون نشے کے حرام نہیں لیکن اکثر محتاط محققین کے نزدیک امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ ہے چنانچہ نہایہ اور زیلعی اور عینی اور فتاویٰ عالمگیری اور درالمختار اور اشباہ نظائر میں مذکور ہے چنانچہ مولانا عبدالحی لکھنوی نے تاڑی اور نان پاؤ کی حرمت پر جواب استفتا میں اس مطلب کو خوب بیان کیا ہے اور پچاس ساٹھ علمائے حنفی اور شافعی نے اس پر دستخط کئے ہیں جو چاہے اس کو دیکھے۔

## برتنوں کو ڈھانکنے کی تاکید

(۱۳۰۱) م جابرٌ غَطُّوا الْإِنَاءَ وَاَوْكُوا السِّقَاءَ فَإِنَّ فِي السَّنَةِ لَيْلَةً يَنْزِلُ فِيهَا وَبَاءٌ لَا يَمُرُّ بِإِنَاءٍ لَيْسَ عَلَيْهِ غِطَاءٌ أَوْ سِقَاءٍ لَيْسَ عَلَيْهِ وِكَاءٌ إِلَّا نَزَلَ فِيهِ مِنْ ذٰلِكَ الْوَبَاءِ قَالَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ فَالْأَعَاجِمُ عِنْدَنَا يَتَّقُونَ ذٰلِكَ فِي كَانُونِ الْأَوَّلِ۔

مسلم میں جابر سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بند رکھا کرو برتن کو اور دہانہ باندھا کرو مشک کا اس واسطے کہ تمام سال میں ایک ایسی رات ہے کہ اس میں وبا اترتی ہے جس برتن اور مشک کو کھلا پاتی ہے اس کے اندر وبا گھس جاتی ہے لیث بن سعد مصر کے محدث نے کہا کہ جو عجم کے لوگ ہمارے پاس ہیں کانونِ اول میں اس کا بچاؤ کرتے ہیں۔

**ف** کانونِ اول رومی مہینہ ہے خریف کی آخر فصل میں ہوتا ہے خلاصۂ مطلب یہ کہ حدیث میں اس رات کو معین نہیں فرمایا کہ کب ہوتی ہے لیکن عجم کے لوگ کانونِ اول میں جانتے ہیں شاید یوں ہی ہوں کہ اس فصل میں ہوا بگڑ جاتی ہے لیکن اس پر یقین نہیں تو برتنوں کو ہر رات بند رکھنا چاہیئے۔

(۱۳۰۲) ق جابرٌ غَطُّوا الْإِنَاءَ وَاَوْكُوا الْأَسْقِيَةَ وَاَغْلِقُوا الْبَابَ وَاَطْفِئُوا السِّرَاجَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَحُلُّ سِقَاءً وَلَا يَفْتَحُ بَابًا وَلَا يَكْشِفُ إِنَاءً فَإِنْ لَمْ يَجِدْ أَحَدُكُمْ إِلَّا أَنْ يَعْرُضَ عَلٰى إِنَائِهِ عُودًا وَيَذْكُرَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَلْيَفْعَلْ فَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلٰى أَهْلِ الْبَيْتِ بَيْتَهُمْ۔

بخاری اور مسلم میں جابر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ بند رکھو برتن کو اور منہ باندھو مشکوں کا اور بند کرو دروازے کو اور گل کیا کرو چراغ کو اس واسطے کہ شیطان مشک اور دروازے اور برتن کو نہیں کھولتا اور اگر کوئی برتن ڈھانکنے کو کچھ نہ پاوے تو لکڑی کو برتن پر آڑا رکھ دیوے اور بسم اللہ کہے مفرر چوہا گھر والوں کو جلا دیتا ہے یعنی اگر سوتے وقت چراغ روشن رہے چوہا بتی لیجاتا ہے تو گھر میں اکثر آگ لگ جاتی ہے۔

**ف** حضرتؐ نے اس حدیث میں آداب سکھلائے کہ بسم اللہ کہہ کر رات کو یہ کام کرنا چاہیئے اس میں بڑے فائدے ہیں۔

(۱۳۰۳) م ابو حُمَيْدٍ إِنَّمَا جِئْتُ لَهُ أَلَا خَمَّرْتَهُ وَلَوْ أَنْ تَعْرُضَ عَلَيْهِ عُودًا قَالَهُ لَهُ حِينَ أَتَاهُ بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ۔

مسلم میں ابو حمیدؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ تونے اس کو کیوں نہ ڈھک دیا اگرچہ اس پر ایک آڑی لکڑی ہی رکھ دیتا۔ یہ حضرتؐ نے ابو حمیدؓ سے فرمایا جب کہ وہ حضرت کے پاس دودھ کا پیالا لایا۔

**ف** حضرتؐ نے یہ ادب سکھایا کہ برتن کو کھلا رکھنا نہ چاہیئے تاکہ کوئی چیز اس میں نہ گرے [illegible] کچھ نہ ملے تو اس پر لکڑی کو رکھ دیوے۔

## کھانے پینے کے آداب اور طریقے

(۱۳۰۴) م حذیفہؓ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ أَنْ لَا يُذْكَرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ جَاءَ بِهٰذِهِ الْجَارِيَةِ لِيَسْتَحِلَّ بِهَا

مسلم میں حذیفہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر شیطان حلال جانتا ہے اس کھانے کو جس پر خدا کا نام نہ لیا جاوے اور شیطان اس لڑکی کو لے آیا تاکہ اس کے سبب سے کھانا حلال

فَاَخَذْتُ بِيَدِهَا فَجَاءَ بِهٰذَا الْاَعْرَابِيِّ لِيَسْتَحِلَّ بِهٖ فَاَخَذْتُ بِيَدِهٖ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ يَدَهٗ فِيْ يَدِيْ مَعَ يَدِهَا۔

کرے سو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر اس جنگلی گنوار کو لے آیا کہ اس کے سبب سے کھانے کو حلال کر لے سو اس کا بھی ہاتھ میں نے پکڑ لیا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ شیطان کا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہے اس لڑکے کے ہاتھ کے ساتھ۔

**ف** حذیفہؓ سے روایت ہے کہ ہمارا دستور تھا کہ جب کھانا آتا تو ہم ہاتھ نہ ڈالتے جب تک حضرتؐ کھانے سو ایک بار کھانا آیا ایک لڑکی دوڑتی آئی جیسے اس کو کوئی کھینچے لاتا ہے سو اس نے چاہا کہ کھانے میں بدون بسم اللہ کہے ہاتھ ڈالے حضرتؐ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر ایک گنوار اسی طرح دوڑتا ہوا آیا اس کا بھی ہاتھ حضرتؐ نے پکڑ لیا۔ پھر یہ حدیث فرمائی یعنی شیطان نے چاہا تھا اگر یہ لڑکی اور گنوار بے خدا کا نام لئے کھانے لگے تو میں بھی کھاؤں۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کھانا کھاتے وقت اول بسم اللہ کہنا ضرور ہے نہیں تو شیطان ساتھ کھاتا ہے۔

(۱۳۰۵) م جابرؓ لَا تَاْكُلُوْا بِالشِّمَالِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَاْكُلُ بِالشِّمَالِ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بائیں ہاتھ سے نہ کھایا کرو کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے۔

**ف** سنت ہے کہ شریف کام داہنے ہاتھ سے کرے جیسے وضو کرنا کھانا کھانا کپڑے پہننا اور کمتر کام بائیں ہاتھ سے جیسے استنجا کرنا ناک جھاڑنا۔

(۱۳۰۶) م ابنُ عُمَرَ اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَاْكُلْ بِيَمِيْنِهٖ وَاِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِيْنِهٖ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَاْكُلُ بِشِمَالِهٖ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهٖ۔

مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کوئی کھاوے تو اپنے داہنے ہاتھ کے کھائے اور جب پئے تو چاہئے کہ اپنے داہنے ہاتھ سے پئے اس واسطے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔

(۱۳۰۷) م جابرؓ اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهٗ فَذَكَرَ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُوْلِهٖ وَعِنْدَ طَعَامِهٖ قَالَ الشَّيْطَانُ لَا مَبِيْتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ وَاِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُوْلِهٖ قَالَ الشَّيْطَانُ اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَاِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ طَعَامِهٖ قَالَ اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَالْعَشَاءَ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب مرد اپنے گھر میں آیا یعنی شام کو پھر یاد کیا خدا کو داخل ہوتے اور کھانا کھاتے تو شیطان اور شیطانوں سے کہتا ہے کہ یہاں نہ تم کو رات کے رہنے کا مقام ہے اور نہ رات کا کھانا اور جب مرد گھر میں داخل ہوا سو خدا کو نہ یاد کیا تو شیطان کہتا ہے کہ رات کا رہنا تو تم نے پایا اور جب اس نے کھانے کے وقت بھی خدا کا نام نہ لیا تو شیطان کہتا ہے تو تم کو رات کا رہنا اور کھانا دونوں ملا۔

**ف** یعنی گھر میں آتے اور کھانا کھاتے بسم اللہ کہنا شیطان کا حصار ہے گھر میں اور کھانے میں بسم اللہ کی برکت سے شیطان کا دخل نہیں ہوتا اور بسم اللہ نہ کہنے سے شیطان کھانے اور سونے میں شریک ہوتا ہے۔

(۱۳۰۸) ق عُمَرُ بْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ

بخاری اور مسلم میں عمر بن ابی سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بسم اللہ کہہ اور اپنے داہنے ہاتھ سے کھا اور اس

تمّا یلیک۔ طرف سے کھا جو تیرے قریب ہو۔

ف عمر بن ابی سلمہؓ سے روایت ہے کہ میں لڑکا تھا اور رکابی کے ہر طرف سے کھاتا تھا تب حضرتؐ نے حدیث فرمائی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لڑکوں کو ادب سکھانا سنت ہے۔

## کھڑے کھڑے پانی نہ پینا چاہیے

(۱۳۰۹) م ابو ھریرۃ لا یشربنّ احدٌ منکم قائمًا فمن نسی فلیستقی۔ مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ پیئے تم میں کوئی کھڑے ہو کر سو جو بھول کر پی جائے وہ قے کر ڈالے۔

ف کھڑے ہو کر پینا بعضوں کے نزدیک حرام ہے اور بعضوں کے نزدیک مکروہ۔ اس واسطے کہ کھڑے کھڑے اچھی طرح آرام سے پیا نہیں جاتا۔ بعضی روایت میں آیا ہے کہ اس سے درد جگر پیدا ہوتا ہے اور طب میں بھی منع ہے کہ بیماری پیدا کرتا ہے اسی واسطے شاید قے کرنے کو فرمایا۔ عبداللہ بن عمرؓ اگر کھڑے ہو کر بھولے سے پی جاتے تو قے کر ڈالتے اور اکثر علماء کے نزدیک قے کرنا واجب نہیں۔

## پانی کو تین سانس میں پینا چاہیے

(۱۳۱۰) م انسؓ الشرب فی ثلثۃ انفاسٍ امرأ واشفی واشہی وابرأ۔ [له] مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تین سانس میں پانی پینا پیٹ سے خوب جلد اترتا ہے یعنی گرانی نہیں کرتا اور پیاس کی بیماری کو خوب شفا دیتا ہے۔

ف اس حدیث میں پانی پینے کا ادب فرمایا اور تین سانس میں پینے کی حکمت بتائی کہ اس طور سے پانی خوب ہضم ہوتا ہے اور تھوڑے پانی سے پیاس بجھتی ہے۔

## پانی اور دودھ دائیں جانب سے تقسیم کرنا چاہیے

(۱۳۱۱) ق انسؓ الا یمنون الا یمنون الا یمنون۔ بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ داہنی طرف کے لوگ مقدم ہیں داہنی طرف کے لوگ مقدم ہیں داہنی طرف کے لوگ مقدم ہیں۔

ف مصابیح میں انس سے روایت ہے کہ میں بکری کے دودھ کی لسّی بنا لایا حضرتؐ نے اس کو پیا اور آپ کے بائیں طرف صدیق اکبرؓ تھے اور داہنی طرف ایک جنگلی گنوار بیٹھا تھا۔ عمر فاروقؓ نے کہا یارسول اللہ اپنا جھوٹا تبرک صدیق اکبرؓ کو دیجئے حضرتؐ نے اس گنوار کو دیا پھر یہ حدیث فرمائی یعنی داہنی طرف والا بائیں طرف والے پر مقدم ہے کہ اول اس کو دیجئے اگرچہ بائیں طرف کا داہنی طرف والے سے افضل ہو۔

## کھا کر برتن صاف کرنا اور انگلیاں چاٹنا مسنون ہے

(۱۳۱۲) ق ابن عباسؓ اذا اکل بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے

---

له امام مسلم نے حدیث مذکور کو عنوان "پانی پینے کے برتن میں سانس نہ لینا چاہیے" میں ذکر کیا ہے — حدیث مذکور بعینہٖ ان الفاظ کے ساتھ صحیح مسلم میں موجود نہیں۔ (چشتی)

کھانے کے آداب

أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ حَتّٰى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا۔

فرمایا کہ جب کوئی کھانا کھائے تو اپنا ہاتھ کسی چیز میں نہ پونچھے جب تک ہاتھ کو نہ چاٹے یا کسی کو نہ چٹائے۔

ف یہ حکم اس واسطے ہوا کہ انگلیاں بعد کھانے کے نہ چاٹنا مغرور لوگوں کی عادت ہے اور چاٹنے میں برکت ہے علما نے لکھا ہے کہ کھانے میں چار باتیں فرض ہیں حلال رزق کھانا، اس کو خدا کی عنایت جاننا، اس پر راضی ہونا، اس کو کھا کے گناہ نہ کرنا۔ اور پانچ باتیں سنت ہیں۔ اول بسم اللہ کہنا، ہاتھ دھونا، الحمد للہ کہنا اور داہنے ہاتھ سے کھانا اور داہنا زانو اٹھا کر بائیں پیر پر بیٹھنا اور کبھی حضرتؐ نے اکڑوں بیٹھ کر بھی کھایا ہے۔ اور آداب بھی چار ہیں۔ اپنے آگے سے لقمہ کھانا، لقمہ چھوٹا بنانا، خوب چبا کر نگلنا اور لوگوں کو کھاتے ہوئے نہ دیکھنا اور علاج غرور کا یہ ہے کہ دسترخوان پر سے گرے ہوئے کھانے کو کچھ اٹھا کر کھانا اور بعد کھانے کے انگلیاں چاٹنا اور مکروہ دو چیزیں ہیں کھانے کو سونگھنا اور پھونکنا۔

(۱۳۱۳) م أَبُو هُرَيْرَةَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَلْعَقْ أَصَابِعَهُ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي فِي أَيَّتِهِنَّ الْبَرَكَةُ۔

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کوئی کھائے تو چاہیے کہ اپنی انگلیاں چاٹے اس واسطے کہ اس کو معلوم نہیں کہ کس انگلی میں برکت ہے۔

(۱۳۱۴) م جَابِرٌ إِذَا وَقَعَتْ لُقْمَةُ أَحَدِكُمْ فَلْيَأْخُذْهَا فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ أَذًى وَلْيَأْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ وَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ بِالْمِنْدِيلِ حَتّٰى يَلْعَقَ أَصَابِعَهُ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي فِي أَيِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر پڑے تو چاہیے کہ اس کو اٹھا لیوے اور جو گرد غبار اس میں لگا ہو اس کو دور کرے اور چاہیے کہ اس کو کھاوے اور اس کو شیطان کے واسطے نہ چھوڑے اور اپنا ہاتھ رومال میں نہ پونچھے جب تک کہ اپنی انگلیاں نہ چاٹے اس واسطے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے کھانے کی کس چیز میں برکت ہے۔

ف گرا لقمہ نہ لینا غرور کی دلیل ہے کہ ناحق ضائع کرتا ہے اور انگلیاں چاٹنے سے غرور دفع ہوتا ہے اور برکت کی امید علاوہ ہے۔

## مہمان کے ساتھ کوئی بے بلایا آدمی آجائے تو مہمان کو میزبان سے اجازت لینا چاہیے

(۱۳۱۵) ق أَبُو مَسْعُودٍ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو نِ الْأَنْصَارِيُّ إِنَّ هٰذَا اتَّبَعَنَا فَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَأْذَنَ لَهُ وَإِنْ شِئْتَ رَجَعَ قَالَ بَلْ آذَنُ لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَهُ لِأَبِي شُعَيْبٍ نِ الْأَنْصَارِيِّ لَمَّا دَعَاهُ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَاتَّبَعَهُ رَجُلٌ۔

بخاری اور مسلم میں ابو مسعود انصاریؓ سے روایت ہے کہ ابو شعیب انصاریؓ نے جب پانچ آدمیوں کی دعوت کی چار صحابی پانچویں حضرتؐ۔ تو ایک آدمی حضرتؐ کے ساتھ اور بھی چلا گیا تب حضرتؐ نے ابو شعیب انصاریؓ سے فرمایا کہ یہ شخص ہمارے ساتھ چلا آیا ہے تو اگر چاہے تو اس کو بھی کھانا کھانے کی اجازت دے اور اگر تو چاہے تو یہ پلٹ جائے ابو شعیبؓ نے کہا بلکہ میں اسکو بھی اجازت کھانے کی دیتا ہوں۔

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جتنے آدمی کی دعوت ہوا تنے ہی جائیں زیادہ اس سے نہ جائیں اگر کوئی

ساتھ چلا جائے تو دعوت کرنے والے سے اس کی اطلاع کرے چاہیے وہ آنے دے چاہیے نہ آنے دے۔

## دعوت میں معتبر شخص کے ہاں اپنے ساتھ کسی اور کو لیجانے میں کچھ حرج نہیں

(۱۳۱۶) ق جابرؓ یَا اَھْلَ الْخَنْدَقِ اِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ لَکُمْ سُوْرًا فَحَیَّھَلًا بِکُمْ

بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے خندق کھودنے والو البتہ جابر نے تمہاری دعوت کا کھانا طیار کیا سو جلدی چلو۔

ف

(۱۳۱۷) م ابو ھریرۃ اِیَّاکَ وَالْحَلُوْبَ قَالَہٗ لِاَبِی الْھَیْثَمِ بْنِ التَّیِّھَانِ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بچ دودھ والے جانور کے ذبح کرنے سے۔ یہ حضرتؐ نے ابوالہیثم بن تیہان سے فرمایا۔

ف ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ ایک روز گھر سے نکلے تو صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کو دیکھا فرمایا کہ تم کس واسطے گھر سے نکلے ہو انھوں نے کہا کہ بھوک کے سبب سے حضرتؐ نے فرمایا کہ قسم خدا کی میں بھی اسی واسطے نکلا ہوں پھر حضرتؐ اور اصحابؓ ابوالہیثم انصاری کے گھر گئے وہ گھر میں نہ تھے ان کی بیوی نے حضرتؐ کو کمال خوشی اور نہایت تعظیم سے لیا پھر ابوالہیثم آئے تو حضرتؐ اور اصحابؓ کو دیکھ کر کہا الحمد للہ کہ آج کے دن تو میرے برابر کسی کے گھر ایسے بزرگ مہمان نہیں پھر وہ ایک ٹوکری میں تر اور خشک اور گدر کھجور لائے حضرتؐ نے فرمایا کہ کھاؤ پھر ابوالہیثم نے چاہا کہ دودھار بکری کو ذبح کریں۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ جب حضرتؐ اور اصحابؓ آسودہ ہوئے تو صدیق اکبرؓ اور فاروقؓ سے کہا کہ خدا کی قسم کہ تم سے اس نعمت کا سوال ہوگا کہ تم گھر سے بھوکے نکلے تھے سو خدا نے تم کو ایسی نعمت کھلائی معلوم ہوا کہ گرسنگی کی حالت میں بے تکلف دوست کے گھر جانا اور وہاں کھانا درست ہے۔ یہ سوال میں داخل نہیں۔ حضرتؐ نے جو دودھار جانور کے ذبح کو منع کیا تو دنیاوی مصلحت سے فرمایا کہ جس کا فائدہ سردست موجود ہو اس کا ذبح کرنا مناسب نہیں اور یہ مطلب نہیں کہ اس کا ذبح کرنا شرع میں حرام ہے۔

(۱۳۱۸) م ابو ھریرۃ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَتُسْئَلُنَّ عَنْ ھٰذَا النَّعِیْمِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَخْرَجَکُمْ مِنْ بُیُوْتِکُمُ الْجُوْعُ ثُمَّ لَمْ تَرْجِعُوْا حَتّٰی اَصَابَکُمْ ھٰذَا النَّعِیْمُ قَالَہٗ لِاَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کی قسم جس کے قابو میں میری جان ہے کہ مقرر تم پوچھے جاؤ گے اس نعمت سے قیامت کے دن نکالا تم کو تمہارے گھروں سے بھوک نے پھر تم نہ پھرے یہاں تک کہ تم کو یہ نعمت ملی۔ حضرتؐ نے ابی بکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ سے فرمایا۔

ف اس کا پورا قصہ اس سے قبل گذر چکا کہ حضرتؐ اور صدیقؓ اور فاروقؓ بھوک کے سبب سے ایک انصاری کے گھر گئے۔ دعوت کے کھانے سے جب خوب آسودہ ہوئے تب یہ حدیث فرمائی یعنی یوں سوال ہوگا کہ نعمت کو طاعت الٰہی میں صرف کیا یا معصیت میں۔

## نیک مہمان سے میزبان کو دعا کرانا جائز ہے

(۱۳۱۹) م عَبْدُاللّٰہِ بْنُ بُسْرٍ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَھُمْ فِیْمَا رَزَقْتَھُمْ وَاغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ دَعَا بِہٖ لِاَبِیْہِ بُسْرٍ۔

مسلم میں عبداللہ بن بسرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا الٰہی برکت کر ان کے واسطے اس میں جو تو نے ان کو دیا اور بخش دے ان کو اور رحم کر ان پر یہ دعا حضرتؐ نے عبداللہ کے باپ کے واسطے کی جن کا نام بسر تھا۔

ف عبداللہ بن بسرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ ہمارے گھر تشریف لائے[1] اور کھانا اور کھجور کھائی اور شربت پیا باقی شربت داہنی طرف والے آدمی کو دیا۔ پھر حضرتؐ سوار ہوئے تو میرے باپ نے باگ پکڑ کے دعا طلب کی تب حضرتؐ نے یہ دعا کی۔

## حضورؐ کا مدینہ والوں کے حق میں ارشاد

(۱۳۲۰) م عَائِشَۃُ لَا یَجُوْعُ اَھْلُ بَیْتٍ عِنْدَھُمُ التَّمْرُ۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا نہیں بھوکے رہیں گے وہ گھر والے جن کے پاس کھجوریں ہیں۔

ف یہ ان کے حق میں فرمایا جن کی غذا کھجوریں ہیں جیسے کہ مدینے کے لوگ۔

(۱۳۲۱) م عَائِشَۃُ بَیْتٌ لَا تَمْرَ فِیْہِ جِیَاعٌ اَھْلُہٗ۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس گھر میں خرما نہیں اس کے لوگ بھوکے ہیں ان کو آسودگی نہیں۔

ف یہ حضرتؐ نے اہل مدینہ کے حق میں فرمایا اس واسطے کہ ان کی غذا اکثر خرما تھا۔

## مدینہ کی کھجوروں کی فضیلت

(۱۳۲۲) م سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ مَنْ اَکَلَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ مِمَّا بَیْنَ لَابَتَیْھَا حِیْنَ یُصْبِحُ لَمْ یَضُرَّہٗ سَمٌّ حَتّٰی یُمْسِیَ۔

مسلم میں روایت ہے سعد بن ابی وقاصؓ سے کہ جو سات کھجور صبح کو کھائے ان درختوں کی جو دونوں طرف مدینے کے پتھریلی زمین میں ہیں تو شام تک اس کو کوئی زہر ضرر نہ کرے۔

ف یہ حضرتؐ کی دعا کی برکت ہے۔

(۱۳۲۳) م عَائِشَۃُ اِنَّ فِیْ عَجْوَۃِ الْعَالِیَۃِ شِفَاءً اَوْ اِنَّھَا تِرْیَاقٌ اَوَّلَ الْبُکْرَۃِ۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مقرر مدینہ اور اس کے آس پاس کے عجوے میں شفا ہے، یا یوں فرمایا کہ وہ عجوہ صبح کے اول وقت تریاق ہے یعنی زہر کی تاثیر کو دور کرتا ہے۔

ف مدینے میں عجوہ ایک عمدہ قسم ہے کھجور کی بڑی ہوتی ہے سیاہی مائل، اس کی یہ تاثیر ہے حضرتؐ کی دعا کی۔

## کھنبی کی فضیلت اور اس کی خاصیت

(۱۳۲۴) ق سَعِیْدُ بْنُ زَیْدٍ اَلْکَمْاَۃُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاءُھَا شِفَاءٌ لِلْعَیْنِ۔

بخاری اور مسلم میں ابو سعید بن زیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کھنبی از قسم من ہے اور اس کا پانی آنکھ کی شفا ہے۔

ف یعنی جس طرح حضرت موسیٰ [illegible] قت میں من اور سلویٰ بنی اسرائیل کو بے رنج اور تلاش ملتا تھا ویسی

[1] امام مسلمؒ نے اس عنوان کی دونوں حدیثیں [illegible] گھر میں بال بچوں کیلئے کھانے پینے کا سامان رکھنا چاہئے" میں ذکر کیا ہے۔ حشتی

منی بھی بدون جوتے ہوئے زمین سے جمتی ہے پھر اس کا فائدہ فرمایا کہ اس کا پانی آنکھ کا دھند کاٹتا ہے چنانچہ یہی فائدہ بوعلی سینا نے قانون میں لکھا ہے۔

## سرکہ کی فضیلت

(۱۳۲۵) م جابرؓ نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ
مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اچھا سالن سرکہ ہے۔

ف مصابیح میں روایت ہے کہ حضرتؐ نے ایک بار گھر میں روٹی کے ساتھ کھانے کو سالن مانگا لوگوں نے کہا اور کچھ موجود نہیں سرکہ حاضر ہے حضرتؐ نے اس کو مانگا پھر حضرتؐ اس کو کھاتے جاتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ سرکہ کیا اچھا سالن ہے۔ سرکے کی تعریف دو سبب سے فرمائی اول یہ کہ کم خرچ چیز ہے اس کے واسطے زیادہ سامان درکار نہیں ایک بار بنا لینا مدت کو کفایت کرتا ہے تو قناعت والے کے حق میں خوب چیز ہے اور دوسرے یہ کہ بلغم کے سبب سے اکثر بیماریاں ہوتی ہیں اور سرکہ بلغم کو کاٹ کر دور کرتا ہے۔

## مہمان کا اعزاز اور اکرام کرنا چاہیے

(۱۳۲۶) م اَلْمِقْدَادُ مَا هٰذِهٖ اِلَّا رَحْمَةٌ مِّنَ اللّٰهِ اَفَلَا اٰذَنْتَنِیْ فَنُوْقِظَ صَاحِبَیْنَا فَیُصِیْبَانِ مِنْهَا قَالَهٗ لِلْمِقْدَادِ عِنْدَ حَلْبِهِ الْاَعْنُزَ الثَّلٰثَ مَرَّةً ثَانِیَةً۔
مسلم میں مقدادؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ دوسری بار کا دودھ نہ تھا مگر خدا کی رحمت تھی پھر تو نے پیشتر مجھ کو بتایا تو ہم اپنے دونوں ساتھیوں کو بھی جگاتے سو وہ بھی اس رحمت کے دودھ کو پاتے یہ حضرتؐ نے مقداد سے کہا دوسری بار تینوں بکریوں کے دوہنے کے وقت۔

دودھ کا زیادہ ہو جانا حضرتؐ کا معجزہ تھا۔

ف مفصل قصہ اس حدیث کا مقدادؓ سے یوں روایت ہے کہ ہم تین آدمی ہجرت کر کے مدینے میں آئے اور ہم کو بھوک کے مارے نہ آنکھ سے سوجھتا تھا اور نہ کانوں سے کچھ سنائی دیتا تھا۔ ہم حضرتؐ کے پاس آئے حضرت ہم کو اپنے گھر لے گئے اور فرمایا کہ ان تین بکریوں کا دودھ دوہ لو ان کا دودھ ہم تم پیا کریں گے سو ہم تینوں آدمی ان کا دودھ پیا کرتے تھے اور حضرتؐ کا حصہ رکھ چھوڑتے تھے۔ حضرتؐ کا دستور تھا کہ رات کو آتے اور ہم کو اس طرح آہستہ سلام کرتے کہ جاگتا آدمی سنتا اور سوتا نہ جاگتا پھر مسجد میں جاتے اور تہجد کی نماز پڑھتے نماز کے بعد دودھ کو پیتے۔ ایک رات ایسا اتفاق ہوا کہ حضرتؐ انصاریوں کے گھر تشریف لے گئے تھے میں نے اپنے حصہ کا دودھ پیا، میرا پیٹ نہ بھرا شیطان نے میرے دل میں یہ خیال ڈالا کہ حضرتؐ جہاں گئے ہیں کھا پی کے تشریف لائیں گے لاؤ میں حضرتؐ کا حصہ بھی پی جاؤں سو میں اس کو پی گیا پھر مجھ کو یہ خیال آیا کہ میں نے کیوں حضرتؐ کا حصہ پی لیا شاید کہ حضرتؐ وہاں سے بھوکے آئیں اور یہاں اپنا حصہ نہ پائیں تو مجھ کو بددعا کریں پھر تو میرا دین دنیا دونوں برباد جائے۔ غرض کہ اس خیال سے میری نیند اچٹ گئی اور میرے دونوں ساتھی سوتے تھے پھر حضرتؐ آئے اور اسی دستور سے حضرتؐ نے سلام کیا اور مسجد میں گئے اور نماز پڑھ کے دودھ پینے کو آئے سو برتن کو خالی پایا آسمان کی طرف سر اٹھایا میں نے جانا کہ مجھ کو بددعا کریں گے سو حضرتؐ نے یوں فرمایا کہ الٰہی روزی دے اس کو جو مجھ کو کھلاتا ہے اور پانی دے اس کو جو مجھ کو پلاتا ہے

میں نے جانا کہ اس دعا سے بکریاں موٹی ہوگئی ہوں گی پھر کیا دیکھتا ہوں کہ بکریوں کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے لبریز ہیں سو میں نے ان کو دوہا اور حضرتؐ کے سامنے لے گیا حضرتؐ نے فرمایا کہ تم لوگ کیا اپنے حصے پی چکے ہو میں نے کہا کہ ہاں ہم پی چکے ہیں پھر حضرتؐ نے اپنا اور باقی مجھ کو دیا۔ میں نے پیا جب مجھ کو معلوم ہوا کہ حضرتؐ خوب آسودہ ہوگئے ہیں تب میں نہایت خوشی سے ہنس پڑا اور حضرتؐ سے یہ تمام قصہ کہا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی دودھ کا زیادہ ہو جانا خدا کی رحمت تھی اگر تو پہلے سے بتاتا تو ہم ان دونوں آدمیوں کو بھی اس رحمت کے دودھ میں شریک کرتے۔ یہ قصہ معجزہ اور برکت ہے حضرتؐ کی دعا کا۔

(۱۳۲۷) م اَلْمِقْدَادُ اِحْدٰی سَوْاٰتِكَ يَا مِقْدَادُ قَالَ لَمَّا ضَحِكَ الْمِقْدَادُ اِلٰی اَنْ وَقَعَ اِلَی الْاَرْضِ بِشُرْبِهٖ حِصَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّبَنِ وَحَلْبِهِ الْاَعْنُزَ الثَّلٰثَ مَرَّةً ثَانِيَةً۔

مسلم میں مقدادؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے مقداد تیری بدخوؤں سے ایک بدخو یہ بھی ہے۔ یہ حضرتؐ نے اس وقت فرمایا کہ جب مقدادؓ یہاں تک ہنسے کہ زمین پر گر پڑے حضرتؐ کے دودھ کا حصہ پی جانے کے سبب سے اور دوسری بار تینوں بکریوں کے دوہنے کی جہت سے۔

ف اس حدیث کا مفصل قصہ بیان ہوچکا۔

کھانا کھلانے والے کے لئے دعا

(۱۳۲۸) م اَلْمِقْدَادُ اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِيْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِيْ۔

مسلم میں مقدادؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی کھلا اس کو جو مجھ کو کھلائے اور پلا اس کو جو مجھ کو پلائے۔

ف جب کسی کی دعوت کھائے تو یہ دعا کرے۔

ایثار کا ثواب اور صحابہؓ کی فضیلت۔

(۱۳۲۹) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ قَدْ عَجِبَ اللّٰهُ مِنْ صَنِيْعِكُمَا بِضَيْفِكُمَا اللَّيْلَةَ يَعْنِيْ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ وَامْرَأَتَهُ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا کو بہت بھلا معلوم ہوا اور نہایت راضی ہوا آج کی رات تمہارے کام سے جو تم دونوں نے اپنے مہمان سے کیا۔

ف حضرتؐ کے پاس ایک محتاج نہایت بھوکا آیا حضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی اس کی مہمانی کرے ابوطلحہؓ انصاری اس کو اپنے گھر لے گئے بیوی سے پوچھا کہ کچھ کھانا ہے اس نے کہا کچھ نہیں ہے مگر لڑکوں کا کھانا رکھا ہے۔ ابوطلحہ نے کہا کہ لڑکوں کو بہلا کر سلادے اور حضرتؐ کے مہمان کی توقیر کر۔ سو لڑکوں کو سلا کر مہمان کے آگے کھانا رکھا اور بی بی نے چراغ دیکھنے کے بہانے سے اٹھ کر چراغ کو گل کر دیا۔ تاکہ مہمان جانے کہ گھر والے بھی میرے ساتھ کھاتے ہیں تنہا کھانے سے نہ شرماوے چنانچہ وہ مہمان خوب کھانا کھا کر آسودہ ہوگیا اور گھر والے بھوکے سورہے۔ حضرتؐ کو وحی سے یہ حال معلوم ہوا تب حضرتؐ نے ابوطلحہؓ اور ان کی بی بی سے یہ حدیث فرمائی سبحان اللہ حضرتؐ کے اصحاب کس قدر حضرتؐ پر فدا تھے اور کیسے خالص ایماندار تھے کہ محتاجی کی حالت میں اپنی جان پر اور محتاجوں کو مقدم رکھتے تھے چنانچہ اسی مضمون کو حق تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ یعنی پیغمبر کے اصحاب اپنی جانوں پر غیروں کو مقدم رکھتے ہیں اگرچہ ان کو تنگی اور حاجت ہو۔ بھلا ایسے کامل لوگوں سے کیا ممکن ہے کہ اہلبیت کا حق چھین لیویں اور ناحق صدیق اکبرؓ سے بیعت کرلیں۔ حق تعالیٰ بدگمانی سے پناہ میں رکھے۔

## تھوڑے کھانے میں دوسرے کو شریک کرنا جائز ہے

(۱۳۳۰) م جابرٌ طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْاِثْنَيْنِ وَطَعَامُ الْاِثْنَيْنِ يَكْفِي الْاَرْبَعَةَ وَطَعَامُ الْاَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ایک شخص کا کھانا دو کو کفایت کرتا ہے اور دو کا کھانا چار کو کفایت کرتا ہے اور چار کا کھانا آٹھ کو کفایت کرتا ہے۔

ف یعنی مومن کو حرص نہ چاہیے اپنے کھانے میں دوسرے بھوکے بھائی مسلمان کو شریک کر لے۔ ایک روز آسودگی نہ ہی بقدر ضرورت پر کفایت کرے انصاف سے بعید ہے کہ اپنا تو پیٹ بھر لیوے اور دوسرا مسلمان بھوکا رہے اور دیکھا کرے۔

## مومن ایک آنت میں کھانا کھاتا ہے اور کافر سات میں

(۱۳۳۱) ق جابرٌ وَابْنُ عُمَرَ اَلْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَّاحِدٍ وَّالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ۔

بخاری اور مسلم میں جابرؓ اور عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ایماندار ایک انتڑی میں کھاتا ہے اور کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے۔

ف ایک کافر کی ضیافت ہوئی اس نے سات بکریوں کا دودھ پیا تب اس کا پیٹ بھرا۔ دوسرے دن وہ مسلمان ہوا تو ایک بکری کے دودھ سے آسودہ ہوگیا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی کم خوری اور قناعت ایمان کا مقتضا ہے تاکہ عبادت میں سستی نہ آئے اور زیادہ خوری اور حرص کافر کی شان ہے کہ جانور کی طرح اس کی کبھی حرص کم نہیں ہوتی۔

## دودھ پینا

(۱۳۳۲) خ اَنَسٌ رُفِعْتُ اِلَى السِّدْرَةِ فَاِذَا اَرْبَعَةُ اَنْهَارٍ نَهْرَانِ ظَاهِرَانِ وَنَهْرَانِ بَاطِنَانِ فَاَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيْلُ وَالْفُرَاتُ وَاَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ وَاُتِيْتُ بِثَلٰثَةِ اَقْدَاحٍ قَدَحٌ فِيْهِ لَبَنٌ وَقَدَحٌ فِيْهِ عَسَلٌ وَقَدَحٌ فِيْهِ خَمْرٌ فَاَخَذْتُ الَّذِيْ فِيْهِ اللَّبَنُ فَقِيْلَ لِيْ اَصَبْتَ الْفِطْرَةَ

بخاری میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں سدرۃ المنتہیٰ کی طرف گیا تو وہاں چار نہریں ہیں دو نہریں ظاہر اور دو باطن۔ ظاہر نہریں تو نیل اور فرات اور باطن نہریں بہشت میں جاری ہیں۔ اور میرے سامنے تین پیالے آئے ایک پیالے میں دودھ اور ایک پیالے میں شہد اور ایک پیالے میں شراب۔ تو میں نے دودھ کا پیالہ لیا تو مجھ کو حکم ہوا کہ تو نے پیدائشی دین پایا۔

ف معراج کی حدیث میں اس کا مفصل بیان ہے۔

## دودھ کا جانور صدقہ دینا بہتر ہے

(۱۳۳۳) خ اَبُوْ هُرَيْرَةَ نِعْمَ الصَّدَقَةُ اللِّقْحَةُ الصَّفِيُّ مِنْحَةً وَّالشَّاةُ الصَّفِيُّ مِنْحَةً تَغْدُوْ بِاِنَاءٍ وَ

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا خوب اونٹنی دودھار کیا اچھا صدقہ ہے خیرات کو اور بکری دودھار کیا اچھا صدقہ ہے خیرات کو کہ صبح کو ایک برتن بھر دودھ دے اور

غ صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۹۲ ۔ ۱؎ امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان بالا میں ذکر کیا ہے۔ (حسینی)

تزوّج بأخرى۔ شام کو دوسرا برتن بھر دودھ دے۔

ف اونٹنی اور بکری شیر دار کا دودھ خیرات کرنے کو اس واسطے پسند فرمایا کہ ہر روز دو بار فائدہ اس کا حاصل تو ثواب بھی اس کا ہر روز حاصل ہے۔

## دودھ میں باسی پانی ملا کر پینا جائز ہے

(۱۳۳۴) ق جابرؓ اِنْ کَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ فِي شَنَّةٍ وَاِلَّا كَرَعْنَا۔ بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تیرے پاس رات کا باسی پانی مشک میں ہو تو سب بہتر اور نہیں تو ہم منہ لگا کر نہر سے پانی پی لیویں۔

ف حضرت ایک انصاری صحابی کے باغ میں تشریف لے گئے وہ اپنے باغ کو سینچتا تھا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی سو اس انصاری نے سرد پانی میں دودھ ملا کر حضرتؐ کو پلایا معلوم ہوا کہ پانی وغیرہ کا سوال کرنا منع نہیں اور ثابت ہوا کہ باسی پانی حضرت کو نہایت پسند تھا اور عاجزی کی راہ سے جاری پانی کو منہ لگا کر پینا سنت ہے۔

## چاندی کے برتن میں پانی پینا درست نہیں

(۱۳۳۵) ق اُمّ سلمہؓ اِنَّ الَّذِي يَشْرَبُ فِي اِنَاءِ الْفِضَّةِ فَاِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ۔ بخاری اور مسلم میں حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر جو پیتا ہے چاندی کے برتن میں وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ غٹ غٹ کر کے ڈالتا ہے۔

# آداب طعام

## ہمیشہ اپنے سامنے سے کھانا کھانا چاہیئے

(۱۳۳۶) ق انسؓ اُذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَلْيَاْكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِّمَّا يَلِيْهِ۔ بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کھانے کے وقت بسم اللہ کہا کرو اور چاہیئے کہ ہر شخص اپنی قریب طرف سے کھایا کرے۔

ف یعنی رکابی کے بیچ سے نہ کھاوے اور نہ دوسری طرف سے بلکہ اپنی طرف سے۔

## چاندی کے ملمع کئے ہوئے برتن میں نہ کھانا چاہیئے

(۱۳۳۷) ق حذیفۃ بن الیمانؓ لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيْرَ وَلَا الدِّيْبَاجَ وَلَا تَشْرَبُوْا فِي اٰنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَاْكُلُوْا فِي صِحَافِهَا فَاِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَكُمْ فِي الْاٰخِرَةِ۔ بخاری اور مسلم میں حذیفہ بن یمانؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ پہنو ریشمی کو اور نہ دیبا کو اور نہ پیو سونے چاندی کے برتنوں میں اور نہ کھاؤ ان کے پیالوں میں اس واسطے کہ یہ چیزیں کافروں کے واسطے دنیا میں ہیں اور تمہارے واسطے اے مسلمانوں آخرت میں ملیں گی۔

ف دیبا ایک ریشمی کپڑے کی قسم ہے اور بعضے ریشمی بوٹہ دار کو دیبا کہتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کمخواب اور تافتہ اور دریائی اور اطلس اور گلبدن اور غارزیا مردوں کو حرام ہے اور چاندی سونے کے

برتنوں میں کھانا پینا یا عطردان پاندان بنانا حرام ہے اگر تکلف ہی منظور ہے تو اور عمدہ کپڑے اور عمدہ قسم کے چینی اور بلور اور شیشے کے برتن کیا کم ہیں جو ریشمی کپڑے اور چاندی سونے کے برتنوں کو استعمال کر کے خدا اور رسول کو ناخوش کیجئے۔

## کھانے کے بعد کی دعاء

(۱۳۳۸) خ اَبُوْ اُمَامَۃَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًی عَنْہُ رَبَّنَا کَانَ یَقُوْلُہٗ اِذَا رُفِعَ مَائِدَتُہٗ۔

بخاری میں ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا کو شکر ہے بہت سا ستھرا با برکت شکرانہ ایسا شکر جو ایک بار کفایت کرے اور چھوڑ دیا جاوے اور اس کی کچھ حاجت نہ ہے اے ہمارے رب تو ہی حمد کے لائق ہے یہ حضرت دعا کرتے تھے جب ان کا دسترخوان اٹھایا جاتا تھا یعنی کھانے کے بعد جیسا سنت کر۔

## خادم کے ساتھ کھانا کھانا جائز ہے

(۱۳۳۹) خ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ اِذَا اَتٰی اَحَدَکُمْ خَادِمُہٗ بِطَعَامِہٖ فَلْیُجْلِسْہُ مَعَہٗ فَاِنْ لَّمْ یُجْلِسْہُ مَعَہٗ فَلْیُنَاوِلْہُ لُقْمَۃً اَوْ لُقْمَتَیْنِ اَوْ اُکْلَۃً اَوْ اُکْلَتَیْنِ فَاِنَّہٗ وَلِیَ حَرَّہٗ وَعِلَاجَہٗ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تمہارے کسی کے پاس اس کا خدمت گار کھانا لاوے تو اس کو بھی کھانے کے واسطے بٹھالیوے اور اگر ساتھ اپنے نہ بٹھلاوے تو اس کو ایک لقمہ یا دو لقمے دے اس واسطے کہ خدمت گار کھانا پکانے اور اس کی گرمی سے ملا رہا ہے۔

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خدمت گار کھانا پکانے والے کو کچھ تھوڑا کھانا دینا ضرور ہے اگرچہ اس کا کھانا مقرر نہ ہو یعنی مروت سے بعید ہے کہ وہ محنت کرے اور پکانے کی گرمی اٹھاتے اور اس کھانے کی کچھ بھی نہ پاوے لیکن ساتھ کھلانا واجب نہیں اگر کھلاویگا تو بہتر ہے اپنا غرور کھویا۔

# آداب

## اچھے اچھے نام رکھنا چاہئیں

(۱۳۴۰) م اِبْنُ عُمَرَ اِنَّ اَحَبَّ اَسْمَائِکُمْ اِلَی اللّٰہِ عَبْدُ اللّٰہِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ۔

مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تمہارے ناموں میں بہت پیارا نام اللہ کے نزدیک عبداللہ اور عبدالرحمن ہے۔

ف یہ نام مقبول اس واسطے ہوئے کہ ان میں اپنی بندگی اور خدا کی خدائی کا اقرار ہے اور عبدالنبی بند علی مدار بخش نام رکھنا ہرگز درست نہیں خدا کی بندگی چھوڑ کے بندوں کا بندہ ہونا ایمان دار کو لائق نہیں۔

(۱۳۴۱) ق جَابِرٌ سَمِّ ابْنَکَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ قَالَہٗ لَہٗ۔

بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اپنے بیٹے کا عبدالرحمن نام رکھ۔

ف جابرؓ سے روایت ہے کہ ہماری قوم میں ایک شخص کے بیٹا پیدا ہوا اس نے قاسم نام رکھا پھر اس نے

حضرت کو خبر دی تب حضرت نے یہ حدیث فرمائی۔

(۱۳۴۲) ق اَنَسٌ سَمُّوْا بِاِسْمِیْ وَلَا تَکْتَنُوْا بِکُنْیَتِیْ۔ [۱]

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھو میری کنیت کو۔

کسی کو ابو القاسم کہہ کر پکارنے کی اجازت نہیں۔

ف کنیت اس کو کہتے ہیں جس پر اب کا لفظ ہو جیسے ابو القاسم اور ابو الحسن حضرتؐ کی کنیت ابو القاسم تھی سو فرمایا کہ اپنی اولاد کا محمدؐ نام رکھو ابو القاسم ان کو نہ کہو۔ مصابیح میں روایت ہے کہ حضرت بازار میں تھے ایک شخص نے پکارا یا ابا القاسم حضرتؐ اس کی طرف متوجہ ہوئے اس نے کہا کہ یا حضرتؐ میں نے آپ کو نہیں پکارا فلانے شخص کو پکارا تھا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ حضرتؐ کے نام اور کنیت رکھنے میں علماء کے بہت قول ہیں لیکن صحیح قول یہی ہے کہ حضرتؐ کا نام رکھنا تو درست ہے لیکن کسی کو ابو القاسم کہنا بہتر نہیں چنانچہ اس کا مفصل بیان سفر السعادۃ میں موجود ہے۔

## خدا کے نزدیک پسندیدہ باتیں کونسی ہیں

(۱۳۴۳) م سَمُرَۃُ بْنُ جُنْدُبٍ لَا تُسَمِّیَنَّ غُلَامَكَ یَسَارًا وَّلَا رَبَاحًا وَّلَا نَجِیْحًا وَّلَا اَفْلَحَ فَاِنَّكَ تَقُوْلُ اَثَمَّ هُوَ فَلَا یَکُوْنُ فَیَقُوْلُ لَا اِنَّمَا هُنَّ اَرْبَعٌ فَلَا تَزِیْدَنَّ عَلَیَّ۔ [۲]

مسلم میں سمرہ بن جندبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اپنے غلام کا نام مت رکھ یسار یعنی آسانی والا اور نہ رباح رکھ یعنی نفع والا اور نہ نجیح رکھ یعنی مطلب والا اور نہ افلح رکھ یعنی نجات والا سو تو یوں کہے گا کہ یہاں فلانا غلام ہے پھر وہاں وہ نہ ہوا تو جواب دینے والا کہے گا کہ یہاں نہیں ہے یہ نام تو چار ہیں سو اس سے زیادہ مجھ پر نہ باندھنا یعنی اپنی طرف سے نہ بڑھائیو۔

ف دستور یوں ہے لوگوں کا کہ غلاموں کے اکثر نام بہتر رکھتے ہیں مبارکی کے واسطے جیسے نفع اور آسان اور مطلب اور نجات اور اسی طرح مبارک اور وفادار اور حالانکہ کبھی اس کا مطلب الٹا ہو جاتا ہے تو اس کو بد فالی جان کر غمگین ہوتے ہیں جیسا پوچھا کہ نجات یا مبارک ہے کسی نے جواب میں کہا کہ نہیں یعنی نجات اور مبارک نہیں تو مطلب الٹا ہوا۔ اس واسطے حضرتؐ نے منع کیا یعنی ایسے نام رکھنا کیا ضرور جس میں رنج ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا جب اعتقاد ٹھیک ہوا اور لوگ تقدیر کو سمجھے تو ایسے نام رکھنا درست ہو گیا۔

(۱۳۴۴) م سَمُرَۃُ بْنُ جُنْدُبٍ اَحَبُّ الْکَلَامِ اِلَی اللّٰهِ اَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ لَا یَضُرُّكَ بِاَیِّهِنَّ بَدَاْتَ۔

مسلم میں سمرہ بن جندبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہایت پسند کلام خدا کے نزدیک چار ہیں اول سبحان اللہ دوسرے الحمد للہ تیسرے لا الہ الا اللہ چوتھے اللہ اکبر تجھ کو کچھ ضرور نہیں ان چاروں میں ذکر کے وقت جس سے تو چاہے ابتدا کرے۔

ف یعنی چاہے اول سبحان اللہ پڑھے یا الحمد للہ یا لا الہ الا اللہ یا اللہ اکبر سب درست ہے۔

(۱۳۴۵) م اَبُوْ ذَرٍّ اِنَّ اَحَبَّ الْکَلَامِ

مسلم میں ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر بہت

---

[۱] حضرت انسؓ سے تسموا کا لفظ مروی ہے اور حضرت جابرؓ اور ابوہریرہؓ سے سموا کا۔
[۲] امام مسلمؒ نے اس عنوان کی حدیثوں کو عنوان "برے نام رکھنا درست نہیں" میں ذکر کیا ہے۔ (حبشی)

لی اللہِ سُبْحَانَ اللہِ وَبِحَمْدِہٖ۔ پیارا کلام بندے کا خدا کے نزدیک سبحان اللہ وبحمدہٖ ہے یعنی پاکی ہے خدا کو خوبیوں کے ساتھ۔

**ف** کمال ہر چیز کا دو بات پر موقوف ہے ایک تو سب عیبوں سے پاک ہونا، دوسرے سب خوبیوں کے ساتھ ہونا تو جب آدمی نے سبحان اللہ کہا تو اس کو سب عیبوں سے پاک جانا یعنی کبھی اس کو موت اور زوال نہیں کھانا نہیں، پیتا نہیں، سوتا نہیں، تھکتا نہیں کسی سے ڈرتا نہیں، کسی کا محتاج نہیں، کوئی اس کا مددگار نہیں، اور جب الحمد للہ کہا تو اس کو سب خوبیوں سے سراہا یعنی وہ ہمیشہ زندہ ہے، سب چیز جانتا ہے ہر چیز کر سکتا ہے، جان کا تھامنے والا ہے، جو چاہا سو کیا جو چاہے سو کرے تو جس نے سبحان اللہ وبحمدہٖ کہا تو وہ خدا کو سمجھا اس واسطے خدا کے نزدیک یہ کلام بہت پیارا ہے اور اس کے واسطے پڑھنے کا بڑا ثواب ہے چنانچہ حدیث ۱۸۸۸ میں ہے کہ جو اس کو سو بار صبح و شام پڑھے گا قیامت میں اس سے کوئی افضل نہ ہوگا۔

## اگر برے نام ہوں تو بدل کر اچھے نام رکھنا چاہئیں

(۱۳۴۶) م زَیْنَبُ بِنْتُ اَبِیْ سَلَمَۃَ رَبِیْبَۃُ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا تُزَکُّوْا اَنْفُسَکُمْ اللہُ اَعْلَمُ بِاَھْلِ الْبِرِّ مِنْکُمْ۔ مسلم میں زینبؓ ابوسلمہؓ کی بیٹی حضرتؐ کی پالی ہوئی سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اپنے تئیں تم آپ پاک نہ ٹھہراؤ، اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ کون پاک ہے تم میں۔

**ف** مصابیح میں زینبؓ سے روایت ہے کہ میرا نام پہلے برہ تھا اس کے معنی تھے پاک۔ پھر حضرتؐ نے میرا نام بدل کر زینبؓ رکھا اور یہ حدیث فرمائی۔ اسی طرح حضرتؐ نے بہت نام بدلے جن میں اپنی پاکی یا شرک تھا جیسے عبدالشمس

## ملک الملوک اور شہنشاہ نام رکھنا جائز نہیں

(۱۳۴۷) م اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ اِنَّ اَخْنَعَ اسْمٍ عِنْدَ اللہِ رَجُلٌ یُّسَمّٰی مَلِکَ الْاَمْلَاکِ۔ مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بہت بڑا کمبخت نام خدا کے نزدیک اس مرد کا نام ہے جس نے شاہنشاہ اور مہاراج نام رکھا۔

**ف** سب بادشاہوں کا بادشاہ خدا ہے بندے بیچارے محتاج کو کیا مناسب ہے کہ شاہنشاہ کہلاوے۔

(۱۳۴۸) م اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ اَغْیَظُ رَجُلٍ عَلَی اللہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَاَخْبَثُہٗ رَجُلٌ کَانَ یُسَمّٰی مَلِکَ الْاَمْلَاکِ لَا مَالِکَ اِلَّا اللہُ۔ مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہایت پھٹکارا مرد خدا کے نزدیک قیامت کے دن اور نہایت ذلیل اور پلید وہ مرد ہے جس کا شہنشاہ اور مہاراج نام رکھا تھا حقیقت میں کوئی بادشاہ جہان کا مالک نہیں سوائے خدا کے۔

**ف** ایران کے بادشاہوں کو شاہنشاہ کہتے تھے جس کا ترجمہ عربی میں ملک الاملاک ہندی میں مہاراج ہے چونکہ اس میں کھلا شرک تھا اور صاف بے ادبی تھی اس واسطے حضرتؐ نے منع کیا۔ ناچار بندے کو کب مناسب ہے کہ چھوٹا منہ بڑا بول بولے۔ اسی طرح جو اسم کہ خدا کو خاص ہے غیر کو درست نہیں جیسے رحمٰن اور قدوس۔

## محبت سے غیر کے بچہ کو بیٹا کہنا جائز ہے

(۱۳۴۹) م المُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ اَیْ بُنَیَّ وَمَا يُنْصِبُكَ مِنْهُ اِنَّهُ لَا يَضُرُّكَ يَعْنِي الدَّجَّالَ قَالَهُ لَهُ اَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ اِلَّا لَفْظَةَ اَیْ بُنَیَّ۔

مسلم میں مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اے بیٹا کون چیز تجھ کو رنج میں ڈالتی ہے دجال سے البتہ وہ تجھ کو ضرر نہ پہنچا سکے گا یہ حضرتؐ نے مغیرہؓ سے فرمایا۔ اس حدیث کو بخاری نے بھی روایت کیا مگر اے بنی کا لفظ اس میں نہیں۔

**ف** مغیرہ سے روایت ہے کہ میں حضرتؐ سے اکثر دجال کا حال پوچھا کرتا تھا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ میں نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ روٹیوں کے پہاڑ اور پانی کی نہریں ہوں گی حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک یہ سب آسان ہے۔

## گھر میں جانے سے پہلے اجازت لینا ضروری ہے

(۱۳۵۰) ق اَبُو مُوسٰی اِذَا اسْتَاْذَنَ اَحَدُكُمْ ثَلٰثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ

بخاری اور مسلم میں ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کوئی کسی سے اس کے گھر میں جانے کی اجازت مانگے تین بار سو اس کو اجازت نہ ملے تو پلٹ آئے۔

**ف** اجازت مانگنے کا یوں طریق ہے کہ دروازے میں کھڑے ہو کر سلام کرے پھر کہے کہ میں آؤں تین بار کہے اگر کوئی بلائے تو اندر چلا جائے نہیں تو پھر آئے اور کھانسنا اور دستک دینا بجائے اجازت مانگنے کے ہے۔ شرع میں اجازت کا اس واسطے حکم ہوا کہ نہیں معلوم آدمی اپنے گھر میں کس طرح سے بیٹھا ہے۔

(۱۳۵۱) م اَبُو مُوسٰی وَاُبَیُّ بْنُ كَعْبٍ اَلْاِسْتِيذَانُ ثَلٰثٌ فَاِنْ اُذِنَ لَكَ وَاِلَّا فَارْجِعْ۔

مسلم میں ابو موسیٰؓ اور ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ گھر والے سے اجازت مانگنا تین بار چاہیے سو اگر تجھ کو اجازت ملے تو گھر میں جا ورنہیں تو پلٹ جا۔

**ف** جب کسی کے مکان میں جانے کا ارادہ کرے تو السلام علیکم کرکے تین بار اجازت مانگے اگر اجازت ہو تو اس مکان میں جائے اور نہیں تو پلٹ آئے اجازت مانگنے کا فائدہ یہ ہے کہ آدمی اپنے گھر میں ننگا کھلا بے تکلف ہوتا ہے تو بے اطلاع گھس جانے سے شرماوے گا۔

## دوسروں کے گھروں میں جھانکنا جائز نہیں

(۱۳۵۲) م اَبُو هُرَيْرَةَ مَنِ اطَّلَعَ فِي بَيْتِ قَوْمٍ بِغَيْرِ اِذْنِهِمْ فَقَدْ حَلَّ لَهُمْ اَنْ يَّفْقَؤُا عَيْنَهُ۔

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو شخص کسی قوم کے گھر میں جھانکے بدون ان کی اجازت کے تو البتہ ان کو حلال ہے کہ اس کی آنکھ پھوڑ ڈالیں۔

**ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بدون اجازت کسی کے گھر میں جھانکنا حرام ہے اور گھر والے کو اس کا منع کرنا اور اینٹ پتھر مارنا درست ہے اگر اس کی آنکھ پھوٹ جاوے تو امام شافعیؒ کے نزدیک خون بہا نہیں لیکن امام اعظمؒ کے نزدیک خون بہا ہے ان کے نزدیک حدیث کا یہ مطلب ہے کہ جھانکنے والا اس لائق ہے کہ اگر نہ مانے تو اس کی آنکھ پھوڑ ڈالئے اور یہ نہیں کہ اگر آنکھ پھوڑے تو خون بہا نہ دیوے۔

(۱۳۵۳) ق سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِذْنُ مِنْ قِبَلِ الْبَصَرِ۔

بخاری اور مسلم میں سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ آنے کی اجازت مانگنا تو صرف نظر ہی کے سبب سے ٹھہرائی گئی ہے۔

ف مصابیح میں روایت ہے کہ ایک شخص حضرتؐ کے گھر جھانکنے لگا حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر میں تجھ کو جھانکتے دیکھتا تو تیری آنکھ پھوڑ ڈالتا۔ پھر یہ حدیث فرمائی یعنی شرع میں جو حکم ہے گھر میں داخل ہونے کی اجازت مانگنے کا تو صرف اس واسطے ہے کہ آدمی کی نظر نامحرم پر نہ پڑے اور جب تونے جھانکا تو اذن مانگنے کا کیا فائدہ ہوا۔ معلوم ہوا کہ بیگانے گھر میں جھانکنا سخت حرام ہے۔

(۱۳۵۴) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ لَوْاَنَّ رَجُلًا اِطَّلَعَ اِلَيْكَ بِغَيْرِ اِذْنٍ فَخَذَفْتَهٗ بِحَصَاةٍ فَفَقَأْتَ عَيْنَهٗ مَا كَانَ عَلَيْكَ جُنَاحٌ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر کوئی مرد جھانکے تیرے گھر میں بدون تیری اجازت پھر تو اس کو کنکری سے مارے سو تو اس کی آنکھ پھوڑ دے تو تجھ پر گناہ نہ ہوگا۔

## سوتے وقت گھر میں آگ یا جلتا ہوا دیا چھوڑنے کی ممانعت

(۱۳۵۵) ق اَبُوْمُوْسٰى اِنَّ هٰذِهِ النَّارَ اِنَّمَا هِيَ عَدُوٌّ لَّكُمْ فَاِذَا نِمْتُمْ فَاَطْفِئُوْهَا عَنْكُمْ۔

بخاری اور مسلم میں ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر یہ آگ تمہاری دشمن ہے یعنی جلادیتی ہے تو تم جب سو رہنے کا ارادہ کیا کرو تو اپنے پاس سے اس کو بجھادیا کرو۔

ف ایک بار مدینے میں ایک گھر مع گھر والوں کے جل گیا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سوتے وقت آگ ہو یا چراغ بجھادینا سنت ہے لیکن اگر چراغ قندیل میں ہو اور آگ لگنے کا اس سے خوف نہ ہو تو بجھانا کچھ ضرور نہیں۔

(۱۳۵۶) ق اِبْنُ عُمَرَ لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ حِيْنَ تَنَامُوْنَ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ رکھا کرو آگ کو اپنے گھروں میں جب سویا کرو۔

ف اس واسطے منع کیا کہ اکثر آگ لگ اٹھتی ہے بلکہ مدینے میں ایکبار یونہی آدمی اور گھر جل گئے تھے۔

# سلام کے آداب

## سوار پیادے کو اور تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو سلام کریں

(۱۳۵۷) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ ق الْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ سلام کرے سوار پیادے کو اور چلنے والا بیٹھے شخص کو اور تھوڑی جماعت بڑی جماعت کو۔

## سلام کا جواب دینا ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے

(۱۳۵۸) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ حَقُّ الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مسلمان کے حق دوسرے مسلمان پر پانچ ہیں۔ سلام کا جواب دینا۔

وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَاِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ۔

اور بیمار کو پوچھنا اور جنازوں کے پیچھے چلنا اور دعوت کو قبول کرنا اور چھینکنے والے کو دعا دینا یعنی یرحمک اللہ کہنا۔

(۱۳۵۹) م اَبُوْهُرَيْرَةَ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ قِيْلَ وَمَا هُنَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِذَا لَقِيْتَهٗ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَاِذَا دَعَاكَ فَاَجِبْهُ وَاِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهٗ وَاِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتْهُ وَاِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ وَاِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ۔

حقوقِ اسلام

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مسلمان کے حق مسلمان پر چھ ہیں۔ لوگوں نے پوچھا کہ وہ حقوق کیا ہیں یا رسول اللہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تو اس سے ملے تو اس کو سلام کر اور جب تجھ کو وہ بلائے اور دعوت کرے تو قبول کر اور جب تجھ سے کسی کام میں نصیحت چاہے تو اس کو نیک نصیحت کر۔ اور جب کہ وہ چھینکے اور الحمد للہ کہے تو اس کا جواب دے یعنی یرحمک اللہ کہہ، اور جب کہ وہ بیمار پڑے تو اس کو جا کر پوچھ اور جب کہ مر جاوے تو اس کے جنازے کے ساتھ چل۔

ف پہلی حدیث میں پانچ حق فرمائے اور اس حدیث میں چھ تو مطلب یہ ہے کہ پانچ یا چھ میں منحصر نہیں بلکہ اسلام کے حق بہت ہیں مگر جس کی زیادہ ضرورت دیکھی اس کو فرمایا کبھی پانچ کبھی چھ کبھی کم و زیادہ۔

## اہل کتاب کو خود پہل کر کے سلام کرنا جائز نہیں

(۱۳۶۰) م اَبُوْهُرَيْرَةَ لَا تَبْدَؤُا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى بِالسَّلَامِ فَاِذَا لَقِيْتُمْ اَحَدَهُمْ فِيْ طَرِيْقٍ فَاضْطَرُّوْهُ اِلٰى اَضْيَقِهٖ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ یہود اور نصاریٰ کو تم پہلے سلام کیا کرو اور جب تم ان میں کسی کو راہ میں ملو تو اس کو بہت تنگ راہ کی طرف دبایا کرو۔

ف یہود اور نصاریٰ کو آپ سلام کرنا تو حرام ہے اور اگر وہ سلام کریں تو جواب میں کہے وعلیکم یعنی تم پر بھی جس کے تم لائق ہو اور تنگ راہ میں دبانا اس واسطے فرمایا کہ جب ان لوگوں نے راہ حق کو چھوڑا تو ذلت کے لائق ہوئے۔

(۱۳۶۱) ق اَنَسٌ اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ اَهْلُ الْكِتَابِ فَقُوْلُوْا عَلَيْكُمْ۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب سلام کریں تم کو کتاب والے یعنی یہود اور نصاریٰ تو اس کے جواب میں کہو کہ علیکم یعنی تم پر بھی۔

ف سلام دعا ہے اس واسطے منع کیا کہ کافروں کو بلکہ علیکم کہنے کو فرمایا یعنی تم پر وہ بات ہے جس کے تم لائق ہو۔

(۱۳۶۲) م عَائِشَةُ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَالتَّفَحُّشَ۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بیشک خدا کو نہیں بھاتا گالی بکنا اور گالی کا جواب یاوہ گوئی سے۔

ف حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ کے پاس یہودی آئے سو حضرتؐ سے السلام علیک کے بدلے زبان دبا کے السام علیک کہا یعنی تجھ پر مری پڑے۔ حضرت عائشہؓ نے غصے ہو کر ان سے کہا کہ السام علیکم واللعنۃ یعنی تم پر خدا کی مار اور لعنت پڑے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی تم نے گالی کے بدلے کیوں گالی دی اور بڑھ کے لعنت کیوں کی خدا کو یہ پسند نہیں آتا۔

(۱۳۶۳) م عَائِشَةُ يَا عَائِشَةُ لَا تَكُونِي فَاحِشَةً۔ مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عائشہ تو زیادہ گو بدزبان نہ ہو۔

ف اس کا قصہ مذکور ہو چکا کہ یہودیوں نے حضرتؐ کو زبان داب کے بددعا کی حضرت عائشہؓ نے ان کو اسی طرح جواب دیا اور بڑھ کے لعنت کی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی جتنا انھوں نے کہا اس سے زیادہ کیوں کہا

## داخلہ کیلئے علامت مقرر کرنا جائز ہے

(۱۳۶۴) م ابْنُ مَسْعُودٍ اِذْنُكَ عَلَيَّ أَنْ تَرْفَعَ الْحِجَابَ وَتَسْتَمِعَ سِوَادِيْ حَتّٰى أَنْهَاكَ قَالَهُ لَهُ۔ مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تجھ کو اجازت میرے پاس آنے کی یہی ہے کہ تو پردہ اٹھا دے اور میرے بھید کی بات سنے جب تک کہ میں تجھ کو منع نہ کروں یہ حضرتؐ نے عبداللہ بن مسعودؓ سے فرمایا۔

ف عبداللہ بن مسعودؓ حضرتؐ کے خادم تھے جب قرآن میں یہ حکم ہوا کہ حضرتؐ کے گھر میں لوگ بے اجازت نہ آویں تب حضرتؐ نے عبداللہ سے یہ حدیث فرمائی یعنی تجھ کو بار بار اجازت مانگنے کی حاجت نہیں کہ کار خدمت میں حرج ہوگا تیرا اندر آنا اور میرا منع نہ کرنا یہی دلیل ہے اجازت کی اور جبکہ میں تجھ کو منع کروں اس وقت آنا درست نہیں۔

## پاخانہ پھرنے کے لئے عورتوں کو گھر سے باہر نکلنا جائز ہے

(۱۳۶۵) ق عَائِشَةُ اِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ۔ بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اپنی بیبیوں سے کہ البتہ تم کو حکم ہوا ہے کہ جائے ضرور کے واسطے نکلا کرو۔

ف حضرتؐ کی بیبیاں جائے ضرور کو رات کے وقت باہر جاتی تھیں جب پردہ کرنے کا حکم ہوا تو شبہ ہوا کہ شاید جائے ضرور کے واسطے بھی نکلنا درست نہیں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔

## اجنبی عورت کے پاس تنہائی میں جانے کی ممانعت

(۱۳۶۶) ق عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ اِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَرَاَيْتَ الْحَمْوَ فَقَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ۔ بخاری اور مسلم میں عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بچو عورتوں کے پاس جانے سے تو ایک انصاری مرد نے پوچھا یا رسول اللہ بھلا خاوند کے رشتہ داروں کا حال تو بتایئے کہ یہ لوگ بھی عورت کے پاس جائیں یا نہ جائیں حضرتؐ نے فرمایا خاوند کے رشتہ داروں کا عورت کے پاس جانا موت ہے یعنی ہلاکی اور فساد کا سبب ہے۔

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خاوند کے رشتے داروں کو جیسے دیور جیٹھ کو خلوت میں عورت کے پاس جانا یا بدون شرعی پردے کے عورت کا سامنے آنا درست نہیں۔

(۱۳۶۷) م جَابِرٌ اَلَا لَا يَبِيْتَنَّ رَجُلٌ مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خبردار ہو کہ

عِنْدَ امْرَأَةٍ ثَيِّبٍ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ نَاكِحًا اَوْ ذَا مَحْرَمٍ۔

مردوں کو اس عورت کے پاس نہ رہے جو کنواری نہیں مگر یہ کہ اس کا خاوند ہو یا رشتہ دار محرم ہو۔

**ف** بیگانی عورت کے پاس مرد کو رہنا اور خلوت کرنا حرام ہے خواہ رات ہو خواہ دن، کنواری عورت ہو یا بیاہی یا بیوہ، لیکن اس حدیث میں کنواری عورت کے پاس رہنے سے صاف منع نہیں فرمایا اس واسطے کہ اکثر عادت یوں ہی کہ کنواری کے پاس اجنبی مرد نہیں رہتا۔

(۱۳۶۸) م عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو لَا يَدْخُلَنَّ رَجُلٌ بَعْدَ يَوْمِيْ هٰذَا عَلٰى مُغِيْبَةٍ اِلَّا وَمَعَهٗ رَجُلٌ اَوْ اثْنَانِ۔

مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ آیا کرے کوئی مرد میرے اس دن کے بعد اس عورت کے پاس جس کا خاوند سفر کو گیا ہو یا مر گیا ہو مگر کہ اس کے ساتھ ایک اور مرد ہو یا دو مرد ہوں۔

**ف** یعنی جس عورت کا خاوند غائب ہو اس کے پاس کوئی مرد اکیلا نہ جایا کرے اور اگر دو تین مرد ہوں تو مضائقہ نہیں، مرد اور عورت کی تنہائی میں بڑے بڑے فساد ہیں اس واسطے حضرتؐ نے خلوت منع فرمائی۔

(۱۳۶۹) م عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَرَّاَهَا مِنْ ذٰلِكَ يَعْنِيْ اَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ امْرَاَةَ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

مسلم میں عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بیشک خدا نے اس کو پاک کیا ہے اس سے، یہ حدیث اسماء کے حق میں فرمائی جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بی بی تھیں۔

**ف** ایک بار صدیق اکبرؓ اپنے گھر میں گئے دیکھا کہ چند بنی ہاشم بی بی کے پاس بیٹھے ہیں، صدیق اکبرؓ کو برا معلوم ہوا یہ حال حضرتؐ سے کہا تب حضرتؐ نے فرمایا کہ اسماء کو خدا نے بدکاری سے پاک کیا ہے۔ یہ حدیث اس وقت کی ہے جب عورتوں کو پردے کا حکم نہ ہوا تھا۔ اسماء پہلے جعفر طیارؓ کے نکاح میں تھیں جب وہ شہید ہوئے تو صدیقؓ کے نکاح میں آئیں پھر ان کے بعد علی مرتضیٰؓ کے نکاح میں آئیں۔

## حضورؐ کا ارشاد شیطان انسان کے بدن میں خون کی طرح دوڑتا ہے

(۱۳۷۰) ق اَنَسٌ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنِ ابْنِ اٰدَمَ مَجْرَى الدَّمِ [1]

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ شیطان آدمی کے بدن میں پھرتا ہے خون کی طرح۔

**ف** یعنی شیطان کا آدمی پر خوب قابو ہے بدخیال ڈالنے میں۔

## مواقع تہمت سے بچنا اور اپنی برأت کا اظہار بہتر ہے

(۱۳۷۱) ق صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ عَلٰى رِسْلِكُمَا اِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت صفیہ بنت حیی سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے دو انصاری مردوں سے کہا کہ جلدی نہ کرو ٹھہر جاؤ البتہ یہ عورت تو صفیہ بنت حیی ہے۔

**ف** صحیح بخاری میں پوری روایت یوں ہے کہ حضرت صفیہؓ حضرتؐ کی بی بی مسجد میں حضرتؐ کی ملاقات

---

[1] امام مسلم نے حدیث مذکور اور ما بعد والی حدیث کو عنوان "اپنی بیوی کے ساتھ غیر کو خلوت میں دیکھے تو کہنے کا حق ہے" میں ذکر کیا ہے حدیث مذکور صحیح مسلم میں حضرت صفیہؓ سے مروی ہے حضرت انسؓ سے نہیں۔ (چشتی)

(آئیں اور حضرتؐ رمضان میں اعتکاف میں بیٹھے تھے حضرتؐ سے بات چیت کرتی رہیں، رات زیادہ ہوگئی،
حضرتؐ ان کو پہنچانے چلے، راہ میں دو انصاری مرد ملے تب حضرتؐ نے ان سے یہ حدیث فرمائی یعنی یہ میری
بی بی ہے اور کوئی اجنبی عورت نہیں، بدگمان مت ہونا۔ انصاریوں نے کہا کہ سبحان اللہ یا رسول اللہؐ آپ کی
ذات میں بدگمانی کا کیا دخل ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ انسان کے بدن میں شیطان اس طرح پھرتا ہے جیسے خون
میں دوڑا کہ تمہارے دل میں کچھ بدگمانی ڈالے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی تہمت کے مکانوں سے بچے اور اگر
کبھی ایسے مقام میں مبتلا ہو تو اپنی صفائی لوگوں میں ظاہر کردے تاکہ لوگ بدگمانی میں گرفتار نہ ہوں۔

## مجلس میں بیٹھنے کے آداب

(۱۳۷۲) ق اَبُوْ وَاقِدٍ اللَّيْثِيُّ اَلَا اُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلٰثَةِ اَمَّا اَحَدُهُمْ فَاَوٰى اِلَى اللّٰهِ فَاٰوَاهُ اللّٰهُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاسْتَحْيَا اللّٰهُ مِنْهُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاَعْرَضَ فَاَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

بخاری اور مسلم میں ابو واقدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہاں میں خبر دیتا ہوں تینوں شخص کی سو ان میں ایک نے تو خدا کی طرف رجوع کی تو خدا نے اس کو جگہ دی اور دوسرا شرمایا تو خدا بھی اس سے شرمایا یعنی اس کو اپنے غضب سے بچایا اور تیسرے نے منہ موڑا تو خدا نے بھی اس سے اعراض کیا۔

ف بخاری میں ابو واقدؓ سے پوری روایت یوں ہے کہ حضرتؐ مسجد میں بیٹھے تھے اور حضرتؐ کے پاس
لوگ تھے کہ تین آدمی سامنے آئے سو ان میں سے ایک تو پلٹ گیا اور دو آگے آئے۔ سو ان دو میں سے ایک نے
حلقے میں مکان خالی پایا سو وہاں بیٹھ گیا اور دوسرا سب کے پیچھے بیٹھا جب حضرتؐ نے کلام سے فراغت
پائی تب یہ حدیث فرمائی یعنی جو اندر مجلس میں بیٹھا حکم خدا دریافت کرنے کو سو خدا نے اس کی کوشش قبول کی۔
اور دوسرا اندر آنے سے شرمایا تو خدا نے اس کو عذاب سے بچایا اس واسطے کہ وہ ہر چند حضرتؐ سے دور بیٹھا لیکن
مجلس میں شریک رہا اور تیسرے نے جب اپنے لائق جگہ نہ دیکھی تو غرور کے سبب چلا گیا اس واسطے غضب الٰہی
میں گرفتار ہوا معلوم ہوا کہ علم اور وعظ کی مجلس میں قریب ہونا نہایت افضل ہے اور دور بیٹھنا ہر چند جائز ہے
لیکن ثواب میں کمتر ہے اور وہاں جا کر چلے آنا گناہ ہے۔

## دوسرے کو اٹھا کر اس کی جگہ بیٹھنے کی ممانعت

(۱۳۷۳) م جَابِرٌ لَا يُقِيْمَنَّ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ يُخَالِفُ اِلٰى مَقْعَدِهٖ فَيَقْعُدُ فِيْهِ وَلٰكِنْ يَقُوْلُ تَفَسَّحُوْا۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہرگز نہ اٹھا[illegible] کوئی اپنے بھائی مسلمان کو جمعہ کے دن پھر پیچھے سے اس کے بیٹھنے کے مکان پر جا کر بیٹھے و لیکن یوں کہے کہ کھس بیٹھ

ف مسجد میں نماز کو جو جہاں آکر بیٹھا اس کو اٹھانا اپنے بیٹھنے کے واسطے درست نہیں لیکن یوں کہنا درست ہے
کہ کھل کر بیٹھو صاحبو تاکہ سب کو جگہ ہوجائے۔

## کوئی اپنی جگہ سے اٹھکر پھر واپس آئے تو وہ اپنی جگہ کا زیادہ حقدار ہے

(۱۳۷۴) م اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ مِنْ مَجْلِسِهٖ ثُمَّ رَجَعَ فَهُوَ اَحَقُّ

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کوئی اٹھ جاوے اپنی جگہ سے پھر وہ پلٹ آئے تو اس جگہ کا وہی شخص

اَحَقُّ بِہٖ۔ زیادہ ترحقدار ہے

**ف** اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ اگر کوئی مسجد کی صف میں بیٹھا پھر وضو کرنے کو یا کسی اور کام کو جائے اور دوسرا شخص اس کی جگہ بیٹھ گیا ہو تو اس کو وہاں سے اٹھا دیوے اور پہلا شخص اپنی جگہ پر بیٹھے اسی طرح اور مجلس میں بھی۔

## تیسرے کی موجودگی میں دو آدمیوں کو سرگوشی کی اجازت نہیں

(۱۳۷۵) **ق** اِبْنُ مَسْعُوْدٍ اِذَا کَانُوْا ثَلٰثَۃً فَلَا یَتَنَاجَ اثْنَانِ دُوْنَ وَاحِدٍ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تین آدمی ہوں تو دو آدمی چپکے کان میں بات نہ کریں ایک کو چھوڑ کے۔

**ف** یہ اس واسطے منع کیا کہ تیسرے آدمی کو رنج ہوگا کہ وہ خیال کرے گا کہ مجھ کو مشورے کے لائق نہیں جانتے ہیں یا کچھ میری بدی کی فکر میں ہیں۔ اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ چار آدمی ہوں تو دو آدمیوں کا چپکے بات کرنا مضائقہ نہیں یعنی اس صورت میں رنج نہ آوے گا۔

# لباس اور زینت کے احکام

## سونے چاندی کے برتن استعمال کرنے کی ممانعت

(۱۳۷۶) **م** اُمِّ سَلَمَۃَ مَنْ شَرِبَ فِیْ اِنَاءٍ مِّنْ ذَھَبٍ اَوْ فِضَّۃٍ فَاِنَّمَا یُجَرْجِرُ فِیْ بَطْنِہٖ نَارًا مِّنْ جَھَنَّمَ۔

مسلم میں حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس نے سونے چاندی کے برتن میں پیا اس نے اپنے پیٹ میں غٹ غٹ کر کے دوزخ کی آگ بھرلی۔

**ف** چاندی سونے کا زیور عورت کو درست ہے مرد کو نہیں اگرچہ لڑکا ہو۔ یہ چاندی سونے کے برتن میں کھانا پینا عورت مرد دونوں پر حرام ہے۔

(۱۳۷۷) **م** عُمَرُ اِنَّمَا یَلْبَسُ الْحَرِیْرَ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَہٗ۔

مسلم میں عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ریشمی کپڑا تو وہ پہنتا ہے جو آخرت میں بے نصیب ہے۔

## مردوں کو خالص ریشمی کپڑے پہننے کی ممانعت

(۱۳۷۸) **ق** اَنَسٌ اِنِّیْ لَمْ اَبْعَثْھَا اِلَیْکَ لِتَلْبَسَھَا وَاِنَّمَا بَعَثْتُ بِھَا اِلَیْکَ لِتَنْتَفِعَ بِثَمَنِھَا۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ البتہ میں نے ریشمی کرتہ تیرے پاس اس واسطے نہیں بھیجا کہ تو اس کو پہنے میں نے تو صرف اس واسطے بھیجا تھا کہ تو اس کو بیچ کر اس کی قیمت سے فائدہ پاوے۔

**ف** حضرتؐ نے ریشمی کرتہ عمر فاروقؓ کو بھیجا۔ عمر فاروقؓ نے عرض کیا کہ یا حضرتؐ آپ تو ریشمی کپڑے کو حرام فرماتے ہیں مجھ کو کیوں بھیجا۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ معلوم ہوا کہ ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے بیچنا درست ہے لیکن شراب اور سور کا کھانا پینا اور بیچنا دونوں حرام ہے۔

(۱۳۷۹) ق عُمَرَ لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيْرَ فَاِنَّهٗ مَنْ لَبِسَهٗ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْاٰخِرَةِ۔

بخاری اور مسلم میں عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ پہنو ریشمی کپڑے کو سو مقرر جو ریشمی پہنے گا دنیا میں وہ آخرت میں اس کو نہ پہنے گا۔

(۱۳۸۰) م عَلِيٌّ شَقِّقْهُ خُمُرًا بَيْنَ الْفَوَاطِمِ يَعْنِي ثَوْبَ حَرِيْرٍ اَهْدَاهُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اُكَيْدِرُ دُوْمَةَ قَالَهٗ لَهٗ وَالْفَوَاطِمُ اِحْدٰهُنَّ فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءُ ق وَالثَّانِيَةُ فَاطِمَةُ بِنْتُ اَسَدٍ اُمُّ عَلِيٍّ وَالثَّالِثَةُ فَاطِمَةُ بِنْتُ حَمْزَةَ ۔

مسلم میں علی مرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس ریشمی کپڑے کو پھاڑ اور اوڑھنیاں بنا کر ان عورتوں میں تقسیم کر جن کے فاطمہ نام ہیں مراد وہ ریشمی کپڑا ہے جو اکیدر دومہ کے بادشاہ نے حضرتؐ کو تحفہ بھیجا تھا۔ حضرتؐ نے علی مرتضیٰ سے فرمایا اور فاطمہ نام کی تین عورتیں یہ ہیں: ایک تو فاطمہ زہرا اور دوسری فاطمہ بنت اسد علی مرتضیٰ کی ماں تیسری فاطمہ امیر حمزہ کی بیٹی۔

ف ہر چند ریشمی کپڑا مرد کو حرام ہے لیکن اگر کوئی تحفہ دے تو قبول کرے اور عورتوں کے حوالہ کرے کہ ان کو حلال ہے

## کسم سے رنگا ہوا کپڑا پہننے کی ممانعت

(۱۳۸۱) م عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو اِنَّ هٰذِهٖ مِنْ لِبَاسِ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْهَا قَالَهٗ لَهٗ حِيْنَ رَاٰى عَلَيْهِ ثَوْبَيْنِ مُعَصْفَرَيْنِ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّهٗ قَالَ اُمُّكَ اَمَرَتْكَ بِهٰذَا قُلْتُ اَغْسِلُهُمَا قَالَ بَلْ اَحْرِقْهُمَا۔

مسلم میں عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ یہ لباس کافروں کا ہے سو اس کو نہ پہن یہ حضرتؐ نے عبداللہ ابن عمروؓ سے فرمایا جب ان پر دو کپڑے کسم کے رنگ کے دیکھے، اور ایک روایت میں یوں ہے کہ حضرتؐ نے عبداللہ سے کہا کہ کیا تیری ماں نے تجھ کو کسم کا رنگا کپڑا پہنا یا ہے عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ ان کو دھو ڈالوں؟ حضرتؐ نے فرمایا نہیں بلکہ ان کو جلا دے۔

ف جلانے کا حکم مصلحت کی راہ سے تھا تاکہ اس کی برائی خوب دل میں ثابت ہو جائے۔ جلا دینا حکم شرعی نہیں چنانچہ دوسری روایت میں آیا ہے کہ تو نے اس کو کیوں جلا دیا اپنی عورتوں کو دیتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسم کا رنگا کپڑا مرد کو حرام ہے عورت کو درست۔

## ضرورت سے زیادہ فرش و فروش رکھنا بہتر نہیں

(۱۳۸۲) م عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ وَفِرَاشٌ لِامْرَاَتِهٖ وَالثَّالِثُ لِلضَّيْفِ وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ۔

مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ایک بچھونا مرد کا اور دوسرا بچھونا اس کی بیوی کا اور تیسرا بچھونا مہمان کا اور چوتھا بچھونا شیطان کا۔

ف یعنی حاجت سے زیادہ فرش رکھنا نام اور فخر کیلئے، شیطانی کام ہے۔ اور اگر مہمانوں کے واسطے چار یا چار سے زیادہ فرش رکھے تو درست ہے منع وہی ہے جو بے حاجت ہو۔

## تکبر سے کپڑا لٹکا کر چلنا جائز نہیں

(۱۳۸۳) م اِبْنُ عُمَرَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اِرْفَعْ اِزَارَكَ قَالَ فَرَفَعْتُهٗ ثُمَّ

مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عبداللہ اونچا کر اپنی ازار کو۔ کہا عبداللہ بن عمرؓ نے سو میں نے اس کو اونچا کیا

قَالَ زِدْ فَزِدْتُّ۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا زیادہ اونچا کر سو میں نے زیادہ تر اونچا کیا۔

ف کسی نے عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا کہاں تک اونچا کرنا چاہیئے انھوں نے کہا کہ آدھی پنڈلیوں تک پائجامہ ٹخنوں کے اوپر رکھنا مباح ہے اور آدھی پنڈلیوں تک مستحب ہے۔

## مردوں کو سونے چاندی کی انگوٹھی پہننا درست نہیں

(۱۳۸۴) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ يَعْمِدُ اَحَدُكُمْ اِلٰى جَمْرَةٍ مِّنْ نَّارٍ فَيَجْعَلُهَا فِيْ يَدِهٖ قَالَهٗ حِيْنَ رَاٰى خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ فِيْ يَدِ رَجُلٍ فَنَزَعَهٗ فَطَرَحَهٗ فَقِيْلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْ خَاتَمَكَ انْتَفِعْ بِهٖ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا اٰخُذُهٗ اَبَدًا وَّقَدْ طَرَحَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ارادہ کرتا ہے آگ کی چنگاری کا پھر اس کو اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے۔ یہ حضرتؐ نے اس وقت فرمایا جبکہ سونے کی انگوٹھی ایک مرد کے ہاتھ میں دیکھی پھر حضرتؐ نے اس کو اتار لی اور اس کو پھینک دیا۔ جب حضرتؐ تشریف لے گئے تو لوگوں نے کہا کہ اپنی انگوٹھی لے اور اس کو بیچ کے اپنا کام چلا تو اس نے کہا خدا کی قسم میں اس کو کبھی نہ لوں گا اور حالانکہ حضرتؐ نے اس کو پھینک دیا ہے۔

ف معلوم ہوا کہ سونا پہننا مرد کو حرام ہے اور ثابت ہوا کہ حاکم اور جس کو قدرت ہو وہ خلاف شرع کام کو اپنے ہاتھ سے مٹا ڈالے۔

## حضور کا اپنی مہر کے بارے میں ارشاد

(۱۳۸۵) م ابْنُ عُمَرَ لَا يَنْقُشَنَّ اَحَدُكُمْ عَلٰى نَقْشِ خَاتَمِيْ هٰذَا۔

مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ نقش کرے کوئی جیسا میری انگوٹھی پر نقش ہے۔

ف چھٹے سال ہجری کے حضرتؐ نے ارادہ کیا کہ بادشاہوں کو نامہ لکھیں اور ان کو اسلام کے دین پر بلائیں لوگوں نے عرض کی کہ بادشاہ بغیر مہر کے خط کا اعتبار نہیں کرتے تب حضرتؐ نے مہر کھدائی۔ چاندی کے نگ پہ تین سطریں اس میں تھیں ایک سطر میں محمدؐ دوسری میں رسول تیسری میں اللہ۔ حضرتؐ کے بعد وہ انگوٹھی ابی بکر صدیقؓ کے پاس رہی ان کے بعد عمر فاروقؓ کے پاس رہی ان کے بعد حضرت عثمانؓ کے پاس رہی پھر ان کے ہاتھ سے کنوئیں میں گر پڑی اور نہ ملی۔ سو حضرتؐ نے منع کیا کہ کوئی اپنی مہر میں محمدؐ رسول اللہ نہ کھدائے تاکہ شبہ نہ پڑے کہ یہ حضرتؐ کی مہر ہے یا کسی اور کی۔

## پہلے داہنے پاؤں میں جوتا پہننا چاہیئے اور پھر بائیں میں

(۱۳۸۶) م اَبُوْهُرَيْرَةَ اِذَا انْتَعَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَاْ بِالْيُمْنٰى وَاِذَا خَلَعَ فَلْيَبْدَاْ بِالشِّمَالِ وَلْيَنْعَلْهُمَا جَمِيْعًا اَوْ لِيَخْلَعْهُمَا جَمِيْعًا۔

مسلم میں ابوہریرہؓ کو روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب جوتا پہنے کوئی تو چاہیئے کہ شروع داہنے پاؤں سے کرے اور جب اتارے تو چاہیئے کہ بائیں پاؤں سے پہلے اتارے اور چاہیئے کہ دونوں جوتوں کو ساتھ پہنے یا دونوں کو ساتھ اتارے یعنی یوں نہ کرے کہ ایک پاؤں میں جوتا پہنے اور دوسرا پاؤں ننگا ہو کہ اس میں تکلیف بھی ہے اور معیوب بھی ہے۔

ؔ [۱] امام مسلمؒ نے حدیث مذکور کو عنوانِ بالا میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

## جوتا پہنکر چلنا چاہیے

(۱۳۸۷) م جابرؓ اِسْتَكْثِرُوا مِنَ النِّعَالِ فَاِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ رَاكِبًا مَا انْتَعَلَ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جوتیاں پہننے کی زیادہ تر عادت کرو اس واسطے کہ آدمی جب تک جوتا پہنے رہتا ہے سوار بنا رہتا ہے۔

ف عرب میں دیہات کے لوگوں کو جوتا پہننے کی عادت کم تھی اس واسطے حضرتؐ نے ان کو یہ تعلیم کی خصوصاً ان کو جہاد اور سفر اکثر رہتا تھا تو اس سبب سے زیادہ تر حاجت تھی کہ جوتا پہن کے آدمی سوار کی طرح چلنے پھرنے میں مضبوط ہو جاتا ہے۔

## ایک پاؤں میں جوتا پہنکر نہ چلنا چاہیے

(۱۳۸۸) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ اِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَمْشِ فِي الْاُخْرٰى حَتّٰى يُصْلِحَهَا۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا جب ٹوٹ جاوے کسی کی جوتی کا تسمہ تو نہ چلے دوسری ایک جوتی پہنے جب تک اس کو درست نہ کرلے۔

ف عرب کا جوتا صرف ایک تلہ ہوتا تھا تسمہ دار جیسے کھڑاؤں۔ ایک جوتا پہننا اس واسطے منع کیا کہ کیچڑ میں گرنے کا خوف ہے اور موجب تکلیف ہے اور معیوب بھی ہے۔

## کپڑا پہننے کے بعض ممنوعہ طریقے

(۱۳۸۹) م جابرؓ لَا تَمْشِ فِي نَعْلٍ وَّاحِدَةٍ وَلَا تَحْتَبِ فِي اِزَارٍ وَّاحِدٍ وَلَا تَاْكُلْ بِشِمَالِكَ وَلَا تَشْتَمِلِ الصَّمَّاءَ وَلَا تَضَعْ اِحْدٰى رِجْلَيْكَ عَلَى الْاُخْرٰى اِذَا اسْتَلْقَيْتَ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ چلا کر ایک جوتی پہن کر اور ایک تہبند میں زانو اٹھا کر اکڑوں نہ بیٹھ یعنی بدن کھل جائے گا اور نہ کھا بائیں ہاتھ سے اور اسی طرح کپڑے کو سب بدن پر لپیٹ کر نہ اوڑھ کہ نماز یا اور کسی کام میں ہاتھ نہ نکل سکیں اور نہ رکھ ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر جب تو چت لیٹے یعنی اگر تہبند ہوگا تو بدن کھلے گا۔ یہ حضرتؐ نے مسلمانوں کو ادب سکھائے

آداب خوراک و پوشاک وغیرہ

## سرخ اور زرد خضاب کرنا جائز ہے

(۱۳۹۰) م جابرؓ غَيِّرُوْا هٰذَا بِشَيْءٍ وَّاجْتَنِبُوا السَّوَادَ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ رنگ بدل ڈالو اس کا کسی چیز سے اور بچو سیاہی سے۔

ف فتح مکہ میں ابوقحافہ صدیق اکبرؓ کے باپ مسلمان ہوئے ان کی ڈاڑھی اور سر کے بال نہایت سفید تھے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی معلوم ہوا کہ خضاب کرنا درست ہے لیکن سیاہ خضاب کرنا مکروہ ہے۔ فقہا کہتے ہیں کہ وسمے کا خضاب درست ہے اس واسطے کہ بعضے اصحاب کرتے تھے وسمے کے سوائے اور خضاب سیاہ رنگ درست نہیں۔ واللہ اعلم۔

## تصویر کشی کرنے اور گھر میں تصویر رکھنے کی ممانعت

(۱۳۹۱) ق جابرؓ وَعَائِشَةُ اِنَّ الْبَيْتَ

بخاری اور مسلم میں جابرؓ اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ

اَلَّذِیْ فِیْهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلٰٓئِکَةُ۔

نے فرمایا کہ مقرر جس گھر میں تصویریں ہوتی ہیں وہاں فرشتے رحمت کے نہیں جاتے۔

**ف** جب رحمت کے فرشتے نہ آئے تو مقرر اس گھر میں بے برکتی پھیلے گی۔

(۱۳۹۲) م میمونۃ اِنَّ جِبْرِیْلَ کَانَ وَعَدَنِیْ اَنْ یَّلْقَانِیَ اللَّیْلَةَ فَلَمْ یَلْقَنِیْ اَمَا وَاللّٰهِ مَا اَخْلَفَنِیْ

مسلم میں حضرت میمونہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر جبرئیلؑ نے مجھ سے ملاقات کا آج کی رات وعدہ کیا تھا سو مجھ سے ملاقات نہیں کی یہ جانو کہ قسم خدا کی کہ اس نے مجھ سے کبھی وعدہ خلاف نہیں کیا۔

**ف** حضرت میمونہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ ایک روز غمگین اور ملول اٹھے میں نے عرض کی یا رسول اللہ آج حضرتؐ کو کیوں رنج ہے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی سو وہ دن اسی طرح گذرا پھر حضرتؐ کے جی میں آگیا کہ چارپائی کے نیچے کتے کا پلا ہے پھر حضرتؐ نے اس کو نکلوا دیا پھر اپنے ہاتھ سے وہاں پانی چھڑکا۔ جو رات ہوئی جبرئیلؑ سے ملاقات ہوئی۔ حضرتؐ نے ان سے نہ آنے کا سبب پوچھا۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ ہم کو حکم نہیں اس گھر میں جانے کا جہاں تصویر اور کتا ہووے۔ پھر حضرتؐ نے صبح کو کتوں کے مار ڈالنے کا حکم دیا۔

(۱۳۹۳) م عایشۃ مَا یُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلَا رُسُلُهٗ۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا اپنے وعدے کو خلاف نہیں کرتا اور نہ اسکے پیغمبر وعدہ خلاف کرتے ہیں۔

**ف** ایک بار حضرت جبرئیلؑ نے حضرتؐ سے وعدہ کیا تھا کہ ہم فلانے وقت تمہارے پاس آئیں گے سو وہ وقت گذر گیا اور حضرت جبرئیلؑ نہ آئے پھر حضرتؐ نے دیکھا کہ گھر میں کتے کا پلا ہے اس کو نکلوا دیا جب حضرت جبرئیلؑ آئے تب یہ حدیث فرمائی یعنی خدا اور رسول اس کے وعدہ خلاف نہیں کرتے اس کا کیا سبب ہے جو تم اپنے وعدے پر نہ آئے تب حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ ہم کو کتے نے روکا تھا فرشتے رحمت کے اس گھر میں نہیں جاتے جس میں کتا اور تصویر ہوتی ہے۔

(۱۳۹۴) ق عایشۃ یَا عَایِشَةُ مَتٰی دَخَلَ هٰذَا الْکَلْبُ هٰهُنَا۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عائشہؓ یہ کتا اس مکان میں کب گھس آیا تھا۔

**ف** اس کا قصہ ہو چکا کہ حضرت جبرئیلؑ نے حضرتؐ کے پاس آنے کا وعدہ کیا تھا سو حضرتؐ کے گھر میں کتا گھس آیا تھا اس سبب سے ان کے آنے میں دیر ہوئی تھی جب حضرتؐ کو حال معلوم ہوا تب یہ حدیث فرمائی۔

(۱۳۹۵) ق ابن عباس کُلُّ مُصَوِّرٍ فِی النَّارِ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہر ایک تصویر بنانے والا دوزخ میں ہے۔

**ف** یعنی جاندار کی صورت بنانا حرام ہے۔

(۱۳۹۶) م ابوهریرة وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ یَخْلُقُ خَلْقًا کَخَلْقِیْ فَلْیَخْلُقُوْا ذَرَّةً اَوْ لِیَخْلُقُوْا حَبَّةً اَوْ لِیَخْلُقُوْا شَعِیْرَةً۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا خدا فرماتا ہے کہ اس سے بڑا کون ظالم ہے جو گیا کہ بنا دے تصویر کو میری طرح تو چاہئے کہ ایک ذرہ بنا دیں یا ایک دانہ پیدا کریں یا ایک جو بنا دیں۔

ف یعنی جاندار کی صورت بنانے والے پیدا کرنے میں خدا کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں حالانکہ ایسے عاجز ہیں کہ جاندار تو ایک طرف ہے ذرہ یا جو برابر بے جان حقیر چیز کو بھی نہیں بنا سکتے۔

(۱۳۹۷) م عَائِشَةُ حَوِّلِي هٰذَا فَإِنِّي كُلَّمَا دَخَلْتُ فَرَأَيْتُهُ ذَكَرْتُ الدُّنْيَا يَعْنِي سِتْرًا كَانَ فِيهِ تِمْثَالُ طَائِرٍ قَالَهُ لَهَا۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ پردہ اتار ڈال اس واسطے کہ جب میں اندر آتا ہوں اور اس کو دیکھتا ہوں تو دنیا یاد پڑتی ہے۔ مراد وہ پردہ ہے جس میں چڑیوں کی تصویریں تھیں یہ حضرتؐ نے عائشہؓ سے فرمایا۔

ف یہ پردہ اس وقت میں تھا جب تصویر رکھنا حرام نہ تھا۔

## پتھر اور مٹی کو کپڑا پہنانا جائز نہیں

(۱۳۹۸) ق عَائِشَةُ إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَأْمُرْنَا أَنْ نَكْسُوَ الْحِجَارَةَ وَالطِّينَ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس کا حکم نہیں کیا کہ ہم پتھر اور مٹی کو کپڑا پہنائیں۔

ف حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ایکبار لڑائی کیلئے تشریف لے گئے اور میں نے دروازے کو کپڑے سے منڈھا جب حضرت تشریف لائے تو اس کو حضرتؐ نے پھاڑ ڈالا پھر یہ حدیث فرمائی۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ قبروں پر چادر ڈالنا اور اس کے گرد فرش کرنا شریعت محمدی میں معتبر نہیں

## سفر میں کتا اور گھنٹا رکھنے کی ممانعت

(۱۳۹۹) م اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا كَلْبٌ وَّلَا جَرَسٌ۔

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ساتھ نہیں دیتے رحمت کے فرشتے ان لوگوں کا جن میں کتا اور گھنٹا ہوتا ہے۔

(۱۴۰۰) م اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَلْجَرَسُ مَزَامِيرُ الشَّيْطَانِ۔

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ گھنٹا اور گھونگرو شیطان کا باجا ہے۔

ف گھنٹا اونٹ وغیرہ کی گردن میں اس واسطے منع ہوا کہ دشمن آواز سے خبردار ہو جاتا ہے اور عورت کے گھونگرو اور پازیب اور چھڑے بھی اسمیں داخل ہیں کہ اس کی آواز سے مردوں کی نظر عورت پر پڑتی ہے۔

## اونٹ کی گردن میں تانت کا ہار ڈالنے کی ممانعت

(۱۴۰۱) ق اَبُوْ بَشِيرٍ الْاَنْصَارِيُّ لَا تَبْقَيَنَّ فِي رَقَبَةِ بَعِيرٍ قِلَادَةٌ مِّنْ وَّتَرٍ أَوْ قِلَادَةٌ إِلَّا قُطِعَتْ۔

بخاری اور مسلم میں ابو بشیرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ باقی رہے اونٹ کی گردن میں تانت کا گنڈا مگر کاٹ ڈالا جاوے

ف گنڈا کاٹنا اس واسطے فرمایا کہ اس میں گھنٹا باندھتے تھے اور گھنٹا رکھنا حرام ہے یا اس واسطے کہ دوڑنے میں یا چرنے میں کہیں اٹک نہ جاوے، یا وہ لوگ نظر نہ لگنے کے واسطے باندھتے تھے جیسے ہندوستان میں عوام لوگ نیلا گنڈا جانور کے اسی خیال سے باندھتے ہیں۔

## حیوان کے منہ پر مارنے اور نشان لگانے کی ممانعت

(۱۴۰۲) ق جَابِرٌ لَعَنَ اللّٰهُ الَّذِیْ وَسَمَهٗ قَالَهٗ لَمَّا رَاٰی حِمَارًا قَدْ وُسِمَ فِیْ وَجْهِهٖ۔

بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا لعنت کرے اس کو جس نے اس گدھے کو داغا یہ حضرتؐ نے فرمایا جبکہ منہ داغے ہوئے گدھے کو دیکھا۔

ف جانور کا منہ داغنا حرام ہے سب علما کے نزدیک منہ کے سوا اور بدن بیماری کے واسطے داغنا درست ہے۔

## راستہ میں بیٹھنے کی ممانعت

(۱۴۰۳) ق اَبُوْ سَعِیْدٍ اِیَّاکُمْ وَالْجُلُوْسَ فِی الطُّرُقَاتِ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِیْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا اَبَیْتُمْ اِلَّا الْمَجْلِسَ فَاَعْطُوا الطَّرِیْقَ حَقَّهٗ قَالُوْا وَمَا حَقُّ الطَّرِیْقِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَکَفُّ الْاَذٰی وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْیُ عَنِ الْمُنْکَرِ۔

بخاری اور مسلم میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بچو راہوں کے بیٹھنے سے تو اصحاب نے کہا یا رسول اللہ ہم کو تو راہوں کے بیٹھنے سے کوئی چارہ نہیں کہ ہم وہاں آپس میں بات چیت کرتے ہیں سو حضرتؐ نے فرمایا اگر تم وہاں کی بغیر نشست کے نہیں مانتے تو راہ کا حق ادا کرو۔ اصحاب نے کہا راہ کا کیا حق ہے یا رسول اللہ؟ حضرتؐ نے فرمایا کہ اجنبی عورت اور لوگوں کے عیبوں سے آنکھ کو نیچے جھکانا اور لوگوں کی تکلیف دینے والی چیز کو دور کرنا یعنی اینٹ پتھر اور کانٹا ہٹانا اور سلام کا جواب دینا اور نیک بات سکھانا اور بدکام سے روکنا۔

ف یعنی اول تو راہ میں بیٹھنا بہتر نہیں اور اگر کچھ ضرورت ہو تو راہ کا حق ادا کرے۔

## بال میں بال جوڑنا اور بدن گودنا درست نہیں

(۱۴۰۴) ق اِبْنُ عُمَرَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ لعنت کرے خدا اس عورت پر جو دوسری عورت کے بال میں بال کو جوڑے اور اس عورت پر جو اپنے بالوں سے اور بال جوڑ لئے اور اس عورت پر جو دوسری عورت کا بدن گودے اور نیل بھرے اور اس عورت پر جو اپنا بدن گدواوے۔

ف بال میں بال جوڑنا اور بدن گودنا حرام ہے اس واسطے کہ اس میں تغیر خلقتِ الٰہی ہے اور تزویر اور بناوٹ بھی ہے کہ آدمی دھوکا کھاوے۔

## عورتوں کو باریک کپڑا پہننے کی ممانعت

(۱۴۰۵) م اَبُوْ هُرَیْرَةَ صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِیَاطٌ کَاَذْنَابِ الْبَقَرِ یَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَاءٌ کَاسِیَاتٌ عَارِیَاتٌ مُمِیْلَاتٌ

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ دو قسم کے دوزخی لوگ ہیں کہ ان کو میں نے نہیں دیکھا۔ ایک قوم تو وہ ہیں کہ ان کے ساتھ کوڑے رہیں گے جیسے بیلوں کی دُمیں کہ ان سے لوگوں کو ماریں گے اور دوسری قسم وہ عورتیں ہیں جو

اَمَائِلَاتٌ رُؤُسُهُنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيْحَهَا وَاِنَّ رِيْحَهَا لَتُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ كَذَا وَكَذَا۔

کپڑے پہنے ہیں اور ننگی ہیں مردوں کو اپنی طرف جھکاتی ہیں آپ مردوں کی طرف جھکتی ہیں سران کے جیسے اونٹوں کے جھکے کوہان وہ عورتیں بہشت میں نہ جاویں گی اور اس کی خوشبو نہ پاویں گی اور البتہ اس کی خوشبو ملتی ہے اتنی اور اتنی دور سے یعنی بہت دور سے۔

ف یعنی حضرتؐ کے وقت میں ایسے لوگ نہ تھے اول قسم کے چوبدار اور کوڑے والے مراد ہیں جو مظلوم کو بادشاہ اور حاکم کے پاس نہیں جانے دیتے بلکہ مارتے ہیں اور دوسری قسم سے مراد بدکار عورتیں ہیں اور یہ جو فرمایا کہ کپڑے پہنے ہیں اور ننگی ہیں یعنی ان کا ایسا لباس ہے جس سے بدن نظر آتا ہے جیسے باریک دوپٹے اور جالی کی کرتیاں۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ ایسا لباس حرام ہے اس واسطے کہ لباس سے غرض یہ ہے کہ بدن چھپے پھر جب بدن ہی کھلا رہا تو لباس سے کیا فائدہ ہوا۔

## جس لباس سے لوگوں کو دھوکا ہوتا ہو ایسا لباس پہننے کی ممانعت

(۱۴۰۶) ق اَسْمَاءُ بِنْتُ اَبِیْ بَكْرٍ اَلْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُوْرٍ۔

بخاری اور مسلم میں اسماء بنت ابی بکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ ملی چیز سے آپ کو آسودہ دکھلانے والا جیسے مکر کا جوڑا پہننے والا۔

ف ایک عورت نے کہا کہ یا حضرتؐ میری ایک سوت ہے تو مجھ پر اس بات میں کچھ گناہ تو نہیں کہ میں اپنے خاوند کی طرف سے اس چیز کا دینا ظاہر کروں جو حقیقت میں نہیں دی تاکہ سوت جلے اور جھنجلائے۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی یہ صاف مکاری اور خلاف نمائی ہے ہرگز درست نہیں کہ ظاہر میں کچھ اور باطن میں کچھ۔

## ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا جائز نہیں

(۱۴۰۷) خ اَبُوْ هُرَيْرَةَ مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْاِزَارِ فَفِي النَّارِ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو ازار اور پائجامہ نیچے ٹخنوں سے ہو سو دوزخ میں ہے یعنی نیچے کرنے والے کی سزا دوزخ ہے۔

## اتراتے ہوئے کپڑے کو زمین پر کھینچے پھرنا بڑا گناہ ہے

(۱۴۰۸) م اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى مَنْ يَجُرُّ اِزَارَهٗ بَطَرًا۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ منفر خدا نظر رحمت سے نہیں دیکھتا اس کی طرف جو اپنی ازار کو غرور سے لٹکائے کھینچتا جاتا ہے۔

ف یعنی جس نے غرور سے پائجامہ یا ازار یعنی تہ بند ٹخنے سے نیچے لٹکایا وہ خدا کی رحمت سے دور ہوا پائجامہ نیچا کرنا خواہ غرور سے ہو خواہ بے غرور حرام ہے چنانچہ دوسری حدیث میں صاف آیا ہے۔

(۱۴۰۹) ق اَبُوْ هُرَيْرَةَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِيْ فِيْ حُلَّةٍ تُعْجِبُهٗ نَفْسُهٗ مُرَجِّلٌ جُمَّتَهٗ اِذْ خَسَفَ اللّٰهُ بِهٖ فَهُوَ

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ ایک مرد اپنے بالوں کو کنگھی کئے ہوئے پوشاک پہنے اپنے بدن کی سجاوٹ دیکھ دیکھ کر پھولتا ہوا چلا جاتا ہے کہ ناگاہ

يَتَجَلْجَلُ بِهٖ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۔ خدا نے اس کو زمین میں دھنسا دیا سو وہ قیامت تک زمین کے اندر ٹکریں کھاتا دھنستا چلا جاتا ہے۔

ف ہر چند ستھری پوشاک پہننا بالوں میں کنگھی کرنا درست ہے بلکہ سنت ہے لیکن اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب آدمی کو اپنی آرائش سے گھمنڈ آیا اور اس نے آپ کو دور کھینچا تو مقرر غضب الٰہی میں گرفتار ہو خواہ دنیا میں جیسا کہ اس شخص پر گذرا خواہ آخرت میں اسی واسطے اکثر اہل تقویٰ نے عمدہ لباس نہیں پہنا اور اپنی اولاد کی بھی یہ عادت نہ ڈالنے دی کیونکہ اب وہ زمانہ نہیں کہ آدمی عمدہ پوشاک پہنے اور بالوں میں کنگھی کیا کرے اور پھر اپنی بغلیں نہ جھانکے۔ حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ شخص صرف راہ کے کانٹے پھینکنے سے بخشا گیا اور یہ شخص فقط اکڑ کر چلنے اور گھمنڈ کرنے سے زمین میں دھنسایا گیا تو ان حدیثوں سے ایک عمدہ قاعدہ ہاتھ لگا کہ نیک کام اگرچہ کمتر ہو لیکن اس کے ثواب سے ناامید نہ ہونا چاہئے اور بدکام اگرچہ ظاہر میں خفیف معلوم ہوتا ہو لیکن اس کے وبال سے نڈر نہ ہونا چاہئے۔

## قبا اور ریشمی فروج پہننا کیسا ہے

(۱۴۱۰) ف عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ لَا يَنْبَغِيْ هٰذَا لِلْمُتَّقِيْنَ قَالَهٗ عِنْدَ نَزْعِهٖ فَرُّوْجَ حَرِيْرٍ لَبِسَهٗ ۔ بخاری اور مسلم میں عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کا پہننا لائق نہیں پرہیزگار لوگوں کو۔ یہ حضرتؐ نے خود ریشمی قبا اتارتے وقت جو آگے پہنے تھے فرمایا۔

ف فروج اس قبا کو کہتے ہیں جس کا پیچھے سے دامن چاک ہو سواری کے واسطے خوب ہوتی ہے۔ سو وہ ریشمی قبا کسی نے حضرتؐ کو بھیجی تھی اس وقت تک ریشمی کپڑا پہننا حرام نہ تھا حضرتؐ نے اس کو پہن کر نماز پڑھی بعد نماز کے اس کو برا جان کر اتار ڈالا پھر یہ حدیث فرمائی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ متقی اور پرہیزگار دنیا کی آرائش اور زینت نہیں کرتے اگرچہ حلال اور مباح بھی ہو۔

## حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(۱۴۱۱) ف عَائِشَةُ عَلٰى رِسْلِكَ فَاِنِّيْ اَرْجُوْ اَنْ يُّؤْذَنَ لِيْ قَالَهٗ لِاَبِيْ بَكْرٍ قَبْلَ الْهِجْرَةِ ۔ بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جلدی نہ کر ٹھہر جا اس واسطے کہ میں امید رکھتا ہوں کہ مجھ کو بھی ہجرت کی اجازت ہوا چاہتی ہے۔ یہ حضرتؐ نے ابی بکر صدیقؓ سے کہا ہجرت سے پہلے۔ [له]

ف حضرتؐ سے پہلے سب اصحاب مدینے کی طرف ہجرت کر گئے۔ صدیق اکبرؓ نے بھی حضرتؐ سے ہجرت کی اجازت مانگی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ پھر صدیق اکبرؓ حضرتؐ کے ساتھ کے لئے منتظر رہے۔ جب حضرتؐ کو ہجرت کی اجازت ہوئی تو حضرتؐ کے ہمراہ مدینے میں آئے۔ اس حدیث سے نہایت فضیلت صدیق اکبرؓ کی ثابت ہوئی کہ حضرتؐ نے اپنی رفاقت کے واسطے سوائے صدیقؓ کے کسی کو نہ ٹھہرایا۔

---

[له] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "چادر سے سر ڈھانکنا جائز ہے" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

## کالی کملی اوڑھنا درست ہے

(۱۴۱۲) خ اُمُّ خَالِدٍ بِنْتُ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ قِيْلَ بِنْتُ خَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ يَا اُمَّ خَالِدٍ هٰذَا سَنَا يَا اُمَّ خَالِدٍ هٰذَا سَنَا وَيُرْوٰى سَنَهْ فِي الْمَوْضِعَيْنِ۔

بخاری میں ام خالد سعید بن عاص کی خالد بن سعید کی بیٹی سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے ام خالد یہ سیاہ سوسی کی چادر اچھی اور ایک روایت میں بجائے سنا کے سنہ دونوں مقام پر آیا ہے اور دونوں ان لفظوں کے معنی اچھے کے ہیں۔

ف ام خالد سے روایت ہے کہ ایک بار حضرتؐ کے پاس کئی قسم کے کپڑے آئے ان میں ایک چادر سیاہ دھاریدار اون کی چھوٹی سی تھی حضرتؐ نے فرمایا کہ میں یہ کس کو دوں اصحاب چپ تھے اور میں کم عمر لڑکی تھی حضرتؐ نے مجھ کو بلا کر وہ چادر دی اور یہ حدیث فرمائی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چھوٹے لڑکوں کو چیز دیکر اس کی تعریف کرنا تاکہ لڑکے خوش ہوں مستحب ہے۔

## مردوں کو ریشمی کپڑے پہننا جائز نہیں

(۱۴۱۳) ق عُمَرُ مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْاٰخِرَةِ۔

بخاری اور مسلم میں عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو دنیا میں ریشمی کپڑا پہنے گا وہ آخرت میں نہ پہنے گا۔

ف ریشمی کپڑا جس کا تانا اور بانا دونوں ریشم ہوں جیسے اطلس اور کمخواب اور تافتہ سو عورتوں کو درست ہے اور مردوں پر حرام لیکن بقدر سنجاف کے درست ہے اور جس کا تانا ریشم کا ہو اور بانا سوت کا تو وہ مردوں کو بھی حرام نہیں جیسے مشروع اور عکس اس کا حرام ہے۔

## زنانوں کو عورتوں کے پاس آمد و رفت کی ممانعت

(۱۴۱۴) ق اُمُّ سَلَمَةَ لَا يَدْخُلَنَّ هٰؤُلَاءِ عَلَيْكُمْ يَعْنِي الْمُخَنَّثِيْنَ۔ [۱]

بخاری اور مسلم میں حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ اندر آیا کریں تمہارے پاس یہ یعنی مخنث زنانے مرد۔

ف حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ ہمارے گھر میں ایک زنانہ مرد آیا حضرتؐ نے اس کو دیکھ کے یہ حدیث فرمائی معلوم ہوا کہ عورتوں کو زنانے مرد سے پردہ کرنا ضرور ہے۔ مخنث اس کو کہتے ہیں جو ہیجڑا اور زنانہ مرد ہو۔

## تصویر بنانے والوں کی سزا

(۱۴۱۵) ق ابْنُ مَسْعُوْدٍ اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ اللّٰهِ الْمُصَوِّرُوْنَ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بیشک سب لوگوں سے نہایت سخت عذاب کے نزدیک قیامت میں تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔

(۱۴۱۶) ق عَائِشَةُ اِنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ۔

تصویر گھر میں رکھنے اور بنانے کی ممانعت۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر تصویر بنانے والوں پر عذاب ہوگا قیامت کے دن اور ان کو حکم ہوگا کہ زندہ کرو جن کو تم نے بنایا۔

---

[۱] امام بخاری نے حدیث مذکورہ کو عنوان "عورتوں کو مردوں کی صورتیں بنانا اور مردوں کو عورتوں کی سی شکلیں بنانا جائز نہیں" منعقد کیا ہے (محشی)

**ف** حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے ایک چادر مول لی جس میں تصویریں تھیں اس کو بطور پردہ دروازے پر لٹکایا تھا حضرتؐ نے جو اس کو دیکھا تو باہر کھڑے رہے گھر میں نہ آئے تو مجھ کو معلوم ہوا کہ حضرتؐ کو کوئی چیز بری معلوم ہوئی ہے تب میں نے کہا کہ یا رسول اللہؐ میں توبہ کرتی ہوں جس چیز سے کہ آپ کو ملال ہے تب حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ چادر کیسی ہے میں نے کہا کہ مول لی ہے آپ کے بیٹھنے کے واسطے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس مکان میں تصویریں ہوں اس میں جانا مکروہ ہے مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنے مکانوں میں تصویریں نہ رکھیں اور نفیس مباح چیزیں کیا کم ہیں جو تصویروں سے مکان کو بتخانہ بنائے اور اس پر خدا کی لعنت برسائے۔

(۱۴۱۷) **خ** اِبْنُ عَبَّاسٍ مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً فَاِنَّ اللّٰهَ مُعَذِّبُهٗ حَتّٰى يَنْفُخَ فِيْهَا الرُّوْحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ فِيْهَا اَبَدًا۔

مصوروں پر عذاب

بخاری میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا جس نے کسی جاندار کی تصویر بنائی تو اللہ اس پر عذاب کرتا رہے گا یہاں تک کہ وہ اس میں جان ڈالے اور جان ڈالنا اس سے کبھی نہ ہو سکے گا یعنی تو عذاب بھی موقوف نہ ہوگا۔

**ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جاندار کی تصویر بنانا بہت بڑا گناہ ہے اس واسطے کہ یہ کام خدا کا ہے تو تصویر بنانے والا گویا در پردہ خدائی کا دعویٰ کرتا ہے دوسرا سبب یہ کہ تصویر سازی جڑ ہے بت پرستی کی لیکن درخت اور پہاڑ اور بیل بوٹا بنانا درست ہے۔

# امراض کیلئے دوا اور دعا،

## سحر کا ذکر

(۱۴۱۸) **ق** عَائِشَةُ يَا عَائِشَةُ اَشَعَرْتِ اَنَّ اللّٰهَ اَفْتَانِيْ فِيْمَا اسْتَفْتَيْتُهٗ فِيْهِ جَآءَنِيْ رَجُلَانِ فَقَعَدَ اَحَدُهُمَا عِنْدَ رَاْسِيْ وَالْاٰخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَقَالَ الَّذِيْ عِنْدَ رَاْسِيْ لِلَّذِيْ عِنْدَ رِجْلَيَّ اَوِ الَّذِيْ عِنْدَ رِجْلَيَّ لِلَّذِيْ عِنْدَ رَاْسِيْ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوْبٌ قَالَ مَنْ طَبَّهٗ قَالَ لَبِيْدُ بْنُ الْاَعْصَمِ قَالَ فِيْ اَيِّ شَيْءٍ قَالَ فِيْ مُشْطٍ وَّمُشَاطَةٍ وَّجُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ قَالَ فَاَيْنَ هُوَ قَالَ فِيْ بِئْرِ ذِيْ اَرْوَانَ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عائشہؓ کیا تو نے جانا کہ خدا نے مجھ کو حکم کیا جس میں میں نے اس سے حکم چاہا یعنی میری دعا قبول کی اور جادو کا حال بتا دیا سو میرے پاس دو مرد آئے ایک تو میرے سر کے پاس بیٹھا اور دوسرا میرے پیر کے پاس سو کہا اس نے جو میرے سر کے پاس تھا اس سے جو میرے پیر کے پاس تھا یا اس نے جو میرے پیر کے پاس تھا اس سے کہ جو میرے سر کے پاس تھا، کیا درد ہے اس مرد کو یعنی حضرتؐ کو، اس نے جواب میں کہا اس پر جادو کا اثر ہے اس نے کہا کس نے اس کو جادو کیا ہے دوسرے نے کہا لبید اعصم کے بیٹے نے کیا ہے۔ اس نے کہا کس چیز میں کیا ہے دوسرے نے کہا کہ کنگھی میں اور ان بالوں میں جو کنگھی سے جھڑے اور نر چھوارے کی بالی کے غلاف میں اس نے کہا کہ یہ کہاں رکھا ہے

حضورؐ پر سحر کا اثر ہوا مگر باوجود قدرت آپ نے انتقام نہیں لیا

دوسرے نے کہا ذی اروان کے کنوئیں ہیں۔

**ف** مصابیح میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت پر جادو ہوا خیال بندی کا کہ ناکردہ کام کو حضرت جانتے کہ میں کر چکا۔ اور بخاری میں یوں روایت ہے کہ حضرتؐ بیبیوں سے صحبت نہ کرسکتے تھے چنانچہ ایک روز حضرتؐ میرے پاس تھے اپنی صحت کی خدا سے دعا کی پھر یہ حدیث فرمائی۔ پھر حضرتؐ چند اصحاب کے ساتھ اس کنوئیں پر تشریف لے گئے۔ اس کے نکالتے ہی حضرتؐ کو صحت حاصل ہوئی۔ میں نے کہا یا حضرت اس جادوگر یہودی کو سزا دیجئے اور شہر سے نکلوا دیجئے حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نے مجھ کو تو شفا دی میں کس واسطے لوگوں میں فتنہ انگیزی کروں اور شور غل مچاؤں۔ حضرتؐ پر جادو اثر کرنے کی یہ حکمت تھی کہ کافر حضرتؐ کے معجزے دیکھکر حضرتؐ کو جادوگر کہتے تھے اور مشہور یوں ہے کہ جادوگر پر جادو اثر نہیں کرتا تو جب حضرتؐ پر جادو کا اثر ہوا تو ان کے نزدیک بھی حضرتؐ کو جادوگر کہنا درست نہ ہوا۔

(۱۴۱۹) **ق** عَایِشَۃُ یَا عَایِشَۃُ وَاللّٰہِ لَکَاَنَّ مَاءَھَا نُقَاعَۃُ الْحِنَّاءِ وَلَکَاَنَّ نَخْلَھَا رُءُوْسُ الشَّیَاطِیْنِ یَعْنِیْ بِیْرَ ذِیْ اَرْوَانَ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عائشہؓ خدا کی قسم اس کوئیں کا پانی جیسے مہندی کا بھگویا پانی اور اس کے چھوارے کے درخت جیسے شیطانوں کے سر یعنی ذی اروان کوئیں کے۔

**ف** حضرت پر جادو کرنے کا قصہ اوپر گذرا۔ اس کوئیں کی وحشت اور ویرانی کا حال حضرتؐ نے بیان کیا۔

(۱۴۲۰) **ق** عَایِشَۃُ اَمَّا اَنَا فَقَدْ عَافَانِیَ اللّٰہُ وَکَرِھْتُ اَنْ اُثِیْرَ عَلَی النَّاسِ شَرًّا

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مجھ کو تو خدا نے چنگا کر دیا اور مجھ کو برا لگا کہ لوگوں پر فساد اٹھاؤں۔

**ف** لبید بن عاصم یہودی نے حضرتؐ پر جادو کیا تھا چنانچہ اس کا قصہ پانچویں باب میں مفصل ہو چکا جب اس کا جادو کرنا ثابت ہوا تو حضرت عائشہؓ نے حضرتؐ سے کہا کہ یا رسول اللہؐ آپ اس جادوگر کو سزا دیجئے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ ہر چند جادوگر کی سزا قتل ہے لیکن حضرت خود صاحب حق تھے کہ حضورؐ کا قصور کیا تھا سو حضرتؐ نے دفع شر کی مصلحت سے اور اپنے مزید کرم سے بدلا نہ لیا۔

## زہر کا بیان

(۱۴۲۱) **ق** اَنَسٌ مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُسَلِّطَکِ عَلٰی ذٰلِکِ اَوْ قَالَ عَلَیَّ قَالَہٗ لِصَاحِبَۃِ الشَّاۃِ الْمَسْمُوْمَۃِ

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا ایسا نہیں کرتا کہ تجھ کو اس پر قادر کر دیتا یا یوں فرمایا کہ مجھ پر قادر کر دیتا۔ یہ حضرتؐ نے زہر والی بکری والی سے فرمایا۔

**ف** خیبر میں ایک یہودی عورت نے بکری میں زہر ڈال کے حضرتؐ کی دعوت کی حضرتؐ نے اور اصحاب نے کھانا شروع کیا پھر ہاتھ اٹھایا اور اصحاب کو منع کیا اور فرمایا کہ اس میں زہر ہے پھر اس عورت کو بلایا اس نے زہر ڈالنے کا اقرار کیا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ حضرتؐ کو اس زہر کی ہمیشہ تکلیف ہوا کرتی تھی چنانچہ اسی دکھ سے حضرتؐ کا انتقال بھی ہوا۔

## دعا پڑھ کر مریض پر دم کرنا مستحب ہے

(۱۴۲۲) ق عَائِشَةُ اَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا كَانَ اِذَا اشْتَكٰى اِنْسَانٌ مَسَحَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ قَالَ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ سختی کو لیجا اے آدمیوں کے پالنے والے اور صحت دے تو ہی شافی ہے صحت نہیں بدون تیری صحت کے ایسی شفا دے جو بیماری کو نچھوڑے حضرتؐ کا معمول تھا کہ جب کوئی آدمی بیمار ہوتا اس کو اپنے داہنے ہاتھ سے سہلاتے پھر یہ دعا، اَذْہِبْ سے سَقَمًا تک فرماتے۔

(۱۴۲۳) ق عَائِشَةُ بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا تَشْفِي سَقِيْمَنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا كَانَ اِذَا اشْتَكٰى اِنْسَانٌ الشَّيْءَ مِنْهُ اَوْ كَانَتْ بِهٖ قَرْحَةٌ اَوْ جُرْحٌ قَالَ بِسَبَّابَتِهٖ بِالْاَرْضِ ثُمَّ رَفَعَهَا۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا بسم اللہ یہ مٹی ہے ہمارے زمین کی ملی ہے ہمارے بعضے کے لعاب دہن سے چنگا کرتی ہے ہمارے بیماری کو ہمارے رب کے حکم سے حضرتؐ کا معمول تھا کہ جب کوئی حضرتؐ سے بیماری کی شکایت کرتا یا اس کے ریم کا زخم ہوتا کہیں گھاؤ ہوتا تو حضرتؐ زمین پر کلمے کی انگلی لگاتے پھر اٹھا لیتے اور یہ فرماتے۔

ف لعاب دہن اور خاک سے شفا ہونا صرف حضرت کی دعا کی برکت سے تھا اسی واسطے مدینے کی مٹی کو خاک شفا کہتے ہیں۔

## نظر بد وغیرہ کے جھاڑ پھونک کرانا جائز ہے

(۱۴۲۴) ق اُمُّ سَلَمَةَ اِسْتَرْقُوْا لَهَا فَاِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ قَالَهٗ حِيْنَ رَاٰى جَارِيَةً فِيْ بَيْتِ اُمِّ سَلَمَةَ فِيْ وَجْهِهَا سَفْعَةٌ[۱]

بخاری اور مسلم میں حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کے واسطے جھاڑ پھونک کراؤ کہ اس کو نظر لگی ہے یہ حضرتؐ نے اس وقت فرمایا جبکہ حضرت ام سلمہؓ کے گھر میں ایک لڑکی کے منہ پر زردی دیکھی۔

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نظر کی تاثیر درست ہے اور قرآن اور اسمائے الٰہی سے جھاڑ پھونک کرنا جائز ہے لیکن جس میں شرک کا مضمون ہو یا اس کے معنی غیر معلوم ہوں تو ہرگز درست نہیں۔

## قرآنی دعا پڑھنے پر اجرت لینا جائز ہے

(۱۴۲۵) م عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيُّ اِعْرِضُوْا عَلَيَّ رُقَاكُمْ لَا بَأْسَ بِالرُّقٰى مَا لَمْ يَكُنْ فِيْهِ شِرْكٌ۔

مسلم میں عوف بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم اپنے منتر میرے آگے ظاہر کرو کچھ مضائقہ نہیں منتر میں جبتک کہ اس میں شرک کا مضمون نہ ہو۔

جس منتر میں شرک کا شائبہ ہو وہ جائز نہیں

ف مالکؓ نے کہا کہ ہم نے حضرتؐ سے عرض کی کہ ہم زمانہ کفر میں جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے اب کیا حکم ہوتا ہے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی معلوم ہوا کہ ہندی منتر اکثر حرام ہیں بلکہ صاف کفر ہیں کہ ان میں شرک کا مضمون ہوتا ہے جیسے کلوا بیر اور لونا چاری اور باسکھ دیو اور ہنومان کی دہائی ہوتی ہے اور اسی طرح وہ

[۱] روایت مذکور کے الفاظ میں تقدم و تاخر ہو گیا ہے۔

منتر بھی حرام ہیں جن کے معانی نہ معلوم ہوں کہ شاید ان میں بھی شرک ہو۔

(۱۴۲۶) م جَابِرٌ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَّنْفَعَ اَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم لوگوں میں جس سے ہو سکے اپنے بھائی مسلمان کو فائدہ پہنچانا تو کیا چاہیے

ف جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے منتر کرنا منع فرمایا میرے بھائی کو بچھو کا منتر آتا تھا اس نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ نے منتر منع کیا اور مجھ کو بچھو کا منتر آتا ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ اس منتر کو تو میرے آگے پڑھ، اس نے پڑھا۔ حضرتؐ نے اس کو اجازت دی اور یہ حدیث فرمائی اور فرمایا کہ جس منتر میں شرک اور کفر کا مطلب نہ ہو تو وہ منتر درست ہے شرک یہ کہ خدا کے سوائے کسی اور کو حاضر ناظر جانے اور اس سے مدد مانگے جس طرح اکثر منتروں میں ہوتا ہے چنانچہ لونا چماری اور کلوا بیر کی دہائی کہ ایسے منتر صاف کفر ہیں ان کا کرنا ہرگز ہرگز درست نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دوا علاج کرنا اور جھاڑ پھونک کرنا بشرطیکہ خلاف شرع نہ ہو تو درست ہے۔

## درد کی جگہ ہاتھ رکھ کر دعا پڑھنا مستحب ہے

(۱۴۲۷) م عُثْمَانُ بْنُ اَبِي الْعَاصِ ضَعْ يَدَكَ عَلَى الَّذِيْ يَأْلَمُ مِنْ جَسَدِكَ وَ قُلْ بِسْمِ اللّٰهِ ثَلٰثًا وَّقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ، قَالَهٗ لَهٗ

مسلم میں عثمان بن ابی العاصؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ وہاں اپنا ہاتھ رکھ جہاں تیرے بدن میں درد ہوتا ہے اور بسم اللہ تین بار کہہ اور سات بار کہہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ یعنی میں پناہ مانگتا ہوں خدا کی اور اس کی قدرت کی اس چیز کے شر سے جس کا مجھ کو غم اور خوف ہے۔

مرض سے شفایاب ہونے کی دعا

ف مصابیح میں عثمان بن ابی العاصؓ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے درد اور بیماری کی حضرتؐ سے شکایت کی تب حضرتؐ نے یہ دعا فرمائی میں نے اس پر عمل کیا مجھ کو شفا حاصل ہوئی۔

## نماز میں شیطانی وسوسہ سے پناہ مانگنا جائز ہے

(۱۴۲۸) م عُثْمَانُ بْنُ اَبِي الْعَاصِ الثَّقَفِيُّ ذَاكَ شَيْطَانٌ يُّقَالُ لَهٗ خِنْزَبٌ فَاِذَا اَحْسَسْتَهٗ فَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ وَاتْفُلْ عَلٰى يَسَارِكَ ثَلٰثًا قَالَهٗ لَهٗ حِيْنَ قَالَ اِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ حَالَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ صَلَاتِيْ وَ قِرَاءَتِيْ يُلَبِّسُهَا عَلَيَّ۔

مسلم میں عثمان بن ابی العاصؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ شیطان ہے اس کو خنزب کہتے ہیں سو جبکہ تو اس کا کھٹکا پاوے تو خدا کی پناہ مانگ اس کے شر سے اور اپنی بائیں طرف تین بار تھتکار دے حضرتؐ نے عثمان بن ابی العاصؓ کو فرمایا جبکہ اس نے کہا کہ شیطان حائل ہوتا ہے میرے اور میری نماز اور قرأت کے اندر مجھ کو قرآن کے پڑھنے میں شبہ ڈال دیتا ہے۔

ف یعنی جو شیطان کہ نماز میں شبہ ڈالتا ہے اس کا خنزب لقب ہے پھر اس کا علاج بتایا۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ جو شیطان وضو میں شبہ ڈالتا ہے اس کا ولہان لقب ہے۔

## بعض دواؤں کا ذکر اور بعض بیماریوں کا علاج

(۱۴۲۹) ق اُمُّ قَيْسٍ بِنْتُ مِحْصَنٍ عَلَامَ تَدْغَرْنَ اَوْلَادَكُنَّ بِهٰذَا الْعِلَاقِ عَلَيْكُنَّ

بخاری اور مسلم میں ام قیس بنت محصن سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے عورتوں سے فرمایا کہ کیوں تالو اور حلق ملتی ہو اپنی اولاد کا اس

بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ فَاِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ اَشْفِيَةٍ مِّنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ يُسْعَطُ مِنَ الْعُذْرَةِ وَيُلَدُّ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ۔ [1]

گھونٹی سے تم لازم پکڑو اس کوٹ کو کہ اس میں سات بیماریوں کی شفا ہے ان میں سے ایک ذات الجنب ہے یعنی پانجر کا درد حلق کے ورم میں ناک میں ڈالئے اور ذات الجنب میں حلق کے اندر ڈالئے۔

کوٹ اور اگر کے منافع کا ذکر

**ف** عرب کی عورتیں ورم حلق میں جو اپنے لڑکوں کو گھونٹی دیتی تھیں حضرتؐ نے اس سے منع کیا اور فرمایا کہ کوٹ کی گھانٹی دیا کرو۔ پھر فرمایا کہ کوٹ میں سات بیماریوں کی شفا ہے دو کو بیان کیا یعنی ورم حلق اور ذات الجنب کو، پانچ بیماریوں کو نہیں مذکور کیا ہے۔ لیکن معلوم کیا چاہیئے کہ کوٹ گرم خشک ہے حیض اور پیشاب کو جاری کرتا ہے اور زہر کو دفع کرتا ہے اور جماع کی قوت زیادہ کرتا ہے اور پیٹ کے کیڑوں کو قتل کرتا ہے جب کہ شہد کے ساتھ پیجے اور جگر اور معدے کے ضعف کو دفع کرتا ہے اور تجاری کے بخار کو شفا دیتا ہے لڑکوں کو اکثر سردی کا خلل ہوتا ہے اس واسطے حضرتؐ نے یہ تجویز کی اہل حدیث عود ہندی کو قسط یعنی کوٹ کہتے ہیں لیکن اطبا عود ہندی کو اگر کہتے ہیں۔ اگر بھی گرم خشک ہے دماغ اور دل اور معدہ اور جگر کو قوت دیتا ہے اور ریح کو تحلیل کرتا ہے اور کھانسی اور دمہ اور غشی اور سرو خفقان کو اور اسہال اور استسقا کو دور کرتا ہے۔

(۱۴۳۰) **ق** اَبُوْهُرَيْرَةَ فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ اِلَّا السَّامَ۔ [2]

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کلونجی میں ہر بیماری کی دوا ہے سوائے موت کے۔

**ف** سب بیماریوں کی سردار دوا کلونجی ہے۔

(۱۴۳۱) **ق** جَابِرٌ اِنْ كَانَ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ اَدْوِيَتِكُمْ خَيْرٌ فَفِيْ شَرْطَةِ مِحْجَمٍ اَوْ شَرْبَةٍ مِّنْ عَسَلٍ اَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ۔

بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تمہاری دواؤں میں سے کسی دوا میں بہتری اور شفا ہے تو سینگی کے پچھنوں میں اور شہد کے پینے میں اور آگ سے داغنے میں بھی شفا ہے۔

پچھنا کن ایام میں لگانا منا سب ہے اور کن میں نہیں۔

**ف** اس واسطے کہ اگر خونی بیماری ہے تو اس کا علاج پچھنے لگانا ہے اور اگر مواد کی کثرت ہے تو شہد سے اسہال کرنا چاہیئے اور اگر مادہ جلد کے نیچے جم گیا ہے تو داغنا اس کی تدبیر ہے اس حدیث میں تمام فن طب کی علاج کا مجمل قاعدہ فرمایا۔ عبداللہ بن عمرؓ سے ابن ماجہ میں روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ پچھنے لگانا نہار بہتر ہے اور پچھنے لگانے سے یعنی پس سر عقل اور حافظہ زیادہ ہوتا ہے اور خون نکالنا دوشنبہ اور سہ شنبہ اور پنجشنبہ کو بہتر ہے اور ہفتے اور یکشنبے اور چہارشنبے اور جمعے میں منع ہے لیکن بخاری میں حدیث ہے کہ حضرتؐ نے داغنے سے منع کیا اور مسلم میں روایت ہے کہ جنگ خندق میں جب سعد بن معاذؓ کے ہاتھ میں ہفت اندام رگ پر تیر لگا تو خون نہ بند ہوتا تھا حضرتؐ نے اس رگ کو اپنے ہاتھ سے داغا اور حضرتؐ کے اصحاب میں بھی داغنے کا معمول تھا تو علمائے حدیث نے کہا ہے کہ جب تک اور علاج ممکن ہو تو داغنا درست نہیں کہ اس میں تکلیف اور خطرہ ہے اور جس وقت کہ بیماری نہایت سخت ہو اور سوائے داغنے کے کوئی علاج کارگر نہ ہوتا ہو اس وقت میں داغنا درست ہے۔

---

[1] امام مسلم نے عنوان مذکور کی حدیثوں کو عنوان "اللہ نے ہر مرض کی دوا پیدا کی ہے لہذا علاج کرنا مستحب ہے" میں ذکر کیا ہے۔

[2] صحیح مسلم میں ان فی الحبۃ کے الفاظ مروی ہیں۔ (چشتی)

(۱۴۳۲) ق عَائِشَۃُ اَلحُمّٰی مِنْ فَیْحِ جَهَنَّمَ۔ بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تپ دوزخ کی سخت گرمی سے ہے۔

ف پوری روایت یوں ہے کہ اس کو پانی سے سرد کرو یعنی تپ کا علاج غسل ہے سرد پانی سے لیکن یہ علاج اس تپ کو خاص ہے جو دھوپ سے یا گرم غذا اور دوا سے پیدا ہوئے ہو اور یہ نہیں کہ ہر ایک تپ کا یہی علاج ہو اس واسطے کہ عرب کا ملک گرم ہے اکثر اسی قسم کی وہاں تپ ہوتی ہے طب میں اس کو حمی یومی کہتے ہیں۔

(۱۴۳۳) م جَابِرٌ لِکُلِّ دَآءٍ دَوَآءٌ فَاِذَا اُصِیْبَ دَوَآءُ الدَّآءِ بَرَأَ بِاِذْنِ اللّٰہِ مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہر بیماری کی ایک دوا ہے پھر جب وہ دوا بیماری کو پہنچے تو خدا کے حکم سے صحت حاصل ہوتی ہے۔

ف یعنی حقیقت میں ہر ایک بیماری کی دوا علم الٰہی میں ٹھہر چکی ہے گو اطبا کو نہ معلوم ہو پھر فرمایا کہ باوجودیکہ ہر بیماری کی دوا ہے لیکن وہ دوا اپنی تاثیر میں مستقل نہیں حکیم مطلق کے حکم کی محتاج ہے یہی سبب ہے کہ سو بار آزمائی دوا بعضی جگہ مطلق اثر نہیں کرتی۔

(۱۴۳۴) ق اَبُوْسَعِیْدٍ صَدَقَ اللّٰہُ وَکَذَبَ بَطْنُ اَخِیْکَ۔ بخاری اور مسلم میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نے سچ فرمایا ہے تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔

ف ایک شخص حضرتؐ کے پاس آیا اس نے کہا کہ میرے بھائی کا پیٹ چلتا ہے حضرتؐ نے فرمایا اس کو شہد پلا، اس نے شہد پلایا پیٹ بند نہ ہوا، پھر اس نے اسہال کا شکوہ کیا حضرتؐ نے پھر شہد پلانے کو فرمایا اسی طرح تین بار فرمایا چوتھی بار اس نے کہا کہ یا حضرتؐ شہد سے تو اور زیادہ دست آتے ہیں۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی اور چوتھی بار بھی شہد پلانے کو فرمایا چنانچہ چوتھی بار پیٹ بند ہوگیا۔ یہ جو فرمایا کہ خدا سچا ہے یعنی خدا نے جو قرآن میں خبر دی ہے کہ شہد میں صحت اور شفا ہے سو سچ ہے یا اس شخص کی شفا شہد سے حضرتؐ کو وحی سے معلوم ہوئی ہوگی۔ اس شخص کا اسہال مواد کی کثرت سے ہوگا اس واسطے حضرتؐ نے شہد تجویز کیا تاکہ مواد کو نکال دے جب مواد نکل گیا تو پیٹ بند ہوگیا اس حکمت کو اس کا بھائی نہ جانتا تھا دست آنے سے گھبراتا تھا۔

## جہاں طاعون ہو وہاں نہ جانا چاہئے اور نہ ڈر کی وجہ سے وہاں سے نکلنا چاہئے

(۱۴۳۵) ق اُسَامَۃُ بْنُ زَیْدٍ اِذَا سَمِعْتُمْ الطَّاعُوْنَ بِاَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوْھَا وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِھَا فَلَا تَخْرُجُوْا مِنْھَا۔ ۵۱ بخاری اور مسلم میں اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تم کسی زمین میں وبا سنو تو اس میں نہ جاؤ اور جب کسی زمین میں وبا پڑے جس میں تم ہو تو اس سے نہ نکلو۔

ف جس ملک میں وبا ہو نہ جائے، کیوں اپنے تئیں ہلاکی اور بلا میں ڈالے اور اگر اسی ملک میں رہ پڑے ہو تو اس میں سے نہ بھاگے صبر اور توکل خدا پر کرے اور قضا سے بھاگ کے کہاں بچے گا حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ وبا میں صبر کرنے والا شہید کا ثواب پاوے گا اور وہاں سے بھاگنے والا گنہگار ہے جس طرح کافروں کی صف سے بھاگا۔

---

۵۱ امام مسلم نے حدیث مذکور کو عنوان "طاعون، بدشگونی اور کہانت وغیرہ کا بیان" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

## اسلام میں بدشگونی وغیرہ کی کوئی حقیقت نہیں

(۱۴۳۶) ق جابرؓ لَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَةَ وَلَا غُوْلَ۔

بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی اور شگون بد لینا کچھ حقیقت نہیں اور دیو بھوت بھی ضرر دینے کا مالک نہیں۔

ف کفار عرب کو اعتقاد تھا کہ بیماری کو طاقت ہے کہ خود دوسرے آدمی کو لگ جاتی ہے سو فرمایا کہ یہ بات غلط ہے اور یہ گمان تھا کہ جنگل میں دیو بھوت رنگ برنگ شکلیں بناتے ہیں اور لوگوں کو راہ سے بہکاتے ہیں اور ضرر رسانی کے مالک ہیں سو فرمایا حضرتؐ نے کہ یہ بھی غلط ہے بدون خدا کے چاہے کوئی کچھ نہیں کر سکتا تم تمام جہان کے مالک خدا کو کیوں بھولتے ہو اور ادھر ادھر جی بھٹکاتے ہو۔ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جب جنگل میں تم کو دیو بھوت نظر پڑیں تو تم اذان کہا کرو کچھ ضرر نہ ہوگا۔

## نحوست، بدشگونی اور فال وغیرہ کا ذکر

(۱۴۳۷) ق ابن عمرؓ اَلشُّؤْمُ فِی الْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ وَالدَّارِ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نحوست اور ناسازگاری عورت میں ہے اور گھوڑے اور گھر میں۔

ف اس حدیث سے ویسی نحوست مراد نہیں جیسا جاہلوں کا اعتقاد ہے بلکہ یہ حدیث بطریق فرض کے ہے یعنی اگر نحوست کسی چیز میں ممکن ہوتی تو ان چیزوں میں ہوتی چنانچہ یہی مطلب دوسری حدیث میں موجود ہے جس کی سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے۔ عورت میں ناسازگاری یہ کہ بدمزاج ہو اور گھوڑے کی ناسازگاری یہ کہ شریر اور بدذات ہو اور گھر کی ناسازگاری یہ کہ تنگ ہو اور اس کا ہمسایہ بد ہو۔

## فال دیکھنا اور کاہن کے پاس آنا جانا جائز نہیں

(۱۴۳۸) م صَفِیَّةُ بِنْتُ اَبِیْ عُبَیْدٍ مَنْ سَأَلَ عَرَّافًا لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلٰوةُ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً۔

مسلم میں روایت ہے صفیہ ابی عبید کی بیٹی سے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو نجومی یا فال دیکھنے والے سے کچھ نیک بد پوچھے تو اس کی نماز چالیس رات تک قبول نہ ہوگی۔

ف غیب کی بات سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا جس نے نجومی یا رمال یا جوتشی یا فال والے سے کچھ پوچھا اس کے ایمان میں خلل ہے۔

(۱۴۳۹) م عائشةؓ تِلْكَ الْكَلِمَةُ الْحَقُّ یَخْطَفُهَا الْجِنِّیُّ فَیَقْذِفُهَا فِیْ اُذُنِ وَلِیِّهٖ فَیَزِیْدُ فِیْهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ قَالَتْهُ لَهَا حِیْنَ قَالَتْ اِنَّ الْكُهَّانَ كَانُوْا یُحَدِّثُوْنَنَا فَنَجِدُهٗ حَقًّا۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس سچ بات کو فرشتوں سے جن لے بھاگتا ہے سو اس کو اپنے دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے تو وہ اس میں اور سو جھوٹ زیادہ کرتا ہے یہ حضرتؐ نے حضرت عائشہؓ سے کہا جب کہ انھوں نے کہا کہ کاہن لوگ ہم کو کسی چیز کی خبر دیتے تھے تو اس کو ہم سچ پاتے تھے۔

ف عرب میں چند لوگ تھے جو جنوں سے راہ رکھتے تھے اور ان سے حال دریافت کر کے آئندہ کی خبریں لوگوں کو بتلاتے تھے دین اسلام میں حکم ہوا کہ سوائے خدا کے غیب کوئی نہیں جانتا کاہن جھوٹے اور بے حقیقت ہیں

ن سے دریافت کرنا درست نہیں حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ یا حضرتؐ اگر کاہن جھوٹے ہیں تو اس کا کیا سبب ہے
ان کی بات سچ بھی ہوتی تھی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی جو اس عالم میں ہوتا ہے اس کا حکم فرشتوں کو ہوتا
ہے فرشتے اول آسمان پر آپس میں اس کی گفتگو کرتے ہیں شیطان اور جن وہاں جا کر سن آتے ہیں اور اپنے پوجنے والے
دوستوں کو بتاتے وہ لوگ ایک سچ کے ساتھ سو جھوٹ ملا کر لوگوں سے کہتے ہیں وہی ایک بات تو سچ ہوتی ہے اور
باقی واہیات۔ نادان لوگ اسی ایک سچ بات کو دیکھ کر بڑے معتقد ہوتے ہیں اور ان کی اکثر جھوٹی باتوں کو اپنی نادانی
اور حماقت سے یاد نہیں رکھتے۔

(۱۴۴۰) م مُعَاوِيَةُ بْنُ الْحَكَمِ السُّلَمِيُّ كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يَخُطُّ فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ فَذَاكَ۔

مسلم میں معاویہ بن حکم سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ پیغمبروں میں ایک پیغمبر تھے کہ لکیریں بناتے تھے سو جس کی لکیریں ان کی لکیر کے موافق پڑیں سو وہی ٹھیک ہے۔

علم رمل وغیرہ کے باطل ہونے کی دلیل۔

ف معاویہ بن حکمؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرتؐ سے پوچھا کہ ہم کفر کی حالت میں علم غیب جاننے والوں
کے پاس جاتے تھے حضرتؐ نے فرمایا کہ اب ان کے پاس مت جایا کرو پھر میں نے کہا کہ بعضے لوگ لکیریں کھینچ
کے کچھ حال بتلاتے ہیں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ کفار عرب کا دستور
تھا کہ جب کچھ کام کرنا منظور ہوتا تو جلد جلد بہت لکیریں بیشمار کھینچتے پھر دو دو لکیریں ملا کر کاٹتے جاتے آخر کو
اگر دو لکیریں رہ جاتیں تو اس کام کو نیک جانتے اور اگر ایک لکیر رہتی تو اس کو بد جانتے علمائے حدیث نے کہا ہے
کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خط کشی درست نہیں اس واسطے کہ خط کشی اس پیغمبر کا معجزہ تھا تو اس کے موافق
اور لوگوں سے ہونا محال ہے۔ بعضے نادان اس حدیث کو علم رمل کی دلیل جانتے ہیں سو غلطیات ہے اس واسطے
کہ اس پیغمبر کی خط کشی بالیقین معلوم نہیں ہو سکتی تا کہ اس خط اور اس خط کی موافقت معلوم ہو اور بہت آیات اور
احادیث سے ثابت ہے کہ آئندہ کی بات بالیقین کوئی نہیں جان سکتا اور اس کے دریافت کا کوئی قاعدہ مقرر نہیں فرمایا
تو صاف معلوم ہوا کہ علم رمل اور جفر اور نجوم شرع میں ہرگز درست نہیں۔

## کوڑھی اور جذامی وغیرہ سے بچنا چاہیے

(۱۴۴۱) م الشَّرِيدُ بْنُ سُوَيْدٍ الثَّقَفِيُّ إِنَّا قَدْ بَايَعْنَاكَ فَارْجِعْ قَالَهُ لِرَجُلٍ مَجْذُومٍ مِنْ وَفْدِ ثَقِيفٍ۔

مسلم میں شرید بن سوید سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہم نے تیری بیعت مان لی یعنی تیرا مسلمان ہونا قبول کیا اپنے گھر کو پلٹ جا یہ حضرتؐ نے ثقیف کی قوم کے کوڑھی کو فرمایا۔

ف ثقیف کی قوم مسلمان ہونے کو حضرت کے پاس آئی ان میں ایک کوڑھی تھا حضرتؐ نے اس کو اپنے
پاس نہ بلایا بلکہ کہلا بھیجا کہ تو اپنے گھر جا تیرا اسلام قبول ہے حضرتؐ نے اس واسطے اس کو نہ بلایا کہ کہیں اس کو
لوگ حقیر نہ جانیں تو اس کو رنج ہو اور یہ جو بعضے لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ بیماری لگ جاتی ہے اس واسطے حضرتؐ نے
نہ بلایا سو غلط بات ہے اس واسطے کہ اور حدیث میں ثابت ہوا ہے کہ حضرتؐ نے کوڑھی کو اپنے ساتھ
کھلایا ہے اور اگر کسی کو نفرت آوے اور وہ اس کی صحبت سے پرہیز کرے تو درست ہے اس کا حکم بھی اور
حدیث میں ثابت ہے۔

# طبِ نبوی

## اللہ تعالیٰ نے ہر مرض کی شفا بھی رکھی ہے

(۱۴۴۲) خ ابوھریرۃ ما انزل اللہ من داء الا انزل لہ شفاءً۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں اتارا خدا نے کوئی مرض مگر اس کی شفا بھی اتاری ہے۔

ف حضرت سلیمانؑ کو حق تعالیٰ نے دواؤں کے خواص الہام کئے اکثر طب انھیں سے معلوم ہوئی۔ معلوم ہوا کہ علم طب سیکھنا درست ہے، خدا کو شافی جان کے دوا علاج کرنا توکل کے مخالف نہیں اس واسطے کہ حضرتؐ نے بہت علاج کئے ہیں۔

## شفا تین چیزوں میں ہے

(۱۴۴۳) خ ابن عباس الشفاء فی ثلٰثۃ فی شرطۃ محجم او شربۃ عسل او کیۃ بنار وانا انھی امتی عن الکی

بخاری میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ شفا بیماری سے تین چیزوں میں ہے سینگی کے کھچنے میں اور شہد کے پینے میں اور آگ کے داغنے میں اور میں منع کرتا ہوں اپنی امت کو داغنے سے۔

ف اس حدیث کی شرح گذر چکی ہر چند اس حدیث میں داغنے سے منع فرمایا لیکن داغنا بھی حضرتؐ سے ثابت ہوا ہے تو مطلب یہ کہ اگر اور دوا سے صحت ہوگی تو داغنے سے دور رہے اور نہیں تو درست ہے۔

## کلونجی سے علاج

(۱۴۴۴) ق ابوھریرۃ الشونیز فیہ دواء من کل داء الا السام۔[1]

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ سوائے موت کے کلونجی میں ہر بیماری کی دوا ہے۔

ف طب کا قاعدہ یہ ہے کہ دوا بالضد چاہئے یعنی گرم بیماری کی سرد دوا اور سرد کی گرم تو حدیث کا مطلب یہ کہ ہر ایک سرد بیماری کی کلونجی دوا ہے اس واسطے کہ گرم خشک ہے یا کہ بالخاصیۃ گرم اور سرد دونوں قسم کی بیماریوں کو فائدہ کرتی ہو اس واسطے کہ علم طب میں ثابت ہے کہ بہت گرم چیزیں گرم بیماریوں کو فائدہ کرتی ہیں اور سرد چیزیں سردی کو رفع کرتی ہیں چنانچہ کاسنی جگر کی بیماری کو گرم ہو یا سرد مفید ہے حالانکہ کاسنی سرد ہے اور ایسی طرح خوب کلاں تپ کو مفید ہے گرمی سے ہو یا سردی سے، حالانکہ اس کا مزاج گرم ہے۔ جالینوس نے اپنی کتاب میں اور بوعلی سینا نے قانون میں لکھا ہے کہ شونیز یعنی کلونجی گرم خشک ہے بلغم کو کاٹتی ہے اور ریح اور نفخ کو دور کرتی ہے اور سوں اور چھیپوں اور سفید داغ کو فائدہ کرتی ہے اور سرکے کے ساتھ پھنسیوں کو مفید ہے اور بلغمی ورم اور سخت ورم کو کاٹتی ہے اور سرکے کے ساتھ بلغمی زخم اور خارش کو نفع کرتی ہے اور اگر اس کو بھون کر پوٹلی باندھ کر سونگھے تو زکام کو فائدہ کرے اور اگر بھیگے پر لگائے تو سر کے درد کو دور کرے اور اگر سرکے کے ساتھ اوٹا کر کلی کرے تو دانت کا درد دور کرے اور اگر بیخ سوسن کے تیل کے ساتھ گھس کر اس کو ناک میں ڈالے تو ابتدائے نزول الماء یعنی موتیابند کو دور کرے اور پیٹ کے کیڑے اس سے مر جاتے ہیں اور اگر چند روز اس کو استعمال کرے تو حیض بستہ جاری ہو جائے اور شہد اور گرم پانی کے

[1] حدیث مذکور کے الفاظ صحیحین کی روایت کے مطابق نہیں۔ (چشتی)

أَعْهَدُ إِلَى النَّاسِ قَالَهُ حِيْنَ اشْتَدَّ وَجْعُهُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ۔

لوگوں کو وصیت کروں یہ حضرتؐ نے اس وقت فرمایا جب حضرتؐ کو درد کی شدت ہوئی اس بیماری میں جس میں حضرتؐ کا انتقال ہوا۔

**ف** حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی تو ہم نے حضرتؐ کو ایک ناند میں بٹھایا اور ان مشکوں سے پانی ڈالنا شروع کیا یہاں تک کہ حضرتؐ نے اشارہ کیا کہ بس پھر حضرتؐ باہر نکلے اور نماز پڑھائی اور خطبہ پڑھا معلوم ہوا کہ حضرتؐ کو بیماری میں گرمی کی کمال شدت تھی۔ یہ زہر کا اثر تھا جو خیبر میں یہودی عورت نے دیا تھا۔

## عمل قرآنی میں چند بکریوں کی شرط کر لینا جائز ہے

(۱۴۴۹) خ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ أَحَقَّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللهِ۔

بخاری میں عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا جن کاموں پر تم مزدوری لیتے ہو تو قرآن کی مزدوری لینا ان سے زیادہ مستحق ہے۔

**ف** حضرتؐ کے اصحاب ایک گاؤں میں گئے کسی نے ان کی ضیافت نہ کی ان کے زمیندار کو سانپ نے کاٹا جھاڑ پھونک بہتیری کی آرام نہ ہوا تو وہ لوگ اصحاب کے پاس آئے کہ تم میں کسی کو منتر آتا ہو تو اس کو جھاڑیے۔ ابو سعید خدری صحابی نے کہا کہ ہاں ہم کو منتر آتا ہے بغیر کچھ لیے ہم نہ پڑھیں گے تم نے ہماری ضیافت نہ کی تیس بکریوں کا وعدہ ٹھہرا۔ ابو سعیدؓ نے الحمد اس پر پڑھی وہ فوراً اچھا ہو گیا۔ تیس بکریاں لے آئے۔ بعضے اصحاب نے ان کے کھانے میں تامل کیا اور قرآن پر محنت لینا درست نہ جانا۔ پھر حضرتؐ کے روبرو یہ سب قصہ کہا حضرتؐ نے فرمایا کہ تم نے اچھا کیا قرآن پر مزدوری لینا زیادہ تر درست ہے ان بکریوں میں ہمارا بھی حصہ لگا دو۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ تم کو بھلا معلوم ہو گیا کہ الحمد سانپ کا منتر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن پڑھانے کی بھی محنت لینا درست ہے اور یہی مذہب ہے امام مالکؒ اور شافعیؒ کا اور پچھلے حنفی مذہبوں کا

## نظر بد کا لگ جانا حق ہے

(۱۴۵۰) ق أَبُو هُرَيْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ۔

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نظر کی تاثیر سچ ہے

**ف** یعنی بعضی نظر لگ جاتی ہے خدا نے اس میں تاثیر رکھی ہے۔

## فال لینا کیسا ہے

(۱۴۵۱) خ أَبُو هُرَيْرَةَ لَا طِيَرَةَ وَخَيْرُهَا الْفَأْلُ۔

بخاری میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ شگون بد لینا بے حقیقت بات ہے اور بہتر ہے نیک فال لینا

**ف** عرب کا دستور تھا چڑیاں اور جانوروں کی آوازوں پر شگون بد لیتے تھے ہو اس کو حضرتؐ نے منع کیا کہ نرا وہم اور خیال ہے سبب حکم خدا کے کچھ نہیں ہو سکتا اور فال اس کو کہتے ہیں کہ کسی سے لفظ سن کے نیک گمان کرنا خدا کے بھروسے پر جیسے بیمار سالم کے لفظ سے یوں گمان کرے کہ میں خدا کے فضل سے صحیح اور سالم ہوا اور جو

کی اناے بے علموں میں مشہور ہیں ان میں فال دیکھنا ہرگز درست نہیں ان میں تو خوف کفر ہے غیب کی بات سوائے خدا کے کسی کو معلوم نہیں۔

## کہانت کا بیان

(۱۴۵۲) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ اِنَّمَا هٰذَا مِنْ اِخْوَانِ الْكُهَّانِ قَالَهٗ لِحَمَلِ بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّابِغَةِ — بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے حمل بن نابغہ کو فرمایا کہ یہ تو کاہنوں کے بھائیوں سے ہے۔

ف ایک عورت نے دوسری عورت کو پتھر مارا اس کے پیٹ کا بچہ گر پڑا حضرتؐ نے اس کے عوض میں ایک غلام دلوایا تو حمل بن مالک نے تک جوڑ کے یوں کہا کیف اَغْرَمُ مَنْ لَا شَرِبَ وَلَا اَكَلَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ فَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ یعنی کیوں عوض دیجیے اس کا جس نے نہ پیا نہ کھایا نہ بولا نہ چلایا ایسے کا بدلا تو عبث دلایا تب حضرتؐ نے اس کے حق میں یہ حدیث فرمائی۔ کاہن عرب میں وہ لوگ تھے جو ہونے والی باتیں جنوں سے سیکھ کر بتاتے تھے۔ ایک سچی بات میں سو جھوٹ ملا کر سجع یعنی تک جوڑ کے نادانوں کو بہکاتے تھے سو حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ شخص بھی واہی تباہی بات کو تک بندی سے کاہنوں کی طرح سے کہتا ہے یہ بھی ان میں داخل ہے اسی طرح ہندوستان میں بھی واہی تباہی خلاف شرع باتوں میں نادانوں کے بہکانے کے واسطے بعضے بے دین تک بندی کرتے ہیں جیسا کسی مردود نے یوں کہا ہے معاذ اللہ کہ خدا کے چار بیٹے بھنگ بوزہ نماز روزہ کسی نے بھنگ بوزہ لیا کسی نے نماز روزہ اسی طرح اور بہتیری خرافاتیں جاہلوں میں مشہور ہیں یہ لوگ بھی کاہنوں میں داخل ہیں اور خدا اور رسول کے دشمن ہیں۔

## عجوہ (عمدہ کھجور) کے متعلق حضورؐ کا ارشاد

(۱۴۵۳) ق سَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ مَنْ تَصَبَّحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَمْ يَضُرَّهٗ ذٰلِكَ الْيَوْمَ سُمٌّ وَّلَا سِحْرٌ — بخاری اور مسلم میں سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو صبح کو سات کھجور عجوہ کھائے اس دن اس کو کوئی زہر اور جادو ضرر نہ کرے گا۔

ف عجوہ ایک عمدہ قسم کھجور کی ہے جو مدینے میں ہوتی ہے۔

## ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگا کرتی

(۱۴۵۴) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ لَا يُوْرِدُ مُمْرِضٌ عَلٰى مُصِحٍّ — بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس کے جانور بیمار ہوں وہ اس کے گھاٹ پر جس کے جانور تندرست ہیں پانی پلانے کو نہ لاوے۔

ف اس واسطے حضرتؐ نے منع نہیں کیا کہ تندرستوں کو ان کی بیماری لگ جاوے گی جیسا کہ عوام خلقت کا اعتقاد ہے اس واسطے کہ حضرتؐ نے خود فرمایا ہے کہ بیماری کسی کی کسی کو نہیں لگتی چنانچہ اسی باب میں ... ہے بلکہ حضرتؐ نے اس واسطے منع کیا کہ اگر تندرست جانور شاید بیمار جانوروں کے ملتے خدا کی تقدیر سے بیمار ہو گئے تو عوام کا اعتقاد زیادہ تر مضبوط ہو جاوے گا بیماری لگ جانے کا تو ناحق شرک میں گرفتار ہو دیں گے اور خدا کو بھول لیں گے۔

# مرضی (مریضوں) کا بیان

## کفارۂ مرض کا بیان

(۱۴۵۵) ق عَایِشَۃُ مَامِنْ مُّصِیْبَۃٍ تُصِیْبُ الْمُسْلِمَ اِلَّا کَفَّرَ اللّٰہُ بِھَا عَنْہُ حَتّٰی الشَّوْکَۃُ یُشَاکُھَا۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی ایسی مصیبت نہیں جو مسلمان کو پہنچے مگر کہ اس کے سبب سے خدا اس کے گناہ دور کرتا ہی ہے یہاں تک کہ کانٹا چبھنے سے بھی۔

ف یعنی اگرچہ کمتر مصیبت اور تکلیف ہو مثل کانٹا چبھ جانے کے تو اس پر بھی ثواب سے خالی نہیں سبحان اللہ کیا کریمی کی شان ہے، نکتہ نوازی اس کا نام ہے۔

(۱۴۵۶) خ اَبُوْھُرَیْرَۃَ مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّصِبْ مِنْہُ۔

مومن کے لیے مصیبت در اصل رحمتِ الٰہی ہے

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس کے ساتھ خدا خیر اور بہتری کیا چاہتا ہے تو اس پر کچھ مصیبت ڈالتا ہے۔

ف مسلمان کو لازم ہے کہ مصیبت سے نہ گھبرائے مصیبت کو خدا کا غضب نہ سمجھے اس کو خدا کا کرم جانے کہ مصیبت میں گناہ گھٹتے ہیں درجے بلند ہوتے ہیں ہر دم خدا یاد آتا ہے آرام میں اکثر آدمی خدا کو بھول جاتا ہے اگر مصیبت اور بلا آدمی کے حق میں بہتر نہ ہوتی تو خدا اپنے پیغمبروں پر اور نیک بندوں پر نہ ڈالتا مصیبت مسلمان کے حق میں اکسیر ہے سونے چاندی کو جو کھرا کرنا چاہے تو اس کو آگ سے گلاتے ہیں لیکن اس مصیبت سے خدا کی پناہ جس سے آدمی کافر ہو جائے یا خدا کو بھولے اور اس کا گلہ کرے۔

## مرگی پر صبر کرنے کی فضیلت

(۱۴۵۷) ق اِبْنُ عَبَّاسٍ اِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَکِ الْجَنَّۃُ وَاِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰہَ اَنْ یُّعَافِیَکِ قَالَہٗ لِامْرَاَۃٍ کَانَتْ تُصْرَعُ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو صبر کر اور تجھ کو بہشت ملیگی اور اگر تو چاہے تو میں دعا کروں اللہ تجھ کو چنگا کر دیوے یہ حضرتؐ نے اس عورت سے فرمایا جو مرگی کی بیماری سے گر پڑتی تھی۔

ف عطا سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباسؓ نے کہا کہ دیکھ یہ سیاہ عورت بہشتی ہے حضرتؐ سے اس نے کہا تھا کہ یا حضرتؐ دعا کیجیے کہ میری مرگی دور ہو وے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی پھر اس عورت نے کہا کہ میں نے بیماری قبول کی اور صبر اختیار کیا لیکن یہ دعا کیجیے کہ مرگی کے وقت میرا بدن نہ کھل جایا کرے حضرتؐ نے دعا کی چنانچہ اس کا بدن اس حالت میں ہرگز نہ کھلتا تھا معلوم ہوا کہ بیماری اور مصیبت میں صبر کرنے کا بدلا بہشت ہے۔

## جس کی بینائی جاتی رہے اس کا اجر

(۱۴۵۸) خ اَنَسٌ اِذَا ابْتَلَیْتُ عَبْدِیْ بِحَبِیْبَتَیْہِ ثُمَّ صَبَرَ عَوَّضْتُہٗ مِنْھُمَا الْجَنَّۃَ۔

بخاری میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے کہ جب میں نے اپنے بندے کو اس کی دو پیاری چیزوں میں مبتلا کیا یعنی دونوں آنکھیں اس کی جاتی رہیں پھر اس نے صبر کیا

تو ان کے عوض اس کو میں بہشت دونگا۔

**ف** دونوں آنکھیں آدمی کو بہت پیاری ہیں ان کا پھوٹنا یا ان کی روشنی کا کم ہونا اس پر نہایت شاق ہے جب اس نے ایسی سخت مصیبت پر صبر کیا اپنے مالک کا شکوہ نہ کیا تو اس واسطے اس کا بدلا بہشت کو مقرر کیا۔

## بچوں کی عیادت[1] کو جانا سنت ہے

(۱۴۵۹) **ق** اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰی وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی۔

بخاری اور مسلم میں اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر خدا ہی کا تھا جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا اور ہر چیز کی اس کے نزدیک مدت مقرر ہے۔

**ف** اسامہؓ سے روایت ہے کہ ہم حضرتؐ کے پاس تھے حضرتؐ کی کسی بیٹی نے حضرتؐ سے کہلا بھیجا کہ میرا لڑکا مرتا ہے آپ تشریف لائیے تب حضرتؐ نے یہ کہلا بھیجا یعنی لڑکا خدا کی امانت تھا خدا نے لیا تو صبر کرنا چاہیے بیگانی چیز پر کچھ دعوی نہیں اس لڑکے پر کیا موقوف ہے ہر چیز کی ایک مدت ہے آخر اس کو فنا ہے۔

## دیہاتیوں کی عیادت کرنا بھی مسنون ہے

(۱۴۶۰) **خ** ابْنِ عَبَّاسٍ لَا بَأْسَ عَلَیْكَ طَہُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ فَاَنَّہٗ لِاَعْرَابِیٍّ دَخَلَ عَلَیْہِ یَعُوْدُہٗ۔

بخاری میں عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تجھ پر کچھ حرج نہیں یہ تپ گناہوں سے پاک کرنے والی ہے اگر خدا نے چاہا۔ یہ حضرتؐ نے ایک گنوار سے فرمایا جسکی بیماری پرسی کو گئے تھے۔

**ف** یعنی بیماری سے مسلمان کے گناہ دور ہوتے ہیں کچھ حرج کی بات نہیں سنت ہے کہ جب بیمار کو دیکھنے جائے یوں کہے کہ لَا بَأْسَ عَلَیْكَ طَہُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ خواہ اس کا مطلب پارسی یا ہندی زبان میں کہے۔

## حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ثبوت

(۱۴۶۱) **خ** عَائِشَۃَ لَقَدْ ہَمَمْتُ اَنْ اُرْسِلَ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَّابْنِہٖ وَاَعْہَدَ اَنْ یَّقُوْلَ الْقَائِلُوْنَ اَوْ یَتَمَنَّی الْمُتَمَنُّوْنَ ثُمَّ قُلْتُ یَاْبَی اللّٰہُ وَیَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ اَوْ یَدْفَعُ اللّٰہُ وَیَاْبَی الْمُؤْمِنُوْنَ۔[2]

بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ میں نے ارادہ کیا کہ میں کسی کو ابی بکرؓ اور اس کے بیٹے عبد الرحمن کے پاس بھیجوں اور اس کو اپنا خلیفہ اور ولی عہد کردوں تاکہ کہنے والے کوئی اور بات کہیں یا آرزو کرنے والے خلافت کی آرزو نہ کریں پھر میں نے کہا کہ ابی بکر کے سوا خدا کسی کی خلافت نہ مانے گا اور مومنین بھی دفع کریں گے یا کہ یوں فرمایا کہ دفع کریگا خدا اور نہ مانیں گے مومنین۔

**ف** اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے مرض الموت میں مجھ سے فرمایا کہ ابو بکر کو اپنے پاس اپنے باپ اور بھائی کو تاکہ میں اس کو اپنی خلافت لکھ دوں میں ڈرتا ہوں کہ کوئی آرزو کرنے والا آرزو کرے اور کہنے والا کہے کہ میں لائق تر ہوں خلافت کا مگر خدا اور مومنین نہ مانیں گے سوا ابی بکرؓ کے دوسرے کی خلافت کو

---

[1] عیادت مزاج پرسی کو کہتے ہیں ۔ [2] امام بخاری نے حدیث مذکورہ کو عنوان "مریض کا یہ کہنا کہ میرے درد ہے جائز ہے" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

ان دونوں حدیثوں سے صاف معلوم ہوا کہ حضرتؐ کو صدیق اکبرؓ کی خلافت بدل منظور تھی اور چاہا کہ اپنے روبرو ان کو خلیفہ کر جائیں اور خلافت نامہ ان کو لکھ دیں لیکن تقدیر اور اجماع پر کفایت کی یعنی حضرتؐ کو معلوم تھا کہ سوائے ابی بکرؓ کے کسی کی خلافت خدا کو منظور نہیں اور اجماع بھی سوائے صدیق کے کسی پر واقع نہ ہوگا تو اس سبب سے ان کو اپنا ولیعہد کرنا حضرتؐ نے ضرور نہ جانا۔ اس حدیث سے نہایت بڑی فضیلت صدیق اکبرؓ کی اور خلافت کی حقیقت ثابت ہوئی اور یہ حدیث معجزہ ہے کہ آئندہ کی خبر جیسی دی تھی ویسی ہوئی۔

## موذی جانور جیسے سانپ وغیرہ کو مارنا جائز ہے

(۱۴۶۲) م ابو سعید اِنَّ بِالْمَدِیْنَۃِ جِنًّا قَدْ اَسْلَمُوْا فَاِذَا رَاَیْتُمْ مِنْھُمْ شَیْئًا فَاٰذِنُوْہُ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ فَاِنْ بَدَا لَکُمْ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاقْتُلُوْہُ فَاِنَّمَا ھُوَ شَیْطَانٌ۔

مسلم میں ابو سعیدؓ نے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر مدینے میں جن ہیں کہ مسلمان ہوئے ہیں پھر جب تم دیکھو ان سے کوئی چیز یعنی وہ اگر سانپ بن جاوے تو اس کو تین دن اطلاع کر دو پھر بھی اگر ظاہر ہو تو اس کو مار ڈالو کہ وہ شیطان ہے یعنی وہ کافر جن ہے

ف مدینے میں ایک صحابی کی نئی شادی ہوئی تھی وہ اپنے گھر گئے دیکھا کہ بی بی دروازے پر کھڑی ہے سبب پوچھا اس نے کہا کہ گھر میں سانپ نکلا ہے اس صحابی نے اس کو مار ڈالا پھر صحابی بھی گر پڑے اور مر گئے جب حضرتؐ نے یہ قصہ سنا تو یہ حدیث فرمائی۔ اور ایک حدیث میں یوں آیا ہے کہ جب سانپ کو اپنے گھر میں دیکھو تو تین دن یوں کہو کہ ہم بوسیلہ قول و قرار نوحؑ اور سلیمان بن داؤدؑ کے تم سے یہ مانگتے ہیں کہ ہم کو رنج نہ دو۔ پھر اس کے بعد بھی اگر سانپ نکلے تو مار ڈالو۔

(۱۴۶۳) ق ابن مسعود وَقَاھَا اللّٰہُ شَرَّکُمْ کَمَا وَقَاکُمْ شَرَّھَا یَعْنِیْ حَیَّۃً خَرَجَتْ عَلَیْھِمْ بِمِنًی۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نے اس کو تمہارے شر سے بچایا جیسا کہ تم کو اس کے شر سے بچایا یعنی وہ سانپ جو اصحاب پر منیٰ کے مقام میں نکلا تھا

ف عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم منیٰ کے غار میں تھے حضرتؐ پر وہاں سورۂ مرسلات اتری ہم اس کو یاد کرتے تھے اتنے میں وہاں ایک سانپ نکلا حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کو مار ڈالو ہم اس کے مارنے کو دوڑے سانپ اپنے بل میں گھس گیا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سانپ کا مارنا درست ہے۔

(۱۴۶۴) م ابن عمر اُقْتُلُوا الْحَیَّاتِ وَالْکِلَابَ وَاقْتُلُوْا ذَا الطُّفْیَتَیْنِ وَالْاَبْتَرَ فَاِنَّھُمَا یَلْتَمِسَانِ الْبَصَرَ وَیَسْتَسْقِطَانِ الْحَبَالٰی۔

مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مار ڈالو سانپوں کو اور کتوں کو اور مار ڈالو دو لکیر والے سانپ کو اور دم بریدہ سانپ کو کہ وہ دونوں آنکھ پھوڑ ڈالتے ہیں اور حاملہ عورتوں کے پیٹ گرا دیتے ہیں۔

ف یعنی ان دونوں سانپوں میں یہ خاصیت ہے کہ جب ان کی آنکھ آدمی کی آنکھ پر پڑے اور مقابل ہو تو آنکھ کی روشنی جاتی رہے اور حمل ساقط ہو جائے تو ایسے موذی کو مارنا چاہیے۔

## گرگٹ کو مارنا جائز ہے

(۱۴۶۵) م ابو ھریرۃ مَنْ قَتَلَ وَزَغَۃً

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو

فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً وَمَنْ قَتَلَهَا فِي الضَّرْبَةِ الثَّانِيَةِ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً دُونَ الْأُولَى وَإِنْ قَتَلَهَا فِي الضَّرْبَةِ الثَّالِثَةِ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً لِدُونِ الثَّانِيَةِ۔

مار ڈالے گا گرگٹ کو پہلی بار تو اس کو اتنا اتنا ثواب ہے اور جو اس کو دوسری بار میں مارے گا تو اس کو اتنا اتنا ثواب ہے مگر پہلی بار سے کم اور جو تیسری بار میں مار یگا تو اس کو اتنا اتنا ثواب ہے لیکن دوسری بار سے کم۔

**ف** یعنی اول بار گرگٹ مارنے کا بڑا ثواب دوسری بار کم تیسری بار اس سے بھی کم گرگٹ زہردار جانور اور موذی ہے تو جس نے موذی کو مارا تو اس نے ایک خلقت کو آرام دیا تو ثواب پایا چاہئے اور بخاری میں روایت ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا تھا تو سب جانور آگ بجھاتے تھے لیکن گرگٹ آگ کو پھونک پھونک کو بھڑکاتا تھا اس واسطے اس بدذات کے مارنے میں ثواب ہے۔

## بلی کو جان سے مارنا جائز نہیں

(۱۴۶۶) **م** اَبُوْهُرَيْرَةَ عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا لَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَسْقِهَا وَلَمْ تَتْرُكْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ عذاب ہو ایک عورت پر بلی کے مقدمے میں اس نے بلی کو باندھ رکھا تھا نہ اس کو کھلایا نہ پلایا اور نہ اسکو چھوڑا کہ زمین کے جانور کھاتی۔

## پیاسے جانوروں کو پانی پلانے کا ثواب

(۱۴۶۷) **ق** اَبُوْهُرَيْرَةَ اِنَّ امْرَأَةً بَغِيًّا رَأَتْ كَلْبًا فِي يَوْمٍ حَارٍّ يُطِيْفُ بِبِئْرٍ قَدْ اَدْلَعَ لِسَانَهُ مِنَ الْعَطَشِ فَنَزَعَتْ لَهُ بِمُوْقِهَا فَغُفِرَ لَهَا وَقَالَ الْبُخَارِيُّ فَنَزَعَتْ خُفَّهَا فَاَوْثَقَتْهُ بِخِمَارِهَا فَنَزَعَتْ لَهُ مِنَ الْمَاءِ فَغُفِرَ لَهَا بِذٰلِكَ

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر ایک حرام کار عورت نے گرمی کے دن میں ایک کتے کو دیکھا کہ کنویں کے آس پاس گھومتا ہے اپنی زبان نکالے ہے پیاس کے مارے سو اس نے اپنا موزہ اس کے واسطے اتارا یعنی پانی پلانے کو پھر اس کے گناہ معاف ہوگئے اور بخاری نے یوں روایت کیا ہے کہ اس عورت نے اپنا موزہ اتارا پھر اس کو اپنی اوڑھنی سے باندھا پھر پانی نکال کے اس کو پلایا سو اس کے گناہ معاف ہوگئے اس کام کے سبب سے

**ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سختی کی حالت میں جاندار کے ساتھ احسان کرنا خدا کے نزدیک بڑی عمدہ چیز ہے۔ ع دل بدست آور کہ حج اکبر ست۔

(۱۴۶۸) **ق** اَبُوْهُرَيْرَةَ فِي كُلِّ كَبِدٍ حَرَّى اَجْرٌ[1]

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہر تشنہ جگر کے پانی پلانے میں ثواب ہے۔

**ف** سراقہ بن مالک نے پوچھا کہ یا حضرتؐ اگر کسی کا بھولا جانور میرے حوض پر آدے اور میں اس کو پانی پلاؤں مجھ کو اس میں کچھ ثواب ہوگا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی معلوم ہوا کہ ہر جاندار کے احسان میں ثواب ہے آدمی ہو یا جانور مسلمان ہو یا کافر۔

---

[1] صحیح بخاری ۱/۳۱۸ و ۲/۸۹۵ صحیح مسلم میں کرد طبة کے الفاظ ہیں۔ (چشتی)

# گفتگو کے آداب

## زمانہ کو برا بھلا کہنا جائز نہیں

(۱۴۶۹) م ابوہریرۃ لَا یَقُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ یَاخَیْبَۃَ الدَّھْرِ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الدَّھْرُ۔

مسلم میں ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ یوں کوئی ہرگز نہ کہے کہ اے کمبختی زمانے کی اس واسطے کہ زمانے کا پھیرنے والا تو خدا ہی ہے۔

خلاف شریعت ناموں کا ذکر

ف زمانے کو بدکہنا اس واسطے منع کیا کہ زمانہ خدا کے قبضۂ قدرت میں ہے اس کا پھیرنے والا خدا ہے تو زمانے کو بدکہنا اور خدا سے بےادبی کی اس کی تقدیر کو بدکہا اور اگر زمانے کو خود مالک مختار جان کر بد کہتا ہے تو صاف کافر اور مشرک ہوا معلوم ہوا کہ زمانے اور فلک کو بد کہنا جیسے کہ شاعروں کی عادت ہے شرع میں ہرگز درست نہیں۔

## انگور کو کرم کہنا درست نہیں

(۱۴۷۰) م ابوہریرۃ لَا یَقُوْلَنَّ اَحَدُکُمُ الْکَرْمَ فَاِنَّمَا الْکَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ۔

مسلم میں ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہرگز نہ کہا کرے کوئی انگور کو کرم سو کرم تو حقیقت میں ایماندار کا دل ہے۔

ف کرم کے معنی سخاوت ہیں عرب کے لوگ انگور کو کرم کہتے تھے اس واسطے کہ اس کی بنی ہوئی شراب کے پینے سے مزاج میں سخاوت ہوتی ہے سو حضرتؐ نے منع کیا کہ جس سے حرام ناپاک چیز بنے اس کو یہ عمدہ لفظ کرم کا بولنا ہرگز لائق نہیں بلکہ کرم مناسب ہے ایماندار کے دل کو کہنا جس میں نور ایمان اور سخاوت رہے پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ انگور کے باغوں کو حدائق الاعناب کہا کرو معلوم ہوا کہ بری چیز کا اچھا نام نہ رکھے۔

## عبد، امت، سید، اور مولیٰ کہنے کا بیان

(۱۴۷۱) م ابوہریرۃ لَا یَقُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ عَبْدِیْ وَاَمَتِیْ کُلُّکُمْ عَبِیْدُ اللّٰہِ وَکُلُّ نِسَائِکُمْ اِمَاءُ اللّٰہِ وَلٰکِنْ لِیَقُلْ غُلَامِیْ وَجَارِیَتِیْ وَفَتَایَ وَفَتَاتِیْ۔

مسلم میں ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہرگز نہ کہے کوئی اپنے غلام کو میرا بندہ اور لونڈی کو میری بندی تم سب لوگ خدا کے بندے ہو اور عورتیں تمہاری خدا کی بندیاں ہیں ولیکن چاہیے کہ یوں کہے کہ میرا غلام اور میری لونڈی اور میرا جوان مرد اور میری جوان عورت

ف یعنی سچی بندگی کے لائق سوائے خدا کے اور کوئی نہیں اس واسطے منع فرمایا کہ اس میں شرک کی بو نکلتی ہے اور تاکہ غلاموں کے مالک غرور اور گھمنڈ سے بچیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبدالنبی اور بندہ علی اور بندہ حسن نام رکھنا درست نہیں۔

## اپنے آپ کو خبیث کہنے کی ممانعت

(۱۴۷۲) ق عایشۃ لَا یَقُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ خَبُثَتْ نَفْسِیْ وَلٰکِنْ لِیَقُلْ لَقِسَتْ

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہرگز نہ کہے کوئی کہ میرا نفس خبیث ہوا یعنی پلید اور نجس ہوا ولیکن

چاہئے کہ یوں کہے کہ میرا نفس بیزن میں کاہل اور سست ہوا۔

ف یعنی خبیث اور پلید کافر کا لقب ہے مسلمان اپنے تئیں نہ کہے سست اور کاہل کہنا مضائقہ نہیں حضرت کا معمول تھا کہ برے بول کو بھلے سے بدل ڈالتے تھے۔

## بنی اسرائیل کی ایک عورت کے مشک چھڑکنے کا واقعہ

(۱۴۷۳) م اَبُوْسَعِيْدٍ كَانَتِ امْرَأَةٌ مِّنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ قَصِيْرَةٌ تَمْشِيْ مَعَ امْرَأَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ فَاتَّخَذَتْ رِجْلَيْنِ مِنْ خَشَبٍ وَّخَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ مُّطْبَقًا ثُمَّ حَشَتْهُ مِسْكًا وَّهُوَ اَطْيَبُ الطِّيْبِ فَمَرَّتْ بَيْنَ الْمَرْأَتَيْنِ فَلَمْ يَعْرِفُوْهَا فَقَالَتْ بِيَدِهَا هٰكَذَا وَنَفَضَ شُعْبَةُ يَدَهٗ۔ [له]

مسلم میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی قوم میں ایک ٹھگنی عورت تھی چلا کرتی تھی دو لمبی عورتوں کے ساتھ سو اس نے لکڑی کی دو کھڑاؤں بنا کر پہنی اور سونے کی خول دار انگوٹھی بنائی پھر اس کو مشک سے رنگا اور وہ تو بڑی عمدہ خوشبو ہے سو چلی دو عورتوں کے درمیان تو لوگوں نے اس کو نہ پہچانا سو اس نے اپنے ہاتھ سے یوں اشارہ کیا۔ اس حدیث کے ایک راوی جس کا شعبہ نام ہے اس نے اپنا ہاتھ ہلا کر یعنی اس عورت کے اشارہ کرنے کی مثال دی۔

ف عورت نے کھڑاؤں اس واسطے پہنی تا کہ لمبی معلوم ہو اور مشک کو اس واسطے لوگوں کی طرف جھاڑا تا کہ خوشبو سے لوگ اس کی طرف متوجہ ہوں اس حدیث میں اشارہ ہے کہ جب باطن خراب ہو تو ظاہر کی بناوٹ کچھ حقیقت نہیں رکھتی

## خوشبودار پھول کے لینے سے انکار نہ کرنا چاہئے

(۱۴۷۴) م اَبُوْهُرَيْرَةَ مَنْ عُرِضَ عَلَيْهِ رَيْحَانٌ فَلَا يَرُدَّهٗ فَاِنَّهٗ خَفِيْفُ الْمَحْمِلِ طَيِّبُ الرِّيْحِ۔

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس کو خوشبودار گھاس یا پھول دیا جاوے سو اس کو نہ پھیرے کیونکہ اس واسطے کہ ہلکا احسان ہے اور خوشبودار ہے۔

ف یعنی خوشبودار پھول کچھ بڑا احسان نہیں کہ اس کا عوض دینا کچھ مشکل ہو یا عوض نہ دینے سے کوئی گلہ شکوہ کرے تو ایسی چیز کیوں رد کرے۔

# شعر کا بیان

(۱۴۷۵) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ اَشْعَرُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَتْ بِهَا الْعَرَبُ كَلِمَةُ لَبِيْدٍ اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ۔

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ عمدہ سچے مضمون کا قصیدہ جس کو عرب نے کہا ہے وہ لبید کا مصرعہ ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ سوائے اللہ کے ہر ایک چیز جھوٹا یعنی فانی ہے سوائے خدا کے ہر چیز مٹنے والی ہے۔

ف زمانہ جاہلیت میں لبید نام ایک شاعر عرب میں تھا اس کا کہا ہوا یہ مصرع چونکہ حق تھا اور موافق قرآن کے

له امام مسلم نے حدیث مذکور اور ما بعد والی حدیث کو عنوان "مشک وغیرہ کے استعمال کا بیان" میں ذکر کیا ہے (چشتی)

مضمون کے تھا اس واسطے اس کی تعریف فرمائی۔ معلوم ہوا کہ جس شعر کا مضمون حق ہو اور حکمت اور نصیحت پر مشتمل ہو اس کا پڑھنا شرع میں منع نہیں بلکہ پسندیدہ ہے جیسے گلستان اور بوستان اور مولوی روم کی مثنوی یا حکیم سنائی کا۔

حضور کا امیہ کے اشعار سننا

(١٤٧٦) م اَلشَّرِيْدُ بْنُ سُوَيْدٍ الثَّقَفِيُّ قَالَ لَهٗ هَلْ مَعَكَ مِنْ شِعْرِ اُمَيَّةَ بْنِ اَبِي الصَّلْتِ۔

مسلم میں شرید بن سویدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تجھ کو کچھ امیہ بن صلت کی شعر یاد ہے حضرتؐ نے شرید بن سوید سے فرمایا۔

**ف** مصابیح میں شرید سے روایت ہے کہ میں ایک روز حضرتؐ کے پیچھے سوار تھا حضرتؐ نے فرمایا کہ تجھ کو امیہ کا شعر یاد ہے میں نے کہا کہ ہاں یاد ہے میں نے ایک شعر پڑھا حضرتؐ نے فرمایا اور پڑھ میں نے دوسرا شعر پڑھا۔ فرمایا اور پڑھ میں نے تیسرا شعر پڑھا اسی طرح سو اشعار پڑھے۔ معلوم کیا چاہیے کہ امیہ زمانہ کفر میں ایک شاعر تھا اس کے شعر میں حمد الٰہی اور مذمت دنیا کا مضمون تھا اس واسطے حضرتؐ نے ان کو سنا پھر فرمایا کہ اس کی زبان ایمان لائی اور دل کافر رہا یعنی زبان سے مضمون تو اچھے نکلے لیکن دل سے کفر اور حب دنیا نہ گئی اور یہی حال ہے اکثر شاعروں کا کہ اشعار میں بعضے مضمون تو نہایت خوب اور راست زبان سے نکلتے ہیں لیکن دل سیاہ۔

شعر

گو زباں تیری در افشاں ہوئی
ہائے پر دل کی سیاہی نہ گئی

(١٤٧٧) م اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَسَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ لَاَنْ يَّمْتَلِئَ جَوْفُ اَحَدِكُمْ قَيْحًا حَتّٰى يَرِيَهٗ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّمْتَلِئَ شِعْرًا۔

مسلم میں ابوہریرہؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ آدمی کا پیٹ بھرنا پیپ کی ہانک کہ اس کے پھیپڑے تک پہنچے۔ اس کے حق میں بہتر ہے اپنے پیٹ کو شعر کے بھرنے سے

**ف** یعنی شعر گوئی یا شعر خوانی کا شغل غالب رکھنا اور قرآن اور علوم شرعی پر کم متوجہ ہونا سخت قبیح ہے اس واسطے کہ اکثر اشعار مدح بیہودہ اور ہجو مذموم اور مبالغہ سے خالی نہیں تو شعر گوئی اور شعر خوانی گویا کذب اور افترا پردازی کی ورزش ہے اور پریشان خاطری تو نقد وقت ہے کہ تلاش مضمون تازہ میں شاعروں کو کیا کیا کوئیں جھانکنے پڑتے ہیں لیکن اگر گاہ گاہ شعر سخن سے دل لگاوے مگر اکثر اوقات علوم دین میں صرف کرے تو منع نہیں کہ حضرتؐ نے بھی اشعار گاہ گاہ سنے ہیں لیکن حق مضمون کے۔

## نرد شیر اور چوسر وغیرہ کھیلنا جائز نہیں

(١٤٧٨) م بُرَيْدَةُ بْنُ الْحُصَيْبِ مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدَشِيْرِ فَكَاَنَّمَا غَمَسَ يَدَهٗ فِيْ لَحْمِ الْخِنْزِيْرِ وَدَمِهٖ

مسلم میں بریدہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو نرد شیر کھیلا سو ویسا ہے جس نے اپنا ہاتھ ڈبویا سور کے گوشت اور خون میں۔

**ف** نرد شیر ایک کھیل ہے چوسر کی طرح سو حرام ہے خواہ کچھ بدے یا نہ بدے اسی طرح سب کھیل منع ہیں کہ ان میں ناحق مال ضائع ہوتا ہے یا اوقات

# رویا، (خواب) کے احکام

(۱۴۷۹) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ اِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ تَكْذِبُ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب زمانہ قریب آ لگے تو نہیں لگتا ہے کہ ایماندار کا خواب جھوٹ ہو۔

خواب پریشان کا ذکر

ف اس حدیث کے تین مطلب۔ ایک تو یہ کہ جب قیامت قریب آویگی تو مسلمان کا خواب سچا ہوا کریگا اس واسطے کہ قیامت میں سب چھپی چیزیں ظاہر ہوں گی دوسرے یہ کہ جب عمر آدمی کی آخر ہوتی ہے تو خواب بھی سچا ہوتا ہے اس واسطے کہ عالم آخرت قریب ہوتا ہے اور آخر عمر میں اکثر آدمی کا دل صاف ہوتا ہے اور دنیا سے دل سرد ہوتا ہے تیسرے یہ کہ بہار کے موسم میں جب رات دن برابر ہوتے ہیں تو خواب سچا ہوتا ہے اس واسطے کہ ہوا نہ گرم ہوتی ہے نہ سرد حواس صاف رہتے ہیں۔

(۱۴۸۰) م جَابِرٌ اِذَا رَاٰى اَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَّسَارِهٖ ثَلٰثًا وَّلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلٰثًا وَّلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْهِ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تم میں کوئی خواب دیکھے جو اس کو بری معلوم ہو تو اپنے بائیں طرف تھک تھکاوے تین بار اور پناہ مانگے خدا کی شیطان سے تین بار یعنی یوں کہے کہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور جس کروٹ لیٹا ہو اس کو بدل ڈالے۔

ف یعنی خواب مکروہ اور غمگین شیطان کی طرف سے ہے موافق اس حدیث کے عمل کرے تو اس کا ضرر اور وسوسہ دور ہو جائے۔

(۱۴۸۱) م جَابِرٌ اِذَا حَلَمَ اَحَدُكُمْ حُلُمًا فَلَا يُخْبِرْ اَحَدًا بِتَلَعُّبِ الشَّيْطَانِ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کوئی برے پریشان خواب دیکھے تو کسی سے نہ کہے شیطان کے کھیل کو۔

ف یعنی آدمی کے دق کرنے کو شیطان کچھ واہی خواب دکھلاتا ہے سو اس کا کسی سے کہنا کیا ضرور ہے۔

(۱۴۸۲) م اَبُوْهُرَيْرَةَ اَصْدَقُكُمْ رُؤْيَا اَصْدَقُكُمْ حَدِيْثًا۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم لوگوں میں بہت سچے خواب والا نہایت سچ بولنے والا ہے۔

ف یعنی جس کی بات سچی اس کی خواب بھی سچی اس واسطے کہ جھوٹ بولنے سے آئینۂ دل تیرہ و زنگ آلودہ ہو جاتا ہے تو خواب میں عالم مثال کی عکس ٹھیک ٹھیک نہیں پڑتی اسی واسطے اس کی خواب کا [illegible]

(۱۴۸۳) ق اِبْنُ عَبَّاسٍ اَصَبْتَ بَعْضًا وَّاَخْطَاْتَ بَعْضًا قَالَهٗ لِاَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

بخاری اور مسلم میں ابن عباسؓ سے [illegible] حضرتؐ نے فرمایا کہ تو نے بعض جگہ ٹھیک تعبیر کہی اور بعض مقام پر تو چوک گیا یہ حضرتؐ نے ابی بکرؓ سے فرمایا

ف ایک شخص حضرتؐ کے پاس آیا اس نے کہا کہ یا رسول اللہ میں نے خواب میں دیکھا [illegible] سے گھی اور شہد ٹپکتا ہے تو لوگ اس کو اپنے دونوں ہاتھوں میں بھرتے ہیں بعضا زیادہ لیتا ہے اور بعضا کم اور بعض

آسمان سے ایک رسی لٹکی دیکھی سو حضرتؐ اس کو پکڑ کے چڑھ گئے پھر حضرتؐ کے بعد ایک اور مرد اس کو پکڑ کے چڑھ گیا پھر ایک اور مرد چڑھ گیا پھر ایک اور مرد نے اس کو پکڑا سو وہ رسی ٹوٹ گئی پھر جڑ گئی سو وہ بھی چڑھ گیا تو صدیق اکبرؓ نے کہا کہ میرے ماں باپ حضرتؐ پر قربان اگر اجازت ہو تو میں اس خواب کی تعبیر کہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا تو ہی اس کی تعبیر کہہ، صدیق اکبرؓ نے کہا کہ وہ بدلی تو اسلام کی بدلی ہے اور گھی اور شہد جو ٹپکتا ہے سو قرآن ہے اور اس کی شیرینی اور جو لوگ دونوں ہاتھوں میں لیتے ہیں سو قرآن خواں ہیں کسی کو بہت قرآن یاد ہے اور کسی کو کم اور وہ رسی جو آسمان سے لٹکتی ہے سو وہ دین حق ہے جس پر تو قائم ہے سو خدا تجھ کو اسی کے سبب سے اپنی طرف چڑھا لے گا پھر آپ کے بعد خلیفہ اسی طرح چڑھ جاوے گا پھر دوسرا خلیفہ چڑھ جاوے گا پھر تیسرا خلیفہ چڑھنے کا ارادہ کرے گا تو کچھ خلل پڑ جاوے گا آخر کو وہ خلل مٹ جاوے گا سو وہ بھی چڑھ جاوے گا۔ حضرتؐ اب فرمائیے کہ میں نے ٹھیک تعبیر کہی یا کہیں میں چوک گیا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔

**ف** بعضے علماء نے کہا کہ ہر چند تعبیر سب ٹھیک تھی لیکن خطا یہ ہوئی کہ حضرتؐ سے تعبیر کی اجازت مانگی۔ اگر صدیق اکبرؓ صبر کرتے اور حضرتؐ خود تعبیر کہتے تو خوب ہوتا اور بعضے عالم یوں کہتے ہیں کہ بعضی عبارت کی تعبیر میں خطا ہوئی۔ شہد کی تعبیر تو قرآن کی خوب ہو لیکن گھی کی تعبیر حدیث کو کہنا تھا۔ واللہ اعلم۔

(۱۴۸۴) **ق** أَبُو مُوسَى رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهْلِي إِلَى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرُ فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَثْرِبُ وَرَأَيْتُ فِي رُؤْيَايَ هٰذِهِ أَنِّي هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهُ فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيبَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ أُحُدٍ ثُمَّ هَزَزْتُهُ أُخْرَى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِينَ أَسْنَدَهُ مُسْلِمٌ وَعَلَّقَهُ الْبُخَارِيُّ۔

بخاری اور مسلم میں ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ہجرت کرتا ہوں مکے سے اس زمین کی طرف جہاں کھجور کے درخت ہیں تو میرا گمان یمامہ اور ہجر کی طرف گیا سو حقیقت میں ہجرت کا مقام تو مدینہ نکلا جس کا یثرب بھی نام ہے اور میں نے اپنے اسی خواب میں دیکھا کہ میں نے تلوار کو ہلایا تو وہ اوپر سے ٹوٹ گئی تو اس کا انجام مسلمانوں کی شہادت ہوا۔ جنگ احد میں پھر میں نے تلوار کو دوسری بار ہلایا تو ویسی ہی ثابت ہو گئی آگے سے اچھی تو اس کا انجام یہ تھا کہ خدا نے فتح نصیب کی اور مسلمانوں کی جماعت قائم ہوئی یعنی جنگ احد کے بعد خیبر اور مکہ فتح ہوا اور اسلام کے لشکر نے زور پکڑا۔ اس حدیث کی مسلم نے پوری سند بیان کی اور بخاری نے سند حذف کی۔

انبیاء علیہم السلام کے تمام خواب حق ہوتے ہیں البتہ کبھی تعین مراد میں اشتباہ ہو جاتا ہے مگر وہ دائمی نہیں رہتا تقریباً ایسا ہی حال اولیاء کے مکاشفات کا ہے۔

**ف** یمامہ اور ہجر عرب میں دو ملک ہیں وہاں کھجور کے درخت بہت ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیغمبروں کے خواب سچے ہوتے ہیں لیکن تعبیر میں کبھی چوک پڑ جاتی ہے ہجرت کا مقام تو حقیقت میں مدینہ تھا لیکن حضرتؐ کا خیال اور طرف گیا اسی طرح اولیاء کے خواب اور کشف اکثر حق ہوتے ہیں لیکن تعین میں بھول چوک ہو جاتی ہے۔

(۱۴۸۵) **ق** ابْنُ عَبَّاسٍ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ رُؤْيَا فَلْيَقُصَّهَا أَعْبُرْهَا لَهُ كَانَ يَقُولُ لِأَصْحَابِهِ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ اپنے اصحاب سے فرماتے تھے کہ تم لوگوں میں جس نے خواب دیکھا ہو سو بیان کرے میں اس کی تعبیر کہوں۔

(۱۴۸۶) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ مَنْ رَآنِيْ فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِيْ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِيْ۔ خ لَا يَتَمَثَّلُ فِيْ صُوْرَتِيْ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا تو بیشک اس نے دیکھا اس واسطے کہ شیطان مجھ سا نہیں بن سکتا اور صرف بخاری میں یوں ہے کہ شیطان میری صورت نہیں پکڑ سکتا۔

ف حضرتؐ کو خواب میں دیکھنا اسی طرح اور پیغمبروں کا صحیح ہے اس میں کچھ شبہ نہیں۔

(۱۴۸۷) م اَنَسٌ رَاَيْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ كَاَنَّا فِيْ دَارِ عُقْبَةَ بْنِ رَافِعٍ فَاُتِيْنَا بِرُطَبٍ مِنْ رُطَبِ ابْنِ طَابٍ فَاَوَّلْتُ الرِّفْعَةَ لَنَا فِي الدُّنْيَا وَالْعَاقِبَةَ فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ دِيْنَنَا قَدْ طَابَ۔

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے ایک رات کو دیکھا جس حالت میں کہ سونے والا آدمی دیکھتا ہے جیسے کہ ہم عقبہ بن رافع کے گھر میں ہیں سو ہمارے آگے رکھجوریں لائے گئے اس قسم کے جس قسم کا ابن طاب نام ہے تو میں نے اس کی تعبیر کی کہ رفعت یعنی ہم کو بلندی ہے دنیا میں اور نیک انجام ہے آخرت میں اور البتہ ہمارا دین بہتر اور عمدہ ہے۔

ف حضرتؐ نے یہ تعبیر لفظوں سے نکالی رفعت رافع سے اور عاقبت عقبہ سے اور بہتری طاب سے۔ معلوم ہوا کہ تعبیر کا یہ بھی ایک طریقہ ہے کہ صرف لفظوں سے بطور فال کے مطالب سمجھے۔

(۱۴۸۸) ق اِبْنُ عُمَرَ اُرَانِيْ فِي الْمَنَامِ اَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ فَجَاءَنِيْ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا اَكْبَرُ مِنَ الْاٰخَرِ فَنَاوَلْتُ الْاَصْغَرَ مِنْهُمَا فَقِيْلَ لِيْ كَبِّرْ فَدَفَعْتُهُ اِلَى الْاَكْبَرِ مِنْهُمَا۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا مجھ کو خواب میں معلوم ہوا کہ میں ایک مسواک کرتا ہوں پھر دو شخص آئے ایک ان میں دوسرے سے بڑا ہے سو میں نے وہ مسواک چھوٹے کو دی تو مجھ سے کہا گیا کہ بڑے کو دے تو میں نے وہ مسواک بڑے کو دی۔

ف اس حدیث سے بڑی عمر والے کی تعظیم اور تقدیم ثابت ہوئی۔

## خواب کی تعبیر دینا جائز ہے

### اچھے خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہیں

(۱۴۸۹) خ اَنَسٌ اَلرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اچھا خواب نیک مرد کا ایک حصہ ہے نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے۔

ف یعنی جیسے پیغمبر کے علم میں قیاس اور سوچ کو دخل نہیں ویسی ہی ٹھیک ٹھیک خواب بھی ہیں صرف خدا ہی کی طرف سے ہوتی ہے تو نیک مرد کا خواب درست از قسم علم نبوت ہوا اور چھیالیسواں حصے ہونے کی وجہ سابق میں گذری۔

(۱۴۹۰) خ اَبُوْسَعِيْدٍ اَلرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ

بخاری میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ٹھیک اور درست خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کا چھیالیس حصوں میں سے۔

م صحیح ق

## خواب کی قسمیں

(۱۴۹۱) ق اَبُوْ قَتَادَةَ الْحَارِثُ بْنُ رِبْعِيٍّ اَلرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ۔ ؎

بخاری اور مسلم میں ابو قتادہؓ سے جن کا حارث نام ہے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ٹھیک اور اچھا خواب خدا کی طرف سے ہے اور پریشان خواب شیطان کی طرف سے۔

خواب کی تین قسموں کا بیان اور اچھے برے خوابوں کا ذکر

ف خواب کی تین قسم ہے ایک تو نیک خواب جس سے دین کی قوت ہو خدا پر اعتماد بڑھے گناہوں سے بچے اور دوسری قسم خواب پریشان ہے جس سے وہم اور رنج بڑھے یا خدا سے بدگمانی ہو۔ تیسری قسم یہ کہ آدمی کو اپنے خیالات نظر پڑیں یا غذا کے بخارات سے کوئی شکل کی صورت بندھے تو اول قسم یعنی نیک خواب کو خدا کی طرف سے فرمایا اور دوسری قسم کے خواب کو شیطان کی طرف سے فرمایا اور تیسری قسم کو بیان نہ فرمایا کہ خود ظاہر تھی کچھ اس کے بیان کی حاجت نہیں۔

## مبشرات (خوشخبریوں) کا بیان

(۱۴۹۲) خ اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ

بخاری میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ باقی رہی پیغمبری سے سوائے بشارت دینے والی چیزوں کے اصحاب نے کہا کہ بشارت دینے والی چیزیں کون ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ سچے خواب۔

ف نبوت کا علم غیب سے آتا ہے سو فرمایا کہ غیب سے علم آنے کا سوائے سچے خواب کے اب کوئی طریقہ نہ رہا اس واسطے کہ نبوت ختم ہو گئی۔

## حضورؐ کو خواب میں دیکھنا حق ہے

(۱۴۹۳) خ اَبُوْ سَعِيْدٍ اَبُوْ قَتَادَةَ الْحَارِثُ بْنُ رِبْعِيٍّ مَنْ رَّاٰنِيْ فَقَدْ رَاَى الْحَقَّ

بخاری میں ابو سعید اور ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا اس نے سچ مچ دیکھا۔

ف یعنی اس کو واہی تباہی خواب نہ سمجھے اس واسطے کہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا

(۱۴۹۴) ق اَبُوْ هُرَيْرَةَ مَنْ رَّاٰنِيْ فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِيْ فِي الْيَقَظَةِ اَوْ لَكَاَنَّمَا رَاٰنِيْ فِي الْيَقَظَةِ لَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِيْ۔

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا تو وہ مجھ کو جاگتے دیکھے گا یا اس نے مجھ کو جیسے جاگتے دیکھا شیطان میری صورت نہیں پکڑ سکتا

ف اس حدیث کے راوی کو اس میں شک ہے کہ حضرتؐ نے یہ فرمایا کہ مجھ کو جاگتے میں دیکھے گا یا یہ فرمایا کہ جیسے اس نے جاگتے دیکھا جاگتے میں دیکھے گا اس کے دو معنی ایک یہ کہ قیامت میں دیکھے گا۔ دوسرے یہ کہ یہ بات حضرتؐ کی زندگی تک تھی اب نہیں۔

## خواب میں کالی عورت دیکھنا

(۱۴۹۵) خ اِبْنُ عُمَرَ رَاَيْتُ امْرَاَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّاْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى نَزَلَتْ

بخاری میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک سیاہ عورت جس کے سر کے

؎ بخاری کی روایت میں صالحہ کا لفظ بھی مروی ہے۔

هَيْعَةَ فَتَأَوَّلْتُهَا أَنَّ وَبَاءَ الْمَدِيْنَةِ نُقِلَ إِلَى مَهْيَعَةَ۔ بال پریشان تھے مدینے سے نکلی یہاں تک کہ مہیعہ میں جاکر اتری سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ مدینہ کی وبا مہیعہ میں ڈالی گئی۔

**ف** مہیعہ جحفہ کا نام جو مدینے سے چھ کوس ہے وہاں یہود رہتے تھے۔ مدینے میں اکثر وبا رہتی تھی جب سے حضرتؐ نے دعا کی اور یہ خواب دیکھا تو وہاں سے وبا جاتی رہی اور جحفہ میں جا پڑی۔

## اپنی طرف سے گھڑ کر خواب بیان کرنا گناہ ہے

(۱۴۹۶) مر ابْنُ عَبَّاسٍ مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلُمٍ لَمْ يَرَهُ كُلِّفَ أَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيْرَتَيْنِ وَلَنْ يَفْعَلَ۔ مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا جو بے دیکھے اپنی طرف سے بنا کر خواب بیان کرے اس پر یہ حکم ہوگا کہ دو جو کو گرہ دیکر جوڑے اور یہ کبھی نہ ہو سکے گا

**ف** یعنی نہ دو جو میں گرہ پڑسکے گی نہ اس سے عذاب موقوف ہوگا۔

## کسی کی پرائیویٹ گفتگو کو کان لگا کر سننا درست نہیں

(۱۴۹۷) خ ابْنُ عَبَّاسٍ مَنِ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيْثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُوْنَ لَا يُعْرَفُوْنَ مِنْهُ صُبَّ فِيْ أُذُنَيْهِ الْآنُكُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ [1] بخاری میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو کان لگادے کسی قوم کی بات سننے کے واسطے اور اس کا سننا ان کو برا لگتا ہو یا وہ اس سے بھاگتے پھرتے ہوں تو اس کے دونوں کانوں میں پگھلا شیشہ پلایا جاویگا قیامت کے دن۔

**ف** یہ عذاب اس واسطے ہوا کہ اس نے کان سے لوگوں کو رنج دیا۔

# فضائل انبیاء علیہم السلام

## حضورؐ کے نسب کی فضیلت

(۱۴۹۸) م وَاثِلَةُ بْنُ الْأَسْقَعِ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى كِنَانَةَ مِنْ وَلَدِ إِسْمٰعِيْلَ وَاصْطَفٰى قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ وَاصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِيْ هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِيْ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ۔ مسلم میں واثلہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بیشک خدا نے کنانہ کو حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد سے شرافت میں چن لیا اور گروہ قریش کو کنانہ کی اولاد سے چن لیا اور ہاشم کی اولاد کو قریش سے چن لیا اور مجھ کو ہاشم کی اولاد سے چن لیا۔

**ف** کنانہ حضرتؐ کی چودھویں پشت میں ہیں ان سے عرب کے بہت گروہ پیدا ہوئے اور قریش لقب ہے نضر بن کنانہ کا حضرتؐ کی چودھویں پشت میں ہیں اور ہاشم حضرتؐ کے پردادا ہیں سو حضرتؐ نے فرمایا کہ کنانہ اولاد حضرت اسمٰعیلؑ کی اور اولاد سے شرافت میں افضل ہے پھر ان میں سے قریش افضل ہیں اور قریش میں بنی ہاشم افضل ہیں اور بنی ہاشم سے حضرتؐ افضل ہیں تو گویا حضرتؐ سارے عرب کے خلاصہ ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سادات حسنی اور حسینی شرافت میں سارے عالم سے افضل ہیں اس واسطے کہ حضرتؐ کی اولاد سوائے حضرت فاطمہؓ کے اور کسی سے باقی نہیں رہی حضرتؐ کا پشت نامہ یوں ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ بن

غ صحیح خ۔ [1] امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان بالا میں ذکر کیا ہے۔ (حشتی)

عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خذیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ اہل حدیث اور اہل تاریخ کا عدنان تک اتفاق ہے آگے اختلاف ہے۔

## پتھر کا حضورؐ کو سلام کرنا

(۱۴۹۹) م جَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ إِنِّي لَأَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُبْعَثَ إِنِّي لَأَعْرِفُهُ الْآنَ۔ [1]

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں مکے میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو پیغمبر ہونے سے پہلے مجھ کو سلام کرتا تھا اور بیشک اب بھی اس کو پہچانتا ہوں۔

**ف** علی مرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ میں حضرتؐ کے ساتھ مکے میں کسی طرف گیا سو جو پتھر اور درخت راہ میں ملتا تھا وہ حضرتؐ کو السلام علیک یا رسول اللہ کہتا تھا۔

## حضورؐ تمام مخلوق سے بہتر و برتر ہیں

(۱۵۰۰) م أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَأَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں آدم کی اولاد کا سردار ہوں قیامت کے دن اور قبر پھٹنے والوں میں پہلا میں ہوں اور مقبول الشفاعۃ پہلا میں ہوں۔

انجیل سے حضورؐ کی سیادت (سرداری) کی دلیل

**ف** یعنی حشر میں قبریں پھٹ کر مردے زندہ ہو کے نکلیں گے سو اول میری قبر پھٹے گی اور اول میری شفاعت قبول ہوگی بعد اس کے اور پیغمبروں کی۔ یوحنا کی انجیل میں عیسیٰؑ نے ہمارے حضرتؐ کی سرداری کی یوں گواہی دی کہ اب بہت زیادہ گفتگو تم سے نہیں کرتا اس واسطے کہ اس جہان کا سردار آتا ہے یعنی میرے بعد خاتم الانبیا آتا ہے وہ تم کو سب کچھ تعلیم کریگا میری تعلیم کی اب حاجت نہیں اور یہ جو فرمایا کہ میں قیامت میں بنی آدم کا سردار ہوں سو حضرتؐ دنیا اور آخرت دونوں عالم میں بنی آدم کے سردار اور افضل البشر ہیں لیکن دنیا میں کافروں کو اس کا یقین نہیں اور قیامت میں جبکہ تمام خلق مصیبت میں گرفتار ہوگی اور پیغمبر بھی خوف الٰہی سے شفاعت نہ کر سکیں گے اس وقت ہمارے حضرتؐ کی شفاعت مقبول ہوگی تو ہر ایک مسلم اور کافر پر حضرتؐ کی سرداری اور افضلیت صاف ظاہر ہو جائے گی۔

## حضورؐ کے معجزات کا بیان

(۱۵۰۱) م مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ إِنَّكُمْ سَتَأْتُونَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَيْنَ تَبُوكَ وَإِنَّكُمْ لَنْ تَأْتُوهَا حَتّٰى يَضْحَى النَّهَارُ فَمَنْ جَاءَهَا مِنْكُمْ فَلَا يَمَسَّ مِنْ مَائِهَا شَيْئًا حَتّٰى آتِيَ۔

مسلم میں معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر خدا نے چاہا تم کل تبوک کے چشمے پر پہنچوگے اور تم اس چشمے پر نہیں پہنچوگے جب تک کہ دن نہ چڑھے گا سو تم لوگوں میں جو اس پر جائے تو اس کے پانی کو کچھ بھی ہاتھ نہ لگائے جب تک میں نہ آؤں۔

پانی کا زیادہ ہو جانا حضورؐ کا معجزہ تھا

**ف** معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ ہم حضرتؐ کے ساتھ جنگ تبوک کو چلے۔ ایک رات حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی جیسا کہ حضرتؐ نے فرمایا تھا اسی وقت ہم اس چشمے پر پہنچے دو آدمیوں نے لشکر سے نکل کر اس پانی میں ہاتھ

---

[1] امام مسلمؒ نے حدیث مذکور کو عنوان بالا میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

اصحاب اور درختوں کے نیچے جا کر سو رہے اتنے میں ایک کافر آیا اور حضرتؐ کی تلوار کھینچ کر حضرتؐ سے کہنے لگا کہ اب تجھ کو کون بچاویگا حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا مجھ کو بچاویگا۔ سو خوف کے مارے اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی حضرتؐ نے اٹھالی اور اس سے کہا کہ بھلا تجھ کو اب کون بچاوے گا اس نے عاجزی اور منت کی حضرتؐ نے معاف کر دیا پھر اصحاب کو بلا کر یہ حدیث فرمائی۔

## شفقت نبویؐ

(۱۵۰۵) م ابو هریرة اِنَّمَا مَثَلِیْ وَمَثَلُ اُمَّتِیْ كَمَثَلِ رَجُلٍ اِسْتَوْقَدَ نَارًا فَجَعَلَتِ الدَّوَآبُّ وَالْفَرَاشُ یَقَعْنَ فِیْهِ وَاَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِكُمْ وَاَنْتُمْ تَقَحَّمُوْنَ فِیْهِ۔

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میری مثل اور میری امت کی مثل اس مرد کی جس نے آگ جلائی پھر اس میں کیڑے اور پتنگے گرنے لگے اور میں پکڑے ہوئے ہوں تمہاری کمروں کو اور تم بے تامل اندھادھند اس میں گرے پڑتے ہو۔

ف یعنی لوگ حرص اور گناہوں میں بے تامل گرتے ہیں جیسے آگ میں کیڑے پتنگے خوشی سے گرتے ہیں اور جلتے ہیں اور حضرتؐ کمال شفقت سے ان نادانوں کو بہت روکتے ہیں جیسے کوئی کسی کی کمر پکڑ کے روکے پر افسوس کہ نادان حریص نہیں رکتے۔

(۱۵۰۶) م جابر مَثَلِیْ وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ اَوْقَدَ نَارًا فَجَعَلَ الْجَنَادِبُ وَالْفَرَاشُ یَقَعْنَ فِیْهِ وَهُوَ یَذُبُّ عَنْهَا وَاَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ وَاَنْتُمْ تَفَلَّتُوْنَ مِنْ یَدَیَّ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میری مثل اور تمہاری مثل اس مرد کی سی ہے جس نے آگ جلائی تو اس میں ٹڈے اور پتنگے گرنے لگے اور وہ آگ سے ہانکتا جاتا ہے اور میں پکڑنے والا ہوں تمہاری کمر گاہ کو دوزخ سے اور تم چھڑائے بھاگتے ہو میرے ہاتھ سے

ف یعنی تم شہوت اور گناہوں میں ایسے گرتے ہو جیسے کیڑے آگ میں گرتے ہیں اور میں ہزار ہزار حکمت سے تم کو گناہوں سے روکتا ہوں جیسے کوئی کسی کا پٹکا پکڑ کے روکتا ہو لیکن تم نہیں رکتے۔ اس حدیث سے حضرتؐ کی کمال شفقت اپنی اس گنہگار امت پر ثابت ہوتی ہے۔

(۱۵۰۷) ق ابو موسیٰ اِنَّ مَثَلِیْ وَمَثَلَ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰهُ بِهٖ كَمَثَلِ رَجُلٍ اَتٰی قَوْمًا فَقَالَ یَا قَوْمِ اِنِّیْ رَاَیْتُ الْجَیْشَ بِعَیْنَیَّ وَاِنِّیْ اَنَا النَّذِیْرُ الْعُرْیَانُ فَالنَّجَآءَ فَاَطَاعَهٗ طَآئِفَةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ فَادْلَجُوْا فَانْطَلَقُوْا عَلٰی مَهَلِهِمْ وَكَذَّبَتْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ فَاَصْبَحُوْا مَكَانَهُمْ فَصَبَّحَهُمُ الْجَیْشُ فَاَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ اَطَاعَنِیْ وَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهٖ وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِیْ وَكَذَّبَ

بخاری اور مسلم میں ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میری مثل اور میری پیغمبری اور دین کی مثل جیسے اس مرد کی مثل ہے جو ایک قوم کے پاس آیا پھر اس نے کہا اے قوم میں بیشک لوٹنے والے لشکر کو اپنی دونوں آنکھ سے دیکھ آیا ہوں اور میں ننگا ڈرانے والا ہوں سو جلدی بھاگو، سو اس کی قوم سے کچھ لوگوں نے اس کا کہنا مانا سو وہ شام ہوتے ہی بھاگے سو آرام سے چلے گئے اور جو کچھ لوگوں نے جھوٹا جانا وہ فجر تک اپنے مکانوں میں ٹھہرے رہے سو صبح ہوتے ان پر لشکر ٹوٹ پڑا تو ان کو ہلاک کیا اور ان کو جڑ سے اکھاڑا سو یہی مثل ہے اس کی جس نے میرا کہنا مانا اور میرے دین کی

بِمَا جِئْتُ بِهٖ مِنَ الْحَقِّ۔ پیری کی اور مثل اسکی جس نے میرا کہنا نہ مانا اور جھٹلایا سچے دین کو۔

**ف** عرب میں دستور تھا کہ جس نے دشمن کے لشکر کو دیکھا کہ غارت کرنے کو آتا ہے تو وہ ننگا ہو کے اپنے کپڑے لکڑی پر اٹھا کر چلاتا تھا اور اپنی قوم سے کہتا تھا کہ جلد بھاگو ننگے ہونے سے غرض یہ تھی کہ اس کو لوگ بڑی آفت سمجھیں اور اس کو سچا جان کر جلد بھاگیں۔

## حضورؐ سب سے آخری نبی ہیں

**(۱۵۰۸) ق** جابرؓ مَثَلِيْ وَمَثَلُ الْاَنْبِيَآءِ كَرَجُلٍ بَنٰى دَارًا فَاَكْمَلَهَا وَاَحْسَنَهَا اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ وَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُوْنَهَا وَيَعْجَبُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ زَادَ مُسْلِمٌ فَاَنَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ جِئْتُ خَتَمْتُ الْاَنْبِيَآءَ

بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میری مثل اور پیغمبروں کی مثل اس مرد کی سی مثل ہے جس نے ایک گھر بنایا تو اس کو پورا بنایا اور ستھرا تیار کیا مگر ایک اینٹ کا مکان رہنے دیا اور لوگ اس گھر میں آنے لگے اور تعجب کرنے لگے اور کہنے لگے اس اینٹ کا مکان کیوں نہ تیار ہوا مسلم نے اتنی روایت اور زیادہ کی ہے سو میں اس اینٹ کا مکان ہوں میں اس طرح آیا کہ میں نے پیغمبروں کو ختم کیا۔

**ف** یعنی نبوت کا محل بدون خاتم النبیین کے ناتمام تھا جب حضرت تشریف لائے تو محل پورا ہو گیا جتنے عمدہ کمالات بشر میں ممکن تھے وہ حضرت پر ختم ہو گئے اسی واسطے ہمارے حضرت خاتم النبیین ہوئے کوئی کمال باقی نہیں رہا جو کوئی پیغمبر حضرتؐ کے بعد آ کر اس کا جلوہ گر ہوتا۔

## نبی کا اپنی امت کے سامنے وفات پانا رحمتِ خداوندی ہے

**(۱۵۰۹) م** اَبُوْ مُوْسٰى اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ رَحْمَةَ اُمَّةٍ مِّنْ عِبَادِهٖ قَبَضَ نَبِيَّهَا قَبْلَهَا فَجَعَلَهٗ لَهَا فَرَطًا وَّسَلَفًا بَيْنَ يَدَيْهَا وَاِذَا اَرَادَ هَلَكَةَ اُمَّةٍ عَذَّبَهَا وَنَبِيُّهَا حَيٌّ فَاَهْلَكَهَا وَنَبِيُّهَا يَنْظُرُ فَاَقَرَّ عَيْنَهٗ بِهَلَكَتِهَا حِيْنَ كَذَّبُوْهُ وَعَصَوْا اَمْرَهٗ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب ارادہ کرتا ہے اللہ کسی امت پر اپنے بندوں سے رحمت کرنے کا تو امت سے پہلے اس امت کے پیغمبر کی روح قبض کرتا ہے یعنی پیغمبر کی وفات امت سے پہلے ہوتی ہے پھر اس پیغمبر کو اپنی امت کا میر اول بناتا ہے اور پیشوا بھیجتا ہے امت کے آگے اور جب خدا کسی امت کی ہلاکی اور بربادی چاہتا ہے تو امت پر عذاب بھیجتا ہے اس امت کے پیغمبر کے جیتے [illegible] پیغمبر کے سامنے تو پیغمبر کی آنکھ ٹھنڈی [illegible] تا کہ جب کہ اس کو ان کا ذلیل ہونا [illegible]

**ف** یعنی جس امت پر خدا کرم اور رحمت کرنا چاہتا ہے تو اس کے پیغمبر کی پہلے وفات ہوتی ہے تا کہ امت اس کے غم میں صبر کرے اور ثواب پاوے اور اس کے بعد اس کی شریعت پر عمل کرے تو دونا ثواب حاصل کرے اور پیغمبر اپنی امت کے نیک عمل دیکھ کر خوش ہو اس عالم میں اور گواہ بنے امت کے ایمان کا گویا حضرتؐ نے اس حدیث سے اپنی امت کو دلاسا دیا کہ میرے فراق میں زیادہ پریشان دل نہ ہو میری وفات کر غضب الٰہی

نہ جانیں خدا کی رحمت سمجھیں اسی واسطے اس امت کو امتِ مرحومہ کہتے ہیں اور جس امت پر خدا غضب کیا چاہتا تو اس کے پیغمبر سے پہلے امت کو ہلاک کرتا ہے یا پیغمبر کے دل کے پھپھولے پھوٹیں اس واسطے کہ اس امت کمبخت نے اپنے پیغمبر کی قدر نہ جانی اس کو رنج دیا اور جھٹلایا جیسے حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ اور حضرت ہودؑ اور حضرت صالح علیہم السلام کی امتوں کا حال ہوا کہ پیغمبر ان کے زندہ رہے اور وہ عذاب الٰہی سے ہلاک ہوئے۔

## حوض کوثر کا بیان

(۱۵۱۰) م عائشۃ انی علی الحوض انظر من یرد علی منکم واللہ لیقتطعن دونی رجال فلاقولن ای رب منی ومن امتی فیقول انک لا تدری ما احدثوا بعدک ما زالوا یرجعون علی اعقابھم۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں اپنے حوض کوثر پر دیکھوں گا یا دیکھتا ہوں ان کو جو تم لوگوں سے میرے پاس آویں گے قسم خدا کی کچھ لوگ میرے پاس آنے سے روکے جاویں گے سو میں کہونگا اے رب یہ لوگ میرے ہیں میری امت سے ہیں سو خدا فرمائیگا تو نہیں جانتا ہے کہ انھوں نے تیرے بعد کیا چیز نئی نکالی ہے سدا پھرتے رہے ایڑیوں کے بل یعنی دین سے پھرگئے

ف اس حدیث سے وہ لوگ مراد ہیں جو چند گروہ عرب کے حضرتؐ کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے تھے جن کو ابی بکر صدیقؓ نے قتل کیا، یا وہ لوگ مراد ہیں جنھوں نے دین میں نئی باتیں نکالیں اور بدعتیں عالم میں پھیلائیں۔

(۱۵۱۱) م انس ما بین ناحیتی حوضی کما بین صنعاء والمدینۃ۔

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میرے حوض کوثر کے دونوں کناروں کے درمیان اتنا فرق ہے جتنا صنعا اور مدینے میں فرق ہے۔

ف صنعا یمن میں ایک شہر کا نام ہے مدینے سے وہاں تک کئی مہینے کی راہ ہے مطلب یہ کہ حوض کوثر نہایت بڑا ہے۔

(۱۵۱۲) ق عقبۃ بن عامر انی فرط لکم وانا شھید علیکم وانی واللہ لانظر الی حوضی الآن وانی اعطیت مفاتیح خزائن الارض او مفاتیح الارض وانی واللہ ما اخاف علیکم ان تشرکوا بعدی ولکن اخاف علیکم ان تنافسوا فیھا۔

بخاری اور مسلم میں عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ میں تمہارے واسطے میر اول اور پیشوا ہوں یعنی مجھ کو سفر آخرت کا قریب ہے تمہاری مغفرت کا سامان درست کرنے جاتا ہوں اور تمہارا گواہ ہوں قیامت میں اور میں خدا کی قسم البتہ اپنے حوض کوثر کو اب دیکھ رہا ہوں اور مجھ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں اور ایک روایت یوں ہے زمین کی کنجیاں یعنی میری امت کا سب ملکوں میں عمل ہوگا اور میں واللہ تم پر اس سے نہیں ڈرتا کہ تم مشرک ہو جاؤگے میرے بعد لیکن اس سے ڈرتا ہوں کہ دنیا کے لالچ میں نہ پڑو اور آپس میں حسد کرنے لگو

ف وفات کے قریب حضرتؐ نے یہ حدیث منبر پر فرمائی۔

(۱۵۱۳) ق جَرِيْرٌ اَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ. ؎۱

بخاری اور مسلم میں جریرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں تمہارا پیشوا اور پیشرو ہوں حوض کوثر پر۔

(۱۵۱۴) ق اِبْنُ مَسْعُوْدٍ لَيُرْفَعَنَّ اِلَيَّ رِجَالٌ مِّنْكُمْ حَتّٰى اِذَا اَهْوَيْتُ اِلَيْهِمْ لِاُنَاوِلَهُمْ اخْتُلِجُوْا دُوْنِيْ فَاَقُوْلُ اَيْ رَبِّ اَصْحَابِيْ فَيُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ. ؎۲

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میرے سامنے لائے جائیں گے تم میں سے چند لوگ یہاں تک کہ جب میں ان کی طرف جھکوں گا کہ حوض کوثر کا پانی ان کو دوں تو وہ لوگ میرے پاس سے ہٹا دیئے جاویں گے تو میں کہوں گا کہ اے میرے رب یہ تو میرے ساتھی ہیں تو حکم ہوگا تو نہیں جانتا کہ انھوں نے تیرے بعد کیا بدعتیں نکالیں۔

ف عرب کے چند گروہ نو مسلم حضرتؐ کے بعد مرتد ہو گئے تھے جن کو صدیق اکبرؓ نے قتل کیا وہ لوگ اس حدیث میں مراد ہیں۔

(۱۵۱۵) ق عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو حَوْضِيْ مَسِيْرَةُ شَهْرٍ مَاؤُهٗ اَبْيَضُ مِنَ اللَّبَنِ وَرِيْحُهٗ اَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَكِيْزَانُهٗ كَنُجُوْمِ السَّمَاءِ مَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَا يَظْمَاُ اَبَدًا

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میرا حوض کوثر مہینے بھر کی راہ ہے اس کا پانی زیادہ سفید دودھ سے اور اس کی بو مشک سے زیادہ تر خوشبودار ہے اور اس کے کوزے اور آبخورے جیسے آسمان کے تارے یعنی بیشمار جو اس حوض سے پانی پیئے کبھی اس کو پیاس نہ لگے۔

ف ہر چند پیاس تو ایک بار کے پینے سے جاتی رہے گی لیکن اہل جنت لذت کے واسطے اس کو پیا کریں گے۔

(۱۵۱۶) م اَبُوْ ذَرٍّ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاٰنِيَتُهٗ اَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَاءِ وَكَوَاكِبِهَا اَلَا فِي اللَّيْلَةِ الْمُظْلِمَةِ الْمُصْحِيَةِ اٰنِيَةُ الْجَنَّةِ مَنْ شَرِبَ مِنْهَا لَمْ يَظْمَاْ اٰخِرَ مَا عَلَيْهِ يَشْخَبُ فِيْهِ مِيْزَابَانِ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَاْ عَرْضُهٗ مِثْلُ طُوْلِهٖ مَا بَيْنَ عَمَّانَ اِلٰى اَيْلَةَ مَاؤُهٗ اَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَاَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ قَالَهٗ لَهٗ حِيْنَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اٰنِيَةُ الْحَوْضِ.

مسلم میں ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کی قسم جس کے قابو میں میری جان ہے البتہ حوض کوثر کے برتن زیادہ تر ہیں آسمان کے چھوٹے بڑے ستاروں کی گنتی سے برتنوں کی کثرت جان رکھ جیسے ستاروں کی کثرت ہوتی ہے اندھیری بے بدلی والی رات میں بہشت کے برتن جو ان سے پیئے پیاسا نہ رہے آخر زمانے تک یعنی ہمیشہ چھکارہے اس حوض میں بہشت کے دو پرنالے بہتے ہیں جو اس سے پیئے پیاسا نہ رہے اس کا چوڑاؤ لنباؤ کے برابر ہے جتنا فرق ہے عمان سے ایلہ تک پانی اس کا زیادہ تر سفید دودھ سے اور شیریں تر شہد سے، یہ حضرتؐ [illegible] کہ جب ابوذرؓ نے کہا یا رسولؐ اللہ حوض کے [illegible]

ف عمان اور ایلہ شہر ہیں شام میں۔

(۱۵۱۷) ق اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا

---

؎۱ حدیث مذکور مسلم شریف میں حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضرت جریرؓ سے نہیں — ؎۲ صحیح مسلم میں میرے دن کے الفاظ ہیں۔ نیز حدیث مذکور حضرت انسؓ سے مروی ہے حضرت ابن مسعودؓ سے نہیں۔ (چشتی)

بِيَدِهٖ لَاُذُوْدَنَّ رِجَالًا عَنْ حَوْضِيْ كَمَا تُذَادُ الْغَرِيْبَةُ مِنَ الْاِبِلِ عَنِ الْحَوْضِ لہ

اس کی قسم جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ میں ہانکوں گا کچھ مردوں کو اپنے حوض کوثر سے جیسے حوض پر سے غیر کے اونٹ ہانکے جاتے ہیں۔

**ف** یعنی کفار اور منافقین اور مرتد حوض کوثر سے ہٹائے جائیں گے۔

(۱۵۱۸) **ق** اَنَسٌ قَدْرُ حَوْضِيْ كَمَا بَيْنَ اَيْلَةَ وَصَنْعَاءَ مِنَ الْيَمَنِ وَاِنَّ فِيْهِ مِنَ الْاَبَارِيْقِ كَعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَاءِ۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میرے حوض کوثر کا اندازہ اتنا ہے جتنا فرق ہے ایلہ اور یمن کی صنعا میں اور البتہ اس میں آبخورے ہیں آسمان کے تاروں کے شمار برابر۔

**ف** ایلہ شام میں ایک بستی کا نام ہے اور صنعا یمن کا بڑا مشہور شہر ہے۔ باقی بر صفحہ ۲۲۳

## بچوں اور عورتوں پر حضورؐ کی شفقت

(۱۵۱۹) **م** اَنَسٌ تَدْمَعُ الْعَيْنُ وَيَحْزَنُ الْقَلْبُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا يَرْضٰى رَبُّنَا وَاللّٰهِ يَا اِبْرَاهِيْمُ اِنَّا بِكَ لَمَحْزُوْنُوْنَ۔

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا آنسو بہاتی ہے آنکھ اور غم کرتا ہے دل اور نہیں کہتے ہم مگر وہی جو ہمارے رب کو پسند آئے یعنی انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے ہیں قسم خدا کی اے ابراہیمؑ ہم تیری جدائی سے غمناک ہیں۔

**ف** مشکوۃ میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیمؑ یعنی حضرتؐ کے فرزند کا جب دم نکلنے لگا تو حضرتؐ کی دونوں آنکھوں سے آنسو نکلے تو عبدالرحمن بن عوف نے حضرتؐ سے عرض کی کہ یا حضرتؐ آپ اور روتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عبدالرحمن یہ رونا رحمت کی نشانی ہے پھر حضرتؐ دوسری بار آنسو بھر لائے پھر یہ حدیث فرمائی یعنی آنکھ سے آنسو نکلنا اور دل کا غم کرنا صبر کے مخالف نہیں بلکہ یہ رحمت اور نرم دلی کی نشانی ہے نوحہ گری اور شکوہ کرنا البتہ صبر کے مخالف ہے اور حرام ہے۔

(۱۵۲۰) **م** اَنَسٌ وُلِدَ لِيَ اللَّيْلَةَ غُلَامٌ فَسَمَّيْتُهٗ بِاِسْمِ اَبِيْ اِبْرَاهِيْمَ۔

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ رات کو میرا لڑکا پیدا ہوا تو میں نے اس کا نام اپنے باپ ابراہیمؑ کے نام پر رکھا۔

**ف** ہجری آٹھویں سال ماریہ قبطیہ سے صاحبزادہ پیدا ہوا حضرتؐ نے ان کا ابراہیمؑ نام رکھا۔ سترہ مہینے کے بعد انکا انتقال ہوا۔

(۱۵۲۱) **م** اَنَسٌ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِيْ وَاِنَّهٗ مَاتَ فِي الثَّدْيِ وَاِنَّ لَهٗ لَظِئْرَيْنِ تُكَمِّلَانِ رَضَاعَهٗ فِي الْجَنَّةِ۔

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بیشک ابراہیم میرا بیٹا ہے شیرخوارگی میں مر گیا اور اس کے واسطے دو دایاں ہیں بہشت میں دودھ پلانے کی مدت کو پورا کرتی ہیں۔

**ف** حضرت ابراہیمؑ آٹھویں سال ہجری کے حضرتؐ کی حرم سے جن کا ماریہ قبطیہ نام تھا پیدا ہوئے اور اٹھارہ مہینے کے ہو کر مر گئے شاید کوئی شبہ کرتا کہ پیغمبر کا بیٹا حرم سے کیسا تو اس واسطے حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ مقرر میرا بیٹا ہے اور خدا کے نزدیک اس کا ایسا رتبہ ہے کہ بہشت میں اس کو دایاں دودھ پلاتی ہیں۔

لہ حدیث مذکور کے الفاظ مسلم کی روایت کے مطابق نہیں۔ (محشی)

(۱۵۲۲) م انسٌ یَا اَنْجَشَۃُ رُوَیْدَ کَ سَوْقَکَ بِالْقَوَارِیْرِ۔

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے انجشہ آہستہ آہستہ چل اور اونٹوں کو شیشے لدے اونٹوں کی طرح ہانک۔

ف انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ کسی سفر میں تھے اور ایک حبشی غلام جس کا انجشہ نام تھا وہ حضرتؐ کی بیبیوں کے اونٹوں کو ہانکتا تھا سو وہ غلام خوش آواز تھا آہنگ سے سرود گاتا جاتا تھا اور دستور ہے کہ اونٹ سرود سے بہت جلد جلد چلنے لگتے ہیں تو بیبیوں کو سواری میں تکلیف ہوتی تھی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی اور اس کو سرود کہنے اور جلد چلنے سے منع کیا اور عورتیں تو نازک بدن ہوتی ہیں اس واسطے حضرتؐ نے ان کو شیشہ باشا کہا اور بعضے اس حدیث کا یوں مطلب کہتے ہیں کہ وہ خوش آواز غلام عشق انگیز اشعار پڑھتا جاتا تھا حضرتؐ ڈرے کہ مبادا عورتوں کے دلوں میں کچھ تاثیر ہو جاوے اور ان کا شیشۂ دل ٹوٹ جاوے اس واسطے منع فرمایا معلوم ہوا کہ عورتوں کو مرد کا راگ سنانا خصوصاً کہ اس کے مضمون میں عشق کا بھی ذکر ہو درست نہیں کہ بے شبہ فساد کا سبب ہے۔

## اخلاقِ نبویؐ

(۱۵۲۳) م انسٌ یَا اُمَّ فُلَانٍ اِنْظُرِیْ اَیُّ السِّکَکِ شِئْتِ حَتّٰی اَقْضِیَ لَکِ حَاجَتَکِ قَالَہٗ لِامْرَاَۃٍ کَانَ فِیْ عَقْلِہَا شَیْءٌ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ لِیْ اِلَیْکَ حَاجَۃً۔[1]

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے فلانے کی ماں دیکھ اور چل جس گلی کو تیرا جی چاہے تاکہ میں تیرا کام کر دوں یہ حضرتؐ نے اس عورت سے فرمایا جس کی عقل میں کچھ خلل تھا یعنی دیوانی تھی سو اس نے کہا کہ یا رسولؐ اللہ مجھ کو آپ سے کچھ کام ہے۔

ف ایک عورت دیوانی تھی حضرتؐ کے پاس آئی کہ حضرتؐ میرا فلانا کام کر دیجئے حضرتؐ کمال اخلاق سے اس کی بھی خاطر شکنی نہ کرتے اور اس کا کام کر دیتے۔

## حضورؐ کے پسینہ کی خوشبو کا بیان

(۱۵۲۴) ق انسٌ یَا اُمَّ سُلَیْمٍ مَا ھٰذَا الَّذِیْ تَصْنَعِیْنَ قَالَہٗ حِیْنَ رَاٰھَا تَجْمَعُ عَرَقَہٗ۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے ام سلیم تو یہ کیا کرتی ہے یہ حضرتؐ نے اس وقت فرمایا جب ام سلیم کو اپنا پسینا جمع کرتے دیکھا۔

آپ کے پسینے کی خوشبو عطر کی طرح تھی۔

ف انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ اکثر دن کو میرے گھر میں آکر سوتے تھے۔ ایک روز حضرتؐ کے بدن سے پسینہ بہت نکلا میری ماں یعنی ام سلیمؓ حضرتؐ کا پسینہ پونچھ پونچھ کر عطر کی شیشی میں بھرنے لگی حضرتؐ جاگ پڑے اور یہ حدیث فرمائی یعنی تو کیوں پونچھتی ہے۔ ام سلیمؓ نے کہا یا رسول اللہ یہ میری عطر کی شیشی میں آپ کا پسینہ ڈالتی ہوں کہ حضرتؐ کا پسینہ عطر سے بھی زیادہ خوشبودار ہے اور دوسری روایت میں ام سلیم نے یوں جواب دیا کہ اپنے لڑکوں کی برکت کے واسطے حضرتؐ کا پسینا جمع کرتی ہوں حضرتؐ نے فرمایا تو خوب سمجھی۔

(۱۵۲۵) ق عَائِشَۃُ اَحْیَانًا یَاْتِیْنِیْ مِثْلَ صَلْصَلَۃِ الْجَرَسِ وَھُوَ اَشَدُّہٗ

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کبھی مجھ کو وحی آتی ہے جیسے گھنٹے کی جھنکار اور وہ مجھ پر

---

[1] امام مسلم نے حدیث مذکور کو عنوان "حضورؐ کا لوگوں سے قریب رہنا اور تواضع فرمانا" میں ذکر کیا ہے۔ خ صحیح بخاری ج ۲، ۱۰۶ (حشی) ۹۹

عَلَیَّ فَیَفْصِمُ عَنِّیْ وَقَدْ وَعَیْتُ مَا قَالَ وَاَحْیَانًا یَتَمَثَّلُ لِیَ الْمَلَکُ رَجُلًا فَیُکَلِّمُنِیْ فَاَعِیْ مَا یَقُوْلُ قَالَہٗ حِیْنَ سَاَلَہُ الْحَارِثُ بْنُ ھِشَامٍ کَیْفَ یَاْتِیْکَ الْوَحْیُ۔

نہایت سخت گذرتی ہے پھر موقوف ہو جاتی ہے جبکہ میں یاد کر چکا ہوں اور کبھی میرے پاس فرشتہ مرد کی صورت بن کے آتا ہے سو مجھ سے کلام کرتا ہے تو میں یاد کر لیتا ہوں جو کہ مجھے کہتا ہے۔ حضرتؐ نے اس وقت فرمایا جبکہ حارث بن ہشام نے حضرتؐ سے پوچھا کہ آپ کو وحی کس طرح آتی ہے۔

**ف** بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرتؐ کو دیکھا کر کڑاکتے جاڑے میں وحی آتے کہ حضرتؐ کی پیشانی سے پسینا پھوٹ نکلتا تھا۔

## حضورؐ کے اسمائے گرامی کا بیان

(۱۵۳۶) **ق** جُبَیْرُ بْنُ مُطْعِمٍ لِیْ خَمْسَۃُ اَسْمَاءٍ اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِیْ الَّذِیْ یَمْحُو اللّٰہُ بِیَ الْکُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمِیْ وَاَنَا الْعَاقِبُ۔

بخاری اور مسلم میں جبیرؓ بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میرے پانچ نام ہیں میں محمدؐ ہوں اور احمدؐ ہوں اور میں ماحی ہوں کہ خدا میرے سبب سے کفر کو مٹاتا ہے اور میں حاشر ہوں کہ میرے قدم پہ لوگوں کا حشر ہوگا اور میں عاقب ہوں یعنی پچھلا پیغمبر ہوں۔

(۱۵۳۷) **م** ابُوْ مُوْسٰی اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَحْمَدُ وَالْمُقَفِّیْ وَالْحَاشِرُ وَنَبِیُّ التَّوْبَۃِ وَنَبِیُّ الرَّحْمَۃِ وَفِیْ اَطْرَافِ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ وَنَبِیُّ الرَّحْمَۃِ وَنَبِیُّ الْمَلْحَمَۃِ وَلَمْ یَذْکُرْ وَنَبِیُّ التَّوْبَۃِ۔

مسلم میں ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں محمدؐ ہوں اور احمدؐ ہوں اور مقفی ہوں اور حاشر ہوں اور نبی التوبہ ہوں اور نبی الرحمہ ہوں۔ اور اطراف ابی مسعود میں یوں روایت ہے کہ نبی الرحمہ اور نبی الملحمہ ہوں اور اس میں نبی التوبہ کا ذکر نہیں۔

**ف** حضرتؐ نے اس حدیث میں اپنے نام اور اپنے صفات ذکر کیے۔ محمدؐ کے معنی بہت سراہا اور احمدؐ کے معنی سب مخلوقات سے زیادہ تر تعریف کے لائق اور مقفی کے معنی سب پیغمبروں کے بعد آنے والا اور حاشر یعنی سب کا حشر آپ کے قدم پہ ہوگا اور نبی التوبہ یعنی ایسا پیغمبر کہ اس کے ہاتھ پر بے شمار لوگوں نے توبہ کی اور اس کی امت کی توبہ مقبول ہے اور نبی الرحمہ یعنی ایسا پیغمبر جس کی شرع کے احکام میں کچھ سختی اور تنگی نہیں سراسر رحمت ہے اور نبی الملحمہ یعنی جنگ کا پیغمبر کہ تلوار سے دین کو پھیلا وے۔ اطراف ابو مسعود ایک کتاب کا نام ہے جس کو ابراہیم بن محمد دمشقی نے کہ حدیث کے بڑے حافظ تھے تصنیف کیا۔ نصاریٰ ہند میں مسلمانوں پر اعتراض کرتے ہیں کہ تمہارے پیغمبر نے تلوار کے زور سے اسلام کو پھیلایا اور آدمیوں کو قتل کیا حالانکہ خونریزی درست نہیں کسی پیغمبر نے خونریزی نہیں کی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ باتفاق عقلا ظلم اور کفر نہایت بد چیز ہے اور عدل اور ایمان عمدہ چیز ہے پھر جب ظالم اور کافر اپنے ظلم اور کفر کو نہ چھوڑے اور حق بات کو کسی طرح نہ سمجھے تو اس کا قتل کرنا عقل کے نزدیک معیوب نہیں تاکہ اور لوگ اس کی صحبت سے نہ خراب ہوں چنانچہ اگر آدمی کا ہاتھ سڑ جائے تو اس کا کاٹ ڈالنا بہتر ہے تاکہ باقی اعضا سڑنے سے بچیں۔ علاوہ اس کے توریت اور زبور کو نصاریٰ حق جانتے ہیں حالانکہ توریت میں جہاد کا صاف حکم موجود ہے۔ حضرت موسیٰؑ اور حضرت یوشعؑ اور حضرت داؤدؑ کا جہاد عالم میں مشہور ہے جس کو شک ہو

جہاد پر نصاریٰ کے اعتراض کا جواب اور زبور سے حضورؐ کی نبوت کا ثبوت۔

توریت میں دیکھ لے بلکہ زبور کی ۴۵ فصل میں ہمارے حضرت کی بشارت میں داؤد علیہ السلام نے یوں فرمایا کہ اے پہلوان توجاہ وجلال سے اپنی تلوار حمائل کرکے ران پر لٹکا عدالت پر سوار ہو۔ تیرا دست راست تجھے ہیبت ناک کام دکھلائے گا اور زبور کی ۷۲ فصل میں حضرت کے حق میں خدا یوں فرماتا ہے کہ وہ میرے بندوں میں صداقت کا حکم کرے گا محتاجوں کو بچائے گا ظالموں کو ٹکڑے ٹکڑے کرے گا جب تک آفتاب باقی رہے گا اس کا دین اور مبارکی اور اس کا نام باقی رہے گا۔ فقط ان دونوں دلیلوں سے صاف معلوم ہوا کہ جہاد کرنا عمدہ کام ہے خدا کو پسند ہے اگرچہ نصاریٰ کو ناپسند ہو اور یہ جو نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہ دونوں بشارتیں عیسیٰ کے حق میں ہیں سو صاف غلط ہے اس واسطے کہ عیسیٰ نے کب تلوار پکڑی اور کس کافر کو مارا ان پر پہلوان اور مجاہد صادق نہیں آتا بلکہ یہ دونوں بشارتیں ہمارے حضرت کی نبوت پر صاف دلیل ہیں۔

## حضورؐ کی اطاعت فرض ہے

(۱۵۲۸) ق اَلزُّبَیْرُ بْنُ الْعَوَّامِ یَا زُبَیْرُ اسْقِ ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلَی الْجُدُرِ۔

بخاری اور مسلم میں زبیر بن عوام سے روایت ہے کہ اے زبیر اپنا کھیت سینچ لے پھر روک رکھ پانی کو یہاں تک کہ کھیت کی مینڈوں پر پانی چڑھ جاوے یعنی لبالب ہو جاوے۔

ف مصابیح میں روایت ہے کہ زبیر میں اور ایک انصاری میں کھیت سینچنے کا جھگڑا ہوا حضرت نے حکم کیا کہ اے زبیر تو اول سینچ لے کہ تیری زمین پانی سے قریب ہے پھر انصاری کو سینچنے دے تو انصاری نے غصہ سے کہا کہ حضرت اپنی پھوپھی کے بیٹے کی خاطرداری کرتے ہیں حضرت کو غصہ آیا پھر یہ حدیث فرمائی۔ اول حکم میں دونوں کی رعایت تھی کہ دونوں برابر سینچیں جب انصاری نے غصہ دلایا اور جو اس کے حق میں مروت کی تھی نہ سمجھا تب حضرت نے زبیر کو اپنا پورا حق لینے کو فرمایا اس واسطے کہ شرع کا حکم یہ ہے کہ جس کی زمین پانی سے قریب ہو وہ اول خوب سینچ لے پھر دوسرا سینچے۔

(۱۵۲۹) ق اَلزُّبَیْرُ اسْقِ یَا زُبَیْرُ ثُمَّ اَرْسِلِ الْمَاءَ اِلٰی جَارِکَ۔

بخاری اور مسلم میں زبیرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے زبیر تو اپنے کھیت کو سینچ لے پھر چھوڑ دے پانی کو اپنے ہمسائے کی طرف۔

ف خلاصہ یہ کہ جس کا کھیت پانی کے قریب ہو وہ پہلے اپنا کھیت سینچے اس کے بعد جو اس کے پاس ہو وہ سینچے۔

## بے فائدہ سوال کرنے کی ممانعت

(۱۵۳۰) ق اَنَسٌ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّسْئَلَ عَنْ شَیْءٍ فَلْیَسْئَلْ فَلَا تَسْئَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ اِلَّا اَخْبَرْتُکُمْ مَا دُمْتُ فِیْ مَقَامِیْ هٰذَا۔ [1]

صحیح بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جو کچھ کوئی پوچھنا چاہے سو پوچھے سو مجھ سے جو پوچھو گے بتا دوں گا جب تک میں اس مقام میں ہوں اس وقت۔

ف بخاری اور مسلم میں پوری روایت یوں ہے کہ ایک روز حضرت نے ... پڑھا اور قیامت کو یاد کیا اور فرمایا کہ قیامت سے پہلے بڑی بڑی مصیبتیں ہونے والی ہیں۔ اصحاب بے اختیار خوف قیامت سے رونے لگے پھر حضرت نے یہ حدیث فرمائی یعنی جس کو پوچھنا ہو سو پوچھے عبداللہ بن حذافہؓ نے پوچھا کہ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا کہ حذافہ ہے۔ اور حضرت اس وقت بہت غصے میں تھے عمر فاروقؓ نے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر کہا

[1] امام مسلم نے حدیث مذکور اور مابعد والی حدیث کو عنوان "حضورؐ کی عظمت اور توقیر کا ذکر" میں بیان کیا ہے۔ (...)

کہ ہم بدل راضی ہیں خدا کی خدائی سے اور اسلام کے دین سے اور حضرتؐ کی پیغمبری سے۔ یہ سن کر حضرتؐ کا غصہ ٹھنڈا ہوا۔ بعضے علما نے کہا کہ منافقوں نے کہا تھا کہ پیغمبر ہمارے سوال کے جواب میں عاجز ہے اس واسطے حضرتؐ غصے سے بار بار فرماتے تھے ان کی طرف اشارہ کر کے کہ پوچھے جس کا جی چاہے عبداللہ ابن حذافہ اس مطلب کو نہ سمجھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات سمجھ گئے کہ یہ کلام حضرتؐ کا اصحاب سے نہیں منافقوں سے ہے تب وہ بات عرض کی جس سے حضرتؐ کا غصہ گیا۔ اس حدیث سے بڑی بزرگی اور نہایت تیز فہمی عمر فاروقؓ کی ثابت ہوئی۔ معلوم ہوا کہ بدون حاجت بے فائدہ سوال عالم سے کرنا نہایت مکروہ ہے۔

## حضورؐ کا ارشاد، اگر تم وہ بات جان لو جو میں جانتا ہوں تو ہنسنا چھوڑ دو

(۱۵۳۱) ق ابوھریرۃ لو تعلمون ما اعلم لبکیتم کثیرا و لضحکتم قلیلا۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تم جانو جو میں جانتا ہوں تو البتہ رویا کرو بہت اور ہنسو تھوڑا۔

ف یعنی موت کی سختیاں اور قبر کے رنگ برنگ عذاب اور قیامت کی مصیبتیں اور دوزخ کی آفتیں اگر تم جانو کمال یقین سے جیسا کہ میں جانتا ہوں تو خواب و خور بھول جاؤ، خوشی پر غم غالب ہو جائے، غفلت کا سبب ہے جو چین سے رہتے ہو۔

## شرعی احکام میں حضورؐ کے حکموں کو دل و جان سے قبول کرنا فرض ہے

(۱۵۳۲) م رافع بن خدیج انما انا بشر اذا امرتکم بشیء من دینکم فخذوا به و اذا امرتکم بشیء من رایی فانما انا بشر۔

مسلم میں رافع بن خدیجؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں آخر آدمی ہوں جب میں تم کو تمہارے دین کی بات کچھ بتاؤں تو اس کو پکڑ لیا کرو یعنی اس پر عمل کیا کرو اور جب میں تم کو کچھ اپنی عقل سے دنیا کی صلاح بتاؤں تو میں بھی تو آخر آدمی ہی ہوں۔

ف جب حضرت مدینے میں آئے تو وہاں کے لوگوں کا دستور تھا کہ نر کھجور کا بادہ کھجوروں میں پیوند کیا کرتے تھے حضرتؐ نے اس کو بے فائدہ جان کر منع کیا اس سال کھجور نہ پیدا ہوئی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی میری اطاعت تم پر دین کے کاموں میں واجب ہے دنیا کے کام میں واجب نہیں اس واسطے کہ میں بھی آدمی ہوں دنیا کے کام میں اگر میری اٹکل میں کچھ چوک پڑے تو کیا عجب ہے دین وہ ہے جس میں عذاب ثواب کا ذکر ہو اور آخرت کے نفع نقصان کا جس میں بیان ہو۔

(۱۵۳۳) م طلحۃ اذا حدثتکم عن اللہ بشیء فخذوا به فانی لن اکذب علی اللہ۔

مسلم میں طلحہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب میں تم کو خدا کی طرف سے کوئی چیز بتایا کروں تو اس کو پکڑ لیا کرو یعنی عمل کرو اس واسطے کہ میں مقرر خدا پر کبھی جھوٹ نہ باندھوں گا یعنی خدا کے حکم پہنچانے میں حضرت معصوم ہیں اس میں چوک پڑنا ممکن نہیں

ف اس حدیث کا قصہ ہو چکا کہ حضرتؐ نے ایکبار انصاریوں کو نر کھجور کے پھول کو مادہ کھجور کے اندر ڈالنے سے منع کیا اس سال کھجور نہ ہوئی تب یہ حدیث فرمائی یعنی دین میں تم کو میری اطاعت کرنا فرض ہے دنیا کی مصلحت اپنی تمہیں خوب جانتے ہو۔

## حضورؐ کی زیارت کی فضیلت اور برکت

(۱۵۳۴) م ابوھریرۃ والذی نفسی بیدہ لیاتین علی احدکم یوم لا یرانی ثم لان یرانی احب الیہ من اھلہ ومالہ معھم۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں محمدؐ کی جان ہے کہ تم میں سے کسی پر البتہ ایک دن آئیگا کہ مجھ کو نہ دیکھے گا پھر تو مقرر میرا دیکھنا اس کے نزدیک دوست تر ہوگا اسکے گھر والوں اور مال سے باوجود مال اور گھر والوں کے۔

ف اس حدیث میں حضرتؐ نے اپنی موت کا اشارہ فرمایا کہ اصحاب حضرتؐ کی صحبت کو غنیمت جانیں حضرتؐ کے صرف دیدار کی یہ تاثیر تھی کہ دمبدم یقین کامل ہوتا تھا آداب اور نیک اخلاق حاصل ہوتے تھے اس واسطے اصحاب کو اپنے اہل وعیال اور مال سے حضرتؐ کی صحبت زیادہ تر محبوب تھی بلکہ اب بھی عشاق محمدیوں کا یہ حال ہے کہ خواب میں حضرتؐ کے دیدار میسر آنے پر تمام عالم کو قربان کرتے ہیں۔

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فضائل

(۱۵۳۵) ق ابوھریرۃ ما من مولود یولد الا والشیطان یمسہ حین یولد فیستھل صارخا من مس الشیطان ایاہ الا مریم وابنھا۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی ایسا لڑکا پیدا نہیں ہوتا مگر کہ شیطان اس کو چھو لیتا ہے جب کہ وہ پیدا ہوتا ہے سو وہ رو اٹھتا ہے چلا کر شیطان کے چھونے سے مگر مریمؑ کو اور ان کے بیٹے کو شیطان نے نہیں ہاتھ لگایا۔

ف حضرت مریمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو شیطان نے اس واسطے ہاتھ نہیں لگایا کہ مریمؑ کی ماں نے حضرت مریمؑ اور ان کی اولاد کے واسطے خدا سے دعا مانگی تھی کہ شیطان کا ان پر دخل نہ ہو چنانچہ قرآن شریف میں وہ دعا مذکور ہے اور جب حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے تھے حضرت جبرئیلؑ نے ان کو اپنے پروں سے ملا تھا اسی واسطے ان کا لقب مسیح ہے یعنی ملا ہوا اور اسی واسطے شیطان ان کو نہ چھو سکا۔

(۱۵۳۶) ق ابوھریرۃ رای عیسی بن مریم رجلا یسرق فقال لہ اسرقت فقال کلا والذی لا الہ الا ھو فقال عیسی امنت باللہ وکذبت عینی۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ دیکھا عیسیٰ بن مریمؑ نے ایک مرد کو چوری کرتے تو اس سے کہا کیا تو نے چوری کی سو اس نے کہا نہیں صاحب میں قسم کھاتا ہوں اس کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں تو عیسیٰؑ نے کہا کہ میں اللہ پر ایمان لایا اور اپنی آنکھ کو میں نے جھوٹا جانا۔

ف یعنی واقعی ایماندار چوری نہیں کرتا میری آنکھ نے خطا کی سبحان اللہ حسن ظن کے یہ معنی ہیں ایک وہ لوگ ہیں جو بدوں دیکھے تہمت لگاتے ہیں اور غل مچاتے ہیں اور ایک یہ پاک لوگ ہیں کہ آنکھ سے دیکھ کر بھی بدگمان نہیں ہوتے جب اس نے خدا کی قسم کھا کر چوری کا انکار کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ سمجھے ہوں گے کہ شاید اس مال میں اس کا کچھ حق ہوگا یا کہ بطور خوش طبعی کے اس نے لیا ہے آخر کو یہ مال مالک کو دیدیگا یا بہ نیت قرض لیا ہوگا قرض کو ادا کریگا۔ غرض کہ حسن ظن کے واسطے بہت احتمالات ممکن ہیں اور اسی طرح بدگمانی کے واسطے بھی مسلمان کو یہی مناسب ہے کہ حسن ظن کیا کرے اور بدگمانی سے بچے۔

(۱۵۳۷) م ابوھریرۃ صیاح المولود حین یقع نزغۃ من الشیطان۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ لڑکے کا جب کہ پیدا ہوتا ہے اور زمین پر گرتا ہے شیطان کے ٹھوکے کے سبب سے ہے۔

## حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فضائل

(۱۵۳۸) ق ابوھریرۃ اختتن ابراھیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالقدوم۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اپنا ختنہ کیا ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم نے قدوم میں۔

**ف** قدوم ایک مکان کا نام ہے شام کے ملک میں اور یہ جو مشہور ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنا ختنہ بسولے سے کیا سو غلط ہے۔ قدوم سے مراد بسولا نہیں بلکہ مکان مراد ہے۔ روایت ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اسّی برس کی عمر میں اپنا ختنہ کیا تھا اور یہ سنت اول انھیں سے جاری ہوئی۔ توریت کی کتاب الخلقۃ میں فصل ۱۷ کے اندر مرقوم ہے کہ خدا نے ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا کہ میرے عہد کو تو یاد رکھ اور تیری نسل یاد رکھے ہمیشہ قیامت تک یعنی ہر مرد کا ختنہ ہوا کرے یہی نشان ہے میرے عہد کا تمہارے بدنوں میں عہد دائمی ابدی، جو ختنہ نہ کرے گا وہ قوم ابراہیمی سے جدا ہوگیا اس نے خدا کا عہد توڑا فقط۔ بارے الحمد للہ کہ اہل اسلام اس عہد پر قائم ہیں اور نصاریٰ نے ختنہ کرنا بالکل موقوف کر دیا حالانکہ توریت کو حق جانتے ہیں اور منسوخ ہونے کے قائل نہیں چنانچہ متی کی انجیل میں عیسیٰ علیہ السلام نے صاف فرمایا ہے کہ توریت کے احکام منسوخ کرنے نہیں آیا بلکہ خود عیسیٰ علیہ السلام کا بھی ختنہ ہوا تھا تو بموجب حکم توریت کے صاف ثابت ہوا کہ نصاریٰ قوم ابراہیمی سے بالکل جدا ہو گئے انھوں نے دائمی عہد خدا کا توڑ ڈالا۔

نصاریٰ پر ترک ختنہ کا الزام

(۱۵۳۹) ق ابوھریرۃ لم یکذب ابراھیم النبی قط الا ثلث کذبات ثنتین فی ذات اللہ قولہ انی سقیم وقولہ بل فعلہ کبیرھم ھذا وواحدۃ فی شان سارۃ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ابراہیم پیغمبر کبھی ایسی بات نہیں بولے جو حقیقت میں سچی ہو اور ظاہر میں جھوٹی ہو سوائے تین بار کے دو باتیں خدا کے مقدمے میں ایک ان کا یہ قول کہ میں بیمار ہوں اور دوسرا قول بلکہ ان کے بڑے نے کیا اور ایک بات سارہ کے حق میں۔

**ف** حضرت ابراہیمؑ کی قوم ستارہ پرست اور بت پرست تھی سو ان کی عید کا جب دن آیا تو انھوں نے چاہا کہ حضرت ابراہیمؑ کو لیجائیں حضرت ابراہیمؑ نے بموجب ان کے اعتقاد کے اپنے بچانے کا حیلہ اٹھایا ستاروں کو دیکھ کر فرمایا کہ میں بیمار ہوں یعنی بموجب تمہارے اعتقاد کے گردش آسمانی اس کو چاہتی ہے کہ میں بیمار ہونگا یا دلی رنج کو بیماری کہا اور جب ان کی قوم عید میں شہر کے باہر گئی تو بت خانے میں جا کر سب بتوں کو توڑا اور ہتھوڑا بڑے بت کے کندھے پر رکھدیا جب قوم نے پوچھا کہ بتوں کو کس نے توڑا تو حضرت ابراہیمؑ نے کہا اس بڑے بت نے توڑا جو کندھے پر ہتھوڑا رکھے ہے تو وہ شرمندہ ہوئے اپنی بت پرستی کی حماقت پر وہ لوگ بڑے بت کی نہایت تعظیم اور عبادت کرتے تھے اسی سبب سے حضرت ابراہیمؑ نے بت شکنی کی تو گویا وہی بت توڑنے کا سبب ہوا اس واسطے حضرت ابراہیمؑ نے اس کی طرف توڑنے کی نسبت کی اور جب حضرت ابراہیمؑ ملک

[?]ں سے ہجرت کرکے شام کے ملک میں گئے تو وہاں کے بادشاہ کا معمول تھا کہ خوبصورت عورت کو چھین لیتا
[?]اس کے خاوند کو مار ڈالتا اور اگر بھائی ہوتا تو نہ مارتا اس لئے حضرت ابراہیمؑ نے اپنی بی بی سارہ کو جو نہایت
[?]بصورت تھیں فرمایا کہ اگر بادشاہ تجھ کو بلائے اور مجھ کو پوچھے تو یوں کہو کہ یہ شخص میرا بھائی ہے یعنی دینی بھائی
[?] تو تینوں باتیں حقیقت میں سچ تھیں اور ظاہر میں جھوٹ۔

(۱۵۴) **ق** اَبُوْهُرَيْرَةَ نَحْنُ اَحَقُّ الشَّكِّ مِنْ اِبْرَاهِيْمَ اِذْ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ لُوْطًا لَقَدْ كَانَ يَاْوِيْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ طُوْلَ لَبْثِ يُوْسُفَ لَاَجَبْتُ الدَّاعِيَ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ابراہیمؑ سے زیادہ تر ہم شک کرنے کے لائق ہیں جبکہ ابراہیمؑ نے کہا کہ اے رب مجھ کو دکھادے کہ تو مُردوں کو کیونکر زندہ کرتا ہے خدا نے فرمایا کیا تجھ کو اس کا یقین نہیں۔ ابراہیمؑ نے کہا یقین کیوں نہیں ولیکن یہ تمنا اس واسطے ہے کہ میرے دل کو اطمینان ہوجائے اور خدا رحم کرے لوطؑ پر اس نے آرزو کی تھی کہ مضبوط مکان میں پناہ پکڑے اور اگر مجھ کو قید خانہ میں دیر لگتی بقدر درازی درنگی یوسفؑ کے تو میں بلانے والے کی بات مان لیتا یعنی تکرار نہ کرتا اس کے ساتھ چلا جاتا۔

**ف** حضرتؐ نے حضرت ابراہیمؑ کا ذکر کرکے ایک شبہ دفع کیا یعنی اگر کوئی کہے کہ حضرت ابراہیمؑ کو مُردے زندہ کرنے میں شک تھا اسی واسطے دیکھنے کی درخواست کی اور ہمارے نبی نے کبھی ایسی درخواست نہیں کی سو حضرتؐ نے یہ شبہ اس طرح دفع کیا کہ مجھ کو تو مردہ زندہ ہونے میں کچھ تردد اور شک نہیں تو ابراہیمؑ کو بطریق اولیٰ نہ تھا اور اگر ان کو شک ہوتا تو ہم کو بھی البتہ ہوتا اور حضرت لوطؑ کا قصہ یہ ہے کہ جب کافروں نے حضرت لوطؑ کے مہمانوں کی بے عزتی چاہی تو حضرت لوط نہایت غمگین ہوئے اور گھبرائے اور یہ تمنا اس وقت کی کہ کاش مجھ کو دفع کفار کا زور ہوتا پناہ کے واسطے کوئی محفوظ مکان ملتا۔ حضرتؐ نے اس قصے کی طرف اشارہ کیا کہ خدا لوطؑ پر رحم کرے کہ غیر خدا پر اعتماد کرنا یعنی محفوظ مکان کی تمنا کرنا شان نبوت کے مناسب نہ تھا اور حضرت یوسفؑ کا قصہ یہ ہے کہ جب زلیخا کی مطلب براری حضرت یوسفؑ سے نہ ہوئی تو اس نے ان کو قید کرایا تہمت لگاکر چودہ برس قید میں رہے جب بادشاہ کے نزدیک حضرت یوسفؑ کا کمال خواب کی تعبیر کہنے سے معلوم ہوا تو بادشاہ نے ان کو بلایا حضرت یوسفؑ بلانے والے کے ساتھ نہ گئے چاہا کہ اول بے قصوری ثابت ہو تب قید خانے سے نکلیں چنانچہ بعد تحقیق عصمت اور پاکدامنی کے بادشاہ کے پاس گئے۔ حضرتؐ نے اس حدیث میں حضرت یوسفؑ کے تامل اور صبر کی تعریف کی کہ باوجود طول حبس کے بدون تحقیق قید خانہ سے توقف نکلنے میں نہ کرتا بلانے والے کے ساتھ چلا جاتا۔

## حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فضائل

(۱۵۵) **ق** اَبُوْهُرَيْرَةَ لَا تُخَيِّرُوْا بَيْنَ الْاَنْبِيَاءِ۔ [1]

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ پیغمبروں میں ایک دوسرے پر بہتر نہ کہو

[1] حدیث مذکور صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید خدری رضؓ سے مروی ہے۔ (حشیتی)

ف یعنی اصل پیغمبری میں سب برابر ہیں یہ نہ جانو کہ کوئی کمتر ہے کوئی بہتر اس واسطے کہ سب پیغمبروں پر ایمان لانا فرض ہے باقی جسقدر جس کی تفصیل دلیل سے ثابت ہے اس کے بیان اور اعتقاد میں مضائقہ نہیں۔

(۱۵۴۲) ق اَبُوْسَعِیْدٍ لَاتُخَیِّرُوْنِیْ مِنْ بَیْنِ الْاَنْبِیَاءِ فَاِنَّ النَّاسَ یَصْعَقُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَاَکُوْنُ اَوَّلَ مَنْ یُّفِیْقُ فَاِذَا اَنَا بِمُوْسٰی اٰخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِّنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِیْ اَفَاقَ قَبْلِیْ اَمْ جُزِیَ بِصَعْقَةِ الطُّوْرِ۔

بخاری اور مسلم میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ سب پیغمبروں میں مجھ کو بہتر نہ کہو سو البتہ سب لوگ صور کی آواز سے قیامت میں بیہوش ہوجائیں گے تو اول میں ہوش میں آؤں گا تو میں موسیٰؑ کو اس طرح پر دیکھوں گا کہ عرش کا پایہ پکڑے ہیں سو میں نہیں جانتا کہ موسیٰؑ مجھ سے پہلے ہوش میں آئے یا کوہ طور کی بیہوشی ان کی مجرا ہوگئی۔

ف اس حدیث کا قصہ آگے ہوچکا کہ ایک مسلمان حضرتؐ کو سب پیغمبروں سے افضل کہتا تھا اور یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو افضل کہتا تھا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی اصل نبوت میں سب پیغمبر برابر ہیں اگر حضرتؐ کو فضیلت ہے تو اور راہ سے ہے خلاصہ یہ کہ اس طرح سے فضیلت نہ بیان کرو کہ اور پیغمبروں کی حقارت نکلے

(۱۵۴۳) م اَبُوْهُرَیْرَةَ لَایَنْبَغِیْ لِعَبْدٍ لِّیْ وَیُرْوٰی لِعَبْدِیْ اَنْ یَّقُوْلَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْ یُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰی۔

مسلم میں ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے کہ میرے بندے کو لائق نہیں یوں کہنا کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔

ف حضرت یونسؑ بدون حکم خدا اپنی قوم سے نکل گئے تھے سو اگر کوئی ان کو بے صبر جان کر اپنے تئیں بہتر کہے تو ہرگز درست نہیں اس واسطے کہ پیغمبروں سے کوئی بہتر نہیں ہوسکتا۔

(۱۵۴۴) ق اَبُوْهُرَیْرَةَ جَاءَ مَلَکُ الْمَوْتِ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ لَهٗ اَجِبْ رَبَّكَ فَلَطَمَ مُوْسٰی عَیْنَ مَلَكِ الْمَوْتِ فَفَقَاَهَا فَرَجَعَ الْمَلَكُ اِلَی اللّٰهِ فَقَالَ اِنَّكَ اَرْسَلْتَنِیْ اِلٰی عَبْدٍ لَّكَ لَا یُرِیْدُ الْمَوْتَ وَقَدْ فَقَاَ عَیْنِیْ فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَیْهِ عَیْنَهٗ وَقَالَ ارْجِعْ اِلٰی عَبْدِیْ فَقُلِ الْحَیٰوةَ تُرِیْدُ فَاِنْ کُنْتَ تُرِیْدُ الْحَیٰوةَ فَضَعْ یَدَكَ عَلٰی مَتْنِ ثَوْرٍ فَمَا وَارَتْ یَدُكَ مِنْ شَعْرَةٍ فَاِنَّكَ تَعِیْشُ بِهَا سَنَةً قَالَ ثُمَّ مَهْ قَالَ ثُمَّ الْمَوْتُ قَالَ فَالْاٰنَ مِنْ قَرِیْبٍ الرَّبِّ اَدْنِنِیْ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ

بخاری اور مسلم میں ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ملک الموت موسیٰؑ کے پاس آیا تو اس نے کہا اپنے رب کا حکم مان یعنی موت قبول کر تو موسیٰؑ نے ملک الموت کی آنکھ پر طمانچہ مارا تو اس کی آنکھ کو پھوڑ ڈالا تو فرشتہ خدا کی طرف پلٹ گیا سو اس نے کہا الٰہی تو نے مجھ کو اپنے ایسے بندے کے پاس بھیجا جو موت کو نہیں چاہتا اور اس نے تو میری آنکھ پھوڑ ڈالی سو خدا نے اس کی آنکھ بنادی اور فرمایا کہ پلٹ جا میرے بندے کے پاس اور یہ کہہ کہ تو زندگی چاہتا ہے؟ سو اگر تو زندگی چاہتا ہو تو اپنا ہاتھ بیل کی پیٹھ پر رکھ سو جسقدر تیرا ہاتھ بالوں کو ڈھک لے گا تو جتنے بال ہوں گے اتنے برس تو زندہ رہے گا موسیٰؑ نے کہا پھر کیا ہوگا فرشتے نے کہا پھر آخر کو موت ہے موسیٰؑ نے کہا اگر یہی حال ہے تو ابھی سہی۔ اے میرے رب مجھ کو قریب کر دے پاک زمین سے یعنی بیت المقدس سے

رَمْيَةً بِحَجَرٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَوْ اَنِّيْ عِنْدَهٗ لَاَرَيْتُكُمْ قَبْرَهٗ اِلٰى جَنْبِ الطَّرِيْقِ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْاَحْمَرِ۔

پتھر پھینک مارنے کی مسافت کے برابر پیغمبر خدا نے فرمایا خدا کی قسم اگر میں اس مکان کے پاس ہوتا تو تم کو دکھا دیتا موسیٰ کی قبر جو راہ کے کنارے کی طرف ہے سرخ ٹیلے کے پاس۔

**ف** اس حدیث میں بے دین لوگ طعنہ کرتے ہیں کہ فرشتہ کی آنکھ پھوڑنا آدمی سے نہیں ہو سکتا اور ملک الموت تو بموجب حکم الٰہی کے آیا تھا موسیٰؑ نے کیوں مارا، اطاعت کیوں نہ کی تو معلوم ہوا کہ موسیٰؑ کو دنیا کی زیست بہت پیاری تھی، اس کا جواب یہ ہے کہ فرشتہ آدمی کی صورت پر آیا تھا تو آدمی کے خواص اس پر ظاہر ہونے چاہئیں تو اس صورت میں آنکھ کا صدمے سے پھوٹنا کچھ تعجب نہیں اور حضرت موسیٰؑ نے ملک الملک کو نہ پہچانا تھا بلکہ سمجھے تھے کہ یہ کوئی آدمی ہے روح نکالنے کا جھوٹا دعویٰ کرتا ہے کیونکہ روح نکالنا سوائے فرشتے کے آدمی کا کام نہیں اس واسطے اس کو اپنے پاس سے دھکیلا اتفاقاً آنکھ پر ہاتھ پڑ گیا آنکھ پھوٹ گئی اور یہ گمان غلط ہے کہ حضرت موسیٰؑ کو زندگی بہت پیاری تھی اس واسطے کہ دوسری بار زیادتی عمر کا خدا نے پیغام دیا اور حضرت موسیٰؑ نے قبول نہ کیا۔

(۱۵۴۵) م اَنَسٌ مَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْاَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ۔

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں موسیٰؑ کے پاس سرخ ٹیلے کے نزدیک ہو کر نکلا جس رات کہ مجھ کو معراج ہوئی اور موسیٰؑ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

**ف** سرخ ٹیلا بیت المقدس سے ایک منزل ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیغمبر اپنی قبر میں زندہ ہیں جیسے شہید

## حضرت ذکریا علیہ السلام کے فضائل

(۱۵۴۶) م اَبُوْهُرَيْرَةَ كَانَ زَكَرِيَّا نَجَّارًا۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ذکریا بڑھئی کا کام کرتے تھے۔

**ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسب اور پیشہ کرنا کچھ عیب کی بات نہیں بلکہ پیشہ وری مرد کے حق میں ہنر ہے تاکہ اپنے اہل و عیال کی خبرگیری کرے اور سوال کی ذلت سے بچے۔

## حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فضائل

(۱۵۴۷) م اَبُوْهُرَيْرَةَ مَنْ اَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَنَا قَالَ فَمَنْ تَبِعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَنَا قَالَ فَمَنْ اَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِيْنًا قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَنَا قَالَ فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيْضًا قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَنَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اجْتَمَعْنَ فِي امْرِءٍ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے اصحاب سے فرمایا کہ تم لوگوں میں کون آج روزہ دار ہے ابوبکر صدیقؓ نے کہا کہ میں ہوں یا رسول اللہ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ کون جنازے کے ساتھ چلا ہے ابوبکر صدیقؓ نے کہا میں، پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ کس نے آج محتاج کو کھلایا ہے ابوبکر صدیق نے کہا کہ میں نے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ کس نے آج بیمار کو پوچھا ہے، ابوبکر صدیقؓ نے کہا کہ میں نے پھر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس میں چاروں کام ایک دن میں جمع ہوئے وہ بہشت میں گیا۔

ف اس حدیث سے ابوبکر صدیقؓ کا کمال اور بہشتی ہونا ثابت ہوا۔

ان افعال کا ذکر جو دخولِ جنت کا سبب ہیں۔

(۱۵۴۸) ق جابرٌ مَنْ رَّجُلٌ یَتَقَدَّمُنَا فَیَمُدُّ الْحَوْضَ فَیَشْرَبُ وَیَسْقِیْنَا قَالَہٗ حِیْنَ دَنَا مِنْ مَّاءٍ مِّنْ مِّیَاہِ الْعَرَبِ۔

بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی مرد ایسا ہے جو ہم سے آگے بڑھ جاوے سو گرد اگرد ڈھیلے کر حوض بناوے پھر آپ پانی پئے اور ہم کو پلاوے۔ یہ حضرتؐ نے فرمایا تھا جب عرب کے ایک پانی کے پاس پہنچے تھے۔

ف حضرتؐ ایکبار لڑائی کر کے پھرے تھے ایک منزل پر پانی کم تھا اوبل کر بہہ جاتا تھا سو حضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی آگے جاوے اور مینڈھ باندھ کر حوض بناوے تو پانی اس میں جمع ہو جاوے چنانچہ ایک آدمی نے ویسا ہی کیا پھر حضرتؐ نے اس میں وضو کیا اس کی برکت سے پانی بہت ہو گیا سارے لشکر کا کام نکلا۔

(۱۵۴۹) ق ابوسعیدٍ اِنَّ اللّٰہَ خَیَّرَ عَبْدًا بَیْنَ الدُّنْیَا وَبَیْنَ مَا عِنْدَہٗ فَاخْتَارَ ذٰلِکَ الْعَبْدُ مَا عِنْدَ اللّٰہِ۔

بخاری اور مسلم میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر خدا نے مختار کیا اپنے بندے کو دنیا اور آخرت میں سو اس بندے نے آخرت کو اختیار کیا۔

ف ابوسعیدؓ سے پوری روایت بخاری اور مسلم میں یوں ہے کہ ایک بار حضرتؐ نے خطبہ پڑھا اور یہ حدیث فرمائی تو ابوبکر صدیقؓ رونے لگے ہم کو تعجب آیا ان کے رونے سے کہ یہ رونے کا کون مقام تھا جب حضرتؐ کا انتقال ہوا تب ہم اس کا مطلب سمجھے یعنی حضرتؐ نے اپنی موت کی خبر دی تھی اصحاب میں سوائے صدیق اکبرؓ کے کوئی اس بھید کو نہ سمجھا ہم سب سے زیادہ وہ عالم تھے جب صدیق اکبرؓ روئے تب حضرتؐ نے فرمایا اے ابوبکرؓ مت رو، سب سے زیادہ رفاقت اور مال کی راہ سے تیرا مجھ پر احسان ہے۔ اگر خدا کے سوائے جانی دوستی میں کسی اور سے کرتا تو تجھ ہی سے کرتا لیکن ہمارے تیرے اسلام کی برادری اور محبت ہے۔

(۱۵۵۰) ق ابوبکرٍ یَا اَبَا بَکْرٍ مَا ظَنُّکَ بِاثْنَیْنِ اللّٰہُ ثَالِثُہُمَا۔

بخاری اور مسلم میں صدیق اکبرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے ابی بکر کیا تیرا گمان ہے ان دو میں جن کا تیسرا ساتھی مددگار خدا ہے۔

ف صدیق اکبرؓ سے روایت ہے کہ ہجرت کے وقت خوفِ کفار سے میں اور حضرتؐ غار میں جا کر چھپے تو کافر ہم کو تلاش کرتے کرتے اسی غار پر خاص ہمارے سروں پر کھڑے ہوئے جب میں نے مشرکوں کے پاؤں دیکھے تب میں نے کہا کہ یا رسول اللہ اگر ان میں سے کوئی اپنے پاؤں پر نظر کرے تو ہم کو دیکھ لے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی غمگین نہ ہو ہمارا مددگار ہمارے ساتھ ہے ہم دونوں آدمیوں کو ضائع نہ کرے گا۔ اس حدیث سے حضرتؐ کا کمال توکل خدا پر اور صدیقؓ کی نہایت فضیلت ثابت ہوئی کئی طرح سے۔ اول یہ کہ حضرتؐ نے اپنے ساتھ اور صدیقؓ کے ساتھ خدا کو ملایا سبحان اللہ کیا عمدہ مرتبہ ہے جو خدا اور رسول کے ساتھ شمار میں آئے۔ دوسرے یہ کہ ایسے سخت وقت میں کہ تمام عالم حضرتؐ کا جانی دشمن تھا صدیقؓ نے حضرتؐ کا ساتھ دیا اور اپنی جان اور مال اور خاندان کی بربادی حضرتؐ کے واسطے اختیار کی اس سے زیادہ جاں نثاری کیا ہوگی۔ تیسرے یہ کہ معمول ہے کہ ایسے سخت وقت میں جس میں جان کا خوف ہو اس کو ساتھ لیتے ہیں جس کے اخلاص اور دوستی پر کمال اعتماد اور نہایت

معروسا ہوتا ہے تو حضرتؐ کا صدیقؓ کو ساتھ لینا اور اپنے بھید سے آگاہ کرنا دلیل صاف ہے کہ حضرتؐ کے نزدیک صدیق اکبرؓ سے زیادہ کوئی جاں نثار معتمد دوست یار غار نہ تھا۔

(۱۵۵۱) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوْقُ بَقَرَةً قَدْ حَمَلَ عَلَيْهَا الْتَفَتَتْ اِلَيْهِ الْبَقَرَةُ فَقَالَتْ اِنِّيْ لَمْ اُخْلَقْ لِهٰذَا وَلٰكِنِّيْ اِنَّمَا خُلِقْتُ لِلْحَرْثِ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ بَقَرَةٌ تَكَلَّمُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنِّيْ اُوْمِنُ بِهٖ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَبَيْنَمَا رَاعٍ فِيْ غَنَمِهٖ عَدَا عَلَيْهِ الذِّئْبُ فَاَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهُ الرَّاعِيْ حَتّٰى اسْتَنْقَذَهَا مِنْهُ فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ الذِّئْبُ فَقَالَ لَهٗ مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ غَيْرِيْ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ ذِئْبٌ يَتَكَلَّمُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنِّيْ اُوْمِنُ بِهٖ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ ایک مرد بیل کو ہانکتا تھا اس پر بوجھ لادے ہوئے۔ بیل نے اس کی طرف دیکھا سو کہا کہ میں اس بوجھ لادنے کے واسطے نہیں پیدا ہوا میں تو کھیت کے واسطے پیدا ہوا ہوں تو لوگوں نے تعجب سے کہا سبحان اللہ بیل بھی بولتا ہے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ بے شبہ میں اس بات کو سچ جانتا ہوں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ سچ جانتے ہیں اور جس حالت میں کہ کوئی چرانے والا اپنی بھیڑ بکریوں میں تھا کہ اس پر ایک بھیڑیا دوڑا تو ان میں سے ایک بکری لے گیا تو اس کی تلاش میں رہا چرانے والا یہاں تک کہ اس کو بھیڑیے سے چھڑالایا تو بھیڑیے نے اس کی طرف دیکھا سو کہا کون بھیڑ بکری کو قیامت میں بچاوے گا جس دن اس کا کوئی چرانے والا میرے سوائے نہ ہوگا تو لوگوں نے تعجب سے کہا سبحان اللہ بھیڑیا بھی کلام کرتا ہے تو حضرتؐ نے فرمایا میں اس بات کو مقر رہتا ہوں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ مانتے ہیں اور اس وقت ابوبکرؓ اور عمرؓ وہاں نہ تھے۔

ف یہ قول راوی کا ہے یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ وہاں نہ تھے یعنی جس وقت حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی تھی ابوبکرؓ اور عمرؓ اس مجلس میں نہیں تھے یا کہ یہ قول حضرتؐ کا ہے یعنی باوجودیکہ بیل اور بھیڑیے کے وقتِ کلام دونوں شخص موجود نہ تھے مگر ان کو اس کا یقین ہے یعنی بیل اور بھیڑیے کو کلام کی طاقت دینا خدا کی قدرت سے کچھ عجب نہیں اس حدیث سے صدیقؓ اور فاروقؓ کی بڑی فضیلت ایمانی ثابت ہوئی کہ حضرتؐ نے اپنے ایمان کے ساتھ ان کے ایمان کو ملایا بعد اس کے اصحاب حاضرین نے کہا کہ ہم بھی ایمان لائے جس پر حضرتؐ ایمان لائے۔

(۱۵۵۲) ق عَائِشَةُ اُدْعِيْ لِيْ اَبَا بَكْرٍ اَبَاكِ وَاَخَاكِ حَتّٰى اَكْتُبَ كِتَابًا فَاِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يَتَمَنّٰى مُتَمَنٍّ وَيَقُوْلُ قَائِلٌ اَنَا اَوْلٰى وَيَاْبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَا بَكْرٍ

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا بلالا میرے پاس اپنے باپ ابوبکرؓ اور اپنے بھائی تاکہ میں ان کو نوشتہ لکھدوں یعنی خلافت نامہ اس واسطے کہ میں خوف کرتا ہوں کہ آرزو کرے کوئی آرزو کرنے والا یا کہے کوئی کہنے والا کہ میں لائق تر ہوں خلافت کا اور نہ مانے گا خدا اور مسلمان لوگ مگر ابوبکرؓ کو۔

ف اول حضرتؐ نے چاہا تھا کہ صدیق اکبرؓ کو خلافت نامہ لکھدیں تاکہ دوسرے کو دعویٰ نہ رہے پھر تقدیر

اور اجماع مومنین پر چھوڑا یعنی تقدیر میں تو یہی ہے کہ صدیق اکبرؓ خلیفہ ہوں گے اور اجماع مومنین بھی انہی کی خلافت ہوگا پھر لکھنا کیا ضرور ہے۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ سوائے صدیق اکبرؓ کے کسی کی خلافت حضرت کو منظور نہ تھی

## حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل

شیطان حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھاگتا ہے شیعوں کے شبہ کی تردید

(۱۵۵۳) ق سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَ اَبُوْھُرَیْرَۃَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَالَقِیَكَ الشَّیْطَانُ سَالِکًا فَجًّا قَطُّ اِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَیْرَ فَجِّكَ ھٰذِہٖ رِوَایَۃُ سَعْدٍ وَ فِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَطُّ سَالِکًا فَجًّا قَالَہٗ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔

بخاری اور مسلم میں سعد بن ابی وقاص اور ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا قسم اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ نہیں ملتا تجھ سے شیطان کسی راہ میں چلتا ہوا ہرگز مگر چل کھڑا ہوتا ہے اس راہ میں جو تیری راہ کے سوا ہے یہ روایت سعد کی ہے اور ابوہریرہؓ کی روایت میں قَطُّ کا لفظ سَالِکًا فَجًّا کے لفظ پر مقدم ہے لیکن مطلب میں کچھ فرق نہیں۔ یہ حدیث حضرتؐ نے عمر فاروقؓ کے حق میں فرمائی۔

**ف** مصابیح میں روایت ہے کہ عمر فاروقؓ نے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی اور حضرتؐ کے پاس قریش کی عورتیں چلا چلا کر باتیں کر رہی تھیں جب عمر فاروقؓ کے آنے کی خبر ہوئی تو سب پردے میں ہو گئیں جب عمر فاروقؓ اندر آئے تو حضرتؐ کو ہنستا پایا تو کہا کہ خدا آپ کو خوش رکھے یا رسول اللہؐ کیا سبب ہے آپ کی ہنسی کا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ مجھ کو عورتوں سے تعجب آیا کہ میرے پاس باتیں کرتی تھیں جب تمہاری آواز سنی تو سب پردے میں ہو گئیں۔ عمر فاروقؓ نے عورتوں سے کہا اے دشمن اپنی جانوں کی تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ سے نہیں ڈرتیں۔ عورتوں نے کہا کہ ہاں ہم تم سے ڈرتے ہیں تم سخت مزاج والے ہو۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی تیرے کڑا پن اور مضبوطی سے شیطانی کام تیرے گرد پھٹک نہیں سکتے۔ حرام کاموں کا کیا ذکر ہے کہ تیرے روبرو مباح کام کرنے سے بھی لوگ ڈرتے ہیں۔ عمر فاروقؓ کو حضرتؐ کے وقت میں محتسبیؔ کی خدمت تھی اس واسطے ان سے لوگ ڈرتے تھے دستور ہے کہ چور جیسے کوتوال سے ڈرتے ہیں ویسے بادشاہ سے نہیں ڈرتے، اتنی بات سے کوئی شخص کوتوال کو بادشاہ سے افضل نہیں جانتا اسی طرح اس حدیث سے عمر فاروقؓ کی فضیلت حضرتؐ پر ثابت نہیں ہو سکتی۔

(۱۵۵۴) ق اَبُوْسَعِیْدٍ بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَیْتُ النَّاسَ یُعْرَضُوْنَ عَلَیَّ وَعَلَیْھِمْ قُمُصٌ مِّنْھَا مَایَبْلُغُ الثُّدِیَّ وَمِنْھَا مَا یَبْلُغُ دُوْنَ ذٰلِكَ وَعُرِضَ عَلَیَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَیْہِ قَمِیْصٌ یَجُرُّہٗ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَ ذٰلِكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الدِّیْنَ۔

بخاری اور مسلم میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا دیکھا میں نے لوگوں کو کہ میرے سامنے کیے گئے اور ان پر کرتے ہیں ان میں سے بعض کرتا تو چھاتی تک پہنچا ہے اور بعضا اس کے نیچے اور عمر بن الخطابؓ میرے سامنے کیا گیا اور اس پر کرتا تھا کہ وہ اس کو زمین پر گھسیٹتا جاتا تھا یعنی بہت لمبا تھا اصحاب نے کہا تو آپ نے اس کی کیا تعبیر کہی یا رسول اللہ حضرتؐ نے فرمایا دین۔

---

[1] وہ حاکم جو خلاف شرع باتوں کی مخالفت کرے جیسے مفتی، قاضی، مجسٹریٹ، کوتوال۔ (حشی)

ف دین اور کرتے ہیں یہ مناسب ہے کہ جیسے کرتا بدن کو چھپاتا ہے سردی گرمی سے بدن کو بچاتا ہے ویسے دین بھی روح اور دل کو محفوظ رکھتا ہے اور کفر اور گناہ سے بچاتا ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عمر فاروق رض کا دین نہایت کامل تھا اور حد سے زیادہ تھا۔

(۱۵۵۵) خ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَیْتُنِیْ عَلٰی قَلِیْبٍ عَلَیْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ اَبِیْ قُحَافَةَ فَنَزَعَ بِهَا ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَیْنِ وَفِیْ نَزْعِهٖ ضَعْفٌ وَاللّٰهُ یَغْفِرُ لَهٗ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَاَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِیًّا مِنَ النَّاسِ یَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ حَتّٰی ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ۔

بخاری میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا، میں نے اپنے تئیں دیکھا ایک کنوئیں پر کہ اس پر ڈول پڑا ہے سو میں نے اس ڈول سے پانی کھینچا جتنا خدا نے چاہا پھر اس کو ابن ابی قحافہ یعنی صدیق اکبرؓ نے لیا سو اس سے ایک یا دو ڈول نکالے اور اس کے کھینچنے میں کچھ سستی اور آہستگی تھی اور خدا اس کو معاف کرے گا پھر وہ ڈول پلہ ہو گیا پھر اس کو عمر بن الخطابؓ نے لیا سو میں نے تو آدمیوں سے ایسا عجیب غریب بڑا زور آور کسی کو نہیں دیکھا جو عمر کی طرح پانی کھینچتا ہو، یہاں تک اس نے پانی کثرت سے نکالا کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو پانی سے آسودہ کر کے انکی نشستگاہ پر بٹھایا۔

حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت اور خلافت کی جانب اشارہ

ف عرب میں اونٹوں کی کثرت ہے اور معمول ہے کہ پانی پلانے کے وقت اونٹوں کو کنوئیں پر لاتے ہیں پھر سب کو خوب پانی پلا کر علیحدہ مکان پر بٹھاتے ہیں سو ڈول کھینچنے سے مراد دین کی سرداری ہے اس حدیث میں ترقی اسلام اور صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کی خلافت کا اشارہ ہے یعنی حضرتؐ کے بعد صدیق رض خلیفہ ہونگے اور ایک دو ڈول آہستگی سے نکالیں گے یعنی خلافت کی مدت کم ہوگی ان کے وقت میں اسلام عالم میں خوب نہیں پھیلے گا چنانچہ صدیقؓ کل دو برس خلیفہ رہے اس مدت میں مسیلمہ کذاب اور مرتدوں کو مار کے عرب کا اسلام مضبوط کر کے شام کا کچھ ملک فتح کیا تھا کہ ان کا انتقال ہوا پھر عمر فاروق رض خلیفہ ہوئے دس برس خلیفہ رہے ان کے وقت میں عالم میں خوب اسلام ظاہر ہو گیا ملک شام اور مصر اور ایران اور عراق اور اکثر روم فتح ہوا۔ چار ہزار بڑے بڑے شہر مع پرگنات فتح ہوئے اور چار ہزار جامع مسجد تیار ہوئیں اور چار ہزار بت خانے توڑے گئے اور بے شمار خزانے مسلمانوں میں تقسیم ہوئے لوگ آسودہ اور غنی ہو گئے۔ جو حضرتؐ کے بعد ہونا تھا سو خدا نے حضرتؐ کو خواب میں دکھلا دیا۔

(۱۵۵۶) ق عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَیْتُنِیْ فِی الْجَنَّةِ فَاِذَا امْرَاَةٌ تَتَوَضَّأُ اِلٰی جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ قَالُوْا لِعُمَرَ فَذَكَرْتُ غَیْرَتَهٗ فَوَلَّیْتُ مُدْبِرًا۔

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا میں نے اپنے تئیں بہشت کے اندر دیکھا [illegible] ایک عورت ہے کہ ایک محل کی طرف وضو کرتی ہے سو میں نے کہا کس کا محل ہے فرشتوں نے کہا کہ عمرؓ کا محل ہے، سو مجھ کو عمر کی غیرت یاد پڑی سو میں پلٹ آیا پشت دیکر یعنی مرد کو اس کی عورت کے پاس اجنبی مرد کے جانے سے غیرت اور جوش آتا ہے اس واسطے میں اس عورت کے پاس نہیں گیا۔

ع صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۷۵ (چشتی)

**ف** بخاری میں پوری روایت یوں ہے کہ عمر فاروق نے جب حضرت سے یہ سنا تو رونے لگے اور عرض کی کہ یا حضرت کیا آپ ہی پر مجھ کو غیرت آتی یعنی یہ بات مجھ سے ممکن نہ تھی۔ اس حدیث میں عمر فاروق کو بہشت کی بشارت ہے اور وہ عورت وضو کرنے والی حور تھی۔

(۱۵۵۷) **ق** سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَآءِ اللَّاتِیْ كُنَّ عِنْدِیْ فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ قَالَهٗ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

بخاری اور مسلم میں سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ مجھ کو تعجب آیا ان عورتوں سے جو میرے پاس تھیں سو انھوں نے جب تیری آواز سنی تو پردے میں ہو گئیں یہ حضرت نے عمر فاروق سے فرمایا۔

**ف** اس کا مفصل قصہ آٹھویں باب میں گزرا کہ چند عورتیں حضرت کے پاس باتیں کر رہی تھیں جب عمر فاروق آئے تو ان کے خوف سے چھپ گئیں تب حضرت نے یہ حدیث فرمائی۔

## حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل

(۱۵۵۸) **ق** عَائِشَةُ اَلَا اَسْتَحْیِیْ مِمَّنْ تَسْتَحْیِیْ مِنْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ یَعْنِیْ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ہاں میں نہ شرماتا جس سے فرشتے شرماتے ہیں یعنی عثمان بن عفان سے۔

**ف** اس کا مفصل قصہ آگے آرہا ہے مختصر یہ کہ حضرت پنڈلی کھولے صدیق اور فاروق کے روبرو بیٹھے تھے اور حضرت عثمان آئے تو حضرت نے پنڈلی پر کپڑا ڈال لیا تو حضرت سے اس کا سبب پوچھا تب حضرت نے یہ حدیث فرمائی۔ اس حدیث سے حضرت عثمان کی بڑی فضیلت ایمانی ثابت ہوئی اس واسطے کہ جتنی شرم زیادہ اتنا ایمان زیادہ۔

(۱۵۵۹) **م** عُثْمَانُ وَعَائِشَةُ اِنَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَیِیٌّ وَّاِنِّیْ خَشِیْتُ اِنْ اَذِنْتُ لَهٗ عَلٰی تِلْكَ الْحَالِ اَنْ لَّا یَبْلُغَ اِلَیَّ فِیْ حَاجَتِهٖ۔

مسلم میں حضرت عثمان اور حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ عثمان نہایت شرم والا مرد ہے اور میں اس حالت میں ڈرا کہ اس کو بلاؤں شاید وہ اپنے مطلب کو مجھ تک نہ پہنچا سکے۔

**ف** حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت ایک روز گھر میں دونوں پنڈلیاں کھولے لیٹے تھے اتنے میں صدیق اکبر دروازے پر آئے حضرت نے ان کو بلایا اور ویسے ہی لیٹے رہے پھر عمر فاروق آئے ان کو بھی اسی حال میں بلایا پھر حضرت عثمان آئے تو حضرت نے اٹھ کر اپنے کپڑے پہن کے ان کو بلایا۔ جب وہ سب باہر گئے تو میں نے پوچھا کہ یا حضرت! صدیق اکبر آئے آپ ویسے ہی لیٹے رہے عمر فاروق آئے تو بھی ویسے ہی لیٹے رہے عثمان کے آتے ہی آپ نے کپڑے پہنے اس کا کیا سبب ہے۔ تب حضرت نے یہ حدیث فرمائی یعنی عثمان حیا کے سبب اپنا بدن نہیں کھولتا ہے جاوا میرا کھلا بدن دیکھ کر اپنا مطلب حیا سے نہ کہہ سکے۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل

(۱۵۶۰) **م** سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ یَا عَلِیُّ

مسلم میں سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور شیعوں کے شبہ کی تردید

انتَ مِنِّی بِمَنزِلَۃِ ھَارُونَ مِنْ مُّوسیٰ اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِی۔ کہ اے علی مرتضیٰ تیرا رتبہ میرے نزدیک جیسے ہارونؑ کا رتبہ موسیٰ کے نزدیک مگر اتنا فرق ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں۔

**ف** ہجری نویں سال جب حضرت جنگِ تبوک کو چلے تو علی مرتضیٰ علیہ السلام کو مدینے میں خلیفہ کیا۔ منافقوں نے بہا کہ پیغمبر پر حضرت علیؓ بھاری ہیں اس واسطے ان کو ساتھ نہ لیا، علی مرتضیٰؓ کو اس بات سے رنج ہوا تیار ہو کر حضرت سے جا ملے اور منافقوں کا یہ طعنہ بیان کیا اور کہا یا حضرتؐ کیا آپ مجھ کو عورتوں اور لڑکوں پر خلیفہ کرتے ہیں۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی اس میں کچھ رتبہ نہیں جاتا دیکھو موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور پر گئے تھے تو اپنے بڑے بھائی ہارون پیغمبر کو اپنے گھر بار اور بنی اسرائیل پر خلیفہ کر گئے تھے تو جیسے ہارون کی عزت موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھی ویسی تمہاری عزت میرے نزدیک ہے ہاں اتنی بات البتہ ہارون میں زیادہ تھی کہ وہ پیغمبر بھی تھے اور تم پیغمبر نہیں اس واسطے کہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کسی کا پیغمبر ہونا ممکن نہیں۔ اس حدیث سے بڑی فضیلت حضرت مرتضیٰ علی رضی اللہ عنہ کی ثابت ہوئی اور کمال رتبہ مرتضوی جلوہ گر ہوا اور شیعہ جو کہتے ہیں کہ اس حدیث سے علی مرتضیٰ کی خلافت کی حقیقت ثابت ہوتی ہے یعنی حضرتؐ کے بعد سوائے علی مرتضیٰؓ کے کوئی خلافت کے لائق نہیں سو سراسر بے جوڑ بات ہے اس واسطے کہ حضرت ہارون حضرت موسیٰؑ کے سامنے مر گئے تھے حضرت موسیٰؑ کے خلیفہ حضرت یوشع ہوئے تھے اگر حضرت ہارونؑ زندہ رہتے اور حضرت موسیٰؑ کے بعد خلیفہ ہوتے تو البتہ پوری مثال ہوتی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حدیث میں ہر طرح کی خلافت مراد نہیں یعنی جنگ تبوک کے پھرنے تک خلافت ہے ہمیشہ نہیں۔ جیسے حضرت ہارونؑ کی بھی خلافت اسی دم تک تھی جب تک حضرت موسیٰ طور سے تشریف نہ لائے تھے۔ ہاں یہ مقرر ہے کہ اس حدیث سے علی مرتضیٰؓ کو خلافت کی لیاقت بخوبی ثابت ہوتی ہے لیکن اس میں ان کے سوائے دوسرے خلیفہ کا انکار بھی نہیں۔ صدیقؓ اور فاروق اعظمؓ کے فضائل بھی احادیث میں بیشمار ہیں اس کتاب میں بھی بہت حدیثیں مذکور ہو چکی ہیں اور ہوں گی اپنی خواہش کے موافق ایک حدیث کو پکڑ لینا اس کے سوائے اور حدیثوں کو خیال نہ کرنا جہالت ہے یا تعصب۔

(۱۵۶۱) **ف** سَھْلُ بْنُ سَعْدٍ لَاُعْطِیَنَّ الرَّایَۃَ غَدًا رَجُلًا یَفْتَحُ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْہِ یُحِبُّ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَیُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ یَعْنِیْ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ **قَالَہٗ** یَوْمَ خَیْبَرَ۔

بخاری اور مسلم میں سہل بن سعد سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر میں کل علم دوں گا اس مرد کو جس کے ہاتھوں پر خدا فتح کریگا وہ خدا اور رسول کو چاہتا ہے اور خدا اور رسول اس کو چاہتے ہیں یعنی علی مرتضیٰ کو۔ یہ حضرتؐ نے جنگِ خیبر کے دن فرمایا۔

**ف** جنگ خیبر میں حضرتؐ نے جب یہ فرمایا تو رات کو اصحاب نے چرچا کیا کہ دیکھئے یہ دولت کس کو نصیب ہو صبح کے وقت حضرتؐ کی خدمت میں اصحاب حاضر ہوئے ہر ایک شخص اس کا امیدوار تھا سو حضرتؐ نے فرمایا کہ علی مرتضیٰؓ کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ یا حضرتؐ ان کی آنکھیں آئی ہیں حضرتؐ نے ان کو بلایا اور لب مبارک ان کی آنکھوں پر لگایا اسی وقت صحت ہو گئی پھر حضرتؐ نے ان کو علم دیا خدا نے ان کے ہاتھ پر فتح نصیب کی۔ اس حدیث سے علی مرتضیٰؓ کی بڑی عمدہ فضیلت ثابت ہوئی۔

(۱۵۶۲) ق سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ اَمَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى غَيْرَ اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ قَالَهٗ لِعَلِيٍّ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عِنْدَ خُرُوْجِهٖ اِلٰى غَزْوَةِ تَبُوْكَ۔

بخاری اور مسلم میں سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کیا تو اس سے راضی نہیں کہ تو ہووے میرے نزدیک بمنزلہ ہارون ؑ کے موسیٰ ؑ کے نزدیک مگر فرق اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں۔ یہ حضرتؐ نے علی مرتضیٰ سے فرمایا جنگ تبوک کے لئے چلتے وقت۔

ف منافقوں نے طعنہ دیا تھا کہ علیؓ کو حضرتؐ اپنے ساتھ نہیں لئے جاتے ذلیل جان کے ان کو گھر میں چھوڑے جاتے ہیں تب حضرتؐ نے علی مرتضیٰ کے دلاسے کے واسطے یہ حدیث فرمائی۔ باقی مفصل بیان اوپر گذر چکا ہے۔

(۱۵۶۳) م اَبُوْهُرَيْرَةَ قَاتِلْهُمْ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ فَقَدْ مَنَعُوْا مِنْكَ دِمَآءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ قَالَهٗ لِعَلِيٍّ يَوْمَ خَيْبَرَ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قتل کروان کو یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ خدا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمدؐ خدا کا رسول ہے پھر جب انھوں نے یہ کیا تو تجھ سے اپنے خون اور مال بچالئے مگر حق بات پر اور حساب ان کا خدا پر ہے یہ حضرتؐ نے علی مرتضیٰؓ سے فرمایا جنگ خیبر کے دن۔

ف یعنی جب کافر نے کلمہ پڑھا تو اس کی جان مارنا اور مال لوٹنا درست نہیں لیکن خون کے بدلے خون ہوگا اور اگر مال ہوگا زکوٰۃ لیجاویگی اور اگر وہ اپنی جان اور مال بچانے کے واسطے کلمہ پڑھ لیں گے اور دل سے کافر رہیں گے تو خدا ان سے حساب کرے گا ہم کو ظاہر کا حکم ہے۔

(۱۵۶۴) ق زَيْدُ بْنُ اَرْقَمَ اَمَّا بَعْدُ اَلَا اَيُّهَا النَّاسُ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ يُّوْشِكُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ رَسُوْلُ رَبِّيْ فَاُجِيْبَ وَاَنَا تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ اَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ النُّوْرُ وَالْهُدٰى فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوْا بِهٖ وَاَهْلُ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ وَفِيْ رِوَايَةٍ كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ الْهُدٰى وَالنُّوْرُ مَنِ اسْتَمْسَكَ بِهٖ وَاَخَذَ بِهٖ كَانَ عَلَى الْهُدٰى وَمَنْ اَخْطَاَهٗ ضَلَّ وَفِيْ رِوَايَةٍ هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ مَنِ اتَّبَعَهٗ كَانَ عَلَى الْهُدٰى وَمَنْ تَرَكَهٗ كَانَ عَلٰى ضَلَالَةٍ۔

بخاری و مسلم میں زید بن ارقم سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ حمد اور صلوٰۃ کے بعد اس بات کا دریافت کرنا ضرور ہے کہ خبردار ہو اے لوگو کہ میں آدمی ہوں عنقریب ہے کہ میرے پاس میرے رب کا پیغام لانے والا آوے تو میں اس کا کہنا مانوں یعنی ملک الموت آوے اور میرا انتقال ہو اور میں تم میں دو بڑی بھاری عمدہ چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ان دو میں اول تو خدا کی کتاب ہے جس میں نور اور ہدایت ہے سو خدا کی کتاب کو لو اور خوب سا اس کو چمٹ جاؤ یعنی اس پر عمل کرو، اور دوسرے بزرگ چیز میرے اہل بیت یعنی گھر والے ہیں، میں تم کو خدا یاد دلاتا ہوں اپنے اہل بیت کے معاملہ میں، میں تم کو خدا یاد دلاتا ہوں اپنے اہل بیت کے معاملہ میں، میں تم کو خدا یاد دلاتا ہوں اپنے بیت کے معاملہ میں۔ اور ایک روایت یوں ہے کہ خدا کی کتاب میں ہدایت اور نور ہے جو اس کو چمٹ گیا اور جس نے اس کو لیا وہ ہدایت پر ہوا اور جس نے اس کو چھوڑا وہ گمراہ ہوا اور دوسری روایت میں یہ ہے

ہے کہ قرآن خدا کی رسّی ہے یعنی اس کے ملنے کا وسیلہ ہے
جس نے اس کی پیروی کی وہ راہ پر رہا اور جس نے اسکو چھوڑا وہ
راہ کو بھولا۔

ف روایت ہے کہ ہجری نویں سال جب حضرت حجۃ الوداع کرکے پھرے اور مکے مدینے کے درمیان اس مقام پر پہنچے جس کا غدیر خم نام ہے تو حضرتؐ نے خطبہ پڑھا خدا کی حمد و ثنا کی اور نصیحت کی اور یہ حدیث فرمائی تمام عرب کے گروہ حجۃ الوداع میں حضرتؐ کے ساتھ تھے اور غدیر خم تک حضرتؐ کے ساتھ آئے یہاں سے ہر ایک کی راہیں پھٹیں تھیں وہاں حضرتؐ نے سب عرب کو قرآن اور اہل بیت کی تعظیم جتا دی اس واسطے کہ حضرتؐ کو معلوم تھا کہ امت میں اختلاف پڑے گا قرآن کے مضمون سے لوگ غفلت کریں گے اور اہل بیت کی تعظیم اور محبت میں بعضے لوگ قصور کریں گے بلکہ محبت کہاں عداوت پر کمر باندھیں گے جیسے خارجی اور ناصبی سو فرمایا کہ میری موت قریب ہے میں ہمیشہ زندہ نہیں رہ سکتا کہ مجھ سے ہر چیز دریافت کرتے رہو میرے بعد ہدایت کی صورت یہی ہے کہ قرآن پر عمل کیجیو کہ اس میں سراسر نور و ہدایت ہے۔ ہر ایک چیز مجمل اور مفصل اس میں موجود ہے اور اہل بیت کی تعظیم اور محبت کرنا کہ وہ قرآن کی تفسیر ہیں۔ اہل بیت کہتے ہیں گھر والوں کو، سو حضرتؐ کی بیبیاں اور حضرتؐ کی اولاد سب اہل بیت میں داخل ہیں۔ ہندوستان میں بھی بیوی کو گھر والی بولتے ہیں، بیوی کو اہل بیت میں داخل نہ کرنا یا تو جہالت ہے یا تعصب، بارے الحمد للہ کہ اس حدیث پر پورا عمل اہل سنت کو نصیب ہوا اس واسطے کہ ان کا عقیدہ اور عمل قرآن کے موافق ہے قرآن کے سوتے کسی چیز پر عمل نہیں کرتے اور تمام اہل بیت کی محبت اور تعظیم واجب جانتے ہیں بخلاف خارجیوں اور ناصبیوں کے کہ اکثر اہلبیت سے وہ عداوت رکھتے ہیں۔ اور شیعوں کا تو عجب حال ہے کہ ہر چند آپ کو اہل بیت کا دوست کہتے ہیں لیکن حضرتؐ کی بیبیوں کو اہل بیت میں داخل نہیں کرتے صرف حضرت فاطمہؓ کی اولاد کو اہل بیت میں گنتے ہیں سو ان میں بھی بہت امام زادوں کو بد کہتے ہیں تو حقیقت میں وہ سب اہلبیت کے دوست نہ ٹھہرے ایسی واہی محبت کا دین میں کچھ اعتبار نہیں جیسے قرآن کی بعض سورتوں کو ماننا اور بعضی سورتوں کا انکار کرنا درست نہیں اور قرآن کو تو شیعہ نے صاف جواب دیا ہے کہتے ہیں کہ سوائے اماموں کے قرآن کا مطلب کوئی نہیں بوجھتا تو گویا ان کے نزدیک قرآن مجید، توریت اور انجیل کی طرح منسوخ العمل ہے تو صاف ظاہر ہوا کہ اہل سنت کے سوائے اس حدیث پر عمل کسی کو نصیب نہیں۔

حدیث ثقلین پر بجز اہل سنت کسی اور کو عمل کرنا نصیب نہیں۔

(۱۵۶۵) م سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ
اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاۤءِ اَهْلِیْ یَعْنِیْ عَلِیًّا وَّفَاطِمَةَ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

مسلم میں سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی یہ میرے اہلبیت ہیں یعنی علی مرتضیٰؓ اور فاطمہ زہراؓ اور حسنؓ اور حسینؓ رضی اللہ عنہم۔

مباہلہ کا ذکر اور اہل بیت کی فضیلت اور شیعوں کے شبہ کی تردید

ف جب نجران کے نصاریٰ نے اسلام کی حقیت میں بہت گفتگو کی تب حضرتؐ کو حکم ہوا کہ مباہلہ کرو یعنی حضرتؐ اور نصاریٰ بد دعا کریں کہ جو باطل دین پر ہو خدا کی لعنت اس پر پڑے اور اس مضمون کی آیت اتری کہ اے محمدؐ کہدے ان سے کہ آؤ ہم تم بلائیں، ہم اپنے بیٹوں کو تم اپنے بیٹوں کو ہم اپنی عورتوں کو تم اپنی عورتوں کو ہم اپنے قریبوں کو تم اپنے قریبوں کو، پھر ہم تم خوب گڑگڑا کے دعا کریں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت ڈالیں۔ جب یہ

آیت اتری تو صبح کو حضرتؐ نکلے امام حسنؓ کا ہاتھ پکڑے اور امام حسینؓ کو گود میں لئے اور فاطمہ زہراؓ حضرتؐ کے پیچھے اور علی مرتضیٰؓ سب کے پیچھے۔ پھر یہ حدیث فرمائی جب نصاریٰ نے یہ مبارک نورانی شکلیں دیکھیں تو ڈرے اور مباہلہ سے انکار کیا اور جزیہ دینا قبول کیا۔ اس حدیث سے بڑا کمال پنجتن پاک کا ثابت ہوا حضرتؐ نے اپنی بیبیوں اور اصحاب کو ساتھ نہ لیا اس واسطے کہ ایسے وقت میں ان کے لینے سے نصاریٰ پر حضرتؐ کا رعب نہ پڑتا اور کمال حقیقت ثابت نہ ہوتی اس واسطے کہ رفیقوں اور بیبیوں کا نقصان آدمی پر اتنا گراں نہیں ہوتا جتنا اولاد کا نقصان گراں ہے۔ اور یہ جو شیعہ اس آیت اور حدیث سے علی مرتضیٰؓ کی حصر خلافت کی دلیل پکڑتے ہیں سو محض بے جوڑ بات ہے اس سے اور خلافت سے کیا مناسبت ہے قرابت اور محبت اور چیز ہے اور خلافت اور چیز اگر صرف قرابت اور حضرتؐ کی محبت خلافت کی شرط ہوتی تو فاطمہ زہراؓ علی مرتضیٰؓ پر خلیفہ ہونے میں مقدم تھیں حالانکہ یہ کسی کا مذہب نہیں۔

## حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے فضائل

(۱۵۶۶) ق عَائِشَةُ لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِّنْ أَصْحَابِي يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کاش کوئی نیک مرد میرے اصحاب سے آج کی رات میری نگہبانی کرے۔

ف یہ حضرتؐ نے لیلۃ التعریس میں فرمایا پھر سعد بن ابی وقاص ہتھیار باندھ کے آئے۔ حضرتؐ نے پوچھا تو کیوں آیا ہے۔ سعد نے کہا کہ یا حضرتؐ میں آپ کی محافظت کے واسطے آیا ہوں پھر حضرتؐ نے ان کے حق میں دعائے خیر کی۔ معلوم ہوا کہ محافظت اور نگہبانی کرنا توکل کے مخالف نہیں۔

## حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم کی فضیلت

(۱۵۶۷) م ابُوهُرَيْرَةَ اُسْكُنْ حِرَاءُ فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ وَعَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَيُرْوٰى اِهْدَأْ وَعَلَيْهِ أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ٹھہر جا اے حرا سو تجھ پر تو سوائے نبی اور صدیق اور شہید کے کوئی نہیں اور اس پہاڑ یعنی حرا پر حضرتؐ تھے اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ تھے اور دوسری روایت یوں ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تھم جا اور اس پر ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ تھے۔

ف ابوبکرؓ کا صدیق ہونا عالم پر ظاہر ہے باقی بزرگوار شہید ہیں سوائے سعد بن ابی وقاص کے کہ وہ اسہال کی بیماری سے مرے تو وہ بھی شہیدوں میں داخل ہوئے۔ چنانچہ اور حدیث میں آیا ہے کہ جو اسہال سے مرے وہ بھی شہید ہے۔

## حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کے فضائل

(۱۵۶۸) ق أَبُوهُرَيْرَةَ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ وَأَحْبِبْ مَنْ يُحِبُّهُ يَعْنِي الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی میں اس کو چاہتا ہوں یعنی حسن بن علیؓ کو سو تو بھی اس کو چاہ اور اس کو چاہ جو اس کو چاہے۔

**ف** حضرتؐ نے ایک بار امام حسنؓ کو اپنی گود میں لیکر ان کو چوما پھر یہ دعا کی۔

(۱۵۶۹) **خ** اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اُحِبُّهُمَا فَاَحِبَّهُمَا وَيُرْوٰى اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَرْحَمُهُمَا فَارْحَمْهُمَا يَعْنِي الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا۔

بخاری میں اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی میں حسنؓ اور حسینؓ کو چاہتا ہوں سو تو بھی ان کو چاہ اور دوسری روایت یوں ہے کہ الٰہی میں مقرر ان دونوں پر رحم کرتا ہوں سو تو بھی ان پر رحم کر۔

**ف** ان دونوں حدیثوں میں حسنینؓ کی بڑی عمدہ فضیلت ہے کہ حضرتؐ نے ان کی محبت۔ اور ان کے محبت کی محبت کی خدا سے دعا کی۔ خدا کی محبت سے مراد ترحم اور کمال رحمت ہے۔

## حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی فضیلت

(۱۵۷۰) **خ** اِبْنُ عُمَرَ اِنْ تَطْعَنُوْا فِيْ اِمَارَتِهٖ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ اِمَارَةِ اَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ وَاَيْمُ اللهِ اِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِلْاِمَارَةِ وَاِنْ كَانَ لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ وَاِنَّ هٰذَا لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ بَعْدَهٗ يَعْنِيْ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ۔

بخاری میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اگر تم اب طعنہ دیتے ہو اسامہ بن زیدؓ کی سرداری میں سو البتہ تم تو اس کے باپ کی یعنی زیدؓ کی سرداری میں بھی طعنہ دیتے تھے اور قسم خدا کی زیدؓ سرداری کے لائق تھا اور مقرر سب لوگوں سے وہ مجھ کو زیادہ پیارا تھا اور البتہ یہ اسامہؓ اس کے بعد سب لوگوں سے میرے نزدیک زیادہ تر پیارا ہے۔

**ف** زیدؓ حضرتؐ کے آزاد کردہ غلام تھے اُن کو حضرتؐ نے لشکر کا سردار کرکے شام میں بھیجا تھا جب وہ وہاں شہید ہوئے تب حضرتؐ نے ان کے بیٹے اسامہؓ کو سردار لشکر کیا کہ اپنے باپ کا بدلا لیوے اور اس کو تسکین حاصل ہو، تو بعضے لوگوں نے ان کی سرداری میں کچھ تامل کیا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ اس حدیث سے اسامہؓ اور ان کے باپ زیدؓ کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی کہ حضرتؐ کے محبوبوں میں داخل ہوئے۔

## حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے فضائل

(۱۵۷۱) **ق** عَلِيٌّ خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيْجَةُ۔

بخاری اور مسلم میں علی مرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اپنے زمانے میں مریم عمران کی بیٹی سب عورتوں سے افضل اور اپنے زمانے میں یعنی امت محمدی میں خدیجہ سب عورتوں سے افضل ہے

(۱۵۷۲) **ق** اَبُوْ مُوْسٰى كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ غَيْرُ مَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ وَاٰسِيَةَ امْرَأَةِ فِرْعَوْنَ۔

بخاری اور مسلم میں ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مردوں سے بہت لوگ کمال کو پہنچے اور عورتوں [illegible] عمران کی بیٹی اور آسیہ فرعون [illegible] سوا کوئی عورت باکمال نہیں ہوئی۔

**ف** یعنی اگلی امت میں یہی دو عورتیں باکمال ہوئیں اس واسطے کہ امت محمدی میں حضرت خدیجہؓ و حضرت فاطمہؓ اور حضرت عائشہؓ کا کمال بہت احادیث سے ثابت ہے۔

# حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل

(۱۵۷۳) ق عَائِشَةُ اِنِّي لَاَعْلَمُ اِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً وَاِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبٰى قَالَتْ فَقُلْتُ وَمِنْ اَيْنَ تَعْرِفُ ذٰلِكَ فَقَالَ اَمَّا اِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً فَاِنَّكِ تَقُوْلِيْنَ لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ ق اِذَا كُنْتِ غَضْبٰى قُلْتِ لَا وَرَبِّ اِبْرَاهِيْمَ قُلْتُ اَجَلْ وَاللّٰهِ مَا اَهْجُرُ اِلَّا اسْمَكَ

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ میں البتہ جانتا ہوں جب تو مجھ سے راضی ہوتی ہے اور جب تو مجھ سے ناخوش ہوتی ہے۔ کہا حضرت عائشہؓ نے کہ میں نے کہا کہ بھلا کس طرح آپ اس کو پہچانتے ہیں تو حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تو مجھ سے راضی ہوتی ہے تو بات چیت میں یوں قسم کھاتی ہے کہ میں قسم کھاتی ہوں محمد کے رب کی، اور جب تو ناخوش ہوتی ہے تو کہتی ہے کہ قسم کھاتی ہوں ابراہیم کے رب کی۔ میں نے کہا کہ ہاں سچ ہے میں ناخوشی میں آپ کا نام لینا زبان سے چھوڑ دیتی ہوں یعنی دل سے نہیں چھوڑتی۔

**ف** مراد دنیاوی ناخوشی ہے گھر بار کے معاملات میں معاذ اللہ دینی ناخوشی نہیں جو ایمان میں خلل ڈالے۔ سوتوں کے سبب سے کبھی رنج آتا تھا۔ سوتوں کی غیرت یعنی جھل اور جلن عورتوں میں پیدائشی بات ہے شرع میں اس پر پکڑ نہیں سوائے اس کے میاں بی بی کے راز نیاز میں کسی کو کیا دخل ہے خصوصاً وہ بی بی جو میاں کی بہت پیاری ہو۔

(۱۵۷۴) ق عَائِشَةُ يَا عَائِشَةُ هٰذَا جِبْرَئِيْلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اے عائشہؓ یہ جبرئیل ہیں تجھ کو سلام کرتے ہیں۔

**ف** پورا قصہ حضرت عائشہؓ سے یوں روایت ہے کہ میں نے کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ یعنی جبرئیل کو سلام اور خدا کی رحمت یا رسول اللہؐ جو آپ دیکھتے ہیں وہ میں نہیں دیکھتی۔ اس حدیث سے بڑی فضیلت حضرت عائشہؓ کی ثابت ہوئی اور معلوم ہوا کہ ایک کی طرف سے دوسرے کو سلام پہنچانا مستحب ہے اور سلام کا جواب زیادہ کر کے دینا افضل ہے جیسے حضرت عائشہؓ نے رحمۃ اللہ کا لفظ زیادہ کیا۔

(۱۵۷۵) ق عَائِشَةُ اِنَّهٗ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتّٰى يُرٰى مَقْعَدُهٗ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرَ

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا بات یوں ہے کہ کوئی نبی ہرگز نہیں مرتا جب تک کہ اپنا مکان بہشت میں نہیں دیکھ لیتا پھر مرنے جینے میں اس کو اختیار دیا جاتا ہے۔

**ف** حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ یہ حدیث حالتِ صحت میں فرماتے تھے جب حضرتؐ بیمار ہوئے اور انتقال قریب ہوا تو حضرتؐ کو غش آیا اور حضرتؐ کا سر میری ران پر تھا پھر جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ الٰہی میں عمدہ فرشتوں کی رفاقت چاہتا ہوں تو مجھ کو یہ حدیث یاد آئی اور معلوم ہوا کہ حضرتؐ نے موت اختیار کی پھر حضرتؐ کا انتقال ہوا حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ موت کے قریب آخر کلام حضرتؐ کا یہی تھا کہ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى۔ یعنی الٰہی میں عمدہ فرشتوں کی رفاقت چاہتا ہوں۔

(۱۵۷۶) ق عَائِشَةُ اُرِيْتُكِ فِي الْمَنَامِ

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ

ثَلٰثَ لَيَالٍ جَآءَنِيْ بِكِ الْمَلَكُ فِيْ سَرَقَةٍ مِّنْ حَرِيْرٍ فَيَقُوْلُ هٰذِهٖ امْرَأَتُكَ فَاَكْشِفُ عَنْ وَّجْهِكِ فَاِذَا اَنْتِ هِيَ فَاَقُوْلُ اِنْ يَّكُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهٖ

نے مجھ سے فرمایا کہ مجھ کو تو خواب میں دکھلائی گئی تین رات تجھ کو میرے پاس فرشتے لے آتا تھا ریشمی ٹکڑے میں سو یوں کہتا تھا کہ یہ تیری عورت ہے۔ میں نے تیرا چہرہ کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ صورت تیری ہی ہے تو میں کہتا تھا کہ اگر یہ خواب خدا کی طرف سے ہے تو خدا یوں ہی کرے گا یعنی تو میرے نکاح میں آوے گی۔

**ف** یہ جو حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر یہ خواب خدا کی طرف سے ہے یعنی اس خواب کی اگر کوئی اور تعبیر نہیں ہوئی تو مقرر نکاح ہوگا اس واسطے کہ پیغمبر کے خواب میں کچھ شک اور تردد نہیں ہوتا۔

(۱۵۷۷) **ق** عَائِشَةُ كُنْتُ لَكِ كَاَبِيْ زَرْعٍ لِاُمِّ زَرْعٍ **قَالَهُ** لَهَا وَخَبَرُ اَبِيْ زَرْعٍ مَا حَكَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَقَالَتْ جَلَسَ اِحْدٰى عَشَرَةَ امْرَأَةً فَتَعَاهَدْنَ وَتَعَاقَدْنَ اَنْ لَّا يَكْتُمْنَ مِنْ اَخْبَارِ اَزْوَاجِهِنَّ شَيْئًا قَالَتِ الْاُوْلٰى زَوْجِيْ لَحْمُ جَمَلٍ غَثٍّ عَلٰى رَأْسِ جَبَلٍ لَّا سَهْلٍ فَيُرْتَقٰى وَلَا سَمِيْنٍ فَيُنْتَقَلُ قَالَتِ الثَّانِيَةُ زَوْجِيْ لَا اَبُثُّ خَبَرَهٗ اِنِّيْ اَخَافُ اَنْ لَّا اَذَرَهٗ اِنْ اَذْكُرْهُ اَذْكُرْ عُجَرَهٗ وَبُجَرَهٗ قَالَتِ الثَّالِثَةُ زَوْجِي الْعَشَنَّقُ اِنْ اَنْطِقْ اُطَلَّقْ وَاِنْ اَسْكُتْ اُعَلَّقْ قَالَتِ الرَّابِعَةُ زَوْجِيْ كَلَيْلِ تِهَامَةَ لَا حَرٌّ وَّلَا قُرٌّ وَّلَا مَخَافَةَ وَلَا سَاٰمَةَ. قَالَتِ الْخَامِسَةُ زَوْجِيْ اِنْ دَخَلَ فَهِدَ وَاِنْ خَرَجَ اَسِدَ وَلَا يَسْئَلُ عَمَّا عَهِدَ قَالَتِ السَّادِسَةُ زَوْجِيْ اِنْ اَكَلَ لَفَّ وَاِنْ شَرِبَ اشْتَفَّ وَاِنِ اضْطَجَعَ الْتَفَّ وَلَا يُوْلِجُ الْكَفَّ لِيَعْلَمَ الْبَثَّ قَالَتِ السَّابِعَةُ زَوْجِيْ عَيَايَاءُ اَوْ غَيَايَاءُ

قصہ ام زرعہ کا بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں تیرے حق میں ایسا ہوں جیسے ابوزرع تھا ام زرع کے حق میں۔ یہ حضرتؐ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا اور حکایت ابوزرع کی حضرت عائشہؓ کی روایت سے یوں ہے کہ گیارہ عورتیں بیٹھیں سو انھوں نے آپس میں اس کا قول قرار کیا اپنے خاوندوں کی خبریں کچھ بھی نہ چھپاویں۔ پہلی عورت نے کہا کہ میرا خاوند جیسے دبلا گوشت اونٹ کا پہاڑ پر نہ زمین برابر ہے کہ چڑھ جایے نہ موٹا گوشت ہے کہ اس کو لے آئے یعنی نالائق اور بد خلق ہے۔ دوسری عورت نے کہا کہ میں اپنے خاوند کی خبر نہ ظاہر کروں گی میں ڈرتی ہوں خبر کے چھوٹ رہنے سے یعنی بڑا قصہ ہے مجھ سے بیان نہ ہو سکے گا اگر بیان کروں تو اس کے ظاہر باطن کے سب عیب بیان کروں۔ تیسری عورت نے کہا کہ میرا خاوند لنبا دبلا ہے اگر بولوں تو طلاق پاؤں اور اگر چپ رہوں تو دھر ڈالی جاؤں نہ روٹی دیوے نہ کپڑا۔ چوتھی عورت نے کہا کہ میرا خاوند جیسے تہامہ کے ملک کی رات نہ گرمی نہ سردی نہ خوف نہ اداسی۔ تہامہ عرب میں اس زمین کا نام جس میں مکہ ہے وہاں کی رات مشہور ہے۔ پانچویں عورت نے کہا کہ میرا خاوند اگر گھر میں آوے تو چیتے کی طرح ہو ... تو شیر بن جاوے اور ... کا مواخذہ نہیں کرتا۔ چھٹی عورت نے کہا کہ میرا خاوند اگر کھاوے تو سب سمیٹ جاوے اور اگر پیوے تو بالکل پی جاوے اور اگر لیٹے تو اپنا بدن لپیٹ ڈالے اور میرے غلاف کے اندر ہاتھ ڈالے کہ میرے دکھ درد کو جانے یعنی بیل کی طرح سوائے کھانے اور پینے اور سونے کے

طَبَاقَاءُ كُلُّ دَاءٍ لَهُ دَاءٌ شَجَّكِ أَوْ
فَلَّكِ أَوْ جَمَعَ كُلًّا لَكِ قَالَتِ الثَّامِنَةُ
زَوْجِي الْمَسُّ مَسُّ أَرْنَبٍ وَالرِّيحُ رِيحُ
زَرْنَبٍ. قَالَتِ التَّاسِعَةُ زَوْجِي
رَفِيعُ الْعِمَادِ طَوِيلُ النِّجَادِ عَظِيمُ
الرَّمَادِ قَرِيبُ الْبَيْتِ مِنَ النَّادِ قَالَتِ
الْعَاشِرَةُ زَوْجِي مَالِكٌ وَمَا مَالِكٌ
مَالِكٌ خَيْرٌ مِنْ ذَالِكَ لَهُ إِبِلٌ كَثِيرَاتُ
الْمَبَارِكِ قَلِيلَاتُ الْمَسَارِحِ إِذَا سَمِعْنَ
صَوْتَ الْمِزْهَرِ أَيْقَنَّ أَنَّهُنَّ
هَوَالِكُ قَالَتِ الْحَادِيَةُ عَشْرَةَ
زَوْجِي أَبُو زَرْعٍ فَمَا أَبُو زَرْعٍ أَنَاسَ
مِنْ حُلِيٍّ أُذُنَيَّ وَمَلَأَ مِنْ شَحْمٍ
عَضُدَيَّ وَبَجَّحَنِي فَبَجَحَتْ إِلَيَّ
نَفْسِي وَوَجَدَنِي فِي أَهْلِ غُنَيْمَةٍ
بِشِقٍّ فَجَعَلَنِي فِي أَهْلِ صَهِيلٍ وَ
أَطِيطٍ وَدَائِسٍ وَمُنَقٍّ فَعِنْدَهُ
أَقُولُ فَلَا أُقَبَّحُ وَأَرْقُدُ فَأَتَصَبَّحُ
وَأَشْرَبُ فَأَتَقَنَّحُ وَيُرْوَى أَتَقَمَّحُ
أُمُّ أَبِي زَرْعٍ فَمَا أُمُّ أَبِي زَرْعٍ
عُكُومُهَا رَدَاحٌ وَبَيْتُهَا فَسَاحٌ
ابْنُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا ابْنُ أَبِي زَرْعٍ
مَضْجَعُهُ كَمَسَلِّ شَطْبَةٍ وَتُشْبِعُهُ
ذِرَاعُ الْجَفْرَةِ بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ
فَمَا بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ طَوْعُ أَبِيهَا
وَطَوْعُ أُمِّهَا وَمِلْءُ كِسَائِهَا وَغَيْظُ
جَارَتِهَا جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا
جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ لَا تَبُثُّ حَدِيثَنَا
تَبْثِيثًا وَلَا تُنَقِّثُ مِيرَتَنَا تَنْقِيثًا

کچھ خبر نہیں ہوتا عورت کی بات نہیں پوچھتا۔ ساتویں عورت نے کہا
کہ میرا خاوند نامرد ہے یا شریر نہایت احمق ہے کہ کلام نہیں کر جانتا
سب جہان بھر کے عیب اس میں موجود ہیں ایسا ظالم ہے کہ تیرا سر پھ
یا ہاتھ توڑے یا سر اور ہاتھ دونوں مروڑے۔ آٹھویں عورت نے کہا کہ
میرا خاوند چھونے میں نرم جیسے خرگوش اور اس کی خوشبو جیسے زرنب
کی خوشبو۔ زرنب ایک خوشبودار گھاس کا نام ہے یعنی میرا خاوند ظاہر
کا بھی اچھا باطن کا بھی اچھا۔ نویں عورت نے کہا کہ میرا خاوند اونچے
محل والا لمبے پرتلے والا یعنی قد آور بڑی راکھ والا یعنی سخی ہے اس کا
باورچی خانہ ہمیشہ گرم رہتا ہے تو راکھ بہت نکلتی ہے۔ اس کا گھر
نزدیک ہے مجلس اور مسافر خانے سے یعنی سردار اور سخی ہے اس کا
لنگر جاری ہے۔ دسویں عورت نے کہا کہ میرے خاوند کا نام مالک ہے
اور کیا خوب مالک ہے مالک افضل ہے میری اس تعریف سے
اس کے اونٹوں کے بہت شتر خانے ہیں اور کمتر چراگاہیں ہیں یعنی
ضیافت میں اس کے یہاں اونٹ بہت ذبح ہوا کرتے ہیں اس سبب
سے شتر خانوں سے جنگل میں کم چرنے جاتے ہیں جبکہ اونٹ باجے کی آواز
سنتے ہیں اپنے ذبح ہونے کا یقین کر لیتے ہیں ضیافت میں راگ اور
باجے کا معمول تھا اس سبب سے باجے کی آواز سن کے اونٹوں کو
اپنے ذبح ہونے کا یقین ہو جاتا تھا۔ گیارہویں عورت نے کہا کہ میرے
خاوند کا نام ابوزرع ہے سو واہ کیا خوب ابوزرع ہے اس نے زیور سے
میرے دونوں کان جھلائے اور چربی سے میرے دونوں بازو بھرے
یعنی مجھ کو موٹا کیا اور مجھ کو بہت خوش کیا سو میری جان بہت چین میں
رہی مجھ کو اس نے بھیڑ بکری والوں میں پایا جو پہاڑ کے کنارے رہتے
تھے سو اس نے مجھ کو گھوڑے اور اونٹ اور کھیت اور خرمن کا مالک
کر دیا یعنی میں نہایت ذلیل اور محتاج تھی اس نے مجھ کو باعزت اور
مالدار کر دیا سو اس کے پاس میں بات کرتی ہوں تو مجھ کو برا نہیں کہتا
اور سوتی ہوں تو فجر کر دیتی ہوں یعنی کچھ کام نہیں کرنا پڑتا اور پیتی ہوں
تو سیراب ہو جاتی ہوں۔ ماں ابوزرع کی سو کیا خوب ہے ماں ابوزرع
کی اس کی بڑی بڑی گٹھریاں اور کشادہ گھر بیٹا ابوزرع کا سو کیا
خوب ہے بیٹا ابوزرع کا اس کی خواب گاہ جیسے تلوار کا میان یعنی

لا تملأ بيتنا تعشيشاً خرج ابوزرع والاوطاب تمخض فلقي امرأة معها ولدان لها كالفهدين يلعبان من تحت خصرها برمانتين فطلقني ونكحها فنكحت بعده رجلاً سرياً ركب شرياً واخذ خطياً واراح على نعما ثرياً واعطاني من كل رائحة زوجاً وقال كلي ام زرع وميري اهلك قالت فلو جمعت كل شيء اعطانيه ما بلغ اصغر انية ابي زرع

نازنین بدن ہے اس کو آسودہ کر دیتا ہے حلوان کا اللہ یعنی کم خور ہے بیٹی ابوزرع کی سو کیا خوب ہے بیٹی ابوزرع کی اپنے ماں باپ کی تابعدار اپنے لباس کی بھرنے والی یعنی جسیم ہے اور اپنی سوت کی رشک یعنی اپنے خاوند کی پیاری ہے اس واسطے اس کی سوت اس سے جلتی ہے لونڈی ابوزرع کی کیا خوب ہے لونڈی ابوزرع کی ہماری بات مشہور نہیں کرتی ظاہر کر کے اور ہمارا کھانا نہیں لیجاتی اٹھا کر اور ہمارا گھر آلودہ نہیں رکھتی کوڑے سے ابوزرع باہر نکلا جبکہ مشکوں میں دودھ متھا جاتا تھا گھی نکالنے کے واسطے سو ملا ایک عورت سے جس کے ساتھ اس کے دو لڑکے تھے جیسے دو چیتے اس کی گود میں دو اناروں سے کھیلتے تھے سو ابوزرع نے مجھ کو طلاق دی اور اس عورت سے نکاح کیا پھر میں نے اس کے بعد ایک سردار مرد سے نکاح کیا عمدہ گھوڑے کا سوار اور نیزہ باز اس نے مجھ کو چوپائے جانور بہت دیئے اور اس نے مجھ کو ہر ایک مویشی سے جوڑا جوڑا دیا اور اس نے مجھ سے کہا اے ام زرع کھا اور کھلا اپنے لوگوں کو ام زرع نے کہا سو اگر میں جمع کروں جو دوسرے خاوند نے دیا تو ابوزرع کے چھوٹے برتن کے برابر بھی نہ پہنچے یعنی دوسرے خاوند کا احسان پہلے خاوند کے احسان سے نہایت کمتر ہے۔

✤ ✤ ✤ ✤ ✤

✤ ✤ ✤ ✤

✤ ✤ ✤

✤ ✤

✤

**ف** جب حضرت عائشہؓ نے گیارہ عورتوں کا قصہ حضرتؐ کے روبرو کہا تب حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عائشہؓ میں بھی تیرا ایسا محسن ہوں جیسے ابوزرع ام زرع کا محسن تھا۔

(۱۵۷۸) **غم** ابوموسیٰ وانسؓ فضل عائشۃ علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام۔

مسلم میں ابوموسیٰ اور انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ عائشہؓ کی فضیلت عورتوں پر جیسے ثرید کی فضیلت باقی کھانوں پر ہے۔

**ف** ثرید اس کھانے کو کہتے ہیں کہ روٹی کو شوربے میں بھگویا ہو عرب کو یہ کھانا نہایت پسند تھا سب کھانوں سے زیادہ حضرت عائشہؓ نے علم اور آداب حضرتؐ سے بہ نسبت اور عورتوں کے زیادہ سیکھے تھے اس لئے ان کی فضیلت حضرتؐ نے بیان فرمائی۔

(۱۵۷۹) **ق** عائشۃ اللّٰھم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق الاعلیٰ دعا بہ عند وفاتہ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا الٰہی بخش مجھ کو اور رحم فرما اور ملا دے مجھ کو بلند رفیقوں میں یہ حضرتؐ نے اپنی موت کے وقت دعا کی۔

**ف** رفیق اعلیٰ سے مراد انبیا کی ارواح اور مقرب فرشتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ رفیق اعلیٰ سے مراد خدا ہے

غ صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۳۲ مسلم ج ۲ ص ... [illegible]

(۱۵۸۰) ق عَائِشَةُ: اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی میں عالی رتبہ رفیقوں کی صحبت مانگتا ہوں۔

ف حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ حالتِ صحت میں فرماتے تھے کہ بغیر رضامندی کسی پیغمبر کو موت نہیں آتی جب حضرتؐ کو مرض الموت میں غش سے ہوش آیا تو حضرتؐ نے آنکھ کھول کے یہ دعا کی اس وقت میں نے جانا کہ حضرتؐ نے ہم کو چھوڑا اور موت کو اختیار کیا۔ یہ اخیر کلام حضرتؐ کا تھا اس کے بعد حضرتؐ نے کوئی کلام نہ کیا۔

## حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل

(۱۵۸۱) ق اَلْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ: اِنَّ فَاطِمَةَ مِنِّيْ وَاِنِّيْ اَتَخَوَّفُ اَنْ تُفْتَنَ فِيْ دِيْنِهَا وَاِنِّيْ لَسْتُ اُحَرِّمُ حَلَالًا وَّلَا اُحِلُّ حَرَامًا وَّلٰكِنْ وَّاللّٰهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰهِ مَكَانًا وَّاحِدًا اَبَدًا۔

بخاری اور مسلم میں مسور بن مخرمہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ فاطمہؓ میری ہے اور البتہ مجھ کو خوف آتا ہے کہ کہیں اس کے دین میں فتنہ نہ ڈالا جائے اور مقرر میں ایسا نہیں ہوں کہ حلال چیز کو حرام کردوں اور حرام کو حلال بتادوں لیکن خدا کی قسم ہے کہ خدا کے پیغمبر کی بیٹی اور خدا کے دشمن کی بیٹی ایک مکان میں کبھی جمع نہ ہوں گی۔

ف ابو جہل کی بیٹی مسلمان ہوئی تھی حضرت علی مرتضیٰؓ نے ان کے ساتھ نکاح کا ارادہ کیا تھا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی ہر چند دوسرا نکاح حلال ہے لیکن خوف تھا کہ حضرت فاطمہؓ سوت کے رنج سے کہیں حضرت علیؓ کی اطاعت میں توقف نہ کریں تو دین میں خلل پڑے اس واسطے کہ خاوند کی اطاعت بیوی پر فرض ہے۔ اس واسطے حضرتؐ نے منع کیا۔

(۱۵۸۲) ق اَلْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ: اَلَا اِنَّ بَنِيْ هِشَامِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ اسْتَاْذَنُوْنِيْ اَنْ يُّنْكِحُوْا ابْنَتَهُمْ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ فَلَا اٰذَنُ لَهُمْ ثُمَّ لَا اٰذَنُ لَهُمْ ثُمَّ لَا اٰذَنُ لَهُمْ اِلَّا اَنْ يُّحِبَّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ اَنْ يُّطَلِّقَ ابْنَتِيْ وَيَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ فَاِنَّمَا ابْنَتِيْ بِضْعَةٌ مِّنِّيْ يُرِيْبُنِيْ مَا رَابَهَا وَيُؤْذِيْنِيْ مَا اٰذَاهَا[۱]

بخاری اور مسلم میں مسور بن مخرمہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خبردار ہو کہ بنی ہشام بن مغیرہ کی اولاد مجھ سے اس کی اجازت مانگتے ہیں کہ اپنی بیٹی کو علی بن ابی طالب سے نکاح کردیں سو میں ان کو اجازت نہیں دیتا پھر بھی میں ان کو اجازت نہیں دیتا پھر بھی میں ان کو اجازت نہیں دیتا مگر یہ کہ ابی طالب کا بیٹا یہ چاہے تو میری بیٹی کو طلاق دیوے اور ان کی بیٹی سے نکاح کرلیوے سو میری بیٹی تو میرے بدن کا ایک ٹکڑا ہے مجھ کو بھی وہی چیز رنج دیتی ہے جو اس کو رنج دیتی ہے اور مجھ کو تکلیف دیتی ہے جو اس کو تکلیف دیتی ہے۔

ف علی مرتضیٰؓ نے ابو جہل بن ہشام کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ کیا۔ فاطمہ زہراؓ نے حضرتؐ سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ لوگوں کو یہ گمان ہے کہ حضرتؐ اپنی بیٹیوں کے واسطے غصہ نہیں کرتے اور علی مرتضیٰؓ ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرتے ہیں تب حضرتؐ اٹھے اور خطبہ پڑھا اور یہ حدیث فرمائی۔ پھر علی مرتضیٰؓ نے اس کا نکاح موقوف کردیا۔ اگر کوئی کہے کہ شرع میں تو چار نکاح مرد کو درست ہیں پھر حضرتؐ نے کیوں منع کیا اس کا جواب

[۱] مسلم کی روایت میں اَلَا موجود نہیں۔

ہے کہ حضرتؐ صاحب شریعت تھے حضرتؐ کو اختیار تھا کہ اس کو منع کریں اس واسطے کہ حضرتؐ کے خلاف مرضی یا شرع میں درست نہیں اور دوسری وجہ یہ ہے کہ جیسے بی بی کے ہوتے لونڈی سے نکاح نہیں اسی طرح حبیب اللہ بیٹی کے ہوتے عدو اللہ کی بیٹی سے نکاح جائز نہ ہوا۔

(۱۵۸۳) ق فَاطِمَةُ اَلَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ اَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ قَالَهُ لَهَا۔

بخاری اور مسلم میں فاطمہ زہرا ؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کیا تو راضی اس سے نہیں ہوتی کہ تو مسلمانوں کی عورتوں کی سردار بنے یا یوں فرمایا کہ اس امت کی عورتوں کی سردار ہووے یہ حضرتؐ نے فاطمہ زہرا ؓ سے فرمایا۔

ف مصابیح میں حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ ہم حضرتؐ کی بیبیاں حضرتؐ کے پاس بیٹھی تھیں کہ فاطمہ زہرا ؓ آئیں حضرتؐ نے فرمایا اے میری بیٹی مرحبا پھر حضرتؐ نے ان کو بٹھایا اور ان سے سرگوشی یعنی کان میں بات کی تو فاطمہ ؓ نہایت رونے لگیں جب حضرتؐ نے ان کو غمگین دیکھا تو دوسری بار سرگوشی کی پھر تو وہ ہنسنے لگیں میں نے پوچھا کہ حضرتؐ نے تم سے کیا سرگوشی کی فاطمہ زہرا نے کہا کہ حضرتؐ کا بھید تو میں ظاہر نہیں کر سکتی پھر جب حضرتؐ کا انتقال ہوا تو میں نے فاطمہ زہرا ؓ سے کہا کہ میرا حق جو تم پر ہے اس کی میں تم کو قسم دیتی ہوں کہ اس سرگوشی کا حال مجھے بتاؤ۔ فاطمہ زہرا ؓ نے کہا کہ ہاں اب کچھ مضائقہ نہیں۔ اول بار جو حضرتؐ نے مجھ سے سرگوشی کی تھی تو یہ فرمایا تھا کہ ہر سال مجھ سے جبرئیلؑ ایک بار قرآن کا دور کرتے تھے اور اب کی سال دو بار دور کیا سو مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ میری موت قریب ہے اس واسطے میں رونے لگی تھی پھر دوسری بار حضرتؐ نے میرے کان میں کہا کہ میرے بعد میرے اہل بیت سے تو ہی پہلے مرے گی خدا سے ڈرتی رہیو اور صبر کیجیو میں تیرا بہتر پیشوا ہوں اور کیا تو اس سے راضی نہیں ہوتی کہ بہشتی عورتوں کی سردار ہووے یا یوں فرمایا کہ مسلمانوں کی عورتوں کی سردار ہووے۔ اس حدیث سے بڑی عمدہ فضیلت فاطمہ زہرا ؓ کی ثابت ہوئی

## حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے فضائل

(۱۵۸۴) ق عَائِشَةُ اَسْرَعُكُنَّ لَحَاقًا بِيْ اَطْوَلُكُنَّ يَدًا۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے اپنی بیبیوں سے فرمایا کہ تم میں سے میرے ساتھ جلد تر ملنے والی وہ بی بی ہے جس کا ہاتھ زیادہ تر لمبا ہے یعنی میری موت کے بعد وہ بی بی پہلے مرے گی جو سخی ہے۔

ف حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ جب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی تو ظاہری ہاتھ سمجھ کر سب بیبیوں نے اپنے ہاتھ ناپے حضرت سودہ ؓ کا ہاتھ سب سے زیادہ لمبا ٹھہرا جب حضرتؐ کے انتقال کے بعد زینب بنت جحش کا انتقال ہوا تو معلوم ہوا کہ لمبے ہاتھ سے سخاوت مراد ہے اور زینب سب بیبیوں میں زیادہ تر سخی تھیں، اس حدیث میں معجزہ ہے کہ آئندہ کی بات فرمائی پھر ویسا ہی ہوا۔

## حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے فضائل

(۱۵۸۵) م اَنَسٌ اِنِّیْ اَرْحَمُهَا قُتِلَ

بخاری اور مسلم میں انس ؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ

اَخُوْهَا مَعِیَ یَعْنِیْ اُمَّ سُلَیْمٍ اُمَّ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ۔

میں نظر ام سلیم پر رحم کرتا ہوں اس کا بھائی میرے ساتھ مارا گیا ہے۔ ام سلیم انس بن مالک کی ماں کا نام تھا۔

ف حضرت مدینے میں سوائے ام سلیم کے کسی اور عورت کے گھر نہ جاتے تھے کسی نے اس کا سبب پوچھا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ ام سلیم کے بھائی کا نام حرام بن ملحان تھا۔

(۱۵۸۶) ق اَنَسٌ بَارَكَ اللّٰهُ فِیْ لَیْلَتِكُمَا دَعَا بِهٖ لِاَبِیْ طَلْحَةَ وَاُمِّ سُلَیْمٍ۔[1]

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا برکت دے تم دونوں کی رات میں۔ یہ دعا حضرتؐ نے ابوطلحہ اور ام سلیم کے حق میں کی۔

ف ام سلیمؓ ابوطلحہؓ کی بی بی کا نام تھا سو ابوطلحہ کا لڑکا مر گیا تھا ابوطلحہ گھر میں نہ تھے جب ابوطلحہؓ گھر میں آئے تو ام سلیمؓ نے لڑکے کے مرنے کی خبر نہ کی، ابوطلحہ کے آگے کھانا رکھا انھوں نے بخوبی کھانا کھایا اور پانی پیا پھر صحبت کی۔ فجر کے قریب ام سلیم نے کہا اے ابوطلحہ اگر ایک قوم دوسری قوم سے کوئی چیز عاریت مانگیں پھر وہ لوگ اگر اپنی چیز طلب کریں تو دیویں یا نہ دیویں۔ ابوطلحہ نے کہا کہ بیگانی چیز دینے میں کچھ عذر نہ چاہیے تب ام سلیم نے کہا کہ تمہارا بیٹا مر گیا صبر کرو تاکہ ثواب پاؤ۔ ابوطلحہؓ نے یہ قصہ حضرتؐ سے کہا تب حضرتؐ نے ان کے حق میں یہ دعا کی یعنی خدا تم کو اولاد دے۔ بعضی روایت میں آیا ہے کہ اسی رات ام سلیم کو حمل رہا پھر لڑکا پیدا ہوا حضرتؐ نے اس کا نام عبداللہ رکھا حضرتؐ کو ام سلیم کی مضبوطی اور ایسے غم میں خاوند کی آرام رسانی پسند آئی۔

(۱۵۸۷) م اَنَسٌ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْفَةً قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا هٰذِهٖ الْغُمَیْصَاءُ بِنْتُ مِلْحَانَ اُمُّ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ۔

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں بہشت میں داخل ہوا تو میں نے جوتی کی آہٹ سنی میں نے پوچھا یہ کون ہے فرشتوں نے کہا کہ یہ غمیصا ہے ملحان کی بیٹی انس بن مالکؓ کی ماں۔

## حضرت عبداللہ بن مسعود، سالم، معاذ اور ابی ابن کعب کے فضائل

(۱۵۸۸) ق عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو خُذُوا الْقُرْاٰنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَالِمٍ وَمُعَاذٍ وَاُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ سَالِمٌ هُوَ مَوْلٰی اَبِیْ حُذَیْفَةَ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ لو قرآن کو یعنی چار شخصوں سے سیکھو عبداللہ بن مسعودؓ اور سالمؓ سے اور معاذؓ سے اور ابی بن کعبؓ سے۔ سالمؓ وہ جو ابوحذیفہؓ کے آزاد غلام اور متبنّٰی تھے۔

ف حضرتؐ کے وقت میں یہ چاروں اصحاب قرآن کے بڑے واقف تھے اس واسطے حضرتؐ نے ان کی استادی مستند کر دی تاکہ لوگ ان سے سیکھیں۔

## حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فضائل

(۱۵۸۹) ق اَلْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ لِیْنِ هٰذِهٖ لَمَنَادِیْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِی الْجَنَّةِ خَیْرٌ مِّنْهَا وَاَلْیَنُ۔

بخاری اور مسلم میں براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تم تعجب کرتے ہو اس ریشمی قبا کی نرمی سے البتہ بہشت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے عمدہ اور نرم تر ہیں۔

[1] صحیح مسلم میں لیلتکما کے الفاظ نہیں۔

ف ایک نصرانی بادشاہ نے حضرتؐ کو ریشمی قبا تحفۃً بھیجی۔ اصحابؓ نے اس کی عمدگی اور نرمی دیکھکر تعجب کیا۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی دنیا کا نفیس اسباب اس لائق نہیں کہ اس کی خواہش کیجئے۔ آخرت کی عمدگی طلب کرو اس واسطے کہ جب بہشت کا رومال دنیا کی قبا سے عمدہ ٹھہرا تو وہاں کی قبا کو خدا ہی جانے کہ کیسی عمدہ ہوگی۔

(۱۵۹۰) ق جابرؓ م انسؓ اِهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ۔

بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جنبش کی خدا کے عرش نے سعد بن معاذ کی موت سے۔

ف سعد بن معاذؓ مدینے کے سردار تھے جنگِ احد میں شہید ہوئے۔ ان کی فضیلت میں حضرت نے یہ حدیث فرمائی۔ عرش کو جنبش سعد کی روح کے سبب سے ہوئی اس واسطے کہ کاملین کی روحیں موت کے بعد عرش کے نیچے جاکر ٹھہرتی ہیں

## حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(۱۵۹۱) م انسؓ مَنْ يَّاْخُذُ مِنِّيْ هٰذَا فَمَنْ يَّاْخُذُهٗ بِحَقِّهٖ يَعْنِيْ سَيْفًا فَاَخَذَهٗ اَبُوْدُجَانَةَ قَالَهٗ يَوْمَ اُحُدٍ۔

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کون مجھ سے تلوار لیگا سو اس کو وہ لیوے جو اس کا حق ادا کرے یعنی خوب لڑے پھر اس تلوار کو ابو دجانہ نے لیا یہ حضرتؐ نے جنگِ احد میں فرمایا تھا۔

ف جب احد میں لڑائی سخت پڑی تو حضرتؐ نے ایک تلوار ہاتھ میں لی اور فرمایا کہ یہ تلوار کون لے گا سب لوگوں نے ہاتھ پھیلائے پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کو وہ لیوے جو خوب گھس کر لڑے تب ابو دجانہ نے حضرتؐ سے لیکر دونوں صفوں کے اندر پیترے بدلے اور اکڑنے لگا حضرتؐ نے فرمایا کہ اس چال کو خدا سوائے جہاد کے اور کہیں دوست نہیں رکھتا پھر ابو دجانہ نے خوب تلوار چلائی یہانتک کہ لڑائی آخر ہوئی۔

## حضرت عبد اللہ بن عمرو بن حزام رضی اللہ کی فضیلت

درجۂ شہادت کا بیان

(۱۵۹۲) ق جابرؓ تَبْكِيْهِ اَوْلَا تَبْكِيْهِ مَازَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهٗ بِاَجْنِحَتِهَا حَتّٰى رَفَعْتُمُوْهُ يَعْنِيْ عَبْدَ اللّٰهِ اَبَا جَابِرٍ۔

بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا تو اسکو رو یا مت رو ہمیشہ اس پر فرشتے اپنے پروں کا سایہ کئے رہے یہانتک کہ تم نے اس کی لاش کو اٹھایا۔ مراد عبد اللہ ہیں جابر کے باپ۔

ف جابر کے باپ عبد اللہ جنگِ احد میں شہید ہوئے کافروں نے ان کے ناک اور کان اور ہاتھ کاٹ ڈالے تھے۔ ان کی لاش حضرتؐ کے سامنے کپڑے سے چھپی رکھی تھی۔ جابر نے کپڑا اٹھا کر دیکھنے کا ارادہ کیا ان کو لوگوں نے منع کیا اتنے میں عبد اللہ کی بہن روتی چلاتی آئی تب حضرتؐ نے اس عورت سے یہ حدیث فرمائی۔ معلوم ہوا کہ شہید پر جتنی مصیبت اور ظاہری ذلت گذرے اتنی ہی اس کی خدا کے نزدیک عزت بڑھتی ہے۔

## حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہ کے فضائل

(۱۵۹۳) ق ابو برزۃؓ قَتَلَ سَبْعَةً ثُمَّ قَتَلُوْهُ هٰذَا مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ هٰذَا مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ يَعْنِيْ جُلَيْبِيْبًا۔

بخاری اور مسلم میں ابو برزہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جلیبیب نے قتل کیا سات کافروں کو پھر کافروں نے اس کو قتل کیا۔ یہ میرا ہے میں اس کا، یہ میرا ہے میں اس کا۔

ف جُلیبیب ایک صحابی کا نام تھا حضرتؐ نے کسی لڑائی میں دیکھا کہ کافروں کی سات لاشوں کے پاس ان کی لاش پڑی ہے تب حضرتؐ نے ان کی فضیلت میں یہ حدیث فرمائی پھر حضرتؐ نے کمال مہربانی و احسان سے سرکو اپنی گود میں رکھا بعد اس کے قبر میں دفن کیا۔

(۱۵۹۴) ق اَبُوْ بَرْزَۃَ ھَلْ تَفْقِدُوْنَ مِنْ اَحَدٍ قَالُوْا نَعَمْ فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا اَرْبَعَۃً ثُمَّ قَالَ وَھَلْ تَفْقِدُوْنَ مِنْ اَحَدٍ قَالُوْا نَعَمْ فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا ثُمَّ قَالَ وَھَلْ تَفْقِدُوْنَ مِنْ اَحَدٍ قَالُوْا لَا قَالَ لٰکِنِّیْ اَفْقِدُ جُلَیْبِیْبًا فَاطْلُبُوْہُ۔

بخاری اور مسلم میں ابوبرزہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تم کسی کو تلاش کرتے ہو، اصحاب نے کہا کہ ہاں ہم فلانے اور فلانے اور فلانے اور فلانے چار شخصوں کو تلاش کرتے ہیں۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تم کسی کو تلاش کرتے ہو، اصحاب نے کہا کہ ہاں ہم فلانے اور فلانے اور فلانے اور فلانے کو تلاش کرتے ہیں پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تم کسی اور کو بھی تلاش کرتے ہو، اصحابؓ نے کہا کہ ان کے سوائے ہم کسی کو تلاش نہیں کرتے حضرتؐ نے فرمایا و لیکن میں تو جلیبیب کو تلاش کرتا ہوں سو تم بھی اس کو تلاش کرو۔

ف کسی جنگ میں لڑائی کے بعد اصحاب اپنے عزیزوں دوستوں کی لاشیں تلاش کرتے تھے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی پھر جب جلیبیب کی لاش ملی تو حضرتؐ نے ان کا سر اپنے زانو پہ رکھا اور فرمایا کہ یہ میرا ہیں اس کا۔

## حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے فضائل

(۱۵۹۵) م اَبُوْ ذَرٍّ اِنِّیْ قَدْ وُجِّھَتْ لِیْ اَرْضٌ ذَاتُ نَخْلٍ لَا اُرَاھَا اِلَّا یَثْرِبَ فَھَلْ اَنْتَ مُبَلِّغٌ عَنِّیْ قَوْمَکَ عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّنْفَعَھُمْ بِکَ وَیَأْجُرَکَ فِیْھِمْ قَالَہٗ لَہٗ عِنْدَ اِنْصِرَافِہٖ اِلٰی اَھْلِہٖ۔

مسلم میں ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ میرے خواب میں کھجوروں والی زمین نمودار ہوئی ہے یعنی اسی زمین میں ہم جا کر رہیں گے سوائے مدینے کے ویسی کوئی اور زمین میرے گمان میں نہیں آتی سو تو کیا میری طرف سے اپنی قوم کو پیغام پہنچاویگا کہ وہ ایمان لاویں شاید خدا ان کو تیرے سبب سے فائدہ پہنچاوے اور تجھ کو ان میں ثواب دے یہ حدیث حضرتؐ نے ابوذرؓ سے فرمائی جب وہ اپنے گھر کو چلے تھے۔

ف ابوذرؓ کی قوم کا نام غفار ہے ان کا ملک مکے مدینے کے درمیان ہے جب ابوذرؓ نے حضرتؐ کی پیغمبری کی خبر سنی تب حضرتؐ کے پاس مکے میں آئے اور ایمان لائے۔ جب گھر جانے کا ارادہ کیا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی معلوم ہوا کہ ہر شخص کو ضرور ہے کہ اپنی برادری کو خدا کا حکم سنا دیوے۔

(۱۵۹۶) م اَبُوْ ذَرٍّ اِنَّھَا مُبَارَکَۃٌ اِنَّھَا طَعَامُ طُعْمٍ یَعْنِیْ زَمْزَمَ۔

مسلم میں ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر زمزم کا پانی برکت والا ہے آسودگی کا۔

ف یعنی جیسا کھانا کھانے سے آسودگی حاصل ہوتی ہے ویسے ہی زمزم کے پانی سے، اگر آسودگی کی نیت سے پیوے۔ ابتدائے اسلام میں جو ابوذر غفاریؓ نے حضرتؐ کی پیغمبری کی خبر سنی تو مکے میں آئے کافروں کے غلبے سے حضرتؐ کا حال پوچھ نہ سکتے تھے جب بعد مدت حضرتؐ سے ملاقات ہوئی تو حضرتؐ نے پوچھا کتنے دنوں سے

تم آئے ہوئے ہو کہا تیس دن ہوئے حضرتؐ نے پوچھا کیا کھاتے تھے؟ کہا سوائے زمزم کے پانی کے اور کچھ کھانا نہ تھا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔

## حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے فضائل

(۱۵۹۷) ق جَرِيْرٌ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا دعا بہ لہ حِيْنَ شَكٰى اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَا يَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ۔

بخاری اور مسلم میں جریرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی ٹھہرا دے اس کو گھوڑے پر اور کردے اس کو ہدایت کرنے والا اور راہ یاب۔ یہ دعا حضرتؐ نے جریرؓ کیلئے کی جبکہ اس نے شکایت کی کہ میں گھوڑے پر نہیں جم سکتا۔

ف جریرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے مجھ کو ایک بت خانہ توڑنے کو بھیجا میں نے کہا کہ میں گھوڑوں پر نہیں ٹھہر سکتا تب حضرتؐ نے میرے سینے پر اپنا ہاتھ ملا پھر یہ دعا کی تو شہسوار ہو گئے۔

## حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے فضائل

(۱۵۹۸) ق اِبْنُ عَبَّاسٍ اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ زَادَ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ وَعَلِّمْهُ التَّاْوِيْلَ دعا بہ لہ لَمَّا وَضَعَ لَهٗ وَضُوْءَهٗ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی اس کو دین میں فہم اور بوجھ دے۔ ابومسعود محدث نے اتنی روایت اور زیادہ کی کہ اور اس کو قرآن اور حدیث کا ایرپھیر سکھا دے۔ یہ دعا حضرتؐ نے عبداللہ بن عباسؓ کے واسطے کی جبکہ انھوں نے حضرتؐ کے واسطے وضو کرنے کا پانی رکھ دیا۔

ف اسی دعا کی برکت سے عبداللہ بن عباسؓ بڑے عالم ہوئے۔ چنانچہ قرآن کی تفسیر کی اکثر انھیں سے روایت ہے، ابومسعود اس محدث کا نام ہے جس نے مستدرک کی کتاب جمع کی۔

## حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل

(۱۵۹۹) ق حَفْصَةُ نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت حفصہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ عبداللہ اچھا مرد ہے اگر رات کو تہجد کی نماز بھی پڑھتا۔

ف عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھ کو دو فرشتے دوزخ پر پکڑ لے گئے ہیں میں نے دوزخ دیکھکر کہا کہ خدا کی پناہ تب تیسرے فرشتے نے مجھ سے کہا تو مت ڈر۔ یہ خواب میں نے اپنی بہن حفصہؓ سے کہا حفصہؓ نے حضرتؐ سے کہا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ روایت ہے کہ اس رات سے عبداللہ بن عمرؓ رات کو بہت کم سوتے تھے معلوم ہوا کہ تہجد کی نماز کو دوزخ سے بچانے کی بڑی تاثیر ہے۔

## حضرت انس رضی اللہ عنہ کے فضائل

(۱۶۰۰) ق اُمُّ سُلَيْمٍ بِنْتُ مِلْحَانَ اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَبَارِكْ لَهٗ فِيْمَا اَعْطَيْتَهٗ دعا بہ لِاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ۔

بخاری اور مسلم میں ام سلیم بنت ملحانؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی بہتات دے اس کے مال اور اس کی اولاد میں اور اس کیلئے برکت کر جو تو نے اس کو دیا۔ یہ حضرتؐ نے انس بن مالکؓ کے واسطے دعا کی۔

ف انس بن مالکؓ حضرتؐ کے خادم تھے نو برس کے تھے کہ ان کی ماں یعنی ام سلیمؓ نے ان کو حضرتؐ کی خدمت میں دیا۔ مصابیح میں روایت ہے کہ ام سلیمؓ نے حضرتؐ سے کہا کہ یا حضرتؐ اپنے خادم انس کے واسطے دعا کیجئے تب حضرتؐ نے یہ دعا کی بعضی روایت میں یوں ہے کہ حضرتؐ اپنے وضو کا برتن بھر رکھتے تھے ایک روز حضرتؐ بھول گئے، انسؓ نے اس کو بھر دیا جب حضرتؐ نے اس کو بھرا پایا تو پوچھا کہ کس نے یہ بھرا ہے؟ معلوم ہوا کہ انسؓ نے تو حضرتؐ نے ان کی عمر درازی اور مال اور اولاد کی کثرت کی دعا کی چنانچہ انسؓ ایک سو بیس برس تک زندہ رہے اور ایک سو بیس ان کے لڑکے پیدا ہوئے اور بصرے میں ان کے کھجور کے باغ سال میں دو بار پھلتے تھے اور ان کی بھیڑ بکری کی اتنی کثرت تھی جس کا شمار نہیں۔

## حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے فضائل

(۱۶۰۱) ق عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ اَمَّا الطُّرُقُ الَّتِیْ رَاَیْتَ عَنْ یَسَارِكَ فَهِیَ طُرُقُ اَصْحَابِ الشِّمَالِ وَاَمَّا الطُّرُقُ الَّتِیْ رَاَیْتَ عَنْ یَمِیْنِكَ فَهِیَ طُرُقُ اَصْحَابِ الْیَمِیْنِ وَ اَمَّا الْجَبَلُ فَهُوَ مَنْزِلُ الشُّهَدَاءِ وَلَنْ تَنَالَهٗ وَاَمَّا الْعَمُوْدُ فَهُوَ عَمُوْدُ الْاِسْلَامِ وَاَمَّا الْعُرْوَةُ فَهُوَ عُرْوَةُ الْاِسْلَامِ وَلَنْ تَزَالَ مُسْتَمْسِكًا بِهٖ حَتّٰی تَمُوْتَ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ راہیں جو تو نے اپنے بائیں دیکھیں سو وہ کافروں کی راہیں تھیں جن کے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں ہوں گے اور وہ راہیں جو تو نے اپنے داہنے دیکھیں سو وہ نیکوں کی راہیں تھیں جن کے داہنے ہاتھ میں نامہ اعمال ہوں گے اور پہاڑ کا تو یہ حال ہے کہ وہ شہیدوں کا مقام ہے اور تجھ کو نہیں ملنے کا یعنی تیری قسمت میں شہادت نہیں، اور ستون تو وہ اسلام کا ستون ہے اور وہ رسی تو اسلام کی رسی ہے تو اس کو ہمیشہ پکڑے رہے گا مرتے دم تک۔

ف عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مرد نے مجھ سے کہا اٹھ سو اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا میں اس کے ساتھ چلا تو میں نے اپنے بائیں طرف کئی راہیں دیکھیں میں نے ان میں چلنے کا ارادہ کیا اس نے کہا ان میں مت چل کہ یہ کافروں کی راہیں ہیں۔ پھر میں نے داہنی طرف راہیں دیکھیں تو اس مرد نے کہا کہ ادھر چل میں ادھر چلا تو ایک پہاڑ میں نے دیکھا اس نے کہا اس پر چڑھ سو میں نے کئی بار اس پر چڑھنے کا ارادہ کیا ہر بار میں کھسک پڑتا تھا پھر میں اس کے ساتھ آگے چلا تو میں نے ایک ستون دیکھا جس کا سرا آسمان سے لگا تھا اور اس کے سرے پر ایک رسی تھی بطور دستگی کے اس مرد نے کہا اس ستون پر چڑھ میں نے کہا کیونکر میں اس پر چڑھ سکوں گا کہ اس کا سرا تو آسمان سے لگا ہے تو اس نے مجھ کو چڑھا دیا میں نے سرے کی رسی پکڑ لی صبح تک وہ رسی میرے ہاتھ میں ہی رہی۔ پھر میں نے یہ خواب حضرتؐ سے کہا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔

(۱۶۰۲) ق عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ یَمُوْتُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ وَهُوَ اٰخِذٌ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن سلامؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مرے گا عبداللہ بن سلام اس حالت پر کہ اسلام کی رسی مضبوط پکڑے ہوگا۔

ف یعنی مسلمان مرے گا۔ یہ حضرتؐ نے عبداللہ بن سلام کے خواب کی تعبیر کہی باقی قصہ اوپر مذکور ہو چکا۔

(۱۶۰۳) ق عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ تِلْكَ

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ حضرتؐ

لم وَضَتۃ رَوضَۃُ الاِسلامِ وَذالِکَ العَمُودُ عَمُودُ الاِسلامِ وَتِلکَ العُروَۃُ العُروَۃُ الوُثقیٰ وَاَنتَ عَلَی الاِسلامِ حَتّٰی تَمُوتَ قَالَہٗ حِینَ قَصَّ رُؤیَاہُ عَلَیہِ

نے فرمایا وہ باغ تو اسلام کا باغ ہے اور وہ ستون اسلام کا ستون ہے اور وہ حلقہ مضبوط حلقہ دین کا ہے اور تو اسلام پر قائم رہے گا مرتے دم تک۔ یہ حضرتؐ نے عبداللہ بن سلام سے فرمایا جبکہ انھوں نے اپنا خواب حضرتؐ سے بیان کیا۔

ف خواب میں باغ اور ستون اور حلقہ دیکھا تھا حضرتؐ نے اس کی تعبیر کہی۔

## حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے فضائل

(۱۶۰۴) ق عَایِشَۃُ اِنَّ رُوحَ القُدُسِ لَا یَزَالُ یُؤَیِّدُکَ مَا نَافَحتَ عَنِ اللہِ وَرَسُولِہٖ قَالَہٗ لِحَسَّانِ بنِ ثَابِتٍ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر جبرئیلؑ تیری ہمیشہ مدد کیا کرتا ہے جیسے کہ تو نے خدا اور اس کے رسول کی طرف سے جواب دہی کی ہے یہ حضرتؐ نے حسان بن ثابتؓ سے فرمایا۔

ف کافروں نے حضرتؐ کی ایک بار ہجو کی تھی حضرتؐ نے حسان صحابی سے جو بڑے شاعر تھے فرمایا کہ تم ان کو جواب دو۔ حسان نے چند بیتوں میں ان کی خوب ہجو کی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شعر کہنا درست ہے بشرطیکہ اس کا مضمون شرع کے مخالف نہ ہو۔

(۱۶۰۵) ق عَایِشَۃُ لَا تَعجَل فَاِنَّ اَبَا بَکرٍ اَعلَمُ قُرَیشٍ بِاَنسَابِھَا وَاِنَّ لِی فِیھِم نَسَبًا حَتّٰی یُلَخِّصَ لَکَ نَسَبِی قَالَہٗ لِحَسَّانِ بنِ ثَابِتٍ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جلدی نہ کر سو البتہ ابوبکرؓ قریش کا نسب سب سے زیادہ جانتا ہے اور البتہ میرا ان میں رشتہ ہے تو ہجو نہ کر جب تک ابوبکرؓ میرا نسب ان کے نسب سے تجھ کو الگ نہ کر دیوے۔ یہ حضرتؐ نے حسان بن ثابتؓ سے کہا۔

ف روایت ہے کہ کفار قریش نے حضرتؐ کی اور حضرتؐ کے اصحاب کی ہجو کہی تھی۔ حضرتؐ نے حسانؓ سے کہ بڑے شاعر تھے یہ حدیث فرمائی یعنی قریش میرے رشتہ دار ہیں اس طرح ان کی ہجو نہ کرنا کہ میرے باپ دادے بھی اس میں آجاویں ابی بکرؓ سے اس کو تحقیق کر لے وہ قریش کے نسب کا بڑا عالم ہے۔

(۱۶۰۶) ق اَبُوھُرَیرَۃَ یَا حَسَّانُ اَجِب عَن رَسُولِ اللہِ اَللّٰھُمَّ اَیِّدہُ بِرُوحِ القُدُسِ

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اے حسانؓ تو جواب دے رسول اللہ کی طرف سے الٰہی اس کی مدد کر جبرئیلؑ سے

ف حسانؓ صحابی بڑے شاعر تھے۔ کافروں نے حضرتؐ کی ہجو کی تھی تب حضرتؐ نے حسانؓ سے ان کی ہجو کہلوائی اور حسانؓ کے واسطے دعا کی کہ جبرئیلؑ ان کے شریک ہوں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافروں کی ہجو کرنا درست ہے بشرطیکہ اس میں دینی فائدہ ہو اور ثابت ہوا کہ روح القدس یعنی جبرئیلؑ کو فیض سخن کی خدمت ہے۔

(۱۶۰۷) م عَایِشَۃُ اُھجُوا قُرَیشًا فَاِنَّہٗ اَشَدُّ عَلَیھَا مِن رَشقِ النَّبلِ۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کفار قریش کی ہجو کرو اس واسطے کہ قریش پر ہجو تیر مارنے سے بھی سخت تر ہے۔

ف یہ حضرتؐ نے شاعر اصحاب سے فرمایا جیسے حسان اور عبداللہ بن رواحہ۔

(۱۶۰۸) ق اَلْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ اُهْجُهُمْ اَوْهَاجِهِمْ وَجِبْرِيْلُ مَعَكَ قَالَهُ لِحَسَّانِ بْنِ ثَابِتٍ

بخاری اور مسلم میں براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہجو کر کفار قریش کی اور جبرئیلؑ تیرے ساتھ ہے یعنی اس کی طرف سے مضمون کا فیضان ہوگا۔ یہ حضرتؐ نے حسان بن ثابتؓ سے فرمایا۔

(۱۶۰۹) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ اَجِبْ عَنِّيْ اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ قَالَهُ لِحَسَّانِ بْنِ ثَابِتٍ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جواب دے میری طرف سے۔ الٰہی اس کی جبرئیلؑ سے مدد کر یہ حضرتؐ نے حسان بن ثابتؓ سے فرمایا۔

ف کفار قریش نے حضرتؐ کی ہجو کی تھی تب حضرتؐ نے اس کا جواب حسان سے دلوایا۔

## حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے فضائل

(۱۶۱۰) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ اِنَّهُ لَنْ يَبْسُطَ اَحَدٌ ثَوْبَهُ حَتّٰى اَقْضِيَ مَقَالَتِيْ ثُمَّ يَجْمَعُ اِلَيْهِ ثَوْبَهُ اِلَّا وَعٰى مَا اَقُوْلُ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ جو پھیلائے رہیگا اپنا کپڑا جب تک کہ میں اپنی بات تمام کر چکوں پھر اپنے کپڑے کو اپنی طرف سمیٹ لیوے تو یاد رکھے گا جو میں کہتا ہوں یعنی میری حدیث کبھی نہ بھولے گا۔

ف ابوہریرہؓ کو حضرتؐ کی ہزاروں حدیثیں یاد تھیں لوگوں کو ان کی یاد پر تعجب ہوا تب انھوں نے لوگوں کو اس کا سبب بتایا کہ خدا خوب جانتا ہے کہ میں مرد محتاج تھا حضرتؐ کی خدمت کیا کرتا تھا، ہر دم حضرتؐ کے پاس موجود رہتا تھا سوائے اپنے پیٹ کے اور مجھ کو فکر نہ تھا اور مہاجرین اصحاب بازار میں خرید فروخت میں مشغول رہتے تھے اور انصاری اصحاب اپنی کھیتی میں مصروف تھے سو حضرتؐ نے ایک روز فرمایا کہ جو اپنا کپڑا پھیلا دے جب تک کہ میں کلام کر چکوں تو وہ میری سنی حدیث کو کبھی نہ بھولے۔ چنانچہ میں نے اپنا کپڑا پھیلایا پھر جب حضرتؐ کلام کر چکے تو میں نے اس کپڑے کو اپنے بدن میں لگا لیا اس روز سے میں کوئی حدیث حضرتؐ کی نہیں بھولا۔

(۱۶۱۱) م اَبُوْهُرَيْرَةَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ اُمَّ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ عُبَيْدَكَ هٰذَا وَاُمَّهُ اِلٰى عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَحَبِّبْ اِلَيْهِمَا الْمُؤْمِنِيْنَ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی ہدایت کر ابوہریرہؓ کی ماں کو، الٰہی اپنے اس بندے کو اور اس کی ماں کو پیارا کر دے اپنے ایماندار بندوں کے نزدیک اور ایمانداروں کو ان دونوں کے نزدیک پیارا کر دے۔

ف مصابیح میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میری ماں مشرک تھی میں اس سے کہا کرتا تھا کہ تو مسلمان ہو جا سو اس نے ایک بار حضرتؐ کے حق میں ایسی بے ادبی کی کہ مجھ کو نہایت بری معلوم ہوئی سو میں حضرتؐ کی خدمت میں روتا ہوا آیا اور میں نے کہا کہ یا حضرتؐ میری ماں کے واسطے دعا کیجیے کہ خدا اس کو ہدایت کرے تب حضرتؐ نے یہ دعا کی تو میں حضرتؐ کی اس دعا سے خوش ہو کر نکلا جب میں اپنے گھر کے دروازے پر پہنچا اور میری ماں نے میرے جوتے کی آہٹ سنی تو کہا اے ابوہریرہؓ کھڑا رہ۔ اور میں نے پانی کی آواز سنی۔ سو اس نے غسل کر کے جلدی سے کپڑے پہن کے دروازہ کھولا اور یوں کہا کہ اے ابوہریرہؓ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ

اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ تو میں خوشی کے مارے روتا ہوا حضرتؐ کی خدمت میں پلٹ گیا اور یہ حال کہا تو حضرتؐ نے الحمد للہ کہہ کے فرمایا کہ بہت اچھا ہوا۔ یہ حدیث معجزہ ہے کہ فوراً حضرتؐ کی دعا قبول ہو گئی۔

## حضرت حاطب بن ابی بلتعہ اور اہلِ بدر کے فضائل

(۱۶۱۲) م عُمَرَ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ مَا یُدْرِیْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ قَدِ اطَّلَعَ عَلٰى هٰذِهِ الْعِصَابَةِ مِنْ اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ

مسلم میں عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے خطاب کے بیٹے تجھ کو کیا معلوم ہے کہ شاید خدا اس جنگ بدر والے گروہ پر البتہ آگاہ ہو چکا سو اس نے فرمایا کہ تم کرو جو تمہارا جی چاہے میں تم کو مقرر بخش چکا۔

اہلِ بدر کی فضیلت جن کے سردار چاروں خلیفہ ہیں

ف اس حدیث کا قصہ مذکور ہو چکا کہ ایک بدری صحابی سے بڑا قصور ہوا تھا عمر فاروقؓ نے حضرتؐ سے کہا کہ یا حضرت اگر حکم ہو تو میں اس کو مار ڈالوں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی بدروالے صحابیوں کے ایمان خدا نے جانچ لئے ہیں ان کے گناہ پر پکڑ نہیں تو کیوں اس کے قتل کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس حدیث سے بدری اصحاب کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی معلوم ہوا کہ ان کا اگر کوئی قصور بھی ثابت ہو تو مسلمان کو مناسب نہیں کہ اس پر طعنہ دیوے جس طرح شیعہ دیتے ہیں جس کو خدا نے بخشا اس کو برا کہنے والا گویا خدا کو اصلاح دیتا ہے کہ اس کو کیوں بخشا اس کی وہی مثل کہ بھنڈاری دے اور پاپی کا پیٹ دکھے۔

(۱۶۱۳) ق عَلِیٍّ اِئْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ فَاِنَّ بِهَا ظَعِيْنَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوْهُ مِنْهَا قَالَهُ لِعَلِیٍّ وَالزُّبَيْرِ وَالْمِقْدَادِ وَ فِیْ رِوَايَةٍ اِنْطَلِقُوْا حَتّٰى تَاْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ قَالَهُ لِعَلِیٍّ وَّاَبِیْ مَرْثَدٍ وَالزُّبَيْرِ

بخاری اور مسلم میں علی مرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جاؤ شفتالو کے باغ میں سو البتہ وہاں ایک عورت شتر سوار ہے اس کے پاس خط ہے اس سے اس خط کو لے لو یہ حضرتؐ نے علی مرتضیٰؓ اور زبیرؓ اور مقدادؓ سے فرمایا اور دوسری روایت یوں ہے کہ حضرتؐ نے علی مرتضیٰؓ اور ابو مرثدؓ اور زبیرؓ سے فرمایا چلو یہاں تک کہ شفتالو کے باغ میں جاؤ۔

ف یہ عورت جاسوسی کا خط مدینے سے مکے لئے جاتی تھی حضرتؐ کو وحی سے معلوم ہوا اس واسطے اصحاب کو بھیجکر خط چھنوالیا۔ باقی قصہ مفصل ہو چکا۔

(۱۶۱۴) م جَابِرٍ كَذَبْتَ لَا يَدْخُلُهَا فَاِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَّالْحُدَيْبِيَةَ قَالَهُ لِعَبْدِ حَاطِبِ بْنِ اَبِیْ بَلْتَعَةَ جَاءَهُ يَشْكُوْ حَاطِبًا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيَدْخُلَنَّ حَاطِبٌ النَّارَ

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا تو جھوٹا ہے حاطب دوزخ میں نہ جاویگا اس واسطے کہ وہ جنگ بدر اور حدیبیہ میں حاضر تھا یہ حضرتؐ نے حاطب بن ابی بلتعہ کے غلام سے فرمایا وہ غلام حضرتؐ کے پاس حاطب کا شکوہ کرتا آیا اور اس نے کہا کہ یا رسول اللہ حاطب تو دوزخ میں جاویگا۔

ف اس حدیث سے صاف ثابت ہوا کہ جو حضرتؐ کے اصحابؓ جنگ بدر اور جنگِ حدیبیہ میں موجود تھے ان پر دوزخ حرام ہے وہ مقرر بہشتی ہیں جنگِ بدر میں تین سو تیرہ ۳۱۳ اصحاب تھے اور جنگِ حدیبیہ میں پندرہ سو تھے۔

غ صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۱۲ (چشتی)

## اصحاب شجرۂ کے فضائل

(۱۶۱۵) م اُمُّ مُبَشِّرٍ لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ۔

مسلم میں ام مبشرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ دوزخ میں نجاویگا کوئی جس نے درخت کے نیچے بیعت کی۔

ف چھٹے سال ہجری جنگ حدیبیہ میں ببول کے درخت کے نیچے پندرہ یا چودہ سو اصحاب نے حضرتؐ سے بیعت کی اور اقرار کیا کہ ہم مر جاویں گے حضرتؐ کے ساتھ سے نہ پھریں گے۔ خدا ان سے راضی ہوا قرآن میں ان کا ذکر کیا ہے سو ان کو حضرتؐ نے فرمایا کہ ان میں سے کوئی دوزخی نہیں وہ سب بہشتی ہیں۔

(۱۶۱۶) م اُمُّ مُبَشِّرٍ لَا يَدْخُلُ النَّارَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ أَحَدٌ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا تَحْتَهَا فَقَالَتْ حَفْصَةُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَانْتَهَرَهَا فَقَالَتْ حَفْصَةُ وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا۔

مسلم میں ام مبشرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو خدا نے چاہا تو نہ داخل ہوگا دوزخ میں درخت والے اصحاب سے کوئی جنھوں نے اس کے نیچے بیعت کی تو حضرت حفصہؓ نے کہا کہ کیوں نہ داخل ہوں گے یا رسول اللہ۔ سو حضرتؐ نے ان کو جھڑکا پھر حضرت حفصہؓ نے کہا کہ خدا قرآن میں فرماتا ہے کہ تم میں سے ہر ایک دوزخ پر وارد ہوگا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا قرآن میں اس کے آگے فرماتا ہے کہ پھر ہم بچالیویں گے پرہیزگاروں کو اور دوزخ میں ڈالیں گے ظالم کافروں کو گھٹنے کے بل۔

ف حضرت حفصہؓ کو یہ شبہ ہوا کہ حضرتؐ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں سے کوئی دوزخ کی طرف نہ جاویگا اور قرآن سے ثابت ہوتا ہے کہ سب کا گذر دوزخ پر ہوگا۔ حضرتؐ نے یہ جواب دیا کہ ہر چند دوزخ پر سب کا گذر ہوگا لیکن پرہیزگار لوگ بچیں گے کافر اس میں گریں گے تو دوزخ میں داخل ہونا ثابت نہ ہوا۔

## حضرت ابو موسیٰ اور ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہما کے فضائل

(۱۶۱۷) ق أَبُوْ مُوْسٰى إِنَّ هٰذَا قَدْ رَدَّ الْبُشْرٰى فَاقْبَلَا أَنْتُمَا قَالَهُ لِأَبِيْ مُوْسٰى وَبِلَالٍ حِيْنَ قَالَ الْأَعْرَابِيُّ أَكْثَرْتَ عَلَيَّ مِنْ أَبْشِرْ۔

بخاری اور مسلم میں ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ اس شخص نے بشارت کو نہ لیا تم دونوں بشارت کو قبول کرو۔ یہ بات حضرتؐ نے ابو موسیٰؓ اور بلالؓ سے فرمائی جب ایک گنوار نے حضرتؐ سے کہا کہ بہی مجھ سے بہت کہتے ہو کہ ابشر یعنی بشارت لے۔

ف ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ ایک گنوار نے حضرتؐ سے کہا کہ جو دینے کا وعدہ کیا تھا سو پورا کرو۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تو بہشت کی بشارت لے۔ اس نے کہا کہ بشارت بہت دیا کرتے ہو کچھ مال دو، تب حضرتؐ نے یہ حدیث ابو موسیٰؓ اور بلالؓ سے فرمائی۔ دونوں نے کہا کہ یا حضرتؐ ہم نے بشارت قبول کی۔ پھر حضرتؐ نے ایک پیالہ پانی کا منگوایا اور ہاتھ منہ اس میں دھویا کلی اس میں ڈالی پھر ان دونوں سے فرمایا پی جاؤ سو وہ پی گئے۔ حضرت ام سلمہؓ نے پردے کے اندر سے کہا کہ اس میں سے کچھ تبرک اپنی ماں کو بھی دو جو باقی رہا تھا سو ان کو دیا۔

(۱۶۱۸) ق أَبُوْ مُوْسٰى اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ

بخاری اور مسلم میں ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا

اَبِیْ عَامِرٍ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَوْقَ کَثِیْرٍ مِّنْ خَلْقِكَ اَوْمِنَ النَّاسِ قَالَ اَبُوْمُوْسٰی فَقُلْتُ وَلِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِاللّٰہِ بْنِ قَیْسٍ ذَنْبَہٗ وَاَدْخِلْہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مُدْخَلًا کَرِیْمًا۔

کہ الٰہی بخش دے ابی عامر کو جس کا نام عبیدہ ہے الٰہی قیامت کے دن اس کو اپنی اکثر خلق سے یا یوں فرمایا کہ اکثر لوگوں سے اونچا رکھ۔ ابوموسیٰؓ نے کہا۔ میں نے کہا اور میرے واسطے دعا کیجئے یارسول اللہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی عبداللہ بن قیس کا گناہ بخش اور قیامت کے دن اس کو عزت والے مقام میں داخل کر۔

**ف** ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے مجھ کو ابوعامرؓ کے ساتھ جنگ اوطاس میں بھیجا تو ابوعامرؓ کے زانو میں تیر لگا اسی زخم سے وہ مرگئے ہیں نے یہ حال حضرتؐ سے بیان کیا اور میں نے کہا کہ یا حضرتؐ ابوعامرؓ نے مجھ سے کہا تھا کہ حضرتؐ میری مغفرت کی دعا کریں تب حضرتؐ نے یہ دعا کی پھر ابوموسیٰؓ نے اپنے واسطے دعا کروائی — ابوموسیٰؓ ہی کا نام عبداللہ بن قیس ہے۔

## قبیلۂ اشعری کے فضائل

(۱۶۱۹) **ق** اَبُوْمُوْسٰی اِنِّیْ لَاَعْرِفُ اَصْوَاتَ رُفْقَۃِ الْاَشْعَرِیِّیْنَ بِالْقُرْاٰنِ حِیْنَ یَدْخُلُوْنَ بِاللَّیْلِ وَاَعْرِفُ مَنَازِلَھُمْ مِنْ اَصْوَاتِھِمْ بِالْقُرْاٰنِ بِاللَّیْلِ وَاِنْ کُنْتُ لَمْ اَرَ مَنَازِلَھُمْ حِیْنَ نَزَلُوْا بِالنَّھَارِ وَمِنْھُمْ حَکِیْمٌ اِذَا لَقِیَ الْخَیْلَ اَوْقَالَ الْعَدُوَّ قَالَ لَھُمْ اِنَّ اَصْحَابِیْ یَاْمُرُوْنَکُمْ اَنْ تَنْظُرُوْھُمْ۔

بخاری اور مسلم میں ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں البتہ آواز پہچان جاتا ہوں اشعری لوگوں کے قرآن پڑھنے کی جب وہ رات کو مدینے میں داخل ہوتے ہیں اور میں ان کے مکان پہچانتا ہوں رات کو ان کی قرآنی آواز سے اگرچہ دن کو میں نے اترتے وقت ان کے مکان نہیں دیکھے اور اسی قوم سے ایک شخص حکیم ہے کہ جب کافروں کے سواروں سے یا دشمنوں سے ملتا ہے تو ان سے کہتا ہے کہ ہمارے لوگ تم سے کہتے ہیں کہ ذرا ہم کو فرصت دو یا تھوڑا انتظار کرو یعنی ہم بھی تیار ہیں لڑنے کو آتے ہیں۔

**ف** اشعری یمن کی ایک قوم ہے جس کے ابوموسیٰ اشعری اس حدیث کے راوی ہیں وہ قوم خوش آواز تھی قرآن خوب پڑھتی تھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات کو تہجد میں قرآن پکار کے پڑھنا درست ہے بشرطیکہ ریا نہ ہو اور کسی کو تکلیف بھی نہ ہو۔ قول حکیم کے دو مطلب ایک تو یہ کہ ہماری قوم بہادر ہے لڑنے کو تیار تم جلدی نہ کرو دوسرا مطلب یہ کہ حکمت سے آپ کو بچا لیتا ہے۔ یعنی ہماری قوم پیچھے آتی ہے تم سے لڑے گی تم تھوڑا انتظار کرو غرض یہ کہ وہ قوم سے ڈر کے اس کو نہ ماریں۔

## حضرت جعفرؓ، اسماء بنت عمیسؓ اور اہل سفینہ کے فضائل

(۱۶۲۰) **ق** اَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَیْسٍ لَیْسَ بِاَحَقَّ بِیْ مِنْکُمْ وَلَہٗ وَلِاَصْحَابِہٖ ھِجْرَۃٌ وَّاحِدَۃٌ وَّلَکُمْ اَنْتُمْ اَھْلَ السَّفِیْنَۃِ ھِجْرَتَانِ یَعْنِیْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَکَانَ قَالَ لِاَسْمَاءَ حِیْنَ قَدِمَتْ مِنَ الْحَبَشَۃِ سَبَقْنَاکُمْ

بخاری اور مسلم میں اسماء بنت عمیسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ عمرؓ میرا حقدار نہیں تم سے زیادہ اور اس کو اور اس کے ساتھ والوں کو ایک ہجرت کا ثواب ہے اور تم کو اے جہاز والو دو ہجرتوں کا ثواب ہے۔ یعنی عمر فاروقؓ نے اسماء سے کہا تھا جب وہ حبش سے آئیں کہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی سو ہم حضرتؐ کے

بِالْهِجْرَةِ فَنَحْنُ اَحَقُّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ مِنْكُمْ — زیادہ حقدار ہیں تمہاری نسبت۔

**ف** ابتدائے اسلام میں جعفر طیارؓ نے مع چند اصحاب کے سے حبش کے ملک میں ہجرت کی پھر جب حضرت اور باقی اصحاب مدینے میں ہجرت کر کے آ گئے اور خیبر فتح ہوا تو جعفر طیارؓ وغیرہ حبش سے مدینے میں ہجرت کر آئے تب عمر فاروقؓ نے اسماء سے جو اس وقت جعفرؓ کے نکاح میں تھیں اور حبش سے آئی تھیں کہا کہ اے اسماء ہم حضرت کے زیادہ تر حقدار ہیں کہ ہم نے ہجرت میں سبقت کی اور تم لوگ پیچھے آئے اسماء نے کہا کہ اے عمرؓ ہم دور ملک میں گئے تھے ہم کو ہر طرح کی تکلیف ہوئی اور تم قریب ملک میں آئے جہاں کھانے پینے کی کچھ تکلیف نہیں پھر اسماء نے یہ گفتگو حضرتؐ سے بیان کی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی معلوم ہوا کہ جتنی خدا کی راہ میں تکلیف زیادہ اتنا ہی درجہ زیادہ۔ مہاجرین حبش کو جہاز والا اس واسطے فرمایا کہ ان کا حبش میں جانا اور آنا جہاز سے ہوا تھا۔

## حضرت سلمان و بلال اور صہیب رضی اللہ عنہم کے فضائل

(۱۶۲۱) **ص** عَائِذُ بْنُ عَمْرٍو يَا اَبَا بَكْرٍ لَعَلَّكَ اَغْضَبْتَهُمْ لَئِنْ كُنْتَ اَغْضَبْتَهُمْ لَقَدْ اَغْضَبْتَ رَبَّكَ يَعْنِيْ سَلْمَانَ وَصُهَيْبًا وَّ بِلَالًا حِيْنَ قَالُوْا لِاَبِيْ سُفْيَانَ مَا اَخَذَتْ سُيُوْفُ اللّٰهِ مِنْ عُنُقِ عَدُوِّ اللّٰهِ مَاْخَذَهَا فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَتَقُوْلُوْنَ هٰذَا لِشَيْخِ قُرَيْشٍ وَسَيِّدِهِمْ۔

مسلم میں عائذ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا اے ابی بکر شاید کر تو نے ان کو غصہ دلایا۔ اگر تو نے ان کو ضرور غصہ دلایا ہوگا تو البتہ تو نے اپنے رب کو غصہ دلایا مراد ان لوگوں سے سلمان فارسیؓ اور صہیبؓ رومی اور بلال حبشی ہیں جب کہ ان تینوں نے ابو سفیان سے کہا تھا کہ خدا کی تلواروں نے خدا کے دشمن کی گردن سے اپنی گرفت کا مکان نہیں پایا تو صدیق اکبرؓ نے کہا کہ تم ایسی بات قریش کے بڈھا اور ان کے سردار کو کہتے ہو۔

**ف** ابو سفیان کفر کی حالت میں حضرتؐ سے کئی بار لڑا تھا اس واسطے اس کو دشمن خدا کا کہا۔ روایت ہے کہ ابو سفیان جبکہ ظاہر میں مسلمان ہوا اور ہنوز دل میں ایمان نہ جما تھا کہ ایک روز سلمانؓ اور صہیبؓ اور بلالؓ کے پاس ہو کر نکلا ان تینوں اصحاب نے جوش اسلام سے وہ سخت بات کہی صدیق اکبرؓ اس خیال سے کہ مبادا تاؤ کھا کر ابو سفیان ظاہری اسلام بھی چھوڑ دے اس کی خاطرداری کی بات کہی اور ان کو ایسی سخت بات کہنے سے منع کیا پھر صدیق اکبرؓ حضرت کے پاس گئے اور یہ قصہ بیان کیا حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی چونکہ ان کا سخت کلام محض خدا کے واسطے اور جوش اسلام سے تھا خدا اور رسول کو پسند آیا جب صدیق اکبرؓ نے حضرت سے یہ سنا تو ان تینوں صحابیوں کے پاس عذر کرنے کو گئے اور کہا اے میرے بھائیو میں نے تم کو غصہ دلایا یعنی معاف کرو انھوں نے کہا کچھ غصہ نہیں اے بھائی تجھ کو اللہ بخشے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک لوگوں کی عزت حرمت رکھنا ضرور ہے اور ان کو ناخوش کرنا نہایت بری بات ہے کہ ان کی ناخوشی سے خدا ناخوش ہوتا ہے۔

(۱۶۲۲) **ف** اَبُوْهُرَيْرَةَ يَا بِلَالُ حَدِّثْنِيْ بِاَرْجٰى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ عِنْدَكَ فِي الْاِسْلَامِ مَنْفَعَةً فَاِنِّيْ سَمِعْتُ اللَّيْلَةَ خَشْفَ نَعْلَيْكَ

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے بلالؓ بتا دے مجھ کو بڑے فائدے کا امیدواری والا عمل جو تو نے اسلام میں اپنے نزدیک کیا ہے یعنی تیرے نزدیک سب اعمال سے

وَيُرُوِي دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ قَالَ بِلَالٌ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا فِي الْإِسْلَامِ أَرْجَى عِنْدِي مَنْفَعَةً مِنْ أَنِّي لَمْ أَتَطَهَّرْ طُهُورًا تَامًّا فِي سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ إِلَّا صَلَّيْتُ بِذَالِكَ الطُّهُورِ مَا كَتَبَ اللّٰهُ لِي أَنْ أُصَلِّيَ۔

زیادہ تر منفعت کی امید کس عمل پر ہے اس واسطے کہ میں نے تیرے دونوں جوتوں کی آہٹ بہشت میں اپنے آگے سنی۔ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اسلام میں کوئی عمل نہیں کیا اپنے نزدیک اس سے زیادہ تر منفعت کی امید کا کہ جب میں نے رات دن کسی ساعت میں پورا وضو کیا تو اس وضو سے نماز ضرور پڑھی جو خدا نے میری قسمت میں نماز پڑھنا لکھا۔

**ف** اس حدیث میں تحیۃ الوضو کی نماز کی فضیلت ہے حضرتؐ نے اس واسطے پوچھا کہ تاکہ بلالؓ اس کو ہمیشہ کیا کریں اور غیروں کو اس کا ثواب سن کر شوق ہو تحیۃ الوضو پڑھنے کا۔

## انصار کے فضائل

(۱۶۲۳) **م** أَنَسٌ خَيْرُ دُوْرِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ وَفِي كُلِّ دُوْرِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ سب انصار کے محلوں سے نجار کی اولاد کا محلہ بہتر ان کے بعد عبدالاشہل کی اولاد بہتر ان کے بعد حارث بن خزرج کی اولاد بہتر ان کے بعد ساعدہ کی اولاد بہتر اور انصار کے سب محلوں میں خیر اور خوبی ہے

**ف** مدینے میں انصاری اصحاب کے بہت محلے اور احاطے تھے حضرتؐ کی مدد سب نے کی اس واسطے سب کی مجمل تعریف کی مگر جن لوگوں سے زیادہ تر جاں نثاری ہوئی ان کے علیحدہ علیحدہ نام لے کر خوبی بیان کی۔

(۱۶۲۴) **ق** زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَلِأَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ وَلِأَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ۔

بخاری اور مسلم میں زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی مغفرت کر انصار کی اور انصار کے بیٹوں کی اور انصار کے پوتوں کی۔

(۱۶۲۵) **ق** أَنَسٌ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ إِنَّكُمْ لَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ مَرَّتَيْنِ يَعْنِي الْأَنْصَارَ۔ [1]

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ البتہ تم لوگ یعنی انصار میرے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ پیارے ہو حضرتؐ نے دو بار اس کو فرمایا

(۱۶۲۶) **م** أَنَسٌ اَللّٰهُمَّ إِنَّهُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ اَللّٰهُمَّ إِنَّهُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ اَللّٰهُمَّ إِنَّهُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ يَعْنِي الْأَنْصَارَ۔

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی وہ انصار میرے نزدیک ان لوگوں میں سے ہیں جو بہت محبوب ہیں۔ الٰہی وہ میرے نزدیک آدمیوں میں سے پیارے ہیں الٰہی وہ میرے نزدیک ان آدمیوں میں سے ہیں جو بہت پیارے ہیں یہ حضرتؐ نے انصار کے حق میں تین بار فرمایا۔

[1] صحیح مسلم میں لفظ ثلاث مرات مروی ہے۔

# قبائل غفار و اسلم وغیرہم کے فضائل

(۱۶۲۷) م أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارُ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ وَغِفَارُ وَأَشْجَعُ وَمَنْ كَانَ مِنْ بَنِي عَبْدِ اللهِ مَوَالِيَّ دُونَ النَّاسِ وَاللهُ وَرَسُولُهُ مَوْلَاهُمْ۔

مسلم میں ابو ایوبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا قوم انصار اور قوم مزینہ اور قوم جہینہ اور قوم غفار اور قوم اشجع اور جو عبداللہ کی اولاد ہے میرے دوستدار ہیں نہ اور لوگ اور خدا اور خدا کا رسولؐ ان کے دوست اور حمایتی ہیں۔

**ف** حدیث میں ان چھ قوموں کی فضیلت کا بیان ہے کہ ایمان کی سچی ہیں اور محبت کی پوری۔

(۱۶۲۸) ق أَبُو بَكْرَةَ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ خَيْرًا مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَبَنِي عَامِرٍ وَأَسَدٍ وَغَطَفَانَ أَخَابُوا وَخَسِرُوا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُمْ لَأَخْيَرُ مِنْهُمْ قَالَهُ لِلْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ حِينَ قَالَ إِنَّمَا بَايَعَكَ سُرَّاقُ الْحَجِيجِ مِنْ أَسْلَمَ وَغِفَارَ وَمُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ۔ ل‍ه

بخاری اور مسلم میں ابو بکرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بھلا بتاؤ اگر قوم اسلم اور قوم غفار اور قوم مزینہ اور قوم جہینہ بہتر ہوں بنی تمیم کی قوم سے اور بنی عامر اور اسد اور غطفان کی قوم سے تو کیا ان کو نقصان اور ٹوٹا پڑے۔ اقرعؓ نے کہا کہ ہاں حضرتؐ نے فرمایا تو قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ وہ قوم یعنی اسلم وغیرہ بہتر ہیں ان قوموں سے یعنی بنی تمیم وغیرہ سے یہ حضرتؐ نے اقرع بن حابس سے فرمایا جب کہ اس نے حضرتؐ سے یوں کہا تھا کہ تجھ سے تو حاجیوں کے چوٹوں نے بیعت کی ہے یعنی اسلم اور غفار اور مزینہ اور جہینہ نے۔

**ف** اسلم اور غفار اور مزینہ اور جہینہ کی قوم مکے کی راہ میں رہتی تھی عرب میں کم ذات تھی اور کفر کی حالت میں حاجیوں کو لوٹ لیتی تھی اور بنی تمیم اور بنی عامر اور اسد اور غطفان کی قوم عمدہ لوگ تھے سو اول اسلم وغیرہ مسلمان ہوئے تو اقرع بن حابس نے کہ بنی تمیم کا سردار تھا مسلمان ہونے کے وقت حضرتؐ پر اپنے مسلمان ہونے کا احسان جتانے لگا اور قوم اسلم کی حقارت شروع کی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی خدا کے نزدیک وہی بہتر ہے جو دین پر چلے اگرچہ ذات کا کمینہ ہو، سرداری اور شرافت ذاتی بدون دینداری کے کچھ حقیقت نہیں رکھتی شعر

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی ۔۔۔ کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

(۱۶۲۹) ق أَبُو هُرَيْرَةَ أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللهُ وَغِفَارُ غَفَرَ اللهُ لَهَا أَمَا إِنِّي لَمْ أَقُلْهَا وَلَكِنْ قَالَهَا اللهُ وَفِي رِوَايَةِ خُفَافِ بْنِ إِيمَاءَ غِفَارُ غَفَرَ اللهُ لَهَا وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللهُ وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللهَ وَرَسُولَهُ اللَّهُمَّ الْعَنْ بَنِي لِحْيَانَ وَالْعَنْ رِعْلًا وَذَكْوَانَ۔

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اسلم سے خدا راضی ہوا اور غفار کو خدا نے بخشا۔ خبردار ہو کہ میں نے یہ کلام نہیں کہا ولیکن خدا نے یہ کہا ہے یعنی بحکم خدا میں نے یہ کہا۔ اور خفاف بن ایما کی روایت میں یوں ہے کہ غفار کو خدا نے بخشا اور اسلم سے خدا راضی ہوا اور عصیہ نے خدا اور رسولؐ کی نافرمانی کی۔ الٰہی لعنت کر بنی لحیان پر اور لعنت کر رعل اور ذکوان پر۔

ل‍ه صحیح مسلم میں لأخیر کا لفظ ہے۔

**ف** اسلم اور غفار دو قوم تھے بے لڑے ایمان لائے حضرتؐ نے ان کے واسطے بشارت اور دعا دی اور عصیہ اور بنی لحیان اور رعل اور ذکوان چار قوم تھے انھوں نے حضرتؐ کے اصحاب کو دغا سے قتل کیا اس واسطے حضرتؐ نے ان کو بد دعا دی۔

(۱۶۳۰) **ق** اَبُوْهُرَيْرَةَ قُرَيْشٌ وَالْاَنْصَارُ وَجُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَاَسْلَمُ وَاَشْجَعُ وَغِفَارُ مَوَالِيَّ لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُوْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قریش اور انصار اور جہینہ اور مزینہ اور اسلم اور غفار میرے دوست اور مددگار ہیں، ان کا کوئی مددگار نہیں سوائے خدا اور رسولؐ کے۔

**ف** یہ قومیں حضرتؐ پر ایمان لائیں اور حضرتؐ کی جاں نثار رہیں اس واسطے حضرتؐ نے ان کی فضیلت بیان کی۔

(۱۶۳۱) **ق** اَبُوْهُرَيْرَةَ هٰذِهٖ صَدَقَاتُ قَوْمِيْ يَعْنِيْ بَنِيْ تَمِيْمٍ۔[1]

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ صدقے میری قوم کے ہیں یعنی بنی تمیم کے۔

**ف** جب قوم بنی تمیم کی زکوٰۃ کے مال آئے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ بنی تمیم کو حضرتؐ نے اپنی قوم اس واسطے فرمایا کہ وہ مضر کی اولاد ہیں اور مضر حضرتؐ کے اجداد میں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرتؐ کے ننہال سے بنی تمیم کو قربت ہے۔

(۱۶۳۲) **ق** اَبُوْهُرَيْرَةَ هُمْ اَشَدُّ اُمَّتِيْ عَلَى الدَّجَّالِ يَعْنِيْ بَنِيْ تَمِيْمٍ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میری امت میں وہ نہایت سخت ہیں دجال پر یعنی جبکہ دجال نکلے گا تو بنی تمیم کی قوم پر اس کا قابو نہ چلے گا۔

(۱۶۳۳) **ق** اَبُوْهُرَيْرَةَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَاْتِ بِهِمْ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی دوس کی قوم کو ہدایت کر اور ان کو میرے پاس لے آ۔

**ف** دوس ایک قوم تھی یمن میں ابوہریرہ اسی قوم سے تھے۔ حضرتؐ نے ابوہریرہؓ کی خاطر سے یہ دعا کی خدا نے قبول کی چنانچہ وہ قوم مسلمان ہو کر حضرتؐ کی خدمت میں آئی۔

## قریش کی عورتوں کے فضائل

(۱۶۳۴) **ق** اَبُوْهُرَيْرَةَ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْاِبِلَ نِسَاءُ قُرَيْشٍ اَحْنَاهُ عَلٰى وَلَدٍ فِيْ صِغَرِهٖ وَاَرْعَاهُ عَلٰى زَوْجٍ فِيْ ذَاتِ يَدِهٖ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو عورتیں کہ اونٹ کی سواری کرتی ہیں ان میں قریش کی عورتیں بہتر ہیں یعنی سب عرب کی عورتوں میں قوم قریش کی عورتیں بہتر ہیں نہایت مہربان چھوٹے لڑکوں پر اور بڑی نگہبانی اپنے خاوند کے مال کی۔

**ف** ام ہانی، علی مرتضیٰؓ کی بہن بیوہ ہو گئی تھیں حضرتؐ نے چاہا کہ ان سے نکاح کریں ام ہانی نے کہا کہ یا حضرتؐ تمام خلق سے آپ میرے نزدیک زیادہ پیارے ہیں میرے لڑکے نہایت چھوٹے چھوٹے ہیں میں نہیں چاہتی کہ آپ کے بستر پر وہ روئیں اور چلاویں اور میں بوڑھی بھی ہو گئی ہوں یعنی ان عذروں سے میں نکاح

[1] صحیح مسلم میں قومنا کا لفظ ہے۔ (چشتی)

نہیں کرسکتی۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی اور قریش کی تمام عورتوں کی تعریف کی اور ام ہانی کا عذر پسند کیا معلوم ہوا کہ عورت میں یہی بڑی خوبی ہے کہ دردوالی ہو اور لڑکوں کو اچھی طرح پالے اور خاوند کے مال کو ضائع نہ کرے۔

## حضورؐ کا صحابہ میں بھائی چارہ قائم کرانا

(۱۶۳۵) م جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ وَأَيُّمَا حِلْفٍ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَمْ يَزِدْهُ الْإِسْلَامُ إِلَّا شِدَّةً۔

مسلم میں جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ زمانہ کفر کی قسم اور عہد و پیمان کا اسلام میں کچھ اعتبار نہیں۔ اور جو عہد و پیمان نیک کام میں تھا کفر کے وقت تو اسلام نے اس کی زیادہ تر مضبوطی کی۔

ف کفار عرب کا دستور تھا کہ ایک قوم دوسری قوم سے ہمقسم ہوتی اور ایک دوسرے کی حق اور ناحق میں مدد کیا کرتی سو فرمایا کہ اسلام میں کفر کی قسم اور عہد و پیمان کا کچھ اعتبار نہیں رہا لیکن مظلوم کی مدد کرنا اور حق کام کی تائید کرنا سو اسلام کی زیادہ تر تاکید ہے۔

## حضورؐ صحابہؓ کے لئے امان تھے اور صحابہؓ امت کیلئے

(۱۶۳۶) م أَبُو مُوسَى النُّجُومُ أَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ فَإِذَا ذَهَبَتِ النُّجُومُ أَتَى السَّمَاءَ مَا تُوعَدُ وَأَنَا أَمَنَةٌ لِأَصْحَابِي فَإِذَا ذَهَبْتُ أَتَى أَصْحَابِي مَا يُوعَدُونَ وَأَصْحَابِي أَمَنَةٌ لِأُمَّتِي فَإِذَا ذَهَبَ أَصْحَابِي أَتَى أُمَّتِي مَا يُوعَدُونَ۔

مسلم میں ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تارے پناہ ہیں آسمان کے پھر جب جاتے رہیں گے تارے تو آجاوے گا آسمان پر جس کا وعدہ ہوا یعنی ٹوٹ پھوٹ جاویگا اور میں پناہ ہوں اپنے اصحاب کی پھر جب میں جاتا رہوں گا تو آوے گا میرے اصحاب پر جس کا ان کو وعدہ ہوا یعنی اختلاف پڑے گا اور میرے اصحاب پناہ ہیں میری امت کے پھر جب میرے اصحاب جاتے رہیں گے تو آوے گا میری امت پر جس کا ان کو وعدہ ہے یعنی فساد اور بدعت عالم میں ظاہر ہوگی۔

ف حضرتؐ کی زندگی میں اختلاف کا نام نہ تھا جو شبہ ہوتا حضرتؐ سے حل ہو جاتا حضرتؐ کے بعد اصحاب میں اختلاف ہوا اول خلافت میں بعد اس کے بعضے مسائل میں اور جب تک اصحاب کا زمانہ رہا تو ان کی برکت سے فساد دینی اور بدعت کا رواج ممکن نہ تھا بعد اصحاب کے فساد شروع ہوا اور چند مدت کے بعد عالمگیر ہو گیا۔ یہ حدیث معجزہ ہے کہ جیسے آئندہ بات کی خبر دی ویسا ہی ہوا۔

## صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے فضائل

(۱۶۳۷) ق أَبُو سَعِيدٍ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ لَهُمْ هَلْ فِيكُمْ مَنْ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ لَهُمْ هَلْ فِيكُمْ مَنْ

بخاری اور مسلم میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ آوے گا لوگوں پر ایسا وقت کہ جہاد کریں گے آدمیوں کے جھنڈ تو ان سے پوچھیں گے کہ کوئی تم میں وہ شخص ہے جس نے رسول اللہ کو دیکھا ہو تو لوگ کہیں گے کہ ہاں فتح ہو جاوے گی ان کی پھر جہاد کریں گے لوگوں کے گروہ تو ان سے پوچھیں گے کہ کوئی

رَاٰی مَنْ صَحِبَ رَسُوْلَ اللّٰہِ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیُفْتَحُ لَھُمْ ثُمَّ یَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَیُقَالُ ھَلْ فِیْکُمْ مَنْ رَاٰی مَنْ صَحِبَ مَنْ صَحِبَ رَسُوْلَ اللّٰہِ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیُفْتَحُ لَھُمْ

شخص ہو تم میں سے جس نے دیکھا ہو رسول اللہ کی صحبت والے کو یعنی تابعین کو، لوگ کہیں گے کہ ہاں تو ان کی فتح ہو جاوے گی۔ پھر جہاد کریں گے آدمیوں کے لشکر تو ان سے پوچھا جاوے گا کہ ہے کوئی تم میں وہ شخص جس نے اصحاب کے اصحاب کی صحبت کی ہو یعنی تبع تابعین تو لوگ کہیں گے کہ ہاں تو ان کی فتح ہو جاوے گی۔

**ف** اس حدیث سے بڑی فضیلت اصحاب اور تابعین اور تبع تابعین کی ثابت ہوئی کہ ان کی برکت سے فتح نصیب ہو جائے گی۔

(۱۶۳۸) **ف** اِبْنُ مَسْعُوْدٍ خَیْرُ النَّاسِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ یَجِیْئُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَھَادَۃُ اَحَدِھِمْ یَمِیْنَہٗ وَیَمِیْنُہٗ شَھَادَتَہٗ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا سب لوگوں سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں یعنی اصحاب پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو اصحاب سے ملے ہوئے ہیں اور ان کے شاگرد اور صحبت دیدہ ہیں یعنی تابعین پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو تابعین سے ملے ہوئے اور ان کے ہم صحبت ہیں یعنی تبع تابعین پھر ان زمانوں کے بعد وہ لوگ آویں گے جن کی گواہی قسم پر شتابی کرے گی یعنی دروغ فاش ہوگا بے علمی اور بے دیانتی کے سبب سے ناحق بے فائدہ قسمیں کھاویں گے اور بے حاجت گواہی دیں گے۔

تینوں زمانوں تک خیر غالب رہی ان کے بعد بددیانتی پھیل گئی بدعت کی خفیفت کا بیان

**ف** جلال الدین سیوطیؒ نے بخاری کی شرح میں لکھا ہے کہ قرن ایک زمانے کے ہم عصر اور ہم وضع لوگوں کا نام ہے بعضے کہتے ہیں کہ ساٹھ برس کا قرن ہوتا ہے اور بعضوں کے نزدیک سو برس کا لیکن صحیح بات تو یہ ہے کہ قرن کی مدت کچھ مقرر نہیں۔ سو حضرتؐ اور اصحاب کا زمانہ ابتدائے نبوت سے اخیر صحابی کی موت تک ایک سو بیس برس کا تھا اور تابعین کا زمانہ ایک سو ستر میں آخر ہوا اور تبع تابعین کا زمانہ دو سو بیس ہجری تک تمام ہو چکا سو اسی وقت میں نہایت بدعتیں ظاہر ہوئیں اور فرقہ معتزلہ نے زبان درازی شروع کی اور حکمت کا علم یونانی زبان سے عربی میں ترجمہ ہوا اس کو دریافت کر کے کچے مسلمانوں کے عقیدے بگڑ گئے اور علمائے اہل سنت پر بادشاہوں کی زیادتیاں شروع ہوئیں غرضکہ اسلام میں بڑی مصیبت پڑی اور دین الٹ پلٹ گیا اور ہمیشہ دین میں کمی ہوتی گئی اب تک سو جیسا کہ حضرتؐ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

**ف** اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ حضرتؐ کے بعد حضرتؐ کی صحبت کی برکت سے تین زمانوں تک خیر غالب رہے گی بعد اس کے شر غالب ہوگا اور خیریت کم ہو جاوے گی اور یہ مطلب نہیں کہ بالکل خیر سب زمانوں سے جاتی رہی اس واسطے کہ امت محمدی قیامت تک سب کے سب بالکل کبھی نہ گمراہ ہوں گے بلکہ ہر زمانے میں کچھ اہل حق کا مذہب اگرچہ اہل باطل بکثرت ہوں اسی واسطے اہل سنت کا یہ قاعدہ ہے کہ جو قول اور فعل اصحاب اور تابعین اور تبع تابعین کے زمانے میں بے رواد رہے تکرار رائج تھا وہ حق ہے اس کو قبول کیا چاہئے اور جو قول و فعل ان تینوں زمانوں میں بے رغبت رائج نہ تھا وہی بدعت ہے اس کو ہرگز قبول نہ کرنا چاہئے کہ اس میں صریحاً دین کی بربادی ہے اگر عاقل

آدمی اس قاعدے کو خوب سمجھے تو جتنی بدعتیں کہ جہان میں ہو چکی ہیں اور ہونگی بخوبی ان کی برائی اور گمراہی سمجھ جاوے۔

(۱۶۳۹) م اَبُوْهُرَيْرَةَ خَيْرُ اُمَّتِي الْقَرْنُ الَّذِي بُعِثْتُ فِيْهِ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اَذَكَرَ الثَّالِثَ اَمْ لَا ثُمَّ يَخْلُفُ قَوْمٌ يُحِبُّوْنَ السَّمَانَةَ يَشْهَدُوْنَ قَبْلَ اَنْ يُّسْتَشْهَدُوْا۔

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا سب میری امت سے بہتر زمانہ وہ ہے جس میں میں پیغمبر ہوا یعنی اصحاب کا زمانہ پھر اصحابؓ کے بعد وہ لوگ بہتر ہیں جو ان سے ملے ہوئے اور ان کی صحبت والے ہیں یعنی تابعین۔ ابو ہریرہؓ نے کہا کہ خدا ہی خوب جانتا ہے کہ حضرتؐ نے تیسرے زمانے کو بہتر کہا یا نہیں حضرتؐ نے فرمایا پھر وہ لوگ باقی رہ جاویں گے جو فربہی اور موٹاپے کو دوست رکھیں گے گواہی دیں گے بدون گواہی مانگے۔

ف یعنی ان کو خوفِ خدا اور خوفِ قیامت نہ رہے گا جو ایمان اور نیک عمل سے روح کی صفائی کریں بلکہ آخرت کو بھول کے دنیا کی ریاست اور سامان کو کمال جانیں گے۔ ریاضت اور محنت چھوڑ کر بدن کی آرائش اور تازگی میں مشغول ہو کر بندۂ شکم ہو جاویں گے جیسا کہ اس زمانے کا حال ہے اور جھوٹ بولنے کی پروا نہ کریں گے ناحق گواہی دینے کو طیار ہوں گے۔ بدون خواہش مدعی اور حاکم کے گواہی پر مستعد ہوں گے۔ اس حدیث کا اور پہلی حدیث کا ایک سا مطلب ہے خلاصہ مطلب یہ کہ جب زمانہ بگڑا اور شر غالب ہوا تو کسی کے قول اور فعل کا اعتبار نہ رہا تو دینداروں کو لازم ہے کہ سوائے اصحاب اور تابعین اور تبع تابعین کے کسی کی رسم اور راہ کو قبول نہ کریں امام اعظمؒ اور امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ تابعین اور تبع تابعین کے زمانے میں تھے۔ دین کا سمجھنا ان کی محنتوں کے سبب سے مسلمانوں کو آسان ہو گیا اس واسطے کہ وہ خیر القرون میں داخل تھے اسی واسطے اہل سنت نے دین کے سمجھنے میں ان کو اپنا پیشوا بنایا۔

## حضورؐ کا ایک ارشاد

(۱۶۴۰) ق اِبْنُ عُمَرَ اَرَاَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهٖ فَاِنَّ رَاْسَ مِائَةِ سَنَةٍ مِّنْهَا لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ اَحَدٌ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بھلا تم بتاؤ تو اپنے اس رات کے حال کو سو البتہ حال تو یوں ہے کہ اس رات سے سو برس کے سرے تک جو آدمی زمین پر ہے کوئی نہ باقی رہے گا۔

ف عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے آخر عمر میں ہم کو عشا کی نماز پڑھائی پھر یہ حدیث فرمائی یعنی سو برس سے زیادہ اس وقت میں کسی کی عمر نہ ہوگی۔ مطلب حدیث کا یہ ہے کہ جب عمر ایسی کم ٹھہری تو دنیا کا لالچ کرنا بے فائدہ ہے۔ اور دوسرا فائدہ اس بیان کا یہ ہے کہ حضرتؐ نے جانا تھا کہ میرے بعد بعضے جھوٹے لوگ میری صحبت کا دعویٰ کریں گے جیسے کہ ہندوستان میں کئی سو برس کے بعد بابا رتن حضرت کی صحبت کا دعویٰ کرتا تھا۔ سو اس حدیث سے اس کا دعویٰ غلط ہو گیا اس واسطے کہ حضرتؐ کے زمانہ کے لوگ سو برس کے اندر مر چکے۔

## صحابہ کو برا بھلا کہنا حرام ہے

(۱۶۴۱) م ابوہریرۃ لا تسبوا اصحابی لا تسبوا اصحابی فوالذی نفسی بیدہ لو ان احدکم انفق مثل احد ذھبا ما ادرک مد احدھم ولا نصیفہ۔

مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ نہ بد کہو میرے اصحاب کو سو قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ اگر تم احد پہاڑ کے برابر سونا راہ خدا میں خرچ کرو تو ان کے تین پاؤ برابر بھی ثواب نہ ملے اور نہ اس کے آدھے کے برابر۔

ف یعنی اصحابؓ نے اس وقت مال خرچ کیا کہ جب اسلام نہایت ضعیف تھا اور کمال تنگی تھی انہی کے مال خرچ کرنے اور جہاد کرنے اور جانفشانی سے ہفت اقلیم میں اسلام پھیلا۔ اسی سبب سے تمام قرآن میں مہاجرین اور انصار کی تعریف بھری ہے۔ تو معلوم ہوا کہ ان کی عبادت کے برابر کسی کی عبادت تا قیامت نہیں ہو سکتی پھر ایسے دین کے سرداروں کو بد کہنا کیونکر درست ہوگا۔ خدا سمجھے ان بے ادبوں سے جو حضرتؐ کے اصحاب کو بد کہتے ہیں دیدہ و دانستہ ان کے کمالات کو مٹاتے ہیں۔

## حضرت اویس قرنیؓ کے فضائل

(۱۶۴۲) م عمر یاتی علیکم اویس بن عامر مع امداد اھل الیمن من مراد ثم من قرن کان بہ برص فبرأ منہ الا موضع درھم لہ والدۃ ھو بھا بر لو اقسم علی اللہ لابرہ فان استطعت ان یستغفر لک فافعل

مسلم میں عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ آویگا تمہارے پاس اویس بن عامر یمن والے گروہوں کے ساتھ مراد کی قوم سے اور منجملہ مراد کے قرن کے گروہ سے اس کو سفید داغ کی بیماری تھی سو وہ اس بیماری سے چنگا ہو گیا مگر درم کے برابر ایک داغ بنا ہے اس کی ایک ماں ہے کہ اس کا وہ بڑا خدمت گذار اور نیکوکار ہے اگر وہ کسی چیز کی خدا کے بھروسے پر قسم کھاوے تو خدا اس کو سچا کر دیوے سو اے عمر اگر یہ تجھ سے ہو سکے کہ وہ تیرے واسطے مغفرت مانگے تو کیجیو۔

حضرت اویسؓ قرنی کا قصہ

ف اس حدیث میں اویس قرنیؓ کی بڑی عمدہ فضیلت ثابت ہوئی اویس قرنیؓ تابعین میں ہیں صحابی نہیں ہر چند حضرتؐ کے وقت میں موجود تھے لیکن ماں کی خدمت سے فرصت نہ پائی کہ حضرتؐ کے حضور میں حاضر ہوتے۔ اپنے سالِ وفات میں عمر فاروقؓ حج کو گئے وہاں یمن کے لوگوں سے پوچھا کہ اویسؓ قرنی بھی تمہارے ساتھ ہیں۔ ایک پیر مرد نے کہا کہ اویس قرنی تو کوئی نامی باعزت آدمی ہم لوگوں میں نہیں ہے لیکن میرا ایک بھائی ہے اس کا نام بھی اویس ہے مگر وہ شخص تو نہایت ذلیل اور خراب خستہ ہے ہمارے اونٹ چرایا کرتا ہے عمر فاروقؓ نے کہا کہ تو ہم کو ان سے ملا دے گا اس نے کہا ہاں چلو کہ عرفات کے پیلو کے جنگل میں اونٹ چراتا ہوگا چنانچہ عمر فاروقؓ اور علی مرتضیٰؓ اس کے ساتھ روانہ ہوئے دیکھا کہ اویس قرنی جنگل میں نماز میں مشغول ہیں اور گرد اونٹ چرتے ہیں۔ عمر فاروقؓ نے ان کو سلام کیا انہوں نے جواب دیا۔ عمر فاروقؓ نے نام پوچھا اویس قرنی نے کہا کہ میرا نام عبداللہ ہے۔ عمر فاروق نے کہا کہ جو لوگ آسمان اور زمین میں ہیں سب عبداللہ ہیں۔ اپنا وہ نام

بتاؤ جو تمہاری ماں نے رکھا ہے۔ اویس قرنیؓ نے کہا کہ نام پوچھنے سے تمہاری کیا غرض ہے عمر فاروقؓ نے کہا کہ حضرتؐ نے ہم کو تمہارا پتہ بتایا ہے سو ہم نے تم کو پہچانا تب کہا کہ ہاں اویس قرنی میرا نام ہے۔ پھر عمر فاروق نے اپنی مغفرت کی دعا کے واسطے کہا۔ اویس قرنیؓ نے جواب دیا کہ کبھی میں نے اپنی جان کی یا خاص کر کے کسی اور شخص کے واسطے دعا نہیں کی لیکن علی العموم تمام مومنین اور مومنات کے واسطے دعا کیا کرتا ہوں۔ اب خدا نے تمہارے روبرو مجھ کو مشہور کر دیا اور بھجوا دیا بھلا اب تم بتاؤ کہ تم دونوں آدمیوں کا کیا نام ہے۔ علی مرتضیٰؓ نے کہا کہ یہ امیر المومنین عمرؓ ہے اور میں علی بن ابی طالبؓ ہوں۔ تب اویس قرنی تعظیم کے واسطے سنبھل بیٹھے۔ پھر یوں کہا کہ اے امیر المومنین اے علی بن ابی طالب السلام علیکم ورحمۃ اللہ خدا اس امت کی طرف سے تم کو نیک بدلا دیوے۔ پھر عمر فاروقؓ نے کچھ لباس اور خوراک دینے کا ارادہ کیا اویس قرنی نے قبول نہ کیا اور کہا میں نے سنا ہے کہ دوزخ میں بڑے بڑے غار ہیں ان کو سوائے دبلے اور بھوکے لوگوں کے نہ کوئی پھاند سکے گا سو میں نہیں چاہتا کہ میرا پیٹ آسودہ رہے بعد اس کے عمر فاروقؓ اور علی مرتضیٰؓ ان سے رخصت ہوئے۔

**ف** اس حدیث سے اویسؓ قرنی کی عمر فاروقؓ اور علی مرتضیٰؓ پر فضیلت ثابت نہیں ہو سکتی اسواسطے کہ تابعی اصحاب سے افضل نہیں ہو سکتا اور صرف دعا کروانے سے افضلیت ثابت نہیں ہوتی اسواسطے کہ خود حضرتؐ نے اپنے واسطے بعضے لوگوں سے دعا کرائی ہے بلکہ پانچوں وقت کی اذان میں تمام امت سے اپنے مقام محمود کے حاصل ہونے کے واسطے دعا کرنے کو فرمایا ہے۔

## باشندگان مصر کو حضورؐ کی وصیت

(۱۶۴۳) م ابوذرؓ إِنَّكُمْ سَتَفْتَحُونَ أَرْضًا يُذْكَرُ فِيهَا الْقِيرَاطُ وَيُرْوَى سَتَفْتَحُونَ مِصْرَ وَهِيَ أَرْضٌ يُسَمَّى فِيهَا الْقِيرَاطُ فَاسْتَوْصُوا بِأَهْلِهَا خَيْرًا فَإِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَرَحِمًا۔

مسلم میں ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ تم آگے فتح کرو گے اس زمین کو جس میں قیراط کا چرچا ہے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ فتح کرو گے ملک مصر کو اور وہ زمین ہے جس میں قیراط کا نام مشہور ہے سو میری وصیت مانو وہاں لوگوں کے ساتھ نیکی کرنے کی سو البتہ ان کیلئے امان ہے، اور ان سے برادری ہے۔

**ف** قیراط نصف دانگ ہے، سونے کی ہوتی ہے وزن میں پانچ جو کے برابر ملک مصر میں اس کی بہت چال تھی مصر کے بادشاہ نے ماریہ قبطیہ کو حضرتؐ کے واسطے بھیجا تھا ان سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے اسواسطے مصر والوں کو امان اور پناہ ہوئی اور حضرت ہاجرہؑ حضرت اسمٰعیلؑ کی ماں مصر کی تھیں اور حضرت اسمٰعیلؑ عرب کے جد ہیں تو مصر والوں سے عرب کو ننہالی رشتہ ہوا اس واسطے ان کے ساتھ نیکی اور احسان کرنے کو حضرتؐ نے فرمایا۔

## فضائلِ اہلِ عمان

(۱۶۴۴) م ابُو بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيُّ لَوْ أَهْلَ عُمَانَ أَتَيْتَ مَا سَبُّوكَ وَلَا ضَرَبُوكَ قَالَهُ لِرَجُلٍ بَعَثَهُ إِلَى حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَسَبُّوهُ وَضَرَبُوهُ۔

مسلم میں ابو برزہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تو عمان کے لوگوں کے پاس جاتا تو تجھ کو نہ گالی دیتے نہ مارتے۔ یہ حضرتؐ نے اس مرد سے فرمایا جس کو عرب کے کسی گروہ کے پاس بھیجا تھا سو ان لوگوں نے اس کو گالی دی اور مارا تھا۔

ف عمان شام کے ملک یا یمن کے ملک میں ایک شہر کا نام ہے وہاں کے لوگوں کی خوش خلقی اور یا نرم دلی بیان کیا۔

## قبیلہ ثقیف کے کذاب اور سفاک کا ذکر

(۱۶۴۵) م اَسْمَاءُ بِنْتُ اَبِیْ بَکْرٍ اِنَّ فِیْ ثَقِیْفٍ مُبِیْرًا وَّ کَذَّابًا۔

مسلم میں اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بیشک ثقیف کی قوم میں ایک ظالم خونریز ہوگا اور ایک بہت جھوٹا۔

حضورؐ کی پیشینگوئی

ف ثقیف ایک قوم ہے جو مکے کے پاس طائف میں رہتی تھی۔ اس قوم سے حجاج بن یوسف خونریز پیدا ہوا جس کا ظلم عالم میں مشہور ہے۔ روایت ہے کہ اس نے سوا لاکھ آدمی ناحق مارے اور جھوٹا مختار ثقفی تھا جس نے بعد شہادت امام حسین علیہ السلام کے کوفے میں محمد بن حنفیہ کی طرف سے اول جھوٹا دعویٰ کیا امام کے خون کا اور اس بہانے سے سردار بنا بعد اس کے پیغمبری کا دعویٰ کیا آخر کو خدا نے اس کو فضیحت اور برباد کیا سو یہ حدیث حضرتؐ کا معجزہ ہے جیسا فرمایا تھا ویسے ہی اس قوم سے دو آدمی پیدا ہوئے۔

## فارسیوں کی فضیلت

(۱۶۴۶) خ م اَبُوْ هُرَیْرَةَ لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَالَهٗ اَبْنَاءُ فَارِسَ وَیُرْوٰی لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَهٗ رَجُلٌ مِّنْ هٰؤُلَاءِ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر ایمان پروینا پر لٹکا ہوتا تو بھی فارسیوں کی اولاد اس کو پا جاتی اور دوسری روایت یوں ہے کہ اگر ایمان پروین کے پاس ہوتا تو بھی ان فارسیوں سے ایک مرد پا بہت مرد پا جاتے۔

فارسیوں کی باریک بینی اور دور اندیشی کا ذکر

ف مصابیح میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ہم حضرتؐ کے پاس بیٹھے تھے کہ سورہ جمعہ کی یہ آیت اتری وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ یعنی پاک ہے وہ خدا جس نے پیغمبر بھیجا عرب کی طرف اور اوروں کی طرف جو ابھی عرب کو نہیں ملے کہ ایک مرد نے تین بار پوچھا کہ وہ لوگ کون ہیں جو عرب کے سوائے ہیں تو حضرتؐ نے سلمان فارسیؓ پر ہاتھ رکھا اور یہ حدیث فرمائی۔ ثریا اور پروین ان چند تاروں کا نام ہے جو نہایت متصل ہیں جیسے گلدستہ۔ سو فرمایا اگر ایمان نہایت دور ہوتا جہاں نظر نہیں کام کرتی ہے تو بھی فارسیوں کو نصیب ہوتا۔ اس حدیث میں فارسیوں کی باریک بینی اور استعداد ایمانی بیان فرمائی۔ سو حقیقت میں ملک فارس میں بڑے بڑے کمال والے ظاہر باطن کے عالم پیدا ہوئے جیسے امام اعظمؒ اور ان کے شاگرد اور عمدہ محدث جیسے امام بخاریؒ اور مسلمؒ پیدا ہوئے۔ علمائے دین نے فرمایا ہے کہ اگر امام اعظم نہ ہوتے تو دین کا بھید لوگوں کو سمجھنا مشکل ہوتا۔ عبداللہ تستری نے کہا اگر بنی اسرائیل میں ابوحنیفہؒ کے برابر کوئی عالم ہوتا تو وہ لوگ گمراہ نہ ہوتے۔

## حضورؐ کے ایک ارشاد خاص کا ذکر

(۱۶۴۷) ف اِبْنُ عُمَرَ اَلنَّاسُ کَاِبِلٍ مِائَةٍ لَا تَجِدُ فِیْهَا رَاحِلَةً وَّاحِدَةً۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ آدمیوں کی مثال جیسے سو اونٹ کہ ان میں نہ پاؤ تو ایک بھی چالاک سواری کے لائق۔

غ صحیح ف مسلم ج ۲ ص ۳۱۲ (محشی)

**ف** یعنی جیسے سو اونٹ میں بھی ایک عمدہ تیز رفتار نہیں نکلتا ویسے ہی سو آدمیوں میں ایک بھی کامل آدمی صحبت کے لائق نہیں ملتا مطلب یہ کہ ناقص لوگ کثرت سے ہیں اور کامل کمیاب۔

# انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ

## حضرت ابراہیم علیہ السلام بواسطہ کلمات الٰہی پناہ مانگا کرتے تھے

(۱۶۴۸) **خ** ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّ اَبَاكُمَا كَانَ يُعَوِّذُ بِهَا اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّ مِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ كَانَ يَقُوْلُ لِلْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حِيْنَ كَانَ يُعَوِّذُهُمَا ؎۱

بخاری میں عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت جب امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کے واسطے پناہ مانگتے تھے تو فرماتے تھے کہ تمہارے باپ یعنی حضرت ابراہیم اسی طرح حضرت اسمٰعیل اور حضرت اسحٰق کے واسطے پناہ مانگا کرتے تھے کہ پناہ مانگتا ہوں میں بوسیلے اللہ کے کلام کے جس کی پوری تاثیر ہے ہر ایک شیطان کے اور ہر ایک کاٹنے والے کیڑے کے اور ہر ایک بری نظر سے

## حضورؐ کا ارشاد۔ اگر حضرت ہاجرہ زمزم کو نہ روکتیں تو یہ بہتا ہوا چشمہ بن جاتا

(۱۶۴۹) **خ** ابْنُ عَبَّاسٍ يَرْحَمُ اللّٰهُ اُمَّ اِسْمٰعِيْلَ لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ اَوْ قَالَ لَوْ لَمْ تَغْرِفْ مِنْ زَمْزَمَ لَكَانَتْ زَمْزَمُ عَيْنًا مَّعِيْنًا۔

بخاری میں عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا رحم کرے اسمٰعیل کی ماں پر یعنی ہاجرہ پر اگر چھوڑتی زمزم کو۔ یا یوں فرمایا کہ اگر نہ چلو بھرتی زمزم سے تو زمزم ایک جاری چشمہ ہو جاتا۔

**ف** حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت ہاجرہؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کو خدا کی مرضی سے کعبے کے پاس چھوڑ گئے وہاں نہ کچھ آبادی تھی نہ دانہ پانی۔ حضرت جبرئیل نے وہاں زمین پر اپنا پر مارا زمزم کا پانی زمین سے پھوٹ نکلا حضرت ہاجرہؑ نے اس پانی کے گرد پتھروں کی مینڈ بنائی تاکہ پانی بہہ نہ جاوے اور چلو بھر بھر لینا شروع کیا سو حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر اسمٰعیلؑ کی ماں اس کو نہ روکتیں تو زمزم ایک دریا ہو جاتا اس واسطے کہ خزانۂ غیبی سے جاری ہوا تھا۔

## حضورؐ کا ارشاد: اگر مکہ میں اناج ہوتا تو حضرت ابراہیمؑ اس کے واسطے بھی دعا فرماتے

(۱۶۵۰) **ق** ابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ يَكُنْ لَّهُمْ يَوْمَئِذٍ حَبٌّ وَّلَوْ كَانَ لَهُمْ لَدَعَا لَهُمْ فِيْهِ يَعْنِیْ لِاَهْلِ مَكَّةَ حِيْنَ دَعَا لَهُمْ اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

بخاری اور مسلم میں عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مکے والوں کے پاس اس زمانے میں اناج نہ تھا اور اگر اناج ہوتا تو ابراہیم علیہ السلام ان کے واسطے اناج میں بھی دعا مانگتے۔

**ف** حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکے والوں کے واسطے کثرت میوہ جات کی دعا کی اس وقت وہاں زراعت نہ تھی اگر ہوتی تو اس کی بھی دعا کرتے۔

---

؎۱ امام بخاری نے حدیث مذکور کو اور اس کے مابعد کے عنوان کی حدیثوں کو عنوان "حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دیگر واقعات" میں ذکر کیا ہے۔ ۱۲ منہ

غ صم خ (چشتی)

## حضرت خضرؑ کو خضر کیوں کہتے ہیں

(۱۶۵۱) خ اَبُوْهُرَيْرَةَ اِنَّمَا سُمِّيَ الْخَضِرُ اَنَّهٗ جَلَسَ عَلٰى فَرْوَةٍ بَيْضَاءَ فَاهْتَزَّتْ تَحْتَهٗ خَضْرَآءَ۔ [1]

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خضرؑ کا نام تو اسی واسطے خضر مشہور ہوا کہ صاف چٹی زمین ان کے بیٹھنے سے نیچے سرسبز ہو گئی۔

ف خضر کا نام ایلیا ہے خَضِر کہتے ہیں سرسبز کو جیسے ان کی برکت سے زمین سرسبز ہو گئی تو وہ خضر مشہور ہو گئے یعنی ہرے بھرے۔

## حضورؐ کا ارشاد: ہر ایک نبی نے بکریاں چرائی ہیں

(۱۶۵۲) ق جَابِرٌ عَلَيْكُمْ بِالْاَسْوَدِ مِنْهُ فَاِنَّهٗ اَطْيَبُ قَالَ جَابِرٌ فَقُلْتُ اَكُنْتَ تَرْعَى الْغَنَمَ قَالَ نَعَمْ وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا رَعَاهَا۔ [2]

بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اپنے اوپر لازم جانو کالا پھل پیلو کا کہ وہ بہتر اور خوشبودار ہے۔ جابرؓ نے کہا پھر میں نے حضرتؐ سے کہا کہ کیا آپ بھی بکریاں چراتے تھے حضرتؐ نے فرمایا کہ ہاں اور کوئی بھی ایسا پیغمبر ہے جس نے بکریاں نہیں چرائیں۔

ف جابرؓ سے روایت ہے کہ ہم حضرتؐ کے ساتھ ایک منزل میں اترے اور ہم وہاں پیلو کے پھل چن چن کر کھاتے تھے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی پکے پھل کھاؤ اور پیغمبروں نے بکریاں اول اس واسطے چرائیں کہ امت کا انتظام کر سکیں۔

## حضورؐ کا ارشاد: مجھے حضرت یونسؑ پر فضیلت مت دو

(۱۶۵۳) خ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ اِنِّيْ خَيْرٌ مِّنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى وَفِيْ رِوَايَةٍ مَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ اَنْ يَّكُوْنَ خَيْرًا مِّنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى۔ [3]

بخاری میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہرگز کوئی یوں نہ کہے کہ البتہ میں بہتر ہوں حضرت یونسؑ پیغمبر متی کے بیٹے سے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ لائق نہیں کسی کو کہ یونس بن متی سے بہتر بنے۔

ف سب پیغمبر سارے جہان سے افضل ہیں ان پر کوئی افضل نہیں ہو سکتا۔

## حضرت داؤد علیہ السلام ذرا سے وقت میں زبور دہرالیا کرتے تھے

(۱۶۵۴) خ اَبُوْهُرَيْرَةَ خُفِّفَ عَلٰى دَاوٗدَ الْقُرْاٰنُ فَكَانَ يَاْمُرُ بِدَوَابِّهٖ فَتُسْرَجُ فَيَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ قَبْلَ اَنْ تُسْرَجَ دَوَابُّهٗ وَلَا يَاْكُلُ اِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ۔ [4]

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہلکا اور سہج ہو گیا تھا داؤدؑ پر قرآن سو وہ اپنی سواریوں کو کسنے کا حکم کرتے تو قرآن کو زین کسنے سے پہلے پڑھ چکتے تھے اور نہ کھاتے تھے مگر اپنے ہاتھ کے کسب سے۔

---

[1] امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان واقعہ خضر اور موسیٰ علیہما السلام میں ذکر کیا ہے ——
[2] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "اللہ تعالیٰ کا ارشاد یعکفون علی اصنام لہم" میں ذکر کیا ہے۔ صحیح بخاری کی روایت میں لفظ قالا موکی ہے ——
[3] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "اللہ تعالیٰ کا ارشاد ان یونس لمن المرسلین" میں ذکر کیا ہے۔ ——
[4] " " " " ارشاد باری "واتینا داؤد زبورا" میں ذکر کیا ہے ——
(محشی)

**ف** قرآن سے مراد زبور ہے۔ ایسی جلدی زبور کا تمام کرنا حضرت داؤد کا معجزہ تھا اور باوجودکہ بادشاہ تھے لیکن اپنے کسب اور محنت سے کھاتے تھے۔

## خدا کو تو حضرت داؤد علیہ السلام جیسی نماز اور روزے زیادہ پسند ہیں

(۱۶۵۵) **خ** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو اَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوُدَ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمًا وَاَحَبُّ الصَّلٰوةِ إِلَى اللّٰهِ صَلٰوةُ دَاوُدَ كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهٗ وَيَنَامُ سُدُسَهٗ

عبادت میں اعتدال رکھنے کی فضیلت

بخاری میں عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہایت پیارا روزہ خدا کے نزدیک داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے کہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن نہ رکھتے تھے اور نہایت پیاری نماز خدا کے نزدیک داؤد علیہ السلام کی نماز ہے کہ آدھی رات تک تو وہ سوتے تھے اور تہائی رات وہ تہجد کی نماز پڑھتے تھے اور جب چھٹا حصہ رات کا باقی رہتا تھا تو پھر سو رہتے تھے۔

**ف** ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن نہ رکھنا اس واسطے پسند ہوا کہ برابر متصل رکھنے سے آدمی کو عادت ہو جاتی ہے روزے کی کیفیت باقی نہیں رہتی اور تہجد کی نماز تہائی رات میں اس واسطے پسند ہوئی کہ اس میں جسم کا حق اور خدا کا حق دونوں بخوبی ادا ہوتے ہیں۔ نہ رات بھر کا سونا بہتر کہ سراسر غفلت ہے نہ جاگنا بہتر کہ سراسر مشقت اور جانکاہی ہے اور آخر کو بسبب بیماری اور نقاہت کے بالکل تہجد نہیں ہو سکتی معلوم ہوا کہ پیغمبروں کا طریقہ طریق اعتدال ہے نہ تو عبادت میں زیادتی نہ نہایت کمی اور یہی راہ خدا کو پسند ہے کہ اس کا نباہ ہمیشہ ہو سکتا ہے اور معلوم ہوا کہ بعد تہجد کے سو رہنا مستحب ہے تاکہ فجر کی نماز بخوبی ادا ہو اور رات کے جاگنے کی مشقت سو رہنے سے دور ہو جاوے۔

## حضرت عیسیٰؑ اور حضرت موسیٰؑ کے حلیہ مبارک کا ذکر

(۱۶۵۶) **خ** اِبْنُ عُمَرَ رَاَيْتُ عِيسٰى وَمُوسٰى وَاِبْرَاهِيمَ فَاَمَّا عِيسٰى فَاَحْمَرُ جَعْدٌ عَرِيضُ الصَّدْرِ وَاَمَّا مُوسٰى فَاٰدَمُ جَسِيمٌ سَبْطٌ كَاَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ الزُّطِّ۔ [۱]

بخاری میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے عیسیٰؑ اور موسیٰؑ اور ابراہیمؑ کو دیکھا سو عیسیٰ تو سرخ رنگ گھنگریالے بال والا سینہ کشادہ ہے اور موسیٰؑ تو گندم گوں اور جسیم سیدھے بال والا جیسے زط کی قوم کے مرد۔

**ف** حضرتؐ نے ان بزرگوں کو معراج میں دیکھا یا خواب میں۔

## حضورؐ کا ارشاد: خدا کی نعمت کو حقیر نہ سمجھو

(۱۶۵۷) **خ** عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَمْرٍو بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ اٰيَةً وَحَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ۔ [۲]

بخاری میں عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ پہنچاؤ لوگوں کو میری طرف سے اگرچہ ایک ہی آیت ہو اور بنی اسرائیل سے باتیں سن کر نقل کرو اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔

**ف** یعنی لوگوں کو شریعت محمدی سکھانا واجب ہے اگر کچھ زیادہ ہو تو ایک قرآن کی آیت ہی تعلیم کرے

---

[۱] امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان "واذکر فی الکتاب مریم اذ انتبذت من اھلھا مکانا شرقیا" میں ذکر کیا ہے۔

[۲] امام بخاری نے حدیث مذکور کو اور اس کے مابعد کی حدیثوں کو عنوان "بنی اسرائیل کے واقعات" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

ابتدائے اسلام میں بنی اسرائیل کی کتابوں کے دیکھنے سے حضرتؐ نے منع کیا تھا اسواسطے کہ ان کی روایات پر اعتماد نہیں مبادا تو مسلموں کے اعتقاد بگڑ جائیں پھر جب دلوں میں اسلام کا عقیدہ مضبوط ہوگیا اور دین حق پر یقین کامل ہوچکا تو بنی اسرائیل کی روایات نقل کرنے کی اجازت دی گویا حق بات کی اور تائید ہوئی لیکن یہ بات ضرور ہے کہ جو روایات بنی اسرائیل کے عقائد اسلام کے مخالف ہوں ان کو خرافات جاننا چاہیے۔

## امتِ محمدیہ کی فضیلت

(۱۶۵۸) ف اِبْنُ عُمَرَ اِنَّمَا اَجَلُکُمْ فِیْ اَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْاُمَمِ کَمَا بَیْنَ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ اِلٰی مَغْرِبِ الشَّمْسِ وَاِنَّمَا مَثَلُکُمْ وَمَثَلُ الْیَھُوْدِ وَالنَّصَارٰی کَرَجُلٍ نِ اسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ یَّعْمَلُ لِیْ اِلٰی نِصْفِ النَّھَارِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْیَھُوْدُ اِلٰی نِصْفِ النَّھَارِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ یَّعْمَلُ لِیْ مِنْ نِصْفِ النَّھَارِ اِلٰی صَلٰوۃِ الْعَصْرِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰی مِنْ نِصْفِ النَّھَارِ اِلٰی صَلٰوۃِ الْعَصْرِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ یَّعْمَلُ لِیْ مِنْ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ اِلٰی مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلٰی قِیْرَاطَیْنِ قِیْرَاطَیْنِ اَلَا فَاَنْتُمُ الَّذِیْنَ تَعْمَلُوْنَ مِنْ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ اِلٰی مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلٰی قِیْرَاطَیْنِ اَلَا لَکُمُ الْاَجْرُ مَرَّتَیْنِ فَغَضِبَتِ الْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی فَقَالُوْا نَحْنُ اَکْثَرُ عَمَلًا وَّاَقَلُّ عَطَاءً قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَھَلْ ظَلَمْتُکُمْ قَالُوْا لَا قَالَ فَاِنَّہٗ فَضْلِیْ اُعْطِیْہِ مَنْ شِئْتُ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کوئی مثل نہیں ہوسکتی کہ عمر اور مدت تمہاری اے مسلمانو اگلی امتوں کی عمر اور مدت کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے عصر کی نماز سے شام تک یعنی اگلی امتوں کی زندگی زیادہ تھی جیسے صبح سے عصر تک اور مسلمانوں کی عمر کم جیسے عصر سے شام تک اور نہیں ہے مثل تمہاری اے مسلمانو اور مثل یہود اور نصاریٰ کی مگر جیسے مثل اس مرد کی جس نے کام کروایا کارندوں سے سو اس نے کہا کہ جو میرا کام کرے صبح سے دوپہر تک اس کو ایک ایک قیراط ملے گا سو کام کیا یہود نے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر پھر کہا اس مرد نے کہ جو میرا کام کرے دوپہر سے عصر کی نماز تک اس کو ایک ایک قیراط مزدوری ملے گی تو نصاریٰ نے دوپہر سے عصر تک ایک ایک قیراط پر مزدوری کی پھر اس مرد نے کہا کہ جو میرا کام کرے عصر کی نماز سے شام تک اس کو دو دو قیراط مزدوری ملے گی جانو اے مسلمانو! سو وہ لوگ تم ہو جنھوں نے عصر سے شام تک کام کیا دو دو قیراط پر دھیان رکھو کہ تمہاری مزدوری دونی ہے سو غصے ہونگے یہود اور نصاریٰ قیامت میں پھر کہیں گے کہ ہم کام میں تو زیادہ ہیں اور مزدوری میں کم یعنی یہ عجب ہے کہ کام بہت محنت کم۔ خدا فرمائیگا کیا میں نے تم پر کچھ ظلم کیا یعنی جو مزدوری ٹھہر گئی تھی اس میں کچھ کم دیا کہیں گے کہ جو ٹھہرا تھا اس سے کم نہیں ہوا خدا فرمائیگا یہ تو یعنی دونی مزدوری دینا میرا فضل ہے جسے چاہوں دوں۔

انجیل میں امت مسلمہ کی فضیلت کا ذکر۔

ف یعنی یہود اور نصاریٰ کی ہر چند عمریں زیادہ تھیں اور عبادت بہت لیکن امت محمدی کو باوجود کم عمری اور قلت عبادت کے ان سے ثواب دونا ہے یہ خدا کا فضل ہے اپنے حبیبؐ کی ضعیف امت پر اور اس حدیث کے مطابق انجیل میں بھی موجود ہے چنانچہ متی کی انجیل باب ۲۰ آیت ۱ میں عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک مالک نے صبح کے وقت سے ایک دینار پر مزدور مقرر کئے اور اپنے باغ میں بھیجے پھر چند ساعت کے بعد یعنی چار گھڑی

اور پہر اور دوپہر کے بعد اور مزدور اتنی مزدوری پر باغ میں بھیجے شام کو ہر ایک مزدور کو ایک دینار دیا۔ پہلوں نے شکوہ کیا کہ ہم دن بھر کے محنتی اور یہ تھوڑی دیر کے محنتی برابر ہو گئے۔ مالک نے جواب دیا کہ کیا میں نے تم پر کچھ ظلم کیا جو تمہاری مزدوری مقرر ہوئی تھی سو تم نے پائی مجھ کو اپنے مال میں اختیار ہے جس کو چاہوں دوں۔ علیٰ ہذا القیاس پہلے پچھلے ہو جاویں گے اور مقدم موخر بلائے گئے تو بہت لوگ ہیں لیکن مقبول اور برگزیدہ کم ہیں نقط اس انجیل کی تقریر سے صاف ثابت ہوا کہ امت محمدی امت موسوی اور عیسوی سے برگزیدگی اور ثواب میں افضل ہے اس واسطے کہ سب سے پچھلی امت ہے۔ یہ خدا کا کرم ہے۔ یہود اور نصاریٰ کے شور وغل سے کیا ہوتا ہے۔ الٰہی ہزار ہزار شکر تیرے احسان کا کہ اپنے حبیب کی امت میں ہم کو کیا۔

## یہود اور نصاریٰ کے مخصوص طور طریق کو اختیار کرنے کی ممانعت

(۱۶۵۹) خ اَبُوْهُرَيْرَةَ اِنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى لَا يَصْبَغُوْنَ فَخَالِفُوْهُمْ۔

بخاری میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ یہودی اور نصاریٰ خضاب نہیں کرتے ہیں تم ان کا خلاف کرو۔

ف یعنی تم خضاب کیا کرو مہندی کا خضاب قوی سنت ہے اور وسمہ بھی درست ہے لیکن اور خضاب جو سیاہ بال کر دیویں سو درست نہیں۔

## نعمت کے قدردان اور ناقدروں کا ذکر

(۱۶۶۰) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ اِنَّ ثَلٰثَةً فِيْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اَبْرَصَ وَاَقْرَعَ وَاَعْمٰى فَاَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّبْتَلِيَهُمْ فَبَعَثَ اِلَيْهِمْ مَلَكًا فَاَتَى الْاَبْرَصَ فَقَالَ اَيُّ شَيْءٍ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ لَوْنٌ حَسَنٌ وَّجِلْدٌ حَسَنٌ وَّيَذْهَبُ عَنِّيَ الَّذِيْ قَدْ قَذِرَنِيَ النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ قَذَرُهُ وَاُعْطِيَ لَوْنًا حَسَنًا وَّجِلْدًا حَسَنًا قَالَ فَاَيُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ الْاِبِلُ اَوْ قَالَ الْبَقَرُ شَكَّ اِسْحٰقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَحَدُ رُوَاةِ هٰذَا الْحَدِيْثِ اِلَّا اَنَّ الْاَبْرَصَ اَوِ الْاَقْرَعَ قَالَ اَحَدُهُمَا الْاِبِلُ وَقَالَ الْاٰخَرُ الْبَقَرُ فَاُعْطِيَ نَاقَةً عُشَرَاءَ فَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْهَا قَالَ فَاَتَى الْاَقْرَعَ فَقَالَ اَيُّ شَيْءٍ اَحَبُّ اِلَيْكَ فَقَالَ شَعْرٌ حَسَنٌ وَّ

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ حضرت یعقوبؑ کی اولاد میں تین آدمی تھے ایک کوڑھی سفید داغ والا دوسرا گنجا تیسرا اندھا سو خدا نے چاہا کہ ان کو آزمائے تو ان کے پاس فرشتہ بھیجا سو وہ سفید داغ والے کے پاس آیا پھر اس نے کہا کہ تجھ کو کون چیز بہت پیاری ہے اس نے کہا کہ اچھا رنگ اور اچھی کھال اور مجھ سے یہ بیماری دور ہو جائے جس کے سبب سے لوگ مجھ سے گھنلاتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ فرشتے نے اس پر ہاتھ ملا سو اس کی گھن دور ہوئی اور اس کو اچھا رنگ اور اچھی کھال دی گئی فرشتے نے کہا کون مال تجھ کو بہت پسند ہے اس نے کہا اونٹ یا گائے۔ اسحٰق بن عبداللہ اس حدیث کے ایک راوی کو شک پڑ گیا کہ اس نے اونٹ مانگا یا گائے لیکن سفید داغ والے یا اندھے نے۔ ان میں سے ایک نے اونٹ کہا دوسرے نے گائے سو اس کو دس مہینے کی گابھن اونٹنی دی پھر کہا خدا تیرے واسطے اس میں برکت دے۔ حضرتؐ نے فرمایا پھر فرشتہ گنجے کے پاس آیا سو کہا کون چیز تجھ کو بہت پسند آتی ہے اس نے کہا کہ اچھے بال اور بیماری جاتی رہے جس کے

يَذْهَبُ عَنِّيْ هٰذَا الَّذِيْ قَدْ قَذِرَنِي
النَّاسُ فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ وَاُعْطِيَ
شَعَرًا حَسَنًا قَالَ فَاَيُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَيْكَ
قَالَ الْبَقَرُ فَاُعْطِيَ بَقَرَةً حَامِلًا قَالَ
بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْهَا قَالَ فَاَتَى الْاَعْمٰى
فَقَالَ اَيُّ شَيْءٍ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ
اَنْ يَرُدَّ اللّٰهُ اِلَيَّ بَصَرِيْ فَاُبْصِرُ بِهِ
النَّاسَ قَالَ فَمَسَحَهُ فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَيْهِ
بَصَرَهُ قَالَ فَاَيُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَيْكَ
قَالَ الْغَنَمُ فَاُعْطِيَ شَاةً وَالِدًا
فَاُنْتِجَ هٰذَانِ وَوَلَّدَ هٰذَا فَكَانَ
لِهٰذَا وَادٍ مِّنَ الْاِبِلِ وَلِهٰذَا وَادٍ
مِّنَ الْبَقَرِ وَلِهٰذَا وَادٍ مِّنَ الْغَنَمِ قَالَ
ثُمَّ اِنَّهُ اَتَى الْاَبْرَصَ فِيْ صُوْرَتِهِ وَ
هَيْئَتِهِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّسْكِيْنٌ قَدِ
انْقَطَعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِيْ سَفَرِيْ فَلَا
بَلَاغَ لِيَ الْيَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ
اَسْئَلُكَ بِالَّذِيْ اَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ
وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ وَالْمَالَ بَعِيْرًا اَتَبَلَّغُ
عَلَيْهِ فِيْ سَفَرِيْ فَقَالَ الْحُقُوْقُ كَثِيْرَةٌ
فَقَالَ اِنَّهُ كَاَنِّيْ اَعْرِفُكَ اَلَمْ تَكُنْ
اَبْرَصَ يَقْذَرُكَ النَّاسُ فَقِيْرًا
فَاَعْطَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ اِنَّمَا وَرِثْتُ هٰذَا
الْمَالَ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ فَقَالَ اِنْ كُنْتَ
كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ اِلٰى مَا كُنْتَ قَالَ
وَاَتَى الْاَقْرَعَ فِيْ صُوْرَتِهِ وَهَيْئَتِهِ
فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِهٰذَا وَرَدَّ
عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ عَلٰى هٰذَا فَقَالَ اِنْ
كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ اِلٰى مَا كُنْتَ

سبب سے لوگ مجھ سے گھناتے ہیں پھر اس نے اس پر ہاتھ ملا سو
اس کی بیماری دور ہوگئی اور اس کو اچھے بال ملے۔ فرشتے نے کہا کہ
کون مال تجھ کو بہت بھاتا ہے اس نے کہا کہ گائے سو اس کو گابھن
گائے ملی فرشتے نے کہا کہ خدا تیرے مال میں برکت دے۔ حضرتؐ نے
فرمایا کہ پھر فرشتہ اندھے کے پاس آیا سو کہا کہ تجھ کو کون چیز بہت پسند
ہے اس نے کہا کہ اللہ میری آنکھ میں روشنی دے تو میں اس کے سبب لوگوں
کو دیکھوں حضرتؐ نے فرمایا پھر فرشتے نے اس پر ہاتھ ملا سو اس کو
خدا نے روشنی دی۔ فرشتے نے کہا کہ کون سا مال تجھ کو بہت پسند ہے
اس نے کہا کہ بھیڑ بکری سو اس کو گابھن بکری ملی۔ سو اونٹنی اور
گائے بھی بیائی اور بکری بھی جنی پھر ہوتے ہوتے سفید داغ والے
کے جنگل بھر اونٹ ہو گئے اور گنجے کے جنگل بھر گائے بیل ہو گئے اور اندھے
کے جنگل بھر بکریاں ہو گئیں۔ حضرتؐ نے فرمایا بعد مدت کے فرشتہ سفید
داغ والے کے پاس اپنی اگلی صورت اور شکل میں آیا سو اس نے
کہا کہ میں محتاج آدمی ہوں سفر میں میرے سب سلب کٹ گئے سو
آج منزل پر پہنچنا مجھ کو ممکن نہیں بدون خدا کی مدد پھر بدون تیرے
کرم کے میں تجھ سے مانگتا ہوں اسی کے نام پر جس نے تجھ کو ستھرا
رنگ اور ستھری کھال دی اور مال اونٹ دیئے۔ ایک سواری
مانگتا ہوں جو میرے سفر میں کام آئے اس نے کہا لوگوں کے حق
مجھ پر بہت ہیں یعنی قرضدار ہوں بالفعل بار کے خرچ سے مال زیادہ
نہیں جو تجھ کو دوں پھر فرشتے نے کہا کہ البتہ میں تجھ کو کچھ پہچانتا ہوں
بھلا کیا تو محتاج کوڑھی نہ تھا کہ تجھ سے لوگ گھناتے تھے پھر خدا
نے اپنے فضل سے یہ مال دیا پھر اس نے جواب دیا کہ میں نے یہ مال
پایا اپنے باپ دادا سے جو پشتہا پشت کے نامی سردار تھے سو فرشتے
نے کہا کہ اگر تو جھوٹا ہو تو خدا تجھ کو ویسا ہی کر ڈالے جیسا تھا
حضرتؐ نے فرمایا پھر فرشتہ گنجے کے پاس آیا اسی اپنی صورت اور
شکل میں پھر اس سے کہا جیسا سفید داغ والے سے کہا اس نے بھی
جواب دیا جیسا اس نے جواب دیا تھا فرشتے نے کہا کہ اگر تو جھوٹا
ہو تو خدا تجھ کو ویسا ہی کر ڈالے جیسا تو تھا حضرتؐ نے فرمایا اور
فرشتہ اندھے کے پاس گیا اپنی اسی صورت اور شکل میں پھر فرشتے

قَالَ وَاَتَی الْاَعْمٰی فِیْ صُوْرَتِہٖ وَھَیْئَتِہٖ فَقَالَ رَجُلٌ مِّسْکِیْنٌ وَّابْنُ سَبِیْلٍ اِنْقَطَعَتْ بِیَ الْحِبَالُ فِیْ سَفَرِیْ فَلَا بَلَاغَ لِیَ الْیَوْمَ اِلَّا بِاللّٰہِ ثُمَّ بِكَ اَسْئَلُكَ بِالَّذِیْ رَدَّ عَلَیْكَ بَصَرَكَ شَاۃً اَتَبَلَّغُ بِھَا فِیْ سَفَرِیْ فَقَالَ قَدْ کُنْتُ اَعْمٰی فَرَدَّ اللّٰہُ اِلَیَّ بَصَرِیْ فَخُذْ مَاشِئْتَ وَدَعْ مَاشِئْتَ فَوَاللّٰہِ لَا اَجْھَدُكَ الْیَوْمَ شَیْئًا اَخَذْتَہٗ لِلّٰہِ وَیُرْوٰی لَا اَحْمَدُكَ الْیَوْمَ بِشَیْءٍ اَخَذْتَہٗ لِلّٰہِ فَقَالَ اَمْسِكْ مَالَكَ فَاِنَّمَا ابْتُلِیْتُمْ فَقَدْ رُضِیَ عَنْكَ وَسُخِطَ عَلٰی صَاحِبَیْكَ

کہا کہ میں محتاج آدمی اور مسافر ہوں میرے سفر میں سب وسیلے اور تدبیریں کٹ گئیں سو مجھ کو آج پہنچنا بغیر مدد الہٰی اور اس کے بعد بدون تیرے کرم کے مشکل ہے سو میں تجھ سے اس خدا کے نام پر جس نے تجھ کو آنکھ دی ایک بکری مانگتا ہوں کہ میرے سفر میں وہ کام آئے اس نے کہا کہ مقرر میں اندھا تھا سو خدا نے مجھ کو آنکھیں دی۔ سو لیجا ان بکریوں سے جتنا تیرا جی چاہے اور چھوڑ جا جتنا تیرا جی چاہے سو قسم خدا کی آج جو چیز تو راہ خدا میں لیویگا اس میں تجھ کو مشکل میں نہ ڈالوں گا یعنی تیرا ہاتھ نہ پکڑوں گا اور دوسری روایت میں یوں ہے کہ نہ لینے میں اگر کچھ تو چھوڑے گا تو میں تیری تعریف نہ کروں گا یعنی میں نہ لینے سے کچھ خوش نہ ہونگا اور نہ تیری بے پرواہی کی تعریف بھی نہ کرونگا۔ سو فرشتہ نے کہا کہ اپنا مال رکھ تم تینوں آدمی تو صرف آزمائے گئے تھے سو تجھ سے تو البتہ خدا راضی ہوا اور تیرے دونوں ساتھیوں سے ناخوش ہوا۔

**ف** اس حدیث میں بندے شکر گذار اور ناحق شناس کا بیان ہے بلکہ اگر غور کیجئے تو یہ حدیث سارے عالم کے حال میں ہے۔ یعنی ہم سب لوگ اول کچھ حقیقت نہ تھے۔ جان مال صحت علم حکومت محض اس کے کرم سے سب کو ملی سو جو ہوشیار ہے وہ اپنی حقیقت اور خدا کا کرم بوجھ کر شکر گذار رہے اور جو احمق ہے وہ اپنی حقیقت اور خدا کے کرم کو وصول کرا اپنے سلیقے اور تدبیر اور خاندانی ریاست پر مغرور ہے تو خدا سے دور ہے۔

## خودکشی کی سزا

(۱۶۶۱) **ق** جُنْدُبُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ کَانَ فِیْمَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ رَجُلٌ بِہٖ جُرْحٌ فَجَزِعَ فَاَخَذَ سِکِّیْنًا فَحَزَّ بِھَا یَدَہٗ فَمَا رَقَأَ الدَّمُ حَتّٰی مَاتَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی بَادَرَنِیْ عَبْدِیْ بِنَفْسِہٖ فَحَرَّمْتُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ۔

بخاری اور مسلم میں جندب بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم سے اگلی امت میں ایک مرد تھا اس کے ایک زخم تھا سو وہ نہ سہ سکا تو اس نے چھری کو لیا اور اس سے اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا تو خون نہ بند ہوا یہاں تک کہ مر گیا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندے نے اپنی جان دینے میں مجھ پر جلدی کی سو میں نے اس پر بہشت حرام کی۔

## بنی اسرائیل کے ایک طبقہ میں وبا کا عذاب بھیجا گیا تھا

(۱۶۶۲) **خ** اُسَامَۃُ بْنُ زَیْدٍ اَلطَّاعُوْنُ رِجْزٌ اُرْسِلَ عَلٰی طَائِفَۃٍ مِّنْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ۔[1]

بخاری میں اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ وبا عذاب تھا کہ بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا۔

[1] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عذاب بنی اسرائیل کے بقیہ واقعات میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

# صحابہؓ کے مناقب و فضائل

## خلافت قریش کا حق ہے

(۱۶۶۳) ق أَبُوهُرَيْرَةَ النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ فِي هٰذَا الشَّأْنِ مُسْلِمُهُمْ تَبَعٌ لِمُسْلِمِهِمْ وَكَافِرُهُمْ تَبَعٌ لِكَافِرِهِمْ اَلنَّاسُ مَعَادِنُ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوا تَجِدُونَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ أَشَدَّ النَّاسِ كَرَاهِيَةً لِهٰذَا الشَّأْنِ حَتّٰى يَقَعَ فِيهِ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ عرب کے لوگ اس سرداری میں قریش کے تابعدار ہیں مسلمان انکا قریش کے مسلمان کا تابع ہے اور کافر ان کا قریش کے کافر کا تابع ہے۔ آدمیوں کا حال کانوں کا سا حال ہے جو ان لوگوں میں کفر کی حالت میں افضل تھے وہی لوگ اسلام میں بھی افضل ہیں جس وقت کہ دین میں ہوشیار ہو جاویں اور احکام شرعی کو خوب سمجھیں آدمیوں میں بہتر اس کو پاؤ گے جو بہت نفرت رکھتا ہوگا اس اسلام سے یا اس خلافت سے جب تک کہ اس میں نہ آجاوے۔

لہ

ف یعنی قریش میں ہمیشہ سرداری قائم رہی کفر میں بھی اور اسلام میں بھی۔ پھر قریش کے افضل ہونے کا قاعدہ کلیہ فرمایا امثال دیکر کہ جیسی کانیں مختلف ہوتی ہیں کہ بعضی کان سونے کی اور بعضی لوہے کی ویسے ہی آدمی بھی مختلف ہیں کہ بعضے خاندان عمدہ ہیں شجاعت، سخاوت، ریاست، غیرت اور ہمت ان میں پیدائشی ہوتی ہے جیسے کہ قریش کا خاندان اور بعضے خاندان ایسے نہیں ہوتے جیسے اور عرب پھر فرمایا کہ جو کفر میں بہتر خاندان تھا وہی اسلام میں بھی بہتر ہے بشرطیکہ علم اور عمل کو حاصل کیا ہو اس واسطے کہ شرافت ذاتی اور دینداری مل کر نورٌ علیٰ نور ہو گئی معلوم ہوا کہ شرافت ذاتی بدون دینداری کے خدا کے نزدیک کچھ حقیقت نہیں اور یہ جو فرمایا کہ بہتر وہی ہے جو نہایت نفرت رکھتا ہو اس کے دو مطلب ہیں ایک کہ جو حالت کفر میں اسلام سے بہت نفرت رکھتا ہو اسلام کے بعد وہی افضل ہے جیسے عمر فاروقؓ اور خالدؓ اور عکرمہؓ۔ اس واسطے کہ جو کفر میں بہت مضبوط ہوتا ہے وہ اسلام میں بھی خوب مضبوط ہوتا ہے مضبوط لوگ جدھر آتے ہیں خوب ہی آتے ہیں اور دوسرا مطلب یہ کہ جو خلافت اور امامت سے قبل سردار ہونے سے نفرت رکھتا ہو وہ بڑا افضل ہے اس واسطے کہ اس کو سرداری کی طمع نہیں اور جبکہ اس کو سردار بنایا تو خوب جانفشانی کرتا ہے۔

## قریش کے مناقب

(۱۶۶۴) خ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ إِنَّمَا بَنُو الْمُطَّلِبِ وَبَنُو هَاشِمٍ شَيْءٌ وَاحِدٌ۔

بخاری میں جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ [illegible] مطلب کی اولاد اور ہاشم کی [illegible]

ف عبدمناف کے چار بیٹے ایک ہاشم دوسرے مطلب تیسرے عبدشمس چوتھے نوفل سو جبیر بن مطعم نوفل سے اور حضرت عثمانؓ عبدشمس سے ہیں۔ سو حضرتؐ نے خیبر کا پانچواں حصہ ہاشم اور مطلب کی [illegible] عبدشمس اور نوفل کی اولاد کو نہ دیا تب جبیر بن مطعمؓ اور عثمانؓ نے حضرتؐ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ بنی ہاشم کی

لہ امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان اللہ تعالیٰ کا ارشاد یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثی [illegible]

شرافت اور بزرگی کے تو ہم قائل ہیں لیکن اس کا کیا مطلب ہے کہ مطلب کی اولاد کو حضرتؐ نے دیا اور عبد شمس اور نوفل کی اولاد کو نہیں دیا۔ اگر برادری کی جہت سے دیا ہے تو ہم اور وہ حضرتؐ کے ساتھ برابر ہیں۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی ہاشم اور مطلب کی اولاد کبھی جدا نہیں رہی۔ کفر و اسلام میں رنج اور غم میں ہمیشہ شریک رہی یہ سبب ہے ان کی خصوصیت کا، اسی سبب سے امام شافعیؒ بنی مطلب کو آل میں داخل جانتے ہیں۔

(۱۶۶۵) خ مُعٰوِيَةُ بْنُ اَبِىْ سُفْيَانَ اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ فِىْ قُرَيْشٍ لَا يُعَادِيْهِمْ اَحَدٌ اِلَّا كَبَّهُ اللّٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ مَا اَقَامُوا الدِّيْنَ۔ [۱]

بخاری میں معاویہ بن ابی سفیانؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ چیز یعنی خلافت اور سرداری قریش کی قوم میں رہے گی جب تک کہ یہ لوگ دین کو قائم رکھیں گے جو ان سے دشمنی کرے گا خدا ان کو منہ کے بل دھکیل دیگا۔

ف یعنی سرداری قریش کا حق ہے دوسری قوم کو دین کی سرداری درست نہیں سو حضرتؐ کا فرمانا سچ ہوا کہ جب تک قریش دین پر مضبوط رہے کوئی ان پر غالب نہ ہوا۔ ہجری چھ سو برس تک سلطنت خلفائے عباسیہ کی قائم رہی جب وہ دین میں سست ہوئے تو ہلاکو خاں کے ہاتھ سے برباد ہوگئے۔

## حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(۱۶۶۶) خ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِنَّهٗ كَانَ فِيْمَا مَضٰى قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ وَاِنَّهٗ اِنْ كَانَ فِىْ اُمَّتِىْ هٰذِهٖ فَاِنَّهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ۔

بخاری میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ تم سے اگلے جو لوگ ہو چکے ہیں ان میں ٹھیک اٹکل والے ہوتے تھے اور مقرر میری اس امت میں اگر کوئی ویسا ہوا تو عمر بن الخطابؓ ہے۔

ف محدث اس کو کہتے ہیں جس کو خدا کی طرف سے الہام ہو اور اس کی اٹکل بہت ٹھیک ہو۔ بعد پیغمبر کے کسی ولی کا رتبہ محدث کے برابر نہیں اور جب حضرتؐ سب پیغمبروں سے افضل ہوئے تو حضرتؐ کی امت سب امتوں سے بیشک افضل ہے تو جس صورت میں اگلی امتوں میں محدث ہوئے ہیں تو حضرتؐ کی امت میں بھی ضرور ہوں گے اس حدیث سے عمر فاروقؓ کا بڑا عمدہ کمال ثابت ہوا۔

## باپ کو چھوڑ کر غیر کو باپ بتانا بڑا بہتان ہے

(۱۶۶۷) خ وَاثِلَةُ بْنُ الْاَسْقَعِ اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْفِرٰى اَنْ يَّدَّعِىَ الرَّجُلُ اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ اَوْ يُرِىَ عَيْنَيْهِ مَا لَمْ تَرَيَا اَوْ يَقُوْلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ مَا لَمْ يَقُلْ۔ [۲]

بخاری میں واثلہ بن اسقعؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ سب بہتانوں میں سے بڑا بہتان یہ ہے کہ مرد اپنے باپ کو چھوڑ کر اور سے رشتہ ناتہ لگائے اور اپنی آنکھوں کو وہ دکھائے جو آنکھوں نے نہیں دیکھا یعنی جھوٹا خواب بنا کر کہے یا خدا کے پیغمبر پر کہے وہ بات جو پیغمبر نے نہیں کہی یعنی حضرتؐ کی طرف سے جھوٹی حدیث بنا کر کہے۔

---

[۱] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور در باب بعد والی حدیث کو عنوان بالا میں ذکر کیا ہے۔
[۲] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "بیٹوں کا انتساب حضرت اسمٰعیلؑ کی طرف درست ہے" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

## قبیلہ خزاعہ کا ذکر

(۱۶۶۸) خ اَبُوْهُرَیْرَةَ عَمْرُو بْنُ لُحَیِّ بْنِ قَمْعَةَ بْنِ خِنْدِفٍ اَبُوْ خُزَاعَةَ۔

بخاری میں ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ عمرو لحی کا بیٹا قمعہ کا پوتا خندف کا پرپوتا خزاعہ کا باپ ہے۔

ف یعنی خزاعہ کی قوم عمرو بن لحی کی اولاد ہیں یہ لوگ بنی مضر کے گروہ میں داخل ہیں۔ خزاعہ کی قوم میں کچھ اختلاف تھا حضرتؐ نے اس کو بیان کر دیا عرب میں بت پرستی اور سانڈھ چھوڑنا عمرو بن لحی سے شروع ہوا۔

## جہاں جان کا خوف ہو وہاں اپنا دین چھپانا بھی جائز ہے

(۱۶۶۹) خ اَبُوْذَرٍّ یَا اَبَا ذَرٍّ اُکْتُمْ هٰذَا الْاَمْرَ وَارْجِعْ اِلٰی بَلَدِكَ فَاِذَا بَلَغَكَ ظُهُوْرُنَا فَاَقْبِلْ۔ [۱]

بخاری میں ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے ابوذر چھپائے رکھنا اس امر کو یعنی اسلام ابھی ظاہر نہ کرنا اور پلٹ جا اپنی بستی میں جب تو خبر پائے ہمارے غلبہ پانے کی تو ہمارے پاس چلا آ۔

ف ابوذرؓ سے روایت ہے کہ ابتدائے اسلام میں جب کافروں کا بہت غلبہ تھا میں مکہ میں گیا اور مسلمان ہوا اور میں نے چاہا کہ اپنا اسلام ظاہر کروں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ ابوذر بہت تیز مزاج تھے اس واسطے حضرتؐ نے ان کا مکہ میں رہنا اور اسلام ظاہر کرنا مناسب نہ دیکھا کہ مبادا جان پر نوبت پہنچ جائے۔ معلوم ہوا کہ جہاں جان کا خوف ہو وہاں اپنا دین چھپانا درست ہے لیکن اس صورت میں دارالاسلام کی طرف ہجرت کرنا بھی فرض ہے اس واسطے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب ہمارا غلبہ ہو تو ہمارے پاس آ جیو۔

## باپ دادا کی طرف انتساب کرنا جائز ہے

(۱۶۷۰) خ اِبْنُ عُمَرَ وَاَبُوْهُرَیْرَةَ اِنَّ الْكَرِیْمَ ابْنَ الْكَرِیْمِ ابْنِ الْكَرِیْمِ یُوْسُفُ بْنُ یَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحٰقَ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ۔

بخاری میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو خود کریم ہو اس کا باپ بھی کریم دادا بھی کریم ہو پردادا بھی کریم ہو سو حضرت یوسفؑ ہیں حضرت یعقوبؑ کے بیٹے حضرت اسحٰق کے پوتے حضرت ابراہیمؑ کے پرپوتے۔

ف یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کے سوائے یہ خاندانی بزرگی کہ جس کی چار پشت سے پیغمبر ہوتے آئے ہوں کسی کو حاصل نہیں۔

## کفار کے برا بھلا کہنے پر حضورؐ کا ارشاد "میں تو محمدؐ ہوں مذمم نہیں"

(۱۶۷۱) خ اَبُوْهُرَیْرَةَ اَلَا تَعْجَبُوْنَ كَیْفَ یَصْرِفُ اللّٰهُ عَنِّیْ شَتْمَ قُرَیْشٍ وَلَعْنَهُمْ یَشْتِمُوْنَ مُذَمَّمًا وَیَلْعَنُوْنَ مُذَمَّمًا وَاَنَا مُحَمَّدٌ ﷺ۔ [۲]

بخاری میں ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم کو تعجب نہیں آیا کہ کیونکر حق تعالیٰ میری طرف سے قریش کی گالی اور لعنت کو پھیرتا ہے۔ وہ گالی دیتے ہیں مذمم کو اور لعنت کرتے ہیں مذمم کو اور میں تو محمدؐ ہوں۔

ف محمد کے معنی سراپا نہایت تعریف والا اور مذمم کے معنی اتار برائی والا۔ سو قریش عداوت کے سبب

---

[۱] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "زمزم کا بیان" میں ذکر کیا ہے۔

[۲] ،، ،، حدیث مذکور کو عنوان "حضورؐ کے اسمائے گرامی کا بیان" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

حضرتؐ کو محمد نہ کہتے تھے مذمم کہتے تھے اور بدگوئی کرتے تھے۔ سو حضرتؐ نے اصحابؓ کو یہ احسانِ الٰہی جتایا کہ کس تدبیر سے خدا نے مجھ کو ان کی بدگوئی سے بچایا کہ وہ تو مذمم کو بد کہتے ہیں تو مجھ کو کیا میرا نام تو حقیقت میں محمد ہے۔

## حضورؐ خاتم النبیین ہیں

(۱۶۷۲) ق اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِنَّ مَثَلِيْ وَمَثَلُ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِيْ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى بُنْيَانًا فَاَحْسَنَهٗ وَاَجْمَلَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِّنْ زَاوِيَةٍ مِّنْ زَوَايَاهُ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَيَعْجَبُوْنَ لَهٗ وَيَقُوْلُوْنَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ۔

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا میری مثل اور مجھ سے اگلے پیغمبروں کی مثل جیسے اس مرد کی مثال جس نے ایک مکان بنایا سو اس کو بہت ستھرا اور اچھا بنایا مگر اس کے کونوں میں سے کسی کونے کو ایک اینٹ کے برابر ناتمام رکھا سو آدمی اس کے دیکھنے کو گھومنے لگے اور تعجب کرنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ اینٹ کیوں نہیں جمائی گئی سو وہ اینٹ میں ہوں اور میں ہوں پیغمبروں کا تمام اور پورا کرنے والا۔

ف یعنی نبوت کا گھر میرے بغیر ناتمام تھا میرے ہونے سے سب کمالات ختم ہو چکے۔ اس میں اشارہ ہے کہ حضرتؐ کے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو قیامت کے قریب آویں گے تو اپنا دین نہ جاری کریں گے حضرتؐ کے دین کے تابع ہوں گے تو جیسے حضرتؐ کے اور خلیفہ ہوگئے ہیں ویسے ہی وہ بھی ہونگے۔

## حضورؐ کے اوصاف

(۱۶۷۳) ق اَبُوْ هُرَيْرَةَ بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُوْنِ بَنِيْ اٰدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰى كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِيْ كُنْتُ مِنْهُ۔

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں پیدا ہوا ہوں بنی آدم کے عمدہ زمانے والوں سے ایک زمانے والوں کے بعد دوسرے زمانے والوں سے یہاں تک کہ میں ان زمانے والوں سے ہوا جن سے ہوا۔

ف یعنی حضرت آدمؑ کے زمانے سے حضرتؐ کے زمانے تک ....... حضرتؐ کے باپ دادا شریف اور عمدہ خاندان تھے اور یہ مطلب نہیں کہ سب مسلمان تھے۔

## فتح ایران کی پیشگوئی

(۱۶۷۴) خ اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا خُوْزًا وَّكِرْمَانَ مِنَ الْاَعَاجِمِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ فُطْسَ الْاُنُوْفِ صِغَارَ الْاَعْيُنِ كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ۔ [1]

بخاری میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قیامت نہ قائم ہوگی یہاں تک کہ اے مسلمانو تم لڑوگے خوز اور کرمان سے جو دو گروہ ہیں عجم کے سرخ منہ والے چپٹی ناکوں والے چھوٹی آنکھوں والے منہ ان کے جیسے ڈھالیں ہیں تہ بتہ ان پر چمڑا جما یعنی ان کے گول منہ ہیں موٹی موٹی جوتیاں اون کے بال کی۔

ف خوزستان اور کرمان دو شہر ہیں ایران اور توران میں وہاں کے رہنے والے مراد ہیں یا قوم ترک مراد ہیں انکی صورتیں ایسی ہی ہوتی ہیں جیسی حضرتؐ نے فرمایا اسی طرح صحابہ حضرتؐ کے بعد ان سے لڑے اور فتحیاب ہوئے۔

[1] امام بخاری نے حدیث مذکور دربابِ بعد والی حدیثوں کو عنوان "اسلام میں نبوت کی علامتیں" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

(۱۶۷۵) خ عَدِيٍّ بْنِ حَاتِمٍ يَا عَدِيُّ هَلْ رَأَيْتَ الْحِيْرَةَ قُلْتُ لَمْ أَرَهَا وَقَدْ أُنْبِئْتُ عَنْهَا قَالَ فَإِنْ طَالَتْ بِكَ حَيٰوةٌ لَتَرَيَنَّ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتّٰى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ أَحَدًا إِلَّا اللّٰهَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيٰوةٌ لَتُفْتَحَنَّ كُنُوْزُ كِسْرٰى قُلْتُ كِسْرَى بْنُ هُرْمُزَ قَالَ كِسْرَى بْنُ هُرْمُزَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيٰوةٌ لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهٖ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهٗ مِنْهُ فَلَا يَجِدُ أَحَدًا يَقْبَلُهٗ مِنْهُ وَلَيَلْقَيَنَّ اللّٰهَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ يَلْقَاهُ وَلَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ تَرْجُمَانٌ يُتَرْجِمُ لَهٗ فَلَيَقُوْلَنَّ لَهٗ أَلَمْ أَبْعَثْ إِلَيْكَ رَسُوْلًا فَيُبَلِّغَكَ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيَقُوْلُ أَلَمْ أُعْطِكَ مَالًا وَوَلَدًا وَأُفْضِلْ عَلَيْكَ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِيْنِهٖ فَلَا يَرٰى إِلَّا جَهَنَّمَ وَيَنْظُرُ عَنْ يَسَارِهٖ فَلَا يَرٰى إِلَّا جَهَنَّمَ۔

بخاری میں عدی بن حاتم سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عدی تو نے حیرہ دیکھا ہے میں نے کہا میں نے اس کو نہیں دیکھا اور البتہ اس کی مجھ کو خبر ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تیری زندگی زیادہ ہوئی تو مقرر تو دیکھے گا ایک عورت شتر سوار کو حج کے ارادہ پر حیرہ سے چلے گی یہانتک کہ کعبے کا طواف کریگی نہ ڈریگی کسی سے سوائے خدا کے اور اگر تیری زندگی زیادہ ہوئی تو کھولے جاویں گے بادشاہ ایران کے خزانے میں نے کہا ایران کا بادشاہ ہرمز کا بیٹا مراد ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ ہاں ایران کا بادشاہ ہرمز کا بیٹا مراد ہے۔ اور اگر تیری زندگی زیادہ ہوئی تو مقرر تو دیکھے گا کہ مرد اپنی مٹھی بھرے سونا یا چاندی سے کر نکلے گا تلاش کرتا کہ کوئی محتاج اس کو لیوے سو نہ پاویگا کسی کو جو اس کو قبول کرے اور البتہ تم میں سے کوئی ایک شخص خدا سے ملے گا جس دن کہ اس سے ملاقات ہوگی یعنی قیامت کو اور نہ ہوگا اس کے اور خدا کے درمیان کوئی دوبھاشیا جو درمیان میں ایک دوسرے کی بولی سمجھا وے یعنی بلا واسطہ کلام ہوگا سو خدا فرماویگا اس سے کہ کیا میں نے تیرے پاس کوئی پیغمبر نہیں بھیجا سو تجھ کو میرا حکم پہنچاتا سو وہ کہے گا کہ ہاں تیرے پیغمبر نے تیرا پیغام پہنچایا۔ پھر خدا فرمائیگا کہ کیا میں نے تجھ کو مال اور اولاد نہیں دی اور تجھ پر فضل کرم نہیں کیا سو وہ کہے گا کہ سچ ہے تو نے سب کچھ دیا پھر نظر کریگا اپنے داہنے تو سوائے دوزخ کے کچھ نہ دیکھے گا اور اپنے بائیں نظر کرے گا تو سوائے دوزخ کے کچھ نہ دیکھے گا۔ حیرہ ایک شہر تھا کوفے کے پاس اس کا نام حیرۃ النعمان مشہور ہے مکے اور اس میں کئی مہینے کی راہ ہے۔

(حاشیہ: یعنی اس قدر امن ہوگا کہ رہزنی اور چوری سے عرب کے راستوں کا پر امن رہنا۔)

* * * * * *
* * * * *
* * * *
* *
*

ف مصابیح میں عدی بن حاتمؓ سے روایت ہے کہ میں حضرتؐ کے پاس تھا سو ایک مرد نے افلاس اور محتاجی کا گلہ کیا اور دوسرے نے رہزنی کی شکایت کی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ عدی کہتے ہیں کہ میں نے آنکھوں سے دیکھا کہ ایک عورت شتر سوار حیرہ سے کعبے کو جاتی تھی اور جب ایران کا ملک فتح ہوا عمر فاروق کی خلافت میں تو میں بھی موجود تھا اور جو تم لوگوں میں جیتا رہیگا وہ تیسری بات بھی دیکھے گا یعنی کوئی محتاج نہ رہے گا جو صدقہ قبول کرے بعضے کہتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیزؒ کی خلافت میں یہ بات بھی ہو چکی اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت امام مہدیؑ کے وقت میں ہوگی۔ یہ حدیث ہمارے حضرتؐ کی پیغمبری پر دلیل اور معجزہ ہے کہ حضرتؐ نے آئندہ باتوں کی خبر دی پھر اسی طرح واقعہ ہوا۔

## مسیلمہ کذاب کا قصہ

(۱۶۷۶) خ ابْنُ عَبَّاسٍ لَوْسَأَلْتَنِي هٰذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا وَلَنْ تَعْدُوَ أَمْرَ اللّٰهِ فِيكَ وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللّٰهُ وَإِنِّي لَأَرَاكَ الَّذِي أُرِيتُ فِيكَ مَا أُرِيتُ وَهٰذَا ثَابِتٌ يُجِيبُكَ عَنِّي قَالَهُ لِمُسَيْلِمَةَ وَثَابِتٌ هُوَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ۔

بخاری میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے مسیلمہ کذاب سے فرمایا کہ اگر تو مجھ سے اس کھجور کی چھڑی کا ٹکڑا مانگے گا تو اتنا بھی تجھ کو نہ دونگا اور خدا کے قصد کو جو تیرے حق میں ٹھن چکا ہے تو اس کو ہرگز نہ ٹال سکیگا یعنی تجھ کو ہلاک کریگا اور دونوں جہان میں فضیحت کرے گا اور اگر تو اسلام سے پھرا تو البتہ خدا تیرے کو نچے کاٹے گا اور مقرر میں تجھ کو وہی جانتا ہوں جو مجھ کو خواب میں دکھلایا گیا اور یہ ثابت تجھ کو میری طرف سے جواب دے گا۔ مراد ثابت سے وہ ثابت ہے جو قیس بن شماس کا بیٹا ہے۔

**ف** عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ مسیلمہ کذاب حضرتؐ کی حیات میں ملک یمامہ سے اپنی قوم کا بہت ہجوم لیکر مدینے میں آیا اور حضرتؐ کو پیغام دیا کہ اگر محمدؐ اپنی موت کے بعد پیغمبری کا عہدہ مجھ کو دیں تاکہ میں ملک کا مالک بنوں تو میں اسلام قبول کروں اور تابعدار ہوں تو حضرتؐ اس کے پاس تشریف لے گئے حضرتؐ کے ہاتھ میں کھجور کی چھڑی تھی اس کے سر کے اوپر کھڑے ہو کر یہ حدیث فرمائی یعنی میں تیرا حال خواب میں دیکھ چکا ہوں کہ تو پیغمبری کا دعویٰ کرے گا تو خدا تجھ کو غارت بھی کرے گا اور مسیلمہ کذاب نے قرآن کے مقابلے میں کچھ خرافات اور واہیات کی تک بندی کی تھی سو فرمایا کہ وہ خرافات میرے سننے کے لائق نہیں اس کی جواب دہی کو میری طرف سے ثابت بن قیس کفایت کرتا ہے۔ ثابت بن قیس انصاری تھے بڑے گویا حضرتؐ کے خطیب۔ چنانچہ ثابت نے اس کے خرافات کو ایسا ٹکڑے ٹکڑے کیا کہ کچھ ثابت نہ رکھا بعد اس کے مسیلمہ کذاب اپنی ملک کو پلٹ گیا اور وہاں حضرتؐ کی پیغمبری میں شرکت کا دعویٰ کیا۔ حضرتؐ کو خط لکھا کہ ہم نبوت میں تمہارے شریک ہوئے سب ملک کی زمین آدھی تمہاری آدھی ہماری۔ حضرتؐ نے جواب لکھا کہ زمین تو حقیقت میں خدا کی ہی اپنے بندوں سے جس کو چاہے اس کو دے اور آخرت تو خاص پرہیزگاروں کے لئے ہے۔ بعد حضرتؐ کے انتقال کے مسیلمہ نے شرکت کا دعویٰ چھوڑ کر کل نبوت کا دعویٰ شروع کیا ہزاروں لوگ اس کے تابعدار ہو گئے تھے۔ صدیق اکبرؓ نے اپنی خلافت میں خوب فوج کشی کر کے اس کو مارا اور اس کے لوگوں کو مٹایا۔ اگر صدیق اکبرؓ اس کو نہ مارتے تو اب تک لوگ اسی کا کلمہ پڑھتے چلتے، دین میں بڑا فساد پڑتا جیسے شیعہ سنی میں بحث رہتی ہے ایسی کذب الہام سے بھی رہتی۔ اسی مقام سے اگر آدمی غور کرے تو صدیق اکبرؓ کی فضیلت کو سمجھ جاوے کہ دین میں ایسے عمدہ عمدہ کام ان سے ہوئے۔

## حضورؐ کی ایک پیشینگوئی

(۱۶۷۷) ق أَبُو هُرَيْرَةَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ دَعْوَاهُمَا

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ قیامت قائم ہو گی یہاں تک کہ آپس میں لڑیں گے

وَاحِدَةٌ۔ دو گروہ۔ دعویٰ دونوں کا ایک ہی ہوگا۔

ف علیؓ مرتضیٰ اور معاویہؓ کی لڑائی مراد ہے دونوں کا دین اسلام تھا اور ایک ہی کلمہ یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے۔

## حکومت بنی امیہ کی پیشینگوئی

(۱۶۷۸) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ يُهْلِكُ النَّاسَ هٰذَا الْحَيُّ مِنْ قُرَيْشٍ قَالُوْا فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ لَوْ اَنَّ النَّاسَ اعْتَزَلُوْهُمْ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ لَوْ شِئْتُ اَنْ اُسَمِّيَهُمْ بَنِيْ فُلَانٍ وَبَنِيْ فُلَانٍ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہلاک کرے گی لوگوں کو یہ قریش کی قوم۔ اصحابؓ نے کہا پھر ہم کو کیا ارشاد ہوتا ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر لوگ ان سے گوشہ گیری کریں تو بہتر ہے۔ ابوہریرہؓ نے کہا کہ اگر میں چاہوں تو ان کے نام لے دوں کہ وہ لوگ فلانے کی اولاد اور فلانے کی اولاد ہیں۔

ف اس حدیث میں حکومت بنی امیہ کے فسادوں کی خبر ہے چنانچہ امام حسینؓ کی شہادت کے بعد سینکڑوں اصحاب کو مدینے میں یزید کے لشکر نے شہید کیا۔

## حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فضائل

(۱۶۷۹) خ اَبُوالدَّرْدَاءِ اَمَّا صَاحِبُكُمْ فَقَدْ غَامَرَ يَعْنِيْ اَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

بخاری میں ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تمہارے صاحب نے تو مقرر اپنی جان کو شدت میں ڈالا ہے صاحب سے مراد صدیق اکبرؓ ہیں۔

ف اس کا پورا قصہ ذیل میں ہے صدیق اکبرؓ اور فاروقؓ سے کسی بات میں رنج ہوگیا تھا۔ صدیقؓ دامن اٹھائے رنج میں حضرتؐ کے پاس آئے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی پھر فاروقؓ بھی آئے اور صفائی ہوگئی۔

(۱۶۸۰) خ اَبُوالدَّرْدَاءِ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِيْ اِلَيْكُمْ فَقُلْتُمْ كَذَبْتَ وَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ صَدَقَ وَوَاسَانِيْ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فَهَلْ اَنْتُمْ تَارِكُوْنَ لِيْ صَاحِبِيْ۔

بخاری میں ابودرداؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ مجھ کو خدا نے تمہاری طرف پیغمبر کر کے بھیجا سو اول تم نے کہا کہ تو جھوٹا ہے اور ابوبکرؓ نے کہا کہ سچا نبی ہے اور اس نے میرے ساتھ اپنی جان اور مال سے سلوک کیا سو کیا تم لوگ میرے ساتھی کو میری خاطر سے چھوڑ دوگے یعنی کسی طرح کا اس کو رنج نہ پہنچاؤ۔

ف بخاری میں ابودرداؓ سے روایت ہے کہ ایکبار ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ میں کچھ گفتگو سے رنج آگیا صدیق اکبرؓ حضرتؐ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ میرے اور عمرؓ کے درمیان کچھ گفتگو ہوگئی تھی ان پر غصے ہوا پھر میں شرمندہ ہوا عمرؓ سے میں نے اپنا قصور معاف کرایا سو انھوں نے معاف نہ کیا پس میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا معاف کرے گا اور تجھ کو بخشے گا۔ پھر عمر بھی اس گفتگو سے پچھتائے معاف کرانے کو صدیق اکبرؓ کے گھر گئے وہاں سنا کہ وہ حضرتؐ کے پاس گئے ہیں۔ جب عمرؓ حضرتؐ کے پاس پہنچے تو حضرتؐ کے چہرے پر غصہ نمود ہوا۔ صدیق اکبرؓ ڈرے تو گھٹنوں کے بل عاجزی سے کھڑے ہو کر حضرتؐ سے عرض کی کہ یارسول اللہ عمرؓ کا کچھ قصور نہیں زیادتی میری طرف سے ہوئی تھی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی

پھر اس دن سے صدیق اکبرؓ کا حضرتؐ کے اصحاب بہت خیال رکھنے لگے کسی نے ان کو رنج نہیں دیا۔ اس حدیث سے بڑی فضیلت صدیق اکبرؓ کی ثابت ہوئی اور حضرتؐ کے فرمانے سے معلوم ہوا کہ مردوں میں پہلے وہ ایمان لائے اور اپنی جان و مال سے حضرتؐ پر فدا رہے سو جس نے صدیق اکبرؓ سے عداوت رکھی اس نے مقرب حضرتؐ کو رنج دیا۔

(۱۶۸۱) ق اَبُوْ سَعِیْدٍ اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِہٖ وَمَالِہٖ اَبَا بَکْرٍ وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا غَیْرَ رَبِّیْ لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ خَلِیْلًا وَلٰکِنْ اُخُوَّۃُ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّتُہٗ لَا یُبْقَیَنَّ فِی الْمَسْجِدِ بَابٌ اِلَّا سُدَّ اِلَّا بَابُ اَبِیْ بَکْرٍ۔

بخاری اور مسلم میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر سب آدمیوں میں سے مجھ پر بڑا احسان کرنے والا اساتھ میں اور مال کے خرچ کرنے میں ابوبکرؓ ہے اور اگر میں اپنے رب کے سوائے کسی اور کو جانی دوست ٹھہراتا تو ابوبکرؓ ہی کو جانی دوست کرتا لیکن اسلام کی برادری اور محبت اس کے درمیان ہے مسجد کی طرف سے سب کے دروازے بند کر دیئے جاویں مگر ابوبکرؓ کا دروازہ کھلا رہے۔

ف مسجد کے صحن سے لگے ہوئے اصحابؓ کے دروازے تھے سو حضرتؐ نے وفات کے قریب سب دروازے بند کروا دیئے صرف حضرت ابی بکرؓ کا دروازہ کھلا رکھا۔ اس حدیث سے ابی بکر صدیقؓ کی سب اصحاب پر فضیلت ثابت ہوئی اور اس میں صاف اشارہ کیا ان کی خلافت کا۔

(۱۶۸۲) خ اَنَسٌ اُثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَیْکَ نَبِیٌّ وَصِدِّیْقٌ وَشَہِیْدَانِ وَیُرْوٰی فَمَا عَلَیْکَ اِلَّا نَبِیٌّ اَوْ صِدِّیْقٌ اَوْ شَہِیْدٌ وَکَانَ عَلَیْہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ۔

بخاری میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تھم جا اے احد تجھ پر تو پیغمبر ہے اور صدیق اور دو شہید۔ اور دوسری روایت میں یوں ہے کہ تجھ پر تو سوائے پیغمبر یا صدیق یا شہید کے کوئی نہیں اور احد کے پہاڑ پر حضرتؐ تھے اور ابوبکر صدیقؓ اور عمرؓ اور عثمان رضی اللہ عنہم۔

ف حضرتؐ ان اصحاب کے ساتھ احد کے پہاڑ پر تھے سو اس کو جنبش ہوئی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی چنانچہ پہاڑ تھم گیا یہ معجزہ ہے کہ جیسا حضرتؐ نے فرمایا ویسا ہی ہوا کہ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ شہید ہوئے چنانچہ مشہور ہے کہ جنبش پہاڑ کی از راہ افتخار تھی کیلیے بزرگوں نے اس کو مشرف کیا۔

## حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل

(۱۶۸۳) خ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ قَدْ کَانَ قَبْلَکُمْ مِنْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ رِجَالٌ یُکَلَّمُوْنَ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّکُوْنُوْا اَنْبِیَاءَ فَاِنْ یَّکُنْ فِیْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَعُمَرُ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا مقرر تم سے پہلے بنی اسرائیل میں ایسے مرد ہوتے تھے جن سے کلام ہوتا تھا یعنی خدا کی طرف سے ان کے دل میں الہام ہوتا تھا یا فرشتے کلام کرتے تھے حالانکہ وہ پیغمبر نہ ہوتے تھے سو ویسا مرد اگر میری امت میں کوئی ہوگا تو عمر فاروق ہوگا۔

ف بیشک حضرتؐ کی امت سب امتوں میں افضل ہے تو جب اگلی امتوں میں صاحب الہام اور

اسلام لوگ ہوئے تو حضرتؐ کی امت میں بطریق اولیٰ ہونے چاہئیں۔ اس حدیث سے بڑی عمدہ فضیلت فاروق اعظمؓ کی ثابت ہوئی۔

(۱۶۸۴) ق جَابِرٌ رَأَيْتُنِي دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا بِالرُّمَيْصَاءِ امْرَأَةِ أَبِي طَلْحَةَ وَسَمِعْتُ خَشْفَةً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ هٰذَا بِلَالٌ وَرَأَيْتُ قَصْرًا بِفِنَائِهِ جَارِيَةٌ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا قَالُوا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَهُ فَأَنْظُرَ إِلَيْهِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا فَبَكٰى عُمَرُ وَقَالَ أَعَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ۔

بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے اپنے تئیں دیکھا کہ میں بہشت میں داخل ہوا تو ناگاہ وہاں رمیصا ابو طلحہؓ کی بیوی نظر پڑی اور میں نے جوتی کی آہٹ سنی تو میں نے کہا یہ کون ہے تو فرشتے نے کہا کہ یہ بلال ہے اور میں نے ایک محل دیکھا کہ اس کے صحن میں ایک عورت ہے تو میں نے کہا کہ یہ کس کا محل ہے فرشتوں نے کہا یہ محل عمر بن خطاب کا ہے سو میں نے چاہا کہ اس کے اندر جاؤں اور اس کو دیکھوں پھر مجھ کو تیرا رشک یاد پڑا اے عمرؓ سو میں پھر آیا پشت دیکر تو عمر فاروقؓ روئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہؐ میں کیا آپ پر رشک کرتا۔

ف اس حدیث میں ام سلیمؓ جن کا رمیصا اور غمیصا لقب ہے بلالؓ اور عمر فاروقؓ کو بہشت کی بشارت ہے۔

## حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل

(۱۶۸۵) خ عُثْمَانُ مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ۔

بخاری میں روایت ہے حضرت عثمانؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو لشکر کی تنگی کا سامان درست کردیگا تو اس کیلئے بہشت ہے۔

ف تبوک ایک مقام تھا شام کے ملک میں مدینے سے سولہ دن کی راہ۔ حضرتؐ نے وہاں کی لڑائی کا ارادہ کیا ستر ہزار لشکر جمع ہوا سامان کچھ نہ تھا تنگی اور تکلیف بہت تھی تب حضرتؐ نے اس لشکر کے سامان کرنے والے کو بہشت کا وعدہ کیا تو حضرت عثمانؓ نے آدھے لشکر کا سامان کردیا چار سو اونٹ اور دو ہزار اشرفیاں راہ خدا میں حاضر کیں۔ حضرتؐ بہت خوش ہوئے اشرفیوں کو اپنے دامن میں اچھالتے تھے اور فرماتے تھے کہ عثمانؓ کو اب کوئی کام ضرر نہ کرسکے گا۔

(۱۶۸۶) ثم عُثْمَانُ مَنْ حَفَرَ بِئْرَ رُوْمَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ۔ خ

مسلم میں روایت ہے حضرت عثمانؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو رومہ کا کنواں کھدا کر درست کردے اس کیلئے بہشت ہے۔

ف رومہ ایک کنواں مدینے میں تھا، جب حضرتؐ مدینے میں آئے تو وہاں میٹھا پانی سوائے اس کنویں کے نہ تھا اور وہ کنواں بگڑ گیا تھا تو حضرتؐ نے اس کے درست کرانے والے کو بہشت کا وعدہ کیا حضرت عثمانؓ نے اسکو بنوا دیا۔

(۱۶۸۷) خ ابْنُ عُمَرَ إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ قَالَهُ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ۔

بخاری میں عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے عثمانؓ بن عفان سے فرمایا کہ مقرر تجھ کو ایک مرد کے برابر ثواب اور حصہ ہے غنیمت کے مال کا ان لوگوں سے جو جنگ بدر میں تھے۔

ف حضرتؐ جب جنگ بدر کو چلے تو حضرت عثمانؓ کی بی بی حضرتؐ کی صاحبزادی بیمار تھیں تب حضرتؐ نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا کہ تم ہمارے ساتھ نہ چلو ان کی تیمارداری کرو۔ جو لوگ لڑائی کو جاتے ہیں ان میں سے ایک مرد کے برابر تم کو ثواب آخرت میں اور حصہ مال کا دنیا میں ملے گا۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل

(۱۶۸۸) ق اَلْبَرَآءُ بْنُ عَازِبٍ اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْكَ قَالَهٗ لِعَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

بخاری اور مسلم میں براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا علی مرتضیٰؓ کو تو میرا ہے میں تیرا ہوں۔

ف یعنی کمال اتحاد اور بے تکلفی ہے اس حدیث سے کمال قرب اور فضیلت مرتضوی ثابت ہوئی۔

## حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل

(۱۶۸۹) ق اَلْبَرَآءُ بْنُ عَازِبٍ اَشْبَهْتَ خَلْقِیْ وَخُلُقِیْ قَالَهٗ لِجَعْفَرِ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ۔

بخاری اور مسلم میں براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تو میری صورت اور سیرت میں مشابہ ہے۔ حضرتؐ نے جعفر بن ابی طالب سے فرمایا۔

ف اس حدیث سے بڑی فضیلت جعفر طیارؓ کی ثابت ہوئی۔ حضرتؐ کے ظاہر اور باطن کے ساتھ مشابہت ہونا نہایت عمدہ کمال ہے۔

## حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے فضائل

(۱۶۹۰) ق جَابِرٌ اِنَّ لِكُلِّ نَبِیٍّ حَوَارِیًّا وَحَوَارِیِّ الزُّبَيْرُ۔

بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر ہر پیغمبر کا کوئی خالص مددگار ہوتا رہا ہے اور میرا خالص مددگار اور فدائی جاں نثار زبیرؓ ہے۔

ف مصابیح میں روایت ہے کہ جب مدینے میں جنگ خندق ہوئی اور کافروں کے گروہ پھوٹ پھٹک گئے تب حضرتؐ نے فرمایا کہ کفار کے لشکر کی کوئی خبر لاوے۔ زبیرؓ نے کہا یا حضرتؐ میں جاتا ہوں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی اور ان کی فضیلت بیان کی۔ زبیرؓ حضرتؐ کے پھوپھی زاد بھائی بڑے بہادر سپاہی حضرتؐ پر فدا رہتے تھے چنانچہ اس حدیث سے ثابت ہوا۔

## حضرت زید بن حارثہؓ کے فضائل

(۱۶۹۱) ق اَلْبَرَآءُ بْنُ عَازِبٍ اَنْتَ اَخُوْنَا وَمَوْلَانَا قَالَهٗ لِزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ۔

بخاری اور مسلم میں براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے زید بن حارثہؓ کو فرمایا کہ تو ہمارا بھائی اور ہمارا آزاد کردہ ہے۔

## حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ کے فضائل

(۱۶۹۲) ق اَنَسٌ اِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنًا وَاِنَّ اَمِيْنَنَا اَيَّتُهَا الْاُمَّةُ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہر ایک امت کا ایک معتمد امانت دار ہے اور ہمارا معتمد امانتدار اے میری امت، ابو عبیدہؓ ہے جراح کا بیٹا۔

ف ابو عبیدہ بہشتی حضرتؐ کے دس یاروں میں ہیں ان کو اس امت کا امانت دار فرمایا۔ ہر چند سب اصحاب امانت دار تھے لیکن جس میں جو صفت زیادہ ہوتی تھی حضرت اسی صفت سے اس کی تعریف کرتے تھے جیسے صدیقؓ کو رحم دل، فاروقؓ کو خدا کی راہ میں کڑا، حضرت عثمانؓ کو حیا مند اور علی مرتضیٰؓ کو قاضی اور زبیرؓ کو دلی جان نثار فرمایا۔

## حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل

(۱۶۹۳) م عَائِشَةُ يَا اُمَّ سَلَمَةَ لَا تُؤْذِيْنِيْ فِيْ عَائِشَةَ فَاِنَّهُ وَاللّٰهِ مَا نَزَلَ عَلَيَّ الْوَحْيُ وَاَنَا فِيْ لِحَافِ امْرَاَةٍ مِنْكُنَّ غَيْرِهَا۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے ام سلمہؓ تو مجھ کو رنج نہ دے عائشہؓ کے مقدمے میں، اسواسطے کہ سوائے عائشہؓ کے تم میں سے کسی عورت کے لحاف میں مجھ پر وحی نہیں اترتی۔

ف اس حدیث کا مفصل قصہ ہو چکا کہ اصحاب کا دستور تھا کہ حضرت عائشہؓ کی باری کے دن حضرتؐ کو تحفے بھیجتے تھے کہ حضرتؐ خوش ہوں گے۔ حضرتؐ کی بیبیوں نے حضرت ام سلمہؓ کی معرفت حضرتؐ سے نالش کی کہ اصحاب سب بیبیوں کے گھر تحفے بھیجا کریں عائشہؓ کی کیا خصوصیت ہے۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی عائشہؓ کی فضیلت صرف میری محبت ہی سے نہیں بلکہ اس میں ایسا دینی کمال ہے کہ سوائے اس کے اور کسی بی بی کے پاس مجھ کو وحی نہیں آتی۔ تو معلوم ہوا کہ خدا کے نزدیک وہ اور سب بیبیوں سے افضل ہیں سو حضرت ام سلمہؓ نے کہا کہ میں آپ کی رنج رسانی سے توبہ کرتی ہوں یارسول اللہؐ۔

## انصار رضی اللہ عنہم کے فضائل

(۱۶۹۴) خ اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَوْ اَنَّ الْاَنْصَارَ سَلَكُوْا وَادِيًا اَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْاَنْصَارِ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر انصار چلتے پہاڑ کے نیچے کی راہ یا اوپر کی تو میں انصار کی راہ پر چلتا

ف دین میں امت پر نبی کی اطاعت واجب ہے نبی پر امت کی اطاعت نہیں تو اس حدیث میں اگر ظاہری راہ مراد ہے تو مطلب صاف ہے کہ دین کی بات نہیں اور اگر راہ سے عقل کا طریقہ مراد ہے تو مطلب یہ ہے کہ دنیاوی کاموں میں اور مباحات میں حضرتؐ کو انصاریوں کی خاطرداری منظور ہے۔ یہ حدیث انصار کی بزرگی پر صاف دلیل ہے۔

## حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فضائل

(۱۶۹۵) خ اَبُوْ سَعِيْدٍ يَا سَعْدُ اِنَّ هٰؤُلَاءِ نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِكَ فَاِنَّهُ لِسَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِيْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ۔

بخاری میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے سعد البتہ یہ لوگ اترے ہیں تیرے فیصلے کرنے پر۔ یہ حضرتؐ نے سعد بن معاذؓ سے فرمایا بنی قریظہ کے حق میں۔

ف بنی قریظہ یہودی تھے مدینے کے قریب، حضرتؐ سے اور ان سے صلح تھی۔ ہجری کے پانچویں سال جب جنگِ خندق ہوئی تو بنی قریظہ حضرتؐ سے قول توڑ کے کافروں کے شریک ہو گئے۔ جب مشرک مکے کو [illegible] گئے تو حضرتؐ نے بنی قریظہ کے قلعہ کا پندرہ روز تک محاصرہ کیا۔ ان لوگوں نے تنگ ہو کر پیغام [illegible] قلعہ سے اترتے ہیں، خالی کئے دیتے ہیں اور ہم سعد بن معاذؓ کے فیصلے پر راضی ہیں وہ ہمارے حق میں جو حکم کریں ہم اور حضرتؐ اس پر عمل کریں۔ یہودی اور سعدؓ پیشتر ہم قسم تھے آپس میں مددگار تھے۔ یہودی سمجھے کہ سعد ہماری رعایت کر کے ہم کو بچاویں گے۔ پھر حضرتؐ نے سعدؓ کو مدینے سے بلوایا پھر یہ حدیث فرمائی یعنی اے سعد تیرے حکم پر فیصلہ موقوف ہے جو تو حکم کر دیا عمل میں آوے۔ سعدؓ نے کہا کہ ان کے لڑنے والے جوان تو قتل ہوں اور

لڑکے اور عورتیں ان کی لونڈی غلام بنائے جائیں حضرتؐ نے فرمایا اے سعدؓ تو نے خدا کی مرضی کے موافق حکم کیا چنانچہ وہ لوگ قتل ہوئے بعضی روایت میں آیا ہے کہ وہ نو سو ۹۰۰ تھے۔

## حضرت خدیجہؓ کی حضورؐ سے شادی اور ان کے فضائل

(۱۶۹۶) خ عَايِشَةَ اِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِي مِنْهَا وَلَدٌ يَعْنِي خَدِيجَةَ۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر خدیجہ ایسی تھی اور ایسی تھی یعنی اس میں بہت خوبیاں تھیں اور میرے اولاد اسی سے ہوئی۔

ف حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ مجھ کو حضرتؐ کی کسی بی بی پر رشک نہیں آیا اس واسطے کہ حضرتؐ مجھ ہی کو سب سے زیادہ چاہتے تھے لیکن حضرت خدیجہؓ پر البتہ مجھ کو رشک آتا تھا اس واسطے کہ حضرتؐ ان کو بہت یاد کرتے تھے حالانکہ میں نے ان کو دیکھا نہ تھا۔ ایک روز میں نے حضرتؐ سے کہا کہ آپ خدیجہؓ کو بہت یاد کرتے ہیں شاید ان کی برابر دنیا میں کوئی عورت نہیں ہے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ حضرت خدیجہؓ بہت مالدار تھیں جب ان کا نکاح حضرتؐ سے ہوا تو اپنا سب مال حضرتؐ پر خرچ کیا۔ عورتوں میں سب سے پہلے وہی ایمان لائیں حضرتؐ ان سے بہت راضی رہے حضرتؐ کی سب اولاد انہیں سے پیدا ہوئی یعنی حضرت قاسمؓ حضرت طیبؓ حضرت طاہرؓ تینوں بیٹے لڑکپن میں مرگئے چار بیٹیاں زندہ رہیں یعنی حضرت رقیہؓ حضرت زینبؓ حضرت ام کلثومؓ حضرت فاطمہؓ۔ سوائے حضرت فاطمہؓ کے کسی کی اولاد باقی نہیں رہی لیکن صرف حضرت ابراہیم ماریہ قبطیہؓ سے جو حضرتؐ کی حرم تھیں پیدا ہوئے وہ بھی لڑکپن ہی میں مرگئے۔ خلاصہ مطلب حضرتؐ کی حدیث کا یہ ہے کہ مجھ کو دو سبب سے خدیجہؓ کی محبت ہے ایک تو یہ کہ اس میں خوبیاں بہت تھیں دوسرے یہ کہ میری نسل قیامت تک اسی سے باقی رہے گی۔

(۱۶۹۷) خ عَايِشَةَ اَللّٰهُمَّ هَالَةَ يَعْنِي هَالَةَ بِنْتَ خُوَيْلِدٍ اُخْتَ خَدِيجَةَ قَالَتْ لَمَّا اسْتَاْذَنَتْ عَلَيْهِ فَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اسْتِيْذَانَ خَدِيجَةَ۔

بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی یہ ہالہ ہے اس کو بخش وہ ہالہ مراد ہے جو خویلد کی بیٹی اور حضرت خدیجہؓ کی بہن ہے۔ یہ حضرتؐ نے اس وقت فرمایا جب ہالہ نے حضرتؐ کے پاس آنے کی اجازت مانگی تو حضرتؐ نے اس کی آواز سے حضرت خدیجہؓ کا اجازت مانگنا یاد کیا اور پہچانا۔

ف حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے بعد ان کی بہن ہالہ حضرتؐ کے گھر آئیں اور دروازے پر کھڑے ہو کر گھر میں آنے کی حضرتؐ سے اجازت مانگی۔ حضرتؐ کو ان کی آواز سے حضرت خدیجہؓ یاد پڑیں حضرتؐ غمناک ہوئے پھر یہ حدیث فرمائی۔

## حضرت جریر بن عبد اللہؓ کے فضائل

(۱۶۹۸) ق جَرِيْرٌ هَلْ اَنْتَ مُرِيحِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ اَيِ الْكَعْبَةِ الْيَمَانِيَةِ الشَّامِيَةِ۔

بخاری اور مسلم میں جریرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بھلا تو مجھ کو راحت دینے والا ہے ذی الخلصہ کے ڈھانے سے یعنی یمن کے کعبے سے۔

غ صحیح ق مسلم ج ۲ ص ۲۸۴ بخاری ج ۲ ص ۲۳۹ - (چشتی)

**ف** جریرؓ سے روایت ہے کہ یمن میں ایک بتخانہ تھا ذی الخلصہ اس کو کہتے تھے حضرتؐ نے مجھ کو اس کے ڈھانے کا حکم دیا اور یہ حدیث فرمائی میں ڈیڑھ سو سوار ساتھ لیکر وہاں گیا اور اس کو ڈھایا اور اس کے پاس جن کافروں کو پایا مارا پھر آکر حضرتؐ کو اس کی خبر سنائی حضرت نے ہمارے واسطے دعائے خیر کی۔

## حضورؐ کا انصاری کے اہل و عیال کی ہدایت کیلئے دعا فرمانا

(۱۶۹۹) **خ** زَیْدُ بْنُ اَرْقَمَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اَتْبَاعَھُمْ مِنْھُمْ یَعْنِیْ الْاَنْصَارَ۔ ته

بخاری میں زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے انصار کے حق میں دعا کی کہ الٰہی ان کے تابعداروں کو انھیں میں کردے۔

**ف** انصار نے کہا یا حضرتؐ دعا کیجئے کہ ہمارے تابعدار لوگ بھی ہم سے مسلمان ہو جاویں تب حضرتؐ نے یہ دعا کی۔ تابعدار سے مراد بیوی بچے اور لونڈی غلام یا دوست آشنا ہیں۔

## حضورؐ کا انصار کو صبر کی تلقین فرمانا

(۱۷۰۰) **خ** اَنَسٌ اِنَّکُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِیْ اَثَرَۃً فَاصْبِرُوْا حَتّٰی تَلْقَوْنِیْ عَلَی الْحَوْضِ۔

بخاری میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے انصار سے فرمایا کہ البتہ میرے بعد تم پاؤگے اپنے سوائے اوروں کو مقدم یعنی تمہارے سوائے اور لوگوں کو حکومت ملے گی تو تم صبر کرتے رہیو تا وقتیکہ تم حوض کوثر پر مجھ سے ملو یعنی قیامت تک۔

حضورؐ کی پیشگوئی فرمانا اور اسکے مطابق واقع ہونا

**ف** حضرتؐ نے ایکبار انصاریوں کو بلایا ملک بحرین میں جاگیر دینے کو۔ انصار نے کہا کہ مہاجرین کو بھی اتنی جاگیر دیجئے کہ وے اگلے مسلمان ہیں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی اگر نہیں لیتے ہو تو میرے بعد بھی حکومت اور ریاست کا حوصلہ نہ کرنا۔

## انصار کے قصور سے درگذر کرنے کی ہدایت

(۱۷۰۱) **خ** اَنَسٌ اُوْصِیْکُمْ بِالْاَنْصَارِ فَاِنَّھُمْ کَرِشِیْ وَعَیْبَتِیْ وَقَدْ قَضَوُا الَّذِیْ عَلَیْھِمْ وَبَقِیَ الَّذِیْ لَھُمْ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُّحْسِنِھِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُّسِیْئِھِمْ

بخاری میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں انصار کے مقدمے میں اس واسطے کہ وہ میرے خاص لوگ اور میرے رازدار ہیں اور البتہ وہ ادا کر چکے جو ان پر فرض تھا یعنی دین کی مدد اور باقی رہا ہے ان کا حق یعنی ثواب اور احسان سو قبول کرو ان کے نیکو کار سے اور ٹال جاؤ ان کے بدکار سے

**ف** یعنی سوائے حدود کے ان کی خطاؤں کو نہ پکڑنا۔

# بر اور صلہ کے احکام

## نفل عبادت سے ماں باپ کی خدمت کرنا مقدم ہے

(۱۷۰۲) **ق** اَبُوْھُرَیْرَۃَ کَانَ جُرَیْجٌ رَجُلًا عَابِدًا فَاتَّخَذَ صَوْمَعَۃً وَکَانَ

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جریج ایک عابد مرد تھا سو اس نے ایک عبادت خانہ بنایا،

لہ امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان انصار کی پیروی کرنے کا حکم میں ذکر کیا ہے۔ کہ رشتہ داروں سے حسن سلوک (احسان)

فيها فأتته أمه وهو يصلي فقالت
يا جريج فقال يا رب أمي وصلاتي فأقبل على
صلاته فانصرفت فلما كان من
الغد أتته وهو يصلي فقالت يا جريج
فقال يا رب أمي وصلاتي فأقبل
على صلاته فانصرفت فلما كان من
الغد أتته فقالت يا جريج فقال
يا رب أمي وصلاتي فأقبل على صلاته
فقالت اللهم لا تمته حتى ينظر إلى
وجوه المومسات فتذاكر بنو إسرائيل
جريجا وعبادته وكانت امرأة بغي
يتمثل بحسنها فقالت إن شئتم
لأفتننه لكم قال فتعرضت له
فلم يلتفت إليها فأتت راعيا كان
يأوي إلى صومعته فأمكنته من
نفسها فوقع عليها فحملت فلما
ولدت قالت هو من جريج فأتوه
فاستنزلوه وهدموا صومعته و
جعلوا يضربونه فقال ما شأنكم
فقالوا زنيت بهذه البغي فولدت
منك فقال أين الصبي فجاءوا به
فقال دعوني حتى أصلي فصلى
فلما انصرف أتى بالصبي فطعن
في بطنه وقال يا غلام من أبوك
قال فلان الراعي قال فأقبلوا
على جريج فجعلوا يقبلونه و
يتمسحون به وقالوا نبني لك
صومعتك من ذهب قال لا
أعيدوها من طين كما كانت

اسی میں رہتا تھا سو اس کے پاس اس کی ماں آئی اور وہ نماز
پڑھ رہا تھا سو اس کی ماں نے پکارا کہ اے جریج۔ تو اس نے
کہا کہ اے میرے رب ماں پکارتی ہے اور میں نماز میں ہوں سو وہ
اپنی نماز ہی میں متوجہ رہا تو اس کی ماں پھر گئی جب دوسرا دن ہوا
تو اس کی ماں اس کے پاس آئی اور وہ نماز میں تھا سو اس نے
پکارا کہ اے جریج تو اس نے کہا اے رب میرے ماں پکارتی ہے
اور میں نماز میں ہوں سو وہ نماز ہی میں متوجہ رہا تو اس کی ماں
پلٹ آئی۔ جب تیسرا دن ہوا تو اس کے پاس پھر آئی سو اُس نے
پکارا کہ اے جریج، تو اس نے کہا کہ اے رب میری ماں پکارتی
ہے اور میں نماز میں ہوں سو وہ اپنی نماز میں متوجہ رہا تو اس کی
ماں نے یوں کہا کہ الٰہی اس کو مت ماریو جب تک کہ یہ
بدکار عورتوں کا منہ نہ دیکھ لیوے۔ سو بنی اسرائیل جریج کے
اور اس کی عبادت کے آپس میں ذکر کرنے لگے اور ایک بدکار
عورت تھی جس کی خوبصورتی ضرب المثل تھی سو اس نے بنی اسرائیل
سے کہا اگر تم چاہو تو میں جریج کو تمہاری خاطر سے بلا میں گرفتار
کردوں۔ سو وہ عورت اس کے سامنے آئی تو جریج نے اس کی
طرف کچھ التفات نہ کیا تو وہ چرانے والے کے پاس آئی جو
اس کے عبادت خانے کے پاس ٹھہرتا تھا سو اس عورت نے
اس کو اپنی ذات پر قادر کیا سو اس نے اس سے صحبت کی تو اس
کے حمل رہ گیا سو وہ جب جنی تو اس عورت نے کہا کہ یہ لڑکا
جریج کا ہے تو لوگ اس کے پاس آئے اور اس کو اس کے
عبادت خانے سے اتارا اور اس کا عبادت خانہ ڈھا دیا اور
اس کو مارنے لگے سو جریج نے کہا کہ کیا حال ہے تمہارا یعنی کیوں
مجھے مارتے ہو سو انھوں نے کہا کہ تو نے اس بدکار سے زنا کیا سو
وہ تیرے نطفے سے لڑکا جنی ہے تو اس نے کہا وہ لڑکا کہاں ہے
سو اس کو وہ لے آئے تو جریج نے کہا مجھے چھوڑ دو تاکہ میں نماز
پڑھ لوں پھر جب وہ نماز پڑھ چکا وہی لڑکا سامنے لایا گیا سو
جریج نے اس کے پیٹ میں ٹھوکا دیا اور کہا اے لڑکے تیرا باپ
کون ہے۔ لڑکے نے کہا کہ فلانا چرانے والا میرا باپ ہے۔ حضرت نے

فَفَعَلُوْا وَبَيْنَا صَبِيٌّ يَرْضَعُ مِنْ أُمِّهٖ فَمَرَّ رَجُلٌ رَاكِبٌ عَلٰى دَابَّةٍ فَارِهَةٍ وَشَارَةٍ حَسَنَةٍ فَقَالَتْ أُمُّهٗ اَللّٰهُمَّ اجْعَلِ ابْنِيْ مِثْلَ هٰذَا فَتَرَكَ الثَّدْيَ وَأَقْبَلَ إِلَيْهِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ مِثْلَهٗ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلٰى ثَدْيِهٖ فَجَعَلَ يَرْتَضِعُ قَالَ فَكَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَحْكِيْ ارْتِضَاعَهٗ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ فِيْ فِيْهِ فَجَعَلَ يَمُصُّهَا قَالَ وَمَرُّوْا بِجَارِيَةٍ وَهُمْ يَضْرِبُوْنَهَا وَيَقُوْلُوْنَ زَنَيْتِ سَرَقْتِ وَهِيَ تَقُوْلُ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ فَقَالَتْ أُمُّهٗ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ ابْنِيْ مِثْلَهَا فَتَرَكَ الرَّضَاعَ وَنَظَرَ إِلَيْهَا فَقَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِثْلَهَا فَهُنَاكَ تَرَاجَعَا الْحَدِيْثَ فَقَالَتْ أُمُّهٗ حَلْقٰى مَرَّ رَجُلٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ فَقُلْتُ اللّٰهُمَّ اجْعَلِ ابْنِيْ مِثْلَهٗ فَقُلْتَ اللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ مِثْلَهٗ وَمَرُّوْا بِهٰذِهِ الْأَمَةِ وَهُمْ يَضْرِبُوْنَهَا وَيَقُوْلُوْنَ زَنَيْتِ سَرَقْتِ فَقُلْتُ اللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ ابْنِيْ مِثْلَهَا فَقُلْتَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِثْلَهَا قَالَ إِنَّ ذٰلِكَ الرَّجُلَ كَانَ جَبَّارًا فَقُلْتُ اللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ مِثْلَهٗ وَإِنَّ هٰذِهٖ يَقُوْلُوْنَ لَهَا زَنَيْتِ وَلَمْ تَزْنِ وَسَرَقْتِ وَلَمْ تَسْرِقْ فَقُلْتُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِثْلَهَا۔

فرمایا پھر تو لوگ جریج پر جھکے تو اس کو چومنے چاٹنے لگے اور کہا کہ ہم تیرے واسطے تیرا عبادت خانہ سونے سے بنا دیں گے۔ جریج نے کہا کہ نہیں اسی طرح کا مٹی سے بنا دو جیسے پہلے تھا۔ سو انھوں نے بنا دیا۔ اور کسی زمانے میں ایک لڑکا اپنی ماں کا دودھ پیتا تھا تو ایک مرد نکلا عمدہ سواری پر ستھری پوشاک والا سو اس کی ماں نے کہا کہ الٰہی میرے بیٹے کو اس مرد کے برابر کر دیجیو تو لڑکے نے چھاتی چھوڑ دی اور اس مرد کی طرف متوجہ ہوا سو اس کو دیکھا تو یوں کہا کہ الٰہی مجھے ایسا نہ کیجیو پھر اپنی ماں کی چھاتی پر جھکا سو دودھ پینے لگا۔ ابوہریرہؓ نے کہا کہ گویا میں حضرتؐ کو دیکھ رہا ہوں اور حضرتؐ اس لڑکے کے دودھ پینے کی نقل کرتے تھے اس طرح پر کہ کلمے کی انگلی اپنے منہ میں ڈال کر چوستے تھے حضرتؐ نے فرمایا اور لوگ ایک لونڈی کو لیکر نکلے اور اس کو مارتے تھے اور کہتے تھے تو نے حرام کام کیا تو نے چوری کی اور وہ کہتی تھی کہ مجھ کو اللہ کفایت کرتا ہے اور وہی اچھا وکیل ہے تو اس لڑکے کی ماں نے کہا الٰہی میرے بیٹے کو اس لونڈی کے برابر نہ کیجیو۔ سو اس لڑکے نے دودھ پینا چھوڑا اور اس لونڈی کی طرف دیکھا تو کہا الٰہی مجھ کو ایسا ہی کیجیو تو اسی جگہ ماں اور بیٹے میں گفتگو ہوئی تو اس کی سر مونڈی ماں نے کہا کہ اچھی صورت کا ایک مرد نکلا سو میں نے کہا کہ الٰہی میرے بیٹے کو ایسا کر دے سو تو نے کہا کہ الٰہی مجھ کو ایسا نہ کرنا اور لوگ ایک لونڈی کو لیکر نکلے اور وہ اس کو مارتے تھے اور کہتے تھے تو نے حرام کیا چوری کی تو میں نے کہا کہ الٰہی میرے بیٹے کو ایسا نہ کیجیو سو تو نے کہا کہ الٰہی مجھے ایسا ہی کیجیو۔ لڑکے نے کہا کہ مقرر وہ مرد ظالم تھا سو میں نے کہا کہ الٰہی مجھ کو ویسا نہ کرنا اور البتہ اس لونڈی کو کہتے ہیں کہ تو نے حرام کیا اور حالانکہ اس نے حرام نہیں کیا اور کہتے ہیں کہ تو نے چوری کی اور حالانکہ اس نے چوری نہیں کی تو اس واسطے میں نے کہا کہ الٰہی مجھ کو ایسا ہی کرنا

**ف** ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ سوائے تین لڑکوں کے کوئی لڑکا گود میں نہیں بولا ایک عیسیٰ بن مریمؑ۔ پھر یہ حدیث فرمائی اور دو لڑکوں کا ذکر فرمایا تو تینوں لڑکوں کا بولنا ثابت ہوا۔

# آقا پر غلام کا حق

(۱۷۰۳) ق اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِي الْمَهْدِ إِلَّا ثَلٰثَةٌ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ وَصَاحِبُ جُرَيْجٍ وَبَيْنَا صَبِيٌّ يَرْضَعُ

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ لڑکا جھولے اور گود میں بولا سوائے تین لڑکوں کے۔ ایک عیسیٰ بن مریمؑ۔ دوسرے جریج والا لڑکا اور تیسرے لڑکا اس حالت میں کہ دودھ پیا جاتا تھا

ف یعنی شیر خوارگی کی حالت میں ان تین کے سوا کوئی بچہ نہیں بولا حضرت عیسیٰؑ کا بولنا تو قرآن میں مذکور ہے۔ حضرت مریمؑ کی پاکدامنی ان کے کلام سے ثابت ہوئی اور جریج والے لڑکے کا قصہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں جریج ایک عابد مرد تھا عبادت خانے میں نماز پڑھتا تھا کہ اس کی ماں وہاں آئی اس نے جریج کو پکارا، جریج نماز کے سبب سے نہ بولا نماز میں مشغول رہا اس کی ماں پلٹ گئی۔ دوسرے دن پھر اس کی ماں اس کے پاس آئی تو بھی وہ نماز میں تھا اس کے پکارنے سے نہ بولا تو اس کی ماں نے یوں بددعا دی کہ الٰہی یہ نہ مرے جب تک حرام کار کسبیوں کا موںھ نہ دیکھ لیوے۔ بنی اسرائیل میں جریج کی عبادت کا بہت چرچا ہوا۔ ایک حرام کار رنڈی تھی جس کا حسن مشہور تھا اس نے کہا کہ دیکھوں میں جریج کو ڈگاتی ہوں اور اس کا تقویٰ طہارت سب کھوتی ہوں۔ سو وہ بدکار عورت اس کے روبرو گئی اس نے اس کی طرف کچھ بھی دھیان نہ کیا تو وہ چرانے والے کے پاس گئی جو جریج کے عبادت خانے کے پاس چرایا کرتا تھا سو اس نے اس سے بدکاری کی جب لڑکا پیدا ہوا تو اس بدکار عورت نے کہا کہ یہ جریج کا لڑکا ہے پھر تو سب بنی اسرائیل جریج سے بداعتقاد ہوگئے اس کو عبادت خانے سے نکال لائے اور عبادت خانہ گرا دیا اور اس پر مار پڑنے لگی۔ جریج نے کہا تم کو کیا ہوا جو مجھ کو مارتے ہو لوگوں نے کہا تو نے اس کسبی سے بدکاری کی ہے تیرا لڑکا جنی ہے۔ جریج نے کہا وہ لڑکا کہاں ہے؟ تو لوگ اس کو سامنے لائے۔ جریج نے کہا اب مجھ کو چھوڑو نماز پڑھنے دو۔ پھر وہ نماز پڑھ کے لڑکے کے پاس آیا اور اس کے پیٹ میں انگلی گڑا کر کہا کہ اے لڑکے بول کہ تیرا باپ کون ہے لڑکا بولا کہ میرا باپ فلانا چرانے والا ہے پھر تو سب لوگ جریج کو چومنے چاٹنے لگے اور کہا کہ ہم تیرا عبادتخانہ سونے کا بنا دیں۔ جریج نے کہا کہ اس کی کچھ حاجت نہیں جیسا مٹی کا تھا ویسا ہی بنا دو سو اسی طرح بنا دیا۔ اور شیر خوار لڑکے کا قصہ مجمل یہ ہے کہ اس کی ماں نے گھوڑے پر سوار ایک مرد کو دیکھا تو کہا کہ الٰہی میرے لڑکے کو ایسا کرنا اس لڑکے نے دودھ پینا چھوڑ دیا اور کہا الٰہی مجھ کو ایسا نہ کرنا پھر اس کی ماں نے ایک عورت کو دیکھا کہ اس کو چوری اور حرام کاری کی علت میں مارتے تھے اس نے کہا کہ الٰہی میرے لڑکے کو ایسا نہ کرنا۔ لڑکے نے دودھ پینا چھوڑ کے کہا کہ الٰہی مجھ کو ایسا ہی کرنا پھر لڑکے نے کہا کہ وہ سوار ظالم تھا اور یہ عورت محض بے قصور اس واسطے میں نے تیرے خلاف دعا کی۔

## ماں باپ کے دوستوں کے ساتھ سلوک کرنا مستحب ہے

(۱۷۰۴) م ابْنُ عُمَرَ إِنَّ أَبَرَّ الْبِرِّ أَنْ يَّصِلَ الرَّجُلُ أَهْلَ وُدِّ أَبِيْهِ بَعْدَ أَنْ يُّوَلِّيَ الْأَبُ

مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہایت بہتر نیکو کاری اور نہایت سعادت مندی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے آشنا دوستوں کے ساتھ سلوک کرے باپ کے مر جانے کے بعد یا اس کی غیبت میں۔

ا امام مسلم نے حدیث مذکور کو عنوان بالا میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

## ماں باپ کی خدمت بہشت کا سبب ہے

(۱۷۰۵) م ابو ھریرۃ رغم انف ثم رغم انفہ ثم رغم انف من ادرک ابویہ عند الکبر احدھما او کلیھما فلم یدخل الجنۃ۔ لہ

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خاک میں ملا جس نے اپنے ماں باپ کو ضعیفی اور بڑھاپے میں پایا ایک کو یا دونوں کو، سو بہشت میں نہ داخل ہوا۔

ف یعنی وہ شخص بڑا بے نصیب ہے جو ضعیف ماں باپ کی خدمت کرکے بہشت حاصل نہ کرے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کی خدمت بہشت کا عمدہ وسیلہ ہے اور ان کو تکلیف رسانی اور بے خدمتی دوزخ کا سبب ہے۔

## نیکی کی حقیقت

(۱۷۰۶) ق النواس بن سمعان البر حسن الخلق۔

بخاری اور مسلم میں نواس بن سمعانؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خوئے نیک عمدہ خوبی ہے۔

## رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک اور بدسلوکی کی ممانعت

(۱۷۰۷) ق عایشۃ الرحم معلقۃ بالعرش تقول من وصلنی وصلہ اللہ ومن قطعنی قطعہ اللہ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ناتا رشتہ عرش میں لٹکا ہے کہتا ہے کہ جس نے مجھ کو جوڑا خدا اس سے جوڑے اور جس نے مجھ کو کاٹا خدا نے اس کو کاٹا۔

ف یعنی برادری کا حق نہایت مقدم ہے جس نے اس کو ادا کیا تو اس پر خدا کا رحم ہے اور جس نے اس کو نہ مانا وہ خدا کی رحمت سے دور پڑا۔

(۱۷۰۸) م ابو ھریرۃ لئن کنت کما قلت فکانما تسفھم الملّ ولا یزال معک من اللہ ظھیر علیھم مادمت علی ذلک قالہ لرجل قال یا رسول اللہ ان لی قرابۃ اصلھم ویقطعونی واحسن الیھم ویسیئون الی واحلم عنھم ویجھلون علی۔

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر حقیقت میں تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تو نے کہا تو گویا تو ان کے منہ پر جلتی راکھ ڈالتا ہے اور ہمیشہ خدا کی طرف سے تیرے ساتھ ایک مددگار فرشتہ رہے گا کہ تجھ کو ان پر غالب رکھے گا جب تک کہ تو اس حالت پر رہے گا۔ یہ حضرت نے اس مرد سے کہا جس نے یہ کہا تھا کہ یا رسول اللہ میرے رشتہ دار ہیں کہ میں تو ان سے سلوک کرتا ہوں اور وہ مجھ سے برادری کا حق کاٹتے ہیں اور میں ان سے احسان کرتا ہوں اور وہ مجھ سے برائی کرتے ہیں اور میں ان سے غم خوری کرتا ہوں اور وہ مجھ سے جہالت کرتے ہیں گالیاں دیتے ہیں۔

ف یعنی اگر حقیقت حال یوں ہی ہے تو وہ لوگ تیرے ساتھ بدسلوکی کرنے سے دوزخ میں پڑیں گے کہ باوجود تیرے احسانات اور غم خوری کے کچھ برادری کا حق ادا نہیں کرتے اور اس سے خاطر جمع رکھ کہ تو اس غمخواری اور احسان سے ان کے سامنے دنیا میں کبھی ذلیل اور بے عزت نہ ہوگا اس واسطے کہ خدا کی طرف کی تیری مددگاری کو فرشتہ مقرر رہے گا بشرطیکہ تو اسی حالت پر قائم رہے۔ اس حدیث سے برادر پروری اور غمخواری کی نہایت خوبی ثابت ہوئی۔

(۱۷۰۹) ق جُبَیْرُ بْنُ مُطْعِمٍ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ۔

بخاری اور مسلم میں جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بہشت میں نہ جاویگا برادری کاٹنے والا یعنی جو برادری سے احسان اور سلوک نہ کرے۔

(۱۷۱۰) م انسٌ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یُّبْسَطَ لَہٗ فِیْ رِزْقِہٖ وَیُنْسَأَ فِیْ اَثَرِہٖ فَلْیَصِلْ رَحِمَہٗ۔

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا جس کو خوش لگے یہ بات کہ اس کی روزی کشادہ ہو اور زندگی اس کی بڑھائی جائے تو اپنے قرابتی لوگوں کی خبر گیری کرے۔

ف طول عمر کا یہ مطلب کہ وہ نیکنام مدت تک رہے یا اس کی اولاد ہو کہ اس کے واسطے دعائے مغفرت کرے اس کی روح کو ثواب پہنچائے۔ برادر پروری فرض ہے۔ اس کے دو طریقے ہیں یعنی اگر محتاج ہیں تو ان کے کھانے کپڑے کی خبر لے اور اگر محتاج نہیں تو اور طرح سلوک کرتا رہے تحفے دیا کرے محبت سے ملے۔

## بلا ضرورت شرعی تین دن سے زائد قطع تعلق رکھنا درست نہیں

(۱۷۱۱) ق سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ لَا یَحِلُّ لِامْرِئٍ اَنْ یَّهْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلٰثٍ

بخاری اور مسلم میں سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ حلال نہیں کسی مرد کو اپنے بھائی مسلمان کی ملاقات چھوڑنا تین رات سے زیادہ۔

ف یعنی اگر معاملہ دنیا میں کسی مسلمان سے رنج ہو جاوے تو تین روز تک ترک ملاقات درست ہے تین دن سے زیادہ رنج رکھنا اور ملاقات اور سلام کلام چھوڑنا حلال نہیں اور اگر دین کے سبب سے رنج ہوا ہے تو تین دن سے زیادہ بھی چھوڑنا درست ہے چنانچہ حضرتؐ پچاس دن تک جہاد میں نہ جانے والوں سے نہ بولتے تھے اور اسی طرح باپ کو بیٹے سے نہ بولنا اور خاوند کو بیوی سے نہ بولنا واسطے ادب کے تین دن سے زیادہ بھی درست ہے۔

## بدگمانی اور عیب جوئی کی ممانعت

(۱۷۱۲) ق اَبُوْ هُرَیْرَةَ لَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَانًا۔

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ آپس میں حسد نہ کرو اور دام دیکر قیمت نہ بڑھاؤ یعنی لالا پن نہ کرو اور آپس میں بغض اور عداوت نہ رکھو اور ایک دوسرے کی جڑ نہ کاٹو آپس میں پشت دیکر نہ بیٹھو اور بھائی بن جاؤ لے خدا کے بندو۔

ف جیسے سگے بھائیوں میں محبت اور پاسداری ہوتی ہے ویسی سب مسلمانوں سے کرو اور کفر کی بری عادتیں چھوڑو۔

## مسلمان کا خون اور آبروریزی حرام ہے۔

(۱۷۱۳) م اَبُوْ هُرَیْرَةَ کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُہٗ وَعِرْضُہٗ وَمَالُہٗ

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ سب چیز مسلمان کی مسلمان پر حرام ہے اس کا خون اور اس کی عزت آبرو اور اس کا مال۔

ف حضرتؐ نے حجۃ الوداع میں جہاں ہزاروں مسلمان جمع تھے یہ حدیث فرمائی اور فساد اور ظلم کی جڑ کاٹی

اس واسطے کہ اکثر عالم میں فساد انھیں تینوں کاموں میں ہوتا ہے چنانچہ جب مسلمان کا ناحق خون کرنا حرام ہوا تو خون جھوٹا دعوی کرنا اس کی ناحق گواہی دینا بھی حرام ٹھہرا اور جب مسلمان کی آبرو ریزی منع ہوئی تو اس کو ذلیل کرنا مسخراپن کرنا اس کی بیوی بیٹی سے حرام کاری اس کی چغلی کھانا غیبت کرنا بھی حرام ہوا اور جب اس کا مال لینا درست نہ ہوا تو قطاع الطریقی چوری دغابازی، ڈانڈ، رشوت، قمار بازی، خرچی بھی حرام ہوگئی اس واسطے کہ ان کاموں سے اس کا مال ناحق برباد ہوتا ہے محافظت نوع انسانی شریعت کی عمدہ غرض ہے سو اس کا بیان اس حدیث میں بخوبی سمجھا دیا۔

## اللہ تعالیٰ نیت اور خلوص کو دیکھتا ہے ظاہری عمل پر نظر نہیں رکھتا

(۱۷۱۴) م ابو هريرة اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر خدا تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتا لیکن تمہارے دلوں کو اور کاموں کو دیکھتا ہے۔

**ف** یعنی بدون صفائی دل اور خالص نیت کے ظاہر کی صفائی کا کچھ اعتبار نہیں۔ اس حدیث میں تقویٰ اور درویشی کے مضمون بھرے ہیں آدمی غور کرے تو سمجھے۔

## دشمنی اور کینہ رکھنے کی مذمت

(۱۷۱۵) م ابو هريرة تُفْتَحُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيْسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا رَجُلٌ كَانَتْ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ اَنْظِرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کھولے جاتے ہیں بہشت کے دروازے دوشنبے اور پنجشنبے کے دن تو گناہ معاف ہوتے ہیں ہر ایک بندے کے جو خدا کے ساتھ شرک نہیں کرتا مگر اس کے گناہ نہیں معاف ہوتے جس کے درمیان اور اس کے مسلمان بھائی کے درمیان عداوت اور کینہ ہوتا ہے سو حکم ہوتا ہے کہ مہلت دو ان دونوں کو یہاں تک کہ آپس میں صلح کر لیویں۔

**ف** معلوم ہوا کہ بغض اور کینہ مسلمان سے رکھنا ایسا سخت گناہ ہے کہ مغفرت کو روکتا ہے تین دن سے زیادہ مسلمان سے رنج رکھنا ہرگز درست نہیں۔

## محض اللہ تعالیٰ کے لئے محبت رکھنے کی فضیلت

(۱۷۱۶) م ابو هريرة اِنَّ رَجُلًا زَارَ اَخًا لَّهٗ فِيْ قَرْيَةٍ اُخْرٰى فَاَرْصَدَ اللّٰهُ عَلٰى مَدْرَجَتِهٖ مَلَكًا فَلَمَّا اَتٰى عَلَيْهِ قَالَ اَيْنَ تُرِيْدُ قَالَ اُرِيْدُ اَخًا لِّيْ فِيْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ قَالَ هَلْ لَكَ عَلَيْهِ مِنْ نِّعْمَةٍ تَرُبُّهَا قَالَ لَا غَيْرَ اَنِّيْ اَحْبَبْتُهٗ فِي اللّٰهِ قَالَ فَاِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكَ بِاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّكَ كَمَا اَحْبَبْتَهٗ فِيْهِ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ ایک مرد تھا اس نے اپنے بھائی مسلمان کی جو دوسری بستی میں رہتا تھا ملاقات کا ارادہ کیا سو خدا نے اس کی راہ میں [illegible] بٹھلا رکھا جب اس کے پاس آیا تو فرشتے نے [illegible] کہاں جاتا ہے اس نے کہا اس بستی میں اپنے بھائی کو ملنا چاہتا ہوں فرشتے نے کہا کچھ تیرا اس پر احسان ہے جس کو بڑھانا چاہتا ہے اس نے کہا نہیں صرف میں اس سے خدا کے واسطے محبت رکھتا ہوں فرشتے نے کہا میں خدا کا بھیجا ہوں تیرے پاس پیغام یہ ہے کہ خدا نے بھی

تجھ کو دوست رکھا جیسا تو اس کو خدا کے واسطے دوست رکھتا

**ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بے دنیا کے لگاؤ کسی دیندار سے للہ محبت رکھنا بڑی عمدہ بات ہے۔

## مریض کی عیادت کی فضیلت

(۱۷۱۷) م ثوبانُ مَنْ عَادَ مَرِيضًا لَمْ يَزَلْ فِي خُرْفَةِ الْجَنَّةِ۔

مسلم میں ثوبان سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو بیمار کو پوچھے گا وہ ہمیشہ بہشت کے باغیچے سے میوے چنے گا۔

**ف** بیمار کا پوچھنا مسلمان کا حق ہے حضرتؐ کی سنت ہے۔ لازم ہے کہ بیمار کے پاس تھوڑا بیٹھے زیادہ اس کو تنگ نہ کرے اور دعائے خیر کر کے چلا آوے۔

(۱۷۱۸) م ابوهريرة يَا ابْنَ آدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ أَعُودُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ قَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِي عِنْدَهُ يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِي قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ أُطْعِمُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ قَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّهُ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِي فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْهُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ أَطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَسْقَيْتُكَ فَلَمْ تَسْقِنِي قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ أَسْقِيكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ قَالَ اسْتَسْقَاكَ عَبْدِي فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهِ أَمَا إِنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهُ لَوَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا خدا فرماویگا قیامت میں کہ اے آدم کے بیٹے میں بیمار ہوا تھا سو تو نے مجھ کو نہ پوچھا۔ بندہ کہے گا کہ اے میرے رب میں کیونکر تجھ کو پوچھتا اور تو تو سارے جہان کا مالک پالنے والا ہے یعنی بیمار ہونا مخلوق کی شان ہے خالق سے اور بیماری سے کیا نسبت خدا فرمایگا کہ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ میرا فلانا بندہ بیمار ہوا تھا سو تو نے اس کی بیمار پرسی نہ کی۔ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اگر تو اس کی بیمار پرسی کرتا تو مجھ کو اس کے پاس پاتا یعنی میری رحمت اور ثواب کو پاتا۔ اے آدم کے بیٹے میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا سو تو نے مجھ کو نہ کھلایا بندہ کہے گا اے میرے رب میں کیونکر تجھ کو کھانا کھلاتا اور تو تو سارے جہان کا پالنے والا مالک ہے۔ خدا فرمائے گا کہ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ فلانے میرے بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا سو تو نے اس کو نہ کھلایا تجھ کو معلوم نہ تھا کہ اگر تو اس کو کھانا کھلاتا تو اس کا ثواب میرے پاس پاتا۔ اے آدم کے بیٹے تجھ سے میں نے پانی مانگا تھا سو تو نے مجھ کو نہ پلایا۔ بندہ کہے گا اے میرے رب میں تجھ کو کیونکر پانی پلاتا اور تو تو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ خدا فرمائے گا کہ میرے فلانے بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا سو تو نے نہ پلایا تھا۔ ہاں جان رکھ اگر تو اس کو پانی پلاتا تو اس کا ثواب میرے پاس پاتا۔

**ف** اہل ایمان کی خدا کے نزدیک اتنی بڑی عزت ہے کہ ان کی احتیاج اور ضرورت کو اپنی ذات پاک کی طرف نسبت کیا حالانکہ وہ مقدس ذات سب احتیاجوں سے پاک ہے۔ اس حدیث میں ادائے حقوقِ مسلمین اور احسان کی ترغیب ہے۔

## آپس میں اللہ کے لئے محبت رکھنے کی فضیلت

(۱۷۱۹) م ابُوھُرَیْرَۃَ اَیْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِیْ اَلْیَوْمَ اُظِلُّھُمْ فِیْ ظِلِّیْ یَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّا ظِلِّیْ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا خدا فرمائیگا کہاں ہیں وہ لوگ جو آپس میں محبت رکھتے تھے میری عظمت اور جلال کے سبب سے آج ان کو سائے میں رکھوں گا اپنے سائے میں جس دن کوئی سایہ نہیں میرے سائے کے سوائے۔

ف یعنی جو آپس میں للہ محبت رکھتے ہیں ان کی محبت صرف خدا ہی کے واسطے ہے۔ ریا اور طمع دنیا اور خواہشِ نفسانی سے ان کی محبت پاک ہے وہ قیامت کو ایسا عمدہ درجہ پائیں گے کہ خدا کی حمایت اور عرش کے سائے میں ہوں گے۔

## مومن کی مصیبت کا ثواب

(۱۷۲۰) ق ابنُ مَسْعُوْدٍ مَامِنْ مُّسْلِمٍ یُّصِیْبُہٗ اَذًی مِّنْ مَّرَضٍ فَمَا سِوَاہُ اِلَّا حَطَّ اللّٰہُ بِہٖ سَیِّئَاتِہٖ کَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَۃُ وَرَقَھَا۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں ایسا مسلمان کوئی جس کو کچھ رنج اور تکلیف پہنچے بیماری سے یا سوائے بیماری کے کسی اور سبب سے مگر کہ خدا اس کے سبب سے اس کے گناہوں کو جھاڑ ڈالتا ہے جیسے درخت اپنے پتے جھاڑتا ہے۔

بیماری اور تکلیف گناہوں کا کفارہ ہے۔

ف یعنی ہر ایک رنج اور تکلیف سے مسلمان کے گناہ دور ہوتے ہیں بشرطیکہ رنج میں صبر کرے اور خدا کا گلہ شکوہ نہ کرے۔

(۱۷۲۱) م ابُوْسَعِیْدٍ مَا یُصِیْبُ الْمُؤْمِنَ وَصَبٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا سَقَمٌ وَّلَا اَذًی وَّلَا حُزْنٌ حَتَّی الْھَمُّ یُھِمُّہٗ اِلَّا کَفَّرَ اللّٰہُ بِہٖ مِنْ خَطَایَاہُ۔

مسلم میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں پہنچتا ایماندار کو درد اور نہ محنت مشقت اور نہ بیماری اور نہ کوئی تکلیف اور نہ کوئی غم۔ یہاں تک کہ تشویش جو اس کو فکر میں ڈالے مگر کہ خدا اس کے سبب سے اس کے گناہوں کو دور کرتا ہے۔

ف یعنی ہر ایک رنج اور تکلیف سے کم ہو یا زیادہ ایماندار کے گناہ دور ہوتے ہیں تو لازم ہے کہ رنج اور تکلیف میں صبر کرے شکایت نہ کرے اس کو اپنے گناہوں کی دوا سمجھے۔ اگر کڑوی دوا میں صحت ہو تو دانا آدمی اس کو خوشی سے پیتا ہے۔

(۱۷۲۲) م جَابِرٌ مَالَكِ یَا اُمَّ السَّائِبِ اَوْیَا اُمَّ الْمُسَیِّبِ تُزَفْزِفِیْنَ قَالَتِ الْحُمّٰی لَا بَارَكَ اللّٰہُ فِیْھَا فَقَالَ لَا تَسُبِّی الْحُمّٰی فَاِنَّھَا تُذْھِبُ خَطَایَا بَنِیْ اٰدَمَ کَمَا یُذْھِبُ الْکِیْرُ خَبَثَ الْحَدِیْدِ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تجھ کو کیا ہوا اے سائب کی ماں جو تو کانپ رہی ہے۔ راوی کو شک ہے کہ حضرتؐ نے سائب کی ماں کہا یا مسیب کی ماں فرمایا۔ اس عورت نے کہا کہ مجھ کو تپ ہے خدا اس کو بے برکت کرے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ گالی مت دے بخار کو اس واسطے کہ وہ آدمؑ کی اولاد کے گناہ دور کرتی ہے جیسے آگ کی بھٹی لوہے کا میل دور کرتی ہے۔

**ف** یعنی ہر چند ظاہر میں تپ سے تکلیف ہے لیکن جب اس کے سبب سے گناہ دور ہونگے تو اس کو برا کہنا کہ بے صبری کا نشان ہے اسی طرح ہر بیماری کا حال ہے۔

(۱۷۲۳) **ق** اِبْنُ مَسْعُوْدٍ اُجَلْ اِنِّیْ اُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ قَالَهٗ فِیْ مَرَضِهٖ حِيْنَ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہاں مجھ کو تپ کی شدت ہوتی ہے جیسے کہ تم میں سے دو مردوں کو ہوتی ہے۔ یہ حضرت نے اپنی بیماری میں فرمایا جب کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ کو تپ میں نہایت تڑپ اور سخت بیتابی ہوتی ہے۔

**ف** یعنی جتنی تکلیف دو مردوں کو ہوتی ہے اتنی مجھ پر ہوتی ہے تو زیادہ بیقراری ہونی چاہئے۔ حضرتؐ پر تکلیف کی زیادتی کا یہ سبب ہے کہ تا ثواب زیادہ ہو۔ اس واسطے کہ جتنی تکلیف زیادہ اتنا ثواب زیادہ۔

## اللہ تعالیٰ کو عبادت میں میانہ روی پسند ہے

(۱۷۲۴) **م** اَبُوْ هُرَيْرَةَ قَارِبُوْا وَسَدِّدُوْا۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میانہ روی اختیار کرو اور راہ راست پر چلو۔

**ف** یعنی عبادت بلکہ ہر چیز میں افراط اور تفریط سے بچو، نہ عبادت میں ایسی کثرت بہتر جو افسردہ اور ملول کر ڈالے نہ ایسی قلت اچھی کہ دل پر اس کی کچھ تاثیر نہ ہو۔

## ظلم حرام ہے

(۱۷۲۵) **غ** اَبُوْ ذَرٍّ اِنِّیْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰى نَفْسِیْ وَعَلٰى عِبَادِیْ اَلَا فَلَا تَظَالَمُوْا۔

بخاری میں ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا خدا فرماتا ہے کہ میں نے ظلم کو اپنے اوپر اور اپنے بندوں کے اوپر حرام کیا خبردار ہو جاؤ ایک دوسرے پر ظلم نہ کیا کرو۔

**ف** یعنی خدا ظلم سے پاک ہے اس کی صفت عادل ہے اسی واسطے بندوں میں بھی عدل کو پسند رکھتا ہے۔

(۱۷۲۶) **ق** اِبْنُ عُمَرَ اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ [1]

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ظلم اور ستم سیاہیاں ہوں گی قیامت کے دن۔

**ف** یعنی قیامت میں ظلم کے سبب سے ظالم کے آگے اندھیرے پر اندھیرا ہوگا۔

(۱۷۲۷) **م** اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَتَدْرُوْنَ مَنِ الْمُفْلِسُ قَالُوا الْمُفْلِسُ فِيْنَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ قَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ يَّاْتِیْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِصَلٰوةٍ وَّصِيَامٍ وَّزَكٰوةٍ وَّيَاْتِیْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَاَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَيُعْطٰی

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ اصحابؓ نے کہا کہ ہم میں مفلس وہ ہے کہ جس کے پاس نہ درم ہو نہ اسباب حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ میری امت سے حقیقت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن آوے نماز اور روزہ اور زکوٰۃ لیکر اور حالانکہ اس کو گالی دی اور اس کو حرام کاری کا عیب لگایا اور اس کا مال کھا گیا اور اس کی خونریزی کی اور اس کو مارا سو

---

غ صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۱۹۔ [1] مسلم کی روایت میں فان الظلم کے الفاظ بھی مروی ہیں۔ (چشتی)

هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِہٖ وَھٰذَا مِنْ حَسَنَاتِہٖ فَاِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُہٗ قَبْلَ اَنْ یُّقْضٰی مَا عَلَیْہِ اُخِذَ مِنْ خَطَایَاھُمْ فَطُرِحَتْ عَلَیْہِ ثُمَّ یُطْرَحُ فِی النَّارِ۔

اس کی نیکیوں سے اس مظلوم کو دلایا جاوے گا اور اس دوسرے مظلوم کو دلایا جائیگا سو اگر قصور ادا ہونے کے قبل اس کی نیکیاں ہو چکیں گی تو ان مظلوموں کے گناہ لے جاویں گے سو اس ظالم پر ڈالے جاویں گے پھر وہ دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

**ف** معلوم ہوا کہ مسلمان کی عبادت اور نیکیاں حق العباد کے بدلے جاویں گی اور اگر نیکیاں کم ہوئیں اور لوگوں کے حق زیادہ تو ان کے گناہ ظالم کی گردن پر ڈالے جائیں گے تو جب نیکیاں چھن گئیں اور لوگوں کے گناہ گردن پر پڑے تو حقیقت میں یہی شخص آخرت کا مفلس ٹھہرا اگرچہ دنیا میں نہایت مالدار ہو۔ اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ مسلمان حق العباد اور مظالم سے ڈرتا رہے اپنے حسنات اور کثرت عبادت پر نہ پھولے۔

(۱۷۲۸) **ق** اِبْنُ عُمَرَ اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُہٗ وَلَا یُسْلِمُہٗ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مسلمان بھائی ہے مسلمان کا، نہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اس کو بلا کی میں ڈالتا ہے۔

**ف** یعنی جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ٹھہرا تو اس پر ظلم کرنا یا اس کو بلا میں پڑا رہنے دینا اس کی حمایت اور مدد نہ کرنا کسی طرح مناسب نہیں۔

(۱۷۲۹) **ق** اَبُوْمُوْسٰی اِنَّ اللّٰہَ لَیُمْلِیْ لِلظَّالِمِ فَاِذَا اَخَذَہٗ لَمْ یُفْلِتْہُ ثُمَّ قَرَأَ وَکَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰی وَھِیَ ظَالِمَۃٌ اِنَّ اَخْذَہٗ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ۔

بخاری اور مسلم میں ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر خدا ظالم کو فرصت اور ڈھیل دیا کرتا ہے پھر جب اس کو پکڑتا ہے تو نہیں چھوڑتا۔ پھر حضرتؐ نے اس حدیث کی سند میں قرآن کی آیت پڑھی یعنی خدا فرماتا ہے کہ اسی طرح سے تیرے رب کی پکڑ ہے جب ظالم بستیوں کے لوگوں کو پکڑا بیشک اس کی پکڑ سخت دردناک ہے۔

**ف** یعنی ظالم کو خدا فرصت دیتا ہے تاکہ اور بھی ظلم ثابت ہو یا کہ سمجھے اور توبہ کرے اور جب اس نے پکڑا پھر نہیں چھوڑتا۔ آخرت کا عذاب تو ہوتا ہے پر دنیا میں بھی خاک سیاہ ہو جاتا ہے۔

(۱۷۳۰) **م** اَبُوْھُرَیْرَۃَ لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ اِلٰی اَھْلِھَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ حَتّٰی یُقَادَ لِلشَّاۃِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاۃِ الْقَرْنَاءِ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر حقداروں کو حق دلائے جائیں گے قیامت کے دن یہاں تک کہ بدلا دیا جائے گا منڈی بکری کا سینگ [illegible]

**ف** یعنی ظلم اور حق تلفی سے بچو کہ قیامت میں انصاف ہوگا۔ آدمی تو ایک طرف [illegible] عوض ہوگا کہ اگر سینگ دار بکری نے منڈی بکری کو مارا ہوگا تو منڈی کو حکم ہوگا کہ سینگ دار کو [illegible]۔

(۱۷۳۱) **م** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَمْرٍو اِتَّقُوا الشُّحَّ فَاِنَّ الشُّحَّ اَھْلَكَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ۔ [1]

مسلم میں عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بچو بخیلی سے اس واسطے کہ بخیلی نے تم سے اگلے لوگوں کو ہلاک کیا۔

**ف** جب آدمی پر بخل غالب ہوا تو زکوٰۃ بھی نہ دے سکے گا تو فرض کو ترک کیا اس واسطے لائق عذاب کے ہوا۔

[1] یہ حدیث صحیح مسلم میں حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے حضرت عبداللہ بن [illegible] سے نہیں (محشی)

(۱۷۳۲) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ یَا عِبَادِیْ کُلُّکُمْ ضَالٌّ اِلَّا مَنْ ھَدَیْتُہٗ فَاسْتَھْدُوْنِیْ اَھْدِکُمْ یَا عِبَادِیْ کُلُّکُمْ جَائِعٌ اِلَّا مَنْ اَطْعَمْتُہٗ فَاسْتَطْعِمُوْنِیْ اُطْعِمْکُمْ یَا عِبَادِیْ کُلُّکُمْ عَارٍ اِلَّا مَنْ کَسَوْتُہٗ فَاسْتَکْسُوْنِیْ اَکْسُکُمْ یَا عِبَادِیْ اِنَّکُمْ تُخْطِئُوْنَ بِاللَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَاَنَا اَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا فَاسْتَغْفِرُوْنِیْ اَغْفِرْ لَکُمْ یَا عِبَادِیْ اِنَّکُمْ لَنْ تَبْلُغُوْا ضَرِّیْ فَتَضُرُّوْنِیْ وَلَنْ تَبْلُغُوْا نَفْعِیْ فَتَنْفَعُوْنِیْ یَا عِبَادِیْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَکُمْ وَاٰخِرَکُمْ وَاِنْسَکُمْ وَجِنَّکُمْ کَانُوْا عَلٰی اَتْقٰی قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ مِّنْکُمْ مَا زَادَ ذٰلِکَ فِیْ مُلْکِیْ شَیْئًا یَا عِبَادِیْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَکُمْ وَاٰخِرَکُمْ وَاِنْسَکُمْ وَجِنَّکُمْ کَانُوْا عَلٰی اَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ مِّنْکُمْ مَا نَقَصَ ذٰلِکَ مِنْ مُّلْکِیْ شَیْئًا یَا عِبَادِیْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَکُمْ وَاٰخِرَکُمْ وَاِنْسَکُمْ وَجِنَّکُمْ قَامُوْا فِیْ صَعِیْدٍ وَّاحِدٍ فَسَاَلُوْنِیْ فَاَعْطَیْتُ کُلَّ اِنْسَانٍ مَّسْئَلَتَہٗ مَا نَقَصَ ذٰلِکَ مِمَّا عِنْدِیْ اِلَّا کَمَا یَنْقُصُ الْمِخْیَطُ اِذَا اُدْخِلَ الْبَحْرَ یَا عِبَادِیْ اِنَّمَا ھِیَ اَعْمَالُکُمْ اُحْصِیْھَا لَکُمْ ثُمَّ اُوَفِّیْکُمْ اِیَّاھَا فَمَنْ وَّجَدَ خَیْرًا فَلْیَحْمَدِ اللّٰہَ وَمَنْ وَّجَدَ غَیْرَ ذٰلِکَ فَلَا یَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَہٗ ۔

مسلم میں ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا خدا فرماتا ہے اے میرے بندو تم سب بے راہ ہو مگر جس کو میں نے راہ بتائی تو مجھ سے ہدایت مانگو کہ تم کو نیک راہ لگاؤں۔ اے میرے بندو تم سب بھوکے ہو مگر جس کو میں نے کھلایا تو مجھ سے کھانا مانگو کہ تم کو کھلاؤں۔ اے میرے بندو تم سب ننگے ہو مگر جس کو میں نے پہنایا تو مجھ سے لباس مانگو کہ تم کو پہناؤں۔ اے میرے بندو تم گناہ کیا کرتے دن رات اور میں سب گناہوں کے بخشنے پر قادر ہوں تو مجھ سے مغفرت مانگو کہ تم کو بخشوں۔ اے میرے بندو تم کبھی مجھ کو ضرر نہیں پہنچا سکتے کہ میرا کچھ ضرر کرو اور کبھی مجھ کو فائدہ نہیں پہنچا سکتے کہ مجھ کو فائدہ پہنچاؤ۔ اے میرے بندو اگر تمہارے اگلے اور پچھلے اور تمہارے آدمی اور جن تم میں سے ایک مرد کے بڑے متقی پرہیزگار دل کے برابر ہو جائیں تو یہ سب کا تقوی اور پرہیزگاری میری سلطنت میں کچھ نہ بڑھائے۔ اے میرے بندو اگر تمہارے اگلے اور پچھلے اور تمہارے آدمی اور جن تم میں سے ایک مرد کے نہایت بڑے گنہگار دل کے برابر ہو جائیں تو یہ سب کا فسق اور گنہگاری میری بادشاہی سے کچھ نہ گھٹاوے اے میرے بندو اگر تمہارے اگلے اور پچھلے اور تمہارے آدمی اور جن ایک میدان میں کھڑے ہوں اور مجھ سے اپنے اپنے سوال کریں اور میں ہر ایک آدمی کو اس کی مانگی چیز کو دوں تو ایا دینا اس سے کچھ نہ گھٹاوے جو میرے پاس ہے مگر جیسے سوئی گھٹاتی ہے جب کہ اس کو سمندر میں ڈالئے یعنی ایسی عطا سے بھی میری قدرت کے خزانے میں کمی نہیں پڑتی۔ اے میرے بندو یہ تو تمہارے ہی اعمال ہیں جن کو تمہارے لئے شمار کرتا رہتا ہوں پھر تم کو ان اعمال کا پورا بدلا دوں گا سو جو شخص بہتر بدلا پاوے تو چاہئے کہ خدا کا شکر کرے کہ اس کی کمائی کو ضائع نہ کیا اور جو اس کے سوائے برا بدلا پائے تو وہ اپنی جان کے سوائے کسی کو الاہنا نہ دیوے کہ اس نے جیسا کیا ویسا ہی پایا۔

**ف** اس حدیث میں تمام بندوں کی محتاجی اور عاجزی اور خدا کی شوکت اور شاہنشاہی اور بے پرواہی اور کریمی اور عدالت کا بیان ہے یعنی بدون میری التجا کے تمہارا کوئی کام نہیں چل سکتا، نہ دنیا میں راہ یابی، اور طعام اور لباس تم کو مل سکتا ہے، نہ آخرت میں گناہوں کی مغفرت بدون میرے ہو سکتی ہے تو تم کو میرے آگے گڑگڑانا اور دعا کرنا

حال میں لازم ہوا۔ اور میری بے پرواہی کا تو یہ حال ہے کہ اگر تم سب کے سب پیغمبر کے برابر متقی ہو جاؤ تو اس پر میری سلطنت کی کچھ رونق موقوف نہیں اور اگر تمام جہان ابو جہل اور فرعون کے برابر ہو جائے تو میرا کچھ نقصان نہیں پھر اپنی عطائے بے حساب کی مثال دی کہ اگر تمام جہان کے طرح طرح کے سوال پورے کیجئے تو بھی یہاں کچھ کمی کا حرف ہیں۔ پھر اپنی عدالت بیان فرمائی کہ آخرت کے ثواب اور عذاب کا سبب تمہارے اعمال ہیں ہماری طرف سے کچھ ظلم نہیں۔

## مسلمانوں کا آپس میں جھگڑنا برا ہے

(۱۷۳۳) ق جابرٌ دَعُوهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ يَعْنِي دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ أَيْ قَوْلَ الْأَنْصَارِيِّ حِيْنَ كَسَعَهُ الْمُهَاجِرِيُّ يَالَلْأَنْصَارِ ـ سلہ

بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ چھوڑو اس بات کو کہ وہ بات تو گندی ہے۔

ف حضرتؐ سفر میں تھے ایک انصاری اور مہاجر میں کچھ گفتگو ہو گئی۔ مہاجر نے انصاری کے چوتڑ پر لات ماری انصاری نے چیخ ماری کہ اے انصار یو دوڑو۔ اور مہاجر نے اسی طرح مہاجرین کو بلایا۔ دونوں طرف کے لوگ جمع ہو گئے حضرتؐ نے یہ شور سن کر فرمایا کہ یہ کفر کا قول یعنی مدد کے لئے لوگوں کو بلانا کس واسطے ہوا۔ اصحاب نے ان دونوں شخصوں کا حال عرض کیا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔

## مسلمانوں کو آپس میں کس طرح رہنا چاہیے

(۱۷۳۴) ق ابو هریرةَ اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا ـ سلہ

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ایک ایماندار دوسرے ایماندار کے حق میں ایسا ہے جیسے عمارت کی بنیاد کہ اس کا ایک دوسرے کو مضبوط کئے رہتا ہے۔

ف یعنی جیسے عمارت میں مضبوطی ایک اینٹ کی دوسری اینٹ سے ہوتی ہے اسی طرح ایک ایماندار کو لازم ہے کہ دوسرے ایماندار کا مددگار رہے۔ خلاصہ مطلب یہ کہ ایمان کی ترقی اور خوبی اتفاق پر موقوف ہے۔

(۱۷۳۵) م اَلنُّعْمَانُ بْنُ بَشِيْرٍ مَثَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى بَعْضُهُ تَدَاعَى سَائِرُهُ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى۔

مسلم میں نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ایمانداروں کی مثل اپنی آپس کی محبت اور ترحم میں بدن کی سی مثل ہے جب کہ بعض بدن بیمار اور بے کل ہو تو باقی عضو بدن کے بیخوابی اور تپ میں شریک ہو جاتے ہیں۔

سارے مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں جو رنج و [illegible] دوسرے کے شریک ہو سکتے ہیں۔

ف یعنی اگر آنکھ میں درد ہو تو تمام بدن کو بیکلی ہوتی ہے اسی طرح ایمانداروں کی آپس کی محبت [illegible] کہ اگر ایک ایماندار کو رنج اور تکلیف ہو تو سب اس میں شریک ہیں یعنی مقتضا کمال ایمان کا یہ ہے [illegible] ایسی محبت آپس میں حاصل کریں۔ اور جس کو غیر کا رنج دیکھ کر رنج نہ ہوا اور باوجود قدرت کے اس کو بلا سے نہ چھڑاوے اس کے ایمان میں نقصان ہے۔

---

سلہ امام مسلم نے حدیث مذکور کو عنوان "بھائی مسلمان کی مدد کرنا ظالم ہو یا مظلوم" میں ذکر کیا ہے۔

سلہ یہ حدیث صحیحین میں حضرت ابو موسیٰؓ سے مروی ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے نہیں۔ (حبشی)

## گالی گلوچ جائز نہیں

(۱۷۳۶) م انسؓ وابوہریرۃؓ المستبان ما قالا فعلی البادی حتی یعتدی المظلوم۔ [1]

مسلم میں انسؓ اور ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ دونوں گالی دینے والوں نے جو کہا سو اس کا گناہ اسی پر ہے جس نے پہلے گالی دی جب تک کہ مظلوم زیادتی نہ کرے۔

**ف** یعنی اگر دو شخص آپس میں ایک دوسرے کو گالی دیوے تو دونوں طرف کی گالیوں کا گناہ اسی پر ہے جس نے اول گالی دینا شروع کیا اس واسطے کہ اسی نے اول راہ نکالی۔ اور اگر مظلوم نے جواب میں زیادتی کی ایک گالی کے بدلے دو گالیاں دیں تو دونوں گناہ میں شریک ہوئے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گالی کا جواب دینا درست ہے بشرطیکہ حد سے نہ بڑھے لیکن غم خوری جواب دینے سے نہایت افضل ہے۔

## درگزر کرنا مستحب ہے

(۱۷۳۷) م امّ سلمۃ ما نقص مال من صدقۃ ولا عفا رجل عن مظلمۃ الا زادہ اللہ بھا عزا۔ [2]

مسلم میں حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں گھٹتا مال زکوۃ دینے سے اور کوئی مرد ظلم کو نہیں معاف کرتا مگر کہ خدا معاف کرنے کے سبب سے اس کی عزت اور قدر بڑھاتا ہے۔

زکوۃ نقصان کا باعث نہیں اور ظلم سے درگذر کرنا ذلت کا سبب نہیں

**ف** یعنی زکوۃ دینے سے مال نہیں گھٹتا ہرچند ظاہر میں نقصان معلوم ہوتا ہے اس واسطے کہ اس کا ثواب خدا کے نزدیک ثابت ہوتا ہے اور دنیا میں مال کے اندر برکت بھی ہوتی ہے اور ظلم معاف کرنے میں ہرچند بنظر ظاہر ذلت اور ناچاری معلوم ہوتی ہے لیکن خدا کے نزدیک عزت زیادہ ہوتی ہے بلکہ خلقت میں بھی اس کی خوبی ثابت ہوتی ہے۔ یوں لوگ کہتے ہیں کہ فلانا شخص کیا غمخوار اور نیک آدمی ہے کہ باوجود اس کے کہ اس پر ظلم اور زیادتی ہوئی پر اس نے دم نہ مارا بدلا نہ لیا بلکہ معاف کر دیا۔

## غیبت کرنا جائز نہیں

(۱۷۳۸) م ابوہریرۃؓ اتدرون ما الغیبۃ قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ذکرک اخاک بما یکرہ قیل افرأیت ان کان فی اخی ما اقول قال ان کان فیہ ما تقول فقد اغتبتہ وان لم یکن فیہ ما تقول فقد بھتہ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم کو کیا معلوم ہے کہ غیبت کیا چیز ہے۔ اصحاب نے کہا خدا اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تو اپنے بھائی مسلمان کا وہ ذکر کرے جو اس کو برا لگے اسی کا نام غیبت ہے۔ لوگوں نے کہا بھلا فرمایئے تو کہ اگر میرے بھائی میں سچ مچ وہی بات ہو جو میں نے کہی۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تیرے بھائی میں فی الحقیقت وہی ہے جو تو نے کہا تب ہی تو تو نے اس کی غیبت کی اور اگر اس میں وہ بات نہیں جو تو نے کہی پھر تو تو نے اس پر بہتان باندھا۔

**ف** یعنی سچ ہی بات کا نام تو غیبت ہے اور اگر جھوٹی بات ہے تو اس کا نام بہتان ہے۔ خلاصہ مطلب یہ کہ

---

[1] صحیح مسلم میں مالم یعتد کے الفاظ مروی ہیں۔ نیز مسلم شریف میں یہ روایت حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے حضرت انسؓ سے نہیں

[2] حدیث مذکور کے الفاظ صحیح مسلم کی روایت کے مطابق نہیں۔ (چشتی)

اس چیز کو آدمی سن کر برا مانے وہی غیبت ہے خواہ اس کے نسب کا نقصان ہو خواہ بدن کا خواہ اس کے قول اور عمل کا، خواہ اس کے دین کا، خواہ اس کی غیبت زبان سے کرے خواہ اشارے سے، یہ سب حرام ہے۔ لیکن ظالم کی غیبت حاکم کے روبرو اور فاسق کی جو بے پردہ گناہ کرتا ہے اور ناقص لقب جو مشہور ہو جیسا اندھا بہرا چپڑا تو درست ہے۔

## اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جس کی عیب پوشی کی اسکی آخرت میں بھی عیب پوشی فرمائیگا

مسلمانوں کی مدد کرنے کی فضیلت۔

(۱۷۳۹) م ابو ھریرۃ من یسّر علی معسر یسّر اللہ علیہ فی الدنیا والآخرۃ ومن ستر مسلما سترہ اللہ فی الدنیا والآخرۃ واللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیہ وروایۃ القضاعی ومن ستر علی اخیہ۔

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو محتاج قرضدار پر آسانی کرے گا تو خدا اس پر دین اور دنیا میں آسانی کریگا اور جو مسلمان کو کپڑے پہنائے گا یا اس کے عیب چھپائے گا خدا اس کے عیب دین اور دنیا میں چھپائیگا اور خدا بندے کی مدد پر ہے جبتک بندہ اپنے بھائی مسلمان کی مدد پر ہے اور قضاعی کی روایت میں بجائے ستر مسلماً کے ستر علیٰ اخیہ آیا ہے لیکن دونوں عبارت کا مطلب ایک ہے لفظ کا فرق ہے۔

(۱۷۴۰) م ابو ھریرۃ لا یستر عبد عبدا فی الدنیا الا سترہ اللہ یوم القیمۃ۔

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ عیب چھپائے گا کوئی بندہ کسی بندے کا دنیا میں مگر خدا اس کے عیب قیامت میں چھپائے گا۔

**ف** اور دوسرا مطلب حدیث کا یہ کہ جو کپڑے سے کسی کا بدن چھپائے یعنی ننگے آدمی کو کپڑا اوڑھا دے خدا اس کے گناہ آخرت میں چھپائے گا۔

## نرمی اختیار کرنے کی حقیقت

(۱۷۴۱) م عایشۃ ان اللہ رفیق یحب الرفق ویعطی علی الرفق ما لا یعطی علی العنف وما لا یعطی علی ما سواہ۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نرمی کا پیار کرنے والا ہے اور نرمی کو بہت پسند رکھتا ہو اور جو نرمی پر عطا کرتا ہے وہ سختی پر نہیں دیتا بلکہ جو نرمی پر اس کی عطا ہے سو اس کے سوائے کسی پر نہیں۔

خوش خلقی کی تعریف اور ...

(۱۷۴۲) م انس ما کان الرفق فی شیء قط الا زانہ وما کان الخرق فی شیء قط الا شانہ۔ [1]

مسلم میں انس سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں ہوئی نرمی کسی چیز میں کبھی مگر کہ اس کو زینت دیتی ہے اور نہیں ہوئی سختی کسی چیز میں ہرگز مگر کہ اس کو ناقص اور معیوب کر دیتی ہے۔

**ف** یعنی نرمی ہر چیز کو سنوارتی ہے اور سختی بگاڑتی ہے۔ نرمی سے دشمن دوست بن جاتا ہے اور سختی اور بدمزاجی سے دوست دشمن ہو جاتا ہے۔

(۱۷۴۳) م جریر من یحرم الرفق یحرم الخیر۔

مسلم میں جریرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو نرمی سے بے نصیب ہوا وہ سب خوبیوں سے بے نصیب رہا۔

[1] حدیث مذکور صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے حضرت انسؓ سے نہیں۔ (چشتی)

**ف** یعنی مسلمان کو لازم ہے کہ نرمی اختیار کرے اور اگر نرمی نہیں تو کچھ بھی نہیں جو ہر بات میں سختی کرے وہ آدمی نہیں کتا ہے۔

## جانور اور جاندار پر لعنت کرنے کی ممانعت

(۱۷۴۴) م عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ خُذُوْا مَا عَلَيْهَا وَدَعُوْهَا فَاِنَّهَا مَلْعُوْنَةٌ۔

مسلم میں عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اتار لو جو کچھ اس اونٹنی پر ہو اور اس کو چھوڑ دو اس واسطے کہ وہ لعنتی ہے۔

**ف** حضرت سفر میں تھے کہ لعنت کا لفظ سنا پوچھا کہ یہ کیا ہے لوگوں نے کہا کہ فلانی عورت نے اپنی اونٹنی کو لعنتی کہا، تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی جب وہ لعنتی ٹھہری تو اس پر چڑھنا کیا ضرور، اس پر سے اس کا اسباب اتار لو اور اس کو چھوڑ دو۔ اس کلام سے حضرتؐ نے اس عورت کو جھڑکی دی تاکہ دوسری بار پھر ایسی حرکت نہ کرے معلوم ہوا کہ جانور پر لعنت کرنا درست نہیں۔

(۱۷۴۵) م اَبُوْ بَرْزَةَ لَا تُصَاحِبُنَا نَاقَةٌ عَلَيْهَا لَعْنَةٌ۔

مسلم میں ابو برزہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہمارے ساتھ وہ اونٹنی نہ رہے جس پر لعنت ہے۔

**ف** حضرتؐ سفر میں تھے ایک عورت نے اپنی اونٹنی پر لعنت کی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ یہ جھڑکی کے واسطے فرمایا کہ تا لعنت کہنے کی عادت چھوڑے۔ معلوم ہوا کہ جانور پر بھی لعنت کرنا درست نہیں۔

(۱۷۴۶) م اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَا يَنْبَغِيْ لِلصِّدِّيْقِ اَنْ يَّكُوْنَ لَعَّانًا۔

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ صدیق کو لائق نہیں کہ بہت لعنت کیا کرے۔

**ف** ابوبکر صدیقؓ نے ایک بار اپنے غلام پر لعنت کی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ صدیق اس ولی کامل کو کہتے ہیں جس کے دل میں ایسا نور ہو کہ بے طلب دلیل اور بدون معجزہ دیکھے ایمان لاوے جیسے مشہور ہے کہ ابی بکر صدیقؓ نے حضرتؐ سے کچھ معجزہ نہ چاہا اور نہ کچھ دلیل تلاش کی صرف اپنے دل کے نور سے حضرتؐ کو پیغمبر جان کر ایمان لائے بعد پیغمبری کے رتبے کے ولایت کے درجوں میں صدیقی کے برابر کوئی مرتبہ نہیں۔

(۱۷۴۷) م اَبُو الدَّرْدَاءِ اِنَّ اللَّعَّانِيْنَ لَا يَكُوْنُوْنَ شُهَدَاءَ وَلَا شُفَعَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

مسلم میں ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر بہت لعنت کرنے والے قیامت کے دن نہ گواہوں میں ہوں گے نہ سفارش کرنے والوں میں۔

**ف** مسلمان پر لعنت کرنا نام لیکر کسی طرح درست نہیں سو جن لوگوں کی عادت پڑگئی لعنت کرنے کی ان کی گواہی اور سفارش قیامت میں معتبر نہ ہوگی اس واسطے کہ جب آدمی کی خو لعنت کرنے کی ہوئی تو وہ فاسق ہوا اور فاسق کی گواہی درست نہیں اور سفارش کرنے کو رحمت درکار ہے سو ان میں رحمت کہاں ان کو رحمت کی عادت پڑی۔

## جس سے برائی کا اندیشہ ہو اس کے ساتھ مدارات کرنا چاہئے

(۱۷۴۸) ق عَائِشَةُ اِئْذَنُوْا لَهٗ فَلَبِئْسَ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ اَوْ بِئْسَ رَجُلُ الْعَشِيْرَةِ وَيُرْوٰى بِئْسَ اَخُ الْقَوْمِ وَابْنُ الْعَشِيْرَةِ

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرتؐ کے پاس آنے کی اجازت مانگی حضرتؐ نے فرمایا اس کو آنے دو، سو برا بیٹا ہے اپنی قوم کا یعنی اپنی قوم میں برا آدمی ہے

یَعْنِیْ رَجُلَانِ اسْتَأْذَنَ عَلَیْہِ۔ یا یوں فرمایا کہ اپنی قوم میں برا مرد ہے اور دوسری روایت یوں ہے کہ اپنی قوم کا برا بھائی اور برا بیٹا ہے۔

**ف** حضرت عائشہؓ سے پوری روایت یوں ہے کہ ایک شخص نے خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی حضرتؐ نے اس کو اجازت دی اور فرمایا کہ برا آدمی ہے جب وہ حضرتؐ کے پاس بیٹھا تو حضرتؐ نے اس سے خوش خلقی کی اور کشادہ پیشانی سے کلام کیا۔ میں نے کہا کہ یا حضرتؐ آپ نے تو اس کو برا کہا تھا پھر جب وہ آیا تب حضرتؐ نے اس سے اخلاق کئے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عائشہؓ مجھ کو تو نے بدخلق اور فحش گو کب پایا تھا۔ بدترین خلق سے خدا کے نزدیک وہ شخص ہے قیامت کے دن، جس کی لوگ تعظیم تواضع کریں اس کی بدی اور فحش گوئی کے ڈر سے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بدذات آدمی کی عزت اور توقیر کرنا اپنی حفظ آبرو کے واسطے درست ہے اور فاسق کی جو بے پردہ فسق کرتا ہو غیبت کرنا درست ہے تاکہ اور لوگ اس کا حال سن کر عبرت پکڑیں

## حضورؐ کی بددعا بھی دعا ہو کر لگتی ہے

(۱۷۴۹) م عَائِشَۃُ اَللّٰھُمَّ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ فَاَیُّ الْمُسْلِمِیْنَ لَعَنْتُہٗ اَوْ سَبَبْتُہٗ فَاجْعَلْہُ لَہٗ زَکٰوۃً وَّ اَجْرًا۔ مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی میں تو بشر ہی ہوں سو جس مسلمان کو میں کوسوں یا لعنت کروں تو اس بددعا کو اس کے واسطے گناہوں کی طہارت اور ثواب کر دیجیو۔

**ف** یعنی شاید اگر بشریت سے میں کسی مسلمان کو بددعا کروں تو اس کے حق میں اثر نہ کرے بلکہ بددعا عین دعائے خیر ہو جائے۔ اس دعا سے کمال شفقت حضرتؐ کی اپنی امت پر ثابت ہوئی۔

(۱۷۵۰) م اَنَسٌ یَا اُمَّ سُلَیْمٍ اَمَا تَعْلَمِیْنَ اَنَّ شَرْطِیْ عَلٰی رَبِّیْ اَنِّیْ اشْتَرَطْتُ عَلٰی رَبِّیْ فَقُلْتُ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اَرْضٰی کَمَا یَرْضَی الْبَشَرُ وَاَغْضَبُ کَمَا یَغْضَبُ الْبَشَرُ فَاَیُّمَا اَحَدٍ دَعَوْتُ عَلَیْہِ مِنْ اُمَّتِیْ بِدَعْوَۃٍ لَیْسَ لَھَا بِاَھْلٍ اَنْ تَجْعَلَھَا لَہٗ طَھُوْرًا وَّزَکٰوۃً وَّقُرْبَۃً تُقَرِّبُہٗ بِھَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اے ام سلیم کیا تو نہیں جانتی کہ میری شرط اپنے رب سے یہ ہے کہ میں البتہ شرط کر چکا اپنے رب سے اس طرح کہہ کر کہ میں تو آخر آدمی ہوں راضی ہوتا ہوں جیسے آدمی راضی ہوتا ہے اور غصہ کرتا ہوں جیسے آدمی غصہ کرتا ہے سو جس کسی پر اپنی امت سے میں بددعا کروں کہ اس کے وہ لائق نہ ہو تو اے رب اس بددعا کو اس کے گناہوں کی طہارت اور پاکی اور اپنے نزدیکی کا سبب کر دیجیو کہ قیامت کے دن اس بددعا کے بدلے اس کو تیری نزدیکی حاصل ہو۔

**ف** انسؓ سے روایت ہے کہ میری ماں ام سلیمؓ کے پاس ایک یتیم لڑکی تھی اس کو حضرتؐ نے ایک روز دیکھ کر فرمایا کہ اری تو تو بڑی ہو گئی اب تجھ کو بڑھنا نصیب نہ ہو جیو۔ اس لڑکی نے جا کر ام سلیمؓ سے کہا کہ حضرتؐ نے مجھ کو بددعا دی۔ ام سلیم نے کہا یا رسول اللہؐ آپ نے کیا میری یتیم لڑکی کو بددعا دی۔ حضرتؐ نے فرمایا کیسی بددعا ام سلیمؓ نے کہا کہ وہ لڑکی روتی ہے اور کہتی ہے حضرتؐ نے مجھ کو یوں بددعا دی کہ تو عمر دراز نہ ہو جیو۔ تو حضرتؐ ہنسنے لگے پھر یہ حدیث فرمائی یعنی تو مت گھبرا کہ بے قصور والے کو میری بددعا نہیں لگتی بلکہ اس کے بدلے خدا کے نزدیک اس کے حق میں برکت اور بہتری ہوتی ہے۔ حضرتؐ کی یہ دعا ایسی تھی جیسے کسی وقت ماں باپ اپنے لڑکے کو

کوستے ہیں جیسے اے کمبخت اے بے نصیب، مگر دل سے اس کا برا نہیں چاہتے۔ ہر چند حضرتؐ بیجا غصے سے معصوم تھے لیکن حضرتؐ کو کیا شفقت تھی اپنی امت پر کہ پیش بندی کر کے اپنی بددعا کی بے تاثیر ہونے کی خدا سے شرط کر لی کہ شاید اگر بے قصد کسی کے حق میں کبھی بددعا نکل جائے تو اثر نہ کرے بلکہ برعکس اس کے بہتر ہو۔ شعر

اپنی امت پہ جو شفقت تھی شہ عالم کو — ایسی شفقت کسی ماں باپ میں دیکھی نہ سنی

اب تو امت کو ہے لازم کہ جب ایسا ہے نبی — راہ اس کی چلیں بدعت کی کریں بیخ کنی

(۱۷۵۱) م اَنَسٌ اَنْتِ هِيَهْ لَقَدْ كَبِرْتِ لَا كَبِرَتْ سِنُّكِ قَالَهٗ لِيَتِيْمَةٍ كَانَتْ عِنْدَ اُمِّ سُلَيْمٍ اُمِّ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ۔

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تو وہی ہے البتہ بڑی ہو گئی تو عمر دراز نہ ہوجیو۔ یہ حضرتؐ نے اس یتیم لڑکی سے فرمایا جو ام سلیمؓ انسؓ کی ماں کے پاس رہتی تھی۔

**ف** یہ حضرتؐ نے خوش طبعی سے فرمایا بددعا دینا منظور نہ تھا جیسا کہ تفصیلی بیان اوپر ہو چکا۔

(۱۷۵۲) م اَبُوْهُرَيْرَةَ اِنِّيْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَّاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ مجھ کو خدا نے اس واسطے نہیں بھیجا کہ میں لوگوں کو لعنت اور بددعا کیا کروں۔ میں تو صرف رحمت کے واسطے بھیجا گیا ہوں۔

**ف** جب کافروں نے بہت تکلیفیں دیں تب اصحاب نے عرض کیا کہ یا حضرتؐ ان کے واسطے بددعا کیجئے کہ یہ غارت ہوں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ حضرتؐ کی ذات تمام جہان کے واسطے رحمت ہے مسلمانوں کے تو دین دنیا دونوں حضرتؐ کے سبب سے درست ہوئے اور کافروں کو ہر چند آخرت میں عذاب ہے لیکن دنیا میں ایسا عذاب نہیں کہ تمام مٹ جاویں۔ اگلی امتوں پر جو عذاب ہوا تھا تو سب پر ہوا تھا۔

## دو رخے انسان کی مذمت

(۱۷۵۳) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ تَجِدُوْنَ مِنْ شَرِّ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِيْ يَاْتِيْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَّهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم پاؤ گے بدترین مردم دوزخی آدمی کو جو آوے ان لوگوں کے پاس ایک منہ لیکر اور جائے ان لوگوں کے پاس دوسرا منہ لیکر۔

**ف** مراد منافق ہے جو مسلمانوں میں مسلمان بنے اور کافروں میں کافر۔ اسی طرح وہ بھی جو شیعوں میں شیعہ بنے اور سنیوں میں تقیہ کر کے سنی بنے۔ اور اسی طرح وہ شخص بھی جو دو دشمنوں سے ملے اس کے آگے اس کی سی کہے اس کے آگے اس کی سی۔

## دروغ مصلحت آمیز

(۱۷۵۴) ق عُثْمَانُ لَيْسَ بِكَذَّابٍ مَّنْ اَصْلَحَ بَيْنَ اثْنَيْنِ فَقَالَ خَيْرًا اَوْ نَمٰى خَيْرًا۔ [1]

بخاری اور مسلم میں حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا وہ شخص جھوٹا نہیں جو صلح کرا دیوے دو میں تو کہے نیک بات یا اپنی طرف سے جوڑے نیک بات ملاپ کے واسطے۔

**ف** یعنی ہر چند جھوٹ حرام ہے لیکن بہ نیت اصلاح کے درست ہے کہ دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز

[1] یہ حدیث صحیحین میں حضرت ام کلثومؓ سے مروی ہے حضرت عثمانؓ سے نہیں۔ (چشتی)

## چغلخوری کی ممانعت

(۱۷۵۵) م ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ مَا الْعَضْهُ هِيَ النَّمِيْمَةُ الْقَالَةُ بَيْنَ النَّاسِ۔

مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا ہاں میں بتاتا ہوں تم کو کہ بہتان کیا چیز ہے وہ چغلی ہے جو کثرتِ گفتگو سے لوگوں میں فساد ڈالے۔

(۱۷۵۶) م ابْنُ مَسْعُوْدٍ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتّٰى يُكْتَبَ صِدِّيْقًا وَّيَكْذِبُ حَتّٰى يُكْتَبَ كَذَّابًا۔

مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ آدمی سچ بولا کرتا ہے یہانتک کہ خدا کے نزدیک بڑا سچا لکھا جاتا ہے، اور آدمی جھوٹ بولا کرتا ہے یہانتک کہ بڑا جھوٹا لکھا جاتا ہے۔ یعنی جب آدمی کو سچ یا جھوٹ بولنے کی عادت پڑی پھر آخر کو اس میں کامل ہو جاتا ہے۔

## سچ کی خوبی اور جھوٹ کی برائی

(۱۷۵۷) ق ابْنُ مَسْعُوْدٍ اِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ اِلَى الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ اِلَى الْجَنَّةِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتّٰى يُكْتَبَ صِدِّيْقًا وَّاِنَّ الْكِذْبَ يَهْدِيْ اِلَى الْفُجُوْرِ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ اِلَى النَّارِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بیشک سچ بولنا نیکی کو پہنچاتا ہے اور نیکی بہشت میں پہنچاتی ہے اور البتہ مرد سچ بولا کرتا ہے یہانتک کہ خدا کے نزدیک بڑا سچا لکھا جاتا ہے اور جھوٹ بولنا نافرمانی کو پہنچاتا ہے اور نافرمانی دوزخ میں پہنچاتی ہے اور مرد جھوٹ بولا کرتا ہے یہانتک کہ خدا کے نزدیک بڑا جھوٹا لکھا جاتا ہے۔

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سچ بولنے کا انجام بہشت ہے اور جھوٹ بولنے کا انجام دوزخ ہے مسلمان کو اس کا خیال ضرور چاہیے جھوٹ بولنے کو آسان نہ جانے۔

## غصہ کو ضبط کرنا بہادری ہے

(۱۷۵۸) ق سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ لَوْ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ۔

بخاری اور مسلم میں سلیمان بن صردؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ میں وہ بات جانتا ہوں کہ اگر اس کو وہ کہے تو اس کا غصہ جاتا رہے۔ اگر کہے کہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم یعنی اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے تو اس کا غصہ جاتا رہے۔

ف دو شخص آپس میں لڑتے تھے ان میں سے ایک کا چہرہ غصے کے سبب سے سرخ ہوا اور رگیں گردن کی پھول گئیں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ معلوم ہوا کہ ناحق غصہ شیطان سے ہے پناہ مانگنے سے دفع ہوتا ہے۔

(۱۷۵۹) م ابْنُ مَسْعُوْدٍ مَا تَعُدُّوْنَ الرَّقُوْبَ فِيْكُمْ قَالَ قُلْنَا الَّذِيْ لَا يُوْلَدُ لَهٗ قَالَ لَيْسَ ذٰلِكَ بِالرَّقُوْبِ وَلٰكِنَّهُ الرَّجُلُ الَّذِيْ لَمْ يُقَدِّمْ مِنْ وَّلَدِهٖ شَيْئًا

مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بے اولاد تم اپنے درمیان کس کو شمار کرتے ہو۔ راوی کہتا ہے کہ اصحاب نے کہا کہ بے اولاد وہ ہے جس کے اولاد نہ ہو یعنی جسکی اولاد نہ جیے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ بے اولاد یہ نہیں بلکہ بے اولاد

شَيْئًا قَالَ فَمَا تَعُدُّوْنَ الصُّرَعَةَ فِيْكُمْ قُلْنَا الَّذِيْ لَا يَصْرَعُهُ الرِّجَالُ قَالَ لَيْسَ بِذَالِكَ وَلٰكِنَّهُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ۔

حقیقت میں وہ مرد ہے جس نے اپنی اولاد سے کچھ آگے نہ بھیجا یعنی جس کے روبرو کوئی اس کا لڑکا نہ مرا۔ حضرتؐ نے فرمایا پھر پہلوان تم اپنے درمیان کس کو شمار کرتے ہو ہم نے کہا کہ پہلوان وہ ہے جس کو مرد نہ پچھاڑ سکیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ کچھ نہیں ولیکن پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنی جان کو قابو میں رکھے یعنی زیادتی نہ کرے گالیاں نہ بکے۔

**ف** یعنی ہر چند ظاہر میں بے اولاد اور پہلوان اسی کو کہتے ہیں جو تم نے کہا لیکن خدا کے نزدیک حقیقت میں بے اولاد اور پہلوان وہ ہے جو حضرتؐ نے فرمایا اس واسطے کہ اولاد سے یہ غرض ہے کہ مصیبت کے وقت کام آئے تو اگر کسی کا لڑکا مر گیا اور اس نے صبر کیا تو وہ صبر کرنا قیامت میں اس کے کام آئے گا اور اگر چھوٹا لڑکا تھا تو وہ خدا سے اپنے ماں باپ کی شفاعت بھی کرے گا تو بہر صورت اولاد کام آئی اور جس کا لڑکا نہیں مرا اس کو یہ فائدہ حاصل نہیں تو گویا وہ بے اولاد ٹھہرا اگرچہ ظاہر میں اولاد ہوئی تو اس کے کس کام کی۔ اور اسی طرح پہلوان حقیقت میں وہی ہے جو غصے کو اپنے اوپر بیجا غالب نہ ہونے دیوے اگرچہ ظاہر میں کمزور ہو۔

(۱۷۶۰) **ق** اَبُوْهُرَيْرَةَ لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ پہلوان وہ نہیں کہ جو لوگوں کو پچھاڑے حقیقت میں پہلوان تو وہ ہے جو غصے کے وقت اپنی جان پر قابو رکھے یعنی باوجود غصے کے ایسی بیجا حرکت نہ کرے کہ آخر کو پچھتاوے۔

## انسان کچھ بے قابو سا بنایا گیا ہے

(۱۷۶۱) **م** اَنَسٌ لَمَّا صَوَّرَ اللّٰهُ اٰدَمَ فِي الْجَنَّةِ تَرَكَهٗ مَا شَاءَ اَنْ يَّتْرُكَهٗ فَجَعَلَ اِبْلِيْسُ يُطِيْفُ بِهٖ وَيَنْظُرُ اِلَيْهِ فَلَمَّا رَاٰهُ اَجْوَفَ عَرَفَ اَنَّهٗ خَلْقٌ لَا يَتَمَالَكُ۔

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب پتلا بنایا خدا نے آدم کا بہشت میں تو اس کو پڑا رہنے دیا جتنی مدت اس کا پڑا رکھنا چاہا تو شیطان نے اس کے گرد گھومنا اور اس کی طرف دیکھنا شروع کیا پھر جب اس کو خالی پیٹ دیکھا تو پہچان گیا کہ یہ ایسا مخلوق ہے کہ تھم نہ سکے گا یعنی بھوک میں بیقرار ہو جایا کرے گا اپنے اختیار میں نہ رہے گا۔

**ف** بعضی روایت میں آیا ہے کہ آدم کا پتلا دنیا میں بنا اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بہشت میں بنا تو مطلب یہ ہے کہ خمیرہ آدم کا دنیا میں تیار ہوا اور پتلا بہشت میں اور بعضے کہتے ہیں کہ روح بہشت میں داخل ہوئی اور پتلا دنیا میں بنا سکے اور طائف کے درمیان ایک باغ میں چالیس برس پڑا رہا۔ اس حدیث میں جنت سے مراد وہی باغ ہے فرشتوں کو معلوم نہ تھا کہ اس کا نام کیا ہے اور اس کے پیدا کرنے سے کیا غرض ہے سب کو ایک حیرت تھی۔ جب شیطان نے پتلے کو خوب سا دیکھا بھالا تو خالی پیٹ ہونے سے سمجھ گیا کہ بھوک میں اس کو اپنی جان پر قابو نہ رہے گا اور یوں بولا کہ اگر خدا نے اس کو مجھ پر تفضیل دی تو میں اس کی تابعداری

نہ کروں گا اور اگر مجھ کو اس پر اختیار دیا تو اس کو ہلاک ہی کر ڈالوں گا۔

## لوگوں کو ناحق عذاب میں مبتلا کرنے کی ممانعت

(۱۷۶۲) م هِشَامُ بْنُ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ إِنَّ اللّٰهَ يُعَذِّبُ الَّذِينَ يُعَذِّبُونَ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا۔

مسلم میں ہشام بن حکیم سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر خدا عذاب کرے گا ان پر جو لوگوں پر ناحق عذاب کرتے ہیں دنیا میں۔

## مسجد یا راستے میں تیر لیکر چلنا پڑے تو پھل پکڑ کر چلنا چاہیے

(۱۷۶۳) ق أَبُو مُوسٰى إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ فِي مَسْجِدٍ أَوْ سُوقٍ وَبِيَدِهِ نَبْلٌ فَلْيَأْخُذْ بِنِصَالِهَا ثُمَّ لْيَأْخُذْ بِنِصَالِهَا ثُمَّ لْيَأْخُذْ بِنِصَالِهَا۔

بخاری اور مسلم میں ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کوئی مسجد یا بازار میں گذرے اور ہاتھ میں تیر ہوں تو چاہیے کہ ان کی نوکِ تیر اپنے ہاتھ میں پکڑ لیوے پھر نوکِ تیر پکڑ لیوے پھر نوکِ تیر پکڑ لیوے۔

ف نوکِ تیر پکڑ لینے کو اس واسطے فرمایا کہ کسی شخص کو نہ لگ جائے اور تین بار اس واسطے فرمایا کہ لوگ اس حکم کو سہج نہ سمجھیں۔ اور مسجد اور بازار کو اس واسطے خاص ذکر کیا کہ وہاں اکثر ہجوم ہوتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجمع میں چقماقی بندوق اور طمنچے کو دونوں پاؤں پر چڑھا کر لیجانا درست نہیں کہ اکثر دغا ہو گئی ہے۔

## ہتھیار سے کسی مسلمان کی طرف اشارہ کرنا درست نہیں

(۱۷۶۴) خ أَبُو هُرَيْرَةَ مَنْ أَشَارَ إِلٰى أَخِيهِ بِحَدِيدَةٍ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَلْعَنُهُ وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ۔

بخاری میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو اپنے بھائی مسلمان کی طرف لوہے سے اشارہ کرے یعنی تلوار یا برچھی سے تو مقرر فرشتے اس کو لعنت کرتے ہیں اگرچہ اس کا سگا بھائی ہو۔

ف اشارہ کرنا یعنی ہتھیار سے دھمکانا مسلمان کو درست نہیں کہ شاید زیادہ غصے سے نوبت قتل کی پہنچے اور سگے بھائی کے ساتھ ہر چند ظاہر میں احتمال قتل کا نہیں تو بھی اس کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرنا حلال نہیں اور جبکہ صرف ہتھیار کے اشارہ کرنے سے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں تو خیال کیا چاہیے کہ ناحق خون کا کتنا بڑا عذاب ہوگا۔

(۱۷۶۵) ق أَبُو هُرَيْرَةَ لَا يُشِيرُ أَحَدُكُمْ إِلٰى أَخِيهِ بِالسِّلَاحِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَحَدُكُمْ لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ مِنْ يَدِهِ فَيَقَعُ فِي حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ۔

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ اشارہ کرے کوئی اپنے بھائی مسلمان کی طرف ہتھیار سے اس واسطے کہ نہیں معلوم کسی کو شاید شیطان اس کے ہاتھ سے کھینچ لیوے پھر تو گر پڑے دوزخ کے گڑھے میں۔

ف یعنی ہتھیار سے اشارہ کرنے میں یہ خوف ہے کہ شاید ہاتھ سے چھوٹ پڑے اور مسلمان مر جاوے تو قاتل دوزخ میں پڑے۔ معلوم ہوا کہ ہتھیار سے اشارہ کرنا حرام ہے۔

## تکلیف دہ چیز کو رستہ سے ہٹانے کی فضیلت

(۱۷۶۶) ق أَبُو هُرَيْرَةَ بَيْنَمَا رَجُلٌ

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا

يَمْشِيْ بِطَرِيْقٍ فَوَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيْقِ فَاَخَّرَهٗ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَغَفَرَ لَهٗ

کہ جس حالت میں کہ ایک مرد چلا جاتا تھا راہ میں سو اس نے کانٹے کی شاخ راہ پر پائی پھر راہ سے اس نے اس کو علیحدہ کر دیا تو خدا نے اس کی قدردانی کی سو اس کو بخش دیا۔

**ف** معلوم ہوا کہ بندگانِ خدا کی راحت رسانی خدا کو نہایت پسند ہے اور ثابت ہوا کہ کوئی نیک کام بھی اگر خالص نیت سے ہو تو کاہے مغفرت کا سبب ہے۔

(۱۷۶۷) م اَبُوْهُرَيْرَةَ لَقَدْ رَاَيْتُ رَجُلًا يَّتَقَلَّبُ فِي الْجَنَّةِ فِيْ شَجَرَةٍ قَطَعَهَا مِنْ ظَهْرِ الطَّرِيْقِ كَانَتْ تُؤْذِي النَّاسَ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ میں نے تو دیکھا ایک مرد کو بہشت میں چلتا پھرتا تھا بسبب ثواب اس درخت کے جس کو اس نے راہ سے کاٹ ڈالا تھا اس درخت سے لوگوں کو تکلیف تھی۔

**ف** معلوم ہوا کہ خلق کی راحت رسانی بہشت میں پہنچاتی ہے۔

(۱۷۶۸) م اَبُوْبَرْزَةَ الْاَسْلَمِيُّ اِعْزِلِ الْاَذٰى عَنْ طَرِيْقِ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَهٗ حِيْنَ قَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ شَيْئًا اَنْتَفِعُ بِهٖ۔

مسلمانوں کو نفع پہنچانے کا ثواب

مسلم میں ابوبرزہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تکلیف دینے والی چیز کو مسلمانوں کی راہ سے ہٹا دیا کر۔ یہ حضرتؐ نے ابوبرزہؓ سے فرمایا جب کہ اس نے کہا یا حضرتؐ مجھ کو کچھ ایسا بتائیے جس سے مجھ کو فائدہ ہو۔

**ف** یعنی کانٹا اور پتھر اور نجاست راہ سے دور کر دیا کر و تاکہ مسلمانوں کو آرام ہو تجھ کو ثواب ہوگا۔ معلوم ہوا کہ نفع رسانی مسلمین نجات کا عمدہ وسیلہ ہے۔

(۱۷۶۹) م جُنْدُبُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَتَاَلّٰى عَلَيَّ اَنْ لَّا اَغْفِرَ لِفُلَانٍ اِنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهٗ وَاَحْبَطْتُّ عَمَلَكَ۔

مسلم میں جندب بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا وہ کون ہے جو مجھ پر قسم کھاتا ہے کہ میں فلانے کو نہ بخشونگا مقرر اس کو تو میں نے بخشا اور تیرا عمل بے کار گیا۔

**ف** جس نے یوں کہا کہ قسم خدا کی کہ فلانے شخص کو خدا ہرگز نہ بخشے گا اس نے گویا خدا پر حکومت کی اسواسطے اس کے نیک عمل کو خدا برباد کر ڈالتا ہے اور جس پر اس نے قسم کھائی اس کو اپنی رحمت سے بخش دیتا ہے سعادت اور شقاوت اور خاتمے کا حال سوائے خدا کے کسی کا کسی کو نہیں معلوم۔ کیسا ہی سخت کافر ہو اور کیسا ہی گنہگار مسلمان ہو بالیقین اس کو دوزخی جاننا یا کہنا درست نہیں اس واسطے کہ شاید اس کا خاتمہ بخیر ہو اور مرنے کے قریب توبہ کرے۔

## گمنامی اور خاکساری کی فضیلت

(۱۷۷۰) م اَبُوْهُرَيْرَةَ رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بہت لوگ پریشان موئے غبار آلودہ دروازوں پر سے ڈھکیلے ہوئے اگر خدا کے اعتماد پر کسی بات کی قسم کھا بیٹھیں تو خدا ان کی قسم کو سچا کر دیوے۔

**ف** یعنی بعضے بندگانِ خدا ظاہر کے تو ایسے برے کہ کوئی دروازے پر نہ کھڑا ہونے دے اور باطن کے

ایسے صاف کہ خدا کو ان کی خاطر داری منظور رہتی ہے۔ اس حدیث سے دو فائدے معلوم ہوئے اول یہ کہ کسی مسلمان بدظاہر کو حقیر نہ جانے۔ شعر

خاکساران جہاں را بحقارت منگر — تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

مگر یہ بھی نہ چاہیے کہ خلاف شرع فقیروں کو ولی اور قطب عوام کی طرح اعتقاد کرے۔ اس واسطے کہ حضرت نے اس حدیث میں بعضے پریشان خاکساروں کو مقبول فرمایا اور یہ نہیں فرمایا کہ شراب خوار ڈاڑھی منڈے بھی ایسے ہوتے ہیں۔ دوسرا فائدہ یہ کہ ایمان کے ساتھ خاکساری اور گمنامی حق تعالیٰ کو پسند ہے۔

## لوگ برباد ہو گئے ہلاک ہو گئے وغیرہ الفاظ منہ سے نکالنے کی ممانعت

(۱۷۷۱) م اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِذَا رَاَيْتُمُ الرَّجُلَ يَقُوْلُ هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ اَهْلَكُهُمْ۔

مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جب تم دیکھو کسی مرد کو کہتا ہے کہ سب لوگ برباد ہوئے ستیاناس گئے تو وہ سب سے زیادہ تر اور نہایت ستیاناس ہوا اس نے لوگوں کو ستیاناس کیا۔

ف اس حدیث کے دو مطلب ہیں ایک تو یہ کہ لوگوں کو خدا کی رحمت سے ناامید کرے اور کہے کہ لوگ اپنے گناہوں سے ستیاناس گئے مقرر دوزخ میں پڑیں گے بخشے نہ جاویں گے تو حقیقت میں یہ شخص خود برباد گیا اس واسطے کہ لوگوں کو رحمت سے ناامید کیا اور بندگی چھڑائی اور دوسرا مطلب یہ کہ لوگوں کے عیب اور برائیاں نقل کرے اور کہے کہ لوگ برباد ہوئے تو حقیقت میں یہ خود برباد ہوا کہ لوگوں کی غیبت کی اور آپ کو سب سے بہتر سمجھا امام مالکؒ نے فرمایا کہ لوگوں کے گناہ اور سستی دیکھ کر افسوس سے یوں کہے کہ ہائے لوگ کیا بگڑ گئے ہیں برباد ہوئے ہیں تو کچھ مضائقہ نہیں اور اگر یہ بات غرور سے کہے آپ کو تو بہتر سمجھے اور سب کو ذلیل جانے تو ہرگز درست نہیں حدیث کے موافق۔

## پڑوسی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا حکم

(۱۷۷۲) ق عَائِشَةُ مَازَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِيْ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَيُوَرِّثُهٗ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ہمیشہ جبرئیلؑ مجھ کو ہمسائے کے احسان کی وصیت کرتا رہا یہاں تک کہ میرے گمان میں آیا کہ جبرئیل ہمسایہ کو وارث کر دیگا۔

ف یعنی یہاں تک ہمسائے کے ساتھ احسان کرنے کی تاکید کی کہ میں سمجھا کہ ایک ہمسایہ دوسرے ہمسائے کا وارث ہو جائے گا۔ اس حدیث میں حق ہمسائگی کی کمال تاکید ہے۔

(۱۷۷۳) ق اَبُوْ ذَرٍّ يَا اَبَا ذَرٍّ اِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً فَاَكْثِرْ مَاءَهَا وَتَعَاهَدْ جِيْرَانَكَ۔ [١]

بخاری اور مسلم میں ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا اے ابوذر جب تو شوربا پکایا کرے تو اس میں پانی زیادہ ڈالا کر اور اپنے ہمسائے اور پڑوسیوں کی خبر گیری کیا کر یعنی ان سے مل بانٹ کر کھایا کر۔

ف حدیث میں بیان حق ہمسایہ اور سیر چشمی کی تعلیم ہے اور تنہا خوری کی مذمت۔

غ صحیح مرہ ہے۔ [١] یہ روایت بخاری میں نہیں ہے۔ (چشتی)

## بیٹیوں سے اچھا برتاؤ کرنا

(۱۷۷۴) ق عَائِشَۃُ مَنِ ابْتُلِیَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَیْءٍ فَاَحْسَنَ اِلَیْهِنَّ کُنَّ لَہٗ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو جانچا جاوے بیٹیوں سے کسی چیز میں پھر ان کے ساتھ بھلائی کرے تو بیٹیاں قیامت میں اس کے آڑے آجائنگی اور اس کو دوزخ سے بچاویں گی۔

ف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت دو بیٹیاں لئے میرے پاس سوال کرتی آئی اس وقت کچھ موجود نہ تھا میں نے ایک کھجور دی اس نے آپ نہ کھائی دو ٹکڑے کرکے اپنی دونوں بیٹیوں کو دی اور چلی گئی۔ یہ حال میں نے حضرتؐ سے عرض کیا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی بیٹیاں خدا کی آزمائش ہیں جس نے ان سے بھلائی کی وہ دوزخ سے بچا۔ بھلائی یہ کہ ان کی بخوشی پرورش کرے ان کو دینداری سکھاوے ان کا برادری میں نیکبخت آدمی سے نکاح کردیوے۔

(۱۷۷۵) خ اَنَسٌ مَنْ عَالَ جَارِیَتَیْنِ حَتّٰی تَبْلُغَا جَاءَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَنَا وَهُوَ هٰکَذَا وَضَمَّ اَصَابِعَہٗ۔

بیٹیوں کو پرورش کرنے کی فضیلت

بخاری میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو دو لڑکیوں کو اپنی ہوں یا بیگانی پالے گا یہانتک کہ وہ جوانی کو پہنچیں تو قیامت میں وہ شخص آویگا میرے ساتھ اس طرح ملا ہوا۔ اور حضرتؐ نے اپنی انگلیاں ملائیں۔

ف یعنی جیسے انگلیاں آپس میں خوب ملی ہیں کچھ فرق نہیں ویسے ہی لڑکیوں کا پالنے والا بھی قیامت میں میرے ساتھ ملا رہے گا۔ زہے قسمت جس نے لڑکیوں کو پالا اور حضرتؐ سے ملا۔

## بچوں کے مرنے پر صبر کرنے کا اجر و ثواب

(۱۷۷۶) ق اَبُوْهُرَیْرَۃَ لَا یَمُوْتُ لِاَحَدٍ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ ثَلٰثَۃٌ مِّنَ الْوَلَدِ فَتَمَسَّہُ النَّارُ اِلَّا تَحِلَّۃَ الْقَسَمِ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مسلمانوں میں سے جس کے تین لڑکے مریں گے اس کو دوزخ کی آنچ نہ لگے گی مگر بقدر قسم سچی کرنے کے۔

ف یعنی خدا قرآن میں بطور قسم فرماتا ہے کہ سب کو مقرر دوزخ پر گذار ہوگا۔ پس اتنا ضرور ہوگا کہ دوزخ کے پل پر چلنا ہوگا باقی کچھ عذاب نہیں۔ اور حدیث میں آیا ہی کہ دو یا ایک چھوٹا لڑکا بھی مریگا وہ دوزخ سے بچے گا اس واسطے کہ لڑکے کی موت کا ماں باپ پر سخت داغ ہوتا ہے اور پھر اس نے باوجود اس مصیبت کے صبر کیا اور خدا کی تقدیر سے راضی رہا تو خدا نے اس کے بدلے اس کو دوزخ سے بچایا۔

(۱۷۷۷) م اَبُوْهُرَیْرَۃَ لَقَدِ احْتَظَرْتِ بِحِظَارٍ شَدِیْدٍ مِّنَ النَّارِ قَالَہٗ لِامْرَاَۃٍ قَالَتِ ادْعُ اللّٰہَ لِیْ فَلَقَدْ دَفَنْتُ ثَلٰثَۃً۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ تو نے تو اپنے گرد بڑا مضبوط کٹہرا بنا دیا دوزخ کے بچاؤ کا یہ حضرتؐ نے اس عورت سے فرمایا جس نے کہا تھا کہ یا حضرت میرے واسطے دعا کیجئے سوا البتہ میں تو تین لڑکے گاڑ چکی ہوں۔

ف یعنی جس کے تین چھوٹے لڑکے مرے اور اس نے آتش فراق میں صبر کیا وہ آتش دوزخ سے پناہ میں ہوگیا۔

عورت سمجھی تھی کہ بدقسمتی سے اس کی اولاد مرگئی اس واسطے اس نے حضرتؐ سے دعا کو کہا سو حضرتؐ نے اس کی تسکین کردی کہ تو رنج نہ کر کہ ان کے سبب سے تو بلائے عظیم سے بچے گی۔

## خدا کا اپنے بندے سے محبت کرنا

(۱۷۷۸) خ ابوھریرۃ اِذَا اَحَبَّ اللّٰہُ الْعَبْدَ نَادٰی جِبْرَئِیْلَ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحْبِبْہُ فَیُحِبُّہٗ جِبْرَئِیْلُ فَیُنَادِیْ فِیْ اَھْلِ السَّمَآءِ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْہُ فَیُحِبُّہٗ اَھْلُ السَّمَآءِ ثُمَّ یُوْضَعُ لَہُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب محبت کرتا ہے اللہ کسی بندے سے تو پکارتا ہے جبرئیلؑ کو اور یہ فرماتا ہے کہ مقرر خدا نے فلانے کو دوست رکھا سو تو بھی اس کو دوست رکھ تو جبرئیلؑ اس سے محبت رکھتا ہے پھر پکار دیتا ہے جبرئیلؑ آسمان والوں میں یعنی فرشتوں میں کہ مقرر خدا نے فلانے کو دوست رکھا ہے سو تم بھی اس کو دوست رکھو تو آسمان والے اس سے محبت رکھتے ہیں پھر اس محبوب بندے کی زمین میں قبولیت اتاری جاتی ہے یعنی زمین کے نیک لوگ اس کو مقبول جانتے ہیں اور اس سے محبت رکھتے ہیں۔

ف یعنی خدا جس بندے کی محبت ظاہر کیا چاہتا ہے تو اس کو آسمان اور زمین میں مشہور کر دیتا ہے تاکہ فرشتے اس کے واسطے استغفار کیا کریں اور زمین کے لوگ اس کے واسطے نیک دعا کریں اس سے محبت رکھیں اس کی تعریفیں کریں اس کی نیک راہ پر چلیں۔ یہی سبب ہے کہ اولیاء اللہ سے اکثر لوگ محبت رکھتے ہیں لیکن ایسی محبت بھی اچھی نہیں کہ عوام جاہل کرتے ہیں کہ ان کو نفع اور نقصان کا مختار جان کر ان کو خدائی میں شریک کرتے ہیں یہ محبت نہیں حقیقت میں ان سے عداوت ہے۔

## تمام روحیں ایک مجتمع لشکر کی طرح ہیں

(۱۷۷۹) ق عائشۃ اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَۃٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْھَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاکَرَ مِنْھَا اخْتَلَفَ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ روحوں کے لشکر ہیں جھنڈ کے جھنڈ سو جو ان میں کی ازل میں آشنا اور واقف تھا وہ اس عالم میں ملا ہوا اور الفت والا ہوا اور جو ان میں سے وہاں ناآشنا اور بے پہچان تھا وہ یہاں بھی جدا اور بھٹکا رہا۔

ف یعنی روز ازل میں خدا نے روحوں کو قسم قسم کا پیدا کیا اور طرح طرح کی ان میں استعداد [illegible] سو جن روحوں میں اس عالم میں مناسبت تھی وہ اس عالم میں باہم شیر و شکر ہو گئے اور جو وہاں بے میل تھے وہ یہاں بھی بچھڑے بھٹکے رہے۔ ؎ کبوتر با کبوتر زاغ با زاغ۔ اور یہی سبب ہے کہ ولی سے شیطان اور شیطان سے ولی پیدا ہوتا ہے۔ شعر

حسن زبصرہ بلالؓ از حبش صہیبؓ از روم
زخاک مکہ ابوجہل ایں چہ بوالعجبی ست

## جو شخص جس سے محبت کریگا اسی کے ساتھ حشر ہوگا

خدا اور رسولؐ سے محبت رکھنے کی بشارت

(۱۷۸۰) ق اِبْنُ مَسْعُوْدٍ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ آدمی اسی کے ساتھ ہے جس سے کہ محبت رکھتا ہے۔

ف ایک شخص نے پوچھا کہ یا حضرتؐ قیامت کب ہوگی حضرتؐ نے فرمایا کہ قیامت کے واسطے تو نے کیا سامان کیا ہے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ قیامت کے واسطے نماز اور روزے کی زیادتی کا سامان تو میرے پاس نہیں لیکن میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت رکھتا ہوں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی اللہ اور رسول کی محبت عمدہ سامان ہے۔ یہ حدیث بشارت ہے اہل محبت کو۔

خدا اور رسولؐ سے محبت رکھنا نجات کا ذریعہ ہے۔

(۱۷۸۱) ق اَنَسٌ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تو ان کے ساتھ ہوگا جنسے تو محبت رکھتا ہے

ف انسؓ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے پوچھا کہ یا رسول اللہ قیامت کب ہوگی حضرتؐ نے فرمایا کہ تو نے قیامت کا کیا سامان کیا ہے جو پوچھتا ہے اس نے کہا کچھ سامان نہیں نہ زیادہ نماز ہے نہ روزہ لیکن میں خدا اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہوں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی قیامت میں تو محبت کے سبب سے ہمارے ساتھ ہوگا۔ اس حدیث کے راوی یعنی انسؓ یوں کہا کرتے تھے کہ قیامت میں میرا وسیلہ حضرتؐ کی محبت اور صدیقؓ اور فاروقؓ کی محبت ہے۔ معلوم ہوا کہ انبیاء اور اولیاء کی صادق محبت نجات کا عمدہ وسیلہ ہے اور یہ بھی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کفار اور فجار کی محبت شامت کی علامت ہے اسواسطے کہ ہر شخص کا حشر اپنے دوست کے ساتھ ہوگا

## والدین کی نافرمانی کرنا کبیرہ گناہ ہے

(۱۷۸۲) خ اَبُوْ بَكْرَةَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ يَقُوْلُهَا حَتّٰى قُلْتُ لَا يَسْكُتُ۔

بخاری میں ابو بکرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہاں میں تم کو بتاتا ہوں کبیرہ گناہوں میں جو بہت بڑے ہیں ہم نے کہا ہاں یا رسول اللہ بتایئے حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا کا شریک مقرر کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی اور ایذا رسانی۔ اور حضرتؐ تکیہ دیئے بیٹھے تھے سو اٹھ بیٹھے پھر فرمایا خبردار ہو اور جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی، خبردار ہو اور جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی، خبردار ہو اور جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی۔ پھر حضرتؐ ہمیشہ اس کو کہتے رہے یہانتک کہ میں نے کہا کہ حضرتؐ نہیں چپ ہوں گے۔

## جو رشتہ داروں کے ساتھ بھلائی کرتا ہے خدا اس کے ساتھ بھلائی کرتا ہے

باہم سلوک کرنے کی فضیلت

(۱۷۸۳) ق اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ حَتّٰى اِذَا فَرَغَ مِنْهُمْ قَامَتِ الرَّحِمُ فَقَالَتْ هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ مِنَ الْقَطِيْعَةِ قَالَ نَعَمْ اَمَا تَرْضَيْنَ اَنْ اَصِلَ مَنْ

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ خدا نے خلق کو بنایا پھر جب ان کے بنانے سے فراغت پائی تو آدمیوں کی قرابت یعنی اپنایت نے خدا کے روبرو کھڑے ہو کر زبان حال سے کہا کہ یہ مقام اس کا ہے کہ جو قطع برادری سے

وَصَلَكِ وَاَقْطَعُ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلٰی ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰی اَبْصَارَهُمْ۔

فریاد چاہیے۔ خدا نے فرمایا ہاں کیا تو اس بات سے راضی نہیں کہ میں اس سے ملوں جو تجھ سے ملے اور اس سے کاٹوں جو تجھ سے کاٹے قرابت نے کہا کہ اب راضی ہوں۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ چاہو تو میری بات کی سند قرآن سے پڑھ لو خدا منافقوں سے فرماتا ہے کہ اگر تم حاکم ہو تو زمین میں فساد کرو اور برادری کا حق نہ مانو یہ لوگ وہ ہیں کہ جن پر خدا نے لعنت کی ہے پھر ان کو بہرا کر دیا ہے حق بات کے سننے سے اور اندھا کیا ہے۔

ف اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رشتہ داروں سے سلوک کرنا فرض ہے جب سے کہ خدا نے دنیا بنائی۔

(۱۷۸۴) ق اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِنَّ الرَّحِمَ شُجْنَةٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اللّٰهُ مَنْ وَّصَلَكِ وَصَلْتُهٗ وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهٗ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ رحم کا لفظ رحمٰن کے لفظ سے نکلا ہے پھر خدا نے اس سے کہا کہ جس نے تجھ سے میل رکھا اس سے میں نے میل رکھا اور جس نے تجھ کو توڑا اس کو میں نے توڑا۔

ف رحم کے معنی برادر پروری ہیں سو فرمایا کہ یہ لفظ رحمٰن سے نکلا ہے یعنی جو حرف رحم میں ہیں وہی رحمٰن میں ہیں پھر فرمایا کہ جو برادر پروری کرے گا اس پر میں کرم کروں گا اور جو برادر پروری نہ کریگا خدا اس پر کرم نہ کرے گا۔

(۱۶۲۹) خ اَبُوْ اَیُّوْبَ اَرَبٌ مَّا لَهٗ ف تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ دَعِ النَّاقَةَ قَالَهٗ لِاَعْرَابِيٍّ اٰخِذٍ بِخِطَامِ نَاقَتِهٖ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دُلَّنِيْ عَلٰی عَمَلٍ يُّدْنِيْنِيْ مِنَ الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُنِيْ مِنَ النَّارِ۔

صرف بخاری میں ابوایوبؓ سے اتنی روایت ہے کہ حضرتؐ نے جنگلی آدمی کو فرمایا کہ نامرد ہو چکا اس کو ہوا ہے۔ اور بخاری اور مسلم دونوں میں متفق یوں روایت ہے کہ تو عبادت کر خدا کی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اور نماز کو قائم کرے اور زکوٰۃ دیوے اور برادری کا حق ادا کرے، چھوڑ دے میری اونٹنی کو۔ یہ حضرتؐ نے اس جنگلی آدمی سے فرمایا جس نے حضرتؐ کی اونٹنی کی مہار پکڑ کے کہا کہ یارسول اللہ مجھ کو وہ عمل بتایئے جو بہشت سے مجھ کو قریب کر دیوے اور دوزخ سے مجھ کو دور ڈالے۔

ف حضرتؐ کو اس کے سوال سے تعجب ہوا کیونکہ احکام اسلام کے ظاہر ہو چکے صریح بات کو اس دلیری سے کیوں پوچھتا ہے پھر فرمایا کہ توحید اور نماز اور زکوٰۃ اور برادر پروری سے بہشت کا قرب اور دوزخ سے دوری حاصل ہوتی ہے۔

## بگڑے ہوئے تعلقات کو پھر سے قائم کرنا اصل حسن سلوک ہے

(۱۷۸۶) خ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِيْ وَلٰكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِيْ اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهٗ

بخاری میں عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ برادری کا حق ادا کرنے والا وہ شخص نہیں جو احسان کے عوض احسان کرے ولیکن برادری کا حق ادا کرنے والا وہ ہے کہ جب

وَصَلَهَا۔ کوئی اس سے حق برادری کو توڑے تو وہ اس کو جوڑے۔

**ف** یعنی جو اپنے بھائی بندوں کے جور اور ظلم کے مقابلے میں ان سے احسان کرے اس نے برادری کا حق ادا کیا اور بھائی کے ساتھ احسان کے بدلے احسان کر دینا دین میں کچھ عمدہ بات نہیں کافر بھی ایسا کرتے ہیں۔

## یتیم کی پرورش کی فضیلت

(۱۷۸۷) **م** سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ اَنَا وَ كَافِلُ الْيَتِيمِ كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى۔ مسلم میں سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں اور یتیم کا مہتمم کار اور پرورش کرنے والا بہشت میں ایسے ہیں جیسے یہ دونوں انگلیاں اور حضرتؐ نے اشارہ کیا کلمے کی انگلی اور بیچ کی انگلی کی طرف۔

**ف** یعنی یتیم کی پرورش کرنے والے اور اس کے مال کی حفاظت کرنے والے کا بہشت میں اتنا درجہ بلند ہے کہ میرے درجے سے ایسا اتصال ہے جیسے آپس میں ان دو انگلیوں کو۔

## انسانوں اور جانوروں پر رحم کی فضیلت

(۱۷۸۸) **ق** اَبُوْهُرَيْرَةَ مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ۔ [له] بخاری اور مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو کسی پر رحم نہ کرے گا تو اس پر خدا رحم نہ کریگا۔

**ف** ایک بار حضرتؐ نے امام حسنؓ کو پیار سے چوما تو ایک آدمی نے حضرتؐ سے کہا کہ میرے دس بیٹے ہیں میں کسی کو اس طرح پیار نہیں کرتا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ اور ایک حدیث میں یوں فرمایا ہے کہ جو لڑکوں پر رحم نہ کرے اور بوڑھوں کا ادب نہ کرے وہ ہمارے گروہ میں نہیں۔

(۱۷۸۹) **خ** اَبُوْهُرَيْرَةَ لَقَدْ تَحَجَّرْتَ وَاسِعًا قَالَهُ لِاَعْرَابِيٍّ قَالَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا اَحَدًا۔ بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ تونے تو تنگ پکڑا کشادہ رحمت والے کو۔ یہ حضرتؐ نے اس جنگلی آدمی سے فرمایا جس نے یوں دعا مانگی کہ یا الٰہی مجھ پر رحم کر اور محمدؐ پر اور ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ کر۔

**ف** یعنی رحمت الٰہی میں بڑی وسعت ہے سارے جہان کے گنہگاروں کو کفایت کرتی ہے تو کیوں تنگ حوصلہ ہوتا ہے۔

## ہر بات میں نرمی اور آسانی کرنا چاہیئے

(۱۷۹۰) **ق** عَائِشَةُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْاَمْرِ كُلِّهِ۔ بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا کو نرمی پسند آتی ہے ہر کام میں۔

**ف** اس حدیث کا قصہ اگلی حدیث میں ہو چکا یعنی یہودیوں کا سخت کہنا اور حضرت عائشہؓ کا جواب دینا پھر حضرتؐ کا منع کرنا اور یہ حدیث فرمانا۔

## نرم گفتگو کا حکم اور فحش گوئی کی ممانعت

(۱۷۹۱) **خ** عَائِشَةُ مَهْلًا يَا عَائِشَةُ عَلَيْكِ بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اے

---

غ صحیح خ۔ یہ روایت مسلم میں نہیں ہے۔ له امام بخاریؒ نے عنوان مذکور کی حدیثوں کو عنوان "حضورؐ نہ فحش گو تھے نہ کبھی ارادۂ فحش گوئی کی" میں ذکر کیا ہے (چشتی)

بِالرِّفْقِ وَاِیَّاکِ وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشَ ۔ عائشہؓ اپنے اوپر نرمی اختیار کر اور بچ سختی اور بدگوئی سے۔

ف اس حدیث کا قصہ گذر چکا کہ یہودیوں نے حضرتؐ کو کوسا تھا حضرت عائشہؓ نے بھی عوض میں سخت کہا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔

(۱۷۹۲) ق عَائِشَۃُ اِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰہِ مَنْزِلَۃً یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عَبْدٌ اَذْھَبَ اٰخِرَتَہٗ بِدُنْیَا غَیْرِہٖ ۔ بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ سب آدمیوں سے بدتر قیامت میں خدا کے نزدیک وہ بندہ ہے کہ غیر شخص کی دنیا کے واسطے اپنی آخرت کو برباد کرے۔

ف جیسے جھوٹی گواہی دے کر کسی کو مال دلا دیوے تو اس کو دنیا ملی اس کی آخرت ناحق برباد ہوئی۔

## چغلخوری کی ممانعت

(۱۷۹۳) خ حُذَیْفَۃُ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَتَّاتٌ ۔ بخاری اور مسلم میں حذیفہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ چغل خور بہشت میں نہ جاوے گا

ف یعنی جو فساد کرانے کے واسطے اِدھر کی بات اُدھر کہے وہ بہشت سے محروم ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ چغلخور بہشت میں نہ جائے گا۔

## کیسا گمان کرنا جائز ہے

(۱۷۹۴) خ عَائِشَۃُ یَا عَائِشَۃُ مَا اَظُنُّ فُلَانًا وَفُلَانًا یَعْرِفَانِ دِیْنَنَا الَّذِیْ نَحْنُ عَلَیْہِ یَعْنِیْ رَجُلَیْنِ مِنَ الْمُنَافِقِیْنَ ۔ بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عائشہؓ میرے گمان میں نہیں آتا کہ فلانا اور فلانا جانتے ہوں اس دین کو جس پر ہم ہیں یعنی دو مرد منافق۔

ف حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں دو شخصوں کا ذکر کرتی تھی کہ اتنے میں حضرتؐ تشریف لائے پھر ان دونوں کے حق میں یہ حدیث فرمائی یعنی نفاق کی نشانیاں ان سے ظاہر ہوتی ہیں غالب ہے کہ وہ اسلام کی حقیقت سے آگاہ نہیں حضرتؐ نے گمان کیا یقین نہیں اس واسطے کہ دل کا حال خدا ہی خوب جانتا ہے۔

## جس نے بھائی مسلمان کو ناحق کافر کہا وہ ویسا ہی ہوگیا

(۱۷۹۵) خ اَبُوْھُرَیْرَۃَ اِذَا قَالَ اَحَدُکُمْ لِاَخِیْہِ یَا کَافِرُ فَقَدْ بَآءَ بِہٖ اَحَدُھُمَا ۔ [۱] بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کسی نے اپنے بھائی مسلمان کو کہا کہ یا کافر تو ان دونوں میں سے ایک کفر میں پڑا ہے یعنی اگر وہ حقیقت میں کافر ہے تو اسی پر ثابت رہا اگر وہ کافر نہیں تو کہنے والے پر پلٹ پڑا۔

## امام کو نماز میں لمبی قرأت نہیں کرنی چاہئے

(۱۷۹۶) خ جَابِرٌ یَا مُعَاذُ اَفَتَّانٌ اَنْتَ ثَلٰثًا اِقْرَأْ وَالشَّمْسِ وَضُحٰھَا وَسَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی وَنَحْوَھَا قَالَہٗ لَہٗ حِیْنَ قَرَأَ الْبَقَرَۃَ فِی الْعِشَآءِ الْاٰخِرَۃِ ۔ [۲] بخاری میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اے معاذ کیا تو فتنہ انداز ہے پڑھا کر والشمس وضحٰہا اور سبح اسم ربک الاعلیٰ اور اتنی اتنی بڑی اور سورتیں۔ حضرتؐ نے یہ حدیث معاذؓ سے فرمائی جبکہ انھوں نے عشا کے وقت سورہ بقر پڑھی تھی۔

[۱] صحیح بخاری میں رجل کا لفظ مروی ہے۔ [۲] امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان اس کی دلیل جو جہالتہ یا تاویلا کافر کہنے والے کو کافر نہیں سمجھتے

**ف** مصابیح میں جابرؓ سے روایت ہے کہ معاذؓ کا دستور تھا کہ عشا کی نماز حضرتؐ کے ساتھ پڑھتے پھر اپنی
بستی میں جا کر امامت کرتے سو ایک بار معاذؓ نے سورۂ بقر عشا میں شروع کی تو ایک مرد جماعت چھوڑ کے علیحدہ نماز پڑھ کر
اپنے گھر چلا گیا۔ معاذؓ نے اس کو منافق کہا وہ مرد حضرتؐ کے پاس گیا اور اس نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم کھیتی والے
محنتی لوگ ہیں یعنی دن بھر کی محنت سے تھک جاتے ہیں رات کو ہم میں اتنی طاقت نہیں رہتی کہ ہم بڑی بڑی
رکعتیں پڑھیں اور معاذؓ نے رات کو سورۂ بقر پڑھی میں اپنی نماز علیحدہ پڑھ کے چلا گیا سو معاذؓ نے مجھ کو منافق کہا تو
حضرتؐ نے معاذؓ سے یہ حدیث فرمائی یعنی تو لوگوں میں کیا فتنہ ڈالنا چاہتا ہے بڑی قرأت سے نماز چھڑا دے گا
معلوم ہوا کہ امام کو اپنی قوم کی رعایت واجب ہے بدون ان کی مرضی طول قراءت درست نہیں۔ شافعیؒ کے
مذہب میں درست ہے کہ امام نیت نفل کرے اور مقتدی فرض کی۔ چنانچہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ معاذؓ حضرتؐ
کے ساتھ فرض پڑھتے تھے اور اپنی قوم کو نفل کی نیت سے پڑھاتے تھے اور حنفی مذہب میں نفل والے کے پیچھے
فرض والے کی نماز درست نہیں تو ان کے طور پر معاذؓ حضرتؐ کے ساتھ نفل کی نیت سے پڑھتے ہوں گے اور
اپنی قوم کے ساتھ فرض کی نیت سے۔

## غصہ سے بچنا چاہیئے

(۱۷۹۷) **خ** اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَا تَغْضَبْ **قَالَهٗ** لِرَجُلٍ قَالَ لَهٗ اَوْصِنِيْ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ سے ایک مرد نے کہا کہ مجھ کو کچھ نصیحت کیجیے حضرتؐ نے فرمایا کہ غصہ نہ کیا کر۔

**ف** اس شخص نے تین بار نصیحت مانگی وہ شخص غصہ ور بہت تھا اس واسطے کئی بار حضرتؐ نے یہی نصیحت کی غصہ
دو قسم ہے بہتر اور برا سو جو غصہ خدا کے واسطے ہو وہ بہتر اور جو اپنے نفس کے واسطے ہو وہ برا حضرتؐ نے اسی غصہ کو منع فرمایا۔

# شرم وحیا کا بیان

(۱۷۹۸) **ق** اِبْنُ عُمَرَ دَعْهُ فَاِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْاِيْمَانِ **قَالَهٗ** لِرَجُلٍ كَانَ يَعِظُ اَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اس کو نہ چھیڑ اس واسطے کہ شرم تو ایمان کی نشانی ہے۔ یہ حضرتؐ نے اس مرد سے فرمایا جو اپنے بھائی کو نصیحت کرتا تھا کہ زیادہ شرم نہ کیا کر۔

**ف** یعنی حیا صفتِ ایمانی ہے ہر حالت میں بہتر ہے اور بے حیائی ہر طرح معیوب ہے۔

## حضورؐ کا ارشاد، جب تو حیا نہ کرے تو پھر جو جی چاہے سو کرتا پھر

(۱۷۹۹) **خ** اَبُوْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو الْاَنْصَارِيُّ اِنَّ مِمَّا اَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْاُوْلٰى اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ۔

بخاری میں ابو مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگلے پیغمبری کے کلام سے جو لوگوں نے باتیں پائی ہیں ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ جب تجھ کو شرم نہ رہے نہ خدا سے نہ خلق سے تو جو تیرے دل میں آئے سو کر۔

**ف** یعنی حیا اور شرم سب پیغمبروں کے دین میں پسند ہے اس کا حکم کبھی موقوف نہیں ہوا طبیعت آدمی کی
بد کاموں کو چاہتی ہے شرم کے سبب بد کاموں سے رکتا ہے اگر شرم نہیں تو جانور ہے۔

## حضورؐ کا مزاح

(۱۸۰۰) ق انسؓ یَا اَبَا عُمَیْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ۔ [1]

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے ابوعمیر کیا کیا لال نے یعنی تیرے لال کو کیا ہوگیا۔

ف ابوعمیر انسؓ کا چھوٹا بھائی تھا اس نے چڑیا پالی تھی جس کو ہندی میں لال کہتے ہیں سو وہ لال مرگیا تھا لڑکا اس کے غم میں اداس بیٹھا تھا تب حضرتؐ نے اس لڑکے سے یہ حدیث فرمائی۔ سبحان اللہ حضرتؐ میں کیا اخلاق تھے کہ چھوٹے چھوٹے لڑکوں کی بھی خاطرداری کرتے تھے۔

## مومن ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں ڈسا جاتا

(۱۸۰۱) ق ابْنُ عُمَرَ لَا یُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَیْنِ۔ [2]

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ایماندار نہیں کاٹا جاتا ایک سوراخ سے دوبار۔

ف یعنی ایماندار دین کے کام میں ایک بار دھوکا اور فریب کھا کر دوسری بار فریب نہیں کھاتا جیسے غفلت سے ایک بار کوئی گناہ اس سے ہوگیا اور پھر پچھتا کر اس نے توبہ کی تو پھر دوبارہ اس گناہ کے گرد نہیں جاتا یہ تعریف ہے کامل ایمانداری کی۔ روایت ہے کہ ابوغرہ شاعر جنگ بدر میں پکڑا آیا تو حضرتؐ سے اس نے منت کی اور وعدہ کیا کہ اب میں دوسری بار کافروں کا ساتھ نہ دوں گا حضرتؐ نے اس کو چھوڑ دیا۔ دوسری بار وہ کافروں کے ساتھ جنگ احد میں آیا اور گرفتار ہوا پھر منت کرنے لگا کہ اس قصور کو معاف کیجئے اب ہرگز کافروں کا ساتھ نہ دوں گا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ یعنی اب ہم دوبارہ فریب میں نہیں آتے۔ پھر وہ قتل ہوا۔

## اپنے ہاتھ سے مہمان کی خاطرداری اور خدمت کرنا

(۱۸۰۲) ق ابُوْهُرَیْرَةَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَهٗ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ جَارَهٗ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَصْمُتْ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو ایمان لایا ہو اللہ کا اور قیامت کے دن کا تو اسکو چاہئے کہ اپنے مہمان کی آؤ بھگت کرے یعنی خندہ پیشانی سے اسکو اپنے مکان میں اتارے عمدہ کھانا ہو سکے تو کھلاوے اس کا حال اچھی طرح سے پوچھے مہمان کا تین دن کا حق ہے آگے کریگا ثواب پائیگا۔ اور جو ایمان لایا ہو اللہ کا اور قیامت کا تو اپنے ہمسائے یعنی پڑوسی کی خاطرداری کیا کرے یعنی اس کا کام کاج کرے اس کو ناحق آزردہ نہ کرے اگر وہ اس کی دیوار پر کڑیاں یا چھپر رکھنا چاہے تو منع نہ کرے [illegible] رنج نہ دے آرام پہنچاوے۔ اور جو [illegible] تو نیک بات بولا کرے یا [illegible] اپنی اوقات [illegible] نہ کرے۔

[Margin: سبب یوں ہو [illegible] کا [illegible] کو [illegible] کی حالت]

---

سلہ امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان "لوگوں سے ہنسی خوشی ملنا چاہئے" میں ذکر کیا ہے۔

سلہ صحیح بخاری میں یہ حدیث حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے حضرت ابن عمرؓ سے نہیں۔ (چشتی)

**ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ واہی تباہی قصے کہانیاں جن میں نہ دین کا فائدہ ہو نہ دنیا کا ان کا کہنا اور سننا دونوں منع ہیں۔

(۱۸۰۳) **خ** اَبُوْهُرَيْرَةَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو ایمان لایا ہو اللہ کا اور قیامت ہونیکا وہ اپنی برادری کے ساتھ سلوک کرے۔

## ابن صیاد کا واقعہ

(۱۸۰۴) **ق** عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِنْ يَّكُنْ هُوَ فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ فِيْ قَتْلِهٖ يَعْنِيْ بْنَ صَيَّادٍ۔

بخاری اور مسلم میں عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر ابن صیاد حقیقت میں دجال ہو تو تجھ کو اس پر قابو نہ ملے گا اور اگر ابن صیاد دجال نہیں تو اس کے قتل کرنے میں تجھ کو کچھ بہتری نہیں۔

سلہ

**ف** ابن صیاد مدینے میں یہودی کا لڑکا تھا عجیب وغریب اس کے حالات تھے۔ لڑکوں میں کھیلتا تھا کہ حضرتؐ وہاں ہوکر نکلے سب لڑکے بھاگ گئے وہ نہ بھاگا۔ حضرتؐ نے اس سے فرمایا کہ تو میری پیغمبری کی گواہی دیتا ہے اس نے کہا ہاں اور تم میری پیغمبری کے گواہ۔ بعضے اصحاب کو گمان تھا کہ شاید یہی دجال ہے اس لئے عمر فاروقؓ نے حضرتؐ سے کہا کہ اگر حکم ہو تو میں اس کی گردن کاٹوں۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی اگر یہی حقیقت میں دجال ہے تو اس کو نہ مار سکے گا اس واسطے کہ دجال کی موت حضرت عیسیٰؑ کے ہاتھ سے مقدر ہے اور اگر یہ دجال نہیں ہے تو اس کے دھوکے میں اسکو مارنے سے کیا فائدہ ہے۔

## کنکریاں مارنے کی ممانعت

(۱۸۰۵) **ق** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُغَفَّلٍ اِنَّهٗ لَا يُصَادُ بِهِ الصَّيْدُ وَلَا يُنْكٰى بِهِ الْعَدُوُّ وَلٰكِنَّهٗ يَكْسِرُ السِّنَّ وَيَفْقَأُ الْعَيْنَ يَعْنِي الْخَذْفَ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر ٹھیکری مارنے سے نہ شکار حاصل ہوتا ہے نہ دشمن زخموں سے چور ہوتا ہے پر ناحق ٹھیکری دانت توڑتی ہے اور آنکھ پھوڑتی ہے۔

**ف** بعضے لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ ٹھیکری اور کنکری انگوٹھے اور انگلی سے پھینکتے ہیں سو حضرتؐ نے اس کو منع کیا کہ بیفائدہ چیز ہے بلکہ اس سے دانت اور آنکھ کو ضرر ہے۔

## چھینک اچھی ہے اور جمائی بری

(۱۸۰۶) **ق** اَبُوْهُرَيْرَةَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَاِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَحَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهٗ اَنْ يُّشَمِّتَهٗ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ خدا چھینک کو پسند رکھتا ہے اور جمائی کو برا جانتا ہے سو جو چھینکے پھر الحمد للہ کہے تو جو مسلمان اس کو سنے اس پر واجب ہے کہ اس کے حق میں دعا کرے یعنی یرحمک اللہ کہے۔

**ف** چھینکنے سے بدن ہلکا ہوتا ہے تو آدمی بندگی کر سکتا ہے اس واسطے خدا کو پسند ہے اور جمائی گرانی سے آتی ہے اور غفلت اور سستی لاتی ہے اس واسطے خدا کو بری معلوم ہوتی ہے۔

سلہ امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "کسی سے یہ کہنا جا دور ہو" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

## جب کوئی چھینکے تو کس طرح جواب دینا چاہیے

(۱۸۰۷) خ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلْيَقُلْ لَهٗ اَخُوْهُ اَوْ صَاحِبُهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَاِذَا قَالَ لَهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَلْيَقُلْ يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کوئی چھینکے تو الحمد للہ کہے اور اس کا بھائی یا مصاحب جواب میں یرحمک اللہ کہے یعنی خدا تجھ پر رحمت کرے اور جب اس کو یرحمک اللہ کہے تو چھینکنے والا اس کے دوسرے سے کہ یھدیکم اللہ و یصلح بالکم یعنی خدا تم کو نیک راہ بتلاوے اور تمہارے دل کو سنوارے۔

ف چھینک صحت کی دلیل ہے اس واسطے الحمد للہ کہنا سنت ہوا اور جواب دینا بعضوں کے نزدیک واجب ہے اور بعضوں کے نزدیک مستحب۔

## جس کا پڑوسی اس کی ایذادہی سے بیخوف نہ ہو اس کا بیان

(۱۸۰۸) ق اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاَبُوْ شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيُّ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ قِيْلَ مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِيْ لَا يَاْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ اور ابوشریحؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قسم خدا کی وہ ایمان نہیں رکھتا قسم خدا کی وہ ایمان نہیں رکھتا قسم خدا کی وہ ایمان نہیں رکھتا۔ لوگوں نے کہا کون شخص ہو یا رسول اللہ جو ایمان نہیں رکھتا۔ حضرت نے فرمایا وہ شخص مراد ہو جس کے ہمسائے لوگ رنج رسانی اور تکلیفات سے نڈر نہیں۔

ف معلوم ہوا کہ سلوک کرنا ہمسائے سے فرض ہے اور اس کو رنج دینا حرام ہے۔

## اچھی بات کرنا بھی صدقہ ہے

(۱۸۰۹) ق اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَلْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ۔ [1]

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اچھی بات بھی صدقہ ہے یعنی خیرات میں داخل ہے۔

ف یعنی اگر کوئی سوال کرے اور کچھ موجود نہ ہو تو اس کو دعا دیوے کہ خدا تم کو اور کہیں سے دلاوے یہ بھی خیرات میں داخل ہے یا اچھی بات سے مراد یہ کہ مسلمان کے دل کو کسی بات سے خوش کر دے بشرطیکہ خلاف شرع نہ ہو۔

## حضرت عامر بن اکوع کے بارے میں حضورؐ کا ارشاد

(۱۸۱۰) ق سَلَمَةُ بْنُ الْاَكْوَعِ كَذَبَ مَنْ قَالَ لَهٗ اِنَّ لَهٗ لَاَجْرَيْنِ وَجَمَعَ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ اِنَّهٗ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ قَلَّ عَرَبِيٌّ مَشٰى بِهَا مِثْلَهٗ يَعْنِيْ عَامِرَ بْنَ الْاَكْوَعِ اَخَا سَلَمَةَ وَقَدْ اَصَابَ رُكْبَتَهٗ ذُبَابُ سَيْفِهٖ فَمَاتَ مِنْهُ۔ [2]

بخاری اور مسلم میں سلمہ بن اکوع سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرما کہ غلط کہا جس نے وہ قول کہا مقرر اس کے واسطے تو دو ثواب ہیں اور حضرتؐ نے اپنی دو انگلیوں کو ملایا مقرر وہ غازی تھا اور محنت کش عرب کا آدمی کم تر اس کے برابر لڑائی میں چلا پھرا حضرت نے یہ حدیث عامر بن اکوع سلمہ کے بھائی کے حق میں فرمائی اور ان کی تلوار کی نوک ان کے زانو پر لگ گئی اور وہ

---

[1] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "نرمی سے بات کرنا بہتر ہے" میں ذکر کیا ہے۔ [2] امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان "شعر اور رجز پڑھنا جائز ہے" میں بیان کیا ہے۔ (چشتی)

اسی صدمے سے مر گئے۔

**ف** جنگِ خیبر میں عامر نے کسی کافر پر تلوار ماری سو اس تلوار کی نوک انھیں کے زانو پر پڑی اسی صدمے سے وہ مر گئے۔ بعضے لوگوں نے کہا کہ عامر حرام موت اپنے ہاتھ سے مرے ان کو جہاد کا ثواب نہ ملے گا جب حضرتؐ نے یہ کلام سنا تب یہ حدیث فرمائی۔ عامر کو دو ثواب فرمائے یعنی ایک جہاد کا ثواب دوسرے زخم کی تکلیف کا ثواب اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر بے قصد اپنے ہاتھ سے اپنے بدن پر زخم لگ جائے اور اس سے آدمی مرجائے تو اس کی موت حرام نہیں۔

## تعجب کے موقعہ پر اللہ اکبر اور سبحان اللہ کہنا چاہیئے

(۱۸۱۱) **خ** اُمُّ سَلَمَۃَ سُبْحَانَ اللّٰہِ مَاذَآ اُنْزِلَ اللَّیْلَۃَ مِنَ الْخَزَائِنِ مَاذَا اُنْزِلَ اللَّیْلَۃَ مِنَ الْفِتَنِ مَنْ یُّوْقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجَرِ رُبَّ کَاسِیَۃٍ فِی الدُّنْیَا عَارِیَۃٌ فِی الْاٰخِرَۃِ۔

بخاری میں ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ سبحان اللہ آج کی رات کیا ہی رحمت کے گنج اترے ہیں اور آج کی رات کیا ہی فتنے اور فساد نازل ہوئے ہیں کوئی ہے کہ کوٹھڑیوں والی عورتوں کو جگا دے یعنی تاکہ تہجد پڑھیں۔ بہت عورتیں دنیا میں پوشاک دار ہیں اور آخرت میں برہنہ ہیں دنیا میں باعزت اور آخرت میں گناہ سے فضیحت۔

**ف** حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ ایک رات سو کر جاگے پھر یہ حدیث فرمائی فتوح اسلام اور اس امت کے فساد ہونے والے واقعات حضرتؐ کو خواب میں نمود ہوئے۔

# عدالت کے احکام

## خلیفہ کی اطاعت کرو اگرچہ وہ حبشی غلام ہی ہو

(۱۸۱۲) **ق** اُمُّ الْحُصَیْنِ اِسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا وَاِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَیْکُمْ عَبْدٌ حَبَشِیٌّ کَاَنَّ رَأْسَہٗ زَبِیْبَۃٌ۔ ؎

بخاری اور مسلم میں ام الحصینؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کہنا مانو اور اطاعت کرو اگرچہ حبشی غلام تم پر سردار ہو گویا کہ اس کا سر سیاہ منقی ہے۔

**ف** غلام حبشی کا خلیفہ اور بادشاہ ہونا درست نہیں تو اس حدیث میں ریاست جزئی مراد ہے یعنی اگر حبشی غلام تمہارا جمعدار یا صوبہ دار ہو تو اس کی بھی اطاعت ضروری ہے اگرچہ بظاہر اور کم لیاقت ہو اس واسطے کہ اس کی اطاعت درحقیقت خلیفہ کی اطاعت ہے جس نے اس کو سردار بنایا۔

## امارت پر حرص کرنے کی مذمت

(۱۸۱۳) **خ** اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ اِنَّکُمْ سَتَحْرِصُوْنَ عَلَی الْاِمَارَۃِ وَاِنَّھَا سَتَکُوْنُ نَدَامَۃً

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم لوگ آگے حرص کرو گے حکومت پر اور حالانکہ حکومت کا قیامت میں

---

؎ امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "امام کی اطاعت اسی وقت تک ہے جب تک کوئی گناہ کی بات نہ ہو" میں ذکر کیا ہے۔ حضرت انسؓ سے یہ حدیث ان الفاظ مذکورہ کے ساتھ بخاری میں مروی نہیں۔ مسلم میں بایں الفاظ حضرت انسؓ سے روایت مذکور موجود ہے۔

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَنِعْمَ الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ۔
پچھتاوا ہوگا یعنی ہم کیوں حاکم ہوئے تھے جو آج حساب اور عذاب میں گرفتار ہوئے دودھ پلانے والی تو اچھی ہے اور دودھ چھوڑنے والی بری۔

**ف** یعنی حکومت کی ابتدا خوب ہوتی ہے کہ آدمی عیش و آرام میں رہتا ہے جیسا عورت جب تک دودھ پلائے جاتی ہے لڑکا خوش رہتا ہے اور انجام حکومت کا برا ہے اس کے زوال سے آدمی رنج اور افسوس میں گرفتار ہوتا ہے جیسے عورت دودھ چھڑانے والی لڑکے کو بری معلوم ہوتی ہے۔

## جو فیصلہ جبراً یا بغیر علماء کی رائے کے نافذ کیا جائے وہ قابل قبول نہیں

(۱۸۱۴) **خ** ابْنُ عُمَرَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَبْرَأُ اِلَیْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ **قَالَهٗ** مَرَّتَیْنِ مُنْصَرَفَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِیْدِ مِنْ بَنِیْ خُزَیْمَةَ۔
بخاری میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی میں تیرے روبرو بیزاری ظاہر کئے دیتا ہوں خالد کے کرتب سے یہ حضرتؐ نے دوبار فرمایا جس وقت خالد بن ولید قوم بنی خزیمہ سے پلٹے۔

**ف** عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے خالد کو بنی خزیمہ کی قوم پر بھیجا ان کے مسلمان کرنے کو سو خالد نے ان کو اسلام کی دعوت دی تو وہ بخوبی یہ بات نہ کہہ سکے کہ ہم اسلام لائے۔ انھوں نے یوں کہا کہ ہم بے دین ہوئے ہم بے دین ہوئے۔ یعنی مسلمان ہوئے اس واسطے کہ کافر مسلمانوں کو بے دین کہتے تھے۔ سو خالد نے ان کو قتل کرنا اور قید کرنا شروع کیا اور ہر ایک مسلمان کو ایک قیدی دیا تا کہ قتل کرے تو میں نے کہا واللہ کہ میں اپنے قیدی کو نہ قتل کروں گا اور نہ کوئی میرا ساتھی قتل کرے۔ پھر جب ہم پلٹے تو یہ حال حضرتؐ سے کہا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی خالد سے قصور ہوا کہ بے مطلب سمجھے ان کو مارا الٰہی میں اس میں شریک نہیں۔ معلوم ہوا کہ نیت کا اعتبار ہے اگر خلاف مقصود غلطی سے یا نادانی سے کوئی لفظ نکل جائے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ شعر

ما درون را بنگریم و حال را ۔۔۔ نے بروں را بنگریم و قال را

اور خالد کی طرف سے یہ عذر ممکن ہے کہ ان کو حکم تھا کہ اگر وہ اسلام نہ لائیں تو قتل کرو سو انھوں نے اسلام کو صاف ظاہر نہیں کیا اور یہ جو کہا کہ ہم بے دین ہوئے اس میں یہ مطلب بھی ممکن ہے کہ ہم نے اپنا دین چھوڑا ہم یہودی یا نصرانی ہوئے۔ شاید عار کے سبب سے اسلام کا لفظ نہ کہا ہو بلکہ یوں کہا کہ ہم بے دین ہوئے۔ واللہ اعلم۔

## حضورؐ کا حضرت زید رضی اللہ عنہ کو عبرانی سکھلوانا[1]

(۱۸۱۵) **خ** زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ اِنِّیْ وَاللّٰهِ مَا اٰمَنُ یَهُوْدَ عَلٰی كِتَابِیْ **قَالَهٗ** لَهٗ لَمَّا اَمَرَهٗ اَنْ یَّتَعَلَّمَ
بخاری میں زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا البتہ مجھ کو واللہ اپنے خط لکھانے پڑھانے میں یہودیوں پر اعتماد نہیں۔ یہ حضرتؐ نے زید بن ثابت سے فرمایا جب ان کو

[1] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "حکام کو غیر زبان میں گفتگو کرنے کیلئے ترجمان رکھنا جائز ہے" میں ذکر کیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں تصریح کی ہے کہ بخاری میں یہ روایت تعلیقاً آئی ہے لیکن تاریخ کبیر میں امام بخاری نے اس کو موصولاً بھی ذکر کیا ہے۔ دیکھو فتح الباری ج ۱۳ ص ۱۶۱ طبع اولی میریہ سنہ ۱۳۰۱ھ۔ (حشی)

كِتَابَ الْيَهُوْدِ۔ حکم کیا کہ یہودیوں سے خط لکھنا پڑھنا سیکھ لیں۔

**ف** مدینے کے گرد یہودی قوم بہت رہتی تھی۔ حضرتؐ سے اور ان سے اکثر خط وکتابت رہتی تھی حضرتؐ یہودیوں کو بلا کر لکھاتے پڑھاتے تھے سو حضرتؐ کو خیال آیا کہ کہیں یہ لوگ عداوت کے سبب سے خط لکھنے پڑھنے میں تفاوت نہ کریں تب زید بن ثابت انصاریؓ سے فرمایا کہ تم ان کا خط لکھنا پڑھنا سیکھ لو۔ انھوں نے پندرہ روز میں سب سیکھ لیا پھر وہی لکھا پڑھا کرتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عربی کے سوائے اور بولیوں کا لکھنا پڑھنا سیکھنا درست ہے بشرطیکہ اس میں دین کا کچھ فائدہ ہو۔

## ہر ایک کے ساتھ شیطان اور فرشتہ لگا ہوا ہے معصوم تو وہی جسے خدا معصوم رکھے

(۱۸۱۶) **خ** اَبُوْهُرَيْرَةَ مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَبِيٍّ وَّلَا اسْتَخْلَفَ خَلِيْفَةً اِلَّا كَانَتْ لَهٗ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَاْمُرُهٗ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَحُضُّهٗ عَلَيْهِ وَبِطَانَةٌ تَاْمُرُهٗ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهٗ عَلَيْهِ وَالْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَهُ اللّٰهُ۔ [له]

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا اور نہ کوئی خلیفہ مقرر کیا مگر اس کے دو چھپے رفیق ہوتے ہیں ایک رفیق تو اس کو نیک کام بتاتا ہے اور اس پر رغبت دلاتا ہے اور دوسرا رفیق بد کام سکھاتا ہے اور اس پر رغبت دلاتا ہے اور گناہوں سے تو وہی معصوم ہے جس کو خدا بچائے۔

**ف** یعنی فرشتہ اور شیطان پیغمبر اور خلیفہ کے ساتھ بھی ہوتا ہے لیکن پیغمبر تو معصوم ہیں اسواسطے حق تعالیٰ شیطان کو مغلوب رکھتا ہے پیغمبر پر اس کا قابو نہیں چلتا چنانچہ حضرتؐ نے فرمایا ہے کہ شیطان میرے تابع ہو گیا ہے مجھ کو بد کام کا وسوسہ نہیں دیتا۔ خلاصہ یہ کہ پیغمبر کے سوائے کوئی معصوم نہیں۔ اگرچہ امام اور ولی ہو شیطان سے نڈر نہیں ہو سکتا۔ یہی عقیدہ ہے اہل سنت کا۔

## حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اشارہ

(۱۸۱۷) **خ** جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ اِنْ لَّمْ تَجِدِيْنِيْ فَاْتِيْ اَبَا بَكْرٍ قَالَهٗ لِامْرَاَةٍ اَمَرَهَا اَنْ تَرْجِعَ اِلَيْهِ فَقَالَتْ اَرَاَيْتَ اِنْ جِئْتُ وَلَمْ اَجِدْكَ۔ [عه]

بخاری میں جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تو مجھ کو نہ پائے تو ابوبکرؓ کے پاس آئیو۔ یہ حضرتؐ نے اس عورت سے کہا جس کو فرمایا تھا کہ ہمارے پاس دوسری بار پھر آنا تب اس نے کہا کہ بھلا بتائیے تو کہ اگر میں آؤں اور حضرتؐ کو نہ پاؤں۔

**ف** یعنی اگر میں آؤں اور حضرتؐ کو نہ پاؤں یعنی اگر حضرتؐ کا انتقال ہو گیا ہو تو کیا کروں حضرتؐ نے فرمایا کہ ابی بکرؓ کے پاس آنا جو میں کرتا ہوں سو وہ کرے گا۔ علماء نے کہا ہے کہ اس حدیث میں صدیق اکبرؓ کی خلافت کا صاف اشارہ ہے۔

## حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دعا کا وعدہ

(۱۸۱۸) **خ** عَائِشَةُ ذَالِكِ لَوْ كَانَ

بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ

---

[له] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "امام کے مشیروں اور دخیلوں کا ذکر" میں ذکر کیا ہے۔

[عه] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور اور مابعد والی حدیث کو عنوان "خلیفہ بنانے کا بیان" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

وَاَنَا حَیٌّ فَاسْتَغْفِرُ لَكِ وَاَدْعُوْلَكِ۔ یوں ہی ہوگا اگر تیرا انتقال ہوا اور میں زندہ رہا تو تیرے واسطے مغفرت مانگوں گا اور تیرے حق میں دعا کروں گا۔

**ف** حضرت عائشہؓ نے عرض کی کہ یا حضرتؐ میرے انتقال کے بعد میرے واسطے دعا کیجئے گا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔

# تمنا اور آرزو کرنے کا بیان

## حضورؐ کا ارشاد۔ اگر ہجرت کی صفت مجھ میں نہ ہوتی تو میں بھی انصاری ہوتا

(۱۸۱۹) **خ** اَنَسٌ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِّنَ الْاَنْصَارِ۔ [ا] بخاری میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر ہجرت نہ ہوتی تو انصاریوں میں سے میں ایک مرد ہوتا۔

**ف** یعنی انصاری اصحاب مجھ کو ایسے پسند خاطر ہیں کہ اگر ہجرت کی صفت مجھ میں موجود نہ ہوتی تو میں اپنی ذات کو انصاریوں میں شمار کرتا۔

# شخص واحد کی خبر کا بیان

## دورِ نبویؐ میں فجر کے اندر دو اذان کا رواج تھا

(۱۸۲۰) **ق** اِبْنُ مَسْعُوْدٍ لَا يَمْنَعَنَّ اَحَدَكُمْ اَذَانُ بِلَالٍ مِّنْ سُحُوْرِهٖ فَاِنَّهٗ يُؤَذِّنُ اَوْ قَالَ يُنَادِيْ بِلَيْلٍ لِيَرْجِعَ قَائِمُكُمْ وَيُوْقِظَ نَائِمَكُمْ لَيْسَ الْفَجْرُ اَنْ يَّقُوْلَ هٰكَذَا وَجَمَعَ بَعْضُ الرُّوَاةِ كَفَّيْهِ حَتّٰى يَقُوْلَ هٰكَذَا وَمَدَّ اِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَتَيْنِ۔ [۲]

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ روکے کسی کو بلالؓ کی اذان اسکی سحری کھانے سے اسواسطے کہ بلالؓ اذان دیتا ہے یا راوی نے کہا کہ بانگ دیتا ہے رات کو تاکہ تم میں سے جو نماز تہجد پڑھتا ہو وہ آرام کرلے اور جو سوتا ہو وہ نماز اور سحری کھانے کے واسطے جاگے اور فجر کا وقت وہ نہیں جو اس طرح اشارہ کرے اور بعضے اس حدیث کے راوی نے اپنی دونوں ہتھیلیاں ملاکر اونچا کرکے دکھایا یعنی جو لمبی اونچی روشنی اول ہوتی ہے اس کا نام صبح نہیں حضرتؐ نے فرمایا جبتک اس طرح نہ اشارہ کرے اور حضرتؐ نے اپنی کلمے کی دو انگلیوں کو ملاکر پھیلایا داہنے اور بائیں یعنی صبح وہ ہے جس کی روشنی چوڑی ہو۔

**ف** یعنی صبح دو قسم ہے ایک صبح کاذب جس کی لمبی روشنی ہوتی ہے اسوقت تک روزہ دار کو کھانا اور پینا حرام نہیں اور فجر کی نماز اس وقت درست نہیں۔ دوسری صبح صادق جس کی روشنی چوڑی چکلی ہوتی ہے اس وقت روزہ دار کو کھانا پینا حرام ہے۔

---

[ا] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "لفظ لو (اگر) کا استعمال جائز ہے" میں ذکر کیا ہے۔ [۲] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "شخص واحد کی خبر اذان، نماز روزہ اور فرائض وغیرہ میں معتبر مانی گئی ہے" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

# اعتصام کا بیان

## حضورؐ کی سنت کی پیروی کرنا چاہیے

(۱۸۲۱) خ اَبُوْ هُرَیْرَةَ كُلُّ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰی قِیْلَ وَمَنْ یَّاْبٰی قَالَ مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میری سب امت بہشت میں داخل ہوگی مگر جس نے کہ نہ مانا اور انکار کیا۔ لوگوں نے کہا کہ انکار کرنے والا کون ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی اور میری سنت پر چلا وہ بہشت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی یا بدعت نکالی یا شریعت سے راضی نہ ہوا اس نے نہ مانا اور وہی منکر ہوا۔

ف اس حدیث میں اتباع سنت کی فضیلت ہے اور بدعت اور احکام شرعی سے راضی نہ ہونے پر انکار ہے۔

(۱۸۲۲) خ اَبُوْ هُرَیْرَةَ دَعُوْنِیْ مَا تَرَكْتُكُمْ اِنَّمَا اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ سُؤَالُهُمْ وَاخْتِلَافُهُمْ عَلٰی اَنْبِیَائِهِمْ فَاِذَا نَهَیْتُكُمْ عَنْ شَیْءٍ فَاجْتَنِبُوْهُ وَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِاَمْرٍ فَاْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مجھ کو سوال کرنا چھوڑو جب تک کہ تم کو چھوڑوں اور نہ بتلاؤں تم سے اگلی امتوں کو تو ان کے سوال اور اختلاف ہی نے غارت کیا کہ اپنے پیغمبروں پر اختلاف کرتے تھے سو جبکہ میں تم کو کسی چیز سے منع کروں تو اس سے بچا کرو اور جبکہ میں کسی چیز کے کرنے کا حکم کروں تو اس کو کیا کرو جتنا کہ تم سے ہو سکے۔

ف حضرتؐ نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اے لوگو تم پر حج فرض ہوا سو تم حج کو ادا کرو تو ایک شخص نے کہا کہ یا حضرتؐ کیا ہر سال حج فرض ہے حضرتؐ چپ رہے یہاں تک کہ اس نے تین بار پوچھا پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر میں ہاں کہتا تو تم پر ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا اور تم سے کبھی نہ ہو سکتا پھر یہ حدیث فرمائی یعنی بیہودہ سوال نہ کیا کرو جو تمہارے حق میں بہتر ہے اس کو میں خود بیان کر دیتا ہوں تم کو اس کا دش کرنا کیا ضرور ہے۔

### بلا وجہ سوال کرنے کی ممانعت

(۱۸۲۳) ق سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ اِنَّ اَعْظَمَ الْمُسْلِمِیْنَ فِی الْمُسْلِمِیْنَ جُرْمًا مَنْ سَاَلَ عَنْ شَیْءٍ لَمْ یُحَرَّمْ عَلَی النَّاسِ فَحُرِّمَ مِنْ اَجْلِ مَسْاَلَتِهٖ۔

بخاری اور مسلم میں سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بیشک سب مسلمانوں میں بڑا گنہگار مسلمان وہ ہے کہ جس نے وہ بات پوچھی کہ حرام نہ تھی پھر اسی کے پوچھنے سے حرام ہو گئی۔

ف مسئلہ پوچھنا دو قسم ہے ایک تو وہ ہے کہ اس کی حاجت پڑے اور وہ بات معلوم نہیں تو دریافت کے واسطے پوچھے یہ تو درست ہے بلکہ اس کا حکم ہے کہ دریافت کرے دوسرے یہ کہ ناحق بے حاجت پوچھنا اور تنگ کرنا یہ منع ہے سو اسی کو حضرتؐ نے منع کیا کہ ناحق بے حاجت باتیں نہ پوچھا کرو شاید حلال چیز تمہارے سبب بے فائدہ سوال سے حرام ہو جائے اور تم گنہگار ہو۔

[1] کتاب و سنت پر سختی سے عمل پیرا رہنا۔ (چشتی)

## حضورؐ کا ارشاد: فَوَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَعْلَمُھُمْ بِاللّٰہِ وَاَشَدُّھُمْ لَہٗ خَشْیَۃً

(۱۸۲۴) ق عَائِشَۃُ مَا بَالُ اَقْوَامٍ یَتَنَزَّھُوْنَ عَنِ الشَّیْءِ اَصْنَعُہٗ فَوَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَعْلَمُھُمْ بِاللّٰہِ وَاَشَدُّھُمْ لَہٗ خَشْیَۃً۔ [1]

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا حال ہے ان لوگوں کا جو آپ کو بہت دور کھینچتے ہیں اس چیز سے جو میں کرتا ہوں سو قسم ہے خدا کی کہ میں مقربان سے زیادہ تر جانتا ہوں خدا کو اور ان کی نسبت میں خدا سے نہایت خوفزدہ ہوں۔

**ف** حضرتؐ نے خود کوئی کام کیا اور لوگوں کو کرنے کی اجازت دی تو بعضے لوگوں نے اس کو کچھ ہلکا جانا اور اس کے کرنے میں تامل کیا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ معلوم ہوا کہ جس چیز کی شرع میں اجازت اور رخصت ہے اس کا ہلکا جانا یا اس کو خلاف تقوی اور پرہیزگاری کے سمجھنا درست نہیں ہے۔ شعر

بصدق وصفا کوش ورع وتقی ۔۔۔ ولیکن میفزا بر مصطفیٰؐ

## حضورؐ کی پیشینگوئی: تم لوگ ضرور اگلوں کے رستے چلوگے

(۱۸۲۵) خ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی تَاْخُذَ اُمَّتِیْ مَاخِذَ الْقُرُوْنِ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَّذِرَاعًا بِذِرَاعٍ فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَفَارِسَ وَالرُّوْمِ قَالَ وَمَنِ النَّاسُ اِلَّا اُولٰٓئِکَ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قیامت نہ قائم ہوگی جب تک کہ نہ کرنے لگے میری امت اگلے زمانوں کے طریقوں کو بالشت بالشت بھر اور ہاتھ ہاتھ بھر یعنی بے تفاوت جو اگلے زمانے کے کافروں کی رسمیں تھیں سو میری امت بھی کریگی۔ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا مجوسی اور نصاری کی طرح لوگ ہو جائیں گے حضرتؐ نے فرمایا اور کون لوگ ہیں سوائے ان کے یعنی انھیں کے قدم بقدم چلیں گے۔

**ف** مجوس اور نصاری کی یہ رسمیں تھیں کہ ریشمین کپڑا پہننا چاندی سونے کے برتنوں میں کھانا پینا نجومی سے پوچھکر کام کرنا داڑھی منڈانا گناہوں پر اڑجانا توبہ نہ کرنا شریعت کے حکموں پر چیاں نہ کرنا شراب پینا سو افسوس کہ یہ سب رسمیں مسلمانوں میں جاری ہوگئیں خصوصاً ہندوستان میں حضرتؐ نے جیسا فرمایا ویسا ہی ہوا۔

# توحید کا بیان اور فرقہ جہمیہ کا رد

## خدا اس پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا

(۱۸۲۶) خ جَرِیْرٌ لَا یَرْحَمُ اللّٰہُ مَنْ لَّا یَرْحَمُ النَّاسَ۔ [2]

بخاری میں جریرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ رحم کرے گا خدا اس پر جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔

**ف** یعنی ظالم پر جو آدمیوں کو ناحق ستاوے خواہ زبان سے خواہ ہاتھ سے خدا کی رحمت نہ ہوگی۔

---

[1] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "دین میں اختلاف کرنے کی ممانعت" میں ذکر کیا ہے — [2] امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان اللہ کا ارشاد قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن ایاما تدعوا فلہ الاسماء الحسنی میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

## اللہ سے زیادہ کوئی صبر کرنے اور غصہ روکنے والا نہیں

(۱۸۲۷) ق ابو موسیٰ لَا اَحَدَ اَصْبَرُ عَلٰی اَذًی سَمِعَہٗ مِنَ اللّٰہِ اِنَّہٗ یُشْرَکُ بِہٖ وَیُجْعَلُ لَہُ الْوَلَدُ ثُمَّ ھُوَ یُعَافِیْھِمْ وَیَرْزُقُھُمْ۔ [1]

بخاری اور مسلم میں ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کا ایذا اس کے خدا سے زیادہ کوئی صبر کرنے والا اور غصہ کا روکنے والا نہیں حال تو یہ ہے کہ لوگ اس کے ساتھ شرک کرتے ہیں اور اولاد اس کی ٹھہراتے ہیں اس پر بھی کافروں کو آرام میں رکھتا ہے اور روزی دیتا ہے۔

## ذبح کے وقت اللہ کا نام لینا چاہیے

(۱۸۲۸) ق عائشۃ اُذْکُرُوْا اَنْتُمُ اسْمَ اللّٰہِ وَکُلُوْا۔ [2]

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم ذکر کر لیا کرو خدا کے نام کو اور کھایا کرو۔

ف حضرت عائشہؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ چند قوم ہیں کہ تازہ ایمان لائے ہیں ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ ذبح کے وقت خدا کا نام لیتے ہیں یا نہیں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی اہل اسلام کا خیر کا گمان کرنا چاہیے وہ لوگ خدا کے نام کو ذبح کے وقت ترک نہ کرتے ہوں گے تم اپنے رفع شبہے کے واسطے خدا کا نام لے لیا کرو اور یہ مطلب نہیں کہ اگرچہ انھوں نے ذبح کے وقت خدا کا نام نہ لیا ہو تو بھی تمہاری بسم اللہ کہنے سے پاک ہو جائے گا اس واسطے کہ بسم اللہ کہنا ذبح کے وقت شرط ہے۔

## خدا کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے

(۱۸۲۹) خ ابوھریرۃ اِنَّ اللّٰہَ لَمَّا قَضَی الْخَلْقَ کَتَبَ عِنْدَہٗ فَوْقَ عَرْشِہٖ اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ۔ [1]

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب خدا نے خلق کو پیدا کیا عرش پر اپنے پاس لکھ رکھا کہ مقرر میری رحمت آگے بڑھ گئی میرے غصے پر۔

ف یعنی غصے سے خدا کی رحمت زیادہ ہے اسی سبب سے کافروں اور گنہگاروں کو جلد نہیں پکڑتا اور عذاب میں شتابی نہیں کرتا گناہ دیکھتا ہے اور پردہ ڈالتا ہے روزی بند نہیں کرتا۔

## حضورؐ کا ارشاد: اللہ تعالیٰ سے فردوس مانگا کرو

(۱۸۳۰) خ ابوھریرۃ اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ مِائَۃَ دَرَجَۃٍ اَعَدَّھَا اللّٰہُ لِلْمُجَاھِدِیْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ کُلُّ دَرَجَتَیْنِ مَا بَیْنَھُمَا کَمَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَاِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰہَ فَاسْئَلُوْہُ الْفِرْدَوْسَ فَاِنَّہٗ اَوْسَطُ الْجَنَّۃِ وَاَعْلَی الْجَنَّۃِ وَفَوْقَہٗ

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر بہشت میں سو درجے ہیں کہ خدا نے اپنی راہ میں لڑنے والوں کے واسطے تیار کر رکھے ہیں دو دو درجوں میں اتنا فرق ہے جتنا آسمان اور زمین میں سو تم جب خدا سے مانگا کرو تو فردوس مانگا کرو اس واسطے کہ فردوس عمدہ بہشت درمیانی اور اونچی بہشت ہے اور اس کے

---

[1] امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوانِ "ارشادِ باری ھو الرزاق ذو القوۃ المتین" میں ذکر کیا ہے۔
[2] " " " " "اللہ تعالیٰ کے ناموں کے وسیلے سے دعا مانگنا اور پناہ مانگنا چاہیے" میں ذکر کیا ہے۔
[3] " " " " اور ما بعد کے عنوانات کی حدیثوں کو عنوانِ "ارشادِ باری وکان عرشہ علی الماء" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

عَرْشُ الرَّحْمٰنِ وَمِنْهُ تَفَجَّرُ اَنْهَارُ الْجَنَّةِ۔ اور پر خدا کا عرش ہے اور اسی سے بہشت کی نہریں پھوٹ نکلتی ہیں۔

**ف** فردوس اس باغ کو کہتے ہیں جس میں رنگ برنگ کے پھول اور طرح طرح کے میوے ہوں بہشت کی نہریں چار ہیں ایک نہر پانی کی دوسری دودھ کی، تیسری شہد کی، چوتھی عمدہ شراب کی۔

## رزق کی تنگی اور فراخی دونوں اللہ کے ہاتھ ہیں

(۱۸۳۱) **خ** اَبُوْهُرَيْرَةَ يَمِيْنُ اللّٰهِ مَلْاٰى لَا تَغِيْضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ اَرَاَيْتُمْ مَا اَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَاِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِيْ يَمِيْنِهِ وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْاُخْرٰى الْقَبْضُ اَوِ الْفَيْضُ يَرْفَعُ وَيَخْفِضُ۔

بخاری میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا کی قدرت کا داہنا ہاتھ پر ہے خرچ کرنا اس کو کم نہیں کرتا دستِ قدرت شب و روز انڈیلنے والا ہے یعنی ہر دم فیض کا ریلا جاری ہے بھلا دیکھو تو کہ جو کہ خدا نے خرچ کیا جب سے آسمانوں اور زمین کو بنایا اتنے خرچ نے تو اس کے داہنے ہاتھ میں سے کچھ کم نہیں کیا اور حالانکہ یہ فیض اسوقت سے ہے کہ عرش خدا پانی پر تھا یعنی ازل سے اور خدا کے دوسرے ہاتھ میں روک ہے یا یوں فرمایا کہ فیض ہے کسی کو اٹھاتا ہے اور کسی کو جھکاتا ہے

**ف** یعنی کشائش اور تنگی دونوں خدا کی صفتیں ہیں۔

## نماز روزے اور ایمان کی جزا جنت ہے

(۱۸۳۲) **خ** اَبُوْهُرَيْرَةَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ هَاجَرَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ جَلَسَ فِيْ اَرْضِهِ الَّتِيْ وُلِدَ فِيْهَا۔

صحیح بخاری میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس نے سچے دل سے خدا کو اور اس کے پیغمبر کو مانا اور نماز کو ٹھیک ادا کیا اور رمضان کا روزہ رکھا کرم اور فضل کی راہ سے ضرور ہو گیا خدا پر اس کا بہشت میں لیجانا خواہ اپنا وطن اس نے خدا کی راہ میں جہاد کیواسطے چھوڑا ہو یا اسی زمین میں ٹھہرا رہا ہو جس میں پیدا ہوا۔

**ف** اس حدیث کی پوری روایت بخاری میں یوں ہے کہ اصحاب نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو ہم لوگوں کو خوشخبری سنا دیں کہ بہشت جہاد اور ہجرت پر موقوف نہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ بہشت میں سو سو بلند درجے ہیں کہ خدا نے غازیوں کے واسطے مقرر کئے ہیں ہر ایک درجے میں اتنا فرق ہے جتنا آسمان اور زمین میں جب تم خدا سے مانگو تو فردوس مانگا کرو کہ فردوس سب بہشتوں کے درمیان میں ہے اور سب سے اونچی فردوس کے اوپر خدا کا عرش ہے اور اسی سے بہشت کی سب نہریں نکلی ہیں۔ یعنی ہر چند جہاد پر بہشت موقوف نہیں اصل نجات کے واسطے ایمان اور نماز روزہ کفایت کرتا ہے لیکن تم ہمت کو پست نہ کرو کہ صرف نجات پر قناعت کرو بلکہ ہمت بلند رکھو جہاد کرو تاکہ فردوس پاؤ جس کے آگے سب بہشتیں پست ہیں۔ اس حدیث میں فرشتوں اور خدا کی کتابوں کا اور تقدیر اور قیامت کا ایمان لانا بیان نہیں فرمایا اس واسطے کہ جب آدمی رسول پر

ایمان لایا تو ان کا بھی ضرور ایمان لائے گا کہ تمام قرآن اور حدیث میں ان کا بیان موجود ہے اور نماز روزے کے ساتھ زکوٰۃ اور حج کا ذکر نہیں فرمایا اس واسطے کہ زکوٰۃ اور حج صرف مالدار پر فرض ہے محتاج پر نہیں اور نماز روزہ سب پر فرض ہے مالدار ہو یا محتاج۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہاں حکم عام بیان فرمانا منظور ہوا جو سب مسلمانوں کو شامل ہو۔ مصنف نے ایمان کی حدیث مقدم کی اس واسطے کہ ایمان سب عبادت اور نیکیوں کی جڑ ہے۔ بدون ایمان کے کوئی عبادت اور نیکی درست نہیں۔

## فضل خداوندی کی وجہ سے گنہگار بھی ہمیشہ دوزخ میں نہ رہینگے

(۱۸۳۳) خ اَنَسٌ لَیُصِیْبَنَّ اَقْوَامًا سَفْعٌ مِّنَ النَّارِ بِذُنُوْبٍ اَصَابُوْھَا عُقُوْبَۃً ثُمَّ یُدْخِلُھُمُ اللّٰہُ الْجَنَّۃَ بِفَضْلِ رَحْمَتِہٖ فَیُقَالُ لَھُمُ الْجَھَنَّمِیُّوْنَ۔ لہ

بخاری میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا چند لوگوں کو سوختگی دوزخ کا اثر لگ جائیگا گناہوں کے سبب جو ان سے ہوگئے یہ عذاب ہوگا بدکاری کا بدلا پھر خدا ان کو بہشت میں داخل کریگا اپنی مزید رحمت سے ان کا لقب جہنمی ہوگا

ف نوادر الاصول میں روایت ہے کہ یہ لوگ جناب الٰہی میں عرض کریں گے کہ الٰہی جیسے تونے اپنے کرم سے ہم کو دوزخ سے نکالا ویسے ہی یہ لقب بھی دور کر دے تو حق تعالیٰ ایک فرشتے کو بھیجے گا وہ ان کے ماتھوں سے اس لقب کو مٹا ڈالے گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان بدکار ہمیشہ دوزخ میں نہ رہیں گے ایمان کی برکت سے آخر کو نجات پائیں گے۔

## جو بندہ اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ بھی اسکی ملاقات کو پسند فرماتا ہے

(۱۸۳۴) خ اَبُوْھُرَیْرَۃَ اِذَا اَحَبَّ الْعَبْدُ لِقَائِیْ اَحْبَبْتُ لِقَاءَہٗ وَاِذَا کَرِہَ لِقَائِیْ کَرِھْتُ لِقَاءَہٗ۔ ٢ه

بخاری میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا خدا فرماتا ہے کہ جب بندے نے میرا ملنا دوست رکھا تو میں بھی اس کا ملنا دوست رکھتا ہوں اور جب اس کو میرا ملنا برا لگا تو مجھ کو بھی اس کا ملنا برا لگتا ہے۔

ف یعنی ایماندار کو مرتے وقت مغفرت کی بشارت ہوتی ہے تو وہ موت کا اور خدا کی حضوری کا مشتاق ہوتا ہے اور کافر کو مرتے وقت عذاب نظر آتا ہے تو وہ موت سے اور خدا کی حضوری سے گھبراتا ہے۔

## دوزخ سے بچو اگر کچھ خیرات کر کے یا نیک بات کہکر ہی ہو

(۱۸۳۵) خ عَدِیُّ بْنُ حَاتِمٍ مَا مِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا سَیُکَلِّمُہٗ رَبُّہٗ لَیْسَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَہٗ تَرْجُمَانٌ فَیَنْظُرُ اَیْمَنَ مِنْہُ فَلَا یَرٰی اِلَّا مَا قَدَّمَ وَیَنْظُرُ اَشْاَمَ مِنْہُ فَلَا یَرٰی اِلَّا مَا قَدَّمَ فَیَنْظُرُ

بخاری میں عدی بن حاتم سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم لوگوں میں سے کوئی ایسا نہیں مگر کہ اس سے قیامت میں خدا کلام کریگا اس طرح پر کہ اس کے اور خدا کے درمیان کوئی درمیانی ترجمان نہ ہوگا یعنی دو بدو بلا واسطہ خدا کلام کریگا پھر نظر کریگا بندہ اپنے داہنے کو تو نہ دیکھے گا مگر اپنے اعمال جو آگے کر چکا او

لہ امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان اللہ تعالیٰ کا ارشاد ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین میں ذکر کیا ہے۔
٢ه " " " " انزلہ بعلمہ والملائکۃ یشھدون میں ذکر کیا ہے۔ (رحیمی)

بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرَى إِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ۔

ﷺ سلہ ﷺ

نظر کرے گا اپنے بائیں کو تو نہ دیکھے گا مگر اپنے اعمال جو کر چکا پھر اپنے آگے نظر کرے گا تو کچھ نہ دیکھے گا سوائے دوزخ کے کہ اس کے منہ کے سامنے ہے سو لوگو بچو دوزخ سے اگرچہ آدھی کھجور ہی دیکر سہی۔ پھر جس کو آدھی کھجور بھی نہ ملے تو نیک بات کے سبب دوزخ سے بچے۔

ف یعنی ایسا سخت وقت ہر ایک مسلمان کے سامنے آنے والا ہے کہ خدا تو بلا واسطہ کلام کرے گا اور داہنے بائیں نیک یا بد اپنے اعمال ہوں گے اور سامنے دوزخ دہک رہی ہوگی۔ پھر حضرت نے اس نازک وقت کی تدبیر بتائی یعنی خدا کی راہ میں کچھ دینا اگرچہ تھوڑا ہو پھر اگر دینے کا کچھ بھی مقدور نہ ہو تو نیک بات سے مسلمان کے دل ہی کو خوش کردے۔ معلوم ہوا کہ خیرات کو دوزخ سے بچا لینے کی بڑی تاثیر ہے۔

## جنتی جنت میں جو چاہے گا سو پائے گا

(۱۸۳۶) خ أَبُو هُرَيْرَةَ إِنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ فِي الزَّرْعِ فَقَالَ لَهُ أَوَلَسْتَ فِيمَا اشْتَهَيْتَ قَالَ بَلَى وَلَكِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَزْرَعَ فَأَسْرَعَ وَبَذَرَ فَبَادَرَ الطَّرْفَ نَبَاتُهُ وَاسْتِوَاؤُهُ وَاسْتِحْصَادُهُ وَتَكْوِيرُهُ أَمْثَالَ الْجِبَالِ فَيَقُولُ اللّٰهُ دُونَكَ يَا ابْنَ آدَمَ فَإِنَّهُ لَا يُشْبِعُكَ شَيْءٌ۔

سلہ

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ایک بہشتی مرد نے اپنے رب سے کھیتی کرنے کی اجازت مانگی سو خدا نے فرمایا کہ کیا تجھ کو حاصل نہیں جو تیرا جی چاہتا ہے اس نے کہا کہ کیوں نہیں سب کچھ موجود ہے لیکن کھیتی ہی کرنا بہت بھاتا ہے پھر اس نے جلدی کی اور بیج بویا سو اس کے جمنے اور زور پکڑنے اور کٹنے اور پہاڑوں برابر ڈھیر لگ جانے نے پلک مارنے سے بھی شتابی کی یعنی ہنوز پلک نہ جھپکی تھی کہ یہ سب کام ہو گئے پھر پھر خدا فرمائے گا اس کو لے آ اے آدم کے بیٹے تیرے پیٹ کو کوئی چیز نہ بھر سکے گی۔

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بہشتی جو چاہے گا سو پائے گا۔

## قرآن پاک کو خوش آوازی سے پڑھنا چاہئے

(۱۸۳۷) خ أَبُو هُرَيْرَةَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ۔

سلہ

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ ہمارے طور پر نہیں جو قرآن کو سمجھ بوجھ کے دنیا سے یا اور شعر سخن سے بے پروا نہ ہو جائے یا یہ مطلب کہ جو قرآن کو خوش آوازی سے نہ پڑھے اور مد اور شد کی رعایت نہ کرے وہ ہماری سنت پر نہیں۔

ف عرب کا دستور تھا کہ مجلسوں میں اور سیر سفر میں شعر خوانی کیا کرتے تھے سو فرمایا کہ قرآن کے ہوتے کسی کلام کی

---

سلہ امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان "قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا انبیاء علیہم السلام سے کلام فرمانا" میں ذکر کیا ہے۔

سلہ " " " " "جنتیوں سے اللہ تعالیٰ کا کلام فرمانا" میں ذکر کیا ہے۔

سلہ " " " " "ارشاد باری واسروا قولکم او اجہروا بہ انہ علیم بذات الصدور" میں ذکر کیا ہے۔ (حبشی)

کچھ حاجت نہیں کہ ایسی فصاحت اور بلاغت بشر سے ممکن نہیں اور اگر قرآن کا مطلب سمجھے تو دنیا کی حرص بالکل دور ہوتی ہے کسی کتاب میں ایسی نصیحت اور پند نہیں تو باوجود قرآن کے جو شخص کہ اور شعر و سخن سے دل لگائے یا دنیا سے اس کا دل سرد نہ ہو وہ حقیقت میں حضرتؐ کی راہ سے بے نصیب رہا اور دوسرا مطلب اس حدیث کا یہ خوش آوازی سے قرآن پڑھنا سنت ہے بشرطیکہ حرف کم زیادہ نہ ہو اور راگ راگنی کو دخل نہ دے کہ اس میں قرآن کی عظمت اور جلال میں خلل پڑتا ہے۔

## رشک کے قابل دو باتیں ہیں

(۱۸۳۸) خ اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَا تَحَاسَدُوْا وَيُرْوٰى لَا حَسَدَ اِلَّا فِي اثْنَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ يَتْلُوْهُ اٰنَآءَ اللَّيْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ فَهُوَ يَقُوْلُ لَوْ اُوْتِيْتُ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ هٰذَا لَفَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهٗ فِيْ حَقِّهٖ فَيَقُوْلُ لَوْ اُوْتِيْتُ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ هٰذَا لَفَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ۔ [۱]

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ آپس میں حسد اور بغض نہ کیا کرو اور ایک روایت یوں ہے کہ حسد کرنا لائق نہیں مگر دو آدمی میں ایک تو وہ مرد جس کو خدا نے قرآن دیا ہے سو وہ اس کو رات اور دن کی ساعتوں میں پڑھا کرتا ہے تو وہ کہے کہ اگر مجھ کو بھی قرآن آتا یا توفیق ہوتی جیسے اس کو ہے تو میں بھی کرتا جیسا یہ کرتا ہے۔ دوسرا وہ مرد جس کو خدا نے مال دیا ہے سو وہ اس کو بجا خرچ کیا کرتا ہے تو یوں کہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا جیسا اس کے پاس ہے تو میں بھی کیا کرتا جیسا یہ کرتا ہے۔

**ف** حسد یہ ہے کہ دوسرے کا بھلا نہ دیکھ سکے اور چاہے کہ جاتا رہے یہ نہایت حرام ہے اور اکثر خلق اسی رنج اور بلا میں گرفتار ہے گویا حسد کرنے والا خدا سے غصے ہوتا ہے کہ کیوں اس کو دیا مجھ کو نہ دیا لیکن کسی دیندار کو دیکھ کر آرزو کرنا کہ خدا ہم کو بھی ایسا کرے تو درست ہے یہ حسد نہیں اس کو غبطہ کہتے ہیں۔

## اہل کتاب کی تکذیب اور تصدیق کرنے کی ممانعت

(۱۸۳۹) خ اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَا تُصَدِّقُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا الْاٰيَةَ۔ [۲]

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کتاب والوں یعنی یہود اور نصاریٰ کو نہ سچا جانو نہ جھٹلاؤ اور کہو کہ ہم نے مانا خدا کو اور اس کو مانا جو ہم پر اترا یعنی قرآن اور جو اگلے پیغمبروں پر اترا۔

**ف** حضرتؐ کے وقت میں یہود توریت کو عبرانی زبان میں پڑھتے تھے اور مسلمانوں کے واسطے عربی میں اس کا ترجمہ کرتے تھے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی ان کو سچا نہ جانو شاید کہ مضمون بدل ڈالا ہو اور جھوٹا بھی نہ جانو شاید کہ سچی بات ہو اور مجمل یوں کہو کہ ہم قرآن اور توریت اور انجیل کو مانتے ہیں مگر ہم کو تمہارا اعتماد نہیں خدا جانے کہ تم نے کیا رکھا ہے اور کیا بگاڑا۔

---

[۱] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "حضورؐ کا ارشاد ان دو شخصوں کے بارے میں جنہیں قرآن اور دولت عطا ہوئی" میں ذکر کیا ہے۔

[۲] " " "عربی زبان میں اللہ کی اتاری ہوئی کتابوں کی تفسیر کرنا جائز ہے" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

# تقدیر کا بیان

(۱۸۴۰) م سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ اِعْمَلُوْا وَکُلٌّ مُّیَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَہٗ۔ [۱]

مسلم میں سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ عمل کئے جاؤ کہ ہر ایک شخص پر وہی آسان معلوم ہوگا جس کے واسطے وہ پیدا ہوا۔

**ف** اصحابؓ نے کہا کہ یا حضرت جب ہر چیز مقدر ٹھہری تو عمل اور عبادت کیا ضرور۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی عمل کو تقدیر کے مخالف نہ سمجھو بلکہ تمہارا یہ نیک عمل بھی اثر ہے تقدیر کا۔

## ماں کے پیٹ میں انسان کی پیدائش وغیرہ کا بیان

(۱۸۴۱) ق اِبْنُ مَسْعُوْدٍ اِنَّ اَحَدَکُمْ یُجْمَعُ خَلْقُہٗ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا ثُمَّ یَکُوْنُ عَلَقَۃً مِّثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ یَکُوْنُ مُضْغَۃً مِّثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ یُرْسِلُ اللّٰہُ اِلَیْہِ الْمَلَکَ فَیَنْفُخُ فِیْہِ الرُّوْحَ وَیُؤْمَرُ بِاَرْبَعِ کَلِمَاتٍ یَکْتُبُ رِزْقَہٗ وَاَجَلَہٗ وَعَمَلَہٗ وَشَقِیٌّ اَوْسَعِیْدٌ فَوَالَّذِیْ لَآ اِلٰہَ غَیْرُہٗ اِنَّ اَحَدَکُمْ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ حَتّٰی مَا یَکُوْنُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَہَآ اِلَّا ذِرَاعٌ فَیَسْبِقُ عَلَیْہِ الْکِتَابُ فَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ النَّارِ فَیَدْخُلُھَا وَاِنَّ اَحَدَکُمْ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ النَّارِ حَتّٰی مَا یَکُوْنُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَہَآ اِلَّا ذِرَاعٌ فَیَسْبِقُ عَلَیْہِ الْکِتَابُ فَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَیَدْخُلُھَا۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر ہر ایک آدمی کا نطفہ اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن جمع رہتا ہے پھر چالیس دن لہو کی پھٹکی ہو جاتا ہے پھر چالیس دن گوشت کی بوٹی بن جاتا ہے پھر خدا اس کی طرف فرشتے کو بھیجتا ہے وہ اس میں روح پھونکتا ہے اور چار باتوں کا اس کو حکم ہوتا ہے کہ اس کی روزی لکھتا ہے یعنی محتاج ہوگا یا مالدار اور اس کی عمر لکھتا ہے کہ کتنا جئے گا اور اس کے عمل لکھتا ہے کہ کیا کیا کرے گا اور یہ لکھتا ہے کہ نیک بخت بہشتی ہوگا یا بدبخت دوزخی ہوگا سو میں قسم کھاتا ہوں اس کی جس کے سوائے کوئی معبود نہیں کہ بیشک تم لوگوں میں سے کوئی بہشتیوں کے کام کیا کرتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور بہشت میں ہاتھ بھر کا فرق رہ جاتا ہے یعنی بہت قریب ہو جاتا ہے پھر تقدیر کا لکھا اس پر غالب ہو جاتا ہے سو وہ دوزخیوں کے کام کرنے لگتا ہے پھر دوزخ میں جاتا ہے اور مقرر کوئی آدمی عمر بھر دوزخیوں کے کام کیا کرتا ہے یہاں تک کہ دوزخ میں اور اس میں سوائے ایک ہاتھ کے کچھ فرق نہیں رہتا ہے پھر تقدیر کا لکھا اس پر غالب ہوتا ہے سو بہشتیوں کے کام کرنے لگتا ہے پھر بہشت میں جاتا ہے۔

**ف** اس حدیث میں انسان کی ابتدا انتہا اور تقدیر کا بیان ہے۔ عوام لوگ اس کا مطلب خصوصاً تقدیر کا بھید نہیں سمجھ سکتے۔ اس کے سمجھنے کو بہت علم اور صاف ذہن چاہئے لیکن اتنا دریافت کیا چاہئے کہ جب خاتمہ پر مدار ٹھہرا تو کوئی اپنی عبادت اور بندگی پر گھمنڈ نہ کرے اس واسطے کہ خاتمے کا حال کیا معلوم ہے

---

[۱] صحیح مسلم میں حدیث مذکور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے نہیں۔ (وحشتی)

کہ کیا ہوگا اور کسی گنہگار کو یقینی دوزخی نہ جاننا چاہیے شاید کہ مرتے وقت اس کا خاتمہ بخیر ہو۔ بعضے نادان کہتے ہیں کہ جب خاتمے پر بات رہی تو جوانی میں عیش کر لینا چاہیے ضعیفی میں توبہ کر لیں گے سو یہ شیطان نے ان کو دھوکا دیا ہے اس واسطے کہ ضعیفی تک جینے کا کہاں سے یقین ہوا شاید جوانی میں موت آجائے بلکہ ہر دم موت سر پر کھڑی ہے عاقل آدمی اگر غور کرے تو اس کو کسی وقت خدا سے غافل ہونا لازم نہیں اس واسطے کہ
ع شاید نفس نفس واپسیں بود۔ الٰہی اپنے کرم سے ہم کو نفس اور شیطان کے جال سے نکال اور ہمارا خاتمہ بخیر کر آمین

(۱۸۴۲) م ابو ھریرۃ اِنَّ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ الزَّمَنَ الطَّوِیْلَ بِعَمَلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ ثُمَّ یُخْتَمُ لَہٗ عَمَلُہٗ بِعَمَلِ اَھْلِ النَّارِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ الزَّمَنَ الطَّوِیْلَ بِعَمَلِ اَھْلِ النَّارِ ثُمَّ یُخْتَمُ لَہٗ عَمَلُہٗ بِعَمَلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ آدمی ایک مدت دراز تک بہشتیوں کے کام کیا کرتا ہے پھر اس کا خاتمہ دوزخیوں کے کام پر ہوتا ہے اور بعضا آدمی مدت دراز تک دوزخیوں کے کام کیا کرتا ہے پھر اس کا خاتمہ بہشتیوں کے کام پر ہوتا ہے۔

ف یعنی خاتمے کا اعتبار ہے اول کاموں پر کچھ اعتماد نہیں تو علم و عبادت پر گھمنڈ نہ چاہیے۔

(۱۸۴۳) م ابن مسعودؓ اِذَا مَرَّ بِالنُّطْفَۃِ اثْنَتَانِ وَاَرْبَعُوْنَ لَیْلَۃً بَعَثَ اللّٰہُ اِلَیْھَا مَلَکًا فَصَوَّرَھَا وَخَلَقَ سَمْعَھَا وَبَصَرَھَا وَجِلْدَھَا وَلَحْمَھَا وَعِظَامَھَا ثُمَّ قَالَ یَارَبِّ اَذَکَرٌ اَمْ اُنْثٰی فَیَقْضِیْ رَبُّکَ مَاشَآءَ وَیَکْتُبُ الْمَلَکُ ثُمَّ یَقُوْلُ یَا رَبِّ اَجَلُہٗ فَیَقُوْلُ رَبُّکَ مَاشَآءَ وَیَکْتُبُ الْمَلَکُ ثُمَّ یَقُوْلُ یَارَبِّ رِزْقُہٗ فَیَقُوْلُ رَبُّکَ مَاشَآءَ وَیَکْتُبُ الْمَلَکُ ثُمَّ یَخْرُجُ الْمَلَکُ بِالصَّحِیْفَۃِ فِیْ یَدِہٖ فَلَا یَزِیْدُ عَلٰی اَمْرٍ وَّلَا یَنْقُصُ۔

مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب نطفے پر بیالیس دن گذر جاتے ہیں تو اس کی طرف خدا فرشتے کو بھیجتا ہے سو وہ اس کی صورت بناتا ہے اور اس کے کان اور آنکھ اور کھال اور گوشت اور ہڈیاں جدا جدا بناتا ہے پھر فرشتہ کہتا ہے کہ اے رب یہ مرد بنے گا یا عورت سو تیرا رب حکم دیتا ہے جیسا چاہتا ہے اور اس کو لکھ لیتا ہے پھر فرشتہ پوچھتا ہے کہ اے رب اس کی زندگی کتنی ہے اور موت کب ہے سو فرما دیتا ہے تیرا رب جتنا چاہتا ہے اور فرشتہ اس کو لکھ لیتا ہے پھر فرشتہ پوچھتا ہے کہ اے رب اس کی روزی کتنی ہے سو خدا فرما دیتا ہے جتنا چاہتا ہے اور فرشتہ اس کو لکھ لیتا ہے۔ پھر فرشتہ اس حساب کے بند کو باہر نکال لاتا ہے اپنے ہاتھ میں پھر اس میں نہ کچھ بڑھتا ہے نہ گھٹتا۔

ف فرشتے خدا کی طرف سے عالم کے سب کاموں پر مقرر ہیں لیکن اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے سپرد کاموں میں ایسا اختیار نہیں رکھتے کہ جو چاہیں سو کریں بلکہ ہر ایک کام میں ذرا ذرا سی بات کو خدا سے پوچھتے ہیں سبحان اللہ مالک اور حاکم اس کا نام ہے کہ عرش سے فرش تک لاکھوں فرشتے داروغہ ہیں لیکن بدون اس کے حکم نہ کوئی پتا ہلے نہ قطرہ گرے۔ اور یہ جو عالم میں مشہور ہے کہ آدمی کی کھوپڑی میں ماتھے پر جو نقش ہیں وہ قسمت کا لکھا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس بات کی کچھ اصل نہیں اس واسطے کہ قسمت کے حساب کو فرشتہ باہر نکال لاتا ہے واللہ اعلم۔ اور پر حدیث میں تھا کہ چالیس دن نطفہ رہتا ہے اور

چالیس دن خون بستہ ہوتا ہے اور چالیس دن کے بعد گوشت بنتا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیالیس ہی دن کے بعد گوشت اور ہڈیاں بنتی ہیں تو مطلب یہ کہ بیالیس دن کے بعد بدن بطور خاکہ تیار ہوتا ہے اور کمال پوری صورت بعد چار مہینے کے ہوتی ہے تو دونوں حدیثوں کا ایک ہی مطلب ہوا۔ واللہ اعلم

## اللہ تعالیٰ کے سامنے حضرت آدم اور موسیٰ علیہما السلام کا باہم گفتگو فرمانا

(۱۸۴۴) **ق** اَبُوْ هُرَيْرَةَ احْتَجَّ اٰدَمُ وَمُوْسٰى فَقَالَ مُوْسٰى يَا اٰدَمُ اَنْتَ اَبُوْنَا خَيَّبْتَنَا وَاَخْرَجْتَنَا مِنَ الْجَنَّةِ فَقَالَ لَهُ اٰدَمُ اَنْتَ مُوْسَى اصْطَفَاكَ اللهُ بِكَلَامِهِ وَخَطَّ لَكَ التَّوْرٰةَ بِيَدِهِ اَتَلُوْمُنِيْ عَلٰى اَمْرٍ قَدَّرَهُ اللهُ عَلَيَّ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَنِيْ بِاَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰى۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بحث کی آدمؑ اور موسیٰؑ نے سو کہا موسیٰؑ نے اے آدم تو ہمارا باپ ہے تو نے ہم کو بے نصیب کیا اور ہم کو تو نے بہشت سے نکالا یعنی اگر تم گیہوں نہ کھاتے تو بہشت سے تم اور تمہارے فرزند نہ نکالے جاتے تو آدمؑ نے موسیٰؑ سے کہا کہ تو موسیٰؑ ہے کہ تجھ کو خدا نے اپنے کلام سے برگزیدہ کیا اور تجھ کو توریت اپنے دست قدرت سے لکھ دی کیا مجھ کو ملامت کرتا ہے اور الزام دیتا ہے اس کلام پر جو خدا نے میری تقدیر میں لکھا تھا چالیس برس میرے پیدا کرنے سے پہلے تو جیت گئے آدمؑ موسیٰؑ سے۔

**ف** پوری روایت مصابیح میں یوں ہے کہ گفتگو کی آدمؑ اور موسیٰؑ نے اپنے رب کے پاس تو غالب ہوئے آدمؑ موسیٰؑ پر۔ کہا موسیٰؑ نے تو ہی آدم ہے کہ تجھ کو خدا نے اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور اپنی روح تجھ میں پھونکی تھی اور فرشتوں سے تجھ کو سجدہ کرایا اور تجھ کو اپنی بہشت میں رکھا پھر تو نے اپنے گناہ سے لوگوں کو زمین پر گرایا۔ تو آدمؑ نے کہا تو ہی موسیٰؑ ہے کہ تجھ کو خدا نے اپنی پیغمبری اور اپنے کلام سے برگزیدہ کیا اور تجھ کو توریت دی جس میں ہر چیز کا مفصل بیان ہے اور تجھ کو مناجات کے واسطے اپنے نزدیک کرلیا سو بتلا تو خدا نے توریت کو میرے پیدا کرنے سے پہلے کتنے برس آگے لکھا تھا موسیٰؑ نے کہا چالیس برس۔ آدمؑ نے کہا کیا تو نے یہ مطلب بھی دیکھا کہ آدمؑ نے نافرمانی کی موسیٰؑ نے کہا کہ ہاں آدمؑ نے کہا پھر کیوں مجھ کو ملامت کرتا ہے اس کام کے کرنے پر جو میری تقدیر میں چالیس برس میری پیدائش سے آگے ٹھہر چکا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا سو جیت گئے آدمؑ موسیٰؑ سے۔

**ف** یہ گفتگو حضرت موسیٰؑ کے انتقال کے بعد عالمِ ارواح میں ہوئی اور جب تک حضرت آدمؑ اس عالم میں زندہ رہے قصور کو اپنی طرف نسبت کرتے رہے۔ اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آدمی اپنے گناہوں کو تقدیر کی طرف حوالہ کرکے آپ کو بے قصور سمجھے اس واسطے کہ عالم اجسام کا قیاس ارواح پر صحیح نہیں شیطان نے اپنے گناہ اس عالم میں تقدیر کی طرف نسبت کئے اور آپ کو بے قصور جانا اسی سبب سے ملعون اور مردود ہوا اور حضرت آدمؑ نے قصور کو اپنی طرف نسبت کیا اسی سبب سے مقبول اور محبوب ہوئے آدمیت اور بندگی ادب کا نام ہے اور بے ادبی شیطانی کام ہے۔ شعر

بندگی نبود بجز عجز و ادب ✿ بے ادب محروم شد از فضل رب

(۱۸۴۵) م عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِخَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ قَالَ وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ۔

مسلم میں عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مخلوقات کی تقدیریں اور اندازے لکھے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے، فرمایا کہ عرش خدا کا پانی پر تھا۔

**ف** جو کچھ خدا کو کرنا منظور تھا اس کو اول لوح محفوظ میں لکھا پھر اس کے موافق عالم کو بنایا اور معلوم ہوا کہ پانی کا وجود آسمان و زمین سے مقدم ہے۔

## اللہ تعالیٰ قلوب کو جدھر چاہتا ہے پھیر دیتا ہے

(۱۸۴۶) م عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو اِنَّ قُلُوْبَ بَنِيْ اٰدَمَ كُلَّهَا بَيْنَ اِصْبَعَيْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ كَقَلْبٍ وَّاحِدٍ يُصَرِّفُهُ حَيْثُ يَشَآءُ۔

مسلم میں عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر آدمیوں کے سب دل خدائے مہربان کے ایسے قابو میں ہیں جیسے ایک دل اس کو پھیرتا ہے جدھر چاہتا ہے۔

**ف** انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ یہ دعا بہت مانگتے تھے کہ اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر جمائے رکھ۔ سو میں نے کہا کہ یا حضرتؐ ہم آپ ایمان لائے ہیں، اسلام کے دین کو ہم سچ جانتے ہیں کچھ ہمارے بچلنے کا بھی آپ کو ڈر ہے جو آپ یہ دعا مانگا کرتے ہیں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی مسلمان کو نڈر نہ ہونا چاہیے خدا سے ڈرا کرے اور ایمان ثابت رہنے کی دعا مانگا کرے کہ مسلمان کو کافر ہونا اور کافر کو مسلمان ہونا کچھ دور نہیں۔

(۱۸۴۷) م عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ۔

مسلم میں عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی اے دلوں کے پھیرنے والے پھیر دے ہمارے دلوں کو اپنی طاعت پر۔

## ہر چیز تقدیر الٰہی سے ہوتی ہے

(۱۸۴۸) ق ابْنُ عُمَرَ كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ حَتّٰى الْعَجْزُ وَالْكَيْسُ اَوِ الْكَيْسُ وَالْعَجْزُ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہر ایک چیز خدا کی تقدیر سے ہے یہانتک کہ حمق اور عقلمندی بھی تقدیر سے ہے۔ راوی کو شک ہے کہ حضرتؐ نے اول عجز کا لفظ فرمایا یا کیس کا۔

**ف** یعنی جب ہر چیز تقدیر سے ٹھہری تو نادانی اور ہوشیاری بھی تقدیر سے ہے تو دانا کو لازم ہے کہ اپنی دانائی پر گھمنڈ نہ کرے۔ اپنی تدبیر اور کرتب کا اس میں دخل نہ سمجھے اور نادان پر نہ ہنسے بلکہ خدا کا شکر کرے کہ اس کو ہوشیار کیا، دیوانہ باؤلا نہیں کر ڈالا۔

## زنا وغیرہ کا جو حصہ مقرر ہو چکا ہے وہ پورا ہو کر رہیگا

(۱۸۴۹) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلٰى ابْنِ اٰدَمَ حَظَّهٗ مِنَ الزِّنَا اَدْرَكَ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ فَزِنَا الْعَيْنَيْنِ النَّظَرُ وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ وَالنَّفْسُ تَمَنّٰى وَتَشْتَهِيْ وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ اَوْ يُكَذِّبُهٗ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ خدا نے آدمی کے واسطے حرام کاری کا حصہ مقرر کیا ہے ضرور اس کو پائیگا سو آنکھ کی حرام کاری بیگانی عورت کو دیکھنا ہے اور زبان کی حرام کاری اس سے شہوت سے بات کرنا اور جی کی حرام کاری آرزو کرنا ہے اور چاہا کرنا ہے اور شرمگاہ کبھی اس کو سچا کر دیتی ہے اگر اس نے بھی حرام کاری کی یا کبھی اس کو جھوٹا کرتی ہے جو اس نے حرام کاری نہ کی۔

ف شہوت سے دیکھنے اور بات کرنے کو اس واسطے زنا فرمایا کہ یہ زنا کا وسیلہ اور سبب ہیں۔

## حضرت خضرؑ کا بچہ کو قتل کرنا حکمت پر مبنی تھا

(۱۸۵۰) ق اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ اِنَّ الْغُلَامَ الَّذِيْ قَتَلَهُ الْخَضِرُ طُبِعَ كَافِرًا وَلَوْ عَاشَ لَاَرْهَقَ اَبَوَيْهِ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا۔

بخاری اور مسلم میں ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بیشک جس لڑکے کو خواجہ خضرؑ نے مار ڈالا تھا وہ پیدائشی کافر تھا اور اگر جیتا رہتا تو اپنے ماں باپ کو بلا میں ڈالتا کفر اور نافرمانی سے۔

ف حضرت موسیٰؑ اور خضرؑ کا قصہ قرآن میں مذکور ہے اس کی طرف حضرتؐ نے اشارہ کیا یعنی خضرؑ نے جو لڑکے کو بحکم خدا مارا تھا بدون حکمت نہ تھا۔

## اللہ تعالیٰ نے جنت کے لئے ایک مخلوق پیدا کی ہے اور ایک دوزخ کیلئے

(۱۸۵۱) م عَايِشَةُ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْجَنَّةَ وَخَلَقَ النَّارَ فَخَلَقَ لِهٰذِهٖ اَهْلًا وَّلِهٰذِهٖ اَهْلًا۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر خدا نے بہشت پیدا کی اور دوزخ پیدا کی پھر اس کے واسطے بھی لوگ بنائے اور اس کے واسطے بھی۔

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بہشت اور دوزخ پیدا ہو چکیں ہیں اور یہی مذہب ہے اہلسنت کا۔

(۱۸۵۲) م عَايِشَةُ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ لِلْجَنَّةِ اَهْلًا خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِيْ اَصْلَابِ اٰبَاۗىِٕهِمْ وَخَلَقَ لِلنَّارِ اَهْلًا خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِيْ اَصْلَابِ اٰبَاۗىِٕهِمْ۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ خدا نے بہشت کے واسطے لوگ بنائے اسوقت ان کو بہشتی ٹھہرایا جب کہ وہ اپنے باپوں کی پشت میں تھے اور دوزخ کے واسطے لوگ بنائے اسوقت سے ان کو دوزخی ٹھہرایا جبکہ وہ اپنے باپوں کی پشت میں تھے۔

ف یعنی روز ازل میں بہشتی اور دوزخی خدا کے نزدیک مقرر ہو چکے تقدیر پر مسلمان ایمان لائے اس کے بھید کو دنیا میں تلاش نہ کرے آخرت میں اس کی وجہ معلوم ہوگی۔ دنیا شب تاریک ہے اندھیرے میں کچھ نظر نہیں آتا۔

ل امام مسلم نے حدیث مذکور اور ما بعد کو عنوان کی حدیثوں کو عنوان "ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے" میں ذکر کیا ہے (یسنی)

## عمر اور رزق میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی

(۱۸۵۳) م ابن مسعود قد سألت الله لآجالٍ مضروبةٍ وآيامٍ معدودةٍ وأرزاقٍ مقسومةٍ لن يعجّل شيئاً قبل حلّه ولن يؤخّر شيئاً عن حلّه ولو كنت سألت الله أن يعيذك من عذابٍ في النار أو عذابٍ في القبر كان خيراً أو أفضل. قاله لأم حبيبة رضي الله عنها لما سمعها تدعو وتقول اللهم متّعني بزوجي رسول الله وبأبي أبي سفيان وبأخي معاوية.

مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تو نے خدا سے مانگا ٹھہری ہوئی مدتوں اور گنے ہوئے دنوں اور بانٹی ہوئی روزیوں کو خدا ہرگز نہ جلدی لاوے گا کسی چیز کو اس کے ٹھہرے ہوئے وقت سے پہلے اور نہ ہر کسی چیز کو اس کے وقت معین سے تاخیر کریگا اور اگر تو خدا سے یہ بات مانگتی کہ تجھ کو دوزخ کے عذاب سے یا قبر کے عذاب سے بچاوے تو بہتر اور افضل ہوتا یہ حضرتؐ نے حضرت ام حبیبہؓ سے فرمایا جبکہ ان کو یوں دعا کرتے سنا کہ الٰہی مجھ کو برخوردار رکھ میرے خاوند کی طرف سے جو خدا کا رسول ہے اور باپ ابوسفیان کی طرف سے اور بھائی معاویہ کی طرف سے۔

**ف** یعنی موت اور زندگی اور رزق ہر ایک شخص کا خدا کے نزدیک خاص خاص مدت میں مقرر ہو چکا ہے وقت معین سے تقدیم یا تاخیر ممکن نہیں تو اس کے دعا کرنے کی کچھ حاجت نہیں کہ خود بخود ہوگا اگرچہ یہ سوال حرام نہیں لیکن ایماندار کو بہتر ہے کہ آخرت کے عذاب سے پناہ مانگے جس کے واسطے خدا رسول کا حکم ہے اور بندگی کی علامت ہے۔

## اللہ تعالیٰ نے جس قوم کو عذاب دیا تو پھر اسکی نسل کو باقی نہیں رکھا

(۱۸۵۴) م ابن مسعود إن الله لم يهلك قوماً أو يعذّب قوماً فيجعل لهم نسلاً وإن القردة والخنازير كانت قبل ذلك.

مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نے جس قوم کو مٹایا یا عذاب کیا پھر ان کی نسل کو باقی نہیں رکھا اور البتہ بندر اور سور اس سے پہلے بھی تھے۔

**ف** ایک شخص نے پوچھا کہ اگلی امت کو خدا نے بندر اور سور کر ڈالا تھا یہ بندر اور سور کیا انھیں کی اولاد ہیں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔

## اللہ کے یہاں قوی الایمان مومن ضعیف الایمان مومن سے بہتر ہے

(۱۸۵۵) م ابو هريرة المؤمن القوي خيرٌ وأحبّ إلى الله من المؤمن الضعيف وفي كلٍّ خيرٌ احرص على ما ينفعك واستعن بالله ولا تعجز وإن أصابك شيءٌ فلا تقل لو أني فعلت كان كذا وكذا ولكن قل قدر الله وما شاء

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کڑا ایماندار بہتر اور پیارا بہت ہے خدا کے نزدیک بودے اور سست ایماندار سے اور ہر ایک ایماندار میں خواہ مضبوط ہو خواہ سست بہتری ہے حرص کر تو اس پر جو تیرے کام آئے اور خدا سے مدد مانگ اور مت تھک اور اگر تجھ کو کوئی رنج اور مصیبت پہنچے تو یوں مت کہہ کہ اگر میں فلانا کام کرتا تو ایسا ایسا ہوتا ولیکن یوں کہہ کہ

فَعَلَ فَاِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ۔ یہ خدانے ٹھیرایا تھا اور اس نے جو چاہا سو کیا اس واسطے کہ اگر کہنا شیطانی کام کا دروازہ کھولتا ہے۔

خیر کی باتوں کی ترغیب اور سستی و کاہلی سے پرہیز

**ف** مضبوط ایمان دار خدا کو اس واسطے زیادہ پیارا ہے کہ وہ اپنے کامل یقین کے سبب سے دین کے کام پر نہایت مستعد رہتا ہے جہاد کرتا ہے نیک کام بتاتے اور برے کام سے روکنے میں کسی سے نہیں ڈرتا اور عبادت پر مستعد رہتا ہے کسی رنج اور تکلیف سے دین کے کام میں سست نہیں ہوتا بخلاف ضعیف ایماندار کے کہ اس سے دین کا کام بخوبی نہیں ہو سکتا پھر فرمایا کہ ہر چند مضبوط مسلمان سست سے بہتر ہے لیکن خیریت دونوں میں ہے اس واسطے کہ ایمان دونوں میں موجود ہے گو اس کا ایمان قوی ہے اور اس کا ضعیف۔ پھر حضرت نے عالی ہمتی پر رغبت دلائی اور سستی دور ہونے کا علاج فرمایا۔ یعنی ایماندار کو مناسب ہے کہ اپنے فائدے کے کاموں پر سرگرم ہو جائے اور اس کے سرانجام کی خدا سے مدد چاہے۔ دینی کام میں سست ہو کر نہ تھک رہے کہ خالی ہاتھ رہ جائے گا اس واسطے کہ دنیا اور دین کی محرومی کا اصل سبب سستی اور کاہلی ہے اور چونکہ آدمی رنج اور مصیبت سے خالی نہیں رہ سکتا سو اس کا بھی علاج فرمایا یعنی تکلیف میں یوں نہ کہے کہ اگر میں فلاں کام کرتا تو ایسا ہوتا یعنی رنج نہ ہوتا یا اگر فلانا شخص جہاد میں نہ جاتا تو زندہ رہتا بلکہ اس کو تقدیر پر حوالہ کرے تاکہ حسرت سے بچے اس واسطے کہ تقدیر کے مقابلے میں اگر بولنا شیطانی کام ہے کہ آدمی تقدیر کو بھول کر اسباب ظاہری پر بھروسہ کرتا ہے اور ناحق پچتا کر غم پر غم اٹھاتا ہے۔

## جو اللہ تعالیٰ نے مقدر فرما دیا وہ ہو کر رہے گا

(۱۸۵۶) **خ** اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَا تَسْئَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ مَا فِيْ صَحْفَتِهَا وَلْتَنْكِحْ فَاِنَّمَا لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا۔

بخاری میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا نہ مانگے عورت اپنی مسلمان بہن کی طلاق کو تا اونڈیل لیوے جو اس کے کونڈے اور پیالے میں ہے یعنی جو اسکو خاوند سے ملتا تھا سو آپ لیوے اور چاہیے کہ بدون شرط طلاق اس کے خاوند سے نکاح کرلے سو اسکو تو وہی ملیگا جو اس کی قسمت میں ہے۔[1]

**ف** یعنی جو عورت کہ بیوی والے مرد سے نکاح کرنا چاہے تو وہ پہلی بیوی کی طلاق نہ چاہے کہ اس کا مال سب مجھ کو ملے بلکہ اپنی قسمت پر راضی رہے۔

## وبا مومنین کے حق میں رحمت ہے

(۱۸۵۷) **ق** عَائِشَةُ كَانَ عَذَابًا يَبْعَثُهُ اللهُ عَلٰى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ فَجَعَلَهُ اللهُ رَحْمَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ مَا مِنْ عَبْدٍ يَكُوْنُ فِيْ بَلْدَةٍ يَكُوْنُ فِيْهِ وَيَمْكُثُ فِيْهِ لَا يَخْرُجُ مِنَ الْبَلْدَةِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ اَنَّهٗ لَا يُصِيْبُهٗ

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ وبا عذاب تھا اللہ اس کو بھیجتا تھا جس پر چاہتا تھا اپنے بندوں سے سو خدا نے اس وبا کو ایمانداروں کے واسطے رحمت کر ڈالا جو بندہ کہ کسی شہر میں ہوا اور اس میں وبا پڑی ہو اور وہ وہیں ٹھہرا رہے نہ نکلے شہر سے مضبوط رہے ثواب کی امید

[1] امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان "اللہ تعالیٰ کا ارشاد و کان امر اللہ قدرا مقدورا" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ اِلَّا کَانَ لَہٗ مِثْلُ اَجْرِ شَہِیْدٍ فَالَہٗ لِعَایِشَۃَ حِیْنَ سَاَلَتْہُ عَنِ الطَّاعُوْنِ ۔ ؎

رکھے جانتا ہو کہ وبا کا صدمہ بدون تقدیر الٰہی کے اس کو نہ پہنچے گا تو اس کو شہید کے برابر ثواب ملیگا حضرتؐ نے یہ حدیث حضرت عائشہؓ سے فرمائی جب کہ اُنھوں نے حضرتؐ سے وبا کا حال پوچھا۔

**ف** یعنی اگلی امت پر وبا عذاب تھی اور امت محمدی پر رحمت ہے جو کوئی وبا میں صبر کرے شہر سے نہ نکلے تقدیر کا اعتقاد رکھے اور وبا کے صدمے سے مرجائے تو وہ شخص شہیدوں میں لکھا جائیگا جس شہر میں وبا پڑے وہاں کے لوگوں کو وہاں سے نکلنا درست نہیں اور غیر شہر والوں کو اس شہر میں آنا نہ چاہیے۔

# علم کا بیان

## متشابہات قرآن میں کلام کرنے کی ممانعت

(۱۸۵۸) **ق** عَایِشَۃُ اِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَہَ مِنْہُ فَاُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ سَمَّی اللّٰہُ فَاحْذَرُوْھُمْ ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا مجھ سے کہ جب تو ان کو دیکھے جو پیچھے پڑے چلتے ہیں قرآن کی دھوکے والی آیتوں کے تو وہ لوگ وہی ہیں جن کا خدا نے قرآن میں نام لیا ہے تو ان سے بچو یعنی پرہیز کرو ان کی صحبت سے۔

**ف** قرآن کی آیتیں دو طرح کی ہیں محکم اور متشابہ۔ محکم وہ ہیں جن کا مطلب صاف کھلا ہے اور متشابہ وہ ہیں جن کا مطلب صاف نہیں۔ سو محکم آیتیں قرآن کی جڑ ہیں انھیں پر عمل کرنے کا حکم ہے اور متشابہ آیت کا کھوج کرنا اور اس کی اصل تہ کو دریافت کرنے کا حکم نہیں قرآن میں حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جن کے دلوں میں کپٹ اور گمراہی ہے وہی لوگ متشابہ آیات کا کھوج کرتے ہیں سو حضرتؐ نے فرمایا کہ جو متشابہ آیت کا کھوج کریں تو وہ لوگ انھیں کپٹ اور گمراہی والوں میں ہیں جن کا خدا نے قرآن میں نام لیا اور پتہ بتایا سو ان کی صحبت سے کنارہ کرو تا کہ ان کی بری صحبت کا اثر تم کو نہ ہوجائے۔ مسلمان پر واجب ہے کہ سب قرآن پر ایمان لائے محکم پر عمل کرے اور متشابہ آیت کا اصل مطلب خدا پر حوالہ کرے جس بات کو مالک حکمت والا منع کرے ہم کو کیا ضرور جو اس میں کھوج کریں اور خدا کے غضب میں گرفتار ہوں۔

(۱۸۵۹) **ق** اَبُوْ سَعِیْدٍ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَّذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰی لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْہُ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی قَالَ فَمَنْ ۔

اس امت کا یہود و نصاریٰ کی پوری پوری پیروی کرنا

بخاری اور مسلم میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ تم چلو گے اگلے لوگوں کی چالوں پر بالشت بالشت بھر اور ہاتھ ہاتھ بھر یہاں تک کہ اگر وہ سوسمار کے سوراخ میں گھسے ہوں گے تو تم بھی ان کی پیروی کرو گے۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ کیا یہود اور نصاریٰ کی چال پر چلیں گے آپ نے فرمایا اگر یہی نہیں تو پھر کون یعنی یہود و نصاریٰ ہی مراد ہیں انھیں کی چال پر چلو گے۔

**ف** فی الحقیقت جیسا حضرتؐ نے فرمایا ویسا ہی ہوا کہ اس امت کی عوام خلقت میں شرک اور بدعت

ؔ؎ امام بخاریؒ نے حدیث مذکور وعنوان اللہ تعالیٰ کا ارشاد قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

نہایت رائج ہو گئی۔ قبر پرستی اور پیر پرستی اور بداعتقادی علی العموم ظاہر ہے یہود نصاریٰ کے قدم بقدم ہو گئے بلکہ تعزیہ داروں اور پیر پرستوں نے ایسے اختراعات نکالے ہیں کہ یہود اور نصاریٰ کو بھی ہرگز نہیں سوجھے۔

## قرآن میں اختلاف کرنے کی ممانعت

(۱۸۶۰) م عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَمْرٍو اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِاخْتِلَافِهِمْ فِي الْكِتَابِ۔

مسلم میں عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جو لوگ تم سے آگے تھے صرف کتاب الٰہی میں اختلاف کرنے سے برباد ہوئے۔

ف عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ دو مرد مسجد میں قرآن کی ایک آیت میں اختلاف کرتے تھے حضرتؐ ان کی گفتگو سن کر غصہ ہوئے پھر یہ حدیث فرمائی۔ مطلب یہ کہ جب آیت کی قرأت دو طرح پر ثابت ہوئی تو اس میں اختلاف نہ کرے یہ نہیں کہ ایک کو تو مانے اور دوسری قرارت کا انکار کرے بلکہ دونوں کو مانے۔

(۱۸۶۱) ق جُنْدُبُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوْبُكُمْ فَاِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ۔

بخاری اور مسلم میں جندب بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ پڑھو قرآن کو جب تک تمہارے دل زبان سے موافقت کریں اور جب تمہارے دل اور زبان میں اختلاف پڑے تو اس سے اٹھ کھڑے ہو۔

ف یعنی قرأت قرآن حضور دل سے چاہئے اور جب دل پریشان ہوا تو صرف زبان سے پڑھنا بے لطف ہے بلکہ عجب نہیں کہ کثرت خیالات سے کچھ کا کچھ پڑھ جاوے۔

## علم کا اٹھ جانا اور جہل کا پھیل جانا قرب قیامت کی علامت ہے

(۱۸۶۲) ق عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَمْرٍو اِنَّ اللّٰہَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ النَّاسِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يَتْرُكْ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوْسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا علم کو اس طرح نہ اٹھالے گا کہ لوگوں سے علم نکال لے کھینچ کر لیکن علم اٹھائیگا عالموں کو اٹھا کر یہانتک کہ جب کسی عالم دیندار کو نہ چھوڑیگا تو لوگ جاہلوں کو عالم اور پیر مرشد ٹھہرائیں گے پھر وہی پوچھے جائیں گے یعنی انھیں جاہلوں سے لوگ مسئلہ پوچھیں گے سو وہ فتوے دیں گے مسئلہ بتائیں گے بے علمی اور نادانی سے سو آپ وہ گمراہ ہوئے اوروں کو گمراہ کیا۔

(۱۸۶۳) ق اَنَسٌ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يُّرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ وَيَفْشُوَ الزِّنٰى وَتُشْرَبَ الْخَمْرُ وَتَذْهَبَ الرِّجَالُ وَتَبْقَى النِّسَاءُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ امْرَاَةً قَيِّمٌ وَّاحِدٌ۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں سے یہ ہے کہ علم اٹھایا جائیگا یعنی علماء مرجائیں گے اور جہالت ظاہر ہو گی اور بدکاری پھیل جائیگی اور شراب پی جائے گی اور مرد جاتے رہیں گے اور عورتیں باقی رہیں گی یہانتک کہ پچاس عورتوں کا ایک خبر لینے والا رہ جائے گا۔

(۱۸۶۴) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَيَنْقُصُ الْعِلْمُ وَيُلْقَى الشُّحُّ وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّمَا هُوَ قَالَ الْقَتْلُ الْقَتْلُ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قریب ہو جائے گا زمانہ اور کم ہو جائے گا علم اور لوگوں پر بخیلی ڈالی جائے گی یعنی زکوٰۃ اور خیرات کی رسم جاتی رہے گی اور عالم میں فساد ظاہر ہوں گے اور کثرت سے ہرج ہوگا۔ اصحاب نے کہا یارسول اللہؐ ہرج کیا چیز ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ قتل قتل یعنی خونریزی کثرت سے ہوگی۔

ف قیامت کی نشانیاں اس حدیث میں ارشاد فرمائیں اور یہ جو فرمایا کہ زمانہ قریب ہو جائیگا یعنی قیامت کا زمانہ متصل ہو جائے گا یا یہ مطلب کہ رات اور دن چھوٹے چھوٹے معلوم ہوں گے۔

## جو نیکی کی طرف بلائیگا اس کو عمل کرنے والے کے برابر ثواب ملیگا

(۱۸۶۵) م اَبُوْهُرَيْرَةَ مَنْ دَعَا اِلَى الْهُدٰى كَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ دَعَا اِلٰى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اٰثَامِهِمْ شَيْئًا۔ ؂۱

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو خلق کو کسی نیک کام کی طرف بلائے گا تو اس کو ثواب ملے گا برابر ان کے ثواب کے جو نیک کام میں اس کے تابع ہوں گے اور بتانے والے کا ثواب کرنے والوں کے ثواب کو نہ گھٹائے گا یعنی دونوں کو پورا ثواب ملیگا یہ نہ ہوگا کہ کچھ بتانے والے کو ملے کچھ کرنے والوں کو اور جو گمراہی کی طرف لوگوں کو بلائے تو اس پر اتنا گناہ ہوگا جتنا اس کے کہنا ماننے والوں پر ہوگا گمراہ کرنے والے گناہ کرنے والوں کے گناہ کو نہیں گھٹائے گا یعنی دونوں کو برابر پورا گناہ ہوگا۔

## اس درخت کا ذکر جو مومن کے اوصاف کی طرح ہے

(۱۸۶۶) خ اِبْنُ عُمَرَ اِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَاِنَّهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ۔ ؂۲

بخاری میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ درختوں سے ایک ایسا درخت ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے اور البتہ وہ درخت مسلمان کی مثل ہے۔

ف عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایکبار حضرتؐ نے پوچھا کہ وہ کون درخت ہے کہ جس کے پتے نہیں جھڑتے اصحابؓ کا دھیان جنگلی درختوں میں گیا میرے دل میں آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے لیکن شرم سے کہہ نہ سکا پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے اور مراد اس سے مسلمان ہے کہ اس کا نقصان کسی طرح نہیں ہوتا راحت میں شکر کرتا ہے اور رنج میں صبر کرتا ہے تو اس کو دونوں طرح ثواب ہوتا ہے۔

---

؂۱ امام مسلمؒ نے حدیث مذکور کو عنوان اچھے برے طریقے رائج کرنے کا بیان میں ذکر کیا ہے۔

؂۲ امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان "حدثنا، اخبرنا، انبانا کے محل استعمال میں کچھ فرق نہیں" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

## طالبین دین کے حق میں بشارت

(۱۸۶۷) خ اَبُوْذَرٍّ وَاَبُوْهُرَيْرَةَ مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَّلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ بِهٖ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ۔ ؎

بخاری میں ابوذرؓ اور ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا جو راہ چلا علم دین کے سیکھنے کو خدا اس کی برکت سے اس پر بہشت کی راہ آسان کردیگا۔

**ف** یہ بہشت کی بشارت ہے طالب علم اور دیندار عالموں کے حق میں علم دین تفسیر حدیث فقہ ہے اور جو علم کہ تفسیر اور حدیث میں کام آئے جیسے علم صرف، نحو، فصاحت، بلاغت۔ وہ بھی علم دین میں داخل ہے جو نیت خالص ہو۔

## اللہ تعالیٰ کو جس کے ساتھ بھلائی منظور ہوتی ہے اسکو دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے

(۱۸۶۸) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس کے ساتھ خدا نیکی کیا چاہتا ہے تو اس کو دین میں سمجھ دیتا ہے شریعت کا بھید اس پر کھولتا ہے۔

## حضورؐ جو علم وھدایت لیکر آئے ہیں اس کی مثال

(۱۸۶۹) ق اَبُوْمُوْسٰى اِنَّ مَثَلَ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْهُدٰى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَصَابَ اَرْضًا فَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَيِّبَةٌ قَبِلَتِ الْمَاءَ وَاَنْبَتَتِ الْكَلَاَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيْرَ وَكَانَتْ مِنْهَا اَجَادِبُ اَمْسَكَتِ الْمَاءَ فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا مِنْهَا وَسَقَوْا وَزَرَعُوْا وَاَصَابَ طَائِفَةً مِّنْهَا اُخْرٰى اِنَّمَا هِيَ قِيْعَانٌ لَّا تُمْسِكُ مَاءً وَّلَا تُنْبِتُ كَلَاً فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ وَنَفَعَهُ اللّٰهُ بِمَا بَعَثَنِيْ بِهٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ وَمَثَلُ مَنْ لَّمْ يَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَاْسًا وَّلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللّٰهِ الَّذِيْ اُرْسِلْتُ بِهٖ۔ ؎

بخاری اور مسلم میں ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر کہاوت اس کی جس واسطے خدا نے مجھ کو اٹھایا ہے رہنمائی اور علم سکھانے کو جیسے کہاوت مینہ کی جو پہنچا زمین پر سو اس میں کی جو تھوڑی بہتر زمین تھی وہ پانی کو سوکھ گئی اور چارا اور بہت سا سبزہ جمایا اور اس زمین سے جو کڑی سخت تھی اس نے پانی کو سمیٹ رکھا یعنی جیسے تالاب اور جھیل سو خدا نے اس سے آدمیوں کو نفع پہنچایا پھر آدمیوں نے اس سے پانی پیا اور جانوروں کو پلایا اور کھیتوں کو سینچا اور جو کچھ دوسرے ٹکڑے زمین کو پانی پہنچا سو وہ چٹیل میدان ہے کہ نہ پانی کو روکے نہ چارا جماوے سو یہ کہاوت ہے اس کی جو خدا کے دین کو سمجھا اور خدا نے اس کو میری پیغمبری سے نفع دیا سو اس نے علم سیکھا اور غیر کو سکھایا اور کہاوت ہے اس کی جس نے ادھر کو سر نہ اٹھایا یعنی علم دین پر کچھ دھیان نہ کیا اور خدا کی ہدایت نہ لیا جس کے واسطے میں بھیجا گیا۔

**ف** یعنی پیغمبر کی ہدایت کا اور مینہ کا ایک حال ہے اسواسطے کہ زمین تین طرح پر ہے، آدمی بھی تین

---

؎ امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان کسی بات کے کہنے اور کرنے سے پہلے اس کا جاننا نہایت ضروری ہے" میں ذکر کیا ہے۔
؎ " یہ علم پڑھنے اور پڑھانے کی فضیلت" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

قسم کے ہیں ایک قسم زمین کہ جو عمدہ ہے اس میں پانی برسنے سے چارا سبزہ خوب جمتا ہے اسی طرح جو دانا لوگ ہیں وہ قرآن حدیث کو خوب سمجھتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں۔ دوسری قسم زمین کی وہ جس میں سبزہ نہیں جمتا لیکن پانی بھرا رہتا ہے تو ہر چند اس کو خود نفع نہیں لیکن اوروں کو فائدہ ہے اسی طرح بعضے آدمی وہ ہیں کہ علم دین ان کو دیا ہے لیکن تیز فہم نہیں جو اس میں سے مطالب نکالیں تو ان سے اوروں کو فائدہ ہے خود کو اتنا نہیں تیسری قسم زمین کی چٹیل میدان ہے کہ اس میں نہ پانی بھرتا ہے نہ سبزہ جمے۔ اسی طرح وہ لوگ ہیں جنھوں نے دین کی طرف کچھ دھیان نہ کیا، نہ خود کو نفع نہ غیر کو تو معلوم ہوا کہ ہدایت پیغمبر اور مینہ اپنی تاثیر میں خوب پورے ہیں اگر کسی آدمی اور زمین کو فائدہ نہ ہو تو اس کی استعداد اور لیاقت کا قصور ہے۔ شعر

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست ۔۔۔ در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

## اہل و عیال اور لونڈی کو تعلیم دینا نیک کام ہے

(۱۸۷۰) **ق** اَبُوْمُوْسٰی ثَلٰثَةٌ لَّهُمْ اَجْرَانِ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اٰمَنَ بِنَبِيِّهٖ وَاٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوْكُ اِذَا اَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيْهِ وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهٗ اَمَةٌ يَطَؤُهَا فَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَاْدِيْبَهَا وَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ۔

بخاری اور مسلم میں ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تین شخص ہیں جن کو دوہرا ثواب ہے ایک مرد تو اہل کتاب سے یعنی یہودی اور نصرانی جو ایمان لایا اپنے پیغمبر کا اور ایمان لایا محمدؐ کا۔ دوسرا وہ مملوک جس نے خدا کا حق اور اپنے مالکوں کا حق ادا کیا۔ تیسرا وہ مرد جس کے پاس ایک لونڈی تھی جس سے صحبت کرتا تھا پھر اس نے اس کو ادب سکھایا سو بہت اچھی طرح اس کو ادب سکھایا اور اس کو شرع کے حکم بتلائے سو اس کی اچھی طرح تعلیم کی پھر اس کو آزاد کیا بعد اس کے اس سے نکاح کر لیا تو اس کے واسطے دو ثواب ہیں یعنی ایک ثواب تعلیم کا اور آزادی کا، دوسرا ثواب نکاح کرنے کا۔

## حدیث نبویؐ کے سننے پر حرص کرنا بڑی عمدہ بات ہے

(۱۸۷۱) **خ** اَبُوْهُرَيْرَةَ لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اَنْ لَّا يَسْئَلُنِيْ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَحَدٌ اَوَّلَ مِنْكَ لِمَا رَاَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيْثِ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِّنْ قِبَلِ نَفْسِهٖ۔

بخاری میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ میں جان چکا تھا اے ابو ہریرہؓ کہ مجھ سے اس بات کو تجھ سے پہلے کوئی نہ پوچھے گا اس واسطے کہ میں دیکھ چکا تیری حرص کو بات کے دریافت کرنے پر۔ بڑا سعادتمند لوگوں میں میری شفاعت کے واسطے قیامت کے دن وہ شخص ہوگا جس نے لا الٰہ الا اللہ کو اپنے دل سے خالص ہو کر کہا۔

حضور کی شفاعت
چھ قسم کی ہے
شفاعت کا بیان

**ف** ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرتؐ سے پوچھا کہ یا حضرتؐ بڑا سعادتمند آپ کی شفاعت کا قیامت کے دن کون ہے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ابو ہریرہؓ حضرتؐ کی حدیث کے بڑے شوقین اور نہایت کھوجی تھے اسی سبب سے ہزاروں حدیث کی ان سے روایت ہے

سب احادیث شفاعت کی اگر غور کیجئے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرتؐ کی سفارش چھ طرح ہوگی اول شفاعت تو حشر کے وقت ہوگی یعنی جبکہ لوگ قبروں سے اٹھیں گے حساب کے پہلے میدان میں کھڑے کھڑے گرمی کی شدت سے گھبرائیں گے اور سب پیغمبر جواب دیں گے تو اس وقت حضرت بخشائیں گے اور حساب کتاب کرا کے اس مصیبت سے نجات دلائیں گے اس کا نام شفاعت کبریٰ ہے۔ یہ شفاعت حضرتؐ کو مخصوص ہے دوسرے کا اس میں دخل نہیں۔ دوسری شفاعت اس وقت ہوگی کہ کچھ لوگ جہنم کی طرف روانہ کئے جائیں گے اور حضرتؐ ان کی شفاعت کر کے راہ سے پھرا دیں گے اور تیسری شفاعت سے لوگ جہنم کے کنارے تک پہنچکر نجات پائیں گے اور چوتھی شفاعت سے جو لوگ دوزخ میں پڑ چکے ہیں نکالے جاتیں گے جن کے بدن سوائے سجدہ گاہ کے جل بھن گئے اور پانچویں شفاعت سے بہشتی لوگوں کے اور زیادہ درجے بلند ہوں گے اور چھٹی شفاعت سے ان لوگوں کے جنھوں نے حضرتؐ سے احسان کیا تھا کچھ عذاب میں تخفیف ہوگی۔ واللہ اعلم

## جس عورت کے تین بچہ گذر گئے وہ اس کیلئے دوزخ سے آڑ ہیں

(۱۸۷۲) خ اَبُوْهُرَيْرَةَ مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ ثَلَاثَةً مِّنَ الْوَلَدِ اِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِّنَ النَّارِ

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم میں سے ایسی کوئی عورت نہیں جو آگے بھیج چکی ہو تین لڑکے یعنی جس کے تین لڑکے مرگئے ہوں مگر وہ اس عورت کے اور دوزخ کے درمیان پردہ بن جائیں گے یعنی دوزخ سے بچائیں گے۔ [۱]

ف عورتوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ مرد آپ کی صحبت میں ہر دم حاضر رہتے ہیں اور دین سیکھتے ہیں تو ہمارے واسطے بھی کچھ باری مقرر کیجئے حضرتؐ نے ان کے واسطے بھی باری مقرر کی اور عورتوں سے یہ حدیث فرمائی۔ پھر ایک عورت نے کہا کہ یا حضرت اگر کسی کے دو لڑکے مرگئے ہوں حضرت نے فرمایا کہ وہ بھی دوزخ سے بچائیں گے۔

## حضورؐ کا ارشاد، حاضر غائب کو دین کی بات پہنچادے

(۱۸۷۳) ق اَبُوْشُرَيْحٍ الْخُزَاعِيُّ اِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ فَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يَّسْفِكَ بِهَا دَمًا وَّلَا يَعْضِدَ بِهَا شَجَرَةً فَاِنْ اَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقُوْلُوْا لَهُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذِنَ لِرَسُوْلِهٖ وَلَمْ يَاْذَنْ لَكُمْ وَاِنَّمَا اَذِنَ لِيْ فِيْهَا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ثُمَّ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْاَمْسِ وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ۔

بخاری اور مسلم میں ابو شریح سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر مکہ کو خدا نے حرام کیا ہے آدمیوں نے اس کو حرام نہیں کیا سو جو مرد کہ خدا کا اور قیامت کا ایمان رکھتا ہو وہ اس میں خون کو نہ بہاوے یعنی کسی کو نہ مارے اور مکے کا درخت نہ کاٹے اور اگر کوئی مکے میں خون کرنا درست جانے پیغمبر خدا کے قتل کرنے کی دلیل سے [illegible] اس سے کہدو کہ البتہ خدا نے اپنے رسول کو [illegible] دیا ہے اور تم کو حکم نہیں دیا اور مجھ کو بھی دن کی ایک ہی ساعت میں اجازت ہوئی پھر اس کی حرمت پلٹ آئی آج جیسے کل تھی اور چاہیے کہ جو لوگ اس وقت حاضر ہیں وہ غائب لوگوں کو یہ حکم پہنچادیں۔

[۱] امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان عورتوں کی تعلیم کیلئے کوئی دن مخصوص کرنا جائز ہے میں ذکر کیا ہے۔ (حشی)

## علمی باتوں کو لکھنا جائز ہے

حدیث قرطاس کا قصہ اور شیعوں کی تردید

(۱۸۷۴) **ق** اِبْنُ عَبَّاسٍ اِئْتُونِیْ بِکِتَابٍ اَکْتُبُ لَکُمْ کِتَابًا لَّنْ تَضِلُّوْا بَعْدَہٗ اَبَدًا **قَالَہٗ** فِیْ مَرَضِہٖ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میرے پاس کاغذ لاؤ کہ میں تمہارے واسطے نوشتہ لکھ دوں کہ اس تحریر کے بعد تم کبھی نہ بھٹکو۔ یہ حضرتؐ نے اپنے مرض الموت میں فرمایا۔

**ف** بخاری میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ پنجشنبے کے دن حضرتؐ کی بیماری سخت ہوئی اور درد غالب ہوا تو حضرتؐ نے فرمایا لاؤ میں تم کو کاغذ لکھ دوں کہ اس کے بعد تم ہرگز مختلف اور حیران نہ ہو تو اصحاب نے کاغذ لانے نہ لانے میں گفتگو کی۔ پھر اصحاب نے کہا کہ حضرتؐ کا کیا حال ہے، درد سے زبان کیلئے قابو ہو گئی ہے اس کو حضرتؐ سے تحقیق کر دو۔ پھر حضرتؐ سے اس بات کو تحقیق کرنے لگے تو حضرتؐ نے فرمایا اب مجھ کو نہ چھیڑو جس میں اب میں مشغول ہوں اس سے بہتر ہے جس کو تم پوچھتے ہو اور حضرتؐ نے ان کو تین چیز کی وصیت کی، ایک تو یہ کہ مشرکین کو عرب کے ٹاپو سے نکال دیجیو اور دوسری یہ کہ ایلچیوں سے سلوک کرنا جیسے میں کرتا تھا۔ راوی نے کہا تیسری چیز مجھ کو یاد نہیں رہی بعضے علماء نے کہا ہے کہ تیسری بات یہ تھی کہ اسامہ کا لشکر تیار کر کے شام میں بھیجو۔ اور بخاری میں ابن عباسؓ سے دوسری روایت یوں ہے کہ جب حضرتؐ نے کاغذ مانگا تو بعضے اصحاب نے کہا کہ حضرتؐ پر درد کی شدت ہے اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے ہم کو خدا کی کتاب کفایت کرتی ہے یعنی لکھنا چنداں ضرور نہیں اور بعضوں نے کہا کہ کاغذ لاؤ۔

**ف** شیعہ اس مقام میں عمر فاروقؓ پر طعنہ کرتے ہیں کہ انھوں نے کاغذ حضرتؐ کو نہ لکھنے دیا نافرمانی کی اور کہا کہ ہم کو قرآن کفایت کرتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تمہاری فہم کا قصور ہے عمر فاروق پر کوئی طعن کا مقام نہیں اس واسطے کہ اس وقت حضرتؐ کی کوٹھری میں اکثر اصحاب موجود تھے علی مرتضیٰ بھی ان میں شامل تھے اور حضرتؐ نے سب حاضرین سے کاغذ مانگا تھا اگر عمرؓ کاغذ نہ لائے تھے تو علیؓ کا ہاتھ کس نے پکڑا تھا حضرتؐ کے یہاں سوائے قرآن کے اور کسی چیز کے لکھنے کا دستور نہ تھا اور قرآن سب پورا ہو چکا تھا اسواسطے اصحاب کو تامل ہوا تھا اور بعد گفتگو کے حضرتؐ سے پوچھا لیکن حضرتؐ نے نہ فرمایا۔ اس سے صاف معلوم ہوا ہے کہ کوئی امر واجب نہ تھا اگر واجب ہوتا تو حضرتؐ سکوت نہ کرتے اس واسطے کہ تبلیغ احکام کی حضرتؐ پر واجب تھی علاوہ اس کے حضرتؐ بعد اس گفتگو کے پانچ دن زندہ رہے اگر لکھنا واجب ہوتا تو دوسرے وقت اس کو ضرور لکھوا دیتے بلکہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ جن تین چیزوں کی حضرتؐ نے وصیت کی انھیں کو لکھوانے اور یہ جو عمر فاروقؓ نے کہا کہ ہم کو قرآن کفایت کرتا ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ سوائے قرآن کے حضرتؐ کی حدیث کی بھی حاجت نہیں بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ سب کے بعد قرآن میں اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کی آیت اتری یعنی تمہارے دین کو پورا کر چکا یعنی اب کوئی تازہ حکم دین کا باقی نہیں رہا۔ قرآن اور حدیث میں دین کی تفصیل ہو چکی اس واسطے عمر فاروقؓ نے حضرتؐ کو عین شدت بیماری میں لکھوانے کی تکلیف دینا مناسب نہ سمجھا اس کو نافرمانی نہیں کہتے بلکہ یہ عین محبت اور خیر خواہی ہے اس واسطے کہ دستور ہے کہ بیماری میں اپنے بزرگ اور عزیز کو مشقت سے بچاتے ہیں چنانچہ اگر استاد بیمار ہو اور شاگرد کو سبق پڑھانے کے واسطے بلاتے تو شاگرد

بخیال اس کی تکلیف کے سبب سے انکار کرتا ہے یہ نافرمانی نہیں بلکہ سراسر محبت اور دلسوزی ہے۔ شعر

چشم بداندیش کہ برکندہ باد　　عیب نماید ہنرش درنظر

(۱۸۷۵) ق ابْنُ عَبَّاسٍ قُومُوا عَنِّي وَلَا يَنْبَغِي عِنْدِي التَّنَازُعُ وَيُرْوَى عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اٹھو میرے پاس سے اور لائق نہیں میرے پاس جھگڑا کرنا اور دوسری روایت یوں ہے کہ پیغمبر کے پاس جھگڑا کرنا نہیں

ف حضرتؐ نے مرض الموت میں دوات قلم مانگا بعضوں نے کہا لاؤ بعضوں نے کہا کچھ ضرور نہیں کہ حضرتؐ کو لکھانے میں تکلیف ہوگی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ باقی قصہ اوپر بیان ہوا۔

## جو سچے دل سے حضورؐ کی رسالت اور خدا کی توحید کا قائل ہوگیا اس پر دوزخ حرام ہے

(۱۸۷۶) ق أَنَسٌ مَا مِنْ أَحَدٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صِدْقًا مِنْ قَلْبِهٖ إِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی آدمی ایسا نہیں جو اس کی گواہی دیتا ہو اپنے سچے دل سے کہ کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے خدا کے اور بیشک محمدؐ اس کا بندہ اور اس کا رسول ہے مگر کہ خدا اس پر دوزخ حرام کرے گا۔

ف یعنی سچے ایماندار کو دوزخ سے نجات ہے۔

# ذکر کے آداب اور احکام

## ذکر الٰہی کی ترغیب

(۱۸۷۷) م أَبُوْ هُرَيْرَةَ سِيْرُوْا هٰذَا جُمْدَانُ سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ قَالُوْا وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الذَّاكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَالذَّاكِرَاتُ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ چلو یہ جمدان پہاڑ ہے بڑھ گئے اکیلے۔ اصحاب نے کہا یا حضرتؐ اکیلے کون ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا کی بہت یاد کرنے والے مرد اور عورتیں۔

ف حضرتؐ مکے کی راہ میں چلے جاتے تھے وہاں ایک پہاڑ نمود ہوا جس کا نام جمدان ہے۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ اس پہاڑ کے پاس کوئی پہاڑ نہیں یعنی جیسے یہ پہاڑ تنہا ہے اسی طرح خدا کی یاد کرنے والے اس کی یاد میں تنہائی دوست اور گوشہ گیر رہتے ہیں۔ ترمذی میں روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ لوگ وہ ہیں جو خدا کی یاد پر حریص اور فدا ہیں، یاد الٰہی ان کے گناہوں کے بوجھ اتار ڈالے گی تو وہ قیامت میں ہلکے پھلکے آویں گے۔

(۱۸۷۸) خ أَبُوْ هُرَيْرَةَ إِذَا تَلَقَّانِيْ عَبْدِيْ بِشِبْرٍ تَلَقَّيْتُهٗ بِذِرَاعٍ وَإِذَا تَلَقَّانِيْ بِذِرَاعٍ تَلَقَّيْتُهٗ بِبَاعٍ وَإِذَا تَلَقَّانِيْ بِبَاعٍ جِئْتُهٗ

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا خدا فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ میرے آگے بالشت بھر بڑھتا ہے تو میں اس کے آگے ہاتھ بھر بڑھتا ہوں اور جب وہ میرے آگے ہاتھ بھر بڑھتا ہے تو میں اس کے آگے دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ برابر

غ صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۴۱ (حبشی)

باسترع

پڑھتا ہوں اور جب وہ میرے آگے دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ برابر بڑھتا ہے تو میں اس کے پاس اس سے بھی زیادہ جلدی بڑھتا ہوں۔

**ف** یعنی جتنا بندہ خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس کا دوناچوگنا خدا بندے پر متوجہ ہوتا ہے اس کا مددگار ہو کر دین کے مشکل کام اس پر آسان کر دیتا ہے۔ اس حدیث میں نیک کاموں کی ترغیب ہے جن سے خدا کی نزدیکی حاصل ہوتی ہے۔

## دعا عزم اور بھروسہ کے ساتھ مانگنا چاہیئے

(۱۸۷۹) **ق** اَنَسٌ اِذَا دَعَا اَحَدُكُمْ فَلْيَعْزِمِ الْمَسْئَلَةَ وَلَا يَقُوْلَنَّ اَللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ فَاَعْطِنِيْ فَاِنَّهٗ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهٗ۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کوئی دعا کرے تو مانگنے میں مطلب حاصل ہونے کا یقین رکھے اور یوں نہ کہے اے خدا دے مجھ کو اگر تو چاہے اس واسطے کہ خدا پر کوئی جبر کرنے والا نہیں جو نہ کرنے دے یعنی اسکو قبول کرنے کیا چا[illegible]

## مصیبت کی وجہ سے موت کی آرزو کرنے کی ممانعت

(۱۸۸۰) **ق** اَنَسٌ لَا يَتَمَنَّيَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهٖ۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی موت کی آرزو نہ کیا کرے کسی رنج اور تکلیف سے جو اس پر آئی ہو۔

**ف** اس حدیث میں اتنا مطلب اور باقی ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر آرزو کرنا ضرور ہے تو یوں کہے کہ الٰہی زندہ رکھ مجھ کو جب تک زندگی میرے حق میں بہتر ہو اور موت مجھ کو دے جب میرے حق میں بہتر ہو۔

**ف** موت کی آرزو رنج دنیا کے سبب سے اس واسطے منع فرمائی کہ دلیل ہے بے صبری کی اور ناامیدی کی اور اگر فساد زمانے سے دین میں خلل پڑتا ہو تو موت کی آرزو کرنا درست ہے۔

## جو شخص خدا سے ملنا پسند کرتا ہے خدا بھی اس سے ملنا پسند کرتا ہے

(۱۸۸۱) **م** اَبُوْمُوْسٰی وَعَائِشَةُ مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ

مسلم میں ابوموسیٰ اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو خدا کا ملنا یعنی موت اور آخرت چاہتا ہے خدا اس کے ملنے کو چاہتا ہے اور جو برا جانے خدا کا ملنا خدا اس کے ملنے کو برا جانتا ہے۔

**ف** حضرت عائشہؓ یا کسی اور بی بی نے یہ حدیث سن کے کہا کہ موت تو سب کو بری معلوم ہوتی ہے حضرتؐ نے فرمایا اس کا یہ مطلب نہیں، بلکہ جب ایماندار مرتا ہے تو اس وقت فرشتے اس کو خدا کی رضامندی اور کرم کی خوشی سنا دیتے ہیں تو وہ موت کو دل سے چاہتا ہے اور خدا کا نہایت مشتاق ہوتا ہے تو خدا بھی اس کا ملنا چاہتا ہے اور کافر کو مرتے وقت عذاب الٰہی نظر آتا ہے تو وہ موت کو اور خدا کے ملنے کو برا جانتا ہے تو خدا بھی اس کا ملنا برا جانتا ہے یعنی زندگی میں جو موت بری اور مکروہ معلوم ہوتی ہے اس کا کچھ مضائقہ نہیں مرنے وقت کا اعتبار ہے۔ سو اس وقت ایماندار مشتاق ہوتا ہے اور کافر گھبراتا ہے اور یہ حدیث صحیح بخاری

سے صحیح مسلم ج۲ ص۳۴۳ بخاری ج۲ ص۹۶۳ (چشتی)

میں بھی ہے علامت صرف صحیح مسلم کی خطا ہے۔

(۱۸۸۲) ق عایشۃ لیس کذالک و لکن المؤمن اذا بشر برحمۃ اللہ و رضوانہ وجنتہ احب لقاء اللہ ف احب اللہ لقاءہ وان الکافر اذا بشر بعذاب اللہ وسخطہ کرہ لقاء اللہ وکرہ اللہ لقاءہ قالہ لھا حین قالت کلنا یکرہ الموت۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ یوں نہیں ولیکن ایماندار کو جب خدا کی رحمت اور رضامندی اور بہشت کی خوشی سنائی جاتی ہے یعنی مرتے وقت تو وہ خدا کے ملنے کو دوست رکھتا ہے اور خدا اس کے ملنے کو دوست رکھتا ہے اور البتہ کافر کو جب مرتے وقت عذاب الٰہی اور اس کے غصے کی خبر سنائی جاتی ہے تو وہ خدا کے ملنے کو یعنی موت کو برا جانتا تو خدا بھی اسکے ملنے کو برا جانتا ہے یہ حضرتؐ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا جبکہ حضرت عائشہؓ نے پوچھا تھا کہ یا حضرت ہم سب موت کو برا جانتی ہیں

ف یعنی زندگی میں موت کا برا جاننا معتبر نہیں مرتے وقت کا اعتبار ہے کہ ایماندار رحمتِ الٰہی کی بشارت سے خوشی سے مرتا ہے اور کافر عذاب کے ڈر سے گھبراتا ہے اور موت کو برا جانتا ہے۔

## ذکر دعا اور تقرب الی اللہ کی فضیلت

(۱۸۸۳) م ابوذر یقول اللہ عز و جل من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا او ازید ومن جاء بالسیئۃ فجزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا او اغفر ومن تقرب منی شبرا تقربت منہ ذراعا ومن تقرب منی ذراعا تقربت منہ باعا ومن اتانی یمشی اتیتہ ھرولۃ ومن لقینی بقراب الارض خطیئۃ لا یشرک بی شیئا لقیتہ بمثلھا مغفرۃ۔

مسلم میں ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ عز و جل فرماتا ہے کہ جو ایک نیکی لائیگا تو اس کو اس کا دس گنا ثواب ہے یا چاہوں تو اس سے بھی بڑھاؤں اور جو ایک بدی لائیگا تو بدی کا بدلا ایک ہی بدی ہے اسی کے برابر یا چاہوں تو بے بدلا لئے بخشدوں اور جو مجھ سے نزدیکی چاہے گا ایک بالشت برابر تو میں اس کا قرب ہاتھ بھر چاہوں گا اور جو میرا قرب ہاتھ برابر چاہے گا تو میں اس سے دو ہاتھ کے لنباؤ برابر قرب چاہوں گا اور جو میرے پاس قدم قدم چلتا آئیگا تو اس کی طرف میں جھپٹتا آؤنگا اور جو مجھ سے ملیگا تمام زمین کے برابر گناہ لیکر بشرطیکہ اس نے میرے ساتھ کسی چیز کا شرک نہ کیا ہو تو میں اس سے ملونگا اس کے گناہ کے برابر مغفرت اور بخشش لیکر۔

رحمتِ خدا کی وسعت کا بیان

ف اس حدیث میں کمال رحمت کا بیان ہے جس کا کچھ بیان نہیں ہو سکتا۔

(۱۸۸۴) ق ابوھریرۃ انا عند ظن عبدی بی وانا مع عبدی اذا ذکرنی۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان اور خیال کے پاس ہوں جیسا کہ گمان میرے ساتھ رکھے اور میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جس دم کہ مجھ کو یاد کرتا ہے۔

ف پوری روایت یوں ہے کہ اگر بندہ مجھ کو اپنے جی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کی اپنے جی میں یاد کرتا ہوں

اور اگر مجھ کو مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو اس مجمع میں یاد کرتا ہوں جو اس کے مجمع سے بہتر ہے یعنی اس کا ذکر فرشتوں اور ارواحِ انبیاء میں کرتا ہوں۔ اس حدیث میں ذکر کی فضیلت ہے اور نیک عمل کی ترغیب ہے جس سے حسنِ ظن خدا سے حاصل ہو اور یہ نہیں کہ گناہوں پر تو اڑ جائے اور یوں کہے کہ خدا مجھ کو ضرور بخشے گا اس واسطے کہ اس کا نام رجا اور حسنِ ظن نہیں بلکہ یہ باطل آرزو اور شیطانی وسواس ہے جیسے کوئی بدون جوتے ہوئے خرمن کی آرزو رکھے تو سودائی اور دیوانہ گنا جائے گا۔

## دنیا میں عذاب طلب کرنے کی ممانعت

(۱۸۸۵) م اَنَسٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ لَا تُطِيقُهُ وَلَا تَسْتَطِيعُهُ وَيُرْوَى لَا طَاقَةَ لَكَ بِعَذَابِ اللّٰهِ اَفَلَا قُلْتَ اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ قَالَهُ لِرَجُلٍ عَادَهُ فَدَعَا اللّٰهَ بِهِ فَشَفَاهُ۔

دونوں جہان میں بھلائی مانگنے کی دعا کرنی چاہئے

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ سبحان اللہ تو عذابِ الٰہی کو نہ اٹھا سکے گا اور دوسری روایت یوں ہے کہ تجھ کو عذابِ الٰہی کی طاقت نہیں تو نے یوں کیوں نہ کہا کہ الٰہی ہم کو دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی اور ہم کو بچا دوزخ کے عذاب سے۔ یہ حضرتؐ نے اس مرد سے فرمایا جس کی بیمار پرسی کو تشریف لیگئے تھے پھر اس نے یہی دعا مانگی سو خدا نے اس کو شفا بخشی۔

ف حضرتؐ ایک مسلمان کی بیمار پرسی کو تشریف لے گئے وہ نہایت ناتوان ہو گیا تھا جیسے مرغی کا چوزہ۔ سو حضرتؐ نے اس سے فرمایا کہ تو نے کچھ دعا تو نہیں کی ہے اس نے کہا ہاں میں صحت میں یہ دعا کیا کرتا تھا کہ الٰہی جو مجھ کو آخرت میں میرے اوپر عذاب کرنا ہو سو دنیا میں جلد مجھ پر کر لے۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی آدمی کو عذابِ الٰہی کی طاقت نہیں نہ دنیا میں طاقت ہے نہ آخرت میں۔ دنیا کی تکلیف تو نے اپنے منہ سے کیوں مانگی پھر اس کو دین اور دنیا کی خیریت کی دعا تعلیم کی چنانچہ اس کو اسی دعا سے صحت ہو گئی۔

## مجالسِ ذکر کی فضیلت

(۱۸۸۶) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً يَطُوْفُوْنَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّكْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا يَّذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوْا اِلٰى حَاجَتِكُمْ قَالَ فَيَحُفُّوْنَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَاِذَا تَفَرَّقُوْا عَرَجُوْا اِلَى السَّمَاءِ قَالَ فَيَسْئَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ مِنْهُمْ مِنْ اَيْنَ جِئْتُمْ فَيَقُوْلُوْنَ جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادِكَ فِي الْاَرْضِ قَالَ فَيَسْئَلُهُمْ رَبُّهُمْ

ذکرِ الٰہی کی فضیلت اور اللہ والوں کی صحبت کی برکت

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر خدا کے فرشتے ہیں کہ گھومتے پھرتے ہیں راہوں میں ڈھونڈتے ہیں خدا کی یاد کرنے والوں کو پھر جب پاتے ہیں اس گروہ کو جو خدا کو یاد کرتے ہیں تو آپس میں پکارتے ہیں جلد آؤ اپنے مطلب کو۔ حضرتؐ نے فرمایا سو ان کو وہ ڈھانپ لیتے ہیں اپنے پروں سے پہلے آسمان تک۔ جب لوگ ذکر کر کے جدا ہو جاتے ہیں تو فرشتے آسمان پر چڑھ جاتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا پھر ان سے ان کا رب پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان کا حال ان سے زیادہ جانتا ہے کہ تم کدھر سے آئے تو وہ کہتے ہیں ہم تیرے بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو زمین پر ہیں حضرتؐ نے فرمایا پھر ان کا رب ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ

وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ مِنْهُمْ مَا يَقُولُ عِبَادِي
قَالُوا يُسَبِّحُونَكَ وَيُكَبِّرُونَكَ وَ
يَحْمَدُونَكَ وَيُهَلِّلُونَكَ وَيُمَجِّدُونَكَ
قَالَ فَيَقُولُ هَلْ رَاَوْنِي قَالَ
فَيَقُولُونَ لَا وَاللّٰهِ مَا رَاَوْكَ قَالَ
فَيَقُولُ كَيْفَ لَوْ رَاَوْنِي قَالَ
فَيَقُولُونَ لَوْ رَاَوْكَ كَانُوا اَشَدَّ لَكَ
عِبَادَةً وَاَشَدَّ لَكَ تَمْجِيدًا وَ
اَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيحًا قَالَ فَيَقُولُ فَمَا
يَسْئَلُونَنِي قَالُوا يَسْئَلُونَكَ الْجَنَّةَ
قَالَ فَيَقُولُ وَهَلْ رَاَوْهَا قَالَ
يَقُولُونَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَاَوْهَا
قَالَ فَيَقُولُ فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا قَالَ
يَقُولُونَ لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا كَانُوا
اَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا وَاَشَدَّ لَهَا
طَلَبًا وَاَعْظَمَ فِيهَا رَغْبَةً قَالَ
فَمِمَّا يَتَعَوَّذُونَ قَالَ يَقُولُونَ
مِنَ النَّارِ قَالَ يَقُولُ وَهَلْ رَاَوْهَا
قَالَ يَقُولُونَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا
رَاَوْهَا قَالَ يَقُولُ فَكَيْفَ
لَوْ رَاَوْهَا قَالَ يَقُولُونَ لَوْ اَنَّهُمْ
رَاَوْهَا كَانُوا اَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا
وَاَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً قَالُوا وَيَسْتَغْفِرُونَكَ
قَالَ فَيَقُولُ فَاُشْهِدُكُمْ اَنِّي قَدْ
غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ يَقُولُ مَلَكٌ
مِنَ الْمَلَائِكَةِ رَبِّ فِيهِمْ فُلَانٌ
لَيْسَ مِنْهُمْ اِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ قَالَ
هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى جَلِيسُهُمْ

ان کا حال ان سے زیادہ جانتا ہے کہ کیا کہتے ہیں میرے بندے
فرشتے کہتے ہیں کہ سبحان اللہ کہتے ہیں یعنی ہر عیب اور نقصان سے
تجھ کو پاک جانتے ہیں اور اللہ اکبر کہتے ہیں یعنی تجھ کو سب سے بڑا
جانتے ہیں اور الحمد للہ کہتے ہیں یعنی تیری خوبیاں بیان کرتے ہیں
اور لا الہ الا اللہ کہتے ہیں یعنی تیرے سوائے کسی کو لائق بندگی
کے نہیں جانتے اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہتے ہیں یعنی بدون
تیری مدد کے اپنا کسی بات میں اختیار نہیں جانتے تیری بڑائی
بیان کرتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا پھر خدا فرماتا ہے کہ کیا انھوں
نے مجھ کو دیکھا ہے حضرتؐ نے فرمایا پھر فرشتے کہتے ہیں خدا
کی قسم نہیں دیکھا ہے حضرتؐ نے فرمایا پھر خدا فرماتا ہے کیا ان کا
حال ہو جو مجھ کو دیکھیں حضرتؐ نے فرمایا سو وہ کہتے ہیں اگر
وہ تجھ کو دیکھیں تو تیری بہت بندگی کریں اور نہایت تیری
بڑائی بیان کریں اور بہت تیری پاکی بیان کریں حضرتؐ نے کہا
پھر حق تعالیٰ فرماتا ہے سو وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں فرشتے کہتے
ہیں کہ وہ بہشت مانگتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا کیا انھوں نے
بہشت کو دیکھا ہے حضرتؐ نے فرمایا فرشتے کہتے ہیں قسم خدا کی
اے رب اس کو نہیں دیکھا ہے حضرتؐ نے فرمایا پھر حق تعالیٰ
فرماتا ہے سو ان کا کیا حال ہو جو اس کو دیکھیں حضرتؐ نے فرمایا
فرشتے کہتے ہیں کہ اگر وہ اس کو دیکھ پائیں تو اس کے بڑے لالچی
بن جائیں اور بہت اس کو مانگیں اور نہایت اس کی خواہش کریں
خدا فرماتا ہے پھر کس سے پناہ مانگتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا فرشتے
کہتے ہیں دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا حق تعالیٰ
فرماتا ہے کہ کیا انھوں نے دوزخ کو دیکھا ہے حضرتؐ نے فرمایا
فرشتے کہتے ہیں خدا کی قسم اے رب انھوں نے نہیں دیکھا ہے
حضرتؐ نے فرمایا خدا فرماتا ہے سو کیا حال ہو جو اس کو دیکھیں
حضرتؐ نے فرمایا فرشتے کہتے ہیں اگر وہ دوزخ کو دیکھیں تو بہت
اس سے بھاگیں اور بہت اس سے ڈریں فرشتوں نے کہا کہ تجھ سے
وہ گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا پھر حق تعالیٰ فرماتا
سو تم کو میں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان کو بخشا حضرتؐ نے فرمایا

کہ ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ اے رب ان میں تو فلاں آدمی بھی تھا وہ اس گروہ میں نہیں صرف اپنے کسی کام کو آیا تھا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے ساتھ کو بیٹھنے والا بدبخت نہیں ہوتا یعنی ان کے پاس بیٹھنے کی برکت سے وہ بھی بخشا گیا اگرچہ وہ ذاکر نہ تھا۔

ف اس حدیث سے ذکر الٰہی کی نہایت بڑائی ثابت ہوئی اور اولیاء کی، اور جو رات دن ذکر خدا میں رہتے ہیں ان کی نہایت بزرگی معلوم ہوئی اور ثابت ہوا کہ نیکوں کی صحبت آخرت میں کام آئے گی۔

## حضورؐ کی ایک دعا

(۱۸۸۷) ق اَنَسٌ اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ كَانَ هٰذَا اَكْثَرَ دُعَائِهٖ۔ [1]

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی ہم کو دنیا میں بہتری اور بھلائی دے اور آخرت میں بہتری اور بھلائی اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے اس دعا کو حضرتؐ اکثر کیا کرتے تھے۔

ف دنیا کی بہتری صحت اور بقدر حاجت کے روزی اور ایمان اور نیک عمل کی توفیق اور سب مکروہات سے پناہ اور آخرت کی بہتری ثواب اور ترقی درجات اور دیدار الٰہی علی مرتضیٰ سے روایت ہے کہ دنیا کی بہتری نیکبخت عورت اور آخرت کی بہتری حور ہے اور دوزخ کے عذاب سے مراد کمبخت عورت ہے اس دعا میں دین اور دنیا کے سب مطلب داخل ہیں اس واسطے حضرت اس دعا کو اکثر اوقات پڑھا کرتے تھے۔

## لا الٰہ الا اللہ اور سبحان اللہ پڑھنے کی فضیلت

(۱۸۸۸) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ وَحِيْنَ يُمْسِيْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ مِائَةَ مَرَّةٍ لَمْ يَاْتِ اَحَدٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهٖ اِلَّا اَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ اَوْ زَادَ عَلَيْهِ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو صبح و شام الحمد للہ و بحمدہ سو بار پڑھا کریگا تو قیامت کے دن اس سے بہتر کوئی عبادت نہ لائیگا مگر وہی شخص جو پڑھا کیا ہو اسی کی طرح یا اس پر کچھ بڑھ کے یعنی اس کے پڑھنے والے کے برابر وہی شخص ہے جو سبحان اللہ و بحمدہ کو سو بار یا زیادہ پڑھتا ہوگا اس کے سوائے اور کوئی اس کے برابر نہیں سبحان اللہ کیا رتبہ ہے سبحان اللہ و بحمدہ کے پڑھنے کا۔

(۱۸۸۹) ق اَبُوْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيُّ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ عَشْرَ مِرَارٍ كَانَ كَمَنْ اَعْتَقَ اَرْبَعَةَ اَنْفُسٍ مِّنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِيْلَ۔

بخاری اور مسلم میں ابوایوبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو لا الٰہ الا اللہ سے قدیر تک دس بار پڑھے گا تو اس کا ثواب اس کے برابر ہوگا جس نے چار غلام حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد سے آزاد کئے معنی اس کے یہ کہ نہیں کوئی سوائے خدا کے لائق بندگی کے وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں اسی کی پادشاہی ہے اور اسی کو سب خوبیاں اور وہ ہر چیز کر سکتا ہے۔

[1] روایت مذکورکے الفاظ میں تقدم و تاخر ہوگیا ہے۔ (چشتی)

**ف** غلام کوئی ہو اس کے آزاد کرنے میں ثواب ہے لیکن حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد ذات میں سب سے افضل ہے تو ان کے آزاد کرنے میں زیادہ تر ثواب ہے۔ اس حدیث سے کلمہ توحید کی فضیلت اور حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد یعنی عرب کی شرافت ثابت ہوئی۔

(۱۸۹۰) **ق** اَبُوْهُرَيْرَةَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهٗ عِدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَتْ لَهٗ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهٗ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ وَلَمْ يَأْتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهٖ اِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ اَكْثَرَ مِنْهُ وَمَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو کلمہ توحید کو ایک دن سو بار پڑھے تو اس کو دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا اور سو نیکیاں اس کیلئے لکھی جائیں گی اور سو برائیاں اس کی مٹائی جائیں گی اور اس دن شام تک اسکو شیطان سے پناہ رہے گی اور اس سے بہتر کوئی نہیں مگر جس نے کہ اس سے زیادہ پڑھا اور جو سبحان اللہ وبحمدہ کو ایک دن میں سو بار پڑھا کریگا اس کے گناہ جھیل ڈالے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ برابر ہوں یعنی اگرچہ بہت ہوں معاف ہوں گے۔

(۱۸۹۱) **م** سَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَيَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَكْسِبَ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ اَلْفَ حَسَنَةٍ فَسَأَلَهٗ سَائِلٌ مِنْ جُلَسَائِهٖ كَيْفَ يَكْسِبُ اَحَدُنَا اَلْفَ حَسَنَةٍ قَالَ يُسَبِّحُ مِائَةَ تَسْبِيْحَةٍ فَيُكْتَبُ لَهٗ اَلْفُ حَسَنَةٍ اَوْ يُحَطُّ عَنْهُ اَلْفُ خَطِيْئَةٍ وَيُرْوٰى وَيُحَطُّ۔

مسلم میں سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا ہر ایک تم میں سے عاجز ہے اس سے کہ ہر روز ہزار نیکیاں کما کرے پھر حضرتؐ کے پاس بیٹھنے والوں میں سے ایک شخص نے پوچھا کیونکر ہو سکے کہ کوئی ہم میں سے ہزار نیکیاں حاصل کرے حضرتؐ نے فرمایا کہ سو بار سبحان اللہ پڑھے تو اس کے واسطے ہزار نیکیاں لکھی جائیں یعنی اگر وہ نیک ہے یا ہزار گناہ اس کے گرائے جائیں یعنی اگر وہ گنہگار ہے۔

سو بار سبحان اللہ کہنے کا ثواب

**ف** سو بار سبحان اللہ پڑھنے سے ہزار نیکیاں اسواسطے ہوئیں کہ خدا نے ایک نیکی کا دس گنا ثواب مقرر کیا ہے تو سو کا دہ چند ہزار ہوا

(۱۸۹۲) **ق** اَبُوْهُرَيْرَةَ كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ دو بول ہیں زبان پر ہلکے تول میں بھاری رحمٰن کے نزدیک پیارے۔ ایک تو سبحان اللہ وبحمدہ دوسرا سبحان اللہ العظیم۔

(۱۸۹۳) **م** طَارِقُ بْنُ اَشْيَمَ قُلِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ فَاِنَّ هٰؤُلَاءِ تَجْمَعُ لَكَ دُنْيَاكَ

مسلم میں طارق بن اشیمؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا یہ دعا پڑھ کر اللھم اغفرلی وارحمنی وعافنی وارزقنی یعنی الٰہی مجھ کو بخش اور مجھ پر رحم کر اور مجھ کو عافیت اور چین میں رکھ

یہ کلمات دین کی جامع دعا

وَاخِرَتَكَ قَالَهُ لِرَجُلٍ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ اَقُوْلُ حِيْنَ اَسْئَلُ رَبِّيْ۔

اور مجھ کو روزی دے سو مقرر یہ لفظیں تیرے دین اور دنیا کی بہتری کی جامع ہیں۔ یہ حضرتؐ نے اس مرد سے فرمایا جس نے کہا یارسول اللہ میں کیونکر کہا کروں جبکہ اپنے رب سے سوال کیا کروں

(۱۸۹۴) م سَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ قَالَ فَهٰٓؤُلَآءِ لِرَبِّيْ فَمَا لِيْ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَعَافِنِيْ شَكَّ الرَّاوِيْ فِيْ عَافِنِيْ قَالَهٗ لِاَعْرَابِيٍّ جَآءَهٗ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ كَلَامًا اَقُوْلُهٗ۔

کلمات توحید و تمجید کی تعلیم

مسلم میں سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ یوں کہا کر کہ سوائے خدا کے کوئی پرستش کے لائق نہیں وہ اکیلا مالک ہے اس کا کوئی شریک نہیں خدا سب سے بزرگتر بڑائی والا اور سب تعریفیں بہت سی خوبیاں خدا ہی کے واسطے ہیں پاک ہے خدا جہان کا مالک نہ گناہ سے بچاؤ نہ بندگی کی طاقت بدون خدا کی مدد کے جو سب پر غالب حکمت والا ہے۔ اس جنگلی آدمی نے کہا کہ یہ تو خدا کی تعریفیں ہوئیں پھر مجھ کو کیا۔ یعنی میرے فائدے کی چیز کچھ فرمایئے حضرتؐ نے فرمایا یوں کہا کر کہ الٰہی مجھ کو بخش دے مجھ پر رحم کر اور مجھ کو ٹھیک راہ پر چلا اور مجھ کو روزی دے اور مجھ کو عافیت میں رکھ۔ راوی کو شک ہے کہ حضرتؐ نے عافنی کا لفظ فرمایا یا نہیں یہ حضرتؐ نے اس جنگلی آدمی سے فرمایا جو حضرتؐ کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ اے خدا کے پیغمبر مجھ کو کوئی ایسا کلام سکھایئے جس کو میں کہا کروں۔

(۱۸۹۵) م اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَاَنْ اَقُوْلَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ۔

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ سبحان اللہ اور الحمد للہ اور لا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر کا کہنا میرے نزدیک ساری دنیا سے زیادہ پیارا ہے جس پر آفتاب کی چمک پڑتی ہے۔

## تلاوتِ قرآن اور ذکر الٰہی کیلئے جمع ہونے کی فضیلت

(۱۸۹۶) م اَبُوْ سَعِيْدٍ اَمَا اِنِّيْ لَمْ اَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَّكُمْ وَلٰكِنَّهٗ اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّ اللّٰهَ يُبَاهِيْ بِكُمُ الْمَلٰٓئِكَةَ قَالَهٗ حِيْنَ خَرَجَ عَلٰى حَلْقَةٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ مَا اَجْلَسَكُمْ قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ وَنَحْمَدُهٗ عَلٰى مَا هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَمَنَّ بِهٖ عَلَيْنَا قَالَ اٰللّٰهِ مَا اَجْلَسَكُمْ

مسلم میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا خبردار ہو کہ میں نے تم سے بدگمان ہو کر تم کو قسم نہیں دلائی لیکن میرے پاس جبرئیل آیا اس نے مجھ کو خبر دی کہ البتہ خدا تمہارے سبب سے فرشتوں سے فخر کرتا ہے یہ حضرتؐ نے اسوقت فرمایا جبکہ حضرتؐ اپنے اصحاب کی محفل پر گذرے تو فرمایا کہ کس چیز نے تم کو بٹھایا اصحاب نے کہا ہم بیٹھے خدا کی یاد کرتے ہیں اور اس کی تعریف کرتے ہیں کہ اس نے ہم کو اسلام کی راہ بتائی اور اس کے سبب سے ہم پر احسان کیا حضرتؐ نے فرمایا تم کو خدا کی قسم ہے کہ تم کو اس کے

إِلَّا ذَاكَ قَالُوْا اللّٰهِ مَا اَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ۔

سوا اور کسی کام نے تو نہیں بٹھایا۔ صحابہ نے کہا خدا کی قسم ہم کو سوا یاد الٰہی کے اور کسی کام نے نہیں بٹھایا۔

**ف** معمول ہے کہ کمال خوشی میں کبھی اپنے دوست سے یقینی بات کو قسم دلا کر پوچھتے ہیں تاکہ دوبارہ تازہ خوشی حاصل ہو۔ اسی قسم کی حضرتؐ نے اصحاب کو قسم دلائی پھر کمال شفقت سے فرمایا کہ میرا قسم دلانا بدگمانی کے سبب سے نہیں کہ اصحاب کو رنج نہ ہو اور یہ جو فرمایا کہ ذاکروں سے فرشتوں میں خدا فخر کرتا ہے یعنی ان کی خوبی اور کثرت ثواب بیان کرتا ہے کہ باوجودیکہ بنی آدم شہوت اور غضب کے جال میں گرفتار ہیں پھر بھی میری یاد سے غافل نہیں ہوتے۔ اس حدیث سے ذکر کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی۔

(١٨٩٧) م اَبُوْهُرَيْرَةَ مَنْ اَبْطَأَ بِهٖ عَمَلُهٗ لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس کے ساتھ اس کے عمل نے دیر لگائی اسکے ساتھ اسکا نسب کچھ شتابی نہ کر سکیگا۔

**ف** یعنی بدون نیک عمل کے ذات کچھ کام نہ آئیگی۔ ع بندگی باید پیمبر زادگی منظور نیست۔

(١٨٩٨) م اَبُوْهُرَيْرَةَ مَنْ فَرَّجَ عَنْ اَخِيْهِ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ الدُّنْيَا فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو اپنے بھائی مسلمان کی مشکل آسان کرے دنیا کی مشکلوں سے تو اللہ اس کی مشکل آسان کرے گا قیامت کی مشکلوں سے۔

(١٨٩٩) م اَبُوْهُرَيْرَةَ لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَّذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو لوگ بیٹھے ہیں خدا کے ذکر کرنے اور یاد کرنے کو تو ان کو فرشتے چاروں طرف کو گھیر لیتے ہیں اور خدا کی رحمت ان کو چھپا لیتی ہے اور ان پر آرام اور چین اترتا ہے اور خدا ان کا ذکر کرتا ہے ان میں جو خدا کے پاس ہیں یعنی فرشتوں اور پیغمبروں کی روحوں میں۔

**ف** یعنی ذکر خدا کی اتنی بڑی فضیلت ہے کہ ذکر کرنے والوں کو چاروں طرف سے فرشتے گھیر لیتے ہیں تاکہ ذکر کی برکت میں شریک ہوں اور خدا کی بے شمار رحمت ان پر نازل ہوتی ہے اور دل میں لذت اور چین حاصل ہوتا ہے اور عرش پر ان کا ذکر خدا کرتا ہے کہ فلانے میرے بندے ایسے ہیں جو مجھ کو یاد کرتے ہیں۔ زہے قسمت ذکر کرنے والوں کی اور زہے قدردانی خدا کی۔ قرآن اور حدیث پڑھنا خدا کا نام لینا لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنا، درود اور کلمہ پڑھنا، نماز پڑھنا یہ سب ذکر میں داخل ہے۔

## کثرت سے استغفار کرنا چاہیے

(١٩٠٠) م اَلْاَغَرُّ الْمُزَنِيُّ اِنَّهٗ لَيُغَانُ عَلٰى قَلْبِيْ وَاِنِّيْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ۔

مسلم میں اغر مزنی سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا ایک بار ایک پردہ میرے دل پر ہو جاتا ہے اور میں خدا کی ہر روز سو بار مغفرت مانگتا ہوں۔

**ف** بعضے عالموں نے یوں کہا ہے کہ ہر دم خدا کی حضوری حضرتؐ کی شان تھی لیکن امت کے سمجھانے بجھانے سے اس حالت میں کچھ فرق ہو جاتا تھا اس واسطے حضرتؐ سو بار استغفار کرتے تھے۔ اس حدیث سے

معلوم ہوا کہ جب حضرتؐ کو استغفار کرنے کی حاجت تھی تو اوروں کو اگرچہ ولی کامل ہوں زیادہ تر ضرور ہے استغفار کرنا اور اپنی غفلت پر رونا

## جب سورج مغرب سے نکلے گا تو پھر توبہ کے دروازے بند ہوجائینگے

(۱۹۰۱) م ابوہریرۃ من تاب قبل طلوع الشمس من مغربها تاب الله علیه[له]

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو توبہ کرے پچھم سے سورج نکلنے کے پہلے تو خدا اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔

ف قیامت سے پہلے سورج مغرب کی طرف سے نکلیگا تو قیامت کا ہونا سب پر کھل جائیگا پھر توبہ کا دروازہ بند ہوگا۔

## توبہ کا بیان

(۱۹۰۲) م ابوموسیٰ توبوا الی الله فانی اتوب الی الله فی الیوم مائة مرة۔

مسلم میں ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ توبہ کیا کرو اللہ کی جناب میں، اس واسطے کہ میں خدا کی جناب میں توبہ کرتا ہوں ہر روز سو بار۔

ف یعنی جب پیغمبر معصوم ہر روز سو بار توبہ کریں تو اوروں کو زیادہ تر توبہ کرنا لازم ہے۔

## ذکر آہستہ سے کرنا چاہیے مگر جہاں زور سے ذکر آیا ہے وہاں نہیں

(۱۹۰۳) ق ابوموسیٰ ایها الناس اربعوا علی انفسکم انکم لا تدعون اصم ولا غائبا انکم تدعون سمیعا قریبا وهو معکم قال له فی سفر وکانوا یجهرون بالتکبیر۔

بخاری اور مسلم میں ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے لوگو نرمی کرو اپنی جانوں پر یعنی شور نہ کرو، البتہ تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو تم سننے نزدیک والے کو پکارتے ہو اور وہ تو تمہارے ساتھ موجود ہے۔ یہ حضرتؐ نے سفر میں فرمایا اور لوگ پکار پکار کے اللہ اکبر کہتے تھے۔

ف اس حدیث سے ظاہر ایہ معلوم ہوتا ہے کہ ذکر میں زیادہ شور کرنا درست نہیں اس واسطے کہ زیادہ شور کرنے میں اپنے حواس بھی پریشان ہوتے ہیں اور دوسرے کے بھی۔

(۱۹۰۴) ق ابوموسیٰ یا عبد الله الا ادلك علی کنز من کنوز الجنة لا حول ولا قوة الا بالله قاله لابی موسیٰ۔

بخاری اور مسلم میں ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عبد اللہ کیا میں تجھ کو نہ بتلاؤں ایک خزانہ بہشت کے خزانوں سے وہ خزانہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ ہے۔ یہ حضرتؐ نے ابوموسیٰؓ سے فرمایا۔

ف ابوموسیٰ کا نام عبداللہ بن قیس ہے ان سے روایت ہے کہ ہم حضرتؐ کے ساتھ سفر میں تھے اصحاب پکار پکار کر اللہ اکبر کہتے تھے حضرتؐ نے فرمایا کہ آہستہ ہو تم بہرے اور غائب کو نہیں یاد کرتے جو پکارنے اور چلانے کی حاجت ہو، خدا قریب اور سنتا ہے اور میں حضرتؐ کے پیچھے لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھتا تھا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی بہشت میں اس کا اتنا کثرت سے ثواب ہے جیسے کافر کے نزدیک دنیا کا خزانہ عمدہ چیز ہے۔

---

له امام مسلم نے حدیث مذکور کو عنوان بالا میں ذکر کیا ہے۔

## دعا اور تعوذ کا بیان

(۱۹۰۵) م ابو ہریرۃ اما لو قلت حین امسیت اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق لم تضرک قالہ لرجل قال یا رسول اللہ ما لقیت من عقرب لدغتنی البارحۃ۔

مسلم میں ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا خبردار ہو کہ اگر تو شام کے وقت یوں کہتا کہ اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق یعنی میں پناہ مانگتا ہوں خدا کی پوری تاثیر والے کلاموں کے سبب تمام مخلوقات کے ضرر سے تو تجھ کو ضرر نہ کرتے یہ حضرتؐ نے اس مرد سے کہا جس نے کہا تھا یا رسول اللہ کیا ہی تکلیف مجھ کو بچھو سے ہوئی کہ اس نے مجھ کو رات کو کاٹا۔

ف معلوم ہوا کہ اس دعا میں دفع موذیات کی تاثیر ہے۔

(۱۹۰۶) ق ابو بکر اللھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا ولا یغفر الذنوب الا انت فاغفر لی مغفرۃ من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم۔

بخاری اور مسلم میں ابو بکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا الٰہی میں نے اپنی جان پر ستم کیا بہت سا ستم اور گناہوں کو نہیں بخشتا سوائے تیرے سو بخشدے مجھ کو اپنی پاس کی مغفرت سے اور مجھ پر رحم کر البتہ تو ہی بڑا بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے۔

تشہد اور درود کے بعد کی دعا

ف صدیق اکبرؓ سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرتؐ مجھ کو کوئی دعا بتائیے جس کو میں اپنی نماز میں پڑھا کروں تب حضرتؐ نے مجھ کو یہ دعا بتائی۔ التحیات اور درود کے بعد اس کو پڑھنا چاہیے۔

(۱۹۰۷) م خولۃ بنت حکیم من نزل منزلا ثم قال اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق لم یضرہ شیء حتی یرتحل من منزلہ ذالک۔

مسلم میں خولہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو اترے کسی منزل پر یہ دعا پڑھے اعوذ سے خلق تک تو اس منزل میں کوچ کے وقت تک کوئی چیز ضرر نہ پہنچا سکے گی۔ اس دعا کے یہ معنی ہیں کہ میں پناہ مانگتا ہوں وسیلے خدا کے کلام کے جس کی پوری تاثیر ہے ہر بدی سے جو اس نے بنائی۔

منزل پر اترنے کے وقت کی دعا

ف ایک منزل میں ایک شخص نے کہا کہ یا حضرتؐ مجھ کو بچھو نے کاٹا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔

### سوتے وقت پڑھنے کی دعا

(۱۹۰۸) ق البراء بن عازب اللھم اسلمت نفسی الیک ووجھت وجھی الیک وفوضت امری الیک والجأت ظھری الیک رغبۃ ورھبۃ الیک لا ملجأ ولا منجا منک الا الیک اللھم امنت بکتابک الذی انزلت ونبیک الذی ارسلت۔

بخاری اور مسلم میں براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا الٰہی میں نے اپنی جان تجھ کو سونپی اور منہ کو تیرے سامنے کیا اور اپنی پیٹھ تیری طرف جھکائی تیرے شوق اور تیرے خوف سے تجھ سے نہ کوئی بھاگنے کی جگہ ہے نہ بچاؤ کا امکان ہے مگر تیرے ہی طرف۔ الٰہی میں تیری کتاب کا ایمان لایا جو تو نے اتاری اور تیرے پیغمبر کا ایمان لایا جس کو تو نے بھیجا۔

ف حضرتؐ نے کسی شخص سے فرمایا کہ جب تو سویا کرے تو یہ دعا پڑھا کر اس واسطے کہ اگر تو اسی رات میں مر گیا تو ایمان پر مرا اور اگر زندہ رہا تو اچھی بات ہوئی۔

(۱۹۰۹) م ابن عمر اَللّٰهُمَّ اَنْتَ خَلَقْتَ نَفْسِيْ وَاَنْتَ تَوَفَّاهَا لَكَ مَمَاتُهَا وَمَحْيَاهَا اِنْ اَحْيَيْتَهَا فَاحْفَظْهَا وَاِنْ اَمَتَّهَا فَاغْفِرْ لَهَا اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ الْعَافِيَةَ اَمَرَ بِهٖ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَهٗ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهٗ۔

مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی تو نے میری جان کو پیدا کیا اور تو ہی اس کو مارے گا تیرے ہی واسطے اس کی زندگی اور موت ہے اگر تو نے اس کو زندہ رکھا تو اس کو اپنی امان میں رکھ اور اگر اس کو مارا تو اس کو بخش دیجیو۔ الٰہی میں تجھ سے عافیت اور صحت مانگتا ہوں۔ یہ دعا حضرتؐ نے ایک مرد کو بتائی کہ جب لیٹا کرے تو اس کو پڑھا کرے۔

(۱۹۱۰) خ البراء بن عازب اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَحْيٰى وَبِاسْمِكَ اَمُوْتُ كَانَ يَقُوْلُهٗ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهٗ وَاِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ۔

بخاری میں براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی تیرے نام سے جیتا ہوں اور تیرے نام پر مروں گا۔ یہ حضرتؐ دعا کرتے تھے جب سونے کے واسطے لیٹتے تھے اور جب جاگتے تھے تو یہ فرماتے تھے کہ شکر ہے خدا کو جس نے ہم کو جلایا بعد ہماری موت کے، اور اسی کی طرف جی کر اٹھنا ہے یعنی قیامت میں۔

**ف** نیند کو موت اس واسطے فرمایا کہ جیسے موت سے عقل اور حواس نہیں رہتے ایسے ہی نیند میں بھی نہیں رہتے پھر اس کے بعد قیامت کا جی اٹھنا اس واسطے حضرتؐ نے ذکر کیا کہ جاگنا قیامت کی زندگی کی مثال ہے یعنی جیسے نیند کے بعد جاگتے ہیں اسی طرح موت کے بعد قیامت میں زندہ ہوں گے۔

(۱۹۱۱) م اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَرَبَّ الْاَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى وَمُنْزِلَ التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْفُرْقَانِ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ اِقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَاَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی اے آسمانوں کے رب اور اے زمین کے رب اے بڑے عرش کے رب ہمارا رب اور ہر چیز کا رب اگانے والا دانے اور گٹھلی کا چیر کے اور اتارنے والا توریت اور انجیل اور قرآن کا۔ میں تیری پناہ مانگتا ہوں ہر ایک چیز کی برائی سے ہر ایک چیز کی چوٹی کا تو پکڑنے والا ہے یعنی ہر چیز تیرے قابو میں ہے، الٰہی تو ہی پہلا ہے تو کوئی چیز تجھ سے پہلے نہیں اور تو ہی پچھلا ہے تو کوئی چیز تیرے بعد نہیں اور تو ہی کھلا ہے تو کوئی چیز تجھ سے بڑھ کے کھلی نہیں اور تو ہی چھپا ہے تو کوئی چیز تجھ سے ورے پوشیدہ نہیں، ادا کر ہم سے قرض کو اور بچا دے ہم کو محتاجی سے۔

**ف** دانہ اور گٹھلی جمنے کے وقت اوپر اور نیچے سے پھٹ جاتی ہے اوپر کی طرف سے درخت بلند ہوتا ہے اور نیچے سے جڑ تلے کو گھستی ہے، یہ جو فرمایا کہ اول اور آخر خدا ہے یعنی نہ اس کی ابتدا ہے نہ انتہا اور مخلوقات کی ابتدا بھی ہے اور انتہا بھی۔ اول عدم تھا اور آخر فنا ہے۔ خدا ظاہر ہے اپنی قدرت کی نشانیوں سے کہ تمام عالم اس کا قائل ہے عالم ہو یا جاہل۔ اور باطن ہے اپنی ذات کی حقیقت سے کہ تمام جہان اس میں پریشان ہے

ع صحیح ق۔ مسلم ج۲ ص۳۴۸ بخاری ج۲ ص۹۳۴۔ بخاری میں یہ روایت حضرت حذیفہؓ سے اور مسلم میں حضرت براء بن عازب سے مروی ہے۔ (چشتی)

جیسے نادان اس میں حیران ہے اس سے زیادہ تر دانا سرگرداں ہے۔

## مختلف دعائیں

(۱۹۱۲) م ابوہریرۃ اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِي دِيْنِيَ الَّذِي هُوَ عِصْمَةُ اَمْرِي وَاَصْلِحْ لِي دُنْيَايَ الَّتِي فِيْهَا مَعَاشِي وَاَصْلِحْ لِي اٰخِرَتِيَ الَّتِي فِيْهَا مَعَادِي وَاجْعَلِ الْحَيٰوةَ زِيَادَةً لِي فِي كُلِّ خَيْرٍ وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِي مِنْ كُلِّ شَرٍّ۔

مسلم میں ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی میرے دین کو سنوار دے جو میری آخرت کے کام کا حافظ اور نگہبان ہے اور سنوار دے میری دنیا کو جس میں میری روزی اور زندگی ہے اور سنوار دے میری آخرت کو جس میں میری بازگشت ہو اور کردے زندگی کو میرے واسطے ہر بہتری میں زیادتی کا سبب اور کردے موت کو میرے واسطے ہر ایک برائی سے راحت کا سبب

**ف** یہ دعا ہر مطلب کی جامع ہے۔

(۱۹۱۳) م ابن عباس اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَنْ تُضِلَّنِي اَنْتَ الْحَيُّ الَّذِي لَا يَمُوْتُ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ يَمُوْتُوْنَ۔

مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ الٰہی میں پناہ مانگتا ہوں بواسطے تیری عزت کے کوئی معبود برحق نہیں سوائے تیرے اس سے پناہ مانگتا ہوں کہ تو مجھ کو گمراہ اور ضائع کر ڈالے، تو ویسا زندہ ہے جس کو کبھی موت نہیں اور جن اور آدمی مر جائیں گے۔

(۱۹۱۴) ق ابوموسیٰ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطِيْئَتِي وَجَهْلِي وَاِسْرَافِي فِي اَمْرِي وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ مِنِّي اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي هَزْلِي وَجِدِّي وَخَطِيْئَتِي وَعَمْدِي وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِي۔

بخاری اور مسلم میں ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی بخشدے میری چوک اور میری نادانی کو اور میری زیادتی کو جو مجھ سے اپنے حال میں ہوئی ہو اور بخشدے اس چیز کو جس کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے اور بخشدے میری بیہودگی اور میرے گناہ کی کوشش کو اور میری بھول چوک اور میرے قصد کو اور یہ سب میری طرف سے ہے۔

**ف** ہر چند حضرتؐ گناہ سے معصوم تھے لیکن تعلیم امت کے واسطے یا ترک اولیٰ کے خیال سے یہ استغفار کرتے تھے کیونکہ جتنا قرب زیادہ اتنا خوف زیادہ مثل مشہور ہے کہ نزدیکاں را بیش بود حیرانی ۔ بندگی کے یہی معنی ہیں کہ بندہ اپنے مالک کے روبرو لرزتا اور کانپتا رہے اور اپنے قصور کا خواہ ہوا ہو خواہ نہ ہوا ہو اقرار کیا کرے

(۱۹۱۵) م ابن مسعود اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْئَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى۔

مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی میں تجھ سے ہدایت اور پرہیزگاری [illegible] اور دل کی بے پرواہی مانگتا ہوں۔

**ف** عفاف اور عفت یہ کہ شہوت شرع اور عقل کے تابع ہو جائے یعنی بے شرع کی اجازت کے [illegible] غلبہ نہ کرے تو اس سے بہت بہتر اخلاق پیدا ہوتے ہیں جیسے سخاوت اور حیا۔

(۱۹۱۶) م عایشۃ اَللّٰهُمَّ اِنِّي

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا

أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَالَمْ أَعْمَلْ۔

یا اللہ میں پناہ لیتا ہوں تیرے ساتھ بری سے اس کی جو میں نے کیا اور بدی سے اس کی جو میں نے نہیں کیا۔

(١٩١٧) م اَنَسٌ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ وَقَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ وَدُعَاءٍ لَّا يُسْمَعُ وَنَفْسٍ لَّا تَشْبَعُ۔

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا: الٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس علم سے جو فائدہ نہ کرے اور اس دل کی جو تیرے حضور میں نہ جھکے اور اس دعا سے جو نہ سنی جائے یعنی قبول نہ ہو اور اس جی سے جس کو آسودگی نہ ہو یعنی لالچی ہو قلیل پر قناعت نہ کرے۔

ف علم غیر نافع یعنی علم بے عمل اور جس کی شرع میں اجازت نہ ہو جیسے سحر اور نجوم اور رمل اور جفر اور جو آخرت میں کام نہ آئے بلکہ ضرر کرے جیسے یونانی حکمت کا علم۔ اور علم نافع وہ ہے جو دنیا میں یا آخرت میں یا دونوں میں فائدہ کرے۔ صرف دنیا کا فائدہ علم طب اور علم حساب ہیں اور صرف آخرت کا فائدہ علم معرفت اور علم سلوک اور علم اخلاق ہیں۔ دنیا و آخرت دونوں کا فائدہ شریعت کے علوم ہیں اور جو علم کہ نفع کرے نہ ضرر جیسے حاجت سے زیادہ علم حساب اور علم لغت میں زیادہ دخل پیدا کرنا۔

(١٩١٨) م عَلِیٌّ اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ وَسَدِّدْنِیْ وَفِیْ رِوَایَةٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰی وَالسَّدَادَ وَاذْكُرْ بِالْهُدٰی هِدَايَتَكَ الطَّرِيْقَ وَبِالسَّدَادِ سَدَادَ السَّهْمِ عَلٰمَهٗ اِیَّاهُ۔

مسلم میں علی مرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی مجھ کو ہدایت کر اور سیدھا کر دے اور ایک روایت یوں ہے کہ الٰہی میں تجھ سے ہدایت اور راستی مانگتا ہوں اور اس علم کے وقت ہدایت سے راہ کی ہدایت اور راستی سے تیر کی راستی دھیان کیا کر۔

ف یعنی جیسے کہیں جانا منظور ہوتا ہے تو سیدھے اسی طرف چلتے ہیں دائیں بائیں نہیں جھکتے۔ اسی طرح خدا سے ہدایت مانگتے راہ راست کا دھیان چاہیے کہ منزل مقصود کو پہنچائے شرع پر چلائے، ضلالت اور بدعت کی طرف میل نہ کرے اور راستی مانگتے وقت تیر کی راستی کو دھیان کرے یعنی جیسے تیر سیدھا نشانے پر پہنچتا ہے دائیں بائیں نہیں جھکتا اسی طرح اپنے علم اور عمل میں راستی کا خیال چاہیے کہ باطل دخل نہ پائے اور دوسرا فائدہ اس خیال کا یہ ہے کہ دل کی غفلت دور ہو حضور دل حاصل ہو جائے۔

صبح و شام کی دعائیں

(١٩١٩) م ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَمْسَيْنَا وَاَمْسَی الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوْءِ الْكِبَرِ

مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہم نے شام کی اور خدا کے ملک نے شام کی اور خدا ہی کو شکر ہے کوئی بندگی کے لائق نہیں سوائے خدا کے وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں اسی کا ملک ہے اور اسی کو تعریف ہے اور وہ ہر چیز کر سکتا ہے۔ الٰہی میں تجھ سے اس رات کی خیریت اور اس کے بعد دن کی خیریت مانگتا ہوں اور تیری پناہ مانگتا ہوں اس رات کی برائی اور اس کے بعد دن کی برائی سے۔ الٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں سستی اور بڑھاپے کی برائی سے الٰہی میں تیری پناہ

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَعَذَابِ فِی الْقَبْرِ كَانَ یَقُوْلُهٗ اِذَا اَمْسٰی وَاِذَا اَصْبَحَ قَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ اَیْضًا اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ۔

مانگتا ہوں دوزخ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے۔ یہ حضرت فرماتے تھے شام کے وقت اور جب صبح ہوتی تھی تو بھی اسی طرح فرماتے تھے مگر امسینا وامسی الملک اللہ کے مقام پر اصبحنا واصبح الملک للہ فرماتے تھے یعنی ہم نے صبح کی اور خدا کے ملک نے صبح کی۔

(۱۹۲۰) م اَبُوْھُرَیْرَةَ اَللّٰھُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوٰھَا وَزَكِّھَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَكّٰھَا وَاَنْتَ وَلِیُّھَا وَمَوْلَاھَا۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی دے میری جان کو اس کی پرہیزگاری اور اس کو گناہ اور بدخوئی پاک صاف کر ڈال توہی اس کا بہتر پاک کرنے والا ہے اور توہی اس کا کارساز اور مددگار ہے۔

ف جو چیز آخرت میں ضرر کرے اس سے بچنے کا نام تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔ باطن کی صفائی بے تقویٰ ممکن نہیں اس واسطے حضرتؐ نے اول تقویٰ کی دعا کی پھر صفائی کی۔

## دن نکلے اور سوتے وقت کی تسبیح

(۱۹۲۱) م جُوَیْرِیَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ اَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْیَوْمِ لَوَزَنَتْھُنَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضٰی نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ۔

مسلم میں جویریہ بنت الحارث سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر میں نے تیرے بعد چار بول تین بار کہے اگر ان کو تولئے تیرے کہے کے ساتھ توہی ان سے بھاری پڑیں۔ وہ چار بول یہ ہیں سبحان اللہ وبحمدہ عدد خلقہ ورضی نفسہ وزنۃ عرشہ ومداد کلماتہ یعنی میں خدا کی پاکی بولتا ہوں خوبیوں کے ساتھ اس کی مخلوقات کے شمار کے برابر اور بقدر اس کی رضامندی اور خوشی کے اور اس کے عرش کے تول کے برابر اور اس کے کلمات کی سیاہی کے برابر۔

کلمات اربعہ کے ذکر کی فضیلت

ف حضرت جویریہؓ کے پاس سے حضرتؐ صبح کے وقت تشریف لیگئے اور وہ بیٹھی ہوئی اپنی جانماز پر ذکر الٰہی کرتی تھیں پھر حضرتؐ گھر میں دن چڑھے تشریف لائے ان کو جانماز پر بیٹھا ذکر میں مشغول پایا پوچھا کہ کیا اب تک اسی طرح ذکر کررہی ہے انھوں نے کہا کہ ہاں، تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ ف یعنی میں نے تیرے پاس سے جانے کے بعد چار لفظیں تین بار کہیں جن کا ثواب اس تمام تیرے وظیفے سے زیادہ ہے۔ اس حدیث [illegible] کلمہ کی فضیلت فرمائی کہ پڑھنے میں ہلکی اور ثواب میں بھاری۔

(۱۹۲۲) ق عَلِیٌّؓ اَلَا اُخْبِرُكِ مَا ھُوَ خَیْرٌ لَّكِ مِنْهُ تُسَبِّحِیْنَ اللّٰهَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ وَتَحْمَدِیْنَ اللّٰهَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ وَتُكَبِّرِیْنَ اللّٰهَ اَرْبَعًا وَّثَلٰثِیْنَ قَالَهٗ لِفَاطِمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْھَا

بخاری اور مسلم میں علی مرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہاں میں تجھ کو بتاؤں جو تیرے لئے خدمتگار سے بہتر ہے سبحان اللہ پڑھ تینتیس بار اور الحمد للہ پڑھ تینتیس بار اور اللہ اکبر پڑھ چونتیس بار۔ یہ حضرتؐ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا جبکہ

تسبیح فاطمہؓ کا ذکر خوشگذری کیلئے بڑا مجرب عمل ہے۔

حِيْنَ سَأَلَتْهُ خَادِمًا۔ انھوں نے لونڈی خدمتگار مانگی تھی۔

ف پوری روایت یوں ہے کہ حضرت فاطمہؓ حضرتؐ کے پاس گئیں چکی پیسنے کی تکلیف بیان کرنے کو اور لونڈی مانگنے کو، کیونکہ ان کو معلوم ہوا تھا کہ حضرتؐ کے پاس لونڈی غلام آئے ہیں۔ اس وقت حضرتؐ سے ملاقات نہ ہوئی حضرت عائشہؓ سے یہ پیغام کہہ آئیں۔ جب حضرت تشریف لائے تب حضرت عائشہؓ نے پیغام پہنچایا، حضرتؐ اسی وقت ان کے گھر تشریف لے گئے تو علی مرتضیٰؓ اور حضرت فاطمہؓ بستر پر لیٹے تھے حضرتؐ کو دیکھکر اٹھنے کا ارادہ کیا حضرتؐ نے فرمایا کہ تم دونوں لیٹے رہو۔ پھر حضرتؐ سرہانے کی طرف دونوں کے درمیان بیٹھے تو یہ حدیث فرمائی کہ سوتے وقت پڑھا کریں۔ باوجود مقدور کے حضرتؐ نے حضرت فاطمہؓ کو لونڈی نہ دی اور یہ ذکر الٰہی سکھلائے اسواسطے کہ فقر اور ترک دنیا کی تعلیم منظور تھی اس ذکر کی یہ تاثیر ہے کہ جو شخص کسی کام میں تھک جاتا ہو اور سوتے وقت اس نیت سے پڑھے تو اس کی ماندگی نہ رہے۔

## مرغ کی اذان کے وقت دعا مانگنا

(۱۹۲۳) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ اِذَا سَمِعْتُمْ نُهَاقَ الْحَمِيْرِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَاِنَّهَا رَأَتْ شَيْطَانًا وَّاِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ فَاسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ فَاِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تم سنو گدھے کا رینکنا تو خدا کی پناہ مانگو شیطان سے اس واسطے کہ اس نے شیطان دیکھا ہے اور جب تم مرغ کی بانگ سنو تو خدا سے اس کا فضل کرم مانگو اس واسطے کہ اس نے فرشتے کو دیکھا ہے۔

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گدھا شیطان کو دیکھ کے بولتا ہے اور مرغ فرشتے کو دیکھ کے بولتا ہے گدھا بسبب حماقت اور بہت کھانے کے شیطان سے مناسبت رکھتا ہے اور مرغ سخاوت اور شجاعت اور نکوائی کے فرشتے سے مناسبت رکھتا ہے۔ واللہ اعلم

## بے چینی کے وقت پڑھنے کی دعا

(۱۹۲۴) ق اِبْنُ عَبَّاسٍ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ كَانَ يَقُوْلُهٗ عِنْدَ الْكَرْبِ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں کوئی بندگی کے لائق سوائے خدا کے جو اونچا بڑائی والا صاحب حلم ہے۔ نہیں کوئی عبادت کے لائق سوائے خدا کے جو بڑے عرش کا مالک ہے نہیں کوئی پرستش کے لائق سوائے خدا کے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور عزت والے عرش کا رب ہے۔ حضرتؐ اس کو رنج اور کمال سختی میں فرماتے تھے۔

## سبحان اللہ وبحمدہ پڑھنے کی فضیلت

(۱۹۲۵) م اَبُوْذَرٍّ مَا اصْطَفَى اللّٰهُ لِمَلٰٓئِكَتِهٖ اَوْ لِعِبَادِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ قَالَهٗ حِيْنَ سُئِلَ

مسلم میں ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ افضل کلام وہ ہے جو خدا نے اپنے فرشتوں کے واسطے پسند کیا ہے یعنی سبحان اللہ وبحمدہ۔ یہ حضرتؐ نے اس وقت فرمایا جب

اَیُّ الْکَلَامِ اَفْضَلُ۔

کسی نے پوچھا تھا کہ کون کلام افضل ہے۔

(۱۹۲۶) م اَبُوْذَرٍّ اَلَا اُخْبِرُكَ بِاَحَبِّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اَحَبَّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ قَالَهٗ لَهٗ۔

مسلم میں ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہاں میں تجھ کو بتاتا ہوں خدا کے بہت پیارے کلام کو مقرر بہت پیارا کلام خدا کے نزدیک سبحان اللہ وبحمدہ ہے۔ یہ حضرتؐ نے ابوذرؓ سے فرمایا۔

## مسلمان کے لئے غائبانہ دعا کی فضیلت

(۱۹۲۷) م اُمُّ الدَّرْدَاءِ دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ عِنْدَ رَأْسِهٖ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِاَخِيْهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهٖ اٰمِيْنَ وَلَكَ بِمِثْلٍ۔

مسلم میں ام الدرداءؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مسلمان مرد کی دعا اپنے بھائی مسلمان کے واسطے پس پشت مقبول ہے اس کے سر کے پاس ایک فرشتہ مقرر رہتا ہے کہ جب وہ اپنے بھائی مسلمان کے واسطے نیک دعا کرے تو فرشتہ کہتا ہے کہ آمین اور تجھ کو بھی اس دعا کے برابر فائدہ ہے یعنی جو تونے نیک چیز اس کے واسطے مانگی اسکو بھی ملیگی اور تجھ کو بھی ملیگی

(۱۹۲۸) م اَبُو الدَّرْدَاءِ مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَدْعُوْ لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ اِلَّا قَالَ الْمَلَكُ وَلَكَ بِمِثْلٍ۔

مسلم میں ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی ایسا بندہ مسلمان نہیں جو اپنے بھائی مسلمان کے واسطے پیٹھ پیچھے دعا کرے مگر کہ فرشتہ کہتا ہے کہ تجھ کو بھی اس دعا کے برابر ثواب ملیگا

ف معلوم ہوا کہ مسلمان کے پیچھے اس کے واسطے دعا کرنا ایسی عمدہ خدا کے نزدیک بات ہے کہ فرشتہ دعا کرنے والے کے واسطے دعا کرتا ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ غائب مسلمان کے حق میں دعا قبول ہے اسواسطے کہ خوش آمد اور ریا سے دور ہے۔

## کھانے پینے کے بعد الحمد للہ کہنے کی فضیلت

(۱۹۲۹) م اَنَسٌ اِنَّ اللّٰهَ لَيَرْضٰى عَنِ الْعَبْدِ اَنْ يَّاْكُلَ الْاَكْلَةَ فَيَحْمَدَهٗ عَلَيْهَا اَوْ يَشْرَبَ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدَهٗ عَلَيْهَا۔

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر خدا بہت راضی ہوتا ہے اس بندے سے کہ جب کچھ کھانا کھائے تو الحمد للہ کہے اور جب کچھ پئے تو الحمد للہ کہے۔

## دعا ضرور قبول ہوتی ہے جلدی نہ کرنا چاہئے

(۱۹۳۰) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ يُسْتَجَابُ لِاَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ يَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ رَبِّيْ فَلَمْ يَسْتَجِبْ لِيْ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک آدمی کی دعا اس وقت تک مقبول ہوگی جب تک وہ اس طرح سے جلدی نہ کرے کہ میں نے اپنے رب سے دعا کی تھی سو اس نے میری دعا قبول نہ کی۔

ف دعا میں اس طرح شتابی کرنا ایسی بے ادبی ہے کہ اس کا ثمرہ محرومی ہے، آدمی کو خدائی کارخانے کا بھید کیا معلوم ہے جو جلدی کرتا ہے خدا ہی خوب جانتا ہے کہ جلد دعا قبول نہ ہوتے میں کیا حکمت ہے اور

حدیث میں آیا ہے کہ مسلمان کی دعا نامقبول نہیں ہوتی خواہ دنیا میں اس کا اثر ظاہر ہوتا ہے خواہ آخرت میں۔ بہت چیزوں کی تمنا آدمی دنیا میں کرتا ہے حالانکہ اس کے حق میں بہتر نہیں اس واسطے حق تعالیٰ اس کے عوض آخرت میں ثواب دیگا کیونکہ کریم اپنے دروازے سے کسی کو محروم نہیں پھیرتا۔

(۱۹۳۱) م ابن عمر اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ۔

مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں تیری نعمت کے زوال سے اور تیری دی ہوئی عافیت اور آرام کے پلٹنے سے اور تیرے ناگہانی عذاب سے اور سب تیرے غضب والے کاموں سے۔

## جنت میں بیشتر فقرا ہوں گے اور دوزخ میں عورتیں

(۱۹۳۲) ق ابن عباس اِطَّلَعْتُ فِی الْجَنَّةِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَاطَّلَعْتُ فِی النَّارِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَاءَ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں بہشت میں جھانکا تو میں نے اس کے اکثر لوگ محتاج دیکھے اور میں دوزخ میں جھانکا تو اسمیں اکثر عورتیں دیکھیں

ف محتاج ایماندار اکثر تکلیفات میں رہتے ہیں تو صبر کرتے ہیں اس سبب سے بہشت پاتے ہیں اور عورتیں اکثر بدخو اور بداعتقاد ہوتی ہیں اس جہت سے دوزخی ہوتی ہیں۔

(۱۹۳۳) ق اُسامة بن زيد قُمْتُ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنُ وَاَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ غَيْرَ اَنَّ اَصْحَابَ النَّارِ قَدْ اُمِرَ بِهِمْ اِلَى النَّارِ وَقُمْتُ عَلٰى بَابِ النَّارِ فَاِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ۔

بخاری اور مسلم میں اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں کھڑا ہوا بہشت کے دروازے پر سو اس کے اکثر داخل ہونے والے محتاج لوگ تھے اور دولتمند عیش والے بہشت کے داخل ہونے سے روکے گئے ہیں مگر دوزخ کے لوگوں کو دوزخ کی طرف جانے کا حکم ہوا اور میں دوزخ کے دروازے پر کھڑا ہوا تو اکثر اس کی داخل ہونے والی عورتیں تھیں۔

ف دولتمند اگرچہ ایماندار ہوں لیکن محتاجوں کے بعد بہشت میں داخل ہوں گے حساب کے واسطے بہشت کے دروازے پر روکے جائیں گے۔

(۱۹۳۴) م عمران بن حصين اِنَّ اَقَلَّ سَاكِنِی الْجَنَّةِ النِّسَاءُ۔

مسلم میں عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ بہشت کے رہنے والوں میں عورتیں بہت کم ہیں۔

ف یعنی بہشت میں مرد بہت ہیں دنیا کی عورتیں نہایت کم ہیں اس واسطے کہ عورتوں میں دینداری اور عقلمندی کم ہوتی ہے اور خاوندوں کا کہنا کم مانتی ہیں۔

(۱۹۳۵) م ابو سعيد اِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَاِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيْهَا فَنَاظِرٌ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ۔

دنیوی لذتوں میں منہمک نہیں رہنا چاہیے

مسلم میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ دنیا میٹھی ہری بھری ہے اور مقرر خدا ایک گروہ کے بعد دوسرے گروہ کو لاتا ہے پھر تاکتا ہے کہ کیسا کیسا کام کرتے ہو۔

ف یعنی جیسے شیرینی دل کو اور سبزی آنکھ کو بھلی معلوم ہوتی ہے ویسے ہی دنیا کی لذت اور اسباب پر

آدمی لوٹ پوٹ ہے اور خدا ایک گروہ دنیا سے اٹھا کر دوسرے گروہ کو وہاں جماتا ہے جانچنے کے واسطے پھر جو دنیا کے عیش و آرام میں پھنسا اس نے دھوکا کھایا وہ خدا کو بھولا اور جو دنیا کی بیوفائی سمجھا کہ اگلے لوگوں کے پاس یہ کب رہی جو ہمارے پاس رہے گی پھر اس کو لڑکوں کا کھلونا جان کر اور بھان متی کا سوانگ سمجھ کر اس کے جال میں نہ پھنسا اور اپنے مالک کو نہ بھولا وہی دور اندیش ہوشیار ہے اور اسی کا نام دیندار ہے۔ حضرتؐ نے ایک بار عصر کے بعد خطبہ پڑھا اور قیامت تک جو ہونا تھا سو فرمایا جس کو یاد رہا سو یاد رہا اور جو بھولا سو بھولا۔ بعد اس کے یہ حدیث فرمائی تاکہ مسلمان سوچیں اور دنیا کے پھندے سے نکلیں۔

(۱۹۳۶) ق أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَآءِ۔

بخاری اور مسلم میں اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں چھوڑا میں نے اپنے بعد کوئی فتنہ جو زیادہ ضرر پہنچانے والا ہو مردوں پر عورتوں سے۔

ف یعنی مردوں کے حق میں عورتوں کے برابر کوئی بلا اور فتنہ نہیں اس واسطے کہ ان کا گھوڑا اور حرام کاری اور ان کی اطاعت دین میں خلل ڈالتی ہے غرضکہ اکثر فساد عورتوں کے سبب ہوتے ہیں اس واسطے حضرتؐ کو زیادہ تشویش تھی۔

## تین غار والوں کا قصہ

(۱۹۳۷) ق ابْنُ عُمَرَ بَيْنَمَا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ يَتَمَشَّوْنَ أَخَذَهُمُ الْمَطَرُ فَأَوَوْا إِلَى غَارٍ فِي جَبَلٍ فَانْحَطَّتْ عَلَى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِّنَ الْجَبَلِ فَأَطْبَقَتْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ انْظُرُوا أَعْمَالًا عَمِلْتُمُوهَا صَالِحَةً لِلّٰهِ فَادْعُوا اللّٰهَ بِهَا لَعَلَّهُ يُفَرِّجُهَا عَنْكُمْ فَقَالَ أَحَدُهُمُ اللّٰهُمَّ إِنَّهُ كَانَ لِي وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ وَامْرَأَتِي وَلِي صِبْيَةٌ صِغَارٌ أَرْعٰى عَلَيْهِمُ الْمَوَاشِيَ فَإِذَا أَرَحْتُ عَلَيْهِمْ حَلَبْتُ فَبَدَأْتُ بِوَالِدَيَّ فَسَقَيْتُهُمَا قَبْلَ بَنِيَّ وَإِنَّهُ نَاءٰى بِي ذَاتَ يَوْمٍ الشَّجَرُ فَلَمْ آتِ حَتّٰى أَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ أَحْلُبُ فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ فَقُمْتُ عِنْدَ رُؤُسِهِمَا أَكْرَهُ أَنْ أُوقِظَهُمَا مِنْ نَوْمِهِمَا وَ

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا جس حالت میں کہ تین آدمی چلے جاتے تھے کہ ان کو مینہ نے لیا تو وہ پہاڑ کے ایک غار میں گھس گئے تو اس پہاڑ کا ایک پتھر ان کے غار کے منہ پر ڈھلک پڑا سو ان کو اس نے بند کر دیا تو بعضے نے بعضے سے کہا دیکھو تو اپنے نیک کاموں کو جو خدا کے واسطے کئے ہوں سو دعا مانگو ان کے وسیلے سے شاید کہ خدا اس پتھر کو تمہارے اوپر سے کھول دیوے تو ان میں سے ایک نے کہا کہ الہٰی ماجرا تو یہ ہے کہ میرے ماں باپ بڈھے تھے بڑی عمر والے اور میری بیوی اور میرے چھوٹے چھوٹے لڑکے تھے کہ میں ان کے واسطے بھیڑ بکریاں چرایا کرتا تھا پھر جب میں شام کے قریب چرا لاتا تھا تو ان کا دودھ دوہتا تھا سو اول اپنے ماں باپ سے شروع کرتا تھا تو ان کو [illegible] سے پہلے پلاتا تھا اور البتہ ایک دن [illegible] دور ڈالا یعنی چارا بہت دور ملا سو میں گھر میں نہ آیا یہاں تک کہ مجھ کو شام ہو گئی تو میں نے ماں باپ کو سوتا پایا پھر میں نے دودھ دوہا جس طرح دوہا کرتا تھا تو میں دودھ لایا سو میں ماں باپ کے سر کے پاس کھڑا ہوا مجھ کو برا لگا کہ میں ان کو نیند سے جگاؤں اور برا لگا کہ ان سے پہلے

وَأَكْرَهُ أَنْ أَسْقِيَ الصِّبْيَةَ قَبْلَهُمَا
وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ فَلَمْ
يَزَلْ ذَالِكَ دَأْبِي وَدَأْبَهُمْ حَتّٰى طَلَعَ
الْفَجْرُ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَالِكَ
ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا فُرْجَةً
نَرٰى مِنْهَا السَّمَاءَ فَفَرَجَ اللّٰهُ مِنْهَا فُرْجَةً
فَرَأَوْا مِنْهَا السَّمَاءَ وَقَالَ الْآخَرُ اَللّٰهُمَّ
إِنَّهُ كَانَتْ لِي ابْنَةُ عَمٍّ أَحْبَبْتُهَا كَأَشَدِّ
مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ فَطَلَبْتُ إِلَيْهَا
نَفْسَهَا فَأَبَتْ حَتّٰى آتِيَهَا بِمِائَةِ دِيْنَارٍ
فَسَعَيْتُ حَتّٰى جَمَعْتُ مِائَةَ دِيْنَارٍ
فَجِئْتُهَا بِهَا فَلَمَّا وَقَعْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا
قَالَتْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفْتَحِ
الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهِ فَقُمْتُ عَنْهَا فَإِنْ
كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَالِكَ ابْتِغَاءَ
وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا فُرْجَةً
فَفَرَجَ اللّٰهُ لَهُمْ وَقَالَ الْآخَرُ
اَللّٰهُمَّ إِنِّي كُنْتُ اسْتَأْجَرْتُ أَجِيْرًا
بِفَرَقِ أَرُزٍّ فَلَمَّا قَضٰى عَمَلَهُ قَالَ
أَعْطِنِي حَقِّي فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهُ
فَتَرَكَهُ وَرَغِبَ عَنْهُ فَلَمْ أَزَلْ أَزْرَعُهُ
حَتّٰى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرِعَاءَهَا
فَجَاءَنِي فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَظْلِمْنِي
حَقِّي قُلْتُ اذْهَبْ إِلٰى تِلْكَ
الْبَقَرِ وَرِعَاءِهَا فَخُذْهَا فَقَالَ
اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَسْتَهْزِئْ بِي فَقُلْتُ
إِنِّي لَا أَسْتَهْزِئُ بِكَ خُذْ تِلْكَ
الْبَقَرَ وَرِعَاءَهَا فَأَخَذَهُ فَذَهَبَ
بِهٖ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ

لڑکوں کو پلاؤں اور لڑکے بھوک کے مارے شور کرتے تھے میرے
دونوں پیروں کے پاس سو اسی طرح برابر میرا اور ان کا حال رہا صبح
تک یعنی میں ان کے انتظار میں دودھ لئے رات بھر کھڑا رہا اور لڑکے
روتے چلاتے رہے نہ میں نے پیا نہ لڑکوں کو پلایا سو الٰہی اگر تو
جانتا ہو کہ ایسی محنت اور مشقت تیری رضامندی کے واسطے
میں نے کی تھی تو اس پتھر سے ایک روزن کھولدے کہ ہم اس سے
آسمان کو دیکھیں سو خدا نے اس سے ایک روزن کھولدیا تو اس
سے انھوں نے آسمان کو دیکھا۔ اور دوسرے نے کہا الٰہی البتہ
ماجرا یہ ہے کہ میرے ایک چچا کی بیٹی تھی کہ میں اس کو چاہتا تھا،
جیسے نہایت محبت مرد عورتوں سے رکھتے ہیں یعنی میں اس کا
کمال عاشق تھا سو اس کی طرف مائل ہو کر میں نے اس کی ذات
کو چاہا یعنی حرام کاری کا ارادہ کیا سو اس نے نہ مانا یہاں تک کہ
سو اشرفیاں میں اس کو دوں یعنی سو اشرفیوں پر راضی ہوئی سو
میں نے محنت اور کوشش یہاں تک کی کہ سو اشرفیاں جمع کیں سو
میں ان کو اس کے پاس لایا پھر جب میں اس کے دونوں پیروں کے
اندر واقع ہوا تو اس نے کہا اے خدا کے بندے ڈر خدا سے اور مُہر
کو نہ توڑ مگر جس طرح کہ اس کا حق ہے یعنی بدون نکاح شرعی کے
ازالۂ بکارت نہ کر تو میں اٹھ کھڑا ہوا اس کے اوپر سے سو الٰہی اگر تو جانتا
ہو کہ یہ مدت کی دلی آرزو تیری رضامندی کے واسطے ترک کی
تو کھول دے ہمارے واسطے اس پتھر سے ایک روزن تو خدا نے
ان کے واسطے کھول دیا۔ اور تیسرے آدمی نے کہا کہ الٰہی میں نے
ایک مزدور ٹھہرایا تھا اس برتن بھر مزدوری پر جس میں سولہ رطل
چاول سما دیں تو جب وہ اپنا کام کر چکا اس نے کہا میرا حق دے
سو اس کا حق میں نے اس کے آگے کیا سو اس کو چھوڑ گیا اور اس کی
طرف سے منہ موڑا تو ہمیشہ میں اس کو بوتا رہا یہاں تک برکت ہوئی
کہ اس مال سے گائے بیل اور غلام ان کے چرانے والے جمع ہو گئے
پھر وہ مزدور میرے پاس آیا سو کہنے لگا کہ خدا سے ڈر اور میرا حق
لیکر مجھ پر ظلم نہ کر میں نے کہا جا ان گائے بیلوں اور ان کے
چرانے والوں کی طرف سو ان کو لے۔ تو اس نے کہا خدا سے ڈر

ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ مَا بَقِيَ فَفَرَجَ اللّٰهُ مَا بَقِيَ۔

مجھ سے مسخراپن نہ کر، سو میں نے کہا میں تجھ سے مذاق نہیں کرتا لے ان گائے بیلوں اور ان کے چرانے والوں کو یعنی یہ سچ مچ تیرا ہی مال ہے، سو اس نے لیا اور اپنا سب مال لیکر چلا گیا سو الٰہی اگر تو جانتا ہو کہ میں نے یہ امانت داری تیری رضامندی کے واسطے کی تھی تو کھول دے جتنا باقی رہا ہے سو خدا نے باقی رہے پتھر کو کھول دیا۔

ف اس حدیث میں بہت کام کے فائدے ہیں اول یہ کہ سخت مصیبت اور نہایت بلا میں جس کی کوئی تدبیر نہ ہو سکے تو اپنے خالص اعمال کو خلاصی کا وسیلہ پکڑے حق تعالیٰ اس کو نجات دے گا۔ دوسرے یہ کہ ماں باپ کا حق اپنی جان اور بیوی بچوں کے حق پر مقدم ہے اور عمدہ نیکیوں میں داخل ہے۔ تیسرے یہ کہ قادر ہو کر گناہ سے بچنا اور صرف خدا کے خوف سے شہوت کو دبانا اور خواہش نفسانی کو مٹانا بڑے کمال کی بات ہے اور خدا کو نہایت پسند ہے۔ چوتھے یہ کہ حق والوں کا حق ادا کرنا رضائے الٰہی کا عمدہ وسیلہ ہے۔ پانچویں یہ کہ جو مالک کے بدون اجازت اس کا اناج بووے تو اس کے حاصلات کا مالک ہی مالک ہے۔

# توبہ کا بیان

(۱۹۳۸) ق اِبْنُ مَسْعُوْدٍ لَلّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ مِنْ رَجُلٍ نَزَلَ فِيْ اَرْضٍ دَوِيَّةٍ مَهْلَكَةٍ مَعَهُ رَاحِلَتُهُ عَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ فَوَضَعَ رَاْسَهُ فَنَامَ نَوْمَةً فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ رَاحِلَتُهُ فَطَلَبَهَا حَتّٰى اِذَا اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْحَرُّ وَالْعَطَشُ اَوْ مَا شَآءَ اللّٰهُ قَالَ اَرْجِعُ اِلٰى مَكَانِيَ الَّذِيْ كُنْتُ فِيْهِ فَاَنَامُ حَتّٰى اَمُوْتَ فَوَضَعَ رَاْسَهُ عَلٰى سَاعِدِهِ لِيَمُوْتَ فَاسْتَيْقَظَ فَاِذَا رَاحِلَتُهُ عِنْدَهُ عَلَيْهَا زَادُهُ وَشَرَابُهُ فَلَلّٰهُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ مِنْ هٰذَا بِرَاحِلَتِهِ وَزَادِهِ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ اپنے ایماندار بندے کے توبہ کرنے سے اس مرد سے بھی زیادہ تر فرحت ناک ہوتا ہے جو جنگل میدان ہلاکی کے مکان میں اترا اس کے ساتھ سواری تھی اس پر اس کا کھانا اور پانی تھا سو اس مرد نے اپنے سر کو زمین میں رکھا پھر ایک نیند سو کر اس حال میں جاگا کہ اس کی سواری جا چکی تھی سو اس نے اس کی تلاش کی یہانتک کہ جب اس پر گرمی اور پیاس وغیرہ کی شدت ہوئی اس نے کہا اے دل پلٹ چل اسی مکان میں جہاں میں سو رہا تھا سو رہوں تاآنکہ مر جاؤں سو اس نے اپنا سر اپنی کلائی پر رکھا تا کہ مر جاوے۔ پھر جاگ پڑا تو کیا دیکھتا ہے کہ اسکی سواری موجود ہے اس پر اس کا زادراہ اور پانی ہے تو حق تعالیٰ اپنے مومن بندے کی توبہ کے سبب اس مرد سے بھی زیادہ تر خوش ہوتا ہے جو اپنی سواری اور زادراہ پا کر خوش ہو گیا۔

ف یعنی مومن کی توبہ سے کمال رضائے الٰہی حاصل ہوتا ہے اس واسطے کہ توبہ سے گناہ مٹ جاتے ہیں بندہ عذاب سے بچ جاتا ہے۔

## اللہ تعالیٰ کی صفتِ مغفرت کا بیان

(۱۹۳۹) م ابن عمر لو لم تذنبوا لجاء الله بقوم يذنبون فيغفر لهم ويدخلهم الجنة۔ [له]

مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تم گناہ نہ کرتے تو خدا اور قوم کو لاتا کہ وہ گناہ کرتے پھر ان کو خدا بخشتا اور ان کو بہشت میں لے جاتا۔

ف اس حدیث کا مضمون دوبار ہو چکا مطلب یہ کہ اس میں دلاسا ہے اہل خوف اور گناہگاران تائب کو اور اشارہ ہے کہ گناہ حکمتِ الٰہی کے مخالف نہیں تاکہ اس کی رحمت اور غفاری کی صفت ظاہر ہو اور یہ مطلب نہیں کہ آدمی اپنے گناہوں سے بالکل نڈر ہو جائے کہ یہ تو صاف کفر ہے۔

(۱۹۴۰) م ابو ایوب لو انكم لم تكن لكم ذنوب يغفرها الله لكم لجاء الله بقوم لهم ذنوب فيغفرها لهم۔

مسلم میں ابوایوبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تمہارے گناہ نہ ہوتے جن کو خدا بخشتا تو البتہ خدا اس قوم کو لاتا جس کے گناہ ہوتے پھر ان کی مغفرت کرتا۔

ف اس حدیث سے حضرتؐ نے اپنے اصحاب کو دلاسا دیا اس واسطے کہ اکثر اصحاب کو خوفِ الٰہی بہت غالب تھا بعضوں نے گوشت کھانا چھوڑ دیا تھا بعضوں کا قصد تھا کہ دنیا چھوڑ کر پہاڑ پر بیٹھ رہیں اور شب و روز عبادت کریں بعضوں کا یہ ارادہ تھا کہ آلہ تناسل کو کاٹ ڈالیں تاکہ حرام کاری میں نہ گرفتار ہوں یعنی جیسے اس کی صفت منتقم ہے کہ گناہ پر پکڑتا ہے اور سزا دیتا ہے ویسی اس کی غفار بھی صفت ہے کہ گناہوں کو معاف بھی کرتا ہے یعنی مسلمان گنہگار جیسے اپنے گناہوں سے ڈرے ویسے ہی اس کے رحم اور کرم پر بھی نظر رکھے ناامید نہ ہو جائے کیونکہ ناامیدی کفر ہے اور اس حدیث کا وہ مطلب نہیں کہ خدا کو غفار جان کر گناہوں پر کمر باندھے اور اس کی قہاری کو بالکل بھول جاوے کہ یہ صاف کفر ہے۔

## آخرت کے بارے میں ہمیشہ ذکر اور فکر کرنے کی فضیلت

(۱۹۴۱) م حنظلة الاسيدي والذي نفسي بيده ان لو تدومون على ما تكونون عندي وفي الذكر لصافحتكم الملائكة على فرشكم وفي طرقكم ولكن يا حنظلة ساعة وساعة ثلث مرات۔

مسلم میں حنظلہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ اگر تم سدا اسی حال پر جس طرح میرے پاس رہتے ہو اور یادِ الٰہی میں رہو تو البتہ تم سے فرشتے مصافحہ کریں تمہارے فرشوں پر اور تمہاری راہوں میں ولیکن اے حنظلہ ایک ساعت دنیا کا کاروبار اور دوسری ساعت یادِ پروردگار۔

ف مصابیح میں حنظلہؓ سے روایت ہے کہ میں اور صدیق اکبرؓ حضرتؐ کے پاس گئے میں نے کہا یا رسول اللہؐ حنظلہ تو منافق ہو گیا ہے حضرتؐ نے فرمایا کیونکر ہے؟ میں نے کہا کہ ہم لوگ حضرتؐ کی خدمت میں رہتے ہیں، آپ ہم کو دوزخ اور بہشت یاد دلاتے ہیں گویا ہم آنکھ سے دیکھتے ہیں پھر جب ہم حضرتؐ کے پاس سے جاتے ہیں اور بیوی بچوں اور کسب دکار میں مشغول ہوتے ہیں تو اکثر باتیں بھول جاتے ہیں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی

---

[له] روایت مذکورہ کے الفاظ مسلم کی روایت کے مطابق نہیں۔ امام مسلمؒ نے عنوانِ مذکور کی دونوں حدیثوں کو عنوان "توبہ اور استغفار کرنے سے گناہ ساقط ہو جاتے ہیں" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

یعنی اگر ہر دم حضور بنا رہے تو آدمی سے بالکل اس عالم کا کاروبار معطل ہوجائے فرشتوں کا عالم نظر پڑے اسواسطے وہ حال ہر دم نہیں رہتا اس کو نفاق نہ جاننا چاہیئے کہ غفلت کا آنا حکمت سے خالی نہیں - شعر

غفلت بجہاں اگر نبودے　　　　از عمر دمے بسر نہ بودے

## رحمتِ خداوندی کی وسعت کا بیان

(۱۹۴۲) م سلمان اِنَّ لِلّٰہِ مِائَۃَ رَحْمَۃٍ فَمِنْھَا رَحْمَۃٌ بِہَا یَتَرَاحَمُ الْخَلْقُ بَیْنَھُمْ وَتِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ -

مسلم میں سلمانؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا کی سو رحمتیں ہیں ان میں سے ایک رحمت کے سبب سے تمام خلق آپس میں الفت اور محبت کرتی ہے اور ننانوے رحمتیں خدا کی قیامت کے دن کے واسطے ہیں -

ف یعنی خدا نے اپنی رحمت کے سو حصے کئے ایک حصہ تمام مخلوق کو دیا اسی کا یہ اثر ہے کہ جانور اپنے بچوں کو پالتے ہیں آپ بھوکے رہتے ہیں ان کو کھلاتے ہیں - اسی کا اثر ہے کہ ماں باپ اپنی اولاد کو پالتے ہیں اور ان کی مصیبتیں اٹھاتے ہیں اور ننانوے حصے خدا کی رحمت قیامت میں ظاہر ہوگی - حضرتؐ کی شفاعت اور گنہگاروں کی بخشش اور بہشت کی بے حساب نعمتیں انہیں رحمتوں کا اثر ہے - اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خدا کی رحمت کی کچھ حد نہیں -

(۱۹۴۳) ق اَبُوْھُرَیْرَۃَ لَوْ یَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللّٰہِ مِنَ الْعُقُوْبَۃِ مَا طَمِعَ بِجَنَّتِہٖ اَحَدٌ وَّلَوْ یَعْلَمُ الْکَافِرُ مَا عِنْدَ اللّٰہِ مِنَ الرَّحْمَۃِ مَا قَنَطَ مِنْ جَنَّتِہٖ اَحَدٌ -

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر ایماندار جانتا جتنا کہ خدا کے پاس عذاب ہے تو اس کی بہشت کی کوئی طمع نہ کرتا اور اگر کافر جانتا جتنی کہ خدا کے پاس رحمت ہے تو اس کی بہشت سے کوئی ناامید نہ ہوتا -

(۱۹۴۴) ق عُمَرُ اَتُرَوْنَ ھٰذِہِ الْمَرْاَۃَ طَارِحَۃً وَّلَدَھَا فِی النَّارِ قُلْنَا لَا وَاللّٰہِ فَقَالَ اَللّٰہُ اَرْحَمُ بِعِبَادِہٖ مِنْ ھٰذِہِ الْمَرْاَۃِ بِوَلَدِھَا قَالَہٗ حِیْنَ رَاَی الْمَرْاَۃَ مِنَ السَّبْیِ تَسْعٰی اِذَا وَجَدَتْ صَبِیًّا فِی السَّبْیِ اَخَذَتْہُ فَاَلْزَقَتْہُ بِبَطْنِھَا فَاَرْضَعَتْہُ -

بخاری اور مسلم میں عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ عورت پھینکنے والی ہے اپنے لڑکے کو آگ میں ہم نے کہا قسم ہے خدا کی ہرگز نہ پھینکے گی تو حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ خدا کا رحم اپنے بندوں پر بہت زیادہ ہے اس عورت کے رحم سے اپنے بیٹے پر - حضرتؐ نے اس وقت فرمایا جب ایک قیدی عورت کو دیکھا - دوڑی جاتی ہے جب اس نے قیدیوں میں اپنے بچے کو پایا پھر اس کو اپنے پیٹ سے چمٹا لیا پھر اسکو دودھ پلانے لگی -

ف اس حدیث میں بیان ہے وسعت رحمت الٰہی کا - اس حدیث سے ارحم الراحمین کا مطلب حل ہوتا ہے -

(۱۹۴۵) ق اَبُوْھُرَیْرَۃَ قَالَ رَجُلٌ لَمْ یَعْمَلْ حَسَنَۃً قَطُّ لِاَھْلِہٖ اِذَا مَاتَ فَحَرِّقُوْہُ ثُمَّ اذْرُوْا نِصْفَہٗ فِی الْبَرِّ وَنِصْفَہٗ فِی الْبَحْرِ فَوَاللّٰہِ لَئِنْ

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ایک مرد نے کبھی کوئی نیک کام نہ کیا تھا اپنے لوگوں سے کہا کہ جب وہ شخص مرجائے تو اس کو جلا ڈالیو پھر اس کی آدھی راکھ خشکی میں بکھیر دو اور آدھی دریا میں سو قسم خدا کی اگر خدا نے اسکو

قدر اللہ علیہ لیعذبنّہ عذابا لا یعذبہ احدا من العالمین فلما مات الرجل فعلوا ما امرھم فامر اللہ البر فجمع ما فیہ وامر البحر فجمع ما فیہ ثم قال لم فعلت ھذا قال من خشیتک یا رب وانت اعلم فغفر اللہ لہ۔

تنگ کیا اور عذاب مقدر کیا تو البتہ اس پر ایسی مار ماریگا کہ تمام عالم میں کسی پر ویسا عذاب نہ ہوگا پھر جب وہ مرد مر گیا تو اس کے لوگوں نے وہی کیا جو اس نے ان سے کہا تھا سو خدا نے خشک جنگل کو حکم کیا تو جتنی اس میں خاک تھی اس نے جمع کر دی اور دریا کو حکم کیا اس نے بھی جمع کر دی پھر خدا نے اس شخص سے فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا تھا اس نے کہا اے رب تیرے خوف سے اور تو زیادہ تر دانا ہے سو خدا نے اس کو بخش دیا۔

**ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خوف الٰہی اور اپنے قصور کا اقرار مغفرت کا سبب ہے۔

(۱۹۴۶) **ق** ابوھریرۃ جعل اللہ الرحمۃ مائۃ جزء فامسک عندہ تسعۃ و تسعین وانزل فی الارض جزءا واحدا فمن ذلک الجزء یتراحم الخلائق حتی ترفع الدابۃ حافرھا عن ولدھا خشیۃ ان تصیبہ۔

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نے رحمت کے سو حصے کئے سو اپنے پاس ننانوے رکھے اور ایک حصہ زمین میں اتارا سو اسی ایک حصے کے سبب سے مخلوقات آپس میں رحمت کرتے ہیں اور ایک دوسرے پر ترس کھاتے ہیں یہانتک کہ جانور اپنا کھر اٹھا لیتا ہے اپنے بچے پر سے اس خوف سے کہ کہیں اس کے نہ لگ جائے۔

**ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رحمت الٰہی بندوں پر بے حساب ہے اسی سبب سے کافروں کو جلد نہیں پکڑتا اور آخرت میں ہمارے حضرتؐ کی شفاعت سے ہم گنہگاروں کی مغفرت ہوگی بلکہ حضرتؐ کو جو اپنی امت پر بیحد رحمت ہے سو بھی حقیقت میں ارحم الراحمین کی رحمت کا اثر ہے۔

## گناہوں سے توبہ کا بیان

توبہ کتنی ہی بار ٹوٹ بھی ہو مگر پھر بھی گناہ سے توبہ کرنا چاہئے

(۱۹۴۷) **ق** ابوھریرۃ اذنب عبد ذنبا فقال اللھم اغفرلی ذنبی فقال تبارک وتعالی اذنب عبدی ذنبا علم ان لہ ربا یغفر الذنب ویاخذ بالذنب ثم عاد فاذنب فقال ای رب اغفرلی ذنبی فقال تبارک وتعالی عبدی اذنب ذنبا فعلم ان لہ ربا یغفر الذنب ویاخذ بالذنب ثم عاد فاذنب فقال ای رب اغفرلی ذنبی فقال تبارک وتعالی اذنب عبدی ذنبا فعلم ان لہ ربا یغفر الذنب ویاخذ بالذنب اعمل

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ گناہ کیا کسی بندے نے کوئی گناہ کیوں نہ ہو پھر اس نے کہا کہ الٰہی میرے گناہ کو معاف کر دے تو حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے گناہ کیا اور اس نے جانا کہ اس کا ایسا رب ہے کہ گناہ کو معاف کرتا ہے اور گناہ کو پکڑتا ہے پھر اس نے توبہ توڑی سو گناہ کیا تو اس نے کہا اے میرے رب میرا گناہ معاف کر تو حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے گناہ کیا سو اس نے جانا کہ اس کا رب ہے کہ گناہ کو معاف کرتا ہے اور گناہ کو پکڑتا ہے پھر اس نے توبہ توڑی سو اس نے گناہ کیا تو اس نے کہا کہ اے میرے رب میرا گناہ بخشدے سو حق تعالیٰ فرماتا ہے گناہ کیا میرے بندے نے تو اس نے جانا کہ اس کا ایک رب ہے کہ گناہ بخشتا ہے اور گناہ کو پکڑتا ہے کر جو

مَاشِئْتَ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ قَالَ عَبْدُ الْاَعْلٰى اَحَدُ رُوَاةِ هٰذَا الْحَدِيْثِ لَا اَدْرِيْ اَقَالَ فِي الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ اِعْمَلْ مَاشِئْتَ۔

جی چاہے سو مقرر میں نے تجھ کو بخشا۔ عبدالاعلیٰ اس حدیث کے ایک راوی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ حضرتؐ نے تیسری بار یا چوتھی بار فرمایا کہ کر جو تیرا جی چاہے۔

ف یعنی جتنی بار گناہ کرکے آدمی توبہ کرے گا اس کی توبہ مقبول ہوگی۔ آدمی کا قصور اگر کیجئے تو دو تین بار میں تنگ ہو جاتا ہے یہاں کریمی کی شان ہے تنگی کا کیا امکان ہے۔ نظم

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ　　گر کافر و رند و بت پرستی باز آ

ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست　　صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

لیکن شرط یہ ہے کہ توبہ کے وقت ندامت ہو اور اس گناہ کے کرنے کا قصد نہ ہو، اور اگر اس گناہ کرنے کا قصد دل میں موجود ہو تو صرف زبان سے توبہ کرنا مسخراپن کرنا ہے اور یہ جو فرمایا کہ کر جو تیرا جی چاہے یعنی جس گناہ کے بعد توبہ بھی ہو تو ایسا گناہ مغفرت کو نہیں روکتا اور یہ مطلب نہیں کہ توبہ کے بعد آدمی بے قید ہو جائے جو جی چاہے سو کرے

(۱۹۴۸) م اَبُوْمُوْسٰى اِنَّ اللهَ يَبْسُطُ يَدَهٗ بِاللَّيْلِ لِيَتُوْبَ مُسِيْئُ النَّهَارِ وَيَبْسُطُ يَدَهٗ بِالنَّهَارِ لِيَتُوْبَ مُسِيْئُ اللَّيْلِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا۔

مسلم میں ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ خدا اپنی رحمت کا ہاتھ رات کو پھیلاتا ہے تاکہ دن کا بدکار توبہ کرے اور دن کو اپنی رحمت کا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات کا بدکار توبہ کرے یہاں تک کہ سورج پچھم سے نکلے۔

ف یعنی جب تک سورج مغرب کی طرف سے نہیں نکلتا تو دروازہ توبہ کا کھلا ہے رات دن جس وقت چاہے توبہ کرے۔

## غیرالہیٰ کا ذکر

(۱۹۴۹) م اَبُوْهُرَيْرَةَ اَلْمُؤْمِنُ يَغَارُ وَاللهُ اَشَدُّ غَيْرًا۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ایماندار غیرت دار ہوتا ہے اور خدا زیادہ تر غیرت دار ہے۔

ف باقی روایت یوں ہے کہ اسی واسطے خدا نے ظاہر باطن کی بیحیائیوں سے منع کیا یعنی بدکاموں پر طیش آنا ایمان کا مقتضا ہے بے غیرتی ایمان کی شان نہیں۔

(۱۹۵۰) ق اِبْنُ مَسْعُوْدٍ لَا اَحَدَ اَغْيَرُ مِنَ اللهِ وَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا اَحَدَ اَحَبُّ اِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللهِ وَلِذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهٗ وَفِيْ رِوَايَةِ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ لَا شَيْئَ اَغْيَرُ مِنَ اللهِ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا سے زیادہ کوئی شخص غیرت دار نہیں اور اسی واسطے اس نے بے حیائی کے کام خواہ کھلے خواہ چھپے جیسے شراب اور حرام کاری سب حرام کئے اور خدا سے زیادہ کوئی نہیں جس کو اپنی تعریف بہت پسند آئی ہو اور اسی واسطے اس نے اپنی ذات کی تعریف کی ہے۔ اور اسماء بنت ابی بکرؓ کی روایت میں یوں ہے کہ کوئی چیز خدا سے زیادہ غیرت دار نہیں۔

## اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ کی تفسیر

(۱۹۵۱) خ اَبُوْ اُمَامَةَ اَرَاَیْتَ حِیْنَ خَرَجْتَ مِنْ بَیْتِكَ اَلَیْسَ قَدْ تَوَضَّأْتَ فَاَحْسَنْتَ الْوُضُوْءَ قَالَ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ثُمَّ شَهِدْتَ الصَّلٰوةَ مَعَنَا قَالَ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ حَدَّكَ اَوْ ذَنْبَكَ۔

بخاری میں ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بھلا بتا تو جب کہ تو نے اپنے گھر سے نکلا تھا کیا تو نے اچھی طرح وضو نہیں کیا تھا اس نے کہا درست ہے یا رسول اللہ حضرتؐ نے فرمایا پھر تو ہمارے ساتھ نماز میں حاضر ہوا اس نے کہا ہاں یا رسول اللہ م حضرتؐ نے فرمایا سو تحقیق اللہ نے تیری حد بخشی یا یوں فرمایا کہ تیرا گناہ بخشا۔

ف ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ میں نے گناہ حد لانے کے لائق کیا مجھ پر حد ماریئے حضرتؐ نے نہ پوچھا کہ کون گناہ ہے پھر حضرتؐ نماز میں مشغول ہوئے وہ شخص بھی نماز میں شریک ہوا بعد فراغت کے پھر اس شخص نے کہا کہ مجھ پر حد ماریئے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ شاید کہ اس کا گناہ صغیرہ تھا جیسے بوسہ یا مساس۔ چنانچہ بعضی روایت میں صاف آیا ہے اسی واسطے حضرتؐ نے اس کی مغفرت جماعت پڑھنے سے فرمائی اس واسطے کہ صغیرہ گناہ عبادات سے معاف ہو جاتے ہیں اور حضرتؐ نے اس واسطے اس سے نہ پوچھا کہ بدکام کا تفحص بہتر نہیں اور اگر وہ اپنے گناہ کو کھل کر بتاتا اور وہ لائق حد کے ہوتا تو حضرت ضرور اس پر حد مارتے۔

## قاتل کی توبہ قبول ہوتی ہے

(۱۹۵۲) ق اَبُوْ سَعِیْدٍ کَانَ فِیْمَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَّتِسْعِیْنَ نَفْسًا فَسَاَلَ عَنْ اَعْلَمِ اَهْلِ الْاَرْضِ فَدُلَّ عَلٰی رَاهِبٍ فَاَتَاهُ فَقَالَ اِنَّهٗ قَتَلَ تِسْعَةً وَّتِسْعِیْنَ نَفْسًا فَهَلْ لَهٗ مِنْ تَوْبَةٍ فَقَالَ لَا فَقَتَلَهٗ فَکَمَّلَ بِهٖ مِائَةً ثُمَّ سَاَلَ عَنْ اَعْلَمِ اَهْلِ الْاَرْضِ فَدُلَّ عَلٰی رَجُلٍ عَالِمٍ فَقَالَ اِنَّهٗ قَتَلَ مِائَةَ نَفْسٍ فَهَلْ لَهٗ مِنْ تَوْبَةٍ فَقَالَ نَعَمْ وَمَنْ یَّحُوْلُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ التَّوْبَةِ انْطَلِقْ اِلٰی اَرْضِ کَذَا وَکَذَا فَاِنَّ بِهَا اُنَاسًا یَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مَعَهُمْ وَلَا تَرْجِعْ اِلٰی اَرْضِكَ فَاِنَّهَا اَرْضُ سُوْءٍ فَانْطَلَقَ حَتّٰی اِذَا انْتَصَفَ الطَّرِیْقَ اَتَاهُ الْمَوْتُ فَاخْتَصَمَتْ فِیْهِ

اس شخص کی توبہ کا ذکر جس نے ناحق سو خون کئے تھے۔

بخاری اور مسلم میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم سے اگلی امت میں ایک مرد تھا کہ اس نے ننانوے جان کو قتل کیا تھا تو اس نے لوگوں سے پوچھا کہ روئے زمین پر بہت بڑا عالم کون ہے سو اس کو درویش بتلایا گیا یعنی لوگوں نے کہا کہ فلانا درویش بڑا عالم ہے تو اس کے پاس گیا سو اس نے کہا کہ اس شخص نے ننانوے جان کو قتل کیا ہے کیا اس کی توبہ قبول ہوگی تو اس درویش نے کہا کہ تیری توبہ مقبول نہیں تو اس نے اس درویش کو قتل کیا سو اس نے اس کو قتل کر کے سو کو پورا کیا پھر اس شخص نے لوگوں سے پوچھا کہ یہاں میں بڑا عالم کون ہے تو اس کو ایک عالم بتلایا گیا یعنی لوگوں نے کہا کہ فلانا مرد بڑا عالم ہے سو اس نے کہا کہ اس شخص نے سو جان کو مارا ہے سو کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے تو اس عالم نے کہا کہ ہاں اور کون شخص گنہگار اور توبہ کے درمیان حائل ہو سکتا ہے یعنی توبہ کا کوئی مانع نہیں تو فلانی فلانی زمین کی طرف جا مقرر وہاں چند لوگ ہیں کہ خدا کی عبادت کرتے ہیں سو تو بھی خدا کی عبادت کر ان کے

غ صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۵۹ (چشتی)

مَلٰٓئِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلٰٓئِكَةُ الْعَذَابِ فَقَالَتْ مَلٰٓئِكَةُ الرَّحْمَةِ جَاءَ تَائِبًا مُقْبِلًا بِقَلْبِهٖٓ إِلَى اللّٰهِ وَقَالَتْ مَلٰٓئِكَةُ الْعَذَابِ إِنَّهٗ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ فَأَتَاهُمْ مَلَكٌ فِيْ صُوْرَةِ اٰدَمِيٍّ فَجَعَلُوْهُ بَيْنَهُمْ فَقَالَ قِيْسُوْا مَا بَيْنَ الْأَرْضَيْنِ فَإِلٰٓى أَيَّتِهِمَا كَانَ أَدْنٰى فَهُوَ لَهٗ فَقَاسُوْا فَوَجَدُوْهُ أَدْنٰى إِلَى الْأَرْضِ الَّتِيْٓ أَرَادَ فَقَبَضَتْهُ مَلٰٓئِكَةُ الرَّحْمَةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلٰى هٰذِهٖٓ أَنْ تَبَاعَدِيْ وَإِلٰى هٰذِهٖٓ أَنْ تَقَرَّبِيْ وَقَالَ الْبُخَارِيُّ فَنَاءَ بِصَدْرِهٖ نَحْوَهَا۔

سامنے اور نہ پلٹیو اپنی زمین کی طرف اسواسطے کہ وہ بڑی زمین ہے۔ سو وہ شخص اس طرف کو چلا یہانتک کہ جب آدھی راہ چل گیا تو اس کو موت نے آلیا تو جھگڑنے لگے اس میں رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے سو رحمت کے فرشتے کہنے لگے کہ یہ شخص توبہ کرکے آیا ہے اپنے دل سے خدا کی طرف متوجہ ہوکر اور عذاب کے فرشتوں نے کہا کہ اس نے کبھی ایک نیک کام بھی نہیں کیا تو ان کے پاس ایک فرشتہ آدمی کی صورت پر آیا تو فرشتوں نے اس کو اپنے درمیان پنچ مقرر کیا تو اس نے کہا کہ دونوں زمینوں کی مسافت کو ناپو سو یہ شخص جس زمین کی طرف زیادہ نزدیک ہو سو اسی کے لائق ہے تو فرشتوں نے ناپا تو اس کو اسی زمین کی طرف نزدیک تر پایا جدھر کا اس نے ارادہ کیا تھا تو اس کو رحمت کے فرشتوں نے لیا اور دوسری روایت یوں ہے کہ خدا نے گناہ کی زمین کی طرف حکم بھیجا کہ تو دور ہوجا اور بخاری نے روایت کی ہے کہ وہ شخص اپنی چھاتی کے بل توبہ کی طرف کا یعنی مرنے کے وقت دونوں زمین کے بیچ میں برابر تھا چھاتی کو اچھل کر ادھر قریب ہوگیا۔

✤ ✤ ✤
✤ ✤
✤

**ف** اس حدیث سے کئی عمدہ فائدے ثابت ہوئے ایک یہ کہ گناہِ کبیرہ سے توبہ کرنا مقبول ہے دوسرے یہ کہ جہاں گناہ کیا ہو اس سے ہجرت کرنا مستحب ہے تاکہ بد یاروں کی صحبت پھر اس کو بلا میں نہ ڈالے۔ تیسرے یہ کہ فرشتوں کو علم غیب نہیں اگر ان کو علم غیب ہوتا تو عذاب کے فرشتے نہ بحث کرتے چوتھے یہ کہ مدعی اور مدعا علیہ کو پنچایت کرنا درست ہے۔ پانچویں یہ کہ رحمت الٰہی کی کچھ حد نہیں، ادھر بندے نے خالص دل سے توبہ کی ادھر دریائے رحمت اور مغفرت جوش میں آیا۔

(۱۹۵۳) **ق** أَبِيْ مُوْسٰى [illegible] كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ دَفَعَ اللّٰهُ إِلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ يَهُوْدِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا فَيَقُوْلُ هٰذَا فِكَاكُكَ مِنَ النَّارِ۔

بخاری اور مسلم نے ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو خدا ہر ایک مسلمان کو ایک یہودی یا ایک نصرانی دیگا پھر فرمائیگا کہ یہی دوزخ سے [illegible] تیرے بدلے یہودی یا نصرانی [illegible]

**ف** یہودیوں نے بہت پیغمبروں کو ناحق قتل کیا اور نصرانیوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا ٹھہرایا اور ہمارے حضرتؐ کا انکار کیا اور مسلمانوں نے حضرتؐ کو مانا اور سب پیغمبروں کو برحق جانا اسواسطے خدا نے مسلمانوں کا بدلہ یہودیوں اور نصرانیوں کو مقرر کیا۔ یہ ظلم نہیں انصاف ہے کہ تابعدار کو بخشا اور موذی منکر کو پکڑا لیکن یہ ان مسلمانوں کے حق میں ہے جیسے عذاب بہشت میں جائیں گے اس واسطے کہ حضرتؐ اکثر مسلمانوں کو

شفاعت کر کے دوزخ سے نکلوائیں گے اگر سب دوزخ سے بچتے تو شفاعت کی پھر کیا حاجت تھی۔

## مومنین پر رحمتِ خداوندی کا ذکر

(۱۹۵۴) م اَبُوْمُوْسٰی یَجِیْءُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ نَاسٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ بِذُنُوْبٍ اَمْثَالِ الْجِبَالِ یَغْفِرُھَا اللّٰهُ لَھُمْ وَیَضَعُھَا عَلَى الْیَھُوْدِ وَالنَّصَارٰی فِیْمَا اَحْسِبُ قَالَ اَبُوْرَوْحٍ لَّا اَدْرِیْ مِمَّنِ الشَّكُّ۔

مسلم میں ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ لائیں گے کچھ مسلمان لوگ اپنے گناہ پہاڑوں کے برابر، خدا ان گناہوں کو ان سے معاف کردیگا اور ان گناہوں کو یہود اور نصاریٰ پر رکھ دیگا۔ راوی کہتا ہے کہ میری دانست میں یوں ہی ابوروح نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ شک کس کی طرف سے ہے ابوموسیٰؓ کو شک ہوا اس حدیث کی یاد میں یا کسی اور کو۔

ف اس حدیث میں وہ مسلمان مراد ہیں جن کو یہود اور نصاریٰ سے سخت تکالیف پہنچیں اور انھوں نے صبر کیا۔ واللہ اعلم۔

## حضرت کعب بن مالکؓ اور انکے ساتھیوں کی توبہ کا بیان

(۱۹۵۵) ق کَعْبُ بْنُ مَالِكٍ مَا خَلَّفَكَ اَلَمْ تَكُنْ قَدِ ابْتَعْتَ ظَھْرَكَ قَالَهٗ لَهٗ مَقْدَمَهٗ مِنْ تَبُوْكَ۔

بخاری اور مسلم میں کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کس چیز نے تجھ کو پیچھے ڈالا اور جہاد سے روکا گیا تو سواری کو نہ مول لے چکا تھا یہ حضرتؐ نے کعب بن مالکؓ سے فرمایا جنگ تبوک سے آنے کے وقت۔

ف جنگ تبوک کی جب حضرتؐ نے تیاری کی تھی تب کعب بن مالکؓ نے ساتھ جانے کے واسطے سواری مول لی تھی مگر ان کا اتفاق حضرتؐ کے ساتھ جانے کا نہیں ہوا تھا جب اس لڑائی سے پلٹ آئے تب یہ حدیث غصے سے فرمائی۔ باقی قصہ اگلی حدیثوں میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۹۵۶) ق کَعْبُ بْنُ مَالِكٍ اَبْشِرْ بِخَیْرِ یَوْمٍ مَّرَّ عَلَیْكَ مُنْذُ وَلَدَتْكَ اُمُّكَ قَالَهٗ لَهٗ۔

بخاری اور مسلم میں کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خوش ہو افضل دن سے جو تجھ پر گذرا جبسے کہ تجھ کو تیری ماں نے جنا۔ یہ حضرتؐ نے کعبؓ سے فرمایا۔

ف کعب جنگ تبوک میں حضرتؐ کے ساتھ نہ گئے تھے خدا اور رسول کا ان پر پچاس دن عتاب رہا جب ان کی توبہ قبول ہوئی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ معلوم ہوا کہ مسلمان کے حق میں بہتر دن وہی ہے جس دن اس سے خدا راضی ہو۔

(۱۹۵۷) ق کَعْبُ بْنُ مَالِكٍ اَمَّا ھٰذَا فَقَدْ صَدَقَ فَقُمْ حَتّٰی یَقْضِیَ اللّٰهُ فِیْكَ قَالَهٗ لَهٗ

بخاری اور مسلم میں کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس نے تو البتہ سچ کہا سو تو اٹھ یہاں تک کہ خدا تیرے حق میں کچھ حکم کرے۔ یہ حضرت نے کعب بن مالکؓ سے فرمایا۔

ف روایت ہے کہ کعب جنگ تبوک میں حضرتؐ کے ساتھ نہ گئے تھے جب حضرتؐ وہاں سے پلٹ آئے تو نہ جانے والوں سے سبب پوچھا منافقوں نے جھوٹی قسمیں کھا کر حضرتؐ کو راضی کر لیا۔ جب کعبؓ سے پوچھا

تو بہ سچے مسلمان تھے انھوں نے کہا کہ یا حضرتؐ میں نے سواری خریدی تھی اور سامان سفر کا درست کیا تھا، آج چلتا ہوں کل چلتا ہوں یہی کہتے کہتے میں رہ گیا مجھ کو حقیقت میں کوئی مانع نہ تھا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی اور کعب کے مقدمے کو خدا پر سپرد کیا اور فرمایا کہ کوئی کعب سے بات چیت نہ کرے حق تعالیٰ نے ان کی راستی کی برکت سے پچاس دن کے بعد ان کی توبہ قبول کی اور آیت اتاری اور جھوٹے منافقوں کی فضیحتی میں اور آیتیں اتریں۔ معلوم ہوا کہ راستی کا انجام نیک ہے اگرچہ اول بظاہر سختی میں خلل پڑے۔

(۱۹۵۸) ق کعبُ بنُ مالکٍ آمسِكْ عليكَ بعضَ مالِكَ فهُوَ خيرٌ لكَ قالہٗ لہٗ۔

بخاری اور مسلم میں کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ رکھ لے اپنے تھوڑے مال کو یہ تیرے حق میں بہتر ہے۔ یہ حضرتؐ نے کعبؓ سے فرمایا۔

ف کعب جنگ تبوک میں حضرتؐ کے ساتھ نہ گئے تھے خدا اور رسول کا ان پر پچاس روز نہایت عتاب رہا جب ان کی توبہ قبول ہوئی تو خوشی کے مارے انھوں نے چاہا کہ اپنا تمام مال خیرات کریں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔

## حدیث افک اور تہمت لگانیوالے کی توبہ کا بیان

(۱۹۵۹) ق عایشۃُ امّا بعدُ یا عایشۃُ فانّہٗ بلغنی عنكِ كذا وكذا فانْ كنتِ بريئۃً فسيبرّئكِ اللهُ وانْ كنتِ ألممتِ بذنبٍ فاستغفِري اللهَ وتوبي إليهِ فانّ العبدَ اذا اعترفَ بذنبِہٖ ثمّ تابَ تابَ اللهُ عليہِ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ حمد اور صلوٰۃ کے بعد بات یہ ہے کہ اے عائشہ مجھ کو تیری ایسی ایسی بات پہنچی ہے سو اگر تو گناہ سے پاک ہوگی تو خدا تیری پاکی بیان کرے گا اور اگر تو گناہ سے آلودہ ہوئی ہو تو مغفرت مانگ خدا سے اور اس کی طرف توبہ کر اس واسطے کہ بندے نے جب اپنے گناہ کا اقرار کیا پھر توبہ کی تو خدا اس کی توبہ قبول کرتا ہے اس پر رحمت متوجہ ہوتا ہے۔

ف جب حضرت عائشہؓ پر تہمت ہوئی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی باقی پورا قصہ آئندہ حدیثوں میں ملاحظہ فرمایئے۔

(۱۹۶۰) ق عایشۃُ ابشِري يا عايشۃُ امّا اللهُ فقد برّأكِ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خوش ہو لے عائشہ خدا نے تیری پاکدامنی بیان کردی۔

ف جبکہ حضرت عائشہؓ پر تہمت ہوئی اور ان کی پاکدامنی میں قرآن اترا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔

(۱۹۶۱) ق عایشۃُ یا معشرَ المسلمينَ مَن يَعذِرُني مِن رجلٍ قد بلغني اذاہُ في اهلِ بيتي فواللهِ ما علمتُ على اهلي الّا خيرًا ولقد ذكروا رجلًا ما علمتُ عليہِ الّا خيرًا وما كانَ يدخلُ على اهلي الّا معي۔[1]

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے مسلمانوں کے گروہ کون ایسا ہے جو میرا عذر کرکے بدلا لیوے اس مرد سے جس کی ایذا اور تکلیف ... یعنی میری گھر والی بی بی کو پہنچی سو خدا کی قسم نہیں جانتا میں نے اپنی بی بی کو مگر نیک اور البتہ لوگوں نے ذکر کیا ہے اس مرد کو جس کو نہیں جانتا میں نے مگر نیک وہ تو میری بی بی کے پاس کبھی نہ جاتا تھا بدون میرے ساتھ کے۔

[1] صحیحین میں الا اذلك کے الفاظ ہیں۔ (وحیدی)

**ف** یہ حدیث ٹکڑا ہے بڑی لمبی حدیث کا جب عبداللہ بن ابی منافقوں کے سردار نے حضرت عائشہ کو عیب
لگایا صفوان بن معطل سے بخاری وغیرہ کا مختصر قصہ حضرت عائشہؓ سے یوں روایت ہے کہ ہجری پانچویں سال
حضرتؐ جنگ بنی مصطلق کو تشریف لے گئے میں حضرتؐ کے ساتھ تھی جب حضرتؐ فتح کر کے مدینے کے قریب
پہنچے تو رات کو کوچ کی خبر ہوئی میں جائے ضرور کے واسطے لشکر کے باہر گئی پھر فراغت کر کے مکان پر آئی یہاں
معلوم ہوا کہ گلے کا ہار گر پڑا میں اسی مقام پر تلاش کرنے کو گئی وہاں تلاش میں دیر لگی جو لوگ میرے کجاوے
کسنے پر مقرر تھے وہ میرے کجاوے کو اٹھا کر اونٹ پر کس کے لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے۔ عورتیں اسوقت کم خوراک
اور نہایت دبلی ہوتی تھیں اس سبب سے کجاوہ کسنے والوں کو میرے ہونے یا نہ ہونے کی کچھ خبر نہ ہوئی جب مجھ کو
ہار ملا تب میں اپنے مقام پر آئی دیکھا تو لشکر کوچ کر گیا میں وہاں بیٹھ گئی اس خیال سے کہ آخر جب میرا حال معلوم
ہوگا تو ضرور میرے لینے کو لوگ آئیں گے۔ صفوان بن معطل لشکر کے پیچھے رہا کرتا تھا کہ ہارے ماندے کو ساتھ لائے
اس نے مجھ کو سوتے دیکھا تو پہچانا کہ پردہ پوشی سے پہلے اس نے مجھ کو دیکھا تھا اس نے افسوس اور تعجب سے
إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھا اور کہا یہ تو پیغمبرؐ کی بی بی ہے۔ میں وہیں جاگ اٹھی، اس کی کوئی اور
بات میں نے نہیں سنی اس نے اپنا اونٹ بٹھایا میں اس پر سوار ہوئی وہ اونٹ کی نکیل پکڑ کے روانہ ہوا، ظہر کے
وقت لشکر میں پہنچی تو تہمت کرنے والوں نے مجھ پر تہمت باندھی اور بانی مبانی اس تہمت کا عبداللہ بن سلول
ہوا۔ میں مدینے میں آکر بیمار ہوگئی اور ایک مہینہ بیمار رہی اور مجھ کو اس تہمت کرنے کی بھی کچھ خبر نہ تھی ہاں اتنا
مجھ کو تردد تھا کہ جیسے میری بیماری میں حضرتؐ مجھ پر مہربانی کرتے تھے اس بار ویسی مہربانی نہ تھی۔ گھر میں آکر
صرف اتنا پوچھتے تھے کہ اس عورت کا کیا حال ہے اس وقت تک گھر میں پاخانے نہ تھے میں شہر کے باہر
مسطحؓ کی ماں کے ساتھ جائے ضرور کو گئی اس کا پیر چادر میں الجھا اور وہ گر پڑی اس نے اپنے بیٹے کو بد دعا دی
میں نے کہا تو اس کو کیوں بد دعا دیتی ہے وہ تو بدری صحابی ہے تب اس نے مجھ کو اس تہمت کی خبر کی کہ مسطح
بھی تہمت کرنے والوں کا شریک ہے۔ یہ سنتے ہی میری بیماری اس غم سے دونی ہوگئی۔ میں حضرتؐ سے اجازت لیکر
اپنے ماں باپ کے گھر آئی کہ اس خبر کی تحقیق کروں۔ میں نے اپنی ماں سے کہا اے ماں یہ کیا بات ہے جس کا لوگوں
میں چرچا ہے۔ میری ماں نے کہا اے میری بیٹی تو مت گھبرا جو عورت اپنے خاوند کی پیاری ہوتی ہے اس کو اسی
طرح اکثر لوگ تہمت لگاتے ہیں میں نے کہا سبحان اللہ میرے حق میں لوگ ایسی گفتگو کرتے ہیں اس رات تمام
رات مجھ کو نیند نہ آئی اور آنسو جاری رہے۔ پھر حضرتؐ نے علی بن ابی طالبؓ اور اسامہ بن زیدؓ کو بلایا اور
میرے چھوڑ دینے میں صلاح اور مشورہ پوچھا اس واسطے کہ اتنی مدت میں جبرئیل کا آنا اور وحی کا اترنا بالکل
موقوف ہو گیا تھا اسامہؓ نے میری پاکدامنی بیان کی اور کہا یا رسول اللہ وہ آپ کی بی بی ہیں مجھ کو تو سوائے
پاکی کے کچھ اور خیال میں نہیں آتا اور علی بن ابی طالبؓ نے کہا کہ خدا نے حضرتؐ پر کچھ تنگی نہیں کی ان کے سوا
اور بہت عورتیں موجود ہیں لیکن بریرہ لونڈی سے پوچھئے وہ آپ کو سچ سچ بتادے گی۔ حضرتؐ نے اس کو بلایا
اور فرمایا کہ اے بریرہ تو نے کبھی عائشہؓ سے ایسی بات دیکھی ہے جس سے تجھ کو اس کی پاکدامنی میں شک پڑے
بریرہؓ نے کہا اے رسول اللہ قسم ہے اس خدا کی جس نے تجھ کو سچا پیغمبر کیا ہے کہ میں نے کبھی اس کی پاکدامنی

ہیں کچھ فرق نہیں پایا ہاں اتنی بات البتہ ہے کہ عائشہؓ کم عمر لڑکی ہے بکری خمیر کھا جاتی ہے اور وہ سو یا کرتی ہے یعنی کم عمری سے گھر کا بندوبست نہیں کرتی۔ پھر حضرتؐ مسجد میں تشریف لے گئے اور منبر پر یہ حدیث فرمائی یعنی اے مسلمانو کوئی اس منافق سے یعنی عبداللہ بن سلول سے میرا بدلا لیوے کہ اس نے ناحق میرے گھر کے لوگوں کو تہمت لگائی اور مجھ کو تحقیق کرنے کے بعد کوئی عیب کی بات نہ معلوم ہوئی تو سعد بن مُعاذ قوم اوس کا سردار تھا اس نے کہا یا رسول اللہؐ میں آپ کا بدلہ لینے کو طیار ہوں اگر تہمت کرنے والا ہماری قوم یعنی اوس سے ہووے تو میں اس کی گردن ماروں اور اگر دوسری قوم سے یعنی خزرج سے ہو تو جیسا حکم ہو ویسا ہم کریں تو سعد بن عبادہؓ خزرج کے سردار نے اپنی قوم کی ترجیح سے کہا کہ اے معاذ تو زیادہ گوئی کرتا ہے ہماری قوم والے پر تیرا کچھ مقدور نہیں اور اپنی قوم کی تو بھی حمایت کرے گا پھر اسید بن حضیر سعد بن معاذ کے چچیرے بھائی نے کہا اے سعد بن عبادہ تو زیادہ گوئی کرتا ہے قسم خدا کی ہم تہمت کرنے والے کو قتل کریں گے کیا تو منافق ہے جو منافقوں کی حمایت کرتا ہے غرضکہ قریب تھا کہ کشت وخون ہووے حضرتؐ نے سب کو چپکا کیا حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں بیٹھی روتی تھی کہ حضرتؐ گھر میں تشریف لائے اور میرے نزدیک بیٹھے اور فرمایا کہ اے عائشہ تیرے حق میں میں نے ایسی ایسی باتیں سنی ہیں اگر تو بے گناہ ہے تو عنقریب خدا تیری پاکدامنی بیان کرے گا اور اگر تو نے گناہ کیا ہے تو توبہ کر اسواسطے کہ جب بندہ سے توبہ کی تو خدا گناہ معاف کرتا ہے۔ جب حضرتؐ بات تمام کر چکے تو میرے آنسو بالکل بند ہو گئے۔ میں نے حضرتؐ سے کہا کہ مجھ کو معلوم ہے کہ آپ کو اس بات کی خبر پہنچی ہے اور آپ کے دل میں جم گئی ہے سو اگر میں یوں کہوں کہ میں اس عیب سے پاک ہوں تو حضرتؐ کا ہیکو یقین کرینگے اور اگر ناکردہ گناہ کا اقرار کروں تو حضرتؐ اس کو سچ جانیں گے اب میرے اور حضرتؐ کے درمیان سوائے حضرت یعقوبؑ کے اور کوئی مثل نہیں بن سکتی۔ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ یعنی اب صبر بہتر ہے اور تمہاری اس گفتگو پر خدا ہی کی مدد درکار ہے۔ حضرتؐ میرے پاس سے نہ اٹھے تھے کہ وحی اترنے کی نشانیاں حضرتؐ پر ظاہر ہوئیں اور سورہ نور میں خدا نے میری پاکدامنی اور تہمت کرنے والوں کی مذمت بیان کی۔ پھر تو حضرتؐ نے خوش ہو کر فرمایا اے عائشہ بشارت ہے تجھ کو کہ خدا نے تیری پاکی بیان کی۔ میرے ماں باپ نے کہا اے عائشہؓ اٹھکر حضرتؐ کی تعظیم اور تعریف کر۔ میں اس وقت نہایت غصے میں تھی میں نے کہا کہ میں نہ اٹھوں گی اور نہ حضرتؐ کی تعریف کرونگی۔ میں اپنے خدا کی تعریف اور شکر کروں گی جس نے میری بے گناہی ظاہر کی حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ یہ مجھ کو یقین تھا کہ خدا میری بے گناہی آخر کو ظاہر کرے گا لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ میرے حق میں قرآن اتریگا جو قیامت تک پڑھا جاوے گا۔

**ف** اس حدیث سے بہت فائدے ظاہر ہوئے اول یہ کہ جو بے گناہوں کو عیب لگاتا ہے وہ آخر کو خود فضیحت ہوتا ہے اور پاکوں کی پاکی زیادہ تر ثابت ہو جاتی ہے دوسرے یہ کہ جس نے حضرت عائشہؓ کو بد کہا مقرر اس نے حضرتؐ کو رنج دیا اور انہیں منافقوں میں وہ بھی داخل ہوا تیسرے یہ کہ علم غیب سوائے خدا کے کسی کو نہیں۔ مہینہ بھر اس کا تردد اور رنج حضرتؐ کو رہا لیکن بدون خدا کے بتلائے حقیقت حال حضرتؐ کو معلوم نہ ہوا۔

(۱۹۶۲) ق عَائِشَةُ يَا بَرِيْرَةُ هَلْ رَأَيْتِ مِنْهَا شَيْئًا يُرِيْبُكِ يَعْنِيْ عَائِشَةَ فَالَهُ حِيْنَ قَالَ فِيْهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوْا۔ [۱]

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے بریرہ کیا تو نے عائشہؓ سے کچھ ایسا دیکھا جس سے تجھ کو شک پڑے یہ حضرتؐ نے اس وقت فرمایا جب حضرت عائشہؓ کے حق میں تہمت کرنے والوں نے کہا جو کہا۔

ف تہمت کا مفصل قصہ بیان ہو چکا۔

# دعا

## سید الاستغفار کا بیان

(۱۹۶۳) خ شَدَّادُ بْنُ أَوْسٍ سَيِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ أَنْ تَقُوْلَ الْعَبْدُ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ مَنْ قَالَهَا فِي النَّهَارِ مُوْقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهٖ قَبْلَ أَنْ يُمْسِيَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوْقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔

بخاری میں شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ عمدہ استغفار یہ ہے کہ بندہ یوں کہے کہ الٰہی تو میرا مالک ہے کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے تیرے تو نے مجھ کو پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں تیرے قول اور تیرے وعدے پر ہوں اپنے مقدور کے موافق تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے کرتب کی برائی سے میں تجھ سے اقرار کرتا ہوں تیرے احسان کا جو مجھ پر ہے اور اپنے گناہ کا تجھ سے اقرار کرتا ہوں سو مجھ کو بخش دے مقرر یہی ہے کہ کوئی گناہ کو نہیں بخش سکتا سوائے تیرے جو یقین سے اس کو دن میں کہے پھر اسی دن شام سے پہلے مر جائے تو وہ شخص بہشتی ہے اور جو اس کو رات میں کہے یقین کر کے پھر مر جائے فجر سے پہلے تو وہ شخص بہشتی ہے۔

ف اَللّٰهُمَّ سے إِلَّا أَنْتَ تک صبح شام پڑھا کرے رات اور دن دونوں آ گئے۔ رات یا دن میں جب مر گیا اس عمدہ بشارت میں داخل ہے اس دعا کو سید الاستغفار کہتے ہیں۔

## حضورؐ کے رات اور دن میں استغفار کرنے کا ذکر

(۱۹۶۴) خ أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً۔

بخاری میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قسم خدا کی کہ میں مقرر استغفار کیا کرتا ہوں خدا سے اور توبہ کرتا ہوں دن بھر میں ستر بار سے زیادہ۔

ف دوسری روایت میں استغفار کو سو بار فرمایا ہے۔ اس حدیث میں استغفار اور توبہ کرنے کی ترغیب فرمائی یعنی جب پیغمبر معصوم ستر بار یا زیادہ استغفار کرے تو اور گنہگار لوگوں کو بطریق اولیٰ استغفار اور توبہ کرنا لازم ہے۔

[۱] مسلم میں ای بریرہ کے الفاظ ہیں۔ (چشتی)

## رات میں جاگنے کے بعد کی دعا

(۱۹۶۵) خ ابن عباس اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُوْرًا وَّفِي سَمْعِي نُوْرًا وَّفِي بَصَرِي نُوْرًا وَّعَنْ يَمِيْنِي نُوْرًا وَّعَنْ شِمَالِي نُوْرًا وَّاَمَامِي نُوْرًا وَّخَلْفِي نُوْرًا وَّفَوْقِي نُوْرًا وَّتَحْتِي نُوْرًا وَّاجْعَلْنِي نُوْرًا۔

بخاری میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی میرے دل میں روشنی کر اور میرے کان میں روشنی اور میری آنکھ میں روشنی اور میرے داہنے سے روشنی اور میرے بائیں سے روشنی اور میرے آگے روشنی اور میرے پیچھے روشنی اور میرے اوپر روشنی اور میرے نیچے روشنی اور کر ڈال مجھ کو سراپا نور

ف روشنی سے مراد حق بات ہے جیسے تاریکی سے باطل بات مراد ہوتی ہے تو مطلب یہ کہ میرے دل اور اعضا کو حق میں مصروف رکھ بلکہ شش جہت سے مجھ کو حق سے گھیرلے تا باطل کسی طرف سے دخل نہ پاوے۔

## سوتے وقت پڑھنے کی دعا

(۱۹۶۶) ق ابو هريرة اِذَا اَوٰى اَحَدُكُمْ اِلٰى فِرَاشِهٖ فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهٗ بِدَاخِلَةِ اِزَارِهٖ فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِيْ مَا خَلَفَهٗ عَلَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ الصّٰلِحِيْنَ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تم میں کوئی اپنے بچھونے پر آئے یعنی سونے کے واسطے تو جھاڑے اپنے بچھونے کو اپنی لنگی کے اندر کی طرف سے اس واسطے کہ اس کو معلوم نہیں کہ اس کے پیچھے اس پر کیا پڑا ہے پھر یہ دعا پڑھے یعنی باسمک ربی سے آخر تک دعا کے یعنی کہ اے رب تیرے نام پر میں نے اپنا پاکھر رکھا اور تیری مدد سے پھر اس کو اٹھاؤں گا اگر تو نے میری جان کو بند کیا یعنی نیند میں اگر مرگیا تو اس پر رحم کیجیو اور اگر تو نے جان کو چھوڑا یعنی زندہ رکھا تو اس کو بچائیو گناہوں سے اور بلاؤں سے جس سے تو نیکوں کو بچاتا ہے۔

پہلو۔ بدن

ف سنت یہ ہے کہ سوتے وقت اول بستر جھاڑے تاکہ کیڑا اور گرد غبار دور ہو پھر وہ دعا پڑھے اور قبلے کی طرف منہ کرکے سو رہے بستر جھاڑ لینا خصوصاً اندھیرے میں نہایت حکمت کی بات ہے۔

## پورے یقین کے ساتھ دعا مانگنا چاہیے

(۱۹۶۷) خ ابو هريرة لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ اِنْ شِئْتَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ اِنْ شِئْتَ لِيَعْزِمِ الْمَسْئَلَةَ فَاِنَّهٗ لَا مُكْرِهَ لَهٗ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ کوئی کہا کرے کہ یا اللہ مجھ کو بخش دے اگر تو چاہے اے خدا مجھ پر رحم کر جو تو چاہے بلکہ چاہیے کہ پکا قصد کرکے دعا مانگے اس واسطے کہ خدا پر کوئی جبر کرنیوالا نہیں جو دعا قبول نہ ہونے دے۔

ف یعنی خدا مالک مختار ہے کہ کوئی اس کا روکنے والا نہیں پھر یہ کہنا کہ اگر تو چاہے تو میری دعا قبول کر اس میں بے پرواہی نکلتی ہے اور تردد اور احتمال سمجھا جاتا ہے تو شرط کرنا اور قید لگانا نہ چاہیے بلکہ خدا کے کرم پر بھروسا کرکے یقین کرے کہ میری دعا ضرور قبول ہوگی شک اور تردد نہ کرے اس واسطے کہ خدا کے

نزدیک کچھ مشکل نہیں اس کا روکنے والا کون ہے۔

## بلا اور رنج وغیرہ سے پناہ مانگنا چاہئے

(۱۹۶۸) ق اَبُوْھُرَیْرَۃَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ مِنْ جُھْدِ الْبَلَآءِ وَدَرْكِ الشَّقَآءِ وَسُوْٓءِ الْقَضَآءِ وَشَمَاتَۃِ الْاَعْدَآءِ۔

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا کی پناہ مانگو بلا کی مشقت سے اور بدبختی کے ملنے سے اور تقدیر کی برائی سے اور دشمنوں کی خوشنودی سے۔

ف بلا کی مشقت یہ کہ مال تھوڑا ہو اور اولاد بہت۔

## حضورؐ پر درود بھیجتے رہنا چاہیے

(۱۹۶۹) خ اَبُوْسَعِیْدٍ قُوْلُوا اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَاٰلِ اِبْرَاھِیْمَ۔

بخاری میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ یوں درود پڑھو کہ الہی اپنا لطف وکرم کر محمدؐ پر جو تیرے بندے اور پیغمبر ہیں جیسے تو نے ابراہیمؑ پر لطف وکرم کیا اور برکت کر محمدؐ پر اور محمدؐ کی آل پر جیسے تو نے برکت کی ابراہیمؑ پر اور ابراہیمؑ کی آل پر۔

## لوگوں کے غصے اور غلبہ سے پناہ مانگنا چاہیے

(۱۹۷۰) ق اَبُوْسَعِیْدٍ وَّاَنَسٌ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّیْنِ وَغَلَبَۃِ الرِّجَالِ۔

بخاری اور مسلم میں ابو سعیدؓ اور انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں تشویش اور غم سے اور جان کی ماندگی اور بدن کی کاہلی سے اور بخیلی اور نامردی سے اور قرض کے بوجھ اور مردوں کے غلبہ سے۔

ف مردوں کا غلبہ یہ کہ بادشاہ ظالم ہو یا جاہلوں سے سابقہ پڑے یا کہ شہوت پرستی مردوں پر غالب ہو۔

(۱۹۷۱) ق اَنَسٌ اِلْتَمِسْ لَنَا غُلَامًا مِّنْ غِلْمَانِكُمْ یَخْدِمُنِیْ قَالَہٗ لِاَبِیْ طَلْحَۃَ۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا تلاش کر ایک لڑکے کو اپنے لڑکوں میں سے تاکہ میری خدمت کیا کرے۔ یہ حضرتؐ نے ابوطلحہؓ سے فرمایا۔

ف مکے سے مدینے میں آکر یا خیبر کے جانے کے وقت یہ حدیث فرمائی۔

## بخل سے پناہ مانگنا چاہیے

(۱۹۷۲) خ سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰٓی اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَۃِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

بخاری میں سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخیلی سے اور پناہ مانگتا ہوں بزدلی اور نامردی سے اور پناہ مانگتا ہوں بری نکمی زیست سے اور پناہ مانگتا ہوں دجال کے فتنے فساد سے اور پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے۔

ف نکمی عمر یعنی پیری سے اسواسطے پناہ مانگی کہ اسوقت آدمی کے ہاتھ پاؤں قابو میں نہیں رہتے نہ عقل ٹھکانے رہتی ہے تو گویا آدمی دیوانہ بن جاتا ہے۔

## مال کے فتنہ سے پناہ مانگنا چاہیے

(۱۹۷۳) غم عائشۃ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَۃِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَۃِ الْغِنٰی وَمِنْ شَرِّ فِتْنَۃِ الْفَقْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی میں پناہ مانگتا ہوں دوزخ کے فتنے اور دوزخ کے عذاب سے اور قبر کے فتنے اور قبر کے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہوں مالداری کے فتنے کی برائی سے اور محتاجی کے فتنے کی برائی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں مسیح دجال کے فتنے کی برائی سے۔

ف مالداری کا فتنہ غفلت اور غرور اور بخل اور محتاجی کا فتنہ مالداروں پر حسد کرنا اور ان کے مال میں طمع کرنا اور اپنے مقسوم پر راضی نہ ہونا اور مال کی طلب میں حرام کاموں کو اختیار کرنا۔

## مشرکین کے حق میں بد دعا کرنا جائز ہے

(۱۹۷۴) ق ابن مسعودؓ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلَیْھِمْ بِسَبْعٍ کَسَبْعِ یُوْسُفَ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی میرے اوپر مدد کر سات برس کا قحط ڈال کر یوسفؑ کا سا قحط سات برس کا۔

ف جب کفار قریش اور قوم مضر نے حضرتؐ کی ایذا پر نہایت کمر باندھی تب حضرتؐ نے یہ دعا کی یعنی جیسا حضرت یوسفؑ کے وقت میں قحط پڑا تھا ویسا ان پر پڑے تاکہ اپنی شامت اور گمراہی سے خبردار ہوں اور ایمان لائیں چنانچہ ایسا قحط پڑا کہ انھوں نے ہڈی اور مردار کو کھایا آخر کو حضرتؐ سے التجا کی۔ حضرتؐ نے کمال رحمت سے دعا کی تو وہ بلا دفع ہوگئی۔

## اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام اور اسمائے حسنیٰ کا بیان

(۱۹۷۵) خ ابوہریرۃ اِنَّ لِلّٰہِ تِسْعَۃً وَّتِسْعِیْنَ اِسْمًا مِائَۃً اِلَّا وَاحِدَۃً مَنْ اَحْصَاھَا دَخَلَ الْجَنَّۃَ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر خدا کے ننانوے نام ہیں ایک کم سو۔ جو ان کو یاد کر لیوے یا اعتقاد سے شمار کر رکھے یا ان کے معنی سمجھے اور اس پر عمل کرے وہ بہشت میں جائے گا۔

ف حق تعالیٰ کے نام بے شمار ہیں اس واسطے کہ صفات الٰہی کی حد نہیں چنانچہ ان ننانوے ناموں کے علاوہ اور بھی بہت اسماء الٰہی قرآن و حدیث سے ثابت ہیں۔ جیسے وتر، فاطر، محیط، علام، ملیک، قدیم، رفیع، ذی الطول، ذی المعارج، مولیٰ، نصیر، رب، ناصر، شدید العقاب، قابل التوب، غافر الذنب، حنان، منان، [illegible] تو مطلب اس حدیث کا یہ نہیں کہ اسمائے حسنیٰ انھیں ننانوے نام میں منحصر ہیں بلکہ یہ مطلب ہے کہ اس قدر ناموں کی یہ تاثیر ہے کہ ان کے یاد کر لینے سے بہشت حاصل ہوتی ہے۔

نو دو نہ نام بموجب روایت حصن حصین کے یہ ہیں مع الترجمہ۔ ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ یعنی وہ اللہ پاک ایسا ہے کہ اس کے سوائے کوئی معبود برحق نہیں۔ اَلرَّحْمٰنُ بڑا ہی مہربان

---

غ صحیح ق بخاری ج۲ ص۹۲۳ مسلم ج۲ ص۳۴۴۔ (چشتی)

جس کی رحمت دنیا اور آخرت میں چھا گئی۔ **الرَّحِیۡمُ** نہایت رحم والا جس کی رحمت آخرت میں صرف ایمانداروں پر مخصوص ہے۔ **المَلِکُ** سب کا بادشاہ۔ **القُدُّوۡسُ** ہر عیب اور نقصان سے پاک۔ **السَّلَامُ** خود سلامت عالم کا سلامت رکھنے والا۔ **المُؤۡمِنُ** اپنے دین حق کا باور کرنے والا، یا مومنین کو ہول قیامت سے امن میں رکھنے والا۔ **المُھَیۡمِنُ** شاہد، امانت دار، محافظ۔ **العَزِیۡزُ** غالب باعزت۔ **الجَبَّارُ** زبردست ٹوٹے پھوٹے کا جوڑنے والا۔ **المُتَکَبِّرُ** عظیم الشان گھمنڈ والا **الخَالِقُ** عدم سے پیدا کرنے والا۔ **البَارِئُ** بے نمونہ دیکھے عالم کا بنانے والا۔ **المُصَوِّرُ** صورت گر ہر مخلوق کے مناسب شکل اور صورت کا عطا کرنے والا۔ **الغَفَّارُ** اپنے بندوں کے عیب اور گناہ کا ڈھکنے والا۔ **القَھَّارُ** سب پر غالب۔ **الوَھَّابُ** بے عوض کثرت سے دینے والا۔ **الرَّزَّاقُ** روزی بخش۔ **الفَتَّاحُ** رزق اور رحمت کے دروازے کھولنے والا۔ **العَلِیۡمُ** ہر چیز کا دانا۔ **القَابِضُ** بند کرنے والا ارواح اور روزی کا۔ **البَاسِطُ** کشادہ کرنے والا رزق کا اور جاری کرنے والا ارواح کا ابدان میں۔ **الخَافِضُ** پست کرنے والا مغروروں کا۔ **الرَّافِعُ** بلند کرنے والا مومنین منکسرین کا۔ **المُعِزُّ** عزت دینے والا۔ **المُذِلُّ** ذلیل کرنے والا۔ **السَّمِیۡعُ** ہر آواز کو سننا **البَصِیۡرُ** ہر چیز کو دیکھتا۔ **الحَکَمُ** فیصلہ کرنے والا۔ **العَدۡلُ** منصف عالم۔ **اللَّطِیۡفُ** مہربان باریک دان **الخَبِیۡرُ** اگلی پچھلی ہر چیز سے خبردار۔ **الحَلِیۡمُ** بردبار بڑی سمائی والا کہ اہل کفر اور فسق کو جلد نہیں پکڑتا۔ **العَظِیۡمُ** بزرگ جس کی بڑائی وہم و خیال سے باہر ہے۔ **الغَفُوۡرُ** پردہ پوش۔ **الشَّکُوۡرُ** شکر گذاروں کا قدردان۔ **العَلِیُّ** سب سے اونچا۔ **الکَبِیۡرُ** سب سے بڑا۔ **الحَفِیۡظُ** اپنی مخلوق کا نگہدار اور محافظ۔ **المُقِیۡتُ** محافظ با قدرت خلائق کا قوت دینے والا۔ **الحَسِیۡبُ** تمام عالم کو کافی اس کے سوا دوسرے کی حاجت نہیں۔ **الجَلِیۡلُ** بڑی شان والا۔ **الکَرِیۡمُ** صاحب کرم جس کے عطا کی انتہا نہیں۔ **الرَّقِیۡبُ** ہر شے کا نگہبان۔ **المُجِیۡبُ** حاجت روا دعا کا قبول کرنے والا **الوَاسِعُ** کشادہ رحمت کشادہ عطا۔ **الحَکِیۡمُ** عالم باحکمت استوار کار۔ **الوَدُوۡدُ** نیکوں کا محبوب اہل معرفت کا محب۔ **المَجِیۡدُ** بزرگ ذات نیکوکار۔ **البَاعِثُ** قیامت میں قبروں سے مردوں کا اٹھانے والا۔ **الشَّھِیۡدُ** ہر چیز اس کے سامنے حاضر۔ **الحَقُّ** سچ جس کی ذات اور صفات میں کچھ بھی دھوکا نہیں۔ **الوَکِیۡلُ** سارے عالم کا کارساز روزی کا ضامن۔ **القَوِیُّ** زبردست۔ **المَتِیۡنُ** استوار کار جس کو تھکاوٹ اور ماندگی نہیں۔ **الوَلِیُّ** مددگار عالم کا کارساز۔ **الحَمِیۡدُ** ہر کام کا سراہا سارے عالم کا محمود۔ **المُحۡصِیۡ** ہر چیز کا گھیرنے والا ذرہ بھی اس کے علم سے باہر نہیں۔ **المُبۡدِئُ** بے مثال کے عالم کا ایجاد کرنے والا۔ **المُعِیۡدُ** دنیا میں زندوں کا مارنے والا آخرت میں مردوں کو زندگی بخشنے والا۔ **المُحۡیِیۡ** جلانے والا۔ **المُمِیۡتُ** مارنے والا۔ **الحَیُّ** بذات خود زندہ۔ **القَیُّوۡمُ** بذات خود قائم، جہان کا تھامنے والا۔ **الوَاجِدُ** غنی جس کو کچھ احتیاج نہیں۔ **المَاجِدُ** بزرگی والا۔ **الوَاحِدُ** اکیلا جس کا کوئی دوسرا نہیں۔ **الصَّمَدُ** سردار دائمی جو نہ کھاوے نہ پیوے سب اس کے محتاج وہ سب سے

بے نیاز۔ اَلْقَادِرُ صاحب قدرت۔ اَلْمُقْتَدِرُ بڑے اقتدار والا۔ اَلْمُقَدِّمُ تقدیم بخشنے والا اَلْمُؤَخِّرُ پیچھے ڈالنے والا۔ اَلْاَوَّلُ پہلا کوئی اس کے قبل نہیں۔ اَلْاٰخِرُ پچھلا جس کے بعد کچھ نہیں۔ اَلظَّاهِرُ قدرت کی راہ سے کھلا جس میں کچھ شک نہیں۔ اَلْبَاطِنُ خلق کی نظر اور وہم سے چھپا۔ اَلْوَالِیْ مالک صاحب حکومت۔ اَلْمُتَعَالِیْ بلند شان جس کا وصف نہ ہو سکے۔ اَلْبَرُّ اپنے بندوں پر مہربان نیکوکار۔ اَلتَّوَّابُ توبہ قبول کرنے والا۔ اَلْمُنْتَقِمُ بدکاروں کا سزا دینے والا۔ اَلْعَفُوُّ گناہوں کا مٹانے والا گنہگاروں کا بخشنے والا۔ اَلرَّؤُفُ نہایت مہربانی والا۔ مَالِكُ الْمُلْكِ سب جہان کا مالک جو چاہے سو کرے۔ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ جلال والا صاحب تعظیم و تکریم۔ اَلْمُقْسِطُ عادل با انصاف۔ اَلْجَامِعُ قیامت میں خلائق کا جمع کرنے والا۔ اَلْغَنِیُّ سب سے بے نیاز۔ اَلْمُغْنِیْ جس کو چاہے بے پروا بنائے۔ اَلْمَانِعُ روکنے والا۔ اَلضَّارُّ ضرر پہنچانے والا۔ اَلنَّافِعُ نفع رساں۔ اَلنُّوْرُ بذات خود ظاہر اور غیر کا ظاہر کرنے والا جس کے نور سے ایمان کا ظہور ہے۔ اَلْهَادِیْ نیک راہ بتلانے والا مطلب پر پہنچانے والا۔ اَلْبَدِیْعُ خود بے نظیر اور نئی ایجاد کا لینے والا بے نمونہ اختراع کرنے والا۔ اَلْبَاقِیْ موجود دائمی ہمیشہ قائم۔ اَلْوَارِثُ فنائے عالم کے بعد قائم رہنے والا۔ اَلرَّشِیْدُ راہ نما۔ اَلصَّبُوْرُ بڑا ضبط کرنے والا جو بدعمل کو جلد نہیں پکڑتا۔

## منافقین کی صفات اور احکام کا بیان

(۱۹۷۶) م عَمَّارٌ اَوْحُذَيْفَةُ شَكَّ شُعْبَةُ اِنَّ فِیْ اُمَّتِیْ اِثْنَا عَشَرَ مُنَافِقًا لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدُوْنَ رِيْحَهَا حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِيَاطِ ثَمَانِيَةٌ مِنْهُمْ تَكْفِيْكَهُمُ الدُّبَيْلَةُ سِرَاجٌ مِنَ النَّارِ يَظْهَرُ فِیْ اَكْتَافِهِمْ حَتّٰى يَنْجُمَ مِنْ صُدُوْرِهِمْ

مسلم میں عمار یا حذیفہؓ سے روایت ہے شک ہے اس میں شعبہ کو جو راوی ہے اس حدیث کا کہ حضرت ؐ نے فرمایا کہ مقرر میری امت میں بارہ منافق ہیں یعنی دل کے کافر زبان کے مسلمان وہ بہشت میں نہ جائیں گے اور اس کی بو بھی نہ سونگھنے پائیں گے جب تک اونٹ سوئی کے ناکے میں گھسے یعنی ان کو کبھی بہشت نصیب نہ ہوگی ان میں سے آٹھ کو بڑا پھوڑا تمام کر ڈالے گا یعنی ایک آگ کا چراغ ان کے مونڈھوں میں پیدا ہوگا ان کی چھاتیاں توڑ کے نکل آنے کا یعنی اس میں ایسی سوزش ہوگی جیسے چراغ رکھ دیا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(۱۹۷۷) م سَلَمَةُ بْنُ الْاَكْوَعِ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَشَدِّ حَرًّا مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ هٰذَيْنِكَ الرَّجُلَيْنِ الرَّاكِبَيْنِ الْمُقَفِّيَيْنِ۔

مسلم میں سلمہ بن اکوعؓ سے روایت ہے کہ حضرت ؐ نے فرمایا ہاں میں تم کو بتاؤں جس میں قیامت کے دن اس تپ والے سے زیادہ گرمی اور سوزش ہو یہ دونوں سوار مرد ہیں جو پیٹھ پھیر کے چلے۔ یہ حضرت نے اشارہ دو منافقوں کی طرف کیا۔

ف مسلم میں سلمہؓ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ؐ کے ساتھ ایک بیمار کو پوچھنے گئے اس کو تپ تھی میں نے اس کے بدن پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ واللہ میں نے آج تک ایسی تپ جلتی کبھی نہیں دیکھی تب حضرت ؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی

آخرت کی سختی کے روبرو دنیا کی سختی کچھ حقیقت نہیں۔

(۱۹۷۸) م ابنِ عمرؓ مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ الشَّاةِ الْعَائِرَةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ تَعِيرُ إِلَى هٰذِهٖ مَرَّةً وَّإِلَى هٰذِهٖ مَرَّةً۔

مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ منافق کی مثل اس بکری کی سی مثل ہے جو ماری پھرتی ہے دو گلوں کے درمیان یعنی دو ریوڑ کے درمیان میں کبھی اس ریوڑ میں جھک پڑتی ہو اور کبھی اس میں۔

ف یعنی منافق شک اور شبہے میں گرفتار ہے کبھی ایمان کی بات سن کر ایمان کی طرف جھکتا ہے اور کبھی کفر کی بات سن کر کفر کی طرف جھکتا ہے وہ کمبخت نہ ادھر کا نہ اُدھر کا۔

(۱۹۷۹) م جابرؓ مَنْ يَّصْعَدِ الثَّنِيَّةَ ثَنِيَّةَ الْمُرَارِ فَإِنَّهٗ يُحَطُّ عَنْهُ مَا حُطَّ عَنْ بَنِيْٓ إِسْرَائِيْلَ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو شخص ٹیلے پر چڑھ جائے گا جس کا نام ثنیۃ المرار ہے اس کے گناہ گھٹائے جائیں گے جیسے گناہ بنی اسرائیل کے گھٹائے گئے۔

ف حضرتؐ ایکبار مدینے سے مکے کو چلے راہ میں ایک ٹیلا آگے آیا جس کا ثنیۃ المرار نام تھا وہاں کافر مسلمانوں کے مارنے کے واسطے چھپے بیٹھے تھے تب حضرتؐ نے فرمایا کہ جو اس ٹیلے پر کافروں کے دھمکانے کے واسطے چڑھ جائے گا اس کے گناہ معاف ہوں گے پھر سب اصحاب اس پر چڑھ گئے بنی اسرائیل حضرت یعقوبؑ کی اولاد جو حضرت موسیٰؑ کے ساتھ تھی ان کو حکم ہوا تھا کہ کافروں کے شہر کے دروازے میں داخل ہو تو تمہارے گناہ معاف ہوں اسی قصّے کو حضرتؐ نے یہاں یاد فرمایا۔

(۱۹۸۰) م جابرؓ بُعِثَتْ هٰذِهِ الرِّيْحُ لِمَوْتِ مُنَافِقٍ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ آندھی چلائی گئی منافق کے مرنے سے۔

ف مصابیح میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ سفر پر گئے تھے جب مدینے کے قریب پہنچے تو آندھی چلی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی جب مدینے میں آئے تو معلوم ہوا کہ ایک بڑا منافق مرگیا۔ یہ حدیث معجزہ ہے کہ آئندہ کی خبر دی۔

(۱۹۸۱) م جابرؓ فَكُلُّكُمْ مَغْفُوْرٌ لَّهٗ إِلَّا صَاحِبَ الْجَمَلِ الْأَحْمَرِ قَالَهٗ عَلٰى ثَنِيَّةِ الْمُرَارِ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا سو تم میں کا ہر ایک شخص بخشا گیا مگر سرخ اونٹ والا۔ یہ حضرتؐ نے ثنیۃ المرار پر فرمایا۔

ف ثنیۃ المرار ایک ٹیلا تھا حضرتؐ نے فرمایا جو اس پر چڑھ جائے اس کا گناہ بخشا جائے سب اصحاب اس پر چڑھ گئے ایک گنوار نہ چڑھا اپنا سرخ اونٹ تلاش کرنے گیا اور اس نے کہا کہ اونٹ کا ملنا میرے نزدیک مغفرت سے زیادہ پیارا ہے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ معلوم ہوا کہ دنیا کی محبت آخرت کو بگاڑتی ہے۔

## قیامت اور جنت دوزخ کی صفات

(۱۹۸۲) ق ابنِ عمرؓ يَطْوِي اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ يَأْخُذُهُنَّ

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا لپیٹ ڈالیگا آسمانوں کو قیامت کے دن پھر

بِيَدِهِ الْيُمْنٰى ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ ثُمَّ يَطْوِي الْاَرْضِيْنَ بِشِمَالِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ۔

داہنے ہاتھ میں لیوینگا پھر فرمائیگا میں ہوں بادشاہ حقیقی کدھر گئے بادشاہانِ گردن کش کہاں ہیں گھمنڈ کرنے والے پھر زمینوں کو لپیٹ کر اپنے بائیں ہاتھ میں لیگا پھر فرمائے گا کہ میں بادشاہ ہوں کدھر گئے بادشاہان گردن کش کہاں ہیں گھمنڈ کرنیوالے۔

**ف** حق تعالیٰ داہنے اور بائیں ہاتھ سے پاک ہے یہ اس کی قدرت کی تمثیل ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ سردار اور بادشاہوں کو غرور کرنا لازم نہیں گھمنڈ کرے وہ بیچارہ جس کو اپنے مرنے جینے میں اختیار نہیں تکبر اور گھمنڈ خدا ہی کی شان ہے۔

(۱۹۸۳) **خ** اَبُوْهُرَيْرَةَ يَقْبِضُ اللّٰهُ الْاَرْضَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَطْوِي السَّمَآءَ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ مُلُوْكُ الْاَرْضِ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قبضہ میں کرلیگا خدا زمین کو قیامت کے دن اور لپیٹ لے گا آسمان کو اپنے داہنے ہاتھ میں پھر کہے گا میں بادشاہ ہوں کہاں ہیں زمین کے بادشاہ۔

(۱۹۸۴) **ق** سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى اَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ كَقُرْصَةِ النَّقِيِّ لَيْسَ فِيْهَا عَلَمٌ لِاَحَدٍ وَقِيْلَ لَيْسَ فِيْهَا عَلَمٌ مِّنْ حَدِيْثِ سَهْلٍ اَوْ غَيْرِهٖ۔

بخاری اور مسلم میں سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ حشر ہوگا لوگوں کا قیامت کے دن سفید زمین پر جو سرخی مارتی ہوگی جیسے میدے کی روٹی اس میں کسی کا نشان باقی نہ رہے گا یعنی کوئی مکان اور مینارہ نہ رہے گا چٹیل میدان ہوجائے گا اور بعضوں نے کہا ہے کہ نشان نہ رہنے کا مضمون حضرت کی حدیث میں نہیں بلکہ یہ قول سہل بن سعد کا ہے یا ان کے سوائے کسی اور شخص کا۔

(۱۹۸۵) **م** اَبُوْهُرَيْرَةَ لَوْدَنَا مِنِّيْ لَاخْتَطَفَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ عُضْوًا عُضْوًا يَعْنِيْ اَبَا جَهْلٍ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر ابوجہل میرے پاس جاتا تو اس کے جوڑ جوڑ کو فرشتے اچک لیجاتے۔

**ف** ابوجہل نے ایکبار کافروں سے پوچھا کہ تمہارے ہوتے محمدؐ اپنا منہ خاک پر ملتا ہے یعنی سجدہ کرتا ہے کافروں نے کہا کہ ہاں۔ ابوجہل نے کہا لات اور عزیٰ کی قسم کہ اگر میں اس کو اس حالت دیکھوں تو اپنے پاؤں سے اس کی گردن کچل ڈالوں سو ایک روز حضرتؐ نماز پڑھتے تھے کہ وہ ناپاک اسی قصد پر چلا جب حضرتؐ کے پاس گیا تو الٹے قدموں خوف کے مارے بھاگا لوگوں نے کہا تو کیوں اس طرح بھاگا اس نے کہا کہ مجھ کو اپنے اور محمدؐ کے درمیان آگ سے بھری ہوئی خندق نظر پڑی اور اس کے گرد اور اندر نہایت آگ اور بہت پر معلوم ہوئے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی اگر میرے قریب وہ مردود جاتا تو فرشتے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے یہ حدیث معجزہ ہے۔

(۱۹۸۶) م اَبُوْهُرَيْرَةَ خَلَقَ اللّٰهُ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ وَخَلَقَ فِيْهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْاَحَدِ وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَخَلَقَ الْمَكْرُوْهَ يَوْمَ الثُّلٰثَاءِ وَخَلَقَ النُّوْرَ يَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ وَبَثَّ فِيْهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيْسِ وَخَلَقَ اٰدَمَ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِيْ اٰخِرِ الْخَلْقِ فِيْ اٰخِرِ سَاعَةٍ مِّنَ النَّهَارِ فِيْمَا بَيْنَ الْعَصْرِ اِلَى اللَّيْلِ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نے پیدا کیا زمین کو ہفتے کے دن اور پیدا کیا اس میں پہاڑوں کو یکشنبے کے دن اور پیدا کیا درختوں کو دوشنبے کے دن اور پیدا کیا رنج اور مصیبت کو سہ شنبہ کے دن اور پیدا کیا روشنی کو چہارشنبے کے دن اور زمین پر جانور پھیلائے پنجشنبے کے دن اور آدم کو پیدا کیا عصر کے بعد جمعے کے دن پچھلی پیدائش میں دن کی پچھلی ساعت میں مابین عصر کے رات تک۔

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انسان اشرف المخلوقات ہے اس واسطے کہ سب مخلوقات کے بعد پیدا ہوا دستور ہے کہ اول خیمہ اور فرش اور نوکر چاکر حاضر ہو لیتے ہیں پیچھے بادشاہ کی سواری آتی ہے اور جمعے کی پچھلی ساعت جس میں حضرت آدمؑ پیدا ہوئے خدا کو ایسی محبوب ہے کہ اس وقت جو دعا کرے سو مقبول ہوتی ہے چنانچہ یہ مضمون اور احادیث میں ثابت ہے۔

(۱۹۸۷) ق اَبُوْسَعِيْدٍ تَكُوْنُ الْاَرْضُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ خُبْزَةً وَّاحِدَةً يَكْفَؤُهَا الْجَبَّارُ بِيَدِهٖ كَمَا يَكْفَأُ اَحَدُكُمْ خُبْزَتَهٗ فِي السَّفَرِ نُزُلًا لِّاَهْلِ الْجَنَّةِ۔

بخاری اور مسلم میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہو جائے گی زمین قیامت کے دن ایک روٹی اس کو الٹے پلٹے گا خدا اپنے دست قدرت سے بہشتیوں کی مہمانی کے واسطے جیسے ہر آدمی الٹتا پلٹتا ہے اپنی روٹی کو سفر کی حالت میں۔

ف یعنی زمین کی صورت ارضی منقلب ہو کر غذائی صورت ہو جائے گی بہشتیوں کے واسطے اور یہ امر خدا کی قدرت سے کچھ بعید نہیں اس واسطے کہ اب بھی زمین سے عجیب وغریب مزیدار میوے نکلتے ہیں اگر تمام زمین کو شیریں میدہ کر ڈالے تو کون تعجب ہے۔

## معجزہ شق قمر

(۱۹۸۸) ق اِبْنُ عُمَرَ وَابْنُ مَسْعُوْدٍ اِشْهَدُوْا وَاشْهَدُوْا وَيُرْوٰى اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ قَالَهٗ عِنْدَ انْشِقَاقِ الْقَمَرِ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا لوگوں سے کہ گواہ رہنا گواہ رہو اور دوسری روایت یوں ہے کہ الٰہی تو گواہ رہیو۔ یہ حضرتؐ نے چاند کے پھٹنے کے وقت فرمایا۔

ف عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم منیٰ میں تھے جبکہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا ایک ٹکڑا پہاڑ پر تھا اور دوسرا پہاڑ کے نیچے تب حضرتؐ نے ہم سے فرمایا کہ دیکھو اور شاہد رہو۔ اور بخاری میں انسؓ سے روایت ہے کہ کفار مکہ نے حضرتؐ سے معجزہ مانگا تو حضرتؐ نے ان کو شق القمر دکھایا۔ قاضی عیاض کی شفا میں ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ کفار قریش نے کہا کہ ہم پر محمدؐ نے جادو کیا جو ہم کو چاند دو ٹکڑے دکھائی دیتا ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ اگر تم کو سحر کیا ہے تو سارے جہان کو تو سحر نہیں کیا ہوگا۔ پھر ہر طرف کے مسافروں سے دریافت کیا سب نے

گواہی دی اور ابو جہل نے ہر طرف آدمی تحقیق کے واسطے بھیجے سو ہر طرف سے یہی ثابت ہوا تو قریش نے کہا یہ سحر مستمر ہے۔ شق قمر کی حدیث نہایت مشہور ہے، بہت اصحاب سے اس کی روایت ثابت ہے چنانچہ عبداللہ بن مسعودؓ سے اور عبداللہ بن عمرؓ اور علی مرتضیٰؓ اور حذیفہؓ اور عبداللہ بن عباسؓ اور انسؓ اور جبیر بن مطعمؓ وغیرہ سے حدیث کی کتابوں میں بکثرت روایت ہے اور قرآن میں بھی اس کی خبر ہے چنانچہ سورۂ قمر میں حق تعالیٰ نے فرمایا اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَاِنْ یَّرَوْا اٰیَةً یُّعْرِضُوْا وَیَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝ یعنی پاس آ لگی قیامت اور دو ٹکڑے ہو گیا چاند اور اگر دیکھیں کفار کہ معجزہ تو ٹال جائیں اور کہیں یہ مضبوط دائمی جادو ہے حق تعالیٰ نے شق القمر کی خبر بلفظ ماضی دی یعنی یہ امر ہو چکا اگر آئندہ حال کی خبر ہوتی تو کفار اس کو جادو نہ کہتے چنانچہ جمہور مفسرین کا اس پر اتفاق ہے بعضے جاہل بے دین اور نصاریٰ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر شق القمر ہوا ہوتا تو اکثر اہل زمین پر مخفی نہ رہتا اس واسطے کہ آسمانی حال سب کے پیش نظر ہوتا ہے اور نقل عجائبات انسان کی جبلی چیز ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اہل زمین سے یہ بھی منقول نہیں کہ اس رات کو سب لوگ بتامل دیکھتے رہے اور کسی نے نہ دیکھا اور اگر یہ امر منقول بھی ہوتا تو بھی معتبر نہ ہوتا اس واسطے کہ تمام زمین پر قمر کا حال یکساں نہیں بعضے ملک میں پہلے طلوع ہوتا ہے اور بعضے ملک میں گھڑی کے بعد۔ اس واسطے کہ سطح زمین برابر نہیں بلکہ کری شکل ہے یعنی گول صورت ہے۔ تمام روئے زمین پر ایک وقت میں طلوع غروب کیونکر ہو سکے اور یہ بھی ہوتا ہے کہ بعضے وقت بعضے ملک میں ابر اور پہاڑ حائل ہو جاتا ہے انہی وجہوں سے کسوف اور خسوف مختلف محسوس ہوتے ہیں۔ کسی ملک میں کسوف جزئی معلوم ہوتا ہے کسی ملک میں کلی اور کہیں مطلق نہیں پھر جب قمر اور اہل زمین کا یہ حال ہو تو اگر ان پر شق القمر مخفی رہا ہو تو کچھ تعجب نہیں حالانکہ کسوف اور خسوف مقرری چیزیں ہیں اور اہل ہیئت اور اہل نجوم کے نزدیک ان کے وقت ٹھہرے ہوئے ہیں بخلاف شق القمر کے کہ اس کا وقت کوئی قاعدے سے معین نہ تھا جس کے لوگ منتظر رہتے اور دیکھا کرتے اور چونکہ شق القمر خارق عادات اور نرالا امر تھا کہ نہ کبھی کسی نے دیکھا نہ سنا اگر اس رات کو کسی ملک میں کسی شخص اتفاقاً دیکھا بھی ہو گا تو اپنی غلط الحس اور خطائے بصری سمجھ کر اس کے کہنے اور لکھنے کو نامناسب سمجھا ہو گا۔ علاوہ اس کے شق القمر رات کو واقع ہوا اور تھوڑی دیر رہا تھا اور رات سونے اور آرام کا وقت ہے اکثر لوگ مکانوں کے اندر رہتے ہیں ایسے وقت میں آسمانی حال قلیل المکث سے غافل رہنا کچھ بعید نہیں۔ اور اکثر یہ ہوتا ہے کہ معتمد لوگ عجائب آسمانی امور بعضے وقت دیکھتے ہیں جیسے ظہور انوار اور شہاب ثاقب وغیرہ کائنات الجو اور حالانکہ اکثر عالم ان سے غافل رہتے ہیں غرضکہ شق القمر ہمارے حضرتؐ کا معجزہ عظیم الشان ہے، قرآن اور حدیث ان لوگوں کی روایت سے جو اس وقت میں حاضر تھے اور بچشم خود دیکھ چکے تھے متواتر ثابت ہے۔ عاقل کو ہرگز محل شک اور تردد نہیں بعضے خام حکیم کہتے ہیں کہ چاند دو ٹکڑے ہونا ہماری عقل میں نہیں آتا اس کا جواب یہ ہے کہ تم کیا اور تمہاری عقل کیا۔ مصرعہ

آیا تو چہ مرغے و کرامت پرو بال ست۔ تمام انبیاء کے معجزات کا یہی حال ہے کہ عقل ناقص سے باہر ہیں عصا کا اژدہا ہو جانا مُردے کا زندہ ہونا پہاڑ سے اونٹنی کا نکلنا اب تمہاری عقل خام میں آتا ہے جو شق القمر میں متردد ہو بلکہ حقیقت میں معجزہ اسی کا نام ہے جہاں عقل حیران ہے، مولانا رفیع الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے

شق القمر اور دفع شبہات منکرین میں عجیب رسالہ لکھا ہے جس کو اس سے زیادہ تحقیق کا شوق ہو وہ اس کو تلاش کر کے دیکھے۔

## مومن، منافق اور کافر کی مثال

(۱۹۸۹) ق جابرؓ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ مَثَلُ السُّنْبُلَةِ تَمِيْلُ مَرَّةً وَّتَقُوْمُ أُخْرٰى وَمَثَلُ الْكَافِرِ مَثَلُ الْأَرُزَةِ لَا تَزَالُ قَائِمَةً حَتّٰى تَنْقَعِرَ۔ ؎

بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مومن کی مثل بالی کی سی مثل ہے کہ اسکو ہوا ہلاتی ہے تو کبھی اٹھتی ہے اور کبھی گرتی ہے اور کافر کی مثل صنوبر کی مثل ہے کہ ہمیشہ کھڑا رہتا ہے یہانتک کہ جڑ سے اکھڑ جائے۔

ف صنوبر کا درخت سخت ہوتا ہے ہوا سے کم جھکتا ہے اور اگر سخت ہوا چلے تو جڑ سے اکھڑ جاتا ہے جیسے تاڑ اور کھجور کا درخت۔ خلاصہ مطلب یہ کہ مومن ہمیشہ بلا اور مصیبت میں گرفتار رہتا ہے تو اس کے گناہوں میں تخفیف ہو جاتی ہے اور کافر کو مصیبت کم ہوتی ہے اور اگر ہوئی تو ثواب سے محروم ہے یعنی مومن کو لازم ہے کہ رنج اور مصیبت سے نہ گھبرائے اس کو خدا کا احسان سمجھے اور اپنے گناہوں کا کفارہ جانے۔

## شیطان فساد ڈلوانے کیلئے اپنی ذریت کو بھیجا رہتا ہے

(۱۹۹۰) م جابرؓ إِنَّ إِبْلِيْسَ يَضَعُ عَرْشَهٗ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ فَأَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً يَجِيْءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ مَا صَنَعْتَ شَيْئًا ثُمَّ يَجِيْءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ مَا تَرَكْتُهٗ حَتّٰى فَرَّقْتُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ امْرَأَتِهٖ فَيُدْنِيْهِ مِنْهُ فَيَقُوْلُ نِعْمَ أَنْتَ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر شیطان اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے پھر اپنے لشکروں کو عالم میں فساد کرنے کو بھیجتا ہے سو اس سے مرتبے میں زیادہ تر قریب وہ ہوتا ہے جو بڑا فساد ڈالے کوئی شیطان ان میں سے آکر کہتا ہے کہ میں نے فلانا فلانا کام کیا یعنی فلانے سے چوری کرائی فلانے کو شراب پلائی تو شیطان کہتا ہے کہ تو نے کچھ بھی نہیں کیا پھر کوئی آکے کہتا ہے کہ میں نے فلانے کو نہ چھوڑا یہانتک کہ جدائی کرا دی میں اس میں اور اس کی جورو میں تو اس کو اپنے پاس کر لیتا ہے اور کہتا ہے کہ ہاں تو نے بڑا کام کیا ہے تو میرا بہت پیارا ہے۔

ف میاں بیوی کی جدائی میں بڑے بڑے فساد ہیں ایک تو اولاد ہونا موقوف ہوا اور دوسرے اگر اولاد ہوئی تو حرام سے ہوئی تو بے برکتی پھیلی اس واسطے شیطان کو یہ کام بہت پسند ہے مسلمانوں کو اس میں احتیاط لازم ہے ایسا نہ ہو کہ غصے میں طلاق یا اس کے مانند کوئی اور بات منہ سے نکل جائے اور پھر اولاد حرام سے پیدا ہو۔

(۱۹۹۱) م جابرؓ إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ يَئِسَ أَنْ يَعْبُدَهُ الْمُصَلُّوْنَ فِيْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَلٰكِنْ فِي التَّحْرِيْشِ بَيْنَهُمْ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر شیطان کی آس ٹوٹ گئی کہ اب نمازی لوگ عرب کے ٹاپو میں اس کو پوجیں لیکن ان میں فساد ڈلنے کا قابو ہے۔

ف یعنی عرب میں اسلام قائم رہے گا وہاں بت پرستی نہ ہوگی شیطان پرستی سے مراد بت پرستی ہے سو سچ ہے

؎ روایت مذکور کے الفاظ صحیحین کی روایت سے کچھ مختلف ہیں۔ (چشتی)

کہ عرب میں اب تک خدا کے فضل سے بت پرستی کوئی نہیں جانتا البتہ فتنہ و فساد بہت ہوئے اس سے آدمی کافر نہیں ہو جاتا۔ اس حدیث سے عرب کی بڑائی ثابت ہوئی۔

(۱۹۹۲) م ابن مسعودٍ مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ وُكِّلَ بِهٖ قَرِيْنُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَقَرِيْنُهٗ مِنَ الْمَلَائِكَةِ قَالُوْا وَاِيَّاكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ وَاِيَّایَ وَلٰكِنَّ اللهَ اَعَانَنِیْ عَلَيْهِ فَاَسْلَمَ فَلَا يَاْمُرُنِیْ اِلَّا بِخَيْرٍ۔

مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی نہیں مگر اس کے ساتھ ایک شیطان اسکا ساتھی نزدیک رہنے والا اور ایک فرشتہ اس کا ساتھی نزدیک رہنے والا مقرر کیا گیا ہے لوگوں نے کہا کہ کیا آپ کے ساتھ بھی یا رسول اللہ شیطان اور فرشتہ مقرر ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ ہاں میرے ساتھ بھی ہے لیکن خدا نے اس پر میری مدد کی ہے سو وہ مسلمان ہو گیا ہے سو مجھ کو سوائے نیکی کے اور کچھ نہیں بتاتا۔

**ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرتؐ کا ہمزاد شیطان مسلمان ہو گیا تھا اور یہی مذہب ہے اہلسنت والجماعت کہ سوائے پیغمبروں کے اور کوئی گناہوں سے معصوم نہیں۔

(۱۹۹۳) م عَائِشَةُ مَا لَكِ يَا عَائِشَةُ اَغِرْتِ۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا ہے تجھ کو اے عائشہؓ کیا تجھ کو رشک آیا۔

**ف** مسلم میں حضرت عائشہؓ سے پوری روایت یوں ہے کہ حضرت ایکبار میری باری کی رات کو بقیع کے قبرستان میں تشریف لے گئے مردوں کے واسطے دعا کرنے کو میں یہ سمجھی کہ شاید حضرت کسی اور بی بی کے پاس گئے ہیں اٹھ کر دیکھنے لگی جب حضرت تشریف لائے تو یہ میرا حال دیکھ کر یہ حدیث فرمائی تب میں نے کہا کہ یا حضرت مجھ سی عورت خاوند کی پیاری آپ سے خاوند پر کیونکر رشک نہ کرے۔

## ہر شخص جنت میں محض فضل خداوندی سے داخل ہو گا اپنے عمل سے نہیں

(۱۹۹۴) م جابرٌ لَا يُدْخِلُ اَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ وَلَا يُجِيْرُهٗ مِنَ النَّارِ وَلَا اَنَا اِلَّا بِرَحْمَةِ اللهِ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کو اس کا عمل بہشت میں نہ لیجائے گا اور نہ اس کو دوزخ سے بچائے گا اور نہ میرا عمل کسی کو بہشت میں لیجائے گا اور دوزخ سے بچائے گا بدون خدا کی رحمت اور کرم کے۔

**ف** اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ نیک کام کچھ کام نہ آئے گا جیسا بعضے بے دین کہتے ہیں اس واسطے کہ قرآن میں ہے کہ خدا نیکیوں کے ثواب اور محنت کو ضائع نہ کرے گا بلکہ یہ مطلب ہے کہ آدمی اپنے نیک کام پر گھمنڈ نہ کرے اس واسطے کہ نیک کام خالص نیت سے بدون خدا کی توفیق دیئے نہیں ہوتا تو نیک کام میں بھی اصل خدا کی رحمت ٹھہری یعنی اصل سبب بہشت میں جانے کا اور دوزخ سے بچنے کا خدا کی رحمت ہے اور نیک عمل اس کی نشانی ہے۔

(۱۹۹۵) ق ابو هريرة لَنْ يُّدْخِلَ اَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ قَالُوْا وَلَا

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کسی کو بہشت میں اس کا عمل نہیں داخل کریگا اصحاب نے

اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ بِفَضْلٍ وَّرَحْمَةٍ۔

کہا اور نہ آپ کو بھی یا رسول اللہؐ حضرتؐ نے فرمایا اور مجھ
بھی بہشت میں میرا عمل نہ لیجائے گا مگر یہ کہ خدا مجھ کو اپ
فضل اور رحمت میں ڈھانک لے۔

**ف** یعنی بدون رحمت اور فضل الٰہی کے صرف نیک عمل ہی نجات کے واسطے کافی نہیں حقیقت میں نجا
سبب خدا کا فضل ہے اور عمل اس کا اثر اور پتہ ہے۔

## عمل اور عبادت میں کوشش کرنا چاہیے

(۱۹۹۶) **ق** عَائِشَةَ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا قَالَهُ حِيْنَ قِيْلَ لَهُ اَتَكَلَّفُ هٰذَا وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضر
نے فرمایا کیا میں شکر گذار بندہ نہ بنوں۔ یہ حضرتؐ نے فرمایا
حضرتؐ سے لوگوں نے کہا آپ کیوں اتنی تکلیف اٹھاتے
ہیں اور حال تو یہ ہے کہ البتہ آپ کی تو اگلی پچھلی بھول چوک س
معاف ہو گئی ہے۔

حضورؐ کے پائے مبارک شب میں قیام کرنے کی وجہ سے ورم آلود ہو جاتے تھے

**ف** حضرتؐ شب بیداری اور تہجد کی نماز اتنی کثرت سے کرتے تھے کہ آپ کے پائے مبارک ورم کر گئے تب
اصحابؓ نے عرض کیا کہ آپ کیوں اتنی مشقت اور تکلیف اٹھاتے ہیں آپ کی بھول چوک کی مغفرت کا خدا
قرآن میں وعدہ کیا ہے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی یہ میری عبادت گناہ ہی بخشانے کے واسطے نہیں ہے
اپنے رب کے احسان کا شکر ادا کرتا ہوں کہ میری مغفرت کا وعدہ کیا مجھ کو افضل الانبیا کیا، بندگی کی مجھ کو توفیق د
معلوم ہوا کہ بندہ کسی طرح خدا کی بندگی سے بے حاجت نہیں ہو سکتا۔ اگر مغفرت ہوئی تو اس کی شکر گزاری و
ہے اور یہ جو بعضے جاہل فقیر کہتے ہیں کہ جب آدمی کامل ہو گیا اور خدا رسیدہ ہوا تو اس کو عبادت کی کچھ حاجت نہیں
اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ یہ نہایت غلط بات ہے اس واسطے کہ حضرتؐ سے زیادہ خدا رسیدہ کون
جس کو عبادت کی حاجت نہ ہو۔

## کافروں کی حالت کا بیان

(۱۹۹۷) **م** اَنَسٌ يُؤْتٰى بِاَنْعَمِ اَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صَبْغَةً ثُمَّ يُقَالُ يَا ابْنَ اٰدَمَ هَلْ رَاَيْتَ خَيْرًا قَطُّ هَلْ مَرَّ بِكَ نَعِيْمٌ قَطُّ فَيَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ وَيُؤْتٰى بِاَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِي الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهُ يَا ابْنَ اٰدَمَ هَلْ رَاَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ هَلْ مَرَّ بِكَ شِدَّةٌ قَطُّ فَيَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ لایا جا
قیامت کے دن اہل دوزخ سے جو دنیا داروں میں آسودہ تر
خوش عیش تر تھا سو دوزخ میں ایکبار غوطہ دیا جائے گا پھر اس
سے پوچھا جائے گا کہ اے آدم کے بیٹے کیا تو نے کبھی آرام دنیا
دیکھا تھا کیا تجھ پر کبھی چین بھی گذرا تھا تو وہ کہے گا قسم خدا
کبھی نہیں اے میرے رب۔ اور اہل جنت سے لایا جائیگا جو د
میں سب لوگوں سے سخت تر تکلیف میں رہا تو اس سے پوچھ
جائے گا اے آدم کے بیٹے تو نے کبھی تکلیف بھی دیکھی ہے کی
تجھ پر کبھی شدت اور رنج بھی گذرا تھا تو وہ کہے گا خدا کی قسم

مَا مَرَّبِيْ بُؤْسٌ قَطُّ وَلَا رَأَيْتُ شِدَّةً قَطُّ۔ مجھ پر تو کبھی تکلیف نہیں گذری اور میں نے تو کبھی شدت اور سختی نہیں دیکھی۔

**ف** یعنی دوزخ کی شدت کے روبرو دنیا کا آرام بالکل بھول جائیگا اگرچہ دنیا میں اس نے سلطنت کی ہو اور بہشت کے چین و آرام کے روبرو دنیا کی تکلیف ہرگز یاد نہ آئیگی اگرچہ تمام عمر بیماری اور فاقہ کشی میں گذری ہو۔

## نیک اعمال کا بدلہ مومن کو دنیا اور آخرت دونوں میں ملتا ہے اور کافر کو صرف دنیا میں

(۱۹۹۸) م انس اِنَّ الْكَافِرَ اِذَا عَمِلَ حَسَنَةً اُطْعِمَ بِهَا طُعْمَةً مِّنَ الدُّنْيَا وَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَدَّخِرُ لَهٗ حَسَنَاتِهٖ فِي الْاٰخِرَةِ وَيُعْقِبُهٗ رِزْقًا فِي الدُّنْيَا عَلٰى طَاعَتِهٖ۔

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کافر جب کوئی نیک کام کرتا ہے تو اس کے سبب سے دنیا میں کچھ اس کی روزی کی کشائش ہو جاتی ہے اور ایماندار کی نیکیوں کو خدا اس کی آخرت کے واسطے جمع کر رکھتا ہے اور اس کے بعد دنیا میں بھی روزی دیتا ہے اس کی بندگی پر۔

نیک کام کرنا کشائش رزق کا سبب ہے

**ف** یعنی خدا کسی کی نیکی برباد نہیں کرتا وہ عادل ہے لیکن کافر کو تو آخرت میں کچھ ثواب نہیں تو اس واسطے اس کا بدلہ دنیا میں کر دیتا ہے اور ایماندار کا بدلہ دونوں جہان میں۔

## جنتیوں اور جنت کی نعمتوں کا بیان

(۱۹۹۹) م ابوھریرۃ يُنَادِيْ مُنَادٍ اِنَّ لَكُمْ اَنْ تَصِحُّوْا فَلَا تَسْقَمُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَحْيَوْا فَلَا تَمُوْتُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَشِبُّوْا فَلَا تَهْرَمُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَنْعَمُوْا فَلَا تَبْتَئِسُوْا اَبَدًا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ وَنُوْدُوْا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ پکاریگا پکارنے والا کہ مقرر تمہارے واسطے یہ ٹھہر چکا کہ تم چنگے رہوگے سو کبھی نہ بیمار پڑوگے اور مقرر تم زندہ رہوگے سو کبھی نہ مروگے اور مقرر تم جوان بنے رہوگے سو کبھی بوڑھے نہ ہوگے اور مقرر تم عیش اور چین میں رہوگے سو کبھی تم کو غم اور محتاجی نہ ہوگی سو یہی مطلب ہے اس خدا کے قول کا کہ اہل بہشت پکارے جائیں گے کہ تمہاری بہشت ہے جس کے تم وارث ہوئے اس سبب سے کہ تم نے نیک کام کئے

اہل بہشت کو ندا دیجائیگی کہ یہ نعمتیں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہیں

**ف** فرشتہ بہشت میں یہ پکار کے بہشتیوں کو سنا دیگا کہ سب دغدغہ ہو جائیں۔

(۲۰۰۰) م المقداد تُدْنَى الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْخَلْقِ حَتّٰى تَكُوْنَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِ مِيْلٍ فَيَكُوْنُ النَّاسُ عَلٰى قَدْرِ اَعْمَالِهِمْ فِي الْعَرَقِ فَمِنْهُمْ مَنْ يَكُوْنُ اِلٰى كَعْبَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُوْنُ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُوْنُ اِلٰى حَقْوَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يُلْجِمُهُ الْعَرَقُ اِلْجَامًا۔

مسلم میں مقدادؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ متصل کیا جائے گا آفتاب قیامت کے دن خلق سے یہاں تک کہ ایک میل برابر ہو جائیگا تو لوگ بقدر اپنے اعمال کے پسینہ میں ہونگے سو ان میں سے بعض شخص ایسا ہوگا کہ اس کے دونوں ٹخنوں تک پسینا ہوگا اور ان [illegible] بعض کے دونوں گھٹنوں تک ہوگا اور ان میں سے بعض [illegible] ہوگا اور ان میں سے بعض کو پسینا لگام دیگا یعنی منہ میں [illegible] رہیگا۔

**ف** میل سے مراد کوس ہے یا سرمہ لگانے کی سلائی۔

(۲۰۰۱) م ابوہریرۃ اِنَّ اَوَّلَ زُمْرَۃٍ تَدْخُلُ الْجَنَّۃَ عَلٰی صُوْرَۃِ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ وَ الَّتِیْ تَلِیْھَا عَلٰی اَضْوَءِ کَوْکَبٍ دُرِّیٍّ فِی السَّمَآءِ لِکُلِّ امْرِءٍ مِّنْھُمْ زَوْجَتَانِ اثْنَتَانِ یُرٰی مُخُّ سُوْقِھِمَا مِنْ وَّرَآءِ اللَّحْمِ وَمَا فِی الْجَنَّۃِ اَعْزَبُ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ پہلا گروہ جو بہشت میں جائیگا چودہویں رات کے چاند کی صورت ہوگا اور جو گروہ اس کے بعد جائیگا وہ آسمان کے بڑے روشن ستارے کے برابر ہوگا۔ ان میں سے ہر مرد کے واسطے دو دو بیویاں ہیں جن کی پنڈلیوں کا گودا گوشت کے پرے نظر آتا ہے اور بہشت میں کوئی بے بیوی نہیں۔

ف یعنی ان کی پنڈلیاں مثل بلور کے شفاف ہیں اندر تک صاف دکھائی دیتا ہے۔ پھر جب پنڈلیوں کا یہ حال ہے تو ان کے باقی بدن کا حسن اسی پر قیاس کرنا چاہیے۔

(۲۰۰۲) م انسؓ اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ لَسُوْقًا یَّأْتُوْنَھَا کُلَّ جُمُعَۃٍ فَتَھُبُّ رِیْحُ الشَّمَالِ فَتَحْثُوْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ وَثِیَابِھِمْ فَیَزْدَادُوْنَ حُسْنًا وَّجَمَالًا فَیَرْجِعُوْنَ اِلٰٓی اَھْلِیْھِمْ وَقَدِ ازْدَادُوْا حُسْنًا وَّجَمَالًا فَیَقُوْلُ لَھُمْ اَھْلُوْھُمْ وَاللّٰہِ لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَّجَمَالًا فَیَقُوْلُوْنَ وَ اَنْتُمْ وَاللّٰہِ لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَّجَمَالًا۔

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر بہشت میں ایک بازار جس میں بہشتی لوگ ہر جمعے کے دن جمع ہوا کریں گے پھر شمال کی ہوا چلے گی سو وہاں کا گرد اور غبار جو مشک اور زعفران ہے ان کے چہروں اور کپڑوں پر پڑے گا سو ان کا حسن اور جمال زیادہ ہو جائے گا پھر پلٹ آئیں گے اپنے گھر والوں کی طرف اور گھر والوں کا بھی حسن اور جمال بڑھ گیا ہوگا سو ان سے ان کے گھر والے کہیں گے خدا کی قسم تمہارا حسن اور جمال ہمارے بعد تو بہت بڑھ گیا ہے پھر وہ جواب دینگے کہ خدا کی قسم تمہارا بھی حسن وجمال ہمارے بعد زیادہ ہو گیا۔

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بہشتیوں کا حسن ہمیشہ بڑھا کرے گا۔

(۲۰۰۳) ق ابوہریرۃ حُجِبَتِ الْجَنَّۃُ بِالْمَکَارِہِ وَحُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّھَوَاتِ وَ فِیْ رِوَایَۃٍ لِّلصَّحِیْحَیْنِ حُفَّتْ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ روکی گئی اور چھپائی گئی بہشت مشقت اور تکلیفات سے اور دوزخ خواہش نفسانی اور لذات سے۔

ف یعنی بہشت بدون عبادت اور پرہیزگاری کے میسر نہیں اور عبادت اور تقوی مشقت اور تکلیف سے خالی نہیں اور معصیت اور دنیا کے چین کا انجام دوزخ ہے۔

(۲۰۰۴) ق ابوہریرۃ سَیْحَانُ وَجَیْحَانُ وَالْفُرَاتُ وَالنِّیْلُ کُلٌّ مِّنْ اَنْھَارِ الْجَنَّۃِ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ سیحون اور جیحون اور فرات اور نیل ہر ایک بہشت کی نہروں میں سے

ف سیحون اور جیحون ترکستان میں ہیں اور فرات عراق میں اور نیل مصر میں یعنی ان نہروں کا پانی بہشت کے پانی سے مشابہ ہے یا ان نہروں کی امداد وہاں سے ہوتی ہے۔

(۲۰۰۵) م ابوہریرۃ مَنْ یَّدْخُلِ الْجَنَّۃَ یَنْعَمُ لَا یَبْؤُسُ وَلَا تَبْلٰی ثِیَابُہٗ وَلَا

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو بہشت میں جائیگا چین کریگا نہ غم رہیگا نہ کبھی اسکے کپڑے گلیں گے

يَبْقَىٰ شَبَابُهٗ۔ — نہ جوانی اسکی مٹے گی یعنی سدا جوان ہی رہیگا بوڑھا نہ ہوگا۔

(۲۰۰۶) م جَابِرٌ يَأْكُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ فِيْهَا وَيَشْرَبُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ وَلَا يَبُوْلُوْنَ وَلٰكِنْ طَعَامُهُمْ ذٰلِكَ جُشَاءٌ وَّرَشْحٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ يُلْهَمُوْنَ التَّسْبِيْحَ وَالْحَمْدَ كَمَا يُلْهَمُوْنَ النَّفَسَ۔ — مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کھایا کرینگے بہشتی لوگ بہشت میں اور پیا کریں گے۔ نہ جائے ضرور کو جائیں گے نہ ناک صاف کرینگے اور نہ پیشاب کرینگے لیکن ان کا یہ کھانا ڈکار ہوجائے گا جیسے مشک کی تراوٹ ان کو الہام ہوا کریگا تسبیح اور خدا کی ستائش جیسا ان کو سانس کا الہام ہوتا ہے۔

ف یعنی بہشت عالم پاک ہے وہاں کے کھانے کا فضلہ اس عالم کی طرح پر نہیں بلکہ وہاں کا فضلہ ڈکار اور خوشبودار پسینہ ہوکر نکل جایا کرے گا اور جیسے اس عالم کی زندگی ہوا کھینچنے اور سانس لینے پر موقوف ہے اس طرح اس عالم پاک میں سبحان اللہ اور الحمد للہ کہنا سانس لینے کے قائم مقام ہوکر روح کا راحت افزا ہوگا۔

(۲۰۰۷) م اَبُوْهُرَيْرَةَ مِنْ اَشَدِّ اُمَّتِيْ لِيْ حُبًّا نَاسٌ يَكُوْنُوْنَ بَعْدِيْ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْرَاٰنِيْ بِاَهْلِهٖ وَمَالِهٖ — مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا میری امت سے زیادہ تر میری محبت میں وہ لوگ ہیں جو میرے بعد ہوں گے۔ کوئی ان میں سے چاہے گا کہ کاش مجھ کو دیکھتا اپنے اہل و عیال اور مال کے بدلے۔

ف یعنی حضرتؐ کی تمنائے دیدار میں اپنے اہل و عیال اور مال فدا کرنے کا آرزومند ہوگا۔ شعر

حب احمد ہے سراپا ایمان — جان و مال اس کی جھلک پر قربان

(۲۰۰۸) ق اَبُوْسَعِيْدٍ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ الْجَوَادَ الْمُضَمَّرَ السَّرِيْعَ مِائَةَ عَامٍ مَا يَقْطَعُهَا۔ — بخاری اور مسلم میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر بہشت میں ایک درخت ہے کہ اچھے پلا گھوڑے تیز قدم کا سوار سو برس چلے اس کو تمام نہ کرسکے۔

ف مقدسی نے کہا کہ یہ درخت سدرۃ المنتہیٰ ہے جس کے بیر مٹکے برابر اور پتے ہاتھی کے کان برابر ہیں اور بعضے اس کو طوبیٰ کہتے ہیں۔

(۲۰۰۹) م اَبُوْهُرَيْرَةَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَقْوَامٌ اَفْئِدَتُهُمْ مِثْلُ اَفْئِدَةِ الطَّيْرِ۔ — مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ داخل ہوں گے بہشت میں وہ لوگ جن کے دل چڑیوں کے سے دل ہیں۔

ف مراد خوفزدہ نرم دل لوگ ہیں جو خدا سے ڈرتے ہیں جیسے چڑیاں آدمیوں سے ڈرتی رہتی ہیں کہ دو... آواز اور ہاتھ کے اشارے سے بھاگ جاتی ہیں۔

(۲۰۱۰) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ اَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصّٰلِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ۔ — بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا خدا فرماتا ہے کہ میں نے تیار کر رکھا ہے اپنے نیک بندوں کیلئے جو کسی آنکھ نے نہ دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی آدمی کے دل میں خیال گذرا۔

ف یعنی بہشت میں نیکوں کے واسطے ایسی عمدہ نعمتیں ہیں کہ ان کی مانند دنیا میں کوئی چیز نہیں جس کو

غ صحیح ق بخاری ج ۲ ص ۸۸۳ مسلم ج ۱ ص ۹۶

مثال دیجئے۔ مصرعہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ۔

## دربانوں اور امراء کے پہرہ چوکی والوں کی مذمت

(۲۰۱۱) م ابو ھریرۃ یوشک ان طالت بک مدۃ ان تری قوما فی ایدیھم مثل اذناب البقر یغدون فی غضب اللہ ویروحون فی سخط اللہ۔ ؎

مسلم میں ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ عنقریب ہے کہ اگر تیری عمر کی مدت نے طول کی تو دیکھیگا ایک قوم کو کہ انکے ہاتھوں میں کوڑے ہوں گے جیسے بیلوں کی دم صبح کرینگے خدا کے غضب میں اور شام کرینگے خدا کے قہر میں۔

**ف** مراد کوڑے والے اور چوبدار ہیں جو حاکم کے پاس مظلوم کو نہیں جانے دیتے اور مارتے ہیں۔

## جہنم کا ذکر

دوزخ کو کھینچنے والے فرشتوں کی تعداد

(۲۰۱۲) م ابن مسعود یؤتی بجھنم یومئذ لھا سبعون الف زمام مع کل زمام سبعون الف ملک یجرونھا۔

مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ لائی جائے گی دوزخ اس دن یعنی قیامت کو اس کی ستر ہزار باگیں ہوں گی ہر باگ کے ساتھ ستر ہزار فرشتے اس کو کھینچیں گے۔

**ف** اس حساب سے سب فرشتے دوزخ کے کھینچنے والے نو سو کروڑ اور چار ارب ہوئے باقی کارخانجات کے فرشتوں کا شمار بشر کے شمار سے باہر ہے۔

(۲۰۱۳) م ابو ھریرۃ اتدرون ما ھذا قلنا اللہ ورسولہ اعلم قال ھذا حجر رمی بہ فی النار منذ سبعین خریفا فھو یھوی فی النار الان حین انتھی الی قعرھا **قالہ** لما سمع وجبۃ۔

مسلم میں ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بھلا تم جانتے ہو کہ یہ کیا تھا ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ پتھر تھا کہ دوزخ میں ستر برس سے پھینکا گیا تھا سو دوزخ میں ابتک اترا جاتا تھا یہانتک کہ اس کی تہ میں پہنچ گیا۔ یہ حضرتؐ نے اسوقت فرمایا جب ایک دھماکا سنا۔

**ف** ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ ہم اصحابؓ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ہم نے ایک ایسی آواز سنی جیسے کوئی چیز اوپر سے نیچے کو گرتی ہے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ معلوم ہوا کہ دوزخ کی چوٹی سے تہ تک ستر برس کی راہ ہے۔

(۲۰۱۴) ق ابو ھریرۃ تحاجت ویروی احتجت النار والجنۃ فقالت ھذہ یدخلنی الجبارون والمتکبرون وقالت ھذہ یدخلنی الضعفاء والمساکین فقال اللہ لھذہ انت عذابی اعذب بک من اشاء وقال لھذہ انت رحمتی

بخاری اور مسلم میں ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا آپس میں حجت کی دوزخ اور بہشت نے تو دوزخ نے کہا کہ مجھ میں گردن کش اور مغرور لوگ داخل ہوں گے اور بہشت نے کہا کہ مجھ میں غریب اور مسکین لوگ داخل ہونگے تو حق تعالیٰ نے دوزخ سے فرمایا تو میرا عذاب ہے تیرے سبب سے عذاب دوں گا جس کو چاہوں گا اور بہشت سے فرمایا کہ تو میری رحمت ہے

؎ امام مسلم نے حدیث مذکور کو عنوانِ بالا میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ وَلِكُلٍّ وَاحِدَةٍ مِنْكُمَا مِلْؤُهَا۔

رحم کروں گا تیرے سبب سے جس پر کہ چاہوں گا اور تم دونوں میں ہر ایک کے واسطے بھرتی ہے۔

**ف** دوزخ اور بہشت میں افضلیت کی بحث ہوئی دوزخ نے آپ کو بہشت سے افضل جانا اس دلیل سے کہ خدا کے نافرمانوں کو وہی سزا دے گا اور بہشت نے آپ کو افضل سمجھا اس دلیل سے کہ خدا کے مطیع اور تابعداروں کو وہی ثواب اور جزا دیوے گا۔ حق تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ تم دونوں برابر ہو دوزخ مظہر قہر الٰہی ہے اور بہشت مظہر رحمتِ الٰہی ہے۔

(٢٠١٥) **ق** أَبُوْهُرَيْرَةَ نَارُكُمْ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِيْنَ جُزْءًا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ قَالُوْا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً قَالَ فَإِنَّهَا فُضِّلَتْ عَلَيْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَسِتِّيْنَ جُزْءًا كُلُّهَا مِثْلُ حَرِّهَا زَادَ الْبُخَارِيُّ نَارُكُمْ هٰذِهِ الَّتِيْ يُوْقِدُ ابْنُ اٰدَمَ۔[1]

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تمہاری آگ ایک حصہ ہے دوزخ کی آگ کے ستر حصے سے۔ اصحاب نے کہا کہ قسم خدا کی یا رسول اللہ جلانے کو تو یہی آگ کفایت کرتی تھی حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ دوزخ کی آگ دنیا کی آگوں سے انہتر حصے زیادتی رکھتی ہے ہر ایک حصے کی گرمی اس آگ کی گرمی کے برابر ہے۔ بخاری نے اتنی روایت زیادہ کی کہ یہی تمہاری آگ جس کو آدمی جلاتا ہے ایک حصہ ہے دوزخ کی آگ کے ستر حصے سے۔

**ف** یعنی دوزخ کی آگ کے روبرو دنیا کی آگ کی گرمی نہایت کمتر ہے پھر جب اس آگ کی گرمی کی آدمی کو تاب نہیں تو دوزخ کا کیا حال ہوگا خدا کی پناہ۔

(٢٠١٦) **ق** أَبُوْهُرَيْرَةَ خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ وَطُوْلُهُ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰى أُولٰئِكَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّوْنَكَ فَإِنَّهَا تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوْا السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَزَادُوْهُ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَكُلُّ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ اٰدَمَ قَالَ فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ حَتَّى الْاٰنَ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ پیدا کیا خدا نے آدم کو اور اس کا قد ساٹھ ہاتھ کا تھا پھر خدا نے کہا آدم سے کہ جا سو ان فرشتوں کو سلام کر پھر سن کہ تجھ کو سلام کا کیا جواب دیتے ہیں سو وہی سلام اور جواب تیرا اور تیری اولاد کا ہے۔ تو آدم نے فرشتوں سے کہا کہ السلام علیکم سو فرشتوں نے کہا السلام علیک ورحمۃ اللہ اور فرشتوں نے آدم کے سلام کے جواب میں رحمۃ اللہ کا لفظ زیادہ کیا سو جو بہشت میں داخل ہوگا آدم کی صورت پر ہوگا یعنی ساٹھ ہاتھ کا [illegible] نے فرمایا سو ہمیشہ لوگوں کے قد گھٹتے [illegible]۔

سلام علیک کا رواج حضرت آدم نبیہ سلام کی سنت ہے

**ف** حضرت آدمؑ سے جتنا زمانہ بعید ہوتا گیا آدمیوں کے قد بھی گھٹتے گئے بہشت میں سب برابر ہو جائیں گے ہر چند کہ ساٹھ ہاتھ کا قد اس وقت میں خوشنما نہیں معلوم ہوتا اس واسطے کہ ہمارے قد چھوٹے چھوٹے ہیں لیکن بہشت میں خوشنما معلوم ہوگا اس واسطے کہ سب برابر ہو جائیں گے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ السلام علیک

[1] زاد مسلم صحیح ہے ملاحظہ ہو مسلم ج۲ ص۳۸۱ یہ زیادتی بخاری میں موجود نہیں دیکھو بخاری ج۱ ص۴۶۲۔ (چشتی)

کرنا اور جواب میں وعلیک السلام ورحمۃ اللہ کہنا حضرت آدمؑ کی سنت ہے۔ جو سلام علیک چھوڑ کے بندگی یا مجرا یا آداب یا کورنش کرے وہ حقیقت میں ناخلف ہے کہ اس نے اپنے قدیمی خاندان کی راہ چھوڑی بلکہ جس نے آدم کا طریقہ چھوڑا سو آدمی نہیں۔

(۲۰۱۷) م عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَمْعَةَ اِلَامَ يَجْلِدُ اَحَدُكُمْ امْرَأَتَهٗ جَلْدَ الْعَبْدِ وَلَعَلَّهٗ يُضَاجِعُهَا مِنْ اٰخِرِ يَوْمِهَا۔

مسلم میں عبداللہ بن زمعہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو غلام کی طرح کب تک اور کس واسطے کوڑے مارے گا اور شاید کہ وہی شخص اسی دن کے اخیر میں اس کو اپنے پاس سلائے گا۔

ف یعنی شرعاً اور عقلاً مناسب نہیں کہ جس کو اپنے پاس لٹائے اس کو ایسی سخت مار مارے۔ صبح کو مارنا اور شام کو پاس لٹانا آدمیت سے بعید ہے۔

(۲۰۱۸) م عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَمْعَةَ اِلَامَ يَضْحَكُ اَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ۔

مسلم میں عبداللہ بن زمعہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس سے کب تک ہنسے گا آدمی جس چیز کو خود کرتا ہے۔

ف ایک شخص نے گوز کیا دوسرا ہنسا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی جو خود کیجئے اس پر کیا ہنسیئے معلوم ہوا کہ گوز پر ہنسنا درست نہیں کہ بے ادبی ہے اور دوسرے کو شرمندگی۔

(۲۰۱۹) م اَبُوْ هُرَيْرَةَ ضِرْسُ الْكَافِرِ مِثْلُ اُحُدٍ وَغِلَظُ جِلْدِهٖ مَسِيْرَةُ ثَلٰثٍ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کافر کا دانت احد پہاڑ کے برابر ہوگا اور اس کی کھال کی دبازت اور گندگی تین دن کی راہ برابر ہوگی۔

ف یعنی دوزخ میں کافر کا قد نہایت لمبا چوڑا ہوگا تاکہ عذاب زیادہ ہو اور آگ بدن پر بہت سی لپٹے۔

(۲۰۲۰) ق حَارِثَةُ بْنُ وَهْبٍ نِ الْخُزَاعِيُّ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيْفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوْ يُقْسِمُ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ۔

بخاری اور مسلم میں حارثہ بن وہب سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہاں میں تم کو بہشتی لوگ بتاؤں جو بیچارہ غریب ہے لوگوں کی نظروں میں حقیر اگر وہ خدا کے بھروسہ پر قسم کھا بیٹھے تو خدا اس کی قسم کو سچا کر دیوے۔ ہاں میں تم کو بتاؤں دوزخی لوگ جو گنوار موٹا حرام خور گھمنڈ والا۔

ف یعنی بہشت غریب بے زور مسلمانوں کا مقام ہے اور دوزخ بدخلق شکم پرور غرور والوں کا مکان ہے جو بہشت کا طالب اور دوزخ سے ڈرتا ہو وہ غریبی اختیار کرے ظالم نہ بنے اور جو بہشت کی پروا نہ رکھے اور دوزخ سے نہ ڈرے وہ جو چاہے سو کرے۔

(۲۰۲۱) م اَنَسٌ يَبْقٰى مِنَ الْجَنَّةِ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّبْقٰى ثُمَّ يُنْشِئُ اللّٰهُ لَهَا خَلْقًا مِمَّا يَشَاءُ۔

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ باقی رہیگا بعضا مکان بہشت کا جس مدت تک کہ خدا اس کے باقی رہنے کو چاہے گا پھر خدا اس کے واسطے ایک خلق کو پیدا کرے گا جس قسم سے کہ چاہے گا۔

**ف** یعنی بہشت ایسا وسیع مقام ہے کہ باوجود بہشتیوں کے داخل ہونے کے کچھ مکان خالی رہ جائیں گے پھر چند مدت کے بعد خدا اس کو بھی کسی خلوق سے آباد کرے گا۔

## دنیا کے فنا ہونے کا بیان

(۲۰۲۲) **ق** اَبُوْهُرَيْرَةَ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى ثَلٰثِ طَرَائِقَ رَاغِبِيْنَ وَرَاهِبِيْنَ وَاثْنَانِ عَلٰى بَعِيْرٍ وَثَلٰثَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَاَرْبَعَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَعَشَرَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَتَحْشُرُ بَقِيَّتَهُمُ النَّارُ تَقِيْلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوْا وَتَبِيْتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوْا وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَيْثُ اَصْبَحُوْا وَتُمْسِيْ مَعَهُمْ حَيْثُ اَمْسَوْا۔

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ حشر ہوگا لوگوں کا تین طریق پر ایک قسم امیدوار لوگ ہوں گے یعنی حساب اور ثواب کے امیدوار اپنے نیک اعمال کے سبب سے۔ دوسری قسم خوفزدہ لوگ یعنی مسلمان تقصیروار دو شخص ایک اونٹ پر اور تین اور چار ایک اونٹ پر اور دس ایک اونٹ پر اور باقی ماندوں کو آگ ہانک لے چلے گی یعنی یہ تیسری قسم کے لوگ ہیں دوپہر کو آگ ان کے ساتھ ٹھہر جائیگی جہاں وہ ٹھہریں گے اور رات بسر کریگی ان کے ساتھ جہاں وہ رات بسر کریں گے اور صبح کریگی ان کے ساتھ جہاں وہ صبح کرینگے اور شام کرے گی ان کے ساتھ جہاں وہ شام کریں گے۔

**ف** یہ حشر قیامت سے پہلے ہوگا کہ تمام ملکوں کے زندے لوگوں کو شام کے ملک میں آگ ہانک لاوےگی لیکن مسلمان سوار ہوں گے اور کافر پیادہ پا اور قیامت کا حشر قبروں سے ہوگا۔

(۲۰۲۳) **م** اِبْنُ عَبَّاسٍ اِنَّكُمْ مُلَاقُوا اللّٰهِ مُشَاةً حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا۔

مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر تم قیامت میں خدا کو ملوگے پیدل چلتے ننگے پیر ننگے بدن بے ختنہ ہوئے۔

**ف** یعنی دنیا کے سامان میں شب و روز مشغول رہتے ہو سواری اور پوشاک پر مرتے ہو قیامت میں یہ کچھ بھی نہ رہے گا کپڑا تک بدن پر نہ ہوگا جیسے ننگے مادرزاد پیدا ہوئے تھے ویسے ہی قبروں سے اٹھوگے۔

(۲۰۲۴) **ق** عَائِشَةُ يَا عَائِشَةُ اَلْاَمْرُ اَشَدُّ مِنْ اَنْ يَنْظُرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ يَعْنِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عائشہؓ وہ حال نہایت سخت ہوگا کہاں فرصت ہوگی جو ایک دوسرے کو دیکھے یعنی قیامت کے دن۔

**ف** مصابیح میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قیامت میں لوگ ننگے بدن ننگے پاؤں اٹھیں گے۔ میں نے کہا یا رسول اللہؐ عورت اور مرد ایک دوسرے کو دیکھیں گے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی سب اپنی اپنی مصیبت میں گرفتار ہوں گے حواس کہاں ٹھکانے ہوں گے کہ کوئی کسی کو دیکھے۔

(۲۰۲۵) **م** مُسْتَوْرِدُ الْفِهْرِيُّ مَا الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا كَمَا يَجْعَلُ اَحَدُكُمْ اِصْبَعَهُ السَّبَّابَةَ فِي الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِمَ تَرْجِعُ۔

مسلم میں مستوردؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں ہے دنیا آخرت کے روبرو مگر جیسے کہ کوئی اپنی کلمے کی انگلی دریا میں ڈالے پھر دیکھے کہ کس قدر پانی لگا لاوے گی۔

**ف** یعنی آخرت کے روبرو دنیا نہایت حقیر اور قلیل ہے جیسے دریا کے روبرو قطرہ۔ ع
چہ نسبت خاک را با عالم پاک

## اگر شیطان اور کافر کسی کو نہ بہکاتے تو دین فطرت رہتا

(۲۰۲۶) عَیَاضِ بْنِ حِمَارٍ كُلُّ مَالٍ نَحَلْتُهُ عَبْدًا حَلَالٌ وَإِنِّي خَلَقْتُ عِبَادِي حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ وَإِنَّهُمْ أَتَتْهُمُ الشَّيَاطِينُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِينِهِمْ وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا أَحْلَلْتُ لَهُمْ وَأَمَرَتْهُمْ أَنْ يُشْرِكُوا بِي مَا لَمْ أُنْزِلْ بِهِ سُلْطَانًا۔ [۱]

مسلم میں عیاض بن حمار سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے کہ جو مال میں نے بندے کو دیا سو حلال ہے اور میں نے اپنے سب بندوں کو حقانی پیدا کیا جو باطل دین پر نہ جھکے اور البتہ ان کے پاس شیطان آئے سو ان کو ان کے پیدائشی دین سے پھیر ڈالا اور ان پر حرام کیا جو میں نے ان پر حلال کر دیا تھا اور شیطانوں نے ان کو بتلایا کہ میرے ساتھ اس چیز کو شریک ٹھہراویں جس پر میں نے کوئی دلیل نہیں اتاری۔

**ف** یعنی اگر شیطان اور کفار کسی کو نہ بہکاتے تو ہر آدمی اپنے پیدائشی دین پر رہتا یعنی شرک نہ کرتا اور حلال چیز کو بدون حکم الٰہی کے حرام نہ جانتا کفار عرب کا معمول تھا کہ بتوں کے نام پر سانڈ چھوڑتے اور اس کا کھانا حرام جانتے سو فرمایا کہ یہ شیطانی بات ہے کہ حلال کو حرام کہتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نذر نیاز کے کھانے کو جس کو عورتیں اچھوتا کہتی ہیں بدون فاتحہ ہوئے نہ کھانا یا حضرت فاطمہؓ کے فاتحہ کے کھانے کو مردوں کو نہ دینا ہرگز درست نہیں یہ بھی شیطانی بات ہے کہ شرع میں اس کا کچھ حکم نہیں۔

## کافروں کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے

(۲۰۲۷) زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ إِنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ تُبْتَلَى فِي قُبُورِهَا فَلَوْلَا أَنْ لَا تَدَافَنُوا لَدَعَوْتُ اللهَ أَنْ يُسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِي أَسْمَعُ مِنْهُ قَالَهُ لَمَّا مَرَّ بِقُبُورِ الْمُشْرِكِينَ۔

مسلم میں زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ جب مشرکوں کی قبروں پر گذرے تو فرمایا کہ یہ گروہ اپنی قبروں کے اندر بلا میں گرفتار ہیں اگر مجھ کو اس کا خوف نہ ہوتا کہ تم عذاب قبر دیکھ کر مردوں کا دفن کرنا کہیں نہ چھوڑ دو تو میں خدا سے دعا کرکے تم کو عذاب قبر کا سنوا دیتا جیسا میں سنتا ہوں۔

**ف** حضرت مدینے کے ایک باغ میں خچر پر سوار چلے جاتے تھے قبروں کے پاس عذاب قبر دیکھ کر خچر بدکا حضرتؐ نے فرمایا یہ کس کی قبریں ہیں ایک آدمی نے کہا کہ یہ کافروں کی قبریں ہیں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی

## مومن کی روح مومنین کے مقام میں اور کافر کی روح کافروں کے مقام میں رکھی جاتی ہے

مومن اور کافر کے بدن سے روح نکالنے کے بعد کی حالت کا ذکر

(۲۰۲۸) أَبُو هُرَيْرَةَ إِذَا خَرَجَتْ رُوحُ الْمُؤْمِنِ تَلَقَّاهَا مَلَكَانِ يُصْعِدَانِهَا قَالَ حَمَّادٌ فَذَكَرَ مِنْ طِيبِ رِيحِهَا

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب بدن سے ایماندار کی روح نکلتی ہے تو اس کے آگے دو فرشتے آتے ہیں اس کو آسمان پر چڑھا لے جاتے ہیں کہا حماد اس حدیث کے

---

[۱] امام مسلم نے حدیث مذکور کو عنوان "دنیا میں جنتیوں اور دوزخیوں کی پہچان" میں ذکر کیا ہے۔
[۲] امام مسلم نے حدیث مذکور کو اور ما بعد والی حدیث کو عنوان "ہر میت کو اس کا جنت اور دوزخ کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے" میں ذکر کیا ہے (چشتی)

وَذَكَرَ الْمِسْكَ وَيَقُوْلُ اَهْلُ السَّمَآءِ رُوْحٌ طَيِّبَةٌ جَآءَتْ مِنْ قِبَلِ الْاَرْضِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكِ وَعَلٰى جَسَدٍ كُنْتِ تَعْمُرِيْنَهُ فَيُنْطَلَقُ بِهٖ اِلٰى رَبِّهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ انْطَلِقُوْا بِهٖ اِلٰى اٰخِرِ الْاَجَلِ قَالَ وَاِنَّ الْكَافِرَ اِذَا خَرَجَتْ رُوْحُهٗ قَالَ حَمَّادٌ وَذَكَرَ مِنْ نَتْنِهَا وَذَكَرَ لَعْنًا وَيَقُوْلُ اَهْلُ السَّمَآءِ رُوْحٌ خَبِيْثَةٌ جَآءَتْ مِنْ قِبَلِ الْاَرْضِ قَالَ فَيُقَالُ انْطَلِقُوْا بِهٖ اِلٰى اٰخِرِ الْاَجَلِ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَرَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ رَيْطَةً كَانَتْ عَلَيْهِ عَلٰى اَنْفِهٖ هٰكَذَا۔

راوی نے کہ حضرتؐ نے یا ابوہریرہؓ نے اس روح کی خوشبو کا ذکر کیا اور مشک کا اور کہتے ہیں آسمان والے یعنے فرشتے پاک روح زمین کی طرف سے آئی ہے اللہ تجھ پر رحمت کرے اور تیرے بدن پر جس کو تو نے آباد رکھا پھر اس کو اس کے رب تک لیجاتے ہیں۔ پھر خدا فرماتا ہے کہ لیجاؤ اس کو پچھلی مدت تک یعنی قیامت تک اور فرمایا حضرتؐ نے اور کافر کی روح جب بدن سے نکلتی ہے کہا حمادؒ نے اور حضرتؐ نے یا ابوہریرہؓ نے اس کی بدبو کو ذکر کیا اور اس پر لعنت یاد کی اور کہتے ہیں آسمان والے ناپاک روح آئی زمین کی طرف سے حضرتؐ نے فرمایا پھر حکم ہوتا ہے کہ لیجاؤ اس کو پچھلی مدت تک یعنی قیامت تک کہا ابوہریرہؓ نے سو پھیر کر رکھا حضرتؐ نے باریک کپڑا جو آپ کے پاس تھا اپنی ناک پر اس طرح یعنی حضرتؐ نے اس روح کافر کی بدبو کا خیال کرکے کپڑے سے ناک بند کی۔

**ف** یہ جو حکم ہوا کہ لیجاؤ اس کو قیامت تک یعنی ایمانداروں کی روح کو ایمانداروں کے عمدہ مقام پر رکھو جس کا نام علیین ہے اور کافروں کو کافروں کے بدتر مکان پر رکھو جس کا نام سجین ہے۔

## فتنوں اور قیامت کی نشانیوں کا بیان

(۲۰۲۹) **ق** زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهٖ وَحَلَّقَ بِاِصْبَعَيْهِ الْاِبْهَامِ وَالَّتِيْ تَلِيْهَا فَقَالَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ اِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت زینب بنت جحش سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا خرابی عرب کو اس بلا سے جو نزدیک ہو چلے یاجوج ماجوج کی دیوار سے آج کھل گیا اس کے برابر اور حضرتؐ نے اپنے انگوٹھے اور کلمے کی انگلی کا حلقہ بنایا یعنی اس حلقے کے برابر اس دیوار میں سوراخ ہو گیا تو حضرت زینبؓ نے کہا کہ یا حضرتؐ کیا ہم مٹ جاویں گے اور حالانکہ ہم میں نیک لوگ ہوں گے حضرتؐ نے فرمایا ہاں جبکہ بدکاری غالب ہو جاوے گی یعنی جب گناہ اور بدکاری عالم میں کثرت سے ہو گی [illegible] کم ہو گئے تو نیک و بد سب ہلاک ہو جاویں گے۔

**ف** حضرت زینبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ سوتے سے جاگ پڑے چہرہ مبارک خوف سے سرخ تھا فرماتے تھے لا الٰہ الا اللہ پھر یہ حدیث فرمائی۔ حضرتؐ کے وقت سے اس دیوار میں سوراخ ہوا روز بروز وہ ترقی پر ہے یہاں تک کہ قیامت کے قریب راہ ہو جاوے گی یاجوج ماجوج نکل کر سارے عالم کو تباہ کریں گے ہر چند وہ بلا عالمگیر ہے لیکن حضرتؐ نے عرب کا نام خاص اس واسطے لیا کہ عرب سے یاجوج ماجوج کو حضرتؐ کے سبب سے زیادہ تر عداوت ہو گی

## بارش کی طرح سے فتنوں کے آنے کی پیشنگوئی

(۲۰۳۰) ق اُسَامَۃُ بْنُ زَیْدٍ هَلْ تَرَوْنَ مَا اَرٰی قَالُوْا لَا قَالَ فَاِنِّیْ لَاَرٰی مَوَاقِعَ الْفِتَنِ خِلَالَ بُیُوْتِکُمْ لَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ قَالَهٗ لَمَّا اَشْرَفَ عَلٰی اُطُمٍ مِّنْ اٰطَامِ الْمَدِیْنَۃِ۔

بخاری اور مسلم میں اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تم دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں لوگوں نے کہا کہ نہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں تمہارے گھروں کے اندر فتنہ فساد کے مقامات کو جیسے مینہ گرنے کے مقامات معلوم ہوتے ہیں یہ حضرتؐ نے اسوقت فرمایا جبکہ مدینے کے کسی قلعہ سے جھانکا تھا۔

ف اس حدیث میں ان فسادوں کی خبر ہے جو مدینے میں حضرتؐ کے بعد ہوئے جیسے حضرت عثمان رضؓ کی شہادت اور یزید کے وقت کا قتال۔

(۲۰۳۱) م اَبُوْ بَکْرَۃَ اِذَا نَزَلَتْ اَوْ وَقَعَتْ فَمَنْ کَانَتْ لَهٗ اِبِلٌ فَلْیَلْحَقْ بِاِبِلِهٖ وَمَنْ کَانَتْ لَهٗ غَنَمٌ فَلْیَلْحَقْ بِغَنَمِهٖ وَمَنْ کَانَتْ لَهٗ اَرْضٌ فَلْیَلْحَقْ بِاَرْضِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ یَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَیْتَ مَنْ لَّمْ تَکُنْ لَّهٗ اِبِلٌ وَّلَا غَنَمٌ وَّلَا اَرْضٌ قَالَ یَعْمِدُ اِلٰی سَیْفِهٖ فَیَدُقُّ عَلٰی حَدِّهٖ بِحَجَرٍ ثُمَّ لِیَنْجُ اِنِ اسْتَطَاعَ النَّجَاءَ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ فَقَالَ رَجُلٌ اَرَاَیْتَ اِنْ اُکْرِهْتُ حَتّٰی یُنْطَلَقَ بِیْ اِلٰی اَحَدِ الصَّفَّیْنِ اَوْ اِحْدَی الْفِئَتَیْنِ فَضَرَبَنِیْ رَجُلٌ بِسَیْفِهٖ اَوْ یَجِیْءُ سَهْمٌ فَیَقْتُلُنِیْ قَالَ یَبُوْءُ بِاِثْمِهٖ وَاِثْمِکَ وَیَکُوْنُ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ۔

مسلم میں ابو بکرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب فتنہ اور فساد میری امت میں اترے یا پڑے تو جس کے اونٹ ہوں وہ اپنے اونٹوں میں جا ملے اور جس کی بکریاں ہوں وہ اپنی بکریوں میں جا ملے اور جس کی کھیتی کی زمین ہو وہ اپنی زمین کے پاس جا رہے پھر ایک مرد نے کہا کہ بھلا فرمایئے تو جس کے نہ اونٹ ہوں نہ بکریاں نہ زمین وہ کیا کرے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ اپنی تلوار کا قصد کرے سو پتھر سے اس کی باڑھ کو کوٹ ڈالے یعنی لڑنے کی چیز کوئی باقی نہ رکھے جو حوصلہ لڑائی کا پھر جلدی کرے اپنے بچاؤ میں جتنی ہو سکے۔ الٰہی میں تیرا حکم پہنچا چکا الٰہی میں تیرا حکم پہنچا چکا الٰہی میں تیرا حکم پہنچا چکا اس کو تین بار فرمایا پھر ایک مرد نے کہا بھلا بتلایئے تو کہ اگر مجھ سے زبردستی کریں یہانتک کہ دو صفوں میں یا دو گروہوں میں کسی طرف کھینچ لیجاؤں پھر وہاں کوئی مجھ کو تلوار مارے یا کوئی تیر آئے اور مجھ کو قتل کرے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تیرا اور اس کا گناہ اسی پر پلٹ پڑے گا اور وہ دوزخیوں میں داخل ہوگا۔

ف حضرتؐ کو معلوم تھا کہ میرے بعد فساد ہوں گے اور مسلمانوں میں قتل شروع ہوگا اس واسطے حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی اور اس وقت میں گوشہ گیری بتائی اکثر حضرتؐ کے اصحاب مثل حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ اور ابو بکرہؓ مسلمانوں کی جنگ میں شریک نہ ہوئے بموجب اسی حدیث کے۔

## جب دو مسلمان آپس میں لڑیں تو وہ جہنم کے مستحق ہو جاتے ہیں

(۲۰۳۲) ق اَبُوْ بَکْرَۃَ اِذَا الْتَقَی الْمُسْلِمَانِ بِسَیْفَیْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ

بخاری اور مسلم میں ابو بکرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب دو مسلمان سامنا کریں تلواریں لیکر تو قتل کرنے والا اور جو

فِي النَّارِ۔ قتل ہوا دونوں دوزخ میں ہیں۔

ف پوری حدیث یوں ہے کہ ابو بکرہؓ اس حدیث کے راوی نے حضرتؐ سے پوچھا کہ بھلا قتل کرنے والا تو اس واسطے دوزخی ہوا کہ ظالم تھا مگر جو قتل ہوا اس کا کیا قصور تھا حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ بھی تو اپنے حریف کے مارنے پر حریص اور مستعد تھا یعنی اس کا قابو نہ ہوا نہیں تو ضرور مارتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قاتل اور مقتول مسلمان دوزخی اس صورت میں ہیں جب دونوں ایک دوسرے کے مارنے کا قصد رکھیں اور عداوت سے لڑیں جس طرح خانہ جنگی ہوتی ہے تو اگر ایک مسلمان کو دوسرا مسلمان ناحق مارنے کا ارادہ کرے یا چور اور راہزن سامنا کرے تو وہ مسلمان اپنی جان جس طرح ہو سکے بچاوے اور اگر یقین جانے کہ بدون اس کے مارے میں کسی طرح بچ نہیں سکتا تو شوق سے مارے اس واسطے کہ اپنی جان بچانا بھی فرض ہے۔ اس طرح کا قاتل دوزخی نہیں اور جو مسلمان کہ امام سے باغی ہوں ان کا قتل بھی درست ہے۔

## علاماتِ قیامت کا بیان

(۲۰۳۳) م حُذَيْفَةُ مِنْهُنَّ ثَلٰثٌ لَا يَكَدْنَ يَذَرْنَ شَيْئًا وَمِنْهُنَّ فِتَنٌ كَرِيَاحِ الصَّيْفِ مِنْهَا صِغَارٌ وَمِنْهَا كِبَارٌ يَعْنِي الْفِتَنَ۔

مسلم میں حذیفہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فساد اور فتنوں کے ذکر میں فرمایا کہ ان میں سے تین فتنے ایسے ہیں کہ نہیں لگتا کہ کچھ بھی چھوڑیں اور ان میں سے ایسے فتنے جیسے گرمی کی آندھیاں کہ بعض ان میں سے چھوٹی ہیں اور بعضی بڑی۔

ف یعنی تین فساد تو عالمگیر ہوں گے اور باقی مختلف کوئی کم کوئی زیادہ۔ معلوم نہیں کہ تین فسادوں سے کون فساد مراد ہیں بعضے کہتے ہیں کہ ایک فساد تو قوم ترک کی خونریزی یعنی چنگیز خاں اور ہلاکو کے وقت کا قتل عام دوسرے دجال کا نکلنا تیسرے یاجوج ماجوج کا ظاہر ہونا۔ واللہ اعلم۔

(۲۰۳۴) م سَعْدُ بْنُ اَبِي وَقَّاصٍ سَاَلْتُ رَبِّي ثَلٰثًا فَاَعْطَانِي اثْنَتَيْنِ وَمَنَعَنِي وَاحِدَةً سَاَلْتُ رَبِّي اَنْ لَا يُهْلِكَ اُمَّتِي بِالسَّنَةِ فَاَعْطَانِيهَا وَسَاَلْتُهُ اَنْ لَا يُهْلِكَ اُمَّتِي بِالْغَرَقِ فَاَعْطَانِيهَا وَسَاَلْتُهُ اَنْ لَا يَجْعَلَ بَاْسَهُمْ بَيْنَهُمْ فَمَنَعَنِيهَا

مسلم میں سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے تین چیزوں کا سوال کیا سو دو سوال تو میرے قبول ہوئے اور ایک سے مجھ کو منع کیا۔ ایک سوال تو میں نے اپنے رب سے یہ کیا کہ میری امت کو قحط سے نہ ہلاک کرے سو اس کو قبول کیا اور دوسرا سوال میں نے یہ کیا کہ میری امت کو نہ ڈبو دے سو اس کو بھی قبول کیا اور تیسرا سوال میں نے یہ کیا کہ ان کے آپس میں لڑائی اور خونریزی نہ ڈالے سو اس کے سوال سے مجھ کو منع کیا۔

ف قحط اور غرق امت محمدی میں ایسا نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا کہ تمام امت یکبارگی ہلاک ہو جائے جیسے اگلی امتیں ہلاک ہو گئیں لیکن جنگ اور قتال مقدر میں ہے ہمیشہ رہا ہے اور رہے گا۔

(۲۰۳۵) ق اَبُو هُرَيْرَةَ يَا مُحَمَّدُ اِنِّي اِذَا قَضَيْتُ قَضَاءً فَاِنَّهُ لَا يُرَدُّ وَاِنِّي اَعْطَيْتُكَ لِاُمَّتِكَ اَنْ لَا اُهْلِكَهُمْ

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا خدا فرماتا ہے کہ اے محمدؐ میں جب کسی چیز کا حکم کرتا ہوں تو اس کو کوئی نہیں پھیر سکتا اور البتہ میں نے تجھ کو دیا یعنی تیری امت کے

بِسَنَةٍ عَامَّةٍ وَلَا اُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِّنْ سِوٰى اَنْفُسِهِمْ يَسْتَبِيْحُ بَيْضَتَهُمْ وَلَوِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ مَنْ بِاَقْطَارِهَا اَوْ قَالَ مَنْ بَيْنَ اَقْطَارِهَا حَتّٰى يَكُوْنَ بَعْضُهُمْ يُهْلِكُ بَعْضًا وَّبَعْضُهُمْ يَسْبِيْ بَعْضًا۔

واسطے یہ تجھ پر احسان کیا کہ ان کو میں عالمگیر قحط سے نہ مار ڈالونگا اور ان کے سوائے اور کسی دشمن کو ان پر غالب نہ کرونگا اس طرح کہ ان کی جڑ پیڑ کو اکھاڑ ڈالے اگرچہ ان پر تمام دنیا کے اطراف جوانب کے کافر جمع ہو جائیں کافروں کا غلبہ اس واسطے نہ ہوگا تاکہ اس امت کے بعضے لوگ بعضوں کو ہلاک کریں اور بعضے ان کے بعضوں کو قید کریں۔

**ف** یعنی قضا و قدر میں یہ ٹھن چکا ہے کہ امت محمدی قیامت تک قائم رہے گی نہ ایسا قحط پڑے گا جس میں سب کے سب مر جائیں نہ کافر ان پر ایسے غالب ہوں گے کہ بالکل ان کو نیست اور نابود کر ڈالیں۔ ہر چند چنگیز خاں اور ہلاکو کے وقت میں لاکھوں بلکہ کروڑوں مسلمان قتل ہوئے لیکن بالکل نیست اور نابود نہیں ہوگئے۔ ہاں یہ البتہ ہے کہ اس امت میں آپس میں اختلاف اور شر و فساد اور غارت گری اور قتل موقوف نہ ہوگا چنانچہ تاریخ کی کتابوں میں یہ حال ظاہر ہے۔

(۲۰۳۶) **ق** حُذَيْفَةُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِيْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَنَفْسِهٖ وَوَلَدِهٖ وَجَارِهٖ يُكَفِّرُهَا الصِّيَامُ وَالصَّلٰوةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ۔

بخاری اور مسلم میں حذیفہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قصور مرد کا اس کے گھر والوں کے حق میں اور اس کے مال اور جان اور لڑکے اور ہمسائے میں اس کو روزہ اور نماز اور صدقہ اور نیک بات بتانا اور برے کام سے روکنا دور کر ڈالتا ہے۔

**ف** یعنی اگر آدمی سے جان مال بیوی بچے ہمسائے کے حق میں کچھ قصور یا ناانصافی ہو جائے گی تو ان عبادتوں سے معاف ہو جائے گی۔

(۲۰۳۷) **م** ثَوْبَانُ اِنَّ اللّٰهَ زَوٰى لِيَ الْاَرْضَ فَرَاَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَسَيَبْلُغُ مُلْكُ اُمَّتِيْ مَا زُوِيَ لِيْ مِنْهَا۔

فتوحات کی پیشینگوئی

مسلم میں ثوبانؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بیشک خدا نے میرے واسطے زمین کو لپیٹ دیا یعنی سب زمین کو سمیٹ کر میرے سامنے کر دیا سو میں نے زمین کا پورب پچھم یعنی جہاں آفتاب نکلتا ہے اور ڈوبتا ہے دیکھ لیا تو جہاں تک میں نے دیکھا ہے وہاں تک میری امت کی بادشاہت پہنچے گی۔

**ف** مدینے میں جنگ خندق جب ہوئی تو ایک روز نہایت سخت لڑائی ہوئی عصر کی نماز قضا ہو گئی حضرتؐ کو بڑا رنج ہوا تب خدا نے وہاں تک زمین کو جہاں تک اسلام پہنچنا مقدر تھا دکھلا دی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ یہ حضرتؐ کا معجزہ عظیم الشان ہے کہ فتوح اسلام کی آئندہ کی خبر دی سو اسی طرح بلا تفاوت واقع ہوئی

(۲۰۳۸) **م** اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَحْسِرَ الْفُرَاتُ عَنْ جَبَلٍ مِّنْ ذَهَبٍ يَقْتَتِلُ النَّاسُ عَلَيْهِ فَيُقْتَلُ مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ وَيَقُوْلُ كُلُّ رَجُلٍ

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ دریائے فرات ایک سونے کے پہاڑ کو کھول دیگا یعنی اس میں نمود ہوگا اس پر لوگ لڑ مریں گے سو قتل ہوں گے ہر ایک سینکڑے سے ننانوے اور کہے گا ہر ایک آدمی ان

مِنْهُمْ لَعَلِّی اَکُوْنُ اَنَا الَّذِیْ اَنْجُوْ۔ کہ شاید میں قتل سے بچ رہوں یعنی تو سب سونا میں بلا شرکت پاؤں

**ف** فرات کوفے اور کربلا کے دریا کا نام ہے۔

(۲۰۳۹) **ق** اَبُوْھُرَیْرَۃَ یُوْشِكُ الْفُرَاتُ اَنْ یَّحْسِرَ عَنْ کَنْزٍ مِّنْ ذَھَبٍ فَمَنْ حَضَرَہٗ فَلَا یَاْخُذْ مِنْہُ شَیْئًا۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ عنقریب دریائے فرات سونے کے گنج سے کھل جائیگا سو جو کہ وہاں حاضر ہو سو اس میں سے کچھ نہ لیوے۔

**ف** یعنی قیامت کے قریب سونے کا خزانہ دریائے فرات سے ظاہر ہوگا اس کے لینے سے اس واسطے منع فرمایا کہ وہ قیامت کی نشانی ہے اس وقت میں مسلمان کو اپنی عاقبت کی فکر لازم ہے دنیا لیکر کیا کرے گا۔

(۲۰۴۰) **م** اَبُوْھُرَیْرَۃَ مَنَعَتِ الْعِرَاقُ دِرْھَمَھَا وَقَفِیْزَھَا وَمَنَعَتِ الشَّامُ مُدْیَھَا وَدِیْنَارَھَا وَمَنَعَتْ مِصْرُ اِرْدَبَّھَا وَدِیْنَارَھَا وَعُدْتُّمْ مِّنْ حَیْثُ بَدَاْتُمْ وَعُدْتُّمْ مِّنْ حَیْثُ بَدَاْتُمْ وَعُدْتُّمْ مِّنْ حَیْثُ بَدَاْتُمْ ثُمَّ قَالَ اَبُوْھُرَیْرَۃَ شَھِدَ عَلٰی ذٰلِكَ لَحْمُ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَدَمُہٗ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ عراق کا ملک اپنے درم اور قفیز کو روکے گا اور شام کا ملک اپنے مُدی اور دینار کو روکے گا اور مصر کا ملک اپنے اردب کو روکے گا اور ہو جاؤ گے تم جیسے آگے تھے اور ہو جاؤ گے تم جیسے آگے تھے اور ہو جاؤ گے تم جیسے آگے تھے پھر ابوہریرہؓ نے کہا کہ اس حدیث پر گواہی دیتا ہے ابوہریرہؓ کا گوشت اور خون یعنی اس میں کچھ شک نہیں۔

مدی بقدر صاع شام کا ایک پیمانہ ہے۔

**ف** قفیز اور مدی پیمانے کا نام ہے جس میں ناج کو ناپتے ہیں اور اردب چونسٹھ سیر کا ہوتا ہے۔ اس حدیث میں آخر زمانے کے فتنے اور فساد کی خبر ہے کہ ان ملکوں کا محصول امام کو نہ ملے گا، رعیت سردار کی اطاعت نہ کریگی جیسے اسلام سے پہلے بے سردار ملک تھا ویسا ہی ہو جائے گا۔

## رومیوں سے جنگ کی پیشینگوئی

(۲۰۴۱) **م** اَلْمُسْتَوْرِدُ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ وَالرُّوْمُ اَکْثَرُ النَّاسِ۔

مسلم میں مستوردؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قیامت قائم ہوگی اس حال میں کہ رومی لوگ یعنی نصاریٰ سب لوگوں سے بہت ہونگے۔

قیامت کے قریب نصاریٰ زمین کے بیشتر حصہ پر حکمرانی کرینگے۔

**ف** اس حدیث میں اشارہ ہے کہ قیامت کے قریب نصاریٰ اکثر زمین کے حاکم ہوں گے۔

(۲۰۴۲) **م** اِبْنُ مَسْعُوْدٍ اِنِّیْ لَاَعْرِفُ اَسْمَآءَھُمْ وَاَسْمَآءَ اٰبَآئِھِمْ وَاَلْوَانَ خُیُوْلِھِمْ ھُمْ خَیْرُ فَوَارِسَ عَلٰی ظَھْرِ الْاَرْضِ یَوْمَئِذٍ اَوْ مِنْ خَیْرِ فَوَارِسَ عَلٰی ظَھْرِ الْاَرْضِ یَوْمَئِذٍ یَعْنِیْ عَشَرَۃَ فَوَارِسَ یَبْعَثُوْنَ طَلِیْعَۃً بَعْدَ فَتْحِ قُسْطُنْطِیْنِیَّۃَ حِیْنَ یُقَالُ اِنَّ الدَّجَّالَ قَدْ خَلَفَھُمْ فِیْ ذَرَارِیِّھِمْ۔

مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر میں پہچانتا ہوں ان کے نام اور ان کے باپوں کے نام اور ان کے گھوڑوں کے رنگ کو جانتا ہوں وہ زمین پر بہتر سوار ہوں گے [illegible] روئے زمین پر اس دن وہ بہترین سواروں [illegible] سے وہ سوار ہیں جو طلایہ [illegible] بھیجے جائیں [illegible] قسطنطنیہ کے فتح ہونے کے بعد جب ان کو خبر ہوگی کہ دجال ان کے پیچھے لڑکے بالوں پر آپڑا۔

**ف** مصابیح وغیرہ میں روایت ہے کہ ایک بار کوفے میں سرخ آندھی آئی کسی نے عبداللہ بن مسعودؓ سے کہا کہ قیامت آئی۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ قیامت اس وقت آئے گی کہ جب لوگوں میں بہت مال بٹے گا اور

ان کو کچھ خوشی نہ ہوگی۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ کافروں کا لشکر یعنی فرنگیوں کا شام کے ملک میں جمع ہوگا اور مسلمانوں کا بھی لشکر وہاں جمع ہوگا یعنی قیامت کے قریب پھر شام تک لڑائی ہوگی کوئی غالب نہ ہوگا۔ اسی طرح تین دن لڑائی ہوگی، بہت لوگ مارے جائیں گے۔ چوتھے دن مسلمان بہت تھوڑے ہوں گے موت پر کمر باندھ کر خوب لڑینگے خدا ان کو فتح نصیب کرے گا۔ مال بہت ہاتھ لگے گا۔ ایک جدی برادروں سے سو آدمیوں میں ایک باقی رہیگا۔ مال ملنے کی کچھ خوشی نہ ہوگی۔ قسطنطنیہ بڑا شہر ہے روم کی تخت گاہ، جب وہ فتح ہوچکے گا تو دجال کے آنے کی خبر پہنچیگی تو دس سوار اس کی خبر لانے کے واسطے مقرر ہوں گے۔ ان کی حضرتؐ نے اس حدیث میں تعریف فرمائی اور فرمایا کہ میں ان کو خوب پہچانتا ہوں۔

(۲۰۴۳) م نافع بن عتبة تغزون جزیرة العرب فیفتحها الله ثم تغزون فارس فیفتحها الله ثم تغزون الروم فیفتحها الله ثم تغزون الدجال فیفتحه الله۔

عرب فارس اور روم کی فتح کی پیشنگوئی

مسلم میں نافع بن عتبہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم لڑوگے عرب کے ٹاپو سے سو خدا اس کو فتح کرے گا پھر تم لڑوگے ایران والوں سے سو خدا اس کو فتح کریگا پھر تم لڑوگے روم سے سو خدا اس کو فتح کرے گا پھر تم لڑوگے دجال سے سو خدا اس پر فتح دیگا۔

**ف** جیسی حضرتؐ نے خبر دی ویسا ہی ہوا۔ اول عرب فتح ہوا، اس کے بعد ایران اس کے بعد روم اور دجال پر فتح امام مہدی کے وقت میں ہوگی۔ یہ عمدہ معجزہ ہے کہ آئندہ خبر مطابق پڑی۔

(۲۰۴۴) م ابوهریرة لا تقوم الساعة حتی تنزل الروم بالاعماق او بدابق فیخرج الیهم جیش من المدینة من خیار اهل الارض یومئذ فاذا تصافوا قالت الروم خلوا بیننا وبین الذین سبوا منا نقاتلهم فیقول المسلمون لا والله لا نخلی بینکم وبین اخواننا فیقاتلونهم فینهزم ثلث لا یتوب الله علیهم ابدا ویقتل ثلثهم افضل الشهداء عند الله ویفتح الثلث لا یفتنون ابدا فیفتتحون قسطنطینیة فبینما هم یقتسمون الغنائم قد علقوا سیوفهم بالزیتون اذ صاح فیهم الشیطان ان المسیح قد خلفکم فی اهلیکم فیخرجون وذلک باطل فاذا جاؤا

قرب قیامت پر فتح قسطنطنیہ آمد امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے اترنے اور دجال کے قتل کرنے کی پیشینگوئی

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قیامت نہ قائم ہوگی یہانتک کہ روم کے نصاریٰ کا لشکر اعماق میں یا دابق میں اتریگا پھر ان کی طرف مدینے سے لشکر اسلام نکلے گا وہ لوگ اس دن تمام روئے زمین کے رہنے والوں سے افضل ہوں گے مراد حضرت امام مہدیؑ کا لشکر ہے پھر جب صف باندھیں گے دونوں لشکر تو نصاریٰ کہیں گے کہ چھوڑ دو ہمارے درمیان اور ان مسلمان لوگوں کا جنھوں نے ہمارے بیوی بچے پکڑ کے لونڈی غلام بنائے ہیں تاکہ ہم ان سے لڑیں تو مسلمان کہیں گے کہ خدا کی قسم ہم تمہارا اور اپنے بھائی مسلمانوں کا درمیان نہ چھوڑیں گے یعنی تم اس فریب سے مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنا چاہتے ہو سو یہ ممکن نہیں پھر ان کافروں سے لڑنے لگیں گے تو تہائی مسلمانوں کا لشکر بھاگ جائے گا خدا ان کی توبہ کبھی قبول نہ کریگا اور تہائی لشکر قتل ہوگا وہ سب شہیدوں میں افضل ہوں گے خدا کے نزدیک۔ اور تہائی لشکر فتح کرے گا وہ عمر بھر کبھی فتنے اور بلا میں نہ پڑیں گے پھر وہ قسطنطنیہ کو جو روم کا تختگاہ شہر ہے فتح کریں گے سو جس وقت

الشَّامَ خَرَجَ فَبَيْنَمَا هُمْ يُعِدُّوْنَ لِلْقِتَالِ يُسَوُّوْنَ الصُّفُوْفَ اِذْ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَيَنْزِلُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ فَاَمَّهُمْ فَاِذَا رَاٰهُ عَدُوُّ اللّٰهِ ذَابَ كَمَا يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ فَلَوْ تَرَكَهُ لَانْذَابَ حَتّٰى يَهْلِكَ وَلٰكِنْ يَقْتُلُهُ اللّٰهُ بِيَدِهٖ فَيُرِيْهِمْ دَمَهٗ فِيْ حَرْبَتِهٖ۔

وہ لوٹ کا مال بانٹتے ہوں گے اپنی تلواروں کو زیتون کے درخت میں لٹکا کر اچانک ان میں شیطان پکاریگا کہ دجال تو تمہارے پیچھے تمہارے بال بچوں پر آپڑا تو مسلمان وہاں سے نکلیں گے اور حالانکہ یہ خبر جھوٹ ہوگی پھر جب لشکر اسلام شام کے ملک میں آئیگا تب دجال نکلے گا سو جس وقت مسلمان لڑنے کی تیاری کر کے صفیں باندھتے ہونگے کہ نماز کی تیاری ہوگی پھر عیسیٰ مریمؑ کے بیٹے اتریں گے پھر ان کو نماز پڑھائیں گے پھر جب عیسیٰ کو خدا کا دشمن یعنی دجال دیکھے گا تو خوف سے گل جائیگا جیسے نمک پانی میں گلتا ہے سو اگر اس کو خدا چھوڑے تو وہ خود بخود گل جائے یہانتک کہ مر کے مٹ جائے لیکن اس کو خدا قتل کرائے گا عیسیٰؑ کے ہاتھ سے پھر عیسیٰؑ دجال کے تابعداروں کو یا سب لوگوں کو اس کا خون دکھائیں گے اپنی برچھی میں لگا ہوا۔

ف اعماق اور دابق دو مکان ہیں شام کے ملک میں اور قسطنطنیہ بہت مدت سے اب تک مسلمانوں کے عمل میں ہے چنانچہ اب روم کا بادشاہ مسلمان وہیں رہتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے قریب نصاریٰ کا اسمیں عمل ہو جائے گا پھر امام مہدیؑ کے وقت میں فتح ہوگا چنانچہ اس حدیث میں اس کا ذکر ہے۔

(۲۰۴۵) م حُذَيْفَةُ بْنُ اَسِيْدٍ الْغِفَارِيُّ اِنَّ السَّاعَةَ لَا تَكُوْنُ حَتّٰى تَكُوْنَ عَشْرُ اٰيَاتٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَالدُّخَانُ وَالدَّجَّالُ وَدَابَّةُ الْاَرْضِ وَيَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَطُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَنَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدَنٍ تُرَحِّلُ النَّاسَ لَمْ يَذْكُرْ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ الْعَاشِرَةَ وَهِيَ فِيْ غَيْرِهٖ نُزُوْلُ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ۔

قیامت سے پہلے کی دس نشانیاں

مسلم میں حذیفہ بن اسیدؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ قیامت نہیں ہونے کی جب تک دس نشانیاں پہلے نہ ہو لیونگی ایک تو پورب میں زمین کا دھنس جانا، دوسرے پچھم میں زمین کا دھنسنا، تیسرے عرب کے ٹاپو میں زمین کا دھنسنا، چوتھے دھواں کہ عالم میں پھیلے گا، پانچویں دجال کا نکلنا، چھٹے زمین کا جانور نکلنا، ساتویں یاجوج ماجوج کا نکلنا، آٹھویں سورج کا پچھم کی طرف سے نکلنا، نویں آگ جو نہر عدن کے کنارے سے نکلے گی اور لوگوں کو ہانکتے ہوئے شام کے ملک میں لیجائیگی مسلم نے اس روایت میں دسویں نشانی روایت نہیں کی لیکن اس حدیث میں دسویں نشانی حضرت عیسیٰؑ کا آسمان سے اترنا ہے۔

ف حضرتؐ کے اصحاب قیامت کا کچھ ذکر کرتے تھے اتنے میں حضرتؐ تشریف لائے پھر حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ علی مرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ قیامت سے پہلے دھواں عالم میں پھیلے گا مسلمانوں کو زکام ہو جائے گا اور کافروں کا سر پھلس جائے گا مکے میں زمین سے ایک جانور نکلے گا ساٹھ گز کا لنبا سر اس کا جیسے بیل کا اور آنکھ جیسے سور کی اور کان جیسے ہاتھی کے اور سینگ جیسے پہاڑی بکری کے سینہ جیسے شیر کا اور

کوکھ جیسے بلی کی اور دم جیسے مینڈھے کی اور رنگ جیسے چیتے کا ہاتھ پاؤں جیسے اونٹ کے۔ اس کے پاس حضرت موسیٰ کا عصا اور حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی ہوگی مسلمان اور کافر کو سونگھ کر بتا دیگا اور کہے گا اسلام کا دین سچا ہے اور سب دین جھوٹے ہیں۔

(۲۰۴۶) م اَبُوْهُرَيْرَةَ تَبْلُغُ الْمَسَاكِنُ اَهَابَ اَوْ يَهَابَ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ پہنچ جائینگے گھر اہاب تک یا یوں فرمایا کہ یہاب تک۔

ف اہاب ایک مقام کا نام ہے مدینے کے پاس یعنی مدینے کی آبادی وہاں تک ہو جائے گی۔

## حضورؐ کا ارشاد، فتنہ یہاں سے نکلیگا جس سے اشارہ دجال کے نکلنے کی طرف تھا

(۲۰۴۷) م اَبُوْهُرَيْرَةَ لَيْسَتِ السَّنَةُ بِاَنْ لَّا تُمْطَرُوْا وَلٰكِنَّ السَّنَةَ اَنْ تُمْطَرُوْا وَتُمْطَرُوْا وَلَا تُنْبِتُ الْاَرْضُ شَيْئًا۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قحط وہی نہیں کہ تمہارے واسطے مینہ نہ برسایا جائے ولیکن قحط وہ ہے کہ جس میں بارش ہو اور بارش ہو اور زمین کچھ نہ اگائے۔

ف یعنی سخت قحط وہ ہے کہ مینہ برسے اور زمین سے کچھ نہ اُگے کہ اس میں بالکل امید قطع ہے اور غضب الٰہی صاف کھلا ہے۔

## قرب قیامت بت پرستی بڑے زوروں پر ہونے لگے گی

(۲۰۴۸) ق عَائِشَةُ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُعْبَدَ اللَّاتُ وَالْعُزّٰى۔ ؎

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قیامت نہ قائم ہوگی یہانتک کہ لات اور عزیٰ پوجے جائیں۔

ف لات اور عزیٰ عرب میں دو بت تھے حضرتؐ کے وقت میں توڑے گئے سو فرمایا کہ قیامت کے قریب پھر لوگ کافر ہو جائیں گے اور ان کو پوجیں گے۔

## فتنوں سے تنگ آکر انسان کا موت کی تمنا کر بیٹھنا

(۲۰۴۹) م اَبُوْهُرَيْرَةَ لَا تَذْهَبُ اللَّيَالِيْ وَالْاَيَّامُ حَتّٰى يَمْلِكَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهٗ جَهْجَاهُ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ رات اور دن نہ آخر ہوں گے جب تک بادشاہ نہ ہوگا وہ مرد جس کا نام جہجاہ ہوگا۔

ف یعنی بدون جہجاہ کی سلطنت کے قیامت نہ ہوگی۔ قیامت سے پہلے اس نام کا بادشاہ ضرور ہوگا مگر معلوم نہیں کہ کب ہوگا اور کہاں ہوگا۔

## فتنہ عمیا اندھے فتنے کا بیان

بلاوجہ گھروں میں خانہ جنگی ہونے کا بیان

(۲۰۵۰) م اَبُوْهُرَيْرَةَ لَيَاْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَدْرِي الْقَاتِلُ فِيْ اَيِّ شَيْءٍ قَتَلَ وَلَا الْمَقْتُوْلُ عَلٰى اَيِّ شَيْءٍ قُتِلَ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر لوگوں پر ایک زمانہ آئیگا کہ نہ جانے گا قاتل کہ کس بات میں اس نے قتل کیا اور نہ مقتول جانے گا کہ کس بات پر مارا گیا۔

ف یعنی ایسا زمانہ بگڑے گا کہ بلا سبب اور بلا وجہ خونریزی ہوگی ایسا بڑا گناہ لوگوں کو آسان معلوم ہوگا چنانچہ خانہ جنگی اکثر بے سبب ہو جاتی ہے۔

؎ روایت مذکورہ کے الفاظ مسلم کی روایت کے مطابق نہیں۔ (چشتی)

## ایک چھوٹی اور پتلی پنڈلی والے حبشی کا خانۂ کعبہ کو ڈھانا

(۲۰۵۱) **ق** اَبُوْ هُرَيْرَةَ يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُوالسُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ڈھائیگا کعبہ کو ایک حبشی چھوٹی پتلی پنڈلیوں والا۔

**ف** قیامت کے قریب جبکہ عابد بندے نہ رہیں گے تو ایسے ناپاک ضعیف الخلقت کے ہاتھ سے کعبہ شریف خراب ہوگا اس کی حکمت خدا ہی خوب جانتا ہے کہ کیا ہے۔

## ہر میت کو اس کا جنت اور دوزخ کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے

(۲۰۵۲) **ق** اِبْنُ عُمَرَ اِذَا مَاتَ الرَّجُلُ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهٗ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ اِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَالْجَنَّةُ وَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَالنَّارُ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ الَّذِيْ تُبْعَثُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ [1]

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب مرجاتا ہے مرد تو اس کا اصلی مکان صبح شام سامنے کیا جاتا ہے اگر وہ بہشتی ہے تو بہشت دکھائی جاتی ہے اور اگر دوزخی ہے تو دوزخ دکھائی جاتی ہے پھر اس سے فرشتے کہتے ہیں یہ تیرا وہ مقام ہے کہ قیامت کے دن وہیں تو بھیجا جائے گا۔

**ف** دکھانے کا یہ فائدہ ہے کہ ایماندار خوش اور مشتاق ہو اور کافر کو رنج اور وحشت زیادہ ہو۔

## مُردوں کا باتیں سننا

(۲۰۵۳) **م** اَنَسٌ اِنَّ الْمَيِّتَ اِذَا وُضِعَ فِيْ قَبْرِهٖ اِنَّهٗ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ اِذَا انْصَرَفُوْا۔

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر جب مردہ قبر میں رکھا جاتا ہے تو جوتوں کی آہٹ سنتا ہے اور جب لوگ اس کو دفن کرکے پھرتے ہیں۔

(۲۰۵۴) **م** عُمَرُ يَا فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ وَيَا فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ هَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ حَقًّا فَاِنِّيْ قَدْ وَجَدْتُّ مَا وَعَدَنِيَ اللّٰهُ حَقًّا فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تُكَلِّمُ اَجْسَادًا لَّا اَرْوَاحَ فِيْهَا فَقَالَ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ غَيْرَ اَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ اَنْ يَّرُدُّوْا عَلَيَّ شَيْئًا۔

مسلم میں عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اے فلانے بیٹے فلانے کے اے فلانے بیٹے فلانے کے بھلا جو تم سے اللہ اور اس کے رسول نے وعدہ کیا تھا تم نے سچ سچ پایا سو میں نے تو جو خدا نے مجھ سے وعدہ کیا تھا سچ پایا۔ تو عمر فاروقؓ نے کہا یا رسول اللہ کیونکر آپ کلام کرتے ہیں مُردوں سے جن میں روح نہیں۔ سو حضرتؐ نے فرمایا تم میرے قول کو ان سے زیادہ نہیں سنتے یعنی تم اور وہ میرے کلام کی سماعت میں برابر ہو مگر یہ بات مقرر ہے کہ وہ میری بات کا جواب کچھ نہیں دے سکتے۔

**ف** جب جنگ بدر میں ابوجہل اور عتبہ اور عقبہ وغیرہ کفار قریش مارے گئے تو حضرتؐ نے ان کے جسم ایک کنوئیں میں ڈلوا دیئے پھر اس پر کھڑے ہو کر یہ حدیث فرمائی یعنی جو خدا اور رسولؐ سے تمہارے قتل اور عذاب کا اور میری فتح کا وعدہ کیا تھا سو سچ ہوا۔ بعضے کہتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مُردوں کو سماعت ہے اور موت سے روح کو فنا نہیں اور قبرستان میں مُردوں کو سلام کرنا دلیل ہے ان کی سماعت کی اور حدیث میں ثابت ہے کہ جب مردے کو دفن کرکے لوگ پھرتے ہیں تو مردہ لوگوں کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مُردوں کو سماعت نہیں یہ حضرتؐ کا معجزہ تھا جو ان کافروں نے سنا جس طرح ٹھیکریوں نے حضرتؐ کے ہاتھ میں تسبیح

[1] امام مسلم نے حدیث مذکورہ اور ما بعد کے عنوان کی حدیثوں کو عنوان بالا میں ذکر کیا ہے۔ (وحیدی)

کی تھی۔ اس حدیث میں سوائے ان کافروں کے اور مردوں کی سماعت کا ذکر نہیں۔ صحیح بخاری میں قتادہؓ سے روایت ہے کہ خدا نے اس وقت ان کافروں کو زندہ کر دیا تھا کہ حضرتؐ کا کلام سُن کے پشیمان ہوں۔ اور اسی طرح حضرت عائشہؓ سے بھی روایت ہے۔ واللہ اعلم۔

## قبر میں مردہ عذابِ الٰہی کی وجہ سے چیخیں مارتا ہے

(۲۰۵۵) م انسؓ لَوْلَا اَنْ لَا تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اللّٰہَ اَنْ یُّسْمِعَکُمْ مِّنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اگر مجھ کو اس کا خوف نہ ہوتا کہ تم عذابِ قبر سن کر مردوں کا دفن کرنا چھوڑ دو گے تو خدا سے دعا کرتا کہ تم کو عذابِ قبر کا سنا دیتا۔

**ف** یعنی اگر تم عذابِ قبر کا سنو تو اتنے بدحواس ہو جاؤ کہ دفن کرنا اپنے مردوں کا بھول جاؤ۔ معلوم ہوا کہ مردہ قبر میں عذاب کے وقت چلاتا ہے لیکن آدمی اور جن اس واسطے نہیں سنتے کہ ان کی زندگی دشوار نہ ہو جائے۔

## قیامت میں جس سے حساب ہوا وہ پکڑا گیا

(۲۰۵۶) خ عائشۃؓ لَیْسَ اَحَدٌ یُّحَاسَبُ اِلَّا ھَلَکَ۔ [۱]

بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی ایسا نہیں کہ جس کا حساب ہو مگر وہ برباد ہو جائے گا۔

**ف** قیامت میں دو طرح کا حساب ہوگا ایک تو یہ کہ صرف نامۂ اعمال دکھائے جائیں گے اس میں کچھ گفتگو نہ ہوگی یہ حساب ہے ایمانداروں کا اور دوسری طرح یہ کہ اس میں ہر ایک بات میں جھگڑا ہوگا یہ کافروں کا حساب کہ اس کا انجام دوزخ ہے۔

## موت کے وقت اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان کرنا چاہیے

(۲۰۵۷) م جابرؓ لَا یَمُوْتَنَّ اَحَدٌ اِلَّا وَھُوَ یُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللّٰہِ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ مرے کوئی مگر اس حالت میں کہ خدا سے نیک گمان رکھتا ہو۔

**ف** ایمان کے دو بازو ہیں خوف اور امید حالتِ صحت اور زندگی میں خوفِ خدا غالب رکھے تاکہ گناہوں سے بچے اور مرنے کے وقت خوف کو خیال نہ کرے کہ وہ وقت گناہ کرنے کا نہیں بلکہ اس وقت خدا کو رحیم اور کریم اور غفار ستار جان کر بخشش کی امید دل میں رکھے تاکہ خوشی اور شوق سے خدا کی طرف جائے اور مرنے سے جی نہ چرائے اور جو مسلمان اس وقت موجود ہوں وہ بھی خدا کی رحیمی اور کریمی کی صفت بیان کریں تاکہ مرنے والے کی ڈھارس بندھے اور خدا سے گمان نیک مضبوط ہو جائے۔

(۲۰۵۸) م جابرؓ یُبْعَثُ کُلُّ عَبْدٍ عَلٰی مَا مَاتَ عَلَیْہِ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا حشر میں اٹھایا جائیگا ہر ایک بندہ جس حالت پر کہ مرگیا۔

**ف** یعنی کفر یا ایمان پر اخلاص یا نفاق پر۔

## خلیفہ کا بے حساب مال تقسیم کرنا

(۲۰۵۹) ق جابرؓ یَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ خَلِیْفَۃٌ یَحْثِی الْمَالَ حَثْیًا لَا یَعُدُّہٗ عَدًّا۔

بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہوگا میری امت میں ایک خلیفہ جو مال کو لپ لپ بھر کے

غ صحیح ق مسلم ج ۲ ص ۳۸۷ (وحشتی) [۱] امام مسلم نے حدیث مذکور کو عنوان قیامت میں عذاب ہونے کا ثبوت میں ذکر کیا ہے۔ (وحشتی)

دیویگا اس کو نہ گنے گا شمار کرکے۔

**ف** اس حدیث میں فتح اسلام اور کثرتِ مال کی خبر ہے یا کہ عمر فاروق رضؓ مراد ہیں کہ جب ایران کا خزانہ آیا تو انھوں نے ہاتھوں سے لپ بھر بھرے شمار بانٹا یا کہ امام مہدی مراد ہوں۔ واللہ اعلم۔

## حضرت عمارؓ کو باغی گروہ کے قتل کرنے کی پیشینگوئی

(٢٠٦٠) **خ** اُمُّ سَلَمَۃَ تَقْتُلُ عَمَّارًا بِالْفِئَۃُ الْبَاغِیَۃُ۔

بخاری میں حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ عمارؓ کو باغی گروہ قتل کرے گا۔

**ف** جنگ خندق میں حضرتؐ نے عمار بن یاسرؓ کا سر سہلا کر یہ حدیث فرمائی۔ پھر جب علی مرتضیٰؓ اور معاویہ بن ابی سفیانؓ میں جنگ صفین ہوئی تب عمارؓ شہید ہوئے۔ عمارؓ علی مرتضیٰؓ کے لشکر میں تھے۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ معاویہؓ کا لشکر باغی تھا اور اسوقت میں امامت کا حق علی مرتضیٰؓ کی ذات پاک پر منحصر تھا۔

(٢٠٦١) **م** اَبُوْ قَتَادَۃَ بُؤْسَ ابْنِ سُمَیَّۃَ تَقْتُلُكَ فِئَۃٌ بَاغِیَۃٌ۔

مسلم میں ابو قتادہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے سمیہ کے بیٹے تجھ کو بڑی سختی ہوا ہی تجھ کو باغی گروہ قتل کرے گا۔

**ف** عمارؓ کی ماں کا نام سمیہ تھا۔ عمارؓ علی مرتضیٰؓ کے رفیق تھے جب معاویہؓ اور علی مرتضیٰؓ سے لڑائی ہوئی تب عمارؓ شہید ہوئے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ امام حق علی مرتضیٰؓ تھے۔

## فتح قسطنطنیہ کی پیشینگوئی

(٣٠٦٢) **م** اَبُوْ هُرَیْرَۃَ سَمِعْتُمْ بِمَدِیْنَۃٍ جَانِبٌ مِّنْهَا فِی الْبَرِّ وَجَانِبٌ مِّنْهَا فِی الْبَحْرِ قَالُوْا نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یَغْزُوَهَا سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِّنْ بَنِیْ اِسْحٰقَ فَاِذَا جَاءُوْهَا نَزَلُوْا فَلَمْ یُقَاتِلُوْا بِسِلَاحٍ وَّلَمْ یَرْمُوْا بِسَهْمٍ قَالُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ فَیَسْقُطُ اَحَدُ جَانِبَیْهَا الَّذِیْ فِی الْبَحْرِ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ الثَّانِیَۃَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ فَیَسْقُطُ جَانِبُهَا الْاٰخَرُ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ الثَّالِثَۃَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ فَیُفَرَّجُ لَهُمْ فَیَدْخُلُوْهَا فَیَغْنَمُوْنَ فَبَیْنَمَا هُمْ یَقْتَسِمُوْنَ الْمَغَانِمَ اِذْ جَاءَهُمُ الصَّرِیْخُ فَقَالَ اِنَّ الدَّجَّالَ قَدْ خَرَجَ فَیَتْرُکُوْنَ کُلَّ شَیْءٍ وَّیَرْجِعُوْنَ۔ [له]

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا تم نے سنا ہے ایسا شہر جس کے ایک جانب خشکی ہے اور ایک جانب سمندر ہے۔ اصحاب نے کہا ہاں یا رسول اللہ ہم نے سنا ہے یعنی قسطنطنیہ ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ قیامت نہ قائم ہوگی یہاں تک کہ لڑیں گے اس شہر سے ستر ہزار حضرت اسحٰقؑ کی اولاد سو جب اس شہر کے پاس آئیں گے تو اتر پڑینگے سو ہتھیار سے نہ لڑینگے اور نہ تیر ماریں گے لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کہیں گے تو اس کی ایک طرف جو دریا میں ہے گر پڑیگی پھر دوسری بار لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کہیں گے تو اس کی دوسری طرف گر پڑے گی۔ پھر تیسری بار لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کہیں گے تو ہر طرف سے کھل جائے گا سو اس شہر میں گھس پڑیں گے تو لوٹینگے سو جب کہ لوٹ کے مالوں کو بانٹ رہے ہوں گے کہ اچانک ایک چیخنے والا آویگا سو کہے گا کہ البتہ دجال تو نکلا سو وہ لوگ ہر چیز کو چھوڑ دینگے اور وہاں کی طرف پلٹ کھڑے ہوں گے۔

---

[له] امام مسلم نے حدیث مذکور کو عنوان "قیصر و کسریٰ کا ہلاک ہونا" میں ذکر کیا ہے۔ (حشی)

ف اس حدیث میں قسطنطنیہ کے فتح کی خبر ہے کہ قیامت کے قریب امام مہدی کے وقت میں ہوگی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بدون ہتھیار چلے صرف کلمے کی برکت سے فتح ہوگی اور تیسرے باب میں حدیث گذری کہ ہتھیار بھی وہاں چلے گا تو مطلب یہ کہ اول کچھ ہتھیار چلے گا لیکن آخر کو فتح کلمے کی برکت سے ہوگی۔

## قرب قیامت پر تیس جھوٹے دجالوں کا پیدا ہونا

(۲۰۶۳) م جابر بن سمرة اِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ كَذَّابِيْنَ فَاحْذَرُوْهُمْ۔ — مسلم میں جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر قیامت سے پہلے جھوٹے لوگ ہوں گے ان سے بچیو۔

ف اس حدیث سے مراد مسیلمہ کذاب اور اسود اور سجاح اور طلیحہ اور مختار وغیرہ ہیں جنھوں نے جھوٹے پیغمبری کے دعوے کئے پھر خدا نے ان کو برباد کیا۔ یا وہ لوگ ہیں جنھوں نے وضعی حدیثیں بنائیں اور حضرتؐ کی طرف نسبت کیں ان کو علمائے حدیث نے ان کو چن چن کر نکال ڈالا۔

## ابن صیاد کا ذکر

(۲۰۶۴) م حفصة اِنَّمَا يَخْرُجُ مِنْ غَضْبَةٍ يَغْضَبُهَا يَعْنِي الدَّجَّالَ۔ — مسلم میں حضرت حفصہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ دجال تو نکلے گا قہر سے کہ غصہ کیا کرے گا۔

ف حضرتؐ کے وقت میں مدینے میں ایک شخص تھا ابن صیاد نام، عجائب باتیں اس سے ظاہر ہوتی تھیں بعضے لوگوں کو شبہ تھا کہ وہ دجال ہے۔ ایک روز عبداللہ بن عمرؓ کو ملا۔ عبداللہ نے اس کو غصہ دلایا، غصہ کی وجہ سے اس کا بدن اتنا پھولا کہ راہ بند ہوگئی۔ حضرت حفصہؓ نے اپنے بھائی عبداللہ بن عمرؓ کو تب یہ حدیث سنائی۔ یعنی دجال مظہر قہر الٰہی ہے تو نے ابن صیاد کو کیوں غصہ دلایا شاید کہ یہی دجال ہو۔ تحقیق یہ ہے کہ اس کے سوائے دجال اور شخص ہے چنانچہ اس کا مفصل حال اور حدیث میں مذکور ہے اور تمیم صحابی نے اس کو بچشم خود دیکھا اور اس کا قصہ حضرتؐ سے کہا۔

(۲۰۶۵) م ابو سعید مَا تُرْبَةُ الْجَنَّةِ فَقَالَ لِابْنِ صَيَّادٍ فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ دَرْمَكَةٌ بَيْضَاءُ مِسْكٌ يَا اَبَا الْقَاسِمِ قَالَ صَدَقْتَ۔ — مسلم میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بہشت کی خاک کیا ہے۔ یہ حضرتؐ نے ابن صیاد سے فرمایا سو ابن صیاد نے کہا کہ بہشت کی خاک سفید میدہ مشک ہے اے ابو القاسم حضرتؐ نے فرمایا کہ تو نے سچ کہا۔

ف حضرتؐ کے وقت میں مدینے کے یہودیوں میں ایک شخص ابن صیاد نام پیدا ہوا تھا کاہن تھا اکثر باتیں جنوں سے دریافت کرکے لوگوں کو بتاتا تھا اول پیغمبری کا دعوی کرتا تھا حضرت عمرؓ کی خلافت میں مسلمان ہوا تھا پھر گم ہوگیا اس کا حال معلوم نہ ہوا۔ بعضے اصحاب اس کو دجال جانتے تھے اور حضرتؐ کو درست جواب اس واسطے دیا کہ اس کو توریت کا علم تھا۔

(۲۰۶۶) ق ابن عمر لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ يَعْنِي اُمَّ ابْنِ صَيَّادٍ۔ — بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر ابن صیاد کی ماں اس کو چھوڑتی تو اپنا حال ظاہر کرتا۔

ف ابن صیاد مدینے میں یہودی کا ایک لڑکا تھا جنوں سے راہ رکھتا تھا آئندہ باتیں کچھ بیان کرتا تھا سو ایک روز باغ میں کپڑا اوڑھے لیٹا غن غن کچھ کرتا تھا حضرتؐ اُدھر سے نکلے درخت کی آڑ میں ہوکر چاہا کہ اس کی آواز سنیں اس کی

ماں نے کہا اے ابن صیاد دیکھ محمد آئے سو وہ چپ رہا تب حضرت ؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی اگر اس کی ماں نہ روکتی تو کچھ اس کا حال معلوم ہوتا کہ کیا کہتا تھا معلوم ہوا کہ اہلِ حق کو اہلِ باطل کا حال مخفی ہو کر دریافت کرنا درست ہے تا کہ اس کے بطلان سے لوگوں کو خبردار کر دیں۔

(۲۰۶۷) م ابنِ مسعودٍ تَرِبَتْ يَدَاكَ اَتَشْهَدُ اَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَهٗ لِابْنِ صَيَّادٍ۔

مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرت ؐ نے فرمایا کہ تیرے ہاتھ خاک میں ملیں کیا تو اس کی گواہی دیتا ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں یہ حضرت ؐ نے ابن صیاد سے فرمایا۔

**ف** اس کا قصہ ہو چکا کہ ابن صیاد مدینے میں یہودی کا لڑکا تھا جنوں سے اس کو کچھ معلوم ہو جاتا تھا جب حضرت ؐ نے اس سے یہ حدیث فرمائی تو اس نے کہا کہ ہاں میں جانتا ہوں کہ تم عرب کے رسول ہو۔

## دجال کا ذکر

(۲۰۶۸) م النَّوَّاسُ بْنُ سِمْعَانَ غَيْرُ الدَّجَّالِ اَخْوَفُنِيْ عَلَيْكُمْ اِنْ يَّخْرُجْ وَاَنَا فِيْكُمْ فَاَنَا حَجِيْجُهٗ دُوْنَكُمْ وَاِنْ يَّخْرُجْ وَلَسْتُ فِيْكُمْ فَامْرُءٌ حَجِيْجُ نَفْسِهٖ وَاللّٰهُ خَلِيْفَتِيْ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ اِنَّهٗ شَابٌّ قَطَطٌ عَيْنُهٗ طَافِئَةٌ كَاَنِّيْ اُشَبِّهُهٗ بِعَبْدِ الْعُزّٰى بْنِ قَطَنٍ فَمَنْ اَدْرَكَهٗ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَاْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُوْرَةِ الْكَهْفِ اِنَّهٗ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ فَعَاثَ يَمِيْنًا وَّعَاثَ شِمَالًا يَا عِبَادَ اللّٰهِ فَاثْبُتُوْا قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا لَبْثُهٗ فِي الْاَرْضِ قَالَ اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا يَوْمٌ كَسَنَةٍ وَّيَوْمٌ كَشَهْرٍ وَّيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ وَّسَائِرُ اَيَّامِهٖ كَاَيَّامِكُمْ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَسَنَةٍ اَتَكْفِيْنَا فِيْهِ صَلٰوةُ يَوْمٍ قَالَ لَا اُقْدُرُوْا لَهٗ قَدْرَهٗ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا اِسْرَاعُهٗ فِي الْاَرْضِ قَالَ كَالْغَيْثِ اِسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيْحُ فَيَاْتِيْ عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوْهُمْ فَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَجِيْبُوْنَ لَهٗ فَيَاْمُرُ السَّمَآءَ فَتُمْطِرُ وَالْاَرْضَ فَتُنْبِتُ

مسلم میں نواس بن سمعانؓ سے روایت ہے کہ حضرت ؐ نے فرمایا کہ تمہارے اوپر دجال کے سوائے کا خوف مجھ کو زیادہ ہے یعنی دجال کے سوائے مجھ کو تمہارے حق میں اور فسادوں کا زیادہ خوف ہے اگر دجال نکلا اور میں تم لوگوں میں موجود ہوا تو تم سے پہلے میں اس کو الزام دونگا اور تم کو اس کے شر سے بچاؤں گا اور اگر وہ نکلا اور میں تم لوگوں میں موجود نہ ہوا تو ہر مرد مسلمان اپنی طرف سے اس کو الزام دیگا اور حق تعالیٰ میرا خلیفہ اور نگہبان ہے ہر مسلمان پر البتہ دجال تو جوان گھنگریالے بالوں والا ہے اور آنکھ میں ٹینٹ ہے گویا کہ میں اس کی شباہت دیتا ہوں عبدالعزیٰ بن قطن کے ساتھ عبدالعزیٰ ایک کافر تھا سو جو شخص کہ تم میں سے اس کو پائے تو چاہیے کہ سورہ کہف کے سرے کی آیتیں اس پر پڑھے۔ مقرر وہ نکلے گا شام اور عراق کے درمیان کی راہ سے تو خرابی ڈالے گا داہنے اور فساد اٹھائے گا بائیں۔ اے خدا کے بندو ایمان پر ثابت رہو۔ صحابہ نے [illegible] یا رسول اللہ اور کسقدر اس کو زمین پر درنگی اور اقامت ہوگی حضرت ؐ نے فرمایا چالیس دن ان میں سے ایک دن تو [illegible] دو سرا دن جیسے مہینہ اور تیسرا دن [illegible] تمہارے دن ہیں۔ اصحاب [illegible] برابر ہوگا کیا ہم کو ایک ہی دن کی نماز کفایت کریگی حضرت ؐ نے فرمایا کہ نہیں تم اندازہ کر لینا اس دن میں بقدر اس کے یعنی جتنی دیر کے بعد ان دنوں میں نماز پڑھتے ہو اسی طرح اس دن بھی اٹکل کر کے پڑھیو

فَتَرُوحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ أَطْوَلَ
مَا كَانَتْ ذُرًى وَأَسْبَغَهُ ضُرُوعًا وَ
أَمَدَّهُ خَوَاصِرَ ثُمَّ يَأْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوهُمْ
فَيَرُدُّونَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ
فَيُصْبِحُونَ مُمْحِلِينَ لَيْسَ بِأَيْدِيهِمْ
شَيْءٌ مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَيَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ فَيَقُولُ
لَهَا أَخْرِجِي كُنُوزَكِ فَتَتْبَعُهُ كُنُوزُهَا
كَيَعَاسِيبِ النَّحْلِ ثُمَّ يَدْعُو رَجُلًا
مُمْتَلِئًا شَبَابًا فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ
فَيَقْطَعُهُ جِزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ ثُمَّ
يَدْعُوهُ فَيُقْبِلُ يَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ وَيَضْحَكُ
فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللهُ الْمَسِيحَ
ابْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ
شَرْقِيَّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ
وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ الْمَلَكَيْنِ
إِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ وَإِذَا رَفَعَهُ
تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ فَلَا
يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ إِلَّا
مَاتَ وَنَفَسُهُ يَنْتَهِي حَيْثُ يَنْتَهِي
طَرْفُهُ فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ
لُدٍّ فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يَأْتِي عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ
قَوْمٌ قَدْ عَصَمَهُمُ اللهُ مِنْهُ فَيَمْسَحُ
عَنْ وُجُوهِهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ
فِي الْجَنَّةِ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ أَوْحَى
اللهُ إِلَى عِيسَى إِنِّي قَدْ أَخْرَجْتُ عِبَادًا
لِي لَا يَدَانِ لِأَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ فَحَرِّزْ
عِبَادِي إِلَى الطُّورِ وَيَبْعَثُ اللهُ
يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَهُمْ مِنْ كُلِّ
حَدَبٍ يَنْسِلُونَ فَيَمُرُّ أَوَائِلُهُمْ

اصحاب بولے یارسول اللہ اور اس کی شتاب روی زمین میں کیونکر
ہوگی حضرت نے فرمایا جیسے وہ مینہ جس کو ہوا پیچھے سے اڑاتی ہے
سو وہ ایک قوم کے پاس آئے گا تو ان کو کفر کی طرف بلائے گا سو وہ
اس کا ایمان لائیں گے اور اس کی بات مانیں گے تو آسمان کو حکم کریگا
سو وہ پانی برسائیگا اور زمین کو حکم کرے گا سو وہ گھاس اور اناج
جمادیگی تو شام کو ان کے مویشی آئیں گے بہ نسبت سابق کے دراز
کوہان ہو کر اور کشادہ تھن ہو کر اور کوکھیں خوب تن کر یعنی موٹے
تازے ہو جائیں گے پھر دجال دوسری قوم کے پاس آئے گا تو ان کو
کفر کی طرف بلائے گا تو وہ اس کے قول کو اس پر رد کردیں گے یعنی
اس کی بات نہ مانیں گے تو ان کی طرف سے ہٹ جائے گا تو ان پر
قحط اور خشکی پڑے گی ان کے ہاتھوں میں ان کے مالوں میں سے کچھ نہ
باقی رہے گا اور دجال ویران زمین پر نکلے گا تو اس سے کہے گا کہ اے
زمین اپنے خزانے نکال تو وہاں کے مال اور خزانے ظاہر ہو کر اس کے
پاس جمع ہو جائیں گے جیسے شہد کی مکھیاں بڑی مکھی کے گرد ہجوم
کرتی ہیں۔ پھر دجال ایک جوان مرد کو بلائے گا تو اس کو تلوار سے
ماریگا سو اس کو قتل کر کے دو ٹکڑے کر ڈالے گا جیسا نشانہ
دو ٹوک ہو جاتا ہے پھر اس کو زندہ کر کے بلائے گا سو وہ جوان سامنے
آئیگا چہرہ دمکتا ہوا اور ہنستا۔ سو دجال اسی حال میں ہوگا کہ ناگاہ
حق تعالیٰ عیسیٰ بن مریمؑ کو بھیجے گا تو عیسیٰؑ اتریں گے سفید منارے کے
پاس شہر دمشق کے مشرق کی طرف زرد رنگین جوڑا پہنے اپنے دونوں
ہاتھ دو فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوئے تو جبکہ عیسیٰ اپنا سر جھکائیں گے
تو پسینہ ٹپکے گا اور جبکہ اپنا سر اٹھائیں گے تو موتی سے بوند بہیں گے
سو جس کافر کے پاس عیسیٰؑ اتریں گے اور اس کو ان کے سانس کی
بھاپ لگے گی سو وہ مرجائے گا اور ان کا سانس پہنچے گا جہاں تک
ان کی نظر پہنچے گی پھر عیسیٰؑ دجال کو تلاش کرینگے یہاں تک کہ اسکو
باب لُد کے پاس پائیں گے۔ لد شام میں ایک پہاڑ کا نام ہے سو اسکو
قتل کرینگے پھر عیسیٰ بن مریمؑ کے پاس وہ لوگ آئیں گے جن کو خدا نے
دجال سے بچایا تو شفقت سے ان کے چہروں کو سہلائیں گے اور ان کو
ان کے بہشت کے درجات کی خبر دیں گے سو اسی حال میں ہوں گے کہ

عَلٰی بُحَیْرَۃِ طَبَرِیَّۃَ فَیَشْرَبُوْنَ مَا فِیْهَا
وَیَمُرُّ اٰخِرُهُمْ فَیَقُوْلُ لَقَدْ کَانَ
بِهٰذِهٖ مَرَّۃً مَآءٌ ثُمَّ یَسِیْرُوْنَ حَتّٰی
یَنْتَهُوْا اِلٰی جَبَلِ الْخَمَرِ وَهُوَ جَبَلُ بَیْتِ
الْمَقْدِسِ فَیَقُوْلُوْنَ لَقَدْ قَتَلْنَا مَنْ فِی
الْاَرْضِ هَلُمَّ فَلْنَقْتُلْ مَنْ فِی السَّمَآءِ
فَیَرْمُوْنَ بِنُشَّابِهِمْ اِلَی السَّمَآءِ فَیَرُدُّ
اللّٰهُ نُشَّابَهُمْ مَخْضُوْبَۃً وَیُحْصَرُ
نَبِیُّ اللّٰهِ عِیْسٰی وَاَصْحَابُهٗ حَتّٰی
یَکُوْنَ رَاْسُ الثَّوْرِ لِاَحَدِهِمْ خَیْرًا
مِّنْ مِّائَۃِ دِیْنَارٍ لِاَحَدِکُمُ الْیَوْمَ
فَیَرْغَبُ نَبِیُّ اللّٰهِ عِیْسٰی وَاَصْحَابُهٗ
فَیُرْسِلُ اللّٰهُ عَلَیْهِمُ النَّغَفَ فِیْ
رِقَابِهِمْ فَیُصْبِحُوْنَ فَرْسٰی کَمَوْتِ نَفْسٍ
وَّاحِدَۃٍ ثُمَّ یَهْبِطُ نَبِیُّ اللّٰهِ عِیْسٰی وَ
وَاَصْحَابُهٗ اِلَی الْاَرْضِ فَلَا یَجِدُوْنَ
فِی الْاَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ اِلَّا مَلَاَهٗ زَهَمُهُمْ
وَنَتْنُهُمْ فَیَرْغَبُ نَبِیُّ اللّٰهِ عِیْسٰی وَ
اَصْحَابُهٗ اِلَی اللّٰهِ فَیُرْسِلُ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ
طَیْرًا کَاَعْنَاقِ الْبُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ
فَتَطْرَحُهُمْ حَیْثُ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ یُرْسِلُ اللّٰهُ
مَطَرًا لَّا یَکُنُّ مِنْهُ بَیْتُ مَدَرٍ وَّلَا وَبَرٍ
فَیَغْسِلُ الْاَرْضَ حَتّٰی یَتْرُکَهَا کَالزَّلَفَۃِ
ثُمَّ یُقَالُ لِلْاَرْضِ اَنْبِتِیْ ثَمَرَتَکِ وَرُدِّیْ بَرَکَتَکِ
فَیَوْمَئِذٍ تَاْکُلُ الْعِصَابَۃُ مِنَ الرُّمَّانَۃِ وَ
یَسْتَظِلُّوْنَ بِقِحْفِهَا وَیُبَارَکُ فِی الرِّسْلِ حَتّٰی
اَنَّ اللِّقْحَۃَ مِنَ الْاِبِلِ لَتَکْفِی الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ
وَاللِّقْحَۃَ مِنَ الْبَقَرِ لَتَکْفِی الْقَبِیْلَۃَ مِنَ النَّاسِ وَ
اللِّقْحَۃَ مِنَ الْغَنَمِ لَتَکْفِی الْفَخِذَ مِنَ النَّاسِ

ناگاہ حق تعالیٰ عیسیٰؑ کو حکم کریگا کہ میں نے اپنے ایسے بندے نکالے ہیں
کہ کسی کو ان کے لڑنے کی طاقت نہیں سو پناہ میں لیجا میرے مسلمان
بندوں کو طور کی طرف اور خدا بھیجے گا یاجوج اور ماجوج کو اور وہ ہر
ایک بلندی سے نکل پڑیں گے تو ان کے پہلے لوگ طبرستان کے دریا پر
گذریں گے تو پی جائیں گے جتنا پانی کہ اس میں ہوگا اور ان کے پچھلے لوگ
جب وہاں آئیں گے تو کہیں گے کبھی اس دریا میں بھی پانی تھا پھر چلیں گے
یہانتک کہ اس پہاڑ تک پہنچیں گے جہاں درختوں کی کثرت ہے یعنی
بیت المقدس کا پہاڑ تو وہ کہیں گے البتہ ہم زمین والوں کو تو قتل
کر چکے آؤ اب آسمان والوں کو قتل کریں تو اپنے تیروں کو آسمان پر
ماریں گے سو خدا ان کے تیروں کو خون آلودہ کرکے ڈالے گا اور خدا
کا پیغمبر عیسیٰؑ اور ان کے اصحاب گھرے رہیں گے یہانتک کہ ان کے
نزدیک بیل کا سر افضل ہوگا سو اشرفی سے آج تمہارے نزدیک
یعنی کھانے کی نہایت تنگی ہوگی۔ پھر خدا کا رسول عیسیٰؑ اور اس کے
اصحاب دعا کریں گے سو خدا ان یاجوج ماجوج پر عذاب بھیجے گا
ان کی گردنوں میں کیڑا پیدا ہوگا تو صبح تک سب مر جائیں گے ایک جان
کا سا مرنا۔ پھر خدا کا رسول عیسیٰؑ اور اس کے اصحاب زمین پر اتریں گے
تو زمین میں ایک بالشت برابر جگہ ان کی سڑاند اور گندگی سے خالی
نہ پائیں گے یعنی تمام زمین پر ان کی سڑی لاشیں پڑی ہوں گی پھر خدا
کا رسول عیسیٰؑ اور اس کے اصحاب خدا سے دعا کریں گے تو حق تعالیٰ
یاجوج ماجوج پر چڑیاں بھیجے گا جیسے بڑے اونٹوں کی گردنیں سو وہ
ان کو اٹھا لے جائیں گی اور ان کو پھینک دیں گی جہاں خدا کو منظور
ہوگا۔ پھر خدا ایسا پانی برسائیگا کہ کوئی گھر مٹی کا اور اون کا اس
پانی سے باقی نہ رہے گا سو خدا زمین کو دھو ڈالے گا یہانتک کہ زمین
کو مثل حوض یا باغ یا صاف عورت کی طرح کر دیگا پھر زمین کو حکم ہوگا
کہ اپنے پھل جما اور اپنی برکت کو پھیر دے تو اس دن ایک انار کو ایک
گروہ کھائے گا اور اس کے چھلکے کو بنگلہ سا بنا کر اس کے سایے میں
بیٹھیں گے اور دودھ میں برکت ہوگی یہانتک کہ دودھار اونٹنی
آدمیوں کے بڑے گروہ کو کفایت کریگی اور دودھار گائے ایک
برادری کے لوگوں کو کفایت کریگی اور دودھار بکری ایک جدی

فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ رِيْحًا طَيِّبَةً فَتَأْخُذُهُمْ تَحْتَ اٰبَاطِهِمْ فَتَقْبِضُ رُوْحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَّكُلِّ مُسْلِمٍ وَّيَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ يَتَهَارَجُوْنَ فِيْهَا تَهَارُجَ الْحُمُرِ فَعَلَيْهِمْ تَقُوْمُ السَّاعَةُ۔

لوگوں کو کفایت کرے گی۔ سو اسی حالت میں لوگ ہوں گے کہ یکایک حق تعالیٰ ایک پاک ہوا بھیجے گا کہ ان کی بغلوں کے نیچے لگے گی اور اثر کر جائے گی تو ہر مومن اور ہر مسلم کی روح کو قبض کرے گی اور بُرے بدذات لوگ باقی رہ جائیں گے آپس میں بھڑیں گے گدھوں کی طرح سو ان پر قیامت قائم ہوگی۔

**ف** ایک روز حضرتؐ نے دجال کا بہت ذکر کیا اصحاب کو اس کا بہت خوف غالب ہوا حضرت کو یہ حال معلوم ہوا تب یہ حدیث فرمائی اصحاب کو تسکین دی کہ اگر میری زندگی میں دجال آیا تو میں کفایت کرتا ہوں اور نہیں تو خدا میرا خلیفہ ہے اہلِ ایمان کو بچائے گا پھر اس کی نشانیاں بتائیں اور سورۂ کہف کا پڑھنا ارشاد کیا سورۂ کہف کے سرے کی دس آیتوں میں دفع شر دجال کی تاثیر ہے پھر دجال کا تمام قصہ اور حضرت عیسیٰؑ کا نزول اور اس کا حضرت عیسیٰ کے ہاتھ سے قتل ہونا اس کے بعد یاجوج ماجوج کا نکلنا اور ان کی کثرت اور شوکت پھر ان کا مر جانا اور بعد چندے کفار بدذات کے وقت میں قیامت کا قائم ہونا ارشاد کیا۔ دجال اور یاجوج ماجوج کو خدا اتنی طاقت دیگا اہل ایمان کے واسطے کہ کون اس کے داؤں میں آتا ہے اور کون ایمان پر ثابت رہتا ہے۔ اہل ایمان کو لازم ہے کہ جب کسی کافر یا خلافِ شرع فقیر سے خرقِ عادت دیکھے تو اس کا ہرگز اعتقاد نہ کرے اس کو دجال کا نائب جانے ایمان اور تقویٰ پر نظر رکھے شعبدہ بازی پر خیال نہ کرے۔ کرامات اس کا نام ہے جو ولی یعنی متقی مومن سے ہو اور جو کافر اور بے دین فاسق سے ہو اس کو استدراج کہتے ہیں۔

(۲۰۶۹) **ق** اَنَسٌ مَا مِنْ نَّبِيٍّ اِلَّا وَقَدْ اَنْذَرَ اُمَّتَهُ الْاَعْوَرَ الْكَذَّابَ اَلَا وَاِنَّهُ اَعْوَرُ وَاِنَّ رَبَّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ لَيْسَ بِاَعْوَرَ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كٰ فِ رٌ

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی پیغمبر نہیں مگر اس نے اپنی امت کو ڈرایا ہے کانے بڑے جھوٹے سے یعنی دجال سے خبردار ہو کہ مغرور وہ کانا ہوگا اور بیشک تمہارا رب کانا نہیں۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہے ک ف ر (یعنی کفر کے لفظ)

**ف** حضرتؐ نے ایک بار خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ ہر چند ہر ایک پیغمبر نے اپنی امت کو دجال کی خبر دی ہے مگر میں تم کو بتاتا ہوں کہ وہ کانا ہوگا اور کفر اس کے ماتھے پر لکھا ہوگا یعنی ایسا صاف پتہ کسی پیغمبر نے نہیں بتایا کہ جس سے اس کا جھوٹ ہر ایک پر کھل جائے اس واسطے کہ وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا اور کانا ہوگا اور حالانکہ ناقص ہونا خدا کی شان نہیں اور دوسرا نشان اس کے کفر کا اس کے ماتھے پر کفر کا خود لفظ موجود ہے مسلمانوں کو نظر آئیگا کافروں کو نہ سوجھے گا۔

(۲۰۷۰) **ق** حُذَيْفَةُ اِنَّ مَعَهُ مَاءً وَّ نَارًا فَنَارُهُ مَاءٌ وَّمَاؤُهُ نَارٌ۔

بخاری اور مسلم میں حذیفہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ البتہ دجال کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی سو اس کی آگ تو پانی ہے اور پانی آگ ہے۔

**ف** قیامت کے قریب ایک کافر یہودی نکلے گا اور خدائی کا دعویٰ کرے گا اس کا نام دجال ہے اس کے ساتھ آگ اور پانی ہوگا نظر بندی سے آگ پانی معلوم ہوگا اور پانی آگ معلوم ہوگی آگ کا نام دوزخ رکھے گا اور پانی کا نام

بہشت رکھے گا جو اس کا تابع ہوگا اس کو بہشت میں ڈالے گا اور منکر کو دوزخ میں سو حضرتؐ نے فرمایا کہ اسوقت کے مسلمان اس کی آگ سے نہ ڈریں اس واسطے کہ اس کی آگ حقیقت میں پانی ہے اور اس کا پانی آگ ہے۔

(۲۰۷۱) م حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ اَلدَّجَّالُ اَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُسْرٰى جُفَالُ الشَّعْرِ مَعَهٗ جَنَّةٌ وَّنَارٌ فَنَارُهٗ جَنَّةٌ وَجَنَّتُهٗ نَارٌ۔

مسلم میں حذیفہ بن یمانؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ دجال بائیں آنکھ کا کانا ہے گھنے بالوں والا اس کے ساتھ باغ اور آگ ہے سو حقیقت میں اس کی آگ تو باغ ہے اور اس کا باغ آگ ہے یعنی اس کا نظر بندی کا کارخانہ ہے۔

(۲۰۷۲) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ اَلَا اُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا عَنِ الدَّجَّالِ مَا حَدَّثَ بِهٖ نَبِيٌّ قَوْمَهٗ اِنَّهٗ اَعْوَرُ وَاِنَّهٗ يَجِيْئُ بِمِثَالِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَالَّتِيْ يَقُوْلُ اِنَّهَا الْجَنَّةُ هِيَ النَّارُ وَاِنِّيْ اُنْذِرُكُمْ كَمَا اَنْذَرَ بِهٖ نُوْحٌ قَوْمَهٗ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہاں میں تم کو دجال کی وہ بات بتاتا ہوں جو کسی پیغمبر نے اپنی قوم کو نہیں بتائی وہ بات یہ ہے کہ دجال کانا ہے اور وہ باغ اور آگ کی صورت اپنے ساتھ لائے گا تو جس کو وہ باغ کہے گا وہ حقیقت میں آگ ہے اور میں تم کو ڈراتا ہوں جیسا نوحؑ نے اپنی قوم کو ڈرایا۔

(۲۰۷۳) م عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو اِنَّ اَوَّلَ الْاٰيَاتِ خُرُوْجًا طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَّغْرِبِهَا وَخُرُوْجُ الدَّآبَّةِ عَلَى النَّاسِ ضُحًى وَّاَيُّهُمَا مَا كَانَتْ قَبْلَ صَاحِبَتِهَا فَالْاُخْرٰى عَلٰٓى اَثَرِهَا قَرِيْبًا۔

مسلم میں عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ ظاہر ہونے کی راہ سے قیامت کی نشانیوں سے پہلے آفتاب کا نکلنا ہے مغرب کی طرف سے اور دن چڑھے لوگوں کے روبرو زمین کے جانور کا نکلنا اور ان دو سے جو پہلے ہوگی تو دوسری بھی اس کے پیچھے جلد ظاہر ہوگی۔

**ف** دس نشانیاں قیامت کی پہلے بیان ہو چکیں۔

(۲۰۷۴) م اَبُوْسَعِيْدٍ هٰذَا اَعْظَمُ النَّاسِ شَهَادَةً عِنْدَ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ يَعْنِي الرَّجُلَ الَّذِيْ يُجَادِلُ الدَّجَّالَ۔

مسلم میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ شخص سب لوگوں سے بڑا شہید ہے رب العالمین کے نزدیک یعنی وہ شخص جو دجال سے جھگڑے گا۔

**ف** صحیح مسلم میں روایت ہے کہ جب دجال ظاہر ہوگا تو ایک مرد ایماندار اس کے پاس آئے گا اور لوگوں سے کہیگا کہ یہ تو دجال ہے جس کا ذکر حضرتؐ کر چکے ہیں۔ سو دجال اس مومن کو خوب زدوکوب کروا کے ملائیگا اور کہے گا کہ اب تو میرا ایمان نہ لائے گا مومن کہیگا تو مسیح کذاب ہے پھر دجال اس کے سر پر آرہ رکھوا کر چروا ڈالیگا بعد اس کے زندہ کرے گا کہ کہے گا کہ تو میرا ایمان لا۔ مومن کہے گا اب تو مجھ کو زیادہ تر یقین ہو گیا تیرے کذب اور کفر کا یعنی اس کی بھی حضرتؐ [illegible] ہیں کہ دجال ایک شخص کو مار کے زندہ کرے گا سو معلوم ہوا کہ وہ شخص میں ہوں۔ پھر مومن [illegible] کہے گا [illegible] لوگو اب میرے بعد اس کو کسی کے مارنے اور جلانے کی طاقت نہ ہوگی پھر دجال اس کو پکڑے گا کہ ذبح کرے سو نہ ذبح کر سکے گا۔ پھر اس کو آگ میں ڈال دیگا لوگ جانیں گے کہ وہ آگ میں ہے اور حالانکہ وہ باغ میں ہوگا پھر حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی خدا کے نزدیک اس مومن کی شہادت نہایت عمدہ ہے۔

# جسّاسہ کا قصہ

(۲۰۷۵) ق فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ تَدْرُونَ لِمَ جَمَعْتُكُمْ قَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ إِنِّي وَاللهِ مَا جَمَعْتُكُمْ لِرَغْبَةٍ وَلَا لِرَهْبَةٍ وَلٰكِنْ جَمَعْتُكُمْ لِأَنَّ تَمِيمًا الدَّارِيَّ كَانَ رَجُلًا نَصْرَانِيًّا فَجَاءَ فَبَايَعَ وَأَسْلَمَ وَحَدَّثَنِي حَدِيثًا وَافَقَ الَّذِي كُنْتُ أُحَدِّثُكُمْ عَنِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ حَدَّثَنِي أَنَّهُ رَكِبَ فِي سَفِينَةٍ بَحْرِيَّةٍ مَعَ ثَلٰثِينَ رَجُلًا مِنْ لَخْمٍ وَجُذَامٍ فَلَعِبَ بِهِمُ الْمَوْجُ شَهْرًا فِي الْبَحْرِ ثُمَّ أَرْفَئُوا إِلٰى جَزِيرَةٍ فِي الْبَحْرِ حَتّٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ فَجَلَسُوا فِي أَقْرُبِ السَّفِينَةِ فَدَخَلُوا الْجَزِيرَةَ فَلَقِيَتْهُمْ دَابَّةٌ أَهْلَبُ كَثِيرُ الشَّعْرِ لَا يَدْرُونَ مَا قُبُلُهُ مِنْ دُبُرِهِ مِنْ كَثْرَةِ الشَّعْرِ فَقَالُوا وَيْلَكِ مَا أَنْتِ قَالَتْ أَنَا الْجَسَّاسَةُ قَالُوا وَمَا الْجَسَّاسَةُ قَالَتْ أَيُّهَا الْقَوْمُ انْطَلِقُوا إِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ فِي الدَّيْرِ فَإِنَّهُ إِلٰى خَبَرِكُمْ بِالْأَشْوَاقِ قَالُوا لَمَّا سَمَّتْ لَنَا رَجُلًا فَرِقْنَا مِنْهَا أَنْ تَكُونَ شَيْطَانَةً قَالَ فَانْطَلَقْنَا سِرَاعًا حَتّٰى دَخَلْنَا الدَّيْرَ فَإِذَا فِيهِ أَعْظَمُ إِنْسَانٍ رَأَيْنَاهُ قَطُّ خَلْقًا وَأَشَدُّهُ وِثَاقًا مَجْمُوعَةٌ يَدَاهُ إِلٰى عُنُقِهِ مَا بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ إِلٰى كَعْبَيْهِ بِالْحَدِيدِ قُلْنَا وَيْلَكَ مَا أَنْتَ قَالَ قَدْ قَدَرْتُمْ عَلٰى خَبَرِي فَأَخْبِرُونِي مَا أَنْتُمْ قَالُوا نَحْنُ أُنَاسٌ مِنَ الْعَرَبِ رَكِبْنَا فِي سَفِينَةٍ بَحْرِيَّةٍ فَصَادَفْنَا الْبَحْرَ حِينَ اغْتَلَمَ فَلَعِبَ بِنَا الْمَوْجُ شَهْرًا ثُمَّ أَرْفَأْنَا إِلٰى جَزِيرَتِكَ هٰذِهِ فَجَلَسْنَا فِي أَقْرُبِهَا فَدَخَلْنَا الْجَزِيرَةَ فَلَقِيَتْنَا

بخاری اور مسلم میں فاطمہ بنت قیسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جانتے ہو کہ میں نے تم کو کس واسطے جمع کیا ہے اصحابؓ نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے حضرتؐ نے فرمایا البتہ قسم خدا کی نہیں میں نے جمع کیا خوشی سنانے کو نہ ڈر سنانے کو ولیکن میں نے جمع کیا تم کو اس واسطے کہ تمیم داری ایک نصرانی مرد تھا سو آیا پھر اس نے بیعت کی اور مسلمان ہوا اور مجھ سے ایسی بات کہی جو موافق پڑی اس بات کے جو میں تم سے کہا کرتا تھا مسیح دجال کی خبر سے اس نے مجھ سے یوں بات کہی کہ وہ شخص یعنی تمیم سوار ہوا سمندر کے جہاز میں تیس آدمیوں کے ساتھ جو لخم اور جذام کی قوم سے تھے سو ان سے ایک مہینہ بھر لہر کھیلا کی سمندر میں یعنی شدت موج سے جہاز تباہ رہا پھر وہ لوگ جا لگے سمندر میں ایک ٹاپو کی طرف سورج ڈوبتے پھر وہ جہاز سے پلوار یعنی چھوٹی کشتی میں بیٹھے سو ٹاپو میں داخل ہوئے تو ملا ان کو ایک جانور بھاری دم بہت بالوں والا کہ اس کا آگا پیچھا دریافت نہ ہوتا تھا بالوں کے ہجوم سے تو لوگوں نے کہا اے کمبخت تو کیا چیز ہے اس نے کہا میں جاسوس ہوں لوگوں نے کہا جاسوس کیا؟ اس نے کہا اے لوگو اس مرد کے پاس چلو جو دیر میں ہے اس واسطے کہ وہ تمہاری خبر کا بہت مشتاق ہے تمیم نے کہا جب اس نے مرد کا نام لیا تو ہم اس جانور سے ڈرے کہ کہیں شیطان نہ ہو تمیم نے کہا پھر ہم چلے دوڑتے یہانتک کہ دیر میں داخل ہوئے تو یکایک اس میں بڑا قد اور آدمی نمود ہوا کہ ہم نے ویسا مخلوق اور ویسا سخت جکڑا ہوا کبھی نہیں دیکھا جکڑے ہوئے ہیں اس کے دونوں ہاتھ گردن کے ساتھ درمیان دونوں زانو ہیں کے دونوں ٹخنوں تک لوہے سے ہم نے کہا اے کمبخت تو کیا چیز ہے اس نے کہا تم تو قابو پا گئے میری خبر پر یعنی میرا حال معلوم ہو جائے گا اب تم مجھ کو بتاؤ کہ تم کون ہو۔ لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ عرب ہیں سوار ہوئے تھے سمندر کے جہاز میں تو ہم نے پایا سمندر کی تباہ کو جبکہ وہ جوش میں تھا سو کھیلا کی لہر ہم سے ایک مہینہ بھر پھر ہم آ لگے تیرے اس ٹاپو سے پھر ہم بیٹھے چھوٹی کشتی میں پھر داخل ہوئے

تمیم داری کی حدیث جس میں مذکور ہے کہ انہوں نے دجال کو بچشم خود دیکھا ہے

دابة أهلب كثير الشعر لا ندري ما قبله
من دبره من كثرة الشعر فقلنا ويلك ما
أنت فقالت أنا الجساسة قلنا وما
الجساسة قالت اعمدوا إلى هذا الرجل
في الدير فإنه إلى خبركم بالأشواق
فأقبلنا إليك سراعا وفزعنا منها ولم
نأمن أن تكون شيطانة فقال أخبروني
عن نخل بيسان قلنا عن أي شأنها تستخبر
قال أسألكم عن نخلها هل تثمر قلنا له
نعم قال أما إنها توشك ألا تثمر قال
أخبروني عن بحيرة طبرية قلنا عن أي
شأنها تستخبر قال هل فيها ماء قالوا
هي كثيرة الماء قال إن ماءها يوشك
أن يذهب قال أخبروني عن عين زغر
قالوا عن أي شأنها تستخبر قال هل في
العين ماء وهل يزرع أهلها بماء العين
قلنا له نعم هي كثيرة الماء وأهلها
يزرعون من مائها قال أخبروني عن
نبي الأميين ما فعل قالوا قد خرج من مكة
ونزل يثرب قال أقاتله العرب قلنا
نعم قال كيف صنع بهم فأخبرناه أنه
قد ظهر على من يليه من العرب فأطاعوه
قال لهم قد كان ذلك قلنا نعم قال أما
إن ذاك خير لهم أن يطيعوه وإني مخبركم
عني إني أنا المسيح وإني أوشك أن يؤذن
لي في الخروج فأخرج فأسير في الأرض
فلا أدع قرية إلا هبطتها في الأربعين ليلة
غير مكة وطيبة هما محرمتان علي كلتاهما
كلما أردت أن أدخل واحدة منهما

ٹاپو میں، سو ملا ہم کو ایک بھاری دم کا جانور بہت بالوں والا ہم
نہ جانتے تھے اس کا آگا پیچھا بالوں کی کثرت سے۔ ہم نے اس سے کہا
اے کمبخت تو کیا چیز ہے سو اس نے کہا میں جاسوس ہوں۔ ہم نے کہا
جاسوس کیا؟ اس نے کہا چلو اس مرد کے پاس جو دیر میں ہے کہ البتہ وہ
تمہاری خبر کا مشتاق ہے سو ہم تیری طرف دوڑتے آئے اور ہم اس سے
ڈرے کہ کہیں بھوت پریت نہ ہو۔ پھر اس مرد نے کہا کہ مجھ کو خبر دو بیسان
کے نخلستان سے۔ ہم نے کہا کہ کونسا اس کا حال تو پوچھتا ہے اس نے
کہا کہ میں اس کے نخلستان سے پوچھتا ہوں کہ پھلتا ہے ہم نے اس سے
کہا کہ ہاں پھلتا ہے، اس نے کہا کہ خبردار رہو مقرر عنقریب ہے کہ وہ نہ
پھلے گا۔ اس نے کہا کہ بتاؤ مجھ کو طبرستان کے دریا سے۔ ہم نے کہا
کونسا حال اس دریا کا تو پوچھتا ہے اس نے کہا کہ کیا اس میں پانی ہے
لوگوں نے کہا اس میں بہت پانی ہے اس نے کہا البتہ اس کا پانی عنقریب
جاتا رہے گا۔ اس نے کہا مجھ کو خبر دو زغر کے چشمے سے لوگوں نے کہا
کونسا حال اس چشمے کا پوچھتا ہے اس نے کہا اس چشمے میں کیا پانی ہے
اور وہاں کے لوگ اس چشمے کے پانی سے کیا کھیتی کرتے ہیں ہم نے
اس سے کہا ہاں اس میں بہت پانی ہے اور وہاں کے لوگ کھیتی کرتے
ہیں اس کے پانی سے۔ اس نے کہا مجھ کو خبر دو عرب کے پیغمبر سے کہ اس
نے کیا کیا۔ لوگوں نے کہا وہ مقرر نکلا مکے سے اور اترا مدینے میں۔ اس نے
کہا کیا اس سے عرب لڑے۔ ہم نے کہا کہ ہاں۔ اس نے کہا کیونکر اس نے
ان کے ساتھ کیا۔ ہم نے اس کو خبر دی کہ وہ غالب ہو گیا اپنے گرد و پیش
کے عرب پر سو انھوں نے اس کی اطاعت کی۔ اس نے ان سے کہا
کہ مقرر یہ بات کیا ہو چکی۔ ہم نے کہا ہاں۔ اس نے کہا خبردار رہو کہ
البتہ یہ بات ان کے حق میں بہتر ہے کہ اس کے تابعدار ہوں۔ اور
البتہ میں تم کو اپنی خبر بتاتا ہوں کہ میں مسیح ہوں یعنی
زمین کا پھرنے والا اور البتہ عنقریب ہے کہ مجھ کو اجازت نکلنے
کی سو میں نکلوں گا تو سیر کروں گا سو نہ چھوڑوں گا کسی گاؤں کو
مگر کہ میں اس میں اتروں گا چالیس دن کے اندر سوا مکے اور مدینے
کے کہ ان میں جانا مجھ پر حرام ہے یعنی منع ہے جبکہ میں چاہوں گا
کہ ان بستیوں سے کسی میں داخل ہوں تو میرے آگے بڑھ آئے گا

اسْتَقْبَلَنِي مَلَكٌ بِيَدِهِ السَّيْفُ صَلْتًا يَصُدُّنِي عَنْهَا وَإِنَّ عَلَى كُلِّ نَقْبٍ مِّنْهَا مَلَائِكَةً يَحْرُسُونَهَا. فَطَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِخْصَرَتِهِ فِي الْمِنْبَرِ هٰذِهِ طَيْبَةُ هٰذِهِ طَيْبَةُ أَلَا هَلْ كُنْتُ حَدَّثْتُكُمْ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ فَإِنَّهُ أَعْجَبَنِي حَدِيثُ تَمِيمٍ أَنَّهُ وَافَقَ الَّذِي كُنْتُ أُحَدِّثُكُمْ عَنْهُ وَعَنِ الْمَدِينَةِ وَمَكَّةَ أَلَا إِنَّهُ فِي بَحْرِ الشَّامِ أَوْ بَحْرِ الْيَمَنِ لَا بَلْ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى الْمَشْرِقِ۔

ایک فرشتہ اور اس کے ہاتھ میں ننگی تلوار ہوگی کہ مجھ کو اس میں جانے سے روکے گا اور البتہ اس کے ہر ایک ناکے پر فرشتے ہوں گے کہ اس کی چوکیداری کریں گے۔ پھر حضرت نے اپنے پشت خار[1] سے منبر پر ٹھوکا دیا اور فرمایا کہ یہی مدینہ ہے یہی مدینہ ہے خبردار ہو بھلا میں تم کو اس حال کی خبر دے چکا ہوں تو اصحاب نے کہا کہ ہاں۔ حضرت نے فرمایا کہ مجھ کو اچھی لگی تمیم کی بات کہ موافق پڑی اس چیز کے جو میں تم کو دجال اور مدینے اور مکے کے حال سے خبر دیا کرتا تھا۔ خبردار ہو کہ البتہ دجال دریائے شام یا دریائے یمن میں ہے نہیں بلکہ وہ پورب کی طرف ہے وہ پورب کی طرف ہے وہ پورب کی طرف ہے اور حضرت نے اشارہ کیا پورب کی طرف ہے۔

**ف** اول حضرت نے دجال کا مقام دریائے شام یا دریائے یمن میں فرمایا پھر شاید اسی وقت وحی سے معلوم ہوا کہ مشرق کی طرف ہے اس واسطے تین بار اس مضمون کو تاکید سے فرمایا۔ چنانچہ اس کے آگے حدیث میں صاف حضرت نے فرمایا کہ دجال مشرق سے آئے گا۔ بیسان اور زغر دو شہر ہیں شام کے ملک میں اور طبرستان شام کے پاس ہے معلوم ہوا کہ دجال موجود ہے بالفعل اور قیدی ہے قیامت کے قریب باذن خدا نکلے گا اور عیسیٰ مسیح کے ہاتھ سے مارا جائیگا۔

(۲۰۷۶) **ق** أَنَسٌ لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ لَيْسَ نَقْبٌ مِّنْ أَنْقَابِهَا إِلَّا عَلَيْهَا الْمَلَائِكَةُ صَافِّينَ يَحْرُسُونَهَا فَيَنْزِلُ السَّبْخَةَ ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِينَةُ بِأَهْلِهَا ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ كُلُّ كَافِرٍ وَّمُنَافِقٍ۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ کوئی ایسا شہر نہیں جس کو دجال نہ روندے گا یعنی سب جگہ اس کا دخل ہوگا سوائے مکے اور مدینے کے۔ مدینے کے دروازوں سے کوئی دروازہ ایسا نہ ہوگا جس پر فرشتے قطار باندھے رکھوالی نہ کرتے ہونگے سو دجال اتریگا مدینہ کے قریب شورہ زار یعنی اس سرزمین میں پھر کانپے گا مدینہ اپنے سب لوگوں کے ساتھ تین بار تو نکل جائیں گے دجال کی طرف سب کافر اور منافق۔

## دجال کے بارے میں بقیہ احادیث

(۲۰۷۷) **م** هِشَامُ بْنُ عَامِرٍ الْأَنْصَارِيُّ مَا بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ خَلْقٌ أَكْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ۔

مسلم میں ہشام بن عامرؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ آدم کی خلقت سے قیامت تک کوئی مخلوق شر و فساد میں دجال سے بڑا نہیں۔

**ف** یعنی سب مفسدوں اور گمراہ کرنے والوں سے دجال زیادہ تر ہے عالم میں کوئی بلا اس کے برابر نہیں۔

(۲۰۷۸) **م** أَنَسٌ يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ يَهُودِ أَصْبَهَانَ سَبْعُونَ أَلْفًا عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ۔

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ دجال کے تابع ہوں گے اصفہان کے ستر ہزار یہودی ان پر سیاہ چادریں ہوں گی۔

[1] ایک آلہ جس میں ہاتھی دانت یا لوہے کا پنجہ کسی پتلی گول لکڑی یا لوہے پر لگاتے ہیں اور پیٹھ کھجانے کا کام لیتے ہیں۔ (وحیدی)

(٢٠٧٩) م ابوهريرة بَادِرُوا بِالْعَمَلِ سِتًّا الدَّجَّالَ وَالدُّخَانَ وَدَابَّةَ الْاَرْضِ وَطُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَاَمْرَ الْعَامَّةِ وَخُوَيْصَّةَ اَحَدِكُمْ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جلدی کرو نیک عمل میں چھ چیز سے پہلے ایک دجال دوسرے دھواں تیسرے زمین کا جانور چوتھے آفتاب کا پچھم سے نکلنا پانچویں قیامت جو سارے عالم کو گھیر لیگی چھٹی اپنی موت جو اپنی ذات کو خاص ہے۔

ف یعنی آثار قیامت اور اپنی موت سے پہلے جو کرنا ہو سو کرلو قیامت سے پہلے سارے عالم میں دھواں ظاہر ہوگا اور زمین سے ایک عجیب شکل کا جانور نکلے گا۔

## فتنہ کے زمانے میں عبادت کی فضیلت

(٢٠٨٠) م معقل بن يسار اَلْعِبَادَةُ فِي الْهَرْجِ كَهِجْرَةٍ اِلَيَّ۔

مسلم میں معقل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بندگی کرنا کشت وخون کے زمانے میں ایسا ہی ہے جیسے میری طرف ہجرت کرنا

ف یعنی جب کشت وخون عالم میں رائج ہوا اور زمانے میں فساد پھیلا تو اسوقت کی عبادت کا ثواب حضرتؐ والی ہجرت کے ثواب کے برابر ہے اسواسطے کہ ایسے سخت وقت میں دین پر ثابت رہنا نہایت مشکل کام ہے۔

## قرب قیامت کا ذکر

(٢٠٨١) م انس لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا عَلٰى شِرَارِ النَّاسِ۔

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قیامت قائم ہوگی مگر نہایت برے لوگوں پر۔

ف یعنی جسوقت قیامت آئیگی کوئی ایماندار نہ رہے گا سب کافر ہوں گے۔

(٢٠٨٢) م انس اِنْ يَّعِشْ هٰذَا الْغُلَامُ فَعَسٰى اَنْ لَّا يُدْرِكَهُ الْهَرَمُ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ۔

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر یہ لڑکا زندہ رہا تو اس کو بڑھاپا آنے پائے گا کہ تمہاری قیامت قائم ہوجائے گی یعنی تمہاری موت کی ساعت آپہنچے گی۔

ف جنگلی لوگوں نے حضرتؐ سے پوچھا کہ قیامت کب آئیگی۔ اس قوم میں ایک چھوٹا لڑکا تھا اس کی طرف اشارہ کرکے یہ حدیث فرمائی یعنی یہ لڑکا بڈھا نہ ہونے پائے گا کہ تم سب مرجاؤگے تو تمہارے حق میں گویا قیامت آگئی مثل مشہور ہے کہ اگر اپنی جان نہیں تو گویا سارا جہان نہیں ان لوگوں نے حقیقی قیامت کا سوال کیا حضرتؐ نے مجازی قیامت کا جواب دیا اسواسطے کہ اگر فرماتے کہ میں قیامت کا وقت نہیں جانتا تو جنگلی جاہل بداعتقاد ہوجاتے کہ کیسا پیغمبر ہے کہ قیامت کو نہیں جانتا ہے۔

(٢٠٨٣) م ابوهريرة تَقُوْمُ السَّاعَةُ وَالرَّجُلُ يَحْلُبُ اللِّقْحَةَ فَمَا يَصِلُ الْاِنَاءُ اِلٰى فِيْهِ حَتّٰى تَقُوْمَ وَالرَّجُلَانِ يَتَبَايَعَانِ الثَّوْبَ فَمَا يَتَبَايَعَانِهِ حَتّٰى تَقُوْمَ وَالرَّجُلُ يَلُوْطُ حَوْضَهُ فَمَا يَصْدُرُ حَتّٰى تَقُوْمَ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قیامت قائم ہوجائے گی اور حالانکہ مرد اونٹنی دوہتا ہوگا سو نہ پہنچا ہوگا برتن اس کے مونھ تک کہ قیامت آجائیگی اور دو مرد خرید وفروخت کرتے ہوں گے کپڑے کی سو وہ خرید فروخت نہ کرچکے ہوں گے کہ قیامت آجائے گی اور کوئی مرد اپنا حوض درست کررہا ہوگا واسطے پانی کے سو درست کرکے نہ پھرا ہوگا کہ قیامت آجائے گی۔

**ف** اس حدیث میں امت کو قیامت سے آگاہ کردیا کہ اس سے غافل نہ رہیں۔ اس واسطے کہ قیامت ہونے کی کوئی تاریخ مقرر نہیں لوگ اپنے دنیا کے کاموں میں مشغول ہوں گے کہ اچانک قیامت آجائے گی۔ انجیل میں عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اسی حدیث کے مطابق فرمایا ہے کہ قیامت ناگہاں آجائے گی جبکہ لوگ اپنے کاروبار میں مشغول ہوں گے۔

(۲۰۸۴) **ق** اَنَسٌ وَسَهْلُ بْنُ سَعْدِنِ السَّاعِدِيُّ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ يَعْنِي اِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطٰى۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ اور سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں اور قیامت متصل ہوا جیسے یہ دونوں۔ حضرتؐ نے اپنی دونوں انگلیوں کی طرف اشارہ کیا یعنی کلمے کی انگلی اور بیچ کی انگلی۔

**ف** حضرت خاتم النبیینؐ ہیں حضرتؐ کے بعد کوئی پیغمبر نہیں قیامت تک حضرتؐ کا دین قائم رہے گا تو حضرتؐ میں اور قیامت میں کوئی حائل نہ ٹھہرا۔

## دونوں صوروں کا درمیانی وقفہ

(۲۰۸۵) **ق** اَبُوْهُرَيْرَةَ مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ اَرْبَعُوْنَ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ دو پھونکوں کے درمیان چالیس ہیں۔

**ف** یعنی قیامت میں دو بار صور پھونکا جائے گا اول بار سب خلق مرجائے گی دوسری بار میں جی اٹھے گی۔ ابوہریرہؓ سے لوگوں نے پوچھا کہ چالیس دن دونوں میں فرق ہوگا یا چالیس مہینے یا چالیس برس۔ ابوہریرہؓ نے کہا کہ تعین مجھ کو معلوم نہیں میں نے حضرتؐ سے یونہی سنا ہے جیسا کہ تم سے کہا۔

## قبر میں زمین کا انسان کو کھاجانا

(۲۰۸۶) **ق** اَبُوْهُرَيْرَةَ كُلُّ ابْنِ اٰدَمَ تَاْكُلُهُ الْاَرْضُ اِلَّا عَجْبَ الذَّنَبِ مِنْهُ خُلِقَ وَفِيْهِ يُرَكَّبُ۔ ؂

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تمام آدمی کے بدن کو زمین کھاجاتی ہے سوائے ڈھڈی کی ہڈی کے اسی سے آدمی پہلے بنایا گیا اور اسی میں جوڑا جائے گا۔

**ف** عجب الذنب اس ہڈی کو کہتے ہیں جہاں سے جانور کی دم جمتی ہے۔ آدمی کے بدن میں اس کو ڈھڈی کہتے ہیں سو فرمایا کہ آدمی کا تمام بدن مٹی میں گل جاتا ہے مگر ڈھڈی نہیں گلتی۔ آدمی کی پیدائش پیٹ میں اول وہیں سے شروع ہوتی ہے اور قیامت میں بھی اسی ہڈی سے ترکیب شروع ہوگی سب بدن کی خاک وہاں متصل ہوکر جیسا بدن تھا ویسا ہی بن جائے گا یہ جو فرمایا کہ ڈھڈی نہیں گلتی، یا تو سب نہ گلتی ہوگی یا اس کے باریک باریک اجزا اصلی نہ گلتے ہوں گے اگرچہ غیر اصلی اجزا گل جاویں۔

## خلیفہ کی ناپسندیدہ باتوں پر صبر کرنا چاہیے

(۲۰۸۷) **ق** اِبْنُ عَبَّاسٍ مَنْ رَاٰى مِنْ اَمِيْرِهٖ شَيْئًا يَكْرَهُهٗ فَلْيَصْبِرْ عَلَيْهِ فَاِنَّهٗ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ فَمَاتَ فَمِيْتَةٌ جَاهِلِيَّةٌ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو اپنے سردار سے کوئی بری بات دیکھے تو اس پر صبر کرے۔ سو بیشک یہ بات ہے کہ جو جماعت کو چھوڑے گا اور مرے گا تو اس کی موت کفر ہے۔

جماعت کو چھوڑنے والے اور باغی لوگوں کی سزا

**ف** یعنی جس سردار کے ساتھ امامت کی بیعت کی ہو تو اس کے ظلم اور بری باتوں پر صبر کرنا چاہیے۔ اسلام کی ترقی اسی پر

؂ امام مسلم نے حدیث مذکور کو عنوانِ بالا میں ذکر کیا ہے۔ ۱۲۔ (حشی)

موقوف ہے آپس میں پھوٹ ڈالنا کافروں کا کام ہے مسلمانوں کو ہرگز درست نہیں۔

## حضورؐ کا ارشاد میری امت کی ہلاکت ایک ناسمجھ لڑکے کے ہاتھوں ہے

(۲۰۸۸) خ اَبُوْھُرَیْرَۃَ ھَلَاکُ اُمَّتِیْ وَیُرْوٰی ھَلَکَۃُ اُمَّتِیْ عَلٰی یَدَیْ غِلْمَۃٍ مِّنْ قُرَیْشٍ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میری امت کی ہلاکی قریش کے لونڈوں کے ہاتھ سے ہوگی۔

ف صحیح بخاری میں روایت ہے کہ مدینے میں حضرتؐ کی مسجد کے اندر مروان کے روبرو ابوہریرہؓ نے یہ حدیث بیان کی تو مروان نے کہا خدا ان پر لعنت کرے کیا وہ لونڈے ہوں گے۔ ابوہریرہؓ نے کہا اگر میں چاہوں تو ان کے نام بھی لے دوں کہ فلانا اور فلانا۔

ف یعنی قریش کی قوم سے چند نوجوان بے رحم بے عقل حاکم ہوں گے مسلمانوں کی بے عزتی اور خونریزی ناحق کریں گے جیسے یزید پلید اور اکثر مروان کی اولاد اور بعضے عباسی بادشاہ۔ یہ حدیث معجزہ ہے کہ جیسا حضرتؐ نے فرمایا ویسا ہی ہوا، چنانچہ اس کا مفصل حال تاریخ میں مذکور ہے۔

## قیامت کے قریب علم اٹھ جائے گا، جہل پھیل جائے گا

(۲۰۸۹) ق اِبْنُ مَسْعُوْدٍ اِنَّ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ اَیَّامًا یَنْزِلُ فِیْھَا الْجَھْلُ وَیُرْفَعُ فِیْھَا الْعِلْمُ وَیَکْثُرُ فِیْھَا الْھَرْجُ وَالْھَرْجُ الْقَتْلُ۔ [له]

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر قیامت سے پہلے ایسے دن ہوں گے کہ ان میں جہالت اتر گی یعنی پھیلے گی اور علم اٹھے گا اور "قتل بہت ہوگا۔

ف یعنی دنیا کی حرص ایسی غالب ہوگی کہ لوگوں کو علم دین کے سیکھنے کی پرواہ نہ رہے گی رات دن سوائے طلب دنیا کے اور کچھ مطلب ان کا نہ ہوگا بلکہ قیامت یہ ہے کہ اگر علم بھی پڑھیں گے تو بھی دنیا ہی کے واسطے تو درحقیقت وہ علم نہیں ہے جہالت ہے اس واسطے کہ علم وہی ہے جس سے دنیا سرد ہو اور آخرت یاد پڑے۔

## فتنوں کے زمانے میں گوشہ تنہائی اختیار کرنا جائز ہے

(۲۰۹۰) خ اَبُوْسَعِیْدٍ یُوْشِكُ اَنْ یَّکُوْنَ خَیْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ یَّتْبَعُ بِھَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ یَفِرُّ بِدِیْنِہٖ مِنَ الْفِتَنِ۔

بخاری میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ عنقریب ہے کہ مسلمان کا بہتر مال بکریاں ہوں گی جن کے پیچھے پھرے گا چرانے کو پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور پانی برسنے کے مقاموں پر اپنا دین لے کر بھاگے گا فسادوں کے سبب سے۔

ف یعنی فساد کے وقت میں گوشہ گیری بہتر ہے لوگوں کے ملنے سے۔ ایسے وقت میں ایمان سلامت نہیں رہتا تو بکریاں چرانا بہتر ہے۔

## حضورؐ کا ارشاد "فتنہ مشرق کی طرف سے نکلنے والا ہے"

(۲۰۹۱) ق اِبْنُ عُمَرَ اِنَّ الْفِتْنَۃَ ھٰھُنَا مِنْ حَیْثُ یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ قَالَ الصَّغَانِیُّ مُؤَلِّفُ ھٰذَا الْکِتٰبِ ھٰذَا الْحَدِیْثُ سَمِعْتُہٗ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَنَامِ قَالَہٗ وَھُوَ یُشِیْرُ اِلَی الْمَشْرِقِ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ فتنہ فساد ادھر ہے جہاں سے شیطان کا سینگ یعنی آفتاب نکلتا ہے۔ کہا صغانی نے اس حدیث کے جمع کرنے والے نے کہ میں نے خواب میں یہ حدیث حضرتؐ کی زبانی سنی اور حضرت اشارہ کرتے تھے پورب کی طرف۔

---

[له] امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان "فتنوں کا پھیلنا" میں ذکر کیا ہے۔ ۱۲ (چشتی)۔

**ف** اور حدیث میں آیا ہے کہ جب آفتاب نکلتا ہے تو شیطان اپنے دو سینگ اس میں لگا دیتا ہے تاکہ کافروں کا سجدہ اسی کی طرف ہو سو حضرتؐ نے پورب کی طرف اشارہ کیا یعنی جو ملک مدینے سے پورب کی طرف ہیں وہاں بڑے بڑے فساد ہوں گے، یاجوج ماجوج دجال اسی طرف سے نکلیں گے خارجی اور رافضی بھی پورب کی طرف سے نکلیں گے یعنی عراق کے ملک سے۔

## حضورؐ کا شام اور یمن کیلئے برکت کی دعا کرنا

(۲۰۹۲) **خ** اِبْنُ عُمَرَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا۔ ۔ ۔ ؎۱

بخاری میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی برکت دے ہم کو ہمارے شام میں الٰہی برکت دے ہم کو ہمارے یمن میں۔

**ف** پوری روایت یوں ہے کہ لوگوں نے کہا کہ ہمارے نجد کے واسطے برکت کی دعا کیجیے۔ حضرتؐ نے دوبار جواب نہ دیا تیسری بار فرمایا کہ وہیں تو زلزلے اور فساد ہیں اور وہیں سے شیطان کا سینگ یعنی سورج نکلتا ہے۔ شام کا ملک مکے مدینے کے اُتر کی طرف ہے اور یمن دکن کی طرف اور نجد کا ملک پورب کی طرف شام کو اپنی طرف اسواسطے نسبت کیا کہ وہ پیغمبروں کی زمین ہے اور یمن کو اپنی طرف اسواسطے نسبت کیا کہ مکہ تہامہ کی زمین ہے اور تہامہ یمن سے متعلق ہے۔

## جس قوم کی حاکم عورت ہوگی وہ قوم ہرگز فلاح نہیں پا سکتی

(۲۰۹۳) **خ** اَبُوْبَكْرَةَ لَا يُفْلِحُ قَوْمٌ تَمْلِكُهُمُ امْرَأَةٌ۔

بخاری میں ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ بھلا ہوگا اس قوم کا جن پر حاکم اور مالک عورت ہو۔

**ف** جب شیرویہ نوشیرواں کا پوتا مر گیا اس کی بہن جس کا نام بوران تھا ایران کی بادشاہ ہوئی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی بادشاہی اور حکومت کے واسطے عقل اور تدبیر چاہیے عورت ناقص عقل سے بندوبست ممکن نہیں تو رعیت برباد ہوا چاہے اسی واسطے شرع میں عورت کا امام اور قاضی ہونا درست نہیں اور یہ مطلب بھی اس حدیث سے نکلتا ہے کہ جو مرد بیوی کے قابو میں ہوا خراب گیا۔

## قیامت اسوقت تک نہ آئیگی جبتک لوگ مُردوں پر رشک نہ کرنے لگیں

(۲۰۹۴) **ق** اَبُوْهُرَيْرَةَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ يَالَيْتَنِيْ مَكَانَهٗ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قیامت نہ قائم ہوگی یہاں تک کہ گذریگا مرد کسی مرد کی قبر پر تو کہے گا کسی طرح میں اس کی جگہ پر ہوتا۔

**ف** یعنی قیامت کے قریب ایسے فتنے اور فساد عالم میں پھیلیں گے کہ لوگ موت کی تمنا کریں گے قبروں کو دیکھکر یہ حدیث اور اس سے پہلے کی حدیثوں میں حضرتؐ نے قیامت سے پہلے ہونے والی چیزیں ہیں ان کی خبریں دی ہیں اب تک بعض چیزیں ہو چکیں ہیں اور بعضی آگے ہوں گی۔ یہ معجزہ ہے حضرتؐ کا کہ جیسا فرمایا ویسا ہوا اور آگے ہوگا۔

## قرب قیامت پر قبیلہ دوس کی عورتوں کا کعبہ یمانی کا طواف کرنا

(۲۰۹۵) **ق** اَبُوْهُرَيْرَةَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ

---

؎۱ امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان بالا میں ذکر کیا ہے۔

؎۲ امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان اس فتنہ کا ذکر جو سمندر کی طرح ٹھاٹیں مارتا ہوگا میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

حَتّٰى تَضْطَرِبَ اَلْيَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ عَلٰى ذِي الْخَلَصَةِ۔ [1]

قیامت نہ قائم ہوگی یہاں تک کہ چوتڑ مٹکاتی پھریں گی قوم دوس کی عورتیں بت کے گرد جس کا نام ذی الخلصہ ہے۔

ف دوس ایک مقام کا نام ہے یمن میں ابوہریرہ بھی اسی قوم سے ہیں ذی الخلصہ اس قوم کے بت کا نام تھا اس کو کافر کعبہ یمانی بھی کہتے تھے جب وہ قوم مسلمان ہوئی تب حضرت ؐ نے اس بت کو تڑوا ڈالا۔ سو حضرت نے یہ فرمایا کہ قیامت کے قریب وہ قوم مرتد ہوجائے گی اس بت کو پھر نیا بنادیں گے اور ان کی عورتیں اس کے گرد طواف کریں گی۔

## قیامت کے قریب قبیلۂ قحطان کا لوگوں پر حکومت کرنا

(۲۰۹۶) خ اَبُوْهُرَيْرَةَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِّنْ قَحْطَانَ يَسُوْقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ؐ نے فرمایا کہ قیامت نہ قائم ہوگی یہاں تک کہ نکلے گا ایک مرد قحطان کے قبیلے سے کہ ہانکے گا لوگوں کو اپنی لاٹھی سے۔

ف قحطان ایک شخص تھا یمن کے اصل عرب اس کی اولاد میں سو فرمایا کہ اس قوم سے ایک بادشاہ پیدا ہوگا بڑا حکم والا لوگ اس کے ایسے قابو میں ہوں گے جیسے بکریاں چرانے والے کے قابو میں کہ جدھر چاہے اودھر ہانک لیجائے شاید کہ اس بادشاہ کا نام جہجاہ ہو جیسے کہ اول حدیث میں گذرا۔

## آگ نمودار ہونے کی پیشگوئی

(۲۰۹۷) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَخْرُجَ نَارٌ مِّنْ اَرْضِ الْحِجَازِ تُضِيْءُ اَعْنَاقَ الْاِبِلِ بِبُصْرٰى۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ؐ نے فرمایا کہ قیامت نہ قائم ہوگی یہاں تک کہ نکلے آگ حجاز کی زمین سے روشن کردیگی بصریٰ کے اونٹوں کی گردنوں کو یعنی ایسی اس کی روشنی تیز ہوگی کہ عرب سے شام تک پہنچے گی۔

ف حجاز عرب میں اس زمین کا نام ہے جس میں مکہ اور مدینہ ہے اور بصریٰ ایک شہر کا نام ہے۔ تاریخ مدینہ میں مذکور ہے کہ اول چند روز مدینے میں برابر زلزلہ رہا لوگوں نے جانا کہ قیامت آئی پھر ایک طرف زمین پھٹ گئی اس میں سے سربلند آگ نکلی چالیس دن قائم رہی لوہا اور پتھر اس آگ سے جلتا تھا مگر گھاس نہ جلتی تھی سینکڑوں کوس تک اسکی روشنی تھی آخر سلطنت عباسیہ کے دور میں یہ ماجرا گذرا چھ سو برس سے زیادہ ہوا تو جیسا حضرت ؐ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا یہ معجزہ ہوا حضرت ؐ کا۔

## دجال مدینہ میں داخل نہ ہوگا

(۲۰۹۸) خ اَنَسٌ الْمَدِيْنَةُ يَاْتِيْهَا الدَّجَّالُ فَيَجِدُ الْمَلٰٓئِكَةَ يَحْرُسُوْنَهَا فَلَا يَقْرَبُهَا الدَّجَّالُ وَلَا الطَّاعُوْنُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔

بخاری میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت ؐ نے فرمایا کہ مدینے میں دجال آئیگا تو فرشتوں کو پائیگا کہ اس کی چوکیداری کرتے ہیں سو اس کے نزدیک نہ آئے گا اور انشاء اللہ وہاں وبا بھی نہ آئے گی۔

٭ ٭ ٭

[1] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور بالا بعد والی حدیث کو عنوان قیامت کے قریب اللہ کی عبادت کے بجائے بت کی پوجا ہوگی میں ذکر کیا ہے (حشی)

## ابتدائے آفرینش عالم

(۲۰۹۹) خ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ غَيْرُهُ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَكَتَبَ فِي الذِّكْرِ كُلَّ شَيْءٍ ثُمَّ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔

بخاری میں عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا ہی تھا اور اس کے سوا کوئی چیز نہ تھی اور اس کا عرش پانی پر تھا اور خدا نے لکھا لوح محفوظ میں ہر چیز کو بعد اس کے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔

ف عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ میں حضرتؐ کے پاس تھا اتنے میں یمن کے لوگ آئے سو انھوں نے کہا کہ یا حضرتؐ ہم دین کو پوچھنے آئے ہیں اور ہم یہ بات پوچھتے ہیں کہ اس عالم سے پہلے کیا تھا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ اتنے میں کسی نے مجھ سے کہا کہ تیرا اونٹ چھوٹ گیا میں اونٹ کے پیچھے گیا وہ مجلس ہوگئی اگر میں وہیں رہتا تو اس سے زیادہ تر حال معلوم ہوتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک وقت ایسا تھا کہ سوائے ذات پاک کے کوئی چیز نہ تھی، نہ عرش، نہ پانی، نہ لوح محفوظ، نہ آسمان، نہ زمین، بعد اس کے خدا نے عرش کو پانی پر رکھا اور لوح محفوظ میں جو کچھ اس عالم میں کرنا منظور تھا سو لکھا اس کے بعد آسمان اور زمین کو بنایا۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ یہ جو یونانی حکیم کہتے ہیں کہ آسمان اور زمین قدیم ہیں سو غلط بات ہے آدمی کی عقل ناقص اس کو نہیں سمجھ سکتی۔ نبی معصوم کے فرمانے پر اعتقاد کرنا چاہیئے۔

## قیامت کے دن چاند سورج بے نور ہو جائیں گے

(۲۱۰۰) خ اَبُوْهُرَيْرَةَ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ مُكَوَّرَانِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ [1]

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ سورج اور چاند کی روشنی لپیٹ ڈالی جائے گی قیامت کے دن یعنی بے رونق اور بے نور ہو جائیں گے۔

ف جب قیامت ہوئی تو یہ عالم فنا ہوا روشنی کی کچھ حاجت نہ رہی اور دوسری وجہ یہ ہے کہ تاکہ ان کے پوجنے والے شرمندہ ہوں ان کا زوال اور نقصان دیکھ کر۔

## کہانت کی حقیقت

(۲۱۰۱) خ عَائِشَةُ اِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ تَنْزِلُ فِي الْعَنَانِ وَهُوَ السَّحَابُ فَتَذْكُرُ الْاَمْرَ قُضِيَ فِي السَّمَاءِ فَتَسْتَرِقُ الشَّيَاطِيْنُ السَّمْعَ فَتَسْمَعُهُ فَتُوْحِيْهِ اِلَى الْكُهَّانِ فَيَكْذِبُوْنَ مَعَهَا مِائَةَ كِذْبَةٍ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ۔ [2]

بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ فرشتے اترتے ہیں بدلی میں سو آپس میں بات چیت کرتے ہیں اس کام کی جس کا آسمان میں خدا کی طرف سے حکم ہوا ہے سو شیطان وہاں جا کر چپکے سن آتے ہیں پھر اس کو کاہنوں یعنی جو غیب کی بات بتاتے ہیں ان کے دل میں ڈال دیتے ہیں سو اپنے دل سے سو جھوٹی باتیں جوڑ کے اس کے ساتھ کہتے ہیں۔

ف عرب میں ایک قوم تھی جن اور شیطانوں سے راہ رکھتے تھے کچھ ان سے حال دریافت کر کے لوگوں سے کہتے تھے لوگ ان سے بہت اعتقاد رکھتے تھے سو لوگوں نے حضرتؐ سے ان کا حال پوچھا حضرتؐ نے فرمایا کہ ان کی کچھ حقیقت نہیں پھر لوگوں نے عرض کی کہ ان کی کبھی بات سچ بھی ہوتی ہے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔

---

[1] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "آیت پاک الشمس والقمر بحسبان کی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)
[2] ″ ″ ″ ″ ″ ″ فرشتوں کا ذکر میں ذکر کیا ہے۔

## جس گھر میں تصویریں ہوں فرشتے نہیں آتے

(۲۱۰۲) خ اَبُوْطَلْحَةَ لَاتَدْخُلُ الْمَلٰٓئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا صُوْرَةُ تَمَاثِيْلَ۔ ؎۱

بخاری میں ابو طلحہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ رحمت کے فرشتے نہیں جاتے اس گھر میں جس میں کتا ہو اور جاندار کی تصویر ہو۔

## جنتیوں کے محلات کا ذکر

(۲۱۰۳) ق اَبُوْسَعِيْدٍ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَآءَوْنَ اَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا تَتَرَآءَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الْغَابِرَ فِي الْاُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ اَوِ الْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تِلْكَ مَنَازِلُ الْاَنْبِيَآءِ لَا يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ قَالَ بَلٰى وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ رِجَالٌ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِيْنَ۔ ؎۲

بخاری اور مسلم میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر بہشتی لوگ دیکھتے ہیں اونچے محل والوں کو اپنے اوپر جیسے تم دیکھتے ہو روشن ستارے کو آسمان کے کنارے پر دور خواہ پورب کی طرف خواہ پچھم کی طرف اتنا فرق ان میں زیادتی مراتب کے سبب سے ہے۔ اصحاب نے عرض کی یارسول اللہ ایسے عمدہ مکان تو پیغمبروں ہی کے ہونگے ان کے سوائے کوئی وہاں نہ پہنچ سکے گا حضرتؐ نے فرمایا کہ کیوں نہیں قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ ان مکانوں میں وہ مرد پہنچیں گے جو ایمان لائے ہیں اللہ پر اور سچا جانا ہے پیغمبروں کو۔

## جب مکھی کسی کے کھانے میں گر پڑے تو اس کو ڈبو کر نکال پھینکنا چاہیے

(۲۱۰۴) خ اَبُوْهُرَيْرَةَ اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِيْ شَرَابِ اَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ ثُمَّ لِيَنْزِعْهُ فَاِنَّ فِيْ اَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَآءً وَّفِي الْاُخْرٰى شِفَآءً۔

بخاری میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تمہارے پانی میں مکھی گر پڑے تو چاہیے کہ اس کو ڈبو دے پھر اس کو نکال ڈالے اس واسطے کہ اس کے ایک پر میں مرض ہے اور دوسرے پر میں شفا ہے۔

ف دوسری روایت یوں ہے کہ مکھی اپنے شفا کے پر کو اونچا رکھتی ہے اور بیماری کے پر کو نیچے رکھتی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بے خون کے حیوان مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

## جب کوئی قسم کھائے تو خدا کی قسم کھانا چاہیے

(۲۱۰۵) خ اِبْنُ عُمَرَ اَلَا مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلَا يَحْلِفْ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ ؎۳

بخاری میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خبردار ہو کہ جو قسم کھانا چاہے تو سوائے خدا کے کسی کی قسم نہ کھائے۔

ف حالت کفر میں عادت تھی کہ بتوں کی اور اپنے باپ دادوں کی قسم کھاتے تھے سو اس کو منع فرمایا اس واسطے کہ قسم اس کے نام کی چاہیے جو سب کا مالک ہو مخلوق کی قسم کھانا درست نہیں۔

## اگلی امتوں میں مومنین پر جو ظلم و ستم ہوئے ہیں ان کا بیان

(۲۱۰۶) خ خَبَّابُ بْنُ الْاَرَتِّ لَقَدْ كَانَ

بخاری میں خباب بن ارتؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا

---

؎۱ امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "جب کوئی نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد آمین کہتا ہے تو فرشتے آسمان پر آمین کہتے ہیں" میں ذکر کیا ہے۔

؎۲ " " " " " "جنت اور دوزخ پیدا کی ہوئی مخلوق ہیں" میں ذکر کیا ہے۔

؎۳ " " " " " "زمانہ جاہلیت کے چند واقعات" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

مِنْ قَبْلِكُمْ يُمْشَطُ بِمِشَاطِ الْحَدِيْدِ مَادُوْنَ عِظَامِهٖ مِنْ لَحْمٍ اَوْ عَصَبٍ مَا يَصْرِفُهٗ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَيُوْضَعُ الْمِنْشَارُ عَلٰى مَفْرِقِ رَاْسِهٖ فَيُشَقُّ بِاثْنَتَيْنِ مَا يَصْرِفُهٗ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَ لَيُتِمَّنَّ اللّٰهُ هٰذَا الْاَمْرَ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ اِلٰى حَضْرَمَوْتَ مَا يَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ وَالذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهٖ وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۔

کہ البتہ تم سے پہلے وہ لوگ تھے کہ ان کے گوشت ہڈی یا پٹھے تک لوہے کی کنگھی سے نوچے جاتے تھے ایسی سختی بھی ان کو اپنے دین سے نہ پھیرتی تھی اور اس کے سر پر آرہ رکھا جاتا تھا سو اس کا بدن چیر کے دو ٹکڑے کردیا جاتا تھا ایسی مصیبت بھی اس کو اپنے دین سے نہ پھیرتی تھی اور مقرر خدا اپنے اس دین کو پورا اور کامل کرے گا یہاں تک کہ سوار چلے گا شہر صنعاء سے حضرموت کے شہر تک سوائے خدا کے کسی سے نہ ڈریگا اور نہ خوف کریگا اپنی بکری پر مگر بھیڑیے سے ولیکن تم جلدی کرتے ہو۔

**ف** خباب سے روایت ہے کہ ہم نے مکے میں مشرکین سے بہت تکلیف پائی حضرتؐ سے ہم نے یہ حال بیان کیا اور حضرت کعبے کے سایے میں چادر کو تکیہ دیئے بیٹھے تھے ہم نے کہا کہ آپ ہمارے واسطے دعا نہیں کرتے کہ خدا کفار کے اس غلبے سے نجات دے۔ حضرتؐ اٹھ بیٹھے اور چہرۂ مبارک سرخ ہوگیا یعنی ہماری بے صبری سے غضب آیا پھر یہ حدیث فرمائی یعنی کیوں بے صبری اور جلدی کرتے ہو تم سے اگلے دینداروں پر تو ایسی ایسی مصیبتیں گذریں کہ ان کے گوشت نوچے گئے اور چیر ڈالے گئے۔ تم پر تو ایسی سختی کبھی نہیں ہوئی۔ باقی دین کا غلبہ سو خدا اپنے وعدے کے موافق کریگا ملک میں ایسا امن ہوگا دور تک اکیلا سوار بے خوف چلا جائے گا، یا خدا کا خوف ہوگا یا بکری پر بھیڑیے کا چنانچہ یہ وعدہ فاروق اعظمؓ کی خلافت میں پورا ہوا۔ اس حدیث میں ارشاد ہے کہ دیندار کو لازم ہے کہ تکلیف اور مشقت سے نہ گھبرائے صبر کرے دین پر مضبوط جما رہے آخرش اس کو مخلصی ہوگی۔

## ہڈی اور لید سے استنجا کرنے کی ممانعت

(۲۱۰۷) **خ** اَبُوْ هُرَيْرَةَ هُمَا مِنْ طَعَامِ الْجِنِّ وَاِنَّهٗ اَتَانِيْ وَفْدُ جِنِّ نَصِيْبِيْنَ وَنِعْمَ الْجِنُّ فَسَاَلُوْنِي الزَّادَ فَدَعَوْتُ اللّٰهَ لَهُمْ اَنْ لَّا يَمُرُّوْا بِعَظْمٍ وَّلَا بِرَوْثَةٍ اِلَّا وَجَدُوْا عَلَيْهَا طَعَامًا قَالَهٗ لِجِنِّيْ قَالَ لَهٗ لَا تَاْتِنِيْ بِعَظْمٍ وَّلَا رَوْثَةٍ فَقَالَ مَا بَالُ الْعَظْمِ وَالرَّوْثَةِ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ دونوں یعنی ہڈی اور لید جن کا کھانا ہے اور اس کا حال تو یوں ہے کہ میرے پاس شہر نصیبین کے ایلچی آئے اور وہ خوب جن ہیں سو انھوں نے مجھ سے کھانا مانگا تو میں نے ان کے واسطے خدا سے دعا مانگی کہ وہ جس ہڈی اور لید پر ہو کر نکلیں اس پر اپنی خوراک پائیں۔ یہ حضرتؐ نے ابوہریرہؓ سے فرمایا جبکہ حضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ میرے پاس ہڈی اور لید نہ لانا تو ابوہریرہؓ نے کہا کہ ہڈی اور لید نہ لانے کا کیا سبب ہے۔

**ف** ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے واسطے ڈھیلے لا تاکہ میں طہارت کروں اور ہڈی اور لید مت لا تب میں نے اس کا سبب پوچھا۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ نصیبین ایک شہر کا نام ہے وہاں کے جن مسلمان ہوئے تھے اس واسطے حضرتؐ نے ان کی تعریف کی اور دعا کی حضرتؐ کی دعا سے ہڈی پر گوشت جم جاتا ہے اسکو جن کھاتے ہیں اور لید گھاس ہوجاتی ہے اسکو ان کے جانور کھاتے ہیں تو اس سبب سے ہڈی اور لید سے استنجا منع ہوا۔

---

لہ امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان "حضورؐ اور صحابہ کا مکہ میں کتنی مدت تک قیام رہا" میں ذکر کیا ہے۔
عہ " " " قوم جن کا ذکر اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد قل اوحی الی انہ استمع نفر من الجن" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

## علمائے یہود کو حضورؐ کا جتانا کہ میری رسالت سے خوب واقف ہو

(۲۱۰۸) خ عَائِشَۃُ یَا مَعْشَرَ الْیَھُوْدِ وَیْلَکُمْ اِتَّقُوا اللّٰہَ فَوَاللّٰہِ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اِنَّکُمْ لَتَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ حَقًّا وَاَنِّیْ جِئْتُکُمْ بِحَقٍّ فَاَسْلِمُوْا قَالَہٗ اَوَّلَ مَا قَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ بَعْدَ اِسْلَامِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَلَامٍ۔ ؎۱

بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے یہودیوں کے گروہ تمہاری کمبختی ہے خدا سے ڈرو سو قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی لائق پوجنے کے نہیں البتہ تم جانتے ہو کہ میں مقرر خدا کا رسول ہوں اور بیشک تمہارے واسطے حق دین لایا ہوں سو مسلمان ہو جاؤ۔ یہ حضرتؐ نے اول مدینے میں آتے ہوئے بعد مسلمان ہونے عبداللہ بن سلام کے فرمایا تھا۔

ف توریت میں حضرتؐ کی نشانیاں مذکور تھیں یہودیوں کو خوب معلوم تھا کہ نبی آخر الزماں فلانے وقت فلانے شہر فلانی قوم میں پیدا ہوگا اور مکے سے ہجرت کر کے مدینے میں آئے گا بلکہ اسی واسطے اپنا ملک شام چھوڑ کر مدینے میں آرہے تھے کہ ہم حضرتؐ سے مشرف ہوں اور جب کافروں سے لڑتے تو یوں دعا مانگتے کہ الٰہی پیغمبر آخر الزماں کی برکت سے ہم کو فتح دے۔ اسی واسطے حضرتؐ نے اس حدیث میں فرمایا کہ تم میری پیغمبری خوب جانتے ہو پھر جب حضرتؐ مدینے میں تشریف لائے تو ان کمبختوں نے حسد کے مارے عداوت شروع کی جیسے حضرت عیسیٰؑ کو نہ مانا تھا ویسے ہی ہمارے حضرتؐ کو نہ مانا۔ ہاں جو ان میں دیندار خدا ترس تھے جیسے عبداللہ بن سلام کہ ان میں بڑے عالم اور سردار تھے بے تامل ایمان لے آئے۔

## حضورؐ کے تعمیر مسجد کے وقت نکلے ہوئے کلمات

(۲۱۰۹) ق عَائِشَۃُ ھٰذَا الْحِمَالُ لَا حِمَالَ خَیْبَرَ ھٰذَا اَبَرُّ رَبَّنَا وَاَطْھَرُ کَانَ یَتَمَثَّلُ بِہٖ عِنْدَ نَقْلِہِ اللَّبِنَ فِیْ بُنْیَانِ مَسْجِدِہٖ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ بوجھ اٹھانا افضل ہے نہ کہ خیبر کا بوجھ۔ اے ہمارے رب یہ نیک تر اور پاک تر ہے۔ حضرتؐ یہ فرماتے تھے اپنی مسجد کی تعمیر میں اینٹیں لانے کے وقت۔

ف مدینے کے لوگ خیبر سے خرمے لادلاتے تھے سو فرمایا کہ مسجد کے واسطے اینٹیں لادنا خیبر کے خرمے لادنے سے بہتر اور افضل ہے کہ اس میں دنیا کی فلاح ہے اور اس میں آخرت کی۔

## ہجرت کے وقت مدینہ میں حضورؐ کی اونٹنی کا بیٹھنا اور آپ کا ارشاد

(۲۱۱۰) خ عَائِشَۃُ ھٰذَا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ الْمَنْزِلُ قَالَ حِیْنَ بَرَکَتْ نَاقَتُہٗ عِنْدَ مَوْضِعِ الْمَسْجِدِ۔ ؎۲

بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر خدا نے چاہا تو یہی رہنے کا مکان ہوگا۔ یہ حضرتؐ نے فرمایا جبکہ آپ کی اونٹنی مسجد کے پاس بیٹھ گئی۔

ف حضرتؐ نے جب مکے سے ہجرت کی اور مدینے میں تشریف لائے تو مدینے کے ہر ایک رئیس نے درخواست کی کہ حضرتؐ ہمارے مکان میں تشریف رکھیں حضرتؐ نے فرمایا مجھ کو اس میں اختیار نہیں جہاں خدا کی مرضی ہوگی وہیں

---

؎۱ امام بخاریؒ نے حدیث مذکور اور مابعد کی حدیثوں کو عنوان "حضورؐ اور صحابہؓ کی مدینہ کو ہجرت" میں ذکر کیا ہے۔

؎۲ روایت کے الفاظ میں تقدم اور تاخر ہو گیا ہے۔ (چشتی)

یہ اونٹنی بیٹھ جائے گی سو جہاں حضرتؐ کی اب مسجد ہے وہیں اونٹنی بیٹھ گئی۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ ابو ایوب انصاری کا گھر وہاں سے قریب تھا حضرت وہاں چند مدت رہے پھر مسجد کی تعمیر کی اور وہیں گھر بنایا اور وہیں قبر مبارک ہوئی

## حضورؐ کا مدینے کے واسطے برکت کی دعا فرمانا

(۲۱۱۱) ق عَائِشَةُ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ اَوْ اَشَدَّ اَللّٰهُمَّ صَحِّحْهَا وَ بَارِكْ لَنَا فِيْ مُدِّهَا وَصَاعِهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ۔ [۱]

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی ہمارے نزدیک مدینے کو پیارا کر جیسے ہم کو مکے کی محبت ہے یا اس سے بھی زیادہ الٰہی اور چنگا کر دے مدینے کو یعنی مدینے کی آب و ہوا کو درست کر دے اور برکت کر ہمارے لئے اس کے مد اور اس کے صاع میں اور لیجا اس کی تپ کو سو ڈال دے اس کو جحفہ میں۔

ف مصابیح میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت مکے سے ہجرت کر کے مدینے میں آئے تو ابو بکرؓ صدیق اور بلالؓ تپ کے مرض میں بیمار ہوئے اور بلالؓ مکے کے جانے کے اشتیاق میں شعریں پڑھنے لگے تو میں نے یہ حال حضرتؐ سے کہا تب حضرتؐ نے یہ دعا کی۔ آب و ہوا مدینے کی بہت خراب تھی اکثر وبائے تپ ہوا کرتی تھی حضرت کی دعا سے وہ بلا مدینے سے چھ کوس ایک مکان ہے وہاں یہود رہتے تھے مدینے کی بیماری حضرتؐ کی دعا سے وہاں جاتی رہی۔

## حضرت عبداللہ بن سلام کا اسلام لانا اور آپ کے بارے میں یہود کا قول

(۲۱۱۲) خ اَنَسٌ اَیُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللّٰهِ فِيْكُمْ يَعْنِيْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ قَالَهُ لِلْيَهُوْدِ بَعْدَ اِسْلَامِهِ فَقَالُوْا خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا وَ سَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا قَالَ اَرَاَيْتُمْ اِنْ اَسْلَمَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالُوْا اَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالُوْا شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا وَانْتَقَصُوْهُ فَقَالَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُ اَخَافُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

بخاری میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیسا شخص تم میں عبداللہ بن سلام۔ یہ حضرتؐ نے مدینے کے یہودیوں سے کہا عبداللہ بن سلام کے مسلمان ہونے کے بعد تو یہود نے کہا وہ ہمارا افضل ہے اور افضل کا بیٹا اور ہمارا سردار ہے اور ہمارے سردار کا بیٹا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ بھلا بتاؤ تو کہ اگر عبداللہ مسلمان ہو جائے یہود نے کہا کہ خدا اس کو اسلام سے پناہ میں رکھے پھر تو عبداللہ بن سلام اندر سے نکل آئے اور کہا کہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ تو یہود نے کہا کہ یہ شخص ہم میں نہایت برا ہے اور برے کا بیٹا اور ان کو نہایت گھٹایا تو عبداللہ بن سلام نے کہا اسی بات سے میں ڈرتا تھا یا رسول اللہؐ۔

ف عبداللہ بن سلام مدینے کے یہودیوں کے بڑے عالم تھے جب وہ مسلمان ہوئے تو حضرتؐ سے کہا کہ یا رسول اللہ قوم یہود بڑے مفتری ہیں میرے اسلام کے ظاہر ہونے کے قبل میرا حال ان سے دریافت کیجئے تو سچ بتائیں گے اور اگر وہ جانیں گے کہ میں مسلمان ہوا ہوں تو مجھ پر بہتان باندھیں گے بعد اس کے عبداللہ اندر مکان میں پوشیدہ ہو کر بیٹھ رہے اور حضرتؐ نے یہود کو بلا کر عبداللہ کا حال پوچھا اول انہوں نے ان کی تعریف کی جب معلوم ہوا کہ وہ مسلمان ہو گئے تو اسی وقت بدل گئے یہی معمول ہے اہل باطل کا کہ اپنے موافق کی تعریف کرتے ہیں اور جبکہ اس نے راہ حق اختیار کی تو فوراً اس پر طعن و تشنیع کرنے لگتے ہیں۔

[۱] امام بخاری نے حدیث مذکور اور مابعد والی حدیث کو عنوان "حضورؐ اور صحابہؓ کا مدینہ میں تشریف لانا" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

## علمائے یہود کے بارے میں حضورؐ کا ارشاد

(۲۱۱۳) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ لَوْ اٰمَنَ بِيْ عَشَرَةٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ لَاٰمَنَ بِيَ الْيَهُوْدُ وَيُرْوٰى لَوْ تَابَعَنِيْ عَشَرَةٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ لَمْ يَبْقَ عَلٰى ظَهْرِهَا يَهُوْدِيٌّ اِلَّا اَسْلَمَ۔ لہ

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر دس یہودی میرا ایمان لائیں تو سب کے سب میرا ایمان لائیں اور دوسری روایت یوں ہے کہ اگر دس یہودی میری بیعت کریں تو بے مسلمان ہوئے کوئی یہودی زمین پر باقی نہ رہے۔

ف یعنی اگر مدینے کے یہودیوں میں سے دس بڑے بڑے سردار حضرتؐ پر ایمان لاتے تو سب لاتے یعنی یہودی لوگ دین میں غور اور سمجھ نہیں رکھتے اپنی قوم اور سرداروں کے تابع ہیں ان کا بھیڑوں کا سا خواص ہے کہ جدھر ایک جھنڈ چلا اسی طرف سب بھیڑیں چلتی ہیں۔

## آیات کی تفسیر

(۲۱۱۴) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ قِيْلَ لِبَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ فَبَدَّلُوْا فَدَخَلُوا الْبَابَ يَزْحَفُوْنَ عَلٰٓى اَسْتَاهِهِمْ وَقَالُوْا حَبَّةٌ فِيْ شَعْرَةٍ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کو حکم ہوا کہ داخل ہو دروازے میں سجدہ کرکے اور کہو ہم مغفرت چاہتے ہیں تاکہ ہم تم کو بخشیں سو انھوں نے حکم بدل ڈالا تو دروازے میں داخل ہوئے چوتڑوں کو مٹکاتے اور کہا دانہ بال میں بہتر ہے۔

ف بیت المقدس یا اریحا کے دروازے میں داخل ہونے کا حکم ہوا تھا سو وہ لوگ ایسے بے ادب تھے کہ مسخراپن کرنے لگے سجدے کے بدلے چوتڑوں کو مٹکانے اور مغفرت کے بدلے اناج مانگنے لگے۔ سو اسطے غضب الٰہی میں گرفتار ہوئے

## سورۂ فاتحہ کا نام

(۲۱۱۵) خ اَبُوْسَعِيْدِ بْنُ الْمُعَلّٰى اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْٓ اُوْتِيْتُهٗ۔ سلہ

بخاری میں ابوسعید بن معلیؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الحمد للہ رب العالمین کا نام سبع المثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھ کو ملی۔

ف قرآن میں خدا نے حضرتؐ کو اپنا احسان جتایا کہ ہم نے تجھ کو سبع المثانی اور قرآن عظیم دیا سو حضرتؐ نے فرمایا کہ سبع المثانی اور قرآن عظیم سے مراد سورۂ فاتحہ ہے اس کو سبع المثانی اس واسطے کہا کہ اسمیں سات آیتیں ہیں اور کسی نماز میں سورۂ فاتحہ دوبارے کم نہیں پڑھی جاتی اور اس کا نزول بھی دوبارہ ہوا کے میں بھی اور مدینے [illegible] قرآن عظیم فاتحہ کو اس واسطے فرمایا کہ جو مطلب قرآن میں مفصل ہیں وہ تمام اس سورت میں مجمل موجود ہیں۔

## قرآن کی سب سے بزرگ سورت

(۲۱۱۶) خ اَبُوْسَعِيْدِ بْنُ الْمُعَلّٰى لَاُعَلِّمَنَّكَ

بخاری میں ابوسعید بن معلیؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے مجھ سے

---

لہ امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان مدینہ میں یہودیوں کا حضورؐ کے پاس حاضر ہونا میں ذکر کیا ہے۔

سلہ [illegible] سورۂ فاتحہ میں ذکر کیا ہے۔ (حبشی)

سُوْرَةٌ هِيَ اَعْظَمُ السُّوَرِ فِي الْقُرْاٰنِ فرمایا کہ البتہ میں تجھ کو ایک سورت سکھاؤں گا جو قرآن کی سب سورتوں سے بزرگ اور افضل ہے۔

ف: مراد سورۂ فاتحہ ہے چنانچہ اوپر مذکور ہوا۔

## سورۂ بقرہ

### وکذلک جعلناکم امۃ وسطا (الآیہ) کی تفسیر

(۳۱۱۷) خ: اَبُوْ سَعِيْدٍ يُدْعٰى نُوْحٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَبِّ فَيَقُوْلُ هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيُقَالُ لِاُمَّتِهٖ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ مَا اَتَانَا مِنْ نَّذِيْرٍ فَيَقُوْلُ مَنْ يَّشْهَدُ لَكَ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ وَّاُمَّتُهٗ فَتَشْهَدُوْنَ اَنَّهٗ قَدْ بَلَّغَ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا۔

(حاشیہ: حضرت نوح کے دعوے پر امت مسلمہ کی شہادت)

بخاری میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بلایا جائیگا نوحؑ قیامت کے دن تو کہے گا اے میرے رب میں حاضر ہوں تیری خدمت اور اطاعت میں تو خدا فرمائے گا کہ کیا تو نے اپنی امت کو پیغام پہنچایا تھا یعنی عذاب سے ڈرایا تھا تو نوحؑ کہے گا کہ ہاں میں نے پیغام سنا دیا ہے تو اس کی امت سے کہا جائے گا کہ کیا نوحؑ نے تم کو پیغام پہنچایا تھا تو اس کی امت کے لوگ کہیں گے کہ ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تو خدا نوحؑ سے فرمائے گا کہ تیرے دعوے کا کون گواہ ہے جو تیری گواہی دے تو نوحؑ کہے گا کہ محمدؐ اور اس کی امت میرے گواہ ہیں سو تم لوگ گواہی دوگے کہ مقرر نوحؑ نے ان کو پیغام پہنچایا تھا سو یہی مطلب ہے خدا کے اس قول کا اور اسی طرح ہم نے بنایا تم کو عادل اور افضل امت تاکہ تم گواہ ہو لوگوں پر اور رسول تم پر گواہ ہوئے۔

ف: اس حدیث اور اس آیت سے امتِ محمدیؐ کی فضیلت سب امتوں پر خوب ثابت ہوئی اس واسطے کہ گواہی کی لیاقت ہر ایک شخص کو نہیں ہوتی۔ گواہی کے واسطے عدالت اور صداقت شرط ہے۔ بعضی روایت میں آیا ہے کہ نوحؑ کی امت کہے گی کہ امتِ محمدیؐ ہمارے وقت میں کہاں موجود تھی بن دیکھے ان کی گواہی کیوں کر سند ہوگی تو امتِ محمدیؐ جواب دیگی کہ ہر چند ہم تمہارے وقت میں نہ تھے لیکن ہم کو یہ حال قرآن شریف سے معلوم ہوا ہے خدا کے کلام سے زیادہ کسی کے کلام کی سند نہیں۔

### شرک کی سزا دوزخ ہے

(۳۱۱۸) ق: اِبْنُ مَسْعُوْدٍ مَنْ مَّاتَ وَهُوَ يَدْعُوْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ نِدًّا دَخَلَ النَّارَ۔ [1]

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو مر گیا اسی حالت پر کہ وہ پکارتا تھا اللہ کے سوائے کسی اور کو اس کا شریک جان کر تو وہ دوزخ میں گیا۔

ف: یعنی جو خدا کے سوا کسی اور کو بھی اس عالم کا مالک جانے اور اس کو نفع یا ضرر کا مختار سمجھے وہ مشرک مقرر دوزخی ہے۔

[1] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان ومن الناس من یتخذ من دون اللہ اندادا کی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

## وکلوا واشربوا حتٰی یتبین لکم الخیط الابیض کی تفسیر

(۲۱۱۹) ق عدی بن حاتم اِنَّ وِسَادَکَ لَعَرِیْضٌ اِنَّمَا هُوَ سَوَادُ اللَّیْلِ وَبَیَاضُ النَّهَارِ قَالَهٗ لَهٗ

بخاری اور مسلم میں عدی بن حاتمؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تیرا تکیہ بہت چوڑا ہے یعنی تو احمق ہے خدا کا مطلب سیاہ سفید ڈورے سے رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے۔ یہ حضرتؐ نے عدیؓ سے فرمایا۔

ف بخاری میں عدی بن حاتمؓ سے روایت ہے کہ جب قرآن کی یہ آیت اتری کہ رمضان میں کھایا پیا کرو جب تک کہ سفید دوڑا سیاہ ڈورے سے نمودار ہو تو میں نے اونٹ باندھنے کی رسی ایک سیاہ دوسری سفید اپنے تکیے کے نیچے رکھی پھر آخر رات میں میں نے اس کو دیکھا مجھ کو کچھ صاف نظر نہ آئی صبح کو میں نے حضرتؐ سے عرض کیا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی تو نادان ہے خدا کا یہ مطلب نہیں جو تو سمجھا ہے سفید و سیاہ ڈورے سے مراد رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے یعنی جب تک رات کی سیاہی سے صبح کی سفیدی نمودار نہ ہووے اس وقت تک سحر کھانا درست ہے۔

# سورۂ آل عمران

## قسم مدعا علیہ پر چاہیے

(۲۱۲۰) خ ابن عباس اَلْیَمِیْنُ عَلَی الْمُدَّعٰی عَلَیْهِ [۱]

بخاری میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قسم مدعا علیہ پر چاہیے۔

ف مدعا علیہ پر قسم اس صورت میں ہے جبکہ مدعی کو گواہ نہ ہوں۔

# سورۂ نساء

## حضورؐ کا ارشاد جو یہ کہتا ہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں وہ جھوٹا ہے

(۲۱۲۱) خ ابوہریرۃ مَنْ قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْ یُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰی فَقَدْ کَذَبَ [۲]

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو کہے کہ میں بہتر ہوں یونسؑ پیغمبر سے وہ جھوٹا ہے۔

ف اس حدیث کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ جو شخص اپنے تئیں حضرت یونسؑ سے بہتر جانے یعنی یوں سمجھے کہ حضرت یونسؑ اپنی قوم کی تکلیف دینے پر صبر نہ کر سکے اور بے حکم خدا کے وہاں سے چلے گئے اور مچھلی کے پیٹ میں قید ہوئے تو وہ شخص جھوٹا ہے اس واسطے کہ پیغمبر سے کوئی بہتر نہیں ہو سکتا۔ دوسرا مطلب یہ کہ حضرتؐ کو حضرت یونسؑ سے بہتر سمجھے حالانکہ ہمارے حضرتؐ سب پیغمبروں سے افضل ہیں سو اس کو حضرتؐ نے ازراہ انکسار منع کیا اس بات سے ڈرے کہ مبادا نادان لوگ مجھ کو افضل کہتے کہتے کہیں یونسؑ کو برا نہ کہنے لگیں جیسے یہودیوں نے حضرت موسیٰؑ کی بڑائیاں کرتے کرتے حضرت عیسیٰؑ کو برا کہا اور کافر ہو گئے۔

---

[۱] امام بخاری نے حدیث مذکور ان الذین یشترون بعهد الله ثمنا قلیلا کی تفسیر میں ذکر کی ہے۔

[۲] " " " " " انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح " " " (چشتی)

# سورۂ مائدہ

## سب سے پہلے عمرو بن عامر نے سانڈھ چھوڑنے کی رسم نکالی تھی

(۲۱۲۲) **خ** عَايِشَةُ رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا وَرَأَيْتُ عَمْرًا وَيَجُرُّ قُصْبَهُ وَهُوَ اَوَّلُ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ۔ [1]

بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے دوزخ کو دیکھا کہ اس کا بعضا ٹکڑا بعضے ٹکڑے کو کچلے ڈالتا تھا اور میں نے عمرو کو دیکھا کہ اپنی انتڑیاں گھسیٹے پھرتا تھا اور اسی نے اول سانڈ چھوڑنے کی رسم نکالی۔

**ف** عمرو بن عامر حضرتؐ سے تین سو برس پہلے تھا بتوں کے نام پر سانڈ چھوڑنے کی اسی نے رسم نکالی تھی اس واسطے ایسے سخت عذاب میں گرفتار ہوا۔

(۲۱۲۳) **ق** اَبُوْهُرَيْرَةَ رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرٍ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ كَانَ اَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ اپنی انتڑیاں گھسیٹتا پھر رہا ہے دوزخ میں اسی نے سانڈوں کا چھوڑنا اول نکالا تھا۔

# سورۂ براءۃ

## بے زکوٰۃ مال قیامت میں اژدہا بن کر آئیگا

(۲۱۲۴) **غ** اِبْنُ عُمَرَ يَكُوْنُ كَنْزُ اَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ۔ [2]

مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک شخص کا مال اور خزانہ قیامت کے دن گنجا اژدہا ہو جائیگا

**ف** وہ مال مراد ہے جس کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی۔

## اشہر حرم کا بیان

(۲۱۲۵) **ق** اَبُوْبَكْرَةَ اِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ السَّنَةُ اِثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلٰثَةٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِيْ بَيْنَ جُمَادٰى وَشَعْبَانَ۔ [3]

بخاری اور مسلم میں ابوبکرہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ زمانہ گھوم کر اپنی اصلی حالت پر ویسا ہو گیا جیسا اس دن تھا کہ جب خدا نے زمین آسمان بنائے تھے برس بارہ مہینے کا ہے ان میں سے چار مہینے حرام ہیں یعنی ان میں لڑنا بھڑنا درست نہیں تین مہینے تو برابر لگے ہوئے ہیں سو ذیقعدہ اور ذی الحجہ اور محرم ہیں اور چوتھا مضر کا رجب جو جمادی الثانی اور شعبان کے بیچ میں ہے۔

**ف** ان چار مہینوں کی حرمت مدت سے چلی آتی تھی۔ سو مکے کے کافروں کا دستور تھا کہ جب ان کو لڑنا یا لوٹنا منظور ہوتا تو ان مہینوں کو بدل ڈالتے جیسے محرم میں لڑتے تو صفر کا نام محرم رکھتے اسی طرح ان کمبختوں نے مہینوں کو ملا جلا دیا تھا مہینوں کا اصل حساب ٹھیک نہیں رہا تھا جس سال حضرتؐ نے آخر عمر میں حجۃ الوداع کیا تو ذی الحجہ کا

---

[1] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور اور مابعد والی حدیث کو عنوان "ما جعل من بحيرة ولا سائبة ولا وصيلة ولا حام" کی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔

غ صحیح خ بخاری ج ۲ ص [2] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "والذين يكنزون الذهب والفضة ولا ينفقونها في سبيل الله فبشرهم بعذاب اليم" کی تفسیر میں ذکر کیا ہے اور حدیث مذکور بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں۔

[3] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "ان عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا" کی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

مہینہ دونوں حساب سے برابر پڑا اصل کے حساب سے بھی تب حضرتؐ نے حج کے موسم میں عرفے کے دن ہزاروں آدمیوں کے روبرو یہ حدیث فرمائی یعنی اب زمانہ گردش کھا کر اصل حساب پر ٹھیک ہوگیا ہے، اب کوئی اس حساب کو نہ بگاڑے عرب میں مضر ایک قوم کا نام تھا وہ رجب کو بہت مانتے تھے اس واسطے رجب کو ان کی طرف نسبت کیا۔

## سورۂ ابراھیم

### ویثبت اللہ الذین اٰمنوا بالقول الثابت کی تفسیر

(۲۱۲۶) ق اَلْبَرَاۗءُ بْنُ عَازِبٍ اَلْمُسْلِمُ اِذَا سُئِلَ فِی الْقَبْرِ یَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ۔

بخاری اور مسلم میں براء بن عازب سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا مسلمان سے جبکہ قبر میں سوال ہوتا ہے تو وہ یہ گواہی دیتا ہے کہ سوائے خدا کے کوئی پوجنے کے لائق نہیں اور محمدؐ خدا کا رسول ہے سو یہی مطلب ہے خدا کے قول کا جو قرآن میں ہے کہ ایمان والوں کو خدا ثابت بات پر ثابت رکھتا ہے۔

ف یعنی یہ جو قرآن میں فرمایا ہے کہ ایمان داروں کو ثابت بات پر خدا ثابت رکھتا ہے تو مراد ثابت بات سے توحید اور رسالت کی گواہی ہے۔ معلوم ہوا کہ قبر کا سوال جواب قرآن اور حدیث دونوں سے ثابت ہے۔

### اذان کے بعد کی دعا

(۲۱۲۷) خ جَابِرٌ مَنْ قَالَ حِیْنَ یَسْمَعُ النِّدَاۗءَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَاۗئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ۔ [1]

بخاری میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو شخص جب اذان سے تو یہ دعا یعنی اللھم سے وعدتہ تک پڑھے تو اس کو قیامت میں میری شفاعت پہنچے گی یعنی حضرتؐ اس کو بخشائیں گے اس دعا کے یہ معنی کہ اے خدا اس پوری پکار اور سدا رہنے والی نماز کے صاحب محمدؐ کو دے وسیلہ اور بڑائی پہنچا اسکو سراہے مکان پر جس کا تو نے اس سے وعدہ کیا ہے پوری پکار یعنی ثواب کی تاثیر میں پوری ہے سدا رہنے والی نماز یعنی قیامت تک اس کا حکم موقوف نہ ہوگا۔

ف وسیلہ بہشت میں ایک بہت عمدہ مکان ہے کہ وہ خاص حضرتؐ کے واسطے ہے۔ مقام محمود یعنی سفارش کا رتبہ جب قیامت کی مصیبتوں میں لوگ گرفتار ہوں گے اور سب پیغمبر جواب دیں گے کسی کی سفارش نہ کر سکیں گے اس وقت ہمارے حضرتؐ دیر تک خدا کے سامنے سجدے میں جائیں گے پھر لوگوں کو بخشائیں گے اس کا نام مقام محمود ہے۔

## سورۂ کہف

### حضرت موسیٰ اور خضر علیہما السلام کا ذکر

(۲۱۲۸) ق اُبَیُّ بْنُ كَعْبٍ اِنَّ مُوْسٰی قَامَ خَطِیْبًا فِیْ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ فَسُئِلَ اَیُّ النَّاسِ اَعْلَمُ فَقَالَ اَنَا فَعَتَبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ اِذْ

بخاری اور مسلم میں ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی قوم میں کھڑے خطبہ پڑھتے تھے سو کسی نے پوچھا کہ آدمیوں میں کون بڑا عالم ہے۔ موسیٰ علیہ السلام

[1] امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا کی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

لم يرد العلم إليه فأوحى الله إليه
أن لي عبدا بمجمع البحرين هو أعلم
منك فقال موسى يا رب وكيف لي به
قال تأخذ معك حوتا فتجعله في
مكتل فحيثما فقدت الحوت فهو ثم
فأخذ حوتا فجعله في مكتل ثم انطلق
وانطلق معه بفتاه يوشع بن نون
حتى إذا أتيا الصخرة وضعا رءوسهما
فناما واضطرب الحوت في المكتل
فخرج منه فسقط في البحر واتخذ
سبيله في البحر سربا وأمسك الله
عن الحوت جرية الماء فصار عليه
مثل الطاق فلما استيقظ نسي صاحبه
أن يخبره بالحوت فانطلقا بقية
يومهما وليلتهما حتى إذا كان
من الغد قال موسى لفتاه آتنا غداءنا
لقد لقينا من سفرنا هذا نصبا
قال ولم يجد موسى النصب حتى جاوز
المكان الذي أمره الله به قال له فتاه
أرأيت إذ أوينا إلى الصخرة فإني نسيت
الحوت وما أنسانيه إلا الشيطان أن
أذكره واتخذ سبيله في البحر عجبا
قال فكان للحوت سربا ولموسى و
لفتاه عجبا فقال موسى ذلك ما كنا نبغي
فارتدا على آثارهما قصصا قال فرجعا
يقصان آثارهما حتى انتهيا إلى الصخرة فإذا
رجل مسجى ثوبا فسلم عليه موسى فقال الخضر
وأنى بأرضك السلام قال أنا موسى قال
موسى بني إسرائيل قال نعم أتيتك

نے کہا کہ میں ہوں۔ سو خدا نے ان پر غصہ کیا اس واسطے کہ خدا کی طرف علم کو نہ پھیرا یعنی یوں نہ کہا کہ واللہ اعلم پھر خدا نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم بھیجا کہ مقرر میرا ایک بندہ ہے دو دریاؤں کے سنگم کے پاس وہ تجھ سے زیادہ عالم ہے سو موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے رب میرا اور اس کا کیونکر ملاپ ہو۔ خدا نے فرمایا کہ تو اپنے ساتھ ایک بھنی مچھلی کر لے پھر اس کو ایک زنبیل یعنی ٹوکری میں رکھ سو جہاں وہ مچھلی تجھ سے چھوٹ رہے تو وہ اسی مکان میں ہوگا سو موسیٰ علیہ السلام نے ایک مچھلی لی پھر اس کو زنبیل میں رکھا پھر روانہ ہوئے اور ساتھ اپنے خادم یعنی یوشع بن نون کو بھی لے چلے یہاں تک کہ سنگم کے پتھر کے پاس آئے اور دونوں صاحب وہاں سر ٹیک کر سو گئے اور مچھلی آب حیات کی تاثیر سے زنبیل میں پھڑکی اور اس سے نکل آئی پھر گر پڑی دریا میں اور اس نے دریا میں اپنی راہ لی سرنگ بنا کر اور خدا نے جہاں کہ مچھلی گئی تھی پانی کا بہاؤ بند کر رکھا سو وہ طاق سا ہو گیا پھر جب موسیٰ علیہ السلام جاگے تو ان کے ساتھی یعنی حضرت یوشع مچھلی کا قصہ ان سے کہنا بھول گئے اور حضرت یوشع جب مچھلی نکل گئی تھی جاگتے تھے پھر دونوں چلے جتنا کہ رات اور دن باقی رہا تھا جب دوسرا دن ہوا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا دن چڑھے کا ہم کو کھانا دو البتہ ہم نے اس سفر میں تکلیف پائی حضرتؐ نے فرمایا کہ موسیٰؑ جب تک اس مکان سے جس کو خدا نے فرمایا تھا نہ بڑھے نہ تھکے تھے کہا ان کے خادم نے یہ تو بتائیے کہ جب ہم آئے تھے پتھر کے پاس سو میں بھول گیا مچھلی کا قصہ آپ سے کہنا اور نہیں بھلایا مجھ کو مچھلی کی یاد سے مگر شیطان نے اور راہ لی مچھلی نے مجھ کو تعجب ہے یعنی بھنی مچھلی کا زندہ ہو کر چلا جانا عجب کی بات ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ مچھلی کو تو راہ ہوئی اور موسیٰؑ اور ان کے خادم کو تعجب۔ سو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یہی تو ہم چاہتے تھے پھر الٹے قدموں پلٹے۔ حضرتؐ نے فرمایا سو دونوں پھرے قدم پر قدم ڈالتے یہاں تک کہ پتھر کے پاس پہنچے تو اچانک وہاں دیکھا کہ ایک مرد ہے کپڑے سے سر لپیٹے پھر سلام کیا اس کو موسیٰ علیہ السلام نے سو خضرؑ نے کہا کہ تیرے ملک میں سلام کہاں یعنی اس ملک میں سلام کی رسم نہیں تو نے سلام کیونکر کیا موسیٰؑ نے

لِتُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا يَا مُوسَى إِنِّي عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَنِيهِ لَا تَعْلَمُهُ وَأَنْتَ عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَكَهُ اللّٰهُ لَا أَعْلَمُهُ فَقَالَ مُوسَى سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ فَمَرَّتْ سَفِينَةٌ فَكَلَّمُوهُمْ أَنْ يَحْمِلُوهُمْ فَعَرَفُوا الْخَضِرَ فَحَمَلُوا بِغَيْرِ نَوْلٍ فَلَمَّا رَكِبَ فِي السَّفِينَةِ وَلَمْ يَفْجَأْ إِلَّا وَالْخَضِرُ قَدْ قَلَعَ لَوْحًا مِنْ أَلْوَاحِ السَّفِينَةِ بِالْقَدُومِ فَقَالَ لَهُ مُوسَى قَوْمٌ حَمَلُونَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ إِلَى سَفِينَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَكَانَتِ الْأُولَى مِنْ مُوسَى نِسْيَانًا قَالَ وَجَاءَ عُصْفُورٌ فَوَقَعَ عَلَى حَرْفِ السَّفِينَةِ فَنَقَرَ فِي الْبَحْرِ نَقْرَةً فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ مَا عِلْمِي وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ إِلَّا مِثْلُ مَا نَقَصَ هٰذَا الْعُصْفُورُ مِنْ هٰذَا الْبَحْرِ ثُمَّ خَرَجَا مِنَ السَّفِينَةِ فَبَيْنَمَا هُمَا يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ إِذْ أَبْصَرَ الْخَضِرُ غُلَامًا يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَأَخَذَ الْخَضِرُ بِرَأْسِهِ بِيَدِهِ فَاقْتَلَعَهُ بِيَدِهِ فَقَتَلَهُ فَقَالَ لَهُ مُوسَى أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ

کہا کہ میں موسیٰؑ ہوں خضرؑ نے کہا کہ کیا تو قوم بنی اسرائیل کا موسیٰؑ ہے موسیٰؑ نے کہا کہ ہاں میں تیرے پاس آیا ہوں تو مجھ کو سکھا دے جو خدا نے تجھ کو علم سکھایا ہے۔ خضرؑ نے کہا کہ میرے ساتھ تو مقرر نہ ٹھہر سکے گا اے موسیٰؑ خدا کے بیشمار علم سے مجھ کو ایک علم ہے جو خدا نے مجھ کو سکھایا ہے کہ تو اس علم کو نہیں جانتا اور تجھ کو خدا کے علم سے ایک علم ہے کہ خدا نے تجھ کو سکھایا ہے کہ میں اس کو نہیں جانتا پھر موسیٰؑ نے کہا کہ اگر خدا نے چاہا تو مجھ کو تو ثابت پائیگا میں تیرے حکم کے خلاف نہ کرونگا پھر خضرؑ نے ان سے کہا اگر میری پیروی کرتا ہے تو مجھ سے کوئی بات نہ پوچھو جب تک میں اس کا ذکر نہ کروں۔ پھر دونوں روانہ ہوئے کنارے کنارے دریا کے چلے جاتے تھے سو اُدھر سے ایک کشتی گذری تو کشتی والوں سے تینوں آدمیوں کے چڑھ لینے کی بات چیت کی سو وہ پہچان گئے خضرؑ کو تو وہ بدون کرایہ لیے چڑھ لے گئے۔ پھر جب موسیٰؑ اور خضرؑ کشتی پر سوار ہوئے تو کچھ دیر نہ لگی تھی کہ خضرؑ نے بسولے سے کشتی کا ایک تختہ نکال ڈالا تو موسیٰؑ نے ان سے کہا کہ ان لوگوں نے ہم کو بے کرایہ چڑھا لیا تو نے ان کی کشتی کو قصد کر کے پھاڑ ڈالا تا کہ لوگوں کو تو ڈبو دیوے البتہ عجیب بات تجھ سے ہوئی۔ خضرؑ نے کہا میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ مقرر تجھ کو میرے ساتھ رہا نہ جائیگا موسیٰؑ نے کہا مجھ کو میری بھول چوک پر نہ پکڑ اور مجھ پر مشکل نہ ڈال یعنی میں نے بھولنے سے کہا معاف کیجئے تنگ نہ پکڑیئے۔ راوی نے کہا کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ پہلی بار کا پوچھنا موسیٰؑ سے بھولنے سے ہوا حضرتؐ نے فرمایا کہ ایک چڑا آیا سو کشتی کے کنارے پر بیٹھا پھر اس نے چونچ ڈبوئی دریا میں ایک بار سو خضرؑ نے موسیٰؑ سے کہا نہیں ہے میرا علم اور تیرا علم خدا کے علم سے مگر اس کے برابر جتنا اس چڑے نے دریا سے پانی گھٹایا یعنی خدا کا علم مثل سمندر کے اور ہمارا اور تمہارا علم قطرے کے برابر جتنا چڑے نے [illegible] پھر دونوں کشتی سے نکلے سو جس حال میں [illegible] سارے پر چلے جاتے تھے کہ یکایک خضرؑ نے ایک لڑکے کو دیکھا کہ کھیل رہا ہے لڑکوں کے ساتھ۔ خضرؑ نے اس کے سر کو اپنے ہاتھ سے پکڑ لیا پھر اس کا سر اپنے ہاتھ سے اکھاڑ ڈالا سو اس کو مار ڈالا تو موسیٰؑ نے کہا کیا تو نے مار ڈالا معصوم جان کو بدون بدلے جان کے یعنی اس نے کسی کا خون نہ کیا تھا جس کے

شَيْئًا نُّكْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَّكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ وَهٰذِهٖ أَشَدُّ مِنَ الْأُولٰى قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّي عُذْرًا فَانْطَلَقَا حَتّٰى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةِ ۨاسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ أَنْ يَّنْقَضَّ قَالَ مَائِلٌ فَقَالَ الْخَضِرُ بِيَدِهٖ فَأَقَامَهٗ فَقَالَ مُوْسٰى قَوْمٌ أَتَيْنَاهُمْ فَلَمْ يُطْعِمُوْنَا وَلَمْ يُضَيِّفُوْنَا لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَدِدْنَا أَنَّ مُوْسٰى كَانَ صَبَرَ حَتّٰى يَقُصَّ عَلَيْنَا مِنْ خَبَرِهِمَا۔ [1]

بدلے تو اس کو مارنا البتہ برا کام تجھ سے ہوا خضرؑ نے کہا بھلا میں نے تجھ کو نہ کہدیا تھا کہ تو میرے ساتھ نہ ٹھہر سکے گا حضرتؑ نے فرمایا کہ دوسرا سوال پہلے سے بہت کڑا ہے۔ موسیٰؑ نے کہا کہ اگر اب میں تجھ سے کوئی بات پوچھوں اس کے بعد تو مجھ کو اپنے ساتھ نہ رکھیو تو نے میرا عذر بہت مانا پھر دونوں چلے یہاں تک کہ ایک بستی والوں کے پاس پہنچے ان لوگوں سے کھانا مانگا ان لوگوں نے ان کی مہمانی نہ کی سو دونوں نے ایک دیوار کو پایا کہ گرا چاہتی تھی۔ راوی نے کہا کہ وہ جھک رہی تھی تو خضرؑ نے اپنے ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کیا سو اس کو سیدھا کھڑا کر دیا تو موسیٰؑ نے کہا کہ یہ قوم ہیں کہ ہم ان کے پاس آئے سو ہم کو نہ کھانا کھلایا نہ ہماری مہمانی کی، اگر تو چاہتا تو دیوار سیدھی کر دینے کی مزدوری لیتا۔ خضرؑ نے کہا اسی وقت میرے تیرے درمیان جدائی ہے سو اب میں بتاؤں پھیر ان تینوں باتوں کا جس پر تو صبر نہ کر سکا۔ پھر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے جی نے چاہا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے اور ہر بات کی وجہ نہ پوچھتے تو بہت قصہ ان کا ہم کو معلوم ہوتا اور خدا کے کاموں کی حکمتیں بہت لوگوں کو معلوم ہوتیں۔

**ف** پورا قصہ قرآن شریف میں یوں ہے کہ حضرت خضرؑ نے حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ کشتی کا تو حال یہ ہے کہ وہ کشتی محتاج لوگوں کی تھی کہ دریا میں محنت کر کے اس کے کرایہ سے اوقات بسر کرتے تھے سو میں نے چاہا کہ اس میں عیب لگا دوں اس واسطے کہ وہاں ایک ظالم بادشاہ تھا کہ اچھی کشتی کو چھین لیتا تھا تو اس کو ناقص جان کر نہ لیوے۔ اور لڑکے کے مارنے کا سبب یہ ہے کہ وہ لڑکا پیدائشی کافر تھا اور اس کے ماں باپ ایماندار تھے سو ہم ڈرے کہ کہیں ان بیچاروں کو اپنے کفر اور بدذاتی سے بلا میں نہ ڈالے سو ہم نے چاہا کہ خدا اس کے بدلے اس سے اچھا نیک بیٹا ان کو دیدیوے۔ اور دیوار کا قصہ یہ ہے کہ وہ دیوار دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے بہت مال تھا اور ان کا باپ نیک آدمی تھا سو خدا نے چاہا کہ وہ اپنی جوانی کو جب پہنچیں تو اس مال کو نکال کے خرچ کریں اگر ابھی دیوار گر پڑتی تو اور لوگ اس مال کو لیجاتے اور یہ کام میں نے اپنی طرف سے نہیں کیا یعنی بحکم خدا کیا مجھ کو اس میں کچھ دخل نہ تھا۔

**ف** خواجہ خضر کا نام ایلیا بن ملکان ہے اور خضر ان کا لقب ہے کہ خشک زمین ان کے قدم کی برکت سے سبز ہو جاتی تھی فریدون بادشاہ کے وقت میں تھے اور سکندر کے ساتھ بھی رہے ہیں بعضے کہتے ہیں بنی اسرائیل کی قوم میں تھے بعضے کہتے ہیں کہ شاہزادے تھے دنیا چھوڑ کر فقیری اختیار کی ان کی پیغمبری میں اختلاف ہے ولی کامل ہونے میں کچھ شبہ نہیں اور حضرت یوشع بن نون بن افرائیم بن یوسف بن یعقوب علیہم السلام حضرت موسیٰؑ کے عمدہ شاگرد تھے ہمیشہ ان کے ساتھ رہے ان کے مرنے کے بعد خلیفہ ہوئے اور پیغمبر بھی تھے۔

[1] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان واذ قال موسی لفتاہ لا ابرح حتی ابلغ مجمع البحرین او امضی حقبا کی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔

**ف** حضرت موسیٰ اور حضرت خضرؑ کے قصے میں بہت فائدے ہیں اول یہ ہے کہ علم کے واسطے سفر کرنا مستحب ہے دوسرے یہ کہ طلبِ علم میں صبر کرنا اور سختیاں سہنا اور مکروہات اٹھانا شرط ہے بدون اس کے علم نہیں آتا جلد بازی سے آدمی علم سے محروم رہتا ہے تیسرے یہ کہ عالم کو کتنا ہی بڑا عالم کیوں نہ ہو گھمنڈ نہ چاہیئے کہ جہاں میں ایک سے ایک زیادہ موجود ہے چوتھے یہ کہ استاد شاگرد کی تین خطائیں تک معاف کرے بعد اس کے اختیار رکھتا ہے چاہے اس کو ساتھ رکھے چاہے جدا کرے۔ پانچویں بڑی عمدہ بات یہ ہے کہ یقین کرے کہ خدا کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں اگرچہ اس کی حکمت ہماری سمجھ میں نہ آئے جیسے کشتی کو توڑنا اور لڑکے کا مار ڈالنا اور گرتی دیوار کو اٹھا دینا سراسر حکمت تھا تو مسلمان کو لازم ہے کہ خدا کے کام پر راضی رہے خواہ اس کی مرضی کے موافق ہو خواہ نہ ہو اس واسطے کہ اس کا کوئی کام بے حکمت نہیں۔

## دنیا کی بڑائی بغیر ایمان کے کوئی قیمت نہیں رکھتی

(۲۱۲۹) **ق** اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِنَّهٗ لَيَاْتِي الرَّجُلُ الْعَظِيْمُ السَّمِيْنُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ اِقْرَءُوْا فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ حال یوں ہے کہ البتہ بڑا موٹا مرد قیامت میں آئیگا خدا کے نزدیک اس کی مچھر کے برابر قدر نہ ہوگی اس کی سند قرآن سے پڑھ لو کہ خدا فرماتا ہے کہ نہ اٹھائیں گے ہم ان کے واسطے ترازو۔

**ف** یعنی ان کے کچھ نیک کام نہیں جن کو ترازو سے تولئے بمعلوم ہوا کہ دنیا کی بڑائی اور موٹاپا بدون ایمان اور نیک عمل کے خدا کے نزدیک کچھ چیز نہیں۔

# سورۂ نور

## ویدرأ عنہا العذاب ان تشہد اربع شہادات باللہ انہ لمن الکاذبین کی تفسیر

(۲۱۳۰) **خ** اِبْنُ عَبَّاسٍ اَلْبَيِّنَةُ اَوْ حَدٌّ فِيْ ظَهْرِكَ قَالَهٗ لِهِلَالِ بْنِ اُمَيَّةَ لَمَّا قَذَفَ امْرَاَتَهٗ بِشَرِيْكِ بْنِ سَحْمَاءَ۔

بخاری میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ گواہ لانا چاہیئے یا کہ حد ماری جائیگی تیری پیٹھ میں یہ حضرتؐ نے ہلال بن امیہ سے کہا جبکہ اس نے عورت کو شریک بن سحما سے عیب لگایا۔

لعان ہلال بن امیہ کا قصہ

**ف** مشکوٰۃ میں عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ ہلال بن امیہ نے حضرتؐ کے روبرو اپنی بیوی کو حرام کاری کا شریک بن سحما سے عیب لگایا حضرتؐ نے فرمایا کہ یا گواہوں سے اس بات کو ثابت کر یا تیری پیٹھ پر مار پڑے گی۔ ہلال نے کہا یا رسول اللہ جب کوئی اپنی عورت سے حرام کرتے دیکھے تو بھلا اس وقت گواہ ڈھونڈھتا پھرے حضرتؐ نے پھر وہی فرمایا یعنی حکم شرع یوں ہے حجت بے فائدہ ہے تو ہلال نے کہا میں قسم کھاتا ہوں اس کی جس نے تجھ کو سچا پیغمبر کیا ہے کہ میں اپنے دعوے میں سچا ہوں سو البتہ خدا وہ آیتیں اتارے گا جس سے میری پیٹھ مار سے بچے گی۔ سو جبرئیلؑ اترے اور [illegible] کی آیتیں سورۂ نور میں اتریں کہ جو لوگ عیب لگائیں اپنی بیویوں کو اور شاہد نہ ہو ان کے پاس سوائے اپنی جان کے تو ایسوں کی گواہی یہ کہ چار گواہی دیویں اللہ کے نام کی کہ بیشک میں سچا ہوں اور پانچویں بار یوں کہے کہ خدا کی لعنت اس شخص پر اگر وہ جھوٹا ہو۔ اور عورت سے ٹلتی ہے مار یوں کہ گواہی دے چار گواہی اللہ کے نام کی کہ مقرر وہ مرد جھوٹا ہے اور پانچویں بار یوں کہے کہ اللہ کا غضب ہے اس عورت پر اگر مرد سچا ہو۔ پھر ہلال آیا اور اس نے موجب حکم کے گواہی دی اور حضرتؐ فرماتے جاتے تھے

---

سلہ امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "اولئک الذین کفروا بایات ربھم ولقائہ کی تفسیر" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

کہ بلاشک خدا کو معلوم ہے کہ تم دو میں سے ایک شخص جھوٹا ہے تم دونوں میں کوئی توبہ بھی کرنے والا ہے۔ پھر ہلال کی عورت کھڑی ہوئی اس نے اسی طرح چار بار گواہی دی جب پانچویں بار کی نوبت ہوئی تو لوگوں نے اس کو روکا اور کہا کہ خدا کی مار لگ جائیگی یعنی اس کو آسان نہ جان اگر تو جھوٹی ہو تو مت کہہ سو وہ عورت تھم گئی اور ہٹی یہانتک کہ ہم سمجھے کہ شاید یہ پلٹ جائے گی یعنی اپنے عیب کا اقرار کرے گی پھر اس نے کہا کہ میں اپنی قوم کو ہمیشہ کو فضیحت نہ کروں گی سو اس نے پانچویں گواہی بھی دی حضرت نے فرمایا کہ دیکھتے رہو اس عورت کو اگر اس کا لڑکا سیاہ آنکھ والا اور موٹے سرین والا پتلی پنڈلیوں کا پیدا ہو تو وہ حقیقت میں شریک بن سحما کا نطفہ ہے سو اس کا لڑکا اسی طرح کا پیدا ہوا تو حضرت نے فرمایا کہ اگر قرآن کا حکم پیشتر نہ اتر چکا ہوتا تو میں اس عورت کو حد مارتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قاضی کو چاہیے کہ ظاہر پر حکم کرے اگرچہ وہاں برخلاف اس کے قرینہ موجود ہو۔

## سورۂ شعراء

### ولا تخزنی یوم یبعثون کی تفسیر

(۲۱۳۱) خ اَبُوْهُرَيْرَةَ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ يَرَى اَبَاهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلَيْهِ الْغَبَرَةُ وَالْقَتَرَةُ

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ قیامت میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ اپنے باپ کو دیکھیں گے کہ اس پر خاک دھول پڑی ہے سیاہی اس کو لپٹی ہے۔

ف بخاری میں اس کا پورا قصہ یوں ہے کہ جب قیامت میں حضرت ابراہیمؑ اپنے باپ کو جس کا آزر نام مشہور ہے عذاب میں گرفتار دیکھیں گے تو کہیں گے کیوں میں نے نہ کہا تھا کہ بت پرستی نہ کر میرا کہنا مان تو نے نہ مانا آزر کہے گا جو ہوا سو ہوا اب میں تمہارا کہنا مانوں گا تب حضرت ابراہیمؑ جناب الٰہی میں عرض کریں گے کہ اے میرے رب تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میں تجھ کو قیامت میں فضیحت نہ کروں گا اور اس سے زیادہ کون رسوائی ہے کہ میرے باپ کا یہ حال ہے۔ خدا فرمائیگا کہ میں بہشت کو کافروں پر حرام کر چکا یعنی یہ ممکن نہیں کہ یہ دوزخ سے نکلے اور بہشت میں جلئے پھر حضرت ابراہیمؑ کو حکم ہوگا کہ اپنے پاؤں تلے دیکھو تو دیکھیں گے کہ آزر خاک آلودہ جانور ہوگیا پھر فرشتے اس کے پاؤں کو پکڑ گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیں گے یعنی تبدیل صورت سے عار دور ہوئی کہ کوئی اس کو نہ پہچانے گا۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ بغیر ایمان کے ناتا رشتہ کچھ کام نہ آوے گا سبحان اللہ جس کا ابراہیم خلیل اللہ سا بیٹا ہو وہ دوزخ میں پڑے۔

## سورۂ زمر

### ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ کی تفسیر

(۲۱۳۲) خ اَبُوْهُرَيْرَةَ اِنِّيْ لَاَوَّلُ مَنْ يَّرْفَعُ رَأْسَهُ بَعْدَ النَّفْخَةِ فَاِذَا مُوْسٰى مُتَعَلِّقٌ بِالْعَرْشِ۔

بخاری میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ میں مقرر پہلے سر اٹھاؤں گا دوسری بار صور پھونکنے کے بعد پھر یکایک دیکھونگا کہ موسیٰ عرش کو لپٹے ہیں۔

ف قیامت میں صور دو بار پھونکا جائے گا پہلی بار میں سب لوگ مر جائیں گے دوسری بار میں سب زندہ ہوں گے تو پہلے حضرت ہوش میں آئیں گے اور حضرت موسیٰ کو عرش میں لپٹا پائیں گے۔ بخاری میں پورا قصہ یوں ہے کہ ایک یہودی اور مسلمان میں لڑائی ہوئی مسلمان نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب عالم سے بہتر ہیں یہودی نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام سب سے بہتر مسلمان نے یہودی کو طمانچہ مارا حضرت نے فرمایا کہ مجھ کو موسیٰ سے افضل نہ کہو بعد اس کے یہ حدیث فرمائی یعنی ہر چند میں

سب پیغمبروں سے افضل ہوں لیکن ہر بات میں نہیں چنانچہ میں قیامت میں پہلے اٹھوں گا اور موسیٰؑ کو ہوشیار پاؤں گا، نہیں معلوم کہ موسیٰ بیہوش ہو کر مجھ سے پہلے ہوشیار ہو گئے یا ان کے طور کی بیہوشی یہاں مجرا ہو گئی ۔

## سورۂ فتح

### اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا کی تفسیر

(۲۱۳۳) خ عُمَرُ لَقَدْ اُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُوْرَةٌ لَهِيَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَرَأَ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا

بخاری میں عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ آج کی رات مجھ پر ایسی سورۃ اتری کہ میرے نزدیک تمام دنیا سے بہتر ہے پھر حضرتؐ نے انا فتحنا کی سورت پڑھی ۔

ف جب حضرتؐ نے حدیبیہ میں بظاہر دب کر صلح کی تو اکثر صحابہؓ کو قلق تھا عمر فاروقؓ کو سب سے زیادہ اس کا رنج تھا تو اس واسطے اس سفر سے پلٹتے ہوئے رات کو حضرتؐ نے عمر فاروقؓ سے یہ حدیث فرمائی کہ فتح کی بشارت سن کر ان کا غم دور ہو جائے ۔

## سورۂ قاف

### وتقول هل من مزيد کی تفسیر

(۲۱۳۴) ق اَنَسٌ لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ تَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ حَتّٰى يَضَعَ فِيْهَا رَبُّ الْعِزَّةِ قَدَمَهٗ فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ وَعِزَّتِكَ وَيُزْوٰى بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ ۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہمیشہ دوزخ کہتی ہے کچھ اور بھی زیادہ ہے یہاں تک کہ عزت والا پروردگار اپنا قدم قدرت رکھے گا تو دوزخ کہے گی کہ بس بس تیری عزت کی قسم پھر سمٹ جائیگی ۔

ف یعنی باوجودیکہ لاکھوں کافر اس میں پڑیں گے اس کی بھوک نہ مٹے گی اور ہمیشہ زیادہ طلبی کیا کرے گی جب خدا قدم قدرت اس میں رکھے گا تب اس کا پیٹ بھریگا اور جوش مٹے گا خدا جانے کہ وہ قدم کیا ہے اور کیسا ہے ۔ یہاں عقل دوڑانا مناسب نہیں جیسا روایت میں آیا ہے ویسا ہی ماننا چاہیے اور کہنا چاہیے ۔ واللہ اعلم

## سورۂ قمر

### بدر کے دن بارگاہِ الٰہی میں حضورؐ کا دعا فرمانا

(۲۱۳۵) خ اِبْنُ عَبَّاسٍ اَللّٰهُمَّ اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ اِنْ تَشَاْ لَا تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ قَالَهٗ يَوْمَ بَدْرٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَسٍ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اِنْ تَشَاْ لَا تُعْبَدْ فِي الْاَرْضِ قَالَهٗ يَوْمَ اُحُدٍ ۔ [1]

بخاری میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی میں تیرا قول قرار تجھ کو یاد دلاتا ہوں یعنی کمال عاجزی سے تیرے عہد پیمان کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں الٰہی اگر تو چاہے تو آج کے بعد تیری پرستش نہ ہو۔ یہ حضرتؐ نے جنگ بدر کے دن دعا کی اور انسؓ کی روایت میں ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ الٰہی اگر تو نے چاہا یعنی ہم کو ہلاک کرنا تو روئے زمین میں پھر تیری عبادت نہ ہوگی یہ دعا حضرتؐ نے جنگ احد کے دن فرمائی ۔

ف مصابیح میں عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ جنگ بدر کے دن خیمے میں یہ دعا حضرتؐ کرتے تھے تو ابوبکر صدیقؓ

[1] امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان بل الساعۃ موعدھم والساعۃ ادھیٰ وامر کی تفسیر میں ذکر کیا ہے ۔ حسینی ۔

نے حضرتؐ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ یا حضرتؐ اتنی دعا کفایت کرتی ہے آپ نے حد درجہ کی التجا اپنے رب کی کی۔ تو حضرتؐ زرہ پہنے خیمے سے نکلے اور یہ فرماتے جاتے تھے کہ اب کافروں کا لشکر بھاگا جاتا ہے اور پیٹھ پھیرتا ہے چنانچہ ویسا ہی ہوا بلا تفاوت

## سورۂ رحمٰن

### جنت میں مومن کے واسطے موتیوں کے خیمے ہوں گے

(۲۱۳۶) ق ابو موسیٰ اِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِي الْجَنَّةِ لَخَيْمَةً مِّنْ لُؤْلُؤَةٍ وَّاحِدَةٍ مُّجَوَّفَةٍ طُوْلُهَا فِي السَّمَاءِ وَيُرْوٰى عَرْضُهَا سِتُّوْنَ مِيْلًا لِلْمُؤْمِنِ فِيْهَا اَهْلُوْنَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُ فَلَا يَرٰى بَعْضُهُمْ بَعْضًا۔ [۱]

بخاری اور مسلم میں ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر ایمان دار کے واسطے بہشت میں ایک خیمہ ہے ایک پولے موتی کا، لمبا اس کا آسمان میں اور روایت ہے کہ چوڑا اس کا ساٹھ کوس کا ایماندار کی اس میں بیبیاں ہوں گی کہ ان میں گھوما کرے گا سو ایک دوسرے کو نہ دیکھے گا یعنی کشادگی کے سبب سے۔

## سورۂ منافقون

(۲۱۳۷) ق زَيْدُ بْنُ اَرْقَمَ اِنَّ اللهَ قَدْ صَدَّقَكَ قَالَهٗ لَهٗ حِيْنَ نَزَلَتْ سُوْرَةُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَقَدْ كَانَ اَخْبَرَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَوْلِ عَبْدِ اللهِ بْنِ اُبَيٍّ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا وَقَوْلِهٖ لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ۔

بخاری اور مسلم میں زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر خدا نے تجھ کو سچا کیا۔ یہ حضرتؐ نے زید بن ارقم سے فرمایا جب سورۂ منافقون اتری اور زید بن ارقم نے حضرتؐ کو خبر دی تھی کہ عبداللہ بن ابی منافق یہ لوگوں سے کہتا تھا کہ حضرتؐ کے ساتھیوں کو خرچ نہ دو تاکہ پھوٹ پھٹک جاویں اور کہتا تھا کہ جب ہم مدینے کو پلٹ جاویں گے تو عزت والا الاذلیل کو نکال دیگا۔ عزت والا اپنے تئیں کہا اور ذلیل حضرتؐ کو

ف زید بن ارقم سے روایت ہے کہ بنی مصطلق کافروں کی ایک قوم تھی حضرتؐ ان سے لڑنے کو گئے وہاں پانی پر مکے اور مدینے والے لوگوں کا جھگڑا ہوا عبداللہ بن ابی منافق تھا مدینہ کا سردار وہ مکے والوں پر بہت غصے ہوا اور وہ کہنے لگا کہ ہماری تمہاری وہی مثل ہے کہ کتے کو پال تو تجھ کو کاٹ کھاوے۔ اور اپنے لوگوں سے کہا کہ محمدؐ کے ساتھیوں کو کھانا پانی نہ دو تاکہ وہ بھاگ جائیں اور کہا کہ اگر اب ہم مدینے کو پھر جاویں گے تو حضرتؐ کو نکال دیویں گے۔ زید بن ارقم کہتے ہیں کہ میں نے یہ خبر حضرتؐ کو سنائی۔ عمر فاروقؓ نے کہا کہ یا حضرتؐ اگر حکم ہو تو میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ لوگ کہیں کہ محمدؐ اپنے ساتھیوں کو مار ڈالتے ہیں پھر عبداللہ بن ابی اور اس کے یاروں نے حضرتؐ کے سامنے قسم کھائی کہ ہم نے یہ نہیں کہا۔ حضرتؐ نے ان کو سچا جانا مجھ کو جھوٹا جانا اس بات کا مجھ کو نہایت رنج ہوا۔ پھر جب ہم مدینے میں پہنچے تو خدا نے سورۂ منافقین اتاری اور وہ سب حال اس میں مفصل بیان کیا پھر حضرتؐ نے مجھ کو بلایا اور یہ حدیث فرمائی۔

### حضورؐ کا حضرت عمرؓ کو عبداللہ بن ابی کے قتل سے منع فرمانا

(۲۱۳۸) ق جابرٌ دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ اَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ اَصْحَابَهٗ قَالَهٗ لِعُمَرَ حِيْنَ قَالَ دَعْنِيْ اَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا

بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ اور مت مار کہ لوگ یہ گفتگو نہ کریں کہ محمدؐ اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے یہ حضرتؐ نے عمر فاروقؓ سے فرمایا جبکہ عمرؓ نے حضرتؐ سے کہا کہ مجھ کو

---

[۱] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوانؔ حور مقصورات فی الخیام کی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

اَلْمُنَافِقِ یَعْنِیْ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ اُبَیٍّ۔ لہ حکم ہو تو میں اس منافق کی گردن ماروں یعنی عبداللہ بن ابی کی۔

**ف** مدینے میں عبداللہ بن ابی بڑا منافق تھا اس نے حضرتؐ کی خدمت میں بے ادبی کی عمر فاروقؓ نے اس کے قتل کی اجازت مانگی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی لوگ حقیقت حال نہ سمجھیں گے مجھکو سفاک اور خونریز جان کے مسلمان ہونے سے وحشت کریں گے سبحان اللہ حضرتؐ میں کیا حکمت اور حلم تھا۔

## سورۂ مطففین

### حشر کے میدان میں لوگوں کا پروردگار عالم کے سامنے کھڑا ہونا اور پسینے پسینے ہو جانا

(۲۱۳۹) **ق** اِبْنِ عُمَرَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ حَتّٰی یَغِیْبَ اَحَدُہُمْ فِیْ رَشْحِہٖ اِلٰی اَنْصَافِ اُذُنَیْہِ۔ سلہ

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کھڑے ہوں گے لوگ رب العالمین کے واسطے یہانتک کہ ڈوب جائیگا بعضا آدمی اپنے پسینے میں اپنے آدھے کانوں تک۔

## سورۂ والشمس

### آیت پاک واذانبعث اشقاھا کی تفسیر

(۲۱۴۰) **ق** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ زَمْعَۃَ اِذِ انْبَعَثَ اَشْقَاھَا انْبَعَثَ اِلَیْھَا رَجُلٌ عَزِیْزٌ عَارِمٌ مَنِیْعٌ فِیْ رَھْطِہٖ مِثْلُ اَبِیْ زَمْعَۃَ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن زمعہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب اونٹنی کی کوچیں کاٹنے کو قوم ثمود کا بڑا بدبخت اٹھا اس کی طرف ایک مرد اٹھا جو اپنی قوم میں سردار بے شرم بڑا دبنگ تھا ابوزمعہ کے برابر۔

**ف** ابوزمعہ ایک بڑا کافر تھا حضرتؐ کو بہت تکلیف دیتا تھا آخر کو اندھا ہو گیا تھا اور اس کے بیٹے جنگ بدر میں مارے گئے حضرتؐ نے اس حدیث میں اس ملعون کی قوم ثمود کے بدبخت سے مثال دی یعنی قدار بن سالف قوم ثمود کا شقی ایسا ناپاک تھا جیسے ابوزمعہ ہے اس امت میں۔

## سورۂ اللیل

### فسنیسرہ للعسریٰ کی تفسیر

(۲۱۴۱) **ق** عَلِیٌّ مَا مِنْکُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا قَدْ کُتِبَ مَقْعَدُہٗ مِنَ الْجَنَّۃِ وَمَقْعَدُہٗ مِنَ النَّارِ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَلَا نَتَّکِلُ عَلٰی کِتَابِنَا فَقَالَ اعْمَلُوْا فَکُلٌّ مُیَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَہٗ اَمَّا مَنْ کَانَ مِنْ اَھْلِ السَّعَادَۃِ فَسَیَصِیْرُ لِعَمَلِ السَّعَادَۃِ وَاَمَّا مَنْ کَانَ مِنْ اَھْلِ الشَّقَاوَۃِ

بخاری اور مسلم میں علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم میں سے ایسا نہیں کوئی مگر اس کا مکان بہشت سے اور اس کا مکان دوزخ سے لکھ لیا گیا یعنی بہشتی لوگ اور دوزخی لوگ تقدیر کے نزدیک مقرر ہو چکے پھر اصحاب نے کہا یا رسول اللہ ہم [illegible] پر کیوں نہ اعتماد کریں یعنی تقدیر کے روبرو عمل [illegible] ہے جو قسمت میں ہے سو ہو گا تو حضرتؐ نے جواب میں فرمایا کہ عمل کئے جاؤ سو اسطے کہ ہر ایک آدمی کو وہی سہج [illegible] معلوم ہو گا جس کے واسطے وہ

لہ امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان "یقولون لئن رجعنا الی المدینۃ" کی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔
سلہ 〃 〃 〃 〃 〃 "سورۂ مطففین کی تفسیر" میں ذکر کیا ہے

(چشتی)

فَسَيُيَسِّرُ لِعَمَلِ الشَّقَاوَةِ ثُمَّ قَرَأَ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى اِلٰى قَوْلِهٖ لِلْعُسْرٰى۔

پیدا کیا گیا تو جو اہلِ سعادت یعنی نیکبختوں سے ہوگا تو وہ شتابی نیک کام کے واسطے مستعد ہوجائیگا اور جو اہلِ شقاوت یعنی بدبختوں سے ہوگا تو وہ شتابی سے بدکام پر تیار ہوجائے گا پھر حضرتؐ نے اپنے اس کلام کی قرآن سے سند پڑھی کہ خدا فرماتا ہے سو جس نے خیرات کی اور ڈرا اور بہتر دین یعنی اسلام کو سچا جانا سو اس پر ہم آسان کر دینگے نیکی کرنا اور جو بخیل ہوا اور بے پروا بنا اور نیک دین کو اس نے جھوٹا جانا تو اس پر ہم آسان کر دینگے کفر کی سخت راہ۔

ف اصحاب یہ سمجھے تھے کہ تقدیر کے روبرو عمل بے فائدہ چیز ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم غلط سمجھے ہو عمل کرنا تقدیر کے مخالف نہیں اس واسطے کہ خدا نے عالم میں چیز کو پیدا کیا اور ایک کو دوسرے سے ربط دیا اور موافق اپنی حکمت کے بعضی چیز کو بعضی چیز کا سبب ٹھہرایا جیسے آنکھ ہے سبب بینائی کا اور کان سبب ہے شنوائی کا اور زہر سبب ہے موت کا۔ اسی طرح نیک عمل سبب ہے بہشت اور بدعمل سبب ہے دوزخ کا تو معلوم ہوا کہ عمل کرنا مخالف تقدیر کے نہیں۔ اسی طرح رزق مقدر ہے اور کسب کرنا اس کا سبب ہے اور کوئی اس کو مخالف تقدیر کے نہیں جانتا۔ غرض کہ مسلمان کو تقدیر کا ایمان لانا واجب ہے اور اس میں بحث اور گفتگو کرنا حرام ہے کہ آدمی کی ضعیف عقل تقدیر کا بھید نہیں سمجھ سکتی اکثر بہک جاتی ہے۔ کسی نے علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تقدیر کا حال پوچھا فرمایا کہ اندھیری رات کو سمندر میں مت بیٹھ یعنی تقدیر کی حقیقت دریافت کرنا آدمی کا مقدور نہیں۔

## سورۂ اقرأ

### ابوجہل اگر کعبہ میں حضورؐ کے ساتھ گستاخی کرتا تو فرشتے پکڑ لیتے

(۲۱۴۲) خ ابْنُ عَبَّاسٍ لَوْ فَعَلَهٗ لَاَخَذَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَعْنِيْ اَبَا جَهْلٍ لَمَّا قَالَ اِنْ رَاَيْتُ مُحَمَّدًا يُصَلِّيْ عِنْدَ الْكَعْبَةِ لَاَطَاَنَّ عَلٰى رَقَبَتِهٖ۔

بخاری میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر وہ بے ادبی کرتا تو اس کو فرشتے پکڑ لیتے یعنی ابوجہل کو جب کہ اس نے کہا تھا کہ اگر میں نے محمدؐ کو کعبے کے پاس نماز پڑھتے دیکھا تو اس کی گردن کچل ڈالوں گا۔

ف اس کا مفصل قصہ بیان ہوچکا۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۶۴۱ حدیث ۱۹۸۵۔

### سورۂ لم یکن الذین کفروا من اہل الکتاب کی تفسیر

(۲۱۴۳) ق اَنَسٌ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اَقْرَاَ عَلَيْكَ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قَالَهٗ لِاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فَقَالَ اُبَيٌّ وَسَمَّانِيْ قَالَ نَعَمْ فَبَكٰى۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے ابی بن کعبؓ سے فرمایا کہ خدا نے مجھ کو حکم کیا ہے کہ میں تیرے آگے لم یکن الذین کفروا کی سورت پڑھوں۔ سو ابی بن کعبؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا خدا نے میرا نام لیا ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ ہاں۔ پھر ابی بن کعب خوشی کے مارے رونے لگے۔

ف ابی بن کعبؓ انصاری صحابی ہیں قرآن کے بڑے قاری۔ سو حضرتؐ نے ان کی استادی سند کر دی تاکہ اور

مسلمان ان کو استاد جان کر اُن سے قرآن سیکھیں۔ اس حدیث سے ان کی بڑی بزرگی ثابت ہوئی۔

## سورۂ اِنَّا اَعطَینٰکَ الکَوثَر کی تفسیر

(۲۱۴۴) ق اَنَسٌ اَتَیتُ عَلٰی نَھرٍ حَافَتَاہُ قِبَابُ اللُّؤلُؤِ المُجَوَّفِ فَقُلتُ مَا ھٰذَا یَا جِبرِیلُ قَالَ الکَوثَرُ۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں ایک نہر پر گیا اس کے دونوں کناروں پر پولے موتیوں کے خیمے ہیں تو میں نے جبرئیلؑ سے کہا کہ یہ کیا ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ حوض کوثر ہے۔

## بندہ کا اپنے خدا کو جھٹلانا کیونکر ہے

(۲۱۴۵) خ اَبُو ھُرَیرَۃَ کَذَّبَنِی ابنُ اٰدَمَ وَلَم یَکُن لَہٗ ذٰلِکَ وَشَتَمَنِی وَلَم یَکُن لَہٗ ذٰلِکَ فَاَمَّا تَکذِیبُہٗ اِیَّایَ فَقَولُہٗ لَن یُّعِیدَنِی کَمَا بَدَاَنِی وَلَیسَ اَوَّلُ الخَلقِ بِاَھوَنَ عَلَیَّ مِن اِعَادَتِہٖ وَاَمَّا شَتمُہٗ اِیَّایَ فَقَولُہٗ اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا وَّاَنَا الاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِی لَم یَلِد وَلَم یُولَد وَلَم یَکُن لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ [1]

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا خدا فرماتا ہے کہ آدم کے بیٹے نے مجھ کو جھٹلایا اور اس کو یہ لازم نہ تھا اور مجھ کو گالی دی اور اس کو یہ لائق نہ تھا سو میرا جھٹلانا تو اس کے قول میں ہے کہ کہتا ہے کہ خدا مجھ کو کبھی دوسری بار نہ بناویگا جیسے اس نے اول بار مجھ کو بنایا اور حالانکہ اول بار کا بنانا مجھ پر بہت آسان نہیں دوسری بار کے بنانے سے یعنی دونوں بار کا بنانا مجھ کو برابر ہے اور یہ نہیں کہ اول بار کا بنانا تو آسان ہوا اور دوسری بار کا مشکل اور مجھکو گالی دینا تو اس قول میں ہے کہ بندہ کہتا ہے کہ خدا نے بیٹا لیا اور حالانکہ میں تو ویسا اکیلا پاک ہوں جو نہ کسی کو جنا نہ کسی سے جنا اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔

ف خدا نے قرآن میں خبر دی کہ قیامت ہوگی مردے دوسری بار پیدا ہوں گے اور عرب کے کافر اس کا انکار کرتے تھے تو اس واسطے اس کو تکذیب کہا اور گالی سے مراد عیب گوئی ہے نصاریٰ کہتے ہیں کہ عیسیٰؑ خدا کا بیٹا ہے اور یہود عزیرؑ کو بیٹا کہتے ہیں اور عرب کے کافر فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔

## زُہد

## دنیا مسلمان کیلئے بمنزلہ قیدخانہ اور کافر کیلئے بمنزلہ جنت ہے

(۲۱۴۶) م ابنُ عُمَرَ اَلدُّنیَا سِجنُ المُؤمِنِ وَجَنَّۃُ الکَافِرِ۔ [2] [3]

مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ دنیا ایماندار کا قیدخانہ ہے اور کافر کی بہشت۔

ف دنیا ایماندار کا قیدخانہ ہے کئی طرح سے۔ اول تو یہ کہ اگرچہ مومن بادشاہ ہو لیکن دنیا فنا اور تشویش [illegible] دوسرے یہ کہ گناہ میں گرفتار ہو جانے کا ڈر اور خاتمے کا کھٹکا اور عذاب قبر اور قیامت کے حساب کتاب کا خوف [illegible] ہر دم سامنے موجود ہے تو اس کو زندگی کا لطف کہاں۔ تیسرے یہ کہ ادنیٰ ایماندار کا مکان بہشت میں تمام دنیا کا دہ چند ہوگا تو اس کی بہ نسبت دنیا قیدخانہ ہے اور کافر کے حق میں دنیا اس واسطے بہشت ٹھہری کہ اس کو آخرت کا ایمان نہیں وہ

---

[1] سورۂ قل ھو اللہ احد کی تفسیر۔

[2] دنیا نے بے رغبتی۔

[3] یہ حدیث صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضرت ابن عمرؓ سے نہیں حبشی۔

جانور کی طرح بے قید رہتا ہے بلا خوف عیش کرتا ہے جس طرح دنیا کو پاتا ہے جمع کرتا ہے علاوہ اس کے اصلی مکان کافر کا دوزخ ہے تو اس کی مصیبت اور عذاب کے روبرو دنیا کی زندگی اگرچہ کمال تکلیف سے گذرتی ہو بہشت کے برابر ہے۔

## دنیا اللہ کے نزدیک مردار سے بھی زیادہ ذلیل ہے

(۲۱۴۷) م جَابِرٌ اَیُّکُمْ یُحِبُّ اَنَّ هٰذَا لَهُ بِدِرْهَمٍ یَعْنِیْ جَدْیًا اَسَكَّ مَیِّتًا فَقَالُوْا مَا نُحِبُّ اَنَّهُ لَنَا بِشَیْءٍ وَمَا نَصْنَعُ بِهٖ قَالَ تُحِبُّوْنَ اَنَّهُ لَكُمْ قَالُوْا وَاللّٰهِ لَوْ كَانَ حَیًّا كَانَ عَیْبًا فِیْهِ اَنَّهُ اَسَكُّ فَكَیْفَ وَهُوَ مَیِّتٌ فَقَالَ وَاللّٰهِ الدُّنْیَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذَا عَلَیْكُمْ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا تم میں سے کون چاہتا ہے کہ یہ بھیڑ کا بچہ مردہ چھوٹے کان والا اس کو ایک درم کے بدلے ملے پھر حضرتؐ نے اس کا کان پکڑا تو ہم نے کہا کہ ہم نہیں چاہتے کہ یہ ہم کو کوئی چیز دیکر ملے اور ہم کیا کریں گے اس کو حضرتؐ نے فرمایا کیا چاہتے ہو کہ یہ ہم کو ملے اصحاب نے کہا خدا کی قسم اگر زندہ ہوتا تو اس میں عیب تھا کہ اس کے کان نہایت چھوٹے ہیں سو اب تو بھلا کیونکر ناچیز نہ ہو کہ اس میں جان نہیں پھر حضرتؐ نے فرمایا خدا کی قسم مقرر دنیا خدا کے نزدیک اس سے زیادہ تر ذلیل اور خوار ہے۔

ف یعنی اگر تم مردار سے پرہیز کرتے ہو تو دنیا سے زیادہ ترکنارہ کرو اس واسطے کہ دنیا خدا کے نزدیک مردار سے بھی زیادہ تر ذلیل اور ناپاک ہے۔

## ذخیرہ اندوزی کی ممانعت اور خیرات کی ترغیب

(۲۱۴۸) م عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ الشِّخِّیْرِ یَقُوْلُ ابْنُ اٰدَمَ مَالِیْ مَالِیْ وَهَلْ لَكَ مِنْ مَالِكَ اِلَّا مَا اَكَلْتَ فَاَفْنَیْتَ اَوْ لَبِسْتَ فَاَبْلَیْتَ اَوْ تَصَدَّقْتَ فَاَمْضَیْتَ۔ [۱]

مسلم میں عبداللہ بن شخیرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ آدمی کہتا ہے یہ میرا مال ہے یہ میرا مال ہے اور تجھ کو اپنے مال سے کیا فائدہ مگر جتنا کہ تو نے کھایا سو مٹایا یا کہ پہنا سو گلایا، یا کہ تو نے راہ خدا میں خیرات کیا سو بچایا یعنی آخرت کا ذخیرہ کیا وہی کام آئے گا۔

انسان کا مال وہ ہے جو وہ خدا کی راہ میں خرچ کر گیا۔

ف یعنی تیرا مال حقیقت میں وہی ہے جو تیرے کام آئے خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں مگر جو مال دنیا کے کھانے پہننے میں خرچ ہوا وہ تو فنا ہوا صرف خیرات کو بقا ہے جو آخرت میں کام آئے گی تو عقل کو لازم ہے کہ خیرات کو مقدم جانے دنیا میں مال جمع کرنے کی نیت نہ رکھے کہ اس کو غیر اڑاتے ہیں۔

(۲۱۴۹) م اَبُوْ هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ الْعَبْدُ مَالِیْ مَالِیْ وَاِنَّمَا لَهٗ مِنْ مَالِهٖ ثَلٰثٌ مَا اَكَلَ فَاَفْنٰى اَوْ لَبِسَ فَاَبْلٰى اَوْ اَعْطٰى فَاَقْتَنٰى وَمَا سِوٰى ذٰلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ وَتَارِكُهٗ لِلنَّاسِ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بندہ کہتا ہے کہ یہ میرا مال ہے یہ میرا مال ہے اور اس کو تو اپنے مال میں تین ہی فائدے ہیں جو کھایا سو مٹایا یا کہ پہنا سو گلایا، یا کہ راہ خدا میں دیا سو آخرت کا ذخیرہ کیا اور اس کے سوائے تو وہ جانے والا ہے اور لوگوں کے واسطے چھوڑنے والا ہے یعنی باقی رہے مال سے اس کو کچھ فائدہ نہیں۔

[۱] امام مسلمؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "انسان کو مال و دولت کی وجہ سے ذات باری سے بے پرواہ نہ ہونا چاہئے" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

## مردہ قبر میں اپنے ساتھ صرف اپنا عمل لیجاتا ہے

(۲۱۵۰) ق انسؓ یَتْبَعُ الْمَیِّتَ ثَلٰثَۃٌ اَھْلُہٗ وَمَالُہٗ وَعَمَلُہٗ فَیَرْجِعُ اثْنَانِ وَ یَبْقٰی وَاحِدٌ یَرْجِعُ اَھْلُہٗ وَمَالُہٗ وَیَبْقٰی عَمَلُہٗ۔ [له]

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ پیچھے لگی جاتی ہیں مردے کے تین چیزیں اس کے قرابتی لوگ اور مال اور عمل سو دو پلٹ آتی ہیں اور ایک رہ جاتی ہے قرابتی لوگ اور مال تو پلٹ آتے ہیں اور اس کا عمل اس کے ساتھ رہ جاتا ہے۔

مال اور اولاد کی مثال قبر میں عمل کے سوائے کوئی غمخوار نہیں۔

ف اس حدیث کا مطلب اس مثال سے خوب واضح ہوتا ہے کہ مثلاً ایک شخص کے تین دوست ہیں ان میں سے ایک تو سب سے زیادہ پیارا معتمد دوست جس کے واسطے یہ شخص شب و روز جان نثار رہا کرتا تھا اور دوسرا دوست اس سے کم مگر تیسرے سے زیادہ محبوب۔ اور تیسرا دوست دونوں سے کمتر۔ سو جب اس شخص کی حاکم نے بنظر قہر طلبی کی تو یہ اول اپنے بڑے معتمد دوست کے پاس گیا کہ میری اس مصیبت میں ساتھ دیوے سو وہ اپنے گھر سے بھی باہر نہ نکلا اور اس نے صاف جواب دیا تب یہ لاچار ہو کر دوسرے متوسط دوست کے پاس گیا اس نے کہا کہ چل میں تیرے ساتھ حاکم کے دروازے تک چلتا ہوں مگر اندر نہ جاؤں گا پھر یہ تیسرے دوست کے پاس گیا جس سے گاہ گاہ ملاقات ہوتی تھی اس نے کہا خاطر جمع رکھ میں تیرے ساتھ چلوں گا اور تجھ کو آفت سے بچاؤں گا سو آدمی کا سب سے بڑا محبوب مال ہے کہ مرنے کے بعد گھر میں رہ جاتا ہے اور متوسط دوست قرابتی لوگ ہیں جو قبر تک مردے کو پہنچا دیتے ہیں اور کمتر دوست اعمال ہیں جو میت کے ساتھ قبر میں جاتے ہیں اور اس کو عذاب الٰہی سے بچاتے ہیں۔ سبحان اللہ عجب حیرت کا مقام ہے کہ جانی دوست تو وقت پڑے پر آنکھ چراویں اور صورت آشنا مصیبت میں کام آئیں۔ آدمی کیسا نادان ہے کہ دوست اور دشمن کو نہیں پہچانتا اور انجام کار سے غافل ہو کر بے وفا اور بے مروتوں کے پیچھے اپنی عمر عزیز کو تباہ کرتا ہے ؎

مال و اولاد نرے قبر میں جانے کے نہیں — تجھ کو دوزخ کی مصیبت سے چھڑانے کے نہیں
جز عمل گور میں کوئی بھی ترا یار نہیں — کیا قیامت ہے کہ تو اس سے خبردار نہیں

## دنیا کی محبت میں ایک دوسرے سے سبقت نہ کرنا چاہیے

(۲۱۵۱) ق عمرو بن عوفؓ اَبْشِرُوْا وَ اَمِّلُوْا مَا یَسُرُّکُمْ فَوَاللّٰہِ مَا الْفَقْرَ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ وَلٰکِنِّیْ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ اَنْ تُبْسَطَ الدُّنْیَا عَلَیْکُمْ کَمَا بُسِطَتْ عَلٰی مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ فَتَنَافَسُوْھَا کَمَا تَنَافَسُوْھَا وَ تُھْلِکَکُمْ کَمَا اَھْلَکَتْھُمْ وَیُرْوٰی وَتُلْھِیَکُمْ کَمَا اَلْھَتْھُمْ۔

بخاری اور مسلم میں عمرو بن عوفؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خوش ہو اور امید رکھو اس کی جو تم کو خوش کرے یعنی فتح اسلام کی سو قسم خدا کی مجھ کو محتاجی کا تم پر ڈر نہیں ولیکن میں تم پر خوف کھاتا ہوں دنیا کی کشایش اور بہتایت سے جیسے اگلی امتوں پر کشایش ہوئی سو تم دنیا میں حرص اور حسد کرو جیسے انھوں نے کیا [illegible] کرے جیسے ان کو ہلاک کیا اور [illegible] دنیا تم کو غفلت میں ڈالے جیسا ان کو غفلت میں ڈالا۔

ف بحرین کے ملک سے حضرتؐ کے پاس مال آیا اس کو سن کے انصار لوگ صبح کی نماز پڑھ کے حضرتؐ کے سامنے ہوئے حضرتؐ مسکرائے اور فرمایا شاید کہ تم مال کی خبر سن کے آئے ہو انصار نے کہا ہاں۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی

له روایت مذکور کے الفاظ میں تقدم اور تاخر ہو گیا ہے۔ (چشتی)

اور فتح اسلام اور کثرتِ مال کی بشارت دی پھر کثرت مال کا فساد ارشاد فرمایا۔

(۲۱۵۲) م عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو اِذَا فُتِحَتْ عَلَيْكُمْ فَارِسُ وَالرُّوْمُ اَیُّ قَوْمٍ اَنْتُمْ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ نَقُوْلُ كَمَا اَمَرَنَا اللّٰهُ فَقَالَ اَوْ غَيْرُ ذٰلِكَ تَتَنَافَسُوْنَ ثُمَّ تَتَحَاسَدُوْنَ ثُمَّ تَتَدَابَرُوْنَ ثُمَّ تَتَبَاغَضُوْنَ اَوْ نَحْوُ ذٰلِكَ ثُمَّ تَنْطَلِقُوْنَ فِیْ مَسَاكِيْنِ الْمُهَاجِرِيْنَ فَتَحْمِلُوْنَ بَعْضَهُمْ عَلٰى رِقَابِ بَعْضٍ۔

مسلم میں عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تم پر فتح ہوگا ایران اور روم کا ملک تو کون قوم ہوگی یعنی شکرگذار ہوگی یا ناشکر کہا عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ہم شکرگذار ہوں گے کہیں گے جیسا ہم کو خدا نے حکم کیا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ یا اس کے سوا کہو گے یعنی شکرگذاری نہ کروگے بلکہ ہوس کروگے پھر آپس میں حسد کروگے پھر آپس میں ایک دوسرے کی جڑ کاٹوگے برادری کا حق نہ مانوگے پھر آپس میں بغض اور عداوت رکھوگے۔ راوی کو شک ہے کہ حضرتؐ نے یہ لفظ فرمائے یا اس کے مانند کوئی اور پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ پھر تم چلوگے غریب مہاجرین میں سو چڑھاؤگے ان کے بعضوں کو بعضوں کے گردنوں پر یعنی ایک کو دوسرے کے قابو میں کروگے یا ان کو تکلیف مالایطاق دوگے۔

فتح ایران و روم اور آئندہ کے واقعات کی پیشینگوئی

ف حضرتؐ نے اس حدیث میں روم اور ایران کے فتح ہونے کی آگے سے خبر دی اور زیادتی مال اور دولت کی خرابی اور فساد بیان کئے سو صدیقؓ اور فاروقؓ کی خلافت میں ان کے بندوبست سے کچھ فساد نہ ہوا حضرت عثمانؓ کی آخر خلافت میں مسلمانوں میں فساد شروع ہوا اور حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام کی خلافت میں زیادہ بڑھا پھر تو یزید اور مروان اور اس کی اولاد کی حکومت اور سلطنت میں مہاجرین اصحابؓ پر زیادتیاں اور جو جو فساد اور خرابیاں ہوئیں سارا عالم جانتا ہے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا یہ معجزہ ہوا حضرتؐ کا۔

## اپنے سے کمتر پر نظر رکھنا چاہئے برتر پر نہیں

(۲۱۵۳) ق اَبُوْ هُرَيْرَةَ اُنْظُرُوْا اِلٰى مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَلَا تَنْظُرُوْا اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ فَاِنَّهٗ اَجْدَرُ اَنْ لَّا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نظر کیا کرو ان کو جو تم سے کمتر ہیں اور نہ دیکھا کرو ان کو جو تم سے اونچے ہیں اس واسطے کہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے کہ نہ حقیر جانوگے خدا کی نعمت کو جو تم پر ہے۔

شکرگذاری کا فائدہ

ف یعنی جو لوگ تم سے مال اور صورت اور تندرستی اور ریاست میں کمتر ہوں ان کو خیال کیا کرو تاکہ خدا کا شکر تمہارے دل سے نکلے اور جو لوگ دنیا میں تم سے افضل ہوں ان کو نہ دیکھا کرو نہیں تو ناشکری زبان سے نکلے گی اور ناحق رنج ہوگا۔

## اللہ تعالیٰ پرہیزگار مالدار اور چھپ کر خیرات کرنیوالے بندہ کو پسند فرماتا ہے

(۲۱۵۴) م سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِیَّ الْغَنِیَّ الْخَفِیَّ۔ [1]

مسلم میں سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا دوست رکھتا ہے پرہیزگار مالدار چھپے گمنام بندے کو۔

ف یعنی مالداری کے ساتھ پرہیزگاری اور گمنامی اور گوشہ گیری مشکل چیز ہے اس واسطے خدا کو پسند ہے۔ جب اسلام میں فتنہ فساد پھیلا تو سعد بن ابی وقاصؓ صحابی نے شہر چھوڑا اپنے اونٹ بکریاں لیکر جنگل میں جا بسے۔ ان کے بیٹے نے کہا کہ تم جنگل میں کیوں جا بسے تب انھوں نے یہ حدیث پڑھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فساد کے وقت گوشہ گیری بہتر ہے۔

[1] امام مسلم نے حدیث مذکور کو عنوان "فتنہ کے زمانہ میں شہر میں رہنے کی تمنا کرنا چاہئے" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

## دیدارِ الٰہی کا بیان

(۲۱۵۵) م اَبُوْھُرَیْرَۃَ ھَلْ تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَۃِ الشَّمْسِ فِی الظَّھِیْرَۃِ لَیْسَتْ فِیْ سَحَابَۃٍ قَالُوْا لَا قَالَ فَھَلْ تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَۃِ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ لَیْسَ فِیْ سَحَابَۃٍ قَالُوْا لَا قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَۃِ رَبِّکُمْ اِلَّا کَمَا تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَۃِ اَحَدِھِمَا فَیَلْقَی الْعَبْدَ فَیَقُوْلُ اَیْ فُلْ اَلَمْ اُکْرِمْکَ وَاُسَوِّدْکَ وَاُزَوِّجْکَ وَاُسَخِّرْ لَکَ الْخَیْلَ وَالْاِبِلَ وَاَذَرْکَ تَرْاَسُ وَتَرْبَعُ فَیَقُوْلُ بَلٰی قَالَ فَیَقُوْلُ اَفَظَنَنْتَ اَنَّکَ مُلَاقِیَّ فَیَقُوْلُ لَا فَیَقُوْلُ فَاِنِّیْ قَدْ اَنْسَاکَ کَمَا نَسِیْتَنِیْ ثُمَّ یَلْقَی الثَّانِیَ فَیَقُوْلُ اَیْ فُلْ اَلَمْ اُکْرِمْکَ وَاُسَوِّدْکَ وَاُزَوِّجْکَ وَاُسَخِّرْ لَکَ الْخَیْلَ وَالْاِبِلَ وَاَذَرْکَ تَرْاَسُ وَتَرْبَعُ فَیَقُوْلُ بَلٰی اَیْ رَبِّ فَیَقُوْلُ اَفَظَنَنْتَ اَنَّکَ مُلَاقِیَّ فَیَقُوْلُ لَا فَیَقُوْلُ فَاِنِّیْ اَنْسَاکَ کَمَا نَسِیْتَنِیْ ثُمَّ یَلْقَی الثَّالِثَ فَیَقُوْلُ لَہٗ مِثْلَ ذٰلِکَ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ اٰمَنْتُ بِکَ وَبِکِتَابِکَ وَبِرُسُلِکَ وَصَلَّیْتُ وَصُمْتُ وَتَصَدَّقْتُ وَیُثْنِیْ بِخَیْرٍ مَا اسْتَطَاعَ فَیَقُوْلُ ھٰھُنَا اِذَنْ قَالَ ثُمَّ یُقَالُ الْاٰنَ نَبْعَثُ شَاھِدَنَا عَلَیْکَ وَیَتَفَکَّرُ فِیْ نَفْسِہٖ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْھَدُ عَلَیَّ فَیُخْتَمُ عَلٰی فِیْہِ وَیُقَالُ لِفَخِذِہٖ اِنْطِقِیْ فَتَنْطِقُ فَخِذُہٗ وَلَحْمُہٗ وَعِظَامُہٗ بِعَمَلِہٖ وَذٰلِکَ لِیُعْذِرَ مِنْ نَفْسِہٖ وَذٰلِکَ الْمُنَافِقُ وَذٰلِکَ الَّذِیْ یَسْخَطُ اللّٰہُ عَلَیْہِ۔ سلہ

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تم کو شک پڑتا ہے آفتاب کے دیکھنے میں ٹھیک دوپہر کو جبکہ بدلی نہ ہو۔ اصحابؓ نے کہا کہ نہیں حضرتؐ نے فرمایا سو کیا تم کو تردد ہوتا ہے چاند کے دیکھنے میں چودھویں رات کو جبکہ بدلی نہ ہو۔ اصحابؓ نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا حضرتؐ نے سو قسم ہے اس کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ تم کو اپنے ربّ کے دیدار میں شبہ اور اختلاف نہ ہوگا مگر جیسے سورج یا چاند کے دیکھنے میں یعنی جیسے چاند سورج کی رویت میں شک و شبہ نہیں ہوتا ویسے ہی خدا کی رویت میں شک و شبہ نہ ہوگا پھر حق تعالیٰ حساب کریگا بندے سے سو کہیگا کہ اے فلانے بندے بھلا میں نے تجھ کو کیا افضل المخلوقات نہیں کیا اور تجھ کو سردار نہیں بنایا اور تجھ کو تیرا جوڑا نہیں دیا اور گھوڑوں اور اونٹوں کو تیرا تابع نہیں کیا اور تجھ کو چھوڑا کہ تو اپنی قوم کی ریاست کرتا تھا اور چوتھ لیتا تھا تو بندہ کہیگا کہ سچ ہے حضرتؐ نے فرمایا تو حق تعالیٰ فرمائے گا بھلا تجھ کو معلوم تھا کہ تو مجھے ملیگا بندہ کہے گا کہ نہیں تو حق تعالیٰ فرمائے گا کہ اب ہم بھی تجھ کو بھولتے ہیں جیسے تو ہم کو بھولا پھر خدا دوسرے بندے سے حساب کریگا تو کہے گا کہ اے فلانے بھلا میں نے تجھ کو کیا افضل المخلوقات نہیں کیا اور تجھ کو سردار نہیں بنایا اور تجھ کو تیرا جوڑا نہیں دیا اور گھوڑوں اور اونٹوں کو تیرا تابع نہیں کیا اور تجھ کو چھوڑا کہ تو اپنی قوم کی ریاست کرتا تھا اور چوتھ لیتا تھا تو بندہ کہے گا کہ سچ ہے اے میرے رب پھر خدا فرمائے گا بھلا تجھ کو معلوم تھا کہ تو مجھ سے ملیگا تو بندہ کہے گا کہ نہیں پھر خدا فرمائے گا سو مقرر میں تجھ کو اب بھلاتا ہوں جیسے تو مجھ کو بھولا پھر تیسرے بندے سے حساب کریگا تو اس سے بھی اسی طرح فرمائیگا سو بندہ کہے گا اے رب کہ میں تیرا ایمان لایا اور تیری کتاب کا اور تیرے پیغمبروں کا اور میں نے نماز پڑھی اور روزہ رکھا اور زکوٰۃ اور صدقہ دیا اسی طرح اور نیک اعمال کو اپنی طرف نسبت کریگا جتنا کہ اس سے ہو سکے گا تو حق تعالیٰ فرمائیگا دیکھ یہیں تیرا جھوٹ ظاہر ہوا جاتا ہے حضرتؐ نے فرمایا پھر حکم ہوگا کہ اب ہم تیرے اوپر گواہ کھڑا کرتے ہیں بندہ اپنے جی میں سوچے گا کہ کون

سلہ امام مسلم نے حدیث مذکور کو عنوان "قیامت کے دن انسان کے ہاتھ پیر شہادت دیں گے" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

مجھ پر گواہی دیگا پھر اس کے مُنہ پر مہر ہوگی اور حکم ہوگا اس کی ران سے
کہ بول تو اس کی ران اور اس کا گوشت اور اس کی ہڈیاں اس کے عمل
پر بولیں گی اور یہ گواہی اس واسطے ہوگی تاکہ اس کا عذر باقی نہ رہے
اسی کی ذات کی گواہی سے اور یہ شخص منافق یعنی جھوٹا مسلمان
ہوگا اور اسی پر خدا زیادہ تر غضب کریگا۔

ف اس حدیث میں اول دیدار خدا کا ذکر کیا پھر دو کافروں کا جو قیامت کے حساب کتاب کے منکر ہیں پھر منافق کا
جو زبان سے اسلام کا اقرار کرے اور دل سے انکار یا شک رکھے۔

## حضورؐ کی زندگی کس طرح بسر ہوتی تھی

حضورؐ کا دعا فرمانا کہ میرے اہل و عیال کی روزی بقدر زیست عطا فرما

(۲۱۵۶) ق اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ محمدؐ کے اہلبیت کی روزی بقدر زیست کر۔

ف یعنی اتنی روزی دے جس میں حیات کی رمق باقی رہے مال کی زیادتی نہ ہو اس واسطے کہ کشائش رزق میں اکثر
غفلت ہوتی ہے اور صبر کا مرتبہ حاصل نہیں ہوتا چنانچہ حضرتؐ کی حیات میں ایسا ہی حال رہا اور حضرتؐ کے بعد حضرتؐ
کی بیبیاں حضرتؐ کی اولاد بھی اختیاری فقر کو لئے رہے۔ شمائل ترمذی میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ کے
انتقال تک حضرتؐ کے اہلبیت کا جو کی روٹی سے دو روز برابر پیٹ نہیں بھرا اور اسی کتاب میں عبداللہ بن عباسؓ سے
روایت ہے کہ حضرتؐ اور حضرتؐ کی بیبیاں دو دو تین تین رات سو رہتے تھے رات کا کھانا میسر نہ ہوتا تھا اور اسی
کتاب میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے زندگی بھر ایک دن میں دونوں وقت روٹی نہ کھائی اور
نہ کبھی دونوں وقت گوشت کھایا۔

(۲۱۵۷) م اَنَسٌ هَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّا اَضْحَكُ قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ مِنْ مُخَاطَبَةِ الْعَبْدِ رَبَّهٗ قَالَ يَارَبِّ اَلَمْ تُجِرْنِيْ مِنَ الظُّلْمِ قَالَ يَقُوْلُ بَلٰى قَالَ فَيَقُوْلُ فَاِنِّيْ لَآ اُجِيْزُ عَلٰى نَفْسِيْٓ اِلَّا شَاهِدًا مِّنِّيْ فَيَقُوْلُ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ شَهِيْدًا وَّبِالْكِرَامِ الْكَاتِبِيْنَ عَلَيْكَ شُهُوْدًا فَيُخْتَمُ عَلٰى فِيْهِ فَيُقَالُ لِاَرْكَانِهٖ انْطِقِيْ قَالَ فَتَنْطِقُ بِاَعْمَالِهٖ ثُمَّ يُخَلّٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْكَلَامِ فَيَقُوْلُ بُعْدًا لَّكُنَّ وَسُحْقًا فَعَنْكُنَّ كُنْتُ اُنَاضِلُ۔

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ میں کس واسطے ہنستا ہوں ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتا ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ بندے کی گفتگو سے جو اپنے رب سے کریگا مجھ کو ہنسی آتی ہے بندہ کہے گا کہ اے میرے رب کیا تو مجھ کو پناہ نہیں دے چکا ہے ظلم سے یعنی تو نے وعدہ کیا ہے کہ ظلم نہ کروں گا۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا جواب دیگا کہ ہاں ہم ظلم نہیں کرتے حضرتؐ نے فرمایا پھر بندہ کہے گا کہ میں اجازت نہیں دیتا اپنی جان پر مگر اپنی ذات کے گواہ سے یعنی مجھ پر اس وقت الزام ثابت ہوگا کہ جب میری ذات میں کوئی قصور کی دلیل ظاہر ہو اور گواہی دے غیر کی گواہی دینے کا مجھ کو اعتماد نہیں تو حق تعالیٰ فرمائے گا کہ تیری ذات ہی تجھ پر گواہ ہونے میں کفایت کرتی ہے اور تجھ پر کرام کاتبین کا گواہ ہونا کافی ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا پھر مہر ہوگی اس کے منہ پر پھر حکم ہوگا

اس کے ہاتھ پاؤں کو کہ بولو حضرت نے فرمایا تو اس کے بدکاموں کو ظاہر کریں گے پھر بندے کو کلام کی اجازت ہوگی تو بندہ اپنے ہاتھ پاؤں سے کہے گا کہ تم پر خدا کی مار پڑے میں تو تمہاری ہی طرف سے جھگڑا کرتا تھا یعنی تمہارا ہی بچانا دوزخ سے مجھ کو منظور تھا سو تم آپ ہی گناہ کا اقرار کر کے دوزخ میں گرتے ہو۔

## فقرائے مہاجرین کا جنت میں اغنیاء سے بہت پہلے جانے کا تذکرہ

(۲۱۵۸) م عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَمْرٍو اِنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِيْنَ يَسْبِقُوْنَ الْاَغْنِيَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَى الْجَنَّةِ بِاَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا۔

مسلم میں عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مفلس محتاج وطن چھوڑنے والے مالدار وطن چھوڑنے والوں سے قیامت کے دن چالیس برس پہلے بہشت میں جائیں گے۔

**ف** حضرتؐ کے اصحاب دو قسم تھے ایک مہاجرین دوسرے انصار۔ مہاجرین وہ ہیں جو مکہ فتح ہونے سے پہلے اپنے وطن چھوڑ کے اللہ کے واسطے مدینے میں حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انصار وہ ہیں جو مدینے کے رہنے والے تھے۔ سو مہاجرین انصار سے افضل ہیں اور مہاجرین میں محتاج افضل ہیں مالداروں سے۔ اس واسطے کہ محتاجوں نے پردیس میں محتاجی کے سبب خدا کے واسطے بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں اس واسطے وہ چالیس برس بہشت میں مالداروں سے پہلے جائیں گے دوسری حدیث میں آیا ہے کہ پانچسو برس پہلے بہشت میں جائیں گے۔ اس کا مطلب یہ کہ مہاجرین کے سوا اور مالدار مسلمانوں سے پانچسو برس پہلے جاویں گے تو دونوں حدیثوں میں کچھ خلاف نہ رہا۔

## اہل حجر کی زمین میں داخل ہونے کی ممانعت مگر روتے ہوئے

(۲۱۵۹) ق اِبْنُ عُمَرَ لَا تَدْخُلُوْا مَسَاكِنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مَا اَصَابَهُمْ اِلَّا اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم ان کے مکانوں میں جن لوگوں نے اپنی جان پر ظلم کیا کہیں تم پر نہ عذاب پڑے جیسا ان پر پڑا اگر وہاں خوف سے روتے جاؤ تو مضائقہ نہیں۔

**ف** بخاری اور مسلم میں ابو طلحہؓ سے روایت ہے کہ ہم ایکبار حضرتؐ کے ساتھ قوم ثمود کے ملک میں جس کا نام حجر ہے گذرے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی اور وہاں سے جلد نکل گئے اور وہاں کے پانی پینے سے منع کیا اور جس نے اس پانی سے آٹا گوندھا تھا اس کو پھکوا دیا معلوم ہوا کہ جس قوم پر عذاب ہوا وہاں قیامت تک خدا کی مار اور بے برکتی رہتی ہے۔ قوم ثمود میں حضرت صالحؑ پیغمبر تھے جب ان لوگوں نے پیغمبر کو نہ مانا تو ان پر عذاب آیا سب مر گئے ان کا مکان شام اور حجاز کے درمیان ہے۔

## مسکین اور یتیم پر احسان کرنا چاہیے

(۲۱۶۰) ق اَبُوْ هُرَيْرَةَ السَّاعِيْ عَلَى الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاَحْسِبُهٗ قَالَ كَالْقَائِمِ لَا يَفْتُرُ وَكَالصَّائِمِ لَا يُفْطِرُ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا جو بیوہ عورت اور محتاج آدمی کی حاجت روائی میں کوشش کرتا ہے وہ ثواب میں اس کے برابر ہے جو خدا کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔ ابوہریرہؓ نے کہا مجھ کو گمان پڑتا ہے کہ حضرتؐ نے یہ بھی فرمایا کہ وہ کوشش کرنے والا ثواب میں ایسا ہے جیسے تہجد کی نماز پڑھنے والا جس کی کبھی نماز نہ چھوٹے اور جیسے روزہ رکھنے والا جس کا کبھی روزہ نہ ٹوٹے۔

محتاجوں کی حاجت روائی

**ف** یعنی جو زکوٰۃ کا مال بیوہ عورت اور محتاج کے واسطے جمع رکھے یا خود اپنی کمائی سے ان کی خبرگیری کرے سامان کا کام کاج کر دے اس کو غازی اور ہمیشہ تہجد پڑھنے والے اور مدامی روزہ دار کے برابر ثواب ہے اس حدیث سے محتاجوں کی حاجت روائی کی عمدہ فضیلت ثابت ہوئی۔

## منافع میں سے تہائی مال خدا کی راہ میں خرچ کرنا چاہیے

(۲۱۶۱) م ابو هريرة بينا رجل بفلاة من الارض فسمع صوتا في سحابة اسق حديقة فلان فتنحى ذلك السحاب فافرغ ماءه في حرة فاذا شرجة من تلك الشراج قد استوعبت ذلك الماء كله فتتبع الماء فاذا رجل قائم في حديقته يحول الماء بمسحاته فقال يا عبد الله ما اسمك قال فلان للاسم الذي سمع في السحابة فقال له يا عبد الله لم تسألني عن اسمي فقال اني سمعت صوتا في السحاب الذي هذا ماؤه يقول اسق حديقة فلان لاسمك فما تصنع فيها قال اما اذا قلت هذا فاني انظر الى ما يخرج منها فاتصدق بثلثه واكل انا وعيالي ثلثا وارد فيها ثلثه۔

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ ایک مرد تھا ایک بیابان میں کسی زمین سے سو اس نے ایک آواز سنی بدلی میں کہ فلانے شخص کے باغ کو سینچ دے سو ایک طرف وہ بادل جھک پڑا پھر اپنا پانی ایک پتھریلی زمین میں اونڈیل دیا تو ایک جھیل وہاں کی جھیلوں سے لبالب ہو گئی سو وہ شخص برستے پانی کے پیچھے پیچھے گیا تو ناگاہ ایک مرد کو دیکھا کہ اپنے باغ میں کھڑا پانی کو اپنے پھاوڑے سے ادھر ادھر کرتا ہے سو اس نے باغ والے مرد سے کہا اے خدا کے بندے تیرا کیا نام ہے اس نے کہا فلانا نام ہے وہی نام جو بدلی میں سنا تھا سو باغ والے نے اس سے کہا کہ اے خدا کے بندے تو نے مجھ سے میرا نام کیوں پوچھا سو اس نے کہا میں نے اس بدلی میں آواز سنی جس کا یہ پانی ہے کوئی کہتا ہے کہ سینچ دے فلانے کے باغ کو تیرا نام لیکر سو تو اس باغ میں اس خدا کے احسان کی کس طرح شکر گذاری کریگا باغ والے نے کہا جبکہ تو نے یہ کہا تو اب میں البتہ دیکھتا ہوں گا اس کو جو باغ سے پیدا ہوگا سو اس کی ایک تہائی تو خیرات کروں گا اور ایک تہائی میرے لوگ اور میں کھاؤں گا اور تہائی اسی باغ کی مرمت میں خرچ کروں گا۔ [۱]

**ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ منافع سے تہائی مال خدا کی راہ میں خرچ کرنا مستحب ہے اور معلوم ہوا کہ فرشتے مینہ کو بموجب حکم الٰہی کے برساتے ہیں اور حکم نام اور نشان کے ساتھ ہوتا ہے کہ فلانے ملک فلانی جگہ فلانے کھیت اور باغ میں پانی برساؤ۔ اسی طرح سب دنیا کے کام حسب الحکم فرشتے کرتے ہیں تو مسلمان کو لازم ہے کہ جو نعمت اسکو ملے خواہ جان کی خواہ مال کی تو اپنے رب کی شکر گذاری کرے اس کو اتفاقی نہ جانے اپنے حق میں داد الٰہی سمجھے۔

## ریاکاری حرام ہے

(۲۱۶۲) م ابو هريرة انا اغنى الشركاء عن الشرك من عمل عملا اشرك فيه معي غيري تركته وشركه۔

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا خدا فرماتا ہے کہ میں بہ نسبت اور شریکوں کے نہایت بے پرواہ ہوں ساجھے سے جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں میرے ساتھ میرے غیر کو ملایا اور ساجھی کیا تو میں اس کو اور اس کے ساجھے کے کام کو چھوڑ دیتا ہوں۔

[۱] امام مسلم نے حدیث مذکور کو عنوان "مسافروں اور مسکینوں پر خرچ کرنے کی فضیلت" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

**ف** یعنی جو عبادت اور عمل دکھانے اور شہرت کے واسطے ہو وہ خدا کے نزدیک مقبول نہیں مردود ہے خدا اسی عبادت اور عمل کو مقبول کرتا ہے جو خدا ہی کے واسطے خالص ہو دوسرے کا اس میں کچھ بھی لگاؤ نہ ہو۔

## زبان کی حفاظت کا بیان

(۲۱۶۳) **م** اَبُوْسَعِیْدٍ وَّاَبُوْهُرَیْرَةَ اِنَّ الْعَبْدَ لَیَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَةِ یَنْزِلُ بِهَا فِی النَّارِ اَبْعَدَ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔

مسلم میں ابو سعیدؓ اور ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بیشک بندہ کوئی بات ایسی بولتا ہے کہ جس کے سبب سے دوزخ میں گر جاتا ہے اتنی دور سے بھی زیادہ جتنا مشرق اور مغرب میں فرق ہے۔

## دوسروں کو ہدایت کرنے اور خود عمل نہ کرنے کی سزا

(۲۱۶۴) **ق** اُسَامَةُ بْنُ زَیْدٍ یُؤْتٰی بِالرَّجُلِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَیُلْقٰی فِی النَّارِ فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُ بَطْنِهٖ فَیَدُوْرُ بِهَا کَمَا یَدُوْرُ الْحِمَارُ بِالرَّحٰی فَیَجْتَمِعُ اِلَیْهِ اَهْلُ النَّارِ فَیَقُوْلُوْنَ یَا فُلَانُ مَالَكَ اَلَمْ تَکُنْ تَاْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهٰی عَنِ الْمُنْکَرِ فَیَقُوْلُ بَلٰی کُنْتُ اٰمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا اٰتِیْهِ وَاَنْهٰی عَنِ الْمُنْکَرِ وَاٰتِیْهِ۔

بخاری اور مسلم میں اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ لایا جائیگا مرد قیامت کے دن سو ڈالا جائیگا دوزخ میں سو اسکے پیٹ سے آنتریاں نکل پڑیں گی سو ان کو لئے گھومتا پھریگا جیسے گدھا پن چکی کے گرد گھومتا ہے تو جمع ہوں گے اس کی طرف دوزخی لوگ سو کہیں گے اے فلانے تجھ کو کیا ہوا کیا تو نیک باتیں نہ بتلاتا تھا اور بد کاموں سے منع نہ کرتا تھا تو وہ کہے گا کہ کیوں نہیں میں نیک کام لوگوں کو بتلاتا تھا اور خود اس کو نہ کرتا تھا اور بد کام سے منع کرتا تھا لیکن خود کرتا تھا۔

**ف** اس حدیث میں واعظ بے عمل کی سزا مذکور ہے۔

## اپنے عیوب کو بیان کرنے کی ممانعت

(۲۱۶۵) **ق** اَبُوْهُرَیْرَةَ کُلُّ اُمَّتِیْ مُعَافًا اِلَّا الْمُجَاهِرُوْنَ وَاِنَّ مِنَ الْاِجْهَارِ اَنْ یَّعْمَلَ الْعَبْدُ بِاللَّیْلِ عَمَلًا ثُمَّ یُصْبِحُ قَدْ سَتَرَهٗ رَبُّهٗ فَیَقُوْلُ یَا فُلَانُ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ کَذَا وَکَذَا وَقَدْ بَاتَ یَسْتُرُهٗ رَبُّهٗ وَیُصْبِحُ یَکْشِفُ سِتْرَ اللّٰهِ عَنْهُ۔[۱]

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ سب میری امت کے گناہ معاف ہوں گے مگر ان کے گناہ معاف نہیں ہوں گے جو اپنے پوشیدہ گناہوں کو ظاہر کرتے ہیں اور البتہ یہ بات بھی اظہار میں داخل ہے کہ بندہ رات کو کوئی برا کام کرے پھر اس کو صبح اس حالت میں ہو کہ اس کے رب نے اس گناہ کو چھپا ڈالا ہو سو وہ شخص خود یوں کہے کہ او میاں فلانے میں نے رات کو ایسا ایسا کام کیا رات کو اسکے رب نے گناہ پر پردہ ڈالا اور وہ صبح کو خدا کے پردہ کو کھولتا ہے

**ف** پوشیدہ گناہ کو لوگوں سے ظاہر کرنا ایسا سخت گناہ کبیرہ ہے کہ معاف نہ ہوگا اس واسطے کہ اس میں گناہ پر جرأت اور بے پروائی ثابت ہوتی ہے اور صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ظاہر کرنے والا خدا سے نہیں ڈرتا اور یہ جو بعضے نادان کہتے ہیں او صاحب جس کا خدا سے پردہ نہیں اس کا آدمی سے پردہ کرنا کیا ضرور ہے سو غلط سمجھے ہیں کہ اگر وہ شرماتا اور ظاہر نہ کرتا تو البتہ خدا اس کی پردہ پوشی کرتا اور جبکہ اس نے بیحیا بن کر خود اپنا پردہ فاش کیا تو مغفرت اور پردہ پوشی کے لائق نہ رہا اور حدیث میں آیا ہے کہ پوشیدہ گناہ کی پوشیدہ توبہ کرے اور ظاہر گناہ کی ظاہر ہو کر توبہ کرے تاکہ نیک لوگ

[۱] صحیح مسلم میں معافاۃ کا لفظ مروی ہے۔ (حشتی)

خوش ہو کر اس کی توبہ کے گواہ ہوں یا اور گنہگار اس کو دیکھ کر توبہ پر مستعد ہوں۔

## جمائی آئے تو کیا کرنا چاہیے

(۲۱۶۶) م ابو موسیٰ اِذَا عَطَسَ اَحَدُکُمْ فَحَمِدَ اللّٰہَ فَشَمِّتُوْہُ فَاِنْ لَّمْ یَحْمِدِ اللّٰہَ فَلَا تُشَمِّتُوْہُ۔ ؎۱

مسلم میں ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کوئی چھینکے پھر الحمد للہ کہے تو اس کو نیک دعا دو یعنی یرحمک اللہ کہو اور اگر الحمد للہ نہ کہے تو اس کو مت دعا دو۔

(۲۱۶۷) م ابو سعید اِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیُمْسِكْ بِیَدِهٖ عَلٰی فِیْهِ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَدْخُلُ۔

مسلم میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی جمائی لیوے تو اپنے منہ کو اپنے ہاتھ سے بند کر لیا کرے اس واسطے کہ شیطان گھس جاتا ہے۔

**ف** شیطان فرمایا موذی چیز کو جیسے مکھی اور مچھر اور گرد وغبار کہ جمائی لیتے اکثر ان میں سے کوئی چیز منہ کے اندر گھس جاتی ہے یا سچ مچ شیطان ہی گھس جاتا ہو اس واسطے کہ جمائی بہت پیٹ بھرنے میں آتی ہے اور بدن میں سستی لاتی ہے اسوقت عبادت بخوبی نہیں ہو سکتی یہی اثر ہے شیطان کا۔

(۲۱۶۸) ق ابو ھریرۃ اَلتَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّیْطَانِ فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیَکْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ۔

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جمائی شیطان کے اثر سے ہے سو جو کوئی تم میں سے جمائی لیوے تو چاہیے کہ اس کو دبا دے جتنا کہ اس سے ہو سکے۔

## رقاق کی متفرق احادیث

فرشتوں جنوں اور آدم کی پیدائش

(۲۱۶۹) م عائشۃ خُلِقَتِ الْمَلٰٓئِکَةُ مِنْ نُّوْرٍ وَّخُلِقَ الْجَآنُّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ وَّخُلِقَ اٰدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَکُمْ۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ پیدا کیے گئے فرشتے نور سے اور جن آگ کی لو سے اور آدم پیدا ہوئے اس سے جس کا تم سے قرآن میں بیان ہوا یعنی مٹی سے۔

بنی اسرائیل کا گروہ مسخ ہو کر شاید چوہا بن گیا

(۲۱۷۰) ق ابو ھریرۃ فُقِدَتْ اُمَّةٌ مِّنْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ لَا یُدْرٰی مَا فَعَلَتْ وَلَا اُرَاهَا اِلَّا الْفَارَ اِذَا وُضِعَ لَهَا اَلْبَانُ الْاِبِلِ لَمْ تَشْرَبْ وَاِذَا وُضِعَ لَهَا اَلْبَانُ الشَّآءِ شَرِبَتْ۔

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کا ایک گروہ مسخ ہو گیا نہیں معلوم کون صورت ہو گئی اور نظر سوائے چوہے کے کوئی میرے خیال میں نہیں آتا جب چوہے کے آگے اونٹ کا دودھ رکھیے تو نہ پیے اور جب اس کے آگے بکریوں کا دودھ رکھیے تو پی لے

**ف** یعنی بنی اسرائیل اونٹ کا دودھ نہ پیتے تھے تو اس قرینے سے فرمایا کہ وہ لوگ چوہے کی صورت پر مسخ ہو گئے اس واسطے کہ چوہا بھی اونٹ کا دودھ نہیں پیتا۔

مومن کے حق میں ہر حال بہتر ہے خوشی بھی رنج بھی۔

(۲۱۷۱) م صهیب بن سنان عَجَبًا لِّاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَهٗ کُلَّهٗ لَهٗ خَیْرٌ وَّلَیْسَ ذٰلِكَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّآءُ شَکَرَ فَکَانَ خَیْرًا لَّهٗ وَاِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّآءُ صَبَرَ فَکَانَ خَیْرًا لَّهٗ۔

مسلم میں صہیب بن سنانؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ طرفہ ماجرا ہے مومن کا مقدر اس کا حال اس کے واسطے بہتر ہے اور یہ بات کسی کو حاصل نہیں سوائے مومن کے اگر اس کو خوشی ہو شکر کرے تو شکر گذاری اس کے حق میں بہتر ہو اور اگر اس کو رنج اور تکلیف ہو صبر کرے تو بھی اس کے حق میں بہتر ہے۔

؎۱ امام مسلم نے عنوانِ مذکور کی حدیثوں کو عنوان "چھینک کا جواب دینا چاہیے" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

ف یعنی مومن کا کسی طرح نقصان نہیں خوشی میں شکرگزاری سے نعمت زیادہ ملے اور ثواب پائے اور غم میں صبر کے سبب خدا کا مقبول ہو اور بے حساب ثواب ملے اور کافر کو یہ بات حاصل نہیں نہ خوشی میں اسکی نظر خدا کی طرف ہوتی ہے نہ غم میں۔

## تعریف میں مبالغہ کرنے کی ممانعت

(۲۱۷۲) ق ابو ھریرۃ لقد اھلکتم او قطعتم ظھر الرجل یعنی المطری فی المدحۃ۔ [۱]

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ تم نے تو ہلاک کر ڈالا یا یوں فرمایا کہ تم نے تو اس مرد کی پیٹھ کاٹ ڈالی۔ یہ اس شخص سے فرمایا جس نے دوسرے شخص کی بیحد تعریف کی۔

المطری

ف حضرتؐ نے ایک شخص کو سنا کہ دوسرے شخص کی تعریف اور توصیف بڑھ بڑھ کے کرتا ہے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی بمبالغہ روبرو تعریف کرنا نہایت بدبات ہے کہ آدمی اپنی تعریف سنکر گھمنڈ میں آتا ہے اور آپ کو بہتر سمجھ کے تحصیل کمالات سے محروم رہتا ہے۔

(۲۱۷۳) م المقداد احثوا فی وجوہ المداحین التراب۔

مسلم میں مقدادؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تعریف کرنیوالوں کے مونہوں میں خاک جھونکو یعنی کچھ نہ دو۔

مدح جائز اور ناجائز کی تفصیل

ف یعنی مدح اور تعریف اکثر مبالغہ اور جھوٹ سے خالی نہیں ہوتی تو ان کو کچھ مت دو تاکہ دوبارہ جھوٹ بولنے کا قصد نہ کریں اور تاکہ تم اپنی مدح سن کر مغرور نہ ہو۔ اگر کوئی کہے کہ حضرتؐ نے اپنے مداحوں کو انعام دیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرتؐ کی جو مدح تھی سو سب سچ تھی اور اس میں ثواب تھا بخلاف اوروں کی مدح کے کہ ہرگز مبالغہ سے خالی نہیں۔ اس حدیث میں اس مداح کی مذمت ہے جس نے مداحی کو اپنی روزی کا پیشہ مقرر کیا اور اگر کوئی شخص کسی دیندار شخص کی سچی مدح بے طمع دنیا کے کرے تو درست ہے تاکہ اور لوگ ممدوح کے نیک عمل میں اقتدا کریں غرض کہ وہی مدح درست نہیں جس میں طمع دنیا ہو یا جھوٹ۔

(۲۱۷۴) ق ابو بکرۃ ویحک قطعت عنق صاحبک ویحک قطعت عنق صاحبک قالہ مرارا۔

بخاری اور مسلم میں ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہائے تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹی ہائے تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹی یہ حضرتؐ نے کئی بار فرمایا۔

ف ایک شخص نے دوسرے شخص کے سامنے تعریف کی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی تعریف آدمی کے حق میں زہر ہے کہ وہ غرور میں آجاتا ہے کہ میں ایسا ہوں اور جب غرور آیا تو کمالات حاصل کرنے سے بے نصیب رہا۔

## ابتدائے اسلام میں صرف قرآن لکھنے کی اجازت تھی

(۲۱۷۵) ق ابو سعید لا تکتبوا عنی و من کتب عنی غیر القرآن فلیمحہ و حدثوا عنی ولا تکذبوا علی ھذا حدیث منسوخ صدرہ۔ [۲]

بخاری اور مسلم میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے [illegible] لکھو میری حدیث کو سو جس نے مجھ سے سن کر سوائے قرآن کے جو لکھا ہو سو اس کو مٹ ڈالے اور حدیث نقل کرو مجھ سے یعنی جو بات مجھ سے سنو وہ لوگوں کو سکھاؤ اور مجھ پر جھوٹ نہ باندھو۔ کہا صنعانی

مذہب اسلام کے نظم و نسق کا بیان اور یہود و نصاریٰ کی تحریف کا ذکر

---

[۱] حدیث مذکور مسلم میں حضرت ابو موسیٰؓ سے مروی ہے حضرت ابوہریرہؓ سے نہیں ہے — [۲] روایت مذکورہ کے الفاظ مسلم کی روایت کے مطابق نہیں امام مسلم نے حدیث مذکور کو عنوان "حدیث کو وقار کے ساتھ بیان کرنا چاہیے" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

اس کتاب والے نے کہ اس حدیث کا اول مضمون یعنی حدیث کے
لکھنے کو منع فرمانا منسوخ ہے۔

❁ ❁ ❁

**ف** اصحاب قرآن اور حدیث کو ایک کاغذ میں لکھتے تھے حضرت ڈرے کہ کہیں قرآن اور حدیث ناواقفوں کے نزدیک نہ مل جائے یا اشتباہ پڑے کہ قرآن کے الفاظ کون سے ہیں اور حدیث کے کون۔ اسواسطے حضرت نے حدیث کا لکھنا منع کیا جب قرآن لوگوں میں خوب مشہور ہوگیا اور اشتباہ کا شبہ جاتا رہا تو حدیث لکھنے کی بھی اجازت دی چنانچہ ابوہریرہؓ کی حدیث اس کتاب میں ہو چکی کہ حضرتؐ نے ابوشاہ یمنی کو حدیث لکھوادی۔ یہ بندوبست جو دینِ محمدی میں ہے کسی دین میں نہیں کہ خدا کا کلام علیحدہ اور حدیث پیغمبر کی علیحدہ پھر حدیث کے مراتب بھی جدا جدا صحیح علیحدہ حَسَن علیحدہ ضعیف علیحدہ اور صحابہ کے اقوال جدا بخلاف یہود اور نصاریٰ کے کہ ان کی کتابوں میں عجب گھول میل اور آمیزش ہے چنانچہ ان کی توریت اور انجیل میں خدا کا کلام اور پیغمبر کا کلام بلکہ ان کے اصحاب اور راویوں کا کلام ایسا مخلوط ہے کہ عاقل متحیر ہوتا ہے گویا تاریخ کی کتابیں ہیں صرف آسمانی کلام نہیں۔

## اصحاب اخدود (کھائیوں والے) کا تذکرہ

(۲۱۷۶) ○ صُهَيْبٌ كَانَ مَلِكٌ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ وَكَانَ لَهُ سَاحِرٌ فَلَمَّا كَبِرَ قَالَ لِلْمَلِكِ إِنِّي قَدْ كَبِرْتُ فَابْعَثْ إِلَيَّ غُلَامًا أُعَلِّمْهُ السِّحْرَ فَبَعَثَ إِلَيْهِ غُلَامًا يُعَلِّمُهُ فَكَانَ فِي طَرِيقِهِ إِذَا سَلَكَ رَاهِبٌ فَقَعَدَ إِلَيْهِ وَسَمِعَ كَلَامَهُ فَأَعْجَبَهُ فَكَانَ إِذَا أَتَى السَّاحِرَ مَرَّ بِالرَّاهِبِ وَقَعَدَ إِلَيْهِ فَإِذَا أَتَى السَّاحِرَ ضَرَبَهُ فَشَكَى ذَلِكَ إِلَى الرَّاهِبِ فَقَالَ إِذَا خَشِيتَ السَّاحِرَ فَقُلْ حَبَسَنِي أَهْلِي وَإِذَا خَشِيتَ أَهْلَكَ فَقُلْ حَبَسَنِي السَّاحِرُ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ أَتَى عَلَى دَابَّةٍ عَظِيمَةٍ قَدْ حَبَسَتِ النَّاسَ فَقَالَ الْيَوْمَ أَعْلَمُ السَّاحِرُ أَفْضَلُ أَمِ الرَّاهِبُ أَفْضَلُ فَأَخَذَ حَجَرًا وَقَالَ اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ أَمْرُ الرَّاهِبِ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ أَمْرِ السَّاحِرِ فَاقْتُلْ هَذِهِ الدَّابَّةَ حَتَّى يَمْضِيَ النَّاسُ فَرَمَاهَا فَقَتَلَهَا وَمَضَى النَّاسُ فَأَتَى الرَّاهِبَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ لَهُ الرَّاهِبُ

درویش اور ساحر کا قصہ بچہ کی کرامت اور [illegible] الٰہی کا ظہور

مسلم میں صہیبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم سے پہلے ایک بادشاہ تھا اور اس کا ایک جادوگر تھا سو جب وہ بڈھا ہوگیا تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ میں بڈھا ہوگیا ہوں سو میرے پاس ایک لڑکا بھیج کہ اس کو میں جادو سکھاؤں تو بادشاہ نے اس کے پاس ایک لڑکا بھیجا کہ اس کو وہ جادو سکھاتا تھا تو اس لڑکے کی آمد و رفت کی راہ میں حضرت عیسیٰؑ کے دین کا ایک درویش تھا تو وہ لڑکا اس کے پاس بیٹھتا اور اس کا کلام سنتا سو اس کو بھلا معلوم ہوتا سو جب جادوگر کے پاس جاتا تو درویش کی طرف ہو کر نکلتا اور اس کے پاس بیٹھتا اور اس کا کلام سنتا سو اس کو بھلا معلوم ہوتا۔ . . . . . . .

. . . . . . . . . . . . . . . . پھر جب جادوگر کے پاس جاتا تو جادوگر اس کو مارتا سو لڑکے نے جادوگر کے مارنے کا درویش سے گلہ کیا تو درویش نے کہا کہ جب تو جادوگر سے خوف کھاوے تو کہا کر کہ میرے گھر والوں نے مجھ کو روکا تھا اور جب تو اپنے گھر والوں سے ڈرے تو کہا کر کہ جادوگر نے مجھ کو روکا سو اسی حال میں وہ رہا کرتا تھا کہ ناگاہ ایک بڑے قد آور جانور پر گذرا کہ اس نے لوگوں کو آمد و رفت سے روکا تھا سو لڑکے نے کہا کہ آج میں دریافت کرتا ہوں کہ جادوگر افضل ہے یا درویش افضل ہے سو اس نے ایک پتھر لیا اور کہا الٰہی اگر درویش کا طریقہ تیرے نزدیک پسندیدہ ہو

أَيْ بُنَيَّ أَنْتَ الْيَوْمَ أَفْضَلُ مِنِّي قَدْ
بَلَغَ مِنْ أَمْرِكَ مَا أَرَى وَإِنَّكَ سَتُبْتَلَى
فَإِنِ ابْتُلِيتَ فَلَا تَدُلَّ عَلَيَّ وَكَانَ الْغُلَامُ
يُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَيُدَاوِي
النَّاسَ سَائِرَ الْأَدْوَاءِ فَسَمِعَ جَلِيسٌ
لِلْمَلِكِ كَانَ قَدْ عَمِيَ فَأَتَاهُ بِهَدَايَا كَثِيرَةٍ
فَقَالَ مَا هٰهُنَا لَكَ أَجْمَعُ إِنْ أَنْتَ شَفَيْتَنِي
قَالَ إِنِّي لَا أَشْفِي أَحَدًا إِنَّمَا يَشْفِي اللّٰهُ
فَإِنْ آمَنْتَ بِاللّٰهِ دَعَوْتُ اللّٰهَ فَشَفَاكَ
فَآمَنَ بِاللّٰهِ فَشَفَاهُ اللّٰهُ فَأَتَى الْمَلِكَ
فَجَلَسَ إِلَيْهِ كَمَا كَانَ يَجْلِسُ فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ
مَنْ رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ قَالَ رَبِّي قَالَ
وَلَكَ رَبٌّ غَيْرِي قَالَ رَبِّي وَرَبُّكَ اللّٰهُ
فَأَخَذَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهُ حَتَّى دَلَّ عَلَى
الْغُلَامِ فَجِيءَ بِالْغُلَامِ فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ
أَيْ بُنَيَّ قَدْ بَلَغَ مِنْ سِحْرِكَ مَا تُبْرِئُ
الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَتَفْعَلُ وَتَفْعَلُ
قَالَ فَقَالَ إِنِّي لَا أَشْفِي أَحَدًا إِنَّمَا
يَشْفِي اللّٰهُ فَأَخَذَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهُ
حَتَّى دَلَّ عَلَى الرَّاهِبِ فَجِيءَ بِالرَّاهِبِ فَقِيلَ لَهُ
ارْجِعْ عَنْ دِينِكَ فَأَبَى فَدَعَا بِالْمِنْشَارِ فَوَضَعَ الْمِنْشَارَ
فِي مَفْرِقِ رَأْسِهِ فَشَقَّهُ بِهِ حَتَّى وَقَعَ شِقَّاهُ ثُمَّ جِيءَ
بِجَلِيسِ الْمَلِكِ فَقِيلَ لَهُ ارْجِعْ عَنْ دِينِكَ فَأَبَى
فَوَضَعَ الْمِنْشَارَ فِي مَفْرِقِ رَأْسِهِ فَشَقَّهُ بِهِ حَتَّى وَقَعَ
شِقَّاهُ ثُمَّ جِيءَ بِالْغُلَامِ فَقِيلَ لَهُ ارْجِعْ عَنْ دِينِكَ
فَأَبَى فَدَفَعَهُ إِلَى نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ اذْهَبُوا
بِهِ إِلَى جَبَلِ كَذَا وَكَذَا فَاصْعَدُوا بِهِ الْجَبَلَ فَإِذَا بَلَغْتُمْ
ذُرْوَتَهُ فَإِنْ رَجَعَ عَنْ دِينِهِ وَإِلَّا فَاطْرَحُوهُ فَذَهَبُوا بِهِ
فَصَعِدُوا بِهِ الْجَبَلَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اكْفِنِيهِمْ بِمَا شِئْتَ

جادوگر کے طریقہ سے تو اس جانور کو قتل کرتا کہ لوگ چلیں پھریں پھر
اس کو مارا سو اس کو قتل کیا اور لوگ چلنے پھرنے لگے پھر وہ لڑکا درویش
کے پاس آیا اور اس کو یہ حال بتایا تو درویش نے اس سے کہا اے بیٹا
تو مجھ سے فضل ہے مقرر تیرا مرتبہ یہاں تک پہنچا کہ مجھ کو نظر پڑا اور مقرر
عنقریب تو آزمایا جائے گا سو اگر تو آزمایا جائے تو مجھ کو نہ بتائیو اور
اس لڑکے کا یہ حال تھا کہ اندھے اور کوڑھی کو چنگا کرتا تھا اور لوگوں کے
علاج کرتا تھا ہر قسم کی بیماری سے تو یہ حال بادشاہ کے ایک مصاحب نے
سنا اور وہ اندھا ہو گیا تھا تو اس کے پاس بہت سے تحفے لایا اور کہا کہ
جو مال کہ یہاں ہے وہ سب تیرے واسطے ہے اگر تو مجھ کو اچھا کر دیوے
لڑکے نے کہا کہ میں کسی کو اچھا نہیں کرتا تندرست کرنا تو خدا ہی کا کام ہے
سو اگر تو خدا پر ایمان لائے تو میں خدا سے دعا کروں تو وہ تجھ کو تندرست
کر دیگا سو وہ مصاحب خدا پر ایمان لایا تو خدا نے اس کو تندرست
کر دیا پھر وہ مصاحب بادشاہ کے پاس گیا اور اس کے پاس بیٹھا جیسا
کہ بیٹھا کرتا تھا تو اس سے بادشاہ نے کہا کہ کس نے تیری آنکھ روشن
کر دی مصاحب نے کہا کہ میرے مالک نے۔ بادشاہ نے کہا میرے
سوا بھی کوئی تیرا مالک ہے۔ مصاحب نے کہا میرا مالک اور تیرا مالک
خدا ہے۔ سو بادشاہ نے اس کو پکڑا سو ہمیشہ اس کو مارا کرتا تھا یہاں تک
کہ اس نے لڑکے کو بتا دیا سو وہ لڑکا بلایا گیا تو بادشاہ نے اس سے کہا
اے بیٹا تیرے جادو کا یہ مرتبہ پہنچا کہ تو اندھے اور کوڑھی کو تندرست
کرنے لگا اور تو ایسا کرتا ہے اور ویسا کرتا ہے حضرتؐ نے فرمایا سو اس
لڑکے نے کہا کہ میں کسی کو تندرست نہیں کرتا تندرست تو خدا ہی کرتا ہے
سو بادشاہ نے اس لڑکے کو پکڑا اور ہمیشہ اس کو مارا کرتا تھا یہاں تک کہ
اس نے درویش کو بتلا دیا سو وہ درویش پکڑا آیا اور اس سے کہا گیا کہ
تو پلٹ جا اپنے دین سے سو اس نے انکار کیا سو بادشاہ نے آرہ
منگوایا اور درویش کی چاند پر رکھا اور اس کو چیر ڈالا یہاں تک کہ دو
ٹکڑے ہو کر گر پڑا پھر بادشاہ کا مصاحب بلایا گیا اور اس سے کہا کہ
اپنے دین سے پھر جا۔ اس نے نہ مانا سو اس کی چاند پر آرہ رکھا اور
اس کو چیر ڈالا یہاں تک کہ دو ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔ پھر وہ لڑکا بلایا گیا تو
اس سے کہا کہ اپنے دین سے پلٹ جا سو اس نے نہ مانا سو بادشاہ نے

فَرَجَفَ بِهِمُ الْجَبَلُ فَسَقَطُوا وَجَاءَ يَمْشِي إِلَى الْمَلِكِ فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ مَا فَعَلَ أَصْحَابُكَ قَالَ كَفَانِيهِمُ اللّٰهُ فَدَفَعَهُ إِلَى نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ اذْهَبُوا بِهِ فَاحْمِلُوهُ فِي قُرْقُورٍ فَتَوَسَّطُوا بِهِ الْبَحْرَ فَإِنْ رَجَعَ عَنْ دِينِهِ وَإِلَّا فَاقْذِفُوهُ فَذَهَبُوا بِهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اكْفِنِيهِمْ بِمَا شِئْتَ فَانْكَفَأَتْ بِهِمُ السَّفِينَةُ فَغَرِقُوا وَجَاءَ يَمْشِي إِلَى الْمَلِكِ فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ مَا فَعَلَ أَصْحَابُكَ قَالَ كَفَانِيهِمُ اللّٰهُ فَقَالَ لِلْمَلِكِ إِنَّكَ لَسْتَ بِقَاتِلِي حَتّٰى تَفْعَلَ مَا آمُرُكَ بِهِ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَ تَجْمَعُ النَّاسَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ وَتَصْلُبُنِي عَلَى جِذْعٍ ثُمَّ خُذْ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِي ثُمَّ ضَعِ السَّهْمَ فِي كَبِدِ الْقَوْسِ ثُمَّ قُلْ بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ ثُمَّ ارْمِنِي فَإِنَّكَ إِنْ فَعَلْتَ ذٰلِكَ قَتَلْتَنِي فَجَمَعَ النَّاسَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ وَصَلَبَهُ عَلَى جِذْعٍ ثُمَّ أَخَذَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ ثُمَّ وَضَعَ السَّهْمَ فِي كَبِدِ الْقَوْسِ ثُمَّ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ ثُمَّ رَمَاهُ فَوَضَعَ السَّهْمَ فِي صُدْغِهِ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي صُدْغِهِ فِي مَوْضِعِ السَّهْمِ فَمَاتَ فَقَالَ النَّاسُ آمَنَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ آمَنَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ آمَنَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ فَأُتِيَ الْمَلِكُ فَقِيلَ أَرَأَيْتَ مَا كُنْتَ تَحْذَرُ قَدْ وَاللّٰهِ نَزَلَ بِكَ حَذَرُكَ قَدْ آمَنَ النَّاسُ فَأَمَرَ بِالْأُخْدُودِ بِأَفْوَاهِ السِّكَكِ فَخُدَّتْ وَأُضْرِمَ النِّيرَانُ وَقَالَ مَنْ لَمْ يَرْجِعْ عَنْ دِينِهِ فَأَقْحِمُوهُ فِيهَا أَوْ قِيلَ لَهُ اقْتَحِمْ

اس کو اپنے چند مصاحبوں کو دیا اور کہا کہ اس کو فلانے پہاڑ کی طرف لیجاؤ اور اس کو پہاڑ پر چڑھاؤ پھر جب تم پہاڑ کی چوٹی پر پہنچو سو اگر یہ لڑکا اپنے دین سے پھر جائے تو بہتر ہے اور نہیں تو اس کو دھکیل دو۔ سو وہ اس کو لیگئے اور پہاڑ پر اس کو چڑھایا تو لڑکے نے کہا کہ الٰہی مجھ کو ان کے شر سے بچا جس طرح سے کہ تو چاہے۔ سو پہاڑ نے ان کو خوب ہلایا اور وہ لوگ گر پڑے اور وہ لڑکا بادشاہ کے پاس چلا آیا سو بادشاہ نے اس سے کہا کہ کیا حال ہوا تیرے ساتھیوں کا۔ اس نے کہا کہ خدا نے مجھ کو ان کے شر سے بچایا۔ سو بادشاہ نے اس کو اپنے اور چند مصاحبوں کے حوالے کیا اور کہا اس کو لیجاؤ اور اس کو کشتی پر چڑھاؤ اور اس کو دریا کے اندر لیجاؤ سو اگر یہ اپنے دین سے پھر جائے تو خوب ہے اور نہیں تو اس کو دریا میں ڈال دو۔ سو وہ لوگ اس کو لیگئے سو لڑکے نے کہا کہ الٰہی مجھ کو ان کے شر سے بچا جس طرح سے کہ تو چاہے سو ان کو لیکر کشتی اوندھی ہوگئی تو وہ لوگ ڈوب گئے اور وہ لڑکا بادشاہ کے پاس چلا آیا تو بادشاہ نے اس سے کہا کہ تیرے ساتھیوں کا کیا حال ہوا اس نے کہا خدا نے مجھ کو ان کے شر سے بچایا۔ پھر لڑکے نے بادشاہ سے کہا کہ تو مجھ کو نہ مار سکے گا یہاں تک کہ تو وہ کام کرے جو میں تجھ کو بتا دوں۔ بادشاہ نے کہا وہ کیا چیز ہے اس نے کہا کہ تو سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کر اور ایک کھمبے پر مجھ کو سولی دے پھر میری ترکش سے ایک تیر لے پھر تیر کو کمان کے اندر رکھ پھر کہہ کہ خدا کے نام سے جو اس لڑکے کا مالک ہے مارتا ہوں پھر مجھ کو تیر مار سو اگر تو یہ کام کریگا تو مجھ کو قتل کر سکے گا۔ سو بادشاہ نے سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کیا اور اس لڑکے کو ایک کھمبے پر سولی دی پھر اس نے اس کی ترکش سے تیر لیا پھر تیر کو کمان کے اندر رکھا پھر کہا خدا کے نام سے جو اس لڑکے کا مالک ہے میں مارتا ہوں پھر اس کو تیر مارا سو اس کی کنپٹی پر تیر لگا یا۔ سو لڑکے نے اپنا ہاتھ اپنی کنپٹی پر تیر کے مقام پر رکھا سو مر گیا تو لوگوں نے کہا کہ ہم لڑکے کے رب پر ایمان لائے ہم لڑکے کے مالک پر ایمان لائے پھر خواب میں بادشاہ سے کسی نے کہا کہ تو نے دیکھا جس کا تجھ کو ڈر تھا خدا کی قسم مقرر تجھ پر تیرا یہ ہزار ڈر تیرا ڈر گر پڑا البتہ لوگ تو ایمان لا چکے۔ سو بادشاہ نے خندق

فَفَعَلُوْا حَتّٰی جَآءَتِ امْرَأَۃٌ وَّمَعَھَا صَبِیٌّ لَّھَا فَتَقَاعَسَتْ اَنْ تَقَعَ فِیْھَا فَقَالَ لَہُ الْغُلَامُ یٰاُمَّہٖ اصْبِرِیْ فَاِنَّکِ عَلَی الْحَقِّ۔

کھودنے کا راہوں کے ناکوں پر حکم دیا سو خندق کھودی گئی اور اس نے ان کے اندر خوب آگ بھڑکائی اور کہا کہ جو شخص اپنے دین سے نہ پھرے سو اس کو خندق میں دھکیل دو۔ یا کہ یوں کہا جائے کہ اس میں گر پڑ۔ سو لوگوں نے ویسا ہی کیا یہاں تک کہ ایک عورت آئی اور اس کے ساتھ اس کا ایک لڑکا تھا سو وہ عورت پیچھے ہٹی تاکہ خندق میں نہ گرے تو لڑکے نے اس سے کہا اے ماں تو صبر کر اس واسطے کہ تو حق دین پر ہے۔

ف اس حدیث میں اہلِ حق اور اہلِ باطل اور صبر کی فضیلت اور ہدایتِ الٰہی کا بیان ہے چنانچہ اس قصے کو حق تعالیٰ نے سورۂ والسماء ذات البروج میں مجمل بیان فرمایا ہے حضرتؐ نے اس کو مفصل بیان کیا۔

## ابوالیسر کا قصہ اور حضرت جابرؓ کی حدیث

(۲۱۷۷) ف جَابِرٌ خُذْ یَا جَابِرُ فَصُبَّ عَلَیَّ وَقُلْ بِسْمِ اللّٰہِ یَعْنِیْ مَآءً کَانَ فِیْ قِرْبَۃِ الْاَنْصَارِیِّ۔

بخاری اور مسلم جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ لے اے جابر اور پانی ڈال مجھ پر اور بسم اللہ کہہ۔ مراد وہ پانی ہے جو انصاری کی چھوٹی مشک میں تھا۔

(۲۱۷۸) م اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا اَوْ وَضَعَ لَہٗ اَظَلَّہُ اللّٰہُ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِہٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو محتاج قرضدار کو فرصت دے تنگ نہ پکڑے یعنی کہے جب میسر ہو تو دینا یا قرض میں سے کچھ چھوڑ دے تو خدا اس کو اپنے عرش کے سایے کے نیچے رکھے گا جس دن کہیں سایہ نہ رہیگا سوائے اس کے سایے کے یعنی قیامت کے دن۔

## ہجرت کا واقعہ

(۲۱۷۹) ف اَبُوْ بَکْرٍ اَلَمْ یَاْنِ لِلرَّحِیْلِ قَالَہٗ لَہٗ بَعْدَ خُرُوْجِہٖ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ۔

بخاری اور مسلم میں ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا ابھی کوچ کا وقت نہیں آیا یہ حضرتؐ نے صدیق اکبرؓ سے کہا اپنے نکلنے کے بعد مدینے کی طرف۔

ف حضرتؐ نے جب مکے سے ہجرت کا ارادہ کیا تو تین دن غار میں پوشیدہ رہے چوتھی شب مدینے کی طرف روانہ ہوئے، تمام رات چلے جب دن چڑھا اور گرمی ہوئی تو حضرتؐ کو صدیقؓ نے ایک پتھر کے سایے تلے سلایا۔ جب حضرتؐ جاگے تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ معلوم ہوا کہ سفر میں رفیق سے صلاح مشورہ ضرور چاہئے۔

# رقاق[1]

## وہ دو نعمتیں جن کے بارے میں اکثر لوگ ٹوٹے میں ہیں

(۲۱۸۰) خ اِبْنُ عَبَّاسٍ نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِیْھِمَا کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ اَلصِّحَّۃُ وَالْفَرَاغُ۔[2]

بخاری میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ دو نعمتیں ہیں جن میں اکثر لوگوں کو زیان اور نقصان ہوتا ہے ایک تو تندرستی دوسرے روزی سے خاطر جمعی۔

---

[1] نصیحت کی باتیں۔ [2] امام بخاری نے حدیث مذکور کو عنوان حضورؐ کا ارشاد عیش تو بس آخرت کا عیش ہے بنا کر ذکر کیا ہے۔ (حسینی)

**ف** یعنی صحت اور فراغت ایسی عمدہ نعمت ہے کہ آدمی جو عبادت اور دینی کام کرے سو کر سکتا ہے لیکن اکثر لوگ اس نعمت کی قدر نہیں جانتے دنیاوی نکمے کاموں میں غفلت اور واہیات میں اس نعمت کو برباد کر کے دین سے مفلس رہ جاتے ہیں

## دنیا میں ایسے رہو جیسے پردیسی رہتا ہے

زہد اور قناعت کی ترغیب

(۲۱۸۱) **ق** ابْنُ عُمَرَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ أَوْ كَأَنَّكَ عَابِرُ سَبِيْلٍ وَعُدَّ نَفْسَكَ فِي أَصْحَابِ الْقُبُوْرِ۔ [1]

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ دنیا میں رہ مسافر کی طرح یا کہ جیسے راہ چلتا اور اپنی جان کو قبر والے مردوں میں گن رکھ۔

**ف** عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے میرے دونوں مونڈھوں کو پکڑا پھر یہ حدیث فرمائی اور عبداللہ بن عمرؓ یوں کہا کرتے تھے کہ جب تو صبح کرے تو شام کا منتظر مت رہ اور جب شام ہو تو صبح کی توقع مت رکھ اور صحت کی حالت میں بیماری کے خیال سے جو عمل کرنا ہو سو کر لے یعنی صحت کو غنیمت جان بیماری میں کچھ نہیں ہو سکتا اور زندگی میں موت کا سامان کر۔ حدیث میں یہ جو فرمایا کہ مسافر اور راہ چلنے والے کی طرح گذران کر یعنی جیسے مسافر سفر میں زیادہ بکھیڑا نہیں کرتا اور ہر دم اپنا وطن یاد کر کے زاد راہ کی فکر میں رہتا ہے اسی طرح مومن کو لازم ہے کہ دنیا کو سرائے جان کر بیہودہ حرص کو مار کر اپنے اصلی وطن سے غافل نہ ہو، ہر دم وہاں کا سامان کرتا رہے اور یہ جو فرمایا کہ آپ کو مردوں میں شمار کر یعنی پریشانی اور تشویش دنیا کا سبب موت کی غفلت ہے اور جب موت یاد رکھے تو سب مشکل آسان ہے۔ شعر

چو آہنگ رفتن کند جان پاک ۔۔۔ چہ بر تخت مردن چہ بر روئے خاک

یہ حدیث زہد اور درویشی کی جڑ ہے۔ اللہ ہماری آنکھیں کھولے اور اس پر عمل نصیب کرے۔ آمین۔

## انسان کی حرص کا نقشہ

(۲۱۸۲) **خ** ابْنُ مَسْعُوْدٍ هٰذَا الْإِنْسَانُ وَهٰذَا أَجَلُهُ مُحِيْطٌ بِهِ أَوْ قَدْ أَحَاطَ بِهِ وَهٰذَا الَّذِيْ هُوَ خَارِجٌ أَمَلُهُ وَهٰذِهِ الْخُطَطُ الصِّغَارُ الْأَعْرَاضُ فَإِنْ أَخْطَأَهُ هٰذَا نَهَشَهُ هٰذَا وَإِنْ أَخْطَأَهُ هٰذَا نَهَشَهُ هٰذَا **قَالَهُ** حِيْنَ خَطَّ خَطًّا مُرَبَّعًا وَخَطَّ خَطًّا فِي الْوَسَطِ خَارِجًا مِنْهُ وَخَطَّ خُطَطًا صِغَارًا إِلٰى هٰذَا الَّذِيْ فِي الْوَسَطِ۔ [2]

بخاری میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ آدمی ہے اور یہ اس کی موت ہے جو اس کو گھیرے ہے اور یہ خط جو باہر نکلا ہے سو آدمی کی امید اور تمنا ہے اور یہ چھوٹی چھوٹی لکیریں مصیبت اور آفات ہیں سو اگر یہ آفت چوکی تو اس آفت نے آدمی کو کاٹا اور اگر وہ چوکی تو اس نے کاٹا۔ یہ حضرتؐ نے اس وقت فرمایا جب کہ چوکھنٹی لکیر کھینچی اور ایک لکیر اس کے اندر ایسی کھینچی کہ مربع سے باہر نکل گئی اور بیچ والی لکیر سے ملا کر چھوٹی چھوٹی لکیریں کھینچیں اس طرح سے۔

امید ۔ آدمی ۔ موت

**ف** اس حدیث میں حضرتؐ نے آدمی کی حرص اور حماقت بیان کی کہ باوجودیکہ موت تو ہر طرف سے گھیرے ہے اور صدہا آفات و مصائب درپیش ہیں اگر ایک بلا سے بچا تو دوسرے سے نہیں بچ سکتا پھر بھی ترک دنیا اور قناعت نہیں کرتا۔ حرص کا یہ عالم ہے کہ پچاس برس کی عمر نہیں لیکن صدہا برس کا سامان کرتا ہے آدمی کمال غافل اور نہایت ناعاقبت اندیش ہے۔

---

[1] صحیح بخاری میں عد نفسك من اصحاب القبور کے الفاظ نہیں۔

[2] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "لمبی لمبی آرزو میں رکھنا" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

## حضورؐ کا ارشاد مال تر و تازہ اور شیریں ہے

(۲۱۸۳) خ حَكِيمُ بْنُ حِزَامٍ يَا حَكِيمُ اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ فَمَنْ اَخَذَهٗ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهٗ فِيْهِ وَمَنْ اَخَذَهٗ بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهٗ فِيْهِ وَكَانَ كَالَّذِيْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى۔

بخاری میں حکیم بن حزام سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے حکیم البتہ یہ مال سرسبز اور شیریں ہے یعنی بہت پیارا معلوم ہوتا ہے سو جس نے اس کو یا جان کی سخاوت یعنی بے حرصی سے لیا تو اس کے واسطے مال میں برکت دیجائیگی اور جس نے اس کو جان کی حرص سے لیا تو اس کو ہرگز برکت نہ ہوگی اور اس کا حال اس شخص کا سا حال ہوگا کہ کھاتا ہے اور اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور اونچا ہاتھ بہتر ہے نیچے ہاتھ سے یعنی دینے والا جو ہاتھ اٹھا کر دیتا ہے افضل ہے مانگنے والے سے جو ہاتھ پھیلا کر مانگتا ہے اور لیتا ہے۔

ف حکیم بن حزامؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرتؐ سے کچھ مال مانگا حضرتؐ نے دیا پھر دوسری بار مانگا پھر دیا پھر تیسری بار مانگا پھر دیا اور حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی سخی اور قناعت والے کے مال میں خدا برکت دیتا ہے کہ وہ آسودہ رہتا ہے اور حرص والے کے مال میں برکت نہیں دیتا یعنی کتنا ہی اس کو ملے پر اس کا پیٹ نہیں بھرتا جیسے جوع الکلب کی بیماری والا کتنا ہی کھائے اس کو آسودگی نہیں ہوتی حکیم بن حزام سے بخاری میں روایت ہے کہ حضرتؐ نے یہ حدیث مجھ سے فرمائی تو میں نے کہا قسم ہے اس کی جس نے آپ کو پیغمبر کیا ہے کہ میں زندگی بھر کبھی کچھ کسی سے نہ مانگوں گا چنانچہ حکیمؓ نے اپنا حصہ بیت المال سے بھی کبھی نہیں لیا صدیقؓ اور فاروقؓ اپنی خلافت میں بلا بلا کر دیتے تھے اور حکیم نہ لیتے تھے۔

## حضورؐ کا ارشاد: مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو

(۲۱۸۴) خ اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَوْ كَانَ لِيْ مِثْلُ اُحُدٍ ذَهَبًا لَسَرَّنِيْ اَنْ لَّا يَمُرَّ عَلَيَّ ثَلٰثُ لَيَالٍ وَّعِنْدِيْ مِنْهُ شَيْءٌ اِلَّا شَيْءٌ اُرْصِدُهٗ لِدَيْنٍ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر میرے پاس احد کے پہاڑ برابر سونا ہوتا تو مجھ کو یہی بھلا معلوم ہوتا کہ میرے پاس تین راتیں نہ گزریں اور کچھ اس میں سے میرے پاس باقی رہتا مگر اس قدر جو قرض ادا کرنے کے واسطے رکھوں۔

ف حدیث میں سخاوت اور ترک دنیا کی فضیلت ہے اور اشارہ ہے کہ قرض ادا کرنے کی فکر اور کوشش واجب ہے۔

## تونگری دراصل دل کی تونگری ہے

(۲۱۸۵) ق اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ اِنَّمَا الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں ہے بے پرواہی اسباب دنیا کی زیادتی سے بے پرواہی تو حقیقت میں دل کی بے پرواہی ہے۔

ف یعنی غنی اور تونگری اس کا نام نہیں جس کے پاس دنیا کی دولت اور اسباب زیادہ ہو اس واسطے کہ جتنا اسباب زیادہ اتنی احتیاج زیادہ۔ ع آنانکہ غنی تراند محتاج تراند ÷ تو حقیقت میں غنی اور بے پروا قناعت والا ہے جس کا دل غنی ہے اس واسطے کہ جب دل سے دنیا کی محبت گئی تو کچھ حاجت نہ رہی کہ تونگری بدل ست نہ بمال۔

## امید و بیم کا ذکر

(۲۱۸۶) ق اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اگر کافر خدا کی سب

بِكُلِّ الَّذِيْ عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ لَمْ يَيْأَسْ مِنَ الْجَنَّةِ وَلَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ بِكُلِّ الَّذِيْ عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعَذَابِ لَمْ يَأْمَنْ مِنَ النَّارِ۔

کی سب رحمت کو جانے تو باوجود کفر کے بہشت سے ہرگز ناامید نہ ہو اور اگر ایماندار خدا کے سب کے سب عذاب کو جانے تو دوزخ سے ہرگز نڈر نہ ہووے۔

**ف** شعر اگر در دہد یک صلائے کرم ❊ عزازیل گوید نصیبے برم

دراں دم کہ از فعل پرسند و قول ❊ اولوالعزم راتن بلرزد ز ہول

رحمت اور عذاب خدا کی دو صفتیں ہیں اور خدا کی صفت کی انتہا نہیں جیسے اس کی ذات کامل ہے ویسی اس کی صفت۔

## زبان کو بے کار باتوں سے بچانا چاہئے

(۲۱۸۷) **خ** اَبُوْهُرَيْرَةَ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ لَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا يَرْفَعُهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ وَاِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ لَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا يَهْوِيْ بِهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ۔

بخاری میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بیشک بندہ خدا کی رضامندی کی کوئی بات بول جاتا ہے اور دل میں اس کو کوئی بڑی چیز نہیں سمجھتا حالانکہ اسی بات کے سبب خدا اسکے درجے بلند کرتا ہے اور مقرر بندہ خدا کی ناخوشی کی کوئی بات بول جاتا ہے، اور دل میں اس کو کچھ بری بات نہیں سمجھتا حالانکہ اسی بات کے سبب سے دوزخ میں گر پڑتا ہے۔

❊

**ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی بدون سوچے ہر ایک بات کو بکا نہ کرے۔

(۲۱۸۸) **خ** سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ مَنْ تَوَكَّلَ لِيْ مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ وَمَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ تَوَكَّلْتُ لَهٗ بِالْجَنَّةِ

بخاری میں روایت ہے سہل بن سعدؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو مجھ سے ضامن ہو اس کا جو اس کے دونوں پیروں میں ہے یعنی حرام کاری نہ کرے اور جو ضامن ہو اس کا جو دونوں جبڑوں میں ہے یعنی زبان سے جھوٹ نہ بولے غیبت نہ کرے حرام مال نہ کھاوے تو میں اس کے واسطے ضامن ہوتا ہوں۔

❊ ❊ ❊

**ف** اکثر گناہ انہی دونوں مقام سے ہوتے ہیں جس نے ان کو روکا بہشت کو پالیا۔

## مہاجر وہ جو گناہوں سے بچے

(۲۱۸۹) **ق** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو اَلْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ افضل ہجرت کرنیوالا وہ ہے جو اس کو چھوڑے جس سے خدا نے منع کیا۔

**ف** ہجرت اس کو کہتے ہیں کہ مسلمان کفر کا ملک چھوڑ کر اسلام کے ملک میں جا رہے سو فرمایا کہ عمدہ ہجرت وہ ہے جو گناہ سے ہجرت کرے وطن چھوڑنا ظاہری ہجرت ہے اور گناہ چھوڑنا باطنی ہجرت ہے۔

## حضورؐ کا ارشاد: جنت تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے اور ایسے ہی دوزخ۔

(۲۱۹۰) **خ** اِبْنُ مَسْعُوْدٍ اَلْجَنَّةُ اَقْرَبُ اِلٰى اَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ۔

بخاری میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم لوگوں میں سے ہر ایک کے ساتھ بہشت قریب ہے اس کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ تر اور دوزخ بھی اسی طرح۔

**ف** یعنی بہشت اور دوزخ آدمی سے نہایت متصل ہے دور نہ سمجھو اگر ایمان ہے اور نیک عمل ہیں تو بہشت متصل ہے اور اگر کفر اور گناہ ہیں تو دوزخ قریب ہے۔

## حضورؐ کا ارشاد: اپنے سے کمتر پر نظر رکھو برتر پر نہیں

ناشکری اور غرور کا علاج

(۲۱۹۱) **خ** غ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِذَا نَظَرَ اَحَدُكُمْ اِلٰى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِى الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْهُ۔

بخاری میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کوئی دیکھے مال اور صورت میں اپنے سے بہتر کو تو چاہیے کہ اپنے سے کمتر کو دیکھے۔

**ف** یعنی جب کسی زیادہ مالدار اور خوبصورت کو دیکھے تو لازم ہے کہ جو اپنے سے کمتر ہیں مال اور شکل میں ان کو دھیان کرے تاکہ اس کو حسرت اور افسوس اور ناشکری حاصل نہ ہو اس واسطے کہ دنیا میں جو شخص ہے اس سے ہزاروں بدتر بھی عالم میں موجود ہیں مثلاً اگر کوئی محتاج ہے تو ہزاروں محتاج بھی ہیں اور بیمار بھی ہیں اور اگر کوئی محتاج اور بیمار ہے تو سیکڑوں محتاج بھی ہیں بیمار بھی ہیں اور کافر بھی تو ان سے ہزار درجے یہ بہتر ہے۔ سبحان اللہ حضرتؐ نے عجیب تجربہ علاج بتایا کہ اگر اس کا دھیان کرے تو کبھی رنج دل میں نہ آئے اور خدا کا شکوہ زبان سے نہ نکلے بلکہ شکرگزاری کیا کرے اور مصابیح میں پوری روایت یوں ہے کہ دنیا میں کمتر لوگوں کو دیکھے اور دین میں اپنے سے بہتر لوگوں کو دھیان کرے تاکہ اپنی عبادت اور خوبیوں سے دل میں غرور نہ سمائے۔ مثلاً اگر یہ شخص نماز پنجگانہ پڑھتا ہے تو دوسرا تہجد بھی پڑھتا ہے تو وہی افضل ہوا اسی طرح لاکھوں بندے ایک سے ایک عبادت اور پرہیزگاری میں بہتر موجود ہیں اگر یہ دھیان کیا کرے گا تو دینداری میں آپ کو کمتر اور سست جانے گا اور اگر دینداری میں اپنے سے کمتر لوگوں کو خیال کرے گا کہ فلانا نماز نہیں پڑھتا فلاں مقدور والا ہو کر حج نہیں کرتا زکوٰۃ نہیں دیتا تو آپ کو یہ شخص بہتر سمجھے گا اور یہی اس کے حق میں زہر ہے۔

## اعمال کا دارومدار خاتمے پر ہے لہٰذا خاتمے سے ڈرتے رہنا چاہیے

(۲۱۹۲) **ق** سَهْلُ ابْنُ سَعْدٍ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيْمِ۔

بخاری اور مسلم میں سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں اعتبار کاموں کا مگر خاتمے پر۔

**ف** ایک شخص جہاد میں کافروں سے خوب لڑا حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ شخص دوزخی ہے لوگوں کو تعجب ہوا آخر کار اس شخص نے اپنے تئیں ہلاک کیا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی ابتدا کا کچھ اعتبار نہیں جب تک انجام بخیر نہ ہو۔

(۲۱۹۳) **خ** سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا يَعْنِىْ رَجُلًا كَانَ يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِيْنَ وَقَتَلَ فِى الْاٰخِرِ نَفْسَهٗ

صحیح بخاری میں سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو دوزخی مرد کو دیکھنا چاہے تو اس کو دیکھے یعنی ایک شخص تھا کہ کافروں سے لڑتا تھا آخر کو اس نے اپنی جان کو آپ مارا۔

**ف** جنگ خیبر میں ایک شخص کافروں سے خوب لڑا حضرتؐ نے اس کو دوزخی کہا اصحاب متعجب ہوئے کہ یہ جب ایسا غازی دوزخی ہے تو بہشتی کون ہوگا۔ ایک شخص اس کا حال دریافت کرنے کو اس کے پیچھے ہو لیا جب وہ زخمی ہوا اس کو بہت چور کیا تو علیحدہ ہو کر اس نے اپنا چھرا اپنے پیٹ میں مارا اور حرام موت مر گیا تب سب کو معلوم ہوا کہ حضرتؐ نے سچ فرمایا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اول کی عبادت اور بندگی کا کچھ اعتبار نہیں جب تک خاتمہ بخیر نہ ہو۔ روایت ہے کہ یہ شخص جو حرام موت مرا قزمان اس کا نام تھا منافق تھا طمع دنیا سے لڑتا تھا کہ لوٹ میں حصہ پائے اس واسطے اس کا خاتمہ بخیر نہ ہوا۔

غ صحیح مسلم فلینظر الی الدنیا الی من ھو اسفل منہ (چشتی)

## امانت داری کے اٹھ جانے کا ذکر

(۲۱۹۴) خ اَبُوْهُرَيْرَةَ اِذَا ضُيِّعَتِ الْاَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ قَالَ لَهُ رَجُلٌ قَالَ مَتَى السَّاعَةُ فَقَالَ كَيْفَ اِضَاعَتُهَا قَالَ اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلَى غَيْرِ اَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب امانت ضائع کی جائے تو انتظار کر قیامت کی یعنی حضرتؐ نے اس مرد سے کہا جس نے کہا تھا کہ قیامت کب آئے گی پھر اس مرد نے کہا کہ امانت کا ضائع ہونا کیا حضرتؐ نے فرمایا کہ جب سپرد ہو حکومت اور سرداری نالائق کو تو منتظر رہ قیامت کا۔

ف یعنی بے علم کم عمر ظالم کا حاکم ہونا نشانی ہے قیامت کی۔

## نفلیں تقرب الٰہی کا ذریعہ ہیں

(۲۱۹۵) خ اَبُوْهُرَيْرَةَ مَا زَالَ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اَحْبَبْتُهُ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا وَلَئِنْ سَاَلَنِيْ لَاُعْطِيَنَّهُ وَاِنِ اسْتَعَاذَنِيْ لَاُعِيْذَنَّهُ[۱]

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا خدا فرماتا ہے کہ میرا بندہ ہمیشہ میری نزدیکی نفل عبادتوں کے واسطے سے چاہا کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو چاہنے لگتا ہوں تو میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے چلتا ہے اور اگر مجھ سے وہ کچھ مانگے تو مقرر میں اس کو دوں اور اگر مجھ سے پناہ مانگے تو البتہ اس کو پناہ میں رکھوں۔

ف اس حدیث میں اس مقام کا بیان ہے جس کو علم سلوک میں فنا فی اللہ اور بقا باللہ کہتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب بندہ کثرت عبادت سے مقبول ہوا تو خدا اس کے دل اور جوارح کا یعنی آنکھ کان ہاتھ پاؤں کا حافظ ہو جاتا ہے گناہوں سے ان کو روکتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ خدا اپنے مقبول بندے کی حاجت روائی پر اس کے کان اور آنکھ اور پاؤں سے بھی زیادہ تر متوجہ ہوتا ہے لیکن تحقیق مطلب یہ ہے کہ جب محبت الٰہی نے بندے پر سایہ ڈالا تو اس کو خدا کے سوائے کسی چیز سے تعلق اور دلبستگی نہیں رہتی اور بجز رضائے الٰہی کے کوئی آرزو اور تمنا اس کے دل میں نہیں دخل پاتی تو کوئی کام جس میں خدا کی مرضی نہ ہو اس سے نہیں ہو سکتا آنکھ کان ہاتھ پاؤں مرضی خدا کے تابع ہو جاتے ہیں بے اس کی مرضی نہ کسی چیز کو دیکھے نہ کوئی بات کو سنے سوا ایسے عمدہ درجے حاصل کرنے کا طریقہ اس حدیث میں اشارہ فرمایا کہ دوام نوافل سے حاصل ہوتا ہے یعنی جب بندے نے جانا کہ قرب الٰہی اور خدا کی نزدیکی کا بدون عبادت کے کوئی طریق نہیں تو اس واسطے وہ عبادت پر کمر باندھتا ہے اور عبادت دو قسم ہے فرض اور نفل مگر فرض عبادت تو ہر وقت میسر نہیں ہوتی کہ اس کے وقت مقرر ہیں تو مشتاق بندے سے ان وقتوں میں جو فرض سے خالی ہیں بے شغل اور خالی نہیں رہا جاتا اس واسطے ان خالی وقتوں کو عبادت سے معمور رکھتا ہے جب چند مدت کمال شوق اور خلوص سے اسی طرح نوافل پر مستعد ہا تو موجب وعدے کے مقبول درگاہ صمدی اور محبوب الٰہی ہو کر اس کا یہ حال ہو جاتا ہے کہ شعر ہمہ گوشیم تا چہ فرمائی ٭ ہمہ چشیم تا نظر آئی — اس حدیث سے صاف ثابت ہوا کہ ایسا عمدہ کمال بدون کثرت نوافل کے میسر نہیں ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ جو بعضے جاہل بعضے خلاف شرع بے نمازی فقیروں کا ایسا کمال ثابت کرتے ہیں سو ان کا غلط گمان ہے اس واسطے کہ نفل کا کیا ذکر ہے وہ لوگ تو فرض کو بھی چٹ کر ڈالتے ہیں۔

[۱] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور مابعد والی حدیث عنوان "تواضع کا بیان" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

## مومن کے عزیز اُٹھ جانے کا بدلہ جنت ہے

(۲۱۹۶) خ اَبُوْھُرَیْرَۃَ مَا لِعَبْدِی الْمُؤْمِنِ عِنْدِی جَزَآءٌ اِذَا قَبَضْتُ صَفِیَّہٗ مِنْ اَھْلِ الدُّنْیَا ثُمَّ احْتَسَبَہٗ اِلَّا الْجَنَّۃَ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا خدا فرماتا ہے کہ بہشت کے سوا ایماندار میرے بندے کا کوئی بدلا نہیں جبکہ میں نے اس کا اہل دنیا کا پیارا لے لیا پھر اس نے ثواب کے واسطے صبر کیا۔

ف یعنی جب مومن کا دوست جیسے ماں باپ یا بیوی بچے یا استاد مرگیا اور اس نے صبر کیا تو اس کا بدلا خدا نے بہشت مقرر کیا۔

## مُردوں کو بُرا بھلا کہنے کی ممانعت

(۲۱۹۷) خ عَائِشَۃَ لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَاِنَّھُمْ قَدْ اَفْضَوْا اِلٰی مَا قَدَّمُوْا۔

بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مُردوں کو گالی مت دو اور بُرا مت کہو سو وہ تو پہنچ گئے اپنے کئے کو۔

ف یعنی مُردوں نے جو نیک یا بد کام کئے تھے سو قبر میں ثواب یا عذاب ان کو پہنچ گیا اب ان کو بد کہنا بے فائدہ ہے بلکہ ناحق ان کی زندہ اولاد کو رنج دینا ہے۔

## قیامت کے دن کافر منہ کے بل چلیں گے

(۲۱۹۸) ق اَنَسٌ اَلَیْسَ الَّذِیْ اَمْشَاہُ عَلٰی رِجْلَیْہِ فِی الدُّنْیَا قَادِرًا عَلٰی اَنْ یُّمْشِیَہٗ عَلٰی وَجْھِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ [1]

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا جس نے اس کو دنیا میں اس کے دونوں پاؤں پر چلایا کیا وہ قادر نہیں اس پر کہ قیامت کے دن اس کو اس کے منہ کے بل چلائے۔

ف ایک شخص نے حضرتؐ سے پوچھا کہ قرآن میں خدا فرماتا ہے کہ قیامت میں کافر منہ کے بل چلیں گے یہ کس طرح سے ہو سکے گا تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی جس نے پاؤں میں چلنے کی طاقت دی وہ منہ میں بھی دے سکتا ہے یعنی خدا کے آگے سب مشکل چیزیں آسان ہیں۔

## میدانِ حشر میں لوگوں کا پسینہ میں ڈوبنا

(۲۱۹۹) ق اَبُوْھُرَیْرَۃَ یَعْرَقُ النَّاسُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ حَتّٰی یَذْھَبَ عَرَقُھُمْ فِی الْاَرْضِ سَبْعِیْنَ ذِرَاعًا وَّیُلْجِمُھُمْ حَتّٰی یَبْلُغَ اٰذَانَھُمْ۔ [2]

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ پسینا نکلے گا لوگوں کا قیامت کے دن یہاں تک کہ ان کا پسینا زمین سے ستر گز گھس جائے گا اور لوگوں کے منہ میں داخل ہوگا یہاں تک کہ ان کے کانوں تک پہنچے گا۔

ف آفتاب قیامت میں بہت پاس آجائے گا کوس بھر اس کی گرمی کی شدت سے بقدر اعمال کے بعضوں کے ٹخنوں تک اور بعضوں کے گھٹنوں تک اور بعضوں کے منہ تک پسینہ پہنچے گا۔

## قیامت کے دن قصاص (بدلہ) لیا جائیگا

(۲۲۰۰) اَبُوْسَعِیْدٍ یَخْلُصُ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ

بخاری اور مسلم میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ

---

[1] امام بخاریؒ نے حدیث مذکور کو عنوان "کیفیت حشر" کے بیان میں ذکر کیا ہے۔

[2] 〃 〃 〃 اللہ تعالیٰ کا ارشاد الا یظن اولئک انھم مبعوثون کی تشریح میں ذکر کیا ہے۔ (حشی)

النَّارِ فَيُحْبَسُوْنَ عَلٰى قَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَ النَّارِ فَيُقْتَصُّ لِبَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ مَظَالِمُ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَتّٰى إِذَا هُذِّبُوْا وَنُقُّوْا أُذِنَ لَهُمْ فِي دُخُوْلِ الْجَنَّةِ فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَأَحَدُهُمْ أَهْدٰى بِمَنْزِلِهٖ فِي الْجَنَّةِ مِنْهُ بِمَنْزِلِهٖ كَانَ فِي الدُّنْيَا۔

خلاصی پائیں گے ایماندار دوزخ سے تو پھر روکے جائیں گے اس پل پر جو دوزخ اور بہشت کے درمیان ہے تو وہاں بدلا لیا جائیگا بعضوں کا بعض سے ان حق تلفی اور ظلموں کا جو ان کے درمیان دنیا میں ہوئی تھیں یہانتک کہ جب وہ پاک صاف ہو جائیں گے تو ان کو حکم ہوگا بہشت میں داخل ہونے کا سو اس کی قسم جس کے قابو میں محمدؐ کی جان ہے کہ ان میں سے ہر ایک شخص اپنے بہشت کے مکان کو اپنے دنیا کے مقام سے زیادہ تر واقف اور شناسا ہوگا۔

ف اس حدیث میں وہ ایماندار مراد ہیں جو دوزخ پر ہو کر نکلے مگر دوزخ میں نہیں پڑے اور حق العباد کے سبب سے درمیان میں روکے گئے پھر جب عذاب اور عتاب سے حق تلفی اور ظلموں کا بدلا پائیں گے اور حقدار راضی ہوں گے تب وہ بہشت میں داخل ہوں گے۔

## جس سے حساب میں پوچھ گچھ ہوئی وہ پکڑا گیا

(۳۲۰۱) ق عَائِشَةُ مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس کے حساب میں جھگڑا پڑا اس پر عذاب ہوا۔

ف حضرتؐ نے ایک بار فرمایا کہ خدا نے جس بندے سے حساب کیا وہ عذاب میں گرفتار ہوا تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ خدا قرآن میں فرماتا ہے کہ جن نیک لوگوں کے نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں ہوں گے ان سے بھی آسان حساب ہوگا اور آپ فرماتے ہیں کہ جس کا حساب ہوا وہ عذاب میں پڑا تب حضرتؐ نے فرمایا کہ نیکوں کو ان کے نامۂ اعمال فقط دکھلا دئے جائیں گے ان سے کچھ پوچھا نہ جائے گا مگر جس کے حساب میں جھگڑا پڑا یعنی فلانا کام کیوں کیا تھا اور فلاں کام کیوں کیا تو وہ مقرر عذاب میں پڑا یعنی بندے کا بال بال گنہگار ہے کیا طاقت ہے کہ جواب دہی کر سکے۔ الٰہی بحق حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم کو حساب میں نہ پکڑیو محض اپنے کرم سے پار لگائیو۔ آمین۔

(۳۲۰۲) ق أَنَسٌ يُجَاءُ بِالْكَافِرِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُقَالُ لَهٗ أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ مِلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا أَكُنْتَ تَفْتَدِيْ بِهٖ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيُقَالُ لَهٗ قَدْ كُنْتَ سُئِلْتَ مَا هُوَ أَيْسَرُ مِنْ ذٰلِكَ۔

بخاری میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ لایا جائیگا کافر قیامت کے دن تو اس سے کہا جائے گا بھلا بتا تو کہ اگر تیری ملکیت میں زمین کے برابر سونا ہوتا کیا تو عذاب کے عوض دیتا تو وہ کہے گا کہ ہاں تو اس سے کہا جائیگا تجھ سے تو اس سے بھی آسان تر مانگا گیا تھا۔

ف یعنی دنیا میں تجھ سے تو صرف ایمان کی خواہش اور شرک نہ کرنے کی فرمایش تھی تجھ سے تو اتنا بھی نہ ہو سکا آج دنیا بھر سونا دینے کو تیار ہے۔

## جنت میں ستر ہزار آدمی بلا حساب داخل ہوں گے

(۳۲۰۳) ق ابْنُ عَبَّاسٍ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ فَأَخَذَ النَّبِيُّ يَمُرُّ مَعَهُ الْأُمَّةُ وَالنَّبِيُّ يَمُرُّ مَعَهُ النَّفَرُ وَالنَّبِيُّ يَمُرُّ مَعَهُ

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میرے سامنے کی گئیں اگلی امتیں تو ایک پیغمبر چلا اور اس کے ساتھ ایک گروہ تھا اور بعضا پیغمبر چلا اور اس کے ساتھ بارہ تیرہ

الْعَشَرَةُ وَالنَّبِيُّ يَمُرُّ مَعَهُ الْخَمْسَةُ وَالنَّبِيُّ يَمُرُّ وَحْدَهُ فَنَظَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ كَبِيرٌ فَقُلْتُ يَا جِبْرِيلُ هٰؤُلَاءِ أُمَّتِي قَالَ لَا وَلٰكِنِ انْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ فَنَظَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ كَبِيرٌ قَالَ هٰؤُلَاءِ أُمَّتُكَ وَهٰؤُلَاءِ سَبْعُونَ أَلْفًا قُدَّامَهُمْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ قُلْتُ وَلِمَ قَالَ كَانُوا لَا يَكْتَوُونَ وَلَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ الْحَدِيثُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَالسِّيَاقُ لِلْبُخَارِيِّ۔

لوگ تھے اور بعضا پیغمبر چلا اور اس کے ساتھ دس آدمی تھے اور بعضا پیغمبر چلا اور اس کے ساتھ پانچ آدمی تھے اور بعضا پیغمبر اکیلا ہی چلا پھر میں نے دیکھا تو ایک بڑی جماعت ہے سو میں نے کہا اے جبرئیل یہ لوگ میری امت ہیں۔ جبرئیل نے کہا نہیں ولیکن تو آسمان کے کنارے کی طرف دیکھ سو میں نے دیکھا تو بڑا جھنڈ ہے جبرئیل نے کہا کہ یہ لوگ تیری امت ہیں اور یہ ستر ہزار جو آگے ہیں نہ ان پر حساب ہے اور نہ عذاب۔ میں نے کہا اس کا کیا سبب ہے۔ جبرئیل نے کہا نہ بیماری میں بدن داغتے تھے نہ جھاڑ پھونک کرتے تھے اور نہ شگون لیتے تھے اور اپنے رب پر توکل اور بھروسا کرتے تھے۔ یہ حدیث بخاری اور مسلم دونوں میں ہے لیکن یہ خاص روایت بخاری کی ہے۔

**ف** جتنے لوگ جس پیغمبر پر ایمان لائے ہوں گے وہی قیامت میں اس کے ساتھ ہوں گے اور بعضے پیغمبر پر کوئی ایمان نہ لایا ہوگا اس کے ساتھ کوئی نہ ہوگا۔ معلوم ہوا کہ ہمارے حضرتؐ کی امت سب سے زیادہ ہوگی۔ ترک دوا توکل نہیں اسواسطے کہ حضرتؐ نے اکثر دوا کی ہے بلکہ داغ جھاڑ پھونک اور شگون لینا توکل کے مخالف ہے لیکن جب کوئی علاج داغنے کے سوا باقی نہ رہے تو اس وقت میں داغنا بھی درست ہے۔

## جنتیوں کے جنت میں اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانیکے بعد کا اعلان

(۲۲۰۴) ق ابْنُ عُمَرَ يُدْخِلُ اللّٰهُ أَهْلَ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَأَهْلَ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُومُ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ فَيَقُولُ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ وَيَا أَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ كُلٌّ خَالِدٌ فِيمَا هُوَ فِيهِ۔ [1]

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ داخل کرے گا خدا بہشتیوں کو بہشت میں اور دوزخیوں کو دوزخ میں پھر اٹھے گا ایک پکارنے والا ان کے درمیان میں پھر پکارے گا اے بہشتیو اب تم کو موت نہیں اور اے دوزخیو اب تم کو موت نہیں ہر ایک شخص ہمیشہ رہنے والا ہے جس مکان میں کہ ہے۔

**ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بہشتیوں اور دوزخیوں کو کبھی فنا نہیں جو جہاں رہا سو رہا لیکن یہ آواز بعد مسلمان گنہگاروں کے دوزخ سے نکلنے کی ہوگی تاکہ بہشتی بے کھٹکے چین میں رہیں اور دوزخی اپنی آس توڑیں الٰہی تیرے غضب سے پناہ۔

(۲۲۰۵) خ أَبُو هُرَيْرَةَ يُقَالُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ خُلُودٌ وَلَا مَوْتَ وَلِأَهْلِ النَّارِ يَا أَهْلَ النَّارِ خُلُودٌ وَلَا مَوْتَ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ [illegible] سے کہا جائیگا تم کو ہمیشگی ہے اور کبھی موت نہیں [illegible] کہا جائیگا اے دوزخیو تم کو ہمیشگی ہے اور کبھی تم کو موت نہیں۔

**ف** معلوم ہوا کہ بہشت اور دوزخ کو فنا نہیں۔

## جنت میں سب سے بڑھکر نعمت خدا کی رضامندی ہے

(۲۲۰۶) ق أَبُو سَعِيدٍ إِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُولُونَ لَبَّيْكَ رَبَّنَا

بخاری اور مسلم میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا البتہ خدا فرمائے گا بہشتی لوگوں سے کہ اے بہشتیو سو وہ کہیں [illegible]

[1] اس عنوان کی حدیثوں کو امام بخاری نے عنوان بالا میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

| | |
|---|---|
| وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ فَيَقُولُ هَلْ رَضِيتُمْ فَيَقُولُونَ وَمَالَنَا لَا نَرْضٰى يَارَبِّ وَقَدْ اَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ فَيَقُولُ اَلَا اُعْطِيكُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُولُونَ يَارَبِّ وَاَيُّ شَيْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُولُ اُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلَا اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهٗ اَبَدًا۔ [1] | رب ہم حاضر ہیں خدمت میں اور سب بھلائی تیرے قابو میں ہے پھر خدا فرمائے گا کیا تم راضی ہوئے سو وہ کہیں گے کیوں نہ ہم راضی ہوں اے رب اور تو نے ہم کو اتنا کچھ دیا ہے کہ کسی کو نہیں دیا پھر خدا فرمائے گا کہ بھلا ہم تم کو اس سے بھی عمدہ کوئی چیز دیویں سو وہ کہیں گے اے رب بہشت سے زیادہ کون چیز عمدہ ہے پھر خدا فرمائے گا اب میں نے اتاری تم پر اپنی رضامندی سو اس کے بعد اب میں تم پر کبھی غصہ نہ کروں گا۔ |

**ف** معلوم ہوا کہ بہشت کی سب نعمتوں سے عمدہ خدا کی رضامندی ہے جو سب نعمتوں کے بعد ملے گی۔

## جنتی کو جنت میں جانے سے پہلے دوزخ کا ٹھکانا بتایا جائیگا تاکہ وہ خدا کا شکر کرے۔

| | |
|---|---|
| (۲۲۰۷) **خ** اَبُوْهُرَيْرَةَ لَا يَدْخُلُ اَحَدٌ الْجَنَّةَ اِلَّا اُرِيَ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ لَوْ اَسَاءَ لِيَزْدَادَ شُكْرًا وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ اِلَّا اُرِيَ مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ لَوْ اَحْسَنَ لِيَكُونَ عَلَيْهِ حَسْرَةً۔ | بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں کوئی مگر اس کو دکھایا جائے گا اس کی دوزخ کا مکان اگر وہ برائی کرتا تاکہ زیادہ شکر کرے اور نہ داخل ہوگا کوئی دوزخ میں مگر دکھایا جائے گا اس کو اس کا بہشت والا مکان، اگر وہ نیکی کرتا تاکہ اس کو افسوس ہو۔ |

**ف** یعنی بہشتی کو دوزخ دکھلائیں گے کہ اگر تو برائی کرتا تو دوزخ کے فلانے مقام میں رہتا تو وہ زیادہ تر شکر ادا کرے گا کہ خدا نے اپنے کرم سے مجھ کو ایسی بلا سے بچایا اور دوزخی کو بہشت دکھلائیں گے کہ اگر تو نیکی کرتا تو فلانے مقام میں رہتا تو اس کو افسوس پر افسوس ہوگا۔

## دوزخ کا سب سے ہلکا عذاب

| | |
|---|---|
| (۲۲۰۸) **ق** اَلنُّعْمَانُ بْنُ بَشِيْرٍ اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا مَنْ لَّهٗ نَعْلَانِ وَشِرَاكَانِ مِنْ نَّارٍ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهٗ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ مَا يَرٰى اَنَّ اَحَدًا اَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا وَاِنَّهٗ لَاَهْوَنُهُمْ عَذَابًا۔ | بخاری اور مسلم میں نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر دوزخیوں میں سب سے ہلکے عذاب والا وہ ہے جس کے پیروں میں آگ کی دو جوتیاں ہیں جنسے اس کا دماغ ابلتا ہے جیسے دیگچی ابلتی ہے اور وہ جانتا ہے کہ مجھ سے زیادہ کسی پر عذاب نہیں اور حالانکہ اوروں سے اس پر بہت ہلکا عذاب ہے۔ |

## دوزخ میں کافر کے کندھوں کو تین دن رات کی مسافت کے بقدر چوڑا کر دیا جائیگا

| | |
|---|---|
| (۲۲۰۹) **ق** اَبُوْهُرَيْرَةَ مَا بَيْنَ مَنْكِبَيِ الْكَافِرِ مَسِيْرَةُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ لِلرَّاكِبِ الْمُسْرِعِ۔ | بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کافر کے دونوں کندھوں کے درمیان تین دن کی راہ ہوگی تیز رو سوار کی۔ |

**ف** یعنی دوزخ میں کافر کا قد نہایت بڑا ہو جائے گا تاکہ اس کو زیادہ آگ ستائے۔

[1] امام بخاریؒ نے ذیل کی حدیثوں کو عنوان "جنت اور دوزخ کا حال" میں ذکر کیا ہے۔ (چشتی)

# حوض کوثر کا بیان

(۲۲۱۰) **ق** ابنُ عُمَرَ اِنَّ اَمَامَکُمْ حَوْضًا کَمَا بَیْنَ جَرْبَاءَ وَاَذْرُحَ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر تمہارے آگے یعنی قیامت میں ایک حوض ہے یعنی حوض کوثر اتنا بڑا جتنا فرق ہے درمیان جربا اور اذرح کے۔

**ف** جربا اور اذرح دو گاؤں ہیں شام میں، تین رات دن کی راہ ان کے درمیان میں ہے۔ مطلب یہ کہ وہ حوض بہت لمبا چوڑا ہے۔

(۲۲۱۱) **ق** اَنَسٌ اِنَّ فِیْ حَوْضِیْ مِنَ الْاَبَارِیْقِ بِعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَاءِ۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بیشک میرے حوض میں اتنے ٹونٹی دار آبخورے ہیں جتنے آسمان میں تارے۔

**ف** یہ حوض کوثر کی وسعت کا بیان ہے کہ حضرتؐ کو قیامت میں ملے گا۔

(۲۲۱۲) **خ** اَبُوْهُرَیْرَةَ بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ اِذَا زُمْرَةٌ حَتّٰی اِذَا عَرَفْتُهُمْ خَرَجَ رَجُلٌ بَیْنِیْ وَبَیْنَهُمْ فَقَالَ هَلُمَّ فَقُلْتُ اِلٰی اَیْنَ قَالَ اِلَی النَّارِ وَاللّٰهِ قُلْتُ مَا شَاْنُهُمْ قَالَ اِنَّهُمُ ارْتَدُّوْا بَعْدَكَ عَلٰی اَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرٰی ثُمَّ اِذَا زُمْرَةٌ حَتّٰی اِذَا عَرَفْتُهُمْ خَرَجَ رَجُلٌ مِّنْ بَیْنِیْ وَبَیْنِهِمْ قَالَ هَلُمَّ قُلْتُ اِلٰی اَیْنَ قَالَ اِلَی النَّارِ وَاللّٰهِ قُلْتُ مَا شَاْنُهُمْ قَالَ اِنَّهُمُ ارْتَدُّوْا عَلٰی اَدْبَارِهِمْ فَلَا اُرَاهُ یَخْلُصُ مِنْهُمْ اِلَّا مِثْلُ هَمَلِ النَّعَمِ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ ایک گروہ سامنے آیا یہاں تک کہ میں نے ان کو پہچانا میرے اور ان کے درمیان سے ایک مرد نکلا اس نے ان سے کہا کہ آؤ سو میں نے کہا کہاں کو کدھر لیجائے گا اس نے کہا خدا کی قسم دوزخ کی طرف میں نے کہا کہ کیا حال ہے ان کا یعنی ان سے کیا قصور ہوا اس مرد نے کہا یہ لوگ پلٹ گئے تھے تیرے بعد اپنی پشتوں کی طرف اُلٹے یعنی اسلام چھوڑ کر مرتد ہو گئے تھے پھر یکایک دوسرا گروہ ظاہر ہوا یہانتک کہ میں نے ان کو پہچانا میرے اور ان کے درمیان سے ایک مرد نکلا اس نے ان سے کہا کہ آؤ میں نے کہا کدھر اس نے کہا خدا کی قسم دوزخ کی طرف میں نے کہا کیا حال ہے ان کا ان سے کون قصور ہوا اس نے کہا مقرر یہ لوگ پلٹ گئے تھے تیرے بعد اپنی پشتوں کی طرف سو میں گمان نہیں کرتا کہ ان میں سے کوئی بچے مگر جیسے بہکے چھوٹے ہوئے اونٹ بے والی وارث کے کمتر بچتے ہیں۔

ان لوگوں کا ذکر جو حضورؐ کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے اور شیعوں کے شبہ کا رد

**ف** یعنی ان لوگوں سے نجات والے لوگ بہت کمتر ہیں جنھوں نے مرتد ہونے کے بعد پھر توبہ کی حضرتؐ کے انتقال ہونے کے بعد عرب کے چند ہزار نومسلم مرتد ہو گئے تھے زکوٰۃ کے منکر تھے صدیق اکبرؓ نے اپنی خلافت میں ان کو قتل کیا انہی لوگوں کا انجام خدا نے حضرتؐ کو خواب میں دکھایا بعضے جو بدمذہب اس حدیث کا مطلب عداوت کے سبب یوں الٹا بیان کرتے ہیں کہ مراد ان مرتدوں سے معاذ اللہ حضرتؐ کے اصحابؓ ہیں سو سراسر حق پوشی کرتے ہیں ان کی وہی مثل کہ کسی نے بھوکے سے پوچھا کہ دو اور دو کے ہوتے ہیں اس نے کہا کہ چار روٹی حضرتؐ کے اصحابؓ کی بزرگی قرآن اور حدیث میں مجمل اور مفصل ہزاروں مقام پر صاف ظاہر ہے یہ گمان باطل ان کی جناب میں کوئی دیندار عاقل نہ کرے گا اس واسطے کہ اصحاب تو قاتل تھے مرتدین کے یہ تہمت تو ان کی طرف کسی طرح ممکن نہیں خدا کی مار ان سیہ دلوں پر جو دیدہ و دانستہ حق پوشی کرتے ہیں۔

# متفرق احادیث

## وضو اور تحیۃ الوضو کی فضیلت

(۲۲۱۳) ق عُثْمَانُ مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوْئِیْ هٰذَا ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيْهِمَا نَفْسَهٗ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ قَالَهٗ حِيْنَ تَوَضَّأَ ثَلٰثًا۔

بخاری اور مسلم میں روایت ہے حضرت عثمانؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو میری طرح وضو کرے جیسے میں نے یہ وضو کیا ہے پھر کھڑے ہو کر دو رکعت حضور دل سے نماز پڑھے دل میں واہی تباہی خیال نہ کرے تو اس کے اگلے گناہ معاف ہو جائیں گے یہ حدیث حضرتؐ نے اسوقت فرمائی جب تین تین بار وضو کیا۔

ف حضرتؐ نے ایک دن ایک ایک بار وضو کیا اور فرمایا کہ اس کے بغیر حق تعالیٰ نماز نہیں قبول کرتا پھر دو دو بار وضو کیا اور فرمایا کہ اس وضو سے دونا ثواب ملتا ہے پھر تین تین بار وضو کیا اور فرمایا کہ یہ میرے وضو کا طریقہ ہے اور اگلے پیغمبروں کا۔

## غازی کا سامان مہیا کرنے اور اسکے گھر کی نگرانی کرنے کی فضیلت

(۲۲۱۴) ق زَيْدُ بْنُ خَالِدِ نِ الْجُهَنِيُّ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِيْ اَهْلِهٖ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا۔

بخاری اور مسلم میں زید بن خالد سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا جو راہِ خدا میں لڑنے والے کا سامان درست کر دے تو بیشک وہ بھی غازی ہوا اور جو غازی کے پیچھے اس کے گھر کی اچھی طرح خبر لیتا رہا تو وہ بھی مثل غازی ہوا یعنی غازی کے برابر ثواب پائے گا۔

## وتر اول رات پڑھنے کی اجازت اور پچھلی رات پڑھنے کی فضیلت

(۲۲۱۵) م جَابِرٌ مَنْ خَافَ اَنْ لَّا يَقُوْمَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ اَوَّلَهٗ وَمَنْ طَمِعَ اَنْ يَّقُوْمَ اٰخِرَهٗ فَلْيُوْتِرْ اٰخِرَ اللَّيْلِ فَاِنَّ صَلٰوةَ اٰخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُوْدَةٌ وَّ ذٰلِكَ اَفْضَلُ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو ڈرے کہ میں پچھلی رات کو نہ اٹھ سکوں گا تو اس کو چاہیئے کہ اول رات عشا کے ساتھ وتر پڑھ لے اور جس کو پچھلی رات اٹھنے کا گمان ہو تو وتر کو پچھلی رات پڑھے اس واسطے کہ پچھلی رات کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور پچھلی رات کی نماز بہت بہتر ہے۔

## شہادت کی دعا مانگنے کی فضیلت

(۲۲۱۶) م سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ مَنْ سَاَلَ اللّٰهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَآءِ وَاِنْ مَّاتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ۔

مسلم میں سہل بن حنیفؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو اللہ سے شہادت مانگے گا سچے دل سے تو اللہ تعالیٰ اس کو شہیدوں کے مرتبوں پر پہنچا دے گا اگرچہ وہ اپنے بستر پر مرا ہو۔

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر کام میں سچی نیت کو دخل ہے۔

## اسلام میں سنتِ حسنہ جاری کرنے پر ثواب اور سنتِ سیئہ نکالنے پر عذاب

(۲۲۱۷) م جَرِيْرٌ مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ

مسلم میں جریرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو راہ نکالے

سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجْرُہٗ وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً سَیِّئَۃً کَانَ عَلَیْہِ وِزْرُہٗ وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِھِمْ شَیْءٌ۔

اسلام میں اچھے طریقے کی تو اس کو اس کا ثواب ملے گا اور جو اس کے بعد اس طریقے کو کئے جائیں گے ان کا ثواب بھی اس کو ملے گا بغیر اس بات کے کہ ان کا ثواب کچھ گھٹے یعنی دونوں کو علیحدہ علیحدہ پورا ثواب ملے گا اور جو اسلام میں راہ نکالے گا برے طریقے کی تو اس کو اس کا گناہ ہوگا اور جو اس کے بعد اس بری راہ پر چلیں گے ان کا بھی گناہ اسی کی گردن پر ہوگا بغیر اس بات کے کہ کچھ ان کے گناہوں سے گھٹے یعنی دونوں کو علیحدہ علیحدہ پورا عذاب ہوگا۔

ف حضرتؐ مسجد میں بیٹھے تھے کچھ محتاج لوگ آئے حضرتؐ نے لوگوں سے کچھ ان کے دینے کو فرمایا تو پہلے حضرت عمرؓ اٹھے یا ایک انصاری صحابی اٹھے اور مٹھی بھر درم ان کے واسطے لائے جب لوگوں نے ان کو لاتے دیکھا تو کوئی کپڑا لایا کوئی کھجور کوئی اناج غرض محتاجوں کا اچھی طرح کام ہوگیا تب حضرتؐ نے فرمایا کہ جو نیک راہ نکالے اس کو دوسرا ثواب ہے اپنے کرنے کا اور رواج دینے کا۔ خلاصہ مطلب اس حدیث کا یہ کہ جس چیز کی شرع میں خوبی ثابت ہے اس کو جو کوئی رواج دیگا تو اس کو نہایت ثواب ہے جیسے خیرات کرنے کی خوبی حضرتؐ کے فرمانے سے معلوم ہوئی اور حضرت عمرؓ نے اس وقت اس کی راہ نکالی اور یہ مطلب نہیں کہ جس کی شرع میں کچھ اصل ثابت نہ ہو اس کو لوگ اپنے دل میں اچھا سمجھ کر رواج دیں اور اس حدیث کو اپنی نکالی بدعت پر دلیل پکڑیں۔

## اہل قبلہ کے حقوق

(۲۲۱۸) خ اَنَسٌ مَنْ صَلّٰی صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَکَلَ ذَبِیْحَتَنَا فَذٰلِکَ الْمُسْلِمُ الَّذِیْ لَہٗ ذِمَّۃُ اللّٰہِ وَذِمَّۃُ رَسُوْلِہٖ فَلَا تُخْفِرُوا اللّٰہَ فِیْ ذِمَّتِہٖ۔

بخاری میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو ہماری طرح نماز پڑھے اور نماز کے وقت ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہمارا حلال کیا ہوا کھائے سو وہ ایسا مسلمان ہے کہ جس کے واسطے اللہ اور اس کے رسول کے واسطے پناہ ہے سو اللہ کا قول و قرار نہ توڑو اس کی دی امان میں یعنی اس کو کچھ تکلیف نہ دو خدا کا قول نہ توڑو اس کی پناہ دیئے ہوئے کو نہ چھیڑو۔

ف یہود اور نصاریٰ کی نماز میں رکوع نہیں قبلہ ان کا اور ہے، اور مجوس مسلمان کا حلال کیا جانور نہیں کھاتے تو جس نے ہمارے قبلے کی طرف رکوع والی نماز پڑھی اور مسلمان کا ذبیحہ کھایا تو اس نے وہ باطل دین چھوڑے تو وہ مسلمان ہوا اب اس کو رنج دینا درست نہیں۔

## راہِ خدا کا غازی کون ہے؟

(۲۲۱۹) ق اَبُوْمُوْسَی الْاَشْعَرِیُّ مَنْ قَاتَلَ لِتَکُوْنَ کَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا فَھُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔

بخاری اور مسلم میں ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو اس واسطے لڑے کہ خدا کا بول بالا ہو وہ راہِ خدا کا غازی ہے۔

ف ایک آدمی نے حضرتؐ سے پوچھا کہ لوگ مال کے واسطے لڑتے ہیں نام کے واسطے لڑتے ہیں عزت کے واسطے لڑتے

ہیں سو ان میں سے خدا کی راہ کا لڑنے والا کون ہے تب حضرتؐ نے یہ فرمایا کہ جس کی یہ نیت ہو کہ اللہ کا دین غالب ہو وہ اللہ کی راہ میں ہے۔

## تراویح کی فضیلت

(۲۲۲۰) خ ابوہریرۃ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو ایمان اور ثواب کے واسطے رمضان کی راتوں میں نماز پڑھے گا خواہ تراویح خواہ اور نماز تو اس کے اگلے گناہ بخشے جائیں گے۔

## ذمی اور معاہد کے قتل کا گناہ

(۲۲۲۱) خ عَبْدُ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو مَنْ قَتَلَ مُعَاھِدًا لَمْ یَرِحْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ وَاِنَّ رِیْحَھَا تُوْجَدُ مِنْ مَّسِیْرَۃِ اَرْبَعِیْنَ عَامًا۔

بخاری میں عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو قول قرار والے کو مار ڈالے گا وہ بہشت کی بو نہ سونگھے گا اور بہشت کی خوشبو چالیس برس کی راہ سے معلوم ہوتی ہے۔

ف معاہد اور ذمی اس کافر کو کہتے ہیں جو مطیع الاسلام ہو اور امام نے اس کو پناہ دی ہو اس کا قتل کرنا نہایت گناہ ہے قول کا توڑنا کسی طرح درست نہیں۔

## حقوق العباد دنیا میں بخشو لینے کی ترغیب

(۲۲۲۲) خ ابوہریرۃ مَنْ کَانَتْ عِنْدَہٗ مَظْلِمَۃٌ لِاَخِیْہِ مِنْ عِرْضِہٖ اَوْ شَیْءٍ فَلْیَتَحَلَّلْہُ مِنْہُ الْیَوْمَ مِنْ قَبْلِ اَنْ لَّا یَکُوْنَ دِیْنَارٌ وَّلَا دِرْھَمٌ اِنْ کَانَ لَہٗ عَمَلٌ صَالِحٌ اُخِذَ مِنْہُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِہٖ وَاِنْ لَّمْ تَکُنْ لَّہٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَیِّاٰتِ صَاحِبِہٖ فَحُمِلَ عَلَیْہِ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس پر کچھ مظلمہ ہو اپنے بھائی مسلمان کا خواہ اس کی آبرو کا ہو یا کسی اور چیز کا یعنی جان مال کا تو چاہیے کہ آج اسے بخشالیوے اس دن سے پہلے کہ جس دن نہ اشرفی پاس ہوگی نہ روپیہ اگر ظالم کے کچھ نیک کام ہوں گے تو اسے لیکر بقدر ظلم کے مظلوم کو دلائے جائیں گے اور اگر ظالم کے کچھ بھی نیک عمل نہ ہوں گے تو مظلوم کے گناہ لیکر ظالم پر لادے جائیں گے یعنی پھر ان گناہوں کو لادے سزا کے واسطے دوزخ میں جائے گا۔

ف گناہ دو قسم ہیں خدا کے گناہ اور بندوں کے گناہ۔ سو خدا کے گناہ توبہ کرنے سے یا اس کے فضل سے معاف ہو سکتے ہیں اور بندوں کے گناہ بے ان کے بخشے معاف نہیں ہوتے تو جس کو قیامت کا ڈر ہو اس کو لازم ہے کہ جن کے قصور کئے ہوں ان سے معاف کرالے خواہ منت عاجزی کر کے خواہ روپیہ پیسہ دے کے۔ اگر گھر باغ کسی کا چھین لیا ہو یا کسی کی چوری کی ہو، رشوت لی ہو، دغابازی سے کسی کا مال دبایا ہو تو اس کو پھیر دے اور اگر کسی کو مارا کوٹا ہو بے عزت کیا ہو تو اس کو جس طرح ہو سکے راضی کرے زندگی کو غنیمت جانے ابھی اس کا علاج ممکن ہے قیامت میں کچھ تدبیر نہ ہو سکے گی کہ وہاں نہ مال ہوگا نہ اسباب۔

## سجدۂ سہو کا بیان

(۲۲۲۳) ق ابوہریرۃ اِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا قَامَ یُصَلِّیْ جَاءَ الشَّیْطَانُ فَلَبَّسَ عَلَیْہِ حَتّٰی

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بیشک جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کو کھڑا ہوتا ہے تو شیطان

لَا یَدْرِیْ کَمْ صَلّٰی فَاِنْ وَّجَدَ اَحَدُکُمْ ذٰلِكَ فَلْیَسْجُدْ سَجْدَتَیْنِ وَھُوَ جَالِسٌ۔

اس کے پاس آتا ہے پھر اس کا دھوکا ڈال دیتا ہے یہاں تک کہ اس کو یاد نہیں رہتا کہ کے رکعتیں پڑھیں تو جس کو ایسا دھوکا پڑے وہ بیٹھے بیٹھے سہو کے دو سجدے کرے۔

## پیادہ پا حج پر جانے کی نذر ماننا درست نہیں

(۲۲۲۴) ق اَنَسٌ اِنَّ اللّٰہَ عَنْ تَعْذِیْبِ ھٰذَا نَفْسَہٗ لَغَنِیٌّ۔

بخاری اور مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بے شبہ خدا اس کی تکلیف دینے سے بے پروا ہے۔

ف حضرتؐ نے ایک بار دیکھا کہ ایک بڈھا اپنے دو بیٹوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے گھسٹتا چلا جاتا ہے حضرتؐ نے پوچھا کہ یہ اس طرح کیوں رنج اٹھاتا ہے معلوم ہوا کہ اس نے پیادہ حج کرنے کی نذر مانی تھی تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی اس نے جو اپنی ذات کو تکلیف میں ڈالا خدا کو اس کی حاجت نہیں یعنی جو پیادہ نہ چل سکے اگرچہ نذر مانی ہو تو سوار ہو لیے

## اہل میت کے رونے سے میت پر عذاب

(۲۲۲۵) خ اِبْنُ عُمَرَ اِنَّ الْمَیِّتَ لَیُعَذَّبُ بِبُکَاءِ الْحَیِّ۔

بخاری میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا البتہ مردے پر عذاب ہوتا ہے زندے کے رونے سے۔

ف یہ اس صورت میں ہے کہ مردہ اپنے رونے پیٹنے کی وصیت کر گیا ہو۔

## ناحق مال کھانے والوں کیلئے وعید

(۲۲۲۶) خ خَوْلَۃُ بِنْتُ ثَامِرٍ اِنَّ رِجَالًا یَتَخَوَّضُوْنَ فِیْ مَالِ اللّٰہِ بِغَیْرِ حَقٍّ فَلَھُمُ النَّارُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔

بخاری میں خولہ بنت ثامرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر جو لوگ کہ گھسے پڑتے ہیں خدا کے مال میں ناحق یعنی ناحق لوٹتے کھاتے ہیں ان کے لئے قیامت میں آگ ہے۔

ف یعنی بیت المال سے سوائے مستحقوں کے اور کسی کو لینا درست نہیں۔

## بدترین خلائق وہ شخص ہے جس کی بدکلامی کی وجہ سے لوگ اس سے ملنا چھوڑ دیں

(۲۲۲۷) ق عَائِشَۃُ اِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰہِ مَنْزِلَۃً یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَنْ تَرَکَہُ النَّاسُ اتِّقَاءَ فُحْشِہٖ وَیُرْوٰی مَنْ تَرَکَہٗ۔

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر سب آدمیوں سے بدتر خدا کے نزدیک مرتبے میں قیامت کے دن وہ آدمی ہے جس سے لوگ ملنا چھوڑ دیں اس کی زبان درازی اور گالی کے ڈر سے اور ایک روایت میں مَنْ فَرِقَہٗ کی جگہ مَنْ تَرَکَہٗ آیا ہے مطلب دونوں کا ایک ہے۔

## محرم کو زندہ شکار قبول کرنا درست نہیں

(۲۲۲۸) ق اَلصَّعْبُ بْنُ جَثَّامَۃَ اِنَّا لَمْ نَرُدَّہٗ عَلَیْكَ اِلَّا اَنَّا حُرُمٌ فَاَبَاہُ لَہٗ۔

بخاری اور مسلم میں صعب بن جثامہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ ہم نے گورخر تجھ کو نہیں پھیر دیا مگر اس واسطے کہ ہم احرام باندھے ہوئے ہیں۔

ف حضرتؐ حج یا عمرے کو احرام باندھے جاتے تھے صعب بن جثامہؓ نے گورخر کا شکار کیا اور اس کو زندہ حضرتؐ کے

پاس لائے حضرتؐ نے اس کو قبول نہ کیا اور یہ حدیث فرمائی معلوم ہوا کہ احرام والے کو شکار کرنا اور زندہ شکار لینا درست نہیں، ہاں شکار کا گوشت کھانا احرام والے کو درست ہے بشرطیکہ شکار کو اشارے سے بتایا نہ ہو۔

## ازار بغیر غرور کے ٹخنوں سے نیچے لٹکے تو کوئی حرج نہیں

(۲۲۲۹) خ ابنِ عُمَرَ اِنَّكَ لَسْتَ تَصْنَعُ ذٰلِكَ خُيَلَاءَ قَالَهٗ لِاَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَعْنِيْ اِسْتِرْخَاءَ الْاِزَارِ۔

بخاری میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تو اس کو غرور کی راہ سے نہیں کرتا۔ یہ حضرتؐ نے ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا یعنی تیری ازار کا زمین پر لٹک جانا غرور سے نہیں۔

ف حضرتؐ نے ایک بار فرمایا کہ جس کی ازار یعنی تہبند یا پائجامہ ٹخنے سے نیچے لٹکے سو دوزخ میں ہے صدیق اکبرؓ نے عرض کی یا رسول اللہؐ میری ازار ایک طرف بے اختیار لٹک جاتی ہے میں کیا کروں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی معلوم ہوا کہ ازار اور پائجامے کو ٹخنے سے نیچے لٹکانا اگر غرور یا آرائش کی راہ سے ہے تو سخت حرام ہے اور نہیں تو مکروہ ہے لیکن اگر بدون قصد بے اختیاری سے لٹک جائے تو معاف ہے۔

## ترکوں سے جنگ کی پیشینگوئی

(۲۲۳۰) ق اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ۔

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ تم لڑوگے اس قوم سے جن کی جوتیاں بال کی ہیں۔

ف قوم ترک مراد ہیں جیسا کہ حدیث ۱۶۷۲ میں مذکور ہو چکا۔

## عورت کو بغیر محرم کے سفر کرنے کی ممانعت

(۲۲۳۱) ق اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُسَافِرَ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ وَّلَيْسَ مَعَهَا حُرْمَةٌ وَيُرْوٰى اِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ عَلَيْهَا۔

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ حلال نہیں اس عورت کو جو مانتی ہو اللہ کو اور قیامت کو یہ کہ سفر کرے ایک رات دن کی منزل اور اس کے ساتھ اس کا محرم نہ ہووے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ عورت کو سفر درست نہیں مگر محرم کے ساتھ۔

ف اور عورت کا محرم وہ مرد ہے جس کے ساتھ اس عورت کا کبھی نکاح درست نہ ہو۔ جیسے باپ بھائی چچا بھتیجا بھانجا بیٹا نواسہ پوتا عورت کو سفر کرنا بغیر اپنے خاوند یا محرم کے حرام ہے درست نہیں اس واسطے کہ اس میں بڑے بڑے فساد ہیں

## جہاد چھوڑ کر کھیتی باڑی میں مشغول ہونے کا وبال

(۲۲۳۲) ق اَبُوْ اُمَامَةَ لَا يَدْخُلُ هٰذَا بَيْتَ قَوْمٍ اِلَّا اَدْخَلَهُ الذُّلَّ قَالَهٗ لَمَّا رَاٰى شَيْئًا مِّنَ اٰلَةِ الْحَرْثِ۔

بخاری میں ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں داخل ہوتا ہے یہ کھیتی کا اسباب کسی قوم کے گھر میں مگر اس قوم میں ذلت اور خواری داخل کرتا ہے۔ یہ حضرتؐ نے فرمایا جب کھیتی کا اسباب دیکھا

ف یعنی جس قوم نے جہاد چھوڑا اور کھیتی میں مشغول ہوئی وہ بیشک ذلیل اور بیقدر ہوئی کہ حاکم ان کو محصول کیواسطے پکڑتا ہے اور مارتا ہے اور ہزار طرح سے ذلیل کرتا ہے۔ حدیث میں اشارہ ہے کہ مسلمان جہاد نہ چھوڑیں اور دنیا کے کمانے میں مشغول نہ ہوں نہیں تو ذلیل اور خوار ہوں گے اور کافر غالب ہو جائیں گے چنانچہ اس زمانے میں ویسا ہی حال ہے۔

## دوسرے کو اٹھا کر اس کی جگہ بیٹھنے کی ممانعت

(۲۲۳۳) ق ابْنُ عُمَرَ لَا يُقِيمَنَّ اَحَدُكُمُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهٖ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہرگز کوئی نہ اٹھائے کسی مرد کو اس کے مکان سے پھر وہاں آپ بیٹھے۔

ف پہلے ایک حدیث خاص مسجد کے ذکر میں گذری اور یہ حدیث عام ہے۔ مسجد ہو یا کوئی اور مکان معلوم ہوا کہ جو شخص مدرسے میں یا خانقاہ میں رہتا ہو یا کوئی شخص کسی مکان پر یا بازار میں بیٹھا ہو تو وہی پہلا شخص وہاں کا حقدار ہے اگرچہ وہ ایک روز کہیں گیا بھی ہو۔

## سورج کے طلوع وغروب سے قبل ایک رکعت پانیوالے کا حکم

(۲۲۳۴) م اَبُو هُرَيْرَةَ اِذَا اَدْرَكَ اَحَدُكُمْ سَجْدَةً مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلٰوتَهٗ وَاِذَا اَدْرَكَ سَجْدَةً مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلٰوتَهٗ۔

مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کوئی ایک رکعت عصر کی نماز سورج ڈوبنے سے پہلے پائے تو اپنی نماز پوری کر لیوے یعنی تین رکعتیں باقی غروب کے وقت پڑھے اور جب ایک رکعت نماز فجر کی سورج نکلنے سے پہلے پائے تو اپنی باقی نماز کو پورا کرے یعنی ایک رکعت سورج نکلنے کے وقت پڑھے۔

ف یعنی ہرچند طلوع وغروب کے وقت سجدہ حرام ہے لیکن اگر ایک رکعت طلوع اور غروب سے پہلے پائے تو باقی نماز کو طلوع غروب ہوتے پڑھے اور یہی مذہب ہے سب اماموں کا سوائے امام اعظمؒ کے کہ ان کے نزدیک عصر کی نماز تو اسی طرح سے درست ہے اس واسطے کہ وقت ناقص تھا ادا بھی ناقص ہوئی لیکن فجر کی نماز طلوع کے وقت درست نہیں کیونکہ وقت کامل تھا تو ادا ناقص نہ چاہیے۔ حنفی کہتے ہیں کہ اس حدیث پر اول عمل تھا پھر حضرتؐ نے وہ حدیث فرمائی جس میں طلوع غروب کے وقت سجدہ حرام ہے۔ واللہ اعلم۔

## دنیاوی عذاب نیک وبد سب پر عام ہوتا ہے اور اخروی عذاب صرف بدلوگوں پر

(۲۲۳۵) ق ابْنُ عُمَرَ اِذَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا اَصَابَ مَنْ كَانَ فِيهِمْ ثُمَّ بُعِثُوا عَلٰى اَعْمَالِهِمْ۔

بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب خدا کسی قوم پر عذاب اتارتا ہے تو جتنے اس قوم میں ہوتے ہیں سب کو عذاب ہوتا ہے پھر قیامت میں اٹھائے جائیں گے اپنے عملوں پر۔

ف یعنی جب کسی قوم پر عذاب ہوتا ہے تو نیک اور بد سب ہلاک ہوتے ہیں لیکن نیکوں پر یہ عذاب فقط دنیا کا ہوتا ہے آخرت میں نیک لوگ اپنی نیکیوں کا ثواب پائیں گے۔ نیک لوگ عذاب میں اس واسطے شریک ہوئے کہ [illegible] کو گناہوں سے کیوں نہ روکا اور اگر وہ کہنا نہ مانتے تھے تو ان کے ساتھ کیوں رہے۔

## جب کوئی براخواب دیکھے تو کیا کرے

(۲۲۳۶) ق اَبُو هُرَيْرَةَ اِذَا رَاٰى اَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُهٗ فَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ وَلَا يُحَدِّثْ بِهِ النَّاسَ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص خواب میں مکروہ چیز دیکھے تو اٹھ کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور اس خواب کو کسی سے نہ کہے۔

ع صح ق کما صرح بہ صاحب التحفہ شرح ص ۱۱۶ ۔ (رچشتی) ۔ لہ صفحہ ۳۳۹ میں حدیث ۱۲۷۳۔

ف یعنی اگر مکروہ خواب دیکھے اور دل میں اس کا کچھ کھٹکا پیدا ہو تو یہ تدبیر ہے کہ نماز پڑھے اور خدا سے خیر مانگے
سوا اسطے کہ کوئی بات بغیر خدا کے حکم کے نہیں ہوسکتی۔ اور مکروہ خواب کا کہنا اس واسطے منع فرمایا کہ نادان لوگ اس کو
سن کے خدا جانے کیا وسوسہ ڈالیں۔ اور روایت میں آیا ہے کہ اگر بہتر خواب دیکھے تو دانا دوست سے کہے تا کہ بہتر تعبیر
دے اور بد خواب کسی سے نہ کہے۔

## تہجد سے قبل دو رکعت ہلکی پڑھنے کا حکم

(۲۲۳۷) م اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ۔

مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب کوئی رات سے اٹھے یعنی تہجد کو تو چاہیے کہ دو رکعت ہلکی نماز پڑھے۔

ف حضرتؐ نے خوب حکمت بتائی کہ اول نیند کا خمار اور سستی بدن میں ہوتی ہے جب اول اس نے ہلکی نماز پڑھی تو
باقی تہجد کی نماز بخوشی حضور قرأت سے پڑھے گا یا یہ دو رکعت تحیۃ الوضو کی مراد ہوں اور ہلکی رکعتیں اس واسطے فرمائیں
کہ بے وسوسہ ادا ہوں اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جو وضو کرکے دو رکعتیں بے وسوسہ پڑھے گا اس کے پچھلے گناہ
معاف ہو جائیں گے۔ بہر صورت اول دو رکعتیں ہلکی پڑھے پھر طول کرے جب تک کہ حضور دل حاصل رہے۔ بعد فرض کے سب
نمازوں میں تہجد کی نماز افضل ہے اللہ اس کا مزا سب مسلمانوں کو دیوے۔ آمین۔

## دورانِ خطبہ میں کسی کو زبان سے چپ رہنے کو کہنا منع ہے

(۲۲۳۸) ق اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ اَنْصِتْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ۔

بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تو نے اپنے ساتھی سے کہا کہ چپ رہ جمعہ کے دن اور امام خطبہ پڑھتا ہو تو مقرر تو نے لغو بات اور لغو حرکت کی۔

ف خطبہ سننا واجب ہے اس وقت بولنا درست نہیں اور جب دوسرے بولنے والے سے کہا کہ چپ رہ تو اس کا
یہ کہنا بھی لغو ہوا زبان سے منع نہ کرے اشارے سے کہے۔

## عرفہ کے دن دوڑنے بھاگنے کی ممانعت

(۲۲۳۹) خ اِبْنُ عَبَّاسٍ اَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ فَاِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِالْاِيْضَاعِ۔ قَالَهُ يَوْمَ عَرَفَةَ۔

بخاری میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے لوگو اپنے اوپر آرام اور قرار لازم جانو کہ خود دوڑنا اونٹ دوڑانا نیکی اور خوبی نہیں۔ یہ حضرتؐ نے عرفے کے دن فرمایا۔

ف عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ جب عرفات سے چلے تو پیچھے بہت غل شور سنا کہ لوگ اونٹوں
کو مارتے ہوئے دوڑاتے آتے ہیں تب یہ حدیث فرمائی۔

## چاندی، اونٹ اور چھواروں کی زکوٰۃ کا نصاب

(۲۲۴۰) م جَابِرٌ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِنَ الْاِبِلِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ اور نہیں پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ، اور نہیں پانچ وسق سے کمتر چھواروں میں زکوٰۃ۔

تمام ملک میں اسلام ظاہر ہوا اور ہر ایک شہر میں علم دین کا بہت چرچا ہوا۔

## حقیر سے حقیر تحفہ اور دعوت قبول کرنے کی ترغیب

(۲۲۴۳) خ اَبُوْهُرَيْرَةَ لَوْ دُعِيْتُ اِلٰى كُرَاعٍ لَاَجَبْتُ وَلَوْ اُهْدِيَ اِلَىَّ ذِرَاعٌ اَوْ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر میں دعوت میں بکری کے دست پاچہ کی طرف بلایا جاؤں تو البتہ قبول کروں اور اگر بکری کے ہاتھ یا پاؤں کا تحفہ مجھ کو دیا جائے تو قبول کروں۔

ف یعنی دعوت اور تحفے میں تھوڑے بہت اور اچھے برے کا خیال نہ چاہیے مسلمان کی خاطرداری ضرور ہے۔

## خدا کو محبوب وہ عمل ہے جو ہمیشہ کیا جائے گرچہ تھوڑا ہو

(۲۲۴۴) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ وَعَائِشَةُ اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ اَدْوَمُهَا وَاِنْ قَلَّ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک سب عملوں سے بہت پیارا وہ عمل ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے اگرچہ تھوڑا ہی ہو۔

ف ہمیشہ ہونے والا عمل خدا کو اس واسطے پسند ہے کہ اس کا کرنے والا بیدار ہے غافل نہیں کہ کبھی کرے اور کبھی نہیں اور دوسرا سبب یہ ہے کہ ہمیشہ عمل کرنے سے اس عمل کی برکت سے دل رنگین ہو جاتا ہے روز بروز اس کو قرب اور صفائی حاصل ہوتی جاتی ہے اور گاہ گاہ کرنے میں اس کا اثر دل میں نہیں جمتا جیسے بجلی کے چمکنے سے اسی دم تو روشنی ہوتی ہے پھر آخر کو تاریکی ہے اسی واسطے طریقت والے درویشوں نے فرمایا ہے کہ جب آدمی کوئی نفل عبادت یا وظیفہ شروع کرے تو اس کو ہمیشہ کرتا رہے تاکہ اس کا فیض اور برکت کم نہ ہو۔

## جھوٹی قسم کھا کر مال بیچنے کی ممانعت

(۲۲۴۵) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ اَلْيَمِيْنُ الْكَاذِبَةُ مُنَفِّقَةٌ لِلسِّلْعَةِ مُمْحِقَةٌ لِلْكَسْبِ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جھوٹی قسم مال اور جنس کے رواج کا سبب اور کسب کے نقصان کا سبب ہے۔

ف یعنی تجارت میں جھوٹی قسم کھانے سے سوداگر کو یہ احتمال ہوتا ہے کہ میری بکری خوب ہو گی حالانکہ جھوٹی قسم سے اس کی سوداگری میں ٹوٹا پڑتا ہے کہ خدا اس کی برکت کو دور کرتا ہے اور لوگ بھی اس کو جھوٹا جان کر اس سے خرید فروخت کم کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ سوداگری اور بیوپار کی برکت راستی میں ہے۔

## انسان کا اپنا مال وہی ہے جو اس نے خدا کی راہ میں خرچ کیا باقی اسکے وارثوں کا ہے

(۲۲۴۶) خ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ اَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهٖ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ مَالِهٖ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا مَالُهٗ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ مَالِ وَارِثِهٖ قَالَ فَاِنَّ مَالَهٗ مَا قَدَّمَ وَمَالَ وَارِثِهٖ مَا اَخَّرَ۔

بخاری میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کون تم میں ایسا ہے جس کے نزدیک اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ تر پیارا ہو اصحاب نے کہا یا رسول اللہ کوئی ہم میں ایسا نہیں اس کے نزدیک اپنے مال سے وارث کا مال زیادہ پیارا ہو حضرتؐ نے فرمایا سو البتہ اس کا مال تو وہی ہے جو اس نے آگے بھیجا یعنی خدا کی راہ میں خرچ کیا اس کے وارث کا مال وہ ہے جس کو چھوڑ گیا۔

ف اپنا مال وہی جو اپنے کام آئے اور کام وہی مال آئے گا جو خدا کی راہ میں خرچ ہوا اور جو کہ خرچ نہیں کرتے اور اپنا

مال جان کو بند کر رکھتے ہیں وہ نادان ہیں کہ اس کو اس کے وارث اٹھائیں گے اس کے کچھ کام نہ آیا۔

## ایمان یمن میں ہے اور قساوت قلبی ربیعہ اور مضر میں

(۲۲۴۷) ق أَبُو مَسْعُودٍ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيُّ أَلَا إِنَّ الْإِيمَانَ هٰهُنَا وَإِنَّ الْقَسْوَةَ وَغِلَظَ الْقُلُوبِ فِي الْفَدَّادِينَ عِنْدَ أُصُولِ أَذْنَابِ الْإِبِلِ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ فِي رَبِيعَةَ وَمُضَرَ۔

بخاری اور مسلم میں ابو مسعودؓ سے جن کا عقبہ بن عمرو نام ہے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خبردار ہو البتہ ایمان تو ادھر ہے اور مقرر کڑا پن اور دلوں کی سختی ان لوگوں میں ہے جو چلایا کرتے ہیں اونٹوں کی پونچھوں کی جڑ کے پاس جدھر سے شیطان کے دو سینگ نکلتے ہیں یعنی قوم ربیعہ اور مضر میں۔

ف اول حضرتؐ نے یمن کی طرف اشارہ کر کے ان کی تعریف کی اس واسطے کہ وہاں کے لوگ بہت جلد ایمان لائے اور پورب کی طرف اشارہ کیا اور ان کی مذمت کی یعنی قوم ربیعہ اور مضر جن کے پاس اونٹ بہت تھے اس واسطے کہ وہ اسلام کے بہت مخالف رہے۔ شیطان کے دو سینگ سے مراد سورج ہے اس واسطے کہ جب آفتاب نکلتا ہے تو شیطان اپنے دونوں سینگ اس میں لگا دیتا ہے کہ کافروں کا سجدہ اسی کی طرف واقع ہو۔

## سب پیغمبر ماں جائے بھائی ہیں اور حضرت عیسیٰ اور حضورؐ کے درمیان کوئی نبی نہیں

(۲۲۴۸) ق أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِابْنِ مَرْيَمَ الْأَنْبِيَاءُ أَوْلَادُ عَلَّاتٍ وَلَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا میں اور لوگوں کی بہ نسبت قریب تر ہوں عیسیٰ بن مریمؑ سے پیغمبر سوتیلے بھائی ہیں اور میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں۔

ف سب پیغمبروں کا دین ایک ہے یعنی توحید اور عبادت اور شریعتیں مختلف ہیں تو گویا پیغمبر سوتیلے بھائی ٹھہرے باپ تو سب کا ایک اور مائیں کئی۔ خلاصہ مطلب حدیث کا یہ کہ جب سب پیغمبر نبوت میں برابر ٹھہرے تو عیسیٰؑ کو خاص کر کے خدا کا بیٹا کہنا محض بے جا بات ہے اور یہ جو فرمایا کہ میں عیسیٰؑ سے قریب تر ہوں میرے اور اس کے درمیان کوئی پیغمبر نہیں یعنی یہود عیسیٰؑ کی پیغمبری کے منکر تھے حضرتؐ ان کے برحق ہونے کے گواہ ہوئے چنانچہ عیسیٰؑ نے یوحنا کی انجیل میں ہمارے حضرتؐ کی بشارت میں کہا ہے کہ میرے بعد فارقلیط آئے گا میرے نبی برحق ہونے کا گواہ ہوگا۔

## حکام کو انصار کے ساتھ نرمی اور سلوک کرنے کی وصیت

(۲۲۴۹) خ ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ هٰذَا الْحَيَّ مِنَ الْأَنْصَارِ يَقِلُّونَ وَيَكْثُرُ النَّاسُ فَمَنْ وَلِيَ شَيْئًا مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ فَاسْتَطَاعَ أَنْ يَضُرَّ فِيهِ أَحَدًا أَوْ يَنْفَعَ فِيهِ أَحَدًا فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيئِهِمْ۔

بخاری میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا بعد حمد و صلوٰۃ کے بات تو یہ ہے کہ البتہ یہ انصار کا قبیلہ روز بروز گھٹتا جائے گا انصار کے سوا اور لوگ بڑھتے جائیں گے سو جو شخص محمدؐ کی امت سے کسی چیز کا پھر اس کو اپنی حکومت میں اپنی طرف سے کسی کا ضرر کر سکے یا کسی کو فائدہ پہنچا سکے تو چاہئے کہ انصار کے نیکوں کی نیکی قبول کرے اور ان کے بدکاروں سے درگذر کرے۔

ف حضرتؐ کو معلوم تھا کہ بنی امیہ کی سلطنت میں انصاریوں پر زیادتی ہوگی اس واسطے یہ حدیث انصار کی سفارش میں فرمائی یعنی امت محمدی کے حاکم کو لازم ہے کہ ان کے نیکوں کی تعظیم اور توقیر کرے اور ان کے

بدکاروں سے چشم پوشی کرے یعنی اگر کوئی حرکت تعزیر کے لائق کریں تو حاکم اس کو ٹال جائے اور یہ مطلب نہیں کہ اگرچہ انصاف حد مارنے کا گناہ کریں تو ان پر حد نہ مارے اس واسطے کہ حدود میں سفارش نہیں اور اس میں حاکم کو کچھ اختیار نہیں حضرتؐ نے خود فرمایا ہے کہ اگر فاطمہؓ بنت محمدؐ چورائے تو اس کا ہاتھ کاٹوں۔

## باپ بیٹے سے زیادہ رسول اللہؐ سے محبت رکھنے کا حکم

(۲۲۵۰) خ ابوهريرة والذي نفسي بيده لا يؤمن احدكم حتى اكون احب اليه من ولده ووالده۔

بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اس کی قسم جس کے قابو میں میری جان ہے کہ تم میں سے کوئی پورا ایماندار نہیں ہونے کا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے بیٹے اور اس کے باپ سے زیادہ تر پیارا نہ ہو جاؤں۔

ف یعنی جب میری رضامندی کو باپ اور بیٹے کی رضامندی پر مقدم رکھے تب پورا ایماندار رہے۔

## فتوحات کی پیشینگوئی اور جہاد کی ترغیب

(۲۲۵۱) م عقبة بن عامر ستفتح عليكم ارضون ويكفيكم الله فلا يعجز احدكم ان يلهو باسهمه۔

مسلم میں عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ عنقریب تم پر فتح ہوں گے ملک اور خدا تمہاری کفایت کرے گا سو نہ تھکا دے تم کو مال کے حصوں کی غفلت۔

ف یعنی روم اور ایران اور توران فتح ہوگا اور مجاہدوں کے حصے میں بہت مال آئے گا سو فرمایا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم مال کی کثرت میں جہاد کرنے سے غافل ہو جاؤ۔ اس حدیث میں خبر ہے ان فتحوں کی جو حضرتؐ کے بعد ہوئیں اور اشارہ ہے جہاد کی ترغیب کا۔

## قیامت میں قوم نوح کے خلاف امت محمدی کی گواہی

(۲۲۵۲) خ ابوسعيد يدعى نوح يوم القيمة فيقول لبيك وسعديك يا رب فيقول هل بلغت فيقول نعم فيقال لامته هل بلغكم فيقولون ما اتانا من نذير فيقول من يشهد لك فيقول محمد وامته فتشهدون انه قد بلغ فذلك قوله وكذلك جعلنكم امة وسطا لتكونوا شهداء على الناس ويكون الرسول عليكم شهيدا۔

بخاری میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بلایا جائے گا نوحؑ قیامت کے دن تو کہے گا اے میرے رب میں حاضر ہوں تیری خدمت اور اطاعت میں تو خدا فرمائے گا کہ کیا تو نے اپنی امت کو پیغام پہنچایا تھا یعنی عذاب سے ڈرایا تھا تو نوحؑ کہے گا کہ ہاں میں نے پیغام سنا دیا تھا تو اس کی امت سے کہا جائے گا کہ کیا نوحؑ نے تم کو پیغام پہنچایا تھا تو اس کی امت کے لوگ کہیں گے کہ ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تو خدا نوحؑ سے فرمائے گا کہ تیرے دعوے کا کون گواہ ہے جو تیری گواہی دے نوحؑ کہے گا کہ محمدؐ اور اس کی امت میرے گواہ ہیں سو تم لوگ گواہی دو گے کہ مقرر نوحؑ نے ان کو پیغام پہنچایا سو یہی مطلب ہے خدا کے اس قول کا اور اسی طرح ہم نے بنایا تم کو عادل اور افضل امت تاکہ تم گواہ ہو لوگوں پر اور رسول تم پر گواہ ہو

ف اس حدیث اور اس آیت سے امت محمدی کی فضیلت سب امتوں پر خوب ثابت ہوئی اس واسطے کہ گواہی

لیاقت ہر ایک شخص کو نہیں ہوتی گواہی کے واسطے عدالت اور صداقت شرط ہے بعضی روایت میں آیا ہے کہ نوحؑ کی امت کہے گی کہ امت محمدی ہمارے وقت میں کہاں موجود تھی بن دیکھے ان کی گواہی کیوں کر سند ہوگی تو امت محمدی جواب دیگی کہ ہر چند ہم تمہارے وقت میں نہ تھے لیکن ہم کو یہ حال قرآن شریف سے معلوم ہوا ہے خدا کے کلام سے زیادہ نہ کسی کے کلام کی سند نہیں۔

## حضرت موسیٰؑ کے پتھر کے پیچھے بھاگنے کا قصہ

(۲۲۵۳) ق اَبُوْ هُرَيْرَةَ كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَآئِيْلَ يَغْتَسِلُوْنَ عُرَاةً يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰى سَوْءَةِ بَعْضٍ وَكَانَ مُوْسٰى يَغْتَسِلُ وَحْدَهٗ فَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَا يَمْنَعُ مُوْسٰى اَنْ يَغْتَسِلَ مَعَنَا اِلَّا اَنَّهٗ اٰدَرُ[۱] قَالَ فَذَهَبَ مَرَّةً يَغْتَسِلُ فَوَضَعَ ثَوْبَهٗ عَلَى الْحَجَرِ فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِهٖ قَالَ فَجَمَحَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ بِاِثْرِهٖ يَقُوْلُ ثَوْبِيْ حَجَرُ ثَوْبِيْ حَجَرُ حَتّٰى نَظَرَتْ بَنُوْ اِسْرَآئِيْلَ اِلٰى سَوْءَةِ مُوْسٰى فَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَا بِمُوْسٰى مِنْ بَاْسٍ فَقَامَ الْحَجَرُ حَتّٰى نُظِرَ اِلَيْهِ قَالَ فَاَخَذَ ثَوْبَهٗ فَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تھے بنی اسرائیل کہ ننگے نہاتے تھے ایک دوسرے کی شرمگاہ کو دیکھتا تھا اور موسیٰ تنہا نہاتے تھے تو بنی اسرائیل نے کہا کہ وہ ہمارے ساتھ اسواسطے نہیں نہاتے کہ ان کو بادخایہ کی بیماری ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا تو موسیٰ ایک بار نہانے کو گئے تو اپنے کپڑے پتھر پر رکھے تو لے بھاگا پتھر ان کے کپڑے کو تو موسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے دوڑے کہتے ہوئے میرے کپڑے چھوڑ اے پتھر میرے کپڑے چھوڑ اے پتھر یہاں تک کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ کی شرمگاہ کو دیکھ لیا تو کہنے لگے کہ موسیٰ کو تو کوئی عیب و بیماری نہیں پھر پتھر کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ موسیٰ کی طرف خوب نظر کر چکے حضرتؐ نے فرمایا پھر موسیٰ نے اپنا کپڑا لیا پھر پتھر کو مارنے لگے۔

**ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو اہل حق پر تہمت باندھتا ہے خدا اس کو شرمندہ کرتا ہے اور معلوم ہوا کہ علیحدہ ہو کر ننگے نہانا درست ہے۔

## فرشتے نور سے جن آگ کی لو سے اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے

(۲۲۵۴) م عَائِشَةُ خُلِقَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ نُّوْرٍ وَّخُلِقَ الْجَآنُّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ وَّخُلِقَ اٰدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ پیدا کئے گئے فرشتے نور سے اور جن آگ کی لو سے اور آدم پیدا ہوئے اس سے جس کا تم سے قرآن میں بیان ہوا یعنی مٹی سے۔

## بدعتی کی سزائے جہنم

(۲۲۵۵) ق اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَاَيْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرٍ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهٗ فِي النَّارِ كَانَ اَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَآئِبَ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ دیکھا میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ اپنی انتڑیاں گھسیٹتا تھا دوزخ میں اسی نے سانڈوں کا چھوڑنا ایجاد کیا تھا۔

## حائضہ سے بوسہ اور مساس جائز ہے

(۲۲۵۶) م اَنَسٌ اِصْنَعُوْا كُلَّ شَيْءٍ اِلَّا النِّكَاحَ يَعْنِيْ بِالْحَآئِضِ۔

مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے حیض والی عورت کے حق میں فرمایا کہ صحبت کے سوائے سب کچھ کرو۔

**ف** یعنی حیض کی حالت میں صحبت حرام ہے بوسہ اور مساس درست ہے۔

---

[۱] ایک مرض کا نام ہے جس میں فوطے بڑھ جاتے ہیں۔ (حشی)

## بھولی بھٹکی بکری پکڑ لینے کا حکم

(۲۲۵۷) ق زَیْدُ بْنُ خَالِدٍ خُذْهَا فَاِنَّمَا هِیَ لَكَ اَوْ لِاَخِیْكَ اَوْ لِلذِّئْبِ یَعْنِیْ ضَالَّةَ الْغَنَمِ۔

بخاری اور مسلم میں زید بن خالدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے بھولی بھٹکی بکری کے حق میں فرمایا کہ لے اس کو سو وہ تیرے واسطے ہے یا کسی اور تیرے بھائی کے واسطے ہے یا بھیڑیے کے واسطے ہے۔

ف یعنی اگر تو اس کو نہ پکڑے گا تو اور کوئی آدمی لیوے گا اور اگر کوئی نہ لے گا تو بھیڑیا کھا جائے گا۔

## حضرت سعدؓ کو اتارنے کیلئے صحابہؓ کو اٹھنے کا حکم

(۲۲۵۸) ق اَبُوْ سَعِیْدٍ قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِكُمْ اَوْ اِلٰی خَیْرِكُمْ یَعْنِیْ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فَقَعَدَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ هٰؤُلَاءِ نَزَلُوْا عَلٰی حُكْمِكَ۔

بخاری اور مسلم میں ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اٹھو اپنے سردار کی طرف یا یوں فرمایا کہ اپنے سے افضل اور بہتر کی طرف یعنی سعد بن معاذ کی طرف پھر سعد حضرتؐ کے پاس بیٹھے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ یہ یہودی تیری تجویز پر راضی ہو کر اترے ہیں۔

ف بنی قریظہ ایک قوم تھی یہود کی حضرتؐ سے انھوں نے عہد شکنی کی تھی حضرتؐ نے ان کا قلعہ گھیر اتھا وہ لوگ اس بات پر راضی ہوئے کہ سعد بن معاذ جو ہمارے حق میں تجویز کریں سو ہم کو قبول ہے سعد زخمی تھے حضرتؐ نے ان کو مدینے سے بلایا جب وہ آئے تب حضرتؐ نے انصار سے یہ حدیث فرمائی سعدؓ نے ان کے قتل کرنے کا حکم دیا چنانچہ اس قوم کے مرد قتل ہوئے اور عورتیں اور لڑکے لونڈی غلام ہوئے۔ بعضے علما نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سردار اور علما کی تعظیم کے واسطے قیام کرنا درست ہے اور بعضوں نے جواب دیا ہے کہ یہ قیام تعظیم کے واسطے نہ تھا بلکہ سعد زخمی تھے ان کو سنبھالنے کے واسطے حضرتؐ نے قیام کا حکم کیا تھا چنانچہ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ ایک دوسرے کے واسطے قیام نہ کرو جیسے عجم کے لوگ کرتے ہیں اور بعضے علما نے فرمایا ہے کہ قیام افراطِ تعظیم کے واسطے مکروہ ہے اور اہلِ علم اور دین کی تکریم کے واسطے درست ہے۔

## ترکِ صلوٰۃ باعثِ کفر

(۲۲۵۹) م جَابِرٌ بَیْنَ الْعَبْدِ وَبَیْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ۔

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بندے اور کفر کے درمیان نماز ترک کرنے سے کچھ فرق باقی نہیں رہتا۔

ف یعنی ایمان کی علامت نماز ہے جب آدمی نے عمداً نماز چھوڑی تو کفر میں اور اس میں کچھ فاصلہ نہ رہا کافر ہو گیا اور یہی مذہب ہے امام احمدؒ اور اسحٰقؒ اور عبداللہ بن مبارکؒ کا۔ اور امام مالکؒ اور شافعیؒ کے مذہب میں کافر نہیں ہو لیکن واجب القتل ہو گیا۔ اور زہریؒ اور امام اعظمؒ کے مذہب میں عمداً ترک نماز سے نہ کافر ہے نہ واجب القتل بلکہ جب تک کہ نماز نہ پڑھے اس کو مارنا اور قید کرنا چاہیے۔ تو امام اعظمؒ کے نزدیک اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ اگر انکار سے نماز ترک کرے تو سچا کافر ہے بہر صورت ترکِ نماز کفر ہے یا مشابہ کفر کے ہے مسلمان کو لازم ہے کہ اس کو آسان نہ سمجھے فرصت کو غنیمت جان کے جلد توبہ کرے اور نماز پر مستعد ہو جائے۔

* * *

## مدینہ میں وبا اور دجّال داخل نہ ہوگا

(۲۲۶۰) ق اَبُوْهُرَيْرَةَ عَلٰى اَنْقَابِ الْمَدِيْنَةِ مَلٰٓئِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنُ وَلَا الدَّجَّالُ۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مدینے کی راہوں پر فرشتے مقرر ہیں اس میں وبا اور دجال داخل نہ ہوگا۔

## خُدا کے دوست

(۲۲۶۱) خ اَنَسٌ وَاَبُوْهُرَيْرَةَ مَنْ اَهَانَ لِيْ وَيُرْوٰى مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ بَارَزَنِيْ بِالْمُحَارَبَةِ وَمَا تَرَدَّدْتُ فِيْ شَيْءٍ اَنَا فَاعِلُهٗ مَا تَرَدَّدْتُ فِيْ قَبْضِ نَفْسِ عَبْدِيَ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَاَكْرَهُ مَسَاءَتَهٗ وَلَا بُدَّ لَهٗ مِنْهُ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَيَّ عَبْدِيَ الْمُؤْمِنُ بِمِثْلِ الزُّهْدِ فِي الدُّنْيَا وَلَا تَعَبَّدَ بِمِثْلِ اَدَاءِ مَا افْتَرَضْتُهٗ عَلَيْهِ۔

بخاری میں انس و ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا خدا فرماتا ہے کہ جو میرے ولی کی حقارت اور ذلت کرے اور دوسری روایت یوں ہے کہ جو میرے ولی سے عداوت کرے تو اس نے البتہ میرے ساتھ لڑائی پر کمر باندھی اور کسی چیز میں جس کا میں کرنے والا ہوں مجھ کو تردد نہیں ہوتا جیسے اپنے بندے ایماندار کی روح قبض کرنے میں تردد ہوتا ہے وہ تو موت کو مکروہ جانتا ہے اور میں اس کے ملول ہونے کو مکروہ جانتا ہوں اور حالانکہ اس کو موت سے کوئی چارہ نہیں یعنی اس کو مرنا ضرور ہے اور میرے بندے ایماندار نے میری نزدیکی نہیں چاہی ترک دنیا کے برابر اور نہ میری بندگی کی فرض ادا کرنے کے برابر۔

**ف** ولی سے مراد متقی مومن ہے چنانچہ قرآن میں خدا نے فرمایا ہے کہ اولیاء اللہ پر کچھ خوف اور غم نہیں' اولیاء اللہ وہ ہیں جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے رہے اور یہ جو فرمایا کہ جیسا مجھ کو ایماندار کی موت میں تردد ہوتا ہے کسی چیز میں ویسا تردد نہیں ہوتا۔ ہرچند خدا تردد سے پاک ہے لیکن اس میں مزید رحمت کا بیان ہے یعنی ایمان کی برکت سے اور جوشِ رحمت سے مومن کے تردد کو خدا نے اپنی طرف نسبت کیا جیسے چوتھی حدیث میں بیماری' بھوک اور پیاس کو اپنی ذات پر نسبت فرمایا۔ پھر فرمایا کہ قربِ الٰہی کا کوئی طریقہ ترکِ دنیا سے بہتر نہیں اور کوئی عبادت ادائے فرض سے افضل نہیں یعنی جو اولیاء اللہ کی ایسی عزت سن کر ان کے برابر ہونے کا مشتاق ہو اس کو لازم ہے کہ اول دنیا سے بے تعلق ہو جائے پھر عبادت پر کمر باندھے اور نفل کی نسبت فرض عبادت پر زیادہ تر کوشش کرے اور یہ نہیں کہ فرض نماز میں تو مرغی کی طرح جلدی جلدی چونچیں ماریں اور پیر کے بتلائے وظیفے کو دو دو پہر پڑھیں۔

## عذاب قبر' فتنہ دجال اور گناہ و تاوان سے پناہ مانگنا

(۲۲۶۲) م عَائِشَةُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا الٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہوں مسیح دجال کے فتنے فساد سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کے فتنے سے' الٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں گناہ اور تاوان سے۔

**ف** زندگی کا فتنہ بیماری اور مال اور اولاد کا نقصان یا کثرت مال کی جو خدا سے غافل کرے یا کفر اور گمراہی اور موت کا فتنہ اس وقت کی شدت اور دہشت یا معاذ اللہ خاتمہ بد ہونا۔

غ صہ خ بخاری ج ۲ ص ۱۱۵۱ مسلم ج ۲ ص ۳۴۰ لیکن اعوذ بک من المأثم والمغرم کے الفاظ اس میں نہیں۔ (چشتی)

# وہ حدیثیں جو ہمیں صحیحین میں نہیں ملیں

## فتنہ کا بیان

(۲۲۶۳) ق جَابِرٌ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ عَمَلُ قَوْمِ لُوْطٍ
بخاری اور مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ بڑا خوف مجھ کو اپنی امت پر ڈر لگا ہے قوم لوط کے کام کا یعنی لونڈے بازی کا امت میں بڑا ڈر ہے۔

ف ابوداؤد میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تم اغلام کرتے دیکھو تو دونوں کو مار ڈالو۔

(۲۲۶۴) م ثَوْبَانُ اِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِيْ اُمَّتِیْ لَمْ يُرْفَعْ عَنْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔
مسلم میں ثوبانؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب سے میری امت میں تلوار ڈالی جاویگی تو امت سے قیامت تک نہ اٹھے گی۔

ف حضرتؐ بیٹھے تھے اور حضرت عثمانؓ اس طرف سے نکلے حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ شخص مظلوم مارا جائے گا پھر یہ حدیث فرمائی یعنی جب سے اس امت میں خونریزی اور فساد شروع ہوگا قیامت تک موقوف نہ ہوگا۔ یہ حدیث معجزہ ہے کہ جیسا حضرتؐ نے فرمایا اب تک ویسا ہی ہوا۔

## احسان کو حقیر نہ سمجھنا چاہیے

(۲۲۶۵) م اَبُوْ جُرَيٍّ الْهُجَيْمِیُّ لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا وَلَا تُوَاعِدْ اَخَاكَ مَوْعِدًا فَتُخْلِفَهٗ۔
مسلم میں ابوجری سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نیک کام اور احسان کو کوئی نیکی ہو کمتر اور تھوڑا نہ سمجھو یعنی ثواب سے خالی نہیں اور اپنے بھائی مسلمان سے ایسا وعدہ نہ کر کہ پھر اس کے خلاف کرے۔

## صبر و قناعت کی فضیلت

(۲۲۶۶) ق اَبُوْ سَعِيْدٍ مَا رُزِقَ الْعَبْدُ رِزْقًا اَوْسَعَ عَلَيْهِ مِنَ الصَّبْرِ۔
بخاری اور مسلم میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں دیا گیا بندہ کوئی روزی صبر سے زیادہ کشادگی اور وسعت میں۔

ف یعنی صبر اور قناعت کے برابر کوئی روزی نہیں اس واسطے کہ اگر قناعت نہیں تو کتنا ہی مال ہو حرص نہیں مٹتی شعر

اے قناعت تونگرم گرداں ٭ کہ ورائے تو ہیچ نعمت نیست

## قوم بنی ثقیف کے قیدی کے ساتھ برتاؤ

(۲۲۶۷) ق عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ لَوْ قُلْتَهَا وَاَنْتَ تَمْلِكُ اَمْرَكَ اَفْلَحْتَ كُلَّ الْفَلَاحِ قَالَهٗ لِاَسِيْرٍ مِنْ بَنِیْ عُقَيْلٍ اَصَابُوْا مَعَهَا الْعَضْبَاءَ فَاَدْنَفُوْهُ فَقَالَ اِنِّیْ مُسْلِمٌ۔
بخاری اور مسلم میں عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تو اس کو کہتا یعنی اسلام ظاہر کرتا اس حالت میں کہ تو اپنا اختیار رکھتا تھا تو نہایت چھٹکارا پاتا۔ یہ حضرتؐ نے قوم بنی عقیل کے قیدی کو فرمایا جس کے پاس اصحاب نے وہ اونٹنی پائی تھی جس کا نام عضبا تھا پھر اصحاب نے اس کو باندھا تو اس نے کہا کہ میں تو مسلمان ہوں۔

ف مصابیح میں عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ قوم ثقیف بنی عقیل سے ہم قسم تھی سو ثقیف کی قوم نے حضرتؐ کے دو اصحاب پکڑ رکھے۔ حضرتؐ کے اصحاب بنی عقیل کے ایک شخص کو پکڑ لائے اس شخص نے حضرتؐ سے کہا کہ

مجھ کو کیوں پکڑا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تو اپنے ہم قسم لوگوں کے بدلے گرفتار ہوا ہے جب حضرتؐ وہاں سے ہٹے تو اس نے کہا اے محمدؐ میں تو مسلمان ہوں تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی یعنی اگر حالتِ اختیار میں قید ہونے سے قبل تو اسلام ظاہر کرتا تو تیرے حق میں بہت بھلا ہوتا اب چھوٹ نہیں سکتا پھر حضرتؐ نے اسکو بدلا دیکر اپنے دونوں اصحاب قوم ثقیف کی قید سے چھڑائے۔

## جانوروں پر رحم کرنے کا حکم

(۲۲۶۸) م عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَفَلَا تَتَّقِی اللّٰہَ فِیْ ھٰذِہِ الْبَھِیْمَۃِ الَّتِیْ مَلَّکَکَ اللّٰہُ اِیَّاھَا فَاِنَّہٗ یَشْکُوْ اِلَیَّ اَنَّکَ تُجِیْعُہٗ وَتُدْئِبُہٗ قَالَہٗ لِرَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ حِیْنَ دَخَلَ حَائِطًا فَاِذَا فِیْہِ جَمَلٌ فَلَمَّا رَاٰہُ جَرْجَرَ وَذَرَفَتْ عَیْنَاہُ۔

مسلم میں عبداللہ بن جعفر بن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا تو کیا خدا سے نہیں ڈرتا اس جانور یعنی اونٹ کے مقدمے میں جس کو خدا نے تیری ملکیت میں دیا ہے سو البتہ وہ اونٹ تو مجھ سے گلہ کرتا ہے کہ تو اس کو بھوکا رکھتا ہے اور ہمیشہ اس سے محنت لیتا ہے۔ یہ حضرتؐ نے ایک انصاری مرد سے کہا جب حضرتؐ اس کے احاطے والے باغ میں گئے تو وہاں ایک اونٹ تھا جب اس اونٹ نے حضرتؐ کو دیکھا تو اس نے آواز کی اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہے۔

اونٹ کا بارگاہ رسالت میں شکایت کرنا۔

ف جب اونٹ رویا تو حضرتؐ نے محبت سے اس پر ہاتھ پھیرا اور پوچھا کہ یہ کس کا اونٹ ہے تب انصاری نے کہا کہ میرا ہے۔ تب حضرتؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ یہ حدیث معجزہ ہے کہ جانور بھی حضرتؐ کو پہچانتے تھے معلوم ہوا کہ بے زبان جانوروں پر بھی شفقت اور رحم کرنا واجب ہے جو رحم نہ کرے وہ گنہگار ہے عذاب کے لائق۔

## ام خالد بنت سعیدؓ کی فضیلت

(۲۲۶۹) خ اُمُّ خَالِدٍ بِنْتُ سَعِیْدِ بْنِ الْعَاصِ وَقِیْلَ بِنْتُ خَالِدِ بْنِ سَعِیْدٍ اَبْلِیْ وَاَخْلِقِیْ ثُمَّ اَبْلِیْ وَاَخْلِقِیْ ثُمَّ اَبْلِیْ وَاَخْلِقِیْ۔

بخاری میں ام خالد سعید بن عاص یا خالد بن سعید کی بیٹی سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا کرے تو پہن پھاڑے پھر خدا کرے تو پہن پھاڑے پھر خدا کرے تو پہن پھاڑے۔

ف ام خالدؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ کے پاس بہت کپڑے آئے ان میں ایک چھوٹی سیاہ لوئی تھی حضرتؐ نے فرمایا تم جانتے ہو کہ یہ میں کس کو پہناؤں گا اصحابؓ چپ رہے پھر حضرتؐ نے مجھ کو بلا کر اپنے ہاتھ سے پہنائی پھر یہ دعا دی۔

## حضرت جلیبیبؓ کی فضیلت

(۲۲۷۰) م اَبُوْ بَرْزَۃَ الْاَسْلَمِیُّ اَللّٰھُمَّ صُبَّ الْخَیْرَ عَلَیْھِمَا صَبًّا وَّلَا تَجْعَلْ عَیْشَھُمَا کَدًّا دَعَا بِہٖ لِجُلَیْبِیْبٍ وَّامْرَاَتِہٖ۔

مسلم میں ابو برزہ اسلمیؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا الٰہی ڈال دے ان پر مال کو اونڈیل کر اور نہ کر ان کی زندگی اور گذران کو تنگ اور محنت یہ دعا حضرتؐ نے جلیبیب اور ان کی بیوی کے حق میں کی۔

ف یہ میاں بیوی نہایت محتاج تھے اس واسطے حضرتؐ نے ان کے واسطے فراغت کی دعا کی۔

## جانور کا عاریت پر دینا جائز ہے

(۲۲۷۱) م جَابِرٌ حَلْبُھَا عَلَی الْمَاءِ وَاِعَارَۃُ دَلْوِھَا وَاِعَارَۃُ فَحْلِھَا وَمَنِیْحَتُھَا وَحَمْلٌ عَلَیْھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَہٗ

مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اونٹنیوں کا دودھ دوہنا پانی پر اور ان کے ڈول کو مانگے دینا اور نر اونٹ کو عاریت دینا یعنی اونٹنی گابھن کرنے کے واسطے اور محتاجوں کو اونٹ دینا دودھ پینے

لِرَجُلٍ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا حَقُّ الْاِبِلِ

کے واسطے اور اونٹوں پر بوجھ رکھنا جہاد میں یعنی غازی کو سوار کرنا یا اسباب لادنا۔ یہ حضرتؐ نے اس مرد سے فرمایا جس نے کہا یارسولؐ اللہ اونٹ رکھنے کا کیا حق اور کون کون چیز مالک کو مناسب ہے۔

**ف** عرب کا دستور تھا کہ جب تالاب یا کنوئیں پر اونٹوں کو پانی پلاتے تو دودھ دوہتے اور محتاجوں کو دیتے۔

## جنگ تبوک کا ذکر

(۲۲۷۲) **ق** اَبُوْحُمَيْدِنِ السَّاعِدِيُّ سَتَهُبُّ اللَّيْلَةَ رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ فَلَا يَقُمْ فِيْهَا اَحَدٌ فَمَنْ كَانَ لَهُ بَعِيْرٌ فَلْيَشُدَّ عِقَالَهُ قَالَهُ بِتَبُوْكَ۔

سخت آندھی چلنے کی پیشگوئی

بخاری اور مسلم میں ابوحمید ساعدیؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ آج کی رات عنقریب ہے کہ ایک سخت آندھی چلے گی تو اس میں نہ کوئی کھڑا رہے سو جس کے پاس اونٹ ہو تو چاہیے کہ اس کا زانو بند مضبوط باندھے یہ حضرتؐ نے تبوک میں فرمایا۔

**ف** نویں سال ہجری ملک شام میں حضرت جنگ تبوک میں گئے سو وہاں ایک رات یہ حدیث فرمائی چنانچہ نہایت سخت آندھی اسی رات چلی۔ ایک شخص کھڑا تھا اس کو آندھی نے اڑا کر طے کے پہاڑ پر ڈالا۔ ملک طے اور تبوک میں کئی دنوں کی راہ ہے۔